نہج البلاغہ

حمایت اہلبیت وقف (رجسٹرڈ) ۱۰ ریلوے روڈ لاہور

انا مدینۃ العلم و علی بابھا

ترجمہ

نہج البلاغہ

ناشر: شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

انا و علی من نور واحد

نہج البلاغہ

ترجمہ و حواشی

جامع نہج البلاغہ علامہ سید شریف رضی رحمہ اللہ تعالیٰ

قلمی معاونین

* سید العلماء الحاج علامہ سید علی نقی صاحب قبلہ لکھنوی
* علامہ سید محمد صادق صاحب قبلہ لکھنوی آل نجم العلماء
* علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ لکھنوی
* الحاج علامہ محمد بشیر صاحب قبلہ انصاری
* الحاج مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی
* الحاج علامہ مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ فاضل لکھنوی
* مولانا سید ظلِ حسنین صاحب قبلہ زیدی سرسوی
* مولانا غلام محمد ذکی صاحب قبلہ سرورکوٹی

(حیدری پریس لاہور)

عنوان

نہج البلاغہ

- ☆— فرمان
- ☆— نذر امیر المومنین علیہ السلام
- ☆— مقدمہ نہج البلاغہ
- ☆— استناد نہج البلاغہ
- ☆— امیر المومنینؑ کی علمی خدمات
- ☆— امیر المومنینؑ اور علم غیب
- ☆— سوانح امیر المومنین علیہ السلام
- ☆— خُطبات
- ☆— مکتوبات
- ☆— ارشادات
- ☆— خُطبہ لغیر الف

المرجع الديني الاعلى زعيم الحوزة العلمية سماحة آية الله العظمى الحاج السيد ابو القاسم الخوئي دام ظله

دارالتبلیغ اسلامی

فرمان

حجۃ الاسلام آقائے سید محمد کاظم شریعتمدار مدظلہ العالی اعظم، قم

نہج البلاغہ اقوال و خطبات باب مدینۃ العلم، امام المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے آراستہ ہے، سید ابوالحسن محمد رضی رضوان اللہ تعالےٰ علیہ ایسی شخصیت نے تنظیم کیا جو دین مقدس اسلام و مذہب شیعہ جعفری کا شاہکار ہے۔ نہج البلاغہ، مسائل علمی، ادبی، اجتماعی، اخلاقی اور سیاسی کا بے کنار ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، بے چین اور مضطرب دنیا کے لئے شمع ہدایت، یوں کہدیا جائے کہ کلام الامام امام الکلام یا مدینۃ العلم کا ترجمان، الغرض بعد از کلام ربانی سعادت و علم و دانش کا سرچشمہ اگر ہے تو خطبات علی علیہ السلام، کیوں نہ ہو؟ ہمارے لئے حضرت علی علیہ السلام کی ذات والاصفات سرمایہ حیات ہے جو منصوص من اللہ، جس کے بارے میں "الحق مع علی و علی مع الحق" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما کر مہر حقانیت ثبت کر دی ہو، جس کی حقانیت کا اقرار اپنوں نے ہی نہیں کیا غیروں نے بھی کیا ہے سارے کاش! آج کے پراگندہ افراد، ارشادات علی کی افادات سے مطلع ہوتے تو مفسدہ کا وجود نہ ہوتا۔

اس کتاب مقدس نہج البلاغہ کی ترجمانی ہر زبان اور مبصر سے اگر ہو تو پھر بھی کم ہے۔ آیات قرآنی کے ساتھ نہج البلاغہ کا مطالعہ ہر فرد کے لئے ضروری ہے جو موسسہ بھی اس امر کو بروئے کار لاتا ہے وہ قابل ستائش اور لائق تعاون ہے۔

مومنین اس کتاب مقدس کا بغور مطالعہ فرمائیں اور علم و اخلاق حسنہ سے اپنے آپ کو آراستہ کریں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی طاغوتی حملوں سے محفوظ و مامون رہیں۔ خداوند متعال مترجم اور ناشر ہر دو کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۲۹ رجب المرجب ۱۳۹۴ھ

سید محمد کاظم شریعتمدار

نذرِ امیرالمومنین علیہ السلام

عرصہ سے دلی خواہش تھی کہ کتاب مستطاب الموسوم بہ "نہج البلاغہ" کا سلیس عبارت اور پسندیدہ انداز میں ترجمہ کرا کر ہدیہ کروں تاکہ تشنہ کامان علوم و معرفت لنگر آسمان و زمین حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے کلام ہدایت التزام سے صحیح معنیٰ میں استفادہ کر سکیں اور مجھے بھی دربار جناب امیرؑ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ میں نے ترجمہ کے کام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے دیرینہ محسن عارف اہلبیتؑ طاہرین عالی جناب علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ لکھنوی کی ذات ستودہ صفات کو منتخب کیا علامہ موصوف نے میری درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ترجمہ کے کام کو انجام دینا اپنے لئے سعادت دارین تصور کیا اور اپنی گوناگوں مذہبی و قومی مصروفیتوں اور پیرانہ سالی کے باوجود نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ خطبات کے ترجمہ اور حواشی کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور ان تمام خامیوں کو جو نہج البلاغہ کے دوسرے ترجموں اور حواشی میں پائی جاتی ہیں درست کر دیا ہے مکتوبات اور ارشادات کے ترجمہ کا کام فاضل جلیل مولانا غلام محمد ذکی صاحب سرور کوٹی نے باحسن طریق انجام دیا ہے۔ اس کتاب مبارکہ کی تزئین کے لئے چند اکابر علماء کے مضامین عالیہ شامل کئے گئے ہیں۔ میں نے اس کتاب مبارکہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی مثالیہ سوانح حیات بھی شامل کی ہے اس کی تالیف و تدوین کا کام عالی جناب خطیب آلِ محمدؐ مولانا مولوی سید ظلِ حسنین صاحب قبلہ زیدی سرسوی مصنف کتاب "مشکل کشائے عالم" نے انجام دیا ہے۔ موصوف نے سوانح مبارکہ میں یہ التزام برقرار رکھا ہے کہ ہر شعبہ حیات میں مولائے کائنات کے کمالات و تصرفات باطنیہ نمایاں رہیں اور جس طرح آپؑ کا کلام تحت کلام الخالق و فوق کلام البشر ہے اسی طرح آپ کی ذات اقدس مافوق البشر اور مظہر کمالات قدرت ہے

ھا علی بشر کیف بشر ربہ فیہ تجلی و ظہر

مجھے اس امر کی روحانی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ بتائید ایزدی یہ کتاب مستطاب ایک عمدہ ترجمہ کے ساتھ اعلیٰ آفسٹ طباعت کی صورت میں منظر عام پر آ رہی ہے صحت کتابت کی طرف پوری پوری توجہ دی گئی ہے تاہم کتابت اور طباعت کی اگر غلطیاں پائی جائیں تو قارئین کتاب مطلع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔ میں قلمی معاونت پر اپنے کرمفرماؤں کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں۔ ان حضرات کو خامہ فرسائی کا اجر دربار خدا و رسولؐ سے ملے گا اور ملکر رہے گا۔

خاکپائے آلِ نبیؐ: (الحاج) ملک صادق علی عرفانی مدیر اعلیٰ اخبار "شیعہ" لاہور

الحاج ملک صادق علی عرفانی مدیر اعلیٰ "شیعہ" — لاہور

عمدۃ العلماء مولانا سید محمد صادق صاحب قبلہ نکھنوی آل سرکار نجم العلماء؛

مقدمہ

نہج البلاغہ

حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں کا یہ گراں قدر مجموعہ جسے علامہ رضی علیہ الرحمہ کی کاوشوں نے تالیف کا پیراہن پہنایا ہے نہ صرف عربی ادب کا خزانۂ عامرہ، قرشی فصاحت و بلاغت کا نازل معجزہ، اور علم معانی و بیان کی بہترین خوبیوں کا سلیس و شفاف سرچشمہ ہے بلکہ اس کی گود میں وہ سب کچھ موجود ہے جو دنیا کی تمام حکمت و فلسفہ تدبیر منزل و سیاست مدن معاشیات و اقتصادیات جیسے اہم موضوعات کو اپنا سرنامۂ بحث قرار دینے والی بسیط کتابوں میں مجموعی طور پر بھی موجود نہیں۔

یونان کی سرزمین پر نشو و نما پانے والے فلسفہ نے اپنے اقدامات کی ہمہ گیری اور اپنے حقائق کائنات کا کھوج لگانے والے مشہور فلسفیوں کی حکیمانہ موشگافیوں سے ثقافتی ارتقاء کا جو سنگِ بنیاد رکھا، اور اس سے نہ کسی کو انکار ہے نہ ہو سکتا ہے، بلا شبہ افلاطون و سقراط نے انسانی تفکر و ادراک کی تنظیمات کے لئے جو کچھ کیا ہے اُس نے علمی حیثیت سے رہتی دنیا تک کے لئے اُن کو اس زندگی کا مالک بنا دیا جسے زمانہ کے انقلابات و تغیرات کی تیز سے تیز ہوائیں بھی فنا کرنے پر قادر نہیں، اُن کی تحقیقات حکمت کے وہ روشن منارے ہیں جن سے تحقیق کی وادیوں میں بھٹکنے والے بہت کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، سحبان کی بلاغت عربی تاریخ کا ایک ناقابلِ انکار ذخیرہ ہے، سلمائے عرب کی آرائش اور اس کی زلفوں کے سنوارنے میں عرب کی اس مشہور زمانہ شخصیت کی کارگزاریاں وہ حیثیت اختیار کر چکی ہیں جہاں کسی بہترین مذاق ادب رکھنے والے کے لئے جب بھی تشبیب کی منزل درپیش ہوتی ہے تو اس موقع پر خیال کا اس کی جانب متوجہ نہ ہونا ناممکن سی بات ہو جاتی ہے عمرابن کلثوم، زہیر، نابغہ اور امرء القیس جیسے شعراء کی نازک خیالیاں اور جادو بیانیاں اُن کی دماغوں پر اثرانداز ہونے والی بہترین تشبیہیں اور واقعات کو دل و دماغ پر چھا جانے والی محاکات کے طاقت سے کھینچ دینے والی صلاحیتیں یہ بھی مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کے اشعار کی طاقتیں وہ تھیں جن کے سامنے نیزوں کی شرارہ خیزانیاں، تلواروں کی چمکتی ہوئی تیز دھاریں، تیروں کے سنگ خارا کے دل میں پیوست ہو جانے والی نوکیں بھی اپنی شکست کا اعتراف کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ لیکن یہ میرا دعویٰ

یہی نہیں بلکہ ایک واضح حقیقت ہے کہ عرب کے سرمایۂ ناز و افتخار ادیب خواہ انہوں نے جاہلیت کے آغوش میں پرورش پائی ہو یا اسلام کے افقِ فاران سے طالع ہونے والے آفتاب کی زرپاش کرنوں سے نورانیت کا اکتساب کیا ہو اُن کی تحریریں سلامت و روانی سجع و ترصیع، تخییل و محاکات اور بیان کو سحر کا مرتبہ عطا کر دینے والی تمام معانی و بیان کی خوبیوں کی حامل ہونے کے باوجود حکمت و فلسفہ کے ان قیمتی درسوں کی اُس طرح حامل نہیں جس طرح یونانی فلسفہ کے مصنفات ان سے مالا مال نظر آتے ہیں، یونہی افلاطون و سقراط کی فلسفی نکتہ آفرینیاں اُن کے چمنستان تحقیق کے پھولوں کی رنگینی اُس شاعرانہ لطافت تعبیر کے حسن و جمال سے تہیدست نظر آتی ہے جس نے عربی ادب کے خد و خال کو اتنا سج دیا کہ اس کی ہر تشبیہ کو سحر حلال سے تعبیر کیا جانا ممکن ہے، اگر کسی مقام پر دونوں چیزیں موجود ہیں تو وہاں اخلاقیات غائب ہیں، یہ بھی ہے تو میدان جنگ میں فوجوں کی کمان کرنے کے قواعد، عسکری اصول و ضوابط، سپاہیوں کو بہتر سپاہی کیوں کر بننا چاہیئے، اس کی تشریحات فوجی ترتیب کے آئین، جن کا ایک واعظ منبر نشین سے بظاہر کوئی قریبی تعلق نہیں، ان کا نمایاں طور پر فقدان ہے یہ سب کچھ مان لیجئے مگر اسے تو بہر طور تسلیم ہی کرنا ہوگا کہ مستقبل کے حوادث پر یقینی طور پر حکم لگانا اور اس کے متعلق ظن و تخمین سے نہیں بلکہ واقع حیثیت سے اطلاعات کا فراہم کرنا یہ کوئی معمولی بات نہیں اور ممکن کی سطح ظاہر تک پہنچ کر رک جانے والی نگاہ کا مستقبل کے پردوں کو اٹھا کر کوئی ایسا حقیقت آگیں انکشاف پیش کرنا جسے حرف بحرف مستقبل صحیح ثابت کر دے شاید اس سے دنیا کی کوئی ہستی انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے گی کہ یہ کام غیبی طاقت کی پشت پناہی کے بغیر قطعی ناممکن ہے۔ اب ان امور کو سامنے رکھتے ہوئے کسی ایسے مرکز کی تلاش جہاں یہ تمام چیزیں آپ کو پورے کمال کے ساتھ موجود نظر آئیں کتنی دشوار گذار منزل ہوگی یہ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں، یہاں پہنچنے کے بعد افلاطون و ارسطو جیسے مشاہیر فلسفہ کے حکمی مؤلفات عربی فصاحت و بلاغت کے سرمایہ فخر و ناز افراد کے بہتر سے بہتر صحیفے عسکری نکات کی طرف رہنمائی کرنے والے اعلیٰ سے اعلیٰ مصنفات سب پیچھے ہٹتے نظر آئیں گے اور صرف ایک مجموعہ ساری دنیا میں آپ کو نظر آئے گا جو ان پاشاں امتیازات، متفرق خصائص اور بکھرے ہوئے فضائل کا شیرازہ بند کہا جا سکے، اور وہ اسلام کے سب سے بڑے فلسفی، جزیرۃ العرب کے بزرگ ترین اخلاقی رہنما کائنات کی عظیم ترین شخصیت فرزند ابوطالب حضرت علی علیہ السلام کے خطب و ارشادات کا مجموعہ "نہج البلاغہ" ہوگا، یہ مجموعہ اپنی ادبی زور فصاحت و بلاغت کے سحر کارانہ اثر اور اپنی مسلم الثبوت امتیازی خصوصیات کی بنا پر جو درجہ رکھتا ہے اس کے متعلق اتنا تحریر کر دینا کافی ہے کہ اُسے اپنے ہوں یا غیر، یگانے ہوں یا بیگانے، موافق ہوں یا مخالف، سب نے تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق یعنی خالق کائنات کے معجز نما کلام قرآن مجید سے مرتبہ میں کم، اور ساری دنیا کے کلام سے مرتبہ میں بلند و بالا تسلیم کیا ہے۔ اس میں طبعیات و مابعد الطبعیات الٰہیات و ریاضیات، معاشیات و نفسیات، اخلاق و حکم، مواعظ و عبر تدبیر منزل و سیاست مدن، فلکیات و ارضیات حال و مستقبل کے متعلق جن گرانقدر خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ اس دنیا کی اس سب سے بڑی شخصیت کی ذہنی صلاحیتوں کو برافگندہ نقاب کرنے کے لئے کافی ہے

نہج البلاغہ کی جامعیت

اوپر اجمالی طور پر جو کچھ تحریر کیا جا چکا ہے اُس سے آپ نہج البلاغہ کی جامعیت کے متعلق فیصلہ کرنے میں کافی مدد حاصل کر سکتے ہیں لیکن یہ بیان چونکہ ایک ہلکی سی تشریح مقصود ہے اس لئے اِسے ایک مستقل سُرخی کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ کون کون سے موضوعات ہیں جن کے متعلق اِس کتاب میں سیر حاصل مواد مہیا کیا گیا ہے اس کا استقصار تو بہت دشوار ہے لیکن سرسری طور پر اس کی فہرست ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

علم الالٰہیات

خارج و ذہن دونوں منزلوں میں مادّہ کی ضرورت سے بے نیاز موجودات کی حقیقتوں کا جائزہ لیکر اُن کی پردہ پوش حالتوں پر بحث و تمحیص کرنا یہی علم الٰہیات کا موضوع ہے اور اس میں حقائق دشوار ہیں اُنہیں آپ معمولی سے غور و فکر کے بعد محسوس کر سکتے ہیں۔ نظری چیزیں محتاج تفصیل ہوتی ہیں مگر یہ چیز تو بدیہی اور بالکل بدیہی ہے کہ مادہ سے کنارہ کش دُنیا مادہ کی پہلو نشین دنیا سے بھی وسعت میں زیادہ ہے، مفاہیم کی گنجان آبادی حقائق علمیہ و عملیہ کے حسین چہرے اور وہ بیشمار حقائق جو ذہنی و مادی وجود میں مادّہ کی کوئی احتیاج نہیں رکھتے ان کا دائرہ وسیع اور بے انتہا وسیع ہے اور اُس کے اندر صرف خالق کائنات کی ہستی اپنی ثبوتی و سلبی صفتوں سمیت ہی نہیں بلکہ فلک کی ماہیت جنّت و نار کی حقیقت، عرش و کرسی وغیرہ کی معلومات سبھی داخل ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ اس مقدّس صحیفہ میں ان میں سے جس چیز کے متعلق آپ تلاش کیجئے آپ کو اتنا مواد دستیاب ہوگا جس سے بسیط سے بسیط تالیف کا مرتب ہو جانا ممکن ہو سکے گا۔ اجمالی طور پر ذیل میں جو فہرست درج کی جا رہی ہے وہ اس دعوے کا مکمل ثبوت فراہم کر دے گی۔

اللہ کیا ہے؟ علم معانی و بیان کی سیر کرنے والے بخوبی واقف ہیں کہ اطناب یعنی کسی مطلب کو زیادہ سے زیادہ الفاظ میں ادا کرنا، ایجاز یعنی کم سے کم لفظوں میں اسی مطلب کو ادا کرنے سے درجہ کے لحاظ سے پست حیثیت خیال کیا گیا ہے، ایک خطیب یا انشاپرداز کے لئے اپنے مطلب کو بسط دے کر بیان کرنا نسبتاً اس سے آسان ہے کہ اُسے سمیٹ کر کم سے کم لفظوں میں ادا کر دیا جائے، وہی مفہوم جسے تعبیرات کی فراوانی و الفاظ کی دلپذیر کثرت سے سو صفحوں میں ادا کیا جاتا ہو اگر سمیٹ کر ایک سطر میں اس طرح ودیعت کر دیا جائے کہ مخاطب اُسے پوری طرح سمجھ لے تو اُسے حسنِ ادا کا بہترین شاہکار سمجھنا چاہیئے۔ علم کلام اسلامی علوم کا گلِ سرسبد ہے اور اس کے متعلق ایک دو نہیں سینکڑوں ہزاروں کتابیں تالیفات کی صف میں موجود نظر آتی ہیں جن میں واجب الوجود کی حقیقت پر محققانہ انداز میں افادات پیش کئے گئے ہیں اور اس پر ایک دو نہیں ہزاروں صفحات کو سیاہ کر دیا گیا ہے، مجھے اس سے انکار نہیں کہ متکلمین کی یہ کاوشیں قابل صد تحسین و آفرین ہیں، اور انہوں نے چمنستانِ افادات میں رنگا رنگ تحقیقات کی جو پُر بہار روشیں بنائی ہیں وہ ان کے بہترین سلیقہ، ترتیب کی آئینہ دار ہیں، مگر گلشن کلام کے لاکھوں پھولوں کی پنکھڑیوں کو ایک پھول میں جمع کر دینا وہ مشکل مرحلہ تھا جہاں بادیہ پیمائے فکر کے قدم ڈگمگا رہے تھے اور دست و بازوئے بیان اس کے متعلق اپنی بے بسی کا اظہار کر رہے تھے لیکن خطیب منبر سلونی نے اس کو اس طرح آسان و سہل طریقہ پر انجام دے دیا کہ اطناب ایجاز کے قدموں

پر سجدے کرتے نظر آنے لگا، کل مقامات کا استقصاء تو بہت دشوار ہے صرف چند چیزیں ملاحظہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں:

نہج البلاغہ صفحہ ۱۶۱ پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ: اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له الاول لا شئ قبله والآخر لا غاية له لا تقع الاوهام له على صفة ولا تعقد القلوب على كيفية ولا تناله التجزية والتبعيض ولا تحيط به الابصار والقلوب (ترجمہ) "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، وہ ایسا اوّل ہے کہ کوئی شے اس سے پہلے نہیں، اور ایسا آخر ہے کہ کوئی اُس کی حد نہیں، انسانی اوہام اُس کی کیفیات کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں اور تقسیم اُس تک پہنچ نہیں سکتی، دل اُس کا ادراک اور آنکھیں اُس کا نظارہ نہیں کر سکتیں"۔

یونہی ایک اور مقام پر پھر ارشاد ہوتا ہے: الحمد لله الدال على وجوده بخلقه وبمحدث خلقه على ازليته وباشتباههم على ان لا شبه له لا تستلمه المشاعر ولا تحجبه السواتر لافتراق الصانع والمصنوع والحاد والمحدود والرب والمربوب الاحد بلا تاويل عدد والخالق لا بمعنى حركة ونصب والسميع لا باداة والبصير بلا تفريق آلة والشاهد لا بمماسة والبائن لا بتراخي مسافة والظاهر لا برؤية والباطن لا بلطافة عالم اذ لا معلوم ورب اذ لا مربوب وقادر اذ لا مقدور۔

ترجمہ: "تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے سزاوار ہیں جو اپنے وجود پر اپنے مخلوقات کے ذریعہ دلیل قائم کرنے والا اور فنا پذیر کائنات سے اپنی ازلیت کا ثبوت فراہم کرنے والا، ان کے صاحب مثل و نظیر ہونے سے یہ بتلانے والا ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں ہے، اُس کو حواس چھو نہیں سکتے، پردے چھپا نہیں سکتے، وہ ایک ضرور ہے مگر عددی حیثیت سے نہیں خالق ہے مگر حرکت و تعب کے بغیر، سنتا ہے مگر کان کے واسطے نہیں، دیکھتا ہے مگر آنکھ کے ذریعہ سے نہیں، پاس تو ضرور ہے مگر جسمانی اتصال کے ساتھ نہیں، جدا ہے مگر بعد مسافت اُس کے ہمارے مابین حائل نہیں، ظاہر ہے مگر دیکھا نہیں جا سکتا، مخفی ہے مگر لطیف ہونے کی جہت سے نہیں، وہ جب کوئی جاننے والی چیز نہ تھی، اُس وقت سے جانتا ہے، اور جب کوئی پرورش کیا جانے والا نہ تھا اُس وقت سے پرورش کنندہ ہے اور جب کوئی متعلق قدرت چیز نہ تھی اُس وقت سے قادر ہے"۔

یہ ایک ہلکا سا پرتو ہے اُس تجلی کا جو اُفق الہیات پر ضیا بار ہو کر معرفت کی شب تاریک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روشن بنا گئی ذرا بنظرِ تعمق ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو صاف محسوس ہو جائے گا کہ ایک دو نہیں بیسیوں کلام کے اتنے پیچیدہ مسائل تھے جن کو اس مختصر سی عبارت نے اتنا واضح کر دیا کہ جس کے بعد مزید تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

تفصیل کے ساتھ اُن حقائق کی باریکیوں کا جائزہ لینے میں تو بہت وقت صرف ہو گا جو اس مختصر سی عبارت میں بہترین حسن و خوبی سے جمع کئے گئے ہیں صرف اجمالی طور پر اندازہ کیجئے:

اللہ کا کوئی شریک نہیں اور نفی اُس چیز سے کی جاتی ہے جو کسی ہستی و وجود کی مالک ہو اس لئے وہ ہے، وہ مرکب

نہیں، وہ قابلِ روایت نہیں، وہ ازلی بھی ہے ابدی بھی، وہ قریب ہے اُس طرح جس طرح علت و معلول میں نزدیکی ہوتی ہے نہ اُس طرح جس طرح دو جسم ایک دوسرے سے متصل ہوں وہ باعتبارِ جسم بعید ہے مگر یہ بُعد بھی بے تعلقی کے ساتھ نہیں، کیا یہ تمام مسائل جن کے گیسوؤں کی آرائش کلام کے شانہ کشوں کا کام ہے اس عبارت میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود نہیں؟

علم کلام کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ خدا میں صفات زائدہ کا وجود نہیں اس لئے کہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ صفاتِ زائدہ کے لئے دو ہی صورتوں کا اقرار کرنا ممکن ہے، یا انہیں واجب تسلیم کیا جائے گا یا ممکن، کیونکہ کسی کا واجب و ممکن دونوں کی حدوں سے خارج ہونا عقلاً ناممکن ہے اس مسئلہ کو ماننے کے بعد صفاتِ زائدہ کو اگر واجب مانا جائے گا تو تعدد قدماء کی شکل درپیش ہوگی، اور اگر انہیں ممکن مانا جائے گا تو ان کا حادث ہونا ناگزیر فرض کرتے ہوئے خدا کو محل حوادث فرض کرنا پڑے گا اور یہ چیز بھی اپنے مقام پر باطل قرار دی جا چکی ہے، اس پیچیدہ مسئلہ کو نہج البلاغہ میں کس حُسن و خوبی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ملاحظہ ہو: اول الدین معرفته وکمال معرفته التصدیق به وکمال التصدیق به نفی الصفات عنه الشهادة کل صفة انها غیر الموصوف وشهادة کل موصوف انه غیر الصفة۔ "دین کی پہلی منزل اس کی معرفت ہے، معرفت کا کمال اس کی تصدیق ہے، تصدیق کا کمال اُس سے صفات کی نفی کرنا ہے کیوں کہ ہر صفت موصوف کی غیر اور ہر موصوف صفت کا غیر ہوتا ہے بنا بریں صفات زائدہ کے فرض کرنے کا مطلب خدا کو صفات کے پہلو نشین ماننے کے مرادف ہوگا اور ایسا فرض کرنے کا صریحی مطلب یہ ہوگا کہ اُسے تقسیم کے قابل مان لیا جائے اور تقسیم اس کے لئے ناممکن ہے۔" ایجاز و اختصار کے ساتھ اتنے اہم مسئلہ کو اتنے حسین استدلال کے ساتھ ثابت کر دینا ہی وہ چیز ہے جسے اس اہم کتاب کے خصوصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔

واجب الوجود اجزاء سے بَری ہے

یہ بھی علم کلام کا اہم ترین مسئلہ ہے اور اس کی وجہ دوسری بڑی بڑی دلیلوں سے قطع نظر کرتے ہوئے بالکل واضح اور مختصر یہ ہے کہ تجزی مستلزم امکان ہے اور اللہ منزل امکان سے بلند ہے اس مسئلہ کے متعلق حضرت کا سابق افادہ "لا تنالہ التجزئة" یہ بتانے کے لئے بہت کافی ہے کہ خدا اجزاء سے بلند و بالا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ الہیات کے متعلق حضرت کے نیستان افادیت کی گہر باریاں وہ ہیں جنہوں نے تفکر و تعقل کے خزانے کو اتنا مالا مال کر دیا ہے کہ اُسے دوسرے کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی ضرورت نہیں۔

رسولِ کریمؐ کی حقیقی منزلت

الہیات میں توحید اور اُس کے متعلقات کے بعد دوسرا مرتبہ رسالت کا ہے اس میں متکلمین کی جماعت کو قدم قدم پر جن جن اُلجھنوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اُن کے قدموں نے جن جن مقامات پر ٹھوکریں کھائی ہیں اُن کی فہرست بہت طولانی ہے، مختصر یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کی سیرت کا نقشہ کھینچنے والے قلموں کی گردش نے نبوت کے جو خط و خال پیش کئے ہیں ان کو دیکھنے کے بعد نبوت کا درجہ عام بشریت کے درجے سے بہت زیادہ اونچا نظر نہیں آتا، بانیٔ اسلام کے اجداد کی شرک پرستی و صنم نوازی، پیغمبر اسلام کی وہ بلند شخصیت جس کی روحانی

طہارت اُس نقطۂ کمال تک پہنچی ہوئی تھی جہاں اپنے ہوں یا غیر مسلم ہوں یا غیر مسلم سب اُس کا اعتراف کرنے پر مجبور تھے، جس کو قرآن نے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی کے زیور سے آراستہ کر دیا تھا جس کا عرب کے متعصب افراد تک لوہا مانتے ہوئے تھے اُس کے متعلق سوادِ اعظم کے وسیع النظر سیرت نگاروں اور متبحر متکلموں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اُن افادات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جس کو نہج البلاغہ کے صفحات پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰۱ فاخرجہ من افضل المعادن منبتا واعز الارومات مغرسا من الشجرۃ التی صدع منھا انبیاءہ وانتخب منھا امناءہ عترتہ خیر العتر واسرتہ خیر الاسر وشجرتہ خیر الشجر فھو امام من اتقی وبصیرۃ من اھتدی سراج لمع ضوءہ وشھاب سطع نورہ وزند برق لمعہ سیرتہ القصد وسنتہ الرشد وکلامہ الفصل وحکمہ العدل۔

(ترجمہ:) "پیغمبر اسلام کا حسب و نسب بہترین حسب و نسب، اُن کی عترت بہترین عترت تھی وہ پرہیزگاروں کے رئیس اور طالبانِ ہدایت کے رہبر تھے، اُن کی سیرت میانہ روی، اُن کی سنّت رشد و ہدایت، اُن کا کلام حق و باطل کے مابین فیصلہ کُن، اُن کے احکام مبنی بر انصاف تھے۔" اس مختصر سی عبارت میں نبوّت کے متعلق جو پاکیزہ خیالات پیش کئے گئے ہیں اُن سے آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ نبوّت کا معیار کتنا بلند ہے، اِس کے بعد قیامت کے متعلق اگر ملاحظہ فرمانا ہو تو سب سے پہلا خطبہ جس میں خلقتِ آدم کا تذکرہ فرمایا گیا ہے یا پھر خطبۂ اشباح کو اُٹھا کر ملاحظہ فرمایئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ نہج البلاغہ میں اِن امور کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ اتنا ہے کہ جس کے بعد ان مباحث کے متعلق دیگر کتب و اسفار کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

طبعیات و ریاضیات

علم ریاضی کے ماہرین اور طبعیات کے واقف کاروں نے صدیوں کی محنتوں اور عرق ریزیوں کے بعد ان علوم کے متعلق جن حقائق کا انکشاف کیا ہے اُن میں سے کوئی ایک حقیقت بھی ایسی نہیں جسے جزیرۃ العرب کے فلسفیٔ اعظم، چشم و چراغ ابوطالب حضرت علی علیہ السلام نے اب سے تیرہ سو سال قبل دنیا کے سامنے پیش نہ کر دیا ہو، ہم نے خطبۂ اشباح کے حاشیے پر اُن کے متعلق ضروری تبصرے پیش کر دیئے ہیں اور اُس مقام پر ناظرین ان کا مطالعہ کرنے کے بعد بیش قیمت معلومات حاصل کر سکتے ہیں، پھر نہج علیحدہ علیحدہ سرخیاں قائم کر کے کہاں تک تبصرہ کیا جائے مختصر یہ ہے کہ نہج البلاغہ علوم و فنون کا وہ مقدس وادی ہے جس کے اندر کلیم منبر عصمت حضرت علی کے افادات کی تجلیاں ہر طرف نور پاشی نظر آتی ہیں معلومات کا وہ پاک سرچشمہ ہے جس سے ہر علم کے تشنہ کام اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں حکمت و فلسفہ کا وہ روشن مینار ہے جس کے دامن تجلّی کی چھوٹ زندگی کے ہر شعبہ کو درخشاں بنا رہی ہے اور اُس کے دامن میں وعظ و نصیحت، قیادتِ عسکر، ملکی انتظامات، شخصی فرائض، منزلی و تمدنی ... تمام چیزیں مجتمع نظر آتی ہیں۔

نہج البلاغہ کا اعجاز

دنیا کے تمام انشا پردازوں منبر نشین خطیبوں اور فلسفہ و حکمت، شعر و شاعری، اخلاق و آداب

وعظ و نصیحت جیسے موضوعات پر اظہار خیال کرنے والوں کے افکار کا جائزہ لیجئے اور اس حقیقت سے قطع نظر کرتے کہ طبقات کے اختلاف اور زمانوں کے تفرقوں نے ان کے انداز تعبیر پر کیا کیا اثر ڈالے ہیں، اُن کی تصنیفات کا غائر نظر سے مطالعہ فرمائیے تو آپ کو یہ حقیقت نمایاں طور پر کارفرما نظر آئے گی کہ کارساز فطرت نے اُن میں سے ہر ایک کو اُس کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق ایک مخصوص ذوق سے سرفراز فرمایا ہے، کسی کے خزانۂ استعداد میں مقالات نگاری کے جوہر ودیعت کیے ہیں تو کسی میں مکاتیب و مراسلات پر خامہ فرسائی کی بہترین قابلیت، کسی کی علمی آغوش کو نثر نگاری کے امتیاز سے مالا مال کیا ہے تو کسی کے فانوس کمال میں نظم کی درخشاں شمعیں روشن کی ہیں، کسی کے سپہر فضیلت پر طبیعاتی مسائل کے گوشوں پر چھوٹ ڈالنے والے مہر و ماہ کو سرگرم ضیا باری بنایا ہے تو کہیں میکدۂ ہیئت و ہندسہ علم ریاضی کا ذوق رکھنے والوں کو کیف سرمستی کا پیغام دینے والے ساغر بھر بھر کر سجا دیئے ہیں لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جب ایک بہترین مقالہ نگار مراسلہ نگاری کے میدان میں قدم ڈالتا ہے تو اُس کے کمال کی روشنی دھندلی پڑ جاتی ہے، ایک المیہ نگار جب المیہ نگاری کی منزل سے ہٹ کر مزاحیہ نگاری کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یا کوئی فلسفی فلسفی مضامین لکھتے لکھتے جب پند و نصیحت کی طرف رُخ کرتا ہے تو اُس کی روانی قلم میں فرق پیدا ہو جاتا ہے، لیکن نہج البلاغہ میں مختلف موضوعات و مختلف عناوین پر انسانی عقل کو متحیر بنا دینے والی فصاحت و بلاغت کے پیرائے میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ ابتدا سے انتہا تک ایک ایسی لڑی کے مانند ہے جس کا ہر موتی آب و رنگ میں یکسانیت کا حامل ہو، اسی لئے اسے اسلوب بیان کی یک رنگی اور طرز بیان کی بلاغت کے اعتبار سے ایک اہم ترین ادبی معجزے کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے

نہج البلاغہ اور شیعہ

شیعوں کے مختلف الخیال طبقے اور فرقے سب اس کعبۂ حقیقت کا طواف کرتے نظر آتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں، فرمانوں، خطوں اور حکیمانہ ارشادوں کا وہ مجموعہ ہے جسے علامہ سید رضی علیہ الرحمہ نے تالیف کر کے دُنیائے علم و ادب کے سامنے پیش کرنے کا فخر حاصل کیا، اس میں ایک لفظ اور ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے جسے الحاقی کہا جا سکے، اس کا واضح ترین ثبوت یہ ہے کہ الحاق یا اضافہ ایک ایسی چیز ہے جو عبارت کی یکرنگی میں فرق پیدا کر دیتی ہے اور دیکھنے والا صاف محسوس کر لیتا ہے کہ اصل یہاں تک ہے اور اضافہ و الحاق یہاں سے شروع ہوتا ہے، مخمل کے ٹکڑے کتنے ہی بیش قیمت ہوں لیکن ریشم کے پہلو میں جگہ پانے کے بعد ہمیشہ بے جوڑ نظر آتے ہیں، اس لئے یہاں تک بعض مقامات میں الحاق و اضافہ کا سوال ہے وہ تو ممکن ہی نہیں، جب غالب کی غزل میں میر کا ایک شعر بھی جگہ پا جانے کے بعد نہیں چھپ پاتا، آزاد کی نثر میں شبلی کی نثر کی آمیزش مخفی نہیں رہ پاتی، تو ایک بسیط اعلیٰ عربی نثر میں مختلف انشا پردازوں کی کاوشیں کیونکر سموئی جا سکتی ہیں، یقین نہ آئے تو حریری کے کسی مقام میں بدیع الزمان ہمدانی کی کوئی عبارت کھپا کر اندازہ کر لیجئے کہ اضافہ اپنی نشان دہی کرتا ہے یا نہیں، اس لئے نہج البلاغہ کے بعض مقامات کا حضرت علیؑ کے کلام سے متعلق ہونا اور بعض کا متعلق نہ ہونا یہ تو مذاقِ سلیم کے تسلیم کرنے کی بات ہے ہی نہیں البتہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کُل کلام کے

متعلق کوئی دعویٰ کرنے والا یہ دعویٰ کر دے کہ حضرت علیؑ کا کلام نہیں، لیکن ایسا کرنا ناممکن ہے کیونکہ نہج البلاغہ کے اکثر و بیشتر خطبوں کے متعلق ثقات و متبحرین کی رائے اس کے خلاف ہے اور ان کا کلام علی ہونا تواتر ثابت ہے جیسے آئندہ بسط و تفصیل کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

علامہ ابن خلکان اور نہج البلاغہ

اپنے تعصبات کی بنا پر جن لوگوں نے نہج البلاغہ کو کلام علیؑ ماننے سے انکار کیا ہے اُن کی تعداد اُنگلیوں پر شمار کرنے کے قابل ہے اور ان کے ادلہ اتنے کمزور ہیں جن کے مقابلہ میں خانۂ عنکبوت بھی زیادہ طاقت رکھتا ہے ان میں سب سے پہلے علامہ ابن خلکان کا نام نظر آتا ہے، موصوف شریف مرتضیٰ کے حالات تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: اختلف الناس فی نہج البلاغۃ المجموع من کلام الامام علی ابن ابی طالب علیہ السلام ھل ھو جمعہ ام جمع اخیہ الرضی وقد قیل انہ لیس من کلام علی وان الذی جمعہ ونسبہ الیہ ھو الذی وضعہ واللہ اعلم۔ لوگوں میں اس امر کے بارے میں اختلاف ہے کہ نہج البلاغہ جسے کلام علیؑ کا مجموعہ کہا جاتا ہے اسے شریف مرتضیٰ نے جمع کیا ہے یا اُن کے بھائی علامہ رضی نے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت علیؑ کا کلام ہی نہیں بلکہ اس کے جامع و مؤلف خود مرتضیٰ ہیں۔ اس عبارت میں علمی حیثیت سے مختلف قابلِ اعتراض گوشے ہیں، سب سے پہلے تو یہی کہ نہج البلاغہ کی تالیف سید رضی نے کی ہے یا سید مرتضیٰ نے یا امر محلِ اختلاف ہے ظاہر ہے کہ علامہ موصوف کا یہ افاد و تحقیق کے بلند معیار سے بالکل گرا ہوا ہے اور صاحبانِ تحقیق کے لئے قطعی ناقابلِ التفات ہے کیونکہ علاوہ اس کے کہ اہلِ علم کی ایک بڑی جماعت اس امر پر متفق الرائے ہے کہ یہ کلام سید رضی کی تالیف ہے سید رضیؒ نے اپنے مقدمہ میں اس کی وضاحت کر دی ہے اور بتلا دیا ہے کہ اس کے مؤلف و جامع شریف مرتضیٰ نہیں بلکہ وہی ہیں، میرا خیال ہے کہ علامہ ابن خلکان جیسے باخبر کو یہ اشتباہ شاید اس بنا پر پیدا ہوا ہے کہ بعض اہلِ تاریخ نے علامہ رضی کو نام کی حیثیت سے نہیں لقب کی حیثیت سے اُن کے دادا ابراہیم کے لقب کو مرتضیٰ کے ساتھ موسوم کیا ہے تو اس بنا پر سید رضی لقبی حیثیت سے مرتضیٰ ہونے کے باوجود سید رضی ہی رہتے ہیں اور کسی صاحب تحقیق کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ اس واضح حقیقت کے باوجود شبہ میں مبتلا ہو کر کم سوادی کا مظاہرہ کرے یہ چیز تو آج بھی ممکن ہی نہیں بلکہ برابر رہتی ہے کہ دو مختلف الاسم بھائیوں کو کسی ایک ایسے آبائی لقب کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے جو ان دونوں میں سے کسی ایک کا نام بھی ہوتا ہے تو کیا شریف رضی کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ انہیں ایک مشترک لقب کے ساتھ ملقب کیا گیا ہو، اور اُن کا نام رضی اور لقب مرتضیٰ اور ان کے بھائی کا نام اور لقب دونوں مرتضیٰ ہوں، پھر اس کے بعد "قیل" (کہا گیا ہے) کے لفظ کی کمزوری نے ایک بڑا ثبوت فراہم کر دیا ہے اس امر کا کہ علامہ موصوف جس چیز کو پیش کر رہے ہیں اُس کے ضعف کی طرف متوجہ ہیں۔

علامہ ذہبی کی ہرزہ سرائی

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں شریف مرتضیٰ کے حالات پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے

نہج البلاغہ کے متعلق جو اظہار خیال کیا ہے وہ ضرور قابل توجہ ہے اور ذیل میں ہم اُس پر تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے، موصوف رقم طراز ہیں: الشریف المرتضیٰ هو المتهم بوضع كتاب نهج البلاغة "شریف مرتضیٰ پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ انہوں نے نہج البلاغہ کو وضع کیا ہے۔" جہاں تک موصوف کے اس جملے کا تعلق ہے سابق میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس سے اس کی تحقیقی کمزوری واضح ہے کیوں کہ پہلے یہ تبلایا جا چکا ہے کہ نہج البلاغہ علامہ رضی کی متعدد ناقابل انکار گواہیوں اور اجماع محققین کی بناء پر شریف مرتضیٰ کی نہیں شریف رضی کی تالیف ہے، اور لقب کا اشتراک ہے جو حقیقتاً اس شبہ کے پیدا ہونے کا سبب بنا ہے۔ پھر اس کے بعد موصوف تحریر کرتے ہیں، من طالع نهج البلاغة جزم انه مكذوب على امير المؤمنين علی ففيه السب الصريح والحط على السيدين ابی بكر و عمر وفيه التناقض والاشياء الركيكة والعبارات فمن بعد هم له معرفة بنفس القرشيين و بنفس غيرهم ممن بعد هم جزم بان اكثره باطل "جو شخص نہج البلاغہ کا مطالعہ کرے اسے معلوم ہوگا کہ اس کی نسبت حضرت علیؑ کی جانب بالکل غلط ہے کیوں کہ اس کے اندر شیخین پر کھلم کھلا سب و شتم ہے اور تناقض عبارات کے علاوہ وہ رکیک چیزیں ہیں جن کو دیکھ کر ایک ایسا شخص جو قرشی صحابہ، اور ان کے علاوہ دوسرے متاخرین کے نفوس پر اطلاع رکھتا ہے یہ قطعی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کا اکثر حصہ باطل پر مشتمل ہے۔"

علامہ ذہبی نے اپنے انکار کی عمارت جن بنیادوں پر بلند کی ہے، ان میں دو چیزیں اور صرف دو چیزیں ہیں: پہلے یہ کہ حضرت نے سب و شتم فرمایا ہے اس سلسلے میں چند چیزیں قابل غور ہیں کیا کسی شخص کی واقعی اخلاقی و معاشرتی کمزوریوں اور عیبوں کا اظہار مؤرخانہ حیثیت سے سب و شتم کے حدود میں داخل ہے اس کا توضیحی مطلب یہ ہوگا کہ دنیا کا کوئی مؤرخ کسی شخص کی زندگی کے روشن و تاریک صفحاتِ زندگی پر روشنی ڈالتے وقت تاریک صفحہ حیات کے متعلق کچھ لکھ ہی نہ سکے، دیانتدار مؤرخ کا فریضہ ہے کہ وہ زندگی کے اچھے اور برے دونوں رخوں کا جرأت کے ساتھ جائزہ لے، توہین کے مقصد سے نہیں بلکہ اس نقطۂ نگاہ سے کہ اُس نے جیسا محسوس کیا ہے ویسا ہی تبلا دے، اُس کا فرض ہے کہ وہ کسی عیب کو جذبات محبت یا خوف کی بناء پر مخفی نہ رکھے، اب یہ اور بات ہے کہ کسی کا صفحہ زندگی تاریک ہو اور کہیں خوبی کا نام و نشان ہی نہ ہو، اس لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام نے جن جن مقامات پر شیخین کی بد کرداریوں پر روشنی ڈالی ہے اُسے علمی سطح سے نیچے اتر کر سب و شتم سے کیوں تعبیر کیا جائے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ آپ نے ایک سچے اور لومۃ لائم کا خوف نہ کرنے والے دیانتدار سیرت نگار کی طرح سیرت نگاری کا ایک مقدس کام انجام دیا ہے، علاوہ بریں نہج البلاغہ میں جس مقام پر واضح انداز میں ابوبکر، عمر و عثمان کے متعلق واقعی عیوب کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ خطبۂ شقشقیہ ہے جس کے متعلق علامہ ذہبی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کے متعلق تقریباً تواتر ہے کہ وہ حضرت علیؑ کا کلام ہے بنا بریں ایک ایسے کلام کی بنیاد پر جس کا بطریق تواتر حضرت علیؑ کا کلام ہونا ثابت ہے کل نہج البلاغہ کے کلام علی ہونے سے انکار کرنا حماقت و سفاہت نہیں تو اور کیا ہے، خطبہ شقشقیہ حضرت علی ہی کا کلام ہے اس پر ذیل کے شواہد ملاحظہ ہوں، علامہ ابن ابی الحدید

تحریر فرماتے ہیں: "لقد وجدت کثیراً من هذه الخطبة فی تصانیف شیخنا ابی القاسم البلخی امام البغدادیین من المعتزلة وکان فی دولة المقتدر قبل ان یخلق الرضی بمدة طویلة ووجدت کثیراً منها فی کتاب ابی جعفر بن قبہ احد متکلمی الامامیه وهو الکتاب المشهور المعروف بکتاب الانصاف وکان ابو جعفر هذا من تلامذة الشیخ ابو القاسم البلخی ومات فی ذلک العصر قبل ان یکون الرضی موجوداً ونقل عن الشیخ ابی عبد الله ابن احمد المعروف بابن الخشاب انه قال والله وقفت علی هذه الخطبة فی کتب صنفت قبل ان یخلق الرضی بمائتی سنة ولقد وجدتها مسطورة بخطوط اعرفها واعرف خطوط من هو من العلماء واهل الادب قبل ان یخلق النقیب ابو احمد والد الرضی ونقل عن شیخه ابی الخیر مصدق ابن شبیب الواسطی انه قال قال لابن الخشاب اتقول انها منحولة فقال لا والله انی لاعلم انها کلامه کما اعلم انک مصدق قال فقلت له ان کثیراً من الناس یقولون انها من کلام الرضی فقال انی للرضی ولغیر الرضی هذا النفس وهذا الاسلوب قد وقفنا علی رسائل الرضی وعرفنا طریقته وفنه فی الکلام المنثور وما یقع مع هذا الکلام فی خل ولا خمر" میں نے حضرت علی علیہ السلام کے اس خطبہ کے بیشتر اجزاء کو ابوالقاسم بلخی امام البغدادین کی تصانیف میں موجود پایا ہے اور یہ علامہ رضی کی پیدائش سے بہت پیشتر مقتدر باللہ کے عہد حکومت میں تھے۔ اسی خطبہ کا ایک بڑا حصہ میں نے امامیہ فرقہ کے ایک متکلم ابو جعفر بن علی آبہ کی کتاب کتاب الانصاف میں پایا ہے۔ یہ ابو جعفر شیخ ابوالقاسم بلخی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا انتقال سید رضی کی ولادت سے قبل ہو چکا تھا۔ شیخ ابو عبداللہ بن احمد المعروف بابن الخشاب سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ بغداد میں اس خطبہ پر ان تصانیف کے ذریعہ سے مطلع ہوا ہوں جو سید رضی کی ولادت سے دو سال قبل تدوین کی جا چکی تھیں نیز میں نے اس خطبہ کو ان تحریروں کے ساتھ لکھا ہوا پایا ہے جن کو میں پہچانتا ہوں اور جن کے ان لکھنے والوں کی بھی مجھے معرفت حاصل ہے جو صاحبان علم و ادب میں سے تھے اور سید رضی کے والد نقیب ابو احمد سے بھی مقدم ہیں۔ ابوالخیر مصدق بن شبیب واسطی سے منقول ہے کہ جب انہوں نے ابن خشاب سے یہ پوچھا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ خطبہ منگھڑت ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ حضرت علی کا کلام ہے جس طرح تم اس کی تصدیق کرتے ہو۔ ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں نے پھر پوچھا کہ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سید رضی علیہ الرحمہ کا کلام ہے اس پر ابو الخشاب نے جواب دیا کہ رضی یا رضی کے علاوہ کسی اور شخص کو یہ طرز نگارش کہاں نصیب۔ میں رضی کے رسائل اور نثر میں ان کے انداز سے واقف ہوں وہ تو اس سے کچھ ربط نہیں رکھتے۔

ابوالسعادات مبارک مجدالدین بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ نے اپنی کتاب نہایہ فی غریب الحدیث والاثر میں اس خطبہ کے پندرہ الفاظ کو منتخب کر کے ان کی تشریحات لغویہ تحریر کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ موصوف

اس خطبہ کا کلام علی ہونا تسلیم کرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو نہج البلاغہ میں ہے: طفقت ارتای بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء۔ ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں: جذ (لغت) منہ حدیث علی اصول بید جذاء ویروی بالحاء المہملہ (حذ ذ) وحدیث علی اصول بید جذاء یروی بالجیم اشبہ۔ نہج البلاغہ میں ہے: فصاحبہا کراکب الصعبۃ ان اشنق لہا خرم وان اسلس لہا تقحم۔ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں: اشنق فی حدیث علی اشنق لہا خرم۔ نہج البلاغہ میں ہے لکن اسففت اذا اسفوا وطرت اذا طاروا نہایہ میں تحریر ہے: سفف فی حدیث علی لکنی اسففت اذا اسفوا نہج البلاغہ میں ہے: الی ان قام ثالث القوم نافجاً حضنیہ بین نثیلہ ومعتلفہ۔ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں: نفج منہ حدیث علی نافجاً حضنیہ ایضاً لغت نثل فی حدیث علی بین نثیلہ ومعتلفہ۔

نہج البلاغہ میں ہے: وقام معہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ خضمۃ الابل نبتۃ الربیع خضم نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں کہ: خضم لغت فی حدیث فقام الیہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ خضمۃ الابل نبتۃ الربیع۔ نہج البلاغہ میں ہے: مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم۔ نہایہ میں ہے: ربض منہ حدیث علی والناس حولی کربیضۃ الغنم۔ نہج البلاغہ میں ہے: ولکنہم حلیت الدنیا فی اعینہم وراقہم زبرجہا۔ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں: زبرج فی حدیث علی حلیت الدنیا فی اعینہم وراقہم زبرجہا۔ نہج البلاغہ میں ہے: اما والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ۔ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں: فلق منہ حدیث علی والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ ثم منہ حدیث علی والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ نہج البلاغہ میں ہے: ولالفیتم دنیاکم ہذہ ازہد عندی من عفطۃ عنز۔ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں: ولکانت دنیاکم ہذہ اہون علی من عفطۃ عنز عفط فی حدیث علی ولکانت دنیاکم ہذہ اہون علی من عفطۃ عنز۔ نہج البلاغہ میں ہے: تلک شقشقۃ ہدرت ثم قرت۔ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں: منہ فی حدیث علی فی خطبۃ لہ تلک شقشقۃ ہدرت ثم قرت۔ غور فرمائیے علامہ ابن اثیر کا لتنے مقامات پر اس حقیقت کا اعتراف کرنا کہ یہ الفاظ حضرت علی کے ہیں اور "فی خطبۃ لہ" کے جملہ سے اس امر کا اشارہ کرنا کہ یہ خطبہ حضرت علی ہی کا ہے کیا واضح ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ اس خطبہ کو الحاقی کہنے والے بالکل غلط گو ہیں۔ صرف علامہ جزری ہی نہیں بلکہ جیسا کہ التوضیحات الحقیقۃ فی خطبۃ شقشقیہ میں مولوی سید علی اکبر صاحب ابن حضرت سلطان العلماء طاب ثراہ نے تحریر فرمایا ہے۔ علامہ ابن میثم علیہ الرحمہ کی یہ گواہی واضح طور پر موجود ہے کہ انہوں نے اس خطبہ کو ایک ایسے نسخہ میں لکھا ہوا دیکھا ہے جس پر خط ابن الفرات وزیر مقتدر باللہ موجود تھا اور یہ سید رضی علیہ الرحمہ سے ساٹھ سال پیشتر کی شخصیتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ نیز یہ کہ سبط ابن جوزی نے یہ خطبہ اپنی کتاب تذکرۃ الخواص امہ میں بواسطہ ابن انباری سے اور انہوں نے باسناد خود اسے عکرمہ سے نقل کیا ہے اور عز الدولہ سمنانی نے

اپنی کتاب عروۃ الوثقیٰ میں واضح طور پر اعتراف کیا ہے کہ یہ خطبہ بلا کسی شک و شبہ کے حضرت علی ہی کا کلام ہے۔ اب تک جو کچھ حوالہ قلم کیا گیا وہ حقیقتاً اس دعوے کا ثبوت تھا کہ نہج البلاغہ بالخصوصیت کے ساتھ خطبہ شقشقیہ حضرت علی ہی کا کلام ہے۔ ان تمام پیش کردہ شواہد کا مطالعہ فرمانے کے بعد آپ اندازہ فرمائیں گے کہ جس سب و شتم والے خطبہ کی بناء پر انہیں کل نہج البلاغہ کے متعلق اس امر کا انکار کرنے کی ضرورت درپیش ہوئی کہ وہ کلام علی علیہ السلام ہے وہی اتنی مستحکم شہادتوں اور ناقابلِ انکار گواہیوں سے اُن کا مسلم الثبوت کلام ہے بنا بریں اصولی حیثیت سے اساس استدلال کے ساقط ہو جانے کے بعد عمارت کو خود بخود ہی ساقط ہو جانا چاہیئے۔ ان تمام امور سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر علامہ ذہبی کے اس استدلال کو مان لیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایسے تمام کلام جو بقول علامہ موصوف سب و شتم پر مشتمل ہیں اُنھیں ان کے واقعی قائلین کی طرف منسوب ہی نہ کیا جائے، مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ یہ کیدُوں کے اکثر و بیشتر ساغروں میں بھی یہ بادہ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ ن والقلم کے اندر یہ آیت موجود ہے کہ ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم یہ عیب جو بڑا چغلخور پرلے درجہ کا بخیل حد سے گذر جانے والا انتہا درجہ گنہگار اور اس کے علاوہ حرامی بھی ہے۔ تو کیا یہ آیت قرآن مجید کی آیتوں سے خارج کر دینے کے قابل آیت بن گئی۔ علامہ ذہبی آئیں وہ اس کا فیصلہ فرمائیں، مغیرہ بن شعبہ کو اکابر صحابہ کی صف میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگر صحابہ کی بدکرداریوں کا پردہ فاش کرنا غیبت ہے تو قرآن میں خالق کائنات نے اُس کو ایک صحابی کے حق میں کیوں روا رکھا۔ پھر یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ کیا صحابہ نے آپس میں ایک دوسرے کی مدح نہیں کی ہے۔ تاریخ کی مستند شہادتیں اس قسم کے ایک دو نہیں سینکڑوں مناظر پیش کرتی ہیں جہاں صحابہ نے ایک دوسرے کو بُرے لفظوں سے یاد کیا ہے تو کیا آپ ان سب کے کلام کے متعلق یہی کہیں گے کہ یہ ان کا کلام نہیں۔ میرے خیال میں ایسا کہنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد علامہ ذہبی نے جو اور باتیں لکھی ہیں کہ اس میں رکیک باتیں اور معاذ اللہ فصاحت و بلاغت سے گری ہوئی ہیں۔ یہ ایک ایسا مہمل دعویٰ ہے جس کے متعلق اذا مروا باللغو مروا کراما کی تلاوت کر کے خاموش ہی ہو جانا زیادہ بہتر ہے۔ اب وہ شواہد ملاحظہ فرمایئے جو کل نہج البلاغہ کے کلام حضرت علی ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو:

علامہ احمد بن منصور گازرونی لکھتے ہیں:

ومن تامل فی کلامہ وکتبہ وخطبہ ورسالاتہ علم ان علمہ لا یوازی علم احد وفضائلہ لا یشاء کر فضائل احد بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومن جملتہا کتاب نہج البلاغۃ لقد وقف دونہ فصاحۃ الفصحاء وبلاغۃ البلغاء وحکمۃ الحکماء

"جس شخص نے حضرت علیؑ کے کلام ان کے کتب ورسائل اور خطب وحکم وغیرہ کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ اس امر

کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ آنحضرتؐ کا علم وہ ہے جس کا کوئی علم اور آپ کے فضائل وہ ہیں جن کا عالم میں کسی کے فضائل مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان فضیلتوں میں سب سے نمایاں فضیلت کا ثبوت آپ کی کتاب نہج البلاغہ ہے یہی وہ کتاب ہے جس کے سامنے فصحائے زمانہ کی فصاحت، ارباب بلاغت کی بلاغت اور تمام حکمائے روزگار کی حکمت پست نظر آتی ہے۔" (مفتاح الفتوح تذکرہ علی ابن ابی طالبؑ)

ملا یعقوب لاہوری افادہ فرماتے ہیں:

من اراد مشاهدة بلاغته ومسامعة بلاغته فلينظر الى نهج البلاغة ولا ينبغي لاحد ان ينسب هذا الكلام الى رجل شيعي وما ذكر فيه من بعض الالفاظ الموهم بخلاف اهل السنة فعلى تقدير ثبوته له محامل وتاويلات وقال البلغاء ان كلامه تحت كلام الخالق وفوق كلام المخلوق۔ جو شخص حضرت علیؑ کی فصاحت کو دیکھنا اور ان کی بلاغت کو سننا چاہے اُس کے لئے مناسب ہے کہ وہ نہج البلاغہ کا مطالعہ کرے بلاشبہ کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسے فصیح و بلیغ کلام کو ایک شیعہ شخص کی جانب نسبت دے رہا یہ امر کہ اس میں کہیں کہیں ایسے الفاظ موجود ہیں جو سُنی عقیدہ کے خلاف ہیں اور ان سے مذہب اہل سنت کی مخالفت کا وہم پیدا ہوتا ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے نہج البلاغہ کے کلام علیؑ ہونے سے انکار کر دیا جائے ان کو برتقدیر تسلیم مختلف توجیہات و تاویلات سے درست ثابت کیا جا سکتا ہے اور بلغاء کا یہ مسلمہ ہے کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کا یہ مجموعہ خدا کے کلام سے ماتحت اور دنیا کے تمام کلاموں سے بالاتر ہے۔ (شرح تہذیب الکلام)

ملا تفتازانی کا اقرار:

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں: وایضاً هو افصحهم لساناً ما يشهد به كتاب نهج البلاغة علاوہ اور فضیلتوں کے حضرت علیؑ کی نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ سب سے زیادہ فصیح تھے اس حقیقت کی گواہ آپ کی کتاب نہج البلاغہ ہے۔

شیخ احمد بن مصطفےٰ المعروف بہ طاش کبری زادہ کا اعتراف:

فاضل موصوف کتاب شقائق نعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ میں رقم طراز ہیں: انه الفاضل الكامل المولى قوام الدين يوسف المشتهر بقاضي بغداد كان من بلاد العجم في مدينة شيراز وكان قاضيا ببغداد مدة فلما حدثت فتنة ابن اردبيل ارتحل الى ماردين وسكن هناك مدة ثم ارتحل الى بلاد الروم واعطاه السلطان بايزيد خان بروسة ثم اعطاه احدى [illegible] ثم ارتحل الى جوار الرحمن في اوائل سلطنة السلطان سليم خان كان [illegible] عالما صالحا مشتركا [illegible] اهدا اذا هيبة ووقار صنف شرحا جامعا للتجريد وشرح نهج [illegible]

للامام الهمام علی ابن ابی طالب علیه السلام۔ عالم فاضل وکامل مولیٰ قوام الدین جو کہ قاضی بغداد کے
لقب کے ساتھ مشہور ہیں یہ بلاد عجم کے رہنے والے تھے اور ایک عرصہ تک بغداد میں منصب قضا پر فائز
رہے جب ابن اردبیل کا فتنہ وقوع پذیر ہوا تو یہ مقام ماردین کی طرف کوچ کر گئے اور ایک مدت تک وہیں اقامت
گزیں رہے بعد ازاں یہ سفر پیمائے بلاد روم ہوئے اور وہاں ان کو بایزید خان نے ایک مدرسہ حوالہ کر دیا جس میں
یہ تدریس کا کام انجام دیتے رہے تا اینکہ اوائل سلطنت سلطان سلیم خان میں ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ بہت ہی
شریف باعمل صالح پابند شریعت صاحب ہیبت ووقار ادنیٰ زاہد تھے۔ آپ نے تجرید پر جامع فوائد شرح تجرید
ہے اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کتاب نہج البلاغہ کی شرح لکھی ہے صرف مسلمان ہی نہیں بہت سے
باخبر غیر مسلمین بھی ہیں جنہوں نے اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے کہ نہج البلاغہ حضرت علی ہی کا کلام ہے۔
چنانچہ عبدالمسیح انطاکی صاحب جریدۃ العمران میں لکھتے ہیں کہ بلاجدال ان سیدنا علیا امیر المؤمنین هو امام
الفصحاء واستاذ البلغاء واعظم من خطب وکتب فی اسلوب هذه الفصاحة وهذا کلامه قد قیل فیه انه
بحق فوق کلام المخلوق وتحت کلام الخالق فان هذا کل من عرف فنون الکتابة واشتغل فی صناعة التحریر
بل هو استاذ کتاب العرب ومعلمهم بلا مراء فما من ادیب اریب حاول اتقان صناعة التحریر الا وبین
یدیه القرآن ونهج البلاغة ذاک کلام الخالق وهذا کلام اشرف المخلوقین۔ اس امر میں کسی لڑائی جھگڑے
کا امکان نہیں کہ حضرت علی فصحائے عالم کے رئیس اور بلغائے روزگار کے استاد ہیں اور تمام خطیبوں اور انشا پردازوں سے
ان کا مرتبہ بلند و برتر ہے اور یہ نہج البلاغہ انہی کا کلام ہے جس کے بارے میں یہ بات بالکل سچ کہی گئی ہے کہ یہ خالق کے کلام سے
پست اور تمام مخلوق کے کلام سے بلند ہے یہ معمولی لوگوں کا نہیں ان لوگوں کا مقولہ ہے جو فنون انشا پردازی میں کمال رکھتے
ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی عرب کے تمام انشا پردازوں کے معلم و استاد ہیں اور اس میں کسی اختلاف کی گنجائش
نہیں کیونکہ جو شخص بھی فن انشا پردازی میں سرحد کمال تک پہنچنا چاہتا ہو اس کے لئے قرآن مجید اور نہج البلاغہ کو اپنے سامنے
رکھنا ضروری ہے۔ یہ قرآن خالق کا اور نہج البلاغہ بہترین مخلوقات یعنی حضرت علی کا کلام ہے۔ ایک دوسرے عیسائی عالم
نوادا فرام بستانی استاذ العرب العربیہ فی کلیۃ القدیس یوسف بیروت جنہوں نے نہج البلاغہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:
انا نبدء الیوم بنشر منتخبات من نهج البلاغة للامام علی ابن ابی طالب علیه السلام اول
مفکر فی الاسلام۔ ہم نہج البلاغہ کے کچھ منتخبات کے نشر کا آغاز کر رہے ہیں یہ نہج البلاغہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا
مقدس کلام ہے۔ بیشک آپ ہی ہیں جن کو اسلام کا سب سے پہلا مفکر کہا جا سکتا ہے۔ تعصب کی تاریک فضا سے ہٹ کر ان شاہدین
شہادتوں کا مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ فرمائیے کہ کیا اس کے بعد بھی یہ کہنے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ نہج البلاغہ حضرت
علی کا کلام نہیں ہے۔ ان تمام حقائق سے قطع نظر کرتے ہوئے اس امر کو بھی پیش نظر رکھئے کہ سید رضی علیہ الرحمہ کی شخصیت دیانت
وصداقت کے اعتبار سے مشہور ہے۔ غور فرمائیے بھلا ایسی شخصیت جو خلیفۃ المسلمین کی جانب سے نقابت اشراف کے جلیل ترین

منصب پر فائز ہو اور اپنے دور میں فقہ و اصول کلام و حدیث وغیرہ کا مرکز بھی جانی جاتی ہو اُس کے لیے کیوں کر یہ بات ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ تہمت طرازی اور کذب سے کام لیتے ہوئے کسی اور پر نہیں حضرت علی پر بہتان و افترا باندھے اور اُن کے متعلق صریحی جھوٹ سے کام لے۔

ایک قابل توجہ نکتہ

سید رضی علیہ الرحمۃ کی علمی صنو تیں جس دور میں علمی آفاق پر بنی نہبا بار کو نوں کی جھوٹ ڈس کر اُس کے تاریک شبستانوں کو نورانی بنا رہی تھیں۔ یہ وہی زمانہ ہے جس میں ایک دو نہیں بیسوں اہلسنت کے باسواد علماء سید رضی کے دوش بدوش موجود تھے اُن کی موجودگی میں بہت دشوار تھا کہ کوئی ایک لفظ بھی ایسا گھڑ دیا جاتا جو تحقیق و اعتبار کے درجہ سے ساقط ہو۔ چہ جائیکہ ایک پوری بسیط کتاب کا وضع کر کے اُس کو اسلام کی ایک عظیم ترین شخصیت کی طرف نسبت دے دیں۔ ظاہر ہے کہ اگر واقعہ ایسا ہوتا تو باخبر علماء کی جانب سے اعتراضات ہوتے، گرفتیں ہوتیں، اور گرفت سید کی شخصیت کو متہم کرنے کے لیے اُن کے خلاف مورچہ بندی کی جاتی لیکن ایسا نہ ہونا خود واضح ثبوت ہے اس ناقابل انکار درخشاں حقیقت کا کہ وہ اس کو جعلی یا وضعی نہیں سمجھتے تھے۔ علامہ سید رضی علیہ الرحمہ کی بلند شخصیت کا اگر آپ اندازہ کرنا چاہتے ہیں تو ابو منصور عبدالملک بن محمد ثعالبی معاصر سید رضی علیہ الرحمہ کا یہ افادہ ملاحظہ فرمائیے: الباب العاشر فی ذکر الشریف ابی الحسن الموسوی النقیب وغرر من شعرہ وھو محمد بن الحسین بن موسیٰ بن ... علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ ومولدہ ببغداد سنۃ تسع وخمسین وثلثمائۃ وابتدأ بقول الشعر بعد ان جاوز العشر سنین بقلیل وھو الیوم ابدع انشاء الزمان وانجب سادۃ العراق یتحلی مع محتدہ الشریف ومفخرہ المنیف بادب ظاھر وفضل باھر وحظ من جمیع المحاسن وافر ثم ھو اشعر الطالبیین من مضی منھم ومن غبر علی کثرۃ شعرائھم المفلقین کالحمانی وابن طباطبا وابن الناصر وغیرھم ولو قلت انہ اشعر قریش لم ابعد عن الصدق۔" دسواں باب شریف ابوالحسن موسوی نقیب اور اُن کے درخشاں اشعار کے بارے میں ہے اُن کا نسب یہ ہے۔ محمد بن حسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین علیہ السلام خدا ان سب کے چہروں کو عزت و کرامت فرمائے۔ یہ بغداد میں ۳۵۹ھ میں پیدا ہوئے آپ کا سن شریف دس سال سے متجاوز نہ ہونے پایا تھا کہ آپ نے شعر کہنا شروع کیا اور آپ اپنے زمانہ کے کامل ترین انشاپرداز اور عراق کے سادات میں سب سے زیادہ شریف و نجیب تھے۔ آپ اپنی نسبی شرافت کے علاوہ واضح ادب درخشاں فضل و شرف اور تمام عمدہ و اعلیٰ خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ اور علویین میں سب سے زیادہ اچھا مذاق ادب رکھنے والے تھے اور حمانی ہوں یا ابن طباطبا، ابن ناصر ہوں یا ان کے علاوہ کوئی ادیب، کوئی بھی ان کا مدمقابل نہیں۔ اگر انہیں شعر قریش کہا جائے تو حرف بحرف صحیح ہوگا۔ موصوف کا سن وفات ۴۰۶ھ اور محل دفن محلہ کرخ بغداد ہے۔ کیا ایسی بلند ترین شخصیت سے متعلق یہ خیال بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی کتاب کو صرف دنیا کو دھوکا اور فریب دینے کی نیت سے غلط طریقہ پر اس جناب سے منسوب کر دے۔ خود غور کیجئے ایسی بلند ہمت و مستغنی ہستی دنیائے ادب کا گل سرسبد شبستان فصاحت کا روشن چراغ گلشن فصاحت و بلاغت

کا سدا بہار نہال بار ور اور فلک اعجاز و کرامت کا اختر تابندہ بننے والا تھا کوئی شخص یہ سمجھنے کے باوجود کہ اُس کی نسبت حاصل ہو جانے کے بعد اُسے اقلیم فصاحت و بلاغت کی تاجداری مل سکتی ہے اپنی طرف نسبت دینے کے بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت دینا ہی کیسے سکتا ہے۔ دلوں میں شہرت خواہی کے جذبے فطری طور پر موجود ہوتے ہیں۔ اور شہرت کا میدان وہ ہے جس میں خون کے رشتے بھی اس قسم کے ایثار کے نمونے پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ چہ جائیکہ مذہبی رابطے بلاشبہ یہ مجموعہ سید رضی علیہ الرحمہ کی تالیف ہوتا تو وہ اسے حضرت علی کی طرف نسبت دینے کے بجائے اپنی ہی طرف نسبت دیتے۔

نہج البلاغہ کی شرحیں

مشکل سے نہج البلاغہ کے علاوہ کوئی ایسی کتاب دستیاب ہو گی جس کی اتنی شرحیں لکھی گئی ہوں۔ ذیل میں شروح نہج البلاغہ کی ایک اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے۔ (۱) شرح علامہ ابن ابی الحدید معتزلی۔ (۲) شرح قوام الدین یوسف ابی الحسن۔ (۳) مفتی ابن عبدہ۔ (۴) حسن نائل مرصفی۔ یہ سب شارحین علمائے اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ شیعہ علماء میں سے جن جن لوگوں نے اس مقدس کتاب کی شرحیں لکھی ہیں اُن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔ (۱) علامہ جلیل سید علی بن ناصر۔ (۲) علامہ قطب الدین راوندی۔ ان کی شرح کا نام منہاج البراعہ ہے۔ (۳) علامہ نبیل سید جلیل سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ (۴) علامہ ابن میثم بحرانی۔ (۵) شیخ جلیل قطب الدین محمد بن حسین اسکندری۔ ان کی شرح کا نام اصباح ہے۔ (۶) شیخ حسین بن شہاب الدین حیدر علی عاملی کرکی۔ (۷) شیخ نظام الدین علی ابن الحسین ابن نظام الدین جیلانی۔ ان کی شرح کا نام انوار الفصاحۃ و اسرار البلاغۃ ہے۔ (۸) علامہ سید میرزا علاؤ الدین محمد ابن ابی تراب الحسینی مشہور بہ فاضل گلستان۔ ان کی شرح کا نام حدائق الحدائق ہے۔ (۹) فاضل زواری۔ ان کی شرح کا نام روضۃ الابرار ہے۔ (۱۰) ملا فتح اللہ کاشانی۔ (۱۱) علامہ سید ماجد بن محمد بحرانی۔ علاوہ بریں اور بھی شرحیں ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ اس محل پر باعث طول ہے اس لیے اُن کے تذکرہ کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مشہور مسلمہ ہے کہ کسی متن کی شرحوں کا زیادہ ہونا جلالت متن کی دلیل ہوتا ہے۔ اس لئے نہج البلاغہ کی شرحوں کی کثرت سے یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ اُس کی منزلت کتنی رفیع ہے۔

ایک اور شبہ اور اُس کا جواب

کچھ لوگوں نے نہج البلاغہ کے کلام علی ہونے سے اس بنا پر بھی انکار کیا ہے کہ صدر اول میں جو تحریر کا انداز یا خطابت کا ایک خاص ڈھنگ تھا وہ اکثر و بیشتر مقامات پر نظر نہیں آتا۔ مثلاً عبارت میں محاسن لفظی و معنوی کا التزام، سجع و ترصیع کی مراعات۔ یہ صدر اول کے خطباء کا دستور نہیں تھا۔ ان کی عبارتیں ان تکلفات سے پاک ہوتی تھیں۔ نہج البلاغہ میں ان چیزوں کی بھرمار سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اس کی وضع صدر اول کے بعد ہوئی ہے۔ اُس استدلال میں جو کمزوری ہے وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ کیا قرآن مجید میں صناعات موجود نہیں ہیں؟ کیا اس میں کثیر مقامات پر سجع دستیاب نہیں ہوتا؟ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے معمولی فہم و ادراک رکھنے والے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ غور فرمائیے کیا دبک فکبر میں صنعت قلب

موجود نہیں؟ کیا فاما الیتیم فلا تقہر و اما السائل فلا تنہر میں صنعت سجع موجود نہیں؟ وہ نہیں بیشمار مقامات پر قرآن مجید میں صنائع و بدائع کا استعمال موجود ہے تو اس نظریہ کی بنا پر دو باتوں میں سے ایک بات کا قائل ہونا ضروری ہے یہ چیزیں صنائع و بدائع سے خارج ہیں یا یہ کلام صدر اوّل کا کلام ہی نہیں مگر ان دونوں باتوں کا اقرار ناممکن ہے۔ قرآن یقینی طور پر صدر اول سے متعلق ہے اور یہ تمام چیزیں مسلّم طور پر صنائع و بدائع کی حد میں داخل ہیں۔ بنا بریں نتیجہ بالکل واضح ہے کہ سجع یا دیگر محاسن کلام کی وجہ سے نہج البلاغہ کے متعلق یہ شبہ کرنا کہ وہ حضرت علی کا کلام نہیں بالکل غلط ہے۔ بیشک علم معانی و بیان کی تدوین صدر اوّل کے بعد ہی ہوئی جس طرح کہ علم نحو و صرف وغیرہ کی تدوین تفصیلی طور پر صدر اول کے بعد ہی ہوئی ہے۔ لیکن ان تمام علوم کے اصول صدر اوّل یا اُس کے قبل ہی کے زمانہ سے ماخوذ ہیں۔ فرق جو کچھ ہے وہ اتنا ہے کہ ان علوم کی تدوین کے بعد سجع و ترصیع یا دیگر صنائع و بدائع ارباب فن کی صحت و غلطی کے لیے ایک معیار کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں قبل ہیں وہ خود ان اصول و ضوابط کے انتخراج و استنباد کا سرچشمہ و منبع تھے۔ بنا بریں ان کے وجود سے تو بہر حال انکار ہی نہیں کیا جا سکتا ہے صرف ان کی حیثیت کے متعلق غور و خوض کیا جانا ممکن ہے۔ بحروں کا وجود بہت بعد میں ہوا ہے، لیکن جاہلیت یا ابتدائے اسلام کے جتنے اشعار آپ ملاحظہ فرمائیں گے وہ کسی نہ کسی بحر کے پابند نظر آئیں گے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ تمام اشعار وضعی ہیں بالکل واضح ہے کہ ایسا کہنا ناممکن ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں افانہ کو جن عرفی تو عدی پابندیوں کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے ان کا اُس وقت نام و نشان بھی نہ تھا اور واضعین صرف نے انہیں بہت بعد میں وضع کیا ہے مگر ان تمام چیزوں کے باوجود آپ اس انکار پر قادر نہیں کہ ان کا تعلق زمانۂ جاہلیت سے نہیں ہے، ہے اور ضرور ہے۔ بس بات اتنی سی ہے کہ اُس دور میں ان ضوابط و قواعد کی روشنی میں ان کا استعمال نہیں کیا گیا اور بعد میں ان کی رعایت ان اصول و ضوابط کے ماتحت کی گئی ہے ذوقِ سلیم موزونیت کا سرچشمہ ہے اور خوش طبعی کسی تتبع کے بغیر خود ہی محاسن کلام کی خالق بن جایا کرتی ہے اکثر اُن عورتوں تک کو جنہیں فنی نکات کی ہوا تک نہیں لگی ہے یہ کہتے سُنا گیا ہے کہ ہمارے کلام میں سکتہ آ ہی نہیں سکتا۔ یہ تو بہت دُور کے دور کی بات ہے یا جاہل لوگوں کی زبان سے اتفاقی طور پر ایسے کلام سننے میں آتے ہیں جو انہوں نے شعر کی نیت سے استعمال نہیں کئے تھے مگر وہ حقیقتاً شعر تھے تو کیا فطرت کے ان تیقن کئے ہوئے جرم کی بنا پر وہ اس سزا کے مستوجب ہیں کہ ان کے کلام کو ان کا کلام ہی نہ سمجھا جائے۔ نہیں اور ہرگز نہیں، کچھ لوگوں نے نفس سجع ہی کو عیب قرار دیا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کی ہے کہ پیغمبر اسلام نے سجع کی مخالفت فرمائی ہے۔ اس سے کم سے کم اتنا تو استدلال کرنے کا موقع مل ہی جاتا ہے کہ سجع جسے عہد متاخر سے متعلق قرار دیا جاتا ہے اُس کا وجود عہدِ نبوی سے ثابت ہے ورنہ اگر سجع کا وجود ہی نہ تھا تو ممانعت کس چیز کی گئی ہے۔ رہ گیا اس حدیث کی صحت کا سوال تو وہ اس سے واضح ہے کہ پیغمبر اسلام نے خود اپنے کلام میں اکثر بیشتر مقامات پر سجع کی مراعات فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے کچھ عورتوں کو مخاطب قرار دے کر ارجعین مازورات غیر ماجورات۔ صرفی قاعدہ سے اس محل پر مازورات کے بجائے موزورات

ہونا چاہیے تھا لیکن صرف سجع کا خیال کرتے ہوئے عرفی نقصان وعیب کا خیال کیے بغیر بازدوات کا موزدرات کے بجائے استعمال وزنی ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ پیغمبر اسلام کی نگاہ میں سجع کی اہمیت کیا تھی۔ رہ گیا یہ امر کہ اگر سجع کوئی اچھی چیز تھی تو قرآن پورا کا پورا سجع میں کیوں نازل نہ کیا گیا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ اول، یہ کہ قرآن تقریباً کل کا کل ہی سجع کی صنعت پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ سورۂ رحمٰن، سورۂ دہر، سورۂ والشمس، سورۂ کہف، سورہ قمر، سورۂ نجم، سورۂ ناس، سورۂ اعلیٰ اور دیگر سوروں کا مطالعہ کرنے سے اس حقیقت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ دوسرے، یہ کہ جن بعض مقامات پر سجع سے انحراف پایا جاتا ہے اُس کی ایک خاص وجہ ہے جسے صاحب مثل السائر نے تحریر فرمایا ہے کہ

اکثر القرآن مسجوع حتی ان السورۃ تاتی کلها مسجوعة وما منع ان یاتی القرآن کله مسجوعا الا انه سلك مسلك الایجاز والاختصار والسجع لا یواتی کل موضع من الكلام علی حد الایجاز والاختصار فترك استعماله فی جمیع القرآن لهذا السبب وههنا وجه اٰخر هو قوی من الاول۔

قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ مشتمل بر سجع ہے یہاں تک کہ بعض سورہ تو ایسے ہیں جو از اول تا آخر صنعت سجع کے حامل ہیں جن بعض مقامات پر سجع کا استعمال نہیں ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کلام موجز و مختصر ہے اور سجع کی وجہ سے جن بعض مقامات پر ایجاز سے ہٹنا ناگزیر ہو گیا تھا وہاں اُسے ایک ادبی مصلحت کی وجہ سے نظر انداز کیا گیا اور جو صنعت ایجاز اُس سے بھی زیادہ قوی تھی اُسے اختیار کیا گیا۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ نہج البلاغہ میں ایسے الفاظ و اصطلاحات ملتے ہیں جو صدر اول کے بعد کے پیدا شدہ ہیں جیسے کہ ازلیت کیفیت تجزی وغیرہ۔ ان الفاظ کا نہج البلاغہ میں موجود ہونا گویا ان کے نزدیک ثبوت ہے اس امر کا کہ یہ کلام ہی مولّد اور بعد کی پیداوار ہے مگر افسوس ہے کہ انہوں نے شبہہ کی عمارت بلند کرتے وقت یہ خیال نہ کیا کہ انہوں نے جن الفاظ کو مولّد تسلیم کرتے ہوئے نہج البلاغہ میں ان کی موجودگی کی بنا پر اُسے کلام علی ہی ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کو عہد متاخر کے واضعین الفاظ و اصطلاحات کی وضع و تخلیق کا نتیجہ قرار ہی کیوں دیا جائے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ان فنی الفاظ و اصطلاحات کے واضع و موجد متاخرین نہیں بلکہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ نے جس طرح علم نحو وغیرہ کا سنگِ بنیاد رکھ کر اُس کی واضعیت کا امتیاز حاصل فرمایا ہے اُسی طرح آپ ان الفاظ کے بھی موجد ہیں۔ علاوہ بریں مولّد اُس لفظ کو کہتے ہیں جس کا اہل لغت نے کہیں تذکرہ نہ کیا ہو اور وہ کسی ایسے شخص کے کلام میں مذکور ہو جس کا قول مستند ہونے کے اعتبار سے قابل احتجاج نہ ہو۔ اگر کسی کلمہ کا اہل لغت نے تذکرہ نہ کیا ہو اور وہ کسی ایسے شخص کے کلام میں دستیاب ہو جس کا قول مستند سمجھا جاتا ہو تو اُس کو مولّد کہنا صحیح ہو گا۔ مثلاً اگر کوئی اردو کا لفظ اردو لغت میں موجود نہ ہو مگر غالب، میر، سودا یا آتش وغیرہ نے استعمال کیا ہو تو اُن کا استعمال خود ثبوت ہو گا اس امر کا کہ یہ لغت اردو کے دائرہ میں داخل ہے اور ارباب لغت کا اُسے اپنے دامن میں جگہ نہ دینا یہ اُن کی فرد گذاشت ہے ثقاہت کے کلام محاوروں سے نہیں؛ محاورے ثقات کے کلام سے بنا کرتے ہیں۔ اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام جیسی مستند

شخصیت کے کلام میں ایسے لغات کی موجودگی جو معاجم عربیہ میں موجود نہ ہوں۔ اگر ثابت بھی ہو جائے تو انہیں مولدسے تعبیر نہ کیا جا سکے گا کیوں کہ ان کی شخصیت استعمال الفاظ میں لغت کی نہیں، لغت الفاظ کی جمع و تالیف میں اُن کے استعمال کا محتاج ہے۔

ایک اور مہمل ایراد

بعض لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ نہج البلاغہ میں کہیں کہیں دخیل کے آثار بھی محسوس ہوتے ہیں یعنی ایسے الفاظ بھی نظر آتے ہیں جو دراصل عربی نہیں ہیں، وہ انہیں دوسری زبانوں سے عربی اصول و قواعد کے لحاظ سے بلا کسی تغیر کے یا معمولی سے تغیر کے ساتھ حاصل کیا گیا ہے جیسا کہ اس کے ثبوت میں خطبہ قاصعہ کو پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ دخیل کی موجودگی میں اس شبہہ کی قوی بنیاد ہے کہ یہ الفاظ بعد میں کسی مصلحت کی بناء پر اضافہ کئے گئے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد پر اول تو کل نہج البلاغہ کے متعلق یہ کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے کہ وہ موضوع ہے کیوں کہ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ اُن الفاظ کو الحاقی کہا جا سکتا ہے جن کے دخیل ہونے کا ثبوت فراہم ہو جائے نہ کہ کل نہج البلاغہ کو۔ دوسرے یہ کہ اگر دخیل کے وجود ہی کو وضع الحاق کی اساس مانا جائے تو پھر قرآن کے متعلق کیا کہا جائے گا جس کے متعلق محی الدین خیاط مصری ترجمہ دیوان ابوتمام میں تحریر فرماتے ہیں کہ ترضی بعض الکتبۃ والشعراء یابی ویانف عن استعمال الدخیل ولم یعلم ان القرآن الکریم نفسہ استعمل الدخیل مع وجود المرادف لہ، دو تم دیکھتے ہو کہ بعض انشاء پرداز اور شعراء دخیل کے استعمال سے ناخوشگواری محسوس کرتے ہیں حالاں کہ انہیں یہ بات معلوم نہیں کہ قرآن کریم نے خود اپنی اعجازی شان کے باوجود دخیل کا استعمال کیا ہے جیسا کہ خط قرطاس وغیرہ اس کے شاہد ہیں۔

نہج البلاغہ کے متعلق اُسکے بعض شارحین کے خیالات

شیخ محمد حسن نائل مرصفی مدرس المنان لکلیۃ العزیز الکبری مصر تحریر فرماتے ہیں: ولقد کان اجلی فی ھذہ الحلیۃ علی صلوات علیہ واما احسبنی احتاج فی اثبات ھذا الامر الی دلیل وبرھان اکثر من نہج البلاغۃ ذلک الکتاب الذی اقامۃ اللہ حجۃ واضحۃ علی ان علیا قد کان احسن مثال حی لنور القرآن واعجازہ وحکمتہ وبلاغتہ وعلمہ وھدایتہ اجتمع لعلی فی ھذہ الکتاب مالم یجتمع لکبار الحکماء وافذاذ الفلاسفہ ونوابغ الربانیین من آیات الحکمۃ السامیۃ وقواعد السیاسیۃ المستقیمۃ۔ میدان فصاحت و بلاغت کے چہ و سابق حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے نہج البلاغہ کے بعد کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ یہ کتاب وہ ہے جسے اللہ نے اس امر کی واضح حجت قرار دیا ہے کہ حضرت علی قرآن کے نور، اعجاز، اس کی حکمت و بلاغت اور علم و ہدایت کی زندہ مثال تھے۔ اس کتاب میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے آپ بلند پایہ حکماء

آیات اور مستقیم سیاست کے قواعد کی حیثیت سے بڑے۔ بڑے حکماء شہرۂ آفاق بقا، اور باکمال ربانی فلسفہ کے یہاں بھی نہ پا سکیں گے"۔ فاضل موصوف کے اس افادہ نے نہج البلاغہ کی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ مجموعہ درحقیقت حضرت علی علیہ السلام ہی کا کلام ہے اور اسے سید رضی یا کسی اور کی تصنیف قرار دینا قطعی غلط ہے۔

فاضل غمرادی کا افادہ

شارح مرصفی کی شرح نہج البلاغہ کا جو بسیط مقدمہ دار الکتب العربیہ الکبری کے مصحح محمد زہری غمرادی نے تحریر کیا ہے اُس میں وہ تحریر فرماتے ہیں: نقد اشتملت مقالاته علی المواعظ الزهدیه والمناهج السیاسیه والزواجر الدینیه والحکم النفیسه والآداب الخلقیه والدرر التوحیدیه والاشارات الغیبیه والردود علی خصوم والنصائح علی وجه العموم وقد احتوی علی غرر کلامه کرم الله وجهه کتاب نهج البلاغة الذی جمعه و هذبه ابوالحسن محمد بن الطاهر المشهور بالشریف الرضی "حضرت علی علیہ السلام کے مقالات راہنمائے زہد موعظوں، سیاسی شاہراہوں، دینی جھڑکیوں، نفیس حکمتوں، اخلاقی تعلیموں، توحید کے جواہر پاروں، غیبی اشاروں، مخالفوں کے دندان شکن جوابوں اور ہمہ گیر نصیحتوں پر مشتمل ہے آپ کے درخشاں کلام کی جامع وہ کتاب نہج البلاغہ ہے جسے ابوالحسن محمد بن طاہر المعروف بہ سید رضی علیہ الرحمہ نے تالیف کیا ہے"۔ یہ استشہاد بھی سابق کے استشہاد کی طرح نہج البلاغہ کی جلالت قدر و عظمت مرتبت کے ساتھ اس حقیقت کا پردہ چاک کر رہا ہے کہ رضی علیہ الرحمہ اس کے جامع کی حیثیت رکھتے ہیں اور درحقیقت یہ کلام حضرت علی کا ہے۔ جس کتاب سے مذکورہ بالا شہادتیں درج کی گئی ہیں اس کے ٹائیٹل پر مصطفیٰ البابی جو کہ علمائے اہل سنت میں سے ہیں یہ عبارت تحریر کرتے ہیں: الجزء الاول من کتاب نهج البلاغة الجامع الکتب ورسائل مولانا امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیه السلام جمعه الامام اللغوی محمد بن احمد الحسینی الملقب بشریف الرضی۔ "یہ کتاب نہج البلاغہ کا جو کہ ہمارے سید و آقا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کتب و رسائل کا مجموعہ ہے اور جسے لغت عربی کے مسلم الثبوت امام محمد بن احمد حسینی الملقب بہ شریف رضی نے تالیف کیا ہے اُس کا پہلا جزو ہے یہ گواہی بھی اپنے اختصار کے باوجود نہج البلاغہ کے کلام علی ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

علامہ محمد بن عبدربہ کا افادہ:

وبعد فقد اوفی لی حکم القدر بالاطلاع علی نهج البلاغة مصادفة بلا تعمل اصبته علی تغیر حال وتبلبل بال وتزاحم اشغال وعطلة من اعمال فحسبته تسلیة وحیلة تخلیة فتصفحت بعض صفحاته وتاملت جملا من عباراته من مواضع مختلفات ومواضع متفرقات فکان یخیل لی فی کل مقام ان حروبا شبت وغارات شنت وان للبلاغة دولة وللفصاحة صولة وان للاوهام عرامة وللریب دعارة وان جحافل الخطابة وکتائب الذرابة فی عقود نظام وصفوف الانتظام تنافح بالصفیح الابلج والقویم الاملج وتمتلج المهج برواضع الحجج فتفل من دعارة الوساوس وتصیب مقاتل الخوانس فما انا الا والحق منتصر والباطل منکسر ومرج الحق

فی خمر دهر وهرج النوائب فی رکود وان مدبرتث الدولة وباسلات لصولة هو حامل لوائها الغالب
امیر المؤمنین علی بن ابی طالب بل کنت حینما انتقلت من موضع الی موضع احس بتغیر المشاهد وتحول
المعاهد فتارة کنت اجدنی فی عالم یغمره من المعانی ارواح عالیة فی حلل من العبارات الزاهیة تطوف
علی النفوس الزاکیة وتدنوا من القلوب الصافیة توحی الیها رشادها وتقوم منها مرادها وتنفر بها عن
مداحض المزال الی جواد الفضل والکمال وطوراً کانت تتکشف لی الجمل عن وجوه باسرة وانیاب
کاشرة وارواح فی اشباح النمور ومخالب النسور قد تحفزت للوثاب ثم انقضت للاختلاف فخلبت
القلوب عن هواها واخذت الخواطر دون مرماها واغتالت فاسد الاهواء وباطل الآراء واحیانا کنت
اشهد عقلا نورانیا لا یشبه خلقا جسدانیا فصل عن الموکب الالهی واتصل بالروح الانسانی فخلعه
عن غاشیات الطبیعة وسما به الی الملکوت الاعلی ونما به الی مشهد النور الاجلی وسکن به الی
عمار جانب التقدیس بعد استخلاصه عن شوائب التلبیس وآنات کأنی اسمع خطیب الحکمة
ینادی باعلیاء الکلمة واولیاء امر الامة یعرفهم مواقع الصواب ویبصرهم مواضع الارتیاب ویحذرهم
مزالق الاضطراب ویرشدهم فی دقائق السیاسة ویهدیهم طرق الکیاسة ویرتفع بهم الی منصات
الریاسة ویصعدهم شرف التدبیر ویشرف بهم علی حسن المصیر ذلک الکتاب الجلیل هو جملة
ما اختاره الشریف الرضی رحمه الله من کلام سیدنا ومولانا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب
علیه السلام جمع متفرقه وسماه بهذا الاسم نهج البلاغة ولا اعلم اسما الیق بالدلالة علی معناه
منه ولیس فی وسعی ان اصف هذا الکتاب بازید مما دل علیه اسمه ولا ان اتی بشیء فی بیان مزیته فوق
ما اتی به صاحب الاختیار کما ستراه فی مقدمة الکتاب ولولا ان غرائز الجبلة وقواضی الذمة تفرض
علینا عرفان الجمیل لصاحبه وشکر المحسن علی احسانه لما احتجنا الی تنبیه ما اودع نهج البلاغة من
فنون الفصاحة وما خص به من وجوه البلاغة خصوصا وهو لم یترک غرضا من اغراض الکلام
الا اصابه ولم یدع للفکر ممرا الا جابه. الا ان عبارات الکتاب لبعد عهدها منا وانقطاع اهل
جیلنا عن اصل لساننا قد نجد فیها غرائب الفاظ فی غیر وحشة وجزالة ترکیب من غیر تعقید فربما
وقف فهم المطالع دون الوصول الی مفاهیم بعض المفردات او مضامین بعض الجمل ولیس ذلک
ضعفا فی اللفظ او وهنا فی المعنی وانما هو قصور فی ذهن المتناول الخ۔ میں نے جب فیصد فرمائے قضا و
قدر کے فرمان کے مطابق اپنے بدلے ہوئے تمام حالات اضطراب فکر اور فراوانی افکار کے عالم میں سرسری طور پر مفکر
اسلام حضرت علی علیہ السلام کے مجموعۂ کلام نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا وہ میرے اضطراب کے لئے پیغام سکون اور خاطر
پریشان کے لئے افکار کی زنجیروں سے رہائی دلانے والا بن گیا۔ میں نے اس مبارک کتاب کے مختلف مقامات دیکھے

ان تمام مقامات کا مطالعہ کرتے وقت کسی مقام پر تو جنگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دشمن کی صفوں پر وار ہونے والی نظر آئیں اور میں نے دیکھا کہ بلاغت کی حکومت ہے فصاحت حملہ کر رہی ہے۔ واہمے اپنے بدسرشتی اور شکوک اپنی بدخلقی کے ساتھ صف آرا ہیں اور علوی خطابت کے لشکر اور حیدری تیزی زبان کی فوجیں پرے باندھے ہوئے فصاحت کی درخشاں شمشیر اور بلاغت کے گندم گوں نیزوں سے دشمنان حق کا خون دل چوس رہی ہیں۔ شکوک کی بدسرشتی کو شکست دے رہی ہے اور بُرے ارادوں کو ہلاک کر رہی ہیں۔ اور گویا میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں کہ باطل کی فوجیں ٹوٹ رہی ہیں حق نقیاب ہو رہا ہے۔ شک کی بے چینی کی آگ بجھ رہی ہے اور شبہ کا اضطراب مٹ رہا ہے اور اس سلطنت کا تاج علی بن ابی طالب کے سر پر ہے اور اس میدان کے مرد صرف وہی ہیں۔ بلکہ میری حالت تو یہ تھی کہ جب میں ایک عبارت سے دوسری عبارت تک پہنچتا تھا تو نقشہ ہی دوسرا نظر آتا کبھی میں اپنے کو ایسی دنیا میں پاتا تھا۔ جہاں مفاہیم کی بلند روحیں عبارتوں کے دل آویز پیراہن پہنے ہوئے آباد ہیں اور روحوں کے پاکیزہ کاشانوں کا طواف کر رہی ہیں اور صاف ضمیروں کے پہلو میں ایک ہمدم کی طرح بیٹھی ہوئی اُنھیں رشد و ہدایت کے افسانے سُنا کر اُن کی کجی کو درست کر رہی ہیں اور خطا و لغزش کے مقامات سے ہٹا کر فضل و کمال کی منزل کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں۔ کسی مقام پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جڑے ہوئے پہرے کھلے ہوئے دندان تیز حملوں کے پیکر ہیں رونما ہیں۔ اور روحیں چیتوں کے جسموں اور گدھوں کے پنجوں سمیت حملوں کی تیاری کر رہی ہیں پھر یکایک اُنہوں نے حملہ کر کے سب کے دل اُن کی خواہشوں کی جانب سے موڑ دیے اور بُری خواہشیں اُن کے دل سے نکال لی گئیں۔ پھر کسی محل پر یہ دیکھتا تھا کہ ایک نورانی عقل جس کو کسی جسمانی چیز سے کوئی مشابہت ہی نہیں اپنے لشکر سے جدا ہو کر انسانی روح کے پہلو میں آئی اور اُس نے اُسے طبیعت کے پردوں سے معرا کر کے ملکوت اعلیٰ کی منزل تک بلند کر دیا اور ترقی دے کر وہاں پہنچا دیا ہے جو کہ درخشاں ترین نور کی شہادت گاہ ہے اور مکر و فریب کے شائبوں سے چھٹکارا دے کر پہلوئے پاکیزگی کی آبادی میں سکونت گزیں بنا دیا ہے۔ اس عالم سے پلٹتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطیب حکمت بزرگان دین اور اولیائے امت کو ندا دے رہا ہے۔ اور راستی کے مقامات پہنچا رہا ہے مواقع شک و ریب سے بچا رہا اور قواعد و سیاست اور آداب فہم و فراست کی تعلیم دے رہا ہے جس سے وہ منصہ ریاست پر فائز ہوں اور بلندیٔ تدبیر پر پہنچ کر خوبیٔ انجام سے کامیاب ہوں۔ وہ کتاب جس میں ان اوصاف کا خزانہ ہے وہی مجموعہ ہے جسے سید رضی علیہ الرحمۃ نے حضرت علی بن ابی طالب کے پراگندہ و متفرق کلام کے منتخب و پیچیدہ حصوں سے تالیف کر کے نہج البلاغہ کے مبارک نام کے ساتھ موسوم قرار دیا ہے۔ اور اس سے زیادہ کوئی اور موزوں نام نہیں ہے۔

استنادِ نہج البلاغہ

الحاج مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

اسلامی علوم و افکار پڑھتے سورج کی طرح صدیوں سے نور پھیلا رہے ہیں اور آج کی سائنسی دنیا میں دینِ اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ضوفشاں ہے۔ کوئی شخص آنکھیں بند کرے تو اور بات ہے ورنہ اسلام کے عقائد عقلِ انسانی کے مطابق ہیں، اور دستورِ اسلام بشری ارتقاء، عالمی امن اور دنیا کی فلاح و بہبود کی ضمانت ہے۔ قرآن مجید کے علمی و عملی تعلیمات جدید سے جدید تر تعلیم و تربیت کی سائنس سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال یعنی سنّت و سیرت جامع ترین رہنما اصول حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بعد گیارہ اماموں کی رفتار و گفتار، سیرت و کردار مسلمان کے لئے نشانِ منزل اور مینارِ نور ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کسی نے منہ موڑ لیا ہو اور جلووں کو نہ دیکھنے کی قسم کھا رکھی ہو۔ سعدی شیرازی نے سچ کہا ہے:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گنہ

جن خوش نصیبوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا وہ عظمتوں کے نقیب بن گئے۔

طلوعِ آفتابِ اسلام کے وقت، مکے اور مدینے کے افق پر جہالتوں کا اندھیرا تھا، لوگوں کو قلم و کاغذ سے زیادہ زبانی جمع خرچ پر اعتماد تھا۔ قرآن مجید آیا تو لکھنے پڑھنے سوچنے سمجھنے کا پیغام لایا۔ وہ شعر و شاعری کی فضا سے نکل کر فکر و نظر اور علم و عمل کے میدان میں بڑھنے کا سبق دینے لگا۔ وحی آنے لگی، رسولؐ اس کی تلاوت فرماتے تھے لوگ سنتے تھے اور اپنے اپنے ذوق و عقیدے کے مطابق اسے یاد کر لیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ قیامت تک کے لئے آخری پیغام بر تھے۔ اس بناء پر اللہ کا پیغام قلم بند کرواتے رہتے تھے کہ انسان کے ذہن کا اعتبار، لوگوں کی یاد کا کیا بھروسہ۔ دوسروں کو لکھواتے اور خود اپنے لئے بھی تحریر کر دیتے تھے کہ سندی نسخہ گھر میں رہے۔ آنحضرتؐ کے کاتبِ خاص اور وحی کے محافظ بلند مرتبہ حضرت علی علیہ السلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن مجید کی تلاوت و تعلیم کا دائرہ عرب سے عجم اور ہند و حبش تک پہنچا۔ تعلیماتِ اسلام کے طلبگار مدینے آئے اور مدینے کے معلم باہر جانے لگے۔ اصل مرکز مدینہ رہا اور مدینہ میں مرکزِ توجہ و قابلِ استناد مدرسۂ اہلبیتؑ

کا آشنا نہ تھا۔ مدینہ میں پڑھنے پڑھانے کا عام دستور یہ تھا کہ عالم کے پاس بیٹھ گئے کسی نے سوال کیا تو جواب سن لیا، اس عالم نے کوئی تقریر کی تو حسب استعداد اسے یاد کر لیا، کچھ عرصہ بعد یہ حاضر باشی دوسروں کو تعلیم دینے لگے یوں بات حوالہ در حوالہ اور نام بنام آگے بڑھی۔ اس عمل کو روایت یا اسناد کہا جاتا ہے۔ مثلاً ابراہیم بن مالک اشتر نے محمد بن ابی بکر سے محمد بن ابی بکر نے عمار یاسر سے عمار یاسر نے سلمان فارسی سے سلمان فارسی نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فلاں واقعہ یا فلاں حکم یوں سنا۔ اس زمانہ میں آمد و رفت کے وسائل عام نہ تھے، لکھنے جاننے والے لوگ کم تھے اجنبی زبانوں اور غیر عرب ماحول کے آدمی زیادہ نہ تھے۔ جب مسلمانوں نے مدینے سے نکل کر کوفہ اور بصرہ میں ڈیرے ڈالے تو یہاں کی فضا قدیم زمانے سے لکھنے پڑھنے کے چرچوں سے بھرپور تھی بابل و نینوا و حیرہ کے قدیم دانشکدوں نے صدیوں سے لوگوں کو دانش و بینش کا چٹکے دار بنا رکھا تھا۔ یہاں کے لوگ دوسرے مقامات سے زیادہ پڑھنے لکھنے والے تھے۔ لہٰذا مسلمانوں کو نیا موقع ملا۔ اگر مدینۂ منورہ میں دس کاتب ملتے تو کوفے میں سو کاتب مل سکتے تھے۔ یہاں زیادہ قومیں آباد تھیں لہٰذا ذہنی سطح بھی مختلف ہوئی اور افہام و تفہیم کی نئی راہیں پیدا ہوئیں۔

امیر المومنین علیہ السلام بصرے آئے اور لوگوں نے آپ کی تحریر دیکھی، تقریر سنی، صورت کی زیارت کی، سیرت کا جائزہ لیا تو حیران رہ گئے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام بصرے سے کوفے تشریف لائے تو یہاں کے بسے ہوئے ماحول میں آپ نے قرآن و سیرت پیغمبرؐ اسلام دین اور علم محکم کے اظہار میں کوئی لمحہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آخر قرآن مجید کی تلاوت، حروف مخارج کلمات کا اعراب عبارت کا مفہوم، معنی کا نتیجہ، ظاہری کی عظمتیں، معنی وحی کی باریکیاں یوں بیان کر کے دکھائیں کہ تاریخ علوم و افکار کا پہلا روشن باب حضرت علیؑ ہی کے نام سے شروع ہونے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کو ذہنی طور پر اتنا متاثر کیا کہ دشمنوں کی فراوانی کے باوجود اسے حضرتؑ کا دوست دار شہر ہی کہا جاتا ہے یعنی اس قسم کے فوجی آبادی کے شہر میں دس بیس نہیں سو دو سو شیعہ ایسے پیدا ہوئے جو اپنی علمی اور عملی صلاحیتوں میں پورے شہر پر بھاری تھے۔ اور کوفے ہی میں حضرت علیؑ کا نام اتنی زبانوں پر جاری تھا جیسے کوفے میں علیؑ ہی علیؑ تھے اور کوئی نہ تھا۔ بہرحال امیر المومنین کے قدموں کی برکت سے کوفہ اسلامی علوم کا مرکز بن گیا۔ قرأت و کتابت، علم اعراب و تفسیر قرآن جیسے علوم کوفہ سے خاص نسبت پیدا کر کے ممتاز ہوئے۔ مدتوں شہر کوفہ اسلام کا دوسرا گہوارۂ تعلیم و تربیت رہا۔ ایک مدت کے بعد بغداد کا ستارہ عروج پر آیا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بغداد میں قدم رنجہ فرمایا اور بادشاہ نے آپ سے مدینہ چھڑوایا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قید و بند میں رہے مگر مشک کی عادت ہے مہکنا اور امام کا منصب ہے علم و آگہی پھیلانا۔ بغداد میں آپ نے آکر وہی کیا جو حضرت علیؑ نے کوفہ میں کیا تھا۔ مدرسۂ دین کھل گیا اس درس گاہ کی بدولت مکّے اور مدینے اور کوفے کی علمی روایت نے بغداد کا رخ کیا۔ راویانِ حدیث اور مصنفین کتب کے آثار یہاں جمع ہونے لگے۔ صدی دو صدی میں بغداد علوم اسلامیہ کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔ بڑے بڑے مدرسے قیمتی قیمتی کتب خانے جس کثرت سے بغداد میں تھے دنیا میں کہیں اس کی مثال نہ تھی۔ سائنس، فلسفہ، طب اور تاریخ پر جو کچھ ہمارے پاس

سب وہ بغداد کی بدولت ہے۔ بغداد ہی میں پڑھے لکھے صابی، یہودی، ہندو، عیسائی اور فلسفی دانشوروں نے اسلام پر مختلف سمتوں سے شدید حملے کئے۔ جن کے جواب ائمۂ دین نے دیئے اور پھر ان کے ماننے والوں نے ان حضرت کے تعلیمات کو آگے بڑھایا۔ اور اب روایت نے کتاب اور کتاب نے ضخیم شکل اختیار کی، اب مختلف موضوعات پر کتابیں لکھی جانے لگیں اور لکھی ہوئی کتابوں کی مختلف نقلیں تیار کی گئیں، اور ان کتابوں کا مطالعہ و درس عام ہونے لگا۔

دو تین برس کے اندر اندر بحث و نظر کا دائرہ بہت پھیل گیا اور چھوٹی چھوٹی جزئیات پر بحثوں کے بڑے بڑے دفتر تیار ہو گئے، ایک ایک شخص ایک ایک موضوع کا ماہر ہونے لگا، اسی علمی ترقی کے عہد میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد میں ایک بزرگ تھے النقیب الشریف ابو احمد حسین بن موسیٰ، موصوف کو دربار اور عوام میں بڑی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ابو احمد حسین صاحب علم و دولت تھے، خدا نے اُن کو دو فرزند عطا کئے، سید مرتضیٰ مولود ۳۵۵ھ اور سید رضی محمد جن کی پیدائش ۳۵۹ھ میں ہوئی۔ دونوں بھائی آفتاب و ماہتاب تھے۔ عشق قرآن مجید میں سرشار اور حقائق اعجاز کے راز دار تھے۔ دونوں نے قرآن مجید پر بڑی فکر انگیز کتابیں لکھی ہیں، قرآن مجید کے معجزہ ہونے پر ادبی مباحث کے لئے سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی متعدد کتابوں کے علاوہ "الامالی" بڑی اہم کتاب مانی گئی ہے۔

سید رضی نے اسی موضوع پر دو کتابیں یادگار چھوڑیں "حقائق التاویل" اور "تلخیص البیان" دونوں تفسیروں میں قرآن مجید کے ادبی، لغوی، معنوی و اعجازی نکات و مسائل پر گفتگو کی ہے قرآن مجید کے بعد سید رضی نے کلام نبوت کا مطالعہ قلمبند کیا اور احادیث میں اعجاز نمائی کے زاویوں پر روشنی ڈالی اس سلسلے میں ان کی مشہور کتاب "مجازات آثار النبویہ" یہ سب کتابیں مدتوں سے ارباب نظر سے داد حاصل کر رہی ہیں۔

سید رضی کے مطالعہ کا پہلا مرحلہ "ادب القرآن" دوسرا مرحلہ "ادب النبوی" تیسرا مرحلہ تھا "ادب الائمہ" کا سید رضی نے ایک کتاب لکھنے کا فیصلہ کیا:

یشتمل علی خصائص اخبار الائمۃ الاثنی عشر صلوات اللہ علیہم وبرکاتہ وحنانہ وتحیاتہ علی ترتیب ایامہم وتدریج طبقاتہم ذکرًا اوقات موالیدہم ومدد اعمارہم وتواریخ وفاتہم ومواضع قبورہم واسامی امہاتہم ومختصرًا من فضل زیارتہم موردًا طرفًا من جوابات المسائل التی سئلوا عنہا واستخرجت فتاویہم فیہا ونتفًا من محاسن احادیثہم وظواہر اعلامہم۔ الخ

بارہ اماموں کے بارے میں منتخب و خصوصی واقعات ہوں گے۔ اس میں تاریخی ترتیب اور طبقات کی حد بندی ہو اور ولادت کی تاریخ عمر کی مدت، وفات کی تاریخ، قبر کا مکان، مادران گرامی کے نام، زیارت کی فضیلت کے ساتھ ساتھ ان حضرات سے دریافت کردہ سوالوں کے جواب، ان کے اقوال و احادیث میں اسرار و نکات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔

خصائص الائمہ یا کتاب الخصائص ۳۸۳ھ میں لکھنا شروع کی، اس وقت مؤلف کی عمر ۲۴ برس کے قریب

حتی یہ کتاب کم و بیش تیرہ عنوانات پر مشتمل ہے۔ جن میں سے دسواں عنوان ہے "المنتخب من قصایا"، گیارہواں عنوان ہے "من جوابات المسائل التی سئل عنہا"، بارہواں عنوان "ومن جملۃ کلامہ للشامی" تیرھواں عنوان ہے۔ "ومن کلامہ القصیر فی فنون البلاغۃ والمواعظ والزھد والامثال"۔ مؤلف نے ہر امام کی سیرت کی ترتیب اسی انداز پر لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن حضرت علیؑ کا کلام بہت زیادہ تعداد میں محفوظ تھا۔ تاریخ وادب کے سینکڑوں مصادر میں چھوٹے بڑے ملفوظات، مکالمات، مباحثات اور خطبے نقل ہونے چلے آرہے تھے۔ بہت سی کتابیں براہ راست اسی موضوع پر موجود تھیں۔ حدیث و تفسیر وغیرہ میں بکثرت حوالے آتے تھے۔ سید رضی کے گھر میں ان کا وسیع کتب خانہ تھا اس کے علاوہ ان کے بھائی سید مرتضیٰ کا اسی ہزار کتابوں کا قیمتی ذخیرہ، جناب شیخ مفید کا کتب خانہ، دار الحکمت کا مکتبہ تو سب جانتے ہیں جن کے علاوہ بغداد علماء کا شہر اور کتب خانوں کی بستی تھا۔ جو کتابوں کی عمومیت کے پیش نظر کسی مصنف کے لئے تالیف میں ان کتابوں کا حوالہ ضروری نہ تھا، خصوصاً کلام امیر المومنین علیہ السلام کا جامع جانتا تھا کہ حضرت کا کلام ادیبوں کے درس و مطالعے میں رہتا ہے۔ ابن نباتہ، ابن نباتہ، مسعودی، جاحظ، ابن عبد ربہ وغیرہ امیر المومنینؑ کے خطبوں کی افادیت پر زور دیا کرتے تھے۔ ادبی حلقوں میں یہ ذخیرے گردش کر رہے تھے یعقوبی و مسعودی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچ سو کے قریب تھی۔

اس کی مثال خود ہمارے دور کی وہ کتابیں ہیں جن میں علامہ اقبال، قائد اعظم، قائد ملت اور دوسرے زعماء کی تقریروں اور تحریروں کے ذخیرے شائع ہوئے ہیں۔ ہم اس کے عہد کے مؤلفین سے یہ توقع نہیں رکھتے کہ وہ "خطبات اقبال" یا "مکاتیب قائد اعظم" کے راویوں اور ان کے مصادر و مآخذ پر پوری تفصیل مہیا کریں۔ لوگ ان بزرگوں کی تحریر و تقریر کے لئے اخبارات، نجی فائل اور ذاتی کلکشن کی چھان بین کرتے اور مجموعے ترتیب دیتے ہیں اور سب اسے پڑھتے اور اسے حوالے کے طور پر استعمال کرتے ہیں، نہ قاری کو شبہ ہوتا ہے نہ قوم کو ہزار میں ایک مصنف ایسا بھی ہوتا ہے جو چھان پھٹک کرتا، بال کی کھال نکالتا ہے وہ قائد اعظم کی ایک ہی تقریر کو ملک کے مختلف انگریزی، اردو، مسلم غیر مسلم اخباروں میں پڑھتا ہے، مقابلہ کرتا ہے، اور کوشش کے بعد مبینہ جلسے کے رپورٹر کی تحریر، یا ٹیپ ریکارڈ دریافت کرتا ہے۔ پھر ان میں سے کسی ایک متن کو تسلیم کرنے کی وجوہ لکھتا ہے۔ اس کے باوجود قائد اعظم کا دشمن کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود نہ ٹیپ قانونی سند رکھتا ہے نہ رپورٹر انس لئے اس تقریر میں کمی اور زیادتی دونوں کا امکان ہے۔ اس قسم کی بحث کا آغاز

۱؎ دیکھئے مری کتاب نہج البلاغہ کا ادبی مطالعہ طبع ادارہ ادبیہ کراچی۔

ہونے کے باوجود ہمیشہ اور ہر مرحلے میں شک تو پیدا کر سکتی ہے مگر نتیجہ خیز اور اطمینان بخش لٹریچر پیش کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

ہم جانتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام حقیقت میں بے مثال عالم علوم قرآن تھے۔ آپ سے بڑا واقف سیرت کوئی نہیں، رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:

"میں علم کا شہر اور علیؑ اس شہر کے دروازہ ہیں"

"امت میں سب سے بڑا قاضی علیؑ ہے"

امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام اسلامی علوم کے معلم اوّل علیؑ ابن ابی طالب ہیں، ہر مشکل میں صحابہؓ آپ ہی سے رجوع کرتے تھے، آپ حاضر جواب، فصیح البیان معجز نما بولنے والے تھے، آپؑ کے معاصر حضرات نے آپ کے ارشادات قلمبند کئے آپ کے تلامذہ نے روایات کا سلسلہ قائم کیا، درمیشہ لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ اس پس منظر میں سید رضی سے یہ مطالبہ کرنا کہ راویوں کا سلسلہ لکھتے، مصادر کا نام بتاتے، یہ مطالبہ دراصل کسی بات کو نہ ماننے کا ایک بہانہ ہے۔

سید رضی نے دوران مطالعہ حضرتؑ کے طویل و مختصر خطبات و کلام کو دیکھا اور حسب رجحان جو مطلب و نقطۂ نظر ملا اس کے مطابق پایا اسے لکھ دیا۔ اسی اثنا میں وہ تفسیر و حدیث پر بھی کام کرتے رہے، رجب ۴۰۰ھ میں انکا جمع کردہ کلام کتابی صورت اختیار کر گیا اور انہوں نے اسکا مقدمہ لکھکر "نہج البلاغہ" کا نام دیدیا۔ نہج البلاغہ طویل متوسط و مختصر خطبوں، مکاتیب، خطوں اور حکیمانہ باتوں کا نفیس دستہ تھا۔ اس لئے اس کا مطالعہ اور درس عام ہو گیا، کچھ دنوں بعد اس پر حاشیوں اور شرحوں کا سلسلہ شروع ہوا تو اہل نظر نے نقل شدہ ذخیروں اور بٹے ہوئے کتب خانوں کو یاد کیا۔ آہستہ آہستہ ہر شخص نے اپنی اپنی نظر کے مطابق خطبوں کے ذیل میں ان کتابوں کا نام لکھدیا جن میں سید رضی کا نقل کردہ اصل کلام یا مختلف صورت میں موجود تھا۔ ابن ابی الحدید اور ابن میثم سے اب تک شارحین کا یہی قاعدہ چلا آرہا ہے۔

گذشتہ پچاس برس میں تحقیق کے نئے اصول وضع ہوئے تو نہج البلاغہ کے استناد و مآخذ کی بحث مستقل موضوع قرار پائی اور اب الحمد للہ یہ مسئلہ اپنے تمام جزئیات سمیت تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ چنانچہ سبط الحسن ہنسوی کی کتاب "منہاج نہج البلاغہ" اور امتیاز علی خاں صاحب عرشی کا مقالہ "استناد نہج البلاغہ" اور محمود الحسن قیصر کا مقالہ "رجال نہج البلاغہ"، "وجامعین نہج البلاغہ" اس موضوع پر اہم ترین تحقیقی نتائج کے حامل ہیں یہ دقیع مقالے اردو شرح نہج البلاغہ" مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور میں چھپ چکے ہیں۔ عربی میں جناب عبد الزہراء الحسینی الخطیب کی مفصل کتاب "مصادر نہج البلاغہ" متعدد جلدوں میں نجف اشرف سے چھپ چکی ہے۔

ہم اس مختصر سے مقالے میں نہج البلاغہ میں موجود "خطب و کتب و کلمات" کے ان مصادر و مآخذ کی نشان دہی کریں گے جن میں امیر المومنین علیہ السلام کا کلام سید رضی سے پہلے جمع کیا جا چکا ہے اور ان کا مطالعہ سید رضی کے لیے ممکن تھا۔ اس فہرست سے اندازہ ہوگا کہ جب صدیوں بعد سو سے زیادہ کتابیں اور جامع کلام امیر المومنینؑ موجود ہیں تو

زیب المعابد عہدی میں کتنا بڑا ذخیرہ ہوگا جو سیلاب، آتش زنی، انقلاب اور تباہیوں کی نذر ہو گیا۔ بہر صورت زیر نظر فہرست میں استناد کی دو قسمیں واضح ہوتی ہیں:

(۱) راوی: وہ نام جن کے ذریعے امیر المومنینؑ کا کلام منقول ہوا۔

(۲) **کتاب**: وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے اپنی چھان بین اور روایت سے کلام امام کو جمع کیا۔

نہج البلاغہ کے مندرجات چوں کہ سید رضی کے منتخبات ہیں اس لئے ان میں کہیں کہیں کسی راوی کا نام مل جاتا ہے کچھ ایسے راوی ہیں جن کی روایت نہج البلاغہ کے خطب و کتب و کلمات دوسرے محدثین کی کتابوں میں موجود ہیں جناب محمود حسن قیصر نے ان کی چھان بین کر کے مکمل حوالوں کی نشان دہی کی ہے، اس موقع پر ان رواۃ کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے "رجال نہج البلاغہ" مشمولہ شرح نہج البلاغہ" طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

(۱) ابو جحیفۃ السوائیؒ: متوفی حدود ۷۴ھ سید رضی نے ان کا نام لکھا ہے۔

(۲) اصبغ بن نباتہ الحنظلی المجاشعی: متعدد کلمات و خطب و کتب کے راوی

(۳) ابو عبد اللہ الجدلی: ان کی روایت سے متعدد کلمات نقل ہوئے ہیں۔

(۴) ابو الطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی: حدود ۱۰۰ھ صحابی ہیں، متعدد کلمات کے راوی۔

(۵) ابو صالح کوفی تابعی: م حدود ۱۰۱ھ، ضرار بن ضمرہ کی روایت کے راوی۔

(۶) اسماعیل بن الرجاء الزبیدی: ایک خطبے اور تین کلمات ان کی روایت سے ملتے ہیں۔

(۷) ابو حمزۃ السعدی: نہج البلاغہ کے چار کلمات ان کی روایت سے ملتے ہیں۔

(۸) ابو شبل العلاء بن عبد الرحمٰن: م حدود ۱۲۸ھ ایک قول ان کی روایت سے موجود ہے۔

(۹) ابو حمزۃ الثمالی ثابت بن ابی صفیہ: م حدود ۱۵۰ھ کتاب التفسیر، رسالۃ الحقوق عن زین العابدینؑ کے علاوہ کتاب الزہد اور کتاب النوادر کے مؤلف نہج میں دو کلمات آپکی روایت سے ہیں

(۱۰) امام جعفر صادق علیہ السلام: ۱۴۸ھ، آپ نے حضرت امیر المومنین کے ملفوظات و خطب و کتب کی بکثرت روایت فرمائی ہے۔ نہج میں بھی آپ کے حوالے سے متعدد چیزیں موجود ہیں

(۱۱) جابر بن عبد اللہ انصاری: راوی کلام نہج البلاغہ۔

(۱۲) جابر الاسدی: م حدود ۱۰۰ھ نہج کے دو مندرجات کے راوی۔

(۱۳) جندب بن عبد اللہ الازدی: م حدود ۱۰۰ھ امیر المومنینؑ کے صحابی اور متعدد مندرجات نہج البلاغہ کے راوی۔

(۱۴) امام حسن علیہ السلام: الشہید ۵۰ھ دو مندرجات آپ سے مروی ہیں۔

(۱۵) امام حسین علیہ السلام: الشہید ۶۱ھ دس مندرجات آپ سے مروی ہیں۔

(۱۶) حفص بن البختری کوفی: م حدود ۲۰۰ھ ایک قول کا استناد آپ سے ہے۔

(۱۷) خلاس بن عمرو تابعی بصری: ایک قول کا استناد ہے

(۱۸) خالد بن طلیق خزاعی: نہج البلاغہ کے چار کلمات کی سند امالی طوسی میں خالد سے ہے۔

(۱۹) زید بن وہب جہنی: { م حدود ۹۰ تا ۹۶ھ راوی و جامع کلام جناب امیر۔ نہج البلاغہ میں متعدد مندرجات کا استناد ان سے ہے۔ }

(۲۰) سوید بن غفلہ بن عوسجۃ الجعفی: م ۸۲ھ ایک کلام کا استناد رکھتے ہیں۔

(۲۱) سعید بن عمیر الحارثی الانصاری تابعی: ایک خطبے کے راوی۔

(۲۲) سلیم بن قیس ہلالی: مؤلف کتاب اور راوی کلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام۔

(۲۳) صعصعہ بن صوحان العبدی: م حدود ۵۶ھ دو مندرجات کے راوی۔

(۲۴) ضرار بن ضمرہ: ایک واقعہ کے ترجمان۔

(۲۵) طارق بن شہاب ابو عبداللہ البجلی الکوفی: ایک کلام کا ان سے استناد ہے

(۲۶) امام زین العابدین علیہ السلام: ۹۵ھ میں آپ سے متعدد اقوال کا استناد ہے۔

(۲۷) عبداللہ بن حسن بن حسنؑ: م قبل ۱۴۸ھ ایک قول کا استناد ہے۔

(۲۸) عبداللہ بن عباس: م ۶۸ھ بکثرت استناد کا تعلق ہے۔

(۲۹) عاصم بن ضمرہ: ۷۴ھ ایک قول ان کی روایت سے ہے۔

(۳۰) عبد خیر تابعی کوفی: نہج البلاغہ کا ایک کلام ان سے مروی ہے۔

(۳۱) عبد الرحمٰن بن عمر عمرۃ الانصاری: تین کلمات کا ان سے استناد ہے۔

(۳۲) ابو الولید عبداللہ بن شداد: م ۸۱ھ ایک کلام کے راوی۔

(۳۳) عبد الرحمٰن بن ابی لیلی الانصاری: م ۸۲ھ ایک کلام کے راوی۔

(۳۴) عبید اللہ بن عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل: ایک کلام کے راوی۔

(۳۵) عبایہ بن ربعی الاسدی الکوفی: سلونی قبل ان تفقدونی کے راوی۔

(۳۶) ابو عمرو عامر بن شرجیل الشعبی: م ۱۰۶ھ تین ملفوظات کا استناد رکھتے ہیں۔

(۳۷) عبداللہ بن عمرو بن ہند الجملی: دو ملفوظات ان سے مروی ہیں۔

(۳۸) عمارہ بن ربیعۃ الجرمی: ایک کلام کے راوی۔

(۳۹) ابو المغیرہ علی بن ربیعہ بن فضلہ الوالبی الاسدی الکوفی: ایک کلام کے راوی۔

(۴۰) عبد اللہ بن شریک العامری: ایک قول کا استناد ہے۔

(۴۱) عکرمہ بن خالد المخزومی: م بعد ۱۱۵ھ، احفظوا عنی خمسا الخ کے راوی۔

(۴۲) عاصم بن بہدلہ: م ۱۲۸ھ، قاضی شریح کے نام مکتوب کی ان سے روایت ہے۔

(۴۳) عمرو بن قیس السکونی الکندی: م ۱۴۰ھ، متعدد ملفوظات کی سند ان سے ملتی ہے۔

(۴۴) عبد اللہ بن عوف بن الاحمر: اتزعم انک تهدی الی الساعة" الخ کے راوی۔

(۴۵) عقبہ بن ابی الصہباء الباہلی: م ۱۶۷ھ کلام جناب امیرؑ کے راوی۔

(۴۶) ابو سعید عبد الملک بن قریب الاصمعی: م ۲۱۶ھ متعدد کلمات اس ادیب سے استناد رکھتے ہیں۔

(۴۷) عبید اللہ بن محمد بن حفص ابن عائشہ: م ۲۲۸ھ دو کلام ان سے مستند ہیں۔

(۴۸) قبیصہ بن جابر: بنی الاسلام علی اربعة ارکان" کی روایت کی ہے۔

(۴۹) قیس بن ابی حازم الاحمسی البجلی الکوفی: م ۹۷ھ لا یقل عمل مع التقوی الخ کے راوی۔

(۵۰) کلیب بن شہاب الجرمی: ایک واقعہ کا استناد رکھتے ہیں۔

(۵۱) کمیل بن زیاد النخعی: م ۸۲ھ امام علیہ السلام کا ایک کلام ان سے مستند ہے۔

(۵۲) امام محمد باقر علیہ السلام: محمود حسن قیصر نے نہج البلاغہ کے چھبیس کلمات واقوال کی نشان دہی کی ہے اور کہا ہے کہ ان کا استناد امام علیہ السلام سے ہے۔

(۵۳) مغیرہ بن شعبہ: نہج البلاغہ کا ایک مندرج کلام طبری نے مغیرہ سے نقل کیا ہے۔

(۵۴) مسور بن مخرمہ: م ۶۴ھ نہج البلاغہ کے دو ملفوظات طبری نے ان کے استناد سے لکھے ہیں

(۵۵) مہاجر بن عمیر الصحابی: حلیة الاولیاء میں ان کی روایت سے نہج البلاغہ کا وہ خطبہ مذکور ہے جس کا آغاز ہے" ان اخوف ما اخاف علیکم الخ

(۵۶) مالک بن دحیہ: حضرت علیؑ کے دوستدار ہیں نہج کا ایک کلام ان سے مروی ہے۔

(۵۷) محمد بن سوقہ: دو کلام ان سے مروی ہیں۔

(۵۸) نوف بن ابی فضالہ البکالی: امیر المومنینؑ کے صحابی ہیں، نہج البلاغہ میں ان کی دو روایتیں مذکور ہیں۔

(۵۹) نعمان بن سعد: امیر المومنینؑ کے رواۃ میں ہیں نہج البلاغہ میں ایک خطبہ انکی طرف استناد رکھتا ہے

(۶۰) وہب بن منبہ: م ۱۱۴ھ کرم امام کی روایت کرتے ہیں نہج البلاغہ میں ان کی روایت ہے۔

کلام وقضایا

(۱) کتاب السنن والاحکام والقضایا: ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم م ۴۰ھ۔

یادداشت لکھنے والوں میں حارث اعور ہمدانی م ۶۵ ھ کا نام سرفہرست ہے جو امام کے تمام خطبے اور ارشادات لکھ لیا کرتے تھے، امام حسن علیہ السلام کے حکم سے موصوف نے تمام ذخیرہ حاضر کردیا تھا۔ (طبقات جلد ۶ ص ۱۴۰ لائڈن، ذیل المذیل طبری، کتاب التوحید صدوق ص ۲۰)

(۲) کتاب سلیم : سلیم بن قیس ہلالی۔

(۳) کتاب قضایا امیرالمؤمنین : عبیداللہ بن ابی رافع م ۱۱۳ھ۔ نیز عہد نامہ بنام محمد بن ابی بکر اور الحق ہو انت واصل حلیفہ تمت الخ کے راوی

(۴) مجموعۂ روایات از عبیداللہ بن حر جعفی م حدود ۷۰ ھ

(۵) کتاب الجمل (۶) کتاب الصفین۔ (۷) کتاب النہروان۔ جابر بن عبداللہ بن یزید جعفی م ۱۲۸ھ متعدد خطب وارشادات کے راوی۔

(۸) کتاب القضایا : کے نام سے متعدد بزرگوں نے الگ الگ مجموعے مرتب کئے (۱) محمد بن قیس ابونصر الاسدی متوفی حدود ۱۳۸ھ (۲) محمد بن قیس ابو عبداللہ البجلی۔ (۳) ابوالحسن معلی بن محمد البصری۔ (۴) ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر بن سلیمان بن صالح بن وہب بن عامر۔

(۹) کتاب الجمل : ابو محمد نصیح بن الدہقان بن علوان العجلی۔ م حدود ۱۵۰ھ

(۱۰) کتاب الجمل۔ (۱۱) کتاب الصفین (۱۲) کتاب النہروان (۱۳) کتاب الغارات (۱۴) کتاب الشوریٰ (۱۵) کتاب مقتل علیؑ : ابو مخنف لوط بن یحییٰ بن مخنف الازدی م ۱۵۷ھ ان سے طبری وغیرہ نے بکثرت کلام کی روایت ونقل کی ہے۔

(۱۶) کتاب خطبۃ الزہراء : اس کی شرح محمد بخت مشہدی اخباری م ۱۹۲ھ نے لکھی ہے۔

(۱۷) کتاب الجمل : (۱۸) کتاب الصفین (۱۹) کتاب النہروان : ابوالقاسم منذر بن محمد المنذر بن سعید بن ابی الجہم القابوسی دوسری صدی کے عالم۔

(۲۰) کتاب حروب امیرالمؤمنین : ابو زید عمارہ بن زید الخیوانی۔

(۲۱) کتاب الجمل (۲۲) کتاب الصفین (۲۳) کتاب الغارات : ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ م ۲۱۰ھ، نہج البلاغہ والبیان والتبیین و امالی قالی میں اس کے استناد سے ملفوظات ہیں۔ نیز جمل وصفین پر اسحاق بن بشر م ۲۱۰ھ۔ اسماعیل بن عیسیٰ البغدادی العطار م ۲۳۲ھ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ محدث م ۲۳۵ھ بھی قابل ذکر ہیں۔

خطب و رسائل

۱۔ خطب امیر المؤمنینؑ علی فی الجمع و الاعیاد: م حدود ۹۰ھ امیر المومنین کے خطبوں کا غالباً پہلا مجموعہ ہے، جس سے ابو مخنف وغیرہ نے استفادہ کیا۔

۲۔ خطب امیر المؤمنینؑ: امام جعفر صادق علیہ السلام (۱۴۸ھ) کی جمع کردہ کتاب جس کی روایت ابو روح فرزہ نے مسعدہ بن صدقہ سے کی تھی۔ یہ نسخہ سید ابن طاؤس م کے ذخیرۂ کتب میں تھا اور پھر سید ہاشم بحرینی م ۱۱۰۹ھ۔ خطبہ اشباح اسی سے ماخوذ بتایا جاتا ہے۔

۳۔ خطب امیر المؤمنینؑ: اسماعیل بن مہران بن ابی النصر زید السکونی الکوفی، موصوف نے اس مجموعے کے علاوہ (I) ثواب القرآن۔ (II) الملاحم۔ (III) الاھلیلجیہ (IV) صفۃ المؤمن و الکافر۔ V النوادر نامی کتابیں ابو الفضل محمد بن احمد بن ابراہیم الجعفی الکوفی الصابونی۔

۴۔ خطب امیر المؤمنینؑ: ابو الفضل محمد بن احمد بن ابراہیم الجعفی الکوفی الصابونی۔

۵۔ کتاب الخطب: ابو اسحٰق ابراہیم بن سلیمان بن عبد اللہ النہمی الکوفی الخزاز۔

۶۔ کتاب الخطب: ابو القاسم ہارون بن مسلم بن سعد الکاتب۔ موصوف نے "کتاب المغازی" لکھی اور حضرت امیر المومنین کا طویل مکتوب بنام مالک اشتر" کی روایت کی ہے۔

۷۔ کتاب الخطب: علی بن عبیدۃ الریحانی۔ ان کی دوسری کتاب" الجمل" میں بھی امیر المومنین کے خطب و مکتوبات و مکالمات و اشعار ہزار ہوں گے۔

۸۔ خطب علی علیہ السلام: ابراہیم بن حکم بن ظہیر الفزاری۔

۹۔ خطب علی علیہ السلام: ابو المنذر ہشام بن محمد بن سائب الکلبی (م حدود ۲۰۴ھ در کوفہ) الکلبی کی دوسری کتاب "جمہرۃ الانساب" ہے۔

۱۰۔ خطب امیر المؤمنینؑ:۔ ابی عبد اللہ محمد بن عمر بن واقد المدنی م حدود ۲۰۷ھ، ڈیڑھ سو کتابوں کا مؤلف جس کی دوسری طرف "الجمل" اور ایک اور حوالہ نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ ابن ابی الحدید نے "کتاب الشوریٰ" کا بھی حوالہ دیا ہے۔

۱۱۔ خطب امیر المؤمنینؑ: ابو الخیر صالح بن ابی حماد الرازی۔ م بعد ۲۱۴ھ

۱۲۔ خطب علی علیہ السلام: ابو المفضل نصر بن مزاحم المنقری کوفی العطار م بعد ۲۱۲ھ

۱۳۔ وقعۃ الصفین (مطبوعہ): اس مصنف کی تالیف "وقعۃ الصفین" چھپ چکی ہے اس سے اندازہ ہے کہ "الجمل"

۱۴۔ الجمل۔ (۱۵) الغارات: اور "النہروان" اور "الغارات" میں بھی خطبے اور مکالمے ہوں گے۔

۱۶۔ خطب امیر المؤمنینؑ: صالح بن حماد (صحابی امام حسن عسکریؑ) م حدود ۲۵۰ھ۔

۱۷- خطب امیر المؤمنینؑ: السید عبد العظیم بن عبداللہ الحسینی الرازی م حدود ۲۵۰ھ۔

۱۸- کتاب خطب علیؑ: محمد بن خالد بن عبدالرحمٰن البرقی م حدود ۲۵۰ھ،

۱۹- خطب امیر المؤمنینؑ مع الشرح: (تالیف ۳۱۰ھ) قاضی نعمان المصری م ۳۶۳ھ،

۲۰- کتاب الخطب
۲۱- کتاب رسائل امیر المؤمنینؑ واخبارہ وحروبہ
۲۲- کتاب الخطب
۲۳- کتاب الخطب لسائرہ
۲۴- کتاب الخطب المعربات

ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن سعید ہلال الثقفی م ۲۸۳ھ، بہت بڑے مصنف اور ادیب و مؤرخ تھے معجم الادباء (۱/۲۳۲) اور نجاشی کی تحریر کردہ فہرست میں I کتاب المغازی II کتاب مقتل عثمان III کتاب بیعۃ امیر المؤمنینؑ IV کتاب الجمل V کتاب الصفین VI کتاب الحکمین VII کتاب النہروان VIII کتاب الغارات IX کتاب مقتل امیر المؤمنینؑ X کتاب الشوریٰ۔ کل ۱۴ کتابیں ہیں۔ مؤلف کو عہد امیر المؤمنینؑ سے خاص دلچسپی تھی۔ ابن ابی الحدید نے کتاب الغارات۔

۲۵- کلام علیؑ:
۲۶- خطب امیر المؤمنینؑ:
۲۷- مواعظ علی علیہ السلام:
۲۸- رسائل علی علیہ السلام:
۲۹- کتاب الملاحم:

شیخ عبد العزیز بن یحییٰ الجلودی البصری م ۳۳۲ھ، امیر المؤمنین علیہ السلام کے ادب و تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے بزرگ تھے۔ ادب پر موصوف کی تالیفات کے علاوہ تاریخ و حروب پر I الجمل II الصفین III الحکمین IV الغارات V حروب علی ہیں جن میں بھی کلام امیر المؤمنین نقل ہونا لازمی ہے۔

(۳۰) کتاب قول علی فی الشوریٰ۔ (۳۱) کتاب ما بین علی وعثمان من الکلام۔ (۳۲) قضایا علیؑ

(۳۳) کتاب الدعا عن علیؑ۔ (۳۴) کتاب الادب عن علیؑ۔

۳۵- خطب علیؑ وکتبہ الی عمالہ: ابو الحسن علی بن محمد المدائنی م ۲۲۴ھ تاریخ الخلفا والاحداث

۳۶- کتاب الصفین (۳۷) کتاب الجمل: والفتن۔ کتاب الفتوح وکتاب الخوارج کا مؤلف۔

۳۸- رسائل الائمہ: ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی م ۳۲۹ھ یہ کتاب نویں صدی تک ابن طاؤس کے کتب خانہ میں موجود تھی۔

لُغت، حدیث، ادب، تاریخ عام

(۱) کتاب الامثال: مفضل بن محمد الضبی، م ۱۶۸ھ۔

(۲) کتاب الشوریٰ: ابو عمرو عامر بن شراحیل الکوفی م ۱۰۴ھ۔

(۳) غریب الحدیث: ابو عبید القاسم بن سلام م ۲۲۴ھ، اس کے قلمی نسخے مکتبہ عارف حکمت مخطوط ۵۴۰ھ مدینہ منورہ و مکتبۃ المحمودیہ مخطوط ۱۱۰۶ھ مدینہ منورہ۔ کتاب خانہ رضا رام پور مخطوط آٹھویں صدی ہجری میں نے اس کتاب کا حوالہ دیا ہے

(۴) الطبقات الکبری : ابوعبداللہ محمد بن سعدالزہری بصری م۲۳۰ھ (مطبوعہ)
(۵) نقض العثمانیہ : ابوجعفر محمد بن عبداللہ المعتزلی م ۲۴۰ھ۔
(۶) کتاب المقامات فی مناقب امیرالمؤمنینؑ : وہی مصنف۔ سید رضی نے ان سے استناد کیا ہے۔
(۷) اسماء المغتالیین من الاشراف فی الجاہلیۃ والاسلام : محمد بن حبیب بغدادی م ۲۴۵ھ (مطبوعہ)
(۸) الامالی : محمد بن حبیب بغدادی م ۲۴۵ھ، (مطبوعہ)
(۹) المغازی : ابوعثمان سعید بن یحییٰ الاموی الکوفی البغدادی م ۲۴۹ھ سید رضی نے خطبہؑ کا استناد اس کتاب سے کیا۔
(۱۰) قرب الاسناد : ابی العباس عبداللہ بن جعفر الحمیری القمی م ۲۵۰ھ۔ (مطبوعہ)
(۱۱) المعمرون والوصایا : ابی حاتم سہل بن محمد سجستانی م حدود ۲۵۵ھ (خطی در رام پور)
(۱۲) مائۃ کلمۃ علیؑ : ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ م ۲۵۵ھ سید رضی نے اس کتاب سے فائدہ اٹھایا ہے۔
(۱۳) البیان والتبیین : وہی مصنف، بہت سے خطبے اور ملفوظات امیرالمومنینؑ موجود ہیں۔
(۱۴) المحاسن والاضداد : (۱۵) رسائل الجاحظ۔ (۱۶) کتاب الحیوان۔ ان کا وہی مصنف
(۱۷) الموفقیات فی الاخبار : زبیر بن بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام، م ۲۵۶ھ،
(۱۸) المحاسن : ابوجعفر احمد ابن محمد بن خالد بن عبدالرحمٰن البرقی الکوفی، م ۲۷۴ تا ۲۸۰ھ (مطبوعہ)
(۱۹) الجمل۔ (۲۰) المغازی۔ وہی مصنف
(۲۱) الامامۃ والسیاسۃ : ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ بن مسلم الباہلی الدینوری (مطبوعہ)
(۲۲) تاویل مختلف الحدیث۔ (۲۳) غریب الحدیث۔ (۲۴) عیون الاخبار۔ وہی مصنف
(۲۵) انساب الاشراف : ابوجعفر احمد بن یحییٰ بن جابر م ۲۷۹ھ، (مطبوعہ)
(۲۶) فتوح البلدان : وہی مصنف (مطبوعہ)
(۲۷) کتاب الصفین : ابراہیم بن حسین کسائی، ابن دیزیل، م ۲۸۱ھ (شرح حدیدی میں اس کا حوالہ ہے)
(۲۸) تاریخ الیعقوبی : احمد بن ابی یعقوب بن جعفر ابن وہب۔ (مطبوعہ)
(۲۹) مشاکلۃ الناس لزمانہم : الکاتب ابن الواضح الیعقوبی، م ۲۸۴ھ (مطبوعہ)
(۳۰) الکامل : ابی العباس محمد بن یزید بن عبدالاکبر الازدی البصری، متوفی بغداد ۲۸۵ھ دونوں میں کلام
(۳۱) الفاضل : امیرالمؤمنینؑ موجود ہے۔
(۳۲) المقتضب : وہی مصنف۔ سید رضی نے حوالہ دیا ہے۔
(۳۳) الاخبار الطوال : ابوحنیفہ احمد بن داؤد الدینوری م حدود ۲۸۵ھ، کلام امیرالمومنینؑ کا بڑا مجموعہ ہے۔
(۳۴) کتاب الغارات : ابراہیم بن محمد بن سعید بن ہلال بن عاصم بن سعد ثقفی اصفہانی م ۲۸۰ھ ابن ابی الحدید نے بکثرت حوالہ دیا ہے

(۳۵) بصائر الدرجات: ابی جعفر محمد بن حسن الصفار، م ۲۹۰ھ (مطبوعہ)
(۳۶) المجالس: ابی العباس احمد بن یحیٰی النحوی الثعلب م، ۲۹۱ھ سید رضی نے ایک قول " اخبرہ تقلدہ" اس کے استناد سے نقل کیا ہے۔ الثعلب متعدد کتابوں کا مؤلف ہے جن میں سے "کتاب الفصیح او قواعد الشعر" لپزیگ سے چھپ چکی ہیں۔
(۳۷) کتاب الجمل الکبیر: محمد بن ذکریا الغلابی البصری، م ۲۹۸ھ بہت سی کتابوں کا مؤلف جن میں مذکورہ
(۳۸) کتاب الصفین الکبیر: کتابوں کے علاوہ "جمل الصغیر" "صفین الصغیر" "کتاب النہروان" "کتاب مقتل امیر المومنینؑ" میں بھی کلام علی علیہ السلام کا وجود یقینی ہے۔
(۳۹) تاریخ الامم والملوک: محمد بن جریر الطبری، م ۳۱۰ھ متعدد مآخذ کا مجموعہ اور سید رضی کا ایک استنادی مآخذ۔
(۴۰) الفتوح: ابی محمد احمد بن اعثم الکوفی، م ۳۱۴ھ، (مطبوعہ)
(۴۱) تحف العقول: ابو محمد حسن علی بن حسین بن شعبۃ الحرانی، م حدود ۳۲۰ھ (مطبوعہ)
(۴۲) المجتبیٰ: ابن درید، ابو بکر محمد بن حسن بن درید، م، ۱۸ شعبان ۳۲۱ھ بکثرت کلام مروی ہے۔
(۴۳) الاشتقاق: وہی مصنف
(۴۴) العقد الفرید: احمد بن عبد ربہ المالکی، م ۳۲۸ھ بکثرت کلام مروی ہے۔
(۴۵) الکافی: ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی الرازی البغدادی، م ۳۲۹ھ الکافی میں کلام امیر المومنین بکثرت باسناد موجود ہے الاصول، الفروع، اور الروضہ سے ان کی نشاندہی بھی کی جا چکی ہے۔ (مطبوعہ)
(۴۶) الامالی:
(۴۷) مروج الذہب: الزجاجی، ابو القاسم، عبدالرحمٰن بن اسحاق الصیمری، م ۳۲۹ھ (مطبوعہ)
(۴۸) اثبات الوصیۃ: المسعودی، علی بن حسین، م ۳۳۳ھ، کثیر التصنیف مورخ و ادیب و متکلم جس نے اپنی کتابوں میں کلام امیر المومنینؑ نقل کیا ہے۔
(۴۹) الولاۃ والقضاۃ: ابی عمر محمد بن یوسف الکندی، م ۳۵۰ھ
(۵۰) ادعیۃ الائمۃ: ابو طالب عبیداللہ بن ابی زید احمد بن یعقوب بن نصر انباری، م ۳۵۶ھ
(۵۱) الامالی: ابو علی القالی، اسمٰعیل بن القاسم بن العیذون البغدادی، م ۳۵۶ھ
(۵۲) النوادر: وہی مصنف۔
(۵۳) الاغانی: ابو الفرج علی بن حسین الاموی الاصفہانی، م ۳۵۶ھ
(۵۴) مقاتل الطالبین: وہی مصنف۔
(۵۵) دعائم الاسلام: ابو حنیفہ نعمان بن منصور القاضی المصری، م ۳۶۳ھ

(۵۶) اعجاز القرآن: الباقلانی ابوبکر محمد بن طیب، م شوال ۴۰۳ھ
(۵۷) الامالی: ابوالقاسم الزجاجی، م ۳۴۳ھ
(۵۸) طبقات النحویین: ابوبکر محمد بن حسن الزبیدی، م ۳۷۹ھ
(۵۹) الامتاع والموانسہ: ابی حیان التوحیدی، علی بن محمد بن عباس، م ۳۸۰ھ
(۶۰) الصدیق والصداقہ یا الادب الانشاء فی الصداقۃ والصدیق: وہی مصنف۔
(۶۱) الامالی: ابواحمد حسن بن عبداللہ بن سعید العسکری، م ۳۸۰ھ شرح حدیدی میں اس کا ذکر ہے۔
(۶۲) المصون: (طبع کویت)، (۶۳) الزواجر والمواعظ۔ وہی مصنف
(۶۴) الامالی: الصدوق محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی، م ۳۸۱ھ مندرجات نہج البلاغہ۔
(۶۵) معانی الاخبار: کے متعدد استاد موجود ہیں۔
(۶۶) علل الشرائع: وہی مصنف
(۶۷) عیون اخبار الرضا، من لا یحضرہ الفقیہ کے علاوہ "غریب حدیث النبیؐ وامیر المؤمنین" اور بھی صدوق کی کتابیں تھیں جن میں کلام علیؑ ہوگا۔
(۶۸) کمال الدین وتمام النعمۃ (۶۹) الخصال (۷۰) التوحید (۷۱) کتاب الجمل۔ ان کا وہی مصنف۔
(۷۲) قوت القلوب: ابی طالب محمد بن علی بن عطیۃ المکی، م حدود ۳۸۶ھ۔
(۷۳) کتاب الصناعتین: ابی ہلال العسکری، حسن بن عبداللہ بن سہل، م ۳۹۵ھ
(۷۴) الاوائل: وہی مصنف: قلمی نسخہ رامپور میں ہے۔
(۷۵) جمہرۃ الامثال: وہی مصنف قلمی نسخہ رام پور میں ہے۔ نیز بمبئی سے شائع شدہ۔
(۷۶) البدیع: عبداللہ بن المعتز بن متوکل العباسی، م ۲۹۶ (مطبوعہ)
(۷۷) کتاب الضیاء یا الصفا فی تاریخ الائمہ۔ او لکشف فیما یتعلق بالسقیفہ: ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم بن ابی رافع۔ کوفی البغدادی، م حدود ۴۰۰ھ۔
(۷۸) اخبار ابی تمام: ابوبکر بن یحییٰ الصولی، م ۳۳۶، کلام امیر المؤمنین "الحکمۃ ضالۃ المؤمن" اس میں موجود ہے۔
(۷۹) الجمع بین الغریبین یا الغریبین: ابوعبید احمد بن محمد الہروی، م ۴۰۱ھ (قلمی رام پور)
(۸۰) حلیۃ الاولیاء: ابی نعیم عبداللہ بن احمد اصفہانی، م حدود ۴۳۰ھ (مطبوعہ)
(۸۱) الارشاد: الشیخ المفید محمد بن محمد بن نعمان البغدادی، م ۴۱۳ھ
(۸۲) الامالی: وہی مصنف، استاد سید رضی۔

(۸۳) النجس والنصرة فی حب النصرۃ: وہی مصنف مندرجہ بالا کتابوں میں مندرجات نہج البلاغہ بالاسناد موجود ہیں۔
(۸۴) الاختصاص: وہی مصنف (مطبوعہ)
(۸۵) غرر الادلہ: ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب المعتزلی، م ۴۳۶ھ
(۸۶) الرجال: الکشی بن عمر محمد بن عمر بن عبدالعزیز، م ۴۵۰ھ (مطبوعہ)
(۸۷) الموشی او الظرف والظرفاء: ابوالطیب محمد بن احمد بن اسحاق الاعرابی الوشاء
(۸۸) کتاب ابن وأب: عیسیٰ بن یزید بن بکر بن ذاب (یہ کتاب شیخ مفید کے پاس تھی)
(۸۹) الانصاف فی الامامۃ: ابی جعفر محمد بن عبدالرحمن بن قبۃ الرازی۔
(۹۰) المحاسن والمساوی: ابراہیم بن محمد بن بیہقی۔
(۹۱) السقیفہ وزیادات السقیفہ: الجوہری، ابی بکر احمد بن عبدالعزیز۔
(۹۲) اخبار القضاۃ: وکیع محمد بن خلف بن حیان۔ (مطبوعہ)
(۹۳) التفسیر: ابی نصر محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش السلمی السمرقندی (مطبوعہ)
(۹۴) کتاب زہد امیرالمومنینؑ۔ وہی مصنف
(۹۵) التفسیر: شیخ فرات بن ابراہیم بن فرات الکوفی (مطبوعہ)
(۹۶) التفسیر: علی بن ابراہیم القمی۔ (مطبوعہ)
(۹۷) جعفریات: اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادقؑ (مطبوعہ)
(۹۸) دلائل الامامہ: محمد بن جریر الطبری الامامی (مطبوعہ)
(۹۹) المسترشد فی الامامۃ: وہی مصنف۔ (مطبوعہ)
(۱۰۰) نزہۃ الادب فی المحاضرات وخلاصۃ ماثر الدرر۔ ابوسعید منصور بن حسین الآبی الوزیر م ۴۲۲ھ
۱۰۱ تجارب الامم: ابن مسکویہ، م ۴۲۱ھ

موجودہ معلومات کی حد تک ڈیڑھ سو سے زیادہ ایسے مصادر کا سراغ مل چکا ہے جن میں حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں اور خطوں کا وجود ہے بہت بڑے بڑے علماء و ادباء، مورخ اور محدث ملفوظات و کلمات حکمت کو روایت کرتے رہے۔ الکافی۔ تحف العقول۔ المحاسن۔ امالی الصدوق۔ وقعۃ صفین۔ الجمل۔ الاخبار الطوال۔ حلیۃ الاولیاء۔ الارشاد۔ البیان والتبیین۔ المجتنیٰ۔ کامل المبرد اور یعقوبی، مسعودی و طبری کی تاریخوں میں بڑی فراوانی سے کلام امام جمع کیا گیا ہے۔ ابن درید۔ ابن عبدربہ۔ الحرانی۔ المفید۔ الیعقوبی و المسعودی نے "منتخبات" کلام کے لئے الگ عنوان قائم کئے ہیں۔

ان کتابوں کے علاوہ بے شمار چھوٹی بڑی کتابوں میں ایک ایک دو دو جملے بکھرے ہوئے ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ان دنوں میں خصوصی طور پر استناد نہج البلاغہ کے سلسلے میں مطالعہ کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ متقدمین کی ہر کتاب میں حضرت امیرالمومنینؑ کا کلام ملنا ممکن ہے۔ کتاب "اخبار ابی تمام" طبع ۱۹۳۷ء صفحہ ۱۷۶ ابوبکر الصولی المتوفی ۳۳۶ھ زیر نظر تھی۔ کہ نہج البلاغہ کا کلام نمبر ۸۰ "الحکمۃ ضالۃ المؤمن فخذ الحکمۃ ولو من اہل النفاق" کی روایت ان لفظوں میں مل گئی۔ قال علی بن ابی طالب "الحکمۃ ضالۃ المؤمن فخذ ضالتک ولو من اہل الشرک"۔ اسے پڑھ کر خیال ہوا کہ شاید الصولی کی کتاب کے کسی نسخے یا سید رضی کا مختار فقرہ موجود ہے، یعنی اختلاف روایت، اختلاف متن، اختلاف کلمات اور اقتباس کے مختلف مرحلوں سے گذرتے ہوئے سید رضی کی وسعت نظر اور جستجو کا یقین ہو جاتا ہے۔ اور صاحب نظر کو مندرجات نہج البلاغہ کے استناد میں شک باقی نہیں رہتا۔

نیز دیکھئے میری کتاب (۱)، نہج البلاغہ کا ادبی مطالعہ، مطبوعہ ادارۂ الہیات، کراچی۔

(۲) مقدمۂ نہج البلاغہ در شرح نہج البلاغہ طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

(۳) اصول معالم الحکم (عربی، مسودۂ مؤلف)

(۴) حواشی عربیہ بر نہج البلاغہ قلمی مخزونہ کتب خانہ مرتضوی لاہور۔

امیر المومنین علیہ السلام کی علمی خدمات

ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن کراچی

دنیا میں کوئی تحریک شہرت عام کی فضا میں اس وقت تک پرواز نہیں کر سکتی اور بقائے دوام کی سند اُسے نہیں مل سکتی۔ جب تک محرک کے معاون و مددگار کچھ ایسے لوگ نہ ہوں جنہوں نے حقیقی تحریک کی گہرائیوں تک اپنی نظر تحقیق کو نہ پہنچایا ہو۔ وہ اس کے تمام پہلوؤں کو اُلٹ پلٹ کر اس کی ہر تہ میں اپنے ایمان کو اس طرح رچا بسا نہ دیا ہو کہ مخالف ہوا کا زبردست سے زبردست جھونکا بھی اس کی گرفت کو ڈھیلا نہ کر سکے۔ ظاہر ہے کہ حضور سرکار دو عالم کی بعثت ایک ایسی قوم میں ہوئی تھی جو جہالت کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھائے ہوئے تھی اور جس کے ہر فرد سے کفر و شرک کا پسینہ پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا۔ صدیاں بیت گئی تھیں کہ علم کی روشنی میں ان کی آنکھیں کھلی ہی نہ تھیں۔ ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے نے انکو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا، ان کا رشتہ اخلاص و ایمان معبود حقیقی سے قطع ہو کر پتھر کی چھوٹی بڑی مورتیوں سے وابستہ ہو گیا تھا، دماغی صلاحیتوں پر اوس پڑ چکی تھی اور جذبات کے شیاطین کی ان کی زندگیوں پر حکومت تھی۔ وہ جانتے ہی نہ تھے کہ وحدہٗ لاشریک کسے کہتے ہیں وہاں تو جو کچھ تھے لات و عزّیٰ تھے۔

غور کیجئے! ایسی نکمّی دھات کو سونا بنانا۔ جہالت کے غاروں میں پھنسے ہوؤں کو علمی اسٹیج پر لانا، شیطانی پیکروں میں روح ایمان پھونکنا معمولی کام نہ تھا۔ خدا کے رسولؐ کو آغاز کار ہی سے ایک ایسے جوانمرد معاون کی ضرورت محسوس ہوئی جو مقدس تحریک کے بازوؤں میں وہ زور بھر دے کہ ہر محاذ پر کامیابی اس کا نصیب ہو۔ رسولؐ نے اپنے اس معاون کو جو علیؑ کے بھیس میں تھا اپنے آغوش تربیت میں رکھ کر دین اسلام کی مدد کے سارے پہلو اُجاگر کر دیئے تھے۔ یہ ایک ایسا تربیت یافتہ جوان تھا کہ اس نے اسلامی ترقی کی راہ میں جتنی بھاری بھاری چٹانیں پڑی ہوئی نظر آئیں ٹھوکر مار مار کر سب کو ہٹا دیا۔

جہاں غریب مسلمانوں کی مدد کی ضرورت تھی اس نے ان کی مدد اس طرح کی کہ خود فاقے کئے اور ان کو شکم سیر کھلایا۔ خود لباس میں پیوند لگا کر ان کو نیا لباس پہنایا۔ جہاں دشمنوں کو زیر کرنے کی ضرورت تھی وہاں اپنی ذوالفقار آبدار سے ان کے سر کاٹ کر زمین پاٹ دی، ان کے نجس خون سے زمین لال کر دی۔ اس کے بعد ایک اہم خدمت اور علیؑ کے سپرد ہوئی

تھی اور وہ عظیم الشان معرکہ تھا۔ عرب کی جہالت سے لڑنا یہ کام سب کاموں سے مشکل تھا کیونکہ صدیوں کے جمے ہوئے زنگ کو ذہنوں سے کھرچ کر پھینکنا، ذہن میں علمی روشنی کا پھیلانا تھا۔ اس وقت نہ یونانیوں کے فلسفے کے پھیلانے کی ضرورت تھی نہ مصریوں کے علم ہیئت کو رواج دینے کی بلکہ سب سے پہلے بندوں کا خدا سے روشناس کرانا اور ان کے خدا سے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑنا تھا۔ اسلامی جھنڈے کے نیچے آنے والے تو چند سال میں بےشمار لوگ ہو گئے تھے اور بتوں کو سجدہ کرنا۔ انہوں نے چھوڑ دیا تھا لیکن حقیقتِ اسلام سے وہ کوسوں دور تھے۔ صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے ایمان میں پختگی اور معرفت میں خلوص پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ مادی تصورات ساحتِ قدسی تک پہنچے ہوئے تھے اور وہ خدا کو ایک مادی وجود سمجھ کر اس کی عبادت کر رہے تھے۔ الٰہیات کے نازک مسائل کو ان کے دل و دماغ سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ وہ جہادوں میں بڑے شوق سے مال غنیمت کی جمع میں تیغ زنی کر سکتے تھے لیکن درس معرفت حاصل کرنے کی ان کو کوئی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ اس کمی کو پورا کرنے والا علیؑ کے سوا اور کون ہو سکتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ علی علیہ السلام کی بے پناہ علمی قوت نے اسلامی مسائل کی توضیح کر کے یہ ثابت کیا کہ اسلام خدائی دین ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا دین خدائی دین نہیں کہلا سکتا۔ سلطنت کرنے والے ملکوں کے فتح کرنے میں لگے ہوئے تھے، سونا چاندی بٹور بٹور کر لا رہے تھے اور علی علیہ السلام کو اس کی فکر تھی کہ مسلمان صحیح طریقے سے معرفت باری تعالیٰ حاصل کریں اور حقیقت اسلام کو پہچان کر اپنے ایمان کو پختہ بنائیں۔ جو کتاب خدا نے اپنے آخری رسولؐ کے پاس بھیجی ہے اس کو صحیح طریقے سے سمجھیں اور اپنے اعمال کو ایسا بنائیں کہ بارگاہ ایزدی میں قبول ہونے کے قابل ہو جائیں۔ الٰہیات کے مسائل کو سمجھانا اور وحدہٗ لاشریک خدا کی معرفت کرانا ایسا آسان کام نہ تھا کہ علی کے سوا دوسرے لوگ اسے انجام دے سکتے کیونکہ اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت تھی۔

حضرت علیؑ کی علمی خدمت کا شاہکار نہج البلاغہ ہے جس میں حضرت کے وہ خطبات ہیں جنہیں پڑھ کر قوتِ ایمانی ایک دم بڑھ جاتی ہے اور الٰہیات کے بڑے پیچیدہ مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔ افسوس ہے مسلمانوں نے اس کلام بلاغت نظام کی قدر نہ کی اور علامہ سید رضی جامع نہج البلاغہ کو کم بتا کر اس کی قدر کو گھٹانا چاہا۔ لیکن چاند پر خاک ڈالنے سے چاند گھٹتا نہیں۔ اس کی تابندگی اور اسلوب نگارش کا انوکھا پن بتا رہا ہے کہ علی علیہ السلام کے سوا دوسرا ایسا کلام پیش نہیں کر سکتا۔ اگر دوسروں سے ممکن ہوتا تو وہ بھی ایسے خطبات بیان کر کے داد تحسین حاصل کرتے لیکن آج تک کسی سے ممکن نہ ہوا۔ جو خطبے اوروں کے پیش کئے جا رہے ہیں، وہ علیؑ کے خطبوں کے مقابل ایسے ہیں جیسے سونے کے مقابل تانبا یا اکسیر کے مقابل خاک۔ علی علیہ السلام کے خطبات کا ایک ایک لفظ ہزار معنی در بغل ہے۔ تعصب کی انتہا ہو گئی ہے کہ کالجوں میں ادبی نصاب میں کبھی نہج البلاغہ کو جگہ نہیں دی گئی۔ حالانکہ عربی ادب میں کوئی ایک کتاب بھی اس کے وزن کی نہیں۔ علمائے اہل سنت میں بکثرت حضرات ایسے ہیں جنہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ نہج البلاغہ یقیناً حضرت علیؑ کا کلام

اور یہ بھی کہا ہے کلام الامام امام الکلام۔ دور کیوں جاتے ہو ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ کو پڑھ لیجئے اس سے پتہ چل جائے گا کہ نہج البلاغہ کیسی کتاب ہے۔ ابن الحدید کا یہ کہنا بالکل بجا و درست ہے کہ جتنی بار میں نہج البلاغہ کو پڑھتا گیا ہر بار نئے نئے نکات ذہن میں آتے گئے آخر یہ خیال کیا کہ اگر میں عمر بھر اسے پڑھتا رہوں گا تو یہی صورت رہے گی لہٰذا جو کچھ فیض حاصل ہوا ہے اسے سپرد قلم کر دینا چاہیئے۔ اس مختصر مضمون میں میں حضرت کے صرف ایک خطبہ پر مختصر سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس ایک قطرہ سے سمندر کی وسعت کا حال معلوم کر لیجئے۔ یہ نہج البلاغہ کا پہلا خطبہ ہے جس میں الہیات کے نہایت سنجیدہ مسائل کو حل کیا گیا ہے:

(۱) الحمد للہ الذی لا یبلغ مدحتہ القائلون۔ حمد کی سزاوار وہ ذات ہے جس کی تعریف تک بیان کرنے والے پہنچ نہیں سکتے۔ دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے مگر اس کے تفصیلی بیان کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ بے شک کوئی مدح کرنے والا اس کی پوری تعریف نہیں کر سکتا۔ کرے تو جب کہ اس کی صفتوں کا پورا پورا علم حاصل ہو۔ ایک نعمت میں ہزار ہزار نعمتیں ہوں کس کی طاقت کہ ان کو شمار کر سکے اور جب سمجھ میں نہ آسکے تو تعریف ممکن کیسے ہو سکتی ہے۔

(۲) ولا یحصی نعماءہ العادون (اس کی نعمتوں کو شمار کرنے والے شمار نہیں کر سکتے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا (اگر تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار ہی نہیں کر سکتے)۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے: اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سات سمندر سیاہی بن جائیں تب بھی لکھنے والے اس کے کلمات (مخلوقات) کا احصا نہیں کر سکتے۔

(۳) ولا یؤدی حقہ المجتہدون۔ (کوشش کرنے والے اس کا حق ادا ہی نہیں کر سکتے) اگر صرف ایک آنے والے اور ایک جانے والے سانس کا شکریہ ادا کرنا چاہیں تو ساری عمر اسی میں ختم ہو جائے گی، باقی نعمتوں کا حق کون ادا کر سکتا ہے

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ما ہمچناں

(۴) الذی لا یدرکہ بعد الھمم (وہ وہ ہے کہ ہمتوں کی دوریاں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں) یعنی آدمی کی ہمت کتنی ہی بلند پرواز ہو اس کے ساحت قدس تک جا ہی نہیں سکتی۔ وہ تو جتنا سوچے عالم و امکان کے اندر ہی سوچے گا۔ عالم وجوب تک جانے کی راہ ہی نہ ملے گی۔

(۵) ولا ینالہ غوص الفطن (انسانی عقل کتنا ہی گہرا غوطہ لگائے اس کی ذات تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔

(۶) الذی لیس لصفتہ حد محدود۔ (وہ وہ ہے جس کی صفت کے لئے کوئی معین حد ہی نہیں) انسان کی ہر صفت کے لئے ایک حد ہے۔ عالم کے علم کی ایک حد ہے۔ اس کے آگے نہیں جا سکتا۔ سخی کی سخاوت کی ایک حد ہے جس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ مگر خدا کی کسی صفت کی کوئی حد نہیں خدا اور بندوں کی صفات میں بس یہی فرق ہے (دیکھیے کس خوبی سے مخلوق و خالق و حادث قدیم کا فرق سمجھایا جا رہا ہے۔

(۷) ولا نعت موجود (یعنی ہماری طرح اس کی ذات میں تغیر نہیں۔ ہم کبھی بچے ہیں، کبھی جوان، کبھی بوڑھے پس تغیر کو

اس کی ذات میں راہ نہیں۔

(۸) ولا وقت معدود۔ (یعنی ہماری طرح کسی وقت کا شمار اس کے لیے نہیں کہ کب سے ہے کب سے نہیں اُن باتوں کا اس سے تعلق نہیں۔ مخلوق کے لیے پیدائش کا ایک وقت ہوتا ہے، زندگی کا ایک زمانہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے ایسا نہیں۔۔

(۹) ولا اجل ممدود۔ (اس کے لئے کوئی مدت بھی نہیں۔

(۱۰) فطر الخلائق بقدرته۔ (اس نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا) نہ اُسے کسی کی مدد کی ضرورت، نہ کسی سے مقررہ کی ضرورت وہ اپنی قدرت سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

(۱۱) ونشر الرياح برحمته۔ (اس نے اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلایا۔ اس کی بے شمار مخلوق ہے مگر یہاں صرف ہوا ہی کا ذکر کیا گیا ہے کیوں کہ مخلوق کی پیدائش اور بقا میں ہوا کو خاص دخل ہے اگر یہ نہ ہو تو کوئی چیز نہ پیدا ہو سکتی ہے اور نہ زندہ رہ سکتی ہے۔ کیسی عجیب نعمت خدا ہے۔

(۱۲) ووتد بالصخور ميدان ارضه۔ (اس نے اپنی قدرت سے یہ اونچے اونچے پہاڑ زمین پر رکھ دیئے تاکہ ہلے ڈلے نہیں، اس کے سوا یہ کام کون کر سکتا ہے۔

(۱۳) اوّل الدين معرفته۔ (دین ہی سب سے پہلی چیز معرفت باری تعالیٰ ہے۔) اگر معرفت ہی نہیں بندہ نے خدا کو پہچانا ہی نہیں یا غلط پہچانا تو دین کا اس سے تعلق ہی نہیں، وہ بے دین ہے، کافر ہے، مشرک ہے۔

(۱۴) وكمال معرفته التصديق به۔ (اور معرفت حد کمال کو جب پہنچے گی تو پہلے اس کے وجود کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ یعنی صدق دل سے یہ مان لیا جائے خالق کائنات کوئی ہے۔ بغیر اس کے نہ کوئی چیز پیدا ہوتی ہے نہ زندہ رہ سکتی ہے

(۱۵) وكمال التصديق به توحيده۔ (اور پوری پوری تصدیق جب ہی ہو گی کہ اس کو وحدہٗ لاشریک لہٗ مانا جائے ورنہ تصدیق بیکار صرف اقرار وجود سے کیا فائدہ اگر کسی کو اس کا شریک مان لیا تو پھر اس کی تصدیق کہاں ہوئی کیوں کہ وہ تو ایک

(۱۶) وكمال توحيده الاخلاص له۔ (توحید کا اقرار جب ہی مکمل ہو گا جب خالص یعنی سچے دل سے اس کو خدا مانا جائے اگر شک و شبہ رہا تو پھر توحید کا اقرار بے کار۔

(۱۷) وكمال الاخلاص له نفي الصفات عنه۔ (اور خلوص کا کمال اس وقت ہو گا جب کہ زائد بر ذات صفات کی اس سے نفی کر دی جائے) اس ایک جملہ میں امیر المومنین علیہ السلام الٰہیات کا ایک دفتر بند کر دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جتنی صفتیں انسان میں پائی جاتی ہیں ان سب کی نفی ذات باری سے کر دی جائے اور اس کی تمام صفات کو عین ذات مانا جائے۔ مثلاً ہم جاہل ہیں وہ جاہل نہیں، ہم عاجز ہیں وہ عاجز نہیں، ہم مرزوق ہیں وہ مرزوق نہیں۔ ہم حادث ہیں وہ حادث نہیں، وغیرہ وغیرہ۔

(۱۸) لشهادة كل صفة انها غير الموصوف (ہر صفت اس پر گواہ ہے وہ اپنے موصوف سے الگ ہے۔

یعنی موصوف پر صفت عارضی ہوتی ہے۔ اس کی ذات میں داخل نہیں خدا کے لئے ایسا نہیں اس کی صفت عین موصوف ہے۔
(۱۹) وشھادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ۔ (یعنی ہر اپنی صفت سے الگ ہوتا ہے۔ صفت اس کی ذات میں داخل نہیں ہوتی، خدا ایسا نہیں۔

(۲۰) فمن وصف اللہ سبحانہ وتعالیٰ فقد قرنہ۔ (جس بر ذات صفت سے موصوف کیا تو اس نے ایک چیز کو خدا کا ساتھی بنا دیا۔ یعنی موصوف کے ساتھ صفت آئی تو دو چیزیں ہو گئیں۔)

(۲۱) ومن قرنہ فقد ثناہ۔ (یعنی اس سے کسی صفت کو متصل کیا تو اُسے دو بنا دیا۔)

(۲۲) ومن ثناہ فقد جزاہ (اور جس نے دو بنایا تو اس نے خدا کا تجزیہ کر دیا۔)

(۲۳) ومن جزّاہ فقد جھلہ۔ (جس نے تجزیہ کیا وہ اس کی ذات کی معرفت جاہل رہا۔)

(۲۴) ومن جھلہ فقد اشار الیہ۔ (جو جاہل رہا اس نے اس کی طرف یک مخلوق کی طرح اشارہ کر دیا۔)

(۲۵) ومن اشار الیہ فقد حدّہ۔ (جس نے اس کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس کے لئے حد بنا دی کیوں کہ اشارہ تو محدود ہی چیز کی طرف ہوگا۔)

(۲۶) ومن حدّہ فقد عدہ۔ (جس نے حد بندی کر دی تو اس نے شمار کر دیا یعنی ایک موصوف دوسرے صفت۔

(۲۷) ومن قال فیم فقد ضمنہ۔ (جس نے کہا وہ فلاں چیز کے اندر ہے اس نے اس کو گھیر لیا۔)

(۲۸) ومن قال علی مہ فقد اخلیٰ منہ۔ (یعنی جس نے کہا خدا فلاں چیز پر ہے تو اس نے دوسری جگہوں کو اس سے خالی قرار دیا۔

(۲۹) کائن لا عن حدث۔ (وہ ہے مگر کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا۔)

(۳۰) موجود لا عن عدم۔ (وہ موجود ہے لیکن عدم سے وجود میں نہیں آیا۔)

(۳۱) مع کل شئ لا بمقارنۃ۔ (ہر شے کے ساتھ ہے مگر اس سے ملا ہوا نہیں۔)

(۳۲) غیر کل شئ لا بمزایلۃ۔ (ہر شے کا غیر مگر اس سے الگ نہیں۔)

(۳۳) فاعل لا بمعنی الحرکات والآلۃ۔ (وہ کرنے والا ہے لیکن حرکات و آلات کے ذریعہ سے نہیں۔)

یہ ہیں وہ ۳۳ جملے جس میں عارف ربانی عالم علوم صمدانی امیر المومنین نے تمام الہیات کو بالاختصار بیان کر دیا ہے کس کی طاقت ہے کہ الہیات کے رموز و غوامض کی پردہ کشائی اس طرح کر سکے۔ اب سمجھئے کہ مولائے کائنات نے معرفت باری تعالےٰ کس طرح کرائی۔

(۱) اس کی تعریف کرنا ناممکن (۲) اس کی نعمتیں حد شمار سے باہر ہیں۔ (۳) وہ ذات عقل و فہم میں آنے والی نہیں۔ (۴) اس کے لئے کوئی محدود صفت نہیں۔ (۵) اس کی ذات تغیرا در وقت و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ (۶) اس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ (۷) اس نے ہواؤں کو چلایا ہے۔ (۸) اس نے پہاڑوں کی

میخیں زمین پر ٹھونکی ہیں۔ (۹) خدا کی معرفت دین میں سب سے پہلی چیز ہے۔ (۱۰) پہلے اس کی تصدیق کرو پھر اس کی توحید کو مانو پھر ہر شے سے اُسے علیحدہ قرار دو۔ تمہاری اُس کی صفات اس کی ذات سے الگ نہیں بلکہ عین فطرت ہیں۔ اگر صفات کو اس کی ذات سے الگ کیا تو دو قدیم یعنی دو خدا ہو گے۔ ایک موصوف ایک صفت دو ہو گئے تو اس کے جز ثابت ہوئے۔ جس نے ایسا سمجھا وہ جاہل ہے اور جو اس حقیقت سے جاہل ہے وہ اس کی طرف اشارہ کرے گا۔ یعنی کہے یہ موصوف یہ صفت جس نے اشارہ کیا تو اُس کے لئے ایک حد مقرر کر دی جب ہی تو اشارہ کیا حد بندی ہو گئی تو پھر تو شمار ہی ہونے لگا۔ یعنی ایک حد کو پھر جہات جس میں وہ ہو۔ وہ وہ کسی چیز کے اندر نہیں وہ کسی چیز سے باہر نہیں، اپنی قدرت سے ہر جگہ موجود ہے۔ قدیم ہے حادث نہیں ہر شے کے ساتھ مگر کسی سے ملا جلا نہیں۔ ہر شے سے الگ ہے مگر بے تعلق نہیں، وہ ایسا کاریگر نہیں جس کو حرکت اور آلہ کی ضرورت ہو۔

پس جو شخص ان سب باتوں کو سمجھ لے گا اُسے معرفت الٰہی حاصل ہو جائے گا ورنہ وہ گمراہی میں پڑ جائے گا امیر المومنین علی علیہ السلام کے ارشادات عالیہ ہی سے جو ایک بحر نا پیدا کنار ہیں میں نے چند قطرے پیش کر دیئے ہیں۔ یہ امیر المومنین کی علمی خدمت ہے جس نے اسلام کو زندہ رکھا۔ ورنہ مسلمانوں نے تو اس کے بدن سے جان کو کھینچ ہی یا تھا

حضرت امیر المومنینؑ اور علم غیب

ثقۃ الاسلام الحاج علامہ محمد بشیر انصاری

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زندگی پر تاریخ و حقائق کی روشنی میں اگر غائر نظر کی جائے تو آپ کی پوری حیات میں سکون و اطمینان نظر نہیں آتا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اظہار اسلام فرمایا تو تمام ملک عرب آپ کا مخالف ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے قریبی رشتہ دار بھی جانی دشمن بن گئے ایسے کٹھن وقت میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے آپ کی حمایت و نصرت میں اپنی جان کی بازی لگا دی چنانچہ آنحضرتؐ کے دشمنوں کی نظر میں سب سے زیادہ قابل گردن زدنی حضرت علی علیہ السلام کی ذات تھی جن کے پدر بزرگوار نے بھی مرتے دم تک آنحضرتؐ کی نصرت میں مثالی خدمات انجام دی ہیں۔ یہ عداوت درحقیقت اس لئے تھی کہ تمام ادیان مروجہ کے خلاف دین اسلام لانے والے کی مدد دین کی مدد تھی جو کفار و مشرکین عرب کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ مکی زندگی میں رسول اسلام کے ساتھ ہر لمحہ مصائب و آلام کا تحمل اور اذیتوں پر اذیتیں برداشت کرنا علی ابن ابی طالبؑ ہی کا کام تھا شب ہجرت تک اپنی جان کو آنحضرتؐ پر قربان کرنا ہزاروں کھینچی ہوئی تلواروں کے سایہ میں بستر رسولؐ پر سونا ایسی جاں نثاری تھی جس کی مدح میں وحی خدا رطب اللسان ہے۔

مدنی زندگی میں کفار و مشرکین کے پے در پے حملوں اور لڑائیوں میں حضرت علی ہی سینہ سپر نظر آتے ہیں۔ سرداران عرب و صنادید قریش حضرت ہی کے ہاتھوں قتل ہوئے ان کی اولاد میں فطرت عرب کے مطابق جذبہ انتقام علیؑ اور اولاد علی ہی کو مٹا دینے پر ابھرتا رہا کیوں کہ مشرکین عرب کا کوئی ایسا قبیلہ نہ تھا جس کے سردار کو آپ کی تیغ آبدار نے قتل نہ کیا ہو درحقیقت یہ انتقامی جذبہ بھی نصرت رسول اسلام ہی کی وجہ سے تھا کیوں کہ اس کے سوا کوئی اور ذاتی عداوت نہ تھی۔ لہٰذا اس کو قبائلی عداوت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ آنحضرتؐ کی وفات کے وقت حضرت علی علیہ السلام کو جو سب سے بڑا صدمہ تھا وہ آنحضرتؐ کی رحلت پر تھا جن کی حمایت و نصرت میں ہر لحظہ پیش رہتے تھے آج ان کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہیں ایسی حالت میں لوگوں کا سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر خلافت کا فیصلہ کرنا اور حقدار کو محروم کر دینا یہ مصیبت بالائے مصیبت تھی پھر بھی وہ ہیں خاندان رسولؐ کے حقوق سے چشم پوشی تاریخی حقیقت ہے پھر جناب سیدہ کی جدائی اور ان کی درد بھری داستان ایک کوہ الم تھی جس کو برداشت کرنا علیؑ ہی کا دل گردہ تھا۔

بی بی سیدہ کی وفات کے بعد لوگوں نے تقریباً ۲۵ برس آنکھیں پھیر لیں یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے بالآخر چوتھا زمانہ آیا اور آپ باصرار شدید زمام حکومت سنبھالنے پر بادل ناخواستہ آمادہ ہوئے لیکن آپ کو اس عرصہ میں جن مصائب و شدائد کا

سامنا کرنا پڑا اور جن فتنوں سے مقابلہ تھا وہ ہر لحظہ سوہان روح تھا۔

ان اذیت رساں لمحات زندگی میں آپ کے خطبات و مواعظ اور حکم و نصائح کا مجموعہ جو نہج البلاغہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ کلام الامام امام الکلام ہے بلکہ تحت کلام الخالق فوق المخلوق ہے۔ کَلَامُ عَلِیٍّ کَلَامٌ عَلِیٌّ۔ وَمَا قَالَہُ الْمُرْتَضٰی مُرْتَضٰی۔ نہج البلاغہ مجموعہ کلام جناب امیر المومنین علیہ السلام درحقیقت معجزہ ہے کیونکہ خوارق عادت بشریہ سے ہر ایک بے قیاس و بے عدیل امر حق اور دلیل صداقت ہے کیوں کہ پیش نظر رکھ کر جامع الکلام جناب سید رضی علیہ الرحمۃ نے بطور تحدی (چیلنج) پیش کیا ہے ؎

اُولٰٓئِکَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ　　　اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

ترجمہ: یہ ہیں میرے باپ دادا بس اسے جریر جب بڑے بڑے اجتماعات ہمیں اکٹھا کریں تو مجھے ان کی کوئی مثال تو لا دکھاؤ

کلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے معجز نما ہونے کا ایک اہم ثبوت یہ بھی ہے کہ آپ نے وہ پیش گوئیاں فرمائی ہیں جو بغیر علم غیب ممکن نہیں ہیں۔ بلکہ آپ نے خود عالم الغیب ہونے کا اظہار فرمایا ہے آئندہ واقعات کا بلحاظ زمان و مکان قبل از وقوع بیان کرنا ہی علم غیب ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل اخبار بالغیب بھی ہے ائمہ طاہرین علیہم السلام کو علم غیب حاصل تھا۔ اللہ تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ وہ جن کو منتخب کرے انھیں علم غیب عطا کر دیتا ہے بلکہ انبیاء و رسل کی صداقت کی دلیل دیگر دلائل کے علاوہ اخبار بالغیب بھی ہے یعنی غیب کی خبریں دینا۔ جب کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مراۃ العقول جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ میں تحریر فرمایا ہے: قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ خداوند عالم اپنے غیب پر ہر کسی کو مطلع نہیں کرتا بلکہ جن کو پسند کرتا ہے انہیں علم غیب عطا کرتا ہے یعنی وہ غیب جو کائنات سے پوشیدہ ہے اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ غیب اپنے پسندیدہ حضرات کو عطا کر دیتا ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ خدا کا علم عین ذات ہے اور انبیاء و ائمہ علیہم السلام کا علم تعلیم خدا ہے اور تعلیم خدا کے معنی ان کی تخلیق میں ایسا کمال عطا کرنا ہے کہ جس کے ذریعہ وہ عالم پیدا ہوتے ہیں پیدائش ہی میں علم سے معمور ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں علم غیب کی نفی وارد ہوئی ہے اس سے مراد صرف یہ ہے کہ یہ حضرات بالذات عالم الغیب نہیں ہیں بلکہ من جانب اللہ انکو غیب کا علم عطا ہوا ہے۔

اگر اصطلاح میں عالم الغیب صرف وہی ہو سکتا ہے جس کا علم عین ذات ہو تو خدا کے سوا کسی کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا لیکن اگر تعلیم خدا علم غیب حاصل ہو تو ہر صاحب علم غیب کو اسی شرط کے ساتھ غیب جاننے والا کہا جا سکتا ہے۔ کسی مخالف مذہب شیعہ کے اعتراض کی وجہ سے انکار علم غیب کرنا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ یہ ہرگز کفر و شرک نہیں ہے کیونکہ ہمارے خدا اور ہمارے مخلوقین میں لفظی اشتراک ہے، معنوی اشتراک ہے جیسے عالم، سمیع و بصیر، لطیف و خبیر وغیرہ۔ خالق و مخلوق دونوں کے لئے مستعمل ہیں۔

اب ہم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام پیش کرتے ہیں جس میں علم غیب کا اظہار اور اخبار بالغیب کا ثبوت موجود ہے جو من جانب اللہ منصوص ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل بیّن ہے نہیں یہ علم غیب تعلیم خدا حاصل ہے۔ خطبہ نمبر ۹ ترجمہ ہم حصل

عبارت عربی کو ترک کر رہے ہیں کیونکہ وہ کتاب میں موجود ہے اور اس کا ترجمہ جعفری تحریر کر رہے ہیں۔

خطبہ نمبر ۹۱: اے لوگو! میں نے فتنہ و شر کی آنکھیں پھوڑ ڈالی ہیں اور جب اس کی تاریکیاں موجوں کی طرح تہ و بالا ہو رہی تھیں اور دیوانے کتوں کی طرح اس کی دیوانگی زوروں پر تھی تو میرے علاوہ کسی ایک میں جرأت نہ تھی کہ وہ اس کی طرف بڑھتا اب موقع ہے جو چاہو مجھ سے پوچھ لو پیشتر اس کے کہ مجھے نہ پاؤ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم اس وقت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی عرصہ کی جو بات مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا اور کسی ایسے گروہ کے متعلق دریافت کرو گے کہ جس نے سو کو ہدایت کی ہو اور سو کو گمراہ کیا ہو تو میں اس کے للکارنے والے اور اسے آگے سے کھینچنے والے۔ اور پیچھے سے دھکیلنے والے اور اس کی منزل اور اس سے سازو سامان سے لدے ہوئے پالانوں کے اترنے کی جگہ تک بتاؤں گا اور یہ کہ کون ان میں سے قتل کیا جائے گا اور کون اپنی موت مرے گا۔ اور جب میں نہ رہوں گا اور ناخوشگوار چیزیں اور سخت مشکلیں پیش آئیں گی تو دیکھ لینا کہ بہت سے پوچھنے والے پریشانی سے سر نیچے ڈال دیں گے اور بتانے والے عاجز اور ماندہ ہو جائیں گے یہ اس وقت ہو گا کہ جب تم پر لڑائیاں زوروں سے ٹوٹ پڑیں گی اور اس کی سختیاں نمایاں ہو جائیں گی اور دنیا اس طرح تم پر تنگ ہو جائے گی کہ مصیبتوں کے دنوں کو تم یہ سمجھنے لگو گے کہ وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں یہاں تک کہ خداوند عالم تمہارے باقی ماندہ لوگوں کو فتح و کامرانی دے گا۔

خطبہ نمبر ۵۸: خوارج سے خطاب فرماتے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا:

یاد رکھو کہ تمہیں میرے بعد چھا جانے والی ذلت اور کاٹنے والی تلوار سے دوچار ہونا ہے اور ظالموں کے من و تیرے سے سابقہ پڑنا ہے کہ وہ تمہیں محروم کر کے ہر چیز اپنے لئے مخصوص کریں۔

خطبہ نمبر ۵۹: جب خوارج سے جنگ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ نہروان کا پل عبور کر کے اُدھر جا چکے ہیں تو آپ نے فرمایا:

ان کے گرنے کی جگہ تو پانی کے اسی طرف ہے خدا کی قسم ان میں سے دس بھی بچ کر نہ جا سکیں گے۔ اور تم میں سے دس بھی ہلاک نہ ہوں گے (جب خوارج مارے گئے تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ سب کے سب ہلاک ہو گئے تو آپ نے فرمایا) ہرگز نہیں ابھی تو وہ مردوں کی صلبوں اور عورتوں کے شکموں میں موجود ہیں جب کبھی ان میں سے کوئی سردار ظاہر ہو گا تو اسے کاٹ کر رکھ دیا جائے گا یہاں تک کہ ان کی آخری فرد چور، ڈاکو ہو کر رہ جائیں گی۔ ان ہی خوارج کے متعلق فرمایا: میرے بعد خوارج کو قتل نہ کرنا اسلئے کہ جو حق کا طالب ہو اور اُسے نہ پا سکے وہ ویسا نہیں ہے کہ جو باطل کی طلب میں ہو اور پھر اُسے پا بھی لے۔

جناب سید رضی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں:

خطبہ نمبر ۱۲۸: اس میں بصرہ کے اندر برپا ہونے والے ہنگاموں کا تذکرہ ہے: اے احنف! میں اس شخص کو اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ایسے لشکر کو لیکر بڑھ رہا ہے کہ جس میں نہ گرد و غبار ہے نہ شور و غوغا نہ لگاموں کی کھڑکھڑاہٹ ہے

ورنہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز وہ لوگ زمین کو اپنے پیروں سے جو شتر مرغ کے پیروں کی مانند ہیں روند رہے ہوں گے۔

جناب سید رضیؒ فرماتے ہیں اس سے حبشیوں کے سردار کی طرف اشارہ فرمایا ہے: پھر آپ نے فرمایا ان لوگوں کے ہاتھوں سے کہ جن کے قتل ہو جانے والوں پر بین نہیں کیا جاتا اور گم ہو جانے والوں کو ڈھونڈا نہیں جاتا تمہاری ان آباد گلیوں اور سجے سجائے مکانوں کے لئے تباہی ہے کہ جن کے چھجے گدھوں کے پروں اور ہاتھیوں کے سونڈوں کے مانند ہیں میں دنیا کو اوندھے منہ گرانے والا اور اس کی بساط کا صحیح اندازہ رکھنے والا اور اس کے رتی حال نگاہوں سے دیکھنے والا ہوں (یہ بربادی بصرہ کی پیشگوئی ہے)

اسی خطبہ کے ذیل میں ترکوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چمڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہوں اور ریشم و کے کپڑے پہنتے ہیں اور اچھے گھوڑوں کو عزیز رکھتے ہیں اور کشت و خون کی گرم بازاری ہو یہاں تک کہ زخمی کشتوں کے اوپر سے ہو کر گذریں گے۔ اور بچ کر بھاگ نکلنے والے اسیر ہونے والوں سے کم ہوں گے۔

خطبہ نمبر ۴۷: اے کوفہ! یہ منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تجھے اس طرح سے کھینچا جا رہا ہے جیسے بازار عکاظ کے دباغت کئے ہوئے چمڑے کو اور مصائب و آلام کی تاخت و تاراج سے تجھے کچلا جا رہا ہے اور شدائد و حوادث کا تو مرکب بنا ہوا ہے میں جانتا ہوں کہ جو ظالم و سرکش تجھ سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے کسی مصیبت میں جکڑ دے گا اور کسی قاتل کی زد پر لے آئے گا۔

خطبہ نمبر ۱۱۴: آپ نے علم غیب کا اپنے لئے اظہار فرماتے ہوئے خبر دی کہ بنی ثقیف کا ایک لڑکا تم پر تسلط پائے گا اور وہ دراز قد ہوگا اور بل کھا کر چلے گا وہ تمہارے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا اور تمہاری چربی تک پگھلا دے گا۔

خطبہ نمبر ۱۳: بصرہ کی بربادی کی خبر دیتے ہوئے فرمایا اب میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا شہر غرق ہو گا اور تمہاری مسجدیں نمایاں ہوں گی جس طرح کشتی کا سینہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے شہر پر اس کے اوپر اور نیچے سے عذاب بھیج دیا ہوگا۔

یہ مذکورہ بالا خطبات اخبار بالغیب ہیں یعنی آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر ہے چنانچہ تاریخی حقائق گواہ ہیں کہ ان پیشگوئیوں کا ایک ایک حرف صحیح ہے جن کی تفصیلات ترجمہ و شرح سے معلوم ہو سکیں گی۔ علمائے اہل سنت نے بھی آپ کے اخبار بالغیب کو تسلیم کیا ہے چنانچہ کتاب ابجد العلوم صفحہ ۳۸۳ پر اس کی صراحت موجود ہے۔ نیز شرح نہج البلاغہ امام معتزلی جلد ۱ صفحہ ۹۴ میں تصدیق اخبار بالغیب مرقوم ہے۔ بہرحال اخبار بالغیب کے لحاظ سے بھی یہ کلام حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بلند ترین کلام ہے۔ اگرچہ اردو میں اس کے کئی ترجمے ہوئے اور ہر ایک مترجم نے اپنے حسب کمال نہایت سعی و کوشش کی مگر پھر بھی حق ترجمہ ادا نہیں ہو سکا کیونکہ مترجمین معصوم نہیں ہیں۔ فروگذاشت اور سامحہ کا ہو جانا بعید از عقل نہیں ہے ہر دوسرے مترجم کے سامنے پہلے مترجم کا ترجمہ ہوتا ہے اس لئے اسے مسامحات کی تصحیح کا موقعہ نصیب ہوتا رہتا ہے۔

جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ نے اس دور میں کافی تفحص و تعمق کے ساتھ ترجمہ فرمایا ہے جو ہر سابقہ ترجمہ پر غور و تنقید کامل مبذول فرماتے ہوئے ہی تحریر کیا گیا ہے تاکہ سابقہ لغزشوں و گذشتہ مسامحات سے محفوظ ہو مگر کسی زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں مشکل ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ کلام جو بہ حیثیت کامل بلاغت قرآن مجید کی طرح اس کی تفسیر ہی اس کے معانی کو واضح کر سکتی ہے جناب مولانا موصوف نے نہایت جانفشانی سے اس ضرورت کو بقدر امکان پورا کیا ہے یہ ترجمہ سابقہ تراجم کے مقابلہ میں زیادہ مفید اور زبان کے لحاظ سے زیادہ سلیس ہے نیز ان ایسے کلمات کا بہترین حل پیش کیا گیا ہے جو نا فہمی میں منظر نظر میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مترجم موصوف کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ اور حضرات مومنین کرام اس سے بہرہ مند ہوں خصوصاً طلاب علوم دینیہ اور حضرات [illegible] کے لئے بہترین ذخیرہ علم ہے والسلام۔ محمد بشیر

فہرست مضامین نہج البلاغہ حصّہ اوّل

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
۱	حمد و ثنائے خالق کائنات	۱۶۹
۲	خلقتِ آدمؑ کا ذکر	۱۷۴
۳	حج بیت اللہ کے بارے میں	۱۸۰
۴	صفین سے واپسی	۱۸۱
	دوسرا حصہ:	
	اہلبیت علیہم السلام کی شان میں	۱۸۲
	تیسرا حصہ	
	دوسرے لوگوں کا کردار (غیر اہلبیت)	۱۸۳
۵	معروف بہ شقشقیہ	۱۸۸
۶	قریش کی حالت اور آلِ رسولؐ کے احسانات	۱۹۵
۷	وفات رسولؐ کے بعد عباسؓ اور ابوسفیان سے فرمایا	۲۰۲
۸	امام علیہ السلام کا کلام جب آپؑ کو مشورہ دیا گیا کہ آپؑ طلحہ و زبیر کا پیچھا نہ کریں اور ان سے جنگ کی ٹھان لیں	۲۰۴
۹	منافقوں کی حالت کا منظر	۲۰۶
۱۰	آپؑ کا کلام مقتضائے حال کے مطابق زبیر کے متعلق:	۲۰۷
۱۱	اصحاب جمل کی دھونس دھمکیاں	۲۰۹
۱۲	معاویہ اور اس کے لشکر کی حالت	〃
۱۳	جنگ جمل میں محمد بن حنفیہؓ کو علم لشکر دے کر آدابِ حرب کی تعلیم	۲۱۰
۱۴	جنگ جمل میں فتح یابی دیکھ کر	۲۱۲

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
۱۴	ایک صحابی کی تمنا کاش میرا فلاں بھائی بھی شریک ہوتا اور آپ کا جواب	۲۱۲
۱۵〃	اہلِ بصرہ کی مذمت میں	۲۱۳
۱۶〃	اہلِ بصرہ کی مذمت میں	۲۱۸
۱۷〃	عثمان کی عطا کردہ جاگیریں مسلمانوں کو واپس کر کے فرمایا	۲۱۸
۱۸〃	بیعتِ خلافت کے بعد	۲۲۰
	دوسرا حصہ: سزا و حکم	۲۲۳
۱۹〃	جہل اور جہل مرکب میں فرق	۲۲۴
۲۰〃	مفتیانِ اسلام میں اختلاف	۲۲۹
۲۱〃	منافق سے خطاب	۲۳۱
۲۲〃	بعد از موت	۲۳۳
۲۳〃	معاد	۲۳۴
۲۴〃	خونِ عثمانؓ	۲۳۵
۲۵〃	دولت کی تقسیم۔	۲۳۸
	اسی خطبہ کا ایک حصہ۔	۲۳۹
۲۶〃	بدکردار سے بیزاری	۲۴۰
۲۷〃	رفیقانِ گریز پا....؟	۲۴۱
۲۸〃	جنگِ نہروان سے قبل	۲۴۴
۲۹〃	جہاد	۲۴۶
۳۰〃	دین و دنیا	۲۴۹
۳۱〃	تنبیہ	۲۵۱
۳۲〃	خونِ عثمان سے بے تعلقی کا اظہار۔	۲۵۳
۳۳〃	طلحہ و زبیر	۲۵۹

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
خطبہ ۳۴	ماحول	۲۶۰
۳۵〃	بصرہ کی طرف روانگی؟	۲۶۲
۳۶〃	غفلت شعار ساتھیوں کی سرزنش	۲۶۳
۳۷〃	تحکیم پر اظہار رائے	۲۶۵
۳۸〃	خوارج سے خطاب	۲۷۰
۳۹〃	اصحابِ رسولؐ کی کیفیت	۲۷۲
۴۰〃	كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت	۲۷۳
۴۱〃	اصحاب کو زجر و توبیخ	۲۷۳
۴۲〃	خوارج کو جواب	۲۷۵
۴۳〃	وفاداری	۲۷۶
۴۴〃	طولِ امیدوں سے ممانعت	۲۷۷
۴۵〃	قاصد کا انتظار	۲۷۸
۴۶〃	مصقلہ کے فرار کے بعد	۲۷۹
۴۷〃	حمد باری اور دنیا کی ناپائیداری	۲۸۰
۴۸〃	سفر شام کے وقت دعا بارگاہ رب الارباب میں	۲۸۰
۴۹〃	کوفہ کے متعلق خبر غیب	۲۸۱
۵۰〃	سفر شام کی راہ میں	۲۸۳
۵۱〃	صفاتِ باریؑ	۲۸۳
۵۲〃	فتنہ و فساد کا سبب	۲۸۴
۵۳〃	فرات کے گھاٹ پر معاویہ کا قبضہ دیکھ کر۔	۲۸۵
۵۴〃	دنیا سے بیزاری کی تلقین	۲۸۶
۵۵〃	قربانی کے جانور کے صفات	۲۸۷
۵۶〃	صفین میں جنگ سے رکنے پر ہجوم مردم اور لوگوں کی بےقراری	۲۸۸

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
خطبہ ۵۷	صفین میں تاخیرِ اجازتِ جنگ پر لوگوں کے اعتراضات کا جواب	۲۸۶
۵۸	پیغمبرؐ کے سچے اصحاب کی شجاعت و استقلال کا ذکر	۲۸۹
۵۹	امیر المومنینؑ پر سب و شتم	۲۹۰
۶۰	خوارج سے خطاب	۲۹۲
۶۱	خوارج کے متعلق پیشینگوئی	۲۹۴
۶۲	قتل کی دھمکی	۲۹۶
۶۳	اعمالِ صالحہ کی طرف ترغیب	۲۹۶
۶۴	دنیا سے بیزاری	۲۹۷
۶۵	صفاتِ باری تعالیٰ	۲۹۸
۶۶	مجاہدین کو اصولِ جنگ کی تعلیم صفین میں۔	۳۰۰
۶۷	سقیفہ کی کارروائی سن کر امیر المومنینؑ کا احتجاج	۳۰۱
۶۸	محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت کے بعد۔	۳۰۳
۶۹	اپنے اصحاب کو زجر و توبیخ	۳۰۵
۷۰	رسولِ اسلامؐ کا دیدار	۳۰۶
۷۱	اہلِ عراق کو تنبیہ	۳۰۷
۷۲	پیغمبرِ اسلامؐ پر درود کے طریقہ کی تعلیم۔	۳۰۸
۷۳	مروان بن حکم کے بارے میں اخبار بالغیب۔	۳۱۰
۷۴	بیعتِ عثمانؓ کے وقت	۳۱۱
۷۵	قتلِ عثمان کی تہمت کے جواب میں۔	″
۷۶	مردِ باعمل کی شان	۳۱۲
۷۷	سعد بن [illegible] کا ہدیہ	۳۱۳

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
خطبہ ۷۸	مناجات	۳۱۴
۷۹	نجومیوں کی خبریں	۳۱۵
۸۰	عورت	۳۱۶
۸۱	زہد و تقویٰ کا مفہوم	۳۱۸
۸۲	دنیا کی بے ثباتی	″
۸۳	خطبۂ غراء	۳۱۹
۸۴	عمرو بن عاص کے بارے میں	۳۲۷
۸۵	صفاتِ باری تعالیٰ	۳۲۸
۸۶	صفاتِ باری تعالیٰ اور اس کی عبادت کی ضرورت	۳۲۹
۸۷	اہلِ علم و تقویٰ کا تعارف و مصنوعی علماء کی شناخت۔	۳۳۱
۸۸	خودرائی پر زجر و توبیخ	۳۳۶
۸۹	بعثتِ حضرت محمد مصطفیٰؐ	۳۳۷
۹۰	صفاتِ باری تعالےٰ	۳۳۹
۹۱	خطبۂ اشباح	۳۴۰
۹۲	حقائقِ کائنات کے معلومات کا خزانۂ عامرہ۔	
۹۲	جب قتلِ عثمان کے بعد لوگوں نے۔	۳۵۵
۹۳	جنگِ نہروان کے بعد فرمایا	۳۵۶
۹۴	انبیاء و رسل کی مدح و ثنا	۳۶۰
۹۵	بعثتِ رسولؐ کے وقت لوگوں کی حالت۔	۳۶۲
۹۶	پیغمبرِ اسلام کی بعثت کے وقت حالت کی تصویر کشی۔	۳۶۲
۹۷	دنیا میں ظالموں کی مہلت	۳۶۳
۹۸	بنی امیہ کے افعالِ قبیحہ کے متعلق پیشین گوئی۔	۳۶۶

خطبہ نمبر	مضمون نمبر	صفحہ نمبر
خطبہ ۹۹	زہد کی طرف ترغیب	۳۶۷
۱۰۰	الطاف و عنایاتِ باری تعالیٰ	۳۶۹
۱۰۱	عظیم حوادث	۳۷۰
۱۰۲	گذشتہ خطبے کا ایک حصہ	۳۷۱
۱۰۳	دنیا کی بے وفائی (زہد و ورع کی طرف رغبت کی ضرورت)	۳۷۲
۱۰۴	حضورِ نبی اکرمؐ کی بعثت	۳۷۵
۱۰۵	زوالِ حکومتِ بنی امیہ اور قیامِ حکومتِ بنی عباس کی پیش گوئی۔	۳۷۶
۱۰۶	اسلام کے فضائل اور خصوصیات	۳۷۸
۱۰۷	ایامِ صفین میں	۳۸۰
۱۰۸	حوادث اور فتنوں کی پیشگوئیاں	۳۸۱
۱۰۹	اوصافِ باری تعالیٰ، فرشتوں کے حالات، دنیا کی بے ثباتی	۳۸۴
	انسان کی فریب خوردگی،	۳۸۶
	میدانِ حشر کا منظر	۳۸۸
۱۱۰	عظمتِ ایمان	۳۹۱
۱۱۱	دنیا کی ناپائیداری	۳۹۲
۱۱۲	ملک موت اور قبضِ روح کا ذکر	۳۹۶
۱۱۳	دنیا کی بے ثباتی	۳۹۷
۱۱۴	پرہیزگاری	۳۹۹
۱۱۵	نزولِ باراں کی دعا	۴۰۳
۱۱۶	سردارِ دوجہاں کی نعت	۴۰۶
۱۱۷	اصحاب کے جان چرانے اور کنجوسی کی مذمت۔	۴۰۸
۱۱۸	جنگِ جمل کے بعد سپاہیوں کی تعریف	۴۰۹
۱۱۹	جنگ کی تحریص پر اصحاب کا سکوت۔	۴۰۹

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
خطبہ ۱۲۰	اہل بیتؑ کی شان	۴۱۰
۱۲۱	جنگِ لیلۃ الہریر کے بعد ایک سوال کا جواب	۴۱۱
۱۲۲	خوارج سے خطاب	۴۱۳
۱۲۳	میدانِ جنگ میں اپنے اصحاب	۴۱۴
	سے خطاب۔	۴۱۶
۱۲۴	اپنے اصحاب کو اصولِ حرب کی تعلیم۔	۴۱۷
۱۲۵	تحکیم کے بارے میں	۴۲۰
۱۲۶	تقسیمِ زر میں مساوات کا اہتمام	۴۲۲
۱۲۷	خوارج کو جواب، اسوۂ رسولؐ کی روشنی میں۔	۴۲۳
۱۲۸	بصرہ کے متعلق اہم پیشگوئیاں اور امیرِ زنج کا خروج۔	۴۲۵
۱۲۹	حصولِ جنت کے شرائط، پیمانوں اور ترازوؤں کے ذکر میں	۴۲۷
۱۳۰	حضرتِ ابوذرؓ کا اخراج ربذہ کی جانب۔	۴۲۹
۱۳۱	صفاتِ امام	۴۳۰
۱۳۲	خدا کی حمد	۴۳۱
۱۳۳	خدا کی عظمت	۴۳۳
۱۳۴	حضرت عمرؓ کو میدانِ جنگ میں نہ جانے کا مشورہ۔	۴۳۴
۱۳۵	مغیرہ بن اخنس کے بارے میں	۴۳۷
۱۳۶	بیعت کے بعد لوگوں کی خود غرضی دیکھ کر فرمایا۔	۴۳۸
۱۳۷	طلحہ و زبیر کے متعلق	۴۳۹
۱۳۸	ظہورِ حجت اور آخری زمانے [illegible] کی طرف اشارہ۔	۴۴۰

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
۱۳۹	شوریٰ کے وقت	۴۴۰
۱۴۰	بدگوئی و غیبت	۴۴۲
۱۴۱	حق و باطل میں فرق	۴۴۴
۱۴۲	دولت کا مصرف	۴۴۴
۱۴۳	بارش کی دعا	۴۴۵
۱۴۴	عظمتِ اہل بیت علیہم السلام	۴۴۷
۱۴۵	پند و نصائح	۴۴۹
۱۴۶	عمر بن خطاب کو مشورہ	۴۵۰
۱۴۷	آنیوالے زمانے کے حالات	۴۵۱
۱۴۸	طلحہ و زبیر کے مسلک پر	۴۵۲
	اظہارِ افسوس۔	۴۵۳
۱۴۹	آخری ارشاد (ابن ملجم کے حملے کے بعد آخری وقت ارشاد فرمایا)	۴۵۴
۱۵۰	آنے والا زمانہ	۴۵۶
۱۵۱	دورِ فتن	۴۵۸
۱۵۲	صفاتِ باری تعالیٰ عینِ ذات ہیں۔	۴۶۱
	وعظ و نصیحت۔	۴۶۴
۱۵۳	اہلِ زمانہ کی شکایت اور ذکرِ آئمہ اطہار علیہم السلام	۴۶۶
۵۴	چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت	۴۶۹
۱۵۵	اہلِ بصرہ کے آنے والے فتنوں کی خبریں۔	۴۷۱
۱۵۶	تقویٰ کی اہمیت اور [illegible]	۴۷۷
۱۵۷	بعثتِ نبیؐ [illegible] فرمان	۴۸۰
۱۵۸	اچھا ہمسایہ	۴۸۱
۱۵۹	حمد و صفاتِ باری تعالیٰ	۴۸۲
۱۶۰	صفتِ رسولؐ	۴۸۷
۱۶۱	خلافت کے بارے میں ایک سوال کا جواب	۴۸۹

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
خطبہ ۱۶۲	صفاتِ باری تعالیٰ	۴۹۱
	(انسان کی عجیب ترین تخلیق)	۴۹۲
۱۶۳	حضرتِ عثمانؓ سے گفتگو	۴۹۴
۱۶۴	طاؤس (مور) کی عجیب و غریب	۴۹۸
	خلقت) جنت کی تعریف (اسی خطبے کا ایک حصہ)	۵۰۲
۱۶۵	نصیحتیں	۵۰۴
۱۶۶	ملتِ اسلامیہ کے گرانقدر اصول	۵۰۶
۱۶۷	بیعت کے بعد قاتلینِ عثمانؓ کے بارے میں۔	۵۰۷
۱۶۸	اہلِ جمل کا رُخ بصرہ کی طرف	۵۰۸
۱۶۹	طرفدارانِ جمل کے ایک گروہ	۵۰۹
۱۷۰	ارادۂ جنگِ صفین کے وقت	۵۱۱
۱۷۱	ذکرِ جنگ [illegible]	۵۱۲
۱۷۲	انتخابِ خلافت کا روایتی طریقہ	۵۱۳
۱۷۳	طلحہ بن عبیداللہ کے متعلق	۵۱۶
۱۷۴	علی مرتضیٰؑ اور علمِ غیب	۵۱۷
۱۷۵	قرآن مقدس	۵۲۲
۱۷۶	حکمین کے بارے میں	۵۲۷
۱۷۷	آغازِ خلافتِ ظاہری	۵۲۸
۱۷۸	دیدارِ خداوندی	۵۳۰
۱۷۹	لشکر سے خطاب	۵۳۲
۱۸۰	باغی جماعت	۵۳۳
۱۸۱	وعظ و نصیحت	۵۳۴
۱۸۲	وعظ و نصیحت	۵۴۰
۱۸۳	برج بن مسہر طائی سے خطاب	۵۴۵
۱۸۴	متقین کی صفت میں	۵۴۶
۱۸۵	توحید	۵۵۰
۱۸۶	حوادث و فتن	۵۵۵

خطبہ نمبر	مضمون نمبر	صفحہ نمبر
خطبہ ۱۸۷	وعظ	۵۵۷
۱۸۸ 〃	جو پوچھنا چاہو پوچھ لو	۵۵۸
۱۸۹ 〃	وعظ و نصیحت	۵۵۹
۱۹۰ 〃	دنیا و دنیا پرست	۵۶۲
۱۹۱ 〃	خطبۂ قاصعہ	۵۶۵
۱۹۲ 〃	ہمامؒ کی درخواست پر اس کا جواب	۵۸۵
۱۹۳ 〃	منافقین کے علامات	۵۹۱
۱۹۴ 〃	میدانِ حشر	۵۹۳
۱۹۵	موت	۵۹۵
۱۹۶ 〃	رسولِ سرورؐ کی تمجید	۵۹۶
۱۹۷ 〃	اسلام و قرآن	۵۹۸
۱۹۸ 〃	اپنے اصحاب کو وصیت	۶۰۳
۱۹۹	معاویہ	۶۰۵
۲۰۰	ناقۂ صالحؑ	۶۰۶
۲۰۱	خاتونِ جنتؑ کے دفن کے وقت	〃
۲۰۲	دنیا و آخرت	۶۰۹
۲۰۳	موت	〃
۲۰۴	طلحہ و زبیر سے گفتگو	۶۱۰
۲۰۵	سب و شتم کی ممانعت	۶۱۲
۲۰۶	جنگِ صفین میں امام حسنؑ کی سبقت دیکھ کر	〃
۲۰۷	تحکیم کے وقت آپؑ کے صحاب کا اضطراب	۶۱۳
۲۰۸	علاء بن زیاد حارثی سے خطاب	۶۱۳
۲۰۹	اقسام حدیث	۶۱۵
۲۱۰	آیاتِ الٰہی	۶۲۰
۲۱۱	مناجات	۶۲۱
۲۱۲	حمد و نعت	۶۲۲

خطبہ نمبر	مضمون نمبر	صفحہ نمبر
خطبہ ۲۱۳	خدا کے احسانات	۶۲۳
۲۱۴ 〃	دُعا	۶۲۵
۲۱۵ 〃	ملکی اصلاح و بنیادی حقوق	۶۲۶
۲۱۶ 〃	قریش کی شکایت بارگاہِ خدا میں۔	۶۳۱
۲۱۷ 〃	طلحہؓ و عبدالرحمانؓ	۶۳۲
۲۱۸ 〃	مومن	۶۳۳
۲۱۹ 〃	سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ	۶۳۳
۲۲۰ 〃	رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله	۶۳۹
۲۲۱ 〃	يا ايها الانسان ما غرك بربك الكريم	۶۴۱
۲۲۲ 〃	امانت و دیانت کے دو سبق	۶۴۲
۲۲۳ 〃	آپ کی دُعا	۶۴۴
۲۲۴ 〃	دُنیا	۶۴۷
۲۲۵ 〃	دُعا	۶۴۸
۲۲۶ 〃	ایک صحابی کا ذکر	۶۴۹
۲۲۷ 〃	بیعت و خلافت	۶۵۲
۲۲۸ 〃	خوفِ خدا اور قبر کا منظر	۶۵۳
۲۲۹ 〃	روانگی بصرہ کے وقت ذی قار میں	۶۵۶
۲۳۰ 〃	عبداللہ بن زمعہ سے خطاب	۶۵۷
۲۳۱ 〃	کلام الامام امام الکلام	۶۵۷
۲۳۲ 〃	اختلافِ شکل و صورت کا راز	۶۵۸
۲۳۳ 〃	غسلِ رسولِ خدا صلعم	۶۵۹
۲۳۴ 〃	ہجرت کے بعد	۶۶۰
۲۳۵ 〃	عمل کی مہلت	۶۶۱
۲۳۶ 〃	حکمین کے بارے میں	۶۶۱
۲۳۷ 〃	آلِ محمد علیہم السلام	۶۶۳

خطبہ نمبر	مضمون نمبر	صفحہ نمبر
خطبہ ۲۳۸	حضرتِ عثمانؓ کا خط	۶۶۳
۲۳۹ 〃	اپنے اصحاب کے جہاد کے لئے تیاری کا حکم	۶۶۴
	خطبہ بغیر الف جو بلا غور و فکر ارشاد فرمایا۔	۶۶۵

مکتوبات حصہ دوم

مکتوب نمبر	مضمون نمبر	صفحہ نمبر
مکتوب ۱	اہلِ کوفہ کے نام	۶۷۶
۲ 〃	اہلِ کوفہ کے نام	۶۷۹
۳ 〃	قاضی شریح بن حارث کے نام	۶۸۰
۴ 〃	ایک افسر کو خط	۶۸۲
۵ 〃	عامل اشعث بن قیس کے نام	۶۸۳
۶ 〃	بنام معاویہ بن ابی سفیان	۶۸۴
۷	معاویہ ہی کے نام	۶۸۸
۸ 〃	جریر بن عبداللہ بجلی کے نام	۶۹۰
۹ 〃	معاویہ کے نام	
۱۰ 〃	معاویہ ہی کے نام	۶۹۱
۱۱ 〃	دشمن کی طرف بھیجے ہوئے لشکر کے نام	۶۹۴
۱۲ 〃	بنام معقل بن قیس ریاحی	۶۹۵
۱۳ 〃	فوجِ ظفر موج کے دو افسروں کے نام	۶۹۶
۱۴ 〃	فوجِ ظفر موج کو ہدایت	۶۹۷
۱۵ 〃	بارگاہِ خداوندی میں عرض پرداز	۶۹۸
۱۶ 〃	لڑائی کے وقت اپنے اصحاب سے	۶۹۹
۱۷ 〃	بنام معاویہ	〃
۱۸ 〃	عاملِ بصرہ عبداللہ بن عباس	۷۰۲
۱۹ 〃	ایک عامل کے نام	۷۰۳
۲۰ 〃	زیاد بن ابیہ کے نام	۷۰۳
۲۱ 〃	زیاد بن ابیہ کے نام	۷۰۴

مکتوب نمبر	مضمون مکتوب	صفحہ نمبر
۲۲	عبداللہ بن عباس کے نام	۷۰۵
۲۳	مرنے سے پہلے آپؑ نے وصیت فرمائی۔	۷۰۶
۲۴	وصیت صفین سے واپسی پر	۷۰۷
۲۵	عاملین زکوٰۃ کو ہدایات	۷۰۹
۲۶	عامل کے نام	۷۱۲
۲۷	بنام محمد بن ابی بکر	۷۱۳
۲۸	بنام معاویہ	۷۱۶
۲۹	اہل بصرہ کے نام	۷۲۱
۳۰	معاویہ کے نام	۷۲۱
۳۱	بنام حسن بن علیؑ	۷۲۲
۳۲	معاویہ کے نام	۷۴۱
۳۳	قثم بن عباس کے نام	۷۴۲
۳۴	بنام محمد بن ابی بکر	۷۴۲
۳۵	بنام عبداللہ بن عباس	۷۴۳
۳۶	اپنے بھائی عقیل بن ابیطالبؑ کے نام	۷۴۴
۳۷	بنام معاویہ	۷۴۶
۳۸	اہل مصر کے نام	۷۴۶
۳۹	عمرو بن العاص کے نام	۷۴۷
۴۰	ایک عامل کے نام	۷۴۸
۴۱	ایک عامل کے نام	۷۴۸
۴۲	بنام عامل بحرین عمر بن ابی سلمہ	۷۵۰
۴۳	بنام مصقلہ بن ہبیرہ	۷۵۱
۴۴	بنام زیاد بن اُبیہ	۷۵۲
۴۵	بنام عثمان بن حنیف	۷۵۳
۴۶	ایک عامل کے نام	۷۵۸
۴۷	جب ابن ملجم ملعون نے آپؑ کو ضربت لگائی	۷۵۹
۴۸	معاویہ کے نام	۷۶۰
۴۹	معاویہ کے نام	۷۶۱
۵۰	فوج کے افسروں کے نام	۷۶۱

مکتوب نمبر	مضمون مکتوب	صفحہ نمبر
۵۱	عاملین خراج کے نام	۷۶۲
۵۲	شہروں کے حاکموں کے نام	۷۶۳
۵۳	دستوری فرمان	۷۶۴
۵۴	بنام طلحہ و زبیر	۷۸۸
۵۵	معاویہ کے نام	۷۸۹
۵۶	شریح بن ہانی کو وصیت	۷۹۰
۵۷	اہل کوفہ کے نام	۷۹۱
۵۸	مختلف علاقوں کے باشندوں کے نام	۷۹۱
۵۹	حاکم حلوان کے نام	۷۹۲
۶۰	عاملوں کے نام	۷۹۳
۶۱	والیٔ ہیت کے نام	۷۹۴
۶۲	اہل مصر کے نام	۷۹۵
۶۳	عامل کوفہ کے نام	۷۹۷
۶۴	معاویہ کے نام	۷۹۸
۶۵	معاویہ ہی کے نام	۸۰۱
۶۶	عبداللہ بن عباس کے نام	۸۰۲
۶۷	عامل مکہ کے نام	۸۰۳
۶۸	سلمان فارسی کے نام	۸۰۴
۶۹	حارث ہمدانی کے نام	۸۰۵
۷۰	عامل مدینہ کے نام	۸۰۷
۷۱	بنام منذر بن جارود	۸۰۸
۷۲	بنام عبداللہ بن عباس	۸۰۹
۷۳	معاویہ کے نام	۸۰۹
۷۴	ایک معاہدہ	۸۱۰
۷۵	معاویہ کے نام	۸۱۱
۷۶	برائے عبداللہ بن عباس	۸۱۱
۷۷	برائے عبداللہ بن عباس	۸۱۲
۷۸	ابوموسیٰ اشعری کے نام	۸۱۲
۷۹	فوجی سالاروں کے نام	۸۱۳

* * *

ارشادات حصہ سوم

ارشادات نمبر	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر
۱	فتنہ کے بارے میں	۸۱۶
۲	لالچ۔ بدحالی اور زبان کے بارے میں۔	۸۱۶
۳	بخل۔ بزدلی۔ ناداری	۸۱۷
۴	رضا۔ علم۔ آداب اور سوچ بچار	؍؍
۵	عقل۔ زندہ دلی۔ بردباری	۸۱۷
۶	صدقہ کے بارے میں	۸۱۷
۷	انسان کے بارے میں	۸۱۷
۸	دنیا کے بارے میں	۸۱۷
۹	میل ملاپ	۸۱۸
۱۰	دشمن پر قدرت	۸۱۸
۱۱	بیچارگی	۸۱۸
۱۲	نعمت کا شکرانہ	۸۱۸
۱۳	قربت سے علیحدگی	۸۱۸
۱۴	ناقابلِ عتاب	۸۱۸
۱۵	اُمور تقدیر کے تابع ہیں	۸۱۸
۱۶	خضاب کے بارے میں	۸۱۹
۱۷	اپنے صحابیوں کے بارے میں	۸۱۹
۱۸	اُمید کے بارے میں	۸۱۹
۱۹	بامروت لوگ	۸۱۹
۲۰	خوف ناکامی	۸۱۹
۲۱	اپنے حق کے بارے میں	۸۲۰
۲۲	عمل کی سستی	۸۲۰
۲۳	مظلوم کی فریادرسی	۸۲۰
۲۴	ابن آدم سے خطاب	۸۲۰
۲۵	راز کا فاش ہونا	۸۲۰
۲۶	مرض	۸۲۱
۲۷	زہد	۸۲۱
۲۸	موت	۸۲۱

ارشاد نمبر	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر
۲۹	خوف خدا	۸۲۱
۳۰	ایمان کے چار ستون	۸۲۱
۳۱	کفر کے چار ستون	۸۲۳
۳۲	نیکی اور بدی	۸۲۴
۳۳	سخی اور کفایت شعار	۸۲۴
۳۴	ترک آرزو	۸۲۴
۳۵	لوگوں کی ناپسند باتیں	۸۲۴
۳۶	اُمید کی طوالت	۸۲۴
۳۷	انبار کے زمینداروں سے	۸۲۴
۳۸	بیٹے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا	۸۲۵
۳۹	نوافل کے بارے میں	۸۲۵
۴۰	عاقل کی زبان اور ...	۸۲۶
۴۱	احمق کا دل	۸۲۶
۴۲	ہماری گناہوں کے دور کرنیکا ذریعہ	۸۲۶
۴۳	خباب بن ارت کی یاد میں	۸۲۷
۴۴	قیامت کی یاد	۸۲۷
۴۵	حدیث نبویؐ	۸۲۷
۴۶	بدی	۸۲۸
۴۷	مومن کی قدر	۸۲۸
۴۸	کامیابی	۸۲۸
۴۹	مذمتِ دنیا	۸۲۹
۵۰	لوگوں کے دل	۸۲۹
۵۱	دولت کا ساتھ	۸۲۹
۵۲	درگذر کا درجہ	۸۲۹
۵۳	سخاوت	۸۲۹
۵۴	عقل، سیاست، ادب، دین	۸۲۹
	آپس کا مشورہ	
۵۵	صبر کی قسمیں	۸۲۹
۵۶	دولت	۸۳۰
۵۷	قناعت	۸۳۰
۵۸	دولت	۸۳۰
۵۹	خطرہ نجات کی بشارت	۸۳۰
۶۰	زبان	۸۳۰
۶۱	عورت	۸۳۰
۶۲	سلام	۸۳۰
۶۳	سفارش	۸۳۱
۶۴	اہل دنیا	۸۳۱
۶۵	دوستوں کو کھو دینا	۸۳۱
۶۶	حاجت	۸۳۱
۶۷	تھوڑا دینا	۸۳۱
۶۸	کم سوالی اور شکر	۸۳۱
۶۹	جو چاہا وہ ہو نہ سکا	۸۳۱
۷۰	جاہل	۸۳۱
۷۱	عقل کی پختگی	۸۳۲
۷۲	زمانے کی گردش	۸۳۲
۷۳	خود عملی	۸۳۲
۷۴	سائنس	۸۳۲
۷۵	فانی	۸۳۲
۷۶	مسائل کا انجام	۸۳۲
۷۷	ضرار بن حمزہ کا بیان	۸۳۳
۷۸	ایک شامی کو جواب	۸۳۳
۷۹	حکمت	۸۳۴
۸۰	حکمت	۸۳۵
۸۱	کردار	۸۳۵
۸۲	پانچ باتوں کی تاکید	۸۳۵
۸۳	ایک شخص کو جواب	۸۳۶
۸۴	مظلوم شرفاء کا درجہ	۸۳۶
۸۵	[illegible]	۸۳۶
۸۶	بزرگ کی رائے	۸۳۶
۸۷	خدا کی رحمت سے مایوسی	۸۳۶
۸۸	استغفار	۸۳۷
۸۹	معاملات کی درستگی	۸۳۷
۹۰	فقیہ	۸۳۷
۹۱	دل کی تسکین	۸۳۸
۹۲	علم کی تعریف	۸۳۸
۹۳	فتنہ	۸۳۸
۹۴	خیر کیا چیز ہے؟	۸۳۹
۹۵	خوف خدا	۸۳۹
۹۶	انبیاء سے قربت	۸۳۹
۹۷	امام حق کا یقین	۸۴۰
۹۸	حدیث کی یادداشت	۸۴۰
۹۹	إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ	۸۴۰
۱۰۰	دعا	۸۴۱
۱۰۱	جی بھتوں کا بر آنا	۸۴۱
۱۰۲	پیش گوئی	۸۴۰
۱۰۳	دنیا سے محبت کا انجام	۸۴۲
۱۰۴	دعا کے قبول ہونے کا وقت	۸۴۲
۱۰۵	فرائض	۸۴۳
۱۰۶	دنیا کو سوارنا	۸۴۳
۱۰۷	علم سے فائدہ نہ اٹھانا	۸۴۴
۱۰۸	دل کی منزل	۸۴۴
۱۰۹	امتِ وسط	۸۴۵
۱۱۰	اللہ کی حد کو قائم رکھنا	۸۴۵
۱۱۱	اہلِ بیت سے محبت	۸۴۵
۱۱۲	اہلِ بیت سے محبت	۸۴۵
۱۱۳	بہترین اُصولِ زندگی	۸۴۶
۱۱۴	امن اور بدامنی کی فرمانروائی	۸۴۶
۱۱۵	آپ کا مزاج	۸۴۶
۱۱۶	لوگوں کی نافرمانی	۸۴۷
۱۱۷	غافل اور قابل کا اجر	۸۴۷
۱۱۸	ملا ہوا موقع کھو دینا	۸۴۷
۱۱۹	دنیا کی مثال	۸۴۷
۱۲۰	قریشی خاندان کی منزل	۸۴۸
۱۲۱	اعمال کی دوری	۸۴۸
۱۲۲	موت کا ڈر	۸۴۹
۱۲۳	بہترین سیرت و کردار	۸۴۸

ارشاد نمبر	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر
۱۲۴	عورت اور مرد کی غیرت	۸۴۹
۱۲۵	اسلام کی تعریف	۸۴۹
۱۲۶	بدترین شخص پر تعجب	۸۵۰
۱۲۷	عمل میں کوتاہی	۸۵۰
۱۲۸	سردی کے بارے میں	۸۵۰
۱۲۹	اللہ کی عظمتیں	۸۵۱
۱۳۰	اہل قبور سے خطاب	۸۵۱
۱۳۱	دنیا	۸۵۱
۱۳۲	فرشتے کی آواز	۸۵۲
۱۳۳	دنیا عارضی ہے۔	۸۵۲
۱۳۴	دوست کی صفت	۸۵۳
۱۳۵	چار چیزیں	۸۵۴
۱۳۶	جہاد، قربانی	۸۵۴
۱۳۷	صدقہ	۸۵۵
۱۳۸	بدلے کا یقین	۸۵۵
۱۳۹	خدا کی امداد	۸۵۵
۱۴۰	اعتدال پسندی	۸۵۵
۱۴۱	توانگری	۸۵۵
۱۴۲	دوستی	۸۵۶
۱۴۳	غم	۸۵۶
۱۴۴	صبر	۸۵۶
۱۴۵	نماز روزہ	۸۵۶
۱۴۶	صدقہ، زکواۃ اور دعا	۸۵۶
۱۴۷	کمیل بن زیاد سے ارشاد	۸۵۶
۱۴۸	زبان	۸۵۹
۱۴۹	قدر	۸۵۹
۱۵۰	ایک آدمی کو نصیحت	۸۶۰
۱۵۱	پھل	۸۶۲
۱۵۲	پیچھے ہٹنے والا	۸۶۲
۱۵۳	بردبار	۸۶۲
۱۵۴	قوم کی خوشی	۸۶۲
۱۵۵	ذمہ داری	۸۶۲
۱۵۶	معرفت، علم	۸۶۲
۱۵۷	چشم بینا	۸۶۳
۱۵۸	دوست کی مذمت	۸۶۳
۱۵۹	بدگمانی	۸۶۳
۱۶۰	حکم	۸۶۳
۱۶۱	خودرائی کا انجام	۸۶۳
۱۶۲	راز	۸۶۴
۱۶۳	محتاجی	۸۶۴
۱۶۴	حق کی ادائیگی	۸۶۴
۱۶۵	مخلوق کی نافرمانی	۸۶۴
۱۶۶	عجیب	۸۶۴
۱۶۷	خودپسندی	۸۶۴
۱۶۸	موت	۸۶۴
۱۶۹	آنکھ	۸۶۴
۱۷۰	ترک گناہ	۸۶۴
۱۷۱	بدبختی	۸۶۵
۱۷۲	لاعلمی	۸۶۵
۱۷۳	آرا کا رخ	۸۶۵
۱۷۴	غصہ	۸۶۵
۱۷۵	کام سے ڈر	۸۶۵
۱۷۶	سرداری کا راز	۸۶۵
۱۷۷	حسن کا بدلہ	۸۶۶
۱۷۸	شرارت	۸۶۶
۱۷۹	ہٹ دھرمی	۸۶۶
۱۸۰	طمع	۸۶۶
۱۸۱	کوتاہی اور دور اندیشی کا پھل	۸۶۶
۱۸۲	قول فیصل	۸۶۶
۱۸۳	دو دعوتیں	۸۶۶
۱۸۴	حق میں شک	۸۶۷
۱۸۵	جھوٹ کے بارے میں	۸۶۷
۱۸۶	ظلم	۸۶۷
۱۸۷	کوچ	۸۶۷
۱۸۸	حق کا مقابلہ	۸۶۷
۱۸۹	تدبیر	۸۶۷
۱۹۰	خلافت	۸۶۷
۱۹۱	انسان کی آماجگاہ	۸۶۸
۱۹۲	خزانچی	۸۶۸
۱۹۳	دل کی چاہت	۸۶۸
۱۹۴	انتقام	۸۶۹
۱۹۵	مال	۸۶۹
۱۹۶	مال کا خرچ	۸۶۹
۱۹۷	دل	۸۶۹
۱۹۸	فیصلہ خدا	۸۶۹
۱۹۹	عوام الناس کو ارشاد	۸۶۹
۲۰۰	شرابی کے ساتھ ہجوم	۸۷۰
۲۰۱	فرشتے	۸۷۰
۲۰۲	طلحہ و زبیر کو ارشاد	۸۷۰
۲۰۳	موت	۸۷۰
۲۰۴	شکر گزاری	۸۷۱
۲۰۵	علم کی وسعت	۸۷۱
۲۰۶	عقل کا عوض	۸۷۱
۲۰۷	بردباری	۸۷۱
۲۰۸	نفس کا محاسبہ	۸۷۲
۲۰۹	خدا کا فرق	۸۷۲
۲۱۰	اللہ سے ڈر	۸۷۲
۲۱۱	اصولِ زندگی	۸۷۲
۲۱۲	خودپسندی	۸۷۳
۲۱۳	ظلم کی برداشت	۸۷۳
۲۱۴	خوش خلقی	۸۷۳
۲۱۵	مخالفت کا انجام	۸۷۳
۲۱۶	جو پایا جائے	۸۷۳
۲۱۷	مرد کی خوبیاں	۸۷۴
۲۱۸	دوستی کی حد	۸۷۴
۲۱۹	عقل کا قتل	۸۷۴

نمبر ارشادات	مضمون نمبر	صفحہ نمبر
۲۲۰	حسن پر بھروسہ	۸۷۴
۲۲۱	آخرت کیلئے بدترین سامان	۸۷۴
۲۲۲	شریف آدمی کا عمل	۸۷۴
۲۲۳	حیا	۸۷۴
۲۲۴	اُصولِ زندگی	۸۷۴
۲۲۵	جسم کی تندرستی	۸۷۴
۲۲۶	لالچی آدمی	۸۷۵
۲۲۷	ایمان کیا ہے۔	۸۷۵
۲۲۸	اصولِ دنیا	۸۷۵
۲۲۹	اُصولِ زندگی	۸۷۵
۲۳۰	مشارکت	۸۷۶
۲۳۱	رشد و خداوندی	۸۷۶
۲۳۲	تنگ دستی	۸۷۶
۲۳۳	امام حسنؑ سے فرمایا	۸۷۷
۲۳۴	عورتوں اور مردوں کی خصلتیں	۸۷۷
۲۳۵	عاقل کے اوصاف	۸۷۷
۲۳۶	دنیا	۸۷۷
۲۳۷	عبادت کے مختلف پہلو	۸۷۸
۲۳۸	عورت	۸۷۸
۲۳۹	کوتاہی	۸۷۸
۲۴۰	غصبی پتھر	۸۷۸
۲۴۱	مظلوم	۸۷۸
۲۴۲	خوفِ خدا	۸۷۹
۲۴۳	درست جواب	۸۷۹
۲۴۴	اللہ کا حق	۸۷۹
۲۴۵	مقدرت	۸۷۹
۲۴۶	ہوشیار رہو	۸۷۹
۲۴۷	کرم	۸۷۹
۲۴۸	گمان	۸۷۹
۲۴۹	عمل	۸۷۹
۲۵۰	اللہ کی پہچان	۸۷۹
۲۵۱	دنیا	۸۷۹

نمبر ارشاد	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر
۲۵۲	فرائض کے حکم	۸۸۰
۲۵۳	جھوٹی قسم	۸۸۱
۲۵۴	اچھے کام کی دعوت	۸۸۱
۲۵۵	غیظ و غضب	۸۸۱
۲۵۶	حسد	۸۸۱
۲۵۷	حاجت دور کرنا	۸۸۱
۲۵۸	صدقہ	۸۸۲
۲۵۹	وفا و بے وفائی	۸۸۲
۲۶۰	مہربانیوں کے فریب خوردہ	۸۸۲

تشریح طلب کلام:-

نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱	یعسوب الدین	۸۸۳
۲	ماہر خطیب	۸۸۳
۳	لڑائی جھگڑا	۸۸۴
۴	شوہر کے انتخاب کا حق	۸۸۴
۵	ایمان کی منزل	۸۸۶
۶	زکواۃ	۸۸۷
۷	لشکر کو نصیحت	۸۸۷
۸	کامیابی	۸۸۸
۹	میدان جنگ	۸۸۸

نمبر ارشاد	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر
۲۶۱	بے وفا ساتھی	۸۸۹
۲۶۲	حارث بن حوط کو جواب	۸۹۰
۲۶۳	بادشاہ کا مصاحب	۸۹۰
۲۶۴	حسنِ سلوک	۸۹۱
۲۶۵	دانشوروں کا کلام	۸۹۱
۲۶۶	ایک سائل کو جواب	۸۹۱
۲۶۷	مستقبل کا فکر	۸۹۱
۲۶۸	دوستی و دشمنی میں احتیاط	۸۹۲
۲۶۹	دنیا و آخرت کے اعمال	۸۹۲
۲۷۰	خانہ کعبہ کے زیورات	۸۹۲

نمبر ارشادات	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر
۲۷۱	بیت المال کی چوری	۸۹۳
۲۷۲	احکام میں تبدیلی	۸۹۴
۲۷۳	تقدیر و تدبیر	۸۹۴
۲۷۴	علم و یقین	۸۹۵
۲۷۵	لالچ	۸۹۵
۲۷۶	ظاہر و باطن	۸۹۵
۲۷۷	ایک قسم	۸۹۶
۲۷۸	قلیل عمل	۸۹۶
۲۷۹	فرائض کی اہمیت	۸۹۶
۲۸۰	سفر کی دوری	۸۹۶
۲۸۱	عقل کی راہبری	۸۹۶
۲۸۲	غفلت	۸۹۶
۲۸۳	عالم و جاہل	۸۹۷
۲۸۴	قطعِ عُذر	۸۹۷
۲۸۵	مہلت کی طلب	۸۹۷
۲۸۶	آفت کا دن	۸۹۷
۲۸۷	قضا و قدر	۸۹۷
۲۸۸	علم سے محرومی	۸۹۷
۲۸۹	ایک دینی بھائی	۸۹۸
۲۹۰	نافرمانی کی سزا	۸۹۹
۲۹۱	پرسہ	۸۹۹
۲۹۲	رسولؐ کی قبر پر	۸۹۹
۲۹۳	احمق کی صحبت	۹۰۰
۲۹۴	مشرق و مغرب کا فاصلہ	۹۰۰
۲۹۵	دوست و دشمن	۹۰۰
۲۹۶	ایذا رسانی	۹۰۰
۲۹۷	عبرت	۹۰۱
۲۹۸	جھگڑے میں مبالغہ	۹۰۱
۲۹۹	عاقبت	۹۰۱
۳۰۰	حساب و کتاب	۹۰۱
۳۰۱	قاعدہ	۹۰۱
۳۰۲	محتاج دعا	۹۰۲

ارشادات نمبر	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر	ارشادات نمبر	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر	ارشادات نمبر	مضمون ارشادات	صفحہ نمبر
۳۰۳	دنیا کی پیداوار	۹۰۲	۳۳۴	آرزو کا فریب	۹۱۱	۳۶۵	اچھی صفتیں	۹۱۹
۳۰۴	حقیقی نادار	۹۰۲	۳۳۵	دو حصہ دار	۹۱۱	۳۶۶	علم و عمل	۹۱۹
۳۰۵	عزت مند	۹۰۲	۳۳۶	وعدہ وفائی	۹۱۱	۳۶۷	دنیا کا سروسامان	۹۱۹
۳۰۶	زندگی کی پاسبانی	۹۰۲	۳۳۷	بلا عمل کے دعا	۹۱۱	۳۶۸	ثواب و عذاب	۹۲۰
۳۰۷	مال سے محبت	۹۰۲	۳۳۸	علم کی دو قسمیں	۹۱۱	۳۶۹	ایک زمانہ	۹۲۱
۳۰۸	قرابت	۹۰۳	۳۳۹	رائے کی درستی	۹۱۲	۳۷۰	خوفِ خدا	۹۲۱
۳۰۹	مومن کا گمان	۹۰۳	۳۴۰	عفت و شکر	۹۱۲	۳۷۱	اچھی اور بری صفتیں	۹۲۲
۳۱۰	بندے کا ایمان	۹۰۳	۳۴۱	عدل کا دن	۹۱۲	۳۷۲	جابر بن عبد اللہ سے فرمایا	۹۲۲
۳۱۱	انس بن مالک	۹۰۳	۳۴۲	بڑی دولتمندی	۹۱۲	۳۷۳	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۹۲۳
۳۱۲	دلوں کی حالت	۹۰۵	۳۴۳	کچھ لوگوں کی حالت	۹۱۲	۳۷۴	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۹۲۳
۳۱۳	جامعیتِ قرآن	۹۰۵	۳۴۴	پند و نصیحت	۹۱۳	۳۷۵	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۹۲۴
۳۱۴	پتھر کا جواب پتھر	۹۰۵	۳۴۵	گناہ سے درماندگی	۹۱۳	۳۷۶	حق و باطل کا نتیجہ	۹۲۵
۳۱۵	خط کی زیبائش	۹۰۵	۳۴۶	سوال	۹۱۴	۳۷۷	امید و مایوسی	۹۲۵
۳۱۶	یعسوب المومنین	۹۰۶	۳۴۷	تعریف میں اعتدال	۹۱۳	۳۷۸	بخل	۹۲۵
۳۱۷	ایک یہودی کو جواب	۹۰۶	۳۴۸	بیماری گناہ	۹۱۴	۳۷۹	رزق و روزی	۹۲۶
۳۱۸	غلبہ کا سبب	۹۰۶	۳۴۹	چھوٹے اور بڑے اوصاف	۹۱۴	۳۸۰	زندگی و موت	۹۲۶
۳۱۹	تنگ دستی	۹۰۷	۳۵۰	منافق کی علامات	۹۱۵	۳۸۱	زبان کی حفاظت	۹۲۷
۳۲۰	طرزِ سوال	۹۰۷	۳۵۱	سختی کے بعد آسانی	۹۱۵	۳۸۲	خاموشی	۹۲۷
۳۲۱	ایک مشورہ	۹۰۷	۳۵۲	بچوں سے محبت	۹۱۵	۳۸۳	معصیت	۹۲۷
۳۲۲	زنانِ کوفہ	۹۰۷	۳۵۳	عیب جوئی	۹۱۶	۳۸۴	اعتماد کا موقع	۹۲۷
۳۲۳	نہروان کے خارجی	۹۰۸	۳۵۴	فرزند کی مبارک	۹۱۶	۳۸۵	دنیا	۹۲۸
۳۲۴	حاکم	۹۰۸	۳۵۵	دولت کی نشانیاں	۹۱۶	۳۸۶	جستجو	۹۲۸
۳۲۵	محمد بن ابی بکر	۹۰۹	۳۵۶	رزق رسانی	۹۱۶	۳۸۷	نیکی و بدی	۹۲۸
۳۲۶	معذرت کی قبولی	۹۰۹	۳۵۷	تعزیت	۹۱۷	۳۸۸	نعمتیں	۹۲۸
۳۲۷	گناہ سے غلبہ پانا	۹۰۹	۳۵۸	نعمت	۹۱۷	۳۸۹	حسب و نسب	۹۲۹
۳۲۸	عزیزوں کا حصہ	۹۰۹	۳۵۹	نفس کی اصلاح	۹۱۸	۳۹۰	مومن کے اوقات	۹۲۹
۳۲۹	عذر خواہی	۹۱۰	۳۶۰	بدگمانی	۹۱۸	۳۹۱	لذاتِ دنیا	۹۲۹
۳۳۰	اللہ کا قلیل حق	۹۱۰	۳۶۱	دعا کا طریقہ	۹۱۸	۳۹۲	زبان	۹۲۹
۳۳۱	اطاعت	۹۱۰	۳۶۲	بزرگی کی نگہداشت	۹۱۸	۳۹۳	طلب دنیا	۹۳۰
۳۳۲	بادشاہ کی حیثیت	۹۱۰	۳۶۳	موقع و محل	۹۱۸	۳۹۴	بات کا شر	۹۳۰
۳۳۳	مومن کے اوصاف	۹۱۰	۳۶۴	بے فائدہ سوال	۹۱۹	۳۹۵	قناعت	۹۳۰

سوانح حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام

افاداتِ حضرات علمائے کرام

مؤلفہ

عالی جناب مستطاب خطیب آلِ محمدؐ مولانا مولوی سید ظلِ حسنین صاحب قبلہ زیدی سرسوی

ناشر

شیعہ جنرل بک ایجنسی اِنصاف پریس لاہور

مضامین

خاندان امیر المومنینؑ	۷۰	تبلیغ سورۂ برأت	۱۰۲
ورود با سعادت	۷۶	مباہلہ بنی نجران اور علی مرتضیٰؑ	۱۰۵
نام و کنیت	۷۹	واقعۂ غدیر خم	۱۱۰
تربیت	۸۰	معجزات امیر المومنینؑ	۱۱۳
حلیۂ مبارک	۸۲	عہدِ خلفاء میں تعاون نہ کرنے کے اسباب	۱۱۹
دعوت ذوالعشیرہ اور جانشینی رسولِ خدا	۸۵	جنگ جمل	۱۲۵
ہجرتِ رسولِ خدا اور علی المرتضیٰؑ	۸۶	جنگ صفین	۱۲۹
اسلام کی پہلی مسجد و سدِّ ابواب	۸۹	جدول حالات جناب امیر المومنینؑ	۱۳۶
جناب فاطمہؑ کا عقد	۹۰	کوفہ اسلام کا نیا دار الخلافہ	۱۳۷
جنگ بدر	۹۳	تقسیم اموال بیت المال	۱۴۱
جنگ اُحد	۹۴	شہادت حضرت امیر المومنینؑ	۱۴۳
جنگ خندق	۹۷	نجف اشرف:	۱۴۷
جنگ خیبر	۹۸	(باب مدینۂ علم رسولؐ کے آستانہ کی تاریخ)	
جنگ حنین	۱۰۰		

خطیب آل محمدؐ مولانا سیّد ظلّ حسنین زیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گذارشِ واقعی

یہ مسلمہ امر ہے کہ تالیف کا کام تصنیف سے زیادہ مشکل ہے۔ بسا اوقات
کچھ ایسے موڑ آتے ہیں کہ جہاں سابقہ مضمون نگار سے مؤلف کا متفق ہونا ضروری
نہیں ہوتا۔ ان موڑوں سے اس طرح گزرنا پڑتا ہے کہ پائے فکر میں لغزش نہ ہو۔ اور
تقدیس واقعہ برقرار رہے میں بڑی دیر تک ایک ہاتھ میں قلم اور ایک ہاتھ میں کاغذ لئے یہ
سوچتا رہا کہ سوانح حیاتِ لنگر آسمان و زمین حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کیونکر سپردِ
قرطاس کروں اگر کچھ تحریر کرتا ہوں۔ تو قطرہ از بحار کا مصداق بن جاتا ہے۔ آنجنابؑ کی سوانح مبارکہ پر نظر ثانی
بہت مشکل کام تھا۔ لیکن آسان ہوگیا ع کوئی مشکل نہیں رہتی ہے مشکل اعانت ہے اگر مشکل کشا کی
میں نے متعدد کتب اور علمائے کرام کی تحریرات کا مطالعہ کرنے کے بعد سوانح مبارکہ منضبط کی ہے بعض اہل قلم
کے چند مضامین عالیہ جو باعتبار افادات ذخیرۂ معرفت ہیں۔ زینت سوانح قرار دیئے ہیں۔
مضامین میں میری ذاتی کاوش علمیہ کارفرما ہے جن حضرات نے میری سابقہ تصانیف
کا مطالعہ کیا ہے وہ امتیاز کر سکیں گے۔ سوانح مبارکہ میں برائے
"آگہی" یہ تحریر کر دیا ہے کہ از "افادات" حضرات علمائے کرام
میں حامیٔ دینِ نبویؐ جناب الحاج ملک صادق علی صاحب
عرفانی ایڈیٹر اخبار "شیعہ" لاہور کا
شکر گزار ہوں کہ موصوف نے
مجھے اس سوانح مبارکہ
کی تدوین کا شرف
بخشا

سید ظلِ حسنین زیدی سرسوی
مؤلف سوانح مبارکہ

خاندانِ امیرالمومنینؑ

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ تشکیل سیرت و کردار میں خاندانی عظمت و وجاہت اور شرافت حسب و نسب کو دخل عظیم حاصل ہے جب بزم بشریت آراستہ ہوئی اور جناب آدمؑ نے تاج خلافت سے مزین ہو کر زمین پر قدم رنجہ فرمایا تو خداوند عالم نے شرافت و عظمت۔ برگزیدگی و نجابت کو آپ کی ذات میں ودیعت فرما دیا تاکہ یہ چیزیں بنی آدم میں برقرار رہیں یہ توارث صفات ذات معصومین میں یقینی طور پر پایا جاتا ہے۔ جناب آدم کی عظمت ذاتی کے لئے سجدہ ملائکہ کافی ہے اور اس سجدہ تعظیمی سے کوئی اہل اسلام انکار نہیں کر سکتا۔ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ان اللّٰہ اصطفیٰ ادم و نوحًا و اٰل ابراھیم و اٰل عمران علی العلمین ذریۃ بعضھا من بعض پ۳ ع ۱۲۔ یعنی بے شک خداوند عالم نے آدم و نوح۔ آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا ہے اور بعض کی ذریت کو بعض سے۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ سارے عالمین میں دو شخصیتیں یعنی جناب آدمؑ و نوحؑ اور دو خاندان یعنی آل ابراہیم و آل عمران سارے جہان سے افضل و اعلیٰ ہیں اور یہ قانون قدرت کہ بعض کی ذریت کو بعض پر فضیلت ہے تا قیامت برقرار ہے ان کی برگزیدگی سے انکار کرنا منافی قرآن ہے۔

آیہ مذکورہ میں لفظ اصطفیٰ وارد ہوا ہے اور اس کا مادہ صفا ہے صفا سے مراد صفائے باطنی ہے اور علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ صفا باطنی سے مراد طہارت باطنیہ ہے اور طہارت باطنیہ ہی اسلام ہے۔ اسی لئے جب ایک مشرک دکافر اسلام کا اقرار کر لیتا ہے تو وہ محمول بر طہارت ہوتا ہے پس مصطفیٰ عنداللہ وہ ہے کہ جو موحد و مسلم ہو اور جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے کہ آدمؑ و نوحؑ خاندان ابراہیمؑ و خاندان عمرانؑ یہ مصطفیٰ عنداللہ ہیں پس ان خاندانوں کا تعلق دین خدا سے ہے۔ طہارت باطنی سے ہے۔ اور یہ خاندان ہمیشہ برگزیدہ ہیں اور ان کی برگزیدگی قیامت تک برقرار رہے گی اور ان ہی پاک و پاکیزہ ہستیوں اور پاک و پاکیزہ خاندان ابراہیمی میں سے خاندان مصطفوی و مرتضوی ہے چنانچہ آں حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ اھبطنی اللّٰہ الی الارض فی صلب ادم وجعلنی فی صلب نوح فی السفینۃ وقذف لی فی صلب ابراھیم ثم لم یزل ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ الی الارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط۔ یعنی مجھ کو اللہ تعالےٰ نے پشت آدم میں ودیعت کر کے زمین پر اتارا۔ اور مجھ کو صلب نوحؑ میں قرار دیا جب کہ وہ کشتی میں تھے اور پھر پشت ابراہیم میں رکھا۔ پھر برابر خدا تعالےٰ مجھ کو اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا جو کبھی زنا کے ساتھ آپس میں جمع نہ ہوئے تھے۔ ابن کلبی نے لکھا ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کی پانچ سو ماؤں کے نام جمع کئے ہیں۔ ان میں سے ایک میں بھی زنا نہیں پایا۔ اور نہ کوئی عیب زمانہ جاہلیت کا پایا ہے۔ منقول ہے خلیفہ رب العالمین سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے آیہ مبارکہ لقد جاءکم رسول من انفسکم پ۱۱ ع ۵ (یعنی تمہارے پاس رسول تمہارے نفیس ترین میں سے آئے ہیں)

کی تفسیر میں فرمایا کہ میں از روئے حسب و نسب و دامادی پاکیزہ و نفیس ترین نفوس سے ہوں میرے آباؤ اجداد آدم سے لیکر آج تک کبھی زنا کے ساتھ جمع نہیں ہوئے ہم سب نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ابن عباس نے تقلبک فی الساجدین پ ع کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ نور محمدی ہمیشہ اصلاب موحدین و ساجدین میں منتقل ہوتا ہوا آیا ہے یہاں تک کہ خدا فرماتا ہے کہ ان انبیاء سے نکالا ہے یعنی پیدا کیا ہے۔ یہ بھی احادیث سے ثابت ہے کہ نور نبیؐ و علیؑ ایک رہا ہے جبکہ وہ صلب عبدالمطلب میں پہنچا۔ وہاں سے دو جز ہو کر ایک پشت عبداللہ میں۔ دوسرا پشت ابوطالب میں آیا اور نبیؐ و علیؑ پیدا ہوئے پس نور علیؑ بھی ہمیشہ طاہرین و مصطفیٰ بندوں میں منتقل ہوتا رہا۔ اور آپؐ کا خاندان ہمیشہ سے مصطفےٰ رہا ہے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے انوار کے خلقت دنیا سے سات ہزار سال پہلے خلق فرمایا اور عرش الٰہی کے سامنے اس کی حمد و ثنا بجا لاتے ہیں۔ پھر جب خدا نے ہم کو زمین پر اتارنا چاہا تو صلب آدم کو منتخب فرمایا اور نور ودیعت کیا۔ اور پھر ہم کو پاکیزہ اصلاب آباء و ارحام امہات کی طرف نکالا اور نہیں کبھی نجاست کفر و شرک پہنچی۔ اور نہ کبھی ہماری مائیں کفار کی عورات کی طرح حاملہ ہوئیں۔ یہاں تک کہ ہم صلب عبدالمطلب میں پہنچے میرا نور پشت عبداللہ میں آیا اور علیؑ کا نور پشت ابوطالب میں آیا۔ مجھ سے فاطمہؑ پیدا ہوئی اور فاطمہؑ کا کفو علیؑ قرار پائے۔ اور بطن فاطمہؑ سے حسنؑ و حسینؑ پیدا ہوئے۔ حضرت رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے (یہ روایت عتبہ ابن ابی وداعہ سے مروی ہے) کہ اے لوگو! میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے جب خلقت پیدا کی تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا۔ پھر ان کو خاندانوں میں تقسیم کیا۔ اور مجھ کو بہترین خاندان میں رکھا۔ پھر ان کو خاندانوں میں تقسیم کیا۔ اور مجھ کو بہترین خاندان میں رکھا۔ میں بلحاظ قبیلہ و خاندان تم سب سے بہتر ہوں۔ اور نسب کی رو سے بھی بہتر ہوں۔ پس خاندان علی ابن ابی طالبؑ سب سے افضل و اعلیٰ خاندان ہے اور اس خاندان کی بزرگی کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے جبریلؑ نے کہا کہ میں نے تمام مشارق و مغارب کو چھان ڈالا لیکن کسی شخص کو محمدؐ سے اور کسی خاندان کو بنی ہاشم سے افضل نہیں پایا۔ یہ بھی آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اولاد اسمٰعیل میں سے بنی کنانہ کو منتخب کیا اور بنی کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو بنی ہاشم میں سے مجھ کو منتخب کیا اور میں اولاد اسمٰعیلؑ سے ہوں۔ پس آل ابراہیم سے مراد جناب رسالت مآب ہیں اور اسی طرح آل ابراہیم کا مصداق جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں کیونکہ نبیؐ و علیؑ دونوں کے جد جناب عبدالمطلب ہیں جو ملت ابراہیمی پر کاربند رہے اور عنداللہ مسلم تھے چنانچہ علمائے امامیہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ آنحضرتؐ کے ماں باپ، دادا، دادیاں جناب آدم تک سب کے سب مسلمان تھے اور سب دین خدا پر تھے۔ علامہ سیوطی نے ۹ کتابیں صرف اس امر پر لکھی ہیں کہ آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد و عورتیں مرد سب کے سب باایمان اور دین حنیف پر تھے۔ انہوں نے مسالک الحنفا صفحہ ۹ اپر تحریر کیا ہے کہ ان اباء النبی لم یکن فیھم مشرک۔ آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد میں ایک بھی مشرک نہ تھا۔

آیہ مذکورہ میں لفظ آل عمران بھی غور طلب ہے۔ بعض مفسرین کا یہ نظریہ ہے کہ آیت میں چونکہ لفظ آل عمران

وارد ہوا ہے اور عمران نام ہے جناب عیسیٰ کے نانا کا، یعنی جناب مریم کے والد ماجد کا نام نامی عمران ہے۔ لہٰذا آل عمران سے مراد جناب عیسیٰ بن مریم ہیں۔ ہمیں اس حقیقت سے انکار نہیں ہے۔ لیکن آیت کا آخری جز کہ ذریۃ بعضھا من البعض (بعض کی اولاد کو بعض پر فضیلت و برگزیدگی حاصل ہے) اس امر کی دلیل ہے کہ یہاں آل عمران سے کوئی دوسری ذات مراد ہے۔ کیوں کہ عیسیٰ کے اولاد نہیں ہے۔ اگر آل عمران سے مراد جناب عیسیٰ ہیں تو یہ قباحت بھی لازم آتی ہے کہ لفظ آل جناب ابراہیم و جناب عمران کے ساتھ ساتھ الگ الگ وارد ہوا ہے۔ حالاں کہ جناب عیسیٰ اولاد اولاد ابراہیمؑ میں سے ہیں کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ سلسلہ اسحاق میں بیٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جبکہ جناب عیسیٰ آل ابراہیم میں داخل ہیں۔ اور آپ کے بعد سلسلہ ذریت بھی نہیں ہے۔ تو پھر لفظ آل جو دوبارہ لفظ عمران کے ساتھ وارد ہوا ہے اور حرف واؤ جو کہ حرف عطف ہے۔ آل ابراہیم اور آل عمران کے درمیان واقع ہے یہ دلیل ہے اس امر کی کہ آل عمران سے مراد جناب عیسیٰؑ نہیں ہیں بلکہ جناب ابوطالب مراد ہیں چونکہ آپ کا نام نامی عمران ہے اور کنیت ابوطالبؑ ہے۔ پس خاندان جناب عمران سارے عالمین سے برگزیدہ ہے اور اس خاندان کی برگزیدگی تا قیامت برقرار رہے گی۔

حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے جن میں حضرت رسالت مآبؐ کے والد ماجد جناب عبداللہ تھے اور جناب امیرالمومنین علیؑ کے والد ماجد جناب عمران (ابوطالبؑ) تھے۔ حضرت عبداللہ اور جناب ابوطالب اپنے خاندان کی تمام صفات خداداد اور پسندیدہ اوصاف رشد و ہدایت اور صفا باطنی کے وارث تھے۔ جناب عبداللہ کا آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کے آٹھویں سال انتقال ہو گیا تھا۔ اور تمام صفات بنی ہاشم کا مرکز جناب ابوطالب پدر بزرگوار علی المرتضیٰ تھے جو کہ حضرت عبدالمطلب کے بعد ہمیشہ آنحضرتؐ کی محافظت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حضرت ابوطالب نے اپنے بستر مرگ پر سرداران قریش کو بلا کر بطور وصیت فرمایا کہ میں تم سے محمدؐ بن عبداللہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ تم سب کے سب ان کے ساتھ نیکی سے پیش آنا۔ وہ قریش میں امین اور عرب میں صدیق ہیں۔ وہ یقیناً خدا کی طرف سے ایسا دین لائے ہیں جس کو سب کے دل حق درست مانتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ اپنی بدنامی کی وجہ سے زبان سے اس کا انکار ہی کرتے رہیں۔ پس اے قریش تم سب ان کے پیرو اور والی و حامی بن جاؤ۔ خدا کی قسم جو شخص بھی ان کے مذہب پر چلے گا وہ اچھا اور سیدھی راہ پر رہے گا۔ اور جو شخص ان کی ہدایت قبول کرے گا وہ نیک بخت ہو جائے گا۔ اور اگر میری زندگی نے وفا کی اور موت نے مجھے مہلت دی تو میں ان سے (محمدؐ سے) فتنوں اور مصیبتوں کو دفع کرتا رہوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے قریشیوں سے فرمایا کہ جب تک تم محمدؐ کی باتیں سنتے اور ان کی پیروی کرتے رہو گے اس وقت تک خیر پر رہو گے۔ لہٰذا تم لوگ ان کی اطاعت کرتے رہو تاکہ خیر حاصل کرو (سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۲) حضرت ابوطالب نے نصف شوال یا ذیقعد ۱۰ بعثت میں انتقال فرمایا۔ حضرت ابوطالب کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا۔ اور اسلام کے اصول کے مطابق دفن کیا گیا۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت رسالت مآبؐ آگے آگے چلتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اے عم نامدار آپ نے اپنی قرابت کا پورا پورا حق ادا کیا خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ (تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۳۳۹) جناب رسالت مآبؐ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ یعنی رنج و مصیبت کا سال قرار دیا۔

حضرت علیؑ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ تھا۔ آپ اسد بن ہاشم کی بیٹی ہیں اور حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی ہیں اور اپنے شوہر حضرت ابوطالب کی بنت عم ہیں۔ کتب اخبار و سیر سے آپ کی کنیت کا پتہ نہیں چلا مگر عرب کے دستور کے مطابق آپ کنیت ام طالب ہوگی۔ کیونکہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے ابوطالب تھے۔ آپ کے متعلق مورخین اسلام لکھتے ہیں۔ اِنّھا اوّل ھاشمیة زوجت ھاشمیاً وولدت ھاشمیاً واوّل ھاشمیة ولدت خلیفة (الاستیعاب اصابہ اسد الغابہ تاریخ الخلفاء) اصابہ میں ہے۔ کانت امرأة صالحة وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزورھا ویقیل فی بیتھا۔ یعنی وہ نہایت صالحہ بی بی تھیں۔ آنحضرتؐ ان کی زیارت کو تشریف لاتے تھے۔ اور ان کے گھر آرام فرماتے تھے۔ . . . . . .

حضرت فاطمہ بنتِ اسد پہلی ہاشمیہ عورت ہیں کہ جن کا عقد مرد ہاشمی (ابوطالبؑ) سے ہوا۔ حضرت ابوطالبؑ نے وقت نکاح یہ خطبہ پڑھا۔ الحمد للہ رب العلمین رب العرش العظیم والمقام الکریم والمشعر العظیم الذی اصطفانا اعلاما وسدنة وعرفا وخلصا وحجة بھالیل اطھاراً من الخناد والتقیب والاذی والعیب واقام لنا المشاعر وفضلنا علی العشائر نحن آل ابراھیم وصفوتہ وزرع اسمعیل فی کلام لہ ثم قال وقد تزوجت واقام لنا المشا وسقت المھر ونفذت الامر فاسئلوہ و اشھدوا۔ حمد و ثنا دو جہان کے پالنے والے کے لئے زیبا ہے جو عرش عظیم مقام کریم۔ اور مشعر عظیم کا رب ہے جس نے ہمیں نشان ہدایت بنا کر منتخب روزگار کیا۔ اپنے پاکیزہ گھر کا محافظ بنایا۔ بلند و برتر خالص و پاکیزہ حجت تمام خوبیوں کا حامل سید و سردار پیدا کیا۔ زنا و فحش سے پاک و صاف رکھا۔ برائی سے مبرّا قرار دیا۔ ہمارے لئے شاعر قائم کئے ہمیں تمام قبائل پر فضیلت بخشی۔ ہم ابراہیم کے چشم و چراغ اور پسندیدہ و محبوب ہیں۔ ہم شجرۂ اسمٰعیل کا پاکیزہ پھل ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے فاطمہ بنت اسد سے شادی کی۔ مہر ادا کر دیا۔ امر کو نافذ کر دیا۔ تم معلوم کرو اور اس پر گواہ رہو۔ جب حضرت ابوطالبؑ خطبہ سے فارغ ہوئے اور ایجاب کر چکے تو حضرت فاطمہ کے والد ماجد جناب اسد بن ہاشم نے ان الفاظ میں اس نکاح کو قبول کیا۔ قد زوجناک رضینا بک یعنی ہم نے فاطمہ کو تمہاری زوجیت میں دیا اور تم سے راضی ہوئے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد نے بعثت سلسلہ میں اسلام کا اعلان کیا۔ اور دس برس بعد اعلانِ اسلام آپ حضرت ابوطالب کی زوجیت میں رہیں نہ فاطمہ بنت اسد نے انہیں چھوڑا اور نہ ابوطالب ان سے جدا ہوئے اور نہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فاطمہ بنت اسد مسلمان ہو چکی ہیں۔ اس لئے ابوطالبؑ کے عقد میں نہیں رہ سکتی یہ چیز ابوطالب کے مسلمان ہونے کی واضح دلیل ہے جناب فاطمہ بنت اسد وہ پہلی عورت ہیں جنہوں نے مکہ سے مدینہ کو پا پیادہ ہجرت فرمائی آپ وہ پہلی عورت ہیں کہ جنہوں نے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ مکہ میں رسول اللہؐ سے بیعت کی۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو رسول اللہ تشریف لائے سرہانے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ رحمک اللہ یا اُمّی کنت اُمّی بعد اُمّی۔ اے ماں خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ آپ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں۔ آپ خود بھوکی رہتیں اور مجھے کھانا کھلاتیں۔ اچھی غذائیں میرے لئے رکھتیں۔ یہ سب پیار و محبت میرے ساتھ خوشنودی خدا کی خاطر تھا۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ)

حضرت فاطمہ بنت اسد کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے خاندان بنی ہاشم کی فضیلت ان الفاظ میں فرمائی ہے استودعھم فی افضل مستودع واقرھم فی خیر مستقر تناسختھم کرام الاصلاب الی المطھراۃ الارحام کلما مضیٰ منھم سلف قام منھم بدین اللہ خلف حتیٰ افضت کرامۃ اللہ سبحانہ الی محمد ما خرجہ من افضل المعادن منبتاً واعز الارومات مغرساً من الشجرۃ اللتی صدع منہ انبیاء وانتخب منہ امنارۃ عترۃ خیر الامۃ والشجرۃ خیر شجرۃ بنت فی حرم ولسبقت فی کرم لھا فروع طوال وثمرۃ لا تنال (نہج البلاغہ ج ۱ خطبہ ۹۰ صفحہ ۱۸۵ مطبوعہ مصر) یعنی اللہ عزوجل نے انبیاء کو اصلاب کی بہترین وودیعت گاہوں میں سونپا۔ اور ارحام کی بہترین قرارگاہوں میں ٹھہرایا۔ انہیں پاکیزہ اصلاب سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل کیا۔ جب کبھی ان میں سے کوئی گذر گیا تو دین خدا کی حمایت کے لئے بعد میں آنے والا اس کی جگہ کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ لطف و کرم ایزدی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منتہی ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو اس نشوونما و طینت کی بہترین کان سے نکالا۔ اور نبوت کی اس اصل سے جو باعتبار قرارگاہ تمام اصلوں سے زیادہ باعزت ہے پیدا کیا۔ اِس خاندان کا شجرہ عصمت ابراہیمی ہے جس سے خدا نے اپنے متعدد انبیاء پیدا کئے۔ اور اسی کی شاخوں سے اپنے امانتداران وحی منتخب فرمائے۔ ان کی عترت بہترین عترت ہے۔ ان کا خاندان تمام خاندانوں سے افضل و اعلیٰ ہے ان کا شجرہ نسب تمام انساب کے شجروں سے بہتر ہے۔ جو حریم شرف میں روئیدہ ہوا۔ اور بزرگی کی فضا میں بلند ہوا اس شجر کی شاخیں دراز ہیں اور اِس کے پھلوں کی خوبیوں کو کوئی نہیں پا سکتا۔

خلاصۂ احادیث نبوی و ارشادات ائمہ یہ ہے کہ خاندان بنی ہاشم سب سے افضل و اعلیٰ ہے اور نبیؐ و علیؑ کی اصل باعتبار نور و طینت بشریہ ایک ہے لہٰذا علیؑ کے خاندان سے افضل و اعلیٰ کوئی خاندان نہیں ہے۔ حضرت علیؑ کے شجرۂ نسبیہ کو افادیت عامہ کی خاطر سپرد قرطاس کیا جاتا ہے ہم نے جناب ابراہیمؑ شجرۃ الانبیاء سے سلسلہ شروع کیا ہے چونکہ امامت ابراہیمی کی وارث علیؑ اور اولاد علیؑ ہے بنابریں شجرہ حضرت قائم آل محمد پر منتہی ہے۔

خاندان مرتضوی

حضرت ابراہیمؑ شجرۃ الانبیاءؑ
حضرت اسمٰعیلؑ
قیدار
حمل
بنت
سلامان
ہمیع
یسع
ادد
آد
عدنان
معد
نزار
مضر
الیاس
مدرکہ
خزیمہ
کنانہ

نضر
مالک
فہر
غالب
لوئی
کعب
مرۃ
کلاب
قصی
عبد مناف
حضرت ہاشم
حضرت عبدالمطلب

حضرت عبداللہ
حضرت محمد مصطفےٰ
حضرت فاطمہ زہرا

حضرت ابوطالبؑ
حضرت علیؑ

(زوج بحجر بن بیقیبان)

حضرت امام حسنؑ

حضرت امام حسینؑ
حضرت امام زین العابدینؑ
حضرت امام محمد باقرؑ
حضرت امام جعفر صادقؑ
حضرت امام موسیٰ کاظمؑ
حضرت امام علی رضاؑ
حضرت امام محمد تقیؑ
حضرت امام علی نقیؑ
حضرت امام حسن عسکری
حضرت امام مہدی العصر علیہ السلام
عجل اللہ فرجہ

ولادت باسعادت

وقتیکہ بکعبہ مرتضےٰ شد پیدا — در ارض و سما جلوہ نما شد پیدا
جبریل ز آسمان فرو آمد و گفت — فرزند بخانۂ خدا شد پیدا

(خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ)

تاریخ ولادت ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل جب کہ جناب رسالت مآبؐ کی عمر ۳۰ سال تھی اور سرکار رسالت کی بعثت میں دس سال باقی تھے، اور ۶۰۰ء بروز جمعۃ المبارک مولود کعبہ علی مرتضیٰ کی ولادت ہوئی۔

مقام ولادت جوف بیت اللہ کعبہ زاد اللہ شرفھا (۱) تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین علی ابن ابی طالب فی جوف الکعبۃ۔

(مستدرک امام حاکم جلد ۳ صفحہ ۴۸۳)

اس امر میں احادیث درجہ تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ کہ جناب فاطمہ بنت اسد صلوٰۃ اللہ علیہا نے سرکار ولایت جناب امیر علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) کو وسط بیت اللہ میں جنم دیا۔

(۲) کون امیر کرم اللہ وجہہ ولد فی البیت امر" مشہور فی الدنیا وذکر فی کتب الفریقین السنۃ والشیعۃ (عینیہ جس کے شارح علامہ ابو موسیٰ مؤلف روح المعانی ہیں) ترجمہ: جناب امیر علیہ السلام کی ولادت بیت اللہ شریف میں ہونا، دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اور سنی شیعہ دونوں فرقوں نے اس کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

ہم یہاں برادران اہل سنت کی ان کتب سیر و تاریخ میں سے چند کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔ جن میں جناب امیر علیہ السلام کی خانہ کعبہ میں ولادت کو تسلیم کیا گیا ہے۔

(۱) مروج الذہب جلد ۲ ص ۱۷۵ یہ کتاب علامہ ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کی ہے جن کی وفات ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۶ء میں ہوئی۔ ان کی مشہور تالیفات مروج الذہب[۱]، معادن الجوہر فی التاریخ[۲]، کتاب الاشراف والتنبیہ[۳] اہل سنت کے دور حاضر کے مورخ اور سیرت نگار علامہ شبلی ان کے متعلق اپنی شہرۂ آفاق تصنیف الفاروق میں لکھتے ہیں۔

"ابوالحسن علی بن حسین مسعودی فن تاریخ کا امام ہے اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہوا وہ دنیا کی اور قوموں کی تاریخ کا بہت بڑا ماہر تھا۔ اس کی تمام تاریخی کتابیں مل جائیں تو کسی اور تصنیف کی کچھ حاجت

نہ ہوتی افسوس ہے کہ قوم کی بدذوقی سے اس کی اکثر تصنیفات ناپید ہو گئیں یورپ نے بڑی تلاش سے دو کتابیں ہیا کیں ایک مروج الذہب اور دوسری کتاب الاشراف والتنبیہ۔ مروج الذہب مصر میں چھپ گئی ہے" (الفاروق حصّہ اوّل دیباچہ صفحہ ۱)

مروج الذہب مسعودی علامہ محمد محی الدین عبدالحمید پروفیسر ازہر یونیورسٹی کے مقدمہ اور حواشی کے ساتھ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں مصر میں چھپی ہے۔

(۲) مطالب السئول فی مناقب آل رسول ص۱۳۷ یہ کتاب علامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ کی ہے جن کی ولادت ۵۸۲ھ مطابق ۱۱۸۶ء میں ہوئی اور وفات ۶۵۲ھ مطابق ۱۲۵۴ء میں ہوئی۔ شافعی المذہب ہیں۔ اور فرقہ اہل سنت کے جلیل الشان عالم ہیں۔ علامہ یافعی ان کے متعلق لکھتا ہے:

"محمد بن طلحہ رئیس صاحب حشمت بزرگ تھے۔ علم مناظرہ و فقہ میں انہوں نے درجہ کمال حاصل کیا۔ بادشاہ کے وزیر تھے پھر وزارت چھوڑ دی۔ اور زہد اختیار کیا اور اپنے نفس کو مائل بریاضت کر لیا۔" (مراۃ الجنان یافعی جلد ۴ ص۱۲۹)

(۳) ازالۃ الخفا مقصد جلد ۲ ص۲۵۱ یہ کتاب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ہے۔ وہ ہمارے برصغیر ہند و پاکستان کے مشاہیر علمائے اہل سنت میں سے ہیں۔ اور کسی تعارف کے محتاج نہیں۔"

(۴) جناب امیر علیہ السلام کی خانہ کعبہ میں ولادت کو صاحب مناقب مرتضوی نے اس طرح بیان کیا ہے:

"در بشائر مصطفےٰ از یزید بن قعنب مروی است کہ من عباس بن عبدالمطلب بودم و جمعے از بنی عبدالعزی برابر بیت الحرام نشستہ بودند کہ فاطمہ بنت اسد در مسجد کعبہ در آمد در عین طواف اثر قلق بروئے ظاہر شد چون مجال بیرون رفتن نماند گفت خداوندا بحرمت این خانہ کعبہ زحمات ولادت بر من آسان گردان دیدم کہ دیوار خانہ کعبہ شق شد فاطمہ درون رفت در روز چہارم جناب امیر را بر دست گرفتہ بیرون آمد (مناقب مرتضوی ص۱۲۵ مطبوعہ مبئی)

بشائر مصطفےٰ میں یزید بن قعنب سے روایت ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ تھا۔ اور اولاد عبدالعزیٰ کا ایک گروہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، کہ فاطمہ بنت اسد بیت اللہ میں آئیں عین طواف کی حالت میں ان پر آثار ولادت ظاہر ہوئے باہر جانے کے لئے وقت نہ تھا۔ حضرت فاطمہ بنت اسد نے دعا کی۔ خداوندا! اس بابرکت خانہ کعبہ کی حرمت کا واسطہ ولادت کی تکالیف کو مجھ پر آسان فرما۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ دیوار خانہ کعبہ شق ہوئی جناب فاطمہ بنت اسد اندر گئیں۔ اور چوتھے دن جناب امیر کو اپنے ہاتھوں پر لئے برآمد ہوئیں۔

مناقب مرتضوی۔ اس کتاب کے مؤلف میر صالح کشفی ہیں ان کے متعلق روائح المصطفیٰ ص۳۹ میں لکھا ہے۔ کہ: "یہ صاحب انوار جلیہ اور جامع علوم دینی و دنیوی تھے۔ ان کے خوارق و کرامات مشہور ہیں۔ سلسلہ قادریہ میں ان کو شاہ نعمت اللہ سے بیعت تھی دیگر سلاسل کی اجازت بھی انہیں حاصل تھی انہوں نے ۱۰۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔"

(نفائس السنن فی ذکر فضائل سیدنا ابی الحسن محمد علی حیدر علوی مطبوعہ مدینہ بجنور)

۴۔ سرکار ولایت علی ابن ابی طالب کی خانۂ کعبہ میں ولادت کو عالم اہل سنت مولوی محمد مبین صاحب فرنگی محلی لکھنوی نے اس طرح لکھا ہے: "امیر المومنین علی پیدا شد در جوف کعبہ و پیدا نگشت کسے بجز وے و خدائے تعالیٰ مخصوص گردانید او را باین فضیلت و شرف گردانید خانہ کعبہ را باین شرافت و در بعضے کتب سیر از بریدہ نقل کردہ ما عباس و جمعے از بنی ہاشم و عبدالمطلب در مسجد الحرام نشستہ بودیم ناگاہ فاطمہ بنت اسد مادر علی حیدر بہم رسیدہ بطواف خانہ کعبہ مشغول گردید و در اثنائے طواف بدرد زہ مبتلا شدہ و آثار ولادت و علامت زائیدن بروے ظاہر گشت طاقتش نماند دیدیم کہ دیوار خانہ کعبہ شق شد و فاطمہ درون رفت ما ہر چند خواستیم کہ درون در آئیم میسر نشد روز چہارم علی را بر دست گرفتہ بیرون آمد (وسیلۃ النجاۃ صفحہ ۶۰ مطبوعہ لکھنؤ)

ترجمہ: حضرت علی عین کعبہ میں پیدا ہوئے آپ کے سوا کوئی کعبہ میں پیدا نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت یہ آپ کو ہی بخشی اور کعبہ کو آپ کی جائے ولادت بنا کر معزز و سرفراز کیا کتب سیر میں بریدہ سے منقول ہے کہ ہم عباس اور ہاشم و عبدالمطلب کے کچھ لوگوں کے ساتھ مسجد حرام میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ حضرت فاطمہ بنت اسد مادر حضرت علی حیدر آئیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگیں۔ دوران طواف میں درد زہ عارض ہوا اور علامات وضع حمل نمایاں ہوئیں طاقت بدن کی جاتی رہی اور دیکھا ہم نے کہ دیوار خانہ کعبہ کی شق ہوئی اور فاطمہ اندر گئیں ہم لوگوں نے ہر چند چاہا کہ اندر جائیں مگر اندر جانا ممکن نہ ہوا چوتھے روز فاطمہ اپنے فرزند کو لئے ہوئے برآمد ہوئیں۔

۵۔ دور متاخر کے جلیل الشان سنی محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جناب علی مرتضیٰ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
از مناقب وے (علی) کہ در حین ولادت او ظاہر گشت یکے آن است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد یافت فقد تواترت الاخبار ان فاطمہ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیاً فی جوف الکعبہ" (ازالۃ الخفا مقصد ۲ صفحہ ۲۵۱) ترجمہ: منجملہ فضائل حضرت امیر المومنین جو وقت ولادت ظاہر ہوئے ایک یہ بھی ہے، کہ آپ خانہ کعبہ کے بیچوں بیچ پیدا ہوئے اس باب میں حدیثیں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ جناب فاطمہ نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو جوف کعبہ میں جنم دیا۔ خانہ کعبہ بیت اللہ یعنی مولد حضرت علی کا نقشہ:

رکن اسود — ۳۲ گز — رکن شامی
۲۰ گز — مولد علی — ۲۲ گز
رکن یمانی — ۳۱ گز — رکن غربی

طول: حجر اسود سے رکن شامی تک ۳۲ گز
عرض: رکن شامی سے رکن غربی تک ۲۲ گز
طول: رکن غربی سے رکن یمانی تک ۳۱ گز
عرض: رکن اسود سے رکن یمانی تک ۲۰ گز
بلندی: زمین سے چھت تک ۹ گز

اپنی اس ولادت کی شان کو جناب امیر علیہ السلام نے خود مدح سرکار رسالت فرماتے ہوئے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔
عترتہ خیر العتر و اسرتہ خیر الاسر شجرتہ خیر الشجر نبتت فی حرم و بسقت فی کرم لہا فروع طوال و ثمرۃ لا تنال (نہج البلاغہ خطبہ ۹۲ صفحہ ۱۸۶ مطبوعہ مصر) ترجمہ: سرکار رسالت کی عترت بہترین عترت ہے۔ ان کا خاندان بہترین خاندان ہے۔ ان کا شجرہ نسب بہترین شجرہ نسب ہے۔ جو حرم یعنی خانہ کعبہ میں [illegible]

جو اللہ کے فضل و کرم سے پھولا پھلا اس کی شاخیں دراز اور پھل ایسے بے نظیر ہیں کہ کوئی ان تک پہنچ نہیں سکتا خانہ کعبہ میں علی بن ابی طالبؑ کا پیدا ہونا علیؑ کی عظمت و رفعت کی ایک ایسی مثال ہے جس میں رہتی دنیا تک کوئی شریک و سہیم نہیں ہے اسی لئے علی علی ہیں

تمام تاریخیں بتلاتی ہیں کہ حضرت علیؑ نے ولادت کے بعد تین دن تک آنکھیں بند رکھیں۔ سب سے پہلے جس کی گود میں آنکھیں کھولیں وہ سرکار رسالت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قدسی صفات تھی۔ آپ کی نگاہیں سب سے پہلے چہرہ نبوی پر پڑیں۔ آنکھیں کھولیں تو جمال محمدی دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت نبوی تیور کہہ رہے ہوں گے هَلْ جزاء الاحسان الا الاحسان نیکی کی جزا نیکی ہے اے علیؑ تم نے میرا چہرہ دیکھنے کے لیے آنکھیں بند رکھیں تب سہی چہرہ پر نظر کرنا عبادت بن جاتے فرمایا انظر الی وجهه علی عبادة۔ سرکار رسالت نے اپنے لعاب دہن سے جناب علی مرتضیٰ کو پہلی غذا دی۔ اور زبان رسول چوس چوس کر پرورش پائی سایہ عاطفت محمدؐ عربی تربیت کے لئے ملا یہ بھی ثابت ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے آغوش رسالت میں پہونچ کر قبل نزول قرآن۔ سورۃ المومنون کی تلاوت فرمائی

نام و کنیت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کتاب مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نام اوست ابوالحسن و ابوتراب کنیت او۔ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برادر او بمواخات و زوج فاطمہ بتول سیدۃ النساء و ابوالسبطین الحسن والحسین سیدی شباب اہل الجنۃ و بود اسم وی علی گفتہ اند کہ نام کردہ بود او را مادر وے فاطمہ بنت اسد حیدرہ بنام پدرش اسد و حیدرہ نام اسد است و چوں قدوم آورد ابو طالب مکروہ پنداشت این نام را پس تسمیہ کرد بعلی۔ محدث دہلوی نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ تسمیہ کرد است او را پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصدیق کما فی الریاض النضرۃ و تکنیہ کردہ است بابی الریحانین و نیز لقب کردہ است بہ بیضۃ البلد۔ و بامین و بشریف و بہادی و مہتدی و بذی الاذن الواعیہ و یعسوب الامۃ

ولادت کے بعد آپ کی مادر گرامی نے آپ کا نام اسد و حیدر جناب ابو طالب نے زید۔ اور خدا و رسول نے علیؑ رکھا۔ سبط ابن جوزی لکھتے ہیں کہ عطار کا قول ہے کہ علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ نے۔ ان کا نام حیدر رکھا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ غزوہ خیبر کے دن جناب علی علیہ السلام نے اپنے رجز میں مرحب کے مقابلہ میں فرمایا تھا۔ انا الذی سمتنی امی حیدرة میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ (تذکرہ خواص الامہ) بعضوں کا قول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے اور تنہا گہوارہ میں تھے آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف تھیں ان کا گھر مکہ میں ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا کہ ایک قوی الجثہ سانپ پہاڑ سے اترا اس نے جناب امیرؑ کو کاٹنا چاہا۔ جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ وہ ان کے ہاتھ میں مرگیا جب ان کی والدہ آئیں اور سانپ کو مرا ہوا دیکھا کہنے لگیں حیاک اللہ یا حیدر۔ لے میرے شیر خدا تجھے زندہ رکھے۔ اس وجہ سے نام حیدر مشہور ہوگیا۔ (مناقب آل صحابہ) (زندہ باد زندہ بات علی ابن ابیطالبؑ)

ملا حسین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ یہ بھی مشہور ہے کہ جناب ابو طالب نے اپنے بیٹے علی جامع قبائل عرب نفسی کے نام پر جناب

امیر کا نام زید رکھا تھا۔ آنحضرتؐ تشریف لائے نام کے متعلق پوچھا جناب ابوطالب اور جناب فاطمہ بنت اسد نے بتایا کہ زید اور اسد نام رکھا ہے حضور نے فرمایا نہیں علیؑ نام رکھو فاطمہ بنت اسد یہ سنکر کہنے لگیں بخدا میں نے ایک روز ہاتف غیبی سے اس بچہ کا نام یہی سنا تھا (روضۃ الشہداء) مناقب کی کتابوں میں تسمیہ علی ابن ابیطالب کا ذکر اس طرح موجود ہے کہ کہ حضرت ابوطالبؑ نے خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑ کر اس طرح دعا کی کہ ماذا تری اسم ھذا الصبی میرے معبود تیرے نزدیک اس بچے کا کیا نام ہے۔ فھتف ھاتف من السماء آسمان سے غیب کی ندا دینے نے اس طرح ندا دی۔ اسمہ فی شو فخ تعلا۔ علی ن اشتق من العلی۔ یعنی بلند دنیا کی بلند چوٹیوں میں اس بچہ کا نام علیؑ ہے جو میرے نام علی سے مشتق ہے پس آپ کا نام علیؑ ہے۔ جو اللہ کے نام سے مشتق ہے۔ اللہ کا نام لینا عبادت ہے پس علیؑ علیؑ کرنا عبادت ہے۔ اور علیؑ علیؑ پکارتے ہوئے علیؑ پسر ابوطالب کا تصور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ مشتق ہے اشتقاق کرنے والا ہے اور نام علیؑ اللہ کے نام سے مشتق ہے پس علی ابن ابیطالبؑ کا نام ہمہ وقت لینا عبادت ہے۔

جناب امیر المومنینؑ کے مشہور القابات یہ ہیں:۔

امام البررہ۔ صدیق اکبر۔ فاروق امت۔ وصی رسول۔ ولی اللہ۔ کاشف الکرب
خلیفہ۔ وزیر۔ نفس رسول۔ حجۃ اللہ قسیم النار والجنۃ۔ ہادی۔ باب حطہ۔ کلمہ باقیہ۔
ساقی کوثر۔ صاحب حوض۔ ایمان کل۔ صاحب لواء الحمد۔ مشکل کشا وغیرہ۔

ان تمام اسماء کا ذکر کتب معتبرہ میں پایا جاتا ہے۔

تربیت

یہ ایک مسلم امر ہے کہ تشکیل سیرت اور تعمیر کردار میں تربیت کو دخل عظیم ہے کیونکہ فطرت کا یہ تقاضہ ہے کہ بچپنا جس ماحول میں گزرے اس کا اثر قبول کرتا ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ کی تربیت شروع ہی سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے لگے جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کعبہ میں پیدا ہوئے تین دن تک جناب فاطمہ بنت اسد کعبہ میں رہیں در کعبہ بند رہا اس دوران در کعبہ کھولنے کی کوششیں کی گئیں مگر در کعبہ وا نہ ہو سکا۔ عین پشت کعبہ کی جانب دیوار کعبہ میں ایک نیا در بنا تھا جناب رسول خداؐ تشریف لائے۔ دیوار کعبہ میں پھر در بنا اور فاطمہ بنت اسد مولود کعبہ کو آغوش میں لئے ہوئے کعبہ سے باہر آئیں۔ اور مولود کو پیغمبر اسلام کی آغوش مبارک میں دیدیا۔ پہلی غذا جو علیؑ ابن ابیطالب کو ملی وہ آنحضرتؐ کا لعاب دہن تھا۔ روایات سے ثابت ہے کہ دوسرے دن دودھ پلانے والی عورت بلائی گئی۔ مگر جناب امیر المومنینؑ نے کسی کے پستان کی طرف رغبت نہ کی۔ آنحضرتؐ کو پھر بلایا گیا۔ اور حضرت نے اپنی زبان مبارک بچے کو چوسائی۔ اور آنحضرتؐ اس وقت تک زبان چوساتے رہے جب تک خدا کو منظور ہوا۔ (ارجح المطالب ص ۴۶۲،۴۵۰ ، اور رحیدر علی حنفی سیرۃ العلویہ ص حصہ اول) امیر المومنینؑ کا گوشت پوست ہڈیاں اور بدن میں لعاب دہن رسول پیوست ہو گیا تھا۔ علامہ ابن خلدون کی تحقیق یہ ہے۔ کہ ایک مورث کی شرافت و نجابت حسن کردار و سیرت چار پشتوں تک باقی رہتا ہے اب ذرا غور فرمائیے کہ حضرت علیؑ کو خاندان ملا تو ایسا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر جناب ابوطالبؑ تک سب کے سب آباء و اجداد علی الاتصال حسب و شرافت کے صدر نشین رہے ہیں اور اس کی آغوش تربیت ملی

کہ جو بعثت سے پہلے صدیق و امین عرب تھے۔ صدیق ہونا صداقت قولی اور امین ہونا عملی کی نشانیاں ہیں اور سیرت میں بھی دو ہی پہلو ہوتے ہیں قول اور عمل چنانچہ علی کا قول نبیؐ کا قول علیؑ کا عمل نبیؐ کا عمل ہے یہ ہے تربیت کا اثر کہ جو نہ صرف علیؑ میں پایا جاتا ہے بلکہ اولاد علیؑ میں تا قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ قول و عمل نبوی کار فرما ہے۔

یہ امر بھی غور طلب ہے کہ آنحضرتؐ نے علی ابن ابیطالب کو زبان چوسائی۔ خود غسل دیا۔ اور بچہ کو لینے کے لیے بانفار خداوندی کعبہ تشریف لائے۔ ایسا کیوں کیا۔ کیا چچازاد بھائی ہونا ان افعال خصوصی کا محرک تھا۔ جعفر و عقیل بھی تو پسران ابو طالب تھے مگر آنحضرت نے ان کو زبان نہیں چوسائی اور نہ اس طرح تربیت کی۔ آنحضرتؐ کا تربیت علیؑ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ خلیفہ رسولؐ بننے کے لئے تربیت زیر رسول ہونا لازمی ہے کیونکہ بچپنے میں جو نقوش لوح دل و دماغ پر ابھر آتے ہیں وہ آخر دم تک باقی رہتے ہیں۔ اور یہ تربیت صرف مادی حیثیت کی نہ تھی بلکہ اس تربیت میں عالم علم لدنی نے علم لدنی تعلیم فرمایا تھا خود جناب امیر المومنینؑ نے مقام فخر میں ارشاد فرمایا ہے علمنی رسول اللہ صلعم الف باب من العلم ففتح لی من کل باب الف باب یعنی مجھے جناب رسول خدا نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے اور ہر باب سے ہزار ہزار باب میرے لئے کھل گئے اور یہ علوم ربانیہ و نبویہ اس طرح تعلیم ہوئے کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں زقنی رسول اللہ زق زق۔ کہ مجھے رسول خدا نے اس طرح بھرایا جیسے پرندہ اپنے بچے کو بھراتا ہے۔ یہیں سے اندازہ فرمائیے کہ تشکیل سیرت اور تعمیر کردار علیؑ کتنی حسین ہوگی۔ اس قدر حسین کہ آنحضرت نے فرمایا ذکر علی عبادۃ یعنی علی کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ آنحضرتؐ تو یہ ارشاد فرمائیں کہ علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے اور مخالفین کہتے ہیں کہ تولہ بھر زبان سے مولائی ہر وقت علیؑ علیؑ علیؑ کرتے رہتے ہیں۔ علیؑ علیؑ کرنا کام نہ آئے گا۔ ایسا کہنے والے دراصل تکذیب رسولؐ کرتے ہیں کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے ذکر علیٍ عبادۃ اور ذکر کا تعلق زبان سے ہے پس علیؑ علیؑ کہنا عبادت ہے اور اس کا اجر بارگاہ خدا سے ملے گا اور مل کر رہے گا۔

ابو الحجاج نے جبیر سے روایت کی ہے کہ جناب علیؑ کے حق میں خدا کی نعمت تھی۔ اور خدا نے علیؑ کے حق میں نیکی کا ارادہ کیا تھا چنانچہ ایک مرتبہ اہل مکہ کو شدید قحط کا سامنا کرنا پڑا۔ ابو طالب کثیر العیال تھے۔ جناب رسول خدا نے اپنے چچا عباسؓ سے چونکہ وہ ان دنوں بنی ہاشم میں زیادہ مالدار تھے کہا کہ چچا ابو طالبؑ بڑے عیالدار ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آ رہی ہے تم ہمارے ساتھ ابو طالب کے پاس چلو تاکہ ہم ان کے عیال بانٹ لیں۔ ان کا ایک لڑکا میں لے لوں۔ اور ایک تم لے لو۔ اور پھر ہم دونوں کی کفالت و پرورش کریں۔ عباسؓ کہنے لگے بہت بہتر رائے ہے۔ دونوں مل کر جناب ابو طالب کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے ہم آپ کو عیال کے بوجھ سے کسی قدر سبکدوش کرنا چاہتے ہیں تاکہ قحط کے اثر سے آپ محفوظ رہیں جناب ابو طالبؑ نے کہا عقیل کو میرے واسطے چھوڑ دو جناب رسول اللہؐ نے علیؑ کو اور جناب عباسؓ نے جعفرؓ کو لے لیا۔ اسطرح جناب علی المرتضیٰ آنحضرتؐ کی تربیت و معیت میں رہے اور یہ نعمت خداوندی حاصل کی اور جب قرآن نازل ہونا شروع ہوا تو والذین معہٗ کا مصداق بن گئے۔ امیر المومنینؑ کی تربیت کچھ اس انداز سے ہوئی کہ علیؑ نبیؐ کے رنگ میں رنگ گئے اور یہ تعلیم و تربیت رسول جوہر و صایت کے حامل ہو گئے، امیر المومنین کی پاکیزہ سیرت میں جس طرح حقوق اللہ کی حفاظت نظر آتی ہے۔ اسی طرح حقوق العباد کی حفاظت بھی کار فرما ہے۔

اسی سے حضرت امیرالمومنین ہمارے لئے مثالیہ ہیں

حلیہ مبارک

یہ مسلمہ امر ہے کہ چہرہ آئینہ حسن بشری ہوتا ہے بلکہ سیرت اور حسن کردار کے آثار بھی چہرہ ہی سے ہویدا ہوتے ہیں وہ ذات پاک کہ جو جسم و جسمانیات سے مبرّا و منزّہ ہے مگر اس نے بھی لفظ وجہ اپنے لئے پسند فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ یعنی ہر ایک شے فنا ہونے والی ہے مگر رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ (ذات) باقی رہنے والی ہے۔ کیونکہ چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے وجہ بمعنی چہرہ۔ اور امت مسلمہ میں جناب امیرالمومنین کا لقب بھی وجہ اللہ ہے اسی لئے آں جناب کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے چنانچہ طبرانی و حاکم و ابن المغازلی اپنے اپنے اسناد کے ساتھ ابن مسعود و عمران بن حصین سے اور ابن عساکر ابوبکر و عثمان و معاذ بن جبل و جابر بن عبداللہ و انسؓ و ثوبان و ام المومنین عائشہ سے اور ابو یعلی سے دیلمی ابوہریرہؓ سے اور ابن النعمان نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ علیؑ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے (ملاحظہ ہو ارجح المطالب اور تمام کتب معتبرہ اسلامیہ)

ارجح المطالب ص۲۲۰ میں ہے کہ حضرت علیؑ کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی استیعاب عبدالبر میں ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک خوبصورتی میں چودھویں رات کے چاند کی مانند تھا۔ نورالابصار ص۷۳ میں ہے آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند تھا۔

آپ کا قد مبارک

جس طرح انسان کا طویل القامت ہونا معیوب ہے اسی طرح پستہ قد ہونا بھی معیوب ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خود ونہ خامہ نے نہ طویل القامت قرار دیا تھا نہ پستہ قد لکھا تھا۔ نورالابصار میں ہے حضرت علی علیہ السلام کا قد مبارک میانہ سے کچھ گھٹتا ہوا تھا۔ ارجح المطالب ص۹۵ میں ہے جناب امیر میانہ قد سے کچھ اونچے تھے۔ تاریخ میں جہاں آپ کا حلیہ مبارک بیان کیا گیا ہے آپ کے قد کے بارے میں لفظ ربعہ آیا ہے جس کے معنی میانہ قد کے ہیں (المنجد ص[illegible] و نسائی جلد ص۵) مذکورہ عبارت میں لفظ فوق بھی مذکور ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ میانہ قد سے بھی کچھ اونچے تھے۔ اب ایسی صورت میں آپ کو پستہ قد کہنا کس قدر افسوسناک ہے۔

آپ کا رنگ

نورالابصار ص۶۹ طبع مصر میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سانولے رنگ کے گندمی تھے۔ حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں آپ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے وہ رنگ میں گندم گوں تھے۔ ارجح المطالب ص۲۹۵ میں بحوالہ [illegible] زرارہ بن سعد حنفی سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد سے حضرت علی کا حلیہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اگر دور سے دیکھئے تو سبزہ رنگ معلوم ہوتے تھے۔ اور جب گہری نظر کر کے قریب سے دیکھتے تو گندم گوں رنگ دکھائی دیتا۔

سر اور سر کے بال

آپ کے حسن و جمال اور آپ کے قد مبارک اور رنگ اقدس پر روشنی ڈالنے کے بعد اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر الفاظ میں آپ کے حلیہ کے سلسلہ میں جسمی تشریحات پیش کر دی جائیں لیکن عرض کرنا ضروری ہے کہ جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے وہ کتب اہل اسلام سے تمسک کا نتیجہ ہے یعنی جو کتابوں میں موجود ہے وہ سب پیش کر رہے ہیں بہرحال آپ کا

سر مبارک نہایت مناسب تھا نہ بہت بڑا تھا اور نہ چھوٹا تھا۔ آپ کے سر اقدس کے بال سفید تھے اور آپ کی پیشانی [illegible]
جیسا کہ مطالب السئول صفحہ ۴، نور الابصار صفحہ ۶۹ میں ہے۔

آپ کی چشم مبارک نور الابصار صفحہ ۶۹ میں ہے کہ حضرت علی موٹی موٹی آنکھوں والے تھے۔ ذخائر العقبیٰ میں ہے کہ آپ کی آنکھیں بڑی اور سیاہ اور خواب آلود تھیں۔

آپ کی ریش اقدس مطالب السئول صفحہ [illegible] میں ہے کہ آپ کی داڑھی نہایت ہی چوڑی تھی جس پر آپ نے کبھی خضاب نہیں فرمایا۔ استیعاب و ینابیع میں ہے کہ آپ کی داڑھی میں بہت زیادہ بال تھے۔ یعنی داڑھی گھنی تھی۔ ارجح المطالب صفحہ ۲۹۶ میں ہے کہ آپ کی داڑھی اس قدر گھنی تھی کہ کندھوں کی طرف پھیلی ہوئی تھی۔ جہاں تک بات [illegible] تعلق ہے حضرت [illegible] کی داڑھی گھنی اور عریض ہونے کے باوجود یک مشت تھی۔

آپ کی گردن ذخائر العقبیٰ میں ہے کہ آپ کی گردن ایک چاندی کی صراحی کے مانند تھی، یعنی آپ کی گردن صراحی دار تھی اور صاف و شفاف ہونے کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے چاندی کی بنی ہوئی ہو۔ ارجح المطالب صفحہ ۲۹۶۔

آپ کے کندھے امام شبلنجی نور الابصار کے صفحہ ۶۹ میں لکھتے ہیں آپ کے دونوں کندھوں کی ہڈی اور آپس کی ساخت میں چوڑائی تھی اور ایسی ہڈیاں تھیں جیسے شیر درندہ کی ہوتی ہیں یعنی چوڑی اور زم ہڈیاں تھیں۔ [illegible] جلد ۱ صفحہ [illegible] اسد الغابہ میں ہے آپ نہایت مضبوط کندھوں والے تھے۔ مقصد یہ کہ آپ کے کندھے مضبوط اور آپ کا سینہ چوڑا تھا۔ ینابیع المودۃ میں ہے کہ آپ شیر بیشہ شجاعت تھے۔ بعض کتابوں میں ہے کہ آپ کے سینہ پر بال بکثرت تھے۔

آپ کے بازو ذخائر العقبیٰ میں ہے کہ آپ کے بازوؤں اور کلائیوں میں زیادہ فرق نہ تھا۔ استیعاب اور ارجح المطالب صفحہ ۲۹۶ میں ہے آپ کی کلائی اور بازوؤں میں فرق نہ تھا۔ یعنی دونوں یکساں تھے اور نہایت ٹھوس اور مضبوط تھے۔ اسد الغابہ میں ہے آپ کے بازو بھرے ہوئے اور کلائیاں باریک تھیں۔

آپ کی کلائیاں، ہتھیلیاں اور پنجے حضرت علی کی کلائیاں نہایت مضبوط مستحکم اور بھری ہوئی تھیں۔ علامہ شبلنجی نور الابصار کے صفحہ [illegible] میں لکھتے ہیں کہ آپ کی کلائیاں سخت مضبوط و مستحکم گرفت والی تھیں۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ [illegible] [illegible] ینابیع میں لکھتے ہیں کلائیاں آپ کی مضبوط تھیں۔ جب کسی کی گردن آپ پکڑ لیتے تھے تو اس کا گویا اس طرح گھونٹ دیا جاتا تھا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا۔ آپ کی کلائی اور ہاتھ سخت تھے۔ جب جنگ کو جاتے تھے تو [illegible] کے ساتھ چلتے تھے۔ وہ ایسے بہادر تھے کہ [illegible] جنگ کی [illegible]۔ (ارجح المطالب صفحہ [illegible])

آپ کا شکم مبارک اور ارجح المطالب کی روایت حضرت علی جہاں ایک عظیم الشان عالم [illegible] تھے [illegible] عظیم قوت و طاقت [illegible] تھے۔ [illegible] دونوں [illegible] کے پیش نظر [illegible] آپ شیر بیشہ شجاعت [illegible]

شریک رہے ہیں۔ اور ایسی جنگ کی ہے کہ دُنیا لوہا مانتے ہوتے ہے۔ جنگ بدر سے لے کر جنگ صفین و جمل تک آپ کی ذوالفقار نے فتح کیا ہے۔ لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار آپ کی شان مبارک میں نازل ہوئی ہے۔ بہرحال دُنیا کو اس کا اعتراف ہے کہ آپ سے بڑا بہادر پیدا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ پھر ایسی صورت میں آپ کے لئے یہ کہنا کہ جناب امیرؑ تندیلے بڑے پیٹ والے تھے۔ (ارجح المطالب صفحہ ۲۹۵) کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

حضرت علیؑ کا روحانی حلیہ

حضرت علیؑ کی شکل و شباہت کا ایک مختصر خاکہ پیش کرنے کے بعد جی چاہتا ہے کہ آپؑ کا ایک مختصر ترین روحانی حلیہ بھی پیش کر دیا جائے، اور بہتر ہوگا۔ اگر اسے ایک دشمن کی تصدیق کے ساتھ بیان کیا جائے۔ بنابریں عرض ہے کہ کتاب استیعاب، کنز العمال، صواعق محرقہ میں ہے کہ امیر معاویہ نے ضرار صدائی سے کہا کہ اے ضرار مجھ سے علیؑ کے اوصاف بیان کر۔ ضرار نے کہا اے امیر مجھ کو اس سے معاف رکھو۔ معاویہ نے کہا تجھے ضرور ان کے اوصاف بیان کرنا ہوں گے۔ ضرار نے کہا کہ جبکہ مجھے ان کے اوصاف بیان کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو سُن، واللہ وہ دور کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے۔ بزرگی سے بات کہتے تھے اور عدل سے حکم دیتے تھے۔ علم کا دریا ان کے دل سے موجزن تھا، حکمت ان کی زبان بولتی تھی۔ وہ دُنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے تھے وہ اندھیری رات اور اس کی وحشت سے مانوس تھے۔ وہ رونے کو پسند کرتے تھے اور دُور دراز فکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ ان کو کپڑا چھوٹا اچھا لگتا تھا اور ان کو کھانے میں کرخت چیز بھلی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ہم میں ہمارے جیسے تھے۔ وہ ہم کو جواب دیتے تھے جب ہم ان سے پوچھتے تھے۔ وہ ہمارے پاس آتے تھے جب ہم ان کو بلاتے تھے۔ خدا کی قسم ہے کہ باوجود ان کے قرب کے ہیبت کی وجہ سے ان سے کلام نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اہلِ دین کی تعظیم کرتے تھے۔ مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ ان کے خوف سے کوئی زبردست اپنی بیہودگی کی خواہش دل میں نہیں لا سکتا تھا۔ ضعیف ان کے عدل سے ناامیدی کا منہ نہیں دیکھتا تھا۔ میں نے ان کو بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ستارے سیاہی میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک پکڑے ہوئے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ اور نرم آواز سے رو رہے تھے اور فرما رہے تھے، اے دُنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب دے، میرے کیوں سامنے آئی ہے، یا کیوں مجھ سے شوق رکھتی ہے۔ افسوس افسوس!! میں نے تجھے تین طلاق دی ہیں۔ جن میں ہرگز رجعت کی گنجائش نہیں۔ تیری عمر بہت تھوڑی ہے اور تیرے دکھ بہت بڑے ہیں۔ آہ! آہ تھوڑا زاد ہے اور دُور کا سفر ہے۔ امیر معاویہ یہ سُن کر رونے لگے اور کہنے لگے خدا ابوالحسن پر رحم کرے واللہ وہ ایسے ہی تھے۔ ربیع الابرار میں ہے کہ حضرت علی چودھویں رات کے چاند۔ اور بن کے شیر، موج آور دریا۔ اور صبح کے برستے ہوئے شبنمی ابر تھے۔

دعوت ذو العشیرہ

اور

جانشینی رسولِ خدا

دعوت ذوالعشیرہ کے واقعہ کو تمام مورخین و محدثین نے بالصراحت تحریر کیا ہے کہ خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ تبلیغ دین علانیہ کی جائے اور یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿پ ۱۹ع ۱۵﴾ یعنی اے رسولؐ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈرؤ یعنی تبلیغ دین کرو۔ تو جناب رسالت مآبؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا۔ اور ان سے فرمایا کہ کچھ طعام تیار کرو جس میں بکری کا شانہ اور دودھ ہو۔ اور تمام بنی عبد المطلب کو جمع کرو تا کہ میں ان سے کلام کروں جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور ان تک پہنچاؤں۔ پس حضرت علیؑ نے انتظام کیا۔ اور ان لوگوں کو بلایا وہ تقریباً کم و بیش چالیس آدمی تھے۔ ان میں آنحضرتؐ کے چچا ابو طالبؑ و حمزہؓ و عباسؓ بھی تھے۔ حضرت علیؑ نے طعام حاضر کیا۔ اور ان تمام لوگوں نے اچھی طرح سیر ہو کر کھایا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ وہ کھانا کہ جس سے وہ سب سیر ہو گئے اتنا ہی تھا کہ ان میں سے صرف ایک ہی آدمی کے لئے کافی ہوتا جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو جناب رسالت مآبؐ نے چاہا کہ تبلیغ دین فرمائیں مگر ابو لہب نے کلام میں مبادرت کی اور کہنے لگا کہ دیکھا تمہارے ساتھی نے تمہارے ساتھ کیسا جادو کیا ہے اس پر وہ تمام لوگ منفرق ہو گئے۔ اور آنحضرتؐ ان سے گفتگو نہ کر سکے۔ آنحضرتؐ کے ارشاد پر دوبارہ پھر طعام کا انتظام کیا گیا اور وہ سب لوگ بلائے گئے کھانا پیش کیا گیا جب وہ سب لوگ کھانا کھا چکے تو آنحضرتؐ نے ان سے اس طرح کلام کیا۔ میں عرب میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کے لئے اس سے بہتر لایا ہو جو میں تمہارے لئے دین و دنیا کی نیکی لایا ہوں۔ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس امر کی طرف بلاؤں پس تم میں سے جو اس امر رسالت میں میرا بوجھ بٹائے گا وہی میرا جانشین، میرا وزیر، اور میرا وصی و خلیفہ ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علیؑ نے کہا کہ اے رسولِ خدا میں آپ کا بوجھ بٹاؤں گا۔ میں آپ کا وزیر بننے کے لئے تیار ہوں۔ میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں میں آپ کی نصرت کروں گا پس آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کا شانہ پکڑ کر فرمایا اے لوگو! یہ علیؑ میرا بھائی ہے۔ میرا وصی، وزیر ہے میرا خلیفہ ہے پس تم سب اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ تمام لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابو لہب نے جناب ابو طالبؑ سے کہا کہ اپنے بیٹے کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ (از تاریخ ابو الفداء جزء الاول صفحہ ۱۱۸ سطر ۲۱)

اس واقعہ سے جناب رسولِ خداؐ اور جناب علی مرتضیٰؑ کا لوگوں پر متصرف ہونا۔ لوگوں پر آپ کا مطاع ہونا۔ لوگوں پر آپ کا ولی الامر ہونا۔ لوگوں پر آپ کا جانشین اور وزیر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اس واقعہ میں ہم ناظرین کی توجہ مندرجہ ذیل امور کی طرف دلاتے ہیں:

(۱) یہ تقرر خلیفہ و جانشین خداوند تعالیٰ کے خاص حکم سے ہوا۔

(۲) تبلیغ رسالت میں یہ آپ کا سب سے پہلا اعلان تھا۔

(۳) اس واقعہ سے خاص طور سے خلیفہ اور وزیر (بوجھ اٹھانے والا) کے الفاظ موجود ہیں۔

(۴) حضرت علیؑ کی اطاعت بحکم خداوندی و بحکم رسالت مآب ساری امتِ محمدیہ پر واجب ہے۔

(۵) حضرت علیؑ کی اطاعت ہی اطاعت رسول خداؐ ہے۔

یہ تمام امور ظاہر کر رہے ہیں کہ حضرت دعوت ذوالعشیرہ کے موقعہ پر ہی خلیفہ اور وزیر رسالت پناہ مقرر ہو گئے تھے۔ دعوت ذوالعشیرہ کے واقعہ کو تمام مورخین و محدثین نے لکھا ہے تو دیکھئے تاریخ ابی الفداء الجزء الاول صفحہ ۱۱۶ سطر ۲ مطبوعہ مصر۔

ہجرت رسولِ خدا اور علی المرتضیٰؑ

اعلانِ نبوت کے وقت ہی سے کفار و مشرکین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی ایذا رسانی کی مہم شروع ہو گئی تھی۔ قریش کی عداوت کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا خطرات حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ جناب ابوطالبؑ نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک محفوظ مقام میں پہاڑ کی گھاٹی میں ایک قلعہ کی صورت میں منتقل کر دیا تھا۔ مشرکین کے اندیشہ سے حضرت ابوطالبؑ خوابگاہ رسالت کو تبدیل کرتے رہتے تھے۔ جس جگہ حضرت اول شب سوتے تھے آدھی رات یا آخر شب میں حضرت ابوطالبؑ وہاں سے آنحضرتؐ کو اٹھا کر دوسری جگہ سلا دیتے تھے اور ان کی جگہ اپنے کسی بیٹے کو سلا دیتے تھے تاکہ اگر مشرکین موقعہ پا کر آنحضرتؐ کو اذیت دینے پہنچیں تو جو کچھ گزرنا ہو وہ اولادِ ابوطالبؑ پر گزر جائے مگر حضرت پیغمبر اسلام پر آنچ نہ آنے پائے۔

بعثت کے بعد کفار مکہ کے سردار عتبہ، شیبہ، ابوجہل اور ابوسفیان وغیرہ جمع ہو کر آنحضرتؐ کی شکایت کرنے کے لئے جناب ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا یہ برادر زادہ ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا کہتا ہے ہمیں بت پرستی سے روکتا ہے ہمارے دین کی توہین کرتا ہے بہتر ہے کہ اس کو قتل کرنے کے لئے ہمیں دے دو۔ اس کے عوض ولید بن مغیرہ کے بیٹے عمارہ کو ہم سے لے لو اپنا بیٹا بنا لو۔ یہ سن کر حضرت ابوطالبؑ کو غصہ آگیا۔ وہ فرمانے لگے کہ تم بڑے بیوقوف ہو یہ کیسی انوکھی

کی بات ہے کہ میں اپنے فرزند کو قتل ہونے کے لئے تمہیں دیدوں۔ اور تمہارے بیٹے کو لے کر پرورش کروں۔ دور ہو جاؤ میں صاف صاف کہتا ہوں۔ جو محمدؐ کا دشمن ہے اور جو میرے دین کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ (معارج النبوۃ ص ۴۹)

جب آنحضرتؐ کفار و مشرکین کے ہاتھ نہ آئے اور حفاظت و حمایت ابوطالبؑ کی بدولت دشمنانِ رسولِ خدا اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے تو حضرت ابوطالبؑ نے مزید حمایت کی، اور شعب ابی طالب میں آنحضرتؐ کو محفوظ کر دیا۔ یہ دیکھ کر کفار کی آتشِ غضب بھڑک اٹھی اور ابوسفیان نے موقعہ پا کر تمام کفار قریش سے بنی ہاشم کا بائیکاٹ کرا دیا۔ اور ایک عہد نامہ لکھا گیا جس کی رو سے ہاشمیوں سے نہ شادی بیاہ جائز تھا نہ ان کے ساتھ تجارت جائز تھی۔ یہاں تک کہ ضروریاتِ زندگی پانی کھانا تک بند کر دیا تھا۔ حضرت رسالت مآبؐ کی بعثت کے ساتویں سال کا یہ واقعہ ہے حضرت ابوطالبؑ متواتر تین سال تک ہر قسم کی تکلیفیں اُٹھاتے رہے اور کفار کے اس بائیکاٹ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور پیغمبر اسلامؐ کی حفاظت و حمایت کرتے رہے سوائے بنی ہاشم۔ اس بائیکاٹ میں کسی اور بزرگ کا نام نہیں ملتا۔ تین برس کے بعد یہ سوشل بائیکاٹ ختم ہوا۔ مگر ان انتہائی مصائب کے تین برسوں میں کسی اور کی خدمت کا کوئی ریکارڈ نظر نہیں آتا حالانکہ سب ہی غریب و نادار نہ تھے ان میں غنی بھی موجود تھے۔ جناب رسالت مآبؐ نے اپنے معاون و حامی چچا جناب ابوطالبؑ کے احسانات کا ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا ہے: ما نالت منی قریش شیئاً اکرھہ حتی مات ابوطالب (تاریخ طبری ج ۲ صفحہ ۷۶، تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۶۳، اسنی المطالب صفحہ ۲۸) یعنی جب تک ابوطالبؑ زندہ رہے قریش مجھے ایذا نہ پہنچا سکے۔

۱۰ھ بعثت میں جناب ابوطالبؑ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور جوارِ رحمت الٰہیہ میں اس محافظ رسالت نے جگہ لی۔ آپ کی مفارقت دائمی کا آنحضرتؐ کو اس درجہ صدمہ ہوا کہ اس سال کا نام آپ نے عام الحزن (رنج و مصیبت کا سال) رکھا۔ آپ کے بعد کفار قریش کے حوصلے زیادہ بلند ہو گئے۔ اور آنحضرتؐ کو اذیتیں پہنچانے کے پروگرام بنانے لگے آتش انتقام جوش میں آئی اور تمام رؤساء قبائل کفار جمع ہوئے۔ یہ لوگ صلاح و مشورہ کے لئے "دارالندوہ" میں جمع ہوئے تھے۔ ان سب کے سرغنہ ابوسفیان تھے۔ بہت سی تدبیریں زیر غور رہیں آخرکار ابوجہل کا یہ مشورہ سب نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک آدمی مل کر تلواروں سے آنحضرتؐ کا خاتمہ کر دے تاکہ بنی ہاشم کسی ایک قبیلہ سے دیت خون طلب نہ کر سکیں۔ اور سب سے قصاص لینا ان کی طاقت سے باہر ہو جائے۔ تمام کفار و مشرکین قریش نے جھٹ پٹے ہی سے آ کر آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اہل عرب رات کو زنانہ مکان کے اندر جانا معیوب سمجھتے تھے لہٰذا باہر ہی ٹھہرے رہے کہ جب آنحضرتؐ باہر نکلیں تو قتل کر دیں۔ ادھر خداوند عالم نے اپنے رسول کو ان کے ناپاک ارادوں سے مطلع فرما دیا اور حکم دیا کہ اپنے وصی و وزیر و خلیفہ یعنی علی ابن ابی طالبؑ کو اپنی جگہ اپنے بستر پر سلا کر راتوں رات یہاں سے ہجرت کر جاؤ چنانچہ اس حکم خداوندی کی تعمیل میں آنحضرتؐ نے علیؑ کو واقعات سے آگاہ کر دیا اور حضرت علیؑ بے چون و چرا اس حکم کی تعمیل میں بستر رسالت پر سونے کے لئے آمادہ ہو گئے تاکہ لوگ سمجھیں کہ نبی سو رہے ہیں کیا کہنا واللہ علیؑ کا سوئے تو محمدؐ بن کر

اندر جاگے تو ولی بن کر آنحضرتؐ تو رات ہی میں یہ کہہ کر کہ میرے پاس جو امانتیں ہیں وہ تم ادا کر دینا اور چلے آنا۔ روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ بستر رسول خداؐ پر نہایت اطمینان قلب کے ساتھ سوئے اور ایسے سوئے کہ گویا کوئی خطرہ ہی نہ تھا۔ باہر کی یہ حالت تھی کہ قریش کا مجمع اندر جھانکتا تھا۔ یہ لوگ نہایت بے چینی سے صبح کا انتظار کرتے رہے کہ صبح دم حملہ کریں ادھر شب کے وقت رسول خداؐ نکلے اور آپ نے کچھ کنکریاں کافروں کی طرف پھینکیں۔ کافروں کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا۔ رسولؐ ہجرت کر گئے۔ اور کوئی کافر دیکھ نہ سکا صبح ہوتے ہی کافر دیوانہ وار اندر گھس آئے۔ اور ادھر علیؑ مسکراتے ہوئے اٹھے۔ کفار دیکھ کر حیران ہو گئے۔ پوچھا محمد بن عبداللہ کہاں ہیں۔ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کیا تم نے محمدؐ کو میرے سپرد کر دیا تھا۔ جو واپس مانگتے ہو۔ بے باکانہ جواب اور وہ غصہ سے بھرا ہوا قریش کا مجمع۔ علیؑ ہی کی جرأت تھی کہ جواب بھی دیا دلیرانہ انداز میں اور جھوٹ بھی نہ بولے اور راز بھی رہا چونکہ آنحضرتؐ کا فعل عین حکم و مشیت ایزدی کے مطابق تھا۔ خداوند عالم نے اس کو اپنی طرف نسبت دے کر فرمایا پارہ ۹ سورۂ انفعال رکوع ۱۔ (ترجمہ) یاد کرو اے محمدؐ وہ وقت کہ جب کافروں نے تمہارے ساتھ مکر کیا تھا تا کہ قید کر لیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں وہ مکر کرتے تھے اور خدا ان کے مکر کو کاٹتا تھا اور خدا تو مکر کرنے والوں کے مکر کا بہترین کاٹنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے نہایت صریح نتیجہ نکلا کہ حضرت علیؑ کو بستر رسولؐ پر سلانے کی تجویز جس سے قریش کے مکر کو توڑا گیا خداوند تعالٰی کے حکم سے قرار پائی تھی اور نیابت رسول بحکم الٰہی تھی۔ اس شب ہجرت کے واقعہ کو تمام مورخین اسلام و غیر اسلام سب نے بیان کیا ہے ملاحظہ ہو۔ حسین دیار بکری تاریخ الخمیس الجزء الاول ص۳۶۷۔ محمد بن جریر الطبری تاریخ الامم والملوک الجزء الثانی ص۲۴۲ ابن ہشام سیرۃ النبی الجزء الثانی ص۹۴ ابوالفداء تاریخ الجزء الاول ص۱۲۶ اور تمام کتب معتبرہ وغیرہ۔

یہی واقعہ شب ہجرت جبکہ حضرت علیؑ بستر نبیؐ پر سوئے علیؑ و نبیؐ کے درمیان مواخاۃ کی نشانی ہے اور یہ جانثاری کا ایک ایسا اعلیٰ ترین ثبوت ہے کہ خداوند عالم نے علیؑ کی ذات کو نمونہ قرار دے کر ملائکہ میں فخر و مباہات کی ہے اس شب حضرت علیؑ نے اپنی جان خدا کے ہاتھ فروخت کر دی اور خدا تعالٰی نے خرید لی اور اپنی رضا قیمت میں دیدی۔ ارشاد خداوند عالم ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ۔ پ ۲ ع ۹۔ یعنی ایک شخص ایسا ہے کہ جو محض خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان فروخت کرتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر بڑا شفقت کرنے والا ہے اور اس آیت کا مصداق حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔

تواریخ و روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرت پیغمبر خدا کے بعد تین دن تک حضرت علیؑ مکہ میں رہے اور جو چیزیں رسول خداؐ کے پاس امانت رکھی تھیں انہیں واپس کیا اور پھر آپ مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دختر رسول خداؐ اور دیگر عورات تھیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی تحریر کے موافق حضرت رسول خداؐ نے مکہ سے سفر کر کے منزل قبا میں کچھ قیام فرمایا اس لئے کہ ابو واقد کی معرفت امانتیں واپس کرنے کے بعد حضرت علیؑ کو فوراً چلے آنے کا حکم دیا

تھا۔ ابو واقد جس وقت خشے کر پہنچا۔ حضرت علیؑ نے مسلمانوں کو ہجرت کرنے اور موضع ذی طویٰ میں جمع ہونے کے لئے کہا اور خود مع حضرت فاطمہؑ دختر رسول خدا۔ فاطمہ بنت اسد مادر گرامی علیؑ۔ فاطمہ بنت زبیر بن عبد المطلب۔ ایمن اور پسر ام ایمن کے روانہ ہوئے ابو واقد دشمنوں کے خوف سے اونٹوں کو تیز چلا رہا تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اے ابو واقد عورتیں کمزور ہوتی ہیں اونٹوں کو ذرا آہستہ چلاؤ۔ حضرت علیؑ حمد خدا میں رجز پڑھتے ہوئے سفر طے کر رہے تھے۔ علامہ کے قول کے مطابق آپ کو اثنائے راہ میں آٹھ کافروں نے گھیرا لیکن آپ نے دفاع کیا۔ حارث بن امیہ کے غلام کاشانہ آپ نے زخمی کیا۔ سب کافر بھاگ گئے۔ اور یہ قافلۂ اسلام امیر المومنین کے ہمراہ خدمت رسول خداؐ میں پہنچا اور حضرت رسول خداؐ کلثوم بن ہدم کے مکان سے مدینہ پہنچے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۴۰ جلد دوم)

اسلام کی پہلی مسجد اور سدّ الابوابؑ

ہجرت کے چھٹے یا ساتویں مہینہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں مسجد تعمیر فرمائی۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد تھی۔ ما بقی دنیا میں جس قدر مساجد تعمیر ہوتی رہتی ہیں وہ سب اسی مسجد کی نقل ہیں۔ آداب وطہارت میں اصل ونقل سب برابر ہیں۔ بلکہ مسجد نبوی کے احکام جداگانہ ہیں۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں تمام مہاجرین وانصار نے حصہ لیا۔ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اینٹ اور گارا لاکر دیتے تھے اور یہ رجز پڑھتے تھے کہ:

لا یستوی من یعمر المساجد یدأب فیہ قائماً وقاعداً ومن یری عن الغبار حائداً۔ یعنی جو مسجد تعمیر کرتا ہے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اس کی مشقت کو برداشت کرتا ہے اور جو گرد وغبار کے باعث اس کام سے جی چراتا ہے وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ آنحضرتؐ نے جس وقت مسجد تعمیر فرمائی ہے تو آپؐ کے ساتھ ہی صحابہؓ نے بھی اپنے مکانات مسجد سے ملحق بنا لئے تھے۔ اور ان مکانات کے دروازے مسجد میں کھول دیئے تھے تاکہ مسجد کی آمد ورفت میں آسانی ہو۔ اس آمد ورفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ ہر حالت میں مسجد میں آنے جانے لگے۔ جس سے مسجد نبوی کی حرمت اور تقدیس میں فرق آنے لگا۔ اس پر خداوند تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ ان تمام صحابہ کے مکانوں کے دروازے سوائے دروازہ ابو تراب کے بند کرا دو۔ صرف حضرت علیؑ کے دروازہ کو مسجد میں کھلے رہنے کی اجازت منجانب خدا ملی۔ تمام صحابہ کے مکانوں کے دروازے جو مسجد میں کھلے تھے بند کرا دئے گئے۔ اس پر اصحاب رسولؐ نے اعتراض کیا۔ جب آنحضرتؐ کو ان لوگوں کی یہ شکایت معلوم ہوئی تو آپؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور اعلان فرمایا کہ نہ میں نے صحابہ کے دروازے بند کرائے ہیں اور نہ علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا ہے یہ جو کچھ ہوا ہے خداوند تعالےٰ کے حکم سے ہوا ہے۔ اس واقعہ کے

اثبات کے لئے کتب ذیل سے عبارت نقل کرتے ہیں۔ اصل عبارت اور اسمائے راویان ارجح المطالب باب چہارم صفحہ ۴۱۵ میں ملاحظہ فرمائیں ترجمہ حسب ذیل ہے کہ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ چند اصحاب رسولؐ کے دروازے مسجد کے اندر کھلتے تھے اور وہیں سے آمد و رفت جاری تھی۔ ایک دن جناب رسول خداؐ نے حکم دیا کہ یہ تمام دروازے سوائے دروازہ علیؑ کے بند کر دو۔ اس پر لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ جب آنحضرتؐ کو معلوم ہوا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا کہ تحقیق مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم سب کے دروازے سوائے علیؑ کے دروازہ کے بند کر دو۔ لیکن اس پر تم اعتراض کرتے ہو بخدا میں نے نہ کوئی دروازہ خود بند کیا ہے اور نہ در علیؑ خود کھلا رکھا ہے بلکہ جو حکم خداوند تعالےٰ نے دیا ہے اس کی تعمیل کی ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ صحیح الاسناد حدیث ہے۔ ابن عساکر نے ابورافع سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک دن جناب رسول خداؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ بالتحقیق خداوند تعالےٰ نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو حکم دیا کہ وہ دونوں اپنی قوم کے لئے مکانات تیار کریں اور ان دونوں کو حکم دیا کہ مسجد میں کوئی جُنب نہ ہو۔ اور نہ عورتوں سے مباشرت کریں سوائے ہارونؑ اور اس کی ذریت کے اسی طرح کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ میری مسجد میں عورتوں سے مباشرت کرے اور اس میں جُنب رہے سوائے علی ابن ابی طالبؑ اور اس کی ذریت کے۔ چند کتب کے حوالہ جات حسب ذیل ہیں:

امام احمد بن حنبل مسند جز الاول صفحہ ۱۷۵، ۳۳۰ الجز الثانی ص۲۶ ۔ الجز الرابع ص۳۶۹ محب الدین طبری ریاض النضرہ الجز الثانی باب الرابع فصل السادس صفحہ ۱۹، ۱۹۳، ۴۰) ابن حجر مکی صواعق المحرقہ باب التاسع فصل الثانی حدیث عشر ص۷۳ حدیث الثالث والعشرون ص۷۴ فصل الثالث ص۷۶ اور تمام کتب معتبرہ وغیرہ۔

اس واقعہ سے حضرت علیؑ کی مشابہت جناب ہارونؑ سے ثابت ہوئی اس دفعہ سے اہل بیت نبوی کی طہارت کاملہ بھی ثابت ہوتی ہے حیرت کا مقام ہے کہ پھر بھی بعض علماء حضرت علیؑ اور ان کی ذریت طیبہ کو اپنا جیسا تصور کرتے ہیں۔

جنابِ فاطمہؑ کا نکاح

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب جناب سیدۂ کونین بنت رسول الثقلین فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا سن مبارک آٹھ نو سال کا ہوا تو قریش کے کئی افراد کو خیال پیدا ہوا کہ شرف دامادی رسولِ خداؐ حاصل کرنے کے لئے خواستگاری کریں۔ ان لوگوں کو یہ بھی خیال تھا کہ جناب فاطمہ بنت رسول اللہ شرف و عظمت۔ طہارت و عصمت۔ عفت و کرامت میں دو جہاں میں آپ اپنی نظیر ہیں اگر معصومہ کا کوئی کفو قرار پا سکتا ہے تو خانوادہ بنی ہاشم میں تاجدار ولایت حضرت

امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ذات اقدس سب ایسا نہ ہو کہ یہ شرف آنجنابؑ کو ملے۔ بنا بریں بعض افراد قریش نے کئی مرتبہ
آنحضرتؐ سے جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا خطبہ کیا۔ کتب فریقین سے ثابت ہے کہ آپ کے اصحاب میں پدر بزرگوار
جناب عائشہؓ اور والد جناب حفصہؓ نے بھی خواستگاری کی مگر جناب رسالت مآبؐ نے یہ فرما کر خاموش کر دیا کہ سیدہ فاطمہ
کے عقد کی منظوری خدا کے اختیار میں ہے۔ علاوہ ازیں یہ فرمایا کہ انہا صغیرۃ کہ یہ چھوٹی ہے یعنی تمہارے جوڑ کی نہیں ہے۔
یہیں سے یہ امر بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جب ۲ھ یا ہجری کے پہلے سال میں جناب سیدہؑ ان کے جوڑ کی نہ تھیں تو آپ کی
وہ بیٹی کہ جن کا نام نامی ام کلثومؑ ہے جو ۹ھ میں پیدا ہوئیں، اور تقریباً آٹھ نو سال کے سن کو پہنچیں تو یہ کیونکر جناب
عمرؓ کے جوڑ کی ہو سکتی تھیں۔ بنا بریں اس قسم کے عقد کے قصے ارباب عقل و دانش کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہیں۔

جناب سیدۂ عالم کی خواستگاری کے سلسلہ میں عبدالرحمن نے تو اپنی دنیاوی وجاہت اور دولت و ثروت بھی نمایاں کی لیکن
جناب سرور کائنات کہ جو باعث تخلیق کائنات۔ مالک ارض و سما ہیں یہ چیزیں کب اثر انداز ہو سکتی تھیں۔ آپ نے دست مبارک
بڑھایا اور کچھ سنگریزے اٹھا کر دامن میں ڈالے وہ موتی و مرجان بن گئے۔ (بحارالانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۲) اور اس طرح آپ نے عبدالرحمن
کا سوال رد کر دیا۔ غرضیکہ ان سب کے بعد کسی نے کہا یا علیؑ آپ کو مبارک باد و مرحبا اور منظوری درخواست میں سے ہر بات فخر کے
لئے کافی ہے لیکن بروایتے مناقب یہ رشتہ اس طرح قرار پایا کہ آنحضرتؐ جلوہ افروز تھے کہ حضرت علیؑ آگئے آنحضرتؐ نے سوال کیا علی
کیسے آئے فقال اجبت اسلم علیک عرض کیا سلام کرنے آیا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ھذا جبرئیل یخبرنی
ان اللہ تعالیٰ زوجک فاطمۃ۔ یہ جبرئیل کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے تم سے فاطمہ کا عقد کیا یا ۲ھ یکم ذی الحجہ یا بروایتے
۶ ذی الحجہ بحکم خدا سرزمین مدینہ پر جناب رسالت مآبؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کا عقد علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کر دیا
خود آنحضرتؐ نے صیغہ جاری فرمایا اور امیرالمومنینؑ نے قبولیت کا صیغہ ادا کیا اور مہر ایک سو ساٹھ روپے مقرر ہوا۔ اس عقد
کی رسم آسمان چہارم پر پہلے ہی ادا ہو چکی تھی۔ خود اللہ جل شانہ نے اپنی کنیز خاص سیدہ فاطمہ کا عقد جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب
سے پڑھا۔ قبول کنندہ بطور وکیل تاکید امین وحی تھے۔ خطبہ پڑھنے والا راحیل فرشتہ تھا کہ جس سے بلیغ تر اور خوش گو کوئی فرشتہ
نہیں ہے خطبہ پڑھا اور کہا کہ خداوند عالم نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ زہرا کا عقد اپنے عبد خاص علی ابن
ابی طالب سے کر دیا۔ حاملان عرش اور چالیس ہزار فرشتے گواہ ہوئے (بحارالانوار جلد ۱۰ صفحہ ۳۴، ۳۵)

جناب سیدہ کا مہر دنیا کا خمس، جنت کا ثلث اور زمین کے چار دریا (دریائے فرات، دریائے نیل، دریائے نہروان و بلخ) قرار
پائے رسول پاکؐ نے فرمایا ہے کہ آسمان میں قدرت کی طرف سے زمین کا خمس فاطمہؑ کا مہر مقرر ہوا ہے لہذا جو شخص جناب سیدہؑ اور
ان کی اولاد طاہرہ سے بغض رکھتے ہوئے چلے گا تا روز قیامت اس کے لئے زمین پر چلنا حرام ہے (بحارالانوار صفحہ ۳۵) غرضیکہ جب سیدہؑ
عالم کا عقد جناب امیر علیہ السلام سے ہو چکا تو رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ اے اصحاب تم گواہ رہنا جناب امیر علیہ السلام نے ایام شادی
میں اس طرح انتظام فرمایا کہ زرہ فروخت کی۔ اور جس قدر قیمت تھی وہ خدمت آنحضرتؐ میں لائے۔ آنحضرتؐ نے ایک مٹھی بھر کر
حضرت بلالؓ کو دی اور فرمایا اے بلالؓ اس کی خوشبو خرید لاؤ۔ پھر دونوں ہاتھوں سے درہم اٹھا کر کسی دوسرے صحابی کو دئے

اور فرمایا بازار سے جہیز کی چیزیں لے آؤ چنانچہ بعض اصحاب گئے اور ایک قمیص سات درہم پر، ایک ڈوپٹہ چار درہم پر، ایک سیاہ خیبری قطیفہ یعنی چادر ایک پلنگ۔ چنانچہ نے جو کھجور اور اون سے بنے ہوئے تھے۔ چار عدد تکیے چمڑے کے جن میں گیاہ آذخر بھری ہوئی تھی ایک اونی پردہ۔ ایک بوریا ایک عدد چکی۔ ایک طشت مسی، ایک چوبی پیالہ، ایک مشکیزہ، ایک روغنی استادہ، ایک سبز گھڑا اور چند کوزے۔ یہ تھا شہزادی کونین کا جہیز جو اہل دنیا کے لئے باعث عبرت ہے۔

عقد کے چند دنوں بعد حضرت ام المومنین ام سلمہؓ نے آنحضرتؐ سے اس امر کے متعلق درخواست پیش کی کہ سیدۂ فاطمہؑ کی رخصتی کا انتظام کیا جائے اگر آپ فرمائیں تو میں اس امر کو انجام دوں۔ اجازت ملی۔ اصحابؓ (مہاجرین و انصار) نے تحائف پیش کئے دعوت کا انتظام کیا گیا۔ حضرت علیؑ نے بھی ولیمہ کا انتظام کیا۔ کچھ گائے اور گوسفند ذبح کئے گئے۔ طعام تیار ہوا۔ منادی کر دی گئی۔ لوگ دعوت میں آنا شروع ہوئے تقریباً چار ہزار سے زائد مردوں نے طعام میں شرکت کی۔ عورتوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دو دن تک دعوت رہی۔ تیسرے دن ابو ایوب انصاری کی طرف سے دعوت کا انتظام ہوا۔ اسی طرح لوگ آتے رہے اور کھانا کھاتے رہے پھر رخصتی کے موقعہ پر سب لوگ شریک ہوئے اور بنو عبد المطلب۔ انصار و مہاجرین کی لڑکیاں اشعار پڑھتی ہوئی سیدۂ عالمین کی سواری کے ساتھ چلیں۔ جناب ام سلمہؓ، جناب عائشہؓ، جناب حفصہؓ خوشیاں کرتی جاتی تھیں۔ ناقۂ سیدۂ عالم کی مہار جناب سلمان محمدیؓ کے دست مبارک میں تھی۔ آنحضرتؐ بانفس نفیس۔ حمزہؓ، عقیلؓ اور جعفرؓ دوسرے اقرباء و اعزا اور برہنہ تلواریں لئے ہوئے پیچھے پیچھے تھے تکبیروں کی آوازوں سے مدینہ گونج رہا تھا۔ اس شان سے سیدۂ عالم کی سواری علی ابن ابی طالبؑ کے گھر پہنچی کائنات میں نہ ایسا دولہا ہوگا نہ ایسی دلہن ہوگی اور نہ ایسے باراتی ہوں گے۔ کچھ دنوں بعد آنحضرتؐ نے اپنے داماد سے پوچھا یا علیؑ کیسی زوجہ ملی۔ فرمایا بہترین پھر بیٹی سے دریافت کیا کیسا شوہر ملا عرض کیا بہترین شوہر..... چند امور جو عقد مذکورہ سے اخذ ہوتے ہیں قابل عمل ہیں درج ذیل ہیں:

(۱) لڑکی کے باپ کا لڑکے سے کھل کر بات کرنا۔ (۲) لڑکی سے ہونے والے شوہر کی پسندیدگی معلوم کرنا۔ (۳) مہر کا معمولی ہونا۔ (۴) ولیمہ کرنا۔ (۵) عورتوں اور مردوں کا رخصتی کے جلوس میں شریک رہنا۔ (۶) جہیز میں سادگی کا ہونا۔

جنگِ بدر

جنہوں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اگر ابوسفیان اور ان کا خاندان نہ ہوتا تو جنگ ہائے بدر واحد وخندق حتیٰ کہ جنگ خیبر بھی واقع نہ ہوتی اور نہایت اغلب ہے کہ آنحضرتؐ کو مکہ سے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی در پیش نہ ہوتی اور اسلام بآسانی مکہ و مدینہ بلکہ اطراف عرب میں پھیل جاتا یہ بھی ظاہر ہے کہ اسلام کی قسمت کا فیصلہ پانچ بڑی لڑائیوں نے کیا ہے جو سب آنحضرتؐ کے زمانہ میں واقع ہوئیں اگر خدا نخواستہ ان کا نتیجہ مغلوبیت کی صورت میں ظاہر ہوتا تو صفحہ دنیا میں اسلام کا نام نہ رہتا اور پھر تاریخ اسلام دوسری طرح لکھی جاتی۔ لیکن آنحضرتؐ کے زمانہ کے تمام غزوات وجہاد میں کفار ومشرکین کی کوششوں کو خاک میں ملانے اور فتح وکامرانی کا سہرا حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے سر ہے ان پانچ بڑی لڑائیوں میں جنگ بدر سرفہرست ہے جو درج ذیل ہے:

جنگ بدر ۱۹ رمضان ۲ھ مطابق ۱۷ مارچ ۶۲۴ء کو بدر کے مقام پر واقع ہوئی۔ بدر مدینہ منورہ سے تقریباً ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا۔ مدینہ میں خبر پہنچی کہ کفار قریش بڑی تیاری کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام کا نام تک مٹ جائے اور یہ بھی سننے میں آیا کہ ابوسفیان تیس سواروں کے ہمراہ ہزار آدمیوں کے قافلہ میں شام سے اسباب تجارت لا رہا ہے صرف تجارتی مال ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ سامان حرب بھی ہے جب آنحضرتؐ کو یہ خبر ملی تو حکم دیا کہ مسلمان بھی مدینہ سے باہر نکلیں۔ چنانچہ حضرت رسول خدا ۳۱۳ مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور مقام بدر پر فروکش ہوئے۔ ادھر کفار قریش ۹۵۰ جنگجو آدمیوں کے ساتھ مکہ سے چلے اس خیال سے کہ راستہ میں ابوسفیان سے مل جائیں گے۔ اور اس طرح مسلمان دونوں طرف سے دشمنوں سے گھر جائیں گے۔ لیکن ابوسفیان قافلہ کے ہمراہ ایک غیر معروف راستہ سے مکہ کو روانہ ہو گیا۔ اور کفار قریش کا لشکر جو جملہ ہتھیاروں سے مسلح تھا۔ لشکر اسلام کے مقابل آ گیا۔ بڑی ہوئی اس لڑائی کے فتح کرنے والے خاص حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ تھے اور علم لشکر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں تھا۔ یہ پہلی ایسی جنگ تھی کہ پرچم علم پر گرد شکست نہ پڑ سکی۔ اور جنگ خیبر ایک ایسی جنگ تھی کہ حضرت علیؑ نے پرچم علم سے گرد شکست کو دور کیا۔ جنگ بدر میں کفار کے ستر۷۰ آدمی جو نامور بہادر تھے حضرت علیؑ کی شمشیر سے مارے گئے ان مقتولین میں امیر معاویہ کے پانچ نہایت نزدیکی رشتہ دار بھی تھے۔ مولوی عبیداللہ امرتسری اپنی کتاب ارجح المطالب صفحہ ۱۴۱ باب سوم میں لکھتے ہیں حضرت علیؑ ایک کے بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے نصف کو قتل کیا۔ اور کل مقتولین ستر تھے۔ نصف اور مسلمانوں نے قتل کئے۔ اس جنگ میں کچھ کفار قید بھی ہوئے جن سے نضر حارث اور عقبہ بن ابی معیط قتل کر دئے گئے اور باقی لوگوں کو زر فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ جنگ بدر میں حضرت علیؑ کی عمر مبارک تقریباً پچیس سال کی تھی کہ عمدہ در لشکر

اسلام قرار پائے اور جنگ بدر فتح کی۔ اس موقعہ پر جناب رسول خدا صلعم عریش میں جلوہ افروز تھے ان کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ تھے۔ ان کے سوا کوئی اور شخص عریش میں نہ تھا۔ آنحضرتؐ دعا کرنے میں مشغول ہوئے اور وہ نصرت و امداد قاضی الحاجات سے طلب کر رہے تھے کہ جس کا وعدہ خداوند تعالےٰ نے کیا ہوا تھا۔ سعد بن معاذ اپنی تلوار کھینچے ہوئے ایک جماعت انصار کے ہمراہ دروازہ عریش پر کھڑے ہوئے جناب رسول خدا کی حفاظت دشمنوں کے حملہ سے کر رہے تھے۔ (حسین دیار بکری تاریخ الخمیس الجز الاول صفحہ ۴۲۶، ۴۲۹) (ابن الاثیر تاریخ الکامل الجز الثانی صفحہ ۴۷) یہاں تک کہ جنگ حضرت علیؑ و حمزہؓ کے ہاتھوں فتح ہوئی حضرت ابو بکرؓ آنحضرتؐ کے ساتھ عریش میں محفوظ بیٹھے رہے۔ جناب ثانی کا کہیں نام نہیں آتا۔ اور حضرت عثمانؓ شروع ہی سے جنگ بدر میں شریک نہ تھے حوالہ کے لئے علی المتقی (کنز العمال الجز ہی مسند ۲ حدیث ۸۲ ۵۴ ملاحظہ ہو علاوہ اس کے حسین دیار بکری تاریخ الخمیس الجز الاول صفحہ ۴۱۸ بھی ملاحظہ ہو۔

جنگِ احد

غزوۂ بدر میں قریش کے بہت سے قبیلوں کے آدمیوں اور سرداروں کو حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا چنانچہ مقتولین کے انتقام کا جذبہ مکہ کے ہر پیر و جوان میں پیدا ہو گیا تھا۔ دوسری طرف مسلمانوں کی فتح سے یہود الی مدینہ کے سینہ میں آتش مخالفتِ اسلام بھڑک اٹھی تھی ان میں سے ایک شاعر کعب بن اشرف مکہ آیا اور کشتگان بدر کے حالات قلم نظم کر کے کفار قریش کو اسلام کے خلاف ابھارا۔ کعب کی ان پُر درد نظموں نے قریش کے زن و مرد پر گہرا اثر کیا چنانچہ تین ہزار جوانان کفار کی جرار فوج تیار ہو گئی۔ ابو سفیان ان کا سردار تھا۔ اور اس کی زوجہ ہندہ جس کا باپ عتبہ اور بھائی ولید جنگِ بدر میں مارے گئے تھے انتقام کے جوش میں زنان قریش کے پندرہ کجاوے تیار کر کے لشکر کے ساتھ ہو گئی یہ پہلی عورت تھی کہ جس نے لشکر اسلام کے خلاف محاذ جنگ میں قدم رکھا۔ کفار قریش نے اپنے بڑے بت ہبل کو ایک اونٹ پر رکھ لیا تاکہ آتش کفر حرارت دینی کے ساتھ بر سر پیکار ہو کر کفار کے حوصلے پست نہ ہونے دے۔ آنحضرتؐ کو بھی اس کی خبر ہو گئی۔ آنحضرتؐ نے بھی ۱۰ شوال ۳ھ مطابق ۶۲۵ء بعد نماز جمعہ شہر مدینہ سے کوچ کیا۔ تھوڑی دور نکلے تھے کہ عبداللہ ابن ابی منافق نے عین راہ میں دغا دی اور اپنے تین سو رفیقوں کو لے کر مسلمانوں سے الگ ہو گیا۔ اور مدینہ میں واپس آ گیا۔ آنحضرتؐ کے ساتھ سات سو جانباز مہاجرین و انصار رہ گئے جنہوں نے تین ہزار کفار کے مقابلہ میں کوہ احد کی وادی میں شب کے وقت ڈیرے ڈال دیئے۔ کوہ احد مدینہ سے تقریباً ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دوسرے دن نماز فجر کے بعد آنحضرتؐ نے اپنی اس چھوٹی سی فوج کو ترتیب دیا۔ کوہ احد پشت پر تھی۔ اور جبل عینین بائیں جانب تھی چونکہ جبل عینین میں ایک درہ تھا جدھر سے کفار کے حملہ کا امکان ہو سکتا تھا۔ آنحضرتؐ نے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ درہ کی حفاظت پر مقرر کیا اور یہ تاکید کر دی کہ کسی حالت میں درہ کو نہ چھوڑیں۔ جنگ شروع ہوئی مسلمانوں کو فتح ہوئی اور انہوں نے کفار کو لوٹنا شروع کر دیا۔ ان تیر اندازوں نے بھی لوٹ میں شامل ہونے کی غرض سے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ کافروں کا پہلوان خالد بن ولید نے موقعہ پا کر درہ میں سے مسلمانوں پر حملہ شروع کر دیا۔ تھوڑی سی دیر میں فتح شکست میں بدل گئی مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ حضرت امیر حمزہؓ شہید ہو گئے۔ تمام مسلمان سوائے دو چار اصحاب کے آنحضرتؐ کو میدان

میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ایک شخص نے گوپھن میں پتھر رکھ کر آنحضرتؐ کی طرف پھینکا جس سے آنحضرتؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ غرض تند ہواؤں نے مسلموں کے قدم اکھیڑ دیئے۔ صرف حامی اسلام ابراہیمؑ، وصی و خلیفۂ رسول خدا امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ صبر و سکون کے ساتھ شیرانہ حملے کرتے رہے۔ علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں جب مسلمانوں نے فرار کیا تو علیؑ نے مشرکین کے علمبرداروں پر حملہ کرکے ان کو قتل کر دیا پھر جناب رسول خداؐ نے مشرکین کی ایک جماعت دیکھی تو فرمایا اے علیؑ! ان پر حملہ کرو چنانچہ علیؑ نے ان پر حملہ کر دیا انہیں متفرق کر دیا اور قتل کر دیا۔ پھر آنحضرتؐ نے مشرکین کی ایک دوسری جماعت دیکھی پھر علیؑ سے کہا کہ ان پر حملہ کرو علیؑ نے ان پر بھی حملہ کیا اور متفرق و قتل کر دیا۔ اس وقت جبرئیل امین نے رسول خدا سے کہا کہ یہ ہے علیؑ کی محبت و غمخواری۔ رسول خداؐ نے فرمایا کیوں نہ ہو علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ جبرئیل نے کہا کہ میں تم دونوں سے ہوں۔ اس وقت ہاتف غیبی کی آواز آئی لاسیف الا ذوالفقار لافتی الا علیؑ۔ تاریخ طبری میں بھی یہ واقعہ بعینہ درج ہے۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ جب مسلمان آنحضرتؐ کو چھوڑ کر چلے گئے اور راہ فرار اختیار کی تو صرف حضرت علیؑ ہی آنحضرتؐ کی یاوری و مدد کے لئے رہ گئے تھے اور جیسا کہ ذکر کیا گیا کفار و مشرکین کو قتل کر رہے تھے۔ جناب پیغمبر اسلامؐ نے بار بار علیؑ سے مدد و نصرت طلب کی۔ حالانکہ جنگ بدر میں جبکہ آنحضرتؐ رونق افروز عریش تھے خدا سے مناجات و دعا میں مشغول رہے۔ لیکن جنگ اُحد میں جبکہ آپ گڑھے میں گر پڑے اور کفار و مشرکین کی جماعت پے در پے حملہ آور تھی آپؐ نے حضرت علیؑ کو مدد کے لئے پکارا چنانچہ نزول ناد علی کے متعلق شاہ عبدالحق صاحب رحمہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں تحریر فرمایا ہے: در روز احد از گروہ مخالف چنان پیدا شد بدو واقع شد کہ مسلمانان بہزیمت آوردند حضرت رسولؐ را تنہا گذاشتند حضرت در غضب آمد و عرق از پیشانی مبارکش متقاطر گشت در آں حالت نظر کرد علی ابن ابی طالب را کہ بر پہلوے مبارکش ایستادہ است فرمود چرا بہ برادران خود ملحق نہ گشتی یعنی فرار نہ کردی۔ علی گفت اکفر بعد الایمان لی بک اسوۃ۔ یعنی آیا کافر شوم بعد از ایمان بہ تحقیق مرا با تو اقتدا است۔ بایاران مغرور چہ سروکار باشد دریں اثنا جمعی از کفار متوجہ آنحضرتؐ شدند آنحضرتؐ فرمود اے علیؑ مرا ازیں جمیع نگاہ دار و حق خدمت بجا آر کہ وقت نصرت است پس علی متوجہ آں قوم شد و چوں آں قلع و قمع نمود کہ جمعے کثیر بہ دوزخ رفتند باقی ماندگان متفرق گشتند و می گویند کہ دراں روز شانزدہ زخم بر تن مبارک جناب امیر علیہ السلام رسیدند۔ ازاں جملہ چہار بسیار کاری بودند کہ بوقت رسیدن ہر زخم جناب امیر از فرس بر زمین آمدند و ہر چہار بار جبرئیل علیہ السلام وے را برداشت و سوار میکرد و میگفت کہ اے علیؑ جنگ کن کہ خدا و رسولؐ از تو خوشنود ہستند چوں ایں حال جانفشانی علی مرتضیٰ جبرئیل امین بحضور ختم المرسلین رسانید آنحضرتؐ فرمود کہ علیؑ چرا جانفشانی نہ نماید کہ وے از من است و من از وے۔ جبرئیل گفت من از شما و علیؑ ہر دو ہستم و منقول است کہ در ہمیں جنگ رضوان بہ منقبت علی مرتضیٰ میخواند لاسیف الا ذوالفقار لافتی الا علیؑ۔ مزید تقویت یقین نادِ علیاً مظہر العجائب ہم دریں معرکہ واقع شدہ باشد (مدارج النبوۃ نولکشوری جلد دوم صفحہ ۱۶۲)

مندرجہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنی حفاظت و نصرت و یاوری کے لئے بار بار جنگ احد میں طلب فرمایا ہے اور جناب امیرالمومنینؑ نصرت و مددگاری رسولؐ فرماتے رہے ہیں اور آپ کی اس

نصرت و یاوری پر جناب جبرئیل امین اور رضوان ملک گواہ ہیں جناب جبرئیل امین کا یہ فرمانا وانا منکما یعنی من از شما و علیؑ کہ میں تم دونوں سے ہوں۔ آنحضرتؐ اور علی مرتضیٰؑ کے ملکوتی بشر ہونے پر دلالت کرتا ہے تاوقتیکہ مماثلت نہ ہو یہ جملہ کہ میں تم دونوں سے ہوں۔ حضرت جبرئیل امین نہ جہاد کر رہے تھے اور نہ آنحضرتؐ بذاتہ تلوار چلا رہے تھے بنا بریں یہ جملہ جہاد کی عظمت کے اظہار کے لئے نہیں ہے بلکہ وحدت نوع کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ نبیؐ و علیؑ کی نوع عام انسانوں سے علیحدہ ہے اور اس کے سمجھنے کے لئے نگاہ ملک درکار ہے۔ علاوہ ازیں اسی معرکہ میں نزول ناد علیؑ بھی ثابت ہے اور وہ بھی بہ صیغۂ امر ثابت ہے لفظ ناد امر کا صیغہ ہے بنا بریں آنحضرتؐ کا امیر المومنینؑ سے نصرت طلب کرنا بحکم خدا ہے اور اسی ناد علیاً میں عوناً لک فی النوائب قابل غور ہے کیوں کہ یہ صفت علی ابن ابی طالبؑ کی ہے کہ ان کو ہر سختی میں مددگار ثابت پاؤ گے پس ہمارے واسطے حکم خداوندی پر عمل اور اسوۂ رسول کی تاسی کافی ہے کہ ہم مشکلات میں یا علیؑ ادرکنی کہہ کر آنجناب سے مدد طلب کریں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ناد علیاً صرف جنگ اُحد تک محدود ہے۔ حالاں کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ذکر کیا گیا ہے علی مرتضیٰؑ کی صفت یہ ہے کہ وہ سختی میں مدد فرمائیں کیونکہ آنجناب مظہر العجائب ہیں پس چونکہ یہ صفات دامن علیؑ میں موجود ہیں علیؑ مدد کر سکتے ہیں لہٰذا ہر وقت علیؑ کو مدد کے لئے پکارا جا سکتا ہے۔ دوسرے ناد علیاً پر یہ منحصر ہے۔ تمام آیات قرآنی اپنے اپنے شان نزول کے اعتبار سے کسی خاص وقت کسی خاص جگہ اور کسی خاص واقعہ سے متعلق ہوتی ہیں مگر حکم کے اعتبار سے آیات قیامت تک کے لئے جاری ہیں۔ اسی طرح ناد علیاً ہر وقت کے لئے ہے۔

صاحب بخاری نے باب غزوۂ اُحد میں لکھا ہے کہ اذا سئل من عبد اللہ بن عمرؓ اتعلم ان عثمان بن عفان فر یوم احد قال نعم یعنی عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کیا یوم احد عثمان بن عفان بھی فرار کر گئے تھے فرمایا کہ ہاں۔ تاریخ طبری۔ علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں اس کے مؤید ہیں (تاریخ الامم والملوک الجزء الثالث ص۲۱ تاریخ کامل صفحہ جزو ثانی) زید ابن وہب نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے پوچھا کہ میں نے اس طرح سنا ہے کہ روز اُحد سوائے علی مرتضیٰؑ و ابو دجانہ و سہیل بن حنیف کے اور کوئی شخص خدمت آنحضرتؐ میں باقی نہیں رہا۔ وہ سب بھاگ گئے تھے۔ کیا یہ خبر صحیح ہے عبد اللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا کہ شروع میں جب سپاہ اسلام بھاگی تو سوائے حضرت علیؑ کوئی شخص جناب رسول خدا کے پاس نہیں رہ گیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد عاصم بن ثابت، ابو دجانہ و سہیل بن حنیف و طلحہ بن عبید اللہ آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے پھر پوچھا کہ حضرات شیخین کرام کہاں تھے عبد اللہ ابن مسعودؓ نے جواب دیا کہ وہ بھی میدان چھوڑ کر چلے گئے تھے جناب علی مرتضیٰؑ کی بدولت یہ جنگ بھی فتح ہوئی۔

علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت بعد ختم جنگ اُحد مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ بنا ہوا تھا اس کا ذکر ابن سعد نے بھی اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں کیا ہے کہ جب جناب رسول خدا نے مدینہ پہنچ کر زنان بنی عبد الاشہل کو روتا سنا جو اپنے مقتولین پر رو رہی تھیں تو فرمایا کہ افسوس حمزہؓ کا رونے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ سن کر سعد بن معاذ زنان بنی عبد الاشہل کے پاس گئے اور ان کو در دولت نبوی پر لائے انہوں نے وہاں پہ حضرت حمزہؓ پہ نوحہ و بکا

گیا۔ آواز شیون و شین سن کر جناب رسولخداؐ نے ان عورتوں کے لئے دعا خیر کی بلکہ ان کی اولاد در اولاد کے لئے دعا خیر کی۔ آنحضرتؐ کا یہ عمل ہے کہ شہید راہ خدا پر رونے والوں کو دعا خیر دی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہید راہ خدا پر رونا عبادت ہے۔

جنگ خندق

غزوۂ احزاب (جنگ خندق) شوال ۵ھ مطابق ۶۲۷ء کو سرزمین مدینہ پر واقع ہوئی۔ اسے غزوۂ اس لئے کہتے ہیں کہ مشرکین و کفار مکہ نے یہود مدینہ سے مل کر یہ جنگ لڑی اور مختلف قبیلوں اور گروہ پر لشکر کفار مشتمل تھا۔ جنگ خندق اس لئے کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اس خیال سے کہ کہیں حملہ آور شب خون نہ ماریں اپنے معتمد صحابی خوش سیرت سلمان فارسی کے مشورہ سے لشکر اسلام کے ارد گرد خندق تیار کرائی تھی تاکہ مقابلہ بآسانی ہو سکے۔ جنگ احزاب کا نقشہ قرآن میں بڑی تفصیل کے ساتھ کھینچا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جنگ کا خوف مسلمانوں پر غالب تھا اور مسلمانوں کا لشکر بہت بڑی مصیبت میں مبتلا تھا۔ اتنا خوف طاری تھا کہ کلیجے منہ کو آتے تھے بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی خدا کو بھول گئے تھے۔ ایمان متزلزل ہو گئے تھے لیکن کچھ ایسے بھی تھے کہ جب ان مومنین نے دشمنوں کے گروہ کو دیکھا تو بول اٹھے یہ تو وہی موقعہ ہے جو خدا اور رسولؐ نے ہمیں پہلے سے بتا رکھا تھا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا تھا۔ اس موقعہ کے پیش آنے سے ان لوگوں کا ایمان اور جذبۂ اطاعت اور زیادہ ہو گیا ان ہی لوگوں میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے جان نثاری کا وعدہ کیا تھا۔ اس میں سچے اترے۔ بعض تو ان میں سے ایسے تھے کہ جو اپنی منت پوری کر گئے یعنی شہید ہو گئے۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو شہادت کے منتظر ہیں۔ اور انہوں نے اپنے ارادہ میں کوئی ردوبدل نہیں کیا۔

یہ تصویر کشی ہے جنگ احزاب سے پہلے پہلے جہادوں کی اور خود جنگ احزاب کی۔ کیونکہ جو منت پوری کر گئے اس سے عبیدہ بن الحارث برادر چچازاد علی مرتضیٰ اور عم علی مرتضیٰ جناب حمزہؓ ہیں اور جو شہادت کے منتظر ہیں وہ خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ آخر کار محاصرہ نے طول کھینچا اور ایک فیصلہ کن جنگ لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور لشکر کفار سے عمر بن عبدود عامری مقابلہ کے لئے نکلا اور خندق پار کر کے لشکر اسلام کے بالمقابل مبارز طلبی کرنے لگا۔ ادھر اس نے تین مرتبہ مبارز طلبی کی اور ادھر آنحضرتؐ نے تینوں مرتبہ اپنے اصحاب کو اس کے مقابلہ کے لئے پکارا۔ مگر سکوت میں گم آواز صدائے بازگشت بنی ہوئی تھی۔ آخر کار ہر سہ مرتبہ جناب علی مرتضیٰ نے آواز رسولخداؐ پر لبیک کہی اور اذن جہاد طلب کیا۔ آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضیٰ کو اپنی زرہ پہنائی۔ تلوار کمر میں حمائل کی اپنا عمامہ اپنے ہاتھوں سے علیؑ کے سر پر باندھا پیچ عمامہ کے لٹکا دئے دولہا سا بنا دیا۔ کیونکہ فتح کا سہرا علیؑ کے سر تھا۔ دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ خدایا تو نے جنگ بدر میں عبیدہ کو جنگ احد میں حمزہؓ کو اپنی بارگاہ میں شرف حضوری بخشا اب میرے پاس صرف علیؑ رہ گئے ہیں ایسا نہ ہو کہ علیؑ بھی آج جام شہادت سے سرفراز ہوں پس تو مجھ کو بغیر وارث کے نہ کر تو ہی سب کا وارث ہے۔ دعا کے بعد حضرت علیؑ کو پیادہ پا میدان جہاد میں روانہ کیا اور فرمایا مسلمانوں پہچانتے ہو کون جا رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بزم رسولؐ میں بیٹھنے والے علیؑ کو جانتے تھے پہچانتے نہ تھے۔ فرمایا برزل الایمان

کلہ الی الکفر کلہ۔ آج ایمان کُل۔ کفر کُل کے مقابلہ میں جا رہا ہے (حیوٰۃ الحیوان جلد ص ۲۲۸ وسیرت محمدیہ جلد ۲ ص ۱۰۲ اور شیخ سلیمان حنفی مفتی اعظم قسطنطنیہ ینابیع المودۃ الباب الثالث والعشرون ص ۹۵، ۹۶) جناب حیدر کرار میدان میں پہنچے تلواریں بلند ہوئیں۔ حضرت علیؑ نے عمرو بن عبد ود عامری کو واصل جہنم کیا۔ اور اس کے ساتھی گھوڑے سوار بھاگ کر خندق میں گر پڑے۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر ضرار بن الخطاب وہبیرہ ابن ابی وہب نے حضرت علیؑ پر حملہ کیا۔ آپ بھی ان کی طرف بڑھے ضرار تو حضرت علیؑ کے چہرہ کو دیکھتے ہی بھاگ گیا۔ جب لوگوں نے اس کے بھاگنے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت مجھے اپنی صورت دکھا رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وقت حملہ ملک الموت علیؑ کے ساتھ ساتھ تھے۔ ہبیرہ نے کچھ دیر مقابلہ کیا مگر جب وہ زخمی ہوا تو اپنی زرہ چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ غرضکہ جنگ فتح ہوئی اور حضرت علیؑ عمرو بن عبدود عامری کا سر قلم کر کے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اس کے سر کو نبی اکرمؐ کے قدموں میں ڈال دیا۔ آنحضرتؐ نے اس وقت فاتح جنگ احزاب کی مدح فرمائی ارشاد فرمایا: مبارزۃ علی العمرو بن عبدود یوم الخندق افضل من اعمال اُمتی الی یوم القیامۃ۔ یعنی علیؑ کی ضرب خندق کے روز عمرو بن عبدود عامری کے مقابلہ میں میری امت کے قیامت تک اعمال (عبادتی) سے افضل ہے ضرب ایک اور تمام امت کے اعمال اور وہ بھی قیامت تک کے اعمال سے افضل ہے یہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ علیؑ کے فضائل میں غلو نہیں ہے۔ ذرا غور طلب یہ امر ہے کہ ضرب۔ مبارزت۔ تو جنگ خندق میں تھی۔ اور اعمال اسی دن تک کے نہیں بلکہ قیامت تک امت رسولؐ جو اعمال عبادتی بجا لائے گی ان سب سے افضل ہے علیؑ کی ایک ضرب معلوم ہوا کہ واقعہ ایک دن کا ہے جو مخصوص بہ غزوۂ احزاب ہے۔ مگر حکم قیامت تک کے واسطے ہے اسی طرح نزول نادعلیؑ بھی اگرچہ روز احد سے متعلق ہے مگر قیامت تک علیؑ کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے۔ جنگ احزاب میں فتح کا سہرا علیؑ کے سر رہا۔ اور مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی اور جنگ احد میں مشکل کشائی کا سہرا علیؑ کے سر رہا اور قیامت تک مشکل کشا ہیں۔ سرکار علامہ کفایت حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے میری کتاب الموسوم بہ "مشکل کشائے عالم" کی تقریظ میں تحریر فرمایا ہے کہ مشکل کشا ہونا خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے جس پر محمدؐ و آل محمدؐ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہے۔ پس محمدؐ و آل محمدؐ مشکل کشائے خلق ہیں۔

جنگ خیبر

غزوۂ خیبر محرم ۷ھ مطابق مئی کو واقع ہوا۔ خیبر مدینہ سے شام کی طرف ۱۰۰ یا ۹۶ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر واقع ہے خیبر کا ماخذ عبرانی لفظ خیبر ہے جو محض قلعوں کے معنی میں آتا ہے۔ تمام مدینہ اور اطراف مدینہ کے یہودی مع اپنی دولت و ثروت و حرفت و تجارت کے یہاں آ کر جمع ہوتے گئے۔ تجارتی منڈی بن گئی اور رفتہ رفتہ ایک اچھا خاصا شہر بن گیا۔ اس میں کئی مضبوط و مستحکم قلعے تھے۔ یہودی قبائل اسلام کی بیخ کنی کی اسکیمیں تیار کر رہے تھے۔ جنگ احزاب بھی چونکہ یہودیوں کی سازش کا نتیجہ تھی۔ اس میں ناکامیابی نے ان لوگوں کی اسلام دشمنی کی آگ کو زیادہ بھڑکا دیا تھا۔ اس لڑائی میں بنو قریظہ نے آنحضرتؐ سے بدعہدی کی تھی۔ اور معاہدہ باہمی کی خلاف ورزی کر کے ابوسفیان اور یہودیوں سے مل کر ان کی مدد کی تھی۔ اس بدعہدی کی وجہ سے آنحضرتؐ نے بغرض سزا دہی ان کے

قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ انہوں نے اطاعت قبول نہ کی۔ بلکہ سعد بن معاذ کو اپنا ثالث مقرر کیا۔ ان کے اس ثالث نے تورات کے احکام کے مطابق فیصلہ صادر کیا۔ کہ یہودیان قریظہ کے جنگ جو مرد قتل کر دیئے جائیں۔ ان کے اہل و عیال اسیر ہوں اور مال و متاع غنیمت میں لے لیا جائے اس زمانہ میں جب کسی خاص امر کے لئے کوئی آیت قرآنی نہیں ہوتی تھی تو تورات کے مطابق حکم صادر کیا جاتا تھا چنانچہ سعد بن معاذ کا یہ فیصلہ تورات کے مطابق تھا۔ لیکن یہودیوں کا طرز عمل آنحضرتؐ کے ساتھ اچھا نہ تھا وہ ہر وقت اسلام اور بانی اسلام کی بیخ کنی میں مصروف رہتے تھے۔ اسلام کے سخت ترین دشمن تھے۔ ادھر قبیلہ غطفان کی آبادی خیبر کی آبادی سے ملی ہوئی تھی۔ اور یہ دونوں آپس میں حلیف تھے۔ ابو رافع سلام بن الحقیق نے ۶ھ میں تمام یہودیوں اور دیگر قبائل کو اسلام کے خلاف برانگیختہ کیا تب اس شر انگیزی کی خبر بہت بڑھ گئی تو عبداللہ بن عتیک نے اس کو قلعہ کے اندر ہی باجازت رسول خداؐ قتل کر دیا۔ اس کے بعد یہودیوں نے اسیر بن زرام کو اپنا سردار بنایا۔ اس نے تمام یہودیوں کو جمع کر کے آنحضرتؐ کے مقابلہ کی تجویزیں سوچنی شروع کیں۔ جب یہ خبریں آنحضرتؐ کو پہنچیں تب بھی آنحضرتؐ نے جنگ میں ابتدا کرنا پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ عبداللہ بن رواحہ کو ۳۰ آدمیوں کے ہمراہ خیبر کو روانہ کیا۔ تاکہ معاملہ صلح و آشتی سے طے ہو جائے ان لوگوں نے زرام کو پیغام بھیجا کہ جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ اگر تم حاضر ہو جاؤ تو خیبر کی حکومت تم کو دے دی جائے گی۔ چنانچہ یہ پیغام سن کر وہ تیس آدمی لیکر نکلا بایں احتیاط یہ طے پایا کہ اس قافلہ میں مدینہ تک دو دو شخص ہمرکاب چلیں جن میں ایک مسلمان اور ایک یہودی ہو۔ بمقام قرقرہ پہنچ کر اسیر بن زرام کے دل میں بدعہدی کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس نے عبداللہ کی تلوار چھیننی چاہی۔ انہوں نے مقابلہ کیا۔ آخرکار لڑائی ہوئی مسلمان فتحیاب ہوئے۔ یہودی مارے گئے۔ صرف ایک یہودی بچا اس واقعہ اور واقعہ ذی قرد کے رونما ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے خیبر پر چڑھائی کی وہاں یہودیوں کے چھ قلعے تھے ان سب میں بڑا اور مضبوط قلعہ قموص تھا۔ ابن ابی الحقیق کا خاندان جو مدینہ منورہ سے جلاوطن ہو کر خیبر آ گیا تھا اسی قلعہ قموص میں رہتا تھا۔ اس قلعہ کا سردار مرحب تھا۔ جس کو مؤرخ یعقوبی نے ہزار جوانوں کے برابر شمار کیا ہے۔ اس قلعہ کی حفاظت و استحکام کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے قلعے تو یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے لیکن قلعہ قموص کی مہم مسلمانوں سے سر نہ ہو سکی۔ بہت سے سربرآوردہ صحابہ یکے بعد دیگرے اس مہم پر گئے اور ناکام واپس آئے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ گئے اور ناکام واپس آئے، حضرت عمرؓ گئے ناکام واپس آئے۔ علامہ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ نطاۃ کے بعد اور قلعے باسانی فتح ہو گئے لیکن قلعہ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا۔ اس مہم پر آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو بھیجا لیکن شکست کھا کر واپس آئے۔ طبری میں روایت ہے کہ جب خیبری نکلے تو مسلمانوں کے قدم جم نہ سکے۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ فوج نے دلیری نہیں دکھائی۔ لیکن فوج نے ان کی نسبت یہی شکایت کی۔ (سیرۃ النبی تقطیع کلاں جلد اول صفحہ ۴۶۳ ملاحظہ ہو۔)

جب آنحضرتؐ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ قلعہ قموص کی مہم سر نہیں ہوئی۔ تو ارشاد فرمایا کہ لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ کرار غیر فرار۔ یعنی بتحقیق کل

میں علم ایسے شخص کو دوں گا۔ جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا وہ بہت جری و دلیر ہے میدان سے ہٹنے والا نہیں ہے۔ ان دنوں میں حضرت علیؑ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے۔ آنکھیں اس قدر پر آشوب تھیں کہ دو قدم بھی چلنا دشوار تھا۔ بنا بریں علیؑ مدینہ میں رہ گئے تھے اور سفرِ خیبر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ نہ تھے آنحضرتؐ نے نادِ علیؑ پڑھی یعنی علیؑ کو مدد کے لئے پکارا لوگوں کو یہ خیال ہوا علیؑ آشوبِ چشم کی بنا پر مدینہ میں ہیں شاید کل یہ علم ہمیں ہی مل جائے۔ لیکن جب پیغمبرِ اسلامؐ نے علیؑ کو طلب کیا اور آواز بر دوش ہوا علیؑ کے گوش زد ہوئی۔ آپ نے سواری طلب کی۔ ادھر سوار ہوئے ادھر تیسری مرتبہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو پکارا تو معاً دم علی خیبر میں پہنچ گئے۔ (ابنِ ہشام کی سیرت النبی صہ ۳۹۷-۳۹۵ ملاحظہ ہو) آپ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں ان پر کپڑا پڑا ہوا تھا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کیا حالت ہے عرض کیا کہ آشوبِ چشم کی شکایت ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے نزدیک بلایا اور اپنا لعاب دہن علیؑ کی آنکھوں میں لگایا گویا آبِ دحی میں حل کیا ہوا سرمہ رشک طور چشم ابو تراب میں لگایا رمد چشم دور ہوئی۔ پھر علیؑ اسلحہ جنگ سے آراستہ ہوئے اور جناب سرورِ کائنات نے علم عطا فرمایا۔ علم کے پرچم میں فتح۔ رجلاً کی مہر لگی ہوئی محبت الٰہیہ کا تمغہ بصورت نشان۔ اس نشان علم سے نمایاں تھا۔ اذنِ جہاد ملا۔ اور علیؑ جنگِ خیبر پر روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ قلعہ خیبر پر آئے ایک یہودی نے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ آپ نے جواب دیا میں علیؑ ابن ابی طالب ہوں۔ یہ سن کر وہ یہودی اپنے سے کہنے لگا۔ کہ بس اب تم مغلوب ہوئے۔ مرحب سردار قلعہ مسلح ہو کر نکلا۔ اس کے سر پر مغفر یمانی تھا وہ رجز پڑھ رہا تھا کہ اہلِ خیبر جانتے ہیں کہ میں زرہ بکتر والا تجربہ کار پہلوان مرحب ہوں۔ جواب میں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ میں مثل شیر نیستان ہوں بہت رعب و دبدبہ والا ہوں اس کے بعد دونوں میں چوٹیں ہونے لگیں۔ امیر المومنین حیدرِ کرارؑ نے ایک ایسی تلوار اس کے سر پر لگائی کہ جو سپر و مغفر کو کاٹتی ہوئی زمین تک چلی گئی۔ اور مرحب کو قتل کر کے حضرت علیؑ نے قلعہ قموص فتح کر لیا۔ ابو رافع غلام جناب رسول خدا کہتے ہیں کہ ہم علیؑ کے ساتھ جنگ خیبر پہ گئے تھے۔ جب علیؑ قلعہ کے نزدیک پہنچے تو ایک یہودی نے آپ کو ضرب لگائی جس سے آپ کی سپر گر پڑی۔ پس علی درِ خیبر کے پاس گئے اور دروازہ قلعہ کو اکھیڑ کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ خدا نے انہیں فتح عطا کی۔ کیا کہنا واللہ علیؑ کا۔ نبیؐ نے علم عطا کیا اور خدا نے فتح عطا کی۔ پھر علیؑ نے وہ دروازہ اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ ہم سترؔ آدمیوں نے مل کر زور لگایا کہ اس دروازہ کو اٹھائیں لیکن ہم سے پلٹ بھی نہ سکا۔ خیبر میں مسلمانوں کو فتح عظیم اور دولت کثیر ملی۔

جنگِ حُنین

جنگ حنین ۶ شوال ۸ھ مطابق ۲۷ جنوری ۶۳۰ء کو واقع ہوئی۔ یہی وہ تاریخی جنگ ہے کہ جس میں سب سے زیادہ لشکرِ اسلام تھا۔ اور مسلمانوں کو اپنی کثرت پر ناز تھا۔ لیکن اس ناز کا انجام کار شکست کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جیسا کہ ارشاد خداوند تعالےٰ ہے۔ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم

مُدۡبِرِیۡنَ۔ پ ۱۰ ع ۱۰۔ اور حنین کے روز جبکہ تم اپنی کثرت پر نازاں تھے۔ اس کثرت نے تم کو ذرا فائدہ نہ پہنچایا۔ اور وسیع زمین تم پر تنگ ہو گئی۔ اس کے بعد تم پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلے۔ اس جنگ کی صورت یہ تھی کہ جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو قبیلہ ہوازن کے لوگ آنحضرتؐ سے جنگ کے لئے مجتمع ہو گئے۔ ان کا سردار مالک بن عوف تھا۔ اور ثقیف اہل طائف اور بنی سعد بن بکر بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ جب یہ خبر جناب رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آنحضرتؐ بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینے سے باہر نکلے اور جب دونوں جانب کی فوجیں باہم ملیں تو مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور وہ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ جناب رسولِ خدا لوگوں کو اپنی طرف بلاتے تھے مگر کوئی آپؐ کی نہیں سنتا تھا۔ اس پر آنحضرتؐ نے عباسؓ سے کہا کہ تم لوگوں کو آواز دیتے رہو اور بلاتے رہو۔ جب مسلمان بھاگنے لگے تو ابوسفیان بن حرب کہنے لگا کہ ان کا بھاگنا سمندر تک پہنچے ختم نہیں ہو گا۔ وہ اسی طرح کے اور طعنے دے رہا تھا۔ لیکن اکھڑے قدموں میں ثبات نہ تھا۔ کلدہ نے چلا کر کہا کہ اب جادو باطل ہو گیا ہے۔ اس وقت آنحضرتؐ کے ساتھ چند آدمی رہ گئے تھے۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں تحریر کرتے ہیں: در غزوۂ حنین چون ہزیمت بمسلمین رو داد علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ از جماعت ثابتان بود آپ کے علاوہ۔ عباس۔ ابوسفیان بن الحارث عقیل ابن ابی طالب۔ عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب۔ زبیر بن العوام اور اسامہ بن زید رہ گئے تھے۔ جب آتش حرب نیز سے تیز تر ہو گئی۔ اس وقت جناب حیدر کرارؑ نے آنحضرتؐ کی حضوری میں کفار و مشرکین کو شدید طور پر قتل کیا۔ نہایت شدید قتال کیا۔ کنز العمال میں ہے کہ روز حنین جناب علی مرتضیٰؑ نے نہایت سخت تر جنگ کی اور کافروں کو قتل کیا اور خدا نے مسلمانوں کو علی مرتضیٰ کے ذریعہ فتح و کامرانی عطا کی۔ جنگ حنین آخری پانچویں بڑی لڑائی تھی۔ جنگ بدر سے ابتدا ہوئی اور حنین کی جنگ پر انتہا ہوئی اسی لئے علیؑ کا فاتح بدر و حنین کہتے ہیں۔

تبلیغ سورۂ برأت

یہ ایک مسلّم امر ہے کہ تبلیغ سورہ برأت کو اسلامی دنیا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اور جو خصوصیات اس واقعہ میں پنہاں ہیں وہ ارباب نظر پر مخفی نہیں۔ غرض و غایت محل وقوع نیابت پر درِ نتائج یہ وہ تمام چیزیں ہیں کہ جن سے کم و بیش تمام کتب اسلامیہ مملو ہیں۔ لہٰذا محض روایتی حیثیت سے اس واقعہ کو سپرد قرطاس کرنا تاریخ کی ورق گردانی کا مترادف ہے۔

سورۂ برأت اور کارِ رسالت

اگر نظر غائر سے اس واقعہ کو دیکھا جائے تو یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ تبلیغ سورۂ برأت کارِ رسالت سے متعلق ہے۔ اس لئے کہ رسول اصطلاح شریعت میں اس وسیلہ مطلقہ کا نام ہے کہ جس کا ایک سرا دامن الوہیت سے وابستہ اور دوسرا بشریت سے متصل ہو اور اسی وسیلہ ربانیہ کو اوامر الٰہیہ کا حامل ہونے کے اعتبار سے نبی کہا جاتا ہے۔ اور جب نبی انہی اوامر الٰہیہ کے پہنچانے پر مامور من اللہ ہو جائے۔ تو اسے رسول کہتے ہیں۔ اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سورہ برأت میں احکام الٰہیہ اوامر و نواہی پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا تبلیغ سورہ برأت کارِ رسالت میں داخل ہے اور یہ وہ منصب جلیل ہے کہ جسے غیر رسول انجام نہیں دے سکتا۔

تبلیغ سورۂ برأت کی روایتی حیثیت

کتب معتبرہ تفسیر معالم التنزیل۔ تاریخ ابوالفدا وغیرہ میں مروی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موقع حج آخر ماہ ذیقعدہ میں جناب ام المومنین بی بی عائشہؓ کے پدر بزرگوار کو حاجیوں کا امیر مقرر کر کے بھیجا۔ اور بروایت صاحب الخمیس تین سو آدمی۔ اور اپنی طرف سے بیس اونٹ قربانی کے لئے ہمراہ لئے اور سورہ برأت کی شروع کی چند آیات حاضرین حج کو سنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ آیات مکہ۔ منیٰ۔ عرفات میں لوگوں کو سناؤ۔ چنانچہ موصوف حسب ہدایت نبوی روانہ ہوئے۔ اس میں شک نہیں یہ وہ منصب جلیل تھا۔ کہ جس کی انجام دہی مترادف شرکت رسالت ہے صفات نبوی سے قرب کی دلیل ہے اور کلام الٰہی کی اس نوعیت سے تبلیغ حوزۂ اسلام میں نہ صرف وجہ افتخار و امتیاز بلکہ نائب رسول ہونے کی ایک واضح دلیل ہے۔

لیکن بروایت نسائی و دیگر کتب اسلامیہ و تاریخ و تفاسیر جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے روانہ ہونے کے بعد جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے تبلیغ سورۂ برأت کے لئے ابوبکرؓ کو روانہ کیا ہے لیکن ابھی ابھی جبرئیل امین آئے اور یہ پیغام الٰہی پہنچایا کہ آپ کی جانب سے تبلیغ سورۂ برأت کے کام کو کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ مگر یا تو خود بہ نفس نفیس آپ بجا لائیں۔ یا وہ آدمی بجا لائے جو آپ سے ہو (انت او رجل منک)۔ پس اے علیؑ چونکہ تم مجھ سے ہو (جیسا کہ قول رسول معروف ہے علیؑ منی) لہٰذا تم جاؤ اور ابوبکرؓ سے آیات واپس

لے لو۔ اور بمقام مکہ۔ منیٰ۔ عرفات میں حاجیوں کو یہ آیات پڑھ کر سنا دو۔ اور امر الٰہی کی تبلیغ کرو۔ چنانچہ یہ فرمان نبوی سُن کر حضرت علی روانہ ہوئے۔ اور بروایت نسائی صبح ہونے تک علی بن ابی طالب علیہ السلام مقام عرج پر ابو بکر سے جا ملے اور پیغام رسول سنایا۔ اور ان سے آیات واپس لے لیں۔ اور رسولؐ کے رسول بن کر تبلیغ سورۂ برأت کے فریضہ کو انجام دیا گیا کیونکہ اسد اللہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا رسولؐ کے رسول۔ امام کے امام۔ چنانچہ سورۂ برأت کا حضرت ابو بکرؓ سے واپس لینا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ نیابت نبویؐ کے لئے جن صفات کا ہونا لازمی ہے وہ صرف دامن علی ابن ابیطالب علیہ السلام میں موجود ہیں۔

رفع شبہ

اس مقام پر یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوّل مرتبہ حضرت ابو بکرؓ کو سورۂ برأت کی تبلیغ پر کیوں مامور کیا۔ حالانکہ قرائن شان نزول آیت۔ محل وقوع۔ امر الٰہیہ چوا س سورۂ مبارکہ سے متعلق ہے۔ یہ تمام چیزیں کیا اس امر کی مقتضی نہیں کہ پہلی ہی مرتبہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو مامور کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا تاکہ دنیائے اسلام پر یہ ثابت ہو جائے کہ رسول اللہؐ کی نیابت من جانب اللہ ایک عہد ہے اور اس کی نامزدگی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ علاوہ ازیں وہ فضیلت جو اس واقعہ کے لئے قدرت نے مقدر فرما دی تھی اسکے لئے ایسی ذات کی ضرورت تھی کہ جو کرم اللہ وجہہ کی مصداق ہو۔ تاکہ مکہ کے بت پرست جب سورۂ برأت کو سنیں تو یہ اعتراض نہ کر سکیں کہ اے سورۂ برأت کی تبلیغ کرنے والے کیا تیرا دامن کبھی ان چیزوں سے ملوث نہ تھا۔ صرف اور صرف علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہی کی وہ ذات گرامی تھی کہ جس کی پیشانی کبھی بتوں کے سامنے نہ جھکی تھی۔ چنانچہ صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی تحریر فرماتے ہیں:

"یقال لعلی کرم اللہ وجہہ لانہ لم یعبد الاصنام قط"

یعنی علی کرم اللہ وجہہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ علی کی پیشانی کبھی بتوں کے سامنے نہیں جھکی۔ لہذا تبلیغ سورۂ برأت بت پرستوں کے مجمع میں علی ہی انجام دے سکتے تھے۔ اور یہ منصب گویا علیؑ کا پیدائشی حق تھا۔ اسی لئے بعد میں سرور کائناتؐ نے علیؑ کو روانہ کیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ کو اوّل مرتبہ اس لئے روانہ کیا گیا تاکہ دنیائے اسلام یہ اعتراض نہ کر سکے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسروں کو ایسے مواقع بہم نہ پہنچائے۔ کہ جو ان کی روشناسی کا باعث ہوتے۔

تبلیغ احکام نبویؐ

جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے (جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے) آیات سورۂ برأت کی مکہ۔ منیٰ۔ عرفات میں تبلیغ کی۔ مناسک حج بجا لائے اور اس کے بعد جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو انجام دیا۔ یعنی وہ احکام نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کے پہنچانے پر حضرت علیؑ مامور کئے گئے۔ حاجیوں کو سنائے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ مومن کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔

۲۔ کوئی بحالت برہنہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔

۳۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔

۴۔ کافروں میں سے جس کسی کا رسول اللہ سے کس قدر مدت کا عہد ہے وہ عہد پر قائم رہے گا۔ اس مدت تک اور جس کسی کا کوئی عہد نہیں ہے۔ اسے چار مہینے تک رسول اسلام کی جانب سے امان ہے اور بعد اس کے اگر مسلمان نہ ہوگا، تو خون اس کا ہدر ہو جائے گا۔

یہ چاروں حکم نبوی حاجیوں کو سنائے۔ ایک صاحب عقل سلیم بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ جب جناب ختمی مرتبت صلعم نے یہ فرمایا کہ مومن کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔ تو جو اللہ و رسولؐ کی طرف سے اس امر کے پہنچانے پر مامور ہے۔ وہ ہی امیر المومنین ہو سکتا ہے لہذا سورہ برأت علی ابن ابی طالبؑ کے امیر المومنین ہونے کی ایک واضح دلیل ہے۔

صحابی رسولؐ کی شاندار واپسی

جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب بروایت مقام عرج یا ضجنان پر حضرت ابوبکرؓ سے جا ملے۔ تو موصوف نے دریافت کیا۔ کہ امیر ہو کر آئے ہو۔ یا مامور ہو کر؟ ظاہر ہے۔ کہ جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے) اللہ و رسولؐ کی جانب سے مامور کئے گئے تھے۔ لہذا مامور من اللہ و من الرسول نے فرمایا۔ کہ مامور ہو کر آیا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ کو محسوس ہوا کہ عقب میں آنے کا سبب کیا ہے۔ جس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ سورہ برأت پر مامور کیا ہے۔ سورہ برأت کی آیات مجھے واپس دے دیجئے تاکہ حسب ارشاد نبویؐ میں تبلیغ سورہ برأت کے فریضہ کو انجام دے سکوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے آیات سورہ برأت بلا تامل حوالہ کیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان آیات مبارکہ کو مکہ۔ منیٰ۔ عرفات میں حاضرین حج کو سنایا۔ اور احکام نبویؐ کی تبلیغ کی۔ اور حضرت ابوبکر (جیسا کہ تاریخ ابوالفداء۔ ابن خلدون اور طبری نے تحریر کیا ہے) راستہ ہی سے خدمت رسولؐ میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا مجھ سے کوئی قصور واقع ہوا ہے۔ کہ جس کی بناء پر آیات واپس لی گئیں۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے کوئی صورت تو واقع نہیں ہوئی۔ لیکن تمہارے روانہ ہونے کے بعد جبرئیل امین آئے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہؐ اس امر کو سوائے آپؐ کے یا ایسے شخص کے جو آپؐ سے ہو۔ کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ اسی لئے میں نے بحکم خدا علی ابن ابی طالبؑ کو سورہ برأت کی تبلیغ پر مامور کیا۔ وہ تم سے آیات واپس لے لیں۔

مباہلہ بنی نجران اور حضرت علی علیہ السلام

ارشاد باری عز اسمہ ہے۔ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ اے ہمارے حبیب نصاریٰ نجران سے کہہ دو کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ ہم اپنے نفوس کو بلاتے ہیں تم اپنے نفوس کو بلاؤ۔ پھر آپس میں مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ واقعہ مباہلہ نبی نجران کو اسلامی دنیا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اور جو خصوصیات دامن مباہلہ میں پنہاں ہیں وہ ارباب نظر پر مخفی نہیں۔ بغرض وضاحت مثل وقوع اہمیت پر روز نتائج۔ آیت کے مصداق یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن سے تمام اسلامی کتب مملو ہیں۔ لہذا روایتی حیثیت سے اس واقعہ کو تذکرہ قرطاس کرنا تاریخ کی ورق گردانی کا مترادف ہے۔

نفس مباہلہ

مباہلہ لغوی طور پر ایک نحو فکریہ و طالب ہے۔ کیونکہ مباہلہ تنفر پہلو میں ولہ وصف قدم ہے۔ ورنہ ہر ہے کہ کسی بات کو بزور شمشیر منوانا مجادلہ اور بزور صداقت منوانا مباہلہ کہلاتا ہے۔ اس تعریف کے تحت مباہلہ اظہار عبدیت کی حقیقی منزل اور بنا برعرف دعا کا مصداق ہے۔

دعا کرنے کی وجہ

چونکہ کائنات عالم کی تخلیقی نسبت اللہ کی طرف ہے۔ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ۔ خلق اور امر اللہ کے لئے ہے۔ ظاہر ہے کہ مخلوق بغیر خالق کے عدم سے منصۂ شہود پر نہیں آسکتی۔ بنا بریں باعتبار وجود ہر ایک شے اپنے وجود میں اللہ کی محتاج ہے اور اللہ کی طرف نسبت رکھتی ہے لہذا ذرہ ذرہ اطاعت فطری پر مامور ہے، اور انسان کو چونکہ منزل اطاعت میں مختار بنا کر خلق فرمایا ہے۔ لہذا منزل اطاعت میں لازمی ہوا کہ بصورت دعا عبد و معبود کے رشتہ کو باقی رکھا جائے۔ اسی لئے دعا کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مباہلہ بھی اسی لئے طلب کیا گیا تھا۔

عالم امر کی شان

چونکہ خلق اور امر دونوں کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔ اور ظاہر ہے عالم امر میں سبب باطل ہے، جیسا کہ قرآن شاہد ہے۔ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ پس امر خدا یہی ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ یعنی مراد شے کے وجود پذیر ہونے میں کوئی فصل نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ عالم امر میں سبب کو دخل نہیں۔ لہذا عالم امر بلا واسطہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔ لہذا عالم امر میں دعا عین استجابت کی دلیل ہے۔

عالم خلق اور دعا کا مقام منتہیٰ

لیکن عالم خلق میں سبب کو دخل ہے اور سبب کی اعتبار کی نا مرت سے ... واجب ... [illegible]

اس کو کسی سبب کی ضرورت نہیں۔ دوسرے عالم خلق میں تدریجی شان کو دخل ہے۔ لہذا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ عالم خلق میں اللہ سے بالواسطہ نسبت ہے۔ لہذا اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ وہ واسطہ کونسا ہے کہ جس کی طرف عالم خلق بواسطہ منسوب ہو۔ اور اسی واسطہ حقیقی کے اعتبار سے اللہ کی طرف نسبت ہو۔ تو ہماری رہبری کے لئے سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قولِ مبارک موجود ہے۔ نحن مثل الاعلیٰ اور قرآن بھی اس پر شاہد ہے کہ للہ المثل الاعلیٰ۔ اور اللہ کے لئے ایک مثل اعلیٰ ہے۔ اور علمائے تحقیق کا اتفاق ہے کہ مثل اسے کہتے ہیں جو شریک افعال ہو۔

اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال میں شرکت کیسی؟ حالانکہ وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے، نہ ذات میں شریک، نہ صفات میں شریک، نہ خطاب میں شریک پھر مثل اعلیٰ بایں معنی کہ شریک فعل ہو کیا معنی رکھتا ہے بہ حیثیت باعتبار فعلیت نہیں، بلکہ اعتبار نسبت ہے۔ کیوں کہ افعال مثل اعلیٰ امر الہیہ پر موقوف ہیں۔ اور نور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی حقیقی منزل امر الہیہ ہے۔ خالق اور اس نور نبوی کے درمیان چونکہ کوئی اور شے واسطہ ہی نہیں ہے۔ لہذا مشیت الہیہ سے نزول امر الہیہ ہوتا ہے۔ تو براہِ راست امر الہی کی حامل یہ ہی ذات نور نبوی ہوتی ہے جسے اوّل مخلوق ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لہذا یہی مخلوق اوّل مخلوق امری ہوئی جب یہ مخلوق۔ مخلوق امری اور ولی الامر ہے لہذا اس کے افعال امر الہی پر منحصر ہوئے۔ اور جب افعال امر الہیہ ہوئے۔ تو یہی مخلوق مثل اعلیٰ ہے۔ معلوم ہوا کہ نور نبوی مع اجزائے نور مثل اعلیٰ ہے۔ اور چونکہ مخلوق امری ہے لہذا یہ ہی محل استجابت دعا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ ذرّیت طیبہ شریک نور ہے، لہذا میدانِ مباہلہ میں تنہا رسول نہیں گئے۔ بلکہ اپنے ہمراہ اپنی ذرّیت طیبہ کو لے گئے۔ جس طرح ذاتِ نبی محل قبولیت دعا ہے۔ اسی طرح ذریت نبوی ہے۔ چوں کہ تمام افعال قدرت اس نور نبوی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اسی اظہار فعلیت کو قرآن میں خود قدرت نے واضح فرما دیا ہے:۔
مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ " اے میرے حبیب تم نے کنکریاں نہیں پھینکیں۔ بلکہ وہ ہم نے پھینکی تھیں۔
ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ تم نہیں کلام کرتے ہم کلام کرتے ہیں ید اللہ فوق ایدیھم۔ ہمارے نبی ان لوگوں کی بیعت تمہارے ہاتھ پر نہیں وہ تو اللہ کے ہاتھ پر ہے۔ ما تشاؤن الا ان یشآء اللہ تم کچھ نہیں چاہتے۔ وہی چاہتے ہو جو ہم چاہتے ہیں۔ یہ ہے شرکت فعلی کی شان گویا تمام افعال قدرت نبوی صلعم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لہذا یہ ہی مثل اعلیٰ ہے۔ لہذا امر تدبیری جو عالم خلق کے لئے لازمی و ضروری ہے۔ کہ جس پر نظام کائنات کا انحصار ہے۔ اس مثل اعلیٰ یعنی نور نبوی سے متعلق ہے۔ لہذا باعتبار مثل اعلیٰ یہ ہی محل استجابت دعا ہیں۔ اور عالم خلق میں باعتبار فعل ربوبیت ان سے رزق طلب کریں یا قدرت سے۔ ان سے طلب رحمت کریں، یا قدرت سے، ان سے طلب علم کریں یا قدرت سے۔ ان سے مدد چاہیں۔ یا قدرت سے۔ بات ایک ہی ہے۔ تقاضا و حاجت ان سے متعلق ہو یا قدرت سے۔ معلوم ہوا کہ دعا کا مقام نبی نور محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حقیقت مخلوق اوّل،

یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ خالق زمان و مکان سے مبرا و منزہ ہے

اگر مکان و زمان کی قید لازمی ہوتی تو ہر وقت وہ جگہ میں محدود ہو کر رہ جائے گا۔ اور حادث ہو جاتا۔ لہٰذا اس کے لئے زمان و مکان لازمی نہیں ہے۔ مگر مخلوق کے لئے زمان و مکان لازمی ہیں۔ مخلوق کا لفظ خود اس بات کی دلیل ہے کہ زمان و مکان سے محدود ہے۔ اب اگر نور محمدی سے پیشتر زمان و مکان تسلیم کر لیا جائے تو مکان و زمان اول اور نور محمدی مؤخر۔ اور اگر زمان و مکان تسلیم نہ کیا جائے تو ذہنی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کب پیدا کیا اور کہاں پیدا کیا اور کب و کہاں ایسی چیز کہ ہر زمانیت و مکانیت ہے۔

لہٰذا عقل سلیم یہ فیصلہ کرتی ہے۔ کہ اول مخلوق ہی مخلوق ہونے کی حیثیت سے وہ شئی ہے جو خالق زمان و مکان تھی۔ ورنہ یہ نور تو تجردی شان رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زمان و مکان اسی نور کے دم سے ہے۔ لہٰذا یہ چیز اس امر کی دلیل ہے کہ امر او امر تدبیری اس مخلوق اول کی صفت فطری ہے۔ تو پھر اس صورت میں یہ ہی مثل اعلیٰ ہے یہ ہی مدبر الامر ہے۔ اور یہ نور دعا کا مقام حقیقت ہے اور یہ ہی قبولیت دعا کا حکم جاری کرنے والے ہیں مشیت الٰہیہ مقام ختمیت دعا نہیں۔ کیونکہ دعا متعلق ہے عالم خلق سے اور عالم خلق میں امر تدبیری کے ماتحت تغیرات و تبدلات لازمی ہیں مشیت الٰہیہ تغیرات سے بری ہے مشیت الٰہیہ میں تبدیلی ممکن نہیں کیونکہ مشیت مرتب ہوتی ہے علم پر اور علم عین ذات قدرت ہے۔ اب اگر مشیت میں گذر چکا ہے۔ کہ جس امر کے متعلق دعا کی جائے وہ قبولیت پر فائز ہو تو مثل اعلیٰ سے کہ جو حقیقت میں مدبر الامر ہے۔ امر تدبیری جاری ہوتا ہے اور عالم شہادۃ میں قبولیت دعا کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں، کیونکہ یہی مظہر افعال قدرت ہیں۔

رفع شبہ

اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب امر تدبیری متعلق بہ عالم اسباب ہے تو پھر دعا کا کرنا کیا معنی۔ دوسرے پھر خیر و شر کیا چیزیں ہیں یہ ترتیب ہے کہ کائنات عالم کو اطاعت فطری پر پیدا کیا ہے۔ لیکن چونکہ عالم مادی میں ہر ایک شے کے لئے تغیر لازمی ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ اعتدال حقیقی باقی رکھا جائے۔ لہٰذا قدرت نے اس غرض و غایت کے ماتحت انبیا مبعوث کئے۔ تاکہ اطاعت فطری حد اعتدال پر باقی رہے۔ اطاعت فطری کا حد اعتدال پر باقی رہنا خیر اور باقی نہ رہنا شر ہے۔ لہٰذا قدرت نے نبی کو بواسطہ وحی اور مخلوق کو بواسطہ نبی اعتدال پر باقی رکھا۔ تاکہ شر نہ ہونے پائے۔ اگر قدرت نبی کو واسطہ قرار نہ دیتی۔ تو شر اللہ کی طرف منسوب ہو جاتا۔ نبی کو واسطہ بنا کر یہ بتا دیا کہ قدرت کی طرف خیر ہی خیر ہے بیدک الخیر اور خیر ہی وہ چیز ہے کہ جسے اصطلاحی طور پر خالق کی منزل میں عدل۔ نبوت کی منزل میں عصمت اور مخلوق مکلفہ کی منزل میں تقویٰ کہتے ہیں۔ عدل قدرت مؤثر حقیقی ہے۔ بنا بریں تمام افعال قدرت مبنی بر عدل ہیں اور رحیم ہے تو عدل کے ساتھ رزاق ہے تو عدل کے ساتھ ستار و غفار ہے تو عدل کے ساتھ۔ تو عدل مؤثر حقیقی اور چونکہ مؤثر بالعدل ہے۔ لہٰذا نبی کے تمام افعال گویا قدرت کے افعال ہیں۔ اسی جہت سے قدرت نے نور نبی کو مدبر الامر قرار دیا ہے۔ کیونکہ ہر ایک امر مؤثر بالعدل ہے اور مخلوق مکلفہ کی منزل میں عصمت مؤثر اور تقویٰ مؤثر۔ لہٰذا متقین کے اعمال اس قابل ہو جاتے ہیں کہ بارگاہ قدرت میں قبولیت کا شرف حاصل کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عبد صالح کی دعا یقیناً مستجاب ہو کر رہتی ہے۔ جب عبدیت صالحہ میں اتنا جذب پیدا ہو سکتا ہے کہ بارگاہ یزدی تک رسائی حاصل کر سکے۔ تو عصمت چونکہ براہ راست مؤثر بالعدل ہے۔ وہ کیونکہ مرتبہ قبولیت دعا [illegible] رہنے والی تجلی یہی وجہ ہے معصوم کی دعا ارادہ قدرت بن جاتی ہے۔ ارادہ قدرت عین امر ہوتا ہے۔ لہٰذا امر معصوم حقیقت شئی ہو جاتا ہے۔

اسی لیے حضرت امام حسینؑ نے ایک راہب کو سات فرزند عطا کئے۔ معلوم ہوا، کہ عصمت ہی مؤثر بالعدل ہے، لہٰذا ذریت نبویؐ جزو شریک عصمت ہے۔ بعنوان عصمت امر قبولیت دعا جاری کرنے والی ہے۔ لہٰذا ذریت کی ہر ایک فرد سے امر تدبیری اور استجابت دعا متعلق ہے۔

واقعہ مباہلہ

چونکہ ذریت طیبہ سے امر تدبیری اور استجابت دعا متعلق ہے۔ لہٰذا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان مباہلہ میں تن تنہا تشریف نہیں لے گئے۔ بلکہ علی بن ابی طالب و حسنین علیہما السلام اور سیدہ معصومہ کو اپنے ہمراہ لے گئے، ارباب تفاسیر جانتے ہیں، کہ مباہلہ بنی نجران اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سنہ ۱۰ ہجری میں منعقد ہوا تھا۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۸ تا [illegible] مطبوعہ مطبع منشی نولکشور واقع کانپور ۱۹۰۴ء اور تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سوئم صفحہ ۷۲، ۷۳۔ مابہ النزاع یہ امر تھا، کہ نصاریٰ اس بات پر مصر تھے، کہ عیسیٰ ابن اللہ ہیں، اور رسالت مآبؐ یہ نظریہ قرآنی پیش فرما رہے تھے، کہ عیسیٰؑ عبد خدا ہیں۔ خدا کے بیٹے نہیں ہیں، بلکہ اس کے نبی و رسول ہیں۔ سب سے زیادہ توضیح و تبیین یہ تھی کہ جیسے خلق فرمائی ہے، قرآن میں فرمایا ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون یعنی اللہ کے نزدیک عیسیٰ اور آدمؑ کی مثال ایک سی ہے۔ اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر کہا ہو جا۔ پس وہ ہو گیا۔ لہٰذا عیسیٰؑ بھی اس کی ایک مخلوق ہی ہیں۔ جب وہ اس پر مطمئن نہ ہوئے اور اپنے عقیدہ باطلہ پر مصر رہے اور سرور کائنات کی کسی دلیل قولی کو نہ مانا۔ تو بحکم خدا مباہلہ منعقد کیا گیا۔

اے ہمارے رسولؐ اگر یہ لوگ حجت کرتے ہیں اور عیسیٰ کی عبدیت سے انکاری ہیں۔ تو ان سے کہہ دو، کہ وہ اپنے بیٹوں کو اپنے نفوس کو اور اپنی عورتوں کو بلائیں، ہم بھی اپنے بیٹوں کو عورتوں کو اور نفوس کو بلاتے ہیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔ جب ہر دو فریق کے بالمقابل ہو کر دعا کی جائے، تاکہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ چنانچہ مباہلہ کی تاریخ ۲۴ ذی الحجۃ المبارک سنہ ۱۰ ہجری مقرر ہوئی۔ ایک طرف نصاریٰ نجران مع اپنے منتخب شدہ افراد کے میدان مباہلہ میں پہنچے، ان کے ارباب بابلہ عاقب، عبدالمسیح، ابو حارثہ تھے۔ جو کہ سردار حسب نجران تھے۔ اور دوسری طرف رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیہ مباہلہ کی تفسیر بن کر میدان مباہلہ میں تشریف لائے۔ اس شان سے کہ آگے آگے رسولؐ بہ نفس نفیس اور عقب میں سیدہ عالمہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا اور ان کے عقب میں علی مرتضیٰ علیہ السلام امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سرور کائنات کے ہمراہ اور حسین علیہ السلام خامس آل عبا آغوش رسول میں اس شان سے یہ پنجتن پاک میدان مباہلہ میں پہنچے۔ اور ایک کھجور کے درخت پر چادر ڈال کر سایہ کر دیا گیا، گویا ایک بیت بنایا گیا۔ کیا کہنا واللہ اس بیت رسالت کا کہ جہاں عصمت سمٹ کر جمع ہو گئی تھی والشمس کی روشنی تھی والقمر کی نورانیت تھی والضحیٰ کا منظر تھا جب رسول خدا مع اپنے اجزائے نبوت کے موجود ہیں۔ نصاریٰ نجران کی نگاہیں پڑیں، دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں جو حضور کے ہمراہ آئے ہیں۔ بتایا گیا۔ رسولؐ کی اکلوتی بیٹی فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا۔ رسولؐ کے داماد علی مرتضیٰ علیہ السلام

اور رسولؐ کے نواسے حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ جو اب بمصداق آیہ مباہلہ فرزندانِ رسالت ہیں۔ بس یہی ذخیرہ نبوت ہیں۔ اجزائے رسالت ہیں درجت شدنی اردمن ہیں۔ یہ دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ ہم ان سے مباہلہ کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم ان کے چہروں سے آثارِ حق و صداقت دیکھ رہے ہیں، اگر یہ پہاڑ کو اشارہ کریں، پہاڑ اپنے مقامات سے ہٹ جائے۔ چنانچہ نبی نجران مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے اسلام کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی، اور علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ مصادیق آیہ مباہلہ قرار پائے۔

نتیجہ: ظاہر ہے، کہ آیہ مباہلہ میں الفاظ:- ابناءنا۔ نساءنا۔ انفسنا، ہیں یعنی ہر سہ مقام پر ضمیر ذاتِ رسولؐ کی طرف راجع ہو رہی ہے۔ اور مباہلہ محمد ابن عبداللہ سے نہ تھا۔ بلکہ محمد رسول اللہؐ سے تھا۔ لہذا اب ذاتِ رسولؐ کی طرف راجعیت ضمیر اس امر کی دلیل ہے کہ نہ صرف حسنؑ و حسینؑ فرزندانِ ذاتِ محمدؐ بلکہ شریک رسالت ہیں۔ سیدہ معصومہ نہ صرف بیٹی بلکہ شریک رسالت ہیں۔ علی ابن ابی طالبؑ نہ صرف نفسِ رسولؐ بلکہ شریک رسالت ہیں۔ اور یہ ہی ذریت عصمت و صداقت ہیں اور چونکہ عصمت ہی موثر با عدل ہے، اور عدل الٰہیہ عین مشیت ہے۔ لہذا محمدؐ و آلِ محمدؐ ہی محل مشیت الٰہیہ ہیں۔ پس ان سے دعا کرنا قدرت سے دعا کرنا ہے۔ اس سے ثابت قدرت منہ علیہ ثابت ہے۔ ان کو مدد کے لئے پکارنا خدا کو مدد کے لئے پکارنا ہے اسی لئے ہم ہر مشکل میں یا علی مدد کہتے ہیں۔

واقعۂ غدیرِ خُم

ہم افادیت عامہ کی خاطر اول غدیر خم کا تعارف کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔ وادی غدیر خم وہ وادی ہے کہ جہاں امین وحی تہنیت بلّغ لے کر نازل ہوئے۔ وادی غدیر وہ وادی ہے کہ جہاں رسول آخر نے اپنی امت کو پیغام اکمال دین پہنچایا۔ وادی غدیر وہ وادی ہے کہ جہاں در نبوت بند ہوا، خلافت کا آغاز ہوا۔ وادی غدیر وہ وادی ہے کہ جہاں بیت اللہ کے مسافروں نے فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد ایک نئے فرض کی تکمیل کے لئے ایک نئی منزل بنائی۔ وادی غدیر وہ وادی ہے کہ جہاں حی علی خیر العمل کی صدائیں بلند ہوئیں۔ وادی غدیر وہ وادی ہے کہ جہاں علی ابن ابی طالبؑ بحکم خدا بزبان رسولؐ مولائے کل بنے۔ وادی غدیر وہ ہے کہ جہاں اصحاب رسولؐ نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کو مولا تسلیم کرتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔ وادی غدیر وہ وادی ہے کہ جہاں ایک لاکھ چوبیس ہزار تابعین صحابیوں اور نبی کی بیویوں نے دستِ حق پرست علیؑ ابن ابی طالبؑ پر بیعت کی۔ وادی غدیر وہ وادی ہے کہ جہاں امت مسلمہ کو امام ملا، اہل اسلام کو اولی الامر ملا، اہل ایمان کو امیر ملا، غدیر میخواروں کو ساقیٔ کوثر ملا، اہل ولا کو ولی ملا، اور شیعوں کو علی ملا۔ وادی غدیر وہ وادی ہے کہ جہاں دین کامل ہوا، نعمت خدا تمام ہوئی اور خدا دین اسلام سے راضی ہوا۔

شمس رسالت افق کعبہ سے مدینہ کی طرف رُخ کر چکا ہے۔ آنحضرتؐ فریضۂ حج سے فارغ ہو کر مدینہ کی راہ پر جا رہے ہیں۔ تمام حاجی اصحاب مہاجر و انصار جلو میں ہیں۔ آپؐ کے ساتھ ایک عظیم الشان مجمع تھا جس کی تعداد کم سے کم نوے ہزار اور زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ چالیس ہزار بیان کی گئی ہے۔ اس عظیم الشان مجمع کے ساتھ آپ کی سواری غدیر خم پر پہنچی۔ غدیر خم مکہ مکرمہ سے مدینہ کی راہ پر تیسری منزل جحفہ کے پاس واقع ہے یہاں سے مدینہ ۵ مراحل رہ جاتا ہے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ روز یکشنبہ مطابق ۱۷ مارچ ۶۳۲ء تھا کہ آپ کے پاس جبرئیل آیہ بلّغ لے کر نازل ہوئے۔ نزول آیہ بلّغ کے متعلق تمام تواریخ اور کتب معتبرہ میں درج ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔ محدثین جلیل الشان نے جن کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ثابت کیا ہے کہ آیۂ بلّغ روز غدیر خم نازل ہوئی ہے: (۱) ابو محمد عبدالرحمن بن محمد المعروف ابن ابی حاتم۔ (۲) احمد بن عبدالرحمن شیرازی (۳) احمد بن موسیٰ بن مردویہ (۴) احمد بن محمد ثعلبی (۵) ابو نعیم احمد بن عبداللہ (۶) علی ابن احمد الواحدی (۷) مسعود بن ناصر السجستانی (۸) عبداللہ بن عبداللہ حسکانی (۹) ابن عساکر علی بن الحسن (۱۰) محمد بن عمر الرازی (۱۱) محمد بن طلحہ الشافعی (۱۲) عبدالرزاق بن رزق اللہ (۱۳) حسن بن محمد نیشاپوری (۱۴) علی بن شہاب الدین ہمدانی (۱۵) علی بن محمد المعروف ابن الصباغ (۱۶) محمود بن احمد العینی (۱۷) عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی (۱۸) محمد محبوب بن صفی اسدیہ (۱۹) حاجی عبدالوہاب بن محمد (۲۰) جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی (۲۱) شہاب الدین احمد (۲۲) میرزا محمد بن معتمد خان۔

تفاسیر و کتب

علامہ جلال الدین سیوطی درمنثور۔ کشف البیان عن علوم القرآن از ثعلبی۔ ابن شہر آشوب کتاب مناقب
کتاب درایت فی حدیث الولایت۔ تفسیر مجمع البیان۔ کبیر مفاتیح الغیب۔ کتاب مطالب السؤل
فی مناقب آل رسولؐ۔ تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان۔ کتاب مودۃ القربیٰ۔ کتاب فصول مہمہ فی معرفۃ الائمہ۔ کتاب عمدۃ القاری
فی شرح صحیح بخاری۔ کتاب اربعین۔ توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل۔ مفتاح النجا فی مناقب آل عبا وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ آیۃ
یاایہا الرسول بلّغ روز غدیر نازل ہوئی ہے۔

یَاأَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ
مِنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ ۵ پ ۶ ع ۱۴

ترجمہ: اے رسول (امت تک) پہنچا دو (وہ پیغام) جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا کی رسالت
ہی ادا نہ کی (تم ڈرو نہیں) خداوند تعالےٰ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا خدا ہرگز کافروں کی قوم کو منزل مقصود
تک نہیں پہنچاتا۔

آیہ مذکورہ کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے غدیر خم کے مقام پر علی مرتضیٰ کی خلافت کا اعلان ان لفظوں
میں فرمایا اول سارا مجمع میدان میں جمع ہوا۔ پالان شتر کا منبر تیار ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایہا الناس بتلاؤ مومنین و مسلمین پر
سب سے زیادہ حق تصرف کس کو حاصل ہے۔ لوگوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرتؐ
نے ارشاد فرمایا کہ خداوند تعالےٰ میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں۔ اور ان کی جانوں کا مالک ہوں۔ پس جس کا
میں مولیٰ ہوں اس کا علیؑ بھی مولیٰ ہے خداوند دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علیؑ کو دشمن
رکھے۔ مدد کر اس کی جو علیؑ کی مدد کرے اور چھوڑ دے اس کو جو علیؑ کو چھوڑ دے یہ فرما کر آپؐ نے حضرت علیؑ کا بازو
پکڑ کر بلند کیا یہاں تک کہ سب نے آپ کو دیکھ لیا جب آپ علی مرتضیٰ کو اپنا وصی و وزیر و خلیفہ بنا چکے اور سارے مجمع نے
اقرار کر لیا تو منبر سے اترے ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ آپ نے حضرت علیؑ کے سر مبارک پر عمامہ باندھا۔ آنحضرتؐ نے جب
عمامہ باندھا اور آخری پیچ عمامہ کے آپ کے شانوں پر لٹکا دئے ادھر امین وحی نازل ہوئے اور آیہ اکملت لکم دینکم
نبی کی خدمت میں پہنچائی جو کہ حسب ذیل ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ پ

ترجمہ یعنی آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تمہارے اوپر اپنی نعمت تمام کر دی۔ اور اسلام
کو بطور دین کے تمہارے لئے میں نے پسند کیا۔ اس آیت کے نزول کے بعد تمام لوگوں نے حضرت علیؑ کو ان کے خلیفہ
مقرر ہونے پر مبارک باد دی اور سب لوگوں نے دست حق پرست علیؑ ابن ابی طالبؑ پر بیعت کی اور امیر المومنین کہکر
سلام کیا اس میں تمام مرد و زن شامل تھے۔

جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے مقام رحبہ حدیث غدیر خم پر احتجاج فرماتے ہوئے اپنے حق

میں لوگوں سے گواہی طلب کی ہے چنانچہ علی بن برہان الدین الحلبی اپنی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون میں حدیث غدیر کے اسناد و طرق بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں (سیرۃ الحلبیہ الجزء الثالث ص۳۰۲) کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ نے خطبہ دیا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد لوگوں کو قسم دے کر کہا کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو غدیر خم کے واقعہ میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ نہ کھڑے ہوں کہ جو کہیں کہ ہم نے سنا ہے یا یہ خبر ہم تک پہنچی ہے۔ بلکہ وہ لوگ کھڑے ہوں کہ جن کے کانوں نے سنا ہے اور دل نے محفوظ رکھا ہو پس سترہ صحابی کھڑے ہوئے ایک روایت میں ہے کہ تیس صحابی کھڑے ہوئے معجم الکبیر میں ہے کہ سولہ صحابی کھڑے ہوئے، ایک روایت میں ہے کہ بارہ صحابی کھڑے ہوئے۔ (بہرحال اکثریت ثابت ہے) پھر جناب امیر المومنینؑ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ بیان کرو جو تم نے دیکھا اور سنا ہے پس ان لوگوں نے حدیث غدیر بیان کی۔ اس کے جملوں میں سے ایک جملہ یہ بھی تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے۔

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا کہ جنہوں نے اس واقعہ غدیر کو چھپایا تھا اور شہادت نہیں دی تھی۔ لہٰذا خداوند عالم نے مجھے اندھا کر دیا کیونکہ یہ حضرت علیؑ کی بددعا ان لوگوں کے لئے تھی جو حدیث کو چھپائیں۔ اس احتجاج کی روایات اور بھی کتب معتبرہ میں موجود ہیں۔

علامہ الشیخ احمد امینی نجفی نے اپنی کتاب غدیر میں ۱۱۰ صحابہ، ۸۴ تابعین اور ۳۶۰ اکابر علماء کی طویل فہرست تحریر کی ہے جنہوں نے واقعہ غدیر کو روایت کیا ہے۔ واقعہ غدیر تو اترات میں سے ہے اس میں شک کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی نے آنحضرتؐ کی نبوت میں شک کیا۔ نبوت میں شک پیدا ہو جائے تو اسلام رخصت ہو جاتا ہے اور اگر واقعہ غدیر میں شک ہو جائے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔ غدیر خم میں دراصل خلافت بلا فصل علیؑ ابن ابی طالبؑ کا اعلان تھا۔ جو آنحضرتؐ نے بحکم خدا اپنی امت کو پہنچایا تھا۔

معجزاتِ حضرت امیرالمومنینؑ

یہ مسلمہ امر ہے کہ "امامت" ریاست عامہ کا نام ہے۔ لوح و قلم، عرش و کرسی، ملائکہ و ارواح، بنی جان و بنی آدم، حور و غلمان، جنت و نار، تسنیم و کوثر، ارض و سما، آفتاب و ماہتاب، ستارے سیارے، سحاب و برق، فضا و خلا، ابر و باد، جبال و بحار، دشت و کوہسار، اشجار و اثمار، آبشار و انہار، جماد و نبات، حیوان و بے جان، چرند و پرند، غرضکہ جو کچھ اس بزم کائنات میں ہے جو کچھ اشیاء ظاہر و باطن ہیں، مرئی و غیرہ محسوس ہیں اور جہاں تک مخلوق کی وسعت ہے سب کے سب ریاست عامہ کی حدود میں شامل ہیں اور تحت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ امام برحق، وصی و جانشین رسولؐ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ اس ریاست میں اولی الامر ہیں آپ ولی کائنات ہونے کی بناء پر متصرف ہیں۔ اور تصرفاتِ باطنیہ کا نام معجزہ ہے پس آپ کے معجز نما ہونے سے انکار کرنا یا یہ کہنا کہ معجزہ فعل خدا ہے فعل معجز نما نہیں ہے اور معجزہ نمائی کی طاقت و قوت بہ ذات نہیں ہوتی اس قسم کے نظریات منافی دین ہیں ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

ارباب علم واقف ہیں کہ لفظ معجزہ عربی لفظ ہے مگر قرآن مجید میں معجزہ لفظ وارد نہیں ہوا ہے اس کا مترادف لفظ بینہ ہے جس کے معنی روشن اور واضح دلیل کے ہیں۔ جو لوگ آسمانی مذہب کے قائل ہیں وہ معجزہ سے انکار نہیں کر سکتے وہ سب کے سب اپنے پیشواؤں کے لئے معجزات ثابت کرتے ہیں یہ لفظ اس قدر مشہور معروف ہے کہ مشرکین کہ جن کا آسمانی مذہب سے تعلق نہیں ہے معجزے کے اقراری ہیں ورنہ وہ آنحضرتؐ سے معجزہ کے طالب نہ ہوتے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے جانتے ہیں کہ مشرکین نے جب کبھی آنحضرتؐ سے ان کی نبوت و رسالت کی دلیل مانگی تو یہی کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھلائیے۔ معجزے کی طلب ذات نبیؐ سے تھی خدا سے نہیں تھی معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین تک اس بات کے قائل ہیں کہ معجزہ فعل معجز نما ہوتا ہے۔ اور قوت اعجاز عطیہ خداوندی ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ مشرکین معجزات دیکھ کر بھی تصدیق نہیں کرتے تھے یعنی آنحضرتؐ پر ایمان نہیں لاتے تھے بایں وجہ کہ وہ نبی و رسولؐ کو اپنا جیسا بشر تصور کرتے تھے اور اس چیز کی تائید میں آیات قرآنی موجود ہیں نبی و رسولؐ کو اپنا جیسا بشر سمجھنا۔ ان کی نوع کو نوع بشری تصور کرنا یہ قریب قریب انکار نبوت و رسالت ہے۔ اسی نظریہ کی بناء پر مشرکین نے آنحضرتؐ کو نبی و رسول تسلیم نہیں کیا حالانکہ ان کی طلب پر معجزات کا ظہور آنحضرتؐ فرماتے رہتے تھے۔ بینہ یعنی معجزہ اور وجود نبی و امام لازم و ملزوم ہے۔ جسقدر انبیاء و مرسلینؑ مبعوث ہوئے خداوند عالم نے اپنی بارگاہ سے ان کو "بینات" دے کر بھیجا تاکہ ان بینات کی موجودگی

میں ان کو مبعوث الیہم تسلیم کر سکیں۔ دعویٰ نبوت و امامت کی حقانیت و صداقت منوانے کے لئے کسی ایسی دلیل و برہان کی ضرورت ہے کہ جو خطیۂ خداوندی اور خارق عادت ہو اور اس دلیل و برہان کے مقابلہ میں مبعوث الیہم عاجز ہو جائیں اور دعویٰ نبوت و امامت کو تسلیم کر لیں۔ اور ریاست عامہ کے لئے آئین جمہوری کی احتیاج نہ کریں تمام امور ریاست عامہ تحت نبوت و امامت ہوتے ہیں۔ مالک ریاست عامہ خدا ہے۔ واضع آئین ذات نبیؐ و مجاری آئین ذات امام ہے۔ پس امام کے لئے منجانب خدا اور بتصدیق رسول خدا ایسے بیّنہ کی ضرورت ہے کہ جو ذات امام سے ہمہ وقت متعلق ہو بلکہ امام عالم نور میں ہو یا عالم ظہور میں یا انتقال کر جائے تب بھی بیّنہ یعنی معجزہ اس کی ذات سے وابستہ رہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ الامام امام ولو کان غلاما۔ امام بچپنے میں بھی امام ہے اور اسی طرح ان کے معجزات کا تعلق ہے کہ گہوارہ میں ہیں تب معجز نمائی، شباب کے عالم میں ہیں تب معجز نمائی، اور اب عالم جاودانی میں ہیں تب معجز نمائی ائمہؑ سے متعلق ہے ان کے متعلق یہ کہنا کہ معجزوں کو بازیچۂ اطفال نہ بناؤ، عدم معرفت امام کی نشانی ہے۔ معجزہ باندازِ قدرت الہی ظاہر ہوتا ہے معجزہ توجہ و عنایت الہی کا اثر ہے۔ معجزہ نبی اور امام کی روح قدسی کا فعل ہے۔ بنا بریں قوت اعجاز ہمہ وقت وجود امام سے وابستہ ہے۔

خداوند عالم نے جس قدر انبیاء و مرسلینؑ مبعوث کئے ان سب کو اپنے اقتدار و قدرت کا جزوی طور پر مظہر بنایا۔ اور ان سب کے معجزات ان کے زمانہ کی مناسبت سے تھے۔ مثلاً جناب داؤدؑ کے زمانہ میں موسیقی کا بڑا چرچا تھا۔ خدا نے ان کو ایسا لحن عطا کیا کہ بڑے بڑے فنکار بے کار ہو گئے۔ اور آپ کے لحن قدرتی کو درجہ اعجاز پر تسلیم کیا گیا۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ساحری کا زور تھا۔ حد یہ ہے کہ باطل خدا یعنی فرعون کی خدائی ممنون سحر و جادو تھی۔ خود ساختہ باطل کے زور پر حکمرانی کر رہا تھا۔ خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کو عصاء معجز نما عطا کیا۔ ادھر زمین پر ڈالا اور وہ اژدہا بن جاتا تھا۔ عصاء موسوی میں چودہ خواص یعنی معجزات تھے۔ ان میں سے بعض ایسے امور تھے کہ جو عصاء سے اس وقت بھی ظاہر ہوتے تھے کہ جب عصاء دست موسیٰؑ میں نہیں ہوتا تھا۔ ایسے واقعات کتابوں میں درج ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں علم طب عروج پر تھا۔ خدا نے ان کو مسیح بنا دیا۔ کہ عیسیٰ اپنا ہاتھ بیمار کے جسم پر پھیریں اور شفا ہو جائے۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں دو چیزیں درجہ کمال پر تھیں ایک فصاحت و بلاغت دوسرے شجاعت و بہادری چنانچہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ایام جاہلیت میں عربوں کی زبان پر یہ مثل جاری تھی کہ مرد دو چیزوں سے مرد ہے ایک "زبان" دوسرے "دل" زبان سے مرد فصاحت دکھلاتا ہے اور دل سے میدان جنگ میں ثابت قدمی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اصحاب معلقات میں سے ایک مشہور شاعر کہتا ہے:۔ ع

لسان الفتیٰ نصف ونصف فؤاده   فلم یبق الا صورة اللحم والدم

یعنی آدھا آدمی زبان ہے اور آدھا دل ہے اگر یہ دونوں چیزیں نہیں ہیں تو پھر آدمی گوشت و خون کا ایک مجسمہ ہے مطلب یہ ہے کہ مرد کو اپنی زبان کا پاس ہونا چاہیئے دل اتنا مضبوط ہو کہ میدان جہاد میں کبھی پائے ثبات میں لغزش نہ ہو موت سے خائف نہ ہو جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو آپ کو فصاحت و

بلاغت کے مقابلہ میں قرآن علی ہوا جو دنیائے فصاحت و بلاغت میں معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے اور شجاعت و بہادری کے لئے خدا نے علیؑ کو بصورت معجزہ نبیؐ کو عطا کیا۔ قرآن اور علیؑ دونوں آنحضرتؐ کے معجزے ہیں اسی لیے قرآن و علیؑ ساتھ ساتھ ہیں علیؑ مع القرآن والقرآن مع علی۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے تمام فصحائے عرب عاجز ہوئے اور تسلیم کرنا پڑا کہ ماھذا کلام البشر۔ یعنی قرآن کلام بشر نہیں ہے۔ اور علیؑ ولی کے مقابلہ میں تمام شجاعان عرب سرنگوں ہو گئے۔ اور اشجع الناس ہونے پر نہ صرف شجاعان عرب گواہ ہیں بلکہ آپ کی شجاعت پر درِ خیبر گواہ ہے۔ وہ درِ خیبر کہ جس کو بروایتے چالیس آدمی مل کر کھولتے تھے۔ اس درِ خیبر کے وزن کا اندازہ لگانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

تن تنہا وزنی درِ خیبر تھا اگر حیدرِ کرارؑ نے اکھاڑا اور ہاتھ پر اٹھا لیا۔ اور وہ بھی اپنے دست چپ میں اٹھا لیا ؎

پھول سے بھی تھا سبک تر باب خیبر ہاتھ میں

یہ بھی امام عالی مقام کی معجزانہ شان تھی اور جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ معجزہ بقوت خدا ہوتا ہے امیرالمومنینؑ سے اصحابؓ نے سوال کیا یا مولی درِ خیبر تو اتنا وزنی تھا مگر آپ نے دست چپ سے اٹھا لیا۔ یہ کیوں کر؟ آنجنابؑ نے فرمایا ما قَلَعْتُ بَابَ خَیْبَرَ مِنْ قُوَّةٍ اِنْسَانِیَّةٍ وَلٰکِنْ مِنْ قُوَّةٍ رَبَّانِیَّةٍ۔ یعنی میں نے درِ خیبر اپنی قوت انسانیہ سے نہیں اکھاڑا ہے بلکہ قوت ربانیہ سے۔" معلوم ہوا کہ علیؑ ایسے بشر ہیں کہ جن سے قوت خدا کا ظہور ہوتا ہے قوت خدا کی اور ظہور ذات علیؑ سے آج بھی ذاتِ علیؑ ولی میں وہی قوت ربانیہ موجود ہے لہٰذا کون سی ایسی مشکل ہے کہ جس کا حل کرنا علیؑ کی قوت خداداد یعنی اعجاز سے باہر ہو۔ اسی لئے ہر مولائی مشکل میں یا علیؑ مدد کہتا ہے جو شخص یا علیؑ مدد کہنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ وہ دراصل معجزہ کے منکر ہیں اور منکرِ معجزہ کا کس حد تک اسلام سے تعلق ہے اس کا فیصلہ قارئین کتاب خدا خود فرمائیں۔

قرآن اور علیؑ دونوں آنحضرتؐ کے معجزے ہیں جہاں آپ کی شجاعت پر شجاعان عرب گواہ ہیں وہاں امین وحی بھی گواہ ہیں روایات سے ثابت ہے کہ جنگ اُحد میں بڑے بڑے مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے اور علیؑ حفاظتِ ناموس اسلام میں جہاد کر رہے تھے کہ آپ کی تلوار ٹوٹ گئی اس وقت خداوند عالم نے آپ کے لئے ذوالفقار نازل کی۔ اور امین وحی نے مابینِ زمین و آسمان مدح ذوالفقار و علیؑ میں قصیدہ پڑھا۔ باواز بلند فرمایا۔ لاسیف اِلّا ذوالفقار لا فتی اِلّا علیؑ کہ کوئی تلوار نہیں ہے مگر ذوالفقار کوئی جوانمرد نہیں ہے مگر علیؑ اس مقام پر ذوالفقار کا ذکر مقدم ہے اور علیؑ ولی کا ذکر موخر ہے اس میں بھی بلاغت ہے وہ یہ کہ ذوالفقار کے دامن میں معجزات تھے۔ ایک معجزہ تو یہی تھا کہ ذوالفقار کو سوائے علی ابن ابی طالبؑ یا آپ کی اولاد طیبہ کے کوئی دوسرا نہیں چلا سکتا تھا۔ نیز کہ رہے ذوالفقار باتیں کرتی تھی تیسرے وقت ضرورت طولانی ہو جاتی تھی ذوالفقار معجزہ۔ ذات علیؑ بھی معجزہ تھی۔ علیؑ نبیؐ کا معجزہ تھے۔ ذوالفقار ذاتِ علیؑ کا معجزہ چنانچہ ذات علیؑ کیلئے جنت سے ذوالفقار آئی۔ مالک جنت نے قاسم جنت کو عطا کی۔ ملک نے تحفہ کے طور پر

نادِ علیاً دم کیا۔ اور آنحضرتؐ نے ذوالفقار کا قبضہ اسد کردگار کو دیا اور اب یہ ذوالفقار حضرت قائمؑ آلِ محمدؐ امام مہدی علیہ السلام کے قبضہ میں ہے۔ جناب عارف لکھنوی اعلی اللہ مقامہٗ ذوالفقار کی مدح میں فرماتے ہیں:

یہ تیغ وہ ہے جو ہے آسماں سے آئی ہوئی ۔ نبی بنائی ہوئی اور سجی سجائی ہوئی
خدا کی بھیجی ہوئی مصطفےٰؐ سے پائی ہوئی ۔ علیؑ سے صفدر و غازی کی آزمائی ہوئی

بسر اطاعتِ حیدر میں اس نے راتیں کیں
نڈر تھی ایسی کہ شیرِ خدا سے باتیں کیں

بہرحال ذاتِ علیؑ آنحضرتؐ کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے۔ معصوم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے جسقدر معجزات تمام انبیاء مرسلینؑ کو عطا کئے تھے وہ سب کے سب ہمارے جدّ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کئے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور پھر وہ معجزات علیؑ کو عطا کئے اور ہم سب کے سب تا (حضرت) مہدی آخر الزمان ان معجزات کے حامل ہیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا گنہگار اور مجرم دربارِ رسالت مآبؐ وہ شخص ہے کہ جو آلِ محمدؐ پر اعتراض کرنے والا ہے۔ ان کی بات کو رد کرنے والا ہے۔ اور ان کے معجزات سے انکار کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس نے رسول اللہؐ کے معجزات کو مان کر علیؑ اور اولادِ علیؑ کے معجزات سے انکار کیا وہ قرآن سے بالکل جاہل ہے۔ (از خرائج الجرائح)

اب ہم اہلِ ایمان کے ازدیادِ معرفت کے لئے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چند معجزات پیش کرتے ہیں روایت ہے کہ ایک روز جناب امیر المومنین علیہ السلام خلافتِ ظاہری کے دور میں مسجد کوفہ میں منبر پر رونق افروز تھے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ یکایک ایک شور و غوغہ بلند ہوا۔ آپ نے سبب دریافت کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین ایک عظیم اژدھا اس طرف آرہا ہے۔ اسی اثنا میں وہ اژدھا داخل دروازہ مسجد ہوا۔ حاضرین مسجد پر خوف و ہراس طاری ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کچھ خوف نہ کرو یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ اسے راستہ دے دو یہ میرے پاس آنا چاہتا ہے لوگوں نے اس کو راستہ دے دیا وہ اژدھا منبر کے قریب پہنچا سر بلند کیا اور تین مرتبہ سانس لیا۔ یعنی اپنی زبان میں کچھ عرض کیا۔ مولائے کائنات واقفِ لسان ہائے گونا گوں۔ امام الانس والجن نے اس کی زبان میں جواب دیا وہ اژدھا واپس چلا گیا۔ لوگوں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون تھا۔ فرمایا کہ یہ از قوم اجنہ ایک جن تھا۔ ایک شخص نے جس کا نام جابر بن سمیع ہے بلا کسی اذیت کے اس کے بچّہ کو مارڈالا ہے یہ فریاد لے کر آیا تھا میں نے قاتل کے حق میں اس کے بچّہ کا خون بخشوا لیا ہے۔ بعض روایات میں یہ پایا جاتا ہے کہ یہ قوم جن کا قاضی تھا۔ اور جنات میں خون ریز لڑائی ہوئی تھی آپس میں کوئی تنازعہ تھا۔ فیصلہ شرعی کسی کو معلوم نہ تھا وہ اس مسئلہ شرعی کو دریافت کرنے آیا تھا۔ میں نے فیصلہ کردیا ہے۔ اژدھا چلا گیا اور یہ واقعہ اس دن سے اس قدر مشہور ہوا کہ کوفہ کی مسجد کے دروازہ کا نام بابِ الثعبان مشہور ہوگیا۔ ادھر لوگ دروازۂ مسجد کو باب الثعبان کہتے اور ادھر یہ معجزۂ علیؑ پیشِ نظر ہوجاتا۔ اموی دور میں مخالفتِ علیؑ اپنے عروج پر تھی۔ نقوشِ معجزہ کو

مٹانے کے لئے ایک ہاتھی در مسجد میں باندھا گیا تاکہ لوگ باب الثعبان کی بجائے باب الفیل کے نام سے یاد کریں۔ دروازہ مسجد کا نام باب الفیل رکھا گیا۔ مگر تصرفات مرتضوی دیکھنے کے قابل ہیں لوگ پھر بھی باب الثعبان کہتے رہے اور نقوش معجزہ ابھرتے رہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین جنگ صفین سے مراجعت فرماتے ہوئے ایک ایسے صحرا سے گزرے کہ جہاں کوسوں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ اثناء راہ میں ایک جگہ نزول اجلال فرمایا۔ لشکر پر تشنگی غالب تھی۔ اہل لشکر نے تشنگی کے غلبہ کی آں جناب سے شکایت کی غالب علی کل غالب حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے صحرا میں نظر دوڑائی۔ دیکھا کہ ایک سنگ عظیم یک جگہ پڑا ہوا تھا۔ آپ اس کے نزدیک گئے فرمایا اے پتھر تو ہم کو خبر دے کہ اس صحرا میں پانی کس جگہ ہے پتھر سے آواز آئی کہ سلام علیک اے وارث علوم نبوت و رسالت۔ اے وصی رسول آخر الزمان پانی میرے نیچے ہے یہ سن کر آپ نے لشکریوں کو حکم دیا کہ اس پتھر کو اس کی جگہ سے ہٹاؤ چنانچہ لشکر کے بہت سے آدمیوں نے مل کر زور لگایا مگر پتھر کو جنبش تک نہ ہوئی جناب امیر المومنین نے یہ ملاحظہ فرمایا تو لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا اور زیر لب کچھ کہا اور پتھر پر ہاتھ مارا۔ پس وہ پتھر اس جگہ سے بہت دور جا پڑا۔ اور اس کے نیچے سے پانی شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سرد جاری ہو گیا تمام لشکریوں نے پانی پیا۔ جانوروں کو بھی پلایا اور مشکیں بھر لیں۔ اس کے بعد امام عالی مقام نے پھر پتھر کو اشارہ کیا اور وہ پتھر پھر اپنی جگہ واپس آ گیا۔ اور چشمہ زیر پتھر چھپ گیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ وہ پتھر گیند کی طرح لڑکتا ہوا اپنی جگہ قائم ہو گیا۔

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں رونق افروز تھے۔ اصحاب باصفا زینت مسجد نبوی تھے۔ اتنے میں ایک شور و غوغہ بلند ہوا اور ایک دیو عظیم الجثہ مثل کوہ عظیم داخل مسجد ہوا۔ اس کو دیکھ کر سب لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ اس دیو کے چہرہ پر زخم تھا۔ اور اس کے ہاتھ لیف خرما سے بندھے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی گنہگار ہے جس کے ہاتھ باندھے گئے ہیں وہ حاضر خدمت نبوی ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں ایک مشکل لاینحل رکھتا ہوں۔ میری مشکل آج تک کسی سے حل نہیں ہوئی۔ آپ میری مشکل حل فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بیان کرو تیری مشکل کیا ہے اس نے کہا کہ میں خلقت آدم سے تیس ہزار سال قبل خلق ہوا تھا خلق خدا کو آزار پہنچانا۔ ان کو ایذا دینا میرا کام تھا۔ جب سے دنیا میں اولاد آدم نے قدم رکھا میں برابر ان کو ایذائیں دیتا رہا۔ میرے دل میں ذرا خوف خدا اور رحم نہ تھا۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا، خوش منظر و خوش وضع، سرو قد، رخ انور مثل آفتاب تاباں نمودار ہوئے۔ میری نظر جیسے ہی اس جوان پر پڑی میں نے اس کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ ابھی اس ارادہ سے اس کے قریب گیا ہی تھا کہ اس جوان رعنا نے ایک طمانچہ مارا جس سے میرے رخسار میں زخم ہو گیا اور آج تک وہ زخم باقی ہے پیپ جاری ہے اور پھر اس جوان رعنا نے میرے دونوں ہاتھ لیف خرما سے باندھ دیئے اور وہ غائب ہو گئے۔ میں نے ہر چند کوشش کی۔ دوسرے دیو کی مدد حاصل کی۔ مگر میری جماعت کا کوئی فرد اس گرہ کو کھول نہیں سکا۔ میں حضرت

سلیمانؑ پیغمبر کے پاس گیا۔ سارا واقعہ بیان کیا۔ کہ سلیمانؑ ہاتھ کی گرہ کھول دیں مگر ان سے بھی نہ کھل سکی۔ تب حضرت جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور کہا اے سلیمانؑ یہ گرہ تم سے نہ کھلے گی جس جوان نے گرہ لگائی ہے وہی کھول سکتا ہے۔ آپ نے سوال کیا کہ وہ جوان کون ہے تو جبرئیلؑ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین محمد مصطفیٰؐ پیدا ہوں گے ان کے وصی ان کے بھائی علی ابن ابی طالبؑ ہوں گے انہوں نے اس کے ہاتھ بطور سزا باندھے ہیں دیو یہ باتیں بیان کر رہا تھا کہ امیرالمومنین علیہ السلام سامنے سے نمودار ہوئے جوں ہی اس دیو کی نظر آنجنابؑ پر پڑی گھبرا گیا۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ یہی وہ جوان ہے کہ جس نے میرے ہاتھ باندھے تھے اس کی صورت میرے لوحِ دل پر اب تک نقش ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس طرح کے امور علیؑ کی ذات سے بعید نہیں ہیں علیؑ مظہر العجائب والغرائب ہیں اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اس دیو کے ہاتھ کھول دو۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اشارہ کیا اور اس کے ہاتھ کھل گئے۔ گرہ کھل گئی۔ مشکل لاینحل۔ حل ہو گئی۔ آپ نے عقدہ کشائی فرمائی۔ یہ معجزہ آنحضرتؑ کے مشکل کشا و عقدہ کشا ہونے کی نشانی ہے۔ آنجنابؑ بہ تصدیق نبوی مظہر العجائب و مظہر الغرائب ہیں متصرف کائنات ہیں پس آپ کے مشکل کشائے خلق ہونے پر ایمان رکھنا تمام اہلِ ایمان کے ایمان کے لئے ایک قسم کا جزو لازم ہے۔

حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے دو مرتبہ رجعت شمس ثابت ہے۔ رجعت شمس بھی آپ کا معجزہ ہے۔ چنانچہ شواہد النبوۃ صفحہ ۷۲ میں رجعت شمس کا واقعہ اول تحریر ہے علاوہ ازیں صاحب مجمع الفوائد اور ابن مغازلی نے اسماء بنت عمیس کے حوالہ سے اس واقعہ کو روایت کیا ہے کتاب الارشاد میں جناب ام المومنین بی بی ام سلمہؓ جناب جابرؓ اور ابو سعیدؓ وغیرہ سے بھی روایت ہے کہ جنگ خیبر کے سلسلہ میں بمقام صہبا آنحضرتؐ پر نزول وحی ہونے لگا

اس وقت امیرالمومنینؑ نماز ظہر ادا کر چکے تھے۔ زانوئے مبارک پر سر اقدس نبوی تھا کہ وحی کو طول ہوا۔ وقت عصر گزرنے لگا امیرالمومنینؑ نے نماز عصر اشاروں سے پڑھی سر مبارک زانو سے نہ ہٹایا ایسا نہ ہو کہ کلام خدا منقطع ہو جائے۔ اسی اثنا میں آفتاب غروب کر گیا۔ آنحضرتؐ کو جب وحی سے افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا کہ اے علیؑ نماز عصر بھی پڑھی ہے یا نہیں عرض کیا کہ اشاروں سے پڑھی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ آفتاب کو آواز دو۔ پلٹاؤ۔ چنانچہ امیرالمومنینؑ نے زیر لب کچھ کہا اور اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ ہمیں ایک گرج کی سی آواز محسوس ہوئی ہم نے دیکھا کہ آفتاب جانب مغرب سے برآمد ہوا اور اس مقام افق پر پہنچا کہ جو وقت فضیلت نماز عصر ہے۔ جناب امیرالمومنینؑ نے نماز عصر پڑھی ادھر نماز عصر ختم ہوئی اور ادھر آفتاب نے پھر مسافت طے کی اور جانب مغرب میں چھپ گیا کہ دو نمازیں علی ابن ابی طالبؑ نے پڑھی ہیں جن کی مثال دنیائے اسلام میں نہیں ملتی۔ ایک نماز کو آفتاب دیکھتا ہوا غروب ہو گیا۔ اور دوسری نماز دیکھنے کے لئے آفتاب پلٹ آیا۔

دوسری مرتبہ رجعت شمس بابل جاتے ہوئے فرات کے کنارے واقع ہوئی ہے (حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو بحار الانوار، شرح کبیر ابن ابی الحدید، مناقب وغیرہ) شواہد النبوۃ صفحہ ۸۲ پر ہے کہ آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد حضرت علیؑ بابل جاتے ہوئے جب فرات کے کنارے پہنچے تو آپ کے اصحابؓ کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ آپ نے آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے چنانچہ اطاعت اوامر میں آفتاب مغرب سے پلٹ آیا اور اصحاب نے نماز عصر ادا کی۔ روایات میں ہے کہ علیؑ نے دوبارہ واپسی کا حکم دیا تو آفتاب پھر غروب کر گیا اگر حکم نہ دیتے تو آفتاب غروب نہ کرتا۔ نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض وغیرہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا کوئی مولائی آپ کا کوئی ذاکر آپ کی مدح کرنے میں مصروف تھا وہ فضائل امیرالمومنین بیان کر رہا تھا۔ گویا ذکر علی عبادۃ پر عمل کر کے فریضۂ عبادت انجام دے رہا تھا کہ زیادہ وقت گزر گیا اور آفتاب غروب کر گیا نماز ادا نہ کر سکا جب وہ ذکر علیؑ سے فارغ ہوا منبر سے اترا آفتاب کو مخاطب کر کے کہا کہ پلٹ آ میں اس کے فضائل بیان کرنے میں مشغول تھا کہ جس کے لئے تو دو مرتبہ پلٹ آیا ہے۔ ادھر اس ذاکر نے یہ کہا اور آفتاب پلٹ آیا اور اس مولائی نے نماز ادا کی اور پھر آفتاب غروب ہو گیا۔

عہدِ خلفاء میں تلوار نہ اُٹھانے کے اسباب

موضوع بالا کو سمجھنے کے لئے حسب ذیل دو باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے:- (۱) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد بعثت اور حضرت کا طریقہ کار کیا تھا۔ (۲) جناب سرور کائنات صلعم کے بعد آپ کی تعلیمات کا سب سے عملی اور مکمل نمونہ کون تھا۔

یہ مسلم بین الفریقین ہے کہ حضرت صلعم کی بعثت کا اصول شاہی وسلطانی ملک گیری، دولت و ثروت کے لئے نہ تھی بلکہ انسان کو صحیح انسانیت کے ڈھانچے میں ڈھالنا مقصود تھا یعنی کہ وہ انسانیت جو ظلم و جور، قتل و غارت گری، چوری، ڈکیتی، بد دیانتی و بے ایمانی، فرقہ پرستی و گروہ بندی، خود نمائی، خود ستائی، خدا فراموشی و عیاشیت، کذب بیانی اور بے راہ روی میں گرفتار تھی، اس کو عدل و انصاف، اخوت و محبت، کسب حلال، جائز ذریعہ معاش، دیانت و امانت، یکجہتی و یگانگت، خاکساری و انکساری، خلق و مروت، خدا شناسی و خدا پرستی کے زیورات سے آراستہ کرنا مقصود تھا۔ یہ وہ تمام اخلاق فضائل ہیں جن سے انسانیت متصف ہو کر پُر نور اور نورٌ علیٰ نور ہوتی ہے۔

یہی خلاق فضائل زندگی کے ہر موڑ پر انسانیت کے لئے مشعل راہ قرار پاتے ہیں۔ ان ہی سے انسانیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ یہی وہ اوصاف حمیدہ اور فضائل پسندیدہ ہیں۔ کہ جن سے انسان دوسروں کے دلوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ ان کی تبلیغ واشاعت تلوار کے زور سے نہیں ہوا کرتی تبلیغ واشاعت بزور شمشیر نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ علم وحکمت، ادب اخلاق کے ذریعہ سے ہوا کرتی ہے، اس لئے اللہ نے اپنے حبیب کی تعریف یوں فرمائی ہے: انك لعلی خلق عظیم بے شک اے رسولؐ تم اخلاق کے تمام ہتھیاروں سے آراستہ ہو۔ اور حضور خود بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ بعثت لتتم مکارم الاخلاق۔ میں بہترین اخلاقیات کو درجہ کمال تک پہنچانے آیا ہوں۔

جس وقت حضورؐ نے اعلان نبوت فرمایا ہے وہ آپ کے پورے شباب تھا۔ دست وبازو قوی اور توانا تھے۔ اور گھر کے اندر بہادر ترین افراد عرب موجود تھے۔ جیسے حضرت حمزہؓ اور جعفر طیارؓ وغیرہ اور کسی انسان کی جو قوت و طاقت گھر میں رہ کر ہو سکتی ہے وہ پردیس اور عالم مہاجرت میں نہیں ہو سکتی۔ لیکن آنحضرتؐ نے بجائے اعلان جنگ اور تلوار کے مقابلہ کے خلق واخلاق کی شمشیر آبدار سے لوگوں کو اپنا گرویدہ کیا۔ دنیا میں جب بھی کسی شخص کا مقصود حکومت رہا ہے۔ اس نے اپنے زور سے کام لیا ہے۔ لیکن پیغمبر اسلام نے بظاہر اپنی کمزوری دکھائی۔ اور بباطن اخلاق کا ایسا دباؤ ڈالا کہ دنیا حیرت زدہ ہے کہ ایسے یتیم اور بے سروسامان شخص نے اتنی جلدی عرب جیسے جہالت زار کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ لیکن دنیا کو معلوم نہیں کہ حضور ملک گیری وحکمرانی کرنے تشریف نہیں لائے تھے۔ جو لاؤ لشکر اور تلوار کی ضرورت ہوتی بلکہ آپ کا مقصد انسانیت کو معراج کمال تک پہنچا کر دلگیری مقصد تھی۔ یہی تو وجہ تھی کہ لوگ پتھر مارتے تھے، کوڑا ڈالتے تھے، بدکلامی کرتے تھے، طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ مگر وہ خلق مجسم یہی کہتا تھا: اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون۔ خدایا میری قوم مجھے پہچانتی نہیں ہے۔ اس کو میری معرفت عطا کر۔ حدیہ کہ لوگوں نے گھر گھیر لیا۔ قتل کے درپے ہو گئے مگر حضورؐ نے پھر بھی تلوار اٹھانے کے بجائے خاموشی سے دیس چھوڑ کر پردیس آباد کیا۔ لیکن جب دشمنوں نے اس اخلاق کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مدینہ پر چڑھائی کی تو وہی رسولؐ جس نے کافی عرصہ تک تکلیفیں اٹھائیں اور اذیتیں برداشت کیں، بالکل بے سروسامانی کے عالم میں چند ساتھیوں کو ہمراہ لے کر مقابلہ میں آ ڈٹا۔ صرف اس لئے کہ خاموش رہنے اور چپ بیٹھنے کا محل نہیں۔ کیوں کہ اب بزدلی اور پست ہمتی کا دھبہ لگنے کا شدید خطرہ تھا۔ جہاں تک سمجھانے بتلانے اور ادب واخلاق کا تعلق تھا، وہ ہم نے مکمل طریقہ سے پورا کیا۔ پتھر کھائے صیبتیں، مشقتیں برداشت کیں۔ طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ ایمان لانے والوں پر سخت ترین مظالم دیکھے سینے پر صبر کی سل رکھی وطن عزیز کو چھوڑ کر پردیسی اختیار کی۔ مگر یہ انسان نما بھیڑیے مدینے تک چڑھ آئے۔ اور انہوں نے ہمارے خلاق کا غلط فائدہ اٹھایا، تو اب رسول اکرمؐ نے بھی کہا۔ اچھا لو آؤ اور ہم پردیسیوں کی نبرد آزمائی دیکھ لو۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ تبلیغ

اسلام رسولؐ کا فرض العین تھا۔ جب اس راہ میں رکاوٹ پیدا ہوئی تو پہلے اس کو ادب و اخلاق کی تلوار سے دفع کرنے کی کوشش کی۔ اور جب اخلاق کارگر نہ ہوئے بلکہ فریق مخالف نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا، تو اب یقیناً حق یہی تھا کہ بزدلی و پست ہمتی کے داغ کو شمشیر آبدار سے دھوکر اشاعتِ دین کا راستہ صاف کیا جائے۔ ورنہ دشمنوں کی حوصلہ افزائی ہوتی۔ اسوۂ حسنہ رسول یہ ہوا کہ پہلے حلم و تبلیغ اور اشاعتِ دین، اور ادب و اخلاق کے ذریعہ اور جب ان سے کام نہ چلے تو پھر بدرجہ مجبوری تلوار۔ تو اب صاحبانِ بصیرت خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں، کہ حضرت علی علیہ السلام کے تلوار اٹھانے کا کونسا محل تھا جب کہ حضرت علی کا کام بعینہ کارِ رسولؐ تھا۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

یہ قریب قریب مسلّم بین الفریقین ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد علم و حکمت، رشد و ہدایت میں جو مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کا تھا وہ کسی دوسرے کا نہیں تھا، ملاحظہ ہو:۔ عن ابی هریرة قال قال رسول الله وهو فی محفل من اصحابه ان تنظروا الی آدم فی علمه ونوح فی فهمه وابراهیم فی خُلقه وموسی فی مناجاته وعیسی فی سنته ومحمدٍ فی هدیته وحلمه فانظروا الی هذا المقبل فتطاول الناس فاذا هو علی ابن ابی طالب (اس حدیث کو مختلف الفاظ کے ساتھ ۲۰ علمائے اہلِ سنّت نے نقل کیا ہے۔ جن میں امام احمد بن حنبل، امام رازی، علامہ طبری، ابن صباغ اور امام مالک وغیرہ بھی ہیں) ترجمہ:۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی صلعم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ فرمایا اگر آدمؑ کو اس کے کمالِ فہم، ابراہیمؑ کو اس کے کمال خلق میں موسیٰؑ کو اُن کی صفت کلیم اللہی میں عیسیٰؑ کو ان کے طریق عبادت میں، محمدؐ کو ان کے کمال ہدایت و حلم میں دیکھنا چاہتے ہو تو اس آنے والے کو دیکھو۔ اصحاب نے جو گردن اُٹھا کر دیکھا، تو علی ابن ابی طالب چلے آ رہے تھے۔ اس روایت سے کم از کم یہ تو واضح طریقہ سے معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت علیؑ میں انبیاء کے اوصاف تھے۔

آنحضرت صلعم کے بعد رشد و ہدایت کی ذمہ داری صرف حضرت علیؑ پر آتی ہے۔ کیوں کہ حضورؐ نے خود ہی فرمایا ہے جو محمدؐ کو کمال ہدایت پر دیکھنا چاہے وہ علیؑ کی ہدایت کا طریقہ بعینہ محمدؐ کے طریقہ پر دیکھے گا۔ اسی لئے محمدؐ کے بعد علیؑ نے تبلیغ دین پہلے علم و حکمت اور خلق و مروت سے کی۔ دروازہ پر آگ و لکڑیاں جمع ہو گئیں، گلے میں رسّی بندھ گئی۔ لیکن اشاعت تبلیغ و دین کی خاطر سب کچھ برداشت کر لیا۔ انہی تمام اخلاقی پہلوؤں کا اثر تھا کہ بڑے بڑے حضرات تا اشاعتِ دین و مسائل شرعیہ اسلامیہ کے مواقع پر حضرت علیؑ کے دروازہ پر کاسۂ گدائی لے کر آتے تھے۔ اگر حضرت علیؑ تلوار اٹھا لیتے تو دشمن بظاہر ختم تو ہو جاتے۔ لیکن یہ عملِ رسولؐ کے مطابق نہ رہتا، نیز یہ کہ حقیقی اسلام میں چنگیزی گھس آتی اور چونکہ وہ بالکل ابتداء کا زمانہ تھا، بہت سوں کو تو نبوت محمدیہ میں ہی شبہات پیدا ہو جاتے تھے۔ آج برائے نام یہ کہا جاتا ہے کہ محمدؐ اپنے خاندان کی حکومت کرنا چاہتے تھے، علیؑ کی تلوار باہر آ جانے سے تو یقین ہی ہو جاتا۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت علیؑ کی نگاہیں کتنی دور رس تھیں کہ خاموشی سے تبلیغ دین اور حفاظت نبوت محمدیہ کرتے تھے۔

۲۱. قال رسول اللہ۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب۔
یہ حدیث اہل سنت نے ۶ ۱۴ مشہور راویوں سے مروی ہے۔ جن میں عبداللہ ابن مسعود اور حذیفہ یمانی۔ عمرو بن العاص عبداللہ ابن عمر، جابر بن عبداللہ جیسے صحابہ بھی شامل ہیں۔ صاحب کتاب نظم درر السمطین نے اس حدیث کو لکھ کر لکھا ہے کہ فضیلۃً اخریٰ اعترف معا الاصحاب وابتھجوا رسلکوا طریق الوفاق وابتھجوا۔
یعنی حضرت علیؑ کی یہ ایسی فضیلت ہے کہ جس پر تمام اصحاب رسولؐ کا اتفاق ہے۔ اور تمام اصحاب رسولؐ اس فضیلت کے حضرت علیؑ کے لئے معترف تھے۔ یہ علمائے اہل سنت بھی انہی ۱۴۶ علمائے ہیں۔ (امام احمد بن حنبل، علامہ طبریؒ، علامہ ابن عبدالبر، علامہ ابن اثیرؒ، حضرت نظام الدین اولیاء، علامہ دیلمیؒ۔ ابن ضباغ مالک ابن حجر عسقلانی ابن حجر مکی، عبدالحق محدث دہلویؒ وغیرہ)۔
تبصرۃ الاولیاء میں نظام الدین اولیاءؒ نے یوں لکھا ہے: "او (حضرت علی) باوصاف بذل وعطاء زہد و تقویٰ در صفا بیان صحابہ کرام ممتاز بود، باقوت وشوکت از حضرت عزت بخطاب اسد اللہ الغالب مخاطب گشت وبکثرت علم از جملہ صحابہ رضوان اللہ علیہم بقول حضرت رسالت پناہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا مخصوص گشت۔"
شہاب الدین احمد توضیح الدلائل میں لکھتے ہیں: والصحابۃ کلھم یراجعونہ مھما اشکل علیھم ولا یسبقونہ ومن ھذا المعنی قال عمر لولا علی لھلک عمر۔ یعنی حضرت رسالت مآبؐ کے بعد حضرت علیؑ ایسے متبحر تھے کہ تمام صحابہؓ ہر مشکل میں علیؑ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ اس فخر سے کہا کرتے تھے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ سرکار رسالتؐ کے بعد حضرت علیؑ از روئے حکمت و علم تمام اصحابؓ سے بہتر و افضل تھے۔ تو اب جو فضیلت و شرف حضرت علیؑ کا ہو گا وہ کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اصل کمال ہے، جیسا کہ فخر الدین رازی نے آیہ علّم آدم الاسماء کے تحت لکھا ہے۔ یہ آیت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ خداوند تعالیٰ نے آدمؑ میں اپنی حکمت کا کمال محض علم سے ظاہر فرمایا ہے۔ اگر علم سے بہتر کسی اور شے کا وجود ممکن ہوتا، تو واجب تھا، کہ آدمؑ کے فضل کا اظہار اسی شے سے کیا جاتا نہ کہ علم سے (تحت علّم آدم الاسماء، فخر رازی لکھ دیں)۔
المسئلۃ السادسۃ ھذہ الایۃ دالۃ علی فضل العلم فانہ سبحانہ ما اظھر کمال حکمتہ فی خلقۃ آدم علیہ السلام الا بان اظھر علمہ فلو کان وجود شیٔ من العلم لکان من الواجب اظھار فضلہ بذالک الشیٔ لا بالعلم۔ واعلم ان ھذہ الایات نزل علی اشرف الانسان ومزینۃ العلم وفضلہ علی العبادۃ وانہ شرط فی خلافت بل العمدۃ فیھا ان آدم افضل من ھؤلاء الملئکۃ لانہ اعلم منھم والاعلم افضل لقولہ۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ (تفسیر بیضاوی جلد اول)

یہ آیات انسان کے شرف اور علم کی عظمت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور پورے طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ علم عبادت سے افضل ہے اور علم خلافت کے لئے ایک شرط ہے، بلکہ علم خلافت کا رکن ہے ظاہر ہوا کہ آدم ملائکہ سے افضل تھے، کیونکہ ان سے زیادہ علم والے تھے اور زیادہ علم رکھنے والا ہمیشہ افضل ہوا کرتا ہے، جیسا کہ خود خدا کہتا ہے کہ جاہل اور کم علم لوگ عالم کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اور چونکہ حضرت علی تمام اصحاب سے علم و حکمت میں اعلیٰ و افضل نہیں بلکہ ایک طرح استاد صحابہ تھے۔ کیوں کہ صحابہ اپنے تمام مشکل معاملات میں حضرت علیؑ کے محتاج ہوا کرتے تھے جو شاگردوں اور ماتحتی کی روشن دلیل ہے۔ اور ترویج علم و حکمت کے لئے تلوار نہیں ہوا کرتی۔ (بشرطیکہ کوئی خود تلوار لیکر نہ نکل آئے۔ اور اشاعتِ دین میں رکاوٹ نہ پیدا کرے) بلکہ اہلیت و قابلیت کی ضرورت ہے جو حضرت علیؑ سے بہتر اور کسی میں تھی ہی نہیں تو پھر تلوار کیوں اُٹھائی جاتی۔ بے شک اگر ملک گیری مقصود ہوتی تو شاید تلوار اٹھتی۔ لیکن یہاں دلگیری مقصود تھی اور جس میں حد تک حضرت علیؑ کامیاب ہوئے۔ دوسرا پاسنگ بھی نہیں۔ دلوں میں حکومت علم و حکمت سے کی جاتی ہے نہ کہ تلوار سے اور اس مملکت کا علیؑ ایسا تاجدار ہے کہ دشمن تک اس کی ثناخوانی میں مصروف ہے: كان معاوية يكتب فيما ينزل به ليسال له على ابن ابي طالبؑ عن ذلك فلما قتل عليؑ قال ذهب الفقه والحكمة بموت ابن ابي طالبؑ (استیعاب ابن عبدالبر) "معاویہ امیرالمومنین علیہ السلام سے لکھ لکھ کر مسائل پوچھا کرتا تھا۔ جب حضرت علیؑ کی شہادت ہو گئی، تو معاویہ نے کہا (آج) علی کا انتقال نہیں ہوا، بلکہ فقہ اور حکمت ختم ہو گئے۔ اب غور کرنے کی بات ہے، کہ جب جناب سرورِ کائنات کا علم و فضل اور حکمت و ہدایت حضرت علیؑ کے سوا دوسرے میں تھی ہی نہیں۔ تو پھر حضرت علی کس چیز کے لئے تلوار اٹھاتے۔ صرف چنگیزی اور ہٹلریت رہ جاتی تھی۔ جس کا تعلق نہ رسولؐ سے تھا نہ علیؑ سے کیونکہ اگر آنحضرتؐ کے بعد کی خلافت سیرتِ رسولؐ کے مطابق ہوتی تو سیرت شیخین الگ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور حضرت علی کا سیرت شیخین کو قبول نہ کرنا دلیل بیّن ہے کہ حضرت علیؑ اور رسولؐ کا عمل متحد تھا۔ پھر یہ کہ جناب رسالت مآبؐ نے متعدد بار کھلے لفظوں میں یہ تبلا دیا تھا کہ میرے بعد کس قسم کی حکومت قائم ہو گی۔ اطمینانِ قلب کی خاطر یہ حدیث ملاحظہ فرمائیے:

ان بعدی ائمة اطعتموهم اكفروكم وان عصيتموهم قتلوكم ائمة الكفر ورؤس الضلالة (کنزالعمال جزششم، کتاب الفتن ص۳۹ حدیث ۲۴۷) یعنی میرے بعد فوراً اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے، جن کی اگر تم اطاعت کرو گے تو وہ تم کو کفر کی طرف لے جائیں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت سے انکار کرو گے تو وہ تم کو قتل کر دیں گے۔" اب ہم اس حدیث کی زیادہ تشریح نہیں کرتے۔ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں۔ اسی وجہ سے جناب رسالت مآبؐ نے حضرت علیؑ کو دنیا سے رخصت ہوتے وقت ہی سمجھا دیا تھا کہ اے علیؑ! میرے بعد تم پر بڑی مصیبتیں آئیں گی، مگر تم صبر کرنا۔

علیؑ نے اپنی ذات پر بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کیں۔ اور آنحضرت صلعم کے قول کی بعد میں بھی تعمیل کر کے دکھا دی۔ اگر حضرت علیؑ صبر و استقلال سے کام نہ لیتے تو سرور کائنات کی نبوت ختم ہو جاتی کیوں کہ علیؑ کے تلوار اٹھانے سے دو گروہ بن جاتے ایک کھلم کھلا منکر نبوت محمدیہ ہو جاتا اور کچھ ایسے بھی ہوتے جو آنحضرتؐ کی نبوت کے قائل ہوتے، چوں کہ یہ بہت بڑا رخنہ تھا۔ اس لئے حضرت نے انتہائی قوت تحمل و برداشت کے مظاہرے کام لے کر نبوت محمدیہ کو فوراً ٹکڑے ہونے سے بچا لیا۔ اور جو آواز سنہ ۶۱ھ میں یزید کے منہ سے نکلی تھی کہ بنی ہاشم نے ایک کھیل کھیلا تھا۔ ورنہ وحی وغیرہ کچھ نہیں آئی تھی) آج کسی کو اسکے کہنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اگر حضرت علیؑ اس وقت عقل و خرد علم و حکمت سے کام نہ لیتے تو آج ہی یہ آواز پیدا ہو جاتی۔ یہ علیؑ کے صبر و استقلال اور دور اندیشی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی دنیا کے چپہ چپہ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ صحیح و سالم موجود ہے۔ ورنہ جس گروہ نے حضورؐ نبی کے باپ دادا ہی کو کافر نہیں بنایا بلکہ خود آنحضرتؐ کو نہایت دلیری سے کہہ دیا کہ آنحضرتؐ (نقل کفر کفر نباشد) قبل اعلان نبوت معاذ اللہ کافر تھے۔ دیکھو تفسیر کبیر علامہ فخرالدین رازی جلد ہشتم تحت آیہ "و وجدک ضالاً فہدیٰ"۔ اس کو نبوت محمدیہ سے بظاہر انکار کرنے میں کیا شرم محسوس ہوتی۔ اگر حضرت علیؑ خاموشی سے بیٹھے بیٹھے اشاعت دین و حفاظت نبوت محمدیہ نہ کرتے، تو آج دنیا میں محمد پیغمبرؐ کے نمبردار نہ ہوتے بلکہ سلطان، ملک گیری کے ہیرو شمار ہوتے۔

ذرا اس ماحول پر نظر ڈالئے جو حضرت رسولؐ کے بعد فوراً پیدا کر دیا گیا تھا۔ ایسی صورت میں حضرت علیؑ کو کیا کرنا چاہیئے تھا۔ عقل سلیم اور نفس مطمئنہ یہی کہتا ہے بے شک اب تلوار اٹھانے کا محل نہیں تھا، بلکہ صبر و سکون کے ساتھ بیٹھ کر ایسے افراد پیدا کرنے کا وقت تھا کہ دیواروں میں چنے جائیں مگر در و دیوار سے محمد رسول اللہ کی صدائیں بلند ہو جائیں، سر کٹ جائیں لیکن محمد رسول اللہؐ سربلند ہو جائے خود ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، مگر نبوت محمدیہ کے ٹکڑے نہ ہونے دیں، خون کا گارا بن جائے مگر چپہ چپہ پر محمد رسول اللہؐ لکھ جائے، شہر بدر ہو جائیں مگر ریگستان کا ذرہ ذرہ آواز بلند کہے محمد رسول اللہؐ۔ قارئین شاہد ہیں کہ بغداد کی دیواریں ربذہ کا ریگستان کھجور کے درختوں کی سولیوں پر سونے والے کس کے شاگرد تھے اور کس جرم میں مارے گئے تھے یہ حضرت علیؑ کی خاموشی کا ادنیٰ سا کرشمہ تھا کاش دنیا دیکھے، پڑھے، اور عمل کرے۔

جنگِ جمل

جب جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ نے زمامِ خلافت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت پراگندہ تھی ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ وہ لوگ کہ جنھوں نے دورِ خلافت ثلاثہ میں اپنی خودغرضیوں کو بروئے کار لا کر عام مسلمانوں اور بالخصوص بنو ہاشم کے حقوق ضائع کئے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ دورِ خلافت امیر المومنینؑ میں انہیں علیؑ کا تابع ہو کر رہنا پڑے گا اور حق تلفی کی اجازت نہ ہوگی۔ اس قسم کے لوگ زیادہ تر اموی گروہ سے متعلق تھے جو دل سے حضرت علیؑ کے ساتھ نہ تھے۔ دوسری طرف طلحہ و زبیر بھی خلافت کی خواہش رکھتے تھے۔ ان دونوں کو حکومت کی بڑی تمنا تھی۔ چنانچہ دورِ خلافت اوّل میں طلحہ ناراض ہو کر حضرت ابوبکرؓ سے کہہ بیٹھے کہ تم نے اپنے بعد یک سخت مزاج اور غصہ ور کو ہم پر سردار مقرر کر دیا۔ حالانکہ تم کو نامزدگی کا حق نہیں تھا۔ جناب خلیفہ ثانی کے انتقال کے بعد جب شوریٰ کمیٹی مقرر ہوئی تو اس میں طلحہ بھی تھے۔ لیکن جناب عثمانؓ کا انتخاب عمل میں آیا اور طلحہ محروم رہے اب جبکہ قتل خلیفۂ ثالث کے بعد تمام مہاجرین و انصار نے حضرت علیؑ مرتضیٰ کو اپنا امیر منتخب کر لیا تو آپ یہ بالکل ناامید ہو گئے۔ لیکن بیعت امیر المومنین کر لی مگر دل کی آواز کچھ اور ہی تھی (شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ جز ۱ ص ۳۴)

جناب زبیر امیر المومنین علی کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ جناب سرورِ کائنات کی وفات کے بعد ہر موقع پر آپ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے طرفدار و حامی رہے۔ آپ کے فرزند عبداللہ ابن زبیر کی پیدائش کے بعد کچھ رنگ بدلا کیونکہ بی بی عائشہؓ نے عبداللہ کو گود لے لیا تھا اور تربیت کرتی تھیں: جب عبداللہ سنِ شعور کو پہنچے تو تربیت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اب ان کا طرزِ عمل حضرت علیؑ کے خلاف ہونے لگا۔ حضرت عائشہؓ کا بھی دل حضرت علیؑ کی طرف سے صاف نہ تھا۔ بنابریں عبداللہ ابن زبیر کا بھی دل حضرت علیؑ کی طرف سے صاف نہ رہا۔ اور اس کا اثر آخر عمر میں جناب زبیر پر بھی پڑا۔ اب یہ باپ بیٹے دوسرے گروہ میں شمار کئے جانے لگے (شرح ابن ابی الحدید جلد دوم جز ۱۱ ص ۴)

حضرت علیؑ کو بھی ان دونوں کے خیالات کا اچھی طرح علم تھا۔ چنانچہ جب طلحہ و زبیر دونوں آئے اور بیعت کرنا چاہا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تم کو مجبور نہیں کرتا ہوں۔ لیکن ان دونوں نے مصلحتاً بیعت کر لی مبادا علیؑ ہمارا زیادہ خیال کریں۔ لیکن حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ چونکہ کتاب خدا اور سنتِ رسول کے خلاف کوئی امر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انہیں ان کے حق سے زیادہ مراعات نہیں دیں۔ اس امر کا شکوہ ان دونوں حضرات نے کیا۔ حضرت امیر المومنین

نے محمد بن طلحہ کو بلا کر کہا کہ طلحہ و زبیر سے پوچھو کہ وہ کیا چاہتے ہیں محمد بن طلحہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلحہ و زبیر یہ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک کو بصرہ کی دوسرے کو کوفہ کی حکومت دے دی جائے جب امیر المومنین کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ جب ان لوگوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر مجھے ان پر اطمینان نہیں تو بصرہ و کوفہ کی حکومت دے کر کیوں اطمینان ہو سکتا ہے یہ دار الآخرۃ ہم ان لوگوں کے لئے قرار دیتے ہیں جو زمین میں بلندی یا فساد کی خواہش نہیں کرتے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

جب طلحہ و زبیر کو یقین ہو گیا کہ حکومت نہیں ملے گی۔ تو یہ لوگ عمرہ ادا کرنے کے بہانے مکہ روانہ ہو گئے۔ اس وقت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ عمرہ کے لئے نہیں جا رہے ہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ عہد شکنی کریں اور یہ جنگ چاہتے ہیں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی جناب ام المومنین بی بی عائشہؓ مکہ آئی ہوئی تھیں یہ لوگ جب مکہ پہونچے تو بی بی عائشہؓ سے حضرت علیؑ کے خلاف قصاص خون عثمانؓ کے بہانے جنگ کے مشورہ ہونے لگے۔ اس موقعہ پر آنحضرت کی بی بی جناب ام المومنین ام سلمہؓ نے حضرت عائشہ کو سمجھانے اور امیر المومنین سے جنگ نہ کرنے کے بابت بہت بہت پیمائش کی۔ ان کی گفتگو عبد اللہ ابن زبیر بھی پس پردہ سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ تم زبیر سے عداوت رکھتی ہو۔ ہر چند کہ ام سلمہؓ کی نصیحت وغیرہ نے جناب ام المومنین بی بی عائشہؓ کا دل شکستہ کر دیا تھا۔ مگر پھر طلحہ و زبیر کی کوشش اور مروان وغیرہ کے اصرار نے عائشہ کو آمادہ کر لیا تیاریاں شروع ہو گئیں مکہ کی گلی کوچوں میں منادی کرا دی گئی۔ کہ ام المومنین بی بی عائشہ اور طلحہ و زبیر بصرہ کی طرف جانے کو تیار ہیں جسے خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینا ہو وہ سفر کے لئے تیار ہو جائے۔ یعلیٰ بن مینہ اور عبد اللہ بن عامر لشکر کے انتظام کے لئے مقرر ہوئے۔ اور ۳۶ھ میں یہ لشکر مکہ سے بصرہ کے لئے روانہ ہو گیا۔

جب یہ لشکر روانہ ہوا تو بی بی عائشہؓ ایک ناقہ پر رونق افروز تھیں اسی کے نام سے یہ جنگ۔ جنگِ جمل کہلاتی ہے جَمل کے معنی ہیں اونٹ جب یہ قافلہ قطع منازل کرتا ہوا آبِ حوأب کے نزدیک پہنچا تو وہاں کے کتوں نے اونٹ کے گرد جمع ہو کر بھونکنا شروع کیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ اس پانی کا کیا نام ہے بتلایا گیا کہ اس کو حوأب کہتے ہیں یہ سنکر آپ کو آنحضرتؐ کی حدیث یاد آ گئی۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تم سے کون سی عورت ہے جو تیز اونٹ پر سوار ہو گی اور حوأب کے کتے اس کے اونٹ پر بھونکیں گے۔ حالانکہ وہ عورت باغیوں کے گروہ سے ہو گی یہ یاد کر کے اپنا اونٹ بٹھا دینے کے لئے کہا اونٹ بٹھا دیا گیا۔ آپ نے طلحہ و زبیر سے کہا کہ میں ہرگز نہ جاؤں گی۔ مگر طلحہ و زبیر نے کہا کہ دلیل راہ جھوٹ کہتا ہے اس مقام کو حوأب نہیں کہتے۔ اس پر جھوٹی گواہیاں بھی گزار دیں مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اسلام میں یہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی ہے جو ام المومنین بی بی عائشہ کے سامنے پیش کی گئی۔ غرضکہ بی بی عائشہؓ اور طلحہ و زبیر بصرہ پہنچ گئے۔

بصرہ کے گورنر جناب عثمان بن حنیف تھے۔ جب ان کو یہ خبر ملی کہ طلحہ و زبیر کی سرکردگی میں ایک لشکر جمع ہو گیا ہے اور ام المومنین بی بی عائشہ بھی اس معاملہ میں شریک ہیں۔ تو آپ نے قیس بن مغیرہ کو خیالات معلوم کرنے کے لئے بھیجے یہ گئے اور کہا اے مسلمانو ہم سب نے مل کر حضرت علیؑ کو خلیفہ تسلیم کیا ہے۔ عہد شکنی نہ کرو ہم میں سے کوئی بھی عثمان کے قتل میں شریک

نہیں ہے۔ اس تقریر پر اسود بن سرح سعدی نے پکار کر کہا کہ یہ لوگ قصاص خون عثمان میں ہم سے مدد چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص خون عثمان مباح سمجھے اس کا خون مباح ہے۔ اس پر قیل و قال ہونے لگی۔ اور قیس پر چھڑیوں کی بارش ہونے لگی یہ بمشکل تمام وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے (طبری جلد ۵ صفحہ ۱۷۵ روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۳۰۶) دوسرے دن دونوں طرف کی فوجیں آمنے سامنے آگئیں اور جناب ام المومنین بی بی عائشہ بھی میدان جنگ میں آگئیں۔ ان کا اونٹ بیچ میں تھا۔ ادھر ادھر طلحہ و زبیر کے اونٹ تھے۔ بہر حال کچھ دیر قیل و قال ہوتی رہی مگر نصیحتیں کارگر نہ ہوئیں اور لڑائی چھڑ گئی۔ عثمان بن حنیف کے چالیس آدمی قتل کر دیئے گئے عثمان بن حنیف کو گرفتار کر لیا چاہتے ہیں کہ قتل کر دیں مگر جناب عائشہ کی سفارش پر قتل نہیں کیا گیا۔ بلکہ قید کر دیا گیا۔ (تاریخ طبری حالات جنگ جمل)

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عثمان بن حنیف کسی طرح قید خانہ سے نکل کر مدینہ پہنچ گئے۔ اور منزل ذی قار میں حضرت علیؑ سے ملاقات ہوئی سارا ماجرا بیان کیا۔ (طبری جلد ۵ صفحہ ۱۷۹) ادھر ان لوگوں نے بصرہ پر تصرف ہو گیا اور طلحہ و زبیر نے امیر معاویہ سے جنگ میں مدد طلب کی۔ امیر معاویہ کا دل حضرت علیؑ کی طرف سے پہلے ہی سے صاف نہ تھا۔ قصاص خون عثمان کا بہانہ پسند آیا۔ دراصل یہ ایک سیاسی بہانہ تھا۔ ورنہ امیر معاویہ نے باوجود موقع اور قدرت کے حضرت عثمان کی اس موقعہ پر کوئی مدد نہیں کی۔ طلحہ قاتلان حضرت عثمانؓ کی جماعت میں سے تھے۔ عمرو بن العاص کی بھی یہ ہی حالت تھی (تاریخ ابن خلدون اردو ترجمہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۰۵) اور یہ لوگ اب طالبان خون عثمانؓ تھے۔ حالانکہ حضرت علیؑ نے اپنے دور خلافت کے شروع ہی میں عام اعلان فرما دیا تھا کہ مجھے قاتلین عثمان بتلاؤ میں سزا دوں گا۔ جناب نائلہ زوجہ حضرت عثمان کے بیانات ہوئے انہوں نے کہا کہ صرف دو شخص ان کے قاتل ہیں۔ میں نام نہیں جانتی۔ اگر میرے سامنے آئیں تو پہچان لوں گی۔ محمد ابن ابی بکر جن کو کہتے ہیں وہ قاتل نہیں ہیں ملاحظہ کرو صواعق محرقہ الباب الثامن صفحہ ۱۶ شمس التواریخ خلافت عثمانی صفحہ ۱۷۶ وغیرہ قتل کے وقت کوئی دوسرا موجود نہ تھا۔ صرف آپ کی زوجہ تھیں جب وہ بھی نام نہ بتا سکیں تو اور کون بتوتا۔ خون عثمان کے طلبگار بھی نام نہ بتا سکے ان سب شواہد کی موجودگی میں یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ دراصل ان لوگوں کو حضرت علیؑ سے عداوت تھی عہد شکنی کی اور جنگ پڑی۔

حالات کا جائزہ لینے کے بعد حضرت علیؑ بھی چار ہزار جوانوں کا ایک لشکر لے کر بصرہ روانہ ہوئے۔ مقدمۃ لشکر میں عبداللہ بن عباسؓ میمنہ پر امام حسنؑ اور میسرہ پر امام حسینؑ علمدار لشکر محمد بن حنفیہ۔ سواروں کے سردار عمار بن یاسر اور پیادوں کے سرکردہ محمد بن ابی بکر تھے۔ ابو قتادہ انصاری خزیمہ بن ثابت اور ابو الہیثم آنجناب کی ملازمت میں ہر وقت ساتھ رہے۔ منزل ذی قار پہنچ کر آپ نے محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن جعفر طیار کو معہ ایک نامہ کے کوفہ روانہ کیا تاکہ وہ کوفہ پہنچ کر جنگ روکنے کی کوشش کریں۔ مگر ناکام رہے۔ کوفہ والوں نے بھی حضرت علیؑ کے لشکر کو مدد پہنچائی۔ غرضکہ یہ لشکر اسلام کوفہ پہونچا اور اس طرف بی بی عائشہ کا ہودج اونٹ پر رکھا اور طلحہ و زبیر کی سرکردگی میں لشکر تیار ہوا صفیں آراستہ ہوئیں۔ لشکر امیر المومنین میں تقریباً ۲۰ ہزار جوانمرد تھے اور دوسری طرف تیس ہزار تھے۔ اس وقت حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب دلدل پر سوار

ہو کر صف لشکر سے باہر نکلے اور آواز دی کہ لوگوں نقض بیعت نہ کرو۔ تو بہ کرو ورنہ کچھ نہ کہا جائے گا لیکن آپ کے ارشاد کو کسی نے نہ مانا۔ اس کے بعد آپ نے طلحہ و زبیر کو آواز دی کہ سامنے آئیں وہ سامنے آئے آپ نے نصیحتیں کیں۔ لیکن طلحہ و زبیر نے کہا کہ ہم آپ کو معزول کرنا چاہتے ہیں۔ اور قتل عثمانؓ کا قصاص چاہتے ہیں جب حضرت علیؑ نے دیکھا کہ ان باغیوں کی اصلاح ناممکن ہے اور لشکر مخالف سے برابر تیر آ رہے ہیں تو آپ نے اس وقت زرہ پہنی۔ سرور کائنات کا عمامہ سر پر رکھا۔ قرآن ہاتھ میں لیا۔ اور پر پیغام صلح بھیجا۔ مگر جو ا مسلم جو کہ لشکر امیر المومنینؑ کی طرف سے گئے تھے قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد جنگ چھڑ گئی۔ لڑتے لڑتے جنگ کا یہ عالم ہو گیا کہ صفیں ایک دوسرے میں سمو گئیں۔ زمین پر خون برسنے لگا۔ زبیر کے قدم اکھڑ گئے۔ اور میدان کارزار سے بھاگ گئے۔ راہ میں بی بی عائشہؓ کے ہوا خواہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ زبیر کا حال دیکھ کر طلحہ کے قدم بھی اکھڑ گئے۔ صف جنگ سے نکل کر جانے کا ارادہ کر رہے تھے۔ اتنے میں مروان بن حاکم نے دیکھ پایا کہنے لگا کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے قتل عثمان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ یہ کہہ کر ایک تیر ان کی طرف رہا کیا جو طلحہ کے پیر میں جم گیا۔ ان کا خادم ان کو شہر تک لے گیا طلحہ کے تیور بگڑ گئے۔ گھوڑے سے بمشکل تمام اترے اتنے میں ایک جوان نظر آیا۔ طلحہ نے کہا کہ تو کس لشکر کا آدمی ہے اس نے کہا کہ حضرت علیؑ کے لشکر کا سپاہی ہوں۔ طلحہ نے کہا کہ ہاتھ بڑھا میں تیری بیعت کر دوں۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور طلحہ نے بیعت کی اور طلحہ کی روح پرواز کر گئی۔

طلحہ و زبیر کے فرار کے بعد مالک اشتر نے جنگ کرتے ہوئے۔ ام المومنینؓ کے اونٹ کا ایک پیر قطع کر دیا۔ مگر اونٹ نہ گرا۔ دوسرا پیر بھی قطع کیا گیا۔ پھر تیسرا پیر بھی قطع کیا گیا۔ اونٹ گرا۔ ہودج زمین پر آیا جناب امیر المومنینؑ نے محمد بن ابی بکر سے فرمایا کہ اپنی بہن کے پاس جاؤ۔ اور حفاظت کرو اور فرمایا کہ ان کو صفیہ بنت عبداللہ خزاعی کے مکان پر ٹھہراؤ۔ اور منادی کرا دو کہ بھاگنے والوں کا کوئی تعاقب نہ کرے۔ اب مخالفین محفوظ و مامون ہیں۔ اسلحہ جنگ اور گھوڑوں کے سوا کوئی شے نہ لوٹی جائے۔ اس کے علاوہ لوٹا ہوا مال واپس کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ یہ کیا سبب ہے کہ ان کا خون مباح ہے اور مال غنیمت حرام ہے۔ فرمایا کہ خون اس لئے حلال ہے کہ یہ باغی ہیں اور مال اس لئے حرام ہے کہ یہ اہل قبلہ ہیں۔ جنگ ختم ہوئی اور جناب امیر المومنینؑ اختتام جنگ کے بعد تین دن تک بصرہ میں رہے اور پھر آپ نے حضرت امام حسنؑ کے ذریعہ جناب ام المومنین بی بی عائشہ کو مدینہ جانے کے لئے کہا۔ محمد بن ابوبکر نے اپنی بہن کو بحفاظت تمام مدینہ پہنچا دیا اور لشکر اسلام بھی مدینہ واپس آ گیا اور جنگ جمل ختم ہوئی۔

مردان لشکر میں سے زبیر کی جنگ سے دست کشی پر طلحہ کا مرتے وقت بصد حسرت دنیا میں بار بار یہ کہنا کہ میری ماں پر تف ہے کہ میں نے مجرموں کا ساتھ دیا۔ اسی چیز کے تصور نے طلحہ کو ایک علیؑ والے سپاہی کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جناب ام المومنین بی بی عائشہؓ کا جنگ جمل یاد کر کے زار زار تاسف کرنا۔ یہ تمام چیزیں ظاہر کر رہی ہیں کہ حضرت علیؑ حق پر تھے۔ جنگ جمل کو حضرت علی بن ابی طالب کی سیاسی کمزوری پر محمول کرنا یہ اموی پروپیگنڈہ ہے اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی سعی ناکام ہے۔

جنگِ صفین

جو ہستیاں مامور من اللہ ہوں اور جن کی نیابت و خلافت مطابق نصوص محکم اور منجانب خداوند عالم ہو، اُن پر یہ واجب و لازم ہے کہ وہ اعلان توحید اور اعلائے کلمۃ الحق میں ہر ممکن قدم اُٹھائیں، اور پہلے زبان سے تبلیغ کریں، اور اگر یہ کارگر اور مؤثر ثابت نہ ہو اور کفار و مشرکین اپنی شرارتوں اور ریشہ دوانیوں سے باز نہ آئیں تو پھر تلوار کے جوہر دکھائیں۔ یہ دو طرح کے جہاد یعنی باللسان اور جہاد بالسیف خدا کے مامور و فرستادہ بندوں کا ہمیشہ معمول رہا ہے۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید خدا کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں ان دونوں قسم کے جہادوں کے محیر العقول اور عدیم النظیر مناظر پیش کئے جو قدم اٹھایا وہ موقع و محل کے مطابق اور تحت وحی ہوا تھا۔ خداوند عالم کا ارشاد کہ اے ہمارے نبیؐ! کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان پر ہر طرح کی سختی روا رکھو۔ رسولِ خداؐ کے ہمیشہ پیش نظر رہا۔ آپ نے کفار و مشرکین سے متعدد لڑائیاں لڑیں، اور ان کو ہر مقام پر شکست دی لیکن یہ ایک مخفی حقیقت ہے کہ آپ نے منافقین سے کبھی لڑائی نہیں کی بلکہ ہمیشہ ان کی تالیف قلوب کرتے رہے۔ حالانکہ منافقین سے جہاد کرنا از روئے قرآن مجید رسولِ خداؐ پر واجب تھا۔ آپ نے کفار سے ہی جہاد فرمایا تھا۔ اور منافقین سے جہاد کرنا باقی تھا۔ چونکہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مامور من اللہ وصی و خلیفہ و جانشین تھے۔ خلیفہ کا فعل یقیناً مستخلف کا فعل متصور ہوتا ہے۔ لہٰذا جناب امیر علیہ السلام نے جو اپنے ظاہری ایام خلافت میں منافقین سے متواتر و مسلسل جہاد کئے اور جمل و صفین و نہروان میں اپنی خداداد شجاعت و بہادری کے عظیم الشان جوہر دکھائے، یہ سب مطابق حکم خدا اور رسولؐ تھے۔ اس لئے نبیؐ و امامؑ کا ہر قول و فعل امر الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔ لہٰذا بنا بریں جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کا یہ جہاد عین رسولِ خداؐ کا جہاد تھا۔ چنانچہ سعید بن جنادہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین گروہ یعنی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس ناکثین اہل جمل اور قاسطین اہل شام اور مارقین اہل نہروان ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا دورِ حکومت ایک انقلابی دور تھا۔ خلیفہ ثالث کے دورِ حکومت میں جو نظم و نسق میں بے تدبیریاں اور بدعنوانیاں معرض ظہور میں آئی تھیں اور خویش پروری، اقربا پروری اور بیجا مراعات کے

جو مسلسل اور پیہم واقعات ہوتے رہتے تھے وہ اب حکومت کا طرۂ امتیاز بن چکے تھے۔ مسلمان تعیش و امارت پسند کر چکے تھے بنی امیہ کا اقتدار مستحکم ہو رہا تھا جس سیاسی غلطی کا ارتکاب خلیفۂ ثانی کر چکے تھے۔ یعنی بنی اُمیّہ کو برسر اقتدار لانے کے لئے یزید بن ابوسفیان اور اس کے مرنے کے بعد اس کے بھائی معاویہ کو گورنری کے عہدۂ جلیلہ پر فائز کیا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اموی خاندان کے نمایاں فرد عثمان بن عفان کو اپنے انتقال کے بعد امیر خلافت طے کرنے کے لئے مجلس شوریٰ کا رکن نامزد کیا۔ اس سیاسی غلطی نے وہ طوفان مچایا کہ الامان والحفیظ۔ اسلام کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اس کے اصلی خدوخال مسخ ہونے شروع ہو گئے۔ اسلامی تہذیب و تمدن پر اقتدار سلطنت یا امویت و شہنشاہیت کا لباس پہنایا جانے لگا تھا۔ اور پیغمبر اسلام کی سادہ تعلیمات کو محو کر کے کسرادیت و قیصرویت کے سانچے میں ڈھالا جانا شروع ہو گیا تھا۔ ان روح فرسا اور انقلابی حالات میں جناب امیر علیہ السلام کو زمام سلطنت و خلافت سنبھالنا پڑا۔ اس زمانہ کے مسلمان خویش پروری اور بیجا مراعات کے حصول کے عادی ہو چکے تھے، امارت کا نشہ بھوت کی طرح سر پر سوار ہو چکا تھا، خلیفۂ ثالث کے قتل کو ایسا سیاسی رنگ دیا جا رہا تھا جو سراسر حضرت علی علیہ السلام کے خلاف تھا۔ ایک طرف ام المومنین جو حضرت عثمانؓ کے واقعۂ قتل سے پہلے نعثل کا خطاب دے کر اس کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فتویٰ دے چکی تھیں۔ خون عثمانؓ کے قصاص پر اس طرح آمادہ اور تیار ہوئیں، کہ جناب امیر علیہ السلام کے خلاف ایک زبردست محاذِ جنگ قائم کر لیا جو معرکۂ جمل میں ہزاروں مسلمانوں کی خونریزی پر منتج ہوا۔ دوسری طرف حضرت علی علیہ السلام کے عنانِ خلافت ہاتھ میں لیتے ہوئے بنی اُمیّہ کے قافلے، دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ کے جتھے، ور منافقوں کے گروہ جوق در جوق مدینہ سے شام روانہ ہونے لگے، جہاں کہ معاویہ بن سفیان برسر اقتدار تھا۔ عبیداللہ بن عمر اور نعمان بن بشیر، نائلہ زوجہ عثمانؓ، کی کٹی ہوئی انگلیاں، عثمانؓ کا خون آلود کرتہ لیکر شام پہنچے۔ عوام کو مشتعل کیا۔ ہزاروں مسلمانوں کو خونِ عثمانؓ کا قصاص لینے پر بھڑکایا۔ اور معاویہ نے یہ انگلیاں منبر پر رکھوا دیں۔ اور یہ خون بھرا کرتا۔ محراب مسجد میں آویزاں کر دیا۔ حضرت علیؑ پر خونِ عثمان کا اتہام لگا کر ان کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مظلومیتِ عثمانؓ کا گھر گھر چرچا ہونے لگا۔ اور حضرت علیؑ کی برائیاں گلی گلی اور کوچہ کوچہ ہونے لگیں۔ اور لوگ آپ کے خلاف بغاوت پر آمادہ نظر آنے لگے۔ شام کی بغاوتوں نے آپ کو مجبور کیا، کہ وہ بجائے مدینہ کے کوفہ کو اپنا دارالسلطنت بنائیں۔ آپ نے جریر اصبغ ابوالاسود اور طرماح کو معاویہ کے پاس پے در پے سمجھانے کی غرض سے بھیجا۔ ان لوگوں نے بہت سمجھایا حضرت علیؑ نے خود بھی اسے متعدد خط لکھے۔ لیکن وہ اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہ آیا۔ اور اپنے وزیر اعظم عمرو بن العاص کے مشورہ سے حضرت علیؑ کے خلاف فتنوں کو ابھارتا رہا۔ جو بالآخر جنگ صفین کی صورت میں نمودار ہوا۔

جیسا کہ مطالب المسئول میں ہے جنگ صفین میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو ایسے تکلیف دہ اور ہولناک واقعات پیش آئے کہ جن کے سننے سے بہادر سے بہادر آدمی کا دل لرز اٹھتا ہے اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے۔

حضرت علیؓ نے اس بات کی انتہائی کوشش کی کہ مسلمانوں کا خون نہ بہے۔ مگر جب یہ خبر ملی کہ معاویہ ایک لاکھ فوج لے کر شام سے نکل چکا ہے۔ تو آپ نے بھی لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ جب چوراسی ہزار کا مجمع ہو گیا تو عقبہ بن عمر کو حاکم کوفہ بنا کر اپنے لشکر کو کئی حصوں پر منقسم کر کے بارہ ہزار فوج آگے روانہ کی، بوقت روانگی لشکر کو ہدایت کی کہ ظلم سے نفرت کرنا۔ خدا سے ڈرتے رہنا۔ ماتحتوں کی خبر گیری کرنا۔ ہوشیار و چوکس رہنا۔ شبخون کا خیال۔ کھنا بھاگ جانے کی ذلت نہ اختیار کرنا۔ رات کو بقدر ضرورت سونا۔ سویرے اُٹھ کر خدا کے یاد کرنا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت علیؓ نے لشکر پر مالک اشتر کو امیر بنایا۔ اور شام کی طرف روانہ ہوئے۔ بابل کے میدان میں ابوالاعور اسلمی پچیس ہزار فوج لے کر ڈیرہ ڈالے پڑا تھا۔ مالک اشتر بھی پہنچ گئے۔ مقابلہ میں خیمے برپا کئے۔ صبح ہوتے ہی ابوالاعور نے جنگ کا بگل بجو دیا۔ دشمن نے سبقت کی تو مالک اشتر فوج لے کر بڑھے، دونوں فوجیں برسرپیکار ہو گئیں۔ دن بھر تلوار چلتی رہی۔ آخر وار اعور بھاگا۔ فوج تتر بتر ہو گئی۔ ابوالاعور اقبح کے مقام پر معاویہ سے ملا۔ جب معاویہ نے سُنا کہ مالک اشتر فوج شام کو پسپا کرتا ہوا ادھر آرہا ہے تو اقبح سے ہٹ کر میدان صفین میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اور فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ مالک اشتر نے پہنچ کر دریا سے ذرا دُور پڑاؤ ڈالا۔

جب تیسرے روز حضرت علیؑ تشریف لائے تو آپ نے دریا سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالنے کی وجہ دریافت فرمائی معلوم ہوا کہ گھاٹ پر معاویہ کا قبضہ ہے اور گھاٹ کی راہ بند کر رکھی ہے تاکہ حضرت علیؑ کا لشکر پانی نہ لے جانے پائے۔ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا، کہ علی کے لشکر کو بھی پانی پینے کے لئے گھاٹ پر آنے دینا چاہیئے۔ معاویہ نے جواب دیا: واللہ ہرگز ایسا نہیں ہو گا۔ جس طرح حضرت عثمانؓ پیاسے قتل ہوئے اسی طرح یہ لوگ بھی پیاسے مر جائیں تو بہتر ہے۔

اس پر جناب امیر علیہ السلام نے اشعث کو حکم دیا کہ چار ہزار سوار لے کر معاویہ کے لشکر میں گھس جاؤ، اور اس کو منتشر کر کے اپنے آدمیوں کو پانی پلاؤ۔ اشعث وہاں سے روانہ ہوئے اور جناب امیر ان کے پیچھے ہو لئے۔ وہ معاویہ کی فوج میں گھس گئے اور ابوالاعور (جو معاویہ کے مقدمۃ الجیش کا افسر تھا) کی فوج کو گھاٹ کے راستہ سے ہٹا دیا۔ اور جس مقام پر کہ معاویہ ٹھہرا ہوا تھا وہاں جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔ گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ اور سیر ہو کر پانی پیا۔ معاویہ کی فوج کو اندیشہ ہوا کہ چونکہ ہم نے پانی نہیں دیا تھا یہ بھی نہ دیں گے۔ چنانچہ معاویہ کی فوج کے کچھ آدمی پانی مانگنے آئے۔ حضرت علی علیہ السلام سے یہ کب ممکن تھا۔ کہ وہ کوئی خلاف انسانیت کام کریں۔ آپ نے فرمایا خدا کا دریا ہے بے کھٹکے جتنا جی چاہے پانی پیو اور بھر کرلے جاؤ۔ پانی بند کرنا تمہارا کام تھا پانی کی عام اجازت دینا یہ میرا کام ہے۔

جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر میں سے ایک ایک فرد قوم کو میدان میں جنگ کے لئے بھیجنے لگے اور مقابلہ میں معاویہ بھی اپنے دستوں کو بھیجتا رہا۔ اور انفرادی حملے ہوتے رہے۔ ذی الحجہ کے تمام دنوں میں اسی طرح جنگ

ہوتی رہی۔ اور جب محرم کا چاند نمودار ہوا۔ اور سن ۳۷ ہجری شروع ہوا۔ تو قاعدۂ عرب کے مطابق جنگ ملتوی کر دی گئی اور طرفین میں صلح کی اُمید پر قاصدوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ لیکن صلح صفائی کی کوئی بات طے نہ پائی۔

اس عرصہ کے دوران میں حضرت علیؑ نے معاویہ کو سمجھانے اور اسے راہ راست پر لانے کی ہر چند کوشش کی لیکن وہ ضد پر قائم رہا۔ شام کی طرف سے بھی ایک وفد آیا۔ جس میں جناب رسول خُدا کے صحابی حضرت ابو درداء اور ابو امامہ بھی تھے انہوں نے کہا کہ قاتلِ عثمان کو دے دیجئے اور ملک شام معاویہ کے حوالے کر دیجئے۔ اس کے بعد فتنہ خود بخود رفع ہو جائیگا حضرت علیؑ نے جواباً فرمایا کہ پہلے وارثانِ عثمان کو پیش کرو۔ اور قاتلانِ عثمان کے نام بتاؤ۔ اور ثبوت بہم پہنچاؤ میں قاتوں کو سزا دوں گا۔ باقی رہا شام تو وہ اسلامی سلطنت کا حصّہ ہے۔ فسق و فجور کے لئے کیسے چھوڑ دوں۔ اگر معاویہ کو دعوےٰ ہے تو وہ میرے مقابل آجائے۔ مَیں اور وہ خود نپٹ لیں گے۔ وہ جیتے گا مالک سلطنت ہو جائے گا۔ اور اس طرح مسلمانوں کا خون نہ بہے گا۔ اور پیکار و کیں کی یہ آتش فرد ہو جائے گی۔ وفد لاجواب ہو کر واپس چلا گیا۔ اس نے معاویہ کو سمجھایا، کہ علیؑ سے دشمنی مول لینا گویا جہنم خریدنا ہے۔ لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔ اس لئے کہ اس کے خیال میں حضرت علیؑ سے لڑائی میں اس کی سلطنت و امارت کا استحکام تھا۔

یکم صفر کو پھر فوجیں مقابل ہوئیں۔ معاویہ کی طرف سے ابو الاعور ایک ہزار سوار لے کر آگے بڑھا۔ پہلے عوف میدان میں آیا۔ علقمہ نے حضرت علیؑ سے اجازت لی۔ نیزے سے عوف کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اجیر غلام عثمان مقابلہ پر آیا۔ حضرت علی کے غلام کسان سے مقابلہ ہوا۔ اجیر نے کسان کو شہید کر ڈالا وہ مغرور ہو کر حضرت علی کو دعوتِ مبارزت دینے لگا۔ امیرالمومنین نے اس کی یہ بے ادبی دیکھ کر اپنا گھوڑا بڑھایا اور اجیر کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اسے جھٹکا دیکر اس طرح زمین پر پٹخ دیا کہ فنا ہو گیا۔ معاویہ کا ایک غلام تھا جس کو حرب کہتے تھے۔ یہ شخص بہادری میں شہرہ آفاق تھا۔ معاویہ نے اسے میدان میں بھیجا۔ جب حضرت علیؑ کو معلوم ہوا کہ معاویہ کا مشہور غلام میدان میں آیا ہے، تو آپ آگے بڑھے اور فرمایا کیا موت گھیر لائی ہے۔ آپ نے نیزہ مارا وہ منہ کے بل زمین پر گرا۔ آخر ذوالکلاع ایک ہزار فوج سے حملہ آور ہوا۔ بنی ہمدان نے مقابلہ کیا، طرفین کے اکثر نامور مارے گئے۔ شام ہو گئی اور فوجیں اپنے اپنے مقام پر واپس ہو گئیں۔ غرضیکہ اس طرح ہر روز لڑائی ہوتی رہی۔

ایک روز جبکہ دونو لشکر بالمقابل کھڑے ہوئے تھے۔ جناب امیر حسب معمول دونوں لشکروں کے درمیان ٹہل رہے تھے، عمرو بن عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ جناب امیر نے اپنا بھیس بدلا ہوا تھا، تاکہ کہیں معاویہ سے آمنا سامنا ہو جائے اور یہ ناحق خونریزی مٹ جائے۔ ابن عاص جناب امیر کو پہچان نہ سکا اور میدان میں نکل کر یہ رجز پڑھنے لگا "اے کوفہ کے سردارو! اور فتنہ پردازو میں تمہیں مار ڈالونگا اور ابوالحسن (حضرت علی) کا لحاظ نہ کرونگا" جناب امیر نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے حضرت کو پہچان لیا اور میدان سے پشت پھیر کر بھاگا۔ حضرت نے اسے نیزہ مارا جو اس کی زرہ کے حلقہ میں پیوست ہو گیا۔ اور وہ جھٹکا کھا کر زمین پر گرا۔ اُسے یہ خوف لاحق ہوا کہ حضرت علیؑ اسے زندہ نہ چھوڑیں

گئے۔ اس نے اپنی شرمگاہ کو برہنہ کر دیا۔ حضرت علیؑ کی جونہی نظر پڑی۔ آپ نے لاحول پڑھ کر منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا جا دفع ہو۔ تیری بے شرمی نے تجھے بچا لیا۔ عمرو عاص گرد جھاڑ کر لشکر میں واپس چلا گیا۔ جب وہ معاویہ کے پاس گیا تو معاویہ اسے دیکھ کر ہنسنے لگا۔ عمرو بہت شرمندہ ہوا۔

اس کے بعد معاویہ کے لشکر سے شہسواروں میں سے بسر ابن ارطاۃ جو شجاعت میں مشہور تھا۔ جناب امیرؑ کے مقابل لڑنے کے لئے میدان میں نکلا۔ جناب امیرؑ نے اس پر نیزہ سے حملہ کیا جس کی وجہ سے وہ زمین پر چت گر پڑا۔ اور اپنی شرمگاہ کو کھول دیا۔ جناب امیرؑ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ بسر کود کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سر سے مغفر گر پڑی۔ حضرت علیؑ کے آدمیوں نے اسے پہچان کر جناب امیرؑ سے عرض کیا۔ یا امیر المومنین یہ تو بسر ابن ارطاۃ ہے۔ آپ اسے زندہ نہ جانے دیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگرچہ یہ بسر ابن ارطاۃ ہے تو بھی اس کی شکل گم ہونے دو۔ اس نے انتہائی بے شرمی کا مظاہرہ کیا ہے بسر گھوڑے پر سوار ہو کر معاویہ کے پاس چلا گیا۔ معاویہ ہنس کر کہنے لگا۔ کہ کوئی شرم کی بات نہیں۔ عمرو بن عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام سے شامی نہایت خوفزدہ ہو گئے تھے۔ اور کسی کو حضرت علیؑ کے مقابل آنے کی جسارت نہ رہی تھی۔

اس لڑائی کا دردناک واقعہ جناب رسولِ خدا کے مقبول و معتمد صحابی حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہے۔ دو ماہ میں اٹھارہ لڑائیاں ہوئیں۔ آخر ربیع الاول ۳۷؁ھ بروز جمعہ فوجیں مقابل میں آئیں۔ تو حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ میں نے بنی امیہ سے تین بار رسول اکرمؐ کی معیت میں تنزیل قرآن پر جہاد کیا ہے۔ اور آج حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تاویل القرآن پر جہاد کرونگا۔ آپ نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور میدان میں جنگ کے لئے پہنچ گئے۔ باوجودیکہ کبیر السّن تھے، لیکن حرارت ایمان نے جوان کر رکھا تھا۔ آپ نے تلوار کے جوہر دکھائے اہل شام کو دباتے معاویہ کے خیمہ تک پہنچ گئے۔ معاویہ بھاگ کر قلب لشکر میں آ گیا۔ اس کے محافظ دستہ نے حضرت عمار یاسر کو گھیرے میں لے لیا۔ ابن جوبر سکونی نے عقب سے نیزہ مارا۔ زخم کاری لگا۔ اگرچہ زخم کی تکلیف نے نڈھال کر رکھا تھا۔ لیکن پھر بھی جرأت و دلیری سے صف اعداء کو روندتے ہوئے اپنی صف میں آ گئے۔ رشید غلام نے دودھ میں شہد ملا کر پیش کیا۔ پیالہ ہاتھ میں لے کر لب پر شہادتین جاری کئے۔ اور دودھ نوش کیا جو سب کا سب زخم کے راستہ سے نکل گیا۔ ضعف بدرجہ کمال ہو گیا۔ دوستوں نے گھوڑے سے اتارنا چاہا۔ اترتے اترتے منکا ڈھل گیا۔ ہاتھوں پہ روح نے مفارقت کی۔ جب حضرت علیؑ نے سنا، لاش پر تشریف لائے۔ صدمہ سے غمگین تھے دریا کے کنارے لاش کو دفن کر دیا۔

شہادت حضرت عمار یاسرؓ کے بارے میں مستند و موثق احادیث وارد ہوئی ہیں جو متفق اللفظ ہو کر اعلان کر رہی ہیں کہ حضرت عمار یاسرؓ باغیوں کے ہاتھ سے قتل ہو گا۔ چنانچہ صحیح مسلم، ترمذی و نسائی میں ہے۔ کہ ام المومنین ام سلمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے حضرت عمار یاسرؓ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغیوں کا گروہ

قتل کریگا۔ ان تمام احادیث سے واضح ہے کہ معاویہ اور اس کے معاونین وغیرہ باغی تھے۔

اس تمام لڑائی میں جو جنگ صفین کے نام سے مشہور ہے۔ لیلۃ الہریر کا واقعہ نہایت عجیب وغریب اور حیرتناک ہے۔ اس رات لگاتار لڑائی ہوتی رہی۔ تلواروں کی مسلسل ضربوں سے میدان گونج رہا تھا۔ نیزوں سے نیزے ٹکرا رہے تھے اس رات حضرت علیؑ جس وقت کسی آدمی کو قتل کرتے تھے، تو باآواز بلند تکبیر پڑھتے تھے جب شمار کیا گیا تو آپ نے پانچسو تیس تکبیریں بلند کی ہیں۔ یعنی آپ نے تن تنہا پانچسو تیس شامیوں کو قتل کیا ہے۔ مالک اشتر بھی بپھرے ہوئے شیر کی طرح تیسے پر حملہ کر رہے تھے۔ جب صبح نمودار ہوئی تو مقتولوں کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہ جمعہ کے دن کی رات تھی۔

صبح کو جناب امیر اور آپ کا سارا لشکر میدانِ کارزار میں فیصلہ کن جنگ میں مصروفِ کشت وخون تھا آپ قلب میں رونق افروز تھے میمنہ پر مالک اشتر اور میسرہ پر حضرت عبداللہ بن عباس سرگرم جلال وقتال تھے۔ حضرت علی کی فوج پر فتح ونصرت کے آثار نمایاں تھے۔ شام کی فوج پسپا ہونے لگی۔ اس پر معاویہ بوکھلا گیا عمرو بن عاص سے طالبِ امداد ہوا۔ جو ایک اعلیٰ درجہ کا شاطر، چال باز اور ڈپلومیٹ تھا۔ اس نے اپنی فوج والوں کو حکم دیا کہ قرآن نشانوں پر لٹکا دیئے جائیں۔ چنانچہ قرآن نیزوں پر لٹکا دیئے گئے اور شور مچا دیا کہ اے اہل عراق خدا کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے۔ لڑائی موقوف کرو۔ جب لوگوں نے قرآن کو نیزوں سے بندھا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم کو خدا کی کتاب کا لحاظ کرنا چاہیئے جناب امیر نے فرمایا۔ اے لوگو! اپنے حقوق کو تلف نہ کرو۔ میں معاویہ اور ابن عاص وغیرہ کو خوب جانتا ہوں یہ لوگ ہرگز قرآن والے نہیں۔ بخدا مکر وفریب سے انہوں نے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا ہے۔ اب یہ لوگ جنگ میں سست ہو چکے ہیں اور بھاگنے پر آمادہ ہیں۔ یہ تو سراسر مکاری اور عمر عاص کا حیلہ ہے۔ ان کے فریب میں نہ آؤ۔ لیکن ان لوگوں نے حضرت علی کا کہنا نہ مانا اور لڑنے سے انکار کر دیا۔ آپ مجبور ہو کر لڑائی سے دستبردار ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی لڑائی موقوف کر دی۔ لیکن مالک اشتر بدستور لڑتے رہے۔ لوگوں نے حضرت علیؑ کو کہا، کہ آپ مالک اشتر کو واپس بلا لیں تاکہ وہ بھی لڑائی سے دستکش ہو جائیں۔ چنانچہ آپ نے یزید بن ہانی کو بھیجا کہ وہ مالک اشتر کو بلا لائے۔ الغرض مالک اشتر جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ جس وقت شامیوں نے نیزوں پر قرآن اٹھائے تھے۔ مجھے معاً خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہمارے آدمیوں میں ضرور پھوٹ پڑ جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غرضیکہ بنی بنائی بات ساتھ کے رشوت خوروں اشعث اور اس کے ساتھی نے خراب کر دی۔ جو ظاہراً تو حضرت علی کے ساتھ تھے لیکن باطناً معاویہ کے ہواخواہ اور جاسوس تھے۔

اشعث وحصین جو ظاہر بظاہر تو حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔ لیکن اندرونی طور پر معاویہ کے لئے جاسوسی کر رہے تھے۔ ان کے پراپیگنڈے سے ہی حضرت علیؑ کی فوج میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اور عمرو ابن عاص کی چال کامیاب ہو گئی چنانچہ یہ دونو اپنے حسنِ خدمات کا صلہ لینے کے لئے معاویہ کے پاس پہنچے اور یہ طے پایا کہ طرفین سے دو حکم مقرر

کئے جائیں اشعث وغیرہ نے معاویہ کی رائے سے ابو موسیٰ اشعری کو حضرت علی کی طرف سے اور عمرو بن عاص کو معاویہ کی جانب سے مقرر کر دیا۔ اس تجویز سے حضرت علی کو مطمع کیا گیا۔ آپ ابو موسیٰ اشعری کو جانتے تھے، جو عقل سے خالی اور حضرت علی کے طرف داروں میں سے بھی نہیں تھا۔ لیکن سیاسی فضا بالکل خراب ہو چکی تھی۔ معاویہ کی چال چل گئی تھی، لوگوں کے دل بدلے ہوئے تھے۔ اگرچہ حضرت علی، عبداللہ ابن عباس یا مالک اشتر کے حق میں تھے۔ لیکن حالات کی نامساعدت نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ خاموشی اختیار کریں۔ چنانچہ شرائط صلح تحریر کئے گئے کہ عمر عاص اور ابو موسیٰ اشعری حکم مقرر ہوں اور کہ دومۃ الجندل کی مسجد جامع میں دو نوں حکم اپنا اپنا فیصلہ کے مطابق قرآن مجید ماہ رمضان المبارک میں سنائیں۔

حکمین نے متفقہ طور پر یہ رائے طے کر لی تھی، کہ حضرت علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے علیحدہ کر دیا جائے اور از سر نو خلیفہ کا انتخاب ہو تا کہ امن وامان پیدا ہو جائے۔ اور باہمی افتراق وتشتت کا خاتمہ ہو جائے۔ ابو موسیٰ اشعری بیحد سادہ لوح اور عقل سے معرا تھا۔ وہ عمر عاص کی اس شاطرانہ چال کو نہ سمجھ سکا کہ اس تجویز کی تہ میں کیا راز پوشیدہ ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ آگیا۔ دونو حکمین دومۃ الجندل کی مسجد جامع میں آئے۔ فیصلہ کے وقت ابو موسیٰ اشعری نے عمر و عاص سے کہا کہ تجویز پیش کرو۔ مگر عمر عاص بڑا کایاں تھا۔ اس نے کہا بھلا میری کیا مجال کہ میں آپ سے بزرگ پر سبقت کروں۔ اس پر ابو موسیٰ فخر میں آگئے۔ اور عواقب سے بے خبر منبر پر گئے اور کہا کہ اے لوگو! ہم دونوں نے امت محمدیہ کو پراگندگی سے بچانے کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے، کہ علی و معاویہ دونوں کو خلافت سے علیحدہ اور انتخاب خلیفہ امت کے سپرد کر دیا جائے۔ لہٰذا میں علی کو خلافت سے اس طرح علیحدہ کرتا ہوں جس طرح اپنی انگوٹھی انگلی سے اتارلی، یہ کہہ کر اپنی انگوٹھی اتار لی۔ اور ممبر سے نیچے اُتر آئے۔ اس کے بعد عاص منبر پر گیا۔ اس نے کہا کہ میں اپنے دوست ابو موسیٰ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ علی کو خلافت سے علیحدہ کرتا ہوں اور معاویہ کو خلافت پر اس طرح مقرر کرتا ہوں کہ جس طرح انگوٹھی پہن لی۔ معاویہ کے طرفداروں نے جوش مسرت وخوشی میں نعرے بلند کئے۔ خلاف بیانی پر ابو موسیٰ اور عمر عاص میں جھگڑا ہونے لگا۔ مار پیٹ تک نوبت پہنچی۔ تحکیم کے بعد لوگوں نے ابو موسیٰ اشعری کو تلاش کیا۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ کو چل دیا ہے۔ غرضیکہ حکمین کا یہ تصفیہ بڑبازی میں بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو گیا۔

علامہ مسعودی مروج الذہب میں تحریر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو صفین میں ایک سو دس روز تک ٹھہرنا پڑا۔ آپ کے لشکر میں جو لوگ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے ان میں سے پندرہ اہل بدر تھے۔ اور حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی میں سے تھے جن کی عمر اس وقت ۹۳ برس کی تھی۔ حضرت علی کو صفین میں ستر لڑائیاں پیش آئیں۔

جدول حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسم مبارک	علیؑ	نقش نگین	الملکُ لِلّٰہِ الواحد القہار
کنیت	ابوالحسن	یوم و تاریخ ماہ و سنہ شہادت	دوشنبہ ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ
لقب	امیرالمومنین مرتضیٰ وغیرہ	جائے شہادت	مسجد کوفہ
جائے ولادت	خانہ کعبہ	سبب شہادت	ضرب ابن ملجم ملعون از زہر آلودہ تلوار
یوم و تاریخ و ماہ و سنہ ولادت	جمعہ ۱۳ رجب سنہ عام الفیل	سنہ مبارک	۶۳ سال
نام والد ماجد	حضرت ابوطالبؑ	حکمران وقت شہادت	امیر معاویہ
نام والدۂ ماجدہ	جناب فاطمہ بنت اسد	مدت امامت	۲۹ سال
حاکم وقت ولادت	شہریار	جائے دفن	نجف اشرف

تفصیل ازواج و اولاد

ازواج	پسران	دختران
دس کتاب انوار نعمانیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵ میں ہے کہ آنجنابؑ نے دس عورتوں سے نکاح کیا۔ آپ کا پہلا عقد جناب فاطمہ بنت رسول اللہؐ سے ہوا اور آپ کی حیات میں امیرالمومنینؑ نے کوئی دوسرا عقد نہیں کیا۔ وقت شہادت چار بیویاں موجود تھیں۔ امامہ، اسماء بنت عمیس، لیلیٰ اور جناب ام البنین۔	بارہ حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ جناب محسن از بطن جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا۔ حضرت محمد حنفیہؓ از بطن خولہ حنفیہ دختر جعفر بن قیس حضرت عباسؑ علمدار، جعفرؓ و عثمانؓ و عبداللہ اکبرؓ از بطن جناب ام البنینؑ دختر حزام کلابیہ ہیں۔ اولاد جناب امیرالمومنینؑ میں سے صرف پانچ فرزندوں کی نسل چلی (تاریخ محمد بن جریر طبری و تاریخ ابوالفداء، مناقب ابن شہر آشوب) (۱) حضرت امام حسنؑ (۲) حضرت امام حسینؑ (۳) حضرت عباسؑ علمدار۔ (۴) حضرت محمد حنفیہؓ (۵) عمر الاکبر۔	سولہ جناب زینب کبریٰ۔ جناب زینب صغریٰ۔ (ام کلثومؑ) از بطن جناب فاطمہ زہرا۔ جناب زینب خاتون کا عقد جناب عبداللہ بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا اور جناب ام کلثوم کا عقد جناب محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا۔ جناب رقیہ از بطن ام حبیبہؓ تھیں۔ (از منتہی الآمال) و بروایتے جناب ام البنین کے بطن سے تھیں۔ ان کا عقد جناب مسلم بن عقیل کے ساتھ ہوا باقی دختران جناب علی مرتضیٰ کے حالات تمام طور پر کتابوں میں نہیں پائے جاتے۔

کوفہ اسلام کا نیا دارُالخلافہ

مسندِ خلافت اپنے متمکن کو بدلتی رہی۔ قبائے خلافت کے پہننے والے (بقول حضرت علیؑ) قبائے خلافت کو زبردستی کھینچ تان کر پہنتے رہے۔ آخر جب قبائے خلافت تار تار ہو گئی۔ اسلام کا چہرہ مسخ ہونے لگا۔ شریعت محمدیہ اقربا پروری اور ذاتی اغراض کے بوجھ تلے دبنے لگی۔ تو مسلمانانِ عرب و عجم نے اس ڈوبتے ہوئے سفینہ کا پتوار حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا۔ اور حضرت علی خلیفہ برحق مقرر ہوئے۔ مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے وقت آپ فرماتے ہیں:

"جان لو کہ میں حدِ شرع سے تجاوز نہ کروں گا، اور نہ کسی کی طرف داری مجھ سے ہو سکے گی، تم میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دوں گا۔ اور لوگوں کے درمیان احکام بموجب خدا و حدیث و سنتِ رسولؐ جاری کروں گا۔"

عدل و انصاف کے متوالے اس خطبہ کو سن کر جھوم جاتے ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے سے عہدِ ماضی کا پردہ سرکنے لگے گا۔ اور وہ ایسا محسوس کرنے لگتے ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھے عدل و انصاف کا دریا بہا رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ بیت المال کا جائزہ لیتے ہیں اور تمام مال کو مسلمانوں میں برابر برابر تقسیم کر دیتے ہیں، اور جب طلحہ و زبیر کو بھی عام مسلمانوں کی طرح دو دو درہم ملتے ہیں تو ان کی پیشانی پر شکن پڑ جاتی ہے، کہاں تو پہلے خلفاء کے دور میں ہزاروں کے حصہ دار اور کہاں مسلمانوں کی طرح صرف دو درہم! دلوں میں کینہ و بغض کی آگ سلگنے لگی، آخر حسد و دشمنی کی یہ آگ سلگتے سلگتے جنگ جمل کی صورت میں ظاہر ہوئی، اور دنیا نے دیکھ لیا کہ سب سے پہلے بیعت کرنے والا طلحہ کس طرح کا مسلمان نکلا۔

حضرت علیؑ جس وقت خلیفہ ہوئے تھے اس وقت آپ کے پاس بصرہ، کوفہ، یمن، مصر، مکہ، مدینہ، جزیرہ آذربائیجان اور خراسان کے صوبے تھے، مگر دشمنوں کی چیرہ دستیوں اور معاویہ کی پالیسی کی وجہ سے صرف بصرہ، کوفہ، فارس، یمن، مکہ، نجف، مدینہ اور فارس آخر میں آپ کے پاس رہ گئے تھے۔ (المرتضیٰ)

مخالفت کا دھارا بہتا رہا، ملک کے اکثر حصوں میں مخالفین عوام کو ورغلانے لگے۔ معاویہ بھی لوگوں سے خلیفۃ المسلمین اور امیر المؤمنین کہلوانے کے خواب دیکھنے لگا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے ان سارے حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا۔ اور سوچا کہ معاویہ خود میرا ہی نہیں، بلکہ بنی ہاشم کا پکا دشمن ہے۔ جس نے اسلام بھی

اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کی غرض سے قبول کیا۔ اب وہ اس وقت تنہا ایک ایسے وسیع علاقے کا مالک ہے جس کے ماتحت حمص، قنسرین، اردن، فلسطین اور بحرین پانچ صوبے ہیں، اگر میں مدینہ میں رہتا ہوں تو معاویہ کو پنپ من مانی کرنے کی بے حد آزادی مل جائے گی اور اگر وہ اپنی حدود سے آگے بڑھ کر دوسرے علاقوں پر بھی قبضہ کرے تو اس کا سدباب بہت مشکل سے ہوگا چنانچہ آپ نے جنگِ جمل کے بعد ۳۶ھ میں مدینہ کے بجائے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ اب تک رسولِ عربی سے لے کر خلافت ثالث تک مدینہ ہی سلطنت اسلامی کا دارالخلافہ تھا جو علم و حکمت کا مرکز تھا جہاں بڑے بڑے صحابہ رہتے تھے، جو اسلامی قوانین و احکام کا منبع تھا۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسی جگہ سے اسلام کی کرنیں پہنچتی تھیں۔

کوفہ کی قسمت جاگی اسلام کا سب سے بڑا محسن، زہد و تقویٰ کا پیکر، انسانیت کا علمبردار، مساوات کا ایلچی، قوانین اسلامی کا حامی، احکام قرآنی کا جید عالم اور رسول اللہ صلعم کا برحق خلیفہ کوفہ کی سرزمین کو اپنے دور خلافت کے لئے دارالخلافہ بناتا ہے۔ کوفہ کی سرزمین کے لئے یہ کوئی نیا وقت نہیں تھا، اس سے قبل بھی اس پر کئی پیغمبر اپنا نشیمن بنا چکے تھے اور کئی اس کو اپنی ابدی آرامگاہ کا شرف بھی بخش گئے تھے۔

کوفہ کو آپ نے اپنا دارالخلافہ کیوں بنایا؟ اور اگر مدینہ کو چھوڑنا ہی تھا، تو مکہ کو بنا لیتے جو عالم اسلامی کی جبین نیاز کا مرجع تھا، جہاں ہر سال دنیا کے مسلمان اپنی عقیدت کا نذرانہ لئے آیا کرتے ہیں۔ مگر نہیں آپ نے کوفہ کو پسند کیا جو مکہ و مدینہ سے سینکڑوں میل دور عراق کے ریگستان میں پڑا تھا، جہاں سے غیر اسلامی سلطنتیں قریب تر تھیں، مگر ہاں اس کی چند وجوہات ہی ہو سکتی ہیں۔

(۱) اسلام کی حفاظت۔ (۲) آئین ہندی کا بچاؤ۔ (۳) امت محمدیہ کی یکجہتی کا خیال۔ (۴) امن عامہ کا خیال۔ (۵) تعلیمات اسلامیہ کا پرچار۔ (۶) سلطنت اسلامیہ کی حفاظت۔ (۷) کوفہ کی حیثیت۔

اب آیئے! ہم ایک ایک کر کے ان تمام وجوہات پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں اور پھر دل میں سوچیں کہ واقعی حضرت علی مدینہ کے بجائے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنانے میں حق بجانب تھے یا نہیں:

(۱) اسلام کی حفاظت

حضرت علی علیہ السلام جس وقت خلیفہ ہوئے تھے اس وقت ملک میں ایک ہیجان برپا تھا چنانچہ امر تضیٰ کے مؤلف خلافت ثالث کے آخری زمانہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں: "عثمان ذوالنورین کے آخر زمانہ میں خلافت کا ڈھانچہ بہت کمزور ہو گیا تھا۔ اور اسی کمزوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلیفہ وقت شہید کئے گئے۔ (امر تضیٰ ص۳)

غرض خلیفہ ثالث کی اقربا پروری اور خویش نوازی سے اسلام کا سارا ڈھانچہ کھوکھلا ہو گیا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت علی مسندِ خلافت پر بیٹھے آپ نے کوفہ کو مدینہ پر اس لئے ترجیح دی کہ کوفہ کے لوگ ابھی اسلام سے پوری طرح آگاہ نہیں ہوئے تھے جیسا کہ طلوعِ اسلام کے مؤلف بھی اقرار کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے سوچا کہ

کوفہ کے لوگوں نے ابھی اسلامی عدل و انصاف کا صحیح دور نہیں دیکھا ہے۔ اس لئے اگر ان میں رہ کر اسلام کی اشاعت کی جائے اور یہ ان کے پیرو بن جائیں تو ان کی دیکھا دیکھی دوسروں کے لئے اسلامی افعال بھی درست ہو جائیں گے اور اس طرح میرا فرض بھی پورا ہو جائے گا۔

(۲) آئین محمدی کا بچاؤ حضرت کی خلافت کے وقت مدینہ کے مسلمان عہد رسالت کا وہ عدل و انصاف کا زمانہ فراموش کر چکے تھے ہر ایک اپنے نفس کے لئے کوشاں تھا۔ انسانی حقوق و مساوات کے بدلے انہیں سونے چاندی کے ڈھیر پسند تھے۔ غریبوں کی آہوں کے بدلے انہیں عیش و عشرت سے کھیلنا اچھا لگتا تھا۔ لوگوں کے گھروں میں زر و جواہر کے انبار پڑے تھے۔ انسانی حقوق کا درس لوگ بھول بیٹھے تھے۔ چنانچہ خلیفہ ثانی کے عہد میں عمار یاسر جیسے صحابہ کو خلیفہ کی چند غلطیاں بتانے پر اتنا مارا جاتا ہے کہ وہ بیہوش ہو جاتے ہیں اور اسی غشی میں ان کی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی چار نمازیں بھی قضا ہو جاتی ہیں۔ (تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ خمیس) اور رسول اللہ کے خاص صحابی ابوذر غفاری کو صرف اس لئے ربذہ کو جلاوطن کیا گیا، کہ وہ لوگوں کے سامنے بنی امیہ کی برائیاں بیان کرتے تھے اور انہیں زر و جواہر کے جمع کرنے سے منع کرتے تھے۔ شام میں قوانین اسلامی کی دن دہاڑے دھجیاں اُڑ رہی تھیں، زنا، شراب نوشی، سود خوری کا بازار گرم تھا۔ سنّتِ محمدیہ کے پیرو سنتِ رسول کو چھوڑتے چلے جا رہے تھے۔ حج کے رسومات میں تبدیلیاں کی جا رہی تھیں۔ اس صورت میں حضرت علیؑ نے سوچا کہ کوفہ کے لوگوں کو آئین محمدی کا سچا پیرو بنا کر اگر لوگوں کے سامنے پیش کرونگا تو مکہ مدینہ کے لوگ تو کیا دنیا ان سے درسِ عبرت حاصل کرے گی۔ اور ان کی پیروی کرے گی۔ حضرت علیؑ اس مقصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے۔ مکہ و مدینہ والے اس غیرت میں آ کر کہ اسلام ہم میں آیا، آئین محمدی کا سلسلہ ہم سے شروع ہوا اور اب یہ عجمی ہم پر سبقت لئے جا رہے ہیں چنانچہ ان میں بھی اصلاح ہونے لگی اور اس طرح حضرت کا منشا بھی پورا ہونے لگا۔

(۳) امتِ محمدیہ کی یکجہتی کا خیال خلافت ثالثہ کے بعد آپ چوتھے خلیفہ مقرر تو ہو گئے، مگر کوفہ اور شام کے گورنروں نے آپ کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اس طرح سلطنت اسلامیہ دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک حضرت علی علیہ السلام کی طرف اور دوسرا حصہ معاویہ کی طرف اور اس طرح مسلمان بھی دو بلاکوں میں بٹ گئے۔ ایک بلاک حضرت علی کا طرفدار اور دوسرا معاویہ کا حامی۔ حضرت علیؑ نے کوفہ کو اسلئے مرکز بنایا، کہ یہ شام سے قریب تھا اور یہاں سے صلح و صفائی کے پیغامات جلد اور آسانی سے ایک دوسرے تک پہنچ سکتے تھے۔ آپ نے یہاں رہ کر بہت کوشش کی کہ کسی طرح صلح ہو جائے اور امتِ محمدیہ دو ٹکڑے ہونے سے بچ جائے چنانچہ رشید اختر صاحب ندوی جنگ صفین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "گو مصالحت کے امکانات کم تھے علی اللہ کی ہزار ہزار رحمتیں اس پر نازل ہوں، چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کا خون بہنے سے رک جائے، اگر

معاویہ حکومت چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے۔ اس لئے مصالحت نہ ہو سکی (طلوع اسلام جلد دوم ص۲۰۵)

(۴) امن عالم کا فرض

حضرت علیؑ نے کوفہ کو دارالخلافہ اس غرض سے بنایا تھا کہ معاویہ کے ساتھ جنگ کی نوبت نہ آسکے۔ کیونکہ جب مسلمان ایک دوسرے ہی سے لڑنے لگیں گے، تو وہ مسلمان جو ابھی ابھی ہی میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان پر اس کا ایک خاص اثر پڑے گا اور وہ یہ سمجھنے لگیں گے کہ یہ تو صرف حکومت قائم کرنے کے شیدائی ہیں۔ مذہب وغیرہ تو صرف ایک ڈھکوسلا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے ممالک میں جن تک ابھی اسلام کی روشنی نہیں پہنچی ہے، ان پر مذہب اسلام کے خلاف بہت برا اثر پڑے گا۔ چنانچہ جب معاویہ نے جنگ صفین کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے علاقے پر حملے شروع کر دیئے تو اس کا اثر غیر مقبوضہ علاقوں پر بھی ہوا چنانچہ فارس اور بصرہ وغیرہ کے علاقوں میں بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ مگر چونکہ آپ کوفہ میں تھے اس لئے بروقت اس کا تدارک ہو گیا۔ اور اس طرح امن عالم کو نقصان نہیں پہنچا۔

(۵) تعلیمات اسلامیہ کا پرچار

کوفہ اس زمانہ میں علماء و فضلاء کا مرکز تھا (طلوع اسلام جلد دوم ص۲۰۳) ہر قسم کے لوگ یہاں پر موجود تھے۔ چنانچہ کوفہ کو آپ نے اپنا دارالخلافہ بنا کر علم و ادب کے متوالوں پر ایک احسانِ عظیم کیا ہے۔ آپ کے بے مثل خطبات، ضرب الامثال اور اشعار رہتی دنیا تک صاحبان علم و فضل سے خراجِ عقیدت وصول کرتے رہیں گے۔ کوفہ کا ماحول ایسا سازگار تھا کہ ہمیں کتنے آپ کے ایسے شاگرد پیدا ہوئے جو بعد میں کیا کیا کہلائے۔ عبداللہ ابن عباس آپ ہی کے شاگرد تھے، جو رئیس المفسرین کہلائے۔ کوفہ میں آپ کا سارا وقت تعلیمات اسلامیہ کی اشاعت میں گذرا۔ کبھی آپ منبر پر بیٹھے فصاحت و بلاغت کا دریا بہا رہے ہیں تو کبھی قبرستان کی خاموشی میں حضرت کمیل سے لوگوں کی قسمیں گنوا رہے ہیں۔ کبھی منبر پر سلونی قبل ان تفقدونی فرما رہے ہیں۔ تو کبھی پشت پر بوری رکھے غریبوں کو کھانا پہنچا رہے ہیں۔ اگرچہ دنیا کے مصائب نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا مگر رسالت کی گود میں پلا ہوا علیؑ لوگوں کو اس حال میں بھی انسانیت، مساوات، عدل و انصاف، غریب نوازی، ہمسایہ پروری، حقوق الناس کا عملی سبق سکھا رہا تھا۔ جبھی تو آپ کی شہادت کے بعد جب آپ کے حالات لوگوں کو یاد پڑتے تو لوگ مارے افسوس کے اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹنے لگتے۔

(۶)(۷) سلطنت اسلامیہ کی حفاظت اور کوفہ کی حیثیت

کوفہ وسط سلطنت میں تھا اور بہ نسبت مدینہ کے کوفہ میں رہ کر سلطنت کا انتظام احسن طریقہ سے انجام دیا جا سکتا تھا۔ اور دیگر فتوحات بھی آسانی سے کی جا سکتی تھیں۔ چنانچہ آپ کے عہد میں سندھ پر کامیاب حملہ کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ آپ کو معاویہ کی طرف سے اندیشہ تھا، کہ وہ دوسرے علاقوں پر بھی قبضہ نہ کرے۔ چونکہ کوفہ مرکز میں پڑتا تھا، اس لئے اس کو دارالخلافہ بنا کر اس خطرہ کا آسانی سے مقابلہ کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ جب معاویہ نے بصرہ، مصر وغیرہ پر حملہ کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے آسانی سے اس کا مقابلہ کیا۔ اگر مدینہ دارالخلافہ ہوتا تو معاویہ ان علاقوں کو فتح کر کے ان میں اپنے قدم مضبوطی سے گاڑ دیتا۔

یہ تھے وہ وجوہ جن کی بنا پر حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ اور ایسا کرنا عین مصلحت تھا۔

تقسیمِ اموالِ بیتُ المال

شریعت میں تقسیم کے مال تین قسم کے ہیں

(۱) زکوٰۃ۔ غیر بنی ہاشم کی زکوٰۃ بنی ہاشم پر حرام کر دی گئی ہے (۲) مالِ غنیمت جو لڑ کر کفار سے حاصل ہو۔ اس میں سے خمس تو بنی ہاشم کا حق ہے باقی کل مجاہدین کا حق ہے۔ (۳) مالِ فے، جو بے لڑے کفار سے حاصل ہو، وہ خاص رسول اللہ کا حق قرار پایا ہے۔ جس کو چاہیں دیں لیکن اس کے مستحق یہی بنی ہاشم یعنی اولادِ ہاشم و مطلب ہیں۔ چونکہ زکوٰۃ حرام تھی، اس لئے خمس اور مالِ فے ان کا حق قرار دیا گیا۔ لیکن یہ شرط بھی کر دی کہ جو یتیم اور مسکین اور مسافر ہوں انہیں کو خمس اور مالِ فے دیا جائے گا۔ جو غنی اور تونگر ہوں ان کو نہیں دیا جائے گا۔ اور اس کی پوری توضیح خدا نے سورہ انفال کی ابتدائی آیتوں اور دسویں پارہ کی ابتدائی آیتوں میں بیان کر دی ہے۔ اور مالِ فے کے بارے میں اٹھائیسویں پارہ سورہ حشر میں مفصل حکم موجود ہے۔ جس کے متعلق تمام اہلِ اسلام کو اتفاق ہے کہ یہ مال خاصہ پیغمبر ہے جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔ چنانچہ مالِ فے کا حکم بیان کر کے امت کو متوجہ کیا ہے کہ:

ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ یعنی جو کچھ رسولؐ تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں باز رہو۔ چنانچہ بنی نضیر یہودی جب دیہات مدینہ بغیر لڑے پچاس زرہیں اور پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں چھوڑ کر چلے گئے تو وہ تمام مال چونکہ آپ کا خاص تھا۔ آپ نے صرف مہاجرین پر تقسیم کر دیا اور انصار میں صرف تین آدمیوں کو ۱؎ ابودجانہ انصاری۔ ۲؎ سہیل بن حنیف۔ ۳؎ زید بن ظہیر کو دیا۔

قرآن کی روشنی میں جب یہ حکم اور اختیار خصوصی رسول اللہؐ کو حاصل تھا تو آپ کی وفات کے بعد آپ کے برحق جانشین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بھی یہی حق اور اختیار خصوصی حاصل تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم کے خلاف دوسرے لوگوں نے عملدرآمد شروع کیا۔ تو حضرت علیؑ اسے ناپسند کرتے رہے اور جب اپنا زمانہ خلافت آیا تو حضرت علیؑ نے یہی طریقہ تقسیم کا جاری کیا جو رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں جاری تھا۔

تاریخ اسلام مصنفہ سید ذاکر حسین صاحب دہلوی اور المرتضیٰ مصنفہ مولوی عبدالرحمٰن امرتسری میں مرقوم ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مالِ غنیمت کا یہ دستور تھا کہ مقتول کا گھوڑا اور ہتھیار قاتل کو دیا جاتا تھا۔ اور باقی مال جمع ہو کر ایک خمس بیت المال میں جمع ہوتا اور باقی چار حصے فوج میں تقسیم ہو جاتے۔ اور اس کی صورت یہ ہوتی کہ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا جاتا اور جو خمس بیت المال میں جمع ہوتا اس کی

پانچ حصے ہوتی تھیں۔ ایک حصہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا، دوسرا حصہ رسولِ خدا کے اپنے قرابت داروں کا، اور باقی تین حصے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہوتے، خلفائے ثلاثہ نے اپنے زمانہ خلافت میں پہلی دو حصے ساقط کر دیں اور باقی تین حصوں میں تمام مال تقسیم کر دیتے تھے۔ لیکن حضرت علیؑ اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اور ان کی خواہش تھی کہ خمس کی تقسیم رسولِ خدا کے دستور کے مطابق کی جائے۔

اور مال فے کے مطابق لکھتے ہیں، کہ مویشی اور اسباب حاضرین لشکر میں تقسیم کر دیا جاتا اور اراضیات خالصہ سرکار تصور ہوتی اور اس کی آمدنی (خراج) بیت المال میں جمع ہوتی اور تمام مسلمانوں میں بحصہ رسدی مساوی طور سے تقسیم ہوتی اور یہی دستور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت تک رہا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے سبقت اسلام یا شرافت نسبی یا فوجی خدمات کا لحاظ کر کے لوگوں کی کمی وبیشی کے ساتھ تقسیم کرنے کا قانون جاری کیا۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے قانون دستور عمرؓ کی پابندی نہیں کی بلکہ اپنے اپنے زمانہ خلافت میں مال فے کی تقسیم سنت نبوی اور سیرت پیغمبرؐ کے مطابق تمام مسلمانوں میں مساوی طور سے شروع کی۔ بلکہ بیت المال میں بھی جمع کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ازالۃ الخفاء میں ہے۔ کہ جب مال فے آتا تو حضرت علی علیہ السلام اس کو اسی دن مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے اور اس کو مساوی طور پر تقسیم فرماتے اور بیت المال میں وہی مال رکھا جاتا۔ جو اس دن تقسیم کرنے سے رہ جاتا آپ اپنے یا اپنے قرابتداروں یا دوستوں کے لئے کوئی چیز اس میں سے مخصوص نہیں کرتے تھے۔ بلکہ آپ کا یہ بھی دستور تھا کہ تقسیم کے بعد فوراً بیت المال میں جھاڑو دلوا کر اس میں نماز پڑھتے تاکہ وہ قیامت کے دن اس بات کی گواہی دے کہ علیؑ نے کوئی مال مسلمانوں سے روک کر جمع نہیں کیا۔

مال کی تقسیم میں آپ یہاں تک محتاط تھے کہ چھوٹی سی چھوٹی اور معمولی سی معمولی چیز کو مستثنیٰ نہیں کرتے چنانچہ ابن اثیر لکھتا ہے کہ جس کو مرتضیٰ میں مولوی عبدالرحمٰن امرتسری نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اصفہان سے کچھ مال آیا، جس میں ایک روٹی بھی تھی۔ آپ نے تمام مال کے سات حصے کئے اس کے بعد اس ایک روٹی کے بھی سات ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا ہر حصے میں شامل کر کے بذریعہ قرعہ اندازی مستحقین کو تقسیم کر دیا (ازالۃ الخفاء)

تقسیم بیت المال

روضۃ الاحباب کے حوالہ سے مصنف تاریخ اسلام لکھتے ہیں کہ بعد قتل حضرت عثمانؓ جس وقت حضرت علیؑ کی بیعت تمام مسلمانوں نے کر لی تو حضرت علی علیہ السلام نے بیعت کے دوسرے دن حضرت عثمانؓ کے بیت المال کے دروازے کو کھول دینے کا حکم صادر فرمایا اور بیت المال کا تمام مال لوگوں پر تقسیم کر دیا اور حضرت عثمانؓ کے گھر میں جو ہتھیار یا اونٹ صدقات کے ذریعہ فراہم کئے گئے تھے وہ سب کا سب بیت المال کے حق میں ضبط فرما لیا اور ان کا مال ورثوں میں تقسیم فرما دیا۔ بروایت مسعودی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ کی تمام املاک اور بیت المال کو مسلمانوں میں مساوی تقسیم کر دیا۔ کسی کو کم و بیش کچھ نہ دیا۔

تقسیم اموال بیت المال کا دوسرا واقعہ

ابن خلدون کے حوالے سے مصنف تاریخ اسلام لکھتے ہیں، کہ جنگ جمل جب فتح ہو چکی، اور بی بی عائشہؓ روانہ ہو گئیں، اور حضرت علی علیہ السلام کو بصرہ کا قبضہ مل گیا۔ تو آپ نے بیت المال بصرہ کا روپیہ جو چھ لاکھ درہم سے زیادہ تھا، حاضرین لشکر پر پانچ

پانچ سو درہم مساوی طور پر تقسیم کر دیا۔ اور بحوالہ مسعودی لکھتے ہیں کہ بارہ ہزار حقدار تھے۔ حضرت علی نے بیت المال کو دیکھتے ہی فرمایا کہ پانچ پانچ سو درہم ہر ایک کو تقسیم کر دو۔ تقسیم کے بعد سب کو پورا ہو گیا، کچھ کمی بیشی نہیں ہوئی۔ پانچ سو درہم حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لئے رکھے تھے۔ آپ کے اصحاب میں ایک شخص موجود نہ تھا، اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت مجھے تو کچھ نہیں ملا۔ میں کسی کام سے گیا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنا حصہ پانچ سو درہم اس کو دے دیا۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا تاریخی شواہد اور قرآنی احکام کو مدنظر رکھ کر حضرت علی نے بیت المال کی تقسیم سنت نبوی کے مطابق فرمائی جیسا کہ خلفائے ثلاثہ نے دیگر احکام کی طرح تقسیم اموال میں ترمیم کی تھی، حضرت علیہ السلام نے کوئی ترمیم نہیں کی۔ آپ بیت المال میں اموال کو جمع کرنا پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ مال آتے ہی تقسیم کر دیا کرتے۔ تقسیم میں مساوات اور عدل مدنظر رکھتے کسی کو کسی کو زیادہ نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت عقیل اپنے حقیقی بھائی زیادہ نہ ملنے پر معاویہ کے پاس چلے گئے۔ لیکن آپ نے ان کے چلے جانے کی پرواہ نہ کی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام عدل و مساوات کے پیکر تھے۔ اور آپ اپنے دور خلافت میں تقسیم اموال بیت المال کو عین مطابق سنت نبوی انجام دے کر حقوق مسلمین کی حفاظت کرتے رہے۔

شہادت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

مختصر الفاظ میں یوں کہا اور لکھا جا سکتا کہ جناب امیر خیبر گیر علی ابن ابی طالب کل غالب کی شہادت عبدالرحمن ابن ملجم مرادی کی اس سم آلود تلوار سے ہوئی۔ جو اس ملعون نے رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کی انیسویں شب کو نماز صبح کے وقت مسجد کوفہ میں سر مبارک پر لگائی اور سر مبارک شگافتہ ہو گیا۔ زہر ہلاہل تمام جسم میں سرایت کر گیا، اور شب ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کو آپ نے شہادت پائی۔

لیکن جن حضرات نے عرب کی تاریخ پڑھی ہے جنھیں کینۂ عرب سے کما حقہ واقفیت ہے وہ جانتے ہیں کہ انتقام لینا قوم عرب کا عنصر عظیم ہے اور بنی امیہ و بنی ہاشم کے درمیان سالہا سال سے دشمنی سینہ بہ سینہ، پشت بہ پشت چلی آتی تھی۔ انہیں پھوٹی آنکھوں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کا وقار جو خاندان بنی ہاشم سے تھے، پسند نہ آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقتدار کو بڑھتا دیکھ کر ان کے دلوں میں آتش حسد اس قدر بھڑکی کہ یہ لوگ حضرت

محمد صلعم کے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ بالآخر آپ کو مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کرنی پڑی، مدینہ میں بھی آپ چین سے نہ رہنے پائے اور کفار قریش سے دفاعی لڑائیاں لڑتے رہے، جن میں "ابو سفیان" پدر معاویہ نے ہمیشہ نمایاں حصہ لیا۔ مگر اس کی معرکہ آرائیاں رسولِ اسلام (صلعم) کا بال بیکا نہ کر سکیں۔ نہ سید العرب والعجم کے مشن کو ناکام بنا سکیں اور نہ رسولِ خدا صلعم کی آنکھ بند ہونے کے بعد جب خلافتِ الٰہیہ اسلام کے حقیقی مفہوم سے ہٹ کر نمائشی جمہوریت کی طرف مائل ہو گئی۔ اس کی سیاسی چالیں خلافت کے حقیقی وارث علی ابن ابی طالب پر باوجود اس پُر فریب ہمدردی کے غلبہ پا سکیں کہ " اگر آپ خلافت کے لئے کھڑے ہوں تو مدینہ کی گلیوں کو سواروں سے بھر دُوں"۔

لہٰذا انہوں نے مایوس ہو کر ہر ممکن طریقہ سے اس نئی خلافت کی حمایت میں قدم جما دیا، "تاکہ بنی ہاشم کا اقتدار یوں ختم ہو جائے اور بنی امیہ کا اقتدار بڑھ جائے۔ یہاں تک کہ دوسری خلافت کو ابو سفیان کے بیٹے امیر معاویہ سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ اور بقول ایڈورڈس " حضرت عمرؓ نے اپنی جان چھڑانے کے لئے معاویہ کو صوبہ شام کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا" پھر تو حضرتِ عثمانِ غنیؓ کے مسندِ خلافت پر آتے ہی سخاوت کے دریا امیہ خاندان کے گھروں کا رُخ کر کے بہنے لگے۔ عالیشان قصر و محلات تعمیر ہونے لگے، خلافت کے بڑے بڑے عہدے، منصب سب بنی اُمیہ کے لئے مخصوص ہو گئے؛ اور بنی اُمیہ بلا شرکت غیرے اسلام کے اصلی حقدار اور وارث بن بیٹھے۔ دُنیا رسولؐ اور خاندانِ رسول صلعم کو یک قلم بھُول گئی اور جن کو کچھ پارینہ افکار یاد تھے وہ ڈر کے مارے دُہرا نہ سکتے تھے۔ اور جنھوں نے دُہرانے کی ضد کی ان کو زہر دغا سے خاموش کر دیا گیا۔

(۲) حضرت علی علیہ السّلام کے جہاد فی الاسلام نے ہزاروں خاندانوں کو آپ کا دشمن بنا دیا تھا اور یہ دشمنی عرب کے کینہ پروری اور منتقم ہونے کی وجہ سے اور بھی منتقل و پائیدار ہو گئی تھی، اور چونکہ رسول اللہ صلعم کو زیادہ تر لڑائیاں قریش سے لڑنا پڑی تھیں، لہٰذا قریش بالخصوص بنی اُمیہ کا بچہ بچہ حضرت علی کا جانی دشمن ہو گیا تھا۔ اور بنی امیہ کی منتقمہ عورتیں دن رات حضرت علیؑ کو کوس کر اس دشمنی کی آگ کو اپنے مردوں کے سینوں میں مشتعل کیا کرتی تھیں لوریوں کے ذریعہ بچّوں کے ذہن نشین کرتی تھیں۔

(۳) حضرت علی علیہ السّلام کا خلیفہ منتخب ہو جانا جس سے بنی اُمیہ کے غم و غصہ کی کوئی حد نہ رہی اور وہ بنی ہاشم کے دوبارہ عروج کو اپنے حق میں کسی طرح مفید نہ سمجھ سکے اور متفق ہو کر حضرت علیؑ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونا لازمی قرار دے لیا، اور خونِ عثمانؓ کا حیلہ پیدا کر لیا۔

(۴) احتجاجیوں کے مطالبات میں سے جو اہم مطالبہ امیر معاویہ کی معزولی کا تھا اس کے فی الفور پورے ہوتے ہی سوتی ہوئی بھیڑیں ہمیشہ کے لئے جاگ اٹھیں اور اس سے بنی اُمیہ کے دلوں پر اور تیر چل گئے اور قیامت تک کے لئے بنی اُمیہ بنی ہاشم کے دشمن ہو گئے۔

(۵) خارجیوں کے غول کا بھی ابھر جانا جو انہیں بدبخت باغیوں کی ایک قومی جماعت تھی اور صرف معاوضہ کی

ترغیب وتحریص سے جناب امیرؑ کے قتل کے درپے تھی جس کے کارکن عمرو بن عاص شیث تھے۔

۲۔ امیر معاویہ کے باپ ابوسفیان نے اہل مکہ کو لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے خلاف جنگِ بدر و اُحد میں صف آرائی کی، امیر معاویہ کی ماں ابوسفیان کی وہی مشہور بیوی ہندہ تھی جو بقول واشنگٹن ارونگ (دیکھو سوانح محمد صلعم صفحہ ۱۰۵) "حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؑ کو شب و روز کوسا پیٹا کرتی تھی" اور جس نے بعض بنی ہاشم کی دشمنی کی وجہ سے حضرت حمزہ کی انگلیاں کاٹ کر اپنے گلے کا ہار بنایا تھا اور ان کی جگر کھانے کے لئے نکالا تھا جس کی وجہ سے یورپ کے مایہ ناز مورخ گبن نے اسے "جگر خوارہ" کا خطاب عطا کیا ہے۔ امیر معاویہ کے دل میں بنی ہاشم بالخصوص حضرت علیؑ سے عداوت کا نہ ہونا تعجب تھا۔ اس لئے کہ ہندہ ان کی ماں نے امیر معاویہ کو حضرت علیؑ کی سب و شتم کی لوری دیکر پالا تھا۔ صغر سنی میں اماں کی کان میں ڈالی ہوئی بات معاویہ کے دل سے مرتے دم تک نہ نکلی۔ چنانچہ مولف رفع الحجاب تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے وصال کے بعد کچھ لوگوں نے امیر معاویہ سے کہا کہ اب جناب امیر پر سب کرنا بیکار ہے اس لئے کہ آپ شہید ہو چکے ہیں اور آپ کو وہ مقصد حاصل ہو گیا جس کے لئے آپ نے پاپڑ بیلے تھے (حکومت مل گئی) اب یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے کہا: قال لا واللہ حتی یربو..... فضلہ" (نصائح کافیہ مطبوعہ بمبئی) یعنی خدا کی قسم ہرگز علی کو گالی دینا اور سب کرنا ترک نہ ہوگا، جب تک لڑکے اس عادت پر نشوونما نہ پا جائیں اور جوان بڈھے اور شیخ فانی نہ ہو جائیں تا کہ دنیا میں علی کی فضیلت بیان کرنے والا باقی نہ رہ جائے۔

جن مذکورۂ صدر مستند تاریخی واقعات کی روشنی میں ماہرین سیاست اس امر کا نہایت اچھی طرح سراغ لگا سکتے ہیں اور ناظرین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ شہادت علی ابن ابی طالب قوم عرب کی کینہ پروری، حسد، عناد اور جذبات انتقام کے باعث ہوئی جو برسہا برس سے بنی امیہ و بنی ہاشم کے درمیان تھا جس کے روح رواں ابوسفیان و امیر معاویہ تھے، اب یہ اور بات ہے کہ ان سیاسی گہرے جوڑ توڑ و پُرفریب پالیسیوں کا نتیجہ جس کی ضامن شام کی گورنری، دولت و ثروت تھی اور جس کو پردہ رازمیں شام کے اس جاہ و حشم، اقبال و اقتدار نے رکھا جس کے آگے مدینہ، مکہ، حجاز، یمن و عرب کا گوشہ گوشہ دست نگر تھا، ابن ملجم مرادی کے سر آگیا۔ اور یہ بات عام نگاہوں کے سامنے آئی کہ قطامہ نے سر علی ابن ابی طالب کو اپنا مہر قرار دیا تھا۔ ورنہ آج بھی مورخین کا قلم جو حکومت کی ہیبت و جلالت سے متاثر نہیں ہوتا، اس امر کی صاف صاف نقاب کشائی کرتا ہے، کہ حضرت علیؑ کا قتل ابوسفیان کی کوشش اور معاویہ کی خواہش و سازش کا نتیجہ تھا۔ اور یہی وجہ ہوئی کہ حضرت علی ابن ابیطالب نے اپنے انگلیوں پر گنے جانے والے دوست اور اس کے خلاف لاتعداد دشمنوں کو ظاہر بظاہر تین طبقوں میں منقسم دیکھ کر جن میں پہلا گروہ کفار عناد یہ عرب کی ان اولادوں کا تھا جن کے اسلاف کو آپ نے نبیؐ عربی کی حمایت و اسلام کی نصرت میں تہ تیغ کیا تھا جو وقت پڑنے پر جنگ صفین و جمل اور پھر میدان کربلا میں مقابلہ پر صف آرا ہو گیا۔

دُوسرے وہ خوارج جو بنی اُمیہ ہی کی ایک قومی جماعت تھی اور جس کے کارکن عمرو عاص و شیث تھے۔ جن کی شقاوت کا مظاہرہ ۱۹ رمضان کو محراب کوفہ میں ہوا، تیسرے معاویہ اور اس کے زرخرید تابعین تھے۔" اپنی اولاد اور اصحاب کو وصیت کی کہ اصلی قبر پردہ خفا میں رکھی جائے اور مختلف مقامات کے اظہار سے مشکوک کردی جائے تاکہ قبر کا راز معرض اختلاف میں آکر دشمنوں کی نظر سے پوشیدہ رہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، کہ کسی نے کہا آپ مسجد جامع کوفہ میں دفن ہوئے، کسی نے کہا "رحبہ" میں، کسی نے کہا اپنے گھر ہی میں دفن ہوئے۔ کسی نے "حیرہ" میں بتایا، غرض کہ جتنے مُنہ تھے اتنی ہی باتیں۔ حالانکہ حقیقی قبر کا پتہ سوائے آپ کی اولاد و اصحاب کے کسی کو نہ تھا، جو دفن کے وقت موجود تھے۔

تا اینکہ وہ وقت آگیا کہ حضرت علیؑ کی قبر مطہر سے کھلی نشانیاں اور روشن معجزے ظاہر ہونے لگے۔ اور ان ظاہر ہونے والے لاتعداد معجزات نے دشمنوں کو بھی یہ یقین دلایا کہ یہ معجز نما یہیں دفن ہے۔

چنانچہ ابوالفراج اصفہانی، ابن ابی الحدید، طبری، ابن اثیر، ابوالفدا، ابن جوزی، ابو شحنہ، وردی اور دوسرے مورخین کا اس پر اجماع ہوگیا کہ آپ کا مزار پاک نجف اشرف میں ہے اور حضرت امیرالمومنین کی مقدس آرامگاہ صرف نجف ہے۔

نجف اشرف

باب مدینۂ علم رسولؐ کے آستانہ کی مختصر تاریخ

دریائے فرات سے چار میل مغرب کی جانب ہٹ کر کوفہ کے قریب ایک بلند خطہ زمین پر بادلوں سے سرگوشی کرنے والا قبہ نظر آتا ہے۔ جس کے نیچے محمد عربی کے بھائی — اور خدا کے شیر — علی ابن ابی طالب کی آرام گاہ ہے۔
اسی کو نجفِ اشرف کہتے ہیں — وہ نجفِ اشرف — کہ جہاں کے آستانہ کی جبہ سائی کیلئے غلامان حیدر کرار عمر بھر تڑپتے رہتے ہیں۔
آئیے! تھوڑی دیر کے لئے اس رشک جنت سرزمین کی زیارت کریں۔

نجف کا ماضی: یہ معتدل ترین زمین ہے۔ باعتبار ہوا کے اور صحت بخش ہے بہ لحاظ مزاج و پانی کے اور یہی وجہ ہے کہ یہاں کے باشندے عقل سلیم و ذہنی رائے، خوبصورت شکل و شمائل، ہر فن میں دستگاہی، موزونیت اعضا، تناسب اخلاط، معتدل گندم گون رنگت کے ہوتے ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو بطن مادر میں زہرہ کی گرمی پہنچائی گئی ہے۔ اور اس لئے وہ کالے سفید یا چپکلے نہیں ہوا کرتے" یہ ہیں وہ الفاظ جن کے ذریعہ سے حموی نے اپنی مشہور کتاب "معجم البلدان" میں "عراق" کا ایک بہترین خطہ ہے نجف اشرف"، کہ جو کوفہ کی پشت کی جانب ایک پہاڑی کی چوٹی پر اب سے ہزاروں سال پیشتر سے آباد چلا آ رہا ہے اور جس کے دامن میں دنیا کو زیر و زبر کر دینے والی ذات (علی بن ابیطالب علیہ السلام) محو آرام ہیں۔ نجف اب سے پیشتر اپنے سرسبز و شاداب مرغزاروں موتی جیسی جھیلوں کی بدولت "خد العذراء" (رخسارۂ خاتون) کے دلآویز نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کی بوقلمونیاں، گلہائے رنگا رنگ، ٹھنڈی و شفاف ہوائیں، مناذرہ و ساسانی و عباسی بادشاہوں کو دعوت گلگشت دیتی تھیں اور وہ اس سمت آکر سکونت کرتے تھے۔ جدھر سے "نجف" کی ہوا آتی تھی۔

مسعودی مروج الذہب میں کہتا ہے کہ قد کان جماعۃ من خلفاء بنی العباس کالسفاح والمنصور والرشید وغیرہم ینزلونہا ویصلبون المقام بہا ای فی الحیوۃ یطیب ہوائہا وصفاء جوہا د — قریب نجف۔ (ج ا ص ۲۹۷)
خلفائے بنی عباس حیرہ میں اس لئے قیام کرتے تھے کہ اس میں منجملہ اور خوبیوں کے ایک خوبی یہ تھی کہ نجف وہاں سے قریب تھا۔ طبری میں ہے کہ جلس النعمان یوماً فی مجلسہ من الخورنق فاشرف منہ علی النجف وما یلیہ من البساتین والنخل والجنان والانہار (ج ۲ ص ۳) نعمان بن منذر (ملک حیرہ) ایک روز اپنے دربار (خورنق) میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی نگاہ نجف اشرف کی جانب اٹھ گئی۔ اس نے دیکھا کہ نجف کو گھنے باغات و نخلستان اپنے گھیرے میں لئے ہوتے ہیں، اس کے مغرب کی طرف نہریں جاری

ہیں۔ مشرق کی طرف دریائے فرات بہہ رہا ہے۔ (فرات اس وقت نجف سے ہو کر گذرتا تھا) موسم بھی بہار تھا لہٰذا یہ پھول، غنچے اور یہ نہریں اور یہ ہرا بھرا منظر اس کو بہت بھایا۔

یہ تھا نجف اشرف کی طبعی حالت کا سرسبز و شاداب ماضی کہ جو امام علیہ السلام کے دفن کے سینکڑوں برس بعد تک رہا مگر ابھی تقریباً ایک قرن قبل کی بات ہے کہ صفحۂ نجف نے قدرت کی ایک ادنیٰ مگر پر مصلحت جنبش پر جو پلٹا کھایا تو وہی نجف کہ جو کبھی ایک بحرِ عظیم کے کنارے اپنے دامن میں مہکتے ہوئے گلزاروں اور بہتی ہوئی نہروں کو لئے ہوئے تھا ایک ریگستان کی صورت میں مبدل ہو گیا۔ اور اس طرح اس کا دامن رنگین گلوں سے تو ضرور خالی ہو گیا مگر ان کے بدلے دُرہائے آبدار سے پُر ہو گیا۔ آج بھی وادیٔ سلام میں جستجو کرنے والے کا دامن دُرہائے نجف سے بھر جاتا ہے۔ لیکن ان دودھ کی طرح سپید و شفاف دُرِ نجف سے نورانی تر اور بیش بہا اشرف وہ جواہر علمی ہیں جن کو نجف قرنوں سے عالم پر نچھاور کر رہا ہے آج دنیا کے جس خطہ میں بھی علم حقیقی کی ضیا پاشیاں ہیں وہ صدقہ ہے ان لاتعداد مہ و انجم کا کہ جو دور دراز کے عرصوں سے آتے اور اس چشمۂ نور سے قندیلیں روشن کر کے واپس جاتے اور دنیا کو اس سے اجاگر کرتے تھے۔ اور یہ سلسلہ الحمد للہ آج بھی باقی ہے۔ اور انشاء اللہ تا قیامت باقی رہے گا۔

نجف اشرف کا جغرافیہ:۔ نجف اپنے طول البلد کے لحاظ سے ۴۴ درجہ شرقی اور عرض کے اعتبار سے ۳۲ درجہ دو دقیقہ طرف شمال اور سطح بحر سے تقریباً ۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے اور زمین ریگستانی ہونے کی وجہ سے حرارت و برودت تیز زیادہ قبول کرتی ہے کہ گرمی میں اس کا درجہ حرارت ۵، ۴۵ تک پہنچ جاتا ہے جبکہ سردیوں میں صفر سے بھی گر جاتا ہے اور پانی منجمد ہو جاتا ہے۔

نجف کے نام:۔ نجف کے بہت سے اسماء ہیں کہ جن میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کا ذکر صرف اخبار اہلبیت علیہم السلام میں ملتا ہے جیسے، صور، ظہر، جودی، ربوۃ، وادی السلام، بانقیا، اللسان اور بعض وہ ہیں کہ جو لسان آئمہ علیہم السلام اور دیگر افراد میں مشترک ہیں جیسے نجف، غری، مشہد۔ ان تمام اسماء کی الگ الگ وجہ تسمیہ بھی ہے کہ جس میں سے ہم اس وقت سب سے مشہور نام کی وجہ تسمیہ بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

نجف کو نجف کیوں کہتے ہیں:۔ نجف کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت سے وجوہ بیان کئے جاتے ہیں کہ جن میں سے ہم یہاں وہ وجہ ذکر کرتے ہیں کہ جس کو لسان صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ علل الشرائع میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت کرتے ہیں:۔

عن ابی عبد اللہ الصادق علیہ السلام قال ان النجف کان جبلاً وھو الذی قال ابن نوح سآوی الی جبل یعصمنی من الماء ولم یکن علی وجه الارض جبل اعظم منه فاوحی اللہ الیه یا جبل ایعتصم بک منی فتقطع قطعاً الی بلاد الشام وصار دقیقه وصار بعد ذلک بحر اعظم وکان یسمی ذلک البحر (نی) ثم جف بعد ذلک فقیل نی جف فسمی بنیجف ثم صار بعد ذلک یسمونه نجف لانه کان

خف على سبعتهم حتى باب ... حضرت نے فرمایا کہ نجف ایک عظیم الشان پہاڑ تھا اور یہ وہی پہاڑ تھا کہ جس کو دیکھ کر فرزند نوحؑ نے کہا تھا کہ ساوی الی جبل اور میں پہاڑ پر پناہ لے لوں گا۔ جو مجھ کو پانی کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔ اس پر خداوند عالم نے اس سے خطاب کیا کہ کیا تجھ میں یہ طاقت ہے کہ میرے عذاب سے بچائے یہ خطاب سُنکر یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور بہت باریک ریل کی صورت میں مبدل ہوکر بلاد شام میں منتشر ہوگیا۔ اور پھر اس کی جگہ عظیم الشان سمندر موجیں مارنے لگا۔ کہ جس کا نام "نے" پڑ گیا تھوڑے عرصہ کے بعد یہ سمندر خشک ہوگیا تو کہا گیا "نی جف" یعنی نے خشک ہوگیا اس کے بعد نیجف کہنے لگے اور آخر میں سہولت کی وجہ سے نجف کہا جانے لگا۔

نجف کی فضیلت اور اہمیت لسان آئمہؑ میں :۔ نجف اشرف کی اہمیت اور اس بقعۂ مبارکہ کی فضیلت میں آئمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین سے بکثرت روایات صحیحہ کتب اخبار مثل علل الشرائع۔ مناقب و بحارالانوار وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں۔ (۱) عن علی علیہ السلام انہ قال ان بقعتہ عبد اللہ علیہ ظہر الکوفۃ لما امر اللہ الملائکۃ ان یسجدوا لآدم فسجدوا علی ظہر الکوفۃ۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ بقعۂ زمین جس پر خدائے کریم کی سب سے پہلے عبادت کی گئی ہے ظہر الکوفہ (نجف) ہے جس وقت خداوند عالم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تو انہوں نے کوفہ کے پیچھے جو زمین ہے اس پر سجدہ کیا (۲) وعن الصادق علیہ السلام ان الغری قطعۃ من طور سینا وانہ الجبل الذی کلم اللہ علیہ موسیٰ تکلیما وقدس علیہ عیسیٰ تقدیسا واتخذ علیہ ابراھیم خلیلا واتخذ محمداً حبیبا وجعلہ للنبیین مسکنا۔ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ غری طور سینا کا ایک ٹکڑا ہے اور یہی وہ جبل ہے کہ جس پر عیسیٰ نے خدا کی تقدیس کی اور اسی جگہ خدا نے ابراہیم کو درجۂ خلّت پر فائز کیا اور محمدؐ کو اپنا حبیب بنایا اور اس کو انبیاء کا مسکن قرار دیا۔ (۳) عن ابی عبد اللہ الصادق علیہ السلام قال اربع بقاع ضجت الی اللہ یوم الطوفان۔ البیت المعمور فرفعہ اللہ علیہ والغری ذالکربلا وطوس۔ آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ روز طوفان نوح چار زمینوں نے اللہ سے فریاد کی بیت معمور۔ غری۔ کربلا و طوس (۴) ان الغری بقعتہ من جنۃ عدن فرمایا کہ غری جنت عدن کا ایک ٹکڑا ہے۔ (۵) وعن ھم علیہم السلام انہ مامن مومن یموت فی شرق الارض و غربھا الا قیل لروحہ الحقی بوادی السلام قیل لہ وعین وادی السلام قال ھو ظہر الکوفۃ کانی بھم حلق حلق کثیرہ یتحدثون علی منابر من نور۔ امام سے روایت ہے کہ مغرب یا مشرق میں کوئی مومن نہیں مرتا ہے الا یہ کہ اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ وادی السلام میں جا۔ امام سے دریافت کیا گیا کہ وادی السلام کہاں ہے؟ فرمایا وہ کوفہ کی پشت پر واقع ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ گروہ در گروہ نور کے منبروں پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے ہیں (۶) عن الامام الرضا انہ قال جوار امیر المومنین یوماً خیر من عبادۃ سبع مائۃ عام۔ امام رضا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین کی ایک روز کی مجاورت سات سو سال کی عبادت

سے بہتر ہے۔ (۷) سئل الامام الصادقؑ عن مجاورت قبر امیرالمؤمنینؑ وعند قبر الحسینؑ فقال ان المجاورۃ عند قبر علیؑ لیلۃ افضل من عبادۃ سبعمأۃ عام وعند قبر الحسینؑ افضل من عبادۃ سبعین عاماً۔ امام صادق علیہ السلام سے مجاورۃ قبر امیرالمومنینؑ ومجاورۃ قبر امام حسینؑ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قبر علیؑ کے پاس ایک رات کی مجاورۃ سات سو سال کی عبادت سے بہتر ہے اور امام حسینؑ کی مجاورت ۷۰ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (۸) مسئل الصادق علیہ السلام عن الصلوۃ عند قبر امیرالمؤمنینؑ فقال الصلوۃ عند قبر امیرالمؤمنینؑ بمائتی الف صلوۃ صادق علیہ السلام سے قبر امیرالمومنین کے پاس نماز کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ قبر امیرالمومنین کے پاس ایک نماز دو ہزار نمازوں کے حکم میں ہے۔ (۹) عن الصادقؑ ان انبیت عند علیؑ لیلۃ یعدل عبادۃ سبعمأۃ عام امام سے مروی ہے کہ نجف میں ایک شب سونا سات سو سال کی عبادت کے مساوی ہے۔

ان روایات کے علاوہ دوسری روایات سے اس سرزمین کی اہمیت کا اور اندازہ ہوتا ہے۔ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ نجف میں دفن ہونے والا محاسبہ وسوال منکر ونکیر وفشار قبر کی اذیت سے محفوظ ہے اور منجملہ کثیر انبیاء کے حضرت آدم ونوح وہود وصالح نبینا وعلیہم السلام مدفون ہیں اور یہ وہ زمین ہے جس کو پہلے حضرت ابراہیمؑ نے اور بعد کو خود حضرت علی علیہ السلام نے خرید فرمایا ہے۔ فرحۃ الغری میں ہے۔

عن عقبۃ بن علقمہ قال اشتری امیرالمومنینؑ ما بین الخورنق والحیرۃ الی الکوفۃ من الدھاقین باربعین الف درھم واشھد علی شرائہ فقیل لم یا امیرالمومنین تشتری بھذا المال ولیس ینبت خطأ فقال سمعت عن رسول اللہؐ یقول کوفان کوفان یرد اولھا علی آخرھا یحشر من ظھرھا سبعون الفاً یدخلون الجنۃ بغیر حساب اشتھیت ان یحشروا فی ملکی۔ عقبہ بن علقمہ کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے خورنق وحیرہ سے کوفہ تک کسانوں سے ساری زمین کو چالیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اس زمین کو خرید رہے ہیں درآنحالیکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا ہے کہ کوفان، کوفان اس کا اول اس کے آخر سے مل جائے گا اور اس سے ستر ہزار افراد ایسے محشور ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے میں نے چاہا کہ وہ میری ملکیت سے محشور ہوں۔

سرزمین نجف اشرف کی تاریخ اور اس کی جلالت مقام کے بیان کر چکنے کے بعد اب ہم اس پاک ظرف کے نورانی مظروف یعنی قبر اطہر کا حال مختصر لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔

مرقد علوی: چشمۂ آفتاب سے نگاہیں لڑانے والا عظیم الشان سنہری قبہ اور اونچے بادلوں سے

سرگوشیاں کرنے والے خالص سونے کے میناران پر رات کے وقت دور سے چمکتی ہوئی دل فریب روشنیاں یہ مزار ہے اس غالب کل غالب ذات کا کہ جس کا نام شہنشاہان عالم کی فہرست میں سب سے اوپر ہوتے ہوئے مظلوموں کی فہرست میں بھی سب سے پہلے نظر آتا ہے۔ حرم اقدس کی جھلملاتی محرابوں کے نیچے اور ریشم سے زائد نرم و نازک بیش بہا قالینوں کے اوپر بہت سے چلنے والے زائروں کو اس وقت کا کیا اندازہ ہو کہ جب پرشوکت بارگاہ ایک پرحسرت قبر تھی۔ کہ جو شب دیجور کے پردے میں لوگوں کی آبادی سے ہٹ کر دشمنوں کی نگاہوں سے چھپا کر بنائی گئی تھی اور جس کے جاننے والے صرف حسنؑ و حسینؑ و محمد حنفیہ میثم تمار، صعصعہ بن صوحان، قیس بن سعد و حجر بن عدی و عمرو بن الحمق و دیگر چند گنتی کے اقربا و احباب تھے۔ اور ان کو بھی تاکید یہ تھی کہ وہ اس راز کو سینہ کا دفینہ کر دیں اور کسی پر مزار مقدس کو ظاہر نہ کریں۔

اخفاء قبر کا راز قتال عرب۔ علی ابن ابی طالب کے دوست اگر انگلیوں پر گن لینے کے لائق تھے تو اس کے برخلاف دشمن لاتعداد تھے۔ وہ بہ ظاہر تین طبقوں پر منقسم تھے۔ (۱) کفار و منافقین عرب کی وہ اولاد کہ جن کے اسلاف کو آپ نے اسلام کی حمایت میں تہ تیغ کیا تھا۔ اور وہ وقت پڑنے پر جنگ صفین و جمل اور پھر میدان کربلا میں مقابلہ پر بصف آرا ہو گئے۔ (۲) وہ خوارج کہ جن کی شقاوت کا مظاہرہ ۱۹ رمضان مبارک کو محراب کوفہ میں ہو چکا تھا۔ (۳) معاویہ اور اس کے ذریت یزید تا بعین۔ ان تینوں گروہوں میں ہزارہا افراد تھے کہ جن میں سے ہر ایک کو اس گلدستہ کمالات ذات سے آزار پہنچا تھا۔ وہ اس کے مزار کو بھی ٹھنڈے دل سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور شاید اسی لئے امام کی وصیت کے مطابق اولاد و اصحاب نے نہ صرف اصلی قبر کو اخفا کیا بلکہ اس کو مختلف مقامات پر ظاہر کیا تاکہ قبر کا راز معرض اختلاف میں آ کر دشمنوں کی نظروں سے پوشیدہ رہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کسی نے کہا کہ آپ مسجد جامع کوفہ میں دفن کئے گئے اور کسی نے کہا کہ اپنے گھر ہی میں دفن ہوئے، کسی نے کہا کہ "رحبہ" میں تو کسی نے کہا کہ "حیرہ" میں غرض جتنے منہ اتنی ہی باتیں حالاں کہ حقیقی قبر کا پتہ سوائے ان اولاد اصحاب کے کسی کو نہ تھا جو بیت الدفن خود اس کا مشاہدہ کر چکے تھے مگر وصیت امام کا قفل ان کے لبوں پر لگا ہوا تھا یہاں تک کہ جب زمان اخفاء قبر منقضی ہوا اور وہ دور گذر گیا کہ جس میں علیؑ پر علی رؤس الاشہاد سب و شتم کیا جاتا تھا، اور تشنگان زیارت کے لئے کوئی مانع باقی نہ رہا تو یکا یک تبر ظہر سے نئی نشانیاں اور روشن معجزے ظاہر ہونے لگے اور ان ظاہر ہونے والے لاتعداد معجزات نے دشمنوں کو بھی یہ یقین دلا دیا کہ معجز نما یہیں دفن ہے۔ دوسری طرف اہل بیت اطہار کی طرف سے بھی مکان قبر کا اعلان ہونے لگا اور لوگوں کو زیارت کی دعوت دی جانے لگی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں متعدد روایات صحیحہ وارد ہیں (کہ جن میں سے بعض کا ذکر آگے آئے گا) اس خبر کے پاتے ہی مشتاقان زیارت پروانہ وار ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور اس طرح دیکھتے دیکھتے تاریکی شب میں دفن ہونے والے ایک مظلوم کی قبر مرکز ہر خاص و عام بن گئی۔

مورخین عامہ اور مزار علیؑ جب تک قبر امیرالمومنین دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ رہی اس وقت تک

شمع امامت کے چند خاص پروانوں کے سوا کسی کو اس کا پتہ نہ چلا مگر جب یہ پردہ ہٹا دیا گیا اور اہل بیت طاہرین جو اس کے قائل تھے وہی اس کا اعلان کرنے لگے دوسری طرف معجزات نے ظاہر ہونا شروع کیا اور وہ بھی اسی طرح کہ اپنے پرائے سب ہی متقر ہوئے جب کہ داؤد، ہارون جیسے افراد کو خود قبر اقدس پر عمارت بنانا پڑی کہ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ تو اب یہ امر قابل انکار حیثیت ہو گیا اور عام مسلمانوں کو اس کے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہی چنانچہ ابو الفرج اصفہانی، ابن ابی حدید، طبری، ابن اثیر، ابو الفدا، ابن جوزی، ابو شحنہ، وردی اور دوسرے مورخین کا اس پر اجماع ہو گیا کہ آپ کا مزار پاک نجف اشرف میں ہے اور کسی خاص و عام کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔

تاریخ فخری میں ہے: اما من قبر امیر المومنین فانہ دفن لیلاً بالغری ثم عفی قبرہ الی ان ظہر حیث مشہد الآن (ص۵)۔ محمد بن طلحہ شافعی مطالب السؤل میں لکھتے ہیں کہ دفن بالغری جوف اللیل ص۶۳۔ آثم کوفی نے کتاب فتوح میں لکھا ہے دفن بموضع یقال الغری (ص۳۳۶ ترجمہ فارسی) نجف و غری ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں جیسا کہ نادر کے بیان میں آئے گا۔ اسی طرح جملہ مورخین عامہ و علماء و اہل سنت نے حضرت کی قبر اطہر کا اپنی اپنی کتابوں میں صریح ذکر ہے کہ جس کی تفصیل میں پڑنے کے لئے الگ ایک باب کی بلکہ کتاب کی ضرورت ہے اگر آئندہ اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت ہوئی تو اور تفصیلی ذکر کیا جائے گا۔

اس قدر شواہد و بینات اور اتنے مومنین کے اتفاق کے بعد تصور بھی نہ ہونا چاہیئے کہ کسی کو اس ناقابل انکار حقیقت سے انکار ہو گا۔ مگر اس عادت دیرینہ اور گمراہ کن کینہ کو کیا کیجئے کہ جس نے مذہب حق پر دلالت کرنے والے ہر آفتاب پر خاک اچھالنے کی ہمیشہ افسوسناک کوشش کی ہے جب صاحب قبر کی خلافت بر حق کا انکار رہی ڈھٹائی سے کر دیا گیا تو قبر بیچاری کس شمار میں ہے۔ چنانچہ خطیب بغدادی نے (جو ایک شیعہ دشمن مورخ ہیں) اس مسئلہ اور عین الیقین حقیقت کا بڑی آسانی سے انکار کر دیا ہے بلکہ بعض دوسرے نادانوں کی عقول نے اور جولانی جو دکھائی تو کہہ دیا کہ حضرت علیؑ کے جنازہ کو سرے سے کہیں دفن ہی نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کو ایک ناقہ کی پشت پر باندھ کر بیابان میں چھوڑ دیا گیا۔ اور اس روز سے تا روز قیامت چلتا رہے گا۔ نہ زمین ختم ہو گی اور نہ اس کی عمر، دیکھا آپ نے اس مضحکہ خیزی کو۔

اب ان صاحب سے کون پوچھے کہ مرکوب امام کی عمر تا قیامت کرنے میں کوئی نہیں البتہ اگر خود امام کی عمر بحکم خداوندی اپنے حدود سے متجاوز نہ ہو جائے تو وہ قابل قبول نہیں شاید یہ حدیث گھڑتے وقت اس کا دھیان نہیں رہا تھا۔ ایسے من گھڑت فضول اور بے بنیاد روایتوں کی رد کے لئے جمہور عامہ کے تذکرہ یا متواتر اقوال ہی کافی و وافی ہیں لیکن خطیب بغدادی اور ان کے دو ایک تابعین کی مزید فہمائش کے لئے اگر ابن بطوطہ کی زبانی خود ان کے نزدیک معتبر حالات بیان کر دئے جائیں تو شاید بے محل نہ ہو گا۔ اور اتفاق سے یہ ابن بطوطہ وہ بزرگ ہیں کہ جو خطیب بغدادی کی طرح شیعوں کی دشمنی میں دو چار ہاتھ آگے ہی ہیں جیسا کہ ان کے مرحلہ کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس کس طرح شیعوں کے عقائد کا مضحکہ اڑایا ہے خصوصاً جب وہ حلہ کے حالات پر آتے ہیں اور انہوں نے اس دشمنی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے جیسا کہ ارباب نظر

جانتے ہیں۔ بہرحال یہی بزرگ جس وقت نجف اشرف وارد ہوئے تو انہوں نے یہاں جو کچھ دیکھا اس کو ان الفاظ میں یوں لکھتے ہیں: اس شہر کے تمام باشندے رافضی ہیں اور اس روضہ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شب ۲۷ رجب کو کہ نام اس شب کا ان لوگوں کے یہاں لیلۃ المحیا ہے، عراقین و خراسان و بلاد فارس و روم سے ہر شل و مفلوج و زمین گیر کو یہاں لاتے ہیں کہ جن کی تعداد ۳۰، ۴۰ نفر تک پہنچ جاتی ہے اور بعد نماز عشاء ان مرضاء کو ضریح مقدس کے پاس لاتے ہیں، لوگ جمع ہو کر ان کے اچھے ہونے کا انتظار کرتے ہیں اور یہ لوگ نماز و دعا و تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے ہیں بعض روضہ کی زیارت کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب یا دو ثلث شب گذر جاتی ہے اور اس وقت وہ زمین گیر جو کہ جو حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے ایک مرتبہ صحیح و تندرست ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں درآنحالیکہ مرض کا نشان تک ان میں باقی نہیں رہتا۔

قبر اطہر کا پہلی بار ظہور:

جیسا کہ سطور گذشتہ میں بیان کیا گیا کہ حضرت کی قبر شریف کو آپ کی اولاد نے حکم امامؑ کے مطابق پردہ شب میں چھپا کر بنایا بالکل اسی طرح کہ جس طرح خود حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت سیدہ عالم فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی قبر کو رات کی تاریکی میں دشمنوں کی نگاہوں سے چھپا کر بنایا تھا۔ چنانچہ نجف کے غیر آباد حصہ میں (کوہ یعنی زمین مرتفع بلندیوں) کے وسط میں یہ قبر مبارک ایک عرصہ تک مخفی رہی کہ جس کو سوائے امام علیہ السلام اور خواص شیعہ کے کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا۔ مزار کا راز یونہی پوشیدہ رہا یہاں تک کہ سلطنت امویہ مع اپنے رسوائے اسلام کارناموں کے ختم ہوئی اور سلطنت عباسیہ کا قیام ہوا۔

اہل نظر جانتے ہیں کہ سلطنت عباسیہ کا قیام محض اس جذبہ ہمدردی کی بنیاد پر عمل میں آیا ہے کہ جو آلِ رسولؐ کی طرف اموی سلاطین کے روح فرسا مظالم کی وجہ سے لوگوں کے قلوب میں پیدا ہو گیا تھا۔ اسی لئے یہ نئی حکومت اگرچہ اہل بیت اور ان کے ماننے والوں کو ایک لمحہ بھی روئے زمین پر دیکھنا پسند نہیں کرتی تھی۔ مگر ظاہر بظاہر بربنائے سیاست ان کو اس طبقہ کی ناز برداری کرنا ہی پڑتی تھی۔ اور اس کے لئے ان کو اموی دور گزرنے کے بعد سفاح کی حکومت قائم ہوتے ہی پہلی بار اطمینان و آزادی نصیب ہوئی اور یہی وہ زمانہ تھا کہ جس کی مہلت سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پورا فائدہ اُٹھاتے ہوئے علم نبیؐ کے رکے ہوئے دریا کا بند کھول دیا اور عالم میں رہتی دنیا تک علم دین و مذہب حق کے زندہ رہنے کا سامان کر دیا۔

یہی وہ دور تھا کہ جس میں وہ سربستہ راز جو مدتوں سے سینہ بسینہ چلا آ رہا تھا رفتہ رفتہ ظاہر ہونے لگا اور آل اطہارؑ کے شیدائی اس خبر کو پاتے ہی جوق در جوق زیارت کے لئے نجف اشرف آنے لگے۔ مگر ابھی تک یہ خبر پایۂ ثبوت کو نہ پہنچی تھی۔ اگر ایک اس چیز کا اثبات کرتا تو دوسرا نفی کر دیتا تھا کہ یکایک ایک طرف امامؑ کی بارگاہ سے قبر کی تعیین کا اعلان اور دوسری جانب خود قبر مبارک سے معجزوں کا اظہار ہونے لگا۔ اور اب لوگوں کو کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا۔

قال الصادقؑ لصفوان الجمال وقد سئله عن قبر امیر المومنینؑ قال اذا افلیت الغری

ظهر الكوفة فاجعله خلف ظهرك توجه نحو النجف وقيامن قسيلا فاذا اتيت الى نزوات الابيض والثنية امامه فذلك قبر امير المؤمنين عليه السلام مرالبحان)

صفوان جمال نے جب امام صادق علیہ السلام سے قبر امیر المومنین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا جس وقت کوفہ کی پشت پر مقام عزی میں پہنچنا تو کوفہ کو اپنی پشت پر رکھنا اب تمہارا منہ نجف کی طرف ہوگا تھوڑا سا داہنی طرف مڑتے ہوئے آگے بڑھنا یہاں تک کہ جب سفید ٹیلوں تک پہنچو اس وقت مقام "ذنیہ" سامنے ہوگا۔ بس یہی امیر المومنین علیہ السلام کی قبر اطہر ہے۔

تعمیر اول قبر مبارک اسی طرح شب و روز لوگوں کی زیارت گاہ بنی رہی ہر وقت صاحبان حاجت آتے اور گوہر مراد سے اپنے دامن کو پر کر کے واپس جاتے تھے۔ لیکن قبر مطہر کسی قسم کی تعمیر سے اب تک خالی تھی یہاں تک کہ داؤد بن علی عباسی کوفی نے ۱۳۳ھ میں اس پر ایک صندوق بنوایا اور اس کا واقعہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمۃ نے فرحۃ الغری میں یوں تحریر کیا ہے:

جب داؤد عباسی نے کہ جو اس وقت کوفہ کا حاکم تھا لوگوں کا ہجوم قبر مبارک پر دیکھا تو اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ معمار لائے جائیں پھر ان معماروں کو اپنے ایک حبشی غلام کے ہمراہ (جس کا نام "جمل" تھا اور جو قوت و نیاری میں بہت زائد تھا) نجف روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہاں جو قبر ہے اسکو کھود و اس کی تہ میں سے جو کچھ برآمد ہو اس کو میرے پاس لے آؤ کیونکہ یہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔ اسمٰعیل بن عیسیٰ عباسی کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہو گیا یہاں تک کہ یہ لوگ مقام مذکور پر پہنچے تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنا کام شروع کرو۔ چنانچہ عمال کھدائی میں مصروف ہوئے اور وہ لوگ لاحول پڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب پانچ ہاتھ کی گہرائی تک پہنچے تو انھوں نے کہا کہ اب ہم ایک ایسی سخت چٹان تک پہنچے کہ جس کو کھودنے پر ہم قادر نہیں ہیں۔ پھر ان لوگوں نے اس گڑھے میں اس طاقتور حبشی کو اتارا اور حبشی نے کدال ہاتھ میں لے کر پوری قوت سے چٹان پر ماری کہ اس کی گونج تمام جنگل میں گونج اٹھی اس کے بعد اس نے دوسری چوٹ لگائی اور پہلی مرتبہ سے زائد آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ ضرب ماری اب کی دفعہ بڑی شدت کی آواز نکلی اور ساتھ ہی غلام نے ایک زوردار چیخ ماری یہ سنکر ہم لوگ اٹھے اور اس گڑھے میں جھانکنے لگے میں نے اس کے ساتھیوں سے کہا کہ پوچھو تو اس پر کیا گذر گئی۔ ان لوگوں نے پوچھنا شروع کیا مگر اس میں جواب دینے کی حالت نہ تھی وہ برابر چیخ جا رہا تھا اور فریاد کر رہا تھا یہ دیکھ کر ہم نے اس کو نکال کر ایک خچر پر لادا اور کوفہ کی طرف واپس چلے کہ راستے میں غلام کا گوشت اس کے بازو سے اور داہنی جانب سے چھٹ کر گرنے لگا اور تھوڑی دیر میں اس کے سارے جسم کی یہی حالت ہو گئی یہاں تک کہ ہم لوگ داؤد کے پاس پہنچے۔ اس نے پوچھا کہ کیا ہوا ہم نے غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تو خود دیکھ لے اور پھر سارا ماجرا بیان کیا یہ سن کر اس نے قبلہ کی طرف رو کر کے خدا کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کی اور مذہب حق کو قبول کر لیا اور اس کے بعد ایک رات کو

داؤد علی بن مصعب بن جابر کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ قبر مبارک پر ایک صندوق بنا دے۔ لیکن اصل قصہ اس سے مخفی رکھا چنانچہ قبر پر اس کے حسب حکم صندوق بنایا گیا۔ اور غلام اُس وقت مر چکا تھا۔

عمارت ثانیہ ۱۵۵ھ

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اولاد علیؑ کو سلطنت بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کے داعی اپنی تقریروں میں بنی فاطمہ و آل رسولؐ کے فضائل اور بنی امیہ کے ان پر شدید مظالم بیان کر کر کے لوگوں کو مائل کرتے تھے اور اس حکمت عملی کے ماتحت آل رسولؐ کی ابتدائے امر خلافت میں پاسداری بھی بہت کی جاتی تھی لیکن جوں جوں خلافت کی جڑیں استوار ہوتی گئیں حکومت کی نظریں بھی بنی فاطمہؑ کی طرف سے پھرتی گئیں۔ اور بالآخر وہ وقت پھر آ گیا کہ جس میں ان پر دنیا پہلے سے بھی زیادہ تنگ ہو گئی اور یہی اولاد رسولؐ کہ جن کے نام پر خلافت کی بھیک مانگی گئی تھی دیواروں میں اور قصروں کی بنیادوں پر چنی جانے لگی۔ لہٰذا ایسی صورت حال کے ہوتے ہوئے بوجہ خوف و ہراس زوار قبر علیؑ کا وہ سلسلہ کہ جو سفاح کے دور میں جاری ہوا باقی نہ رہ سکا اور مزار اقدس پہ دوبارہ حسرت برسنے لگی۔ رفتہ رفتہ وہ صندوق بھی خود دیرہ ہو گیا کہ جو داؤد نے بنایا تھا۔ کیوں کہ خوف جور کے ظلم سے اس کو بھی اس کی خبر گیری کی ہمت نہ ہوئی یہاں تک کہ ایک زمانہ وہ آیا جبکہ حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک پہلے کی طرح خاک کے اندر روپوش ہو گئی۔ اور اس کو اتنا عرصہ گزر گیا کہ ہارون رشید تخت خلافت پر بیٹھا اور ایک واقعہ کے ماتحت اس کو قبر کا حال معلوم ہوا، وہ پھر اس نے اس پر روضہ بنوایا۔ اس واقعہ کو عمدۃ المطالب و ارشاد القلوب و دیگر کتب نے اس طرح تحریر کیا ہے:

"ہارون رشید ایک روز دشت کوفہ پر شکار کی غرض سے نکلا تو اس کو کچھ نخچیر اور آہو نظر آئے اس نے ان کے پیچھے اپنے شکاری کتے ڈال دیئے اور خود بھی ان کا پیچھا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ان حیوانوں نے بھاگنا شروع کیا اور بالآخر ربوات نجف کے وسط میں آ کر وہ رک گئے۔ ہارون نے خیال کیا کہ شاید ان لوگوں کے درمیان کوئی چیز ہے جس کو دیکھ کر یہ کتے رک گئے ہیں۔ پھر جب کتے اس مقام سے ہٹا لیے گئے تو ہرن باہر نکلے کتے پھر دوڑے اور ہرن نے پھر وہیں پناہ لی اور کتے اس جگہ کے اندر نہ گئے ہارون کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا اور اس نے وہاں کے پیر و مرد وزن کو بلا کر یہ واقعہ بیان کیا اور وجہ دریافت کی۔ ان میں سے ایک بڈھے نے کہا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو اس راز کو عرض کروں ہارون نے کہا تو مامون ہے بیان کر! اس نے کہا کہ ان ٹیلوں کے وسط میں آپ کے ابن عم حضرت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے کہ جس کی زیارت سے تمام انبیاء و اولیاء مشرف ہوتے ہیں۔ رشید کو اس بات کا یقین آ گیا، اور اس نے پیر مرد کو انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا اور پھر اس نے قبر مبارک پر ایک روضہ تعمیر کیا۔ اس پر بہ رنگ سرخ ایک قبہ بنایا اس میں ایک سبز رنگ کی خوب صورت قندیل آویزاں کی اور قبہ کے چار دروازے چار ستونوں پر بنوائے۔ ایک مدت دراز کے بعد جب تعمیر کی گئی تو یہ قندیل حضرت کے خزانہ میں دستیاب ہوئی۔ اس قبہ کے علاوہ ہارون رشید نے سفید پتھر کی ایک ضریح بھی قبر مبارک پر تعمیر کی۔ ایک انتہائی خوشنما تصویر جو تعمیر زدہ بورڈ پینٹ پر بنائی گئی ہے اب تک حضرت

کے خزانہ میں موجود تھی جس میں آہو اور ہارون کے شکار کا منظر دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویر فن مصوری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور ابھی حال میں میرے زمانۂ قیام میں موجودہ شاہ ایران (محمد رضا شاہ) کی نئی آئینہ کاری کے موقعہ پر حضرت کے بالائے سر آئینوں سے ملا کر جگہ دی گئی ہے۔

تیسری تعمیر ۲۶۹ھ روضۂ اقدس کی تیسری تعمیر داعی کبیر حسن بن زید الداعی نے کی اور اس نے قبر شریف پر قبہ چار دیواری اور ایک شہر طاق کا قلعہ تعمیر کیا اور یہ تعمیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے کیونکہ آپ نے اس تعمیر کے ہونے سے بہت پہلے اس کی خبر دی تھی۔ تحفۃ العوالم میں مدینۃ المعاجز کے حوالہ سے ہے کہ حضرت نے فرمایا:

لا تذہب ایامی و الایام حتی یبعث اللہ ممتحنا فی نفسہ فی القتل یبنی علیہ حصناً فیہ سبلوحا طاقا۔

چوتھی تعمیر ۳۶۰ھ روضۂ اقدس پر ہونے والی چوتھی تعمیر عضد الدولہ کی ہے۔ تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمارت اپنے وقت کی بہترین عمارتوں میں سے تھی اور اس عہد میں انسانی قدرت کی جتنی دسترس تھی وہ اس پر صرف کر دی گئی تھی، ارشاد القلوب دیلمی میں ہے کہ عضد الدولہ ان اطراف میں آ کر تقریباً ایک سال کی طویل مدت تک اقامت گزیں رہا اور اس نے اطراف عالم سے بہترین صناع و استادان فن معماری کو طلب کیا اور پہلی عمارت کو خراب کر کے کافی دولت سے ایک بہترین روضہ تعمیر کیا کہ جو آج سے قبل تک باقی تھا۔ اور اس کے لئے بہت سے اوقاف بھی قائم کئے اور شہر کو آباد کیا، بازار بنوائے۔ شہر پناہ کی دیوار کو مضبوط کیا۔

اس عمارت کا مشاہدہ مشہور سیاح اسلام ابن بطوطہ نے بھی کیا ہے۔ جبکہ وہ ۷۲۶ھ میں وارد نجف ہوئے ہیں چنانچہ وہ کیفیات حرم اقدس بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(پھر وہ لوگ (یعنی رافضی) چوکھٹ چومنے کو کہتے ہیں یہ جو خالص چاندی کی ہے اور پہلو کا چوکھٹا بھی چاندی کا ہے اس کے بعد قبہ میں داخلہ ہوتا ہے کہ جس کے اندر انواع و اقسام کے ریشمی فرش بچھے ہیں اور طرح طرح کے سونے کی قندیلیں آویزاں ہیں اور قبہ کے وسط میں ایک ایوان ہے یہ اگرچہ لکڑی کا ہے مگر اس کے اوپر ہر طرف سے منقش سونے کے پتر چاندی کی کیلوں سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ لکڑی دکھائی نہیں دیتی اس کی بلندی قد آدم ہے اور اس کے اوپر تین قبریں ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ حضرت آدم و نوح و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبریں ہیں ان قبروں کے درمیان سونے چاندی کے طشت رکھے ہیں کہ جن میں گلاب و مشک کا پانی و دیگر عطریات پڑے ہوتے ہیں اور زائر اس میں سے ایک چلو بھر کر اپنے منہ پر تبرکاً ملتا ہے قبہ کی پشت پر ایک عقبی دروازہ ہے یہ بھی چاندی کا ہے جس پر رنگین ریشمی پردے پڑے ہوئے ہیں یہ دروازہ ایک مسجد میں کھلتا ہے جس میں حرم کی طرح ریشمی فرش بچھے ہیں اور اس کی دیواریں و چھت بہترین خوشنما پردوں سے روپوش ہیں مسجد کے چار دروازے ہیں جن کی چوکھٹیں چاندی کی ہیں اور ان پر ریشمی پردے چھٹے ہوئے ہیں الخ (رحلہ جلد ا ص ۱۰۹)

اس کے بعد بہت سے امراء و سلاطین شیعہ وغیرہ شیعہ مثل ناصر خلیفہ عباسی و خدابندہؒ، وچنگیز خاں و ابن مہدی وزیر وغیرہ کے اس روضہ کی تعمیر میں برابر حصہ لیتے رہے اور سونا چاندی چڑھاتے رہے اور دیواروں پر ساج کی لکڑی کے نقوش تو اس کثرت کے ساتھ لگائے کہ بالآخر اس میں (کسی دشمن کے ہاتھوں) آگ لگ گئی۔

پانچویں تعمیر ۷۶۰ھ

یہ آگ ۷۵۵ھ میں لگی کہ جس نے حرم اقدس کی تمام زینت کو برباد کر دیا لیکن اس کے بعد ہی اویس بن حسن جلائری نے فوراً تعمیر کا ارادہ کیا اور چند ہی روز میں روضہ کو پہلے کی طرح شاندار بنا دیا۔ اور اب کی اس نے بجائے ساج کے دیواروں پر (رخام (ایک پتھر) سے زینت دی کہ جس میں بہترین نقش و نگار کئے گئے تھے۔ انہی ایام میں اتفاق سے بغداد میں گرانی پڑی جس کی وجہ سے لوگوں نے کتابیں فروخت کرنا شروع کیں کہ جن کو اہل نجف نے غلہ کے مول کافی تعداد میں خرید لیا اور طرح لا تعداد بہترین کتب سے حضرت کا خزانہ مملو ہو گیا۔

چھٹی تعمیر ۹۱۴ھ

اس سنہ میں شاہ اسمٰعیل نے ایک ضریح تعمیر کی کہ جو فولاد کی بنی ہوئی تھی اور اس کے اندر حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ و حضرت امیر علیہ السلام کے الگ الگ صندوق بنوائے اور روضہ اقدس کی رنگ برنگ قندیلوں سے تزئین کی۔

ساتویں تعمیر ۱۰۳۳ھ

اس سال شاہ صفوی شاہ عباس نے تعمیر کی اور صحن کو کشادہ کیا اور قبہ کو مضبوط کیا ضریح کی مرمت کی فروش بنوائے۔ اور ایک ضیافت خانہ بنوایا۔

آٹھویں تعمیر ۱۰۴۷ھ

اس سال صفی صفوی شاہ عباس کے پوتے نے تعمیر میں حصہ لیا اور قبر اطہر کو رخام کا بنایا اور قبہ کو دو میناروں کے بیچ میں پھر سے تعمیر کیا۔ رواق بنوایا رواق کے گرد میں ایوان کی تعمیر میں صحن میں اوپر نیچے کمرے بنوائے قبہ کو کاشانی سے زینت بخشی اور مقام کے چھ دروازے بنائے دو بالائے سر دو پائین پا اور دو دو پہلوؤں میں رواق میں پانچ دروازے کھولے اور صحن میں بھی تین جہتوں میں تین دروازے لگائے۔

نویں تعمیر ۱۱۵۵ھ

اس سال نادر شاہ نے قبہ پر سونا چڑھایا اور اس کے داخلی حصہ کو کاشی سے آراستہ کیا اور صندوق ضریح کی مرمت کی۔ صندوق کے آگے اپنا تاج رکھا کہ جو راقم الحروف کے عہد تک موجود تھا۔ قبہ ذہبیہ کی تاریخ ہے "نور علیٰ نور حکم تجلی" اس کے ایک سال بعد اس نے دونوں منارے بھی سونے کے بنوائے جن کی تاریخ کہی گئی "سعیاً عظیما" یہ تاریخ بائیں منارے پر لکھی ہوئی تھی۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ضریح بھی کسی صاحب خیر کی طرف سے چاندی کی کر دی گئی، اور اسی شخص کی جانب سے صدر دروازے پر گھڑی لگائی گئی۔

حرم علوی و ملا طاہر سیف الدین:۔ موجودہ روضہ شاہ صفی صفوی کا بنوایا ہوا ہے کہ جو فن تعمیر کا

ایک عجوبہ ہے استحکام۔ قواعد علم ہندسہ خوب صورتی اس کے رکن امتیازی ہیں۔ اس روضہ اقدس میں یوں تو آئے دن نئی نئی اصلاحیں ہوتی رہتی ہیں، میرے دیکھتے دیکھتے بائیں طرف کا منارہ سونے سے کھود کر دوبارہ بنایا گیا سال میں ہزارہا دینار اس کی مرمت وغیرہ میں صرف ہوتے رہتے ہیں مگر ماضی قریب میں جو خاص اصلاحیں ہوئی ہیں اس میں امیر ابو امیر ملا طاہر سیف الدین کی پیش کردہ ضریح کو بڑا دخل ہے، یہ ضریح عظمت۔ مضبوطی، نزاکت جیسی بیرال اجتماع خصوصیات کی حامل ہے۔ آپ ہی نے حرم کی دیواروں اور فرش میں ایک خاص قسم کا پتھر لگایا ہے کہ جو اتنا شفاف ہے کہ اس میں صورت دکھائی دیتی ہے۔

حرم اقدس کی آئینہ کاری و موجودہ شاہ ایران

گزشتہ شاہ ایران رضا شاہ آنجہانی کے طرز عمل سے ایمان والوں کے قلوب میں جو زخم آ گئے تھے ان کو موجودہ شاہ محمد رضا شاہ نے جو کہ متوفی شاہ کے فرزند ہیں اپنے طرز عمل سے ایک حد تک مندمل کر دیا ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں بہت سے عمل خیر کئے ہیں جن میں حرم اقدس کی موجودہ آئینہ کاری بھی ہے۔ یہ آئینہ کاری اپنی خوشنمائی اور بجلی کی ففٹنگ کے لحاظ سے بڑی دیدہ زیب ہے۔ جس کا اندازہ دیکھنے والوں کو ہی ہو سکتا ہے۔

حرم اقدس اور سونے کا پھاٹک

زمانہ جتنا جتنا آگے بڑھتا جا رہا ہے دنیا سے یقین و عمل مفقود ہوتا جاتا ہے اور [illegible] دلچسپی ختم ہوتی جا رہی ہے [illegible] نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے دور میں ایسی چیزیں نایاب ہوتی جاتی ہیں جو قیامت تک یادگار رہ جائیں ہوئی خاطر کی تیار سے کام لے سکیں۔ بھلا کس میں ہمت کہ وہ آجکل اتنا عظیم الشان روضہ تعمیر کرا سکے یا کم از کم بدلوا سکے اس لئے موجودہ زمانہ میں کسی کے تصور میں بھی آتا تھا کہ حضرت کے ایوان کا دروازہ سونے کا بھی بن سکتا ہے۔ کہ یکایک یہ خبر سننے میں آئی کہ کوئی بادشاہ نہیں بلکہ ایک غیر معروف ایرانی تاجر دس لاکھ تومان (تقریباً دس لاکھ روپیہ) صرف کر کے ایک باب الذہب بنوا رہا ہے، ابھی چند روز گزرے کہ یہ خبر خبر کی حد سے نکل کر عالم فعلیت میں بھی آ گئی جبکہ ایک شاندار خالص سونے کا دروازہ کہ جو اپنے حسن و زینت میں پہلے چاندی کے دروازے سے تقریباً دوگنا بڑا تھا بڑے تزک و احتشام کے ساتھ لا کر نصب کر دیا گیا۔ اس موقعہ پر اہل نجف نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اطراف کے عرب اس سونے کے چمکتے ہوئے اور شیشہ کی طرح صاف نامول کی چادروں سے ڈھکے ہوئے خوشنما در کو بڑی حیرت سے دیکھتے اور مختلف طریقوں سے اپنی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ اس بیش قیمت دروازے نے حرم کی شان کو اور دوبالا کر دیا ہے، سونے کا پھاٹک، سونے کی دیواریں۔ سونے کے منارے اور ان کے بیچ میں سونے کا عظیم ہیکل قبہ دیکھنے سے پورا روضہ سونے کا ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس طلا کاری کی اس دین و دنیا بادشاہ کے آگے کیا حقیقت جس کی ایک ٹھوکر پہ سونے کے دریا ابل پڑتے تھے اور اتنے اقتدار کے باوجود جس کو نان جویں

کرنا ان چیزوں کو توڑنے ہی میں مزا ملتا تھا۔ البتہ ان چیزوں سے عقیدت مندوں کو امام کی بارگاہ میں اپنی محبت کا مظاہرہ کرنے کا موقع مل گیا۔ و نیز اس طلا کاری سے حضرت کے ایک ارشاد کی بھی تصدیق ہو گئی کہ جس میں آپ نے دُنیا کی بجز قیاری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا "من ساعاها فاتته ومن قعد عنها اتته" (نہج البلاغہ) یہ دنیا وہ ہے کہ جو اس کو پانے کے لئے اس کے پیچھے دوڑتا ہے یہ اس کے ہاتھ نہیں آتی اور جو اس سے روگردانی کرکے بیٹھ جاتا ہے کہ اس کے پاس آ موجود ہوتی ہے حضرت علی علیہ السلام نے چونکہ دنیا کو تین طلاقیں دیدی تھیں اس لئے وہ آج بھی آپ کے پیروں سے لگی بیٹھی ہے۔

زمانۂ سابق

اگر آپ اب سے ساٹھ ستر سال پہلے یہاں آتے تو آپ کو نجف اس شان سے ملتا۔ اُلجھی ہوئی ڈور کی طرح پیچیدہ گلیاں، پتھر کے بنے مختصر مکانات نیچے دروازے، پانی دودھ سے زیادہ مہنگا، اگر کوئی نجف سے باہر چلا گیا تو راہ کی دشواری کے باعث آنا مشکل۔ اور اگر آ گیا تو پھر نکلنا مشکل گرمی پڑی تو نجف کا طبق ایک دہکتا ہوا انگارہ، سردی آئی تو رگوں کے اندر خون سلاخ بن گیا۔ یہی وہ صبر آزما حالات تھے جن کی بناء پر اس قبرِ مبارک کی زیارت یا مجاورت کی وہی ہمت کرتا تھا۔ کہ جو علیؑ کا پکا شیدائی اور سچا دوست ہو۔ اس زمانہ میں نجف کی آبادی بے شک قلیل تھی مگر ان تمیں افراد میں شیخ طوسی، شیخ مرتضیٰ انصاری، بحر العلوم، آخوند ملا محمد کاظم یزدی جیسی جلیل القدر ہستیاں پائی جاتی تھیں۔

اَب آج :۔

نجف کا نقشہ بدلا ہوا ہے تنگ گلیوں کی جگہ بڑی بڑی شاہراہوں نے لی ہے جن کے دو طرفہ عالی شان بلڈنگیں زیرِ تعمیر ہیں، کوفہ کا واٹر ورکس دن رات دریائے فرات کا پانی نجف اشرف کی طرف دھکیلنے میں مصروف ہے اس لئے جہاں کہیں ہری ترکاری بھی نایاب تھی، اب وہاں سبزہ لہرا رہا ہے۔ موٹروں کی وہ کثرت ہے کہ ہر گھنٹہ اطراف و جوانب کی طرف سے لاریاں چھوٹتی رہتی ہیں، نلوں کے ذریعہ بہائے ہوئے کثیر پانی۔ بلند عمارتوں کے سائے پھیلے ہونے کی وجہ سے اب گرمی میں بھی وہ جلد سوزش بھی باقی نہیں رہی۔ خلاصہ یہ کہ سو برس ادھر کا انسان آج قبر سے اٹھ کر ادھر آ نکلے تو اس کو اونچے اونچے مکانات بجلی کی روشنیاں، موٹروں کی کثرت بجتے ہوئے ہارن، ریڈیو سے نکلتی ہوئی خارق عادت آوازیں بھونچکاں کر دیں گی۔ اور یہی وہ حالات تھے جن کو نجف کے ایک بوڑھے عالم کی دُور بین آنکھیں پہلے سے تشویش کے ساتھ دیکھ رہی تھیں۔ جب ان کو یہ خوشخبری سنائی گئی کہ سرکار اب نجف میں پانی کی قلت نہیں رہی۔ شہر میں آب شیریں کا نل ہو گیا ہے۔ تو یہ خبر سن کر بجائے خوش ہونے کے فرطِ درد سے انہوں نے ایک آہ سرد کھینچی۔ دوسروں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: اس نل کو فرزندِ دنیا کے دخلہ کا پیش خیمہ سمجھو۔ اب تک نجف صرف مخلص مومنین کا مسکن و ماویٰ تھا لیکن اب آج سے ہر کہ و مہ گھس پڑے گا۔" چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف صادق ثابت ہوئی اور نجف ترقی کرکے شادیانوں سے گونج اٹھا مگر میں نے وہاں کے باشندوں کو اب بھی یہی کہتے سنا ہے کہ وہ زمانہ نجف کا بہت اچھا تھا جب یہاں نان شعیر، آب بیر اور زیارت

حضرت امیرؑ کے سوا کچھ نہ تھا تہ

تازہ کوائف

زندہ باد! اے ایمان کی جولانگاہ —— ایران! جس نے حرم اقدس میں ایسی مینا کی ہے جس کی لاگت کا اندازہ مشکل ہے۔ حضرت اسداللہ الغالب کی پُر نور ضریح دیکھ کر ہم سمجھے تھے کہ اب اس کا جواب نہیں ہو سکتا مگر واقعہ یہ ہے کہ —— فارس کے رہنے والوں نے اس خیال کی اپنے عمل سے تکذیب کر دی۔ در و دیوار پر بلوریں نقش و نگار بنائے جن کی تصویر کاغذ پر بنانا مشکل ہے۔ ہر آئینہ کی نگارش نگاہ مردم کو خیرہ کر رہی ہے۔ شیشہ کو کاٹ کر بوٹے بنانا ایرانی ہی سلیقہ پر موقوف ہے۔ اور اس نقاشی پر چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس شکمی برق نے جو خفیہ طریقہ سے بلوریں پھولوں کے اندر ہی اندر چو طرفہ پھیلا دی گئی ہے جب یہ برقی قمقمے بلوریں پھولوں کے اندر روشن ہو جاتے ہیں اور مخفی گوشوں میں چھپے ہوئے رنگ برنگی ٹیوب یک بیک بھڑک اٹھتے ہیں تو حرم اقدس کی عرق آئینہ دیواروں پر عجب کیف طاری ہوتا ہے۔ کہیں آبی شعائیں کروٹیں لے رہی ہیں تو کہیں سبز نور کا دریا موجزن ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں "خاک زمرد" اڑ رہی ہے۔ حرم مطہر کا ہر ہر گوشہ ان روپہلی سنہری کرنوں سے تمام شب معمور رہتا ہے اور یہ بجلی اس افراد سے ہے کہ اب حرم میں آویزاں جھاڑ و فانوسوں کی بھی چنداں ضرورت باقی نہیں رہی، ایوان طلا اور منارہ طلا کا سونا خراب ہو گیا تھا اس کو اتار کر دوبارہ نیا سونا چڑھایا گیا ہے حکومت نے بھی اصلاحوں میں کافی روپیہ صرف کیا ہے۔ کربلا کی طرح یہاں بھی بارگاہ کے گرداگرد ایک سڑک بنا دی گئی ہے۔ ایک سڑک "باب طوسی" سے کربلا کے رخ وادی "السلام" تک بنائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی نئی سڑکوں اور اصلاحوں کی تجاویز زیر غور ہیں اور اب بحث قابل دید ہے۔

نہج البلاغہ

حصہ اوّل

خطبات

حضرت امیر المومنین علیہ السّلام

ترجمہ

از علّامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ لکھنوی

ناشر

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس ریلوے روڈ لاہور

از علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ لکھنوی مجتہد العصر

نہج البلاغت

امیر المومنینؑ کا معجزانہ کلام ہے

از قلم: مبلغ اسلام علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ لکھنوی

قرآن مقدس کے بعد نہج البلاغہ وہ وحید و فرید کتاب ہے جو معارف الٰہیہ اور حقائق دینیہ و دنیویہ کا ایک خزانہ عامرہ ہے جس میں کوئی ایسا جوہر نایاب نہیں جو موجود نہ ہو اور ایسا بحر ناپیدا کنار ہے جس میں کوئی ایسا دُر شاہوار نہیں جو دستیاب نہ ہوتا ہو۔

کلام ربانی کے بعد نہ ایسے موعظت و نصیحت کے دلوں میں اتر جانے والے درس کہیں ملتے ہیں اور نہ موت و حیات اور مابعد الموت کی یوں تصویر کشی کی ہے نہ خدا کی توحید و عدل ایسے دلائل قاہرہ سے ثابت کئے گئے ہیں۔ نہ اُس کے معارف و کمالات علم و قدرت کی اس طرح مصوری کی جا سکتی ہے نہ جمادات و نباتات و حیوانات انسان کے حقائق اور اُن کی خلقت میں عجیب و غریب حکمتوں سے یوں روشناس کیا جا چکا ہے، نہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے فرائض کی یہ تشریحات ملتے ہیں نہ تدبیر منزل اور سیاست مدن کے باب میں ارشادات الٰہی اور فرامین مصطفوی کی کہیں یوں عکاسی کی گئی ہے۔ اس میں الٰہیات کے وہ رموز اور توحید کے وہ اسرار ہیں جنہوں نے طالبانِ معرفت کے قلوب کو سرشار اور غفلت شعاروں کے دل و دماغ بیدار کر دئے اس میں قانون فطرت کی وہ گہرائیاں ہیں جنہیں پڑھ کر ہر ذی شعور یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اسلام عین فطرت ہے اس میں فطرت کے خلاف کسی کو مجبور نہیں کیا گیا۔ اس میں موجودات عالم کی ابتدا اور ان کی خلقت کے وہ باریک راز ہیں جنہیں دَور حاضر کے فلسفی اب رفتہ رفتہ سمجھتے جاتے ہیں اور جو عالم کے بڑے سے بڑے حکماء کے لئے مشعل راہ ہیں۔

اس میں خلقت انسان کی ابتداء سے لے کر اس کی سانس کے آخری لمحہ بلکہ قبر و حشر و نشر تک وہ تشریحات ہیں جن کی تصویر اگر پیش نظر ہے تو کسی راہ رو کے قدم صراط مستقیم سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے اور نہ عصیان اور نافرمانی کی جرأت ہو سکتی ہے۔ اس میں خلقت عالم کی یوں تصویر کشی کی گئی ہے۔ جیسے جب عالم کا خاکہ تیار ہو رہا تھا تو اسے آپ دیکھ رہے تھے۔ اس میں ملائکہ کی خلقت انواع و اقسام اور فرائض کی تقسیم ان کے پر خلوص عبادات کی وہ تصویریں ہیں، جنہیں دیکھنے والا بیان نہیں کر سکتا ہے۔ اس میں جنت کے وہ دل کش مناظر کہ سن کر دل کھنچنے لگتے ہیں اور قلب و جگر باغ باغ ہو جاتے ہیں اور انہیں یوں فرحت حاصل ہوتی ہے کہ گویا وہ جنت میں موجود ہیں اس میں دوزخ کے وہ ہولناک نقشے ہیں جنہیں پڑھ کر دل تڑپ اٹھتے ہیں، اور دست و پا لرزنے لگتے ہیں۔ اس میں عرش و کرسی آسمان و زمین جنت و نار آفتاب و مہتاب ستاروں اور سیاروں کے

جو کیفیات بیان کئے گئے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ انہیں بلے دیکھے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ علم الغیب نہیں تو اور کیا ہے۔ ان ارشادات کا ایک ایک لفظ شاہد ہے کہ آپ نے جس قدر حقائق بیان فرمائے ہیں وہ دیکھ کر بیان فرمائے ہیں جن کا علم خدا اور رسولؐ کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔

اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات وکمالات واخلاق عادات آپ کی مقدس سیرت و پاک کردار فضائل وخصائل اور اخلاق حسنہ کی یوں تصویر کشی کی گئی ہے کہ تصویر رسالتؐ سامنے آجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔

اس میں قرآن مجید کی عظمت وجلالت اس کی معنویت وصداقت اس کی جامعیت وہدایت اس کی قرأت اور اس میں تدبر اور غور وفکر کی اہمیت وضرورت کی ایسے پرشکوہ الفاظ میں رہنمائی فرمائی ہے کہ ہر پڑھنے والا یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قرآن تصویر اعجاز اور مجسم سرچشمۂ ہدایت ہے۔ اس کے بغیر نجات ممکن نہیں اس میں اہل بیت رسولؐ کی طہارت ونجابت اُن کی عصمت وعظمت معرفت خداوندی میں ان کا مقام اور ہر دور میں قرآن مجید کے مطالب ومعانی کی تشریح اور صحیح رہنمائی کے لئے ان کی ضرورت اور بندگان خدا پر اُن کی محبت واطاعت کی اہمیت کی یوں تشریح فرمائی ہے جسے سمجھنے کے بعد کوئی ذی عقل قرآن واہل بیت کو جدا تصور نہیں کر سکتا اور نہ صرف قرآن کے کافی ہونے کا تصور اس کے دل ودماغ میں آسکتا ہے اس میں ہر دور کے تاریخی حالات اس زمانے کا معاشرہ اور طریقوں پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے کہ اگر سب کو ملا کر دیکھا جائے تو تاریخ عالم کا ایک جامع خلاصہ ہو جاتا ہے فن وادب کے ماہرین اور اہل کمال نے ایک نعمتِ غیر مترقبہ تصور کر کے اپنی اپنی کتابوں میں ان خطبات اور مکتوبات اور طرز فکر درج کرنا باعث فخر سمجھا اور یہ کتاب فن ادب کا عدیم المثال شاہکار قرار پائی۔ اور علاوہ ازیں ابی الحدید معتزلی نے صاف فرما دیا کہ امیر المومنینؑ کا کلام کلام خدا سے نیچے اور ہر کلام کے اوپر، اگر سرسری نظر سے دیکھا جائے تو فن ادب کا کوئی ایسا بلند مقام نہیں جو اس میں بلند ترین درجہ پر موجود نہ ہو۔ خواہ فن معانی ہو یا بیان یا بدایع اس میں ایجاز ہے اور اطناب ہے مساوات ہے، تشبیہات ہے استعارات ہیں کنایات ہیں اشارات ہیں تصریحات ہیں اس سے ساتھ ساتھ کلام میں وہ زور دار بیان ہیں اور وہ آمد ہے جیسے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن ہے اس کے علاوہ کوئی ایسا فن نہیں جو اس میں موجود نہ ہو اس میں منطق ہے، فلسفہ ہے، ریاضی ہے، ادب ہے، فقہ ہے، اصول ہے، کلام ہے، مناظرہ ہے، حدیث ہے، تفسیر ہے، تاریخ ہے، تصورات تصدیقات ہیں ہیئات ہیں عنصریات ہیں الہیات ہیں مادیات ہیں حیاتیات ہیں اس میں اخلاق ہیں معاشرہ ہے عبادات میں خصلت وائین وسعادت ہیں۔ قانون امارت وریاست ہے، محبت ہے امانت ہے، سخاوت ہے شجاعت ہے منفعت تجارت ہے زراعت ہے، عبرت ہے، عزت ہے، نماز ہے روزہ ہے، حج ہے زکوٰۃ ہے، خمس ہے جہاد ہے۔

رہن سہن کے آداب ہیں حکومت کے طور طریقے ہیں، مسلمانوں میں قانون عدل ومساوات ہے، حکام کو ہدایات ہیں دوستوں سے برتاؤ ہے، دشمنوں سے سلوک ہے، اصول حرب وپیغام صلح ہے، خورد وبزرگ کے آداب ہیں، ذمی ومدعی کے

آداب ہیں استاد و شاگرد کے آداب ہیں ماں باپ کے حقوق ہیں، ذکر ہے فکر ہے، عجز ہے انکسار ہے، خضوع ہے خشوع ہے، تقویٰ و پرہیزگاری ہے، یاد الٰہی ہے، فکر آخرت ہے، اسی لئے زیادہ تقویٰ و زہد کا حکم اور موت و قیامت کو یاد دلایا گیا ہے اگر کوشش کی جائے کہ آپ کے خطبات و مکتوبات میں جن مسائل کو حل کیا گیا ہے ان کی فہرست مرتب کر لی جائے تو ممکن نہیں ہے اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ یہ اس دور کا کلام ہے جبکہ دماغوں میں ان حقائق کا تصور ہی نہ تھا جن کی گتھیاں آپ نے کھول کر رکھ دی ہیں۔ اور یہی دلیل ہے کہ آپ کا کلام ایک زندہ اور جیتا جاگتا معجزہ ہے جو آپ کی امامت کا شاہد بین ہے اور اس میں وہ پیش گوئیاں ہیں جو پوری ہو رہی ہیں۔ اور یہی علم غیب ہے۔ آپ کا کلام بلاغت نظام ایسے بلند مرتبہ پر کیوں نہ فائز اور ان حقائق و دقائق سے مرصع ہوتا۔ اس لئے کہ آپ کا نور جزو نور رسالت تھا۔ خلقت عالم کے قبل عالم انوار میں رفیق نور رسالت رہے اور ان فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے جو رب العالمین کی جانب سے رحمۃ للعالمین پر نازل ہوتے رہے۔

بیت اللہ خانہ کعبہ میں ولادت باسعادت ہوئی تو آغوش نبوت کا گہوارہ تربیت کے لئے حصہ میں آیا رات دن اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے ساتھ رہے، بزم میں رزم میں صلح میں جنگ میں کوئی ایسی جگہ کوئی ایسا وقت نہیں جب آپ حضورؐ کے ہمرکاب اور ان کے فیوض و برکات سے فیضیاب نہ ہوتے ہوں بچپن گزارا تو آغوش رسالت میں جوانی آئی تو حضورؐ کی صحبت اور خدمت و اطاعت میں، زوجہ ملی تو رسولؐ کی دختر نیک اختر بتول جس سے پاک جو جزو رسالت تھی، اور جنت کی تمام عورتوں کی سردار اور ان کی رضا خدا کی رضا اور ان کی ناراضگی خدا کی ناراضگی شہزادے ملے تو سردار جوانان جنت بعد میں امام صلح کریں یا جنگ کرنا پڑے۔ ابوالحسن اور ابوالحسین کے علاوہ زبان رسالت سے ابوتراب کنیت پائی اور باب مدینۃ الرسول لقب ملا، فقط لقب نہیں بلکہ حقیقت میں علم رسولؐ کے حامل اور علم الٰہی کے خزینہ دار قرار پائے۔ آخر سردار دو جہاں کے وصی ساری کائنات کے ولی اور سردار بن کر رہے۔ اور شیعوں نے امام اول اور اہل سنت نے چوتھا خلیفہ تسلیم کر کے دم لیا۔ آنحضرتؐ کے بعد ان کی ذات بے مثال تھی ان کی صفات و کمالات لاجواب تھے۔ ان کا کلام بھی امام الکلام قرار پایا اس لئے اس میں شک نہیں کہ آپ کے کلام کو اعجازی حیثیت حاصل ہے جس کے مثل کوئی کلام آج تک عالم ظہور میں نہیں آسکا جس کا ہر اہل علم و فضل کو اعتراف ہے۔

ایسے بلند کلام کو سمجھنے کے لئے ایسے وسیع علم اور بلند مرتبہ عالم کی ضرورت ہے جو اگر معصوم نہ ہو تو اسے کم از کم معصوم نہ ہو تو اسے کم از کم معصوم کا پرتو اور نقش پا کہا جا سکے چہ جائیکہ مجھ جیسا کم علم اور ہیچ مدان اور ایسے معجز نما کلام کا ترجمہ۔ مگر آج سے ایک سال قبل مجھے عالی جناب الحاج ملک صادق علی صاحب عرفانی دام ظلہ، مینجنگ ڈائریکٹر انصاف پریس ریلوے روڈ لاہور نے اپنی اس عقیدت کی بناء پر جو انہیں مولائے کائنات اور ان کے ارشادات عالیہ سے ہے بار بار مجبور کیا کہ میں یہ خدمت انجام دوں حالانکہ میرے مصروفیات حضر و سفر میں اس قدر تھے اور ہیں کہ میرے سامنے اس فریضہ کی انجام دہی اگر محال نہیں تو دشوار ضرور تھی مگر ان کے بار بار اصرار نے مجبور کر دیا اور اس دوران میں جس قدر وقت ملا

سکا اس میں خطبہ کا ترجمہ کر کے اُن کو یہ کہہ کر حوالہ کر دیا ہے کہ ع

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

اس دور میں میرے پیشِ نظر لغات عرب و تاریخ کے علاوہ مندرجہ ذیل ترجمے بھی رہے ہیں :
(۱) ترجمہ مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ۔ (۲) ترجمہ رئیس احمد صاحب جعفری (۳) ترجمہ مولانا سید ظفر مہدی صاحب قبلہ مرحوم برادر مولانا سید سبط حسین صاحب قبلہ مرحوم (۴) ترجمہ مولانا سید محمد صادق صاحب قبلہ نبیرۂ سرکار نجم العلماء اعلی اللہ مقامہ ۔
ان سب بزرگوں نے حتی المقدور آپ کے ارشادات عالیہ کو اپنی زبان میں سمجھانے کی سعی بلیغ کی ہے، میں نے اس ترجمہ میں کوشش کی ہے کہ آسان سے آسان الفاظ میں ترجمہ کیا جائے جسے ہر طبقے کے ناظرین آسانی سے سمجھ سکیں یہ بھی کوشش کی ہے کہ الفاظ کے تشریحات اور تفسیری نوٹ کم سے کم کر دئے جائیں تاکہ زیادہ ضخیم نہ ہو جائے اور خریداروں کو خریدتے وقت زیادہ دقت نہ ہو اور جہاں جہاں حاشیہ کی از حد ضرورت تھی وہاں مختصر ترین حاشیہ درج کر دیا ہے در ایسے مقامات میں جہاں عالی جناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب یا رئیس احمد صاحب جعفری کا حاشیہ کافی تھا اس سے خذ کر کے نقل کر دیا ہے، اور جا بجا ہر جگہ یہ ظاہر کر دیا ہے کہ یہ حاشیہ کہاں سے نقل کیا گیا ہے ۔
یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ کوئی لفظ ترجمہ سے محروم نہ رہے اور جہاں صرف الفاظ کا ترجمہ افہام و تفہیم کے لئے کافی نہ تھا وہاں کسی لفظ یا جملے کا اضافہ کر دیا ہے۔ مجھے اپنی ہیچمدانی کی وجہ سے ضرور یہ اندیشہ ہے کہ مجھ سے اس ترجمہ میں فرو گذاشتیں ہوئی ہوں گی مگر اُن کے لئے خداوند عالم کے دربار اور خود مولائے کائنات سے معافی کا طالب ہوں۔ اور ناظرین سے امیدوار ہوں کہ جب اس کا مطالعہ فرمائیں گے تو ناچیز کو دعا خیر سے فراموش نہ کریں گے
وما توفیقی الا باللہ ونعم المستعان ونعم الوکیل وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مرزا یوسف حسین عفی عنہ!

نہج البلاغہ کلام امیرالمومنینؑ ہے

علامہ سید علی نقی لکھنوی
مجتہد عصر

نہج البلاغہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا وہ مشہور ترین مجموعہ ہے جسے جناب سید رضی برادر شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ نے چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں مرتب فرمایا تھا۔ اس کے بعد پانچویں صدی کے پہلے عشرہ میں آپ کا انتقال ہوگیا ہے۔ نہج البلاغہ کے اندر تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے طویل جستجو کے ساتھ درمیان میں خالی اوراق چھوڑ کر امیرالمومنینؑ کے کلام کو متفرق مقامات سے یکجا کیا تھا جس میں ایک طویل مدت نہیں صرف ہوئی ہوگی اور اس میں اضافہ میں اس کا سلسلہ ان کے آخر عمر تک قائم رہا ہوگا یہاں تک کہ بعض کلام جو کتاب کے یکجا ہونے کے بعد ملا ہے اس کو تجمیل میں انہوں نے اس مقام کی تلاش کئے بغیر جہاں اسے درج ہونا چاہئے تھا کسی اور مقام پر شامل کردیا ہے اور وہاں پر لکھ دیا ہے کہ یہ کلام کسی اور روایت کے مطابق اس کے پہلے کہیں پر درج ہوا ہے۔ یہ انداز جمع و تالیف جو ایک غیر جانبدار شخص کے لئے یہ پتہ دینے کے واسطے کافی ہے کہ اس میں خود سید رضی کے ملکہ انشاء اور قوت تحریر کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ انہوں نے صرف مختلف مقامات سے جمع آوری کر کے امیرالمومنینؑ کے کلام کو یکجا کر دینے پر اکتفا کی ہے۔

جناب سید رضی اپنے دور کے کوئی گمنام شخص نہ تھے وہ دینی و دنیوی دونوں قسم کے ذمہ دار منصبوں پر فائز تھے۔ یہ دور بھی وہ تھا جو مذہب و ملت کے علماء و فضلاء سے بھرا ہوا تھا۔ بغداد سلطنت عباسیہ کا دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے مرکز علم و ادب بھی تھا خود سید رضی کے استاد شیخ مفید بھی نہج البلاغہ کے جمع و تالیف کے دور میں موجود تھے۔ اس لئے کہ جناب شیخ مفید علامہ سید رضی کی وفات سے بعد تک موجود رہے ہیں اور شاگرد کا انتقال استاد کی زندگی ہی میں ہوگیا تھا اور معاصرین کو تو ایک شخص کے متعلق الزامات کی تلاش رہتی ہے پھر شریف رضی سے تو خود حکومت وقت کو بھی مخاصمت پیدا ہو چکی تھی اس محضر پر دستخط نہ کرنے کی وجہ سے جو فاطمیین مصر کے خلاف حکومت نے مرتب کیا تھا اور جس پر علامہ رضی کے بڑے بھائی اور ان کے والد بزرگوار تک نے حکومت کے تشدد کی بنا پر دستخط کر دیئے تھے۔ مگر سید رضی نے عواقب و نتائج سے بے نیاز ہو کر اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ علاوہ اس کے کہ اس کردار کا شخص جو صداقت کو ایسے قوی ترین محرکات کے خوف سے مغلوب نہ کر سکا تھا اس طرح کی چھچھوری بات کر ہی نہیں سکتا کہ وہ ایک پوری کتاب خود لکھ کر امیرالمومنینؑ کی جانب منسوب کر دے جس کا غلط ہونا علماء عصر سے مخفی نہیں رہ سکتا ہو۔ غرض ایسا کرتے بھی تو ان کے دور میں ان کے خلاف علمائے وقت اور ارکان حکومت کی طرف سے اس الزام کو شدت سے اچھالا جاتا اور سخت نکتہ چینی کی جاتی مگر ہمارے سامنے خود ان کے عصر کے علماء کی کتابیں اور ان کے بعد کے کئی صدی تک کے مصنفین کی تحریرات موجود ہیں ان میں سے کسی میں کہیں ان کی حیات زندگی میں اس قسم کے الزام کا عائد کیا جانا یا اس بارے میں ان پر کسی قسم کی نکتہ چینی کا ہونا موجود نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ صرف بر بنائے جذبات تھی۔ بعد کے بعض حضرات کو اپنے معتقدات کے خلاف پاکر چند متعصب افراد کی یہ بعد کی کارستانی ہے جو انہوں نے نہج البلاغہ کو کلام سید رضی قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ خود جناب رضی اعلی اللہ مقامہ کے دور میں اس کے مندرجات کا کلام امیرالمومنینؑ ہونا بلا تفریق فرقہ و مذہب ایک مسلم چیز تھی اور کسی نے ان پر اس میں کوئی الزام عائد نہیں کیا جا سکا۔

ظاہر ہے کہ نہج البلاغہ سلطنت عباسیہ کے دارالسلطنت میں لکھی گئی جو اہلسنت کا بھی مرکز تھا۔ اس وقت بڑے بڑے علماء محدثین، ادباء، خطباء، اہل سیر اور محدثین اہلسنت میں موجود تھے اور کتب خانہ خاص بغداد میں موجود تھا۔ اگر امیرالمومنینؑ کے وہ خطبات جو ابن مقفع، ابن نباتہ، عبدالحمید بن یحییٰ جاحظ اور دیگر مسلم الثبوت ادباء کے دور میں موجود تھے ان تعریضات سے خالی تھے اور اس قسم کے مضامین ان میں نہ تھے بلکہ فطری طور پر اس صورت میں ان کے خلاف چیزوں پر ان کو مشتمل ہونا چاہئے تھا تو اس وقت کے اہلسنت کے علماء قیامت برپا کر دیتے اور سوائے اپنے مذہب کے خلاف یہ عظیم الشان مواد تصور کر کے دبے ہوئے اس کا مقابلہ کرتے اور اس کی دھجیاں اڑا دیتے مگر ایسا کچھ نہیں ہوا، کوئی دھیمی سی آواز بھی اس کے خلاف بلند نہیں ہوئی یہ اس کا قطعی ثبوت ہے کہ سید رضی کے جمع کردہ مجموعہ میں کوئی نئی چیز نہ تھی بلکہ وہ وہی تھا جو پہلے سے مشہور و معروف متداول و محفوظ رہا تھا۔ علماء قطعی اس سے اجنبیت نہ رکھتے تھے بلکہ اس سے مانوس اور اسے سننے کے اور یاد رکھنے کے عادی تھے وہ اس ادبی ذخیرہ کو ولی اذیت سے عنایا سے سرآنکھوں پر رکھتے تھے اور اس تنگ نظری میں مبتلا نہ تھے کہ چونکہ اس میں کچھ چیزیں ہمارے مذہب کے خلاف ہیں لہٰذا اس کا انکار کیا جائے یا اس سے اجنبیت برتی جائے۔

مندرجہ بالا وجوہ کا نتیجہ یہ ہے کہ علامہ سید رضی کے بعد تقریباً دو ڈھائی سو برس تک نہج البلاغہ کے خلاف کوئی آواز اٹھتے ہوئے معلوم نہیں ہوتی بلکہ متعدد علماء اہلسنت نے اس کی شرحیں لکھیں جیسے ابوالحسن علی ابن ابی القاسم بیہقی متوفی ۵۶۵ھ، امام فخرالدین رازی متوفی ۶۰۶ھ، ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۵ھ، علامہ سعد الدین تفتازانی وغیرہ غالباً انہیں علمائے اہلسنت کے شروح وغیرہ لکھنے کا یہ نتیجہ تھا کہ عوام میں نہج البلاغہ کا چرچا پھیلا اور اس کے ان مضامین کے بارے میں جو مخالف خوشگوار بارے میں ہیں اہل سنت میں بے چینی پیدا ہوئی اور اب آپس میں بحثیں شروع ہوئیں اور اس کی وجہ سے علماء کو اپنے اصول عقائد

سنبھالنے کے لئے اور لوگوں کو تسلی دینے کے لئے نہج البلاغہ کے بارے میں شکوک و شبہات اور رفتہ رفتہ انکار کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ سب سے پہلے ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ نے اس کو مشکوک بنانے کی کوشش کی اور علامہ سید مرتضیٰ کے حالات میں یہ لکھ دیا۔

قد اختلف الناس فی نهج البلاغة المجموع من کلام علی ابن ابی طالب هل هو جمعه او اخیه الرضی وقد قیل انه لیس من کلام علی ابن ابی طالب وانما الذی جمعه ونسبه الیه هو الذی وضعه واللہ اعلم۔

لوگوں میں کتاب نہج البلاغہ کے بارے میں جو امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کے کلام کا مجموعہ ہے اختلاف ہے کہ وہ انہی (سید مرتضیٰ) کا جمع کردہ ہے یا ان کے بھائی سید رضی کا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ جناب امیر کا کلام ہی نہیں ہے بلکہ جسے جامع سمجھا جاتا ہے۔ اسی کی یہ تصنیف ہے۔ واللہ اعلم

اگرچہ علامہ ابن خلکان نے اپنی ضمیر کی تحریک سے بہت حد تک اپنے کو نہج البلاغہ کے انکار کی ذمہ داری سے بچایا تھا۔ مگر ان کے ان الفاظ نے بعد والے میدان مناظرہ کے پہلوانوں کو آسانی سے یہ داؤ بتا دیا کہ وہ نہج البلاغہ کے کلام امیرالمومنین ہونے کا انکار کر دیں چنانچہ اس کے ایک صدی کے بعد ذہبی نے جو اپنے دور کے انتہائی متعصب شخص تھے۔ یہ جرأت کی کہ وہ اس شک کو یقین کا درجہ دے دیں اور انہوں نے سید مرتضیٰ کے حالات میں لکھ دیا کہ:

من طالع کتابه نهج البلاغة جزم بانه مکذوب علی امیر المؤمنین ففیه السبّ الصریح بل الحط علی السیدین ابی بکرؓ وعمرؓ۔

جو شخص ان کی کتاب نہج البلاغہ کو دیکھے وہ یقین کر سکتا ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی کی طرف اس کی نسبت بالکل جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ اس میں کھلا ہوا سب و شتم اور ہمارے دونوں سرداران ابوبکرؓ و عمرؓ کی تنقیص ہے

علامہ محمد عبدہ کو نہج البلاغہ سے اتنی عقیدت تھی کہ وہ اسے قرآن مجید کے بعد ہر کتاب کے مقابلہ میں ترجیح کا مستحق سمجھتے تھے اور انہوں نے اپنا یہ عقیدہ بتایا ہے کہ جامعہ اسلامیہ میں اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونا اسلام کی ایک صحیح خدمت ہے۔ اور یہ صرف اس لئے کہ امیرالمومنین ایسے بلند مرتبہ مصلح عالم کا کلام ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

لیس فی کل هذه اللغة الا قائل بان کلام الامام علی بن ابی طالب هو اشرف الکلام وابلغه بعد کلام اللہ تعالیٰ وکلام نبیه واغزره مادة وارفعه اسلوبا واجمعه لجلائل المعانی فاجدر بالطالبین لنفائس اللغة والطامعین فی التدرج لمراقیها ان یجعلوا هذا الکتاب اهم محفوظهم وافضل ماثورهم مع تفهم معانیه فی الاغراض التی جاءت لاجلها وتامل الفاظه فی المعانی التی صیغت للدلالة علیها لیصیبوا بذلک افضل غایة وینتهوا الی خیر نهایة۔

اس عربی زبان میں کوئی ایسا نہیں جو اس کا قائل نہ ہو کہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا کلام کلام خدا و کلام رسولؐ کے بعد ہر کلام سے بلند تر، زیادہ پرمعانی اور زیادہ فوائد کا حامل ہے لہٰذا زبان عربی کے ذخیروں کے طالب کے لئے یہ کتاب سب سے زیادہ مستحق ہے کہ وہ اسے اپنے محفوظات و منقولات میں اہم درجہ پر رکھیں اور اس کے ساتھ ان معانی و مقاصد کے سمجھنے کی کوشش کریں جو اس کتاب کے الفاظ میں مضمر ہیں۔

ملک عرب کے مشہور مصنف، خطیب و انشاپرداز شیخ مصطفیٰ غلاینی استاذ تفسیر و فقہ و الادب العربی فی الکلیۃ الاسلامیہ بیروت اپنی کتاب **اریج الزھر** میں زیر عنوان نہج البلاغہ و اسالیب الکلام العربی ایک مبسوط مقالہ کے تحت میں تحریر کرتے ہیں:

من احسن ماینبغی مطالعته لمن یطلب الاسلوب العالی کتاب نهج البلاغة للامام علی رضی اللہ تعالیٰ عنه وهو کتاب تتربی نشأت هذا المقال الجلیلة فان فیه من بلیغ الکلام والاسالیب المدهشة والمعانی الرائقة ومناحی الموضوعات الجلیلة مایجعل مطالعه اذا ندمن تلاوته صحیحة ینبغ فی کتابته وخطابته ومعانیه۔

بہترین چیز جس کا مطالعہ بلند معیار ادب کے خواہشمندوں کو لازم ہے وہ امیرالمومنین علیہ السلام کی کتاب نہج البلاغہ ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس کے لئے خاص طور پر یہ مقدمہ لکھا گیا ہے اس کتاب میں بلیغ کلام اور حیرت انگیز طرز بیان اور خوشنما مضامین اور مختلف عظیم الشان مطالب ایسے ہیں کہ مطالعہ کرنے والا اگر اس کی صحیح مزاولت کرے تو وہ انشاء پردازی اپنی خطابت اور اپنی گفتگو میں بلاغت کے معیار پر پورا اتر سکتا ہے۔

بہرحال نہج البلاغہ کی علمی و ادبی منزلت بہت اعلیٰ ہے کہ تحقیق کے لئے مضامین اور حقائق و معارف کا وزن ناقابل انکار ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ نہج البلاغہ سے صحیح فائدہ وہی افراد اٹھا سکتے ہیں جو عربی زبان میں مہارت رکھتے ہوں غیر عربی داں حضرات اس کے ترجمہ سے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ایرانی فضلاء و علماء کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی لہٰذا اس کے فارسی ترجمے شائع کئے گئے۔ چنانچہ متعدد ترجمے ایران میں اس کے شائع ہو چکے ہیں اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ الْمُخْتَارِ مِنْ خُطَبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَوَامِرِہٖ

باب اوّل حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے منتخب خطبات و احکام

وَیَدْخُلُ فِیْ ذٰلِكَ الْمُخْتَارُ مِنْ كَلَامِہٖ الْجَارِیْ مَجْرَی الْخُطَبِ فِی الْمَقَامَاتِ الْمَحْضُوْرَةِ وَالْمَوَاقِفِ الْمَذْكُوْرَةِ وَالْخُطُوْبِ الْوَارِدَةِ

اس باب میں آپ کے وہ ارشادات بھی درج ہیں جو خطبوں اور تقریروں کے مانند ہیں جو مختلف جلسوں و معرکوں اور پیش آمدہ موقعوں سے متعلق ہیں

پہلا خطبہ

اس میں خلقت زمین و آسمان اور پیدائش آدم کا ذکر ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے اس خطبہ میں قرآن مقدس اور حدیث رسول مقبول کے تلاطم خیز سمندروں کو اس طرح سمو دیا گیا ہے کہ انتہائی ایجاز و اختصار کے باوجود یہ الفاظ فصاحت و بلاغت کا منبع اور اعجاز معانی و مطالب حقائق و معارف و دعوت طاعت خداوندی کا سرچشمہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَبْلُغُ مِدْحَتَہُ الْقَائِلُوْنَ وَلَا یُحْصِیْ نَعْمَاءَہُ الْعَادُّوْنَ وَلَا یُؤَدِّیْ حَقَّہُ الْمُجْتَہِدُوْنَ

تمام حمد اس خدا کے لیے سزاوار ہے جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں اور شمار کرنے والے جس کی نعمتیں شمار نہیں کر سکتے اور کوشش کرنے والے اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

اَلَّذِیْ لَا یُدْرِكُہُ بُعْدُ الْہِمَمِ وَلَا یَنَالُہُ غَوْصُ الْفِطَنِ

وہ خدا جس کی کنہ ذات کو ہمتوں کی بلند پروازیاں نہیں پا سکتیں اور فکروں کی گہرائیاں اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔

اَلَّذِیْ لَیْسَ لِصِفَتِہٖ حَدٌّ مَحْدُوْدٌ وَلَا نَعْتٌ مَوْجُوْدٌ وَلَا وَقْتٌ مَعْدُوْدٌ وَلَا اَجَلٌ مَمْدُوْدٌ

اس کے صفات کی (جو عین ذات ہیں) کوئی حد معین نہیں نہ کوئی ایسی لغت موجود ہے جو ان صفات کی حقیقت بیان کر سکے نہ (اس کی ابتداء کا) کوئی وقت ہے جسے شمار کیا جا سکے نہ ایسی مدت دراز ہے جس کی انتہاء ہو سکے۔

فَطَرَ الْخَلَائِقَ بِقُدْرَتِہٖ وَنَشَرَ الرِّیَاحَ بِرَحْمَتِہٖ وَوَتَّدَ بِالصُّخُوْرِ مَیَدَانَ اَرْضِہٖ

اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت و تقدیر سے پیدا کیا اور ہواؤں کو اپنی رحمت سے پھیلایا اور زمین کی بے اختیار حرکت کو پتھروں (پہاڑوں) کی میخیں نصب کر کے ساکن کیا۔

أَوَّلُ الدِّينِ مَعْرِفَتُهُ وَكَمَالُ مَعْرِفَتِهِ التَّصْدِيقُ بِهِ وَكَمَالُ التَّصْدِيقِ بِهِ تَوْحِيدُهُ وَكَمَالُ تَوْحِيدِهِ الْإِخْلَاصُ لَهُ وَكَمَالُ الْإِخْلَاصِ لَهُ نَفْيُ الصِّفَاتِ عَنْهُ.

دین کی بنیاد خدا کی معرفت ہے اور اس کی معرفت کا کمال اس کی تصدیق ہے اور اس کی تصدیق کا کمال اسے واحد و یکتا ماننا ہے۔ اس کے اقرار وحدانیت کا کمال اسے ہر چیز سے بڑی مجتنب اور کمال اخلاص اس کی ذات سے صفات کی نفی ہے۔

لِشَهَادَةِ كُلِّ صِفَةٍ أَنَّهَا غَيْرُ الْمَوْصُوفِ وَشَهَادَةِ كُلِّ مَوْصُوفٍ أَنَّهُ غَيْرُ الصِّفَةِ

اس لیے کہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ اپنی صفت کا غیر ہے۔

فَمَنْ وَصَفَ اللَّهَ سُبْحَانَهُ فَقَدْ قَرَنَهُ وَمَنْ قَرَنَهُ فَقَدْ ثَنَّاهُ وَمَنْ ثَنَّاهُ فَقَدْ جَزَّأَهُ وَمَنْ جَزَّأَهُ فَقَدْ جَهِلَهُ وَمَنْ جَهِلَهُ فَقَدْ أَشَارَ إِلَيْهِ وَمَنْ أَشَارَ إِلَيْهِ فَقَدْ حَدَّهُ. وَمَنْ حَدَّهُ فَقَدْ عَدَّهُ. وَمَنْ قَالَ فِيمَ فَقَدْ ضَمَّنَهُ. وَمَنْ قَالَ عَلَامَ فَقَدْ أَخْلَى مِنْهُ.

لہذا جس نے ذات خداوندی کے علاوہ صفات مانے اس نے خدا کا ساتھی مان لیا اور جس نے اس کا ساتھی مان لیا اس نے دوئی پیدا کی اور جس نے دوئی پیدا کی اس نے اس (وحدہ لا شریک) کے جزو مان لیے اور جس نے اس کے اجزا مان لیے وہ اسے نہ پہچان سکا اور جس نے اسے نہیں پہچانا اس نے اسے اشارہ کے لائق سمجھا اور جس نے اس کی طرف اشارہ کیا اس نے اسے محدود کر دیا اور جس نے اسے محدود کر دیا وہ اسے شمار کے قابل سمجھا اور جس نے یہ پوچھا کہ خدا کس چیز میں ہے اس نے کسی چیز کے ضمن میں قرار دیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کس چیز پر ہے تو اس نے دوسرے مقام کو اس سے خالی سمجھا۔

كَائِنٌ لَا عَنْ حَدَثٍ. مَوْجُودٌ لَا عَنْ عَدَمٍ مَعَ كُلِّ شَيْءٍ لَا بِمُقَارَنَةٍ. وَغَيْرُ كُلِّ شَيْءٍ لَا بِمُزَايَلَةٍ. فَاعِلٌ لَا بِمَعْنَى الْحَرَكَاتِ وَالْآلَةِ بَصِيرٌ إِذْ لَا مَنْظُورَ إِلَيْهِ مِنْ خَلْقِهِ.

وہ خود موجود ہے کسی کی ایجاد سے وہ ازلی ہے عدم سے وجود میں نہیں آیا وہ ہر شے کے ساتھ ہے مگر جسمانی حیثیت کی طرح نہیں وہ ہر شے سے جدا ہے مگر نہ جسمانی جدائی کی طرح وہ ہر چیز کا فاعل ہے مگر حرکات و آلات کے بغیر۔ وہ خلقت سے پہلے اپنی مخلوقات کا نگران تھا۔

مُتَوَحِّدٌ إِذْ لَا سَكَنَ يَسْتَأْنِسُ بِهِ وَلَا يَسْتَوْحِشُ لِفَقْدِهِ أَنْشَأَ الْخَلْقَ إِنْشَاءً وَابْتَدَأَهُ ابْتِدَاءً بِلَا رَوِيَّةٍ أَجَالَهَا وَلَا تَجْرِبَةٍ اسْتَفَادَهَا وَلَا حَرَكَةٍ أَحْدَثَهَا وَلَا هَمَامَةِ نَفْسٍ اضْطَرَبَ فِيهَا

وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ایسا ساتھی نہیں جس سے وہ مانوس ہوتا ہو اور اس کے نہ ہونے سے گھبراتا ہو اس نے کائنات کو خلق فرمایا ہے اور پہلے پہل بنایا بغیر اس کے کہ فکر کو کام میں لایا ہو یا تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت پڑی ہو یا حرکت کو پیدا کرنا پڑا ہو یا ایسا اہتمام کیا ہو جس کے لیے مضطرب ہونا پڑا ہو۔

أَحَالَ الْأَشْيَاءَ لِأَوْقَاتِهَا وَلَأَمَ بَيْنَ مُخْتَلِفَاتِهَا وَغَرَّزَ غَرَائِزَهَا وَأَلْزَمَهَا أَشْبَاحَهَا.

وہ ہر چیز کو اپنے اپنے وقت پر عدم سے وجود کی طرف لایا اور مختلف اشیاء کو ایک دوسرے سے وابستہ کیا اور ہر چیز کو مخصوص مزاج عطا کیا اور ان کی صورتیں اور شکلیں معین کیں۔

عَالِمًا بِهَا قَبْلَ ابْتِدَائِهَا، مُحِيطًا بِحُدُودِهَا وَانْتِهَائِهَا، عَارِفًا بِقَرَائِنِهَا وَأَحْنَائِهَا.

وہ ان کی خلقت سے پہلے انہیں جانتا تھا اس کا علم ان کے حدود اور انتہا کا احاطہ کئے ہوئے تھا وہ ان کے عادات اور پوشیدہ کیفیات سے واقف تھا

ثُمَّ أَنْشَأَ سُبْحَانَهُ فَتْقَ الْأَجْوَاءِ، وَشَقَّ الْأَرْجَاءِ، وَسَكَائِكَ الْهَوَاءِ،

پھر خدائے بزرگ و برتر نے کشادہ فضائیں وسیع اطراف و جوانب اور آسمان سے ٹکرانے والی ہوائیں پیدا کیں

فَأَجْرَى فِيهَا مَاءً مُتَلَاطِمًا تَيَّارُهُ، مُتَرَاكِمًا زَخَّارُهُ، حَمَلَهُ عَلَى مَتْنِ الرِّيحِ الْعَاصِفَةِ، وَالزَّعْزَعِ الْقَاصِفَةِ، فَأَمَرَهَا بِرَدِّهِ، وَسَلَّطَهَا عَلَى شَدِّهِ، وَقَرَنَهَا إِلَى حَدِّهِ.

پس اس فضا میں تلاطم خیز پانی بہایا اس بحر ذخار کی موجیں ایک دوسرے پر چڑھ رہی تھیں اس پانی کو تیز و تند ہوا کی پشت پر لاد دیا جو ہر چیز کو اکھاڑ دیتی تھی۔ ہوا کو حکم دیا کہ وہ پانی کو پلٹا دے اور اسے پانی کے زور پر مسلط کر دیا اور اس ہوا سے پانی کی حد بندی کر دی۔

الْهَوَاءُ مِنْ تَحْتِهَا فَتِيقٌ، وَالْمَاءُ مِنْ فَوْقِهَا دَفِيقٌ.

نیچے ہوا کا دامن دور تک پھیلا ہوا تھا اور پانی اس کے اوپر موجزن تھا۔

ثُمَّ أَنْشَأَ سُبْحَانَهُ رِيحًا اعْتَقَمَ مَهَبَّهَا، وَأَدَامَ مُرَبَّهَا، وَأَعْصَفَ مَجْرَاهَا، وَأَبْعَدَ مَنْشَاهَا.

پھر خدائے برتر نے ایسی ہوا پیدا کی جو خشک (بے ثمر) تھی اور اسے اپنے مرکز پر قائم رکھا اور اس کی رفتار تیز کر دی اور اس کے چلنے کی جگہ دور دور تک پھیلا دی۔

فَأَمَرَهَا بِتَصْفِيقِ الْمَاءِ الزَّخَّارِ، وَإِثَارَةِ مَوْجِ الْبِحَارِ، فَمَخَضَتْهُ مَخْضَ السِّقَاءِ، وَعَصَفَتْ بِهِ عَصْفَهَا بِالْفَضَاءِ، تَرُدُّ أَوَّلَهُ إِلَى آخِرِهِ، وَسَاجِيَهُ إِلَى مَائِرِهِ، حَتَّى عَبَّ عُبَابُهُ، وَرَمَى بِالزَّبَدِ رُكَامُهُ،

پھر ہوا کو حکم دیا کہ تلاطم خیز پانی کو الٹ پلٹ دے اور موجوں کو ابھار کر اوپر پھینکے۔ ہوا نے پانی کو یوں متھ ڈالا جیسے مشک میں دودھ بادہی متھا جاتا ہے اور اس طرح دھکیلتی ہوئی تیز چلی جیسے خالی فضاؤں میں چلتی ہے یہ پانی کے نیچے کے حصہ کو اوپر پلٹا رہی تھی اور ساکن کو متحرک سے ملا رہی تھی یہاں تک کہ اس متلاطم پانی کی سطح بلند ہو گئی۔ اور تہ بر تہ پانی پر پھین آ گیا۔

فَرَفَعَهُ فِي هَوَاءٍ مُنْفَتِقٍ، وَجَوٍّ مُنْفَهِقٍ، فَسَوَّى مِنْهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ، جَعَلَ سُفْلَاهُنَّ مَوْجًا مَكْفُوفًا، وَعُلْيَاهُنَّ سَقْفًا مَحْفُوظًا، وَسَمْكًا مَرْفُوعًا، بِغَيْرِ عَمَدٍ يَدْعَمُهَا، وَلَا دِسَارٍ يَنْظِمُهَا.

پھر اس پانی کو شگافتہ ہوا اور وسیع فضا میں بلند کیا جس سے خدا نے سات آسمان بنائے نیچے والے آسمان کو ایک جمی اور رکی ہوئی موج قرار دیا اور اوپر والے آسمان کو محفوظ چھت اور بلند عمارت کے مانند اس طرح قرار دیا کہ نہ ستونوں کے سہارے کی ضرورت اور نہ میخوں سے جڑنے کی حاجت۔

ثُمَّ زَيَّنَهَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ، وَضِيَاءِ الثَّوَاقِبِ، وَأَجْرَى فِيهَا سِرَاجًا مُسْتَطِيرًا،

پھر انہیں نورپاش ستاروں اور ضیا بخش تاروں سے آراستہ کیا اور ان میں ایک اڑتا ہوا ضیا پاش چراغ، سورج، اور جگمگاتا

وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا فِيْ فَلَكٍ دَائِرٍ، وَّسَقْفٍ سَائِرٍ، وَّرَقِيْمٍ مَائِرٍ.

ثُمَّ فَتَقَ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى فَمَلَأَهُنَّ أَطْوَارًا مِّنْ مَلَائِكَتِهِ مِنْهُمْ سُجُوْدٌ لَا يَرْكَعُوْنَ وَرُكُوْعٌ لَا يَنْتَصِبُوْنَ وَصَافُّوْنَ لَا يَتَزَايَلُوْنَ وَمُسَبِّحُوْنَ لَا يَسْأَمُوْنَ.

لَا يَغْشَاهُمْ نَوْمُ الْعُيُوْنِ وَلَا سَهْوُ الْعُقُوْلِ وَلَا فَتْرَةُ الْأَبْدَانِ وَلَا غَفْلَةُ النِّسْيَانِ.

وَمِنْهُمْ أُمَنَاءُ عَلٰى وَحْيِهِ وَأَلْسِنَةٌ إِلٰى رُسُلِهِ وَمُخْتَلِفُوْنَ بِقَضَائِهِ وَأَمْرِهِ

وَمِنْهُمُ الْحَفَظَةُ لِعِبَادِهِ وَالسَّدَنَةُ لِأَبْوَابِ جِنَانِهِ

وَمِنْهُمُ الثَّابِتَةُ فِي الْأَرَضِيْنَ السُّفْلٰى أَقْدَامُهُمْ وَالْمَارِقَةُ مِنَ السَّمَاءِ الْعُلْيَا أَعْنَاقُهُمْ وَالْخَارِجَةُ مِنَ الْأَقْطَارِ أَرْكَانُهُمْ وَالْمُنَاسِبَةُ لِقَوَائِمِ الْعَرْشِ أَكْتَافُهُمْ نَاكِسَةٌ دُوْنَهُ أَبْصَارُهُمْ مُتَلَفِّعُوْنَ تَحْتَهُ بِأَجْنِحَتِهِمْ

مَضْرُوْبَةٌ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَنْ دُوْنَهُمْ حُجُبُ الْعِزَّةِ وَأَسْتَارُ الْقُدْرَةِ

لَا يَتَوَهَّمُوْنَ رَبَّهُمْ بِالتَّصْوِيْرِ، وَلَا يُجْرُوْنَ عَلَيْهِ صِفَاتِ الْمَصْنُوْعِيْنَ وَلَا يَحُدُّوْنَهُ بِالْأَمَاكِنِ وَلَا يُشِيْرُوْنَ إِلَيْهِ بِالنَّظَائِرِ.

ہوا چاند رواں دواں کر دیا یہ سب چکر لگاتے ہوئے آسمان چلتی ہوئی چھت اور متحرک لوح میں ہے۔

پھر خدا نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف دے کر فضا پیدا کی اور ان فضاؤں کو قسم قسم کے فرشتوں سے بھر دیا کچھ ان میں سربسجود ہیں رکوع نہیں کرتے اور کچھ رکوع میں ہیں جو قیام نہیں کرتے اور کچھ صف بستہ عبادت کرنے والے ہیں جو اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتے اور کچھ ایسے تسبیح کرنے والے ہیں جو تھکتے نہیں۔

نہ انھیں کبھی نیند آتی ہے اور نہ ان کی عقلوں پر بھول غالب آتی ہے نہ عبادت کرتے کرتے ان کے بدن سست پڑتے ہیں نہ ان سے کبھی بھول چوک ہوتی ہے۔

ان میں وہ ملائکہ بھی ہیں جو اس کی وحی کے امانت دار ہیں اور اس کے رسولوں کی طرف پیغام رساں ہیں اور فرمان الٰہی لے کے آنے جانے والے ہیں

اور ان میں کچھ اس کے بندوں کے نگہبان اور جنت کے دربان ہیں۔

اور ان میں وہ بھی ہیں جن کے قدم تحت الثرا میں اور ان کی گردنیں فلک اول سے اوپر نکل گئی ہیں اور ان کے اعضاء جوارح اطراف دنیا سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور قائمہ عرش سے ان کے کاندھے ملے ہوئے ہیں ان کے سامنے رعب سے ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہیں اور وہ اس کے نیچے اپنے پیروں میں لپٹے ہوئے ہیں۔

ان کے اور ان سے کم درجہ والے ملائکہ کے درمیان عزت کے حجاب اور قدرت کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔

یہ ملائکہ شکل و صورت کے ساتھ اپنے رب کا تصور نہیں کرتے اور نہ مخلوقات کی صفات سے اسے متصف کرتے ہیں اور نہ اسے کسی مکان یا جگہ میں محدود سمجھتے ہیں نہ امثال و نظائر کی طرح اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱؎ اس خطبہ میں توحید باری اور اس کے صفات کمالیہ کو جس طرح جامع و مانع الفاظ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے سمجھایا ہے اس کی مثال کسی عہد میں ممکن نہ تھی اور نہ اب ہے گویا چند جملوں میں توحید باری کے متعلق آیات قرآن کے مفاہیم کو سمو کر رکھ دیا ہے۔

۲؎ اس کے بعد خلقت عالم کی اس طرح تصویر کشی فرمائی ہے کہ منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ تخلیقِ عالم کا نقشہ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں آپ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ قال اللہ اور قال رسول کہہ کر نہیں بیان فرمایا جو اس امر کا ثبوت ہے کہ جب کائنات کی تشکیل و تعمیر ہو رہی تھی اس وقت آپ دیکھ رہے تھے اور عالم نور میں موجود تھے۔

۳؎ ملائکہ کی خلقت ان کے اقسام اور ان کے عبادات و خصوصیات کی تصویر کشی بھی دلالت کرتی ہے کہ آپ نے ان کے قدو قامت، ان کے مشاغل و فرائض و مناصب ان کے عبادات و کیفیات و خصوصیات خود ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور وہ جو کچھ کرتے رہے ہیں۔ آپ کے سامنے ہوتا رہا ہے۔

۴؎ فرشتوں کو نیند نہیں آتی۔ اس سے یہ نہ خیال ہو کہ خدا کو بھی تو نیند نہیں آتی پھر فرق کیا ہو۔ چونکہ ملائکہ نور سے مخلوق ہوئے ہیں اور نورانی ہیں۔ ان کی خلقت میں مزاج داخل نہیں ہے جو اخلاط اربعہ کا تابع ہے اور نیند کا سبب ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں نیند نہیں آتی۔ لیکن اگر خداوند عالم ان کی فطرت کو ملکیت سے مثلاً بشر میں تبدیل کر کے مزاج پیدا کردے تو نیند آسکتی ہے لیکن خداوند عالم جو خالق نور بلکہ خالق کل ہے۔ نہ یہ ممکن ہے کہ وہ صفات مخلوق سے متصف ہو کر محل حوادث بن جائے اور نہ اسے نیند آسکتی ہے اس لیے قدرت نے اپنے لیے فرمایا ہے لاتاخذہ سنة ولا نوم اسے نیند یا اونگھ آہی نہیں سکتی اور حضرت امیر مومنین علیہ السلام نے ملائکہ کے لیے فرمایا ہے لایغشاھم نوم العیون ان پر آنکھ کی نیند چھا نہیں سکتی، ان دونوں جملوں میں لفظ "نوم" کے سوا کوئی لفظ مشترک نہیں ہے۔
خدا کو نیند یا اونگھ نہیں آسکتی اس لیے کہ یہ ذی روح کے خواص سے ہے اس کے لیے عقلاً محال ہے۔ جو خالق روح و ذی روح و رب روح ہے۔ فرشتوں کی آنکھوں پر نیند غلبہ حاصل نہیں کیا کرتی یہ بیان واقعہ ہے اور دونوں میں جو نمایاں فرق ہے وہ ظاہر ہے۔

۵؎ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضور رسول اکرمؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام علم غیب نہیں جانتے۔ لیکن جو اولِ مخلوق ہوں جن کے سامنے سب کچھ بنا ہو ان کے لیے کائنات میں کیا غیب۔ اگر یہ بحث کی جائے کہ وہ جانتے ہیں یا نہیں جانتے جن کے مراتب اس قدر بلند ہوں جو اس عظمت پر فائز ہوں ان کے متعلق اس میں بحث کرنا بھی ان کی شان کے خلاف اور ان کی معرفت نہ حاصل ہونے کی نشانی ہے اعاذ نا اللہ من ذلک۔ اب رہا یہ کہ وہ کس قدر غیب جانتے ہیں العلم عند اللہ

دوسرا خطبہ

خلقت آدمؑ کا ذکر

ثُمَّ جَمَعَ سُبْحَانَهُ مِنْ حَزْنِ الْأَرْضِ وَسَهْلِهَا وَعَذْبِهَا وَسَبَخِهَا تُرْبَةً سَنَّهَا بِالْمَاءِ حَتَّى خَلَصَتْ وَلَاطَهَا بِالْبَلَّةِ حَتَّى لَزَبَتْ۔

پھر خدائے برتر نے سخت و نرم و شیریں و شور زمین سے مٹی جمع کرکے اسے پانی سے سانا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ٹھاک بن گئی اور اسے تری دے دے کر گوندھا یہاں تک کہ اس میں لیس پیدا ہو گیا۔

فَجَبَلَ مِنْهَا صُورَةً ذَاتَ أَحْنَاءٍ وَوُصُولٍ وَأَعْضَاءٍ وَفُصُولٍ أَجْمَدَهَا حَتَّى اسْتَمْسَكَتْ وَأَصْلَدَهَا حَتَّى صَلْصَلَتْ لِوَقْتٍ مَعْدُودٍ وَأَمَدٍ مَعْلُومٍ۔

پس اس سے خدا نے ایک صورت خلق فرمائی جس میں ٹیڑھی ہڈیاں اور جوڑ تھے اعضاء و جوارح اور پٹھے وغیرہ تھے اسے اتنا خشک کیا کہ وہ خود ٹھہرنے کے قابل ہو گئی اور اتنا سخت کیا کہ اس میں کھنکھناہٹ پیدا ہو گئی ایک وقت معین اور مدت معلوم تک

ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا مِنْ رُوحِهِ فَمَثُلَتْ إِنْسَاناً ذَا أَذْهَانٍ يُجِيلُهَا وَفِكَرٍ يَتَصَرَّفُ بِهَا وَجَوَارِحَ يَخْتَدِمُهَا وَأَدَوَاتٍ يُقَلِّبُهَا وَمَعْرِفَةٍ يَفْرُقُ بِهَا بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْأَذْوَاقِ وَالْمَشَامِّ وَالْأَلْوَانِ وَالْأَجْنَاسِ مَعْجُوناً بِطِينَةِ الْأَلْوَانِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْأَشْبَاهِ الْمُؤْتَلِفَةِ وَالْأَضْدَادِ الْمُتَعَادِيَةِ وَالْأَخْلَاطِ الْمُتَبَايِنَةِ مِنَ الْحَرِّ وَالْبَرْدِ وَالْبِلَّةِ وَالْجُمُودِ۔

پھر اس نے اس میں اپنی مخصوص روح پھونک دی تو وہ ایک انسان بن گئی جو ذہن ہے اور ذہن سے کام لیتا ہے۔ صاحب عقل ہے اسے استعمال کرتا ہے۔ اعضاء و جوارح والا ہے جن سے خدمت لیتا ہے اور اپنے اعضا کو جس طرح چاہے حرکت دیتا ہے اور سمجھ دار ہے حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ ذائقوں، بوؤں اور جنسوں میں فرق کو سمجھتا ہے وہ رنگ رنگ کی مٹی، ملتی جلتی باہم الفت رکھنے والی چیزوں اور مخالف حسوں اور متضاد خلطوں سے مرکب کرکے خمیر کیا گیا ہے جن میں کچھ گرم کچھ سرد کچھ نم اور کچھ خشک ہیں۔

وَاسْتَأْدَى اللهُ سُبْحَانَهُ الْمَلَائِكَةَ وَدِيعَتَهُ لَدَيْهِمْ وَعَهْدَ وَصِيَّتِهِ إِلَيْهِمْ فِي الْإِذْعَانِ بِالسُّجُودِ لَهُ وَالْخُشُوعِ لِتَكْرِمَتِهِ فَقَالَ سُبْحَانَهُ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ۔

یہ مخلوق بنا کے خدا نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اس کی امانت ادا کر دیں۔ اور انہیں اپنے عہد وصیت کی جانب متوجہ کیا کہ وہ آدم کی طرف سجدہ کریں اور ان کی بندگی کے سامنے اپنا سر نیاز خم کر دیں پس اس نے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے

اعْتَرَتْهُ الْحَمِيَّةُ وَغَلَبَتْ عَلَيْهِ

جس نے آدم کو سجدہ کرنے کو خلاف شان سمجھا اور اس پہ شقاوت

شِقْوَةِ وَتَعَزُّزًا بِخِلْقَةِ النَّارِ وَاسْتِهْوَانًا لِخَلْقِ الصَّلْصَالِ فَأَعْطَاهُ اللّٰهُ النَّظِرَةَ اسْتِحْقَاقًا لِلسُّخْطَةِ وَاسْتِتْمَامًا لِلْبَلِيَّةِ وَإِنْجَازًا لِلْعِدَةِ

ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور اپنے آپ کو عزت دار اور آگ سے بنے ہوئے کو ذلیل سمجھ، خدا نے اسے مہلت دی تاکہ وہ غضب الٰہی کا پورا مستحق ثابت ہو جائے اور بنی آدم کا کامل امتحان ہو جائے اور وعدہ خداوندی پورا ہو کر رہے۔

فَقَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ثُمَّ أَسْكَنَ سُبْحَانَهُ آدَمَ دَاراً أَرْغَدَ فِيهَا عَيْشَهُ وَآمَنَ فِيهَا مَحَلَّتَهُ وَحَذَّرَهُ إِبْلِيسَ وَعَدَاوَتَهُ فَاغْتَرَّهُ عَدُوُّهُ نَفَاسَةً عَلَيْهِ بِدَارِ الْمُقَامِ وَمُرَافَقَةِ الْأَبْرَارِ فَبَاعَ الْيَقِينَ بِشَكِّهِ وَالْعَزِيمَةَ بِوَهْنِهِ وَاسْتَبْدَلَ بِالْجَذَلِ وَجَلاً وَبِالاِغْتِرَارِ نَدَماً

پس فرمایا کہ مقررہ وقت کے دن تک تجھے مہلت ہے۔ پھر خدائے برتر نے آدم کو ایسے گھر جنت میں ٹھہرایا جہاں زندگی کی ہر آسائش مہیا تھی اور امن وامان میں تھے اور انہیں ابلیس اور اس کی دشمنی سے بھی ہوشیار کر دیا آخر آدم کو ان کے دشمن نے دھوکا دے ہی دیا اس بات سے جل کر کہ وہ جنت میں نیک بندوں کے ساتھ کیوں ہیں آدم نے یقین کا شک سے اور مستحکم ارادہ کا سستی سے سودا کر لیا اور مسرت کو خوف سے تبدیل کر لیا اور فریب کھانے کی وجہ سے ندامت اٹھانا پڑی۔

ثُمَّ بَسَطَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ لَهُ فِي تَوْبَتِهِ وَلَقَّاهُ كَلِمَةَ رَحْمَتِهِ وَوَعَدَهُ الْمَرَدَّ إِلَىٰ جَنَّتِهِ وَأَهْبَطَهُ إِلَىٰ دَارِ الْبَلِيَّةِ وَتَنَاسُلِ الذُّرِّيَّةِ وَاصْطَفَىٰ سُبْحَانَهُ مِنْ وَلَدِهِ أَنْبِيَاءَ أَخَذَ عَلَى الْوَحْيِ مِيثَاقَهُمْ وَعَلَىٰ تَبْلِيغِ الرِّسَالَةِ أَمَانَتَهُمْ

پھر خدائے برتر نے آدم کو توبہ کا موقع دیا اور انہیں اپنی رحمت کا کلمہ سکھایا اور ان سے دوبارہ جنت میں پہنچانے کا وعدہ کیا اور انہیں امتحان گاہ (دنیا) میں اتار دیا جو ذریت کے توالد و تناسل کی جگہ ہے اور خدائے برتر نے ان کی اولاد سے انبیاء چنے اور اپنے بندوں تک وحی پہنچانے کا ان سے عہد لیا۔ اور انہیں تبلیغ رسالت کا امین قرار دیا۔

لَمَّا بَدَّلَ أَكْثَرُ خَلْقِهِ عَهْدَ اللّٰهِ إِلَيْهِمْ فَجَهِلُوا حَقَّهُ وَاتَّخَذُوا الْأَنْدَادَ مَعَهُ وَاجْتَالَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ عَنْ مَعْرِفَتِهِ وَاقْتَطَعَتْهُمْ عَنْ عِبَادَتِهِ

(یہ اس وقت) جبکہ اکثر بندوں نے خدا کے عہد و پیمان بدل دیئے تھے چنانچہ وہ اس کے حق سے بے خبر ہو گئے اور اس کے ساتھ شریک بنا ڈالے اور شیطانوں نے انہیں اپنی معرفت الٰہی سے باز رکھا۔ اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا۔

فَبَعَثَ فِيهِمْ رُسُلَهُ وَوَاتَرَ إِلَيْهِمْ أَنْبِيَاءَهُ لِيَسْتَأْدُوهُمْ مِيثَاقَ فِطْرَتِهِ وَيُذَكِّرُوهُمْ مَنْسِيَّ نِعْمَتِهِ وَيَحْتَجُّوا عَلَيْهِمْ بِالتَّبْلِيغِ وَيُثِيرُوا لَهُمْ دَفَائِنَ الْعُقُولِ وَيُرُوهُمُ الْآيَاتِ الْمُقَدَّرَةَ

پس خدا نے ان میں اپنے رسول مبعوث فرمائے اور لگاتار اس کے نبی ان میں آتے رہے تاکہ ان سے فطرت کے عہد و پیمان پورے کرائیں اور اس کی بھولی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں اور وحی کی تبلیغ سے ان پر حجت تمام کریں اور عقل کے دفینوں کو جو وہم سے گرد آلود ہیں ابھاریں اور انہیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں

مِنْ سَقْفٍ فَوْقَهُمْ مَرْفُوعٍ وَمِهَادٍ تَحْتَهُمْ مَوْضُوعٍ وَمَعَايِشَ تُحْيِيهِمْ وَآجَالٍ تُفْنِيهِمْ. وَأَوْصَابٍ تُهْرِمُهُمْ. وَأَحْدَاثٍ تَتَابَعُ عَلَيْهِمْ

وَلَمْ يُخْلِ سُبْحَانَهُ خَلْقَهُ مِنْ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ. أَوْ كِتَابٍ مُنْزَلٍ. أَوْ حُجَّةٍ لَازِمَةٍ أَوْ مَحَجَّةٍ قَائِمَةٍ رُسُلٌ لَا تُقَصِّرُ بِهِمْ قِلَّةُ عَدَدِهِمْ وَلَا كَثْرَةُ الْمُكَذِّبِينَ لَهُمْ مِنْ سَابِقٍ سُمِّيَ لَهُ مَنْ بَعْدَهُ أَوْ غَابِرٍ عَرَّفَهُ مَنْ قَبْلَهُ. عَلَى ذَلِكَ نَسَلَتِ الْقُرُونُ. وَمَضَتِ الدُّهُورُ وَسَلَفَتِ الْآبَاءُ وَخَلَفَتِ الْأَبْنَاءُ

إِلَى أَنْ بَعَثَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مُحَمَّداً رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِإِنْجَازِ عِدَتِهِ وَتَمَامِ نُبُوَّتِهِ مَأْخُوذاً عَلَى النَّبِيِّينَ مِيثَاقُهُ مَشْهُورَةً سِمَاتُهُ، كَرِيماً مِيلَادُهُ.

وَأَهْلُ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ مِلَلٌ مُتَفَرِّقَةٌ وَأَهْوَاءٌ مُنْتَشِرَةٌ. وَطَرَائِقُ مُتَشَتِّتَةٌ بَيْنَ مُشَبِّهٍ لِلَّهِ بِخَلْقِهِ أَوْ مُلْحِدٍ فِي اسْمِهِ أَوْ مُشِيرٍ إِلَى غَيْرِهِ

فَهَدَاهُمْ بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَأَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ

ثُمَّ اخْتَارَ سُبْحَانَهُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِقَاءَهُ وَرَضِيَ لَهُ مَا عِنْدَهُ وَأَكْرَمَهُ عَنْ دَارِ الدُّنْيَا وَرَغِبَ بِهِ عَنْ مُقَارَنَةِ الْبَلْوَى فَقَبَضَهُ إِلَيْهِ كَرِيماً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

سروں پر بلند آسمان کی چھت ان کے نیچے بچھا ہوا فرش زمین اور سامان معیشت جو انہیں زندہ رکھتا ہے اور موتیں جو انہیں فنا کرتی ہیں اور وہ بیماریاں جو انہیں بوڑھا کر دیتی ہیں اور وہ حادثے جو پے در پے آتے رہتے ہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا کہ اپنی مخلوق کو نبی مرسل یا آسمانی کتاب یا دلیل قطعی یا روشن راستہ دکھائے بغیر یونہی چھوڑ دیا ہو ایسے رسول کہ ان کی تعداد کی کمی تبلیغ سے عاجز نہیں کرتی تھی اور نہ جھٹلانے والوں کی کثرت کچھ پہلے رسول آئے جنہوں نے بعد کے آنے والوں رسولوں کے نام و نشان بتائے اور کچھ بعد میں آئے جنہوں نے گزرے ہوئے پیغمبروں کا تعارف کرایا یوں ہی قرن کے قرن بیت گئے اور زمانے گزرتے رہے اسلاف جاتے رہے اور ان کی جگہ ان کی نسلیں آتی رہیں۔

یہاں تک کہ خداوند عالم نے اپنا وعدہ پورا کرنے اور نبوت تمام کرنے کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا جس کی نبوت کا انبیاء سے عہد لیا جا چکا تھا جن کے علامات روشن اور ولادت مبارک ہے۔

حالانکہ اس وقت زمین پر بسنے والوں کے مذاہب جدا جدا خواہشات پراگندہ اور فرقے مختلف تھے کچھ خدا کو بندوں کے مانند سمجھتے کچھ اس کے نام بگاڑتے (اللہ سے لات عزیز سے عزیٰ بنا لیتے تھے) کچھ اسے چھوڑ کر غیروں کو خدا قرار دیتے تھے۔

خدا نے آنحضرت کے ذریعہ انہیں گمراہی سے ہٹا کر راہ راست دکھائی اور آپ کے وجود کے باعث انہیں جہالت سے نجات دلائی۔

پھر خدائے عز و جل نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنی قربت کے لیے منتخب فرما لیا اور اپنے خصوصی عنایات کے لیے پسند فرمانے اور دنیا کی بود و باش سے آپ کو بلند و بالا سمجھا اور سختیوں میں رہنے سے آپ کو نجات دی لہذا انہیں عزت و اکرام کے ساتھ اٹھا لیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَخَلَّفَ فِيكُمْ مَا خَلَّفَتِ الْأَنْبِيَاءُ فِي أُمَمِهَا إِذْ لَمْ يَتْرُكُوهُمْ هَمَلاً بِغَيْرِ طَرِيقٍ وَاضِحٍ وَلَا عَلَمٍ قَائِمٍ

كِتَابَ رَبِّكُمْ فِيكُمْ مُبَيِّناً حَلَالَهُ وَحَرَامَهُ وَفَرَائِضَهُ وَفَضَائِلَهُ وَنَاسِخَهُ وَمَنْسُوخَهُ وَرُخَصَهُ وَعَزَائِمَهُ وَخَاصَّهُ وَعَامَّهُ وَعِبَرَهُ وَأَمْثَالَهُ وَمُرْسَلَهُ وَمَحْدُودَهُ وَمُحْكَمَهُ وَمُتَشَابِهَهُ

مُفَسِّراً مُجْمَلَهُ وَمُبَيِّناً غَوَامِضَهُ بَيْنَ مَأْخُوذٍ مِيثَاقُ فِي عِلْمِهِ وَمُوَسَّعٍ عَلَى الْعِبَادِ فِي جَهْلِهِ وَبَيْنَ مُثْبَتٍ فِي الْكِتَابِ فَرْضُهُ وَمَعْلُومٍ فِي السُّنَّةِ نَسْخُهُ وَوَاجِبٍ فِي السُّنَّةِ أَخْذُهُ وَمُرَخَّصٍ فِي الْكِتَابِ تَرْكُهُ وَبَيْنَ وَاجِبٍ بِوَقْتِهِ وَزَائِلٍ فِي مُسْتَقْبَلِهِ وَمُبَايَنٌ بَيْنَ مَحَارِمِهِ مِنْ كَبِيرٍ أَوْعَدَ عَلَيْهِ نِيرَانَهُ أَوْ صَغِيرٍ أَرْصَدَ لَهُ غُفْرَانَهُ وَبَيْنَ مَقْبُولٍ فِي أَدْنَاهُ مُوَسَّعٍ فِي أَقْصَاهُ.

اور حضورؐ نے تم میں وہی کچھ چھوڑا جو اور انبیاء[1] اپنی اپنی اُمتوں میں چھوڑ گئے تھے۔ اس لیے کہ انہوں نے اپنی اُمتوں کو روشن راہ و پائیدار نشان قائم کیے بغیر یونہی نہیں چھوڑا تھا۔

پیغمبر نے تمہارے پروردگار کی کتاب تم میں چھوڑی ہے اس حالت میں کہ انہوں نے کتاب کے حلال و حرام، فرائض و مستحبات، ناسخ و منسوخ، رخص و عزائم، خاص و عام، عبر و امثال، مطلق و مقید، اس کے محکم و متشابہ سب واضح طور پر بیان فرما دیے ہیں۔

اس کی مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی اور گہرائیوں کو ظاہر کر دیا۔ اس میں کچھ وہ آیات ہیں جن کا جاننا لازم قرار دے دیا گیا ہے اور کچھ وہ ہیں کہ اگر اس کے بندے ناواقف رہیں تو حرج نہیں۔ کچھ وہ ہیں جن کا وجوب کتاب سے ثابت ہے مگر معلوم ہے کہ حدیث میں اسے منسوخ کر دیا گیا۔ وہ بھی ہیں جن پر حدیث سے عمل واجب ہے مگر کتاب میں ان کے ترک کی اجازت دے دی گئی ہے۔ وہ بھی ہیں جن کا وجوب وقت سے وابستہ ہے اس کے بعد واجب نہیں۔ مبنی قرآن کے محرمات میں بھی فرق ہے۔ کچھ کبیرہ ہیں جن کے ارتکاب پر خدا نے دوزخ کی آگ سے ڈرایا ہے اور کچھ صغیرہ ہیں جن کے مغفرت کی امید دلائی ہے اور وہ بھی ہیں کہ قلیل بھی مقبول ہے مگر زیادہ سے زیادہ ادا کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

---

[1] عہد و میثاق سے وہی قول باری مراد ہے جو تخلیق آدم سے قبل اس نے ملائکہ سے فرمایا تھا۔

إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ — میں گندھی ہوئی مٹی سے ایک بشر خلق کرنے والا ہوں پس جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کر لوں اور اس میں اپنی خاص روح ڈال دوں تو تم اس کے سجدے کے لیے جھک جاؤ۔

[illegible] ثابت ہوتا ہے کہ غیر خدا کا سجدہ جائز نہیں ہے [illegible] ظاہر ہے کہ آدم خدا نہیں اور خدا ان کے سجدے [illegible] یہ درست ہے کہ سجدہ تعبدی خدا کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں، مگر سجدہ تعظیمی کے جواز میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ جیسے [illegible] یوسف کو سجدہ کیا [illegible] ملائکہ نے آدم کو۔ [illegible] سجدہ سے انکار کرنے والا ابلیس اسی دن سے شیطان کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔

[2] شیطان کی خواہش تو یہ تھی کہ اسے روز قیامت تک مہلت دی جائے مگر یوم وقت معلوم تک ہی ایسے سرکش کو مہلت دینا بہت بڑی بات

ہے قدرت نے اسے مہلت دے کر قیامت تک کے لیے مثال قائم فرمائی ہے خصوصاً کفار و مشرکین و منافقین کے لیے عبرت ہے کہ اس جرم عظیم کے باوجود اس قدر طویل مہلت دی جا سکتی ہے کہ وہ دنیا میں جیسے پھرے او معصومین کے سوا جسے چاہے گمراہ کرتا پھرے پھر بھی طویل مدت تک موت سے دوچار ہونا یا عجلت نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے شیطان کو مہلت دی گئی اس لیے نہیں کہ وہ غضب الٰہی کا مستحق نہیں بلکہ اس اصول قرآن پر عمل کیا جا رہا ہے۔
انما نملی لھم لیزدادوا اثما ہم انہیں اس لیے مہلت دے رہے ہیں کہ جتنے جرموں کی ہوس ہے کر لیں دل میں جرم کی حسرت باقی نہ رہے پھر ہم بھی بھرپور سزا دیں گے اور انہیں کوئی عذر باقی نہ رہے گا۔

شیطان کا قصہ یوں بھی عبرت ہی عبرت ہے اور درس ہے کہ ہزاروں سال کی عبادت اور قرب الٰہی کے باوجود اتنا بڑا جرم عظیم سرزد ہو سکتا ہے جس کے بعد ہمیشہ کے لیے نجات اخروی سے محروم و رسوائے دنیا اور دنیا و آخرت میں مستحق لعنت قرار پا جائے۔

۳ حضرت آدم خدا کے منتخب خلیفہ او پیغمبر ہیں۔ نبی و رسول و امام و خلیفہ گناہان صغیرہ و کبیرہ سے منزہ او پاک ہوتے ہیں جنت نہ مقام عمل ہے نہ حلال و حرام کا اس سے تعلق ہو سکتا ہے۔ آدم کو جو نہی ہوئی تھی وہ تنزیہی تھی نہ تحریمی تھی جس پر وہ قائم نہ رہ سکے اور ان سے ترک اولیٰ سرزد ہو یعنی انہوں نے بہتر کو ترک کر دیا جیسے بہت نوافل ترک ہو جاتے ہیں مگر معصیت نہیں۔ اس کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ انبیاء و مرسلین کی شان اس سے بلند ہے کہ ان سے ترک اولیٰ سرزد ہو۔ اسی لیے قدرت نے انہیں توبہ کے لیے کلمات تعلیم فرمائے انہوں نے توبہ کی جو درگاہ الٰہی میں منظور ہو گئی۔ زمین پر ہبوط آدم کسی جرم کی سزا نہیں۔ اگر ہبوط آدم نہ ہوتا تو دنیا ہی آدم سے آباد نہ ہوتی انبیاء و رسل مبعوث نہ ہوتے کتب و صحف نہ نازل ہوتے۔ بے شمار مخلوق اس کی عبادت گزار نہ ہوتی دنیا کی آبادی اور خدائی نعمتوں کا نزول نبی کے جرم پر موقوف نہیں ہو سکتا۔

۴ جب حضور نبی اکرمؐ مبعوث برسالت ہوئے تو عالم میں قسم قسم کے مذاہب اور طرح طرح کے عقائد تھے۔ یہود، نصاریٰ، مجوسی، صابئین، بت پرست، زندیق، دہریے وغیرہ۔

عرب میں بعض معطلہ تھے جن کا عقیدہ تھا کہ نہ خدا ہے نہ بعث و حشر اور نہ نشر جیسا کہ قرآن مجید میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے:۔
ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی وما یھلکنا الا الدھر۔ بس اس دنیا کی زندگی ہے اس میں مرنا و جینا ہے اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا رہتا ہے ——— بعض وجود خدا کے معترف مگر بعثت کے منکر تھے۔ بعض خدا اور معاد کے قائل تھے مگر انبیاء و رسل کے دشمن بتوں کی پرستش کرتے اور انہیں شفیع مانتے تھے۔ بعض تناسخ کے قائل تھے کچھ لوگ بتوں کو خدا کا تقرب مانتے تھے اور کچھ تشبیہ و مشبہ اور مجسمہ فرقہ بھی تھا۔ امیہ بن صلت مجسمہ فرقہ سے تھا وہ کہتا تھا کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اور پاؤں کرسی پر ہیں۔ عرب کی اکثریت بت پرست تھی ہر قبیلہ نے اپنا خدا بنا کر بت کعبہ میں نصب کر دیا تھا۔ وہ لوگ جو خدا و بعثت اور قیامت کے قائل اور سنت ابراہیمی پر عامل تھے اچھے کام کرتے اور برے کاموں سے پرہیز کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کی دعاء ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور ہماری اولاد سے اپنے مسلمانوں کا گروہ بنا دے کے مصداق تھے جیسے حضرت عبدالمطلبؑ عبداللہؑ ابوطالبؑ آمنہؑ فاطمہ بنت اسد خدیجہ وغیرہ اور ان کے آباؤ اجداد۔

۵ کتاب خدا کے اقسام اور اس کے مخصوص اصطلاحات۔

(۱) حلال — ہر طیب چیز یا فعل جیسے احل لکم الطیبات۔

(۲) حرام — خدا کا ناپسندیدہ جس کے کرنے پر عذاب ہو جیسے حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر۔

(۳) فرائض — واجبات جن کے ترک پر عذاب ہو جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، جہاد وغیرہ

۴) نفل ــ جیسے نوافل اور صدقات وغیرہ میں ثواب ہے مگر نہ کرنے میں گناہ نہیں ہے۔

۵) ناسخ ــ وہ حکم جو دوسرے کو منسوخ کرے جیسے قرآن کتب سابقہ کا ناسخ ہے۔ یا جیسے عدۂ وفات ۴ ماہ دس دن ایک سال کے عدہ کا ناسخ ہے۔

۶) منسوخ ــ وہ چیزیں یا احکام جنہیں دوسرے حکم یا احکام نے ناقابل عمل بنادیا ہو۔

۷) رخصت ــ جس کی بحالت مجبوری اجازت دی گئی ہو جیسے حالت اضطرار میں حرام غذا کا استعمال فمن اضطر غیر باغ ولا عاد۔

۸) عزیمت ــ جیسے فاعلموا انه لا اله الا هو۔ یا ولا یشرک بعبادة ربه احدا

۹) خاص ــ جیسے وامرأة مومنة ان وهبت نفسها یہ خصائص نبی سے ہے

۱۰) عام ــ جیسے اقیموا الصلوٰة۔ کتب علیکم الصیام۔ فمن حج البیت۔ جاهدوا۔

۱۱) عبر ــ وہ آیتیں جن میں پچھلی اُمتوں کا ذکر ہے تاکہ ان سے عبرت حاصل ہو جیسے ان فی ذلک لعبرة لمن یخشی

۱۲) مثال ــ وہ مثالیں جو اصلاح کے لیے مددگار ہوں۔ مثلاً مثل الذین ینفقون اموالهم کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة۔

۱۳) مرسل ــ غیر مقید حکم جس میں کوئی شرط یا قید نہ ہو جیسے ان تذبحوا بقرة

۱۴) محکم ــ وہ آیت جو اپنے مقصد کو صاف ظاہر کرتی ہو نہ اس پر کوئی شک و شبہ ہو سکتا ہو۔ جیسے قل هو الله احد

۱۵) محدود ــ مقید احکام جن میں شرط و قید یا قید ہو جیسے انها بقرة لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث۔

۱۶) متشابہ ــ وہ آیات جن کے مفہوم میں شک و شبہ ہو سکتا ہو جیسے وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة۔ بل یداه مبسوطتان

۱۷) مجمل ــ وہ آیات یا احادیث و روایات جن سے تفصیل ظاہر نہ ہوتی ہو۔ جیسے نماز واجب ہے مگر کس کس وقت کس طرح۔ کتنی کتنی رکعت۔ قیام۔ رکوع۔ سجود وغیرہ تفصیلات نہیں ہیں۔

۱۸) مبین ــ وہ آیت یا حدیث یا روایت جن میں تفصیل کردی گئی ہو۔

۱۹) کبیرہ ــ وہ گناہ جو ناقابل معافی ہو۔ جیسے بلا سبب صحیح قتل مومن

۲۰) صغیرہ ــ وہ گناہ جن کی مغفرت کی امید ہو سکتی ہے۔

۲۱) ــــــ وہ چیزیں جن کا جاننا ضروری ہے جیسے فاعلم انه لا اله الا هو

۲۲) ــــــ وہ چیزیں جن کا جاننا ضروری نہیں ہے۔ جیسے الم وغیرہ کے معانی۔

۲۳) ــــــ وہ کام جس کا تھوڑا بجالانا کفایت کرتا ہے اور زیادہ کی بھی گنجائش ہے۔ جیسے فاقروا ما تیسر من القرآن

۲۴) ــــــ ایسے احکام جو مقررہ وقت پر واجب ہوتے ہیں اس کے بعد ان کا وجوب باقی نہیں رہتا جیسے اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله

۲۵) ــــــ ایسی آیات جن سے سنت رسول منسوخ ہوگئی۔ فول وجهک شطر المسجد الحرام۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بیت المقدس کی طرف سجدہ منسوخ ہوگیا۔

تیسرا خطبہ

حج بیت اللہ کے بارے میں

وَفَرَضَ عَلَيْكُمْ حَجَّ بَيْتِهِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلَهُ قِبْلَةً لِلْأَنَامِ يَرِدُونَهُ وُرُودَ الْأَنْعَامِ وَيَأْلَهُونَ إِلَيْهِ وُلُوهَ الْحَمَامِ

خدا نے تم پر اپنے گھر کا حج فرض کیا ہے جسے سب لوگوں کا قبلہ قرار دیا ہے اس کی طرف لوگ یوں کھنچ آتے ہیں جیسے پیاسے جانور پانی کی طرف، اور یوں بیتاب ہو کر اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے کبوتر اپنے آشیانوں کی طرف،

جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ عَلَامَةً لِتَوَاضُعِهِمْ لِعَظَمَتِهِ وَإِذْعَانِهِمْ لِعِزَّتِهِ وَاخْتَارَ مِنْ خَلْقِهِ سُمَّاعاً أَجَابُوا إِلَيْهِ دَعْوَتَهُ وَصَدَّقُوا كَلِمَتَهُ وَوَقَفُوا مَوَاقِفَ أَنْبِيَائِهِ وَتَشَبَّهُوا بِمَلَائِكَتِهِ الْمُطِيفِينَ بِعَرْشِهِ يُحْرِزُونَ الْأَرْبَاحَ فِي مَتْجَرِ عِبَادَتِهِ وَيَتَبَادَرُونَ عِنْدَ مَوْعِدِ مَغْفِرَتِهِ

خدائے بلند و برتر نے اس (حج) کو اپنی عظمت کے سامنے بندوں کی فروتنی اور اس کی عزت کے اعتراف کی نشانی قرار دیا ہے۔ اس نے اپنی مخلوق میں سے سننے والے لوگ چن لیے ہیں جنہوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہی اور اس کے ارشاد کی تصدیق کی۔ وہ اس کے انبیاءؑ کے مقام پر ٹھہرے اور ان ملائکہ سے ملتے جلتے نظر آنے لگے جو اس کے عرش کا طواف کر رہے ہیں وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں نفع جمع کر رہے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی جانب قدم بڑھا رہے ہیں۔

جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِلْإِسْلَامِ عَلَماً وَلِلْعَائِذِينَ حَرَماً فَرَضَ حَجَّهُ وَأَوْجَبَ حَقَّهُ وَكَتَبَ عَلَيْكُمْ وِفَادَتَهُ فَقَالَ سُبْحَانَهُ

اللہ جل شانہ نے اس کو اسلام کا نشان اور پناہ لینے والوں کے لیے پناہ گاہ قرار دیا ہے اس کا حج فرض اور اس کا حق ادا کرنا واجب کیا ہے اور وہاں پہنچنا تم پر فرض کر دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ

اللہ کا ان لوگوں پر واجب ہے کہ بیت اللہ کا حج ادا کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے کفر کیا وہ جان لے کہ اللہ سارے عالموں سے بے نیاز ہے۔

چوتھا خطبہ

صفین سے واپسی پر

أَحْمَدُهُ اسْتِتْمَاماً لِنِعْمَتِهِ، وَاسْتِسْلاَماً لِعِزَّتِهِ، وَاسْتِعْصَاماً مِنْ مَعْصِيَتِهِ، وَأَسْتَعِينُهُ فَاقَةً إِلَى كِفَايَتِهِ، إِنَّهُ لاَ يَضِلُّ مَنْ هَدَاهُ، وَلاَ يَئِلُ مَنْ عَادَاهُ، وَلاَ يَفْتَقِرُ مَنْ كَفَاهُ، فَإِنَّهُ أَرْجَحُ مَا وُزِنَ، وَأَفْضَلُ مَا خُزِنَ.

میں خدا کی حمد کرتا ہوں اس کی نعمت کی تکمیل اور اس کی عزت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اس کی نافرمانی سے بچنے کے لئے اور اس کی مدد کا طالب ہوں اس لیے کہ اس کی کفایت کا محتاج ہوں یقیناً جسے وہ ہدایت کر دے وہ گمراہ نہیں ہو سکتا اور جس کا وہ دشمن ہو جائے وہ نجات نہیں پا سکتا جس کا وہ کفیل ہو جائے وہ پریشان نہیں ہو سکتا۔ اس کی حمد و ثنا کا پلہ ہر وزن میں آنے والی چیز سے بھاری ہے اور بہترین سرمایہ ہے جو جمع کیا گیا۔

وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، شَهَادَةً مُمْتَحَناً إِخْلاَصُهَا، مُعْتَقَداً مُصَاصُهَا، نَتَمَسَّكُ بِهَا أَبَداً مَا أَبْقَانَا، وَنَدَّخِرُهَا لِأَهَاوِيلِ مَا يَلْقَانَا، فَإِنَّهَا عَزِيمَةُ الْإِيمَانِ، وَفَاتِحَةُ الْإِحْسَانِ، وَمَرْضَاةُ الرَّحْمٰنِ، وَمَدْحَرَةُ الشَّيْطَانِ.

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا دوسرا خدا نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ایسی گواہی جس کے خلوص کا امتحان لیا جا چکا ہو اور جس کے عقیدہ کو شرک کی ہوا بھی نہ لگ سکتی ہو ہم ہمیشہ اس سے تمسک کریں گے جب تک وہ ہمیں زندہ رکھے اور پیش آنے والے خطرات کے لیے اسے ذخیرہ قرار دیں گے کیونکہ یہی ایمان کی مستحکم بنیاد اور پہلا عمل خیر اور رضاء خداوندی کا ذریعہ اور شیطان کی دوری کا سبب ہے۔

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالدِّينِ الْمَشْهُورِ، وَالْعَلَمِ الْمَأْثُورِ، وَالْكِتَابِ الْمَسْطُورِ، وَالنُّورِ السَّاطِعِ، وَالضِّيَاءِ اللاَّمِعِ، وَالْأَمْرِ الصَّادِعِ، إِزَاحَةً لِلشُّبُهَاتِ، وَاحْتِجَاجاً بِالْبَيِّنَاتِ، وَتَحْذِيراً بِالْآيَاتِ، وَتَخْوِيفاً بِالْمَثُلاَتِ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ اس کے عبد خاص اور رسولؐ ہیں جن کو خدا نے دین مشہور منقول شدہ نشان اور لکھی ہوئی کتاب (قرآن) ضوفشاں نور (معجزات) اور چمکتی ہوئی روشنی اور حاکم محکم کے ساتھ بھیجا ہے۔

تاکہ شبہے دور کئے جائیں دلائل کے ذریعے حجت تمام کی جائے آیتوں کے ذریعہ ڈرایا جائے اور سزاؤں کے ذریعہ خوف دلایا جائے۔

وَالنَّاسُ فِي فِتَنٍ انْجَذَمَ فِيهَا حَبْلُ الدِّينِ وَتَزَعْزَعَتْ سَوَارِي الْيَقِينِ وَاخْتَلَفَ النَّجْرُ وَتَشَتَّتَ الْأَمْرُ وَضَاقَ الْمَخْرَجُ وَعَمِيَ الْمَصْدَرُ فَالْهُدَى خَامِلٌ وَالْعَمَى شَامِلٌ عُصِيَ الرَّحْمٰنُ وَنُصِرَ الشَّيْطَانُ وَخُذِلَ الْإِيمَانُ

اس وقت یہ حال تھا کہ لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے کہ دین کی رسی شکستہ یقین کے ستون متزلزل، اصول مختلف اور حال پراگندہ نکلنے کی راہ تنگ اور اندر آنے کی راہ نظر نہیں آتی تھی ہدایت گمنام اور گمراہی عام تھی خدا کی نافرمانی اور شیطان کی مدد کی جا رہی تھی اور ایمان کو (بے یار و مددگار) چھوڑ دیا گیا تھا۔

فَانْهَارَتْ دَعَائِمُهُ وَتَنَكَّرَتْ مَعَالِمُهُ وَدَرَسَتْ سُبُلُهُ وَعَفَتْ شُرُكُهُ أَطَاعُوا الشَّيْطَانَ فَسَلَكُوا مَسَالِكَهُ وَوَرَدُوا مَنَاهِلَهُ بِهِمْ سَارَتْ أَعْلَامُهُ وَقَامَ لِوَاؤُهُ

اس کے نشان بھی نہیں پہچانے جاتے تھے اور اس کے راستے مٹ چکے تھے اور شاہراہیں نیست و نابود ہو چکی تھیں وہ شیطان کی پیروی کرکے اس کے راستوں پر چل پڑے تھے اور اس کے گھاٹوں پر اتر پڑے تھے انہیں کی وجہ سے اس کے پھریرے لہراتے رہے اور علم قائم ہو گیا۔

فِي فِتَنٍ دَاسَتْهُمْ بِأَخْفَافِهَا وَوَطِئَتْهُمْ بِأَظْلَافِهَا وَقَامَتْ عَلَى سَنَابِكِهَا فَهُمْ فِيهَا تَائِهُونَ حَائِرُونَ جَاهِلُونَ مَفْتُونُونَ

ایسے فتنوں میں جنہوں نے انہیں اپنے سموں سے روند ڈالا تھا اور اپنے کھروں سے کچل دیا تھا اور اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تھے تو اب یہ لوگ اس میں حیران و ششدر، بے خبر اور فریب میں گرفتار تھے۔

فِي خَيْرِ دَارٍ وَشَرِّ جِيرَانٍ نَوْمُهُمْ سُهُودٌ وَكُحْلُهُمْ دُمُوعٌ

ایک ایسے گھر میں جو خود بہترین مگر اس کے ہمسائے بدترین تھے جن کی نیند بیداری اور سرمہ ان کے آنسو تھے۔

بِأَرْضٍ عَالِمُهَا مُلْجَمٌ وَجَاهِلُهَا مُكْرَمٌ

یہ سب کچھ اس زمین پر تھا جہاں عالم کے منہ پر لگام چڑھا دی گئی تھی اور جاہل باعزت سمجھا جاتا تھا۔

اسی خطبہ کا دوسرا حصّہ

اہل بیت علیہم السلام کی شان میں

مَوْضِعُ سِرِّهِ وَلَجَأُ أَمْرِهِ وَعَيْبَةُ عِلْمِهِ وَمَوْئِلُ حُكْمِهِ وَكُهُوفُ كُتُبِهِ وَجِبَالُ دِينِهِ بِهِمْ أَقَامَ انْحِنَاءَ ظَهْرِهِ وَأَذْهَبَ ارْتِعَادَ فَرَائِصِهِ

وہ خدا کے راز کا محل و مقام اور اس کے امر کی پناہ گاہ ہیں اور اس کے علم کے مخزن اور حکمتوں کے مرجع ہیں اور آسمانی کتابوں کی گھاٹیاں اور اس کے دین کے پہاڑ ہیں، انہی کے ذریعے خدا نے اس کی پشت کا خم سیدھا کیا اور اس کے بازوؤں کی بزدلانہ کپکپی دور کر دی اور دلوں سے خوف کو نکال دیا۔

اسی خطبہ کا تیسرا حصہ

دوسرے لوگوں کا کردار اور اہل بیت اطہار

زَرَعُوا الْفُجُوْرَ وَسَقَوْهُ الْغُرُوْرَ وَحَصَدُوا الثُّبُوْرَ

انہوں نے فسق و فجور کا بیج بویا اور اسے فریب کے پانی سے سینچا اور ہلاکت کی جنس حاصل کی۔

لَا يُقَاسُ بِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَحَدٌ وَلَا يُسَوّٰى بِهِمْ مَنْ جَرَتْ نِعْمَتُهُمْ عَلَيْهِ اَبَدًا

اس امت میں کسی کو بھی آل محمد علیہم السلام سے قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ وہ ان کے برابر ہو سکتے ہیں جن پر ہمیشہ ان کے احسانات جاری رہے۔

هُمْ اَسَاسُ الدِّيْنِ وَعِمَادُ الْيَقِيْنِ اِلَيْهِمْ يَفِيْءُ الْغَالِيْ وَبِهِمْ يُلْحَقُ التَّالِيْ وَلَهُمْ خَصَائِصُ حَقِّ الْوِلَايَةِ وَفِيْهِمُ الْوَصِيَّةُ وَالْوِرَاثَةُ الْاٰنَ اِذْ رَجَعَ الْحَقُّ اِلٰى اَهْلِهٖ وَنُقِلَ اِلٰى مُنْتَقَلِهٖ۔

وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ حد سے تجاوز کرنے والا انہی کی طرف پلٹ کر آتا ہے اور پیچھے رہ جانے والا انہی سے مل کر نجات پاتا ہے۔ حق ولایت و امامت کی خصوصیات انہی سے وابستہ ہیں انہی کے حق میں حضور کی وصیت ہے اور وہی (نبی کے) وارث ہیں اور جہاں کی جگہ تھی وہاں منتقل ہو گیا۔

ل حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خصائص حق ولایت اور اس کے بعد حضرت رسول کریمؐ کی وصیت اور شرعی وراثت کا ذکر کر کے اعلان فرمایا کہ ہر لحاظ سے خلافت و امامت و ولایت صرف اہل بیت کا حق ہے ان کے سوا کسی اور کا نہیں اور یہ استحقاق میری ذات تک محدود نہیں بلکہ میری نسل سے گیارہ اماموں کا بھی حق ہے جن کے لیے آنحضرتؐ نے بارہا نام بنام وصیت فرمائی ہے اور ان کے وراثت کے بھی حقدار ہیں۔

اور اگر قرآن و حدیث کے اعلانات کو نظر انداز کر دیا جائے تو بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر منصب کے کچھ خصوصیات و شرائط ہوتے ہیں دنیاوی حکومت کے خصوصیات جو بھی ہوں حکومت الٰہیہ کے منصب دار کے لئے شرائط میں سب سے پہلے علم ہے۔ اس لئے کہ مسائل شرعیہ کا بیان، مقدمات کا فیصلہ، حدود کا اجراء، اور مشکل امور کی عقدہ کشائی، منشاء قدرت کا اظہار، غیب کی خبریں، خلقت عالم سے روز آخر تک حقیقی و قدرت سے اطلاع۔ وحی اور روحانی علوم کی عقدہ کشائی یہ صرف عرفی علوم سے حل نہیں ہو سکتیں جب تک درسگاہ قدرت سے علم حاصل نہ کیا گیا ہو پھر شجاعت و سخاوت و عبادت اور دیگر صفات کمال میں وحید و فرید اور یکتائے روزگار ہونے کے علاوہ ثبوت حقانیت کے لیے معجزات و کرامات کے ذریعہ دلیل و برہان پیش کر سکتا ہو۔ یہ سب کمالات بلا شبہ اور بلا اختلاف امیر المومنین علیہ السلام میں موجود تھے اور ان کی ذریت طاہرہ میں بھی اپنے اور بیگانے دوست اور دشمن دیکھتے رہے ہیں اور جب یہ فرما دیا کہ

الآن اذ رجع الحق الی اہلہ — اب جبکہ حق اپنے اہل کی طرف واپس آگیا ہے

تو صاف صاف فرما دیا کہ یہ منصب صرف ہمارا حق تھا کسی اور کا نہیں اور اسے ہمارے ہی پاس رہنا چاہیے تھا مگر زمانہ کی دراز دستیوں کی وجہ سے اب ہمارے پاس واپس آیا ہے۔

اور یہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ منصب اس سے پہلے جن کے پاس تھا وہ چونکہ اس قابل تھے ان کو حق نہ تھا۔ اس لیے ان کی بیعت کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

زبان عرب میں وصی اسے کہتے ہیں جس کے لیے موصی نے براہ راست وصیت کی ہو۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا وصی رسول ہونا یہ ایسی مسلّم الثبوت اور مشہور حقیقت ہے جس سے انکار آفتاب نیم روز سے انکار کے مترادف ہے۔ چنانچہ بہت سے کرام دور کے اور اس کے بعد کے شعراء نے بھی اسے نظم کیا ہے۔ جیسا کہ زیر نظر شعراء کے کلام اس پر شاہد ہیں :۔

۱۔ عبداللہ ابن ابی سفیان

ومنّا علیّ ذاک صاحب خیبر   وصاحب بدر یوم سالت کتائبه

وصی النبی المصطفٰی وابن عمّه   فمن ذا یدانیه ومن ذا یقاربه

(اور یہ علی ہم ہی سے ہیں جن کے ہاتھ خیبر کا معرکہ بھی رہا اور بدر کا بھی جس دن اس کے لشکروں کا دریا بہہ رہا تھا وہ محمد مصطفٰی صلعم کے وصی بھی ہیں اور ابن عم بھی۔ کون ان کے برابر ہو سکتا ہے یا مقابلہ کر سکتا ہے۔)

۲۔ عبدالرحمٰن بن جمیل

لعمری لقد بایعتم ذا حفیظة   علی الدین معروف العفاف موفقا

علیًّا وصی المصطفٰی وابن عمّه   واوّل من صلّی اخا الدین والتّقی

اپنی زندگی کی قسم تم نے ایک غیرت مند کی بیعت کی ہے جس کی عفت و عصمت مشہور ہے اور جو موفق من اللہ ہے یہ علی وہی ہیں جو رسول کے وصی ہیں اور ابن عم ہیں جنہوں نے پہلے نماز پڑھی دین اور تقویٰ ان کی سرشت میں داخل ہے۔

۳۔ ابوالہیثم بن تیہان

قل للزبیر وقل لطلحة انّنا   نحن الّذین شعارنا الانصار

نحن الّذین رأت قریش فعلنا   یوم القلیب اولئک الکفّار

کنا شعار نبیّنا ودثاره   یفدیه منا الروح والابصار

انّ الوصیّ امامنا ووصیّنا   برح الخفاء وباحت الاسرار

(زبیر اور طلحہ سے کہہ دو کہ ہم ہی وہ ہیں کہ جو انصار کہے جاتے ہیں، ہمارے کام اور بہادری قریش نے کفار کے مقابلہ میں بدر والے دن دیکھ لی ہم قریب و دور سے رسول کی مدد کر رہے تھے اور اپنی روح اور آنکھیں فدا کیے ہوئے تھے۔ درحقیقت وصی رسول ہمارا امام اور رہبر ہے جو رازوں کا جاننے والا اور تفتیش کرنے والا ہے)

۴۔ عمر بن حارثہ انصاری   جنگ جمل کے ذکر میں احمد کی تعریف میں کہتا ہے

سمیّ النبیّ وشبه الوصیّ   ورایته لونها العندم

وہ رسول کا ہم نام ہے اور وصی رسول کا شبیہ ہے اس کے علم کا رنگ خون کی طرح سرخ ہے۔

۵۔ ایک ازدی کا کلام

هذا علیؑ و هو الوصی　　آخاہ یوم النجوۃ النبی
وقال هذا بعدی الولی　　وعاہ واع ونسی الشقی

(یہ علیؑ وصی رسول ہیں یوم نجویٰ رسولؐ نے انہیں بھائی بنایا اور فرمایا کہ یہ میرے بعد ولی ہیں یاد رکھنے والے نے اسے یاد رکھا اور بدبخت بھول گیا)

۶۔ غلام بن ضبیعہ

نحن بنی ضبۃ اعداء علیؑ　　ذلک الذی یعرف قدمًا بالوصی
وفارس الخیل علی عهد النبی　　ما انا من فضل علیؑ بعمی

(ہم بنی ضبہ ہیں جو دشمن علیؑ ہیں وہ علیؑ جو ہمیشہ سے وصی رسول مشہور ہیں وہی علیؑ جو عہد رسول میں شہسوار ہے میں علیؑ کی فضیلتوں سے اندھا نہیں ہوں)

۷۔ زیاد بن لبید انصاری

ولا نبالی فی الوصی من غضب　　وانما الانصار جد لا لعب
هذا علی وابن عبد المطلب　　ننصرہ الیوم علی من قد کذب

(ہم وصی کے بارے میں کسی کے غضب سے نہیں ڈرتے اور انصار بڑی چیز ہیں ہنسی ٹھٹھا نہیں۔ یہ علیؑ عبد المطلب کے پوتے ہیں جھوٹوں کے مقابلے میں آج ہم ان کی مدد کر رہے ہیں)

۸۔ حجر بن عدی صحابی رسول صلعم

یا ربنا سلم لنا علیًّا　　سلم لنا المبارک المرضیّا
المومن الموحد التقیّا　　لا خطل الرای ولا غویّا
بل هادیا موفقًا مهدیّا　　واحفظه ربی واحفظ النبیّ
فیه فقد کان لهٗ ولیّا　　ثم ارتضاہ بعدہ وصیّا

(اے پالنے والے علیؑ کو ہمارے واسطے سلامت رکھ جن کی برکت والی ذات سے تو راضی ہے جو مومن، موحد اور پرہیزگار ہیں نہ ان کی رائے کمزور ہے اور نہ وہ گمراہ ہیں بلکہ وہ خدا کی توفیق سے دین کے ہادی و مہدی ہیں ان کی حفاظت اور ان کی حفاظت سے نبیؐ کی حفاظت کیونکہ علیؑ نبیؐ کے مددگار اور ولی ہیں پھر انہوں نے خوشی خوشی انہیں وصی بنا لیا ہے)

۹۔ ابن بدیل بن ورقا خزاعی

یا قوم للخطۃ العظمی التی حدثت　　حب الوصی وما للحرب من اسی

(اے میری قوم اس عظیم حادثہ کا کیا علاج ہے جو وصی سے جنگ کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے)

۱۰۔ خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین

یا وصی النبی قد اجلت الحرب　　الاعادی وسارت الاذعان

(اے نبیؐ کے وصی جنگ نے دشمنوں کو شکست دے دی اور انہیں یقین آ گیا ہے)

۱۱۔ عمرو بن اجنحہ

حسن الخیر یا شبیہ ابیه　　قمت فینا مقام خیر خطیب

وکشفت القناع فاتضح الامر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ واصلحت فاسدات القلوب

لست کابن الزبیر لجلج فی القول ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وطاطا عنن ومثل مریب

وبی اللہ ان یقوم بما قام بہ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ابن الوصی و ابن النجیب

اے خیر مجسم حسنؑ اے اپنے باپ کی تصویر سب ہم میں بہترین خطیب کی حیثیت سے کھڑے ہوئے آپ نے پڑھے ہوئے پردے اٹھا دیئے جس سے حق روشن ہوگیا اور کھوٹے دل ٹھیک ہوگئے آپؑ نے ویسا خطبہ نہیں پڑھا جیسا ابن زبیر نے اٹک اٹک کر پڑھا اور حق میں شک کرنے والا رہا۔ اللہ کو یہ گوارہ نہیں کہ اس مقام پر وصی اور منتخب اور نجیب کے فرزند کے سوا کوئی اور کھڑا ہو۔

۱۲۔ رجز ابن قیس جعفی

اضربکم حتی تقروا والعلیؑ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ خیر قریش کلھا بعد النبیؐ

من زانہ اللہ وسماہ الوصی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ان الولی حافظ ظہر الولی

کما الغوی تابع امر الغوی

میں تمہیں قتل کرتا رہوں گا جب تک علیؑ کی وصایت کا اقرار نہ کرو۔ وہ علیؑ جو بعد نبیؐ کل قریش سے افضل ہیں جنہیں اللہ نے سنوارا ہے اور نام وصی رکھا ہے سچ ہے ولی ہی ولی کی پشت پناہی کرتا ہے جیسے گمراہ گمراہ کا تابع ہوتا ہے۔

یہ اشعار ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے کتاب واقعہ جمل میں نقل کئے ہیں ان کا شمار محدثین میں ہے ان کا عقیدہ تھا کہ خلافت و امامت اختیاری ہے نہ کہ الٰہی۔ وہ شیعہ نہ تھے۔ (مولانا سید ظفر مہدی مرحوم)

۱۳۔ زجر بن قیس

فصلی الالہ علی احمد ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ رسول ملیک تمام النعم

رسول الملیک و من بعدہ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ خلیفتنا القائم المدعم

علیا عنیت وصی النبی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ نجادل عنہ غواۃ الامم

خدا اپنے رسولؐ پر جن پر تکمیل نعمت ہوئی صلوات بھیجے۔ رسولؐ پر صلوات بھیجے۔ ان کے بعد ہمارے خلیفہ برحق پر میری اس سے مراد علیؑ کی ذات ہے جو نبیؐ کے وصی ہیں جن کی جانب سے ہم امت کے گمراہوں سے جہاد کرتے ہیں۔

۱۴۔ اشعث ابن قیس

اتانا الرسول رسول الامام ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ فسر بمقدمہ المسلمونا

رسول الوصی وصی النبی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ لہ السبق والفضل فی المومنا

ہمارے پاس امام علیؑ کا قاصد آیا اس کے آنے سے مسلمان خوش ہوگئے یہ ان کا فرستادہ ہے جو رسولؐ کے وصی ہیں اور جنہیں سبقت اور فضل میں سب مومنوں پر سبقت حاصل ہے۔

۱۵۔ اشعث بن قیس

اتانا الرسول رسول الوصی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ علی المہذب من ھاشم

وزیر النبی و ذی صہرہ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وخیر البریۃ والعالم

ہمارے پاس وصی رسولؐ کا فرستادہ آیا وہ مہذب علیؑ جو ہاشم کے خاندان سے ہیں نبیؐ کے وزیر اور ان کے داماد ہیں اور مخلوقات عالم میں

ہیں سب سے بہتر اور عالم ہیں۔

۹۔ جریر ابن عبداللہ بجلی

وصی رسول اللہ من دون اھلہ　　　وفارسہ الحامی بہ یضرب المثل

علیؑ ابن ابی طالب اہل بیت رسول علیہم السلام میں ان کے وصی اور مرد میدان وحامی ومددگار ہیں جن کی شجاعت ضرب المثل ہے۔

۱۰۔ نعمان ابن عجلان

کیف التفرق والوصی امامنا　　　لا کیف الاحیرۃ وتخاذلا

وذروا المعویۃ الغوی وتابعوا　　　دین الوصی لتحمدوہ اجلا

یہ تفرقہ کیسا حالانکہ وصی رسولؐ ہمارا امام ہے یہ حیرت اور ساتھ چھوڑ جانا کیسا۔ گمراہ معاویہ کو چھوڑ دو۔ اور وصی رسولؐ کی راہ پر چلو۔

تاکہ دنیا میں ممدوح ہو جاؤ۔

۱۸۔ عبدالرحمن بن ذویب اسلمی

الا ابلغ معویۃ بن حرب　　　فمالک لا تھش الی الضراب

فان تسلم وتبق الدھر یوماً　　　نزرک بجحفل عدد التراب

یقودھم الوصی الیک حتی　　　یردک عن ضلال وارتیاب

اے خبر پہنچانے والے معاویہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ آخر وہ جنگ کے لیے خود باہر کیوں نہیں نکلتا اگر وہ بچ بھی گیا اور کچھ دنوں زندہ رہا تو یاد رہے کہ

اس پر ایسی لشکر کشی کی جائے گی جو ذروں کی طرح ہوگا اس لشکر کی قیادت وصی رسول کرے گا۔ یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک تو گمراہی

اور شک سے باز نہ آجائے۔

۱۹۔ مغیرہ بن حارث: یا عصبۃ الموت صبراً لا یھولکم　　　جیش ابن حرب فان الحق قد ظھرا

وایقنوا ان من اضحی یخالفکم　　　اضحی شقیا وامسی نفسہ خسرا

فیکم وصی رسول اللہ قائدکم　　　وصھرہ وکتاب اللہ قد نشرا

اے جانباز بہادرو! صبر کرو معاویہ کے لشکر سے نہ ڈرنا کیونکہ حق ظاہر ہو چکا ہے۔ یقین رکھو کہ تمہارا دشمن شقی بد بخت اور گھاٹے میں ہے تم میں وصی

رسول موجود ہیں جو تمہارے سردار اور ان کے داماد ہیں اور کتاب خدا کھلی ہوئی ہے۔

۲۰۔ عبداللہ ابن عباس

وصی رسول اللہ من دون اھلہ　　　وفارسہ ان قیل ھل من منازل

اہل بیت رسولؐ ہونے کے علاوہ امیر المومنینؑ وصی رسولؐ ہیں اور میدان جنگ کے شہسوار ہیں اس وقت کہ جب کوئی جنگ آور پکارے کہ ہے کوئی مقابلہ کرنے والا

نوٹ۔ یہ اشعار نصر بن مزاحم نے اپنی کتاب صفین میں درج کیے ہیں وہ رجال احادیث میں بڑا پایہ رکھتا ہے۔

۲۱۔ سالم۔ جب عمرو بن ابن امیر المومنینؑ نے رحلت فرمائی تو سالم نے یہ اشعار پڑھے:

صلی الالہ علی قبر من تضمن من　　　نسل الوصی علی خیر من سئلا

قد کان اکرمھم کفا واکثرھم　　　علما وابرکھم حلا ومرتحلا

خدا اس قبر پر درود بھیجے اور اپنی رحمت نازل کرے جس میں نسل وصی کا ایک فرزند مدفون ہے۔ وہ علیؑ جو سب سے بڑھ کر جواد اور سخی داد و دہش کرنے والے

سب سے بڑے عالم آپؑ کی ذات سب سے زیادہ مبارک تھی۔

پانچواں خطبہ

معروف بہ شقشقیہ

جس میں آپؑ نے خلافت کے تینوں زمانوں کی تصویر کھینچی ہے۔

أما والله لقد تقمصها ابن أبي قحافة وإنه ليعلم أن محلي منها محل القطب من الرحى. ينحدر عني السيل ولا يرقى إلي الطير.

یاد رہے خدا کی قسم ابو قحافہ کے بیٹے نے خلافت کی قمیص کھینچ تان کر پہن لی حالانکہ وہ میرے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ خلافت میں میرا وہی مقام ہے جو چکی کے اندر کیلی کا ہوتا ہے۔ میں وہ چشمہ فیض ہوں جس سے علوم و معارف کا سیلاب نیچے گرتا ہے اور میری بلندی تک کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا۔

فسدلت دونها ثوبا وطويت عنها كشحا. وطفقت أرتئي بين أن أصول بيد جذاء أو أصبر على طخية عمياء يهرم فيها الكبير ويشيب فيها الصغير ويكدح فيها مؤمن حتى يلقى ربه.

پھر بھی میں نے خلافت کی طرف پردہ ڈال دیا اور اس منصب سے منہ پھیر لیا اور میں یہ سوچنے لگا کہ کٹے ہوئے ہاتھوں سے اب بلا مددگار، حملہ کروں یا اس گھٹا ٹوپ اندھیرے پر صبر کروں (ایسا اندھیرا) کہ جس میں بوڑھا، کھوسٹ ہو جاتا ہے اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور مومن اس میں کوشش کرتا ہوا اپنے خدا سے جا ملتا ہے۔

فرأيت أن الصبر على هاتا أحجى فصبرت وفي العين قذى وفي الحلق شجا، أرى تراثي نهبا

پس میں نے دیکھا کہ ایسے حالات میں صبر ہی قرین عقل ہے۔ آخر میں نے صبر سے کام لیا حالانکہ آنکھوں میں (غبار اندوہ کی) کھٹک تھی، اور حلق میں (غم کی ہڈی) اٹکی ہوئی تھی، میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث لٹ رہی تھی۔

حتى مضى الأول لسبيله فأدلى بها إلى ابن الخطاب بعده، ثم تمثل بقول الأعشى،

شتان ما يومي على كورها

ويوم حيان أخي جابر

فيا عجبا بينا هو يستقيلها في حياته إذ عقدها لآخر بعد وفاته لشد ما تشطرا

یہاں تک کہ پہلے خلیفہ اپنی راہ چلے گئے اور خود بعد زندگی خلافت میرے سپرد کر گئے۔ پھر آپ نے بطور تمثیل اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا!

(کجاوہ کا دن جو ناقہ کی پالان پر تکلیف سے) کٹتا ہے

اور کجا وہ جب میں اپنے بھائی جابر کے پاس آرام سے گزار رہا تھا۔

کس قدر تعجب ہے کہ وہ اپنی زندگی میں خلافت سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے یا یہ ہوا کہ وہ خلافت کی گرہ اپنے بعد دوسرے کے باندھ گئے کس

ضَرْعَيْهَا

بُری طرح ان دونوں نے خلافت کے تھن آپس میں بانٹ لیے۔

فَصَيَّرَهَا فِي حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ يَغْلُظُ كَلَامُهَا وَيَخْشُنُ مَسُّهَا وَيَكْثُرُ الْعِثَارُ فِيهَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْهَا فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَإِنْ أَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ

پس خلافت کے ناقہ کو ایسے سخت مقام پر ڈال دیا جہاں اس کے زخم اور گہرے ہوتے جاتے ہیں اور ہاتھ لگانا دشوار ہے جو بار بار ٹھوکر کھاتا اور پھر اس سے عذر کرتا تھا پس خلافت کی باگ ڈور ہاتھ میں لینے والے کا یہ حال تھا جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ اگر مہار کھینچے تو اس کی ناک پھٹ جائے اور اگر ڈھیل دیدے تو بھاگ کر ہلاکتوں میں ڈال دے۔

فَمُنِيَ النَّاسُ لَعَمْرُ اللّٰهِ بِخَبْطٍ وَشِمَاسٍ وَتَلَوُّنٍ وَاعْتِرَاضٍ فَصَبَرْتُ عَلَىٰ طُولِ الْمُدَّةِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ حَتّٰى إِذَا مَضٰى لِسَبِيلِهِ

پس خدا کی قسم لوگ کجروی سرکشی، متلون مزاجی اور بے راہ روی میں آزمائے گئے۔ میں نے اس طویل مدت اور شدید مصیبت پر صبر کیا یہاں تک کہ جب وہ اپنی راہ چلے گئے۔

جَعَلَهَا فِي جَمَاعَةٍ زَعَمَ أَنِّي أَحَدُهُمْ فَيَا لَلّٰهِ وَلِلشُّوْرٰى مَتَى اعْتَرَضَ الرَّيْبُ فِيَّ مَعَ الْأَوَّلِ مِنْهُمْ حَتّٰى صِرْتُ أُقْرَنُ إِلٰى هٰذِهِ النَّظَائِرِ

تو خلافت کا مسئلہ ایسی جماعت میں رکھا جس کی ایک فرد اپنے گمان میں مجھے بھی سمجھا بھلا خدا کے لئے مجھے شوریٰ سے کیا واسطہ۔ ان میں سے پہلے کے مقابلہ میں میرے برحق ہونے میں کب شک ہو جواب ان لوگوں میں میں بھی شامل کر دیا گیا۔

لٰكِنِّي أَسْفَفْتُ إِذْ أَسَفُّوا وَطِرْتُ إِذْ طَارُوا.

لیکن میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب وہ زمین پر منڈلانے لگے تو میں بھی جھک گیا اور جب وہ اونچے اڑنے لگے تو میں بھی بلند ہو گیا۔

فَصَغٰى رَجُلٌ مِنْهُمْ لِضِغْنِهِ وَمَالَ الْآخَرُ لِصِهْرِهِ مَعَ هَنٍ وَهَنٍ

پس ان چھ اصحاب شوریٰ میں کوئی (طلحہ) اپنے بغض و عناد کی وجہ سے مجھ سے پھر گیا اور دوسرا عثمان کا بہنوئی ہونے اور دوسری ناگفتہ بہ باتوں کی وجہ سے ادھر جھک گیا۔

إِلٰى أَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ نَافِجًا حِضْنَيْهِ بَيْنَ نَثِيلِهِ وَمُعْتَلَفِهِ وَقَامَ مَعَهُ بَنُو أَبِيهِ يَخْضِمُونَ مَالَ اللّٰهِ خِضْمَةَ الْإِبِلِ نِبْتَةَ الرَّبِيعِ

غرض اس قوم کا تیسرا آدمی پیٹ پھیلائے لید گوبر اور چارہ کے درمیان کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کے بھائی بند کھڑے ہوئے جو خدا کے مال کو اس طرح خوش ہو ہو کر کھا رہے تھے جیسے وقت موسم بہار گھاس خوش ہو ہو کر کھاتا ہے۔

إِلٰى أَنِ انْتَكَثَ فَتْلُهُ وَأَجْهَزَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ وَكَبَتْ بِهِ بِطْنَتُهُ

یہاں تک کہ اس کی بٹی ہوئی رسی کے بل بھی نکل گئے اور اس کی بداعمالی نے اس کا کام تمام کر دیا اور شکم پری نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔

اپنی خلافت کا پس منظر

فَمَا رَاعَنِي إِلَّا وَالنَّاسُ كَعُرْفِ الضَّبُعِ

پس مجھے کسی چیز نے اتنا پریشان نہیں کیا جتنا اس امر نے کہ لوگ بجو کے

إِلَيَّ يَنْثَالُونَ عَلَيَّ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ حَتَّى لَقَدْ وُطِئَ الْحَسَنَانِ وَشُقَّ عِطْفَايَ مُجْتَمِعِينَ حَوْلِي كَرَبِيضَةِ الْغَنَمِ

فَلَمَّا نَهَضْتُ بِالْأَمْرِ نَكَثَتْ طَائِفَةٌ وَمَرَقَتْ أُخْرَى وَقَسَطَ آخَرُونَ

ایال کی طرح مجھ پر بیعت کے لیے ہر جانب سے ٹوٹے پڑ رہے تھے یہاں تک کہ میرے دونوں پاؤں کے انگوٹھے کچلے جا رہے تھے، اور میری ردا کے دونوں کنارے پھٹ گئے تھے۔ یہ لوگ بھیڑوں کے گلے کی طرح میرے گرد جمع ہو گئے تھے لیکن جب میں نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو ایک گروہ نے بیعت توڑ دی (اہل جمل) اور دوسرا دین سے باہر ہو گیا (خوارج اہل نہروان) اور تیسرے نے ظلم و ستم کر کے فسق و فجور سے کام لیا۔ (اہل صفین)

كَأَنَّهُمْ لَمْ يَسْمَعُوا كَلَامَ اللَّهِ حَيْثُ يَقُولُ: تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔

گویا ان لوگوں نے خدا کا کلام سنا ہی نہ تھا جیسا کہ فرماتا ہے کہ یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے قرار دیتے ہیں جو نہ زمین میں (بے جا) سربلندی چاہتے ہیں اور نہ فساد کرتے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

بَلَى وَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعُوهَا وَوَعَوْهَا وَلَكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِهِمْ وَرَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا

ہاں، ہاں خدا کی قسم انہوں نے سنا اور اچھی طرح سمجھا مگر یہ آراستہ دنیا ان کی آنکھوں کو بھلی لگی اور دنیا کے نقش و نگار نے انہیں لبھا لیا۔

أَمَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَوْلَا حُضُورُ الْحَاضِرِ وَقِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ النَّاصِرِ وَمَا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ أَنْ لَا يُقَارُّوا عَلَى كِظَّةِ ظَالِمٍ وَلَا سَغَبِ مَظْلُومٍ

سنو! اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو چیرا اور جاندار پیدا کیے اگر بیعت کرنے والے موجود نہ ہوتے اور مددگاروں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہو جاتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے عالموں سے لیا ہے کہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی بھوک پر چپ چاپ نہ دیکھتے رہیں (بلکہ مظلوم کا حق ظالم سے دلوائیں)

لَأَلْقَيْتُ حَبْلَهَا عَلَى غَارِبِهَا وَلَسَقَيْتُ آخِرَهَا بِكَأْسِ أَوَّلِهَا وَلَأَلْفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ هَذِهِ أَزْهَدَ عِنْدِي مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ

تو میں حکومت کی مہار اس کی پیٹھ پر ڈال کر آزاد کر دیتا اور آخر میں بھی اسے وہی پیالہ پلاتا جو اول میں پلایا تھا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری یہ دنیا میری نظر میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(قَالُوا) وَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ السَّوَادِ عِنْدَ بُلُوغِهِ إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ مِنْ خُطْبَتِهِ فَنَاوَلَهُ كِتَابًا فَأَقْبَلَ يَنْظُرُ فِيهِ

جب امیر المومنین علیہ السلام خطبہ پڑھتے ہوئے اس مقام پر پہنچے تو عراق کے ایک باشندہ نے ایک تحریر آپ کی خدمت میں پیش کر دی اور آپ اسے ملاحظہ فرمانے لگے۔

قَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

جب فارغ ہوئے تو ابن عباسؓ نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ!

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوِ اطَّرَدَتْ خُطْبَتُكَ مِنْ حَيْثُ أَفْضَيْتَ فَقَالَ هَيْهَاتَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ.

کاش آپ نے جہاں خطبہ چھوڑا تھا وہاں سے شروع فرماتے۔ فرمایا افسوس اے ابن عباسؓ یہ تو ایک شقشقہ (گوشت کا لوتھڑا) جو مستی میں اونٹ کے منہ سے نکلتا ہے اٹھا جو ابھرا پھر بیٹھ گیا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللَّهِ مَا أَسِفْتُ عَلَى كَلَامٍ قَطُّ كَأَسَفِي عَلَى هَذَا الْكَلَامِ أَنْ لَا يَكُونَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلَغَ مِنْهُ حَيْثُ أَرَادَ

ابن عباسؓ کہتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کسی کلام پر اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا اس کلام پر۔ آپ وہاں تک نہ پہنچ سکے جہاں تک پہنچنا چاہیے تھا۔

قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي هَذِهِ الْخُطْبَةِ كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَإِنْ أَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ يُرِيدُ أَنَّهُ إِذَا شَدَّدَ عَلَيْهَا فِي جَذْبِ الزِّمَامِ وَهِيَ تُنَازِعُهُ رَأْسَهَا خَرَمَ أَنْفَهَا وَإِنْ أَرْخَى لَهَا شَيْئاً مَعَ صُعُوبَتِهَا تَقَحَّمَتْ بِهِ فَلَمْ يَمْلِكْهَا يُقَالُ أَشْنَقَ النَّاقَةَ إِذَا جَذَبَ رَأْسَهَا بِالزِّمَامِ فَرَفَعَهُ وَشَنَقَهَا أَيْضاً.

علامہ رضی فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین کا ارشاد یہ کہ کراکب الصعبۃ ان اشنق لہا خرم و ان اسلس لہا تقحم سے مراد یہ ہے کہ جب سوار سرکش ناقہ کی مہار کھینچنے میں سختی کرتا ہے اور ناقہ اپنا سر جھٹکتی ہے تو اس کی ناک زخمی ہو جاتی ہے۔ اور اگر سرکشی کے باوجود اس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دے تو وہ بے قابو ہو کر کہیں نہ کہیں گرا دیتی ہے اشنق الناقۃ اس وقت بولتے ہیں جب سوار باگیں کھینچ کر ناقہ کا سر اوپر کی طرف اٹھائے۔ نیز

ذَكَرَ ذَلِكَ ابْنُ السِّكِّيتِ فِي إِصْلَاحِ الْمَنْطِقِ وَإِنَّمَا قَالَ أَشْنَقَ لَهَا وَلَمْ يَقُلْ أَشْنَقَهَا لِأَنَّهُ جَعَلَهُ فِي مُقَابَلَةِ قَوْلِهِ أَسْلَسَ لَهَا فَكَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ رَفَعَ لَهَا رَأْسَهَا بِمَعْنَى أَمْسَكَهُ عَلَيْهَا بِالزِّمَامِ

ابن سکیت نے اصلاح منطق میں اس کا ذکر کیا ہے۔ آپؑ نے اشنق لہا فرمایا ہے اشنقہا نہیں فرمایا کیونکہ آپؑ نے یہ لفظ اسلس لہا کے مقابلہ میں استعمال فرمایا ہے تو گویا امام علیہ السلام نے ان رفع لہا کی جگہ ان اشنق لہا استعمال کیا ہے۔
یعنی اس کی باگیں اوپر کو روک رکھے۔

---

[1] یہ خطبہ حضرت علی علیہ السلام کے ان مشہور خطبات سے ہے جن سے مسلمانوں کا کوئی جید عالم انکار نہیں کر سکا۔

۱۔ خود مفتی محمد عبدہ جامع ازہر مصر نے اس کا اعتراف کیا ہے اور شرح لکھی ہے۔

۲۔ عمرو بن جاحظ نے اس خطبہ سے ہم وزن الفاظ میں حضورؑ کے ارشادات نقل کئے ہیں۔

۳۔ ان علماء نے بھی اس خطبہ کی تصدیق کی ہے جو علامہ رضی علیہ الرحمۃ جامع نہج البلاغۃ سے پہلے گذرے ہیں جیسے شیخ ابو القاسم

بلخی متوفی ۳۱۷ھ کے تصنیفات جو مقتدر باللہ کے عہد حکومت میں بغداد کی جماعت معتزلہ کے امام تھے اور اس طرح ابو جعفر بن قبہ کی کتاب الانصاف میں ہے جو متکلمین میں سے تھے۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ صہ ۲۹)

۴۔ خطبہ شقشقیہ کا ایک نسخہ وہ تھا جس پر مقتدر باللہ کے وزیر ابو الحسن علی بن محمد بن فرات متوفی ۳۱۲ھ کی تحریر درج ہے

۵۔ مصدق بن شبیب واسطی کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ شقشقیہ شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن خشاب (شرح ابن میثم بحرانی) سے پڑھا تھا۔

۶۔ قاضی عبدالجبار متوفی ۴۱۵ھ نے اس خطبہ کے کلام امیرالمومنینؑ ہونے کا اعتراف کیا ہے اور خلافت کے متعلق بعض ارشادات کی تاویل کی ہے۔

۷۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ یہ خطبہ ابو علی جبائی متوفی ۳۰۳ھ کی مصنفات میں موجود ہے۔

۸۔ محمد محی الدین عبدالحمید المدرس (جامع ازہر) نے نہج البلاغہ پر حاشیہ لکھا ہے۔

۹۔ صاحب منتہی الادب تحریر کرتے ہیں کہ "خطبہ شقشقیہ علوی است منسوب بہ علی کرم اللہ وجہہ" (منتہی الادب)

۱۰۔ فیروز آبادی نے قاموس میں لفظ شقشقہ کی تشریح میں اس خطبہ کی توثیق کی ہے۔

۱۱۔ ابو الفضل ابن منظور نے لسان العرب جلد ۱۲ صہ ۲۵ پر اس خطبہ کے بعض الفاظ درج کر کے اس کے کلام امیرالمومنینؑ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

۱۲۔ شیخ محمد طاہر پٹنی نے مجمع بحار الانوار میں اس کی توثیق کی ہے۔ (مجمع بحار الانوار)

۱۳۔ ابن اثیر جزری نے اپنی کتاب نہایہ میں ۱۵ مقامات پر اس خطبہ کے الفاظ کی تشریح کی ہے۔ (نہایۃ ابن اثیر)

۱۴۔ ابو الفضل میدانی نے اس خطبہ کے کلام امیرالمومنینؑ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (مجمع الامثال صہ ۳۲۳)

۱۵۔ شیخ علاؤ الدولہ احمد بن محمد سمنانی اس خطبہ کا اعتراف کرتے ہیں۔ عروۃ لاہل الخلوۃ والجلوۃ قلمی کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ

۱۶۔ قاضی احمد شہاب خفاجی اس خطبہ کا ایک حصہ بطور شہادت پیش کرتے ہیں۔ (شرح درۃ الغواص صہ ۹۷)

۱۷۔ عبدالرحمن ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے اس سوال پر کہ آپؑ نے اب تک کیوں خلافت کو نظر انداز فرمایا۔ آپؑ نے اس کے جواب میں یہ خطبہ دیا۔ (تذکرہ خواص الامۃ صہ ۶۳)

۱۸۔ علامہ ابو منصور طبرسیؒ نے اس کے اسناد ابن عباسؓ تک اور مقام رحبہ میں ان کے سوال پر یہ ارشاد فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ (احتجاج طبرسی صہ ۵۷)

۱۹۔ ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ متوفی ۳۸۰ھ نے اس کی توثیق کی ہے (علل الشرائع باب ۱۲۲، معانی الاخبار باب ۲۲۰)

۲۰۔ حسن بن عبداللہ بن سعید عسکری متوفی ۳۸۲ھ نے اس خطبہ کی توضیح و تشریح کی ہے (علل الشرائع، معانی الاخبار)

۲۱۔ علامہ سید نعمت اللہ جزائری تحریر فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ کتاب الغارات میں مع اپنے اسناد کے موجود ہے اور یہ کتاب روز سہ شنبہ ۱۳ شوال ۲۵۵ھ میں اختتام پذیر ہوئی اور اسی دن سید مرتضیٰؒ پیدا ہوئے جو اپنے بھائی سید رضیؒ سے بڑے تھے۔

۲۲۔ سید علی ابن طاؤس علیہ الرحمۃ نے کتاب الطرائف سے مع اسناد نقل کیا ہے۔ (ترجمہ طرائف صفحہ ۲۰۲)

۲۳۔ شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی متوفی ۴۶۰ھ نے اسے نقل کیا ہے۔ (امالی شیخ الطائفہ صفحہ ۲۳۰)

۲۴۔ شیخ مفیدؒ جو علامہ سید رضیؒ کے استاد ہیں انہوں نے اس کے اسناد نقل کیے ہیں۔ (ارشاد صفحہ ۱۳۵)

۲۵۔ سید مرتضیٰؒ علم الہدیٰ نے جو سید رضیؒ کے برادر بزرگ ہیں یہ خطبہ اپنی کتاب شافی صفحہ ۲۹۲ پر درج کیا ہے۔ (منقول)

۲ لقد تقمصها الخلافۃ : اس سے کسی مسلمان کو مجال انکار نہیں کہ ہر نبی و مرسل کے بعد ان کے خلیفہ اور قائم مقام مقرر کیے جاتے رہے جو نبی کے بعد ان کے لائے ہوئے دین کی تبلیغ و اشاعت و بقاء و تحفظ کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ اور چونکہ ہر نبی کے خلیفہ پر یہ ذمہ داری بالکل اسی طرح تھی جیسے اپنے دور میں خود نبی پر۔ اس لیے نبی کے خلیفہ کا بھی نبی کے مانند پاک و پاکیزہ، منزّہ اور صفات کمال سے آراستہ و پیراستہ ہونا ضروری تھا۔ جب مظروف ایک ہو تو ظرف ایک جیسا ہونا ضروری ہے اس لیے جس طرح انبیاء مرسلین کا انتخاب کرنا صرف خدا کی ذمہ داری تھی اسی طرح ان کے نائب و خلیفہ کا انتخاب بھی خدا ہی کی ذمہ داری رہی۔ قرآن و حدیث میں اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ کسی نبی کے خلیفہ و جانشین کو لوگوں نے منتخب کیا ہو۔ البتہ خدا کے منتخب کردہ خلیفہ کے مقابلہ میں لوگ ایسے ہر گروہ منتخب کرتے رہے ہیں جو ہمیشہ نبی کے دین کی تخریب اور اس کے منتخب خلیفہ کا مقابلہ کرتے رہے۔

قرآن مقدس جس پر ہر مسلمان کا ایمان ہے اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں کسی نبی کی اُمت کو یہ اختیار دیا گیا ہو کہ وہ نبی کا خلیفہ خود منتخب کر لیں۔ البتہ قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہے:

۱۔ ربک یخلق مایشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ	خدا جسے چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے انتخاب کرتا ہے انہیں اس کا اختیار نہیں ہے۔
۲۔ الا لہ الخلق والامر	یاد رہے کہ خلق کرنا بھی خدا کا کام ہے اور امر کرنا بھی خدا کا کام ہے
۳۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ	یقیناً میں زمین پر خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔
۴۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض	اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا۔
۵۔ انی جاعلک للناس اماماً	اے ابراہیمؑ میں ہی آپ کو کل انسانوں کا امام بنانے والا ہوں۔
۶۔ و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین	اور ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین میں کمزور کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے پس انہی کو امام بنا دیں اور انہیں کو وارث بنا دیں
۷۔ وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا	ہم نے ان کو امام بنایا جو ہمارے امر کی ہدایت کرتے رہے۔
۸۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین	خدا نے یقیناً انتخاب کر لیا آدمؑ کا اور نوحؑ کا اور آل ابراہیمؑ کا اور آل عمران کا اور تمام اہل عالم پر۔

اس کے علاوہ متعدد آیات ہیں جن میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ نبی ہو یا رسول، خلیفہ ہو یا امام، ولی ہو یا وزیر۔ ان کے انتخاب کا خدا کے سوا کسی کو حق نہیں۔ اور جس امت کو نماز کی رکعتوں اور روزہ کے وقت، زکوٰۃ و خمس کی مقدار

اور حج کے مناسک میں تغیر و تبدل کا حق نہیں انہیں ہادی و رہبر کے انتخاب کا حق کیونکر ہو سکتا ہے جو ملت کے بقا کا ذمہ دار اور ہادی کل فی الکل ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ اگر اپنے وزیر کا انتخاب خود کر سکتے تو خدا سے سوال نہ کرتے۔

واجعل لی وزیراً من اھلی ھارون — اور قرار دے میرے لیے ایک وزیر میرے اہل سے ہارون کو جو میرا

اخی اشدد بہ ازری — بھائی ہے اور میری کمر کو اس کے ذریعے مضبوط کر دے۔

اور جب خدا کی جانب سے انتخاب ہو گیا اور حکم مل گیا تو اب ہارون سے فرمایا۔

اخلفنی فی قومی — تم میری قوم میں فرائض خلافت انجام دو

اسی طرح جب خداوند عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امام بنایا تو خود اپنی ذریت کو امام نہ بنا سکے بلکہ خدا سے درخواست کی۔

ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین — اور میری اولاد سے، فرمایا میرا عہدہ ظالموں کو نہیں پہنچ سکتا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ان کے خلیفہ و جانشین کی ضرورت ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ جن انبیاء و مرسلین کی امتیں محدود، ان کی شریعت کے زمانے محدود تھے انہیں قدرت نے اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک ان کا خلیفہ اور قائم مقام نہیں مقرر فرما لیا۔ حالانکہ ہر نبی کے بعد یہ توقع تھی کہ کچھ مدت کے بعد اور نبی آنے والا ہے جو تصدیق کرے گا۔

تو ہمارے رسول نہ صرف جن و انس بلکہ عالمین کے رسول اور خاتم النبیین تھے ان کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آ سکتا تھا جن کے دین کا بقا و تحفظ قیامت تک اس قدر ضروری تھا جس قدر خدا کا دین ضروری ہے اس کے لیے اگر خصوصی آیت نازل نہ فرمائی جاتی تو بھی اس کا یہ قانون عام کافی تھا۔

ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا — تم خدا کے طریقے میں تبدیلی نہیں پاؤ گے

ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا — تم خدا کے طریقے میں رد و بدل نہیں پاؤ گے۔

مگر اس سے واضح الفاظ میں یہ بھی آنحضرت صلعم کے بعد کے لیے اعلان فرما دیا۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات — خدا تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا جو تم میں سے ایمان لائے اور جو

لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف — سب عمل صالح بجا لائے کہ میں ان میں اسی طرح خلیفہ بناؤں گا جیسے

الذین من قبلھم — ان سے پہلے خلیفہ بناتا رہا ہوں۔

خداوند عالم نے یہ بھی اعلان فرما دیا کہ اپنے رسول کے خلیفہ میں خود بناؤں گا اور یہ بھی فرما دیا کہ اس طرح بناؤں گا جیسے پچھلے پیغمبروں کے خلیفہ میں بناتا رہا۔ اس کے بعد اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے انکار آفتاب نیم روز سے انکار کے مرادف ہے۔

اب رہا یہ کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ خداوند عالم نے کسے مقرر فرمایا ہے تو اس کا طریقہ ہمیشہ منصوب مقرر رہا ہے کہ ہر پہلا اپنے بعد والے کا نام لے کر اس پر نص کرتا ہے اور امت کے سامنے اعلان کر دیتا ہے جیسا کہ حضرت آدم، نوح، ابراہیم ہر نبی کا یہ دستور رہا کہ وہ حکم خداوندی سے اپنے قائم مقام کا اعلان فرماتے رہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی حیات میں ہارون کے لیے اور اپنے

بعد کے لیے یوشع بن نون کا اعلان فرمایا اور عیسیٰؑ نے اپنی قوم کو یہ خبر دی۔

یاتی من بعدی اسمہ احمد — میرے بعد آئے گا اس کا نام احمدؐ ہوگا

اس میں کسی مورخ کو اختلاف نہیں کہ حضور نبی اکرمؐ نے آخری حج کے بعد ۱۸ ذی الحجہ کو خم غدیر میں پالان شتر کے منبر پر علی مرتضیٰؑ کو ہاتھوں پر بلند کر کے اور امت سے اپنی سرداری اور ولایت کا اقرار لے کر اعلان فرمایا:

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ — جس کا میں حاکم و سردار اس کا یہ علیؑ حاکم و سردار ہے

خداوند عالم نے مندرجہ ذیل آیت مجیدہ نازل فرما کر اس اعلان کا اپنے رسول کو حکم دیا تھا:

یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ — اے رسول پہنچا دیں وہ چیز جو آپؐ کے رب کے جانب سے آپ پر نازل ہو چکی ہے اور اگر فعل کر کے نہ دکھایا تو آپ نے رسالت کا کوئی کام نہیں کیا اور خدا لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا۔

اور اس اعلان کے بعد یہ آیت مجیدہ نازل فرما کر اس کی توثیق بھی کر دی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ — آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے دین اسلام سے میں راضی ہوگیا۔

خلیفہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر صفت اور ہر کمال میں اپنے نبی سے مشابہ ہو۔ علامہ فخرالدین رازی نے یہ تصدیق کر دی ہے کہ امیرالمومنینؑ نبوت کے سوا ہر کمال میں رسولؐ کے مثیل اور ان کے بعد افضل زمانہ تھے۔

اسی لیے بیعت العشیرہ سے لے کر غدیری اعلان تک بلکہ وفات رسول تک آیات قرآن اور احادیث کے ذریعہ ہر کمال میں علیؑ کی افضلیت و اکملیت کا اعلان کیا جاتا رہا۔ آیت تطہیر نازل کر کے ان کی طہارت کا اعلان، آیۂ مودت نازل کر کے ان کی مودت کا اعلان، آیت ولایت نازل کر کے ان کی ولایت کا اعلان، آیت اطاعت نازل کر کے ان کی اطاعت کا اعلان، آیت کفی باللہ نازل کر کے ان کے علم کا اعلان، آیت امۃ وسطا نازل کر کے ان کی شہادت کا اعلان، آیت یوتون نازل کر کے ان کی سخاوت کا اعلان، آیت ان الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا نازل کر کے ان کی شجاعت کا اعلان، آیت تراھم رکعا سجدا نازل کر کے ان کی عبادت کا اعلان، سورہ دہر نازل کر کے ان کے روزوں اور عشق الٰہی کا اعلان، آیت یقیمون الصلوۃ نازل کر کے ان کی نماز کا اعلان، اور یوتون الزکوۃ نازل کر کے ان کی زکوٰۃ کا اعلان اور اخوانا علی سرر متقابلین نازل کر کے ان کی اخوت کا اعلان، اور آیت لکل قوم ھاد نازل کر کے ان کی ہدایت کا اعلان۔ کم از کم تین سو آیات میں آپ کی عظمت و کمالات کا اعلان ہے اور احادیث رسولؐ کا تو شمار ہی ممکن نہیں ہے۔

شیعہ اور سنی سب کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب مسلمانوں نے بقول اہلسنت کے اجماع کے ذریعہ کیا، انتخاب کے وقت کسی نے نہ قرآن مجید کی کوئی آیت ثبوت میں پیش کی نہ حدیث رسولؐ۔ اور اگر ان کی خلافت کے حق میں کوئی آیت یا حدیث ہوتی تو مسلمانوں کو اجماع کی کیوں ضرورت پڑتی۔ بلکہ حضرات اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرمؐ

نے اپنی حیات میں کسی کو مقرر نہیں فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد آپؐ کے خلیفہ کا ہونا ضروری تھا یا نہیں اگر ضروری تھا تو جس رسولؐ نے استنجا کے واجبات و محرمات کے علاوہ مکروہات و مستحبات تک بیان کر دیئے اگر وہ اس اہم ترین فریضہ کو ادا نہ کرے تو وہ رسولؐ کیونکر رہ سکتا ہے اور اگر ضرورت نہ تھی تو پھر مسلمانوں نے ایسا اقدام جس کا نہ قرآن میں حکم ہے نہ حدیث میں کیوں فرمایا؟ اگر یہ کہا جائے کہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو انتشار کا خطرہ تھا۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس خطرہ کو رسولِ اسلام آخری سانس تک نہیں سمجھ سکا اور ان کی رحلت کے بعد اور دفن سے قبل ہی اُمت اس ضرورت کو سمجھ گئی۔ تو اب رسولؐ بہتر رہا یا اُمت؟

لطف کی بات یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام سے بیعت کا مطالبہ کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا میں بیعت کیونکر کروں تمہارا فرض ہے کہ میری بیعت کرو۔ تو انہیں یہ جواب دیا گیا کہ حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ نبوت و خلافت ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ کسی کو نہ سوجھا کہ اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ اپنے باپ ابراہیمؑ کے خلیفہ تھے۔ یعقوبؑ اسحٰقؑ کے خلیفہ اور یوسفؑ یعقوبؑ کے خلیفہ تھے اور ہارون حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ تھے اور قرآن مجید میں فرمانِ خداوندی ہے کہ:

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً

ہم نے تمہاری جانب تم پر گواہ بنا کر ایسا ہی رسول بھیجا جیسا کہ ہم نے فرعون کی جانب بھیجا تھا۔

اس آیت کی روشنی میں آنحضرت صلعم کا خلیفہ ان کے چچا زاد بھائی کے سوا نہیں ہو سکتا اور حضرت عمرؓ نے اپنے آخر وقت میں جن چھ افراد کو چن کر کہا تھا کہ یہ مشورہ کر کے اپنے میں سے ایک کو خلیفہ منتخب کر لیں۔

ان چھ افراد میں امیر المومنین علیؑ کا نام بھی رکھا گیا تھا۔ اگر عثمان کے بجائے سیرتِ شیخین پر عمل کرنے کا وعدہ کر کے امیر المومنینؑ کا انتخاب ہو جاتا تو پھر وہ حدیثِ رسولؐ کدھر جاتی۔ یہ حدیث صحیح سمجھی جاتے یا یہ خود راوی حدیث کا فعل۔

اولاً تو سارے مسلمانوں کو جو لاکھوں کی تعداد میں تھے جمع کر کے ان سے رائے لینا اور سب کا متفق ہونا جسے اجماع کہا جا سکے ممکن ہی نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ اہل حل و عقد کا اجماع ہو گیا تو کیا کوئی فرد بنی ہاشم سے نہ۔۔۔؟ حد یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام جنہیں مسلمان چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے ہیں اہل حل و عقد میں بھی شمار نہیں کئے جا سکتے تھے جسے کل اہل حل و عقد نہیں مانا گیا اسے آج خلیفہ تسلیم کر لیا جائے یہ کون سا انصاف ہے؟

اسی لیے امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خلیفہ ہونے کا حق دار تو میں تھا مگر ابوبکر نے زبردستی کھینچ تان کر خلافت کی قمیص پہن لی جو ان کے جسم پر درست نہ تھی جو شخص خود مسائل شرعی حل نہ کر سکتا ہو اور حضرت علیؑ سے دریافت کرنے کا محتاج ہو وہ کیونکر خلیفہ رسولؐ ہو سکتا ہے خلیفہ وہ ہے جس کے سب محتاج ہیں۔

لہ قام تشتت القوم:- قوم قبیلہ یا وطن کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور عقیدہ کے لحاظ سے بھی جیسے مسلمان ایک قوم ہیں، مسلمانوں میں موالیان اہل بیت علیہم السلام ایک قوم ہیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ان تینوں کو ایک قوم فرمایا ہے۔ اس لیے کہ ان کا عقیدہ و عمل نص صریح قرآن و حدیث کے خلاف اُن کا خود ساختہ تھا۔ حق کا راستہ ہمیشہ ایک ہوتا ہے اور باطل کے راستے بے شمار۔ اس لیے طریق انتخاب تینوں میں الگ الگ رہا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر کا انتخاب اجماع سے ہوا مگر حضرت عمر کا انتخاب اجماع کے بجائے خود حضرت ابوبکر نے کر دیا۔ جب
تیسرے کی باری آئی تو نہ اجماع رہا نہ نص۔ بلکہ چھ افراد کا نام لے کر انہیں باہم مشورہ سے انتخاب کا حق دے دیا گیا حالانکہ اس
طریقہ کی صحت نہ قرآن کی کسی آیت سے ثابت ہے نہ کسی حدیث سے۔

مجلس شوریٰ کا نگران عبداللہ بن عمر کو مقرر کیا گیا اور کنوینر عبدالرحمٰن بن عوف کو بنایا گیا۔ ظاہر ہے کہ شوریٰ کے چھ
ارکان علیؑ، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن وقاص میں آخرالذکر حضرت عثمان کا چچازاد تھا اور عبدالرحمٰن
بن عوف بہنوئی تھا اور طلحہ علی مرتضیٰ کا قدیمی دشمن ہے اس لیے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ زبیر کے علاوہ کوئی عثمان کے مقابلہ
میں علی مرتضیٰ کی تائید کرتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت عمر کا مقصد بھی یہی تھا کہ اہل بیت علیہم السلام کو شکایت بھی نہ رہے
اور انتخاب بھی نہ ہونے پائے۔

مگر یہ آپ کی جلالت قدر تھی کہ سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن عوف حضرت علیؑ کے پاس آکر کہتا ہے کہ ہر طرح اس منصب کے
آپؑ اہل ہیں مگر شرط یہ ہے کہ آپ کتاب خدا، سنت رسولؐ اور سیرت شیخین کے پابند رہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا اور
سنت رسولؐ کی پابندی میرا فرض ہے مگر سیرت شیخین کی نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عثمان سے یہی کچھ کہا۔ انہوں
نے سب کچھ منظور کر لیا اور منتخب ہو گئے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ قوم جو خدا اور رسولؐ کے حکم کے مقابلہ میں بندوں کے احکام پر
چلے وہ اور ہے اور جو حکم خداوندی اور سیرت محمدی کی پابند رہے وہ قوم اور ہے۔ اس کے بعد یہ جداگانہ بات ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ان
دونوں کی بیعت کر لی یا ان سے راضی رہے یا آپس میں شیر و شکر رہے یا انہیں حق پر سمجھتے رہے اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
حضرت عمر نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ اگر یہ چھ افراد تین دن میں خلیفہ کا انتخاب کر لیں تو فبہا اور اگر نہ کر سکیں یا اکثریت ایک طرف
ہو اور دو مخالفت کریں تو امت کو چاہیئے کہ انہیں قتل کر دے۔ اور خود خلیفہ کا انتخاب کرے۔ ایک طرف تو یہ فرماتے
ہیں کہ ان چھ افراد سے آنحضرتؐ راضی تھے اور ان میں سے ہر ایک اس قابل ہے کہ وہ خلیفہ مقرر کیا جائے اور کچھ ہی دیر بعد
وہ اس قابل ہیں کہ انہیں تہ تیغ کر دیا جائے، اور واجب القتل گردانا جائے۔

کونسا مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کا یہ حکم قرآن مجید کی کسی آیت اور حضورؐ کی کس حدیث سے ماخوذ ہے۔ کیا اگر ان کا فیصلہ نہ ہوتا
اور وہ قتل کر دیئے جاتے تو ان کا قاتل اور قتل کا حکم دینے والا ومن یقتل مومنا متعمدا الخ، وہ جہنم کا حقدار نہ ہوتا۔
یہ بھی تعجب ہے کہ حضرت عمر نے ان چھ افراد کا انتخاب کیونکر فرمایا جبکہ وہ خود کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص تند مزاج اور سخت مزاج
ہے عبدالرحمٰن اس امت کا فرعون ہے، زبیر خوش ہوں تو مومن اور ناخوش ہوں تو کافر، طلحہ غرور و نخوت کا پتلا ہے۔ عثمان کو
اپنی قوم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا اور علی خلافت کے حریص ہیں ——— چنانچہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت عثمان
نے جو کچھ کیا وہ اہل تاریخ سے مخفی نہیں اسی کی امیرالمومنینؑ نے تصویر کشی فرمائی ہے۔

ارکان شوریٰ کا یہ اجتماع حجرۂ عائشہ میں ہوا تھا جب یہ فیصلہ ہو گیا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:
لیس هذا اول یوم تظاهرتم علینا فصبر (اے عبدالرحمٰن یہ پہلا دن نہیں کہ تم نے ہم پر زیادتی کی ہے ہم تو صبر کو اچھا سمجھتے

جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون واللہ ما ولیت عثمان الا لیرد الامر الیک (طبری جلد ۳ صفحہ ۲۹۷)

ہیں اور جو تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مددگار ہے خدا کی قسم تم نے اس لیے یہ خلافت دی ہے کہ وہ کل تمہارے حوالے کر جائے۔

اس کے بعد عبد الرحمن اور عثمان کو مخاطب کر کے فرمایا: دق اللہ بینکما عطر منشم۔ خدا تمہارے درمیان عطر منشم چھڑکے (لڑ کر ختم ہو)۔ چنانچہ کچھ دن بعد ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ عبد الرحمن نے مرتے دم تک عثمان سے بات نہ کی۔ جب بستر مرگ پر تھے اور عثمان ان کی عیادت کے لیے گئے تو انہوں نے منہ پھیر لیا۔

امیر المومنین علیہ السلام اس شوریٰ کے نتائج سے باخبر تھے مگر اس لیے اس میں شرکت فرمائی کہ اگر شرکت نہ فرماتے تو لوگ کہتے کہ ہم تو علی ہی کا انتخاب کرتے مگر انہوں نے شرکت ہی نہ فرمائی۔ اس لیے آپ نے اتمام حجت سے کام لیا جو انبیاء و اولیاء کا دستور ہے۔

۴ نافع حنفیہ: ان واقعات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ حکم بن عاص جو طرید رسول تھا اور جسے شیخین نے مدینہ سے دور کرنے کا حکم دیا تھا۔ عثمان نے اسے بلا لیا اور حکم کو ایک لاکھ درہم عطا کر دیئے۔ (معارف ابن قتیبہ ص ۹۴)

۲۔ ولید بن عقبہ کو جسے قرآن نے فاسق کہا ہے بیت المال سے ایک لاکھ درہم دے دیئے۔ (العقد الفرید جلد ۲ ص ۹۴)

۳۔ مروان بن حکم سے اپنی بیٹی ام ابان کی شادی کر دی اور بیت مال سے اسے ایک لاکھ درہم دیئے۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۳۹)

۴۔ حارث بن حکم سے اپنی دوسری لڑکی عائشہ کی شادی کر دی اور بیت المال سے ایک لاکھ درہم دیئے (شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۳۹)

۵۔ ابوسفیان بن حرب بن امیہ کو دو لاکھ درہم دے دیئے۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۳۹)

۶۔ عبدالرحمن بن خالد کو چار لاکھ درہم دے دیئے۔ (معارف ابن قتیبہ ص ۹۴)

۷۔ مال افریقہ کا خمس پانچ لاکھ دینار مروان کے حوالہ کر دیا۔ (معارف ابن قتیبہ ص ۹۴)

۸۔ فدک جسے عام صدقہ کہہ کر صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا سے لے لیا گیا وہ مروان بن حکم کے حوالے کر دیا۔ (معارف ابن قتیبہ ص ۸۴)

۹۔ بازار مدینہ میں ایک جگہ مہروز تھی جسے حضور نے مسلمانوں کے لیے وقف عام قرار دیا تھا حارث بن حکم کو بخش دی (معارف ابن قتیبہ ص ۸۴)

۱۰۔ مدینہ کے گرد جتنی چراگاہیں تھیں ان میں بنی امیہ کے سوا کسی کو اونٹ چرانے کی اجازت نہ تھی۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۳۹)

۱۱۔ مرنے کے بعد ایک لاکھ پچاس ہزار دینار، بے شمار اونٹ اور گھوڑے، دس لاکھ درہم، بے حساب جاگیریں ان کی ملکیت تھیں۔ ان میں سے صرف چند جاگیروں کا اندازہ ایک لاکھ دینار تھا۔ (مروج الذہب جلد ۱ ص ۴۳۳)

۱۲۔ مرکزی شہروں پر ان کے عزیز و اقارب حکمران تھے، کوفہ میں ولید بن عقبہ حاکم تھا جب اس نے شراب پی کر صبح کی نماز چار رکعت پڑھائی تو لوگوں کے شور مچانے پر اس کو معزول کر کے اس کی جگہ سعید بن عاص جیسے فاسق کو مقرر کر دیا۔ مصر پر عبداللہ بن ابی سرح جو عثمان کا دودھ شریک بھائی تھا، شام پر معاویہ ابن ابی سفیان، بصرہ پر عبداللہ بن عامر ان کے مقرر کردہ حکمران تھے۔

(مروج الذہب جلد ۱ ص ۴۳۵)

چھٹا خطبہ

قریش کی حالت اور آلِ رسول کے احسانات

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ[لہ]

بِنَا اهْتَدَيْتُمْ فِي الظَّلْمَاءِ وَتَسَنَّمْتُمُ الْعَلْيَاءَ وَبِنَا انْفَجَرْتُمْ عَنِ السِّرَارِ

وُقِرَ سَمْعٌ لَمْ يَفْقَهِ الْوَاعِيَةَ وَكَيْفَ يُرَاعِي النَّبْأَةَ مَنْ أَصَمَّتْهُ الصَّيْحَةُ رُبِطَ جَنَانٌ لَمْ يُفَارِقْهُ الْخَفَقَانُ

مَا زِلْتُ أَنْتَظِرُ بِكُمْ عَوَاقِبَ الْغَدْرِ وَأَتَوَسَّمُكُمْ بِحِلْيَةِ الْمُغْتَرِّينَ سَتَرَنِي عَنْكُمْ جِلْبَابُ الدِّينِ وَبَصَّرَنِيكُمْ صِدْقُ النِّيَّةِ أَقَمْتُ لَكُمْ عَلَى سَنَنِ الْحَقِّ فِي جَوَادِّ الْمَضَلَّةِ حَيْثُ تَلْتَقُونَ وَلَا دَلِيلَ وَتَحْتَفِرُونَ وَلَا تُمِيهُونَ۔

الْيَوْمَ أُنْطِقُ لَكُمُ الْعَجْمَاءَ ذَاتَ الْبَيَانِ عَزَبَ رَأْيُ امْرِئٍ تَخَلَّفَ عَنِّي مَا شَكَكْتُ فِي الْحَقِّ مُذْ أُرِيتُهُ لَمْ يُوجِسْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خِيفَةً عَلَى نَفْسِهِ أَشْفَقَ مِنْ غَلَبَةِ الْجُهَّالِ وَدُوَلِ الضَّلَالِ۔ الْيَوْمَ تَوَاقَفْنَا عَلَى سَبِيلِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ مَنْ وَثِقَ بِمَاءٍ لَمْ يَظْمَأْ۔

ہماری وجہ سے تم نے گمراہی کے اندھیرے میں ہدایت کی روشنی پائی اور بلندی پر چڑھے اور ہمارے سبب سے (کفر و شرک کی) تاریکیوں سے صبح (ہدایت) کے اُجالوں میں آگئے۔

وہ کان بہرے ہو جائیں جو سننے (اور سمجھنے) کے قابل بات کو نہ سُنیں مگر میری دھیمی آواز کو وہ شخص کب سُن سکتا ہے جو (خدا اور رسول کی) بلند آوازیں سننے سے بھی بہرہ ہی رہا ہو۔ اس دل کو سکون نصیب ہو جو خوفِ خدا سے لرزتا رہتا ہے۔

مجھے ہمیشہ تمہاری عہد شکنی کا انتظار رہا ہے (تم سے یہی امید تھی) اور فریب خوردہ لوگوں کی نشانیاں تم میں محسوس کرتا رہا ہوں۔ (اگرچہ) دین کے نقاب نے مجھے تم سے چھپائے رکھا۔ مگر میری نیت کی سچائی نے (اپنے اصلی روپ میں) تمہیں دکھا اور پہچنوا دیا تھا۔ میں گمراہی کے راستوں میں تمہارے واسطے راہِ حق (یعنی راہِ مستقیم) پر کھڑا رہا۔ تم ایک دوسرے سے ملتے تھے مگر رہبر کوئی نہ تھا۔ تم کنواں کھودتے تھے مگر پانی سے محروم تھے۔

آج میں بہترین بولنے والی زبان کو جو خاموش رہی گویا کر رہا ہوں۔ اس شخص کی کوئی رائے نہیں جس نے مجھ سے کنارہ کشی کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی جان کا ڈر نہ تھا بلکہ جاہلوں کے غلبہ اور گمراہی کے تسلط کا اندیشہ تھا۔ آج ہم دونوں حق و باطل کے راستہ پر کھڑے ہیں (ہم حق پر دشمن باطل پر) جو پانی سے مطمئن ہو وہ پیاسا نہیں رہتا۔

لہ یہ خطبہ آپؑ نے طلحہ و زبیر کی زندگی میں اور بقولے ان کی موت کے بعد ارشاد فرمایا ہے۔

؎۲ اس خطبہ میں آپ نے ورد حضور ختمی مرتبتؐ اور اپنی ان مساعی کو یاد دلایا ہے جن کی بدولت کفر و شرک کے آغوش پروردہ ضلالت و گمراہی سے نجات پا کر شمع ہدایت کے گرد جمع ہو کر شرفِ ہدایت حاصل کر سکے۔ اس کے باوجود حق کی حقیقت سمجھنے سے محروم رہے اور آنحضرت صلعم کی ہدایت سے فائدہ نہ اٹھا سکے اس لئے آپ نے بددعا دی ہے کہ ایسے کان تو اس قابل ہیں کہ بہرے ہو جائیں اور ارباب معرفت کو استقلال و ثبات قدم کی دعا دی ہے۔

؎۳ مَا زِلْتُ اَنْتَظِرُ بِكُمْ :۔ امیرالمومنینؑ کو اپنی فراست بلکہ علم امامت سے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ غدار ہیں اور غداری کریں گے مگر چونکہ بظاہر مدعی اسلام رہے اس لئے ان سے وہ برتاؤ نہیں کیا جا سکتا تھا جو دشمنان اسلام سے کرنا چاہئے۔

اس لئے جب ایک دوسرے سے مل کر اس فکر میں تھے کہ راہِ نجات مل جائے مگر ان کا کوئی رہبر نہ تھا کنوئیں کھودتے پھرتے تھے مگر ہدایت کا پانی نہیں ملتا تھا میں نے جادۂ حق پر قدم رکھ کر ان کی رہبری کی اگر وہ اس خداداد پانی کو محفوظ رکھتے تو کبھی پیاسے نہ ہوتے میرا بیان تو وہ ہے جو دنیا جانتی ہے مگر حالات کے پیش نظر اس طرح خاموش رہا جیسے بولنا ہی نہ آتا ہو آج صاف کہے دیتا ہوں کہ جو مجھ سے پھرا وہ حق سے پھر گیا میں نے تو ابن خلقت کے روزِ اوّل سے حق کو دیکھ لیا تھا اور جب سے دیکھا ہے پھر کبھی شک قریب نہیں آسکا۔ میرا حال تو یہ ہے لوکشف الغطاء لما ازددت یقینا (اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو بھی جو یقین اب حاصل ہے اس میں اضافہ نہیں)

؎۴ طلحہ بنی تمیم سے تھے اور حضرت ابوبکر کی دختر سے عقد کی وجہ سے ان کے داماد اور حضرت عائشہؓ کے بہنوئی تھے۔ آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ میں کہا کرتے تھے کہ جب حضور رحلت فرما جائیں گے تو ان کی بیویوں سے ہم عقد کریں گے (شرح ابن ابی الحدید معتزلی)

غالباً اس ذہنیت کی تردید کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ نبی مومنوں کے نفسوں کے حاکم ہیں اور انکی ازواج انکی مائیں ہیں۔

اس لئے وہ یہ نہ کر سکے مگر حضورؐ کی چار ازواج کی بہنوں سے عقد کر لیا (معارف صـ۲۳۰) یعنی ام کلثوم بنت ابی بکر خواہر عائشہ، حمنہ بنت جحش خواہر زینب، فارعہ بنت ابی سفیان خواہر ام حبیبہ، رقیہ بنت ابی امیہ خواہر ام سلمہ سے۔ ان چار بیبیوں کے ذریعہ سے وہ آنحضرت صلعم کے ہم زلف بنے اس لئے وہ اپنے آپ کو حقدار خلافت سمجھتے تھے چنانچہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے جنگ جمل کا تانا بانا کھڑا کرنے پر فرمایا ہے:۔

واللہ ما انکروا علی شیئاً منکراً ولا استأثرت بمال ولا ملت بھوی وانھم یطلبون حقا ترکوہ ودما سفکوہ۔

خدا کی قسم یہ جنگ جمل کی آگ بھڑکانے والے اس لئے مجھ سے برافروختہ نہیں کہ میں نے کوئی غلطی کی ہے نہ اس لئے کہ میں نے کسی کا مال لیا ہے اور نہ اس لئے کہ میں نے خواہش نفس کی پیروی کی ہے بلکہ انہوں نے میری مخالفت پر اس لئے کمر باندھی ہے کہ وہ اس حق کو چاہتے ہیں جسے خود چھوڑ چکے ہیں اور اس خون کا مطالبہ کر رہے ہیں جسے خود بہا چکے ہیں۔

وما تبعۃ عثمان الا عندھم وانھم لھم الفئۃ الباغیۃ بایعونی ونکثوا بیعتی۔

اور عثمان کے قاتل انہی کے پاس ہیں اور یقیناً وہی باغیوں کا گروہ ہے انہوں نے خود میری بیعت کی اور خود ہی توڑ ڈالی۔

واللہ ان طلحۃ والزبیر وعائشۃ

خدا کی قسم طلحہ، زبیر و عائشہ خوب جانتے ہیں کہ میں حق پر ہوں

ییعلمون انی علی الحق وانہم مبطلون — اور وہ باطل پر ہیں (صرف عوام کو گمراہ کیا جارہا ہے)

(استیعاب علامہ ابن عبدالبر ج ۲ صہ ۲۲۲ طبع مصر)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ خطبہ طلحہ و زبیر کی زندگی میں جنگ کے شروع میں ارشاد فرمایا ہے۔

مروان جنگ میں میں طلحہ کے ساتھ تھا جب جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو مروان نے طلحہ کو تیر مار کر کہا کہ بس آج کے بعد خون عثمان کا مطالبہ نہ کرونگا۔ (استیعاب ج ۲ صہ ۲۲۳) کیوں کہ میں نے تیرے باپ کے قاتل قتل کر دیئے ہیں (استیعاب ج ۲ صہ ۲۲۳)

شہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال دے کر یہ فرمایا ہے کہ جیسے جادوگروں کے سانپ دیکھ کر موسیٰ کو اپنی جان کا اندیشہ نہ تھا بلکہ یہ اندیشہ تھا کہ کہیں یہ حال دیکھ کر عوام فرعون کے پھندے میں نہ آجائیں اس لئے خداوند عالم نے فرمایا ہے:۔

لا تخف انک انت الاعلیٰ — ڈرو نہیں تم ہی غالب ہوگے۔

سی طرح مجھے اپنی جان کی فکر نہیں صرف یہ اندیشہ ہے کہ باطل کے ساتھ یہ ہجوم دیکھ کر عوام گمراہ نہ ہوجائیں۔

ساتواں خطبہ

وفات رسولؐ کے بعد عباس اور ابوسفیان سے فرمایا

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَيُّهَا النَّاسُ شُقُّوا أَمْوَاجَ الْفِتَنِ بِسُفُنِ النَّجَاةِ وَعَرِّجُوا عَنْ طَرِيقِ الْمُنَافَرَةِ وَضَعُوا تِيجَانَ الْمُفَاخَرَةِ. فَلَحَ مَنْ نَهَضَ بِجَنَاحٍ أَوِ اسْتَسْلَمَ فَأَرَاحَ هَذَا مَاءٌ آجِنٌ وَلُقْمَةٌ يَغَصُّ بِهَا آكِلُهَا. وَمُجْتَنِي الثَّمَرَةِ لِغَيْرِ وَقْتِ إِينَاعِهَا كَالزَّارِعِ بِغَيْرِ أَرْضِهِ

اے لوگو! نجات کی کشتیوں کے ذریعہ فتنوں کی موجوں کو چیر کر پار ہو جاؤ۔ منافرت کی راہ سے اپنا رخ موڑ لو۔ فخر و مباہات کے تاجوں کو سروں سے اتار کر زمین پر پھینک دو۔

وہ شخص کامیاب ہے جو پر و بال (مددگاروں) کیساتھ اٹھے جب مددگار نہ ہوں تو جھگڑے سے کنارہ کش ہو کر مخلوق کو (بدامنی سے) راحت میں رکھے۔

یہ (خلافت کیلئے کھڑا ہونا) گندا پانی اور ایسا لقمہ ہے جس کے کھانے والے کو اچھو ہو جاتا ہے اور پکنے سے پہلے پھل توڑنے والا ایسا ہی ہے جیسے غیر کی زمین پر کھیتی کر رہا ہو۔

فَإِنْ أَقُلْ يَقُولُوا حَرَصَ عَلَى الْمُلْكِ وَإِنْ أَسْكُتْ يَقُولُوا جَزِعَ مِنَ الْمَوْتِ هَيْهَاتَ بَعْدَ اللَّتَيَّا وَالَّتِي وَاللَّهِ لَابْنُ أَبِي طَالِبٍ آنَسُ بِالْمَوْتِ مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْيِ أُمِّهِ. بَلِ انْدَمَجْتُ عَلَى مَكْنُونِ عِلْمٍ لَوْ بُحْتُ بِهِ لَاضْطَرَبْتُمُ اضْطِرَابَ الْأَرْشِيَةِ فِي الطَّوِيِّ الْبَعِيدَةِ

(اب) اگر کچھ بولوں تو لوگ کہیں گے کہ سلطنت کی حرص ہے اور اگر چپ رہوں تو ایسے لوگ (بھی ہیں جو) کہیں گے کہ موت سے ڈر گئے افسوس جب یہ ہر ایک نشیب و فراز دیکھ چکا ہوں اب یہ بات میرے سامنے ہے۔

خدا کی قسم ابوطالب کا بیٹا موت سے اس سے بھی زیادہ مانوس ہے جتنا کہ بچہ اپنی ماں کے پستان سے مانوس ہوتا ہے۔

(یہ بات نہیں) بلکہ میں ایسے پوشیدہ علم کا رازدار ہوں کہ اگر اسے ظاہر کر دوں تو تم لوگ کانپ اٹھو گے جیسے گہرے کنوئیں میں رسیاں کانپتی اور لرزتی ہیں۔

ؐ۱ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے رحلت فرمائی تو ابوسفیان مدینہ میں موجود نہ تھا۔ واپس آ رہا تھا راستہ میں اس درد انگیز واقعہ سے مطلع ہوا اور یہ بھی خبر ملی کہ لوگوں نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے فوراً عباس بن عبدالمطلب کے پاس پہنچ کر کہنے لگا کیا تدبیر ہو کہ خلافت کو بنی ہاشم کے بجائے ایک تیمی کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ چلو علی بن ابیطالب کے پاس چل کر درخواست کریں کہ اب گوشہ تنہائی میں بیٹھنے کا وقت نہیں ہے عباس کو ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کے کہنے لگا آپ ہاتھ بڑھائیں میں بیعت کرتا ہوں اور اگر کسی نے مخالفت کی تو مدینہ کی گلی کوچوں کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا۔ اس موقعہ پر اگر کوئی حکومت و سلطنت کا حریص ہوتا تو اس پیشکش پر اٹھ کھڑا ہوتا مگر آپ خوب سمجھ رہے تھے کہ اس کے یہ ذاتی عزائم …

بلکہ وہ اسلام کی مدد میں نہیں بلکہ قبائلی تعصب کی آگ بھڑکا کر اسلام کی بربادی کا تماشا دیکھنا چاہتے تھے اگر شرک کی حالت میں اسلام کو برباد نہ کر سکا تو اب مسلمانوں میں نسلی و قبائلی امتیازات کو ہوا دے کر ایسی آگ بھڑکا دے جو کبھی فرو نہ ہو سکے۔ وہ نعرۂ اسلام بر پشت کفر ہے اگرچہ اس لئے آپ نے سختی سے اسے جھڑک دیا اور فرمایا کہ:

کشتی نجات پر سوار ہو کر فتنوں کی موجوں کو چیر کر پار چلے جاؤ اس وقت میرے لئے دو ہی راستے ہیں ایک یہ کہ اپنا حق حاصل کرنے کیلئے میدان میں اتر آؤں۔ دوسرے یہ کہ اپنے حق سے دست بردار ہو جاؤں اور دونوں ناممکن ہیں اس لئے کہ میدانِ جنگ کے لئے معاون و انصار کی ضرورت ہے جو ناپید ہے اور اپنے اس حق سے دست برداری جو قدرت نے مرحمت فرمایا ہے جائز نہیں۔ پس اب یہی صورت ہے کہ اپنے اصول پر قائم رہ کر اس وقت کا انتظار کروں جب حالات مساعد ہوں۔ آپ نے من وعن وہی طریقہ اختیار کیا جو مکہ معظمہ میں رسول پاک نے اختیار فرمایا تھا۔

آپ کو معلوم تھا کہ اگر آج مدینہ میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو ملک کا کوئی گوشہ اس سے محفوظ نہ رہ سکے گا اور اس وقت تک فرو نہ ہوگی جب تک دو فرد موجود ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا یہ کہے گی کہ علی مرتضیٰ کو بھی حکومت و امارت دنیا کی طمع تھی اور چپ رہوں تو کہیں گے کہ موت سے ڈر گئے بھلا جو تلواروں سے کھیل کر جوان ہوا اور جس کی بے جگری کی بدولت اسلام کا ہر معرکہ سر ہوا ہو وہ موت سے ڈر سکتا ہے۔

٢ آپ نے خلافت کو گندے پانی اور گلے میں پھنس جانیوالے لقمہ سے تشبیہ دے کر آنے والے زمانہ کی خبر دی ہے کہ جو بھی زبردستی چھین کر یہ لقمہ منہ میں رکھے گا یہ لقمہ اس کے گلے میں ایسا پھنس جائے گا کہ نہ اگلتے بنے نہ نگلتے بنے اور یہی نتیجہ نکلا کہ جو خلیفہ بن بیٹھے تھے دین کا حفظ ان کے بس میں نہ تھا اس لئے کہ خود بے خبر تھے اور سربلندی کے شوق میں اسے چھوڑنے کی جرأت نہ تھی آخر اسلام کے تہتر فرقوں کی بنیاد رکھ کر چلے گئے اور مسلمان دینی و دنیوی ترقی و فروغ کے بجائے خانہ جنگی میں مصروف ہیں اور رہیں گے۔

٣ میری خاموشی کی وجہ وہ علم ہے جو بطور راز قدرت نے ودیعت فرمایا ہے اور وہ وصیت ہے جو رسول اکرم نے کی تھی تمہارے ظرفِ دل میں اتنی وسعت نہیں کہ اسے برداشت کر سکو۔ آنے والا وقت خود بتلائے گا اور میری خاموشی کا راز تمہاری سمجھ میں آ جائے گا جب تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ دولت دنیا کے حریص تخت خلافت پر قدم رکھ کر اسلام کو تباہ و برباد کر دیں گے۔

٤ بچہ کو پستانِ مادر سے ضرور محبت ہوتی ہے مگر ایک مدت تک لیکن مجھے موت سے دائمی محبت ہے اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ خدا سے ملاقات کا بہترین ذریعہ ہے اسی لئے آپ نے جنگ جمل میں اپنے فرزند سے فرمایا تھا

یا بنیّ ان اباک لا یبالی اوقع علی — میرے پیارے بیٹے تیرے باپ کو یہ پرواہ نہیں

الموت ام وقعت الموت علیہ — وہ موت پر جا پڑے یا موت اس پر آ پڑے

اور ان کے پوتے حضرت علی اکبر علیہ السلام کو سفر عراق کی راہ میں جب باپ سے یہ جواب ملتا ہے کہ ہم حق پر ہیں تو یہ ارشاد ہوتا ہے

اذاً لا نبالی بالموت — جب ہم حق پر ہیں تو ہمیں مرنے کی پرواہ نہیں۔

اور دوسرے پوتے حضرت قاسم علیہ السلام اپنے چچا حضرت امام حسین علیہ السلام کے اس سوال پر کہ

کیف الموت عندک — تمہارے نزدیک موت کیسی ہے

یہ جواب دیتے ہیں

الموت عندی احلی من العسل میرے نزدیک موت شہد سے زیادہ شیریں ہے اس گھر کے چھوٹے بڑے سب کا حال ایک، راہ ایک، اور کردار ایک تھا۔

آٹھواں خطبہ

امام علیہ السلام کا کلام جب آپؑ کو مشورہ دیا گیا کہ آپؑ طلحہ و زبیر کا پیچھا نہ کریں اور ان سے جنگ کی نہ ٹھان لیں

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَاللّٰهِ لَا أَكُونُ كَالضَّبُعِ تَنَامُ عَلَى طُولِ اللَّدْمِ حَتّٰى يَصِلَ إِلَيْهَا طَالِبُهَا وَيَخْتِلَهَا رَاصِدُهَا۔

خدا کی قسم اب میں اس بجو کی طرح خاموش نہ بیٹھوں گا جو مسلسل تھپتھپایا جاتا ہے کہ وہ سو جائے تا کہ اس کا طلبگار پہنچ جائے اور دھوکا دے کر اچانک اس پر قابو پالے۔

وَلٰكِنِّي أَضْرِبُ بِالْمُقْبِلِ إِلَى الْحَقِّ الْمُدْبِرَ عَنْهُ وَبِالسَّامِعِ الْمُطِيعِ الْعَاصِيَ الْمُرِيبَ أَبَدًا حَتّٰى يَأْتِيَ عَلَيَّ يَوْمِي۔

بلکہ میں حق کی طرف بڑھنے والوں اور گوش بر آواز اطاعت شعاروں کو ساتھ لیکر حق سے پیٹھ پھیرنے والے نافرمانوں پر جو شک میں مبتلا ہیں ہمیشہ اپنی تلوار چلاتا رہوں گا یہاں تک کہ میری موت کا دن آ جائے۔

فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ مَدْفُوعًا عَنْ حَقِّي مُسْتَأْثَرًا عَلَيَّ مُنْذُ قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَوْمِ النَّاسِ هٰذَا۔

پس خدا کی قسم جس دن سے خدا نے اپنے رسولؐ کو دنیا سے اٹھا لیا میں برابر اپنے حق سے محروم کیا جاتا رہا ہوں اور دوسرے کو مجھ پہ مقدم کیا جاتا رہا ہے آج (جنگ جمل کے دن) تک جب لوگ جنگ کے لئے آمادہ ہیں۔

---

۱ جب عثمان قتل ہوئے تو حضرت عائشہ مکہ معظمہ آئی ہوئی تھیں جب مکہ سے روانہ ہو کر واپس ہونے لگیں تو راہ میں ایک شخص نے خبر دی کہ عثمان قتل ہو گئے پوچھا اب کون خلیفہ مقرر ہوا کہا علی ابن ابیطالب۔ اتنے میں طلحہ و زبیر بھی مدینہ سے روانہ ہو کر پہنچ گئے۔ انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا یہ سن کر حضرت مکہ واپس گئیں اور سب نے صلاح مشورہ کر کے بصرہ پہ حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور تین ہزار کا لشکر تیار کر کے بصرہ روانہ ہو گئے۔

۲ جب حضرت عائشہ ادھر کی طرف جا رہی تھیں تو راہ میں مغیرہ بن شعبہ مل گئے اور پوچھنے لگے اے ام المومنینؓ کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا بصرہ کا۔ پوچھا وہاں کیا کریں گی؟ فرمایا خون عثمان کا بدلہ لوں گی مغیرہ نے کہا عثمان کے قاتل تو یہ ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں پھر مروان بن حکم کی طرف رخ کر کے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ کیا ارادہ ہے۔ کہا خون عثمان کا بدلہ لینے بصرہ جا رہا ہوں۔ مغیرہ نے کہا کہ قاتل خود تمہارے ہمراہ ہیں۔ طلحہ و زبیر ان دونوں نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ یہ چاہتے تھے کہ حکومت ہمارے ہاتھ میں آ جائے جب کامیاب نہ ہوئے تو یوں بات بنائی کہ خون کو خون سے دھوئیں گے اور گناہ کو توبہ سے بدلیں گے۔ اے گروہ مردم یہی بہتر ہے کہ یہیں سے لوٹ جاؤ اس وقت جو تمہیں لشکر میں وہ عثمان کے قاتل ہیں (الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ صفحہ ۵۶)

۳ یہ خطبہ آپ نے اس وقت ارشاد فرمایا جب حضرت عائشہ کی بصرہ کی طرف روانگی سن کر آپؑ نے عراق کا عزم کیا تو کچھ لوگوں نے آپؑ سے عرض کی کہ دشمنوں کی کثرت ہے اس لئے آپؑ کی جان کا خطرہ ہے کیوں نہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں وہ جو چاہیں کریں آپؑ نے فرمایا کہ میں بجو کی مانند نہیں ہوں جس کا شکار

نواں خطبہ

منافقوں کی حالت کا منظر

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِتَّخَذُوا الشَّيْطَانَ لِأَمْرِهِمْ مِلَاكًا وَاتَّخَذَهُمْ لَهُ أَشْرَاكًا

فَبَاضَ وَفَرَّخَ فِي صُدُورِهِمْ وَدَبَّ وَدَرَجَ فِي حُجُورِهِمْ.

فَنَظَرَ بِأَعْيُنِهِمْ وَنَطَقَ بِأَلْسِنَتِهِمْ فَرَكِبَ بِهِمُ الزَّلَلَ وَزَيَّنَ لَهُمُ الْخَطَلَ فِعْلَ مَنْ قَدْ شَرِكَهُ الشَّيْطَانُ فِي سُلْطَانِهِ وَنَطَقَ بِالْبَاطِلِ عَلَى لِسَانِهِ.

ان لوگوں نے اپنے ہر کام میں شیطان پر دار و مدار رکھا ہے اور اس نے انہیں اپنا آلہ کار بنا لیا ہے۔

پس اس نے ان سینوں (دلوں) میں انڈے بچے (وسوسے) دیئے (تو) ان کی گود میں رینگے۔ چلے پھرے، بڑھے اور جوان ہوئے۔

(وہ ایسا گھل مل گیا کہ) ان کی آنکھوں سے دیکھنے لگا اور ان کی زبانوں سے بولنے لگا پس شیطان نے انہیں لغزشوں پر آمادہ کر دیا اور عیوب کو سنوار دیا (ان کے کام ویسے ہی ہیں) جیسے وہ شخص جسے شیطان نے اپنے تسلط میں شریک کر لیا ہو اور جس کی زبان سے وہ باطل کا پرچار کر رہا ہو۔

---

[1] منافقین کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بظاہر مسلمان ہیں لیکن درحقیقت یہ شیطان کے معین و مددگار ہیں شیطان نے ان سے تعلقات اس قدر وسیع کر لئے ہیں کہ اب ان کا دل اس کا آشیانہ ہیں۔ یہیں وہ انڈے بچے دیتا ہے جو ان کی گودوں میں پلتے، بڑھتے، جوان ہو کر اس کے کام انجام دیتے ہیں۔ یہ اور شیطان اس طرح آپس میں ایک ہو گئے ہیں کہ اب ان کی آنکھیں اس کی آنکھیں، اور ان کی زبان اس کی زبان ہے وہ ان کی آنکھوں سے دیکھتا اور ان کی زبان سے بولتا ہے۔ یہ منافقین اور شیطان اس طرح یک جان ہو گئے ہیں کہ اب ان کا قول اس کا قول، اور ان کا فعل اس کا فعل ہے وہ انہیں جدھر لے جاتا ہے یہ چلے جاتے ہیں۔ اس نے ان کے سامنے برے سے برے فعل کو اس طرح آراستہ و پیراستہ کر دیا ہے کہ انہیں اب وہی اچھے معلوم ہوتے ہیں یہاں تک کہ اب یہ شیطان کے ہر کام میں شریک اور اس کے مددگار ہیں اور وہ جس قدر گمراہی پھیلاتا ہے انہی کی زبان سے پھیلاتا ہے۔

دسواں خطبہ

آپ کا کلام مقتضائے حال کے مطابق زبیر کے متعلق

وَمِنْ کَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَزْعُمُ أَنَّهُ قَدْ بَايَعَ بِيَدِهِ وَلَمْ يُبَايِعْ بِقَلْبِهِ.

وہ زبیر یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہاتھ سے بیعت کی ہے دل سے نہیں کی۔

فَقَدْ أَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ وَادَّعَى الْوَلِيجَةَ فَلْيَأْتِ عَلَيْهَا بِأَمْرٍ يُعْرَفُ وَإِلَّا فَلْيَدْخُلْ فِيمَا خَرَجَ مِنْهُ.

تو اب انہوں نے بیعت کا تو اقرار کر ہی لیا۔ البتہ یہ دعویٰ ہے کہ دل سے کھوٹ تھا تو انہیں چاہیئے کہ کھلی ہوئی دلیل پیش کریں ورنہ جس بیعت سے منحرف ہوئے ہیں اس میں پھر داخل ہو جائیں۔

۱۔ زبیر کا نسب یہ ہے زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ انکی ماں صفیہ بنت عبد المطلب تھیں جو آنحضرت کی پھوپھی تھیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے علی کی بیعت ظاہرداری سے کی تھی دل سے نہیں کی۔ اس کی رد میں امیر المومنین نے یہ استدلال پیش فرمایا کہ ظاہری بیعت کا انہیں اقرار ہے اور دل کا کوئی گواہ نہیں ہو سکتا جسے شہادت میں پیش کیا جائے۔

۲۔ علامہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ جب زبیر بیعت کر رہے تھے تو امیر المومنین نے فرمایا تھا کہ زبیر میں ڈرتا ہوں کہ تم کہیں بیعت توڑ نہ دو۔ زبیر نے جواب دیا تھا کہ آپ مطمئن رہیں ہم ایسا کبھی نہیں کریں گے کہ آپ کی بیعت توڑ ڈالیں فرمایا کہ خدا تمہارے اس قول پر شاہد اور کفیل ہے۔

۳۔ واقعہ یہ ہے کہ امیر المومنین نے بیعت کے بعد معاویہ کو خط لکھا کہ لوگوں نے مشورہ کر کے میری بیعت کر لی ہے لہٰذا جب تمہیں میرا خط ملے تو تم بھی لوگوں سے میری بیعت لو اور قبل اس کے کہ تم میرے پاس آؤ اشراف اہل شام کا ایک وفد میرے پاس بھیج دو۔

یہ خط پڑھ کر معاویہ نے بنی عمیس کے ایک آدمی کے ہمراہ ایک خط زبیر کو روانہ کیا جس کا ماحصل یہ تھا اما بعد تمہارے لئے اہل شام سے بیعت لی جا چکی ہے اور سب نے اس کی توثیق کی ہے بصرہ کوفہ اور بصرہ کا خیال رکھنا تم سے پہلے ان پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا قبضہ نہ ہونے پائے کیونکہ ان دو شہروں کے بعد کچھ بھی نہیں رہتا [illegible] بعد طلحہ کی بیعت ہے [illegible] خون عثمان کا [illegible] لوگوں کو دعوت دو اور [illegible] کوشش کرو خدا تمہیں [illegible] اور تمہارے دشمن کو ناکام کرے

معاویہ کا یہ خط پڑھ کر زبیر پھولے نہیں سماتے تھے فوراً طلحہ کو یہ خط سنایا [illegible] بعد دونوں امیر المومنین کے پاس آئے [illegible] دشمن [illegible] اپنے [illegible]

[illegible] آپ [illegible] خلافت [illegible] آپ نے فرمایا کہ [illegible]

[illegible] مجھے سوچنے کا موقع دو [illegible] مجھے اس [illegible] نہیں [illegible] جس [illegible] دل [illegible] جس [illegible] اعتماد نہ ہو۔ یہ سن کر یہ لوگ مایوس ہو گئے۔

[illegible] آپ نے فرمایا [illegible]

گیارہواں خطبہ

اصحابِ جمل دشمنوں کی دھمکیاں

وَقَدْ أَرْعَدُوا وَأَبْرَقُوا، وَمَعَ هٰذَيْنِ الْأَمْرَيْنِ الْفَشَلُ، وَلَسْنَا نُرْعِدُ حَتّٰى نُوقِعَ، وَلَا نُسِيلُ حَتّٰى نُمْطِرَ۔

یہ لوگ گرجے بھی اور چمکے بھی لیکن گرجنے اور چمکنے کے باوجود بزدلی دکھائی۔ مگر ہم جب تک دشمن پر ٹوٹ نہیں پڑتے گرجتے نہیں اور جب تک برستے نہیں تب تک بہتے نہیں۔

بارہواں خطبہ

معاویہ اور اُن کے لشکر کی حالت

أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ جَمَعَ حِزْبَهُ وَاسْتَجْلَبَ خَيْلَهُ وَرَجِلَهُ وَإِنَّ مَعِيَ لَبَصِيرَتِي مَا لَبَّسْتُ عَلٰى نَفْسِي وَلَا لُبِّسَ عَلَيَّ۔
وَايْمُ اللّٰهِ لَأُفْرِطَنَّ لَهُمْ حَوْضًا أَنَا مَاتِحُهُ لَا يَصْدُرُونَ عَنْهُ وَلَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ۔

ہوشیار ہو جاؤ شیطان نے اپنا گروہ جمع کر لیا ہے اور اپنے سوار اور پیادے سمیٹ لئے ہیں۔ اور میرے ساتھ تو میری دینی بصیرت ہے نہ کبھی میرے نفس نے مجھے دھوکا دیا اور نہ کبھی میں شک و شبہ میں مبتلا ہوا۔
اور خدا کی قسم میں (معاویہ) والوں کے لئے جنگ کا، ایسا حوض چھلکا دوں گا اور میں ہی اس کا الچنے والا ہوں گا کہ نہ یہ لوگ سیراب ہو کر اس سے نکل سکیں گے اور نہ اس کی طرف پلٹ سکیں گے۔

لہ جب طلحہ و زبیر بیعت توڑ کر عائشہ کے ہمراہ بصرہ روانہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر طلحہ و زبیر وغیرہ معاویہ کے اکسانے پر میدان میں آگئے ہیں تو کچھ پرواہ نہیں میرے ساتھ دینی بصیرت ہے میں ان کے لئے جنگ کا ایسا حوض (لشکر) تیار کروں گا کہ جو اس میں آ جائے وہ بچ کر نہ جا سکے، اور جو بچا جائے وہ پھر واپس آنے کی جرأت نہ کر سکے۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ اس خطبہ میں "شیطان" سے مراد شیطان حقیقی بھی لیا جا سکتا ہے اور معاویہ بھی۔

رکھتے ہیں جب دونوں رومی داخل دربار ہوئے تو معاویہ نے قیس بن سعد کو بلوایا اس نے پاجامہ اتار کر اس رومی طویل القامت کو پہنایا تو اس کے ناف سے اوپر رہا۔ لوگوں نے کہا کہ دوسرا پاجامہ پہنا دیتے یہ پاجامہ اتار کر کیوں پہنایا تو اس نے جواب دیا:

اردت لکیما یعلم الناس انہا ۔۔۔ سراویل قیس والوفود شہود

میں نے چاہا کہ آنے والے وفود کے روبرو سب دیکھ لیں کہ یہ پاجامہ قیس کا ہے یہ نہ کہیں کہ یہ قوم عاد کا پاجامہ ہے۔

اس کے بعد معاویہ نے محمد حنفیہ سے اپنی خواہش بیان کی آپ نے فرمایا تو یہ بیٹھ جائے اور میں اسے اٹھا لوں ورنہ میں بیٹھ جاؤں اور یہ مجھے اٹھائے ورنہ مجھے اپنی طاقت سے بٹھا دے اور یا میں اسے بٹھا دوں اس نے بیٹھنا ہی پسند کیا۔ محمد حنفیہ نے ایک ہی جھٹکے سے اٹھا دیا۔ رومی نے آپ کو بٹھانے کی بڑی کوشش کی مگر نہ بٹھا سکا آخر اس نے کہا آپ بیٹھیں میں اٹھاؤں گا آپ بیٹھ گئے اس نے پوری کوشش کی مگر آپ کو جنبش نہ دے سکا اور دونوں رومی شرمندہ ہو کر اپنے ملک میں واپس گئے۔

جنگ جمل میں امیرالمومنینؑ نے علم لشکر انکے ہاتھ میں دے کر ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ہاں بیٹا پہاڑ ہل جائیں مگر تمہارے قدموں میں جنبش نہ آنے پائے۔ دانتوں کو بھینچ لو اس سے رگوں میں تناؤ آجاتا ہے اور دشمن کا وار اچٹ جاتا ہے۔ یہ فرما کر کہ اپنا کاسہ سر خدا کو عاریت دیدو بیٹے کو خبر دی ہے کہ عاریت ہمیشہ واپس مل جاتی ہے تم قتل نہیں ہو سکتے۔ تِدْ [illegible] ہے وَتَد کھونٹا یا میخ کو کہتے ہیں یعنی میخ کی طرح قدم زمین میں گاڑ دو اگر تمہاری نظر لشکر کی پہلی صف پر رہی تو پچھلی صفوں سے بے خبر رہو گے اس لئے تمہاری نظر آخری صف پر رہے تاکہ دشمن کی ساری فوج کا جائزہ بھی لیتے رہو اور اندازہ بھی رہے کہ وہاں پہنچ کر دم لیں گے اس وقت آنکھیں بند رکھو یعنی پرواہ نہ کرو کہ دشمن کی تعداد یا سامان حرب بہت ہے۔ اس لئے کہ نصرت و مدد خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

یہ وہی جنگ جمل ہے جس کی فتح کا سہرا محمد حنفیہ کے سر تھا۔ شعراء نے ان کی جرأت مندی اور دلیری کی مدح میں قصیدے نظم کئے ہیں جب کئی مرتبہ حملے کر کے اور فتحیاب ہو کر واپس آئے تو امامؑ نے پھر حکم دیا کہ اور حملہ کرو تو کچھ لوگ کہنے لگے آپ ہر وقت محمد حنفیہ کو حکم دیتے ہیں امام حسنؑ و امام حسینؑ کو نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند ہے اور وہ رسولؐ کے فرزند ہیں۔ وہ میری آنکھیں ہیں اور یہ میرا ہاتھ آنکھ کی حفاظت ہاتھ سے کی جاتی ہے۔

---

۱۴ چودہواں خطبہ

جنگِ جمل میں فتحیابی دیکھ کر ایک صحابی کی تمنا کاش میرا فلاں بھائی بھی شریک ہوتا اور آپکا جواب،

أَهَوَى أَخِيكَ مَعَنَا؟ فَقَالَ نَعَمْ۔ قَالَ فَقَدْ شَهِدَنَا وَلَقَدْ شَهِدَنَا فِي عَسْكَرِنَا هٰذَا أَقْوَامٌ فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ وَأَرْحَامِ النِّسَاءِ سَيَرْعَفُ بِهِمُ الزَّمَانُ وَيَقْوَى بِهِمُ الْإِيمَانُ۔

کیا تیرا بھائی ہمیں دوست رکھتا ہے؟ عرض کیا ایسا ہی ہے۔ فرمایا تو تو سمجھ لے کہ وہ ہم میں موجود تھا اور ایک وہ کیا، ہمارے اس لشکر میں تو وہ لوگ بھی موجود تھے جو مردوں کے صلب[۱] اور عورتوں کے رحم میں ہیں عنقریب زمانہ انہیں ظاہر کریگا اور ان سے ایمان کو قوت پہنچیگی

---

۱ قانون قرآن کا تقاضہ بھی یہی ہے اور اس حدیث کا منشا بھی یہی ہے جو متواتر ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ کتنے ہی حسین عمل ہوں لیکن اگر نیت بخیر نہیں تو وہ اکارت و اکیہ کا ذہیب۔ ہجرت بہترین عمل ہے بشرطیکہ فی سبیل اللہ اور خدا کے لئے ہو لیکن اگر مال و دولت حاصل کرنے کے لئے ہو تو جیسی نیت ہوگی ویسی جزا و سزا ہوگی۔

اسی مفہوم کیطرف امیرالمومنینؑ نے اشارہ فرمایا ہے کہ جو لوگ کسی مجبوری کیوجہ سے اس جنگ میں شریک نہیں ہو سکے مگر انکی نیت یہ تھی کہ اگر ممکن ہوتا تو حصہ لیتے یا جو نسلیں آئندہ آنیوالی ہیں اور انکی نیت یہ ہوگی کہ اگر ہم موجود ہوتے تو اس عمل خیر میں حصہ لیتے تو وہ بالکل ایسے ہی ہیں کہ گویا وہ شریک رہے ہیں اور اپنی نیت کیمطابق ثواب کے حقدار ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس ارشاد کا مقصد بھی یہی ہے من تذکر مصائبنا کان معنا فی درجتنا یوم القیامۃ جو لوگ ہمارے مصائب کو یاد کریں گے وہ قیامت کے دن ہمارے درجہ میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔ آج بھی مومنین شہداء کربلا علیہم السلام کا ذکر کر کے زیارت میں پڑھتے ہیں یا لیتنا کنا معکم فنفوز فوزاً عظیماً۔ کاش ہم ان کے ساتھ ہوتے اور عظیم درجہ پر فائز ہوتے اگر وہ خلوص نیت سے یہ تمنا کرتے ہیں تو وہ اجرِ عظیم کے مستحق ہونگے۔

۲ جنگ کے بعد امیرالمومنینؑ مقتولین میں سے ہو کے گزرے تو سب سے پہلے کعب قاضی بصرہ پر نظر پڑی۔ حکم دیا کہ انہیں بٹھا دو پھر فرمایا اے کعب تیری ماں پر افسوس ہے تو علم رکھتا تھا کاش تجھے یہ علم فائدہ پہنچاتا مگر شیطان نے تجھے گمراہ کر کے ذلیل کر دیا اور اس قدر جلد جہنم پہنچا دیا۔ پھر طلحہ بن عبداللہ کو بٹھایا گیا اور فرمایا کہ تمہاری گمراہی پر کس قدر افسوس ہے۔

۳ ابوالاسود کہتے ہیں کہ پھر امیرالمومنینؑ مہاجرین و انصار کے ایک گروہ کیساتھ خزانۂ بصرہ پر تشریف لائے جو مال و دولت سے چھلک رہا تھا آپ نے اس پر ایک نظر ڈالی اور حکم دیا کہ فی مجاہد پانچ سو درہم تقسیم کر دیئے جائیں۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم تمام لشکر پر تقسیم کیا گیا تو بالکل پورا اترا۔ نہ ایک درہم کم ہوا نہ زیادہ۔ اسی قدر آپ نے بھی لے لیا اتنے میں ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ اگرچہ میں جنگ میں شامل نہ تھا مگر خدا جانتا ہے کہ میرا دل آپ کے ساتھ تھا آپ نے وہی پانچ سو درہم جو خود لئے تھے اس کے حوالے کر دیئے۔

پندرھواں خُطبہ

اہلِ بصرہ کی مذمت میں

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُنْتُمْ جُنْدَ الْمَرْأَةِ، وَأَتْبَاعَ الْبَهِيمَةِ، رَغَا فَأَجَبْتُمْ، وَعُقِرَ فَهَرَبْتُمْ.

(بصرہ والو) تم ایک عورت (عائشہ) کی فوج اور چوپائے (اونٹ) کے پیرو تھے وہ بلبلایا تو تم نے (اس کی آواز پر) لبیک کہی اور جب زخمی ہوا تو بھاگ نکلے تم پست اخلاق اور عہد شکن ہو۔

أَخْلَاقُكُمْ دِقَاقٌ، وَعَهْدُكُمْ شِقَاقٌ، وَدِينُكُمْ نِفَاقٌ، وَمَاؤُكُمْ زُعَاقٌ، وَالْمُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مُرْتَهَنٌ بِذَنْبِهِ، وَالشَّاخِصُ عَنْكُمْ مُتَدَارَكٌ بِرَحْمَةٍ مِنْ رَبِّهِ.

تمہارے دین کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ تمہارا پانی تلخ شور ہے۔ جو تم میں قیام رکھے وہ اپنے گناہوں میں گرفتار اور جو تم سے دور ہے وہ اپنے رب کی رحمت پالیتا ہے۔

كَأَنِّي بِمَسْجِدِكُمْ كَجُؤْجُؤِ سَفِينَةٍ قَدْ بَعَثَ اللهُ عَلَيْهَا الْعَذَابَ مِنْ فَوْقِهَا وَمِنْ تَحْتِهَا وَغَرِقَ مَنْ فِي ضِمْنِهَا

گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ (سیلاب میں) تمہاری مسجد کشتی کے سینہ کی طرح ابھری ہوئی ہے اور خدا نے تمہارے شہر پر اوپر اور نیچے سے عذاب بھیج دیا ہے اور وہ اپنے باشندوں سمیت غرق آب ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ: وَايْمُ اللهِ لَتَغْرَقَنَّ بَلْدَتُكُمْ حَتَّى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَسْجِدِهَا كَجُؤْجُؤِ سَفِينَةٍ، أَوْ نَعَامَةٍ جَاثِمَةٍ.

دوسری روایت میں ہے۔ خدا کی قسم تمہارا شہر غرق ہو کر رہے گا یہاں تک کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی مسجد کشتی کے سینے کی مانند نظر آ رہی ہے یا گویا زمین پر بیٹھا ہوا شتر مرغ ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ: كَجُؤْجُؤِ طَيْرٍ فِي لُجَّةِ بَحْرٍ.

تیسری روایت میں ہے۔ جیسے گہرے پانی میں پرندہ کا سینہ ابھرا ہوا ہو۔

وَفِي رِوَايَةٍ: بِلَادُكُمْ أَنْتَنُ بِلَادِ اللهِ تُرْبَةً أَقْرَبُهَا مِنَ الْمَاءِ وَأَبْعَدُهَا مِنَ السَّمَاءِ وَبِهَا تِسْعَةُ أَعْشَارِ الشَّرِّ. الْمُحْتَبَسُ فِيهَا بِذَنْبِهِ وَالْخَارِجُ بِعَفْوِ اللهِ.

چوتھی روایت میں ہے۔ (بصرہ والو) تمہارا شہر مٹی کے لحاظ سے سب سے زیادہ گندا اور بدبودار ہے (سمندر کے) پانی سے بہت قریب اور آسمان سے بہت دور ہے شرارت کے دس حصوں میں سے نو حصے یہاں ہیں۔ جو اس میں پھنس گیا وہ اپنے گناہوں میں اسیر ہے اور جو اس سے نکل گیا وہ خدا کی بخشش کا مستحق ہے۔

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَرْيَتِكُمْ هَذِهِ قَدْ طَبَّقَهَا الْمَاءُ حَتَّى مَا يُرَى مِنْهَا إِلَّا شُرَفُ الْمَسْجِدِ

گویا میں تمہاری اس آبادی کو دیکھ رہا ہوں کہ اسے (سیلاب کے) پانی نے اس طرح ڈھانپ لیا ہے کہ مسجد کے کنگروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور وہ

كَأَنَّهُ جُؤْجُؤُ طَيْرٍ فِي لُجَّةِ بَحْرٍ۔ یوں نظر آتے ہیں جیسے پرندہ کا سینہ بیچوں بیچ سمندر میں۔

۱؎ جنگ جمل کے تیسرے دن امیر المومنینؑ نے نماز صبح مسجد جامع بصرہ میں ادا فرمائی نماز کے بعد پہلو سے ٹیک دے کر کھڑے ہو گئے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اہل بصرہ کی کم عقلی اور پست اخلاق کا ذکر فرما کر افسوس ظاہر کیا ہے کہ چند شورش پسندوں کے کہنے پر اپنی باگ دوڑ ایک عورت کے ہاتھ میں دے کر ایک چوپائے (اونٹ) کا اتباع کرتے رہے اور ان لوگوں کا ساتھ دے کر جو بیعت اور عہد و پیمان کے بعد عہد شکنی کر چکے تھے اپنی خباثت نفس کا ثبوت دیتے رہے۔ خطبہ کی ابتدا میں جس عورت کا ذکر ہے وہ عائشہ بنت ابو بکر اور جس چوپائے کا ذکر ہے وہ وہ اونٹ ہے جس کے نام پر یہ جنگ جنگ جمل کے نام سے موسوم ہے۔

۲؎ صاحبان تاریخ سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ حضرت عمر دوسری ازواج نبیؐ کے مقابلہ میں حضرت عائشہ کو دو ہزار درہم زیادہ دیا کرتے تھے۔ وہ حضرت عثمان نے اپنے عہد میں بند کر دیا تھا انہیں بنی امیہ کے پیٹ بھرنے سے فرصت نہیں ملتی تھی جیسا کہ سابق میں ذکر ہو چکا ہے اس وقت سے حضرت عائشہ ان سے نالاں تھیں وہ آنحضرتؐ کی قمیص اور نعلین بلند کر کے دکھاتیں اور کہا کرتی تھیں کہ ابھی رسولؐ کا لباس کہنہ نہیں ہوا کہ عثمان نے شریعت کو تبدیل کر ڈالا۔ حضرت عائشہ کہا کرتی تھیں اقتلوا نعثلا فقد کفر نعثل کو قتل کرو کیونکہ یہ کافر ہو گیا ہے (طبری، ابن عبد ربہ، اعثم کوفی)۔ نعثل کے معنی بڈھے بیوقوف کے ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نعثل ایک یہودی کا نام تھا جس کی ڈاڑھی گھنی تھی چنانچہ حضرت عثمان سے ان کی شباہت کامل بھی ہوئی جب سے حضرت عائشہ نے انہیں یہ لقب دیا اس قدر مشہور ہو گیا کہ مرتے دم تک اس لقب سے یاد کئے جاتے تھے (نہایہ ابن اثیر)۔ جبلہ صحابی رسولؐ نے ان سے خطاب کر کے کہا یا نعثل لانزلن من ھذا المنبر اے نعثل اس منبر سے اتر آؤ (طبری ج۳)۔ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو لوگ نعثل نعثل کہہ کر پتھر مارتے تھے۔

جس وقت حضرت عثمان کا محاصرہ ہونے والا تھا حضرت عائشہ مکہ کے لئے تیار ہو گئیں۔ ان سے مروان بن حکم نے کہا کہ اگر آپ ٹھہر جائیں اور یہ فتنہ فرو کر کے عثمان کو قتل سے بچا لیں تو اس کا ثواب زیارت سے زیادہ ہوگا۔ عائشہ نے جواب دیا کہ اب تو میں نے احرام کا ارادہ کر لیا ہے ورنہ مجھ پر فرض ہو چکا ہے۔ مروان نے جواب میں بطور مثال یہ شعر پڑھا۔

حرق قیس علی البلاد حتی اذا اضطرمت اجما

قیس نے خود ہی شہروں میں آگ بھڑکائی جب بھڑک اٹھی تو الگ ہو گئے۔ عائشہ نے کہا کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں نے عثمان کو بچایا نہیں خدا کی قسم میری دلی تمنا تو یہ ہے کہ عثمان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے طوق کے پھندے میں ڈال لوں پھر اسے لے جا کر دریائے شور میں پھینک دوں۔ مروان نے کہا آخر جو کچھ دل میں تھا وہ ظاہر ہی کر دیا۔ عائشہ نے جواب دیا ایسا ہی ہے یہ کہا اور مکہ کی طرف باگ موڑ دی۔ اتنے میں عبد اللہ بن عباس سامنے آ گئے عائشہ نے کہا اے عبد اللہ خدا نے تمہیں عقل و فضل و فصاحت دی ہے دیکھو ہرگز لوگوں کو اس طاغی (عثمان) کے قتل سے نہ روکنا کیونکہ وہ اپنی قوم پر ویسا ہی منحوس ہے جیسا جنگ بدر میں ابو سفیان اپنی قوم پر منحوس تھا یہ کہہ کر مکہ روانہ ہو گئیں (طبری ج۵، اعثم کوفی)۔ یہ حقیقت و تاریخی سچائی ہے کہ حضرت عائشہ نے واپسی کا ارادہ کر کے مقام سرف تک پہنچی تھیں کہ عبد اللہ بن ابی سلمہ معروف بہ ام کلاب سے ملاقات ہو گئی ان کی زبانی خبر ملی کہ عثمان قتل ہو گئے اور مہاجرین و انصار نے اجماع کر کے علی ابن ابی طالب کی بیعت کر لی ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگیں۔ کاش آسمان زمین پر پھٹ پڑتا اگر تمہارے علی مرتضیٰ کی بیعت ہو گئی ہے مجھے مکہ پہنچا دو عثمان مظلوم قتل ہو گئے ہیں ان کے خون کا انتقام ضرور لوں گی ام کلاب نے کہا آپ کیوں انتقام لیں گی سب سے پہلے جس نے عثمان کے خلاف پروپیگنڈا کیا وہ آپ ہی ہیں آپ ہی تو کہتی تھیں کہ اس نعثل کو قتل کر دو یہ کافر ہو گیا ہے عائشہ نے جواب دیا کہ پہلے ان سے تو

جب امیر المومنین میدان میں پہنچے تو منادی فرمایا کہ خبردار کوئی کسی پر ہاتھ نہ اٹھائے اور نہ لڑائی میں ابتدا کرے پھر طلحہ و زبیر کو بلا کر سمجھایا اور فرمایا
ذرا سوچو تو کہ میں خون عثمان سے کس قدر بری الذمہ ہوں اور کیا تمہاری طرح میں بھی ان کے خلاف کچھ کہتا رہا ہوں جو تم کہتے رہتے ہو کیا میں نے
تمہیں بیعت کرنے پر مجبور کیا تھا یا تم نے اپنی رضامندی سے بیعت کی تھی اس پر طلحہ کچھ چپ ہو گئے مگر زبیر خاموش رہے اس کے بعد آپ نے آواز دی
کون ہے جو قرآن مجید لے کر ان کی طرف فیصلہ کیلئے جائے مگر وہ قتل ہوگا مسلم مجاشعی نے آگے بڑھ کر قرآن مجید لیا اور روانہ ہو گئے ان کا بدن تیروں سے چھلنی
کر دیا گیا پھر عمار یاسر نے جا کر نصیحت کی مگر جواب میں تیروں کا مینہ برستا رہا یہاں تک کہ آپ کی فوج کے کئی مجاہد شہید ہو گئے سب لشکر جواب کیلئے آپ کے حکم
کا بے تابی سے منتظر تھا یہاں تک کہ دشمن نے آپ کی فوج کے میمنہ اور میسرہ دونوں پر حملہ کر دیا۔ فرمایا بس اب حجت تمام ہو گئی۔ محمد بن حنفیہ کو علم دے کر حکم دیا بیٹا
اب حملہ کر دو وہ آگے بڑھے تو تیروں کا مینہ برس رہا تھا وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ فرمایا آگے کیوں نہیں بڑھتے عرض کیا تیروں کی بوچھاڑ سے آگے بڑھنے
کی راہ نہیں فرمایا کہ تیروں اور سنانوں کے اندر گھس کر حملہ کرو محمد حنفیہ نے قدم بڑھایا کچھ تیروں نے آگے نہ بڑھنے دیا آپ نے یہ دیکھ کر علم
ہاتھ میں لے کر آستینیں چڑھائیں اور شیر کی طرح یوں دشمن پر جھپٹے کہ فوج میں تہلکہ مچا دیا۔ ایک جگہ میں صفیں کی صفیں الٹ دیں جب پلٹے تو تلوار ٹیڑھی
ہو چکی تھی گھٹنے پر ٹیک کر سیدھی کی اور پھر روانہ ہو گئے لوگ آوازیں دیتے رہے آپ نے مڑ کر دیکھا نہ جواب دیا اسی طرح تین مرتبہ حملے کئے جن سے فوج تتر بتر
ہو گئی پلٹ کر آئے تو فرمایا بنی هکذا یقاتل بیٹا بہادر یوں جنگ کرتے ہیں۔ یہ فرما کر علم پھر محمد حنفیہ کے حوالے کیا محمد حنفیہ انصار کا ایک
گروہ ہمراہ لے کر جب دشمن کی طرف جھپٹے تو میدان کارزار کو لالہ زار بنا دیا کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیئے۔

دشمن کا گروہ خاص کر بنی ضبہ اونٹ کی حفاظت میں محو تھے جب ایک کٹ کر گرتا تو دوسرا مہار سنبھال لیتا تھا۔ کٹ کٹ کر گر رہے تھے
اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

نحن بنو ضبة اصحاب الجمل   الموت احلی عندنا من العسل

نحن بنو الموت اذا الموت نزل   ننعی ابن عفان باطراف الاسل

ردوا علینا شیخنا ثم بجل

ہمارے نزدیک موت شہد سے زیادہ شیریں ہے ہم بنو ضبہ اونٹ کے اصحاب ہیں ہم موت کے فرزند ہیں جب موت آئے ہم ابن عفان کی منادی
نوک نیزہ سے سناتے ہیں ہمارے سردار کو واپس کر دو اور بس۔

بنی ضبہ کی جہالت اور دین سے بے خبری کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جو مدائنی نے بیان کیا ہے کہ میں نے بصرہ میں ایک آدمی کا کان کٹا ہوا دیکھ
اس سے سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میدان جنگ میں کشتوں کا منظر دیکھ رہا تھا میں نے ایک زخمی کو دیکھا جو سر اٹھاتا ہے اور رکھ دیتا ہے جب
اس کے قریب آیا تو اس کی زبان پر یہ دو شعر تھے۔

لقد اوردتنا حومة الموت امنا   فلم تنصرف الا ونحن رواء

اطعنا بنی تیم لشقوة جدنا   وما تیم الا اعبد واماء

ہماری ماں نے ہمیں موت کے گھیرے میں لا ڈالا اور اس وقت تک پلٹنے کا نام نہ لیا جب تک ہم سیراب نہیں ہو گئے ہم نے
بدقسمتی سے بنی تیم کی اطاعت کر لی حالانکہ ان کے مرد غلام اور ان کی عورتیں کنیزیں ہیں۔

میں نے کہا اب شعر پڑھنے سے کیا حاصل خدا کو یاد کرو اور کلمہ پڑھو اس نے میری طرف تند نظر سے دیکھا اور گالی دے کر کہا کہ تو کلمہ پڑھنے کو

سولہواں خطبہ

اہل بصرہ کی مذمت میں

وَمِن كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَرْضُكُمْ قَرِيبَةٌ مِنَ الْمَاءِ بَعِيدَةٌ مِنَ السَّمَاءِ خَفَّتْ عُقُولُكُمْ وَسَفِهَتْ حُلُومُكُمْ فَأَنْتُمْ غَرَضٌ لِنَابِلٍ. وَأُكْلَةٌ لِآكِلٍ وَفَرِيسَةٌ لِصَائِلٍ.

تمہاری زمین پانی سے بہت نزدیک اور آسمان سے بہت دور ہے تمہاری عقلیں کم اور فہم و فراست حماقت سے بدل گئے ہیں اس لئے تم ہر تیر انداز کا نشانہ ہر کھانے والے کا لقمہ اور ہر شکار کرنے والے کا شکار بن جاتے ہو۔

سترہواں خطبہ

عثمان کی عطا کردہ جاگیریں مسلمانوں کو واپس کر کے فرمایا[1]

وَاللهِ لَوْ وَجَدْتُهُ قَدْ تُزُوِّجَ بِهِ النِّسَاءُ وَمُلِكَ بِهِ الْإِمَاءُ لَرَدَدْتُهُ فَإِنَّ فِي الْعَدْلِ سَعَةً. وَمَنْ ضَاقَ عَلَيْهِ الْعَدْلُ فَالْجَوْرُ عَلَيْهِ أَضْيَقُ.

بخدا اگر مجھے کہیں ایسا مال نظر آتا جس سے عورتیں بیاہی گئی اور اس سے کنیزیں خریدی گئیں تو اسے بھی واپس پلٹا لیتا کیوں کہ عدل و انصاف میں بڑی وسعت ہے اور جو شخص عدل برتنے میں تنگی محسوس کرتا ہے وہ ظلم کی صورت میں زیادہ تنگی محسوس کرے گا۔

---

[1] عثمان کے بارے میں [illegible] کی فراست صحیح ثابت ہوئی کہ بنی امیہ کو یہ [illegible] گے جو مسلمانوں کا [illegible] گے۔ عثمان نے حکومت کی باگ سنبھالتے ہی بنی امیہ یا دوسرے دوستوں کو ہر ولایت کا والی بنا دیا جنہیں نہ دین کا پتہ تھا نہ اس کے احکام و اعمال کا۔ انہیں بغیر کسی حق یا عمل کے بڑی جاگیریں دے دیں۔ [illegible] عثمان کے عہد میں فتح ہوا اس کا تمام خمس مروان کے حوالہ کر دیا مسلمانوں کی مشترک چراگاہیں بنی امیہ کی ملکیت قرار دے دیں جس کی مختصر فہرست گزر چکی ہے ان جاگیروں کو چھین کر حقیقی [illegible] مستحقوں کے سپرد کرنا جو دین حق کے خلاف دی گئی تھیں عین عدل و انصاف تھا۔

اٹھارہواں خطبہ

بیعت خلافت کے بعد

ذِمَّتِي بِمَا أَقُولُ رَهِينَةٌ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ، إِنَّ مَنْ صَرَّحَتْ لَهُ الْعِبَرُ عَمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْمَثُلَاتِ حَجَزَتْهُ التَّقْوَى عَنْ تَقَحُّمِ الشُّبُهَاتِ، أَلَا وَإِنَّ بَلِيَّتَكُمْ قَدْ عَادَتْ كَهَيْئَتِهَا يَوْمَ بَعَثَ اللهُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ. وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَتُبَلْبَلُنَّ بَلْبَلَةً وَلَتُغَرْبَلُنَّ غَرْبَلَةً وَلَتُسَاطُنَّ سَوْطَ الْقِدْرِ حَتَّى يَعُودَ أَسْفَلُكُمْ أَعْلَاكُمْ وَأَعْلَاكُمْ أَسْفَلَكُمْ وَلَيَسْبِقَنَّ سَابِقُونَ كَانُوا قَصَّرُوا وَلَيُقَصِّرَنَّ سَبَّاقُونَ كَانُوا سَبَقُوا. وَاللهِ مَا كَتَمْتُ وَشْمَةً وَلَا كَذَبْتُ كِذْبَةً وَلَقَدْ نُبِّئْتُ بِهَذَا الْمَقَامِ وَهَذَا الْيَوْمِ. أَلَا وَإِنَّ الْخَطَايَا خَيْلٌ شُمُسٌ حُمِلَ عَلَيْهَا أَهْلُهَا وَخُلِعَتْ لُجُمُهَا فَتَقَحَّمَتْ بِهِمْ فِي النَّارِ. أَلَا وَإِنَّ التَّقْوَى مَطَايَا ذُلُلٌ حُمِلَ عَلَيْهَا أَهْلُهَا وَأُعْطُوا أَزِمَّتَهَا فَأَوْرَدَتْهُمُ الْجَنَّةَ.

حَقٌّ وَبَاطِلٌ وَلِكُلٍّ أَهْلٌ فَلَئِنْ أَمِرَ الْبَاطِلُ لَقَدِيماً فَعَلَ وَلَئِنْ قَلَّ الْحَقُّ فَلَرُبَّمَا وَلَعَلَّ وَلَقَلَّمَا أَدْبَرَ شَيْءٌ فَأَقْبَلَ.

میں اپنے قول کا ذمہ دار اور اس کی صحت کا ضامن ہوں جس شخص کو اس کے دیدۂ عبرت نے گذشتہ قوموں کے افعال کے انجام دکھا دیئے ہوں اسے خدا کا خوف شبہوں میں گرنے سے روک لیتا ہے۔

ہوشیار ہو جاؤ تمہارے امتحان پھر اسی طرح پلٹ آئے ہیں جیسے اس دن تھے جب تمہارے نبیؐ کو اللہ نے مبعوث برسالت کیا تھا۔

اس ذات کی قسم جس نے انہیں حق کیساتھ مبعوث فرمایا۔ تم (بُری طرح) تہ و بالا کئے جاؤ گے اور تمہیں اس طرح چھانا جائیگا جیسے کسی چیز کو چھلنی سے چھانا جاتا ہے اور تمہیں اُبلتی ہوئی دیگ کی طرح تلے اوپر کیا جائیگا یہاں تک کہ تمہارے ادنیٰ اعلیٰ اور اعلیٰ ادنیٰ ہو جائیں گے وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے بڑھ جائیں گے جو ہمیشہ آگے رہتے تھے پیچھے ہٹ جائیں گے۔

خدا کی قسم میں نے کوئی بات پردے میں نہیں رکھی اور نہ کبھی حقیقت کے خلاف کہا مجھے اس مقام اور اس دن کی پہلے ہی خبر دی جا چکی تھی۔

یاد رہے کہ خطائیں وہ منہ زور گھوڑے ہیں جن پر خطاکار سوار کئے گئے ہیں اور ان کی باگیں اتار دی گئی ہیں پس وہ اپنے سواروں کو لے کر دوزخ میں جا پڑے اور تقویٰ (خوف خدا) وہ رام کی ہوئی سواریاں ہیں جن پر پرہیزگار سوار کئے گئے ہیں اور انہیں ان کی باگیں سپرد کی گئی ہیں ان سواریوں نے انہیں جنت میں اتار دیا ہے۔

حق و باطل دونوں الگ الگ ہیں حق کے طلبگار بھی ہیں اور باطل کے پرستار بھی پس اگر باطل برسر اقتدار ہو گیا تو انوکھی بات نہیں پہلے بھی اکثر ایسا ہوتا رہا ہے اور اگر حق کے ساتھی کم رہ گئے تو یہ بھی اکثر ہوا ہے اور ہو سکتا ہے کہ حق باطل پر غالب آ جائے اگرچہ ایسا کم ہوتا ہے کہ پیچھے رہ جانے

قعقاع بن مشور ذہلی، ابن بذیفہ، حجار ابن ابجر، عمرو بن حجاج شمر بن ذی الجوشن وغیرہ ستر آدمیوں کی گواہی لکھی گئی۔

ان گواہوں میں طلحہ و زبیر کی اولاد اور قاتلان حسین علیہ السلام کے ناموں سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کن لوگوں کا گروہ تھا۔ (طبری ۶ ص ۱۵۳) کہ یہ خبر سن کر شریح بن ہانی نے معاویہ کو خط روانہ کیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ زیاد نے حجر بن عدی کے خلاف گواہی میں میرا نام بھی درج کیا گیا حالانکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حجر بن عدی نماز، زکوٰۃ، حج و عمرہ کے پابند اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عادی ہیں ان کا خون بہانا حرام ہے یہ میری گواہی ہے اب چاہے انہیں قتل کر دو اور چاہے چھوڑ دو۔

قتل حجر ابن عدی کا اصلی راز یہ ہے وہ خود جلاد نے یہ کہہ کر ظاہر کر دیا تھا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تم علیؑ پر لعنت کرو اور ان سے بیزار ہو جاؤ اگر تم ایسا کرو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے اگر تم نے نہ مانا تو قتل کر دیں گے چنانچہ قبریں کھود دی گئیں۔ کفن حاضر کئے گئے۔ حجر بن عدی مع اپنے ساتھیوں کے رات بھر نماز و عبادت خدا میں مصروف رہے جب صبح کو قتل کا وقت آیا اور قاتل تیار ہو گئے تو حجر بن عدی نے فرمایا کہ اتنی مہلت دو کہ وضو کر کے خدا کی نماز ادا کر لیں نماز ادا کر کے کہنے لگے اتنی مختصر نماز ہم نے آج پہلی مرتبہ پڑھی ہے کہ تم یہ خیال نہ کرو کہ موت سے ڈر گئے ہیں (کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۹۲ طبع مصر۔ طبری ج ۶ ص ۱۵۵)

حجر بن عدی کے ساتھیوں میں سے عبدالرحمٰن بن حسان عنزی کو معاویہ نے بلا کر دریافت کیا تھا کہ تم علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو انہوں نے جواب دیا تھا کہ اس بارے میں نہ پوچھو تو بہتر ہے۔ معاویہ نے کہا میں پوچھ کر رہوں گا۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کثرت سے خدا کو یاد کرنے والوں، حق کے ساتھ حکم کرنے والوں، عدل و انصاف قائم رکھنے والوں، لوگوں کو معاف کرنے والوں میں سے تھے۔ معاویہ نے سوال کیا کہ عثمان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ظلم کا دروازہ کھولا حق کے دروازے بند کئے۔ معاویہ نے کہا کہ تو نے اپنے آپ کو قتل کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا بلکہ تجھے قتل کیا ہے۔ معاویہ نے زیاد کے پاس روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ انہیں بدترین طریقہ سے قتل کرو، زیاد نے زمین کھدوا کر انہیں زندہ دفن کر دیا (کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۹۳)

ص ۲ یہ حقیقت ہے کہ امیرالمومنینؑ کے اکثر خطبوں کا ایک ایک جزو منقول ہو کر منظر عام پر آسکا ہے چنانچہ اس خطبہ کا بھی ایک اہم جزو اس میں شامل نہیں ہے جسے علامہ ابن ادر علامہ ابن ابی الحدید نے مکمل لکھا ہے اور ابن ابی الحدید نے اپنے شیخ ابوعثمان جاحظ کی کتاب "بیان وتبیین" ج ۲ ص ۲۴ طبع مصر سے نقل کیا ہے۔

ص ۳ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے گذشتہ امتوں کی سرتابی اور اس کی وجہ سے ان کی تباہی و بربادی سے عبرت حاصل کی ہے وہ شبہات میں مبتلا ہو کر اپنی عاقبت خراب نہیں کرتے مگر جو لوگ اب بھی اس سے غافل اور بدکرداری میں گرفتار ہیں وہ یقیناً اس کی سزا پا کر رہیں گے وہ امتحان جس کا آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت کفار کی جانب سے مقابلہ کرنا پڑا تھا اب بالکل اسی طرح منافقین کی جانب سے سامنا ہے۔

ص ۴ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان سب حوادث و انقلابات کی مجھے حضور نبی اکرم صلعم نے خبر دے دی تھی اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضورؐ علم غیب جانتے تھے امیرالمومنین علیہ السلام ایک کلام میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بتلا سکتا ہوں کہ آج سے لے کر قیامت تک کس کس ملک کا کون کون حکمران ہوگا؟ کب تک حکومت کرے گا؟ تخت سے اتارا جائے گا؟ یا مارا جائے گا؟ یا اپنی موت مرے گا؟

اس خطبہ کا ایک حصہ

اسرار و حکم

شُغِلَ مَنِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ أَمَامَهُ، سَاعٍ سَرِيعٌ نَجَا، وَطَالِبٌ بَطِيءٌ رَجَا، وَمُقَصِّرٌ فِي النَّارِ هَوَى.

الْيَمِينُ وَالشِّمَالُ مَضَلَّةٌ، وَالطَّرِيقُ الْوُسْطَى هِيَ الْجَادَّةُ، عَلَيْهَا بَاقِي الْكِتَابِ وَآثَارُ النُّبُوَّةِ، وَمِنْهَا مَنْفَذُ السُّنَّةِ، وَإِلَيْهَا مَصِيرُ الْعَاقِبَةِ.

هَلَكَ مَنِ ادَّعَى، وَخَابَ مَنِ افْتَرَى، مَنْ أَبْدَى صَفْحَتَهُ لِلْحَقِّ هَلَكَ، وَكَفَى بِالْمَرْءِ جَهْلاً أَنْ لَا يَعْرِفَ قَدْرَهُ، لَا يَهْلِكُ عَلَى التَّقْوَى سِنْخُ أَصْلٍ، وَلَا يَظْمَأُ عَلَيْهَا زَرْعُ قَوْمٍ.

فَاسْتَتِرُوا فِي بُيُوتِكُمْ، وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ، وَالتَّوْبَةُ مِنْ وَرَائِكُمْ، وَلَا يَحْمَدْ حَامِدٌ إِلَّا رَبَّهُ، وَلَا يَلُمْ لَائِمٌ إِلَّا نَفْسَهُ.

جنت کے لہلہاتے ہوئے باغ، اور دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلے جس کے سامنے ہوں اسے کسی اور بات کا خیال ہی نہیں آتا۔ عمل خیر کے لئے دوڑ پڑنے والے کا بیڑا پار ہے، درسست رفتار کے نجات کی توقع ہے، اور جان کر کوتاہی کرنے والے کو دوزخ میں گرنا ہے۔

داہنے بائیں گمراہی ہے اور درمیانی راہ نجات ہے۔ اس راستہ پر باقی رہنے والی کتاب ضوفگن ہے اور نبوت کے آثار ہیں اس سے سنت رسولؐ کا نفاذ ہوا اور انجام کار اسی کی طرف بازگشت ہے۔

جس نے اس راہ کے سوا دعویٰ کیا وہ برباد ہو گیا جس نے افترا کی وہ ناکامیاب رہا۔ جو حق کے مقابل ہوا وہ تباہ و برباد ہوا۔ انسان کی جہالت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ وہ اپنے رب کو نہ پہچانے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری پر جس کی بنیاد ہو وہ تباہ نہیں ہوتا اور نہ کسی قوم کے عمل کی کھیتی پیاسی رہتی ہے۔

اپنے اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے رہو اور آپس کے جھگڑوں کی اصلاح کر لو اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ توبہ تمہارے آگے آئے گی۔ حمد کرنے والا صرف اپنے پروردگار کی حمد کرے اور ملامت کرنے والا صرف اپنے نفس کی ملامت کرے۔

ف ۱ تقویٰ خوف خدا کے معنی میں ہو یا منگی اور نیاز مندی کے معنی میں یا پاکیزگی نفس کے معنی میں ہر صورت میں یہ وہ پاکیزہ اور مقدس زمین ہے کہ اس پر عمل کے جو باغ لگائے جائیں وہ سرسبز و شاداب اور جو کھیت بوئے جائیں وہ بار آور ہوں گے۔ جیسے ہی بشرطیکہ انہیں استغفار کے پانی سے سینچا جاتا رہے اور حوادث سے محفوظ رہیں اور بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے رہیں کہ وہ رعد و برق جیسے آفات سے محفوظ رکھے اور زراعت کے ضرر کانٹوں اور گھاس وغیرہ سے صاف کرتا رہے۔ یہی حال عمل حسنہ کا ہے بشرطیکہ تقویٰ کی زمین پر ایمان کیساتھ اعمال کی تخم ریزی کی جائے گناہوں سے پرہیز رہے۔ استغفار کا پانی دیتا رہے رذائل و شبہات سے جو بمنزلہ خس و خاشاک ہیں ان سے بچنے کی فکر کرتا رہے تو نتیجہ میں زراعت کامیاب ہو کر رہے گی۔

انیسواں خطبہ

جہل اور جہل مرکب میں فرق

... رجلان: رجل وكله الله إلى نفسه فهو جائر عن قصد السبيل، مشغوف بكلام بدعة ودعاء ضلالة، فهو فتنة لمن افتتن به، ضال عن هدي من كان قبله، مضل لمن اقتدى به في حياته وبعد وفاته، حمال خطايا غيره، رهن بخطيئته.

ورجل قمش جهلاً، موضع في جهال الأمة، عاد في أغباش الفتنة، عم بما في عقد الهدنة، قد سماه أشباه الناس عالماً وليس به.

بكر فاستكثر من جمع ما قل منه خير مما كثر، حتى إذا ارتوى من ماء آجن، واكتنز من غير طائل، جلس بين الناس قاضياً ضامناً لتخليص ما التبس على غيره.

فإن نزلت به إحدى المبهمات هيأ لها حشواً رثاً من رأيه ثم قطع به.

فهو من لبس الشبهات في مثل نسج العنكبوت، لا يدري أصاب أم أخطأ، فإن أصاب خاف أن يكون قد أخطأ، وإن أخطأ رجا أن يكون قد أصاب.

خدا کے نزدیک دشمن ترین مخلوق دو شخص ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے پس وہ سیدھے راستے سے ہٹ کر بدعت اور گمراہی کی طرف بلانے میں مشغول ہے۔ ایسا شخص پُرفریب خود سے فتنہ ہے اگلے لوگوں کی سیدھی راہ سے ہٹا ہوا ہے اپنے پیروؤں کو گمراہ کرنے والا ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی دوسروں کی خطائیں اپنے سر لئے ہوئے ہے حالانکہ وہ خود اپنے گناہوں میں رہن ہے۔

دوسرا وہ شخص جو جہالت کی باتوں کو ہر طرف سے جوڑ توڑ کرکے امت کے جاہلوں میں دوڑ دھوپ کرکے گمراہی پھیلاتا ہے فتنہ وفساد کی تاریکیوں میں پڑا ہے امن وصلح کے فائدوں سے آنکھیں بند رکھتا ہے نام کے آدمیوں نے اس کا نام عالم رکھ دیا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں۔

وہ ایسی بے سود باتیں جمع کرنے اندھیرے منہ نکل پڑتا ہے جن کا کم ہونا زیادہ ہونے سے کہیں بہتر ہے یہاں تک کہ جب وہ بدبودار پانی (جہالت) سے سیراب ہو جاتا ہے اور بے فائدہ باتوں سے اپنا خزانہ دماغ بھر لیتا ہے تو لوگوں میں قاضی بن کے بیٹھ جاتا ہے اور جن مسائل میں دوسروں کو شبہے ہوتے ہیں انہیں سلجھانے کا ضامن بن جاتا ہے۔

سو اگر کوئی مشکل مسئلہ اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اپنی رائے سے بھرتی کی بودی دلیلیں پیش کرتا ہے اور اس کے صحیح ہونے پر یقین کر لیتا ہے وہ شبہات کے الجھنوں میں پھنسا ہوتا ہے جیسے مکڑی اپنے جالے کے اندر۔ وہ نہیں جانتا کہ اس نے اس مسئلہ کا ٹھیک جواب دیا یا غلط؟ اگر اتفاقاً ٹھیک کہا ہو تو ڈرتا ہے کہ شاید غلط کہا ہے اگر غلط جواب دیا تو اسے سمجھتا ہے کہ شاید ٹھیک کہا ہے۔

ہم سب مومنین ہیں اور آپ امیر المومنین ہوئے کہا ہاں یہ درست ہے مجھے "امیر المومنین" کہا جائے۔ (استیعاب علامہ ابن عبد البر ج ۲ صفحہ ۲۳)

اسی قسم کی جدتوں کو جو یہ حضرات اپنی رائے سے کرتے رہے انہیں ان کی اولیات میں شمار کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی طبع مصر۔ ابو الفداء ج ۱۔ حیوۃ الحیوان دمیری۔ طبری۔ کامل ابن اثیر)

۲ـ علامہ مقریزی نے خلفاء و ولاۃ و قضاۃ اسلام اور اصحاب رسولؐ کے علمی کیفیت اور ان کے فیصلوں کی نوعیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے جو واقعات رسول خدا صلعم اور قریش کے درمیان ہوئے وہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اصحاب آپ کے گرد و پیش رہا کرتے تھے اور ہر وقت آپ کے پاس ان کا مجمع رہتا تھا۔ باوجود اس کے کہ رزق کی تنگی تھی اور اخراجات کا انتظام نہ تھا۔ ان میں بعض اصحاب بازاروں میں جا کر مزدوری کیا کرتے تھے۔ بعض کھجوروں کے باغوں کی نگرانی کرتے تھے جس میں ان کا رزق منحصر تھا اس کے علاوہ جو وقت ملتا وہ آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہو جاتے تھے۔ ایسی صورت میں جب حضورؐ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اور آپؐ اس کا جواب دیتے یا کسی بات کا حکم فرماتے یا کوئی عمل کام کرتے تو اسے وہی صحابی سنتا یا دیکھتا تھا جو اس وقت موجود ہوتا تھا اور جو صحابہ اس وقت موجود نہ ہوتے تھے انہیں ان احکام یا افعال رسولؐ کا علم ہی نہ ہوتا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ عمر بن خطاب پر حمل بن مالک کا (جو ایک اعرابی اور قبیلہ ہذیل سے تھا) وہ عمل جو دیت جنین کے بارے میں انہوں نے کیا مخفی رہا اس لئے کہ انہوں نے یہ مسئلہ آنحضرتؐ سے سنا تھا اور حضرت عمر موجود نہ ہونے کی وجہ سے نہ سن سکے۔

جب آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا اور حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہو گئے تو صحابہ مختلف شہروں میں متفرق ہو گئے کوئی مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنے چلا گیا۔ کوئی اہل شام سے مقابلہ کے لئے نکل گیا۔ کوئی اہل عراق سے جنگ کے لئے روانہ ہو گیا اور گنتی کے صحابہ حضرت ابوبکر کیساتھ مدینہ میں رہ گئے اس وقت جب کوئی مسئلہ ابوبکر کے سامنے پیش ہوتا تھا تو انہیں کتاب خدا و سنت رسولؐ سے جو علم ہوتا تھا اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اور اگر اس کا علم نہ ہوتا تھا تو وہ ان صحابہ سے دریافت کرتے تھے جو گرد و پیش موجود ہوتے تھے اگر انہیں علم ہوتا تھا تو ان سے مدد لے کر فیصلہ کرتے تھے ورنہ اپنی رائے سے فیصلہ کر دیا کرتے تھے۔

جب وہ اس دنیا سے سدھارے اور حکومت کی مہار حضرت عمر بن الخطاب کے ہاتھ میں آئی تو فتح ممالک کا سلسلہ شروع ہو گیا اور صحابہ بکثرت مدینہ چھوڑ چھوڑ کر ممالک فتح کرنے کے لئے روانہ ہو گئے اب کسی امر کا فیصلہ یا مدینہ میں ہوتا اور یا کسی نہ کسی شہر میں۔ وہاں جو صحابہ موجود ہوتے اگر انہیں کتاب و سنت سے اس کا علم ہوتا تو اس کے مطابق فیصلہ کیا جاتا تھا ورنہ جو اس شہر کا والی ہوتا تھا وہی فیصلہ کرتا تھا اور اپنے اجتہاد یعنی رائے سے کام لیتا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ اس قضیہ میں کوئی حکم الٰہی موجود نہ ہو۔ کسی نہ کسی کے پاس وہ حکم علمی صورت میں موجود ہوتا تھا مگر اس فیصلہ کرنے والے کو اس کا علم نہیں ہوتا تھا لہٰذا اسے اپنی رائے سے فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ یہ سبب ہے کہ جو مسئلہ مصری نہ جانتا تھا وہ مدنی جانتا تھا اور جو مصری جانتا تھا اس سے مدنی ناواقف تھے یہ تمام باتیں آثار سلف میں پائی جاتی ہیں اور بعض صحابہ کی مجلس رسولؐ سے غیبت اور بعض کے حضور و وجود نے اس مطلب کو واضح اور آشکار کر دیا۔

پھر یہ بھی کہ مجلس رسولؐ سے کل ایک صحابی غائب تھا اور آج حاضر ہے یا کل حاضر تھا اور آج غائب ہے ایسی صورت میں اس دن کے احکام رسولؐ و عمل رسولؐ کا وہ صحابی عالم ہوتا تھا جو اس وقت یا اس دن موجود ہوتا تھا اور اسے اس دن کے احکام و اعمال کا علم نہ ہوتا تھا

جو اس دن یا اس وقت موجود نہ ہوتا تھا۔ یہ تھے صحابہ رسولؐ کے حالات۔

ان کے بعد تابعین کا دور آیا جنہوں نے سلسلۂ علم صحابہ سے لیا تھا اور سنت رسولؐ حاصل کی تھی تابعین کا ہر طبقہ جو مختلف شہروں میں آباد تھا اس نے فقہ و شریعت انہی صحابہ سے حاصل کی تھی جو اس شہر میں رہ چکے تھے لہٰذا کل شریعت کا علم اسے بھی نہیں ہو سکا اس لئے کہ اس کا علم اس شہر میں موجود صحابہ کے علم سے ماخوذ تھا۔

جیسے اہل مدینہ اکثر عبداللہ بن عمر کے فتووں پر عمل کرتے تھے اور اہل کوفہ عبداللہ بن مسعود کے مشوروں پر۔ اور اہل مکہ عبداللہ بن عباس کے فتووں پر اور اہل مصر عبداللہ بن عمرو بن عاص کے احکام پر الخ

ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں نہ ہر شخص کو مکمل قرآن کا علم ہو سکتا تھا اور نہ تمام مسائل و احکام کا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر شخص کو جنہیں آنحضرت سے سنا تھا ارشاد نبویؐ من و عن یاد رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی قرأتوں میں بھی ہمیشہ اختلاف رہا جہ جائیکہ ان کے تفاسیر و مطالب یا مسائل فقہیہ کا حل۔

جب کہ تاریخ شاہد ہے کہ بہت سے صحابہ کبار کو متعدد مسائل کا علم نہ تھا اور اگر علم ہوتا تو انہیں دوسروں سے استفسار کی ضرورت نہ ہوتی یہ بھی ضروری نہیں کہ جن سے استفسار کیا جاتا رہا انہوں نے صحیح بتلایا ہو اس لئے کہ غیر معصوم سے غلطی یا سہو و نسیان ممکن ہے اس لئے کہ ملت اسلام کا دار و مدار شک و شبہ پر نہیں بلکہ یقین پر ہے یعنی جس طرح رسولؐ سے غلطی ممکن نہیں اسی طرح اس تبلانے والے سے بھی غلطی کا امکان نہ ہو (مختصر دو م ص ۲) (از ازالۃ الخفا)

سینکڑوں واقعات شاہد ہیں کہ آنحضرت کے بعد وہ اصحاب جنہیں خلفاء راشدین کہا جاتا ہے ان کے سامنے جب بھی ایسے مسائل پیش ہوئے جن کا جواب انہیں معلوم نہ تھا تو وہ گرد و پیش موجود حضرات سے دریافت کرتے رہے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعات اس پر شاہد ہیں :-

(۱) حضرت عمرؓ نے ایک مجنون عورت پر رجم کرنا چاہا تو امیرالمومنین علیہ السلام پہنچ گئے اور آپ نے فرمایا کہ مجنون، نابالغ اور سونے والا مرفوع القلم ہے اس پر حد جاری نہیں کی سکتی۔

(۲) ایک مسلمان کو اپنی میت پر روتا دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اسے رونے سے روکا اور کہا کہ اس سے میت پر عذاب ہوتا ہے یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کافر کی میت پر رونے سے عذاب ہوتا ہے مسلمان پر رونے سے نہیں اس لئے کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے الا تزر وازرۃ وزر اخریٰ آخر حضرت عمر کو بھی شوق پیدا ہو گیا کہ میں اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہوں مگر انہیں نظم کرنے کی مہارت نہ تھی (استیعاب علامہ ابن عبد البر ج ا ص۵۲۲ حاشیہ اصابہ طبع مصر)

(۳) ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ عمرہ کہاں سے شروع کروں جواب دیا کہ یہ بات علیؓ سے دریافت کرو (ریاض النضرۃ)

(۴) ایک بار یہود نے آکر سوال کیا کہ اگر ہمارے جواب دے دیں تو ہم اسلام کو سچا دین اور محمدؐ کو سچا رسولؐ تسلیم کر لیں گے۔ آسمانوں کا قفل کیا ہے؟ آسمانوں کی کنجی کیا ہے؟ وہ کون مخبر ہے جس نے اپنی قوم کو خبر دی حالانکہ وہ نہ انسان تھا نہ جن؟ وہ پانچ زمین پر چلنے والے کون ہیں جو شکم مادر میں نہیں رہے؟ پھر چند جانوروں کے نام لے کر پوچھا کہ یہ جب بولتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ حضرت عمر نے سر جھکا کر جواب دیا کہ یہ کوئی عیب نہیں ہے کہ جو میں نہیں جانتا کہہ دوں کہ میں نہیں جانتا مگر چونکہ اس جواب سے اسلام کے لئے خطرہ تھا حضرت سلمان فارسی دوڑے ہوئے حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس آئے اور انہیں لے گئے آپ نے سب سوالات کے جوابات دے دیئے الخ (تاریخ انبیاء)

(۵) آنحضرتؐ کی رحلت پر حضرت عمر کہنے لگے کہ حضورؐ نہیں مرے وہ حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کی طرح خدا سے ملنے گئے ہیں چالیس دن تک واپس آجائیں گے آخر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (متعدد تواریخ میں درج ہے)

(۶) شراب خور کو حضرت ابوبکرؓ چالیس کوڑے لگایا کرتے تھے اور حضرت عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے رہے مگر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جو شراب پئے اسے نشہ ہو جاتا ہے اور جسے نشہ ہوتا ہے وہ ہذیان بکتا ہے اور جو ہذیان بکتا ہے وہ افترا کرتا ہے اور مفتری کے لئے اسّی کوڑے مقرر ہیں حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا لولا علی لهلک عمر (قرۃ العینین شاہ ولی اللہ)

(۷) جب زینب بنت جحش کی قبر میں اُترنے لگے تو ازواج نبیؐ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ نامحرم ہیں جب ان کی زندگی میں پردہ واجب تھا تو اب بھی واجب ہے۔ (روض الانف، ابوداؤد کتاب الادب، زاد المعاد)

(۸) مال غنیمت تقسیم کرنے کے بعد کچھ بچ رہا تو حضرت عمرؓ سوچ رہے تھے کہ کیا کیا جائے؟ کسی نے رائے دی کہ اپنے پاس رکھیں کہ آئندہ کام آئے امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ نہیں اسے بھی تقسیم کر دیا جائے۔ (استیعاب ج ۲ ص ۱۹۶ حاشیہ اصابہ)

(۹) ایک عورت نے چھ ماہ کا بچہ جنا تو اسے سزا دینے ہی والے تھے کہ امیرالمومنینؑ کو خبر ہوگئی فرمایا کہ جب ایام رضاعت دو سال ہیں اور قرآن میں یہ بھی ہے کہ حمله و فصاله ثلثون شهرا حمل اور دودھ پینے کے کل تیس مہینے ہوتے ہیں تو ایام رضاعت نکال کر کم سے کم چھ ماہ میں ولادت ممکن ہے۔ (تفسیر کبیر، ازالۃ الخفا، مقصد اول ص ۲۳۳ فصل ششم)

اسی قبیل کے بیشمار واقعات ہیں جہاں انہیں اس قسم کی مشکلات پیش آتے رہے اور گرد و پیش اصحاب سے دریافت کر کے فیصلے کرتے رہے جب کسی سے حل نہ ہو سکتا تھا تو امیرالمومنینؑ کی طرف رجوع کی جاتی تھی اور بسا اوقات اپنی رائے سے فیصلہ کر دیا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ نے بھی اپنے دور میں امر قضا ان کے سپرد کر دیا تھا اور وہ ملت اسلام میں پہلے قاضی مقرر کئے گئے تھے (تہذیب ص ...) ظاہر ہے نہ ہر وقت ایسے اصحاب موجود ہوتے تھے جنہیں درپیش مسئلہ کے حل کا پورا علم ہو اور نہ ہر وقت امیرالمومنینؑ سے استفسار ممکن تھا اس لئے سینکڑوں مسائل صرف قیاس سے حل کر دیئے جاتے تھے اور اصول تقسیم میراث سے ناواقفیت کی وجہ سے سینکڑوں میراثیں غلط تقسیم ہوگئیں۔

یہ سب مشکلات کیوں پیش آتی رہیں؟ مسلمانوں میں یہ اختلافات یہ فرقہ بندی کیوں رونما ہوئی؟ اور آج تک مسلم باہم اختلافات کا کیوں شکار ہیں؟ صرف اس لئے کہ ارشاد نبوی جو تقریباً ہر معتمد کتاب میں درج ہے پس پشت ڈال دیا گیا اسی لئے حضورؐ فرما گئے تھے انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ اگر قرآن کا حل صرف اہل بیت علیہم السلام کے سپرد رہتا جن کے معصوم ہونے پر قرآن کی نص ہے تو کسی غلطی یا لغزش کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا یہی وہ مقصد تھا جو حضورؐ آخر وقت تحریر میں لانا چاہتے تھے مگر قلم دوات دینے سے انکار اور حسبنا کتاب الله کی آواز نے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے اس نعمت سے محروم کر دیا۔

بیسواں خطبہ

مفتیان اسلام میں اختلاف رائے

تَرِدُ عَلَى أَحَدِهِمُ الْقَضِيَّةُ فِي حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ فَيَحْكُمُ فِيهَا بِرَأْيِهِ ثُمَّ تَرِدُ تِلْكَ الْقَضِيَّةُ بِعَيْنِهَا عَلَى غَيْرِهِ فَيَحْكُمُ فِيهَا بِخِلَافِهِ ثُمَّ يَجْتَمِعُ الْقُضَاةُ بِذَلِكَ عِنْدَ الْإِمَامِ الَّذِي اسْتَقْضَاهُمْ فَيُصَوِّبُ آرَاءَهُمْ جَمِيعاً وَإِلٰهُهُمْ وَاحِدٌ وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ وَكِتَابُهُمْ وَاحِدٌ.

أَفَأَمَرَهُمُ اللهُ تَعَالَى بِالِاخْتِلَافِ فَأَطَاعُوهُ أَمْ نَهَاهُمْ عَنْهُ فَعَصَوْهُ أَمْ أَنْزَلَ اللهُ دِيناً نَاقِصاً فَاسْتَعَانَ بِهِمْ عَلَى إِتْمَامِهِ أَمْ كَانُوا شُرَكَاءَ لَهُ فَلَهُمْ أَنْ يَقُولُوا وَعَلَيْهِ أَنْ يَرْضَى.

أَمْ أَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ دِيناً تَامّاً فَقَصَّرَ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَبْلِيغِهِ وَأَدَائِهِ وَاللهُ سُبْحَانَهُ يَقُولُ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ وَفِيهِ تِبْيَانٌ لِكُلِّ شَيْءٍ وَذَكَرَ أَنَّ الْكِتَابَ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضاً وَأَنَّهُ لَا اخْتِلَافَ فِيهِ فَقَالَ سُبْحَانَهُ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافاً كَثِيراً وَإِنَّ الْقُرْآنَ ظَاهِرُهُ أَنِيقٌ وَبَاطِنُهُ عَمِيقٌ لَا تَفْنَى عَجَائِبُهُ وَلَا تَنْقَضِي غَرَائِبُهُ وَلَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ إِلَّا بِهِ.

مفتیوں کا یہ حال ہے کہ ان میں سے ایک کے پاس کسی شرعی حکم کیلئے کوئی مسئلہ آتا ہے تو وہ اپنی رائے سے اس کے بارے میں ایک حکم صادر کر دیتا ہے۔ پھر جب بعینہٖ یہی مسئلہ دوسرے پر وارد ہوتا ہے تو وہ اس کے برعکس حکم صادر کرتا ہے۔ پھر جب سب قاضی اپنے اس امام کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے منصب قضا انکے سپرد کیا ہے تو وہ ان سب کی رایوں کو ٹھیک قرار دے کر توثیق کر دیتا ہے حالانکہ ان کا خدا ایک، رسول ایک اور ان کی کتاب ایک ہے۔

کیا انہیں خدا نے اختلاف کا حکم دیا تھا جس کی یہ پیروی کرتے ہیں یا اس نے انہیں روکا تھا مگر انہوں نے اس کی نافرمانی کی۔ یا پھر یہ تھا کہ خدا نے اپنا دین نامکمل نازل کیا تھا اور اب وہ ان سے اسکی تکمیل چاہتا ہے یا یہ مفتی اس کے شریک ہیں انہیں اختیار حاصل ہے کہ جو چاہیں کہیں اور خدا پر فرض ہے کہ وہ اس پر راضی رہے۔

یا یہ ہے کہ خدا نے تو مکمل دین نازل فرمایا تھا مگر رسول صلعم نے معاذ اللہ تبلیغ و تشریح میں کوتاہی فرمائی۔

حالانکہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن میں کوئی بات نہیں چھوڑی۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ قرآن میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ قرآن کے بعض حصے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ کہ اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔

فرمایا ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت سے اختلافات پاتے۔ یاد رکھو کہ قرآن کا ظاہر خوشنما اور باطن عمیق (گہرا) ہے نہ اس کے عجائب فنا ہو سکتے ہیں اور نہ غرائب ختم ہو سکتے ہیں اور تاریکیوں کا پردہ اسی کے ذریعہ چاک ہو سکتا ہے۔

لہ حضرت امیرالمومنینؑ نے اس خطبہ میں ایک ایسے اہم امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ منشاء خداوندی کے خلاف عمل پیرا ہونے کی وجہ سے اس وقت بھی مسلمانوں میں اختلاف تھا اور اب بھی ہے اس لئے کہ جب خدا ایک، رسول ایک اور کتاب ایک ہے اور اس کتاب میں ہر شے موجود ہے تو پھر فتاویٰ میں اختلاف کیسا اور کیوں؟

البتہ اگر فتویٰ دینے والے ارباب علم ہوں با بصیرت ہوں، تقویٰ و پرہیزگاری کے زیور سے مرصع ہوں، خواہشات نفس سے دور ہوں، صرف مرضی مولیٰ مطلوب ہو، قرآن و حدیث پر پوری نظر ہو، رطب و یابس کو پہچانتے ہوں صحیح و غلط کو پرکھ چکے ہوں اس کے بعد فتویٰ دیں اور اتفاق سے کسی فتویٰ میں اختلاف ہو جائے تو اس کی وجہ اسباب کے مہیا ہونے اور رسائی میں اختلاف ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ قابل اعتراض نہیں لیکن امیرالمومنینؑ نے ان مفتیوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جن کا نہ کوئی علمی معیار ہے، نہ بصیرت، نہ حقیقت امر معلوم کرنے کے لئے قرآن و حدیث کے ذریعہ کد و کاوش بلکہ وہ صرف قیاس یا اپنی رائے سے فتویٰ دیتے رہتے گویا وہ حکم خدا کو اپنے قیاس یا اپنی رائے کا تابع سمجھتے رہتے اور ہوا بھی یہی کہ جب وہ قاضی اپنے اسی امام کے پاس جمع ہوئے جس نے انہیں اپنے ذاتی مصالح سے قاضی مقرر کیا تھا اور ان کے فتووں کے اختلاف کا ذکر بھی آیا تو اس نے فیصلہ کر دیا کہ سب کا فتویٰ درست ہے حالانکہ درحقیقتاً یہ فیصلہ اصول ملت اسلام کے خلاف تھا مگر ؏

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک مذہب اس بنیاد پر تعمیر ہو گیا جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حکم خدا مفتی کی رائے کے تابع ہے۔ مفتی جو حکم دیدے بس وہی حکم خدا ہے اور اگر کئی مفتی کئی فتوے دیں تو بیک وقت وہ سب خدا کا حکم ہیں یعنی جو فیصلہ قاضیوں کے فتووں کا اختلاف سن کر ان کے امام نے کیا تھا اسی کو خدا کا فیصلہ قرار دے دیا گیا یعنی دین کیا ہے؟ موم کی ناک جدھر چاہیں موڑ دیں۔

یہی وہ غلط بنیاد ہے جس کے نتیجہ میں حضرت علیؑ کو خلیفہ راشد تسلیم کرنے کے باوجود ام المومنین عائشہ اور امیر معاویہ وغیرہ کو یہ کہہ کر سند نجات دیدی جاتی ہے کہ ان سے خطاء اجتہادی ہوئی حالانکہ اگر یہ درست ہے تو اس قسم کی سند دین حق کے ہر دشمن کو دی جا سکتی ہے بلکہ ہر غیر مسلم اس قسم کی سند سے فائدہ اٹھا سکتا ہے چاہے وہ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، بدھ، دہریہ اور لامذہب ہو۔ یہ قاضی تو اپنے فتووں کی کوئی سند پیش کر سکے مگر ابلیس نے تو دلیل بھی پیش کر دی تھی کیا اسے خطاء اجتہادی قرار دیا جا سکتا ہے؟

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ یہ حضرات مقرر کئے گئے تھے جو قوم کے منتخب کردہ اور اس منصب جلیل کے کسی لحاظ سے اہل نہ تھے نہ علم کے لحاظ سے نہ عمل کے لحاظ سے وہ صرف جتھہ بندی کی بنیاد پر عوام کی رائے سے اس منبر پر بٹھائے جاتے رہے ظاہر ہے کہ ایسے لوگ جو خود قرآن و سنت سے بے خبر ہوں وہ والی و قاضی بھی ایسے ہی مقرر کر سکتے تھے جو ان سے بھی زیادہ بے سواد ہوں۔

یہ اسی ناہموار روش کا نتیجہ تھا کہ تیسری خلافت کے دور میں بنی امیہ کے ایسے ایسے افراد کو منصب ولایت و قضاء سپرد کیا جاتا رہا جنہوں نے اسلام کی کایا پلٹ دی اور اس کا جو حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

اکیسواں خُطبہ

منافق سے خطاب

قَالَهُ لِلْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ وَهُوَ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَخْطُبُ فَمَضَى فِي بَعْضِ كَلَامِهِ شَيْءٌ اعْتَرَضَهُ الْأَشْعَثُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذِهِ عَلَيْكَ لَا لَكَ فَخَفَضَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ ثُمَّ قَالَ:

مَا يُدْرِيكَ مَا عَلَيَّ مِمَّا لِي عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللهِ وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِينَ حَائِكٌ ابْنُ حَائِكٍ مُنَافِقٌ ابْنُ كَافِرٍ وَاللهِ لَقَدْ أَسَرَكَ الْكُفْرُ مَرَّةً وَالْإِسْلَامُ أُخْرَى فَمَا فَدَاكَ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مَالُكَ وَلَا حَسَبُكَ. وَإِنَّ امْرَأً دَلَّ عَلَى قَوْمِهِ السَّيْفَ وَسَاقَ إِلَيْهِمُ الْحَتْفَ لَحَرِيٌّ أَنْ يَمْقُتَهُ الْأَقْرَبُ وَلَا يَأْمَنَهُ الْأَبْعَدُ۔

أقول يريد عليه السلام أنه أسر في الكفر مرة وفي الإسلام مرة وأما قوله عليه السلام دل على قومه السيف فأراد به حديثا كان للأشعث مع خالد ابن الوليد باليمامة غر فيه قومه ومكر بهم حتى أوقع بهم خالد وكان قومه بعد ذلك يسمونه عرف النار وهو اسم للغادر عندهم۔

(سید شریف رضی فرماتے ہیں) یہ حضرت امیرالمومنینؑ کا اشعث بن قیس سے خطاب ہے۔ جب آپ منبر کوفہ پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور اشعث نے کہا تھا کہ یا امیرالمومنینؑ یہ بات تو آپ کے حق میں نہیں بلکہ آپ کے خلاف ہے تو آپ نے اسے غضب ناک نظر سے دیکھ کر فرمایا:

تجھے کیا معلوم کہ میرے حق میں کیا ہے اور میرے خلاف کیا ہے۔ تجھ پر اللہ کی اور لعنت کرنیوالوں کی لعنت ہو جولا ہے کے بیٹے منافق کافر کے بیٹے خدا کی قسم تجھے ایک مرتبہ کافروں نے اسیر کیا اور دوسری مرتبہ مسلمانوں نے مگر تجھے تیرا مال اور حسب اس عیب سے نہ بچا سکے۔

(اور) جو شخص اپنی قوم کیطرف تلوار کو راہ دکھائے اور ان کی طرف موت کو دعوت دے وہ اس قابل ہے کہ قریبی اس سے نفرت کریں اور دور والے اپنے آپ کو اس سے محفوظ نہ سمجھیں۔

(سید شریف رضی فرماتے ہیں) امیرالمومنینؑ کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ کفر کے زمانہ میں، دوسری مرتبہ اسلام کے زمانہ میں قید کیا گیا۔ اور حضرت کا یہ ارشاد کہ جس شخص نے اپنی قوم پر تلوار چلوا دیں تو اس سے اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے کہ جو اشعث کو یمامہ میں خالد بن ولید کے مقابلہ میں پیش آیا تھا جہاں اس نے اپنی قوم کو فریب دیکر چال چلی تھی یہاں تک کہ خالد نے ان پر حملہ کر دیا اس واقعہ کے بعد اس کی قوم نے اس کا لقب عرف النار رکھدیا اور یہ ان کے محاورہ میں غدار کے لئے بولا جاتا ہے۔

لہ شیخ محمد عبدہ نے حاشیہ نہج البلاغہ میں تحریر کیا ہے:

كان الأشعث في أصحاب علي كعبد الله بن أبي بن سلول في أصحاب رسول الله، كل منهما رأس النفاق في زمنه.

اصحاب علیؑ میں اشعث بالکل اسی طرح تھا جیسے عبداللہ ابن ابی ابن سلول اصحاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ دونوں اپنے اپنے وقت میں چوٹی کے منافق تھے

۲؎ شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ اشعث قتل امیرالمومنینؑ میں ابن ملجم کا مشیر تھا اور اس کے ہمراہ مسجد کوفہ میں موجود تھا اور اس کی رہبری کر رہا تھا۔

۳؎ مروج مذہب میں ہے کہ اس کی دختر جعدہ نے امام حسن علیہ السلام کو معاویہ کے اس وعدہ پر زہر دیا کہ اسے ایک لاکھ درہم ادا کریگا اور یزیدؔ کے ساتھ اس کا عقد کر دے گا

۴؎ اس کے فرزند محمد بن اشعث نے حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کو کوفہ میں دھوکہ دے کر گرفتار کرایا جس کے نتیجہ میں وہ شہید کئے گئے اور کربلا میں فوج یزید میں شامل تھا۔

۵؎ اس کی شادی ابوبکر بن قحافہ کی بہن سے ہوئی تھی جس سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ محمد۔ اسحاق۔ اسماعیل۔

۶؎ اشعث دو مرتبہ گرفتار ہوا۔ ایک مرتبہ جب ایام جاہلیت میں اس کا باپ قتل ہوا تو یہ انتقام کے لئے لشکر ترتیب دے کر نکلا۔ کندہ سے مقابلہ ہوا اور یہ گرفتار ہو گیا آخر تین ہزار اونٹ دے کر رہا ہوا۔

دوسری مرتبہ عہد اسلام میں گرفتار ہوا حضور نبی اکرم صلعم کی رحلت کے بعد بنی ولیعہ مرتد ہو گئے۔ زیاد بن لبید انصاری ان سے مقاتلہ کے لئے اٹھے تو بنی ولیعہ نے اشعث سے مدد چاہی۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے اپنا بادشاہ مان لو تو مدد کروں۔ انہوں نے بادشاہ مان لیا اور تاج پہنا دیا۔ چنانچہ اشعث مرتد ہو کر مسلمانوں سے جنگ کے لئے میدان میں آگیا جب شکست کھائی تو قلعہ بند ہو گیا۔ زیاد اور مہاجر بن ابی امیہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ آخر تنگ آکر اس نے پردۂ شب میں نکل کر اپنے اور اپنے دس عزیزوں کے لئے امان طلب کی اور نام لکھ کر دستے دینے اور قلعہ کھول دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ میں آٹھ سو آدمی مارے گئے۔ اسے قید کر کے مدینہ لایا گیا۔ حضرت ابوبکر نے اسے معاف کر دیا انہی واقعات کی طرف امیرالمومنینؑ نے اشارہ فرمایا ہے۔

۷؎ حائکؔ جولاہے کو کہتے ہیں۔ حائکؔ کا کام کپڑا بُننا ہے جس میں تانا بانا دو چیزیں ہوتی ہیں۔ منافق کا کام بھی کفر اور اسلام کو بُنتے رہنا ہے غالباً اس لئے آپ نے اسے حائکؔ بن حائکؔ منافق فرمایا ہے یعنی دونوں الفاظ کا مقصد ایک ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کا آبائی پیشہ حیاکت ہو اس لئے کہ یمن میں چادریں بُننے کا بہت رواج تھا۔

بائیسواں خطبہ

بعد از موت

فَإِنَّكُمْ لَوْ عَايَنْتُمْ مَا قَدْ عَايَنَ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ لَجَزِعْتُمْ وَوَهِلْتُمْ وَسَمِعْتُمْ وَأَطَعْتُمْ۔

(خدا کی نافرمانی کرنیوالو) اگر تم وہ چیزیں آنکھوں سے دیکھ لیتے جنہیں تم میں سے مرنے والوں نے دیکھا ہے تو ضرور کانپ جاتے (پھر) آواز حق سنتے بھی اور عمل بھی کرتے۔

وَلٰكِنْ مَحْجُوبٌ عَنْكُمْ مَا قَدْ عَايَنُوا۔ وَقَرِيبٌ مَا يُطْرَحُ الْحِجَابُ۔

مگر (مشکل یہ ہے) کہ جو چیزیں انہوں نے آنکھوں سے دیکھی ہیں وہ تم سے پوشیدہ ہیں لیکن پردہ اٹھا ہی چاہتا ہے۔

وَلَقَدْ بُصِّرْتُمْ إِنْ أَبْصَرْتُمْ وَأُسْمِعْتُمْ إِنْ سَمِعْتُمْ وَهُدِيتُمْ إِنِ اهْتَدَيْتُمْ۔

اگر تم دیکھنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر چیز دکھائی جا چکی ہے اگر سنا چاہتے ہو تو ہر چیز سنائی جا چکی ہے۔ اور اگر ہدایت کی طلب ہے تو ہدایت کی جا چکی ہے۔

بِحَقٍّ أَقُولُ لَكُمْ لَقَدْ جَاهَرَتْكُمُ الْعِبَرُ وَزُجِرْتُمْ بِمَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ وَمَا يُبَلِّغُ عَنِ اللّٰهِ بَعْدَ رُسُلِ السَّمَاءِ إِلَّا الْبَشَرُ۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ عبرتیں تمہیں آواز دے چکی ہیں اور قابل اجتناب چیزوں سے روکا جا چکا ہے۔ اور آسمانی رسولوں (فرشتوں) کے بعد فریضہ تبلیغ دین الٰہی بشر ہی پر عائد ہوتا ہے۔

---

[1] کوئی ایسی ضروری بات نہیں جو تمہیں بتا نہ دی گئی ہو۔ یعنی تمہیں حق و باطل۔ ہدایت و گمراہی۔ امر و نہی۔ حلال و حرام سب کچھ بتلایا جا چکا ہے۔ اس پر بھی اگر نہ مانو اور حق کی آواز کو ٹھکرا دو تو اس کی ذمہ داری تم پر ہی ہے اب اس کے انجام کے لئے بھی تیار رہو۔

تیئسواں[۲۳] خطبہ

معاد

فَإِنَّ الْغَايَةَ أَمَامَكُمْ وَإِنَّ وَرَاءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ. تَخَفَّفُوا تَلْحَقُوا فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوَّلِكُمْ آخِرُكُمْ.

وَأَقُولُ إِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ لَوْ وُزِنَ بَعْدَ كَلَامِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَبَعْدَ كَلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِكُلِّ كَلَامٍ لَمَالَ بِهِ رَاجِحًا وَبَرَّزَ عَلَيْهِ سَابِقًا فَأَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَخَفَّفُوا تَلْحَقُوا فَمَا سُمِعَ كَلَامٌ أَقَلُّ مِنْهُ مَسْمُوعًا وَلَا أَكْثَرُ مَحْصُولًا وَمَا أَبْعَدَ غَوْرَهَا مِنْ كَلِمَةٍ وَأَنْقَعَ نُطْفَتَهَا مِنْ حِكْمَةٍ وَقَدْ نَبَّهْنَا فِي كِتَابِ الْخَصَائِصِ عَلَى عِظَمِ قَدْرِهَا وَشَرَفِ جَوْهَرِهَا.

(اے غفلت شعارو) انجام تمہارے سامنے ہے اور مقرر وقت تمہارے پیچھے ہے جو ہنکا کر تمہیں لے جا رہا ہے۔

(گناہوں سے) ہلکے ہو جاؤ کہ آگے بڑھنے والوں سے جا ملو[۱] تمہارے اوّل کے لئے تمہارے آخر کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

(سید شریف رضی فرماتے ہیں کہ) خدا اور رسول کے کلام کے بعد وہ جس کلام سے بھی اس کا موازنہ کیا جائے ہر کلام سے زیادہ وزنی ثابت ہوگا۔ اور سبقت لے جائے گا اور آپ کا یہ ارشاد " تَخَفَّفُوا تَلْحَقُوا " ایسا کلام تو سننے ہی میں نہیں آیا جس کے الفاظ اس قدر مختصر اور معانی اس قدر وسیع ہوں۔ اس میں کس قدر گہرائی ہے اور اپنی کتاب خصائص الائمہ میں اس کی جلالت قدر اور شرافت جوہر پر روشنی ڈالی ہے۔

---

[۱] فیض الاسلام طہران نے تَخَفَّفُوا کا فارسی میں بہترین ترجمہ کیا ہے (بارہائے گراں را رہا کنید) وزنی بوجھوں کو رہا کرو خواہ وہ لذت و خواہشات نفسانی کے بوجھ ہوں یا گناہوں کے۔ اس بوجھ کو کندھوں سے اتار کر سبک بار بن جاؤ تاکہ آگے جانے والوں سے مل سکو۔

چوبیسواں خطبہ [۲۴]

خون عثمان

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ ذَمَّرَ حِزْبَهُ وَاسْتَجْلَبَ جَلَبَهُ لِيَعُودَ الْجَوْرُ إِلَى أَوْطَانِهِ وَيَرْجِعَ الْبَاطِلُ إِلَى نِصَابِهِ. وَاللّٰهِ مَا أَنْكَرُوا عَلَيَّ مُنْكَرًا وَلَا جَعَلُوا بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ نِصْفًا. وَإِنَّهُمْ لَيَطْلُبُونَ حَقًّا هُمْ تَرَكُوهُ وَدَمًا هُمْ سَفَكُوهُ.

خبردار، شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکا دیا ہے اور اپنی فوج جمع کر لی ہے تاکہ ظلم اپنے وطنوں تک اور باطل اپنی منزل پر پلٹ آئے۔

خدا کی قسم کوئی بری بات نہیں جو ان لوگوں نے میرے سے انکار کی ہو اور جو حق انہوں نے خود چھوڑا ہے اور جو خون انہوں نے خود بہایا ہے اس کا مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں۔

فَلَئِنْ كُنْتُ شَرِيكَهُمْ فِيهِ فَإِنَّ لَهُمْ لَنَصِيبَهُمْ مِنْهُ وَلَئِنْ كَانُوا وَلُوهُ دُونِي فَمَا التَّبِعَةُ إِلَّا عِنْدَهُمْ وَإِنَّ أَعْظَمَ حُجَّتِهِمْ لَعَلَى أَنْفُسِهِمْ.

اگر بالفرض میں اس خون میں انکا شریک تھا تو اس میں انکا بھی حصہ ہے اور اگر مجھ سے رائے لئے بغیر انہوں نے قتل عثمان کا اقدام کیا ہے تو اس کی ذمہ داری بھی انہی پر ہے ان کی سب سے بڑی دلیل خود ان ہی پر عائد ہوتی ہے۔

يَرْتَضِعُونَ أُمًّا قَدْ فَطَمَتْ وَيُحْيُونَ بِدْعَةً قَدْ أُمِيتَتْ يَا خَيْبَةَ الدَّاعِي.

یہ اس ماں کا دودھ پینا چاہتے ہیں جس کا دودھ ختم ہو چکا ہے۔ اور اس بدعت کو پھر سے زندہ کرنا چاہتے ہیں جسے ختم کیا جا چکا ہے۔ وائے ناکامی اس کی جو پیغام جنگ دے رہا ہے۔

مَنْ دَعَا وَإِلَامَ أُجِيبَ وَإِنِّي لَرَاضٍ بِحُجَّةِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَعِلْمِهِ فِيهِمْ.

یہ ہے کون جو للکار رہا ہے اور کس چیز کے لئے جواب کا طالب ہے اور میں اس پر راضی ہوں کہ خدا کی حجت ان پر تمام ہو چکی ہے اور ان کی ہر چیز ان کے علم میں ہے۔

فَإِنْ أَبَوْا أَعْطَيْتُهُمْ حَدَّ السَّيْفِ وَكَفَى بِهِ شَافِيًا مِنَ الْبَاطِلِ وَنَاصِرًا لِلْحَقِّ.

پس اگر یہ پھر بھی انکار کریں تو میں انہیں تلوار کی باڑھ پر رکھ لوں گا اور وہی باطل سے شفا اور حق کی نصرت کے لئے کافی ہے۔

وَمِنَ الْعَجَبِ بَعْثُهُمْ إِلَيَّ أَنْ أَبْرُزَ لِلطِّعَانِ وَأَنْ أَصْبِرَ لِلْجِلَادِ هَبِلَتْهُمُ الْهَبُولُ لَقَدْ كُنْتُ وَمَا أُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ وَلَا أُرَهَّبُ بِالضَّرْبِ وَإِنِّي لَعَلَى يَقِينٍ مِنْ رَبِّي وَ

کس قدر حیرت ہے کہ یہ مجھے پیغام دیتے ہیں کہ نیزہ بازی کے لئے میدان میں نکل آؤں اور تلواروں کی جنگ میں قدم جمانے کے لئے تیار رہوں اور ان پر رونے والیاں ماتم کریں۔ میں تو ہمیشہ ایسا رہا ہوں کہ نہ کبھی مجھے جنگ کی دھمکی دی جا سکی اور نہ شمشیر زنی سے ڈرایا جا سکا۔ میرے پروردگار

غَيْرِ شُبْهَةٍ مِنْ دِيْنِيْ۔

نے مجھے جو یقین کی دولت عطا کی ہے میں اس پہ بھروسا رکھتا ہوں اور مجھے اپنے مالک کے دین کی حقانیت میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔

سلہ خون عثمان کے جو مطالبے کئے جا رہے تھے اس خطبہ میں آپ نے ان پر روشنی ڈالی ہے۔

سلہ مترجم نہج البلاغہ رئیس احمد جعفری مطبوعہ پریس لاہور نے صفحہ ۱۷۸ سے ۱۸۲ تک ان الزامات کی فہرست لکھی ہے جو خاندان نوازی بے جا داد و دہش، ناانصافیوں، زیادتیوں کی وجہ سے حضرت عثمان پر لگائے گئے تھے۔ اگرچہ وہ سب معتبر تاریخوں میں مذکور ہیں مگر مترجم نے انہیں سبک قرار دے کر قتل عثمان کے واقعات تاریخ اسلام حصہ اول اور خلفاء راشدین سے اخذ کر کے درج کرنے کے بعد اس کے تاریخی نتائج حسب ذیل درج کئے ہیں۔

رئیس احمد جعفری کے قلم سے

۱۔ حضرت عثمان کے رحم، مروت اور رواداری نے لوگوں میں حق طلبی کا مادہ پیدا کیا۔

۲۔ بنو امیہ کے جو لوگ عہد عثمان میں برسراقتدار ہوئے ان کے عدم استحقاق نے لوگوں کو مشتعل کیا۔

۳۔ مصر، کوفہ اور بصرہ کے لوگ عزل عثمان پہ متفق ہو گئے۔

۴۔ یہ لوگ جتھہ بنا کر مدینہ آئے اور شورش کا آغاز کیا تو حضرت علیؑ کی فہمائش سے متاثر ہو کر واپس چلے گئے۔

۵۔ حضرت علیؑ نے فہمائش کا خطرہ اس وقت مول لیا جب حضرت طلحہ و زبیر دخل دینے سے صاف انکار کر چکے تھے۔

۶۔ راستہ میں خلیفہ کا قاصد ملا جو یہ حکم لے کر جا رہا تھا کہ ان لوگوں کو قتل کر دیا جائے۔

۷۔ مشتعل ہو کر یہ لوگ واپس آئے۔

۸۔ حضرت عثمان نے اس خط سے لاعلمی کا اظہار کیا۔

۹۔ ان لوگوں نے کہا ایسا غافل شخص خلافت کا مستحق نہیں لہٰذا دست برداری کا مطالبہ کیا۔

۱۰۔ حضرت عثمان نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔

۱۱۔ باغیوں نے محاصرہ کر لیا۔

۱۲۔ حضرت علیؑ نے اپنے جگر گوشوں حسن و حسین علیہما السلام کو حفاظت پہ مامور کیا۔

۱۳۔ باغیوں نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔

۱۴۔ حضرت علیؑ سے شہادت عثمان کے بعد جن لوگوں نے باصرار خلافت قبول کر لینے کی استدعا کی ان میں حضرت طلحہ و زبیر بھی تھے۔

۱۵۔ حضرت علیؑ منصب خلافت قبول کرنے سے انکار فرماتے رہے لیکن اصرار سے مجبور ہو کر قبول فرما لیا۔

۱۶۔ بیعت خلافت کے بعد قصاص عثمان پر توجہ کی۔ محمد بن ابی بکر نے انکار کیا۔ حضرت نائلہ نے تصدیق کی کہ یہ قتل کرنے والوں میں نہیں تھے۔

۱۷۔ قاتلوں کو نہ حضرت نائلہ پہچانتی تھیں نہ محمد بن ابی بکر اور پھر شرعی شہادت نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو قصاص کی سزا نہیں دی گئی۔

١٨. بیعت کے بعد حضرت علیؑ سے اجازت لے کر حضرت طلحہ و زبیر حضرت عائشہ کے پاس مکہ تشریف لے گئے اور انہیں حالات بیان کئے جس سے حضرت عائشہ قصاص عثمان کے بارے میں اور سخت ہو گئیں۔

١٩. حضرت نائلہ مدینہ میں ہیں لیکن ان کی کٹی ہوئی انگلیاں اور حضرت عثمان کا خون آلود کرتہ شام میں امیر معاویہ کے پاس پہنچ گیا اس کی نمائش ہوئی اور انتقام انتقام کی صدائیں گونجنے لگیں۔

٢٠. حضرت علیؑ نے جب عثمان کے عمال کو معزول کیا تو امیر معاویہ دعویٰ قصاص لے کر کھڑے ہوئے۔ بیعت علیؑ سے انکار کیا لڑنے پر تیار ہو گئے۔

یہ باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد سوچنا چاہیئے کہ قتل عثمان کی ذمہ داری حضرت علیؑ پر کہاں تک عائد ہوتی ہے اور حضرت عائشہ تو خیر موقعہ واردات سے دور تھیں حضرت طلحہ و زبیر تو مدینہ میں تشریف رکھتے تھے جو کچھ ہوا تھا ان کی نظروں کے سامنے ہوا تھا اور یہ سب کچھ دیکھ لینے کے بعد انہوں نے حضرت علیؑ کو مجبور کیا تھا کہ وہ منصب خلافت قبول فرمائیں جب وہ راضی ہوئے تو دوسرے اکابر صحابہ کی طرح انہوں نے بھی بیعت کی اور بیعت کے بعد اجازت لی اور مکہ تشریف لے گئے اور وہاں حضرت عائشہ کے ہم رکاب ہو گئے۔

یہ ہے وہ پس منظر جس کی روشنی میں یہ خطبہ پڑھنا چاہیئے اور یہ ہے وہ منظر جسے سامنے رکھ کر امیر المومنینؑ نے یہ خطبہ دیا تھا اور اپنے آپ کو خون عثمان سے بری الذمہ قرار دیا تھا۔

اس خطبہ کے مخاطب وہ تمام لوگ ہیں جو کسی نہ کسی نہج سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ حضرت علیؑ اس ذمہ داری کو انجام دیں یعنی قاتلین عثمان کو ڈھونڈ نکالیں اور انہیں کیفر کردار کو پہنچائیں لہٰذا انہوں نے واضح الفاظ میں جو حقیقت تھی وہ بیان کر دی تاکہ اگر کوئی غلط فہمی میں مبتلا ہے تو وہ تصحیح کر لے۔

جناب رئیس احمد جعفری نے اس بارے میں جو واقعات درج فرمائے ہیں انہیں بطور خلاصہ پیش کر دیا گیا ہے پھر بھی ان واقعات کی روشنی میں انہوں نے جو نتائج درج کئے ہیں انہیں ملاحظہ ہونا ہے کہ ایسے ہولناک موقعہ پر امیر المومنینؑ نے جو بلند کردار ادا کیا ہے اسکی نظیر ممکن نہیں ہے اسکے باوجود طلحہ و زبیر حضرت عائشہ اور امیر معاویہ نے انکے خلاف جو رویہ اختیار کیا وہ انکے دامنوں پر ایسا داغ ہے جو نہیں مٹایا جا سکتا اس لئے کہ ان تمام سے جو کچھ ہوا اور کہا گیا وہ کسی بھول چوک سے نہیں بلکہ منظم سازش کے ماتحت تھا بلکہ جو لوگ طلب خون عثمان کے بہانہ سے انکے خلاف میدان میں نکل آئے سب سے زیادہ اس خون کے وہی ذمہ دار تھے۔

جیسا کہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی تحریر فرماتے ہیں کہ قتل عثمان کے دن طلحہ کی یہ حالت تھی کہ وہ لوگوں کی نظروں سے بچنے کیلئے چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے حضرت عثمان کے گھر پر تیر برسا رہے تھے۔

اور زبیر کی یہ حالت تھی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ عثمان کو قتل کر دو اس نے تمہارا دین ہی بدل ڈالا ہے۔ عقد الفرید میں ہے کہ مغیرہ بن شعبہ حضرت عائشہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے ابو عبداللہ کاش تم جمل کے موقعہ پر میری حالت دیکھتے کہ کس طرح تیر میرے ہودج کو چھیدتے ہوئے نکل رہے تھے یہاں تک کہ کچھ تو میرے جسم سے ٹکرا جاتے تھے۔ مغیرہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میری تو یہ تمنا تھی کہ ان میں سے ایک آدھ تیر آپکا خاتمہ کر دیتا۔ فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے کیوں؟ کہا اس لئے کہ حضرت عثمان کیخلاف آپ نے جو تگ و دو کی اس کا کچھ تو کفارہ ہو جاتا۔ چنانچہ حضرت عائشہ کا یہ کلام متعدد کتب تاریخ میں درج ہے کہ وہ کہا کرتی تھیں اقتلوا نعثلا فقد کفر۔

حضرت عثمان کیخلاف ابن حزم و کوفہ و مصر کا نعرہ تقریباً چھ ماہ رہا اور امیر معاویہ کو سب کچھ معلوم تھا وہ دو ماہ میں لشکر لیکر مدینہ پہنچ کر حضرت عثمان کی حفاظت کیلئے دشمنوں کا دفاع کر سکتے تھے مگر انہوں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا اور وہ اس خیال سے خوش تھے کہ حضرت عثمان کا خاتمہ ہو جائے اور وہ خون عثمان کے قصاص کا بہانہ کر کے میدان میں آ جائیں اور اپنے قرابت کے بہانہ سے اقتدار حاصل کر لیں ورنہ شرعاً خون عثمان کے قصاص کا مطالبہ انکی اولاد کر سکتی تھی نہ کہ امیر معاویہ۔

پچیسواں[25] خطبہ

دولت کی تقسیم

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْأَمْرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ كَقَطَرَاتِ الْمَطَرِ إِلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا قُسِمَ لَهَا مِنْ زِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ.

فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ لِأَخِيهِ غَفِيرَةً فِي أَهْلٍ وَمَالٍ أَوْ نَفْسٍ فَلَا تَكُونَنَّ لَهُ فِتْنَةً فَإِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَاءَةً تَظْهَرُ فَيَخْشَعُ لَهَا إِذَا ذُكِرَتْ وَتُغْرَى بِهَا لِئَامُ النَّاسِ كَانَ كَالْفَالِجِ الْيَاسِرِ الَّذِي يَنْتَظِرُ أَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهِ تُوجِبُ لَهُ الْمَغْنَمَ وَيُرْفَعُ بِهَا عَنْهُ الْمَغْرَمُ.

وَكَذَلِكَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ الْبَرِيءُ مِنَ الْخِيَانَةِ. يَنْتَظِرُ مِنَ اللَّهِ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا دَاعِيَ اللَّهِ فَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لَهُ.

وَإِمَّا رِزْقَ اللَّهِ فَإِذَا هُوَ ذُو أَهْلٍ وَمَالٍ وَمَعَهُ دِينُهُ وَحَسَبُهُ.

إِنَّ الْمَالَ وَالْبَنِينَ حَرْثُ الدُّنْيَا وَالْعَمَلَ الصَّالِحَ حَرْثُ الْآخِرَةِ. وَقَدْ يَجْمَعُهُمَا اللَّهُ لِأَقْوَامٍ فَاحْذَرُوا مِنَ اللَّهِ مَا حَذَّرَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ وَاخْشَوْهُ خَشْيَةً لَيْسَتْ بِتَعْذِيرٍ.

وَاعْمَلُوا فِي غَيْرِ رِيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَعْمَلْ لِغَيْرِ اللَّهِ يَكِلْهُ اللَّهُ لِمَنْ عَمِلَ لَهُ.

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد واضح ہو کہ ہر شخص کے مقسوم میں جو کچھ ہے کم یا زیادہ اسے لے کر خدا کے فرمان بارش کے قطروں کی طرح آسمان سے زمین پہ اُترتے رہتے ہیں۔

اب ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے اہل و عیال یا مال و منال یا نفس میں کثرت دیکھے تو رشک و حسد نہ ہونا چاہیئے کیونکہ مرد مسلمان جب تک ایسا کمینہ پن نہ اختیار کرے جو اگر ظاہر ہو جائے تو اس کا ذکر سُن کر اس کی نگاہ نیچی ہو اور رذیلوں کو اسے رسوا کرنے کا موقع مل جائے وہ اس کامیاب جواری کے مانند ہے جو جوئے کے تیر پھینک کر پہلے ہی موقع پہ ایسی جیت کا منتظر ہوتا ہے جو اسے ضرور نفع پہنچائے اور نقصان سے محفوظ رہے۔

اس طرح وہ مرد مسلمان بھی ہے جو خیانت سے مُبرّا ہے وہ اپنے پروردگار سے دو اچھائیوں میں سے ایک اچھائی کا منتظر رہتا ہے اگر وہ وقت آگیا ہے تو خدا کی طرف بلانے والے ملک الموت کا کیونکہ اس کے لئے جو کچھ خدا کے پاس ہے اچھا ہی ہے۔

اور یا دنیا میں خدا کی نعمتوں کا جس سے وہ صاحب مال و اولاد ہو جائے اور دین و عزت بھی محفوظ رہے۔

بیشک مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہے اور نیک عمل آخرت کی کھیتی ہے۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں جن میں خدا دونوں کو جمع کر دیتا ہے جس عذاب سے خدا نے تمہیں ڈرایا ہے اس سے ڈرتے رہو اور اتنا خوف کھاؤ جو خوف کھانے کا حق ہے پھر عذر نہ کرنا پڑے۔

نیک عمل کرو مگر کسی کو دکھانے سنانے کے لئے نہیں کیونکہ جو شخص غیر اللہ کے لئے عمل کرتا ہے خدا اسی کے حوالے کر دیتا ہے جس کے لئے عمل کیا تھا۔

نَسْأَلُ اللّٰهَ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَمُعَايَشَةَ السُّعَدَاءِ، وَمُرَافَقَةَ الْأَنْبِيَاءِ.

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَسْتَغْنِي الرَّجُلُ وَإِنْ كَانَ ذَا مَالٍ عَنْ عَشِيرَتِهِ وَدِفَاعِهِمْ عَنْهُ بِأَيْدِيهِمْ وَأَلْسِنَتِهِمْ، وَهُمْ أَعْظَمُ النَّاسِ حَيْطَةً مِنْ وَرَائِهِ، وَأَلَمُّهُمْ لِشَعَثِهِ، وَأَعْطَفُهُمْ عَلَيْهِ عِنْدَ نَازِلَةٍ إِذَا نَزَلَتْ بِهِ.

وَلِسَانُ الصِّدْقِ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يُورِثُهُ غَيْرَهُ.

ہم خدا سے شہیدوں کے درجات نیکوں کی زندگی اور انبیاء و مرسلین کی رفاقت چاہتے ہیں۔

اے لوگو! انسان کتنا ہی مال دار ہو جائے مگر اپنے قبیلہ والوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ انہی کے ہاتھوں اور زبانوں سے اسکا دفاع ہوتا ہے اور یہی لوگ سب سے زیادہ اس کی حفاظت کرنے والے اور اس کی پریشانیاں دور کرنے والے اور جب مصیبت پڑے تو سب سے زیادہ ہمدردی کرنے والے ہیں۔

انسان کا وہ ذکر خیر جسے خدا لوگوں میں برقرار رکھتا ہے اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بناتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ

أَلَا لَا يَعْدِلَنَّ أَحَدُكُمْ عَنِ الْقَرَابَةِ يَرَى بِهَا الْخَصَاصَةَ أَنْ يَسُدَّهَا بِالَّذِي لَا يَزِيدُهُ إِنْ أَمْسَكَهُ وَلَا يَنْقُصُهُ إِنْ أَهْلَكَهُ.

وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ فَإِنَّمَا تُقْبَضُ مِنْهُ عَنْهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ، وَتُقْبَضُ مِنْهُمْ عَنْهُ أَيْدٍ كَثِيرَةٌ؛ وَمَنْ تَلِنْ حَاشِيَتُهُ يَسْتَدِمْ مِنْ قَوْمِهِ الْمَوَدَّةَ.

أَقُولُ: الْغَفِيرَةُ هٰهُنَا الزِّيَادَةُ وَالْكَثْرَةُ، مِنْ قَوْلِهِمْ لِلْجَمْعِ الْكَثِيرِ: الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَالْجَمَّاءُ الْغَفِيرُ، وَيُرْوَى: عَفْوَةٌ مِنْ أَهْلٍ وَمَالٍ، وَالْعَفْوَةُ: الْخِيَارُ مِنَ الشَّيْءِ، يُقَالُ: أَكَلْتُ عَفْوَةَ الطَّعَامِ أَيْ خِيَارَهُ. وَمَا أَحْسَنَ الْمَعْنَى الَّذِي أَرَادَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهِ: وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ إِلَى تَمَامِ الْكَلَامِ، فَإِنَّ الْمُمْسِكَ خَيْرَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ إِنَّمَا يُمْسِكُ نَفْعَ يَدٍ وَاحِدَةٍ، فَإِذَا احْتَاجَ إِلَى نُصْرَتِهِمْ وَاضْطُرَّ إِلَى مُرَافَدَتِهِمْ قَعَدُوا عَنْ نَصْرِهِ، وَتَثَاقَلُوا عَنْ صَوْتِهِ، فَمُنِعَ تَرَافُدَ الْأَيْدِي الْكَثِيرَةِ، وَتَنَاهُضَ الْأَقْدَامِ الْجَمَّةِ.

خبردار! اگر تم میں سے کوئی اپنے عزیز و اقارب کو پریشان حال دیکھے تو اس قدر امداد سے ہرگز گریز نہ کرے کہ اگر اسے روک لیگا تو اضافہ نہیں ہوگا اور دے ڈالیگا تو کمی نہیں آئے گی۔

جو شخص اپنے قبیلہ کی مدد سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اسکا صرف ایک ہاتھ اُنسے رکیگا لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اسکی مدد سے رک جائینگے اور جس کا برتاؤ اچھا ہوتا ہے وہ اپنی قوم سے دائمی محبت حاصل کر لیتا ہے۔

(سید شریف رضی فرماتے ہیں: یہاں غفیرۃ کے معنی زیادتی اور کثرت کے ہیں جیسے کثیر مجمع کیلئے عرب جم غفیر یا جماء غفیر بولتے ہیں یعنی اژدہام اور بعض روایتوں میں عفوۃ وارد ہوا ہے اہل یا مال سے جو کسی شی کے عمدہ اور منتخب حصہ کو کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ اکلت عفوۃ الطعام یعنی میں نے کھانے کا بہترین حصہ کھایا اور ومن یقبض یدہ تا آخر کلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے کس قدر حسین مقصد کیطرف اشارہ فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے خاندان سے اچھا سلوک نہیں کرتا وہ صرف ایک ہاتھ کے نفع کو اُنسے روکتا ہے لیکن جب اسے انکی امداد کی ضرورت ہوتی ہے اور انکی اعانت و ہمدردی کیلئے لاچار ہوتا ہے تو وہ اُسکی امداد سے بیٹھے ہیں اور اسکی آواز پر بہرے بن جاتے ہیں اور یہ انکے بہت سے بڑھنے والے ہاتھوں اور اٹھتے ہوئے قدموں کی مدد سے محروم ہو جاتا ہے۔

چھبیسواں ۲۶ خطبہ

بدکردار سے بیزاری

وَلَعَمْرِی مَا عَلَیَّ مِنْ قِتَالِ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ وَخَابَطَ الْغَیَّ مِنْ إِدْهَانٍ وَلَا إِیهَانٍ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ وَفِرُّوا إِلَی اللّٰهِ مِنَ اللّٰهِ۔ وَامْضُوا فِی الَّذِی نَهَجَهُ لَکُمْ وَقُومُوا بِمَا عَصَبَهُ بِکُمْ فَعَلِیٌّ ضَامِنٌ لِفَلْجِکُمْ آجِلًا وَإِنْ لَمْ تُمْنَحُوهُ عَاجِلًا۔

مجھے اپنی جان کی قسم جو لوگ حق کے مخالف ہیں اور گمراہی میں بھٹک رہے ہیں ان سے جنگ کرنے میں کبھی رعایت اور سستی نہیں کرونگا۔ خدا کے بندو اللہ سے ڈرو اور اس کے غضب سے بھاگ کر رحمت کے دامن میں پناہ لے لو۔

اس راہ پر چلو جو اس نے تمہیں دکھائی ہے اور جو احکام اس نے تم پر لازم کر دیئے ہیں ان کی پابندی کرو۔ اس کے بعد اگر تمہیں دنیاوی کامیابی نہ بھی حاصل ہو تو علیؑ تمہارے مستقبل (آخرت) کی کامیابی کا ذمہ دار ہے۔

۱؎ اس خطبہ کے ذیل میں رئیس احمد صاحب جعفری نے طفولیت سے ضعیفی تک امیرالمومنینؑ کے عزم و حزم کا ایک خاکہ پیش کیا ہے جس کے ابتدائی سطور کے چند اقتباسات یہ ہیں۔

(کتنا زور ہے اس آخری جملہ میں یہ الفاظ اس کی زبان سے نکل سکتے ہیں جو اپنی زندگی کی ساری امنگیں خوشنودی خدا کے لئے وقف کر چکا ہو۔ جو اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ کا مکمل ترین نمونہ ہو جس نے طے کر لیا ہو کہ جب تک زندہ رہے گا خدا کے لئے موت کو لبیک کہے گا۔ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی تمنا میں جس کی ساری زندگی ایک کتاب کی طرح کھلی ہے۔ اس زندگی کے آئینہ میں اس کا بچپن اس کی جوانی اس کا بڑھاپا نظر آتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے آپ کے بچپن، جوانی، بڑھاپے کے عدیم المثال کارناموں کی فہرست گنوائی ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ یہ بات علیؑ کے سوا کوئی اور بھی کہہ سکتا تھا۔

ستائیسواں خطبہ

رفیقانِ گریز پا

وقد تواترت علیه الأخبار باستیلاء أصحاب معاویة علی البلاد وقدم علیه عاملاه علی الیمن وهما عبید الله بن العباس وسعید بن نمران لما غلب علیهما بسر بن أبی أرطاة فقام علیه السلام إلی المنبر ضجراً بتثاقل أصحابه عن الجهاد ومخالفتهم له فی الرأی فقال

شریف رضی فرماتے ہیں کہ جب امیرالمومنین کو متواتر یہ خبریں ملیں کہ اصحاب معاویہ آپ کے مقبوضہ شہروں پر تسلط جماتے ہیں اور یمن کے عامل عبیداللہ بن عباس اور سپہ سالار سعید بن نمران بسر بن ابی ارطاۃ سے شکست کھا کر آپ کے پاس پلٹ آئے تو آپ نے جہاد میں اصحاب کی سستی اور آپ کی رائے کی خلاف ورزی سے بددل ہو کر منبر کا رخ کیا اور فرمایا:

ما هی إلا الکوفة أقبضها وأبسطها إن لم تکونی إلا أنت تهب أعاصیرک فقبحک الله

(وتمثل بقول الشاعر: لعمر أبیک الخیر یا عمرو إننی علی وضر من ذا الإناء قلیل ثم قال علیه السلام)

بس کوفہ ہی میرے تصرف میں رہ گیا ہے اسی کے قبض و بسط کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے سوائے کوفہ اگر تو ہی میرے قبضہ میں ہے اور تجھ میں بھی میری مخالفت کی آندھیاں چلتی رہیں تو خدا تجھے غارت کرے پھر آپ نے بطورِ تمثیل شاعر کا یہ شعر پڑھا: اے عمرو تیرے اچھے باپ کی قسم مجھے تو اس برتن سے تھوڑی سی چکناہٹ ملی ہے جو برتن خالی ہونے کے بعد اس میں لگی رہ جاتی ہے پھر فرمایا:

أنبئت بسراً قد اطلع الیمن وإنی والله لأظن أن هؤلاء القوم سیدالون منکم باجتماعهم علی باطلهم وتفرقکم عن حقکم وبمعصیتکم إمامکم فی الحق وطاعتهم إمامهم فی الباطل وبأدائهم الأمانة إلی صاحبهم وخیانتکم وبصلاحهم فی بلادهم وفسادکم.

مجھے خبر ملی ہے کہ بسر یمن پہنچ گیا ہے اور مجھے خدا کی قسم یہ اندیشہ ہے کہ یہ لوگ تمہاری بقیہ دولت پر بھی قابض ہو جائیں گے اس لئے کہ یہ لوگ باطل پر ہوتے ہوئے متحد ہیں اور تم اپنے حق پر منظم نہیں ہو بلکہ تم حق میں اپنے امام کی نافرمانی کرتے ہو اور وہ باطل میں اپنے امیر کی اطاعت کرتے ہیں وہ اپنے ساتھی (معاویہ) کے ساتھ امانت داری کا حق ادا کرتے ہیں اور تم اس میں خیانت کرتے ہو وہ شہروں میں امن و امان سے رہتے ہیں اور تم شورش کرتے رہتے ہو۔

فلو ائتمنت أحدکم علی قعب لخشیت أن یذهب بعلاقته.

اگر میں تم میں سے کسی کو لکڑی کے ایک پیالہ کا امین بناؤں تو ڈرتا ہوں کہ وہ اسے دستہ سمیت نہ غائب کر دے۔

اللهم إنی قد مللتهم وملونی وسئمتهم وسئمونی فأبدلنی بهم خیراً

اے اللہ! میں ان سے دل برداشتہ ہو گیا ہوں اور یہ مجھ سے دل تنگ ہو گئے ہیں میں ان سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا چکے ہیں۔

مِنْهُمْ، وَأَبْدِلْهُمْ بِي شَرّاً مِنِّي.

تو اب ان کے بدلے میں ان سے بہتر لوگ مجھے عطا کر اور میرے بدلے میں کوئی برا حاکم انہیں دے دے۔

اللَّهُمَّ مِثْ قُلُوبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.

خداوندا ان کے دلوں کو اپنے غضب سے اس طرح پگھلا دے جیسے پانی میں نمک گھولا جاتا ہے۔

أَمَا وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ لِي بِكُمْ أَلْفَ فَارِسٍ مِنْ بَنِي فِرَاسِ بْنِ غَنْمٍ هُنَالِكَ لَوْ دَعَوْتَ أَتَاكَ مِنْهُمْ فَوَارِسُ مِثْلُ أَرْمِيَةِ الْحَمِيمِ. ثُمَّ نَزَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمِنْبَرِ.

خدا کی قسم میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ کاش مجھے تمہارے عوض بنی فراس بن غنم کے ایک ہزار سوار مل جائیں پھر مثال کے طور پر شاعر کا یہ شعر پڑھا وہاں اگر تو انہیں پکارے تو تیرے پاس ان کے وہ سوار آجائیں گے جو تیز رفتاری میں موسم گرما کے بادلوں کے مانند ہوں پھر آپ منبر سے اتر آئے

أَقُولُ: الْأَرْمِيَةُ جَمْعُ رَمِيٍّ وَهُوَ السَّحَابُ، وَالْحَمِيمُ هَاهُنَا وَقْتُ الصَّيْفِ، وَإِنَّمَا خَصَّ الشَّاعِرُ سَحَابَ الصَّيْفِ بِالذِّكْرِ لِأَنَّهُ أَشَدُّ جُفُولاً وَأَسْرَعُ خُفُوفاً لِأَنَّهُ لَا مَاءَ فِيهِ، وَإِنَّمَا يَكُونُ السَّحَابُ ثَقِيلَ السَّيْرِ لِامْتِلَائِهِ بِالْمَاءِ، وَذَلِكَ لَا يَكُونُ فِي الْأَكْثَرِ إِلَّا زَمَانَ الشِّتَاءِ، وَإِنَّمَا أَرَادَ الشَّاعِرُ وَصْفَهُمْ بِالسُّرْعَةِ إِذَا دُعُوا، وَالْإِغَاثَةِ إِذَا اسْتُغِيثُوا، وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ قَوْلُهُ: هُنَالِكَ لَوْ دَعَوْتَ أَتَاكَ مِنْهُمْ.

سید شریف رضی فرماتے ہیں کہ ارمیہ، رمی کی جمع ہے رمی سحاب یعنی ابر کو کہتے ہیں اور حمیم سے مراد یہاں موسم گرما ہے اور شاعر نے موسم گرما کے بادلوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ وہ بہت تیز رفتار اور ہلکے ہونے کی وجہ سے سریع السیر ہوتے ہیں اس لئے کہ ان میں پانی نہیں ہوتا البتہ بادل سست رفتار اس وقت ہوتے ہیں جب ان میں پانی بھرا ہوا ہو اور ایسے بادل ملک عرب میں عموماً سردیوں میں ہوتے ہیں۔ اس شعر سے شاعر کا مقصود یہ ہے کہ جب انہیں مدد کے لئے پکارا جاتا ہے اور ان سے فریاد رسی کی خواہش کی جاتی ہے تو وہ تیز رفتار چلتے ہیں اور اس پر دلیل شاعر کا پہلا مصرعہ ہے۔

۱؎ معاویہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا یعنی اس وقت جب حاکم مدینہ ابو ایوب انصاری کسی ضرورت سے کوفہ تشریف لے گئے تھے۔ میدان خالی پا کر اس نے حملہ کر کے مدینہ پر قبضہ کر لیا اور حجاز کے بعد یمن کا رخ کیا۔ جہاں عبید اللہ بن عباس حاکم تھے۔ وہاں بھی تسلط حاصل کر لیا اور عبید اللہ بن عباس وہاں سے سعید بن نمران سپہ سالار کوفہ چلے آئے مگر ان کے دو کمسن بچے وہیں رہ گئے جنہیں بسر نے بیدردی سے قتل کر دیا۔ امیر المومنین نے اس حملہ کے بعد اپنے اصحاب میں سے جاریہ کی کمان میں دو ہزار سوار دے کر بسر کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا جن کا مقام نجران میں بسر سے مقابلہ ہوا اور بسر تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ جاریہ بسر کا تعاقب کرتے کرتے مکہ معظمہ تک پہنچ گئے وہاں معاویہ کی جانب سے جو حاکم مقرر تھا وہ جاریہ کی خبر سن کر فرار ہو گیا۔ جاریہ نے اہل مکہ کے شکوک و شبہات کا ازالہ کر کے انہیں پھر امیر المومنین کی خلافت میں داخل کر دیا۔ جب بسر کہیں نہ مل سکا تو کوفہ واپس آئے اور حالات عرض کئے۔ امیر المومنین نے غضبناک ہو کر بسر کے لئے بددعا فرمائی۔ اللهم سلبه دينه وعقله آپ کی بددعا کا یہ اثر ہوا کہ بسر کا دماغ خراب ہو گیا وہ دیوانہ ہو گیا

۲؎ امیر المومنینؑ نے اس خطبہ میں بالخصوص کوفہ والوں کو جھنجھوڑا ہے کہ اصحاب معاویہ باطل پر ہو کر اس کے وفادار ہیں اور تم حق پر

رہے کہ حق کے وفادار نہیں اس کے ذیل میں رئیس احمد صاحب جعفری لکھتے ہیں:

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ایک طرف حضرت علیؑ کا خیمہ تھا جہاں سادگی تھی، انصاف تھا، تقشف تھا، کسی کو بیت المال سے کچھ نہیں مل سکتا تھا سوا اس کے کہ حق ہو، دوسری طرف دمشق کے دارالامارت میں ہُن برس رہا تھا۔ وہ دمشق کا بازار گرم تھا، عیش و عشرت کی فراوانی تھی، تنعمات و تعیشات کی افراط تھی۔ (الی آخرہ۔ ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۹ طبع دوم)

اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت علیؑ کے لشکر میں گنے چنے چند اصحاب کے علاوہ اکثریت ان افراد کی تھی جو گذشتہ خلفاء کو خلیفہ برحق تسلیم کر چکے تھے ۲۵ سال کے دوران میں ان لوگوں نے آنکھ کھولی، شباب پایا اور ان حکمرانوں کو صحیح اسلام سمجھتے تھے جو انہوں نے دیکھا تھا وہ حضور نبی کریم صلعم کے طرز جہانبانی سے بالکل بے خبر تھے اس لئے جب علی مرتضیٰ نے وہی طرز جہانبانی اپنایا جس کی حضور نے اپنے قول و عمل سے تعلیم دی تھی وہ ان کی عادت کے خلاف تھا تو وہ اس سے مانوس ہونے کے بجائے برداشتہ خاطر ہو گئے۔ سبب یہ ہے کہ اگر شیخین کی سیرت، سیرت رسولؐ کے مطابق ہوتی تو بیعت عثمان سے قبل ہی حضرت علیؑ سیرت شیخین پر چلنے کا اقرار کر لیتے مگر انہوں نے خلافت کو ٹھکرا دینا گوارا کر لیا لیکن سیرت شیخین پر چلنا گوارا نہ کیا۔ راعی اور رعایا کی ذہنیت میں یہ عظیم اختلاف تھا جو بالآخر آپ کی ناکامی کا باعث بنا جس کا زندہ ثبوت واقعہ تحکیم ہے یعنی اس وقت جب چند لمحوں میں امیر شام کو آخری شکست کا سامنا کرنا تھا اور آپ کا لشکر فتح کی آخری منزل تک پہنچ چکا تھا نیزوں پر قرآن بلند ہوتے ہی آپ کے لشکر میں اختلاف شروع ہو گیا اور بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ حالانکہ آپ فرما رہے تھے کہ یہ قرآن صامت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ ظاہر ہے کہ قرآن کتاب صامت ہے اسے ہر شخص حق و ناحق کے لئے استعمال کر سکتا ہے جیسے آج مسلمانوں کا ہر فرقہ اپنے مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے مگر نبی یا امام حق کو استعمال نہیں کر سکتا۔ اگر ان کے دلوں میں آپ کی وہ عظمت ہوتی جو نبی یا امام کی ہونا چاہیئے تھی تو وہ کبھی آپ کے حکم سے روگردانی نہ کرتے۔

اس کے بعد جب تحکیم کا وقت آیا تو آپ فرماتے رہے کہ ابو موسیٰ اشعری کو اپنا نمائندہ مقرر نہ کرو مگر وہ اس پر مصر ہو گئے۔ اگر آپ تسلیم نہ کرتے تو وہ تلواریں نکال کر مقابلہ پر آجاتے۔ پھر اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ سب نے دیکھ لیا۔ خوارج پیدا ہو گئے ان سے نہروان میں جنگ کرنا پڑی۔ پھر جوش فرو ہو گیا اور معاملہ وہاں بھی نہ رہا جہاں تھا۔ یہ سب ان نافرمانیوں کے نتائج تھے جو وہ کرتے رہے جس کا امیرالمومنینؑ نے کئی مرتبہ اپنے خطبوں میں ذکر فرمایا ہے۔

اٹھائیسواں خطبہ

جنگِ نہروان سے قبل

إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَذِيراً لِلْعَالَمِينَ وَأَمِيناً عَلَى التَّنْزِيلِ.
وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلَى شَرِّ دِينٍ وَفِي شَرِّ دَارٍ مُنِيخُونَ بَيْنَ حِجَارَةٍ خُشْنٍ وَحَيَّاتٍ صُمٍّ تَشْرَبُونَ الْكَدِرَ وَتَأْكُلُونَ الْجَشِبَ وَتَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَتَقْطَعُونَ أَرْحَامَكُمْ.
الْأَصْنَامُ فِيكُمْ مَنْصُوبَةٌ وَالْآثَامُ بِكُمْ مَعْصُوبَةٌ.

خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے جہانوں کا ڈرانے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا۔
جب تم اے گروہ عرب بدترین دین پہ بدترین گھروں میں سخت پتھروں اور زہریلے سانپوں کے درمیان بود و باش رکھتے تھے۔ تم گندا پانی پیتے اور خراب کھانے کھاتے تھے ایک دوسرے کا خون بہاتے اور قطع رحم کیا کرتے تھے۔
بت تمہارے درمیان نصب تھے اور گناہ تمہاری رگ و پے میں سرائیت کئے ہوئے تھے۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ

فَنَظَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ لِي مُعِينٌ إِلَّا أَهْلُ بَيْتِي فَضَنِنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَوْتِ.
وَأَغْضَيْتُ عَلَى الْقَذَى وَشَرِبْتُ عَلَى الشَّجَا وَصَبَرْتُ عَلَى أَخْذِ الْكَظَمِ وَعَلَى أَمَرَّ مِنْ طَعْمِ الْعَلْقَمِ.

میں نے جب نظر اٹھا کر دیکھا تو اپنے اہل بیت کے سوا کوئی مددگار نظر نہ آیا پس انہیں موت کے منہ میں دینے سے احتراز کیا۔
حلق میں پھندے پڑے تھے مگر میں نے پی لیا اور غصہ فرو کرنے اور اندرائن سے زیادہ تلخ تکلیفوں پر صبر کیا۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ

وَلَمْ يُبَايِعْ حَتَّى شَرَطَ أَنْ يُؤْتِيَهُ عَلَى الْبَيْعَةِ

(عمرو بن عاص نے معاویہ کی اس وقت تک بیعت نہیں کی

ثَمَنًا فَلَا ظَفِرَتْ يَدُ الْبَائِعِ وَخَزِيَتْ أَمَانَةُ الْمُبْتَاعِ۔

جب تک اس سے یہ شرط نہ منوالی کہ وہ اس کی قیمت ادا کریگا پس بیعت کرنے والے کا ہاتھ کامگار نہ ہو اور بیعت خریدنے والے کے معاہدہ کو رسوائی نصیب ہو۔

فَخُذُوا لِلْحَرْبِ أُهْبَتَهَا وَأَعِدُّوا لَهَا عُدَّتَهَا فَقَدْ شَبَّ لَظَاهَا وَعَلَا سَنَاهَا وَاسْتَشْعِرُوا الصَّبْرَ فَإِنَّهُ أَدْعَى إِلَى النَّصْرِ۔

تو اب جنگ کے لئے ہتھیار سنبھال لو اور اس کا سامان مہیا کر لو کیونکہ اس کی آگ بھڑک اٹھی ہے اور شعلے بلند ہو رہے ہیں اور صبر کا لباس پہن لو کیونکہ فتح و نصرت حاصل کرنے کا یہی سب سے بہتر ذریعہ ہے۔

لہ اس خطبہ میں آپ نے سرور کائنات صلعم کی بعثت اسلام سے قبل ایام جاہلیت میں اہل عرب کی حالت زار، آنحضرت صلعم کے بعد غصب خلافت پر اپنا تاثر، معاویہ کے ساتھ عمرو بن عاص کی سانٹھ گانٹھ کے ذکر کے بعد مجاہدوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیا ہے۔

لہ معاویہ نے امیرالمومنینؑ کا پیغام سننے کے بعد کافی سوچ بچار اور مشوروں کے بعد یہ طے کیا کہ اگر عمرو بن عاص اس کی حمایت کے لئے آمادہ ہو جائے تو وہ اس کی سیاسی بازیوں کی وجہ سے قصاص خون عثمان کا بہانہ کر کے کامیاب ہو سکتا ہے مگر وہ جیسا آدمی اس کی قیمت کے بغیر راضی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے اسے بدکرانی سے ملک مصر کا وعدہ کیا اور باہم معاہدہ ہو گیا۔ اس کے متعلق مؤرخین نے یہ لکھا ہے۔

فکاید کل منھما من الآخر — ہر ایک نے ایک دوسرے سے مکر کیا

انتیسواں خطبہ

جہاد

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَتَحَهُ اللهُ لِخَاصَّةِ أَوْلِيَائِهِ وَهُوَ لِبَاسُ التَّقْوَى وَدِرْعُ اللهِ الْحَصِينَةُ وَجُنَّتُهُ الْوَثِيقَةُ۔

فَمَنْ تَرَكَهُ رَغْبَةً عَنْهُ أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ الذُّلِّ وَشَمْلَةَ الْبَلَاءِ وَدُيِّثَ بِالصَّغَارِ وَالْقَمَاءِ وَضُرِبَ عَلَى قَلْبِهِ بِالْأَسْدَادِ وَأُدِيلَ الْحَقُّ مِنْهُ بِتَضْيِيعِ الْجِهَادِ وَسِيمَ الْخَسْفَ وَمُنِعَ النَّصَفَ۔

أَلَا وَإِنِّي قَدْ دَعَوْتُكُمْ إِلَى قِتَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَيْلًا وَنَهَارًا وَسِرًّا وَإِعْلَانًا وَقُلْتُ لَكُمُ اغْزُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَغْزُوكُمْ فَوَاللهِ مَا غُزِيَ قَوْمٌ فِي عُقْرِ دَارِهِمْ إِلَّا ذَلُّوا

فَتَوَاكَلْتُمْ وَتَخَاذَلْتُمْ حَتَّى شُنَّتْ عَلَيْكُمُ الْغَارَاتُ وَمُلِكَتْ عَلَيْكُمُ الْأَوْطَانُ۔

وَهَذَا أَخُو غَامِدٍ وَقَدْ وَرَدَتْ خَيْلُهُ الْأَنْبَارَ وَقَدْ قَتَلَ حَسَّانَ بْنَ حَسَّانَ الْبَكْرِيَّ وَأَزَالَ خَيْلَكُمْ عَنْ مَسَالِحِهَا۔

وَلَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ

حمد خدا کے بعد معلوم ہو کہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے خدا نے اپنے خاص دوستوں کیلئے کھول رکھا ہے یہ پرہیزگاری کا لباس اللہ کی مستحکم زرہ ہے۔ اور دشمنوں سے بچانے کے لئے مضبوط سپر ہے۔

جو شخص متنفر ہو کر اسے چھوڑ دیتا ہے خدا اسے ذلت و خواری کا لباس پہناتا ہے اور امتحان کی ردا اڑھا دیتا ہے اور بدنامیوں اور رسوائی کے ساتھ اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے اور اس کے دل پر بے عقلی کے پردے ڈال دیئے جاتے ہیں اور شرف جہاد ضائع کرنے کی وجہ سے اس کا حق اس سے پھیر لیا جاتا ہے اسے ذلت میں مبتلا کیا جاتا ہے اور انصاف سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ میں نے رات دن پوشیدہ اور علانیہ اس قوم سے جنگ کرنے کے لئے تمہیں پکارا۔ اور تم سے کہا کہ قبل اس کے کہ وہ تم سے جنگ کے لئے آگے بڑھیں تم ان پر دھاوا بول دو۔ بخدا جس قوم کے گھروں میں جنگ ہونے لگے وہ ذلیل و خوار ہو کر رہتی ہے۔

مگر تم ایک دوسرے پر ٹالتے رہے اور ایک دوسرے کی مدد سے پہلو بچاتے رہے یہاں تک کہ تم پر چھاپے مارے گئے اور تمہارے وطنوں پر جبراً قبضہ کر لیا گیا۔

اسی بنی غامد کے آدمی (سفیان بن عوف) ہی کو دیکھ لو کہ اس کے سوار انبار میں داخل ہو گئے اور حسان بن حسان بکری کو قتل کر دیا اور تمہارے سواروں کو ان کی چھاؤنی سے نکال دیا۔

مجھے تو یہ بھی خبر ملی ہے کہ اس فوج کا کوئی شخص مسلمان اور ذمی عورت

نُغَبَ التَّهْمَامِ أَنْفَاسًا۔ وَأَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ رَأْيِي بِالْعِصْيَانِ وَالْخِذْلَانِ حَتَّى لَقَدْ قَالَتْ قُرَيْشٌ إِنَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ وَلَكِنْ لَا عِلْمَ لَهُ بِالْحَرْبِ۔ لِلَّهِ أَبُوهُمْ وَهَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاسًا وَأَقْدَمُ فِيهَا مَقَامًا مِنِّي۔ لَقَدْ نَهَضْتُ فِيهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِينَ وَهَا أَنَا ذَا قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى السِّتِّينَ وَلَكِنْ لَا رَأْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ۔

نے میری تدبیروں کو ناکام بنا دیا ہے۔ یہاں تک کہ اب قریش یہ کہنے لگے ہیں کہ فرزند ابوطالب مرد شجاع تو ہے مگر وہ جنگ کے فن سے واقف نہیں ہے۔ اللہ ان کے آباؤ اجداد کا بھلا کرے کیا ان میں کوئی ایسا ہے جو جنگ کا مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتا ہو اور مجھ سے بھی پہلے کارہائے نمایاں کئے ہوں۔ میں تو اس وقت میدان جنگ میں اترا جب میری عمر بیس برس بھی نہ تھی اور اب تو ساٹھ برس سے بھی اوپر ہو گیا ہوں لیکن جس کی بات نہ مانی جائے اس کی کوئی تدبیر ہی نہیں ہے۔

---

[1] اس خطبہ کے ذیل میں جناب رئیس احمد صاحب جعفری نے اپنے تصورات پیش کر کے نہ صرف عقیدت مندی کا ثبوت دیا ہے بلکہ حقائق پر روشنی ڈالی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

یہ خطبہ جہاں الفاظ و عبارت اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے وہاں اسرار و حکم کے لحاظ سے بھی اپنا جواب نہیں رکھتا۔ عمر بھر جو ہستی کفر سے جنگ کرتی رہی۔ جس نے کبھی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔ جس نے بڑے بڑے لشکروں، بڑی بڑی فوجوں کو بڑے بڑے سورماؤں کو آن کی آن میں شکست دی۔ جو نوعمری کے زمانہ سے کفن سر سے باندھ کر اور سر ہتھیلی پہ رکھ کر میدان جنگ میں اتر آئے۔ اگر شکست دی تو انہوں نے۔ ان لوگوں نے جنہیں جاں نثاری کا دعویٰ تھا جنہیں فداکاری پر ناز تھا۔

یہ وہ لوگ تھے جو آخر وقت تک ساتھ دینے کی بیعت کر چکے تھے جنہوں نے پیمان باندھا تھا کہ امیر کی اطاعت کریں گے۔ راہ خدا میں اپنا سر کٹا دیں گے لیکن جب وقت آیا کہ یہ میدان جنگ میں کود پڑیں تو موت کا ہراس ان پر غالب آگیا۔ یہ موسم کی ناسازگاری کی شکایت کرنے لگے۔ لڑنے سے جی چرانے لگے۔ یہ جانبازی کے نام سے لرزنے کانپنے لگے۔ ان کی ہمت نے جواب دیا حوصلہ ٹوٹ گیا اور راہ خدا میں جان نثاری کا ولولہ سرد پڑ گیا۔

یہ خطبہ آخر عمر کا ہے جب جوانی رخصت سفر باندھ چکی تھی اور بڑھاپا ڈیرے ڈال چکا تھا لیکن دیکھو شیر خدا کے تیوروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اب بھی وہی دم خم ہے۔ وہی عزم و ہمت ہے۔ وہی دبدبہ ہے۔ وہی جوش و خروش ہے۔ وہی آن ہے۔ وہی شان ہے۔ یہ خطبہ نہیں دکھی دل کی پکار ہے۔ اس خطبہ کا ایک ایک لفظ پیکر درد و سوز ہے۔ اس کا ایک ایک حرف فریاد ہے لیکن غیروں سے نہیں۔ اپنوں سے دوستوں سے، ساتھیوں سے، رفیقوں سے (الیٰ آخرہٖ)

تیئسواں خطبہ

دین و دنیا

اما بعد فان الدنیا قد ادبرت واذنت بوداع، وان الآخرة قد اشرفت باطلاع، الا وان الیوم المضمار، وغدا السباق، والسبقة الجنة، والغایة النار.

افلا تائب من خطیئته قبل منیته؟ الا عامل لنفسه قبل یوم بؤسه؟ الا وانکم فی ایام امل من ورائه اجل.

فمن عمل فی ایام امله قبل حضور اجله فقد نفعه عمله ولم یضرره اجله ومن قصر فی ایام امله قبل حضور اجله فقد خسر عمله وضره اجله.

الا فاعملوا فی الرغبة کما تعملون فی الرهبة. الا وانی لم ار کالجنة نام طالبها ولا کالنار نام هاربها.

الا وانه من لا ینفعه الحق یضرره الباطل ومن لا یستقیم به الهدی یجر به الضلال الی الردی.

الا وانکم قد امرتم بالظعن ودللتم علی الزاد.

وان اخوف ما اخاف علیکم اتباع الهوی وطول الامل تزودوا من الدنیا ما تحرزون به انفسکم غدا.

حمد خدا کے بعد واضح ہو کہ دنیا منہ موڑ چکی اور اپنی وداع کا اعلان کر چکی اور آخرت ظاہر ہونے ہی والی ہے یاد رکھو کہ آج دنیا میں کا دن ہے اور کل آگے بڑھنا ہے جس طرف آگے بڑھنا ہے وہ جنت ہے اور جہاں (بلا اختیار) پہنچ جائیں گے وہ دوزخ ہے۔

کیا موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا کوئی نہیں ہے کیا سختی کا دن آنے سے پہلے عمل ذخیرہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ آگاہ ہو کہ آج تم امید کی دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہو اس کے پیچھے موت ہے۔

تو جو شخص موت سے پہلے امیدوں کے دنوں میں عمل کر لیتا ہے یہ عمل اسے سود مند ہوگا۔ موت ضرر نہیں پہنچا سکتی اور جو شخص موت سے پہلے امید کے دنوں میں کوتاہیاں کرتا ہے اس کا عمل رائیگاں جاتا ہے اور موت اسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔

دیکھو اطمینان کے دنوں میں اس طرح عمل کرو جس طرح خوف کے وقت کرگزرتے ہو۔ آگاہ رہو کہ میں نے نہ تو کوئی نعمت جنت جیسی دیکھی ہے جس کے مشتاق اس طرح محو خواب ہوں اور نہ جہنم جیسا عذاب دیکھا جس سے بھاگنے والے اس طرح خواب خرگوش میں مبتلا ہوں۔

جسے حق فائدہ نہ پہنچائے اسے باطل ضرور نقصان پہنچائے گا جسے ہدایت ثابت قدم نہ رکھے اسے گمراہی کھینچ کر ہلاکت کی طرف لیجائے گی۔

خبردار تمہیں کوچ کا حکم دیا جا چکا ہے اور زاد راہ کا پتہ دیا جا چکا ہے مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ دو چیزوں کا اندیشہ ہے ایک خواہش کی پیروی دوسرے طول امید۔ اس دنیا میں وہ توشہ حاصل کر لو جس سے کل قیامت میں اپنے نفسوں کو عذاب سے بچا سکو۔

(اقول) إنه لو كان كلام يأخذ بالأعناق
إلى الزهد في الدنيا ويضطر إلى عمل الآخرة لكان
هذا الكلام، وكفى به قاطعاً لعلائق الآمال وقادحاً
زناد الاتعاظ والازدجار. ومن أعجبه قوله عليه
السلام: ألا وإن اليوم المضمار وغداً السباق. و
السبقة الجنة والغاية النار. فإن فيه مع فخامة
اللفظ وعظم قدر المعنى وصادق التمثيل وواقع
التشبيه سراً عجيباً ومعنى لطيفاً وهو قوله عليه
السلام: والسبقة الجنة والغاية النار، فخالف بين
اللفظين لاختلاف المعنيين، ولم يقل السبقة النار
كما قال: السبقة الجنة، لأن الاستباق إنما يكون إلى
أمر محبوب وغرض مطلوب، وهذه صفة الجنة و
ليس هذا المعنى موجوداً في النار نعوذ بالله منها، فلم
يجز أن يقول والسبقة النار، بل قال والغاية النار، لأن
الغاية قد ينتهي إليها من لا يسره الانتهاء إليها و
من يسره ذلك، فصلح أن يعبر بها عن الأمرين
معاً، فهي في هذا الموضع كالمصير والمآل، قال الله
تعالى: قل تمتعوا فإن مصيركم إلى النار، ولا يجوز
في هذا الموضع أن يقال: فإن سبقتكم بسكون الباء
إلى النار، فتأمل ذلك، فباطنه عجيب وغوره بعيد
وكذلك أكثر كلامه عليه السلام
وفي بعض النسخ وقد جاء في رواية أخرى
والسُّبقة الجنة بضم السين، والسبقة عند
هم اسم لما يجعل للسابق إذا سبق من مال أو
عرض، والمعنيان متقاربان، لأن ذلك لا يكون جزاء
على فعل الأمر المذموم وإنما يكون جزاء على فعل
الأمر المحمود۔

(سید شریف رضی فرماتے ہیں) کہ اگر کوئی کلام گردن پکڑ کر لوگوں کو دنیا
سے متنفر اور آخرت کے عمل کرنے پر مجبور کر سکتا ہے تو وہ صرف
یہی کلام ہے۔ جو امیدوں کے رشتوں کو کاٹنے اور وعظ و نصیحت سے تاثر کے
جذبات مشتعل کرنے کے لئے یہی کلام کافی و وافی ہے اس خطبہ میں یہ
جملہ الا وان الیوم المضمار وغدا السباق و السبقۃ الجنۃ و الغایۃ
النار عجیب و غریب کلام ہے اس لئے کہ اس میں الفاظ کی جزالت اور معنی
کی جلالت اس کی سچی تمثیل اور صحیح تشبیہ کے علاوہ عجیب راز اور لطیف
معنی مضمر ہیں اور وہ آپ کا ارشاد السبقۃ الجنۃ و الغایۃ النار
ہے دو جداگانہ معنی ہونے کی وجہ سے جداگانہ لفظیں فرمائی ہیں وہ جنت
السبقۃ الجنۃ فرمایا ہے اس طرح یہ نہیں فرمایا کہ السبقۃ النار۔ کیونکہ سبقت
اس چیز کی طرف کیجاتی ہے جو محبوب اور مطلوب ہو اور یہ شان جنت کی ہے۔
دوزخ کی یہ شان کہاں معاذ اللہ اس لئے یہ نہیں فرما سکتے تھے کہ السبقۃ النار
بلکہ فرمایا ہے کہ الغایۃ النار کیونکہ غایت منتہا کو کہتے ہیں اور منزل تک
ہر شخص پہنچتا ہے چاہے وہ اس سے خوش ہو یا ناخوش ہو۔ دونوں کے لئے بولا
جا سکتا ہے یہ لفظ اس جگہ بالکل اس طرح ہے جیسے قرآن مجید میں ہے لفظ
مصیر اور مآل مستعمل ہوا ہے ارشاد رب العزت ہے قل تمتعوا
فان مصیرکم الی النار کہو کہ تم اچھی طرح دنیا سے لطف اندوز ہو لو
آخر تمہاری بازگشت جہنم کی طرف ہے یہاں مصیرکم کی جگہ سبقتکم
کہنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ اس پر خوب غور کرو۔ اور دیکھو اس کا
باطن کس قدر عجیب اور اس کی گہرائی کتنی دور تک ہے اور آپ کا کلام
اکثر اسی نہج پر ہوتا ہے۔
اور بعض نسخوں میں ہے کہ ایک روایت میں ہے السُّبقۃ بضم سین بھی آیا
ہے اور ان کے نزدیک وہ مال ہے جو آگے نکل جانے والے کے لئے بطور انعام رکھا
جاتا ہے۔ بہرحال دونوں کے معنی قریب قریب ہیں اس لئے کہ معاوضہ و انعام کسی
برے کام کے عوض نہیں دیا جاتا بلکہ کسی اچھے اور قابل تعریف عمل کے
بدلے دیا جاتا ہے۔

اکتیسواں خطبہ

تنبیہ

أَيُّهَا النَّاسُ الْمُجْتَمِعَةُ أَبْدَانُهُمْ الْمُخْتَلِفَةُ أَهْوَاؤُهُمْ كَلَامُكُمْ يُوهِي الصُّمَّ الصِّلَابَ وَفِعْلُكُمْ يُطْمِعُ فِيكُمُ الْأَعْدَاءَ.

اے وہ لوگو جن کے جسم یکجا اور خواہشیں مختلف ہیں تمہاری باتیں سخت پتھروں کو نرم کر دیتی ہیں مگر تمہارا عمل تمہارے بارے میں تمہارے دشمنوں کو لالچ دلاتا ہے۔

تَقُولُونَ فِي الْمَجَالِسِ كَيْتَ وَكَيْتَ. فَإِذَا جَاءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ حِيدِي حَيَادِ. مَا عَزَّتْ دَعْوَةُ مَنْ دَعَاكُمْ وَلَا اسْتَرَاحَ قَلْبُ مَنْ قَاسَاكُمْ. أَعَالِيلُ بِأَضَالِيلَ دِفَاعَ ذِي الدَّيْنِ الْمَطُولِ.

اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر کہتے پھرتے ہو کہ یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے اور جب جنگ کا وقت آجاتا ہے تو کہتے ہو کہ اے جنگ دور ہو دور ہو۔ جو تمہیں مدد کے لئے پکارے اس کی آواز کی کوئی عزت نہیں اور جو تمہارے لئے دکھ سہے اسے راحت نصیب نہیں تمہارے بہانے گمراہی کے حیلے ہیں جیسے نادہند مقروض اپنے قرضدار کو ٹالتا رہتا ہے۔

لَا يَمْنَعُ الضَّيْمَ الذَّلِيلُ وَلَا يُدْرَكُ الْحَقُّ إِلَّا بِالْجِدِّ.

سچ تو یہ ہے کہ ذلیل آدمی ظلم و ستم کو روک نہیں سکتا اور حق بغیر کوشش کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

أَيَّ دَارٍ بَعْدَ دَارِكُمْ تَمْنَعُونَ وَمَعَ أَيِّ إِمَامٍ بَعْدِي تُقَاتِلُونَ.

اپنا گھر چھن جانے کے بعد کس کے گھر کی حفاظت کرو گے اور میرے بعد کس امام کے ساتھ ہو کر جہاد کرو گے۔

الْمَغْرُورُ وَاللَّهِ مَنْ غَرَرْتُمُوهُ. وَمَنْ فَازَ بِكُمْ فَقَدْ فَازَ وَاللَّهِ بِالسَّهْمِ الْأَخْيَبِ وَمَنْ رَمَى بِكُمْ فَقَدْ رَمَى بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ.

بخدا جسے تم اپنے فریب میں مبتلا کر لو وہ دھوکہ میں ہے۔ اور جو تمہارے ذریعہ کامیاب ہو اس کے حصہ میں وہ تیر آتا ہے جو خالی ہو جس کا کوئی حصہ نہ اور جس نے تمہارے ذریعہ تیر چلائے اس نے گویا شکستہ پیکان سے نشانہ کیا۔

أَصْبَحْتُ وَاللَّهِ لَا أُصَدِّقُ قَوْلَكُمْ وَلَا أَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ وَلَا أُوعِدُ الْعَدُوَّ بِكُمْ.

اب یہ حالت ہے کہ مجھے نہ تمہاری کسی بات پر اعتبار ہے اور نہ تمہاری مدد کی خواہش کر سکتا ہوں اور نہ تمہارے بل بوتے پر دشمن کو ڈرا سکتا ہوں

مَا بَالُكُمْ؟ مَا دَوَاؤُكُمْ؟ مَا طِبُّكُمْ؟ الْقَوْمُ رِجَالٌ أَمْثَالُكُمْ.

تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تمہاری کیا دوا ہے۔ تمہارا کیا علاج ہے۔ اس قوم (دشمن) کے آدمی بھی تم ہی جیسے مرد ہیں۔

أَقَوْلًا بِغَيْرِ عِلْمٍ. وَغَفْلَةً مِنْ غَيْرِ وَرَعٍ. وَطَمَعًا فِي غَيْرِ

کیا جانے بوجھے بغیر باتیں ہی باتیں رہیں گی اور خوف خدا سے بے نیاز ہو کر مدہوش ہی رہو گے اور اس چیز کا لالچ پیدا کرتے رہو گے جس کے حقدار

حق۔ تم نے پیدا ہی نہیں کیا۔

لہ تحکیم کے واقعہ کے بعد ہی معاویہ ہر قسم کے مکر و فریب کے ساتھ امیر المومنینؑ کے مقبوضہ علاقوں پر تسلط حاصل کرنے کے لئے اطراف و جوانب میں غارت گری اور لوٹ مار اور انتشار پھیلانے میں معروف ہو گیا جیسا کہ اہواز کے واقعہ کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ منجملہ اس کے ضحاک بن قیس فہری معاویہ کے اشارہ سے چار ہزار سوارے کر قتل و غارت کرتا ہوا ثعلبیہ تک پہنچ گیا۔ حجاج بیت اللہ کے ایک قافلہ پر حملہ کر کے انکا سارا سامان لوٹ لیا۔ صحابی رسولؐ عبداللہ بن مسعود کے بھتیجے عمرو بن قیس کو مع ان کے ساتھیوں کے قتل کر دیا جب ان غارت گریوں کی خبر پہنچی تو آپؑ نے اپنے ساتھیوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیا مگر وہ پہلو تہی کرتے رہے۔ ان کی سستی دیکھ کر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا اس کے بعد حجر بن عدی چار ہزار سوار لے کر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گئے۔ دشمن کے ۱۹ آدمی قتل کئے تھے کہ رات ہو گئی اور وہ تاریکی شب میں بھاگ کھڑا ہوا۔ امیر المومنینؑ کی فوج کے بھی دو آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا۔

تیئیسواں خطبہ

خونِ عثمان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار

لَوْ اَمَرْتُ بِهٖ لَكُنْتُ قَاتِلًا، اَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ لَكُنْتُ نَاصِرًا۔

غَيْرَ اَنَّ مَنْ نَصَرَهٗ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّقُوْلَ خَذَلَهٗ مَنْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ. وَمَنْ خَذَلَهٗ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّقُوْلَ نَصَرَهٗ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ وَاَنَا جَامِعٌ لَكُمْ اَمْرَهٗ.

اِسْتَاْثَرَ فَاَسَآءَ الْاَثَرَةَ، وَجَزِعْتُمْ فَاَسَاْتُمُ الْجَزَعَ وَلِلّٰهِ حُكْمٌ وَّاقِعٌ فِی الْمُسْتَاْثِرِ وَالْجَازِعِ.

اگر میں قتل عثمان کا حکم دیتا تو یقیناً میں قاتل ٹھہرتا اور اگر ان کے قتل سے روکتا تو ان کا مددگار ہوتا۔

جس نے عثمان کی مدد کی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس نے مدد نہیں کی میں اس سے بہتر ہوں اور جس نے عثمان کی مدد نہیں کی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس نے ان کی مدد کی وہ مجھ سے بہتر ہے۔ میں تمہارے سامنے ہر پہلو کو واضح کیے دیتا ہوں۔

انہوں نے اپنے عزیزوں کی طرفداری کی اور بُری طرح طرفداری کی اور تم گھبرا گئے اور بُری طرح گھبرا گئے اور طرفداری کرنے والے اور گھبرا جانے والے کے درمیان خدا کا فیصلہ ہو کر رہے گا۔

سلہ اس کے حاشیہ پر جناب رئیس احمد صاحب جعفری تحریر فرماتے ہیں:۔

یعنی بہت سے معاملات اس طرح انجام دیئے جن سے لوگوں کو شکایت کا موقع ملا اور چونکہ ان شکایات کی تلافی بھی نہ ہو سکی اور مخالفین مطمئن بھی نہ کیے جا سکے لہذا نوبت یہاں تک پہنچی (ترجمہ نہج البلاغۃ [illegible] صفحہ ٣٠١)

سلہ مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ فرماتے ہیں:۔

حضرت عثمان اسلامی دور کے پہلے اموی خلیفہ ہیں جو یکم محرم ٢٤ھ میں ستر برس کی عمر میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور بارہ سال تک مسلمانوں کے سیاہ و سفید کے مالک بنے رہنے کے بعد انہیں کے ہاتھوں ١٨ ذی الحجہ ٣٥ھ میں قتل ہو کر حش کوکب میں مدفون ہوئے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عثمان کا قتل ان کی کمزوریوں اور ان کے عمال کے سیاہ کارناموں کا نتیجہ تھا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ مسلمان متفقہ طور پر ان کے قتل پر آمادہ ہو جاتے اور ان کی جان لینے کے درپے ہو جاتے اور ان کے گھر کے چند آدمیوں کے علاوہ کوئی ان کی حمایت و مدافعت کے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ مسلمان یقیناً ان کے سن و سال، ان کی بزرگی و وقار اور شرف مصاحبت کا پاس و لحاظ کرتے مگر ان کے سوء تدبیروں نے فضا کو اس طرح بگاڑ رکھا تھا کہ کوئی ان کی ہمدردی و پاسداری کے لئے آمادہ نظر نہ آتا تھا پیغمبرؐ کے برگزیدہ صحابیوں پر جو ظلم و ستم ڈھایا گیا تھا اس نے قبائل عرب میں ان کے خلاف غم و غصہ کی لہر دوڑا رکھی تھی۔ ہر شخص پیچ و تاب کھا رہا تھا اور ان کی خونریزی

وہ بے راہ روی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا چنانچہ حضرت ابوذرؓ کی توہین و تذلیل اور جلا وطنی کے سبب سے بنی غفار اور ان کے حلیف قبائل عبداللہ ابن مسعود کو بے دردی سے پٹوانے کی وجہ سے بنی ہذیل اور ان کے حلیف بنی زہرہ، عمار ابن یاسر کی پسلیاں توڑ دینے کے باعث بنی مخزوم اور ان کے حلیف قبیلے اور محمد ابن ابی بکر کے قتل کا سر و سامان کرنے کی وجہ سے بنی تیم کے دلوں میں غم و غصہ کا ایک طوفان موجزن تھا۔ دوسرے شہروں کے مسلمان بھی ان کے عمال کے ہاتھوں سے نالاں تھے کہ جو دولت کی سرمستیوں اور بادہ نوشی کی سرمستیوں میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے اور جسے چاہتے تھے پامال کر کے رکھ دیتے تھے نہ انہیں مرکز کی طرف سے عتاب کا ڈر تھا اور نہ کسی بازپرس کا اندیشہ۔ لوگ ان کے پنجۂ استبداد سے نکلنے کے لئے پھڑپھڑاتے تھے مگر کوئی ان کے کرب و اذیت کی صدائیں سننے کے لئے آمادہ نہ ہوتا تھا۔ نفرت کے جذبات ابھر رہے تھے مگر انہیں دبانے کی کوئی فکر نہ کی جاتی تھی صحابہ بھی ان سے بددل ہو چکے تھے کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ امنِ عالم تباہ، نظم و نسق تہ و بالا اور اسلامی خدوخال مسخ کئے جا رہے تھے نادار و فاقہ کش سوکھے ٹکڑوں کو ترس رہے تھے اور بنی امیہ کے ہاں سونا برس رہا ہے۔ خلافت شکم پری کا ذریعہ اور سرمایہ اندوزی کا وسیلہ بن کر رہ گئی ہے۔ لہٰذا وہ بھی ان کے قتل کے لئے زمین ہموار کرنے میں کسی سے پیچھے نہ تھے بلکہ انہی کے خطوط و پیغامات کی بنا پر کوفہ، بصرہ اور مصر کے لوگ مدینہ میں جمع ہوئے تھے چنانچہ اہل مدینہ کے اس رویہ کو دیکھتے ہوئے حضرت عثمان نے معاویہ کو تحریر کیا اما بعد فان اهل المدينة كفروا وخلعوا الطاعة ونكثوا البيعة فابعث الى من قبلك من مقاتلة اهل الشام على كل صعب وذلول (طبری ج ۵ ص ۱۱۵) واضح ہو کہ اہل مدینہ کافر ہو گئے ہیں اور اطاعت سے منہ پھیر لیا ہے اور بیعت توڑ دی ہے تم شام کے لڑنے بھڑنے والوں کو تند و تیز سواریوں پر میری طرف بھیجو۔

معاویہ نے اس خط کے پہنچنے پر جو طرز عمل اختیار کیا اس سے بھی صحابہ کی حالت پر روشنی پڑتی ہے چنانچہ طبری نے اس کے بعد لکھا ہے کہ فلما جاء المعاوية الكتاب تربص به وكره اظهار مخالفة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد علم اجتماعهم۔ جب معاویہ کو یہ خط ملا تو اس نے توقف کیا اور اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھلم کھلا مخالفت کو برا جانا چونکہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ وہ ان کی مخالفت پر یک جہتی سے متفق ہیں۔

ان واقعات کے پیش نظر حضرت عثمان کے قتل کو وقتی جوش اور ہنگامی جذبہ کا نتیجہ قرار دے کر چند بلوائیوں کے سر تھوپ دینا حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے جب کہ ان کی مخالفت کے تمام عناصر مدینہ ہی میں موجود تھے اور باہر سے آنے والے تو ان کی آواز پر اپنی آواز دہرانے کی چاہت کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے جن کا مقصد صرف اصلاح حال تھا۔ نہ قتل و خونریزی اگر ان کی داد و فریاد سن لی جاتی تو اس خون خرابے تک کبھی نوبت نہ پہنچتی مگر ہوا یہ کہ جب اہل مصر حضرت عثمان کے دودھ شریک بھائی عبداللہ ابن سعد ابن سرح کے ظلم و تشدد سے تنگ آ کر مدینہ کی طرف بڑھے اور شہر کے قریب وادی ذی خشب میں پڑاؤ ڈال دیا تو ایک شخص کے ہاتھ خط بھیج کر حضرت عثمان سے مطالبہ کیا کہ یہ مظالم مٹائے جائیں موجودہ روش کو بدلا جائے اور آئندہ کے لئے توبہ کی جائے مگر آپ نے جواب دینے کی بجائے اس شخص کو گھر سے نکلوا دیا اور ان کے مطالبہ کو قابل اعتناء نہ سمجھا جس پر وہ لوگ اس غرور و طغیان کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے شہر کے اندر داخل ہوئے اور لوگوں سے حکومت کی ستم رانیوں کے ساتھ اس طرزِ عمل کا بھی شکوہ کیا ادھر کوفہ اور بصرہ کے بھی سینکڑوں آدمی اپنے شکوے شکایت لے کر مدینہ آئے ہوئے تھے جو ان سے ہمنوا ہو کر اہل مدینہ کی پشت پناہی پر آگے بڑھے اور حضرت عثمان کو پابند مسکن بنا دیا گر ان کے لئے کوئی روک ٹوک

رہتی لیکن انہوں نے پہلے ہی جمعہ میں یہ خطبہ دیا۔ اس میں ان لوگوں کو سخت برا بھلا کہا اور ملعون تک قرار دیا جس پر لوگوں نے مشتعل ہو کر ان پر سنگریزے پھینکے جس سے بے حال ہو کر منبر سے نیچے گر پڑے اور چند دنوں کے بعد ان کے مسجد میں آنے جانے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی

جب حضرت عثمان نے اس حد تک حالات بگڑتے ہوئے دیکھے تو بڑی لجاجت سے امیرالمومنینؑ سے خواہش کی کہ وہ ان سے چھٹکارے کی کوئی سبیل کریں اور جس طرح بن پڑے ان لوگوں کو متفرق کر دیں حضرت نے فرمایا میں کس قرارداد پر انہیں جانے کے لئے کہوں جب کہ ان کے مطالبات حق بجانب ہیں حضرت عثمان نے کہا کہ میں اس کا اختیار آپ کو دیتا ہوں آپ ان سے جو بھی معاہدہ کریں گے میں اس کا پابند ہوں گا۔ چنانچہ حضرت مصریوں سے جا کر ملے اور ان سے بات چیت کی اور وہ اس شرط پر واپس پلٹ جانے کے لئے آمادہ ہو گئے کہ تمام مظالم کا تدارک کیا جائے اور ابن ابی سرح کو معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن ابی بکر کو مقرر کیا جائے۔ امیرالمومنینؑ نے پلٹ کر حضرت عثمان کے سامنے ان کا مطالبہ رکھا جسے انہوں نے بغیر کسی پس و پیش کے مان لیا اور یہ کہا کہ ان مطالبات کے پورا ہونے کے لئے کچھ مہلت ہونا چاہیئے حضرت نے فرمایا جو چیزیں مدینہ سے متعلق ہیں ان میں مہلت کے کوئی معنی نہیں۔ البتہ دوسری جگہوں کے لئے اتنا وقت دیا جا سکتا ہے کہ تمہارا پیغام وہاں تک پہنچ سکے انہوں نے کہا کہ نہیں مدینہ کے لئے بھی تین دن کی مہلت ہونا چاہیئے حضرت نے مصریوں سے بات چیت کرنے کے بعد اسے بھی منظور کر لیا اور ان کی تمام ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ اور وہ لوگ حضرت کے کہنے سے منتشر ہو گئے کچھ محمد بن ابی بکر کے ہمراہ مصر کو چلے گئے اور کچھ لوگ وادی ذی خشب میں ٹھہر گئے اور یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ اس واقعہ کے دوسرے دن مروان نے حضرت عثمان سے کہا کہ خیر یہ ہوا تو اچھا مگر دوسرے شہروں سے آنے والوں کی روک تھام کے لئے آپ ایک بیان دیں تاکہ وہ ادھر کا رخ نہ کریں اور اپنی اپنی جگہ پر مطمئن ہو کر بیٹھے رہیں اور وہ بیان یہ ہو کہ کچھ لوگ مصر کے جھوٹی سچی باتیں سن کر مدینہ میں جمع ہو گئے تھے اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ جو وہ سنتے رہے تھے غلط تھا تو وہ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔ حضرت عثمان یہ بیان دیکر جھوٹ بولنا نہ چاہتے تھے مگر مروان نے کچھ ایسا چکمہ دیا کہ وہ آمادہ ہو گئے اور مسجد نبوی میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

ان هؤلاء القوم من اهل مصر كان بلغهم عن امامهم امر فلما تيقنوا انه باطل ما بلغهم عنه رجعوا الى بلادهم (طبری ج ۳ ص ۳۹۵) ان مصریوں کو اپنے خلیفہ کے متعلق کچھ خبریں ملی تھیں اور جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ سب غلط اور بے سروپا تھیں تو وہ اپنے شہروں کی طرف پلٹ گئے۔

یہ کہنا تھا کہ مسجد میں ایک شور مچ گیا اور لوگوں نے پکار پکار کر کہنا شروع کیا کہ اے عثمان۔ توبہ کرو، اللہ سے ڈرو، یہ کیا جھوٹ گڑھ رہے ہو۔ حضرت عثمان اس ہڑبونگ میں سٹپٹا کر رہ گئے اور توبہ کرتے ہی بنی چنانچہ قبلہ کی طرف رخ کر کے اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائے اور پھر گھر لوٹ آئے۔

امیرالمومنینؑ نے غالباً اسی واقعہ کے بعد حضرت عثمان کو یہ مشورہ دیا کہ تم علانیہ لغزشوں سے خلوص قلب سے توبہ کرو تاکہ یہ شورشیں ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں ورنہ کل کو اور کہیں کے لوگ آ گئے تو پھر مجھے کہو گے کہ تمہاری گلو خلاصی کراؤں چنانچہ انہوں نے مسجد نبوی میں خطبہ دیا جس میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کی اور آئندہ محتاط رہنے کا عہد کیا اور لوگوں سے کہا کہ جب میں منبر سے اتروں تو تمہارے نمائندے میرے پاس آئیں میں تمہاری شکایتوں کا ازالہ کروں گا جس پر لوگوں نے آپ کے اس قدم کو بہت سراہا اور بڑی حد تک ان کی کدورتوں کو آنسوؤں سے دھو ڈالا۔ یہیں سے فارغ ہو کر جب دولت سرا پر پہنچے تو مروان نے کچھ کہنے کی اجازت چاہی مگر حضرت

عثمان کی زوجہ نائلہ بنت فرافصہ مانع ہوئیں اور مروان سے مخاطب ہو کر کہا کہ خدا کے لئے تم چپ رہو تم کوئی بات ایسی ہی کہو گے جو ان کے لئے موت کا پیش خیمہ بن کر رہے گی مروان نے بگڑ کر کہا کہ تمہیں ان معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں تم اسی کی بیٹی ہو جسے مرتے دم تک وضو کرنا بھی نہ آیا نائلہ نے چلا کر کہا کہ تم غلط کہتے ہو اور بہتان باندھتے ہو۔ میرے باپ کو کچھ کہنے سے پہلے ذرا اپنے باپ کا حلیہ بھی دیکھ لیا ہوتا اگر ان بڑے میاں کا خیال نہ ہوتا تو پھر وہ سناتی کہ لوگ کانوں پر ہاتھ رکھتے اور ہر بات میں میری ہاں میں ہاں ملاتے۔ حضرت عثمان نے جب بات بڑھتے دیکھی تو انہیں روک دیا اور مروان سے کہا کہ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ مروان نے کہا کہ یہ آپ مسجد میں کیا کہہ آئے ہیں اور کیسی توبہ کر آئے ہیں۔ میرے نزدیک تو گناہ پر اڑے رہنا آپ کی اس توبہ سے ہزار درجہ بہتر تھا کیونکہ گناہ خواہ کسی حد تک بڑھ جائیں ان کے لئے توبہ کی گنجائش رہتی ہے اور مارے باندھے کی توبہ کوئی توبہ نہیں ہوتی۔ کہنے کو تو آپ کہہ آئے ہیں مگر اس صلائے عام کا نتیجہ دیکھئے کہ دروازے پر لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے ہیں تو اب آگے بڑھیئے اور پورا کیجئے ان کے مطالبات کو حضرت عثمان نے کہا کہ خیر میں جو کچھ کہہ آیا سو کہہ آیا۔ اب تم ان لوگوں سے نپٹ لو میرے بس کا یہ روگ نہیں کہ میں انہیں نپٹاؤں چنانچہ مروان آپ کا ایما پا کر باہر آیا اور لوگوں سے خطاب کر کے کہا کہ تم لوگ یہاں کیوں جمع ہو؟ کیا دھاوا بولنے کا ارادہ ہے یا لوٹ مار کا قصد ہے؟ یاد رکھو کہ تم باسانی ہمارے ہاتھوں سے اقتدار نہیں چھین سکتے اور یہ خیال دلوں سے نکال ڈالو کہ تم ہمیں دبا لو گے۔ ہم کسی سے دب کر رہنے والے نہیں ہیں۔ یہاں سے منہ کالا کرو۔ خدا تمہیں رسوا و ذلیل کرے۔

لوگوں نے یہ بگڑے ہوئے تیور اور بدلا ہوا نقشہ دیکھا تو غیظ و غضب میں بھرے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے امیرالمومنینؑ کے ہاں پہنچے اور انہیں ساری روئداد سنائی جسے سن کر حضرت مارے غصے کے پیچ و تاب کھانے لگے اور اسی وقت اٹھ کر عثمان کے ہاں گئے اور ان سے کہا کہ "واہ سبحان اللہ کیا مسلمانوں کی درگت بنائی ہے تم نے ایک بے دین و بدکردار کی خاطر دین سے بھی ہاتھ اٹھا لیا اور عقل کو بھی جواب دے دیا۔ آخر تمہیں کچھ تو اپنے وعدے کا پاس و لحاظ ہونا چاہیئے تھا۔ یہ کیا مروان کے اشارے پر آنکھ بند کر کے چل پڑے یاد رکھو کہ وہ تمہیں ایسے اندھے کنویں میں پھینکے گا کہ پھر اس سے نکل نہ سکو گے تم تو مروان کی سواری بن گئے ہو کہ وہ جس طرح چاہے وہ تم پر سواری گانٹھے اور جس غلط راہ پر چاہے تمہیں ڈال دے آئندہ سے میں تمہارے معاملہ میں کوئی دخل نہ دوں گا اور نہ لوگوں سے کچھ کہوں سنوں گا۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔

اتنا کہہ سن کر حضرت تو واپس ہوئے اور نائلہ کی بن آئی انہوں نے حضرت عثمان سے کہا کہ میں نہ کہتی تھی کہ مروان سے پیچھا چھڑائیے ورنہ وہ ایسا کلنک کا ٹیکہ لگائے گا کہ مٹائے نہ مٹے گا بھلا اس کے کہے پر کیا چلنا کہ جو لوگوں میں بے آبرو اور نظروں سے گرا ہوا ہو علی ابن ابی طالب کو منائیے ورنہ یاد رکھئے کہ بگڑے ہوئے حالات کو بنانا نہ آپ کے بس میں ہے اور نہ مروان کے اختیار میں ہے حضرت عثمان اس سے متاثر ہوئے اور امیرالمومنینؑ کے پیچھے آدمی بھیجا مگر حضرت نے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ خود حضرت عثمان کے گرد گو محاصرہ نہ تھا مگر حیا زنجیر پا تھی کہ کون سامنے کر گھر سے باہر نکلتے مگر نکلے بغیر کوئی چارہ بھی نہ تھا بہرصورت رات کو پردے میں چپکے سے نکلے اور امیرالمومنینؑ کے ہاں جا پہنچے اور اپنی بے بسی و لاچاری کا رونا رویا۔ عذر معذرت بھی کی۔ وعدے کی پابندی کا یقین بھی دلایا مگر حضرت نے فرمایا کہ تم مسجد نبوی میں منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کے بھرے مجمع میں ایک وعدہ کرتے ہو تو اس کا ایفا یوں ہوتا ہے کہ جب لوگ تمہارے ہاں پہنچتے ہیں تو انہیں برا بھلا کہا جاتا ہے اور گالیاں تک دی جاتی ہیں جب تمہارے قول و قرار کی یہ صورت ہے کہ جسے دنیا دیکھ چکی ہے تو کس بھروسے پر میں

آئندہ کے لئے تمہاری کسی بات پر اعتماد کروں اب مجھ سے کوئی توقع نہ رکھو میں تمہاری طرف سے کوئی ذمہ داری اپنے سر لینے کے لئے تیار نہیں رستے تمہارے سامنے کھلے ہوئے ہیں جو راستہ چاہو اختیار کرو اور جس دھڑے پر چاہو چلو۔ اس بات چیت کے بعد حضرت عثمان پلٹ آئے اور اب امیرالمومنینؑ کو مورد الزام ٹھہرانا شروع کر دیا کہ ان کی شہ پر یہ ہنگامے اٹھ رہے ہیں اور سب کچھ کر سکنے کے باوجود کچھ نہیں کرتے۔

ادھر توبہ کا جو حشر ہوا سو ہوا اب دوسری طرف کی سنیئے کہ محمد بن ابی بکر جو مصر کی سرحد کی طرف بڑھتے ہوئے دریائے قلزم کے کنارے مقام ایلہ تک پہنچے تو لوگوں کی نظر ایک ناقہ سوار پر پڑی جو اپنی سواری کو اس طرح بگٹٹ دوڑائے لئے جا رہا تھا جیسے دشمن اس کے تعاقب میں ہوں ان لوگوں کو اس پر کچھ شبہ ہوا تو اسے بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں حضرت عثمان کا غلام ہوں پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ مصر کا پوچھا کہ کس کے پاس جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ والیٔ مصر کے پاس۔ لوگوں نے کہا والیٔ مصر تو ہمارے ساتھ ہے تم کس کے پاس جا رہے ہو؟ اس نے کہا مجھے ابن ابی سرح کے پاس جانا ہے لوگوں نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی خط وغیرہ بھی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں پوچھا کس مقصد کے لئے جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ یہ معلوم نہیں لوگوں نے کہا کہ اس کی جامہ تلاشی لینا چاہیئے چنانچہ تلاشی لی گئی مگر اس سے کوئی چیز برآمد نہ ہوئی کنانہ بن بشر نے کہا کہ ذرا اس کا مشکیزہ تو دیکھو لوگوں نے کہا کہ چھوڑو بھلا پانی میں خط کہاں ہو سکتا ہے۔ کنانہ نے کہا کہ تم کیا جانو کہ یہ لوگ کیا کیا چالیں چلا کرتے ہیں چنانچہ مشکیزہ کھول کر دیکھا گیا تو اس میں سیسے کی ایک نلکی تھی جس میں خط رکھا ہوا تھا جب کھول کر پڑھا گیا تو فرمان خلافت یہ تھا کہ "جب محمد بن ابی بکر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تمہارے پاس پہنچے تو ان میں سے فلاں کو قتل کرو، فلاں کے ہاتھ کاٹو اور فلاں کو جیل میں ڈال دو اور اپنے عہدہ پر برقرار رہو" یہ پڑھ کر سب پر سناٹا چھا گیا اور حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

اب آگے بڑھنا تو موت کے منہ میں جانا تھا چنانچہ اس غلام کو ساتھ لے کر سب مدینہ کی طرف پلٹ پڑے اور وہاں پہنچ کر وہ خط صحابہ کے مجمع کے سامنے رکھ دیا اس واقعہ کو جس نے سنا انگشت بدنداں ہو کر رہ گیا اور کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو حضرت عثمان کو برا نہ کہہ رہا ہو اس کے بعد چند صحابہ ان لوگوں کے ہمراہ حضرت عثمان کے ہاں پہنچے اور وہ خط ان کے سامنے رکھ دیا اور پوچھا کہ اس خط پر مہر کس کی ہے؟ کہا کہ میری۔ پوچھا کہ یہ تحریر کس کی ہے؟ کہا کہ میرے کاتب کی پوچھا یہ غلام کس کا ہے؟ کہا کہ میرا۔ پوچھا کہ یہ سواری کس کی ہے؟ کہا کہ حکومت کی۔ پوچھا کہ یہ بھیجا کس نے ہے؟ فرمایا کہ اس کا مجھے علم نہیں لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ۔ سب کچھ آپ کا اور آپ کو یہ تک پتہ نہ چلنے پائے کہ یہ کس نے بھیجا ہے؟ جب آپ اتنے ہی بے بس ہیں تو چھوڑیئے خلافت کو اور الگ ہو جایئے تاکہ کوئی ایسا آدمی آئے جو مسلمانوں کے امور کی دیکھ بھال کر سکے انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اس پیراہن کو اتار دوں جو اللہ نے مجھے پہنایا ہے۔ البتہ توبہ کئے لیتا ہوں لوگوں نے کہا کہ توبہ کی بھلی کہی اس کی مٹی تو اس دن خراب ہو گئی تھی جب آپ کے دروازے پر مروان آپ کی ترجمانی کر رہا تھا اور رہی سہی کسر اس خط نے نکال دی ہے اب ہم ان چکروں میں آنے والے نہیں ہیں خلافت کو چھوڑیئے اور اگر آپ کے بھائی بند ہمارے سد راہ ہوئے تو ہم ان سے نبٹ لیں گے اور اگر لڑنے کے لئے آمادہ ہوئے تو ہم بھی لڑیں گے نہ ہمارے ہاتھ شل ہیں اور نہ ہماری تلواریں کند ہیں۔ اگر آپ مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں اور انصاف کے خواہاں ہیں تو مروان کو ہمارے حوالے کیجئے تاکہ ہم اس سے باز پرس کریں کہ وہ کس کے بل بوتے

یہ خط لکھ کر مسلمانوں کی عزیز جانوں سے کھیلنا چاہ رہا تھا مگر آپ نے اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا اور مروان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا جس پر لوگوں نے کہا کہ یہ خط بھی آپ ہی کے حکم سے لکھا گیا ہے۔

بہر صورت سُدھرے ہونے حالات پھر سے بگڑ گئے اور انہیں بگڑنا ہی چاہیئے تھا کیونکہ مطلوبہ مدت گزر جانے کے بعد ہر چیز جوں کی توں تھی اور رائی برابر بھی اِدھر سے اُدھر نہ ہوئی تھی چنانچہ توبہ کا انجام دیکھنے کے لیے وادیٔ خشب میں جو لوگ ٹھہرے ہوئے تھے وہی پھر سیلاب کی طرح بڑھے اور مدینہ کی گلیوں میں پھیل گئے اور ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

انہی محاصرہ کے دنوں میں پیغمبرؐ کے ایک صحابی نیار ابن عیاض نے حضرت عثمان سے بات چیت کرنا چاہی اور ان کے ہاں پہنچ کر انہیں پکارا۔ جب انہوں نے اوپر سے جھانک کر دیکھا تو آپ نے کہا کہ اے عثمان! خدا کے لئے اس خلافت سے دست بردار ہو جاؤ اور مسلمانوں کو اس خون خرابے سے بچاؤ۔ ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ حضرت عثمان کے آدمیوں میں سے ایک نے انہیں تیر کا نشانہ بنا کر جان سے مار ڈالا جس پر لوگ بھڑک اٹھے اور پکار کر کہا کہ نیار کا قاتل ہمارے حوالے کر دو مگر حضرت عثمان نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے ایک مددگار کو تمہارے حوالے کر دوں اس سینہ زوری نے آگ میں ہوا کا کام کیا اور لوگوں نے جوش میں آکر ان کے دروازے میں آگ لگا دی اور اندر گھسنے کے لیے آگے بڑھے کہ مروان ابن حکم، سعید بن عاص اور مغیرہ بن اخنس اپنے اپنے جتھوں کے ساتھ محاصرہ کرنے والوں پر ٹوٹ پڑے اور دروازے پر کشت و خون شروع ہو گیا لوگ گھر کے اندر گھسنا چاہتے تھے مگر انہیں دھکیل دیا جاتا تھا اتنے میں عمرو ابن حزم انصاری نے کہ جن کا مکان حضرت عثمان کے مکان سے متصل تھا اپنے گھر کا دروازہ کھول دیا اور للکار کر کہا کہ آؤ ادھر سے بڑھو چنانچہ محاصرہ کرنے والے اس مکان کے ذریعہ کاشانۂ خلافت کی چھت پر پہنچ گئے اور وہاں سے گھر کے صحن میں اُتر کر تلواریں سونت لیں۔ ابھی ایک آدھ جھڑپ ہی ہونے پائی تھی کہ حضرت عثمان کے گھر والے کے علاوہ ان کے ہوا خواہ اور بنی امیہ مدینہ کی گلیوں میں بھاگ کھڑے ہوئے اور کچھ اُمِ حبیبہ کے گھر میں جا چھپے اور جو رہ گئے وہ حضرت عثمان کا حق نمک ادا کرتے ہوئے ان کے ساتھ قتل ہو گئے (تاریخ الخلفاء - تاریخ طبری)

آپ کے قتل پر مختلف شعراء نے مرثیے کہے۔ سردست حضرت ابوہریرہ کے مرثیہ کا ایک شعر پیش نظر ہے۔

للناس ھم ولی فی الیوم ھمان
فقد الجراب وقتل الشیخ عثمان

"لوگوں کو تو آج کے دن صرف ایک صدمہ ہے لیکن مجھے برابر کے دو صدمے ہیں۔ ایک حضرت عثمان کے قتل ہونے کا اور دوسرا اپنے تھیلے کے کھو جانے کا۔

ان واقعات کو دیکھنے کے بعد امیرالمومنینؑ کا موقف واضح ہو جاتا ہے کہ نہ آپ اس جماعت کا ساتھ دے رہے تھے جو انکے قتل پر آمادہ تھی اور نہ اس گروہ میں لائے جا سکتے ہیں جو انکی حمایت و مدافعت پر کھڑا ہوا تھا بیشک جہاں تک حالات اجازت دیتے رہے وہ انکے بچاؤ کی صورتیں نکالتے رہے اور جب یہ دیکھا کہ جو کہا جاتا ہے وہ عملاً کیا نہیں جاتا تو آپ اپنا دامن بچا کر الگ ہو گئے۔

جب دونوں فریق کو دیکھا جاتا ہے تو جن لوگوں نے حضرت عثمان کی نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا تھا انمیں ام المومنین عائشہ اور روایات جمہور کیمطابق عشرہ مبشرہ بقیہ اہل شوریٰ، انصار و مہاجرین اولین اصحاب بدر اور دیگر ممتاز و جلیل القدر افراد نظر آتے ہیں اور دوسری طرف بارگاہ خلافت کے چند غلام اور بنی امیہ کے چند فرد ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اگر مروان و سعید بن عاص جیسے لوگونکو مہاجرین اولین پر فوقیت نہیں دیجا سکتی تو پھر انکے عمل کو بھی انکے طرز عمل پر فوقیت دینا مشکل ہوگا اور اگر اجماع مخصوص موارد ہی کیلئے حجت نہیں ہے تو پھر صحابہ کی اس زبردست اتفاق رائے پر انگشت نمائی مشکل ہوگی۔

تینتیسواں خطبہ

طلحہ و زبیر

لابن عباس لما ارسله الی الزبیر یستفیئه الی طاعته قبل حرب الجمل:

لا تلقین طلحة فانك ان تلقه تجده كالثور عاقصا قرنه یركب الصعب ویقول هو الذلول.

ولكن الق الزبیر فانه الین عریكة فقل له یقول لك ابن خالك عرفتنی بالحجاز وانكرتنی بالعراق فما عدا مما بدا.

(قال السید الشریف) وهو علیه السلام اول من سمعت منه هذه الكلمة اعنی فما عدا مما بدا.

آپ نے جنگ جمل سے پہلے ابن عباس کو زبیر کے پاس اس لئے بھیجا کہ وہ انہیں دائرہ اطاعت میں واپس لائیں۔

طلحہ سے ملاقات نہ کرنا اگر اس سے ملو گے تو اسے ایک بیل کی طرح پاؤ گے جس کے سینگ ٹیڑھے ہوں وہ سرکش سواری پر سوار ہوتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ رام کی ہوئی ہے۔

البتہ زبیر سے ملاقات کرنا اس لئے کہ وہ نرم مزاج ہے اور اس سے کہنا کہ تمہارے ماموں زاد بھائی نے کہا ہے کہ تم حجاز میں مجھے پہچانتے تھے اور عراق میں آکر ناواقف ہو گئے۔ حقیقت ظاہر ہو جانے کے بعد کس چیز نے اس سے پھیر دیا۔

(علامہ شریف رضی فرماتے ہیں کہ حضرت علی ہی وہ بزرگ ہیں جن سے سب سے پہلے یہ کلمہ سنا گیا یعنی فما عدا مما بدا۔

سلہ ماخیر جناب رئیس احمد صاحب جعفری۔

(۱) یعنی جس طرح بیل اپنے نوک دار سینگ سے ہر کسی کو چھیدنے کی کوشش کرتا ہے اس طرح تم طلحہ کو فتنہ میں مبتلا پاؤ گے۔

(۲) اپنی نادانی سے کارہای دشوار کو آسان سمجھ لیتا ہے۔

چونتیسواں خطبہ

ماحول

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا قَدْ أَصْبَحْنَا فِي دَهْرٍ عَنُودٍ وَزَمَنٍ كَنُودٍ يُعَدُّ فِيهِ الْمُحْسِنُ مُسِيئاً وَيَزْدَادُ الظَّالِمُ فِيهِ عُتُوّاً۔

اے لوگو! ہماری صبح ایسے جفاکار اور ناشکرگزار زمانہ میں ہوئی ہے جس میں نیکوکار کو خطاکار سمجھا جاتا ہے اور ظالم اپنی سرکشی میں بڑھتا ہی جاتا ہے۔

لَا نَنْتَفِعُ بِمَا عَلِمْنَا وَلَا نَسْأَلُ عَمَّا جَهِلْنَا وَلَا نَتَخَوَّفُ قَارِعَةً حَتَّى تَحُلَّ بِنَا. فَالنَّاسُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَصْنَافٍ۔

جو چیزیں ہم جانتے ہیں ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور جن چیزوں سے ناواقف ہیں انہیں جاننے والوں سے دریافت نہیں کرتے اور جب تک ہم پر کوئی مصیبت آ نہیں جاتی اس سے نہیں ڈرتے۔ لوگ چار قسم کے ہیں۔

مِنْهُمْ مَنْ لَا يَمْنَعُهُ الْفَسَادَ إِلَّا مَهَانَةُ نَفْسِهِ وَكَلَالَةُ حَدِّهِ وَنَضِيضُ وَفْرِهِ۔

بعض وہ ہیں جنہیں صرف ان کے نفس کی پستی، سامان کی خرابی اور مال کی کمی فساد سے باز رکھتی ہے۔

وَمِنْهُمُ الْمُصْلِتُ لِسَيْفِهِ وَالْمُعْلِنُ بِشَرِّهِ. وَالْمُجْلِبُ بِخَيْلِهِ وَرَجِلِهِ. قَدْ أَشْرَطَ نَفْسَهُ وَأَوْبَقَ دِينَهُ لِحُطَامٍ يَنْتَهِزُهُ أَوْ مِقْنَبٍ يَقُودُهُ أَوْ مِنْبَرٍ يَفْرَعُهُ. وَلَبِئْسَ الْمَتْجَرُ أَنْ تَرَى الدُّنْيَا لِنَفْسِكَ ثَمَناً وَمِمَّا لَكَ عِنْدَ اللَّهِ عِوَضاً

بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی ہے اپنے شر کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے سواروں اور پیادوں کو اکٹھا کر لیا ہے اپنے نفس کو شرارت پر آمادہ کر لیا اور اپنے آپ کو تباہ و برباد کر ڈالا صرف اس دنیا کے لئے جسے وہ حاصل کر رہے ہیں اور اس لشکر کے لئے جس کی قیادت کر رہے ہیں اور اس منبر کے لئے جس پہ وہ بلند ہیں اور یہ بہت ہی بری تجارت ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور تمہارا جو خدا کے پاس ہے اس کا عوض قرار دے دو۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَطْلُبُ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ وَلَا يَطْلُبُ الْآخِرَةَ بِعَمَلِ الدُّنْيَا قَدْ طَامَنَ مِنْ شَخْصِهِ وَقَارَبَ مِنْ خَطْوِهِ وَشَمَّرَ مِنْ ثَوْبِهِ وَزَخْرَفَ مِنْ نَفْسِهِ لِلْأَمَانَةِ وَاتَّخَذَ سِتْرَ اللَّهِ ذَرِيعَةً إِلَى الْمَعْصِيَةِ۔

اور بعض وہ ہیں جو آخرت کے کام کر کے دنیا کے طلب گار ہیں لیکن دنیا میں نیک کام کر کے آخرت کے طلبگار نہیں انہوں نے اپنے جسموں کو باوقار بنا رکھا ہے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے دامنوں کو اوپر کی طرف سمیٹے رہے اور اپنے آپ کو اس طرح سنوار لیا کہ لوگ انہیں امین سمجھنے لگے اور انہوں نے خدا کے پردہ کو معصیت کا ذریعہ بنا لیا ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ أَبْعَدَهُ عَنْ طَلَبِ الْمُلْكِ

ان میں وہ لوگ بھی ہیں جنہیں نفس کی مقاومت اور وسائل مفقود ہونے

ضُئُولَةُ نَفْسِهِ، وَانْقِطَاعُ سَبَبِهِ، فَقَصَرَتْهُ الْحَالُ عَنْ حَالِهِ، فَتَحَلَّى بِاسْمِ الْقَنَاعَةِ، وَتَزَيَّنَ بِلِبَاسِ أَهْلِ الزَّهَادَةِ، وَلَيْسَ مِنْ ذلِكَ فِي مَرَاحٍ وَلاَ مَغْدًى.

وَبَقِيَ رِجَالٌ غَضَّ أَبْصَارَهُمْ ذِكْرُ الْمَرْجِعِ، وَأَرَاقَ دُمُوعَهُمْ خَوْفُ الْمَحْشَرِ، فَهُمْ بَيْنَ شَرِيدٍ نَادٍّ، وَخَائِفٍ مَقْمُوعٍ، وَسَاكِتٍ مَكْعُومٍ، وَدَاعٍ مُخْلِصٍ، وَثَكْلاَنَ مُوجَعٍ، قَدْ أَخْمَلَتْهُمُ التَّقِيَّةُ، وَشَمِلَتْهُمُ الذِّلَّةُ،

فَهُمْ فِي بَحْرٍ أُجَاجٍ، أَفْوَاهُهُمْ ضَامِزَةٌ، وَقُلُوبُهُمْ قَرِحَةٌ، قَدْ وَعَظُوا حَتَّى مَلُّوا، وَقُهِرُوا حَتَّى ذَلُّوا، وَقُتِلُوا حَتَّى قَلُّوا.

فَلْتَكُنِ الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِكُمْ أَصْغَرَ مِنْ حُثَالَةِ الْقَرَظِ، وَقُرَاضَةِ الْجَلَمِ.

وَاتَّعِظُوا بِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَبْلَ أَنْ يَتَّعِظَ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَارْفُضُوهَا ذَمِيمَةً، فَإِنَّهَا قَدْ رَفَضَتْ مَنْ كَانَ أَشْغَفَ بِهَا مِنْكُمْ.

وَأَقُولُ: هذِهِ الْخُطْبَةُ رُبَّمَا نَسَبَهَا مَنْ لاَ عِلْمَ لَهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ، وَهِيَ مِنْ كَلاَمِ أَمِيرِالْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ الَّذِي لاَ يُشَكُّ فِيهِ، وَأَيْنَ الذَّهَبُ مِنَ الرَّغَامِ! وَالْعَذْبُ مِنَ الْأُجَاجِ! وَقَدْ دَلَّ عَلَى ذلِكَ الدَّلِيلُ الْخِرِّيتُ، وَنَقَدَهُ النَّاقِدُ الْبَصِيرُ عَمْرُو بْنُ بَحْرٍ الْجَاحِظُ، فَإِنَّهُ ذَكَرَ هذِهِ الْخُطْبَةَ فِي كِتَابِ الْبَيَانِ وَالتَّبْيِينِ، وَذَكَرَ مَنْ نَسَبَهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ، ثُمَّ قَالَ: هِيَ بِكَلاَمِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَشْبَهُ، وَبِمَذْهَبِهِ فِي تَصْنِيفِ النَّاسِ وَبِالْإِخْبَارِ عَمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْقَهْرِ وَالْإِذْلاَلِ وَمِنَ التَّقِيَّةِ وَالْخَوْفِ أَلْيَقُ. قَالَ: وَمَتَى وَجَدْنَا مُعَاوِيَةَ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ يَسْلُكُ فِي كَلاَمِهِ مَسْلَكَ الزُّهَّادِ، وَمَذَاهِبَ الْعُبَّادِ!

نے ملک و دولت کی طلب سے دُور رکھا ہے اور موجودہ حالت نے پہلی حالت پر روک رکھا ہے اس لئے انہوں نے قناعت کے نام سے اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا ہے اور زاہدوں کے لباس سے اپنے کو سج لیا ہے حالانکہ ان کا زہد سے نہ صبح ربط رہا نہ شام۔

اس کے بعد وہ لوگ باقی رہ گئے جن کی آنکھیں آخرت کی یاد اور حشر کے خوف سے جھکی رہتی ہیں اور آنسو جاری۔ بعض میں کچھ تو وہ ہیں جو راندہ ہیں اور دنیا والوں سے الگ ہیں اور کچھ خوفزدہ ذلت و خواری میں مبتلا ہیں کوئی دہن بستہ خاموش ہے اور کوئی خلوص سے دعائیں کر رہا ہے کچھ غمزدہ اور درد رسیدہ ہیں ظالموں کی دہشت نے انہیں گوشہ نشین کر دیا ہے۔ ذلت و خواری نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔

وہ ایک دریائے شور میں پڑے ہیں ان کے منہ بند اور دل زخمی ہیں وہ لوگوں کو سمجھاتے بجھاتے تھک گئے ان پر اتنا جبر کیا گیا کہ وہ دب گئے اور اتنے قتل کئے گئے کہ نمایاں کمی آگئی۔

دنیا تمہاری نظروں میں ببول کی چھال اور اون کے بچے ہوئے ریزوں سے بھی زیادہ پست ہونا چاہیئے۔

اور ان سے عبرت حاصل کرو جو تم سے پہلے گزر گئے۔ قبل اس کے کہ تمہارے بعد آنے والے تم سے عبرت حاصل کریں اس دنیا کو بُرا سمجھ کر چھوڑ دو اس لئے کہ اس نے آخر میں انہیں بھی چھوڑ دیا جو تم سے زیادہ اسکے والہ و شیدا تھے۔

(سید شریف رضی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے بے علمی کی وجہ سے اس خطبہ کو معاویہ کیطرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ امیرالمومنینؑ کا کلام ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے اور بھلا سونے کو مٹی سے اور شیریں کو تلخ سے کیا نسبت ہے اور اس پر رہبری کی ناقد بصیر عمرو بن بحر جاحظ نے کیونکہ انہوں نے اس خطبہ کا اپنی کتاب بیان و تبیین میں ذکر فرمایا ہے اور اسکا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے اسے معاویہ کیطرف منسوب کیا ہے پھر فرمایا ہے کہ یہ خطبہ حضرت علیؑ کے کلام سے زیادہ مشابہ ہے لوگوں کی تقسیم قرار دینے اور وہ جس طرح ذلت و خوف میں دبے ہوئے اور تقیہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اس کی خبر دینے میں حضرت کا جو خاص انداز ہے اس سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کب معاویہ کو ایسی حالت میں پایا کہ اُس نے اپنے کلام میں اہل زہد کی روش اختیار کی ہو اور عابدوں کے رستہ پر گامزن ہوا ہو۔

تینتیسواں خطبہ

بصرہ کی طرف روانگی

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْعَبَّاسِ دَخَلْتُ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذِیْ قَارٍ وَهُوَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ فَقَالَ لِیْ مَا قِيْمَةُ هٰذَا النَّعْلِ فَقُلْتُ لَا قِيْمَةَ لَهَا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

وَاللّٰهِ لَهِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اِمْرَتِكُمْ اِلَّا اَنْ اُقِيْمَ حَقًّا اَوْ اَدْفَعَ بَاطِلًا ثُمَّ خَرَجَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ.

اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ يَقْرَاُ كِتَابًا وَّلَا يَدَّعِیْ نُبُوَّةً فَسَاقَ النَّاسَ حَتّٰى بَوَّاَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ وَ بَلَّغَهُمْ مَنْجَاتَهُمْ فَاسْتَقَامَتْ قَنَاتُهُمْ وَاطْمَاَنَّتْ صَفَاتُهُمْ. اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَفِیْ سَاقَتِهَا حَتّٰى تَوَلَّتْ بِحَذَافِيْرِهَا مَا ضَعُفْتُ وَلَا جَبُنْتُ وَاِنَّ مَسِيْرِیْ هٰذَا لِمِثْلِهَا فَلَاَنْقُبَنَّ الْبَاطِلَ حَتّٰى يَخْرُجَ الْحَقُّ مِنْ جَنْبِهٖ.

مَالِیْ وَلِقُرَيْشٍ. وَاللّٰهِ لَقَدْ قَاتَلْتُهُمْ كَافِرِيْنَ وَلَاُقَاتِلَنَّهُمْ مَفْتُوْنِيْنَ. وَاِنِّیْ لَصَاحِبُهُمْ بِالْاَمْسِ كَمَا اَنَا صَاحِبُهُمُ الْيَوْمَ.

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں: میں امیرالمومنینؑ کے پاس مقام ذی قار میں حاضر ہوا اس وقت وہ اپنا جوتا ٹانک رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا اس جوتے کی کیا قیمت ہوگی۔ میں نے جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ معمولی کفش میری نظر میں تم لوگوں پر حکومت کرنے سے زیادہ محبوب ہے بشرطیکہ میں حق کے قیام اور باطل کی سرکوبی کا فریضہ انجام دے لوں۔ پھر نکل کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

خداوند عالم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت رسول بنا کر بھیجا جب کوئی شخص نہ تو کتاب پڑھتا تھا اور نہ نبوت کا دعویدار تھا۔ آنحضرتؐ نے ان کی رہنمائی فرمائی یہاں تک کہ انہیں ان کے مقام پر پہنچا دیا اور جو ان کے نجات کی منزل تھی وہاں ٹھہرا دیا۔ آخر ان کے نیزے سیدھے ہو گئے اور ان کے پتھر (دل) رام ہو گئے۔ بخدا جہالت و گمراہی کو ہنکانے (دور کرنے) والوں میں میں بھی تھا۔ یہاں تک کہ وہ بالکل دور ہو گئی۔ نہ میں کسی سے عاجز آیا اور نہ خوفزدہ ہوا۔ میں باطل کو ضرور شگافتہ کروں گا تاکہ حق اس کے پہلو سے نکل آئے۔

مجھے قریش سے کیا مطلب۔ خدا کی قسم میں ان سے ضرور جنگ کروں گا جب کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہیں اور میں جس طرح عہد رسالت میں ان کا ساتھی تھا اسی طرح اب ہوں (میرے عزم و حزم میں کوئی فرق نہیں)

چھتیسواں خطبہ

غفلت شعار ساتھیوں کی سرزنش

أُفٍّ لَكُمْ لَقَدْ سَئِمْتُ عِتَابَكُمْ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ عِوَضاً وَبِالذُّلِّ مِنَ الْعِزِّ خَلَفاً۔

إِذَا دَعَوْتُكُمْ إِلَى جِهَادِ عَدُوِّكُمْ دَارَتْ أَعْيُنُكُمْ كَأَنَّكُمْ مِنَ الْمَوْتِ فِي غَمْرَةٍ وَمِنَ الذُّهُولِ فِي سَكْرَةٍ يُرْتَجُ عَلَيْكُمْ حَوَارِي فَتَعْمَهُونَ فَكَأَنَّ قُلُوبَكُمْ مَأْلُوسَةٌ فَأَنْتُمْ لَا تَعْقِلُونَ۔

مَا أَنْتُمْ لِي بِثِقَةٍ سَجِيسَ اللَّيَالِي وَمَا أَنْتُمْ بِرُكْنٍ يُمَالُ بِكُمْ وَلَا زَوَافِرُ عِزٍّ يُفْتَقَرُ إِلَيْكُمْ۔

مَا أَنْتُمْ إِلَّا كَإِبِلٍ ضَلَّ رُعَاتُهَا فَكُلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ انْتَشَرَتْ مِنْ آخَرَ۔

لَبِئْسَ لَعَمْرُ اللَّهِ سُعْرُ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ تُكَادُونَ وَلَا تَكِيدُونَ وَتُنْتَقَصُ أَطْرَافُكُمْ فَلَا تَمْتَعِضُونَ۔

لَا يُنَامُ عَنْكُمْ وَأَنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ سَاهُونَ غُلِبَ وَاللَّهِ الْمُتَخَاذِلُونَ۔

وَايْمُ اللَّهِ إِنِّي لَأَظُنُّ بِكُمْ أَنْ لَوْ حَمِسَ الْوَغَى وَاسْتَحَرَّ الْمَوْتُ قَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ

تم پر افسوس! میں تمہیں ملامت کرتے کرتے تھک گیا۔ سچ بتاؤ کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی پر اور عزت کے بدلے ذلت پر راضی ہو۔

جب میں نے تمہیں تمہارے دشمنوں سے جنگ کرنے کی دعوت دی تو تمہاری آنکھیں اس طرح گردش کرنے لگیں گویا تم موت کے سکرات اور نزع کی مدہوشی میں مبتلا ہو تم میری کوئی بات نہیں سمجھتے اس لئے حیران و سرگردان ہو گویا تمہاری عقلیں جاتی رہیں اور تم دیوانے ہو گئے ہو

اب تم قیامت تک نہ میرے لئے قابل وثوق رہے ہو اور نہ ایسے رکن جس سے سہارا لیا جائے اور نہ عزت کے مددگار کہ کسی کو تمہاری احتیاج ہو

تم بس ان اونٹوں کی طرح جن کے چرواہے گم ہو گئے ہوں جب انہیں ایک طرف سے جمع کیا جائے تو دوسری طرف سے منتشر ہو جائیں۔

بخدا تم لڑائی کی آگ کا بہت برا ایندھن ہو۔ تم سے مکر کیا جاتا ہے مگر تم اس کا جواب بھی نہیں دیتے تمہارے ملک کے حدود گھٹتے چلے جاتے ہیں مگر تمہیں غصہ بھی نہیں آتا۔

دشمن کو تمہاری فکر میں نیند نہیں آتی اور تم غفلت میں مدہوش پڑے ہو۔ بخدا ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دینے والے خود مغلوب ہوتے ہیں۔

قسم بخدا مجھے پختہ گمان ہے کہ اگر جنگ نے شدت اختیار کر لی اور موت کا بازار گرم ہو گیا تو تم ابوطالب کے بیٹے کا ساتھ چھوڑ کر اس

بنِ أَبِي طَالِبٍ انْفِرَاجَ الرَّأْسِ.

وَاللهِ إِنَّ امْرَأً يُمَكِّنُ عَدُوَّهُ مِنْ نَفْسِهِ
يَعْرُقُ لَحْمَهُ وَيَهْشِمُ عَظْمَهُ، وَيَفْرِي جِلْدَهُ
لَعَظِيمٌ عَجْزُهُ ضَعِيفٌ مَا ضُمَّتْ عَلَيْهِ جَوَانِحُ
صَدْرِهِ أَنْتَ فَكُنْ ذَاكَ إِنْ شِئْتَ.

فَأَمَّا أَنَا فَوَاللهِ دُونَ أَنْ أُعْطِيَ
ذَلِكَ ضَرْبٌ بِالْمَشْرَفِيَّةِ تَطِيرُ مِنْهُ فَرَاشُ
الْهَامِ وَتَطِيحُ السَّوَاعِدُ وَالْأَقْدَامُ وَيَفْعَلُ
اللهُ بَعْدَ ذَلِكَ مَا يَشَاءُ.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لِي عَلَيْكُمْ حَقًّا
وَلَكُمْ عَلَيَّ حَقٌّ.

فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَيَّ فَالنَّصِيحَةُ لَكُمْ وَتَوْفِيرُ
فَيْئِكُمْ عَلَيْكُمْ وَتَعْلِيمُكُمْ كَيْلَا تَجْهَلُوا
وَتَأْدِيبُكُمْ كَيْمَا تَعْلَمُوا.

وَأَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ فَالْوَفَاءُ بِالْبَيْعَةِ
وَالنَّصِيحَةُ فِي الْمَشْهَدِ وَالْمَغِيبِ. وَالْإِجَابَةُ
حِينَ أَدْعُوكُمْ. وَالطَّاعَةُ حِينَ آمُرُكُمْ.

سے اس طرح جُدا ہو جاؤ گے جیسے سر تن سے جُدا ہوتے ہیں۔

خُدا کی قسم جو شخص اس طرح اپنے اوپر دشمن کو مسلّط کرے کہ وہ گوشت کھرچ لے۔ ہڈیاں توڑ ڈالے، کھال پھاڑ ڈالے۔ اس کی عاجزی کی کوئی حد نہیں اس کا وہ دِل بہت کمزور ہے جسے سینہ کی ہڈیاں گھیرے ہوئے ہیں۔ تم اگر چاہتے ہو تو ایسے عاجز بن جاؤ۔

رہا میں؛ تو اپنے اوپر دشمن کے قابو پانے سے پہلے ہی شمشیر آبدار کا ایسا بھرپور وار کروں گا کہ سروں کی کھوپریاں اُڑتی نظر آئیں اور کلائیاں اور پیر کٹ کٹ کر گرتے دکھائی دیں اس کے بعد خدا جو چاہے گا کرے گا۔

اَیّہا النّاس! یقیناً کچھ میرے تم پر حق ہیں اور کچھ تمہارے مجھ پر حق ہیں۔

مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ میں تمہیں نصیحت کروں۔ تم پر مالِ غنیمت مساوی تقسیم کروں۔ تمہیں تعلیم دوں کہ ناواقف نہ رہو اور ادب سکھاؤں کہ باخبر ہو جاؤ

اور تم پر میرا یہ حق ہے کہ بیعت کا عہد پورا کرتے رہو۔ سامنے اور پس پشت مخلص رہو اور جب تمہیں پکاروں تو لبیک کہو اور جب تمہیں حکم دوں تو فرماں برداری کرو۔

سینتیسواں[۳۷] خطبہ

تحکیم پر اظہار رائے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاِنْ اَتَى الدَّهْرُ بِالْخَطْبِ الْفَادِحِ وَالْحَدَثِ الْجَلِيْلِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَيْسَ مَعَهُ اِلٰهٌ غَيْرُهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ۔

حمد خدا ہی کے لئے سزاوار ہے چاہے زمانہ بڑی سے بڑی مشکل اور عظیم حادثہ میں کیوں نہ مبتلا کر دے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا بس ایک ہی ہے نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ مَعْصِيَةَ النَّاصِحِ الشَّفِيْقِ الْعَالِمِ الْمُجَرِّبِ تُوْرِثُ الْحَسْرَةَ وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَ وَقَدْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ فِيْ هٰذِهِ الْحُكُوْمَةِ اَمْرِيْ وَنَخَلْتُ لَكُمْ مَخْزُوْنَ رَأْيِيْ لَوْ كَانَ يُطَاعُ لِقَصِيْرٍ اَمْرٌ فَاَبَيْتُمْ عَلَيَّ اِبَاءَ الْمُخَالِفِيْنَ الْجُفَاةِ وَالْمُنَابِذِيْنَ الْعُصَاةِ حَتّٰى ارْتَابَ النَّاصِحُ بِنُصْحِهِ وَضَنَّ الزَّنْدُ بِقَدْحِهِ فَكُنْتُ وَاِيَّاكُمْ كَمَا قَالَ اَخُوْ هَوَازِنَ

اَمَرْتُكُمْ اَمْرِيْ بِمُنْعَرَجِ اللِّوٰى فَلَمْ تَسْتَبِيْنُوا النُّصْحَ اِلَّا ضُحَى الْغَدِ۔

بعد ازاں واضح ہو کہ شفیق عالم اور تجربہ کار ناصح کی نافرمانی ہمیشہ حیرانی اور سرگردانی کا باعث ہوتی ہے اور آخر کار ندامت و پشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں نے تمہیں اس تحکیم کے بارے میں اپنا حکم دیدیا تھا اور اپنی قیمتی رائے خلوص کے ساتھ پیش کر دی تھی۔ اے کاش قصیر کی رائے پر عمل کیا جاتا۔ مگر تم نے جفا پیشہ مخالفوں اور عہد شکن نافرمانوں کی طرح میری بات ماننے سے انکار کر دیا کہ نصیحت کرنے والے کو اپنی نصیحت میں شبہ ہونے لگا اور چقماق نے اپنی آگ سامنے لانے میں کمی کی۔ پس میری اور تمہاری مثال ایسی ہے تھی جیسا کہ ہوازن کے بھائی نے کہا ہے میں نے اپنی رائے تمہیں منزل منعرج اللویٰ کے متعلق بتادی تھی مگر تم نے میری مخلصانہ رائے کا فائدہ دوسرے دن چاشت سے پہلے نہ اٹھایا۔

لہ امیرالمومنینؑ کو معلوم تھا کہ معاویہ ان کی خلافت تسلیم نہیں کریں گے پھر بھی تمام حجت کے لئے آپ نے ایک خط جریر بن عبداللہ کے ہاتھ ان کے پاس روانہ فرما دیا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

جن لوگوں نے ابوبکر و عمر کے ہاتھ پر بیعت کی تھی انہوں نے میری بیعت بھی کر لی ہے اس کے بعد کسی کے لئے چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے البتہ تمہارے خلیفہ کے انتخاب کا حق مہاجرین و انصار کو ہے انہی نے شیخین کو خلیفہ منتخب کیا تھا ان کے اتفاق کے بعد جو شخص بیعت میں گریز کرے گا اسے مجبور کیا جائے گا۔ مہاجرین و انصار کی طرح تم بھی بیعت کر لو عافیت و سلامتی اسی میں ہے ورنہ جنگ کے لئے

تیار ہو جاؤ۔ قاتلین عثمان کو بہت آڑ بنا چکے۔ بیعت کے بعد باقاعدہ مقدمہ پیش کر دیں۔ کتاب خدا و سنت رسول کے مطابق میں فیصلہ
خط کے لہجہ اور انداز سے واضح ہے کہ آپ اس سے قبل معاویہ کو اپنی بیعت کا پیغام دے چکے تھے جیسا کہ اس سے قبل اس کا
ذکر آچکا ہے مگر معاویہ ان کی بیعت سے منکر رہے۔

امیر معاویہ بیس بائیس سال سے شام کے والی تھے اس طویل حکومت نے ان کے دل میں خود مختاری کی تمنا پیدا کر دی تھی جس کے
حصول کے لئے اس سے بہتر موقع میسر نہیں آسکتا تھا۔ اس کے علاوہ قتل عثمانؓ، حضرت علیؑ کی خلافت، موی عمال کی برطرفی بنی امیہ کے لئے
بنی ہاشم سے انتقام لینے کے لئے بہانہ بن گئی۔ بنی امیہ کے معزول عمال معاویہ کے گرد و پیش جمع ہو گئے۔ بہت سے قبائل عرب جو بنی امیہ کے
نہ تھے اپنے اغراض کے حصول کے لئے ان کے دست و بازو بن گئے معاویہ کی بے انداز داد و دہش نے انہیں بھی معاویہ کا طرفدار بنا لیا۔

معاویہ نے سوچا کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام سے ٹکر لینا آسان کام نہیں اس لئے انہوں نے عمرو بن عاص جیسے چالاک اور عیار کو اپنے
ساتھ لینا ضروری سمجھا اور مصر کی ریاست کا تحریری وعدہ دے کر انہیں ساتھ ملا لیا۔ اسی طرح مغیرہ بن شعبہ کو بھی جو اپنی سیاست میں مشہور تھے
انہیں ہم راز و ہم ساز بنا لیا زیاد بن ابیہ جو امیر المومنینؑ کا طرف دار تھا اسے اپنے بھائی ہونے کا اعلان کر دیا۔

عمرو بن عاص نے معاویہ کو مشورہ دیا کہ وہ ذاتی و نسبی خصوصیات جو علی مرتضیٰ کو حاصل ہیں ان کی ہمسری ممکن نہیں تمام اہل شام کو
یقین دلاؤ کہ علی مرتضیٰ قتل عثمان میں شریک تھے۔ شام میں سب سے زیادہ با اثر آدمی شرجیل بن سمط ہیں پہلے ان کے دل میں یہ بات بٹھا دو
پھر ان کے ذریعہ آسانی سے اس کی اشاعت ہو جائے گی۔

معاویہ نے شرجیل کو یقین دلایا کہ علی مرتضیٰ قتل عثمان میں شریک تھے جب شرجیل کو یقین آگیا تو معاویہ نے کہا یہ عقدہ آپ ہی حل
کر سکتے ہیں آپ ملک شام کا دورہ کریں اور لوگوں کو یقین دلائیں۔ شرجیل نے سارے ملک کا دورہ کیا یہاں تک کہ سارا ملک علی مرتضیٰ کے
مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔

دوسری طرف حضرت عثمان کا خون آلود پیراہن اور ان کی زوجہ کی کٹی ہوئی انگلیاں جامع مسجد دمشق میں آویزاں تھیں جن کی نمائش
کا سلسلہ برابر جاری رہا سب فوجوں اور امراء کو دمشق بلا کر دکھایا جا رہا تھا اس سے متاثر ہو کر لوگوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک خون عثمان
کا بدلہ نہ لے لیں گے بستر پر نہ سوئیں گے۔

معاویہ نے امیر المومنینؑ کے قاصد جریر کو روکے رکھا اور یہ حالات دکھانے کے بعد انہیں رخصت کیا۔ جریر نے واپس آکر بیان کیا
کہ سارا شام معاویہ کے ساتھ ہے وہ لوگ عثمان کا پیراہن دیکھ کر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور یہ عہد کیا
ہے کہ یا جان دے دیں گے یا جان لے لیں گے۔

امیر المومنینؑ نے عمرو بن عاص کو بھی خط لکھا کہ اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ اپنے اعمال خراب نہ کرو مگر اس کا کچھ اثر نہ ہو۔

جنگِ صفین کی تیاری

امیر المومنینؑ ابو مسعود انصاری کو کوفہ میں اپنا نائب مقرر کر کے ذی الحجہ ۳۶ھ میں اسی ہزار فوج کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہوگئے
جس میں اسی بدری، سات سو بیعتِ رضوان میں حصہ لینے والے اور چار سو مہاجرین و انصار ساتھ تھے۔

معاویہ پہلے ہی سے جنگ کے لئے تیار تھے اور صفین کے میدان میں پڑاؤ ڈال کر ہر مورچے سنبھال لئے تھے۔ ابو الاعور کو دس ہزار فوج دے کر دریائے فرات پر پہرہ دلا دیا تھا۔ تاکہ امیر المومنین کی فوج تک پانی نہ پہنچنے پائے۔ امیر المومنینؑ نے پیغام بھیجا کہ پانی کی بندش مناسب نہیں ہے مگر شامی پانی دینے پر رضا مند نہ ہوئے۔ امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ حملہ کر کے دریا پر قبضہ کر لیا جائے۔ جب ایک دستہ آگے بڑھا تو تیروں کا مینہ برسنے لگا ابو الاعور نے دیر تک مقابلہ کیا عمرو بن عاص نے کمک بھی بھیجی مگر شامی فوج شکست کھا گئی۔ دریا کے گھاٹ پر امیر المومنینؑ کی فوج کا قبضہ ہو گیا مگر آپ کی انسانی حمیت نے شامی فوج کو تشنہ کام رکھنا گوارا نہ کیا اور انہیں پانی لینے کی اجازت دے دی۔

جنگ کا آغاز

جمادی الاول میں خونریز جنگ شروع ہو گئی اور آخر جمادی الثانی تک جاری رہی رجب میں جنگ بند کر دی گئی ماہ صفر سے پھر خونریز جنگ شروع ہوئی اور یہ سلسلہ کئی ماہ تک جاری رہا فریقین کے درمیان نوے معرکے ہوئے جن میں ۴۵ ہزار شامی اور ۲۵ ہزار آپ کی فوج کام آئی امیر المومنینؑ نے جنگ کی طوالت سے تنگ آ کر ایک پر جوش خطبہ دیا اور آپ کے لشکر نے بیک وقت حملہ کیا کہ شامی فوج تتر بتر ہو گئی صفیں شکستہ ہو گئیں بڑے بڑے بہادروں کے قدم اکھڑ گئے امیر المومنینؑ خود آگے آگے تھے۔ آپ کی زبان پر یہ رجز تھا۔

اضربهم ولا اری معاویة

الجاحظ العین العظیم الحاویة

آپؑ نے قریب جا کر آواز دی اے معاویہ کیوں لشکر کو کٹوا رہا ہے تو خود نکل آ فیصلہ ہو جائے عمرو بن عاص کہنے لگا کہ علیؑ نے انصاف کی بات کہی ہے دو شخصوں کی جنگ سے فیصلہ ہو جائے گا معاویہ نے کہا تجھے نہیں معلوم کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس سے لڑ کر کوئی شخص واپس نہیں گیا تم چاہتے ہو کہ میں مارا جاؤں اور تم حکومت کرو اگر ہمت ہے تو تم جرأت دکھاؤ۔

اس پر عمرو بن عاص میدان میں نکل آیا چند ضربیں تیغ و سنان کی رد و بدل کے بعد آپؑ نے ایسا وار کیا کہ اس سے بچنا ممکن نہ تھا بد حواس ہو کر گھوڑے سے گرتے گرتے برہنہ ہو گیا۔ فاتح خیبر نے اسے برہنہ دیکھ کر منہ پھیر لیا اور واپس چلے گئے۔

غزوہ لیلۃ الہریر و رفع مصاحف

لیلۃ الہریر کا آخری معرکہ اس قدر خونریز تھا کہ رات دن جنگ جاری رہی۔ میدان جنگ میں کشتوں کے انبار لگ گئے۔ خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ شامی کمر شکستہ ہو گئے۔

امیر المومنینؑ کو اندازہ ہو گیا کہ اب شامی کوئی دم میں میدان چھوڑ جائیں گے اس لئے صبح کو آپ نے تقریر کی کہ تمہارا حریف آخری سانس لے رہا ہے فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ معاویہ کو بھی اپنی فوج کا اندازہ ہو چکا تھا عمرو بن عاص سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے عمرو نے پانچ نیزوں پر دمشق کے مصحف اعظم نصب کر دیئے وہ آگے آگے تھے اور جس کے پاس قرآن تھا اس نے نیزہ پر بلند کر دیا کئی دو گلے میں قرآن ڈالے ہوئے، کوئی سر پہ قرآن رکھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ہم قرآن کا فیصلہ چاہتے ہیں۔

یہ دیکھ کر علی مرتضیٰؑ علیہ السلام کی فوج کی اکثریت کی یہ آوازیں آنے لگیں کہ ہم بھی قرآن کا فیصلہ چاہتے ہیں اب وہ خود قرآن پیش کر رہے ہیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ مکر ہے ان کو نہ ایمان سے تعلق ہے نہ قرآن سے۔ مگر ایک گروہ ایسا بگڑا کہ کہنے لگا کہ اگر جنگ نہ روکیں گے تو ہم عثمان کا سا سلوک کریں گے مالک اشترؓ دشمن کی فوج کے دل میں گھس کر جنگ میں مصروف تھے اس گروہ نے اصرار کیا کہ

انہیں واپس بلایا جائے۔ ان کو پیغام بھیجا گیا مگر وہ واپس نہ آئے جب دوبارہ پیغام بھیجا گیا اور انہیں حالات کا علم ہوگیا تو واپس آئے۔

قضیۂ حکمین طرفین میں گفت و شنید شروع ہوگئی۔ معاویہ کی خواہش تھی کہ دو حکم مقرر کئے جائیں امیر المومنین اس تجویز سے انکار کرتے رہے مگر آپ کی فوج کی اکثریت اس پر راضی بلکہ مصر تھی اور تسلیم کرنے پر آپ کو مجبور کر دیا۔ معاویہ نے اپنی جانب سے عمرو بن عاص کا نام پیش کیا۔ امیر المومنینؑ کا اصرار تھا کہ عبداللہ بن عباس یا مالک اشتر کو مقرر کیا جائے لیکن اشعث اور اس کے ساتھی اس پر مُصر تھے کہ ابو موسیٰ اشعری کو مقرر کیا جائے بلکہ یہ تجویز بھی تھی کہ اشعث ان کا معاون ہو۔ آپ نے جس قدر بھی سمجھایا مگر ان پر اثر نہ ہوا آخر ابو موسیٰ اشعری کو مقرر کر دیا گیا دوسرے سال فیصلہ کے اعلان کے لئے مقام دومۃ الجندل مقرر کر دیا گیا جو عراق و شام کے درمیان ہے۔

جب معاہدہ تحریر کیا جانے لگا اور اس میں حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے نام کے ساتھ امیر المومنینؑ لکھا گیا تو اس پر اعتراض کیا گیا کہ اگر ہم امیر المومنین تسلیم کر لیتے تو جنگ کیوں کرتے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ بے شک لفظ امیر المومنینؑ کاٹ دیا جائے اسی طرح صلح حدیبیہ کے وقت مشرکین نے آنحضرتؐ کے نام کے ساتھ رسول اللہ کے لفظ پر اعتراض کیا تھا اور اسے حضورؐ نے کاٹ دیا تھا۔

عمرو بن عاص نے ابو موسیٰ اشعری کی غیر معمولی تعظیم و تکریم شروع کر دی تاکہ انہیں اپنا ہم خیال بنا لیں عمرو بن عاص نے اس مدت میں ابو موسیٰ اشعری کے ذہن نشین کرایا کہ جب تک ان دونوں علیؑ و معاویہ میں سے کوئی حکمران رہے گا اختلاف جاری رہے گا لہٰذا دونوں کو معزول کر کے مجلس شوریٰ کو اختیار دیا جائے کہ وہ کسی اور کا انتخاب کرے حالانکہ اس معاہدہ میں دونوں کو پابند کر دیا گیا تھا کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں فیصلہ کریں گے مگر اس تصفیہ میں کتاب خدا اور سنت رسولؐ کا ذکر ہی نہیں آیا۔

جب اعلان کا وقت آیا تو ابو موسیٰ اشعری نے عمرو بن عاص سے کہا کہ ہم لوگوں نے جو کچھ طے کیا ہے آپ اس کا اعلان کریں عمرو بن عاص نے جیسا کہ وہ عادت ڈال چکا تھا جواب دیا کہ میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا آپ فضائل و مناقب اور سن و سال میں مجھ سے مقدم اور میرے بزرگ ہیں پہلے آپ اعلان کریں۔ ابو موسیٰ نے اعلان کیا کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ان دونوں کو معزول کیا جائے اور مجلس شوریٰ کو دوبارہ انتخاب کا اختیار ہے عمرو بن عاص نے کھڑے ہو کر کہا علیؑ مرتضیٰ کے مانند ابو موسیٰ نے انہیں معزول کر دیا ہے اور میں معاویہ کو مقرر کرتا ہوں۔

اس کے بعد اہل عراق کی سمجھ میں آیا کہ ابو موسیٰ جیسے بیوقوف کو مقرر کر کے انہوں نے کتنی بڑی غلطی کی مگر اب شرمندگی اور پشیمانی کے سوا کیا چارہ تھا کہ اس تحکیم کے بعد وہ وہاں بھی نہ رہ سکے جہاں تھے انہی واقعات کی طرف امیر المومنینؑ نے اپنے خطبہ میں اشارہ فرمایا ہے۔

۲ ؎ قصیر کا واقعہ یہ ہے کہ خزیمہ ابرش بادشاہ حیرہ نے عمرو بن ظرب بادشاہ جزیرہ کو جنگ کر کے قتل کر دیا۔ عمرو کے بعد اس کی بیٹی زبا تخت نشین ہوئی اسے یہ فکر تھی کہ باپ کے خون کا عوض لوں اس نے خزیمہ کو خط لکھا کہ ایک عورت کا حکمران ہونا مناسب نہیں ہے اگر آپ چاہیں تو آپ سے عقد کر لوں پھر دونوں ملکوں میں ایک ہی حکومت ہوگی۔ خزیمہ یہ خط پڑھ کر خوش ہوگیا اور عقد کے لئے تیار ہوگیا مگر اس کی کنیز کے فرزند قصیر نے اسے رائے دی کہ یہ پیش کش خطرہ سے خالی نہیں ہے آپ ایسا نہ کریں۔ خزیمہ نے اس کا کہنا نہ مانا اور روانہ ہوگیا جب جزیرہ کے قریب پہنچا تو زبا نے اس کا استقبال کیا قصیر نے پھر سمجھایا کہ آگے نہ جائیں مگر اس نے نہ

مانا اور روانہ ہوگیا۔ آگے بڑھتے ہی قتل کر دیا گیا بڑی مشکل سے زخمی ہو کر قتیبہ کی جان بچی اس وقت سے یہ مثل مشہور ہوگئی کَذَا کان یطاع لقصیر امرہ۔ امیرالمومنینؑ کا مقصد یہ ہے کہ جب قرآن نیزوں پہ بلند ہوئے تو میں نے بار بار سمجھایا کہ یہ مکر ہے اس کی پروا نہ کرو میں قرآن ناطق موجود ہوں لوگوں نے نہ مانا میں نے بار بار سمجھایا کہ تحکیم کا فیصلہ نہ کرو اس کا انجام اچھا نہیں۔ مگر تم ضد کر کے اس پہ اڑ گئے۔ میں نے بار بار سمجھایا کہ ابوموسیٰ ایک بے وقوف آدمی ہے جس میں نہ عقل ہے نہ ایمان۔ اسے حکم مقرر نہ کرو مگر تم اڑنے کو تیار ہوگئے۔ آخر میرے حکم نہ ماننے کا انجام تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ یہ تمہارے ہی کئے کا نتیجہ ہے۔

۳۵ درید کے بھائی عبداللہ نے بنی ہوازن سے جنگ کر کے فتح پائی اور کافی مال غنیمت حاصل کیا واپس ہوتے ہوئے ایک مقام منعرج اللویٰ میں رات کو قیام کرنا چاہا چونکہ یہ ایک غیر محفوظ مقام تھا۔ درید نے انہیں نصیحت کی کہ منعرج اللویٰ میں قیام نہ کریں۔ آگے چلیں ہو سکتا ہے کہ بنی ہوازن انتقام کے لئے پھر پلٹ پڑیں اور یہ فتح شکست میں بدل جائے۔ مگر عبداللہ نے پروا نہ کی آخر دوسرے دن طلوع آفتاب کے بعد بنی ہوازن ایک جماعت کو ساتھ لے کر ان پہ آ پڑے اور لوٹ مار کے علاوہ عبداللہ کو قتل کر دیا اور درید بھی زخمی ہوگیا مشکل جان بچائی۔ اس واقعہ کے بعد درید نے ایک قصیدہ لکھا جس کا یہ ایک شعر ہے کہ میں نصیحت کرتا رہا مگر کسی نے پروا نہ کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح شکست میں بدل گئی جانیں بھی گئیں اور مال بھی ضائع ہوا۔ پس یہی انجام امیرالمومنینؑ کی نصیحت پہ عمل نہ کرنے سے اہل کوفہ کا ہوا۔

اُنتالیسواں خطبہ [٣٩]

اصحابِ رسول کی کیفیت

فَقُمْتُ بِالْاَمْرِ حِيْنَ فَشِلُوْا وَ تَطَلَّعْتُ حِيْنَ تَقَبَّعُوْا وَنَطَقْتُ حِيْنَ تَعْتَعُوْا وَ مَضَيْتُ بِنُوْرِ اللّٰهِ حِيْنَ وَقَفُوْا وَكُنْتُ اَخْفَضَهُمْ صَوْتًا وَ اَعْلَاهُمْ فَوْتًا فَطِرْتُ بِعِنَانِهَا وَ اسْتَبْدَدْتُ بِرِهَانِهَا كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْقَوَاصِفُ وَلَا تُزِيْلُهُ الْعَوَاصِفُ لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ فِيَّ مَهْمَزٌ وَلَا لِقَائِلٍ فِيَّ مَغْمَزٌ اَلذَّلِيْلُ عِنْدِيْ عَزِيْزٌ حَتّٰى اٰخُذَ الْحَقَّ لَهٗ وَالْقَوِيُّ عِنْدِيْ ضَعِيْفٌ حَتّٰى اٰخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ رَضِيْنَا عَنِ اللّٰهِ قَضَاءَهٗ وَ سَلَّمْنَا لِلّٰهِ اَمْرَهٗ اَتَرَانِيْ اَكْذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَنَا اَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهٗ فَلَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِيْ اَمْرِيْ فَاِذَا طَاعَتِيْ قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِيْ وَاِذَا الْمِيْثَاقُ فِيْ عُنُقِيْ لِغَيْرِيْ۔

میں دین کی حمایت کے لئے اس وقت کھڑا ہوا جب لوگوں نے بزدلی دکھائی میں کھل کر سامنے آیا جب وہ گریبانوں میں منہ چھپاتے تھے میں (حد فضنا یا کے لئے) اس وقت بول رہا تھا جب ان کی زبانیں رک رہی تھیں میں نورِ الٰہی کی روشنی میں (علوم کی راہوں سے) گذر گیا جب وہ مغرور تھے۔ حالانکہ اسوقت میں ان میں سے زیادہ نرم آواز اور (سابق الاسلام ہونے میں) سب سے بلند تھا۔ پس میں فضائل کی مہار ہاتھ میں لے کر اڑا اور کمالات کی دوڑ میں آگے بڑھ گیا اس پہاڑ کی مانند ثابت قدم رہ جسے نہ تیز و تند ہوائیں حرکت دے سکیں اور نہ آندھیاں اپنی جگہ سے ہٹا سکیں۔ نہ مجھ میں کسی کو کوئی ایسی بات ملی کہ مذمت کرنے کی گنجائش ہوتی اور نہ مجھ میں کسی کو عیب جوئی کا موقع تھا میرے نزدیک ہر ذلیل اکمزور عزت دار ہے یہانتک کہ اس کا حق واپس دلاؤں اور ہر طاقتور کمزور ہے یہانتک کہ (کمزوروں سے غصب کیا ہوا) حق اس سے چھین لوں ہم خدا کے فیصلوں پر راضی اور اسکے حکم کے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معاذ اللہ جھوٹی تہمت لگاؤں گا حالانکہ قسم بخدا میں ہی وہ ہوں جس نے سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تو پس میں وہ پہلا انسان نہیں ہو سکتا جو ان پر جھوٹی تہمت لگائے میں نے اپنے متعلق غور کیا تو یہ دیکھا کہ اپنی بیعت لینے سے پہلے مجھ پر حکم رسول کی تابعداری فرض ہے اور ان کے (وہ خلافت میں) جنگ نہ کرنیکا عہد میری گردن میں پڑا ہوا ہے۔

---

[١] اس جملہ میں قضیہ نار ضیہ فدک کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت ابوبکر نے آپ کی گواہی کو ناقابل قرار دے کر خاتون جنت کو ان کے حق سے محروم کر دیا تھا۔

[٢] علامہ شریف رضی نے یہ خطبہ مسلسل ایک خطبہ کی شکل میں تحریر فرمایا ہے مگر مفتی شیخ محمد عبدہ صاحب کی رائے ہے کہ یہ چار قسم کے کلام ہیں جو مختلف چار موقعوں پر ارشاد فرمائے تھے اگرچہ مفہوم کے لحاظ سے باہم مربوط ہیں۔

چالیسواں خطبہ

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت

وَإِنَّمَا سُمِّيَتِ الشُّبْهَةُ شُبْهَةً
لِأَنَّهَا تُشْبِهُ الْحَقَّ
فَأَمَّا أَوْلِيَاءُ اللهِ فَضِيَاؤُهُمْ فِيهَا
الْيَقِينُ وَدَلِيلُهُمْ سَمْتُ الْهُدٰى
وَأَمَّا أَعْدَاءُ اللهِ فَدُعَاؤُهُمْ فِيهَا
الضَّلَالُ وَدَلِيلُهُمُ الْعَمٰى
فَمَا يَنْجُو مِنَ الْمَوْتِ مَنْ خَافَهُ
وَلَا يُعْطَى الْبَقَاءَ مَنْ أَحَبَّهُ۔

شبہہ کا نام شبہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ
حق کے مشابہ نظر آتا ہے
پس خدا کے دوستوں کا یقین راہ ہدایت کی طرف ان کا
روشن چراغ اور رہبر ہے
رہے دشمنان خدا تو شک وشبہ کی ظلمت میں ان کا پیغام گمراہی
اور ان کی رہبر کلبے بعیرتی ہے۔
(یاد رہے) جو موت سے ڈرتا ہے وہ اس سے بچ نہیں سکتا
اور جو زندہ ہی رہنا چاہتا ہے اسے بقا، و دوام نصیب نہیں ہوتا۔

اکتالیسواں خطبہ

اصحاب کو زجر و توبیخ

مُنِيتُ بِمَنْ لَا يُطِيعُ إِذَا أَمَرْتُ
وَلَا يُجِيبُ إِذَا دَعَوْتُ
لَا أَبَا لَكُمْ مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ رَبَّكُمْ
أَمَا دِينٌ يَجْمَعُكُمْ وَلَا حَمِيَّةَ تُحْمِشُكُمْ
أَقُومُ فِيكُمْ مُسْتَصْرِخًا
وَأُنَادِيكُمْ مُتَغَوِّثًا
فَلَا تَسْمَعُونَ لِي قَوْلًا
وَلَا تُطِيعُونَ لِي أَمْرًا

میں ان لوگوں میں مبتلا ہوں کہ جب حکم دیتا ہوں تو نہیں کرتے
اور جب پکارتا ہوں تو جواب نہیں دیتے۔
اے بے پرواہ اپنے خدا (کے دین) کی نصرت کرنے میں کس کا انتظار ہے
کیا کوئی دین نہیں ہے جو تمہیں جمع کر دے نہ غیرت و حمیت ہے کہ تمہیں جوش دلائے
میں تم میں کھڑا ہو کر چیخ رہا ہوں۔
اور فریادی بن کر تمہیں پکار رہا ہوں۔
مگر تم لوگ نہ میری بات سنتے ہو۔
اور نہ کسی حکم کی تعمیل کرتے ہو۔

حَتّٰى تَكْشِفَ الْاُمُوْرُ
عَنْ عَوَاقِبِ الْمَسَاءَةِ
فَمَا يُدْرَكُ بِكُمْ ثَارٌ
وَلَا يُبْلَغُ بِكُمْ مَرَامٌ
دَعَوْتُكُمْ اِلٰى نَصْرِ اِخْوَانِكُمْ
فَجَرْجَرْتُمْ جَرْجَرَةَ الْجَمَلِ الْاَسَرِّ
وَتَثَاقَلْتُمْ تَثَاقُلَ النِّضْوِ الْاَدْبَرِ
ثُمَّ خَرَجَ اِلَيَّ مِنْكُمْ جُنَيْدٌ مُتَذَائِبٌ ضَعِيْفٌ
كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ
اَقُوْلُ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مُتَذَائِبٌ اَيْ مُضْطَرِبٌ مِنْ قَوْلِهِمْ
تَذَاءَبَتِ الرِّيْحُ اَيْ اِضْطَرَبَ
هُبُوْبُهَا وَمِنْهُ يُسَمَّى الذِّئْبُ
ذِئْبًا لِاِضْطِرَابِ مِشْيَتِهٖ ۔

یہاں تک کہ ان کے بُرے نتیجے کھل کر
سامنے آجاتے ہیں۔
لہٰذا تمہاری مدد سے نہ کسی کا خون بہا لیا جا سکتا ہے
اور نہ تمہارے بھروسہ پر کوئی مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔
مَیں نے تمہارے بھائیوں ہی کی مدد کے لئے تم کو دعوت دی تھی۔
مگر تم اسطرح فریاد کرنے لگے جیسے وہ اُونٹ چیختا ہے جس کے ناف میں درد ہو
وہ اسطرح سُست رفتار بنگے جیسے وہ کمزور اُونٹ جسکی پشت زخمی ہو۔
پھر میری طرف ایک چھوٹی سی کمزور اور مضطرب جمعیت نکل آئی کہ گویا
انہیں موت کی طرف کھینچا جا رہا ہو اور وہ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں
شریف رضیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت کے ارشاد و متذائب
کے معنی مضطرب کے ہیں اور یہ عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے
تذائبت الریح یعنی ہوا کی رفتار پراگندہ ہو گئی۔
بھیڑیا کا نام ذِئب اس وجہ سے ہے کہ اس کی رفتار میں
اضطراب ہوتا ہے۔

لہ ۳۹ھ میں معاویہ نے نعمان بن بشیر کو دو ہزار فوج دے کر لوٹ مار کے لئے عراق روانہ کیا جب وہ عین التمر پہنچا تو وہاں کے والی مالک بن کعب ارحبی نے امیرالمومنینؑ کو مطلع کر کے کمک مانگی ان کے ساتھ ایک سو سپاہی سے زائد نہ تھے۔ امیرالمومنینؑ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے ان کی نصرت کی دعوت دی مگر وہ لیت و لعل کرنے لگے اس لئے آپ نے ان کے سربرآوردہ افراد کو طلب کر کے یہ خطبہ دے کر اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔

بیالیسواں خطبہ

خوارج کو جواب

عربی	اردو
كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا الْبَاطِلُ نَعَمْ.	کلمہ حق ہے مگر اس سے باطل مراد لیا جاتا ہے۔ ہاں بے شک
إِنَّهُ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ.	حکم خدا ہی کا ہے لیکن یہ لوگ تو کہتے ہیں۔
يَقُولُونَ لَا إِمْرَةَ إِلَّا لِلّٰهِ.	کہ امیر (حاکم) بھی اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔
وَإِنَّهُ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ.	حالانکہ لوگوں کے لئے ایک نہ ایک امیر (حاکم) کا ہونا لازم ہے۔
بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ.	نیکوکار ہو یا فاسق و فاجر۔
يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ.	تاکہ اس کی حکومت میں مومن عمل (خیر) کریں۔
وَيَسْتَمْتِعُ فِيهَا الْكَافِرُ.	اور کافر اس میں اپنے پورے پورے حقوق حاصل کریں۔
وَيُبَلِّغُ اللّٰهُ فِيهَا الْأَجَلَ.	اور اسی حال میں خدا انہیں آخری مدت تک پہنچا دے۔
وَيُجْمَعُ بِهِ الْفَيْءُ.	اس کے ذریعہ بقایا مال جمع کئے جائیں۔
وَيُقَاتَلُ بِهِ الْعَدُوُّ.	اور اس کی ہمراہی میں دشمن سے جنگ کی جائے۔
وَتَأْمَنُ بِهِ السُّبُلُ.	اس کے ذریعہ راستے محفوظ رہیں۔
وَيُؤْخَذُ بِهِ لِلضَّعِيفِ مِنَ الْقَوِيِّ.	اور اس کی امداد سے کمزور کا حق طاقتور سے واپس لیا جائے۔
حَتّٰى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ وَيُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ.	تاکہ نیک راحت لے اور فاسق و فاجر کے شر سے محفوظ رہے۔
وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.	اور دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت نے خارجیوں
لَمَّا سَمِعَ تَحْكِيمَهُمْ قَالَ.	کا کلمہ لا حکم الا للہ سنا تو فرمایا۔
حُكْمَ اللّٰهِ أَنْتَظِرُ فِيكُمْ.	میں تمہارے بارے میں خدا ہی کے حکم کا انتظار کر رہا ہوں۔
وَقَالَ	اور فرمایا۔
أَمَّا الْإِمْرَةُ الْبَرَّةُ فَيَعْمَلُ	اچھی اور نیک حکومت میں پرہیزگار عمل خیر
فِيهَا التَّقِيُّ وَأَمَّا الْإِمْرَةُ	کرتے ہیں اور بری حکومت میں شقی
الْفَاجِرَةُ فَيَتَمَتَّعُ فِيهَا الشَّقِيُّ.	مزے اڑاتے ہیں یہاں تک کہ مدت حیات
إِلٰى أَنْ تَنْقَطِعَ مُدَّتُهُ وَتُدْرِكَهُ مَنِيَّتُهُ.	ختم ہو جائے اور موت انہیں پا لے۔

تینتالیسواں خطبہ

وفاداری[۱]

إِنَّ الْوَفَاءَ تَوْأَمُ الصِّدْقِ.
وَلَا أَعْلَمُ جُنَّةً أَوْقَى مِنْهُ.
وَلَا يَغْدِرُ مَنْ عَلِمَ كَيْفَ الْمَرْجِعُ.
وَلَقَدْ أَصْبَحْنَا فِي زَمَانٍ قَدِ اتَّخَذَ.
أَكْثَرُ أَهْلِهِ الْغَدْرَ كَيْساً.
وَنَسَبَهُمْ أَهْلُ الْجَهْلِ فِيهِ إِلَى
حُسْنِ الْحِيلَةِ. مَا لَهُمْ.
قَاتَلَهُمُ اللهُ قَدْ يَرَى الْحُوَّلُ الْقُلَّبُ وَجْهَ الْحِيلَةِ.
وَدُونَهُ مَانِعٌ مِنْ أَمْرِ اللهِ.
وَنَهْيِهِ فَيَدَعُهَا رَأْيَ عَيْنٍ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهَا.
وَيَنْتَهِزُ فُرْصَتَهَا مَنْ
لَا حَرِيجَةَ لَهُ فِي الدِّينِ.

یقیناً وفا سچائی کی ہم زاد ہے۔
اور میرے علم میں کوئی سپر ایسی نہیں جو اس سے زیادہ حفاظت کرنیوالی ہے۔
اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ اسے پلٹنے خدا کیطرف کیونکر جانا ہے دغا نہیں کرتا
ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ بہت سے لوگوں نے مکر کو عقل مندی
سمجھ لیا ہے۔
اور جاہلوں نے انہیں مدبر سمجھ رکھا ہے۔
آخر انہیں کیا ہوگیا ہے خدا انہیں غارت کرے۔
ہوشیار اور تجربہ کار (علیؑ) ابھی حیلہ کا رخ دیکھ رہا ہے۔
مگر اس کے سامنے خدا کے امر و نہی کی روک ہے اس لئے وہ
آنکھوں سے دیکھ کر اس پر قدرت و اختیار کے باوجود چھوڑ دیتا ہے۔
اور جسے کسی گناہ سے پرہیز نہیں وہ فرصت (موقع) کو ہاتھ سے
نہیں جانے دیتا اور ہر کام مکر و حیلہ سے نکال لیتا ہے۔
(جیسے معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہ)

---

۱ امیرالمومنین علیہ السلام نے ان لوگوں کی پُر زور تردید فرمائی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ سیاست دان نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ملکی نظم و نسق کے لئے جس سیاست سے کام لیا جاتا ہے اور مکر و حیلہ کو بروئے کار لایا جاتا ہے وہ سب کچھ مجھے معلوم ہے اور کر سکتا ہوں مگر خدا کا قانون اور اس کے اوامر و نواہی صاحب ایمان کو ان کی اجازت نہیں دیتے اور چونکہ معاویہ وغیرہ کو دین کی پروا نہیں نہ وہ گناہوں سے پرہیز ضروری سمجھتے ہیں اس لئے وہ ہر مکر و فریب اور حیلے سے کام لیتے رہتے ہیں۔

چوالیسواں خطبہ

طویل اُمیدوں سے ممانعت

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ
اِثْنَانِ اِتِّبَاعُ الْهَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ.
فَاَمَّا اتِّبَاعُ الْهَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ.
وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَةَ.
اَلَا وَاِنَّ الدُّنْیَا قَدْ وَلَّتْ حَذَّاءَ.
فَلَمْ یَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ کَصُبَابَةِ
الْاِنَاءِ اصْطَبَّهَا صَابُّهَا.
اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ قَدْ اَقْبَلَتْ.
وَلِکُلٍّ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَکُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ
الْاٰخِرَةِ وَلَا تَکُوْنُوْا اَبْنَاءَ الدُّنْیَا.
فَاِنَّ کُلَّ وَلَدٍ سَیُلْحَقُ بِاُمِّهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.
وَاِنَّ الْیَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا
حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ.
یَقُوْلُ الْحَذَّاءُ السَّرِیْعَةُ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ یَرْوِیْهِ جَذًّا!

اے گروہ مردم سب سے خوفناک چیزیں جن پہ تم پہ عذاب سے
ڈرتا ہوں وہ دو ہیں ایک خواہشات نفس کی پیروی دوسری لمبی لمبی امیدیں
خواہشات نفس کی پیروی حق تک پہنچنے) سے دُور رکھتی ہے.
اور امیدوں کی درازی آخرت کو بھلا دیتی ہے.
آگاہ ہو کہ دنیا تیزی سے منہ موڑ چکی
اور اب اس کے پیمانہ میں اس تلچھٹ کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا.
جسے کسی نے الٹ دیا ہو.
خبردار آخرت سامنے آ گئی ہے.
اور انہیں سے ہر ایک کی اولادیں ہیں لہذا تم آخرت کی اولاد
بن جاؤ. دنیا کی اولاد نہ بنو.
اس لئے کہ ہر فرزند قیامت میں اپنی ماں سے وابستہ ہو گا.
آج عمل کا دن ہے حساب کا وقت نہیں اور کل
حساب کا دن ہو گا عمل کا وقت نہ ہو گا.
علامہ شریف رضی فرماتے ہیں کہ حذاء تیز رفتار کو کہتے ہیں.
اور کچھ لوگ اسے جیم اور دال کے ساتھ روایت کرتے ہیں.

پنیتالیسواں خطبہ

قاصد کی انتظار

إِنَّ اسْتِعْدَادِي لِحَرْبِ أَهْلِ الشَّامِ
وَجَرِيرٌ عِنْدَهُمْ إِغْلَاقٌ
لِلشَّامِ وَصَرْفٌ لِأَهْلِهِ
عَنْ خَيْرٍ إِنْ أَرَادُوهُ۔

شام والوں سے جنگ کے لئے میری تیاری جب کہ جریر انہی کے پاس ہے
اور جواب لیکر واپس نہیں آیا ہے، سرزمین شام کیلئے صلح کا دروازہ بند کر دینا
اور وہاں کے رہنے والوں نے اگر صلح کا ارادہ کیا بھی ہے تو اس سے انہیں
رُو گرداں کر دینا ہے۔

وَلَكِنْ قَدْ وَقَّتُّ لِجَرِيرٍ وَقْتاً لَا يُقِيمُ
بَعْدَهُ إِلَّا مَخْدُوعاً أَوْ عَاصِياً

لیکن میں نے جریر کیلئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے اسکے بعد وہ وہاں نہیں ٹھہر سکتا
سوا اسکے کہ وہ معاویہ کے فریب میں آ جائے یا میرا نافرمان ہو جائے۔

وَالرَّأْيُ عِنْدِي مَعَ الْأَنَاةِ فَأَرْوِدُوا۔
وَلَا أَكْرَهُ لَكُمُ الْإِعْدَادَ۔

میری رائے ہے کہ انتظار کیا جائے تم بھی مہلت دیدو البتہ تمہاری تیاری کو
میں ناپسند نہیں کرتا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْتُ أَنْفَ هَذَا الْأَمْرِ وَعَيْنَهُ۔
وَقَلَّبْتُ ظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ فَلَمْ أَرَ لِي
إِلَّا الْقِتَالَ أَوِ الْكُفْرَ۔

میں نے اس جنگ کے مسئلہ پر ہر پہلو سے غور کر لیا ہے اور اسکے ظاہر و باطن کو
الٹ پھیر کر دیکھ لیا ہے اور میں اپنے لئے اس کے سوا کوئی راہ نہیں پاتا
کہ جنگ کروں یا فرمودات رسول کا منکر ہو جاؤں۔

إِنَّهُ قَدْ كَانَ عَلَى النَّاسِ وَالٍ۔
أَحْدَثَ أَحْدَاثاً وَأَوْجَدَ لِلنَّاسِ۔
مَقَالًا فَقَالُوا ثُمَّ نَقَمُوا فَغَيَّرُوا

یقیناً عثمان، لوگوں پر ایک ایسا حاکم تھا جس نے بہت سی بدعتیں جاری کیں
اور لوگوں کے لئے قیل و قال کے موقع فراہم کئے پہلے ان لوگوں نے ان
بدعتوں کو گوارا کر لیا پھر انکار کر کے حالات بدل دیئے۔

---

۱ امیرالمومنین نے جریر کے ذریعہ بیعت کا پیغام معاویہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ معاویہ نے انہیں عرصہ تک روک رکھا لوگوں نے خواہش کی کہ اہل شام پر حملہ کر دیا جائے آپ نے فرمایا کہ تمہیں تیار رہنا چاہیئے مگر اس حالت میں جب کہ قبول بیعت کا امکان ہے حملہ کر دینا صلح کے دروازے بند کر دینے کے مترادف ہے اس معاملہ میں نرمی اور ایک وقت مقرر تک انتظار مناسب ہے۔

۲ آخری جملوں میں آپ نے حضرت عثمان کی بدعتوں کا ذکر فرما کر ظاہر کیا ہے کہ پہلے لوگ ان کی بدعتوں کو گوارا کرتے رہے پھر مخالفت پر ڈٹ گئے اور آخر تختہ الٹ دیا حضرت عثمان کی بدعتوں کی مختصر فہرست کا ذکر گزشتہ اوراق میں کیا جا چکا ہے۔

چھیالیسواں خطبہ

۱ؔ مصقلہ کے فرار کے بعد

(جب مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی فرار کر کے معاویہ کے پاس چلا گیا تو فرمایا)

قَبَّحَ اللهُ مَصْقَلَةَ فَعَلَ فِعْلَ السَّادَاتِ وَفَرَّ فِرَارَ الْعَبِيدِ. فَمَا أَنْطَقَ مَادِحَهُ حَتَّى أَسْكَتَهُ. وَلَا صَدَّقَ وَاصِفَهُ حَتَّى بَكَّتَهُ. وَلَوْ أَقَامَ لَأَخَذْنَا مَيْسُورَهُ. وَانْتَظَرْنَا بِمَالِهِ وُفُورَهُ.

اللہ مصقلہ کو اپنی رحمت سے دور رکھے۔ اس نے سرداروں جیسا کام کیا اور غلاموں کی طرح بھاگ نکلا۔ اس نے اپنی مدح کرنے والے کو بولنے سے پہلے خاموش کر دیا۔ اور تصدیق سے پہلے توصیف کرنے والے کی سرزنش کر دی۔ اور اگر وہ قیام پذیر رہتا تو جتنا مقدور میں تھا اس سے لیتے اور اس کی دولت میں مزید اضافہ کا انتظار کرتے۔

۱ؔ واقعہ یہ ہے کہ خریت بن راشد ناجی جنگ صفین میں امیرالمومنینؑ کے ساتھ تھا، لیکن قضیۂ تحکیم کے بعد آپ کے خلاف ہو گیا اور اپنے علاقہ میں اس نے فتنہ انگیزی شروع کر دی۔ آپ نے معقل بن قیس ریاحی کی سرکردگی میں فوج کا ایک دستہ روانہ کر دیا کہ وہ اس کی اور اس کے گروہ کی سرکوبی کریں۔ سیف البحر جو ایران میں ہے پہنچ کر معقل نے پہلے اس کے سامنے توبہ کی پیشکش کی جب اس نے توبہ سے انکار کیا تو جنگ کی نوبت آئی اور خریت اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت مارا گیا۔ معقل اس کے ساتھیوں میں سے پانچ سو مرد و زن اور بچے قید کر کے جب مقام اردشیر سے گذرا جہاں مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی عامل تھا تو قیدی عورتوں بچوں اور مردوں نے گریہ و بکا اور فریاد شروع کر دی۔ مصقلہ نے معقل سے ان قیدیوں کو پانچ لاکھ درہم پر خرید لیا اور قیمت ادا کرنے میں تساہل کرتا رہا جب اس سے شدید مطالبہ کیا گیا تو وہ راتوں رات بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اس کے فرار کی خبر سن کر آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

سینتالیسواں ۴۷ خطبہ

حمد باری اور دنیا کی ناپائیداری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مَقْنُوطٍ مِّنْ رَحْمَتِهٖ وَلَا مَخْلُوٍّ مِّنْ نِعْمَتِهٖ وَلَا مَايُوسٍ مِنْ مَغْفِرَتِهٖ وَلَا مُسْتَنْكَفٍ مِنْ عِبَادَتِهِ الَّذِي لَا تَبْرَحُ مِنْهُ رَحْمَةٌ وَلَا تُفْقَدُ لَهٗ نِعْمَةٌ

حمد اس خدا ہی کے لئے ہے جس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں جس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں جس کی مغفرت سے کوئی مایوس نہیں جس کی عبادت کو کوئی عار نہیں سمجھتا۔ وہ خدا جس کی رحمت غیر فانی اور جس کی نعمت لازوال ہے۔

وَالدُّنْيَا دَارٌ مُنِيَ لَهَا الْفَنَاءُ وَلِاَهْلِهَا مِنْهَا الْجَلَاءُ

اور دنیا وہ سرائے فانی ہے جس کا فنا ہونا اور اس میں رہنے والوں کو اس سے جلاوطن ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

وَهِيَ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَقَدْ عَجِلَتْ لِلطَّالِبِ وَالْتَبَسَتْ بِقَلْبِ النَّاظِرِ فَارْتَحِلُوا عَنْهَا بِاَحْسَنِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ وَلَا تَسْئَلُوا فِيهَا فَوْقَ الْكَفَافِ وَلَا تَطْلُبُوا مِنْهَا اَكْثَرَ مِنَ الْبَلَاغِ

یہ بظاہر، خوش گوار اور سرسبز و شاداب ہے اور اپنے چاہنے والے کے لئے تیزی سے حرکت کرتی ہے اور دیکھنے والے کے دل میں اتر جاتی ہے۔ لہٰذا تمہارے پاس جو بہترین زاد راہ ہے اسے لیکر یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ اور یہاں رہ کر ضرورت سے زیادہ کا سوال نہ کرو۔ اور زاد راہ سے زیادہ اس سے کوئی چیز طلب نہ کرو۔

اڑتالیسواں ۴۸ خطبہ

سفر شام کے وقت دعا بارگاہ رب الارباب میں

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ وَلَا يَجْمَعُهُمَا غَيْرُكَ لِاَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا يَكُونُ مُسْتَصْحَبًا وَالْمُسْتَصْحَبُ لَا يَكُونُ مُسْتَخْلَفًا

خداوندا میں تجھ سے سفر کی سختی اور بازگشت کے غم اور اہل عیال و مال کو بری حالت میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں خداوندا تو ہی سفر میں ساتھی اور تو ہی اہل و عیال کی حفاظت کرنے میں ہمارا قائم مقام ہے۔ اور تیرے سوا دونوں (مصاحبت اور خلافت) کو کوئی جمع نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ جسے قائم مقام بنایا جائے اسے ساتھ نہیں لے جایا جا سکتا۔ اور جسے ساتھ لے جایا جائے اسے قائم مقام بنا کر چھوڑا نہیں جا سکتا۔

انچاسواں خطبہ ۴۹

کوفہ کے متعلق خبر غیب

كَأَنِّي بِكِ يَا كُوفَةُ تُمَدِّينَ مَدَّ الْأَدِيمِ الْعُكَاظِيِّ

اے کوفہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے عکاظ کے چمڑے کیطرح کھینچا جا رہا ہے۔

تُعْرَكِينَ بِالنَّوَازِلِ وَتُرْكَبِينَ بِالزَّلَازِلِ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهُ مَا أَرَادَ بِكِ جَبَّارٌ سُوءًا إِلَّا ابْتَلَاهُ اللَّهُ بِشَاغِلٍ وَرَمَاهُ بِقَاتِلٍ

تم قسم قسم کے حادثوں سے پیسا جا رہا ہے اور زلزلہ انگیز انقلابات سے زیر وزبر کیا جا رہا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ تیرے ساتھ جو ظالم بھی بدی کا ارادہ کریگا خداوند عالم اسے ضرور کسی بلا میں مبتلا کریگا اور اسے کسی قاتل کے حوالہ کر دے گا۔

لہ العکاظی عکاظ کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو طائف انخلہ کے درمیان واقع تھا وہاں ہر سال ۲۰ ذیقعد میں میلہ لگتا تھا اور بڑے بڑے شعرائے ادب آکر اپنے فخر میں قصیدے پڑھتے تھے چنانچہ ایک شاعر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اذ کلما وردت عکاظ قبیلۃ ،، بعثوا الی عریفھم یتوسم

یہاں کا چمڑا بہت مشہور تھا۔

ٹہ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ رسول اسلام اور ائمہ طاہرین علیہم السلام علم غیب سے عاری تھے۔ وہ مولائے کائنات کا یہ کلام پڑھیں اور تاریخ میں دیکھیں کہ آپ کی ہر پیشن گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی ہے کہ نہیں

فتح اللہ کاشانی کہتے ہیں کہ اسلام میں جتنی عظیم مصیبتیں آئیں ان کی ابتدا کوفہ سے ہوئی۔ اس خطبہ کے حاشیہ پر جناب رئیس احمد صاحب جعفری نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ امیرالمومنین کی یہ پیشن گوئی صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ تاریخ کے اوراق اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ کوفہ میں اگرچہ بڑے جفاکار اور ستم گار حاکم اور فرماں روا بن کر آئے اور انہوں نے اپنے عہدِ حکومت میں وہاں کے لوگوں پر ہولناک اور لرزہ خیز مظالم کئے مگر انجام کار وہ بھی بری طرح تباہ ہوئے بری طرح ہلاک ہوئے جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ان سے بڑھ کر کوئی بھی بے چارہ و مجبور نہیں تھا۔ زیاد ابن ابیہ کس قہر و جلال کا انسان تھا۔ لیکن اس کا حشر کیا ہوا۔ پھر اس زیاد کا بیٹا عبید اللہ بن زیاد جو ابن النصرانیہ کے حقارت آمیز نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس کے ظلم و شقاوت سے وقت کے متقی اور پرہیز گار لوگ بھی محفوظ نہ تھے جس کی شقاوت کا یہ عالم تھا کہ مخدرین تک اس کی خونخواری سے اپنا دامن نہ بچا سکیں۔ لیکن جاہ و جلال قہر مانیت و شکوہ کے باوجود اس کا انجام بھی کتنا دردناک ہوا وہ بھی کس بری طرح موت سے دوچار ہوا۔ کہ نہ اس کے پنجہ سے

بچ سکا اور نہ اپنی عزت و آبرو صحیح و سلامت رکھ سکا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں حجاج بن یوسف ثقفی کا طوطی بول رہا ہے۔ اس کی دہشت سے کوفہ کے بام و در کانپ رہے ہیں۔ اس کی سطوت شاہانہ کا یہ عالم ہے کہ خود مرکز خلافت دمشق اس کے چشم و آبرو کے اشارہ پر اقدام و عمل کی پالیسیاں مرتب کرتا ہے لیکن وہ بھی کتنی بھیانک بے بسی اور بے کسی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس نے حرمین شریفین کی حرمت تک باقی نہ رکھی۔ اس نے خانہ کعبہ پر سنگباری سے دریغ نہ کیا۔ اس نے جوار رسول میں رہنے والے مدینہ کے لوگوں پر ظلم وستم کیا۔ اس نے صحابہ رسول کی توہین کی انھیں طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں دیں۔ ان کے ساتھ بجائے اس کے کہ شرف و عزت کا برتاؤ کرتا زیادہ سے زیادہ انھیں ذلت دینے کی کوشش کی لیکن جب اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو وہ عام لوگوں سے بھی زیادہ بے بسی اور کس مپرسی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ کوفہ کی تاریخ کے یہ چند واقعات ہیں۔ تلاش و جستجو سے کام لیا جائے تو اس طرح کے بہت سے واقعات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

۳ھ تاریخ میں ہے کہ زیاد ابن ابیہ نے جب امیرالمومنین علیہ السلام کے خلاف نازیبا الفاظ کہلوانے کے لئے خطبہ دینا چاہا تو اس پر فالج گرا پھر وہ بستر سے نہ اٹھ سکا۔ عبداللہ بن زیاد کی سفاکیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ کوڑھ اور جذام میں مبتلا ہو گیا پھر تلواروں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حجاج بن یوسف کی سفاکیوں کا یہ حشر ہوا کہ اس کے پیٹ میں سانپ پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے اس نے تڑپ تڑپ کر جان دی مصعب بن زبیر اور یزید بن مہلب خون آشام تلواروں سے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ جن دین فروشوں نے سید الشہداء علیہ السلام اور ان کے انصار کے قتل و غارت میں حصہ لیا۔ ان کا حشر مختار کے ذریعے کسے معلوم نہیں۔

پچاسواں خطبہ ۵۰

سفر شام کی راہ میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَيْلٌ وَ غَسَقَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا لَاحَ نَجْمٌ وَخَفَقَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مَفْقُوْدِ الْاِنْعَامِ
وَلَا مُكَافَأ الْاِفْضَالِ
اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَعَثْتُ مُقَدِّمَتِيْ
وَاَمَرْتُهُمْ بِلُزُوْمِ هٰذَا الْمِلْطَاطِ
حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرِيْ
وَقَدْ اَرَدْتُ اَنْ اَقْطَعَ
هٰذِهِ النُّطْفَةَ اِلٰى شِرْذِمَةٍ
مِنْكُمْ مُوْطِنِيْنَ اَكْنَافَ دِجْلَةَ
فَاُنْهِضَهُمْ مَعَكُمْ اِلٰى عَدُوِّكُمْ
وَاَجْعَلَهُمْ مِنْ اَمْدَادِ الْقُوَّةِ لَكُمْ

حمد خدا ہی کے لئے سزاوار ہے جب تک رات آتی اور تاریکی چھاتی رہے
حمد خدا ہی کے لئے سزاوار ہے جب تک ستارے چمکتے اور چھپتے رہیں۔
حمد خدا ہی کے لئے سزاوار ہے جس کی نعمتیں لازوال اور جس کے
فضل و کرم کی کوئی چیز برابری نہیں کر سکتی۔
امابعد اپنے اپنے لشکر کا ہراول روانہ کر دیا ہے۔
اور انہیں حکم دیا ہے کہ فرات کے کنارے پر جمے رہیں۔
تاآینکہ کہ (نقل و حرکت کے لئے) میرا فرمان آئے۔
میں نے مناسب سمجھا ہے کہ دریائے فرات عبور کر کے تمہارے ان بھائیوں
کے پاس پہونچ جاؤں جنھوں نے دجلہ کے علاقہ میں سکونت
اختیار کر لی ہے اور تمہارے دشمنوں سے جنگ کے لئے انہیں
روانہ کردوں اور تمہاری معاون طاقتوں میں ان کی کمک
سے اور قوت پیدا کردوں۔

اکاونواں خطبہ ۵۱

صفات باری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَطَنَ خَفِيَّاتِ
الْاُمُوْرِ وَدَلَّتْ عَلَيْهِ اَعْلَامُ الظُّهُوْرِ
وَامْتَنَعَ عَلٰى عَيْنِ الْبَصِيْرِ
فَلَا عَيْنُ مَنْ لَمْ يَرَهُ تُنْكِرُهُ
وَلَا قَلْبُ مَنْ اَثْبَتَهُ يُبْصِرُهُ
سَبَقَ فِي الْعُلُوِّ فَلَا شَيْءَ اَعْلٰى مِنْهُ
وَقَرُبَ فِي الدُّنُوِّ فَلَا

تمام حمد اس خدا ہی کے لئے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں سے واقف ہے
اور اس کے ظاہر ہونے کی نشانیاں اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں
دیکھنے والی آنکھ سے وہ نظر نہیں آ سکتا۔
مگر نہ دیکھنے کے باوجود کوئی آنکھ اس سے انکار نہیں کر سکتی۔
اور جس نے اس کا اقرار کر لیا وہ اس کی کنہ ذات کا ادراک نہیں کر سکتا
وہ اتنا بلند ہے کہ کوئی شے اس سے برتر نہیں اور اتنا نزدیک ہے کہ
کوئی چیز اس سے نزدیک تر نہیں۔

شَيْئٌ اَقْرَبُ مِنْهُ فَلَا اسْتِعْلَاؤُهٗ بَاعَدَهٗ عَنْ شَيْءٍ مِنْ خَلْقِهٖ
وَلَا قُرْبُهٗ سَاوَاهُمْ فِي الْمَكَانِ بِهٖ
لَمْ يُطْلِعِ الْعُقُوْلَ عَلٰى تَحْدِيْدِ صِفَتِهٖ
وَلَمْ يَحْجُبْهَا عَنْ وَاجِبِ مَعْرِفَتِهٖ
فَهُوَ الَّذِيْ تَشْهَدُ لَهٗ اَعْلَامُ الْوُجُوْدِ
عَلٰى اِقْرَارِ قَلْبِ ذِي الْجُحُوْدِ
تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الْمُشَبِّهُوْنَ بِهٖ
وَالْجَاحِدُوْنَ لَهٗ عُلُوًّا كَبِيْرًا

نہ اس کی بلندی نے اسے اپنی کسی مخلوق سے دُور کر دیا ہے۔
اور نہ اس کے قرب نے خالق و مخلوق کو ایک جیسا بنا دیا ہے۔
اس نے عقلوں کو اپنی صفتوں کی حد بندی سے مطلع نہیں کیا۔
اور اپنی بقدرِ واجب معرفت سے انہیں پردہ میں بھی نہیں رکھا۔
وہ ذات ہی ایسی ہے کہ اس کے وجود کے نشانات گواہی دیتے ہیں۔
کہ منکر (کافر) کا دل بھی اقرار کرنے پر مجبور ہے
خدا ان لوگوں کی باتوں سے بہت بلند ہے جو مخلوق سے
اس کی تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے وجود سے انکار (کی جرأت) کرتے ہیں۔

باونؐ وال خطبہ

فتنہ و فساد کا سبب

اِنَّمَا بَدْءُ وُقُوْعِ الْفِتَنِ اَهْوَاءٌ
تُتَّبَعُ وَاَحْكَامٌ تُبْتَدَعُ
يُخَالَفُ فِيْهَا كِتَابُ اللّٰهِ
وَيَتَوَلّٰى عَلَيْهَا رِجَالٌ رِجَالًا
عَلٰى غَيْرِ دِيْنِ اللّٰهِ
فَلَوْ اَنَّ الْبَاطِلَ خَلَصَ مِنْ مِزَاجِ الْحَقِّ
لَمْ يَخْفَ عَلَى الْمُرْتَادِيْنَ
وَلَوْ اَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ مِنَ الْبَاطِلِ
انْقَطَعَتْ عَنْهُ اَلْسُنُ الْمُعَانِدِيْنَ
وَلٰكِنْ يُؤْخَذُ مِنْ هٰذَا ضِغْثٌ
وَمِنْ هٰذَا ضِغْثٌ فَيُمْزَجَانِ
فَهُنَالِكَ يَسْتَوْلِي الشَّيْطَانُ عَلٰى اَوْلِيَائِهٖ
وَيَنْجُو الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ الْحُسْنٰى

فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کی ابتداء وہ خواہشات نفسانی ہیں۔
جن کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ احکام ہیں جو ایجاد کئے گئے ہوں۔
جن میں کتاب خدا کی مخالفت کی جاتی ہے۔
اور خدا کے دین (نص) سے عدول کرکے کچھ لوگ کچھ (غیر منصوص) لوگوں کو اپنا ولی امر بنا لیتے ہیں۔
پس اگر باطل حق کی آمیزش سے خالی رہتا تو حق تلاش کرنے والوں سے مخفی نہ رہتا۔
اور اگر حق باطل کی آمیزش سے پاک رہتا تو دشمنوں کی زبانیں اس کی مخالفت کرنے سے بند ہو جاتیں۔
لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ حق سے لیا جاتا ہے اور کچھ باطل سے اور دونوں کو ملا دیا جاتا ہے۔
بس اسی مقام پر شیطان اپنے دوستوں پر قابو پا لیتا ہے۔
اور وہی لوگ بچے رہتے ہیں جن کے لئے خدا کی عنایت و توفیق پہلے سے موجود ہے

۵۳
ترپنواں خطبہ
فرات کے گھاٹ پر معاویہ کا قبضہ دیکھکر

قَدِ اسْتَطْعَمُوكُمُ الْقِتَالَ
(اصحاب معاویہ) تم سے جنگ کا کھانا مانگ رہے ہیں

فَأَقِرُّوا عَلَى مَذَلَّةٍ وَ تَأْخِيرِ مَحَلَّةٍ
تو اب یا تو ذلت کے ساتھ اور پست جگہ میں پڑے رہو۔

أَوْ رَوُّوا السُّيُوفَ مِنَ الدِّمَاءِ
اور یا تلواروں کو خون سے سیراب کر دو۔

تَرْوَوْا مِنَ الْمَاءِ
تو پھر پانی سے سیراب ہو جاؤ گے۔

فَالْمَوْتُ فِي حَيَاتِكُمْ مَقْهُورِينَ
تمہارا ان سے دب جانا جیتے جی موت ہے۔

وَالْحَيَاةُ فِي مَوْتِكُمْ قَاهِرِينَ
اور غالب آکر مرنے میں زندگی ہے۔

أَلَا وَ إِنَّ مُعَاوِيَةَ قَادَ لُمَةً مِنَ الْغُوَاةِ وَ عَمَّسَ عَلَيْهِمُ الْخَبَرَ حَتَّى جَعَلُوا نُحُورَهُمْ أَغْرَاضَ الْمَنِيَّةِ
آگاہ رہو کہ معاویہ گمراہوں کا ایک چھوٹا سا جتھا میدان جنگ میں گھسیٹ لایا ہے اور حق کو ان سے انہیں اندھیرے میں رکھا ہے یہانتک کہ انہوں نے اپنے گلوں کو موت کا نشانہ بنا دیا ہے۔

ؔ جب معاویہ کی فوج نے امیرالمومنینؑ کی فوج کی آمد سے پہلے دریائے فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ اور آپ کی فوج کو پانی لینے سے مانع ہوئے جن کی تعداد چار ہزار تھی تو امیرالمومنینؑ نے صعصعہ بن صوحان کو معاویہ کے پاس بھیجا اور انہیں سمجھایا کہ پانی سے پہرا اٹھا لیا جائے مگر معاویہ نے نہ مانا۔ امیرالمومنینؑ کا لشکر پیاسا تھا یہ صورت حال دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ خود تم سے جنگ کا لقمہ طلب کر رہے ہیں اٹھو اور تلوار کے زور سے گھاٹ پر قبضہ کر لو۔ ان بہادروں نے تلواریں نیاموں سے نکال لیں حالانکہ عمرو بن عاص کمک بھیجتا رہا مگر دشمن کی فوج کو تتر بتر کر کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔

آپ کے اصحاب نے چاہا کہ وہ بھی معاویہ کی فوج کو پانی سے روک دیں مگر امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ شامیوں کا وہ اقدام جاہلانہ تھا تمہیں ایسا نہ کرنا چاہیئے چنانچہ گھاٹ پر آپ کا قبضہ رہا۔ مگر دشمن کو بھی یہ آزادی دے دی گئی کہ وہ جتنا چاہے پانی پیئے یا ساتھ لے جائے کسی کو نہیں روکا جائے گا۔

۵۴
چونواں خطبہ

دنیا سے بیزاری کی تلقین

اَلَا وَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَصَرَّمَتْ وَاٰذَنَتْ بِوَدَاعٍ

آگاہ ہو کہ دنیا اپنا وقت گزار چکی اور اپنے رخصت ہونے کی اطلاع دے چکی

وَتَنَكَّرَ مَعْرُوْفُهَا وَاَدْبَرَتْ حَذَّاءَ فَهِيَ تَحْفِزُ بِالْفَنَاءِ سُكَّانَهَا

اس کی خوبیاں پوشیدہ ہو چکیں اور وہ تیزی کے ساتھ منہ موڑ چکی ہے۔ دنیا فنا کے ذریعے اپنے باشندوں کو (موت کیطرف) دھکیل رہی ہے

وَتَحْدُوْ بِالْمَوْتِ جِيْرَانَهَا

اور موت کے ذریعے اپنے ہمسایوں کو (آخرت کیطرف) ہنکا کر لیجا رہی ہے

وَقَدْ اَمَرَّ مِنْهَا مَا كَانَ حُلْوًا

اس کا شیریں پانی تلخ

وَكَدِرَ مِنْهَا مَا كَانَ صَفْوًا

اور صاف و شفاف چشمہ مکدر (گندلا) ہو چکا ہے۔

فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا سَمَلَةٌ كَسَمَلَةِ الْاِدَاوَةِ

اس میں سے اب کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے اس تری کے جو اس تری کے مانند ہے جو برتن میں رہ جاتی ہے۔

اَوْ جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ

یا اس گھونٹ کے مانند ہے جو مقلہ کے گھونٹ کی مثل ہے۔

لَوْ تَمَزَّزَهَا الصَّدْيَانُ لَمْ يَنْقَعْ

جسے اگر پیاسے چوسیں تو سیراب نہ ہو سکیں۔

فَاَزْمِعُوْا عِبَادَ اللّٰهِ الرَّحِيْلَ

پس اے خدا کے بندو! اس دنیا سے کوچ کا پختہ ارادہ کر لو۔

عَنْ هٰذِهِ الدَّارِ الْمَقْدُوْرِ عَلٰى اَهْلِهَا الزَّوَالُ

جس کے رہنے والوں کے لئے زوال مقدر ہو چکا ہے۔

وَلَا يَغْلِبَنَّكُمْ فِيْهَا الْاَمَلُ

ایسا نہ ہو کہ آرزوئیں تم پر غلبہ حاصل کر لیں۔

وَلَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ

اور اس (چند روزہ) زندگی کو دراز سمجھنے لگو۔

فَوَاللّٰهِ لَوْ حَنَنْتُمْ حَنِيْنَ الْوُلَّهِ الْعِجَالِ وَدَعَوْتُمْ بِهَدِيْلِ الْحَمَامِ

خدا کی قسم اگر تم اسیر مردہ پریشان حال اونٹنیوں کیطرح فریاد کرو اور کبوتروں کی درد بھری آواز میں نالہ و فغاں کرو

وَجَاَرْتُمْ جُؤَارَ مُتَبَتِّلِ الرُّهْبَانِ

اور گوشہ نشین راہبوں کیطرح بلند آواز سے فریادیں کرو۔

وَخَرَجْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

اور مال و اولاد سے بھی کنارہ کش ہو کر قرب خدا ڈھونڈو

الْتِمَاسَ الْقُرْبَةِ إِلَيْهِ
فِي ارْتِفَاعِ دَرَجَةٍ عِنْدَهُ
أَوْ غُفْرَانِ سَيِّئَةٍ
أَحْصَتْهَا كُتُبُهُ وَحَفِظَتْهَا رُسُلُهُ
لَكَانَ قَلِيلاً فِيمَا أَرْجُو لَكُمْ مِنْ ثَوَابِهِ
وَأَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ عِقَابِهِ
وَتَاللّٰهِ لَوِ انْمَاثَتْ قُلُوبُكُمُ انْمِيَاثاً
وَسَالَتْ عُيُونُكُمْ مِنْ رَغْبَةٍ إِلَيْهِ
أَوْ رَهْبَةٍ مِنْهُ دَماً
ثُمَّ عُمِّرْتُمْ فِي الدُّنْيَا مَا الدُّنْيَا بَاقِيَةٌ
مَا جَزَتْ أَعْمَالُكُمْ وَلَوْ لَمْ تُبْقُوا شَيْئاً
مِنْ جُهْدِكُمْ أَنْعُمَهُ عَلَيْكُمُ الْعِظَامَ
وَهُدَاهُ إِيَّاكُمْ لِلْإِيمَانِ

حاصل کرنے کے لئے نکل پڑو۔
اس غرض سے کہ بارگاہ خداوندی تقرب حاصل ہوجائے اور اسکے نزدیک
درجات بلند ہوجائیں یا وہ گناہ معاف کر دیئے جائیں۔
جو صحیفۂ اعمال میں درج اور کراماً کاتبین کو یاد ہیں۔
تو یہ سب اس ثواب کے مقابلہ میں جس کا تمہارے لئے امیدوار ہوں۔
اور اس کے عذاب کے لحاظ سے جس کا مجھے تمہارے لئے اندیشہ ہے۔
بہت کم ہے اور خدا کی قسم گر یادالٰہی میں تمہارے دل پگھل جائیں۔
اور شوق ثواب یا خوف عذاب کے تمہاری آنکھوں سے خون
کے سیلاب رواں ہوجائیں۔
اس کے بعد تم رہتی دنیا تک زندہ بھی رہو۔
تمہارے اعمال اگرچہ تم کوشش کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھو۔
خدا کی عظیم نعمتوں اور ایمان کی طرف اس کی
رہنمائی کا حق نہیں ادا کر سکتے۔

لہ مقلہ بفتح میم وسکون قاف : وہ پتھر ہے جس سے اس وقت پانی تقسیم کیا جاتا ہے جب پانی بہت کم اور پیاسے بہت ہوں تو اس پتھر کو پانی میں تر کر کے حصہ رسد صرف ہر شخص کے حلق کو تر کر دیا جاتا ہے۔

پچپنواں خطبہ ۵۵

قربانی کے جانور کے صفات

وَمِنْ كَمَالِ الْأُضْحِيَةِ اسْتِشْرَافُ أُذُنِهَا
وَسَلَامَةُ عَيْنِهَا
فَإِذَا سَلِمَتِ الْأُذُنُ وَالْعَيْنُ
سَلِمَتِ الْأُضْحِيَةُ وَتَمَّتْ
وَلَوْ كَانَتْ عَضْبَاءَ الْقَرْنِ
تَجُرُّ رِجْلَهَا إِلَى الْمَنْسَكِ

قربانی کے جانور کا کمال اس کے کانوں کا درست اور
آنکھوں کا صحیح و سالم ہونا ہے۔
جب کان اور آنکھ درست ہیں۔
تو قربانی بھی سالم اور مکمل ہے۔
اگرچہ اس کا سینگ اوپر سے شکستہ ہو۔
اور قربانی کی جگہ تک پیر گھسیٹ کر پہنچے۔

۵۶ چھپنواں خطبہ

صفین میں جنگ سے رکنے پر ہجوم مردم اور لوگوں کی بیقراری

فَتَدَ اكُّوا عَلَيَّ تَدَ اكَّ الْاِبِلِ الْهِيْمِ يَوْمَ وِرْدِهَا قَدْ اَرْسَلَهَا رَاعِيْهَا وَخُلِعَتْ مَثَانِيْهَا حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ اَوْ بَعْضُهُمْ قَاتِلُ بَعْضٍ لَدَيَّ

وہ لوگ اس طرح مجھ پر ٹوٹ پڑے جس طرح وہ پیاسے اونٹ پانی پینے کے دن ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں جن کے نگہبان نے ان کو چھوڑ دیا ہو اور ان کے سروں کی رسیاں کھول دی گئی ہوں یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ لوگ مجھے یا میرے سامنے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے

وَقَدْ قَلَّبْتُ هٰذَا الْاَمْرَ بَطْنَهٗ وَظَهْرَهٗ فَمَا وَجَدْتُنِيْ يَسَعُنِيْ اِلَّا قِتَالُهُمْ اَوِ الْجُحُوْدُ بِمَا جَاءَنِيْ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

میں نے ہر طریقہ سے اس امر پر غور کیا لیکن ان سے جنگ کے سوا کوئی صورت نظر نہ آئی یا یہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے احکام کا منکر ہو جاؤں۔

فَكَانَتْ مُعَالَجَةُ الْقِتَالِ اَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ مُعَالَجَةِ الْعِقَابِ

لیکن آخرت کے عذاب سے مجھے جنگ کی سختیاں جھیلنا آسان نظر آیا۔

وَمَوْتَاتُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ مَوْتَاتِ الْاٰخِرَةِ

اور میری نظر میں دنیا کی موت آخرت کی موت سے سبک ہے

لہ جنگ صفین شروع ہونے سے قبل لوگ آپ سے جنگ کے لئے اصرار کر رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ غالباً اس خیال سے کہ شاید دشمن راہ راست پر آجائے۔ اور جنگ کے بغیر مقصد حاصل ہو جائے یا اس لئے کہ آپ جس قدر روکیں گے جوش اور ولولہ میں اضافہ ہوگا۔

۵۷ ستاونواں خطبہ

صفین میں تاخیر اجازت جنگ پر لوگوں کے اعتراضات کا جواب

اَمَّا قَوْلُكُمْ اَكُلُّ ذٰلِكَ كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ

تم لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ سب کچھ (تاخیر اجازت جنگ) کیا موت سے کراہت کی وجہ سے ہے

فَوَاللّٰهِ مَا اُبَالِيْ اَدَخَلْتُ اِلَى الْمَوْتِ اَوْ خَرَجَ الْمَوْتُ اِلَيَّ

خدا کی قسم میں تو کبھی پرواہ ہی نہیں کرتا کہ میں موت میں گھس گیا یا موت مجھ پر آ پڑی۔

وَاَمَّا قَوْلُكُمْ شَكًّا فِيْ اَهْلِ الشَّامِ فَوَاللّٰهِ مَا دَفَعْتُ الْحَرْبَ يَوْمًا اِلَّا وَاَنَا اَطْمَعُ اَنْ تَلْحَقَ بِيْ طَائِفَةٌ فَتَهْتَدِيَ بِيْ وَتَعْشُوَا اِلٰى ضَوْئِيْ

رہا تمہارا یہ کہنا کہ یہ تاخیر اہل شام (کے بارے) میں کسی شک کی وجہ سے ہے تو خدا کی قسم میں نے ایک دن کے لئے بھی لڑائی کو نہیں ٹالا سوائے اس خیال سے کہ شاید ان میں سے کوئی گروہ مجھ سے مل کر میرے ذریعہ ہدایت پا جائے اور میرے نور (ہدایت) کو دیکھ کر مستفیض ہونے کا ارادہ کرلے۔

وَذٰلِكَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقْتُلَهَا عَلٰى ضَلَالِهَا وَاِنْ كَانَتْ تَبُوْءُ بِاٰثَامِهَا۔

اور یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں گمراہی کی حالت میں ان سے جنگ کروں اگرچہ وہ خود اپنے گناہوں کے ذمہ دار ہوں گے۔

۵۸

اٹھاونواں خطبہ

پیغمبر کے سچے اصحاب کی شجاعت و استقلال کا ذکر

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ نَقْتُلُ اٰبَاءَنَا وَاَبْنَاءَنَا وَاِخْوَانَنَا وَاَعْمَامَنَا مَا يَزِيْدُنَا ذٰلِكَ اِلَّا اِيْمَانًا وَتَسْلِيْمًا وَمُضِيًّا عَلَى اللَّقَمِ وَصَبْرًا عَلٰى مَضَضِ الْاَلَمِ وَجِدًّا فِيْ جِهَادِ الْعَدُوِّ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا وَالْاٰخَرُ مِنْ عَدُوِّنَا

ہم (میدان جنگ میں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ اپنے (کافر) بزرگوں، لڑکوں، بھائیوں، چچاؤں کو قتل کرتے تھے اور یہ چیز ہم میں ایمان و تسلیم و رضا اور صراط مستقیم پر چلنے اور سوزش غم پر صبر کرنے اور دشمنان اسلام سے جہاد میں کوشش جاری رکھنے میں اضافہ کر دیتی تھی۔ (میدان جنگ میں) ایک بہادر ہم میں سے ہوتا تھا اور دوسرا دشمنوں میں سے

يَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلَ الْفَحْلَيْنِ يَتَخَالَسَانِ اَنْفُسَهُمَا اَيُّهُمَا يَسْقِيْ صَاحِبَهٗ كَاْسَ الْمَنُوْنِ فَمَرَّةً لَنَا مِنْ عَدُوِّنَا وَمَرَّةً لِعَدُوِّنَا مِنَّا فَلَمَّا رَاَى اللّٰهُ صِدْقَنَا اَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ وَاَنْزَلَ عَلَيْنَا النَّصْرَ

اور یہ دونوں ایک دوسرے پر یوں حملہ کرتے تھے جیسے نر حملہ کرتے ہیں اور دونوں یک دوسرے کی جان لے لینا چاہتے تھے کہ دیکھیں کون اپنے حریف کو موت کے کاسہ سے سیراب کرتا ہے۔ پس کبھی ہمیں دشمن پر کامیابی ہوتی تھی اور کبھی ہمارے دشمن کو۔ جب خدا نے ہماری سچائی دیکھ لی تو ہمارے دشمنوں پر ذلت و خواری اور ہم پر فتح و ظفر نازل فرمائی۔

حَتّٰى اسْتَقَرَّ الْاِسْلَامُ مُلْقِياً جِرَانَهٗ وَمُتَبَوِّئًا اَوْطَانَهٗ — یہاں تک کہ اسلام اپنی جگہ سینہ ٹیک کر جم گیا اور اپنی منزل پر برقرار ہو گیا۔

وَلَعَمْرِيْ لَوْ كُنَّا نَأْتِيْ مَا اَتَيْتُمْ مَا قَامَ لِلدِّيْنِ عَمُوْدٌ وَلَا اخْضَرَّ لِلْاِيْمَانِ عُوْدٌ وَاَيْمُ اللهِ لَتَحْتَلِبُنَّهَا دَمًا وَلَتُتْبِعُنَّهَا نَدَمًا — اپنی جان کی قسم اگر ہم بھی یہی کرتے جو تم نے کیا تو نہ دین کا ستون قائم ہوتا اور نہ ایمان کی شاخیں سرسبز و شاداب ہوتیں اور بخدا تم اپنے عمل کے بدلے میں (دودھ کی بجائے) خون دوہو گے اور آخرکار شرمسار ہونا پڑے گا۔

لہ جب محمد بن ابی بکر شہید کر دیئے گئے تو حضرت عبداللہ بن عباس جو والیٔ بصرہ تھے زیاد بن عبید کو اپنا قائم مقام بنا کر کوفہ روانہ ہو گئے۔ عین اس موقعہ پر معاویہ نے عبداللہ بن عامر حضرمی کو بصرہ روانہ کیا کہ وہ اہل بصرہ اور خصوصاً بنی تمیم کو قتل عثمان کے انتقام پر دوبارہ آمادہ کرے اس نے بنی تمیم کے پاس قیام کرکے سازش شروع کر دی۔ زیاد نے ان حالات سے امیرالمومنینؑ کو مطلع کیا آپ نے کوفہ کے بنی تمیم کو اصلاح حال کے لئے آمادہ کیا تو وہ خاموش ہو کر رہ گئے اور اپنے قبیلہ کا پاس کرکے آمادہ نہ ہوئے۔ یہ حال دیکھ کر امیرالمومنینؑ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ طلب حق میں ہم نے رشتوں اور قرابت داروں کا بھی لحاظ نہیں کیا اگر ہم ایسا کرتے تو دین کی بنیاد کبھی نہ قائم ہو سکتی۔

اس تنبیہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ عین بن ضبیعہ روانہ ہو گئے مگر بصرہ پہنچ کر شہید کر دیئے گئے پھر آپ نے جاریہ بن قدامہ کو روانہ فرمایا اس نے سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر وہ جنگ پر آمادہ ہو گئے کچھ دیر تلواریں چلتی رہیں آخر ابن حضرمی بھاگ کھڑا ہوا اور سہیل سعدی کے گھر میں پناہ لی۔ جاریہ نے اس گھر میں آگ لگا دی مکان جل کر گر گیا، کچھ لوگ تلواروں سے کچھ دب کر کچھ جل کر ہلاک ہو گئے۔

۵۹
انسٹھواں خطبہ
امیرالمومنین پر سب و شتم

اَمَا اِنَّهٗ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ رَجُلٌ رَحْبُ الْبُلْعُوْمِ مُنْدَحِقُ الْبَطْنِ يَاْكُلُ مَا يَجِدُ وَيَطْلُبُ مَا لَا يَجِدُ فَاقْتُلُوْهُ وَلَنْ تَقْتُلُوْهُ — یاد رکھو میرے بعد تم پر کشادہ حلق بڑے پیٹ والا آدمی غلبہ حاصل کر لے گا وہ جو پاتا ہے کھا جاتا ہے اور جو نہیں پاتا اس کا طلب رہتا ہے (اگر ہاتھ لگ جائے) تو اسے قتل کر دو مگر (جانتا ہوں کہ) تم نہ قتل کر سکو گے۔

اَلَا وَ اِنَّهٗ سَيَاْمُرُكُمْ بِسَبِّيْ[1] وَالْبَرَاءَةِ مِنِّيْ	یاد رکھو وہ عنقریب تمہیں مجھ پر سب کرنے اور مجھ سے برات کا حکم دے گا۔
اَمَّا السَّبُّ فَسُبُّوْنِيْ فَاِنَّهٗ لِيْ زَكَاةٌ[3] وَلَكُمْ نَجَاةٌ	جہاں تک سب کا تعلق ہے تم مجھ پر سب کر لیا کرو اس لئے کہ یہ میرے لئے پاکیزگی اور تمہارے بچنے کا ذریعہ ہے۔
وَاَمَّا الْبَرَاءَةُ فَلَا تَتَبَرَّءُوْا مِنِّيْ فَاِنِّيْ وُلِدْتُ عَلَى الْفِطْرَةِ[4]	رہی بیزاری تو مجھ سے بیزاری نہ کرنا کیونکہ میں فطرت (اسلام) پر پیدا ہوا ہوں
وَسَبَقْتُ[5] اِلَى الْاِيْمَانِ وَالْهِجْرَةِ	اور ایمان و ہجرت میں سابق ہوں۔

[1] اس سے معاویہ کی طرف اشارہ ہے مورخین بالاتفاق لکھتے ہیں کہ معاویہ کو علت جوع البقر تھی۔ جتنا بھی کھاتا تھا بھوک کم نہ ہوتی تھی، حضور نبی اکرم صلعم نے اسے بد دعا دے کر فرمایا تھا لا شبع لبطنہ۔ ایک شاعر نے کیا ہے۔

ع
وصاحب لی بطنه کالهاویة
کانّ فی امعاءه معاویة

میرا ایک ساتھی ہے جس کا شکم جہنم کی مانند ہے جیسے اس کے پیٹ میں معاویہ اُترا ہوا ہے۔

[2] معاویہ کا امیرالمومنینؑ علیہ السلام پر سب کرانا تاریخ میں متفق علیہ ہے خود اس کا سب و شتم کرنا ترمذی میں مذکور ہے اذا قنت سبّ علیّ علیّ علیہ السلام، معاویہ قنوت میں حضرت علیؑ پر سب کیا کرتا تھا۔ نصائح کافیہ میں ہے کہ وہ جب "کسی سے بیعت لیتا تھا تو اس کی پہلی شرط یہ ہوتی تھی کہ حضرت علی سے تبرا کیا جائے۔ معاویہ کی یہ سنت عبدالعزیز کے دور تک جاری رہی پھر عمر ابن عبدالعزیز نے اسے بند کرا دیا۔ اس کے بعد پھر جب تک بنی اُمیہ کی حکومت رہی یہ رسم پھر جاری رہا۔

[3] حدیث میں ہے کہ ذکر المومن بسوءٍ زکاۃ لہٗ برائی کے ساتھ مومن کا ذکر اس کے لئے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اس لئے آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا ہے۔

[4] اس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے ماں باپ مومن تھے۔

[5] حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا سابق الاسلام ہونا ایسی حقیقت ہے جس سے آپ کا دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا۔ خود عمر بن الخطاب راوی ہیں کہ حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ انت اول المسلمین اسلاماً اے علیؑ تم سب سے پہلے مسلمان ہو۔

خصائص علویہ میں عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اِنّ سباق الامم ثلاثۃ لم یکفروا طرفۃ عین، علی ابن ابی طالب وصاحب یٰسین و مومن آل

فرعون و علیؑ افضلھا۔ سابق الاسلام جو کبھی کافر نہیں رہے تین ہیں علی ابن ابیطالبؑ و صاحب یٰسین اور مومن آل فرعون اور علیؑ سب سے افضل ہیں۔

۶؎ آپ نے فرمایا میں سابق الہجرۃ ہوں۔ حضور کی سب سے پہلی ہجرت شعب ابیطالبؑ کی طرف ہوئی جس میں آپؑ ان کے ساتھ تھے۔ ابن عباس کہتے ہیں سبقھم بالایمان ثم بالھجرۃ علیؑ سب سے پہلے مومن ہیں اور انہوں نے سب سے پہلے شعب ابیطالب کی طرف ہجرت فرمائی۔

رئیس احمد صاحب جعفری نے ان الفاظ میں اموی دور اور اس کے کردار کی تصویر کشی کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

امیر معاویہ کے عہد میں سب علی کی بدعت مغرب حد پر شروع ہوئی۔ اور جب تک بنو اُمیّہ تباہ و برباد نہ ہو گئے (ایک مختصر سے وقفہ عہد عمر بن عبد العزیز کے سوا، جاری رہی۔ جن لوگوں کے بارے میں ارباب حکومت کو یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ شیعیان (دوست داران) علی میں ہیں ان پر (خواہ وہ صحابی ہوں یا تابعی یا عامۃ مسلمین میں سے) طرح طرح کی سختیاں کی جاتی تھیں انہیں کوڑوں سے پیٹا جاتا تھا ان کے حقوق ضبط کرلئے جاتے اور بالآخر ان کی جان لے لی جاتی تھی۔ اس معاملہ میں کسی قسم کی رواداری یا رحم و رعایت کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مساجد میں جو کہ عام علین نماز کے وقت امام خطبہ میں جہاں ملوک بنی اُمیّہ کے لئے درازی عمر و اقبال کی دعائیں مانگتا تھا وہاں علیؑ پر تبرا بھیجتا تھا۔ دشنام طرازی کرتا تھا لعن طعن کرتا تھا اور کسی میں یارا نہ تھا (باستثناء خاص) اٹھتا ٹوکتا اور اس سلسلہ کو بند کرتا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوتا تھا کہ حکومت کی دہشت سے زبانیں بند ہو جائیں دماغ سوچنا ترک کر دیں۔ حضرت علی اور حضرات اہلبیت اطہار کی محبت جو دلوں کے رگ و ریشہ میں پیوست ہو چکی ہے۔ نکل جائے تلواروں کے پہرے سنگینوں کے جلوے کوڑوں کی نمائش سیم و زر کی رشوت ان سب کا مقصد ایک اور صرف ایک تھا کہ لوگ بنو اُمیّہ کی حکومت کو برحق سمجھ لیں اور اسے فراموش کر دیں کہ یہ حکومت حق پر نہیں باطل پر قائم ہے۔ الی آخرہ

۶۰

ساٹھواں خطبہ

خوارج سے خطاب

اَصَابَكُمْ حَاصِبٌ وَ لَا بَقِيَ مِنْكُمْ آبِرٌ، اَبَعْدَ اِيْمَانِيْ بِاللّٰهِ وَجِهَادِيْ اَشْهَدُ عَلٰى نَفْسِيْ بِالْكُفْرِ

تم پر باد تند پتھراؤ کرے اور تم میں کوئی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہے کیا میں خدا پر ایمان لانے اور رسول خدا کی ہمراہی میں دکا فروں سے جہاد کرنے کے بعد اپنے اوپر کفر کی گواہی دے سکتا ہوں

لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ

اگر میں ایسا کروں تو پھر گمراہ ہو گیا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ رہا

فَأُوْبُوْا شَرَّ مَآبٍ وَارْجِعُوْا عَلَىٰ أَثَرِ الْأَعْقَابِ

تم اپنے (پرانے) بدترین ٹھکانوں (کفر) کی طرف پلٹ جاؤ اور اپنی ایڑیوں کی طرف الٹے پاؤں لوٹ جاؤ

أَمَا إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ ذُلًّا شَامِلًا وَسَيْفًا قَاطِعًا وَأَثَرَةً يَتَّخِذُهَا الظَّالِمُوْنَ فِيْكُمْ سُنَّةً[1]

یاد رکھو کہ تم عنقریب اس دائمی ذلت اور شمشیر براں اور ظلم و استبداد سے دوچار ہونے والے ہو کہ جسے ظالم تمہارے واسطے دستور بنا لیں گے۔

قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

علامہ شریف رضی فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد

وَلَا بَقِيَ مِنْكُمْ آبِرٌ يُرْوَىٰ بِالْبَاءِ وَالرَّاءِ مِنْ قَوْلِهِمْ لِلَّذِيْ يَأْبُرُ النَّخْلَ أَيْ يُصْلِحُهُ وَيُرْوَىٰ آثِرٌ وَهُوَ الَّذِيْ يَأْثُرُ الْحَدِيْثَ أَيْ يَرْوِيْهِ وَيَحْكِيْهِ وَهُوَ أَصَحُّ الْوُجُوْهِ عِنْدِيْ كَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا بَقِيَ مِنْكُمْ مُخْبِرٌ وَيُرْوَىٰ آبِزٌ بِالزَّايِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ الْوَاثِبُ وَالْهَالِكُ أَيْضًا يُقَالُ لَهُ آبِزٌ

ولا بقی منکم ابر باور س سے مروی ہے عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے جو وہ درخت خرما میں پیوند لگانے اور درست کرنیوالے کے لئے بولتے ہیں اور ایک روایت میں بے ثا اور ر اکے ساتھ اثر وارد ہوا ہے۔ اثر اس شخص کو کہتے ہیں جو حدیث کی روایت و ترجمانی کرتا ہے اور یہی میرے نزدیک صحیح ترین صورت ہے۔ گویا حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی تمہاری خبر کرنے والا باقی نہ رہے۔

اور ایک روایت میں زائے منقوطہ کے ساتھ ابز بھی وارد ہوا ہے۔ جس کے معنی جست کرنے والے کے ہیں اور ہلاک ہونے والے کو بھی آبز کہتے ہیں۔

[1] حضرت کی پیشن گوئی بالکل صحیح نکلی اور مہلب بن مغیرہ اور حجاج بن یوسف وغیرہ کے ہاتھوں خوارج کو جو ذلتیں اٹھانا پڑیں وہ تواریخ میں درج ہیں۔

۶۱

اکسٹھواں خطبہ

خوارج کے متعلق پیشین گوئی

مَصَارِعُهُمْ دُونَ النُّطْفَةِ وَاللّٰهِ لَا يُفْلِتُ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ وَلَا يَهْلِكُ مِنْكُمْ عَشَرَةٌ

ان خوارج کی قتل گاہیں آب نہروان کے قریب ہیں خدا کی قسم نہ ان میں سے دس آدمی بچ سکیں گے اور نہ تم میں سے دس آدمی قتل ہوں گے۔

يعني بالنطفة ماء النهر وهو افصح كناية وان كان كثيرًا جمًّا

اس کلام میں نطفہ سے مراد نہر کا پانی ہے جو ایک فصیح کنایہ ہے اگرچہ نہر کا پانی کثیر ہوتا ہے

ولما قتل الخوارج وقيل له يا امير المؤمنين هلك القوم باجمعهم قال عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلَّا وَاللّٰهِ اِنَّهُمْ نُطَفٌ فِي اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَقَرَارَاتِ النِّسَاءِ كُلَّمَا نَجَمَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ حَتّٰى يَكُونَ اٰخِرُهُمْ لُصُوصًا سَلَّابِيْنَ

جب خوارج قتل ہو گئے اور آپ سے کہا گیا کہ ان کی ساری جماعت میدان جنگ میں موت کے گھاٹ اتر گئی تو فرمایا ہرگز نہیں، خدا کی قسم ابھی تو وہ مردوں کے صلبوں اور عورتوں کے رحموں میں نطفوں کی شکل میں موجود ہیں۔ جب بھی ان کا کوئی سینگ (سردار) ظاہر ہوگا قطع کردیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا آخری طبقہ چوروں اور ڈاکوؤں کا ہوگا

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَقْتُلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِيْ فَلَيْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَاَخْطَاَهُ كَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَاَدْرَكَهُ (يَعْنِي مُعَاوِيَةَ وَاَصْحَابَهُ)

اس کے بعد فرمایا

خبردار! میرے بعد خوارج کو قتل نہ کرنا کیونکہ جو حق کا طالب ہے اور اُسے حاصل کرنے میں اس سے غلطی ہو جائے وہ اس شخص کے مثل نہیں ہے جس نے باطل کو چاہا بھی اور اسے پا بھی لیا (یعنی معاویہ اور اصحاب معاویہ)

لہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی پیشین گوئی من وعن صحیح نکلی جب مقتولین شمار کئے گئے تو بیس ہزار خوارج میں سے صرف ۹ آدمی فرار ہو کر جان بچا سکے اور آپ کے لشکر میں سے صرف ۸ مجاہد شہید ہوئے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی یہ پیشین گوئی کسی تجربہ یا تخمینہ کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس علم غیب کی وجہ سے تھی جو نبی نب اللہ آپ کو عطا ہوا تھا۔ آپ کی یہ پیشین گوئی ہی آپ کے امام برحق

ہونے کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

؎ آپ نے اپنے بعد خوارج کے قتل سے اس لئے منع فرمایا تھا کہ آپ کو علم تھا کہ آپ کے بعد ملک پر ان لوگوں کو اقتدار اور تسلط حاصل ہوگا جو کسی غلط فہمی کی وجہ سے نہیں بلکہ جان بوجھ کر اور صراط مستقیم کو پہچاننے کے باوجود حق سے منحرف تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ حق کیا ہے پھر بھی حدود الہٰی کو توڑ کر خواہشات نفس کی پیروی کر رہے تھے۔ ملک بھر کے گورنروں کو یہ حکم دیتے تھے کہ ہر مسجد میں منبروں پر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام پر سب و شتم کی جائے۔ حضور نبی اکرم کے صریحی حکم کے خلاف زیاد بن ابیہ کو ابوسفیان کا فرزند اور اپنا بھائی قرار دینا۔ حجر ابن عدی جیسے نیک اور عبادت گذار اصحاب کو قتل کرانا۔ احکام خداوندی کو ترک کرکے اپنے احکام نافذ کرنا۔ اپنے فاسق و فاجر فرزند یزید کو مسلمانوں پر مسلط کرنا جس نے اولاد رسول کو قتل اور ان کے اہل بیت کو اسیر کرکے اسلام کی کایا پلٹ دی حرمین شریفین میں قتل و غارت کے علاوہ وہ بے حرمتی کی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ ابوالدردا نے معاویہ کے یہاں چاندی سونے کے برتنوں کا استعمال دیکھ کر کہا کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ان الذی یشرب فیہا لیجرجر فی جوفہ نار جہنم چاندی سونے کے برتنوں میں پینے والے کے پیٹ میں آتش دوزخ کے شعلے بھڑکیں گے۔ معاویہ نے جواب دیا کہ اما انا فلا اریٰ بذلک بأساء لیکن میری رائے میں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس قسم کے اقتدار پسند اگر خوارج کو قتل بھی کریں تو ان کا یہ فعل دین و مذہب کے لئے نہیں بلکہ صرف حصول اقتدار کے لئے ہوگا۔ حالانکہ وہ ان خوارج سے بدتر ہیں جو غلط فہمی میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ ان کی نیت حصول اقتدار نہیں۔ شیطان نے انہیں بہکا کر غلط راستہ پر لگا دیا ہے۔ برخلاف معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے جو خلافت کے نام سے صرف اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور باطل کی کمک سے حق کو دبا کر اپنا مقصد حاصل کر رہے ہیں اس لئے اہل بیت اور ان کے دوستوں کے قتل و غارت میں مصروف ہیں اور رہیں گے۔ تاکہ ان کے ناجائز مقاصد کے حصول میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ ایسے لوگوں کے خلاف خروج یقیناً جائز اور درست ہے۔

؎ امیر المومنین علیہ السلام نے خوارج سے جنگ کرنے میں ابتداء نہیں فرمائی بلکہ جب خوارج نے قتل و غارت گری شروع کردی۔ پھر بھی آپ بار بار انہیں نصیحت فرماتے رہے۔ لیکن جب وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور پرہیزگار اصحاب کو تہ تیغ کرنے لگے تو آپ کیلئے آتش فساد کو فرو کرنا ضروری تھا اس لئے ان سے جنگ کرنا پڑی۔

۶۲

باسٹھواں خطبہ

قتل کی دھمکی

لما خوف من الغیلۃ قال
وان علیّ من اللہ جنۃ حصینۃ
فاذا جاء یومی انفرجت عنّی و
اسلمتنی فحینئذ لا یطیش السھم
ولا یبرأ الکلم

جب دھوکہ سے آپ کو قتل سے ڈرایا گیا تو فرمایا۔
(ابھی تو) میرے جسم پر خدا کی مضبوط سپر موجود ہے
البتہ جب میری موت کا دن آجائے گا تو وہ مجھ سے
الگ ہو کر مجھے موت کے حوالہ کر دے گی۔ اس وقت نہ تو
(موت کا) تیر (نشانہ سے) خطا کرے گا اور نہ زخم بھر سکے گا۔

۶۳

ترسٹھواں خطبہ

اعمال صالحہ کی طرف ترغیب

الا ان الدنیا دار لا یسلم منھا الا فیھا
ولا ینجی بشیئ کان لھا

یاد رکھو کہ دنیا ایسا گھر ہے کہ اس سے سلامتی کا سامان
اسی میں رہ کر کیا جا سکتا ہے۔ اور جو کام صرف دنیا کے لئے
کیا جائے اس سے نجات نہیں مل سکتی۔

ابتلی الناس بھا فتنۃ فما
اخذوہ منھا
لھا اخرجوا منہ وحوسبوا علیہ
وما اخذوہ منھا لغیرھا قدموا علیہ
واقاموا فیہ
فانھا عند ذوی العقول کفیئ الظل
بینا تراہ سابغا حتی قلص وزائدا
حتی نقص

دنیا میں لوگ آزمائش میں مبتلا ہیں اس سے
جو کچھ دنیا کے لئے حاصل کیا ہے اس سے نکال دیئے جائیں گے
اور ان کا پورا پورا حساب لیا جائے گا۔
اور جو اس دنیا میں آخرت کے لئے کمایا ہوگا اسے آگے
پہونچ کر پالیں گے اور اس میں مقیم رہیں گے۔
عقلمندوں کے نزدیک دنیا سایہ کے مانند ہے جسے ابھی تو
پھیلا ہوا دیکھ رہے تھے کہ یکایک سمٹ گیا۔ ابھی زیادہ
(نظر آ رہا) تھا (کہ) یکایک کم ہو گیا۔

لہ دنیا دار فنا و ابتلا ہے۔ اس دنیا میں روحانی تیاریوں کا عروج اسی دنیا میں کیا جا سکتا ہے یہاں جو کچھ دنیا کے لئے حاصل کیا جاوے گا وہ آخرت میں چھین لیا جاوے گا۔ بلکہ اس کا حساب دینا ہوگا البتہ جو کام آخرت کے لئے کیا جائے گا وہ وہاں ہمیشہ ملتا رہے گا۔ صاحبان عقل خوب سمجھتے ہیں کہ دنیا سایہ کے مانند ہے جو کبھی بڑھتا اور کبھی گھٹتا ہے جس طرح سایہ کا اعتبار نہیں اسی طرح دنیا کا کوئی اعتبار نہیں ہے دنیا کی ناپائیداری کی یہ بہترین مثال ہے۔

۶۴

چونسٹھواں خطبہ

دنیا سے بیزاری

فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ وَبَادِرُوا آجَالَكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ

خدا کے بندو اللہ سے ڈرو اور اعمال صالحہ کے ذریعہ اپنی موتوں سے آگے بڑھ جاؤ

وَابْتَاعُوا مَا يَبْقَى بِمَا يَزُولُ عَنْكُمْ وَ

اور فنا ہو جانے والی چیزوں کے عوض ہمیشہ باقی رہنے والی چیزیں خرید لو

تَرَحَّلُوا فَقَدْ جُدَّ بِكُمْ

کوچ کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ تمہیں تیزی سے لے جایا جارہا ہے۔

وَاسْتَعِدُّوا لِلْمَوْتِ فَقَدْ أَظَلَّكُمْ

اور موت کے لئے مستعد رہو وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے

وَكُونُوا قَوْماً صِيحَ بِهِمْ فَانْتَبَهُوا وَعَلِمُوا أَنَّ الدُّنْيَا لَيْسَتْ لَهُمْ بِدَارٍ فَاسْتَبْدَلُوا

اور ان لوگوں کے مانند بن جاؤ جنہیں پکارا گیا تو جاگ اٹھے اور جب یہ جان گئے کہ دنیا ان کے رہنے کی جگہ نہیں ہے تو اسے آخرت سے بدل لیا۔

فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً وَلَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى

کیونکہ خداوند عالم نے تمہیں بیکار نہیں پیدا کیا اور نہ یونہی مہمل چھوڑ رکھا ہے

وَمَا بَيْنَ أَحَدِكُمْ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ إِلَّا الْمَوْتُ أَنْ يَنْزِلَ بِهِ

صرف موت آنے کی دیر ہے اس کے بعد ہی تمہارے لئے جنت ہے یا دوزخ۔

وَإِنَّ غَايَةً تَنْقُصُهَا اللَّحْظَةُ وَتَهْدِمُهَا السَّاعَةُ لَجَدِيرَةٌ بِقِصَرِ الْمُدَّةِ

یہ زندگی جسے ہر (گزرنے والا) لحظہ کم کرتا اور ہر ساعت اس (کی عمارت) کو گراتی رہتی ہے اسی قابل ہے کہ اسے کم سمجھا جائے

وَإِنَّ غَائِباً يَحْدُوهُ الْجَدِيدَانِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ لَحَرِيٌّ بِسُرْعَةِ الْأَوْبَةِ

اور وہ مسافر جسے نئے دن اور نئی رات (لگاتار) کھینچے لئے جا رہے ہیں اسے جلد ہی اپنی منزل پر واپس پہنچنا ہے

وَإِنَّ قَادِماً يَقْدُمُ بِالْفَوْزِ وَالشِّقْوَةِ لَمُسْتَحِقٌّ لِأَفْضَلِ الْعُدَّةِ

اور وہ آنے والی (موت) جو سعادت یا شقاوت کو اپنے ساتھ لائے گی بہترین ساز و سامان کو مستحق ہے۔

فَتَزَوَّدُوا فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا
مَا تُحْرِزُونَ بِهِ أَنْفُسَكُمْ غَدًا
فَاتَّقَى عَبْدٌ رَبَّهُ نَصَحَ نَفْسَهُ قَدَّمَ
تَوْبَتَهُ وَ غَلَبَ شَهْوَتَهُ
فَإِنَّ أَجَلَهُ مَسْتُورٌ عَنْهُ وَ أَمَلَهُ
خَادِعٌ لَهُ وَالشَّيْطَانُ مُوَكَّلٌ بِهِ
يُزَيِّنُ لَهُ الْمَعْصِيَةَ لِيَرْكَبَهَا
وَيُمَنِّيهِ التَّوْبَةَ لِيُسَوِّفَهَا حَتَّى
تَهْجُمَ مَنِيَّتُهُ عَلَيْهِ أَغْفَلَ مَا يَكُونُ عَنْهَا
فَيَا لَهَا حَسْرَةً عَلَى ذِي غَفْلَةٍ أَنْ
يَكُونَ عُمُرُهُ عَلَيْهِ حُجَّةً وَأَنْ تُؤَدِّيَهُ
أَيَّامُهُ إِلَى شِقْوَةٍ
نَسْأَلُ اللهَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَجْعَلَنَا وَإِيَّاكُمْ
مِمَّنْ لَا تُبْطِرُهُ نِعْمَةٌ وَلَا تُقَصِّرُ بِهِ
عَنْ طَاعَةِ رَبِّهِ غَايَةٌ
وَلَا تَحُلُّ بِهِ بَعْدَ الْمَوْتِ نَدَامَةٌ
وَلَا كَآبَةٌ

تم دنیا میں رہ کر اس سے اسقدر توشہ آخرت لے لو جس سے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو۔

اللہ کا بندہ اپنے رب سے ڈرتا ہے اپنے نفس کو نصیحت کرتا ہے موت سے پہلے توبہ کرتا ہے خواہش نفس پر غالب رہتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی موت اس سے اوجھل ہے امیدیں اسے فریب دیتی رہتی ہیں۔ شیطان اس پر مسلط ہے جو گناہوں کو اس کے سامنے لاتا ہے کہ وہ ان میں مبتلا رہے۔ اور توبہ کی امیدیں دلاتا رہتا ہے کہ اسے تاخیر میں ڈال دے یہاں تک کہ انتہائی غفلت میں موت اچانک اس پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ وائے حسرت اس غافل پر جس کی زندگی ہی اس کے خلاف دلیل حجت بن جائے۔ اور اس کے ایام زندگی اسے بد بختی تک پہونچا دیں۔

ہم حق سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں یہ توفیق دے کہ (دنیا) کی نعمتیں ہمیں سرکش نہ بنا دیں اور ان کی بڑے سے بڑی فائدہ اپنے رب کی فرمانبرداری میں کمی نہ آنے دے اور مرنے کے بعد نہ شرمساری ہو اور نہ رنج و غم کا سامنا کرنا پڑے۔

لہ یہ وہی مقصد ہے جسے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے
افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون
کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تمہیں عبث و بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف واپس نہیں آؤ گے۔

۶۵
پینسٹھواں خطبہ
صفات باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَسْبِقْ لَهُ حَالٌ حَالًا

حمد کہ اللہ کے لئے مخصوص ہے جس کی کوئی صفت دوسری صفت سے

فَيَكُونَ أَوَّلاً قَبْلَ أَنْ يَكُونَ آخِراً وَظَاهِراً قَبْلَ أَنْ يَكُونَ بَاطِناً

مقدم نہیں کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اوّل اور باطن ہونے سے پہلے ظاہر ہو (وہ بیک وقت اوّل ہی ہے آخر بھی ظاہر بھی ہے باطن بھی)

كُلُّ مُسَمًّى بِالْوَحْدَةِ غَيْرَهُ قَلِيلٌ وَكُلُّ عَزِيزٍ غَيْرَهُ ذَلِيلٌ وَكُلُّ قَوِيٍّ غَيْرَهُ ضَعِيفٌ وَكُلُّ مَالِكٍ غَيْرَهُ مَمْلُوكٌ وَكُلُّ عَالِمٍ غَيْرَهُ مُتَعَلِّمٌ وَكُلُّ قَادِرٍ غَيْرَهُ يَقْدِرُ وَيَعْجِزُ

اس کے سوا ہر یکتائی کے ساتھ موسوم ہونے والا کمتر اور ہر عزت دار ذلیل اور ہر طاقتور کمزور اور ہر مالک مملوک اور ہر عالم متعلم اور ہر با اقتدار ایک چیز پہ قادر ہے تو دوسری سے عاجز

وَكُلُّ سَمِيعٍ غَيْرَهُ يَصَمُّ عَنْ لَطِيفِ الْأَصْوَاتِ وَيُصِمُّهُ كَبِيرُهَا وَيَذْهَبُ عَنْهُ مَا بَعُدَ مِنْهَا

اس کے سوا ہر سننے والا لطیف آوازیں نہیں سن سکتا اور بڑی آوازیں اسے بہرہ کر دیتی ہیں اور دور کی آوازیں اس تک پہنچ نہیں پاتیں

وَكُلُّ بَصِيرٍ غَيْرَهُ يَعْمَى عَنْ خَفِيِّ الْأَلْوَانِ وَلَطِيفِ الْأَجْسَامِ

اس کے سوا ہر دیکھنے والا پوشیدہ رنگوں اور لطیف جسموں کو دیکھنے سے بہر ہی نابینا ہے۔

وَكُلُّ ظَاهِرٍ غَيْرَهُ غَيْرُ بَاطِنٍ وَكُلُّ بَاطِنٍ غَيْرَهُ غَيْرُ ظَاهِرٍ

اس کے سوا جو ظاہر ہے وہ باطن کا غیر جو باطن ہے وہ ظاہر کی ضد ہے

لَمْ يَخْلُقْ مَا خَلَقَهُ لِتَشْدِيدِ سُلْطَانٍ وَلَا تَخَوُّفٍ مِنْ عَوَاقِبِ زَمَانٍ

اس نے اپنی کسی مخلوق کو اس لئے نہیں خلق کیا کہ وہ اپنے اقتدار کو مضبوط کرے یا زمانہ کے عواقب سے اسے اندیشہ تھا۔

وَلَا اسْتِعَانَةٍ عَلَى نِدٍّ مُثَاوِرٍ وَلَا شَرِيكٍ مُكَاثِرٍ وَلَا ضِدٍّ مُنَافِرٍ

یا کسی برابر والے کے حملہ آور ہونے یا کثرت پر ناز کرنے والے شریک یا ٹکرانے والے مدمقابل کے خلاف اسے مدد حاصل کرنا تھی۔

وَلَكِنْ خَلَائِقُ مَرْبُوبُونَ وَعِبَادٌ دَاخِرُونَ

بلکہ یہ سب مخلوق اس کی پروردہ اور سب اس کے کمزور بندے ہیں۔

لَمْ يَحْلُلْ فِي الْأَشْيَاءِ فَيُقَالَ هُوَ فِيهَا كَائِنٌ وَلَمْ يَنْأَ عَنْهَا فَيُقَالَ هُوَ مِنْهَا بَائِنٌ

وہ چیزوں میں سمایا ہوا نہیں کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان کے اندر ہے اور نہ ان سے دور ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان سے الگ ہے

لَمْ يَؤُدْهُ خَلْقُ مَا ابْتَدَأَ وَلَا تَدْبِيرُ مَا ذَرَأَ وَلَا وَقَفَ بِهِ عَجْزٌ عَمَّا خَلَقَ وَلَا وَلَجَتْ عَلَيْهِ شُبْهَةٌ فِيمَا قَضَى وَقَدَّرَ

نہ اسے ابتدا خلق نے تھکایا اور نہ تدبیر عالم نے نہ تخلیق عالم میں اسے عجز دامنگیر ہوا نہ اسے اپنی قضا و قدر میں کسی قسم کا شبہ لاحق ہوا۔

بَلْ قَضَاءٌ مُتْقَنٌ وَعِلْمٌ مُحْكَمٌ وَأَمْرٌ مُبْرَمٌ الْمَأْمُولُ مَعَ النِّقَمِ وَالْمَرْجُوُّ مِنَ النِّعَمِ

بلکہ اس کا ہر فیصلہ مضبوط اور علم محکم اور حکم قطعی ہے انتقام کے وقت بھی اسی سے آس رہتی ہے۔ اور نعمت کے وقت بھی اس سے ڈر لگا رہتا ہے۔

چھیاسٹھواں خطبہ (۶۶)

مجاہدین کو اصول جنگ کی تعلیم صفین میں

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ اسْتَشْعِرُوا الْخَشْيَةَ وَتَجَلْبَبُوا السَّكِينَةَ وَعَضُّوا عَلَى النَّوَاجِذِ فَإِنَّهُ أَنْبَى لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ وَأَكْمِلُوا اللَّأْمَةَ وَقَلْقِلُوا السُّيُوفَ فِي أَغْمَادِهَا قَبْلَ سَلِّهَا وَالْحَظُوا الْخَزْرَ وَاطْعُنُوا الشَّزْرَ وَنَافِحُوا بِالظُّبَا وَصِلُوا السُّيُوفَ بِالْخُطَا

اے گروہ مسلمین خوف خدا کو اپنا شعار بنالو اور سکون و وقار کی چادریں اوڑھ لو اور دانت بھینچ لو کیوں کہ اس طرح تلواریں سر سے اچٹ جاتی ہیں زرہ کو خود اور جوشن کے ساتھ مکمل کر لو اور چلانے سے پہلے تلواروں کو نیاموں میں حرکت دے لو۔ دشمنوں پر کنکھیوں سے نظر رکھو اور دونوں طرف نیزوں کے وار کرتے رہو۔ دشمنوں کو تلوار کی باڑھ پر رکھ لو اور تلواریں قدم بڑھا کر دشمنوں تک

وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ بِعَيْنِ اللهِ وَمَعَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَعَاوِدُوا الْكَرَّ وَاسْتَحْيُوا مِنَ الْفَرِّ فَإِنَّهُ عَارٌ فِي الْأَعْقَابِ وَنَارٌ يَوْمَ الْحِسَابِ وَطِيبُوا عَنْ أَنْفُسِكُمْ نَفْسًا وَامْشُوا إِلَى الْمَوْتِ مَشْيًا سُجُحًا

پہنچاؤ اور جان لو کہ تم خدا کے سامنے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد کے ساتھ ہو۔ بار بار بڑھ بڑھ کے حملہ کرو اور بھاگنے سے شرم کرو۔ اس لئے کہ یہ نسلوں کے لئے ننگ و عار اور روز قیامت جہنم کی آگ کا باعث ہے خوشی سے اپنی جانیں راہ خدا میں دے دو اور آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھے چلو۔

وَعَلَيْكُمْ بِهٰذَا السَّوَادِ الْأَعْظَمِ وَالرِّوَاقِ الْمُطَنَّبِ

اور لشکر معاویہ کے اس جھرمٹ اور طنابوں والے خیمہ پر حملہ کرنا اپنا فرض سمجھو۔

فَاضْرِبُوا ثَبَجَهُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ كَامِنٌ فِي كِسْرِهِ قَدْ قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا وَأَخَّرَ لِلنُّكُوصِ رِجْلًا فَصَمْدًا صَمْدًا حَتَّى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُودُ الْحَقِّ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ

اور اس کے بیچوں بیچ وار کرو کیونکہ شیطان اس کی آڑ میں چھپا ہوا ہے اس نے حملہ کرنے کے لئے ایک ہاتھ آگے بڑھایا ہوا اور فوراً بھاگنے کے لئے ایک پیچھے رکھا ہوا ہے۔ بس اپنے عزم و ارادہ پر جمے رہو یہاں تک کہ حق کا ستون ظاہر ہو جائے تم ہی غالب رہو گے اور خدا تمہارے اعمال کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔

۶۷

سڑسٹھواں خطبہ

سقیفہ کی کارروائی سُن کر امیرالمومنینؑ کا احتجاج

قالوا لما انتهت الی امیر المومنین علیه السلام انباء السقیفة بعد وفات رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم. قال علیه السلام ما قالت الانصار قالوا قالت منا امیر ومنکم امیر. قال علیه السلام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ کی خبریں امیرالمومنینؑ تک پہنچیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ انصار کیا کہتے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کہتے تھے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو جائے اور ایک امیر تم میں سے ہو جائے تو آپ نے فرمایا۔

فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصّٰى بِاَنْ يُّحْسَنَ اِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَيُتَجَاوَزَ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ

پھر تم نے یہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ انصار میں جو اچھا ہو اس سے اچھا سلوک کیا جائے اور جو بُرا ہو اس سے درگذر کیا جائے

قَالُوْا وَمَا فِيْ هٰذَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لوگوں نے عرض کیا کہ اس میں ان کے خلاف کیا ثبوت ہے تو آپؑ نے فرمایا

لَوْ كَانَتِ الْاِمَارَةُ فِيْهِمْ لَمْ تَكُنِ الْوَصِيَّةُ بِهِمْ

اگر امارت ان کے لئے ہوتی تو ان کے بارے میں دوسروں کو وصیت نہ کی جاتی

ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَاذَا قَالَتْ قُرَيْشٌ

پھر فرمایا کہ قریش نے کیا کہا ؟

قَالُوْا احْتَجَّتْ بِاَنَّهَا شَجَرَةُ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لوگوں نے عرض کیا کہ انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ وہ رسولؐ کے شجرہ سے ہیں

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ احْتَجُّوْا بِالشَّجَرَةِ وَاَضَاعُوا الثَّمَرَةَ

آپ نے فرمایا کہ انہوں نے شجرہ ایک ہونے سے تو استدلال کیا مگر پھل کو ضائع کر دیا۔

لہ جب انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنا چاہی تو حضرت عمر نے کچھ کہنے کے لئے اٹھنا چاہا مگر حضرت ابو بکر نے انہیں بٹھا دیا اور خود کھڑے ہو کر یہ تقریر کی۔

مہاجر ہی وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے زمین میں خدا کی عبادت کی، سب سے پہلے خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے۔ یہ پیغمبر اسلام کے دوست بھی ہیں اور اہل خاندان بھی، یہی سب سے زیادہ ان کی خلافت کے

حقدار ہیں ان سے وہی شخص ٹکرّے گا جو ظالم ہو۔

اس کے بعد حباب بن منذر نے انصار سے مخاطب ہو کر کہا اے گروہ انصار تم اپنی باگ ڈور دوسروں کے ہاتھ میں نہ دو۔ دنیا تمہارے زیر سایہ ہے۔ تم عزت و ثروت اور قبیلہ اور جھتہ والے ہو۔ اگر بعض چیزوں میں مہاجرین کو تم پر فوقیت حاصل ہے تو بعض چیزوں میں تمہیں ان پر فوقیت ہے۔ تم نے انہیں پناہ دی، تم اسلام کا بازو شمشیر زن ہو۔ تمہارے ذریعے اسلام اپنے پیروں پر کھڑا ہوا، تمہارے شہروں میں آزادی سے خدا کی نمازیں ہوئیں۔ تم تفرقہ سے بچو اور یک جہتی سے اپنے حق پر قائم رہو۔ اگر مہاجرین تمہارا حق تسلیم نہ کریں تو ان سے کہہ دو کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے۔

یہ سنکر حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک زمانہ میں دو امیر ہوں خدا کی قسم عرب کبھی اس پر راضی نہ ہوں گے کہ تمہیں امیر مان لیں جبکہ نبیؐ تم میں سے نہیں تھے۔ البتہ عرب کو ان کے تسلیم کرنے میں عذر نہ ہوگا۔ جن کے گھرانے میں نبوت ہو۔ امیر بھی انہی میں سے ہو اور جو اس سے انکار کرے اس کے خلاف ہمارے حق میں کھلم کھلا دلیل پیش کی جا سکتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت میں جو ہم سے ٹکرائے گا وہ باطل کی طرف جھکنے والا گناہ گار اور ہلاکت میں گرنے والا ہوگا۔

پھر حباب بن منذر نے کھڑے ہو کر انصار سے کہا کہ اپنی بات پر ڈٹے رہو اور ان کی اور ان کے ساتھیوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ یہ تمہارا حق دبانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ نہ مانیں تو انہیں اپنے شہروں سے نکال دو اور خلافت کو سنبھال لو۔ تم سے زیادہ اس کا کون حقدار ہو سکتا ہے۔

جب وہ خاموش ہوئے تو حضرت عمر نے انھیں سخت سست کہا، طرفین سے سخت کلامی ہونے لگی جب رنگ بگڑنے لگا تو ابو عبیدہ جراح نے انصار کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ تم نے ہمیں سہارا دیا، ہماری مدد کی، اب اپنی روش نہ بدلو۔ اور اپنے طریقوں کو نہ چھوڑو۔ مگر انصار سعد بن عبادہ کے سوا کسی کی بیعت کے لئے تیار نہ تھے۔ قریب تھا کہ ان کی بیعت کر لیں کہ بشیر خزرجی کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ بیشک ہم نے جہاد میں اقدام کیا، دین کو سہارا دیا مگر اس سے ہماری غرض صرف خدا کی رضامندی اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری تھی۔ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم اپنی برتری جتائیں۔ اور خلافت میں جھگڑا کریں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش سے تھے اور ان کی قوم اس منصب کی زیادہ حقدار ہے۔

بشیر کی اس تقریر سے انصار میں پھوٹ پڑ گئی کوئی انصار کی خلافت کا حامی تھا اور کوئی مہاجرین کا اس افراتفری میں حضرت عمر اور ابو عبیدہ نے بشیر سمیت حضرت ابو بکر کے ہاتھ بیعت کرنے میں سبقت کی اس کے بعد لوگ بیعت کے لئے دوڑ پڑے اور سعد بن عبادہ کو اس ہڑ بونگ میں پیروں سے روند ڈالا اور وہ چند ماہ بیمار رہ کر انتقال کر گئے۔

جب یہ قضیہ حضرت امیرالمومنینؑ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ نے لطیف پیرایہ میں فرمایا کہ مہاجرین نے اپنے آپ کو شجرہ نبوت سے ظاہر کرکے انصار سے بازی جیت لی۔ انہوں نے درخت کو تو معیار قرار دیا مگر اس کے پھل کو ضائع کر دیا۔ حالانکہ درخت کا مقصد پھل ہوتا ہے اور پھل کو چھوڑ کر درخت کے تنہ کی طرف عاقل نہیں جھکا کرتے۔ یہ اس قدر فصیح استعارہ ہے کہ اس سے بہتر استعارہ ممکن نہیں۔ حضرت ابوبکر کا شجرہ ساتویں پشت میں اور حضرت عمر کا شجرہ نویں پشت میں رسولؐ کے شجرہ سے ملتے ہیں۔ وہ تو ان کا قبیلہ بن جاتے ہیں۔ اور ان کے ابن عم کو ان کا بھائی ہونے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ یا للعجب

٦٨

اڑسٹھواں خطبہ

محمد بن ابی بکر کی شہادت کے بعد

وَقَدْ اَرَدْتُ تَوْلِيَةَ مِصْرَ هَاشِمَ بْنَ عُتْبَةَ — میں نے تو ہاشم بن عتبہ کو مصر کا والی بنانا چاہا تھا

وَلَوْ وَلَّيْتُهُ اِيَّاهَا لَمَا خَلَّى لَهُمُ الْعَرْصَةَ وَلَا اَنْهَزَهُمُ الْفُرْصَةَ — اور اگر میں انہیں وہاں کا والی بنا دیتا تو وہ دشمنوں کے لئے میدان خالی نہ چھوڑتے اور نہ انہیں مہلت دیتے۔

بِلَا ذَمٍّ لِمُحَمَّدِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ فَلَقَدْ كَانَ اِلَيَّ حَبِيبًا وَكَانَ لِي رَبِيبًا — اس سے محمد بن ابی بکر کی مذمت مقصود نہیں وہ تو مجھے بہت محبوب اور میرے پروردہ تھے۔

لہ محمد بن ابوبکر کی والدہ گرامی اسماء بنت عمیس تھیں۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ابوبکر کے انتقال کے بعد ان سے عقد کیا تھا۔ محمد بن ابی بکر نے آپ ہی کے زیر سایہ تربیت پائی تھی۔ آپؑ نے پہلے قیس بن سعد بن عبادہ کو اور اس کے بعد محمد بن ابوبکر کو والی مصر مقرر فرمایا تھا۔

واقعہ تحکیم کے بعد عمرو بن عاص نے معاویہ کو ان کا وعدہ یاد دلایا۔ معاویہ نے چھ ہزار جنگ آزما ان کے سپرد کرکے مصر کی جانب روانہ کر دیا۔

جب محمد بن ابی بکر کو خبر ملی تو انہوں نے امیرالمومنین علیہ السلام کو خط لکھ کر کمک طلب کی اور اپنے پاس موجود چار ہزار لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ دو ہزار کا سردار بشیر بن کنانہ کو مقرر کیا اور دو ہزار اپنے ساتھ رکھے۔ ابھی کوفہ سے روانہ ہونے والی فوج وہاں نہیں پہنچی تھی کہ بشیر بن کنانہ نے دو ہزار ساتھی لے کر

دشمن کی فوج کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔ دشمن کی فوج برابر چھاپے مارتی ۔ رہی اور وہ ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے آخر دشمن نے یک بارگی زبردست حملہ کر دیا۔ بشیر اور اس کی فوج نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا آخر وہ شہید ہو گئے اور فوج بھی کام آگئی۔ یہ خبر سنکر محمد بن ابی بکر کے ساتھی دل شکستہ ہو کر ان کا ساتھ چھوڑ کر ادھر اُدھر ہو گئے اور محمد بن ابی بکر نے ایک خرابہ میں پناہ لی۔ مگر معاویہ بن خدیج نے تدش کر کے انہیں اس حالت میں گرفتار کر لیا جب وہ پیاس کی شدت سے قریب بہ ہلاکت تھے۔ اور پانی طلب کیا۔ مگر پانی کے بجائے انہیں تہ تیغ کر دیا گیا اور مردہ گدھے کی کھال میں رکھ کر جلا دیا۔

امیر المومنین علیہ السلام کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ خدا محمد پر رحمت نازل کرے وہ ایک تازہ کار نوجوان تھے اور دشمنوں کے مکر و حیلہ سے ناواقف تھے۔ کوفہ سے جو کمک روانہ ہوئی تھی سے راہ میں یہ خبر ملی اور واپس آئی۔

انہترواں خطبہ

اپنے اصحاب کو زجر و توبیخ

كَمْ أُدَارِيكُمْ كَمَا تُدَارَى الْبِكَارُ الْعَمِدَةُ، وَالثِّيَابُ الْمُتَدَاعِيَةُ! كُلَّمَا حِيصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّكَتْ مِنْ آخَرَ.

أَكُلَّمَا أَطَلَّ عَلَيْكُمْ مَنْسِرٌ مِنْ مَنَاسِرِ أَهْلِ الشَّامِ أَغْلَقَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بَابَهُ، وَانْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ فِي جُحْرِهَا، وَالضَّبُعِ فِي وِجَارِهَا. الذَّلِيلُ وَاللهِ مَنْ نَصَرْتُمُوهُ، وَمَنْ رُمِيَ بِكُمْ فَقَدْ رُمِيَ بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ.

إِنَّكُمْ وَاللهِ لَكَثِيرٌ فِي الْبَاحَاتِ، قَلِيلٌ تَحْتَ الرَّايَاتِ، وَإِنِّي لَعَالِمٌ بِمَا يُصْلِحُكُمْ وَيُقِيمُ أَوَدَكُمْ، وَلٰكِنِّي لَا أَرَى إِصْلَاحَكُمْ بِإِفْسَادِ نَفْسِي.

أَضْرَعَ اللهُ خُدُودَكُمْ، وَأَتْعَسَ جُدُودَكُمْ، لَا تَعْرِفُونَ الْحَقَّ كَمَعْرِفَتِكُمُ الْبَاطِلَ، وَلَا تُبْطِلُونَ الْبَاطِلَ كَإِبْطَالِكُمُ الْحَقَّ.

میں کب تک تمہاری اس طرح رعایت کرتا رہوں گا جس طرح زخمی کوہان والے اونٹوں کے ساتھ نرمی کی جاتی ہے اور ان بوسیدہ کپڑوں سے جنہیں ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری جانب سے پھٹ جاتے ہیں۔

کیا جب بھی عساکر اہل شام میں سے کوئی دستہ تم پر منڈلائے گا تو تم میں سے ہر شخص (موت کے ڈر سے) اپنے گھر کے دروازے بند کر کے اس طرح دبک کر بیٹھ جائے گا جیسے گوہ اپنے سوراخ میں اور بجو اپنے بھٹ میں دبک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ شخص ذلیل ہو کر رہتا ہے جس کے تم جیسے مددگار ہوں اور جو شخص تمہارے ذریعہ دشمن پر حملہ کرے گویا اس نے وہ تیر چلائے جن کا سوفار شکستہ اور پیکان ٹوٹے ہوئے ہوں۔

تم لوگ خدا کی قسم اپنے گھروں کے صحن میں بہت نظر آتے ہو مگر علم لشکر کے نیچے تھوڑے سے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کس طرح تمہاری اصلاح اور کس چیز سے تمہاری کجروی دور ہو سکتی ہے لیکن میں اپنے نفس کو بگاڑ کر تمہاری اصلاح نہیں چاہتا۔

خدا تمہارے چہروں کو ذلیل کرے اور تمہیں دولت و شرف نصیب نہ ہو تم تو حق کو اتنا بھی نہیں جانتے جتنا باطل کو جانتے ہو اور باطل کو اتنا بھی نہیں رد کرتے جتنا حق کو رد کرتے ہو۔

ستّرواں خطبہ

رسول اسلام کا دیدار

مَلَكَتْنِي عَيْنِي وَأَنَا جَالِسٌ فَسَنَحَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَاذَا لَقِيتُ مِنْ أُمَّتِكَ مِنَ الْأَوَدِ وَاللَّدَدِ فَقَالَ ادْعُ عَلَيْهِمْ. فَقُلْتُ أَبْدَلَنِي اللهُ بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ وَأَبْدَلَهُمْ بِي شَرًّا لَهُمْ مِنِّي.

میں بیٹھا ہوا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی اور رسالت مآب صلعم میرے سامنے ظاہر ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے آپ کی امت سے کیسی کیسی کجرویوں اور دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ فرمایا۔ تم ان کے لئے بد دعا کرو۔

جس پہ میں نے کہا کہ خدا مجھے ان کے بدلے میں ان سے اچھے لوگ عطا کرے اور میری جگہ انہیں بدترین حاکم دے۔

لہ اس خطبہ کے ذیل میں مترجم نہج البلاغہ رئیس احمد جعفری تحریر کرتے ہیں:۔

کون کہہ سکتا ہے کہ امیرالمومنینؑ کی یہ بات واقع نہیں ہوئی۔ آپ کے بعد جن لوگوں کے ہاتھوں میں حکومت آئی انہوں نے وہ کونسا ظلم تھا جو مسلمانوں پر اٹھا رکھا کونسی اذیت تھی جو مسلمانوں کو نہیں دی۔ وہ کونسی ذلت تھی جسے انہوں نے مسلمانوں کے لئے مخصوص نہیں کردیا۔ پھر یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے بے گناہوں کے سر کاٹے جنہوں نے متقی اور پرہیزگار اور خدا ترس لوگوں کی پیٹھ پر کوڑے لگائے اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ ہاں یہ وہی حاکم تھے جنہوں نے علیؑ کے بعد مسند خلافت کو تخت حکومت بنا لیا بیت المال کا روپیہ اپنے تعیشات اور تنعمات پر بے دریغ صرف کیا۔ حق کہنے والوں کی زبانیں کاٹ لیں۔ شقی سفاک اور بد باطن لوگوں کے ہاتھ میں زمام کار دیدی۔ انہوں نے اسلام کا نام لے کر حکومت پر قبضہ کیا اور قبضہ کر لینے کے بعد ان کے دست خود سے نہ کعبۃ اللہ بچ سکا جہاں انہوں نے سنگ باری کی نہ جوار رسول اور نہ مدینہ منورہ بچ سکا جہاں کے پاک اور عابد لوگوں پر انہوں نے پوری خیرہ چشمی اور کور باطنی کے ساتھ مظالم توڑے۔ علیؑ کے دور میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کسی کا حق مارا جائے کسی پر زیادتی کی جائے کسی کو ہدف انتقام بنایا جائے۔ مساجد کو لعن طعن اور سب و شتم کا مرکز بنا لیا جائے۔ اسلامی اقدار کو بے پرواہی کے ساتھ پامال کیا جائے۔

نوٹ: تعجب ہے کہ ان مظالم کی فہرست میں انہوں نے واقعہ کربلا کا ذکر ہی نہیں کیا۔

اکہتّرواں خطبہ

اہلِ عراق کو تنبیہ

أَمَّا بَعْدُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ فَإِنَّمَا أَنْتُمْ كَالْمَرْأَةِ الْحَامِلِ حَمَلَتْ فَلَمَّا أَتَمَّتْ أَمْلَصَتْ وَمَاتَ قَيِّمُهَا وَطَالَ تَأَيُّمُهَا وَوَرِثَهَا أَبْعَدُهَا أَمَا وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكُمُ اخْتِيَاراً وَلٰكِنْ جِئْتُ إِلَيْكُمْ سَوْقاً.

وَلَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تَقُولُونَ عَلِيٌّ يَكْذِبُ قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ تَعَالَى فَعَلَى مَنْ أَكْذِبُ أَعَلَى اللّٰهِ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِهِ أَمْ عَلَى نَبِيِّهِ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ.

كَلَّا وَاللّٰهِ وَلٰكِنَّهَا لَهْجَةٌ غِبْتُمْ عَنْهَا وَلَمْ تَكُونُوا مِنْ أَهْلِهَا وَيْلُمِّهِ كَيْلاً بِغَيْرِ ثَمَنٍ لَوْ كَانَ لَهُ وِعَاءٌ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ.

امّابعد اے عراق والو تمہاری مثال اس حاملہ عورت کی سی ہے جو ایک مدت تک حمل کے دُکھ سہے اور جب حمل کی مدت پوری ہو تو مرا ہُوا بچہ گرا دے اس کا شوہر مر جائے اور رنڈاپے کی مدت طویل ہو اور اس کی میراث دُور والے لے جائیں جن کا کوئی تعلق یا حق نہ ہو۔ بخدا میں تمہاری طرف خود نہیں آیا بلکہ حالات کی بنا پر آیا ہوں۔

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم کہتے ہو کہ علی جھوٹ بولتے ہیں (معاذ اللہ) خدا تمہیں ہلاک کرے آخر میں کس پہ بہتان باندھ سکتا ہوں۔ کیا اللہ پر؟ میں تو پہلا وہ شخص ہوں جو اس پر ایمان لایا۔ یا اس کے رسول پہ؟ پس میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے ان کی تصدیق کی۔

ہرگز نہیں قسم بخدا وہ (حضور کا) انداز کلام تھا جب تم نہ تھے اور اگر ہوتے بھی تو سمجھنے کے اہل نہ تھے۔ میں بغیر قیمت کے جواہر ناپ کر دے رہا ہوں کاش کسی کا ظرف اس قابل ہوتا اور کچھ وقت کے بعد اس کی حقیقت تم ضرور جان لوگے

---

[1] یعنی تم وہ لوگ ہو جو جنگ کی صلاحیت رکھتے تھے خوب جنگ بھی کی لیکن جب وہ وقت آپہنچا کہ فتح و فیروزی تمہارے قدم چومے تو تم دشمن کی چال میں آ کر اس کے جال میں پھنس گئے میں سمجھاتا رہا کہ نیزوں پہ قرآن دھوکہ ہے لیکن تم نے عین وقت پہ جنگ بند کرنے پر مجبور کر دیا میں منع کرتا رہا مگر تم نے حکمین میں اپنا وہ نمائندہ چنا جو نااہل تھا۔ تم نے اپنے امام سے رُوگردانی کی اور خود اپنے امام بن گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ہاری ہوئی جنگ جیت گیا اور تم جیتی ہوئی جنگ ہار گئے۔ اب تم لاوارث بیوہ کی طرح ہو۔ تمہارے ملک و مال پہ دشمن قبضہ کر رہا ہے جس کا کوئی حق نہیں اور تم اپنے حق سے محروم ہو۔ اس لئے آپ نے ان کی مثال اس عورت سے دی ہے جو حاملہ یعنی پُرامید ہو حمل کی تکالیف بھی سہیں اور جب مدت حمل تمام ہونے لگی تو خود مردہ بچہ گرا دے۔ شوہر مر جائے وہ بیوگی کے دن کاٹ رہی ہو اور بجائے وارث بننے کے اس کی میراث پر وہ اغیار قبضے کر رہے ہوں جن کا نہ حق ہو نہ تعلق۔

بہتّرواں خطبہ

پیغمبر اسلام پر درود کے طریقہ کی تعلیم

اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَ دَاعِمَ الْمَسْمُوكَاتِ وَ جَابِلَ الْقُلُوبِ عَلَى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَ سَعِيدِهَا اِجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَ نَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَ الْفَاتِحِ لِمَا انْغَلَقَ وَ الْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَ الدَّافِعِ جَيْشَاتِ الْأَبَاطِيلِ وَ الدَّامِغِ صَوْلَاتِ الْأَضَالِيلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ قَائِمًا بِأَمْرِكَ مُسْتَوْفِزًا فِي مَرْضَاتِكَ غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ وَ لَا وَاهٍ فِي عَزْمٍ وَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا عَلَى عَهْدِكَ مَاضِيًا عَلَى نَفَاذِ أَمْرِكَ. حَتَّى أَوْرَى قَبَسَ الْقَابِسِ وَ أَضَاءَ الطَّرِيقَ لِلْخَابِطِ.

اے خدا فرش زمین کے بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو قائم رکھنے والے۔ اچھے اور بُرے دلوں کو ان کی فطرت پر پیدا کرنے والے۔ اپنی بہترین رحمتیں اور روز افزوں برکتیں اپنے عبدِ خاص اور برگزیدہ رسول محمد صلعم پر نازل فرما جو پہلی نبوتوں کو ختم کرنے والے اور ہدایت کے بند دروازے کھولنے والے اور سچائی کے ساتھ اعلان حق کرنے والے۔ باطل کی سرکشیوں کو دبانے والے گمراہیوں کے حملوں کا سر کچلنے والے تھے جیسا کہ ان پر بوجھ لادا گیا تھا انہوں نے تیرے امر پر قائم رہ کر اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لئے اس طرح اٹھا لیا کہ نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا اور نہ عزم و ہمت میں کمزوری کو راہ دی۔ وہ تیری وحی کے امانت دار، تیرے عہد و پیمان کے محافظ تھے اور تیرے فرمان نافذ کرنے ہی میں مصروف رہے۔
یہاں تک کہ روشنی سے فائدہ اٹھانے والوں کے لئے شعلے بھڑکا دیئے اور اندھیرے میں بھٹکنے والوں کے لئے ایمان کی راہ روشن کی۔

وَ هُدِيَتْ بِهِ الْقُلُوبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَ أَقَامَ مُوضِحَاتِ الْأَعْلَامِ وَ نَيِّرَاتِ الْأَحْكَامِ.

فتنوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ کی وجہ سے ہدایت پائی۔ انہوں نے راستہ دکھانے والے نشانات قائم کئے اور روشن احکام جاری فرمائے۔

فَهُوَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ وَ خَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُونِ.

وہ تیرے معتمد امانت دار اور تیرے اسرار و رموز کے خزینہ دار تھے

وَشَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ وَبَعِيثُكَ بِالْحَقِّ وَرَسُولُكَ إِلَى الْخَلْقِ.

اور نیکوں اور بدوں پر قیامت کے دن تیری جانب سے گواہ ہوں گے اور بندوں کی طرف حق کے ساتھ تیرے بھیجے ہوئے رسول تھے۔

اللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهُ مَفْسَحاً فِي ظِلِّكَ وَاجْزِهِ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ.

خداوندا تو اپنے سایۂ رحمت میں انہیں کشادہ جگہ عنایت فرما اور اپنے فضل و کرم سے انہیں دوہرے حسنات عطا کر۔

اللّٰهُمَّ أَعْلِ عَلَى بِنَاءِ الْبَانِينَ بِنَاءَهُ وَأَكْرِمْ لَدَيْكَ مَنْزِلَتَهُ وَأَتْمِمْ لَهُ نُورَهُ.

خداوندا تمام بانیان دین کی بنیادوں پر ان کی بنیاد کو بلندی عطا فرما اور اپنے دربار میں ان کی منزلت کو محترم قرار دے اور ان کے نور کو اور کامل کر دے۔

وَاجْزِهِ مِنِ ابْتِعَاثِكَ لَهُ مَقْبُولَ الشَّهَادَةِ وَمَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَخُطْبَةٍ فَصْلٍ.

اور ان کی رسالت کے صلہ میں ان کی گواہی کو مقبول اور ان کے قول کو پسندیدہ قرار دے اس لئے کہ ان کا کلام سراپا عدل و انصاف ہے فیصلے حق و باطل کو جدا کرنے والے تھے۔

اللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فِي بَرْدِ الْعَيْشِ وَقَرَارِ النِّعْمَةِ وَمُنَى الشَّهَوَاتِ وَأَهْوَاءِ اللَّذَّاتِ وَرَخَاءِ الدَّعَةِ وَمُنْتَهَى الطُّمَأْنِينَةِ وَتُحَفِ الْكَرَامَةِ.

اے خدا ہمیں بھی ان کے ساتھ پاکیزہ زندگی اور مقام نعمت اور پسندیدہ خواہشوں اور مرغوب لذتوں اور آسائش و عیش و نشاط و فارغ البالی اور شرف و کرامت کے تحفوں میں جمع فرما دے۔

تہتّرواں خطبہ

مروان بن حکم کے بارے میں اخبار بالغیب

قَالُوْا اُخِذَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اَسِیْرًا یَوْمَ الْجَمَلِ فَاسْتَشْفَعَ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَكَلَّمَاهُ فِیْهِ فَخَلّٰی سَبِیْلَهٗ فَقَالَا لَهٗ یُبَایِعُكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

اَوَلَمْ یُبَایِعْنِیْ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْ بَیْعَتِهٖ اِنَّهَا كَفٌّ یَهُوْدِیَّةٌ[1] لَوْ بَایَعَنِیْ بِكَفِّهٖ لَغَدَرَ بِسَبَّتِهٖ اَمَا اِنَّ لَهٗ اِمْرَةً[2] كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ اَنْفَهٗ وَهُوَ اَبُو الْاَكْبُشِ الْاَرْبَعَةِ وَسَتَلْقَی الْاُمَّةُ مِنْهُ وَمِنْ وُلْدِهٖ یَوْمًا اَحْمَرَ

راویوں کا بیان ہے کہ جنگ جمل میں جب مروان بن حکم گرفتار ہوا تو اس نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے استدعا کی کہ وہ امیر المومنینؑ سے اس کی سفارش کریں۔ چنانچہ ان دونوں نے امیر المومنینؑ سے اس بارے میں بات چیت کی اور حضرت نے اسے رہا کر دیا۔ پھر ان دونوں نے عرض کی کہ اے امیر المومنینؑ یہ آپکی بیعت کرنا چاہتا ہے اس پر آپ نے فرمایا کیا قتل عثمان کے بعد اُسنے میری بیعت نہیں کی تھی اب مجھے اسکی بیعت کی ضرورت نہیں یہ ہاتھ تو یہودی والا ہاتھ ہے اگر یہ ہاتھ سے میری بیعت کریگا تو ذلت کے ساتھ اسے توڑ دیگا۔ یاد رکھو کہ اسے حکومت ملیگی جس میں کتا اپنی ناک چاٹتا ہے اور اس کے چار بیٹے بھی حکمران تنی دیر ہوں گے اور وہ دن جلد آنیوالا ہے جب امت کو اس کے اور اس کے بیٹوں کے ذریعہ سُرخ (خونی) دن دیکھنا نصیب ہوگا۔

---

[1] كَفٌّ یَهُوْدِیَّةٌ یعنی مکار ہاتھ اس لئے کہ یہودی اپنے مکر و حیلہ میں ضرب المثل ہیں۔

[2] ہوا بھی یہی کہ جب معاویہ بن یزید نے برسر منبر اپنی خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا تو مروان بن حکم منتخب ہو گیا اور صرف ۹ ماہ حکومت کر سکا اس کی زوجہ اس کے منہ پر تکیہ رکھ کر اس وقت تک بیٹھی رہی جب تک اس نے دم نہیں توڑ دیا۔

[3] جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا اس کی اولاد میں عبدالملک خلیفہ بنا اور اس کے بھائی عبدالعزیز، بشر، محمد، بالترتیب مصر عراق۔ جزیرہ کے حکمران رہے۔ پھر عبدالملک کے چار بیٹے ولید۔ سلیمان۔ یزید۔ ہشام چاروں بھائی یکے بعد دیگرے خلیفہ اور حکمران بنے ان کے دورِ حکومت میں جس طرح اتقیاء و زہاد اور منتخب روزگار ہستیوں پر مظالم ہوتے رہے اور خون کی ندیاں بہائی جاتی رہیں ان سے صفحات تاریخ اب تک رنگین ہیں اگر ان کی تفصیل تحریر کی جائے تو کئی کتابیں مرتب ہو جائیں گی انہی واقعات کی حضرت امیر المومنینؑ نے خبر دی ہے یہ آپ کے غیب دانی کی دلیل ہے۔

چوہترواں خطبہ

بیعت عثمان کے وقت

لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّیْ اَحَقُّ النَّاسِ بِهَا مِنْ غَیْرِیْ وَوَاللّٰهِ لَاُسْلِمَنَّ مَا سَلِمَتْ اُمُوْرُ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَمْ یَکُنْ فِیْهَا جَوْرٌ اِلَّا عَلَیَّ خَاصَّةً الْتِمَاسًا لِاَجْرِ ذٰلِكَ وَفَضْلِهٖ وَزُهْدًا فِیْمَا تَنَافَسْتُمُوْهُ مِنْ زُخْرُفِهٖ وَزِبْرِجِهٖ۔

تم خوب جانتے ہو کہ میں منصب خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہوں خدا کی قسم جب تک مسلمانوں کے امور کا نظم و نسق درست رہے گا اور اس حکومت میں جور نہ ہو گا صرف میری ذات ظلم کا نشانہ رہے گی تو میں خاموشی سے کام لوں گا تاکہ (اس صبر پر) خدا سے اجر و ثواب طلب کروں اور اس زینت و آرائش سے بچا رہوں جس پر تم لوگ مر مٹے ہو۔

پچھترواں خطبہ

قتل عثمان کی تہمت کے جواب میں

اَوَلَمْ یَنْهَ اُمَیَّةَ عِلْمُهَا بِیْ عَنْ قَرْفِیْ اَوَمَا وَزَعَ الْجُهَّالَ سَابِقَتِیْ عَنْ تُهَمَتِیْ وَلَمَا وَعَظَهُمُ اللّٰهُ بِهٖ اَبْلَغُ مِنْ لِسَانِیْ اَنَا حَجِیْجُ الْمَارِقِیْنَ وَخَصِیْمُ الْمُرْتَابِیْنَ۔ وَعَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ تُعْرَضُ الْاَمْثَالُ وَبِمَا فِی الصُّدُوْرِ تُجَازَی الْعِبَادُ۔

کیا بنی امیہ کو میرے حالات سے پوری واقفیت نے اور ان جاہلوں کو میرے سابق الاسلام ہونے نے بھی مجھ پر افترا پردازی سے باز نہیں رکھا حالانکہ کذب و افترا کے متعلق اللہ نے انہیں جو نصیحت کی ہے میرے بیان سے کہیں زیادہ بلیغ ہے۔
میں دین سے خارج ہونیوالوں پر حجت قائم کرنیوالا اور دین میں شک و شبہ کرنے والوں کا دشمن ہوں۔
اور مشتبہ امور فیصلہ کے لئے خدا کی کتاب ہی کے سامنے پیش کئے جا سکتے ہیں اور بندوں کی جیسی نیت ہو گی ویسی ہی جزا ملے گی۔

لہ آخری جملہ گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

چھہتّرواں خطبہ

مردِ باعمل کی شان

رَحِمَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ حُكْماً فَوَعَى، وَدُعِيَ إِلَى رَشَادٍ فَدَنَا، وَأَخَذَ بِحُجْزَةِ هَادٍ فَنَجَا، رَاقَبَ رَبَّهُ، وَخَافَ ذَنْبَهُ، قَدَّمَ خَالِصاً، وَعَمِلَ صَالِحاً، اكْتَسَبَ مَذْخُوراً، وَاجْتَنَبَ مَحْذُوراً، رَمَى غَرَضاً، وَأَحْرَزَ عِوَضاً، كَابَرَ هَوَاهُ، وَكَذَّبَ مُنَاهُ، جَعَلَ الصَّبْرَ مَطِيَّةَ نَجَاتِهِ، وَالتَّقْوَى عُدَّةَ وَفَاتِهِ، رَكِبَ الطَّرِيقَةَ الْغَرَّاءَ، وَلَزِمَ الْمَحَجَّةَ الْبَيْضَاءَ، اغْتَنَمَ الْمَهَلَ، وَبَادَرَ الْأَجَلَ، وَتَزَوَّدَ مِنَ الْعَمَلِ.

خدا اس پر رحم کرے جس نے جو حکم سن لیا اسے یاد رکھا۔ اسے ہدایت کی طرف بلایا گیا تو نزدیک آگیا اور ہدایت حاصل کرنے والے کی کمر تھام کر نجات حاصل کر لی۔ یادِ خدا دل میں تازہ رکھی اس کی نافرمانی سے ڈرتا رہا۔ خالص عمل اپنے جانے سے پہلے بھیج دیئے اور نیک کام کئے۔ وہ چیزیں حاصل کیں جو زادِ آخرت تھیں اور ان سے پرہیز کیا جن سے ڈرنا چاہیئے تھا۔ دنیاوی اغراض کو نظر انداز کر کے اس کے عوض متاعِ آخرت حاصل کر لی۔ خواہشاتِ نفس پر قابو پا کر آرزوؤں کو جھٹلا دیا۔ جو صبر کو اپنی نجات کی سواری اور پرہیزگاری کو سفرِ آخرت کا سامان قرار دے کر روشن راہ پر چل پڑا اور چمکتے ہوئے طریقہ کا پابند ہو گیا۔ مہلت کو غنیمت سمجھ کر موت کی طرف تیزی سے قدم بڑھائے اور اچھے کام کا توشہ اپنے ساتھ لے لیا۔

؎ رحمت خداوندی کے حق دار وہ دُور اندیش اور دُور بین حضرات ہیں جو زندگانیٔ دنیا کو راہ اور آخرت کو اصلی قرارگاہ سمجھ کر اس دنیا میں صرف توشۂ آخرت مہیا کرنا ہی پیش نظر رکھتے ہیں اور دنیا کے مصائب و آلام پر صبر اور سخت منزلوں میں استقامت سے کام لے کر ہمیشہ دین کے دامن سے وابستہ رہتے ہیں جو داعی الی الحق اور نجاتِ اُخروی کے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے ہمیشہ شریعتِ غرّا اور ملتِ بیضاء پر نظر رکھتے۔ احکامِ خداوندی کی تعمیل اور محرمات سے اجتناب اپنا فرض سمجھتے اور دنیا کی آلائشوں سے دامن بچاتے ہوئے ہمیشہ موت کے لئے کمربستہ رہتے ہیں اور عملِ خیر کے لئے جو وقت مل جاتا ہے اسے ضائع نہیں ہونے دیتے۔ ان کا علم و عمل، عزم و حزم، صبر و استقلال، حقانیت و صداقت وہ پاکیزہ صفات ہیں جن کی وجہ سے وہ اس قابل ہیں کہ دنیا میں بھی ان پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں اور آخرت میں بھی۔

ستترواں خطبہ

سعد بن عاص حاکم کوفہ کا ہدیہ

إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُونَنِي تُرَاثَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَفْوِيقاً

بنی امیہ مجھے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث تھوڑی تھوڑی کرکے دے رہے ہیں۔

وَاللهِ لَئِنْ بَقِيتُ لَهُمْ لَأَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللَّحَّامِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ

خدا کی قسم اگر میں ان کے درست کرنے کے لئے زندہ رہا تو انہیں اس طرح جھاڑوں گا جیسے قصائی خاک آلود گوشت کے ٹکڑے سے خاک جھاڑ دیتا ہے۔

وَيُرْوَى التُّرَابُ الْوَذِمَةُ وَهُوَ عَلَى الْقَلْبِ

ایک روایت میں التُّرَابُ الْوَذِمَةُ بھی وارد ہے جو بطور عکس ہے یعنی مٹی جو گوشت کے ٹکڑے میں بھر گئی ہو یعنی موصوف کی جگہ صفت اور صفت کی جگہ موصوف ہے۔

وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيُفَوِّقُونَنِي أَيْ يُعْطُونَنِي مِنَ الْمَالِ قَلِيلاً قَلِيلاً

علامہ شریف رضی فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین کے کلام میں لَيُفَوِّقُونَنِي کا مطلب یہ ہے کہ یہ مجھے تھوڑا تھوڑا کرکے اسطرح دے رہے ہیں

كَفُوَاقِ النَّاقَةِ وَهُوَ الْحَلْبَةُ الْوَاحِدَةُ مِنْ لَبَنِهَا وَالْوِذَامُ جَمْعُ وَذَمَةٍ وَهِيَ الْحُزَّةُ مِنَ الْكَرِشِ أَوِ الْكَبِدِ تَقَعُ فِي التُّرَابِ فَتُنْفَضُ۔

جیسے اونٹنی کا دودھ تھوڑا سا لیا جائے پھر تھن کو بچے کے منہ میں دیدیا جائے اور وذام وذمۃ کی جمع ہے اور وذمۃ اوجھڑی یا جگر کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جو خاک آلود ہونے پر جھاڑ دیا جاتا ہے۔

لہ سعد بن عاص حاکم کوفہ نے حضرت عثمان کے عہد میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو ہدیہ بھیجا اور خط میں لکھ دیا کہ میں نے حضرت عثمان کے سوا کسی کو اس مقدار میں ہدیہ نہیں بھیجا ہے خط پڑھ کر آپ نے فرمایا۔

اٹھترواں خطبہ

مناجات

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ
فَاِنْ عُدْتُ فَعُدْ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا وَاَيْتُ مِنْ نَفْسِيْ
وَلَمْ تَجِدْ لَهٗ وَفَاءً عِنْدِيْ۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا تَقَرَّبْتُ بِهٖ
اِلَيْكَ بِلِسَانِيْ۔
ثُمَّ خَالَفَهٗ قَلْبِيْ۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ رَمَزَاتِ الْاَلْحَاظِ۔
وَسَقَطَاتِ الْاَلْفَاظِ وَشَهَوَاتِ الْجَنَانِ
وَهَفَوَاتِ اللِّسَانِ۔

اے خدا تو وہ سب کچھ بخش دے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے
اگر میں ان چیزوں کی طرف پلٹوں تو تو اپنی مغفرت کو پلٹا دے
خداوندا جس عمل خیر کا میں نے اپنے نفس سے وعدہ کیا تھا اور تو نے
اسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا اسے بھی معاف کر۔
بارِ الٰہا میں نے اپنی زبان سے تیرا تقرب حاصل کرنے کے جو
کلمات کہے تھے۔
پھر میرا دل ان کا ساتھ نہ دے سکا اس سے بھی درگزر فرما۔
پروردگارا! آنکھوں کے (نامناسب) اشاروں
بے محل الفاظ، خواہشات نفس
زبان کی لغزشوں کو اپنے دامن عفو میں جگہ عطا فرما۔

اُناسیواں خطبہ

نجومیوں کی خبریں

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَهُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهِ لَمَّا عَزَمَ عَلَى السَّيْرِ اِلَى الْخَوَارِجِ۔

فَقَالَ لَهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْ سِرْتَ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَظْفَرَ بِمُرَادِكَ مِنْ طَرِيْقِ عِلْمِ النُّجُوْمِ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَتَزْعُمُ اَنَّكَ تَهْدِيْ اِلَى السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا صُرِفَ عَنْهُ السُّوْءُ وَتُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا حَاقَ بِهِ الضُّرُّ فَمَنْ صَدَّقَكَ بِهٰذَا فَقَدْ كَذَّبَ الْقُرْاٰنَ وَاسْتَغْنٰى عَنِ الْاِعَانَةِ بِاللّٰهِ فِيْ نَيْلِ الْمَحْبُوْبِ وَدَفْعِ الْمَكْرُوْهِ وَتَبْتَغِيْ فِيْ قَوْلِكَ لِلْعَامِلِ بِاَمْرِكَ اَنْ يُوْلِيَكَ الْحَمْدَ دُوْنَ رَبِّهِ لِاَنَّكَ بِزَعْمِكَ اَنْتَ هَدَيْتَهُ اِلَى السَّاعَةِ الَّتِيْ نَالَ فِيْهَا النَّفْعَ وَاَمِنَ الضُّرَّ۔

ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِيَّاكُمْ وَتَعَلُّمَ النُّجُوْمِ اِلَّا مَا يُهْتَدٰى بِهِ فِيْ بَرٍّ اَوْ بَحْرٍ فَاِنَّهَا تَدْعُوْ اِلَى الْكَهَانَةِ وَالْمُنَجِّمُ كَالْكَاهِنِ وَالْكَاهِنُ كَالسَّاحِرِ وَالسَّاحِرُ كَالْكَافِرِ وَالْكَافِرُ فِي النَّارِ

سِيْرُوْا عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ۔

امیرالمومنینؑ کا کلام جب آپ نے جنگ خوارج کے لئے روانگی کا ارادہ کیا۔

تو ایک شخص نے آپ سے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ اگر آپ اس وقت روانہ ہوئے تو علم نجوم کی رُو سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ فتح یاب نہ ہوں گے

آپؑ نے فرمایا

کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تم اس ساعت کا پتہ دے سکتے ہو کہ اگر کوئی اس میں سفر پر روانہ ہو تو برائی اس سے دُور رہے گی اور اس بری ساعت سے ڈرا سکتے ہو کہ اگر کوئی اس میں روانہ ہو تو اسے نقصان پہنچے گا (وہ کامیاب نہ ہوگا) تو جس نے اس کی تصدیق کی اس نے قرآن مجید کو جھٹلا دیا اور اپنا مقصد حاصل کرنے اور ناپسندیدہ شئے سے بچنے میں اللہ کی مدد سے بے نیاز ہو گیا۔ تمہاری ان باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص تمہاری باتوں پر عمل کرے وہ خدا کے بجائے تمہاری حمد کرے کیونکہ اپنے خیال میں تم ہی نے اس ساعت کی طرف راہنمائی کی ہے۔ جس میں اس نے نفع حاصل کیا اور نقصان سے محفوظ رہا۔

پھر آپؑ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا

اے لوگو علم نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو مگر اس قدر کہ جس سے خشکی اور تری میں راستے معلوم کر سکو اس لئے کہ علم نجوم کہانت (غیب گوئی) کی طرف دعوت دیتا ہے اور منجم کاہن کے مثل ہے اور کاہن جادوگر کے مثل ہے اور جادوگر کافر کے مثل ہے اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

بس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔

اسیّواں خُطبہ

عورت

وَ مِنْ خُطْبَۃٍ لَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ. بعدَ حربِ الجملِ فِی ذَمِّ النِّسَاءِ۔

جنگ جمل کے بعد آپ کا خطبہ عورتوں کی مذمت میں

مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ النِّسَاءَ نَوَاقِصُ الْاِیْمَانِ نَوَاقِصُ الْحُظُوْظِ نَوَاقِصُ الْعُقُوْلِ۔

اے گروہ مردم عورتوں کے ایمان۔ حظوظ اور عقلیں ناقص ہوتی ہیں۔

فَاَمَّا نُقْصَانُ اِیْمَانِہِنَّ فَقُعُوْدُہُنَّ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَ الصِّیَامِ فِیْ اَیَّامِ حَیْضِہِنَّ

نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ایام حیض میں نماز و روزہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتیں۔

وَ اَمَّا نُقْصَانُ عُقُوْلِہِنَّ فَشَہَادَۃُ امْرَاَتَیْنِ کَشَہَادَۃِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ

نقص عقول کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار پائی ہے۔

وَ اَمَّا نُقْصَانُ حُظُوْظِہِنَّ فَمَوَارِیْثُہُنَّ عَلَی الْاَنْصَافِ مِنْ مَوَارِیْثِ الرِّجَالِ۔

اور حصہ کی کمی کا ثبوت یہ ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں کے مقابلہ میں نصف ہوتا ہے۔

فَاتَّقُوْا شِرَارَ النِّسَاءِ وَ کُوْنُوْا مِنْ خِیَارِہِنَّ عَلٰی حَذَرٍ وَ لَا تُطِیْعُوْہُنَّ فِی الْمَعْرُوْفِ حَتّٰی لَا یَطْمَعْنَ فِی الْمُنْکَرِ

پس بری عورتوں سے ڈرتے رہو اور اچھی عورتوں سے بھی خوف زدہ رہا کرو۔ اچھی باتوں میں بھی ان کے فرماں بردار نہ بن جایا کرو تاکہ بری باتوں میں مشورہ دینے کی انہیں ہمت ہی نہ ہو۔

سلہ علامہ محمد عبدہٗ تحریر فرماتے ہیں:-

لقد قال الامام قولاً صدقتہ التجارب فی الاحقاب المتطاولۃ۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے ایسی بات فرمائی ہے کہ طویل صدیوں کے تجربے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

سلہ یہ خطبہ جنگ جمل کے بعد ارشاد فرمایا ہے اس جنگ کی تباہ کاریاں ایک عورت کی اندھی تقلید کا نتیجہ تھیں۔ قدرت نے عورت کو وہ قوائے جذبیہ اور رحمت فرمائے ہیں جن کے ذریعے وہ حمل، ولادت، رضاعت، تربیت اولاد اور امور خانہ داری کے فرائض انجام دے سکے جب گھر کی چوحدی کے باہر بیشتر امور میں اس کی عقل دخل نہیں رکھتی تو چہ جائیکہ میدان جنگ اور وہ بھی یہ کہ کب اور کس سے اور کیسے جنگ کرنا چاہیے اور کس سے نہیں۔

سلہ امیرالمومنین علیہ السلام نے عورتوں کے تین فطری نقص بیان فرماتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے۔

نقص ایمان کے متعلق قرآن مجید میں موجود ہے اور اس پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایام حیض میں وہ نماز و روزہ ادا نہیں کر سکتیں اگرچہ ایمان دل میں تصدیق کا نام ہے مگر اس کا ظہور عمل ہی سے ہوتا ہے جس میں نماز و روزہ کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایمان دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور اعضا سے عمل کرنے کا نام ہے۔

نقص عقول کا ثبوت خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے:۔

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ

اپنے مردوں میں دو مردوں کی گواہی لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

حصّوں کے نقص کا ثبوت ارشاد ربُّ العزّت ہے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ۔ خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصّہ دو لڑکیوں کے برابر ہو۔

اگر عورتوں میں نقص نہ ہوتے تو نماز و روزہ سے کسی وقت بھی مستثنیٰ نہ ہوتیں بلکہ ایام کے عارضہ کی نوبت ہی نہ آتی اور جن کے عقول کامل تھے قدرت نے انہیں بتول قرار دیا ہے جو ایام کے عارضہ سے منزہ و مبرا تھیں جیسے حضرت مریم کے لئے فرمایا ہے:۔ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ اے مریم یقیناً خدا نے تمہیں منتخب کر کے پاکیزہ بنایا اور عالمین کی عورتوں کا سردار قرار دیا۔

اور فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کے لئے فرمایا إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا بس خدا کا یہی ارادہ ہے اے اہل بیت کہ وہ تم سے ہر رجس کو دور رکھے اور ایسا پاک رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں جاتے ہوئے امیر المومنین علیہ السلام کے لئے حضور نبی اکرمؐ کا یہ ارشاد کہ برز الایمان کلّہ الی الکفر کلّہ کل ایمان کل کفر کے مقابلہ میں نکلا ہے۔ شاہد ہے کہ امیر المومنینؑ فقط مومن نہیں بلکہ کل ایمان تھے۔ پھر حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ لولا علی لما کان لابنتی فاطمۃ کفواً آدم ومن دونہ علی نہ ہوتے تو میری بیٹی فاطمہ کا کوئی ہم وزن نہ ہوتا نہ آدم اور نہ ان کے بعد کوئی اور شاہد ہے کہ حضرت فاطمہؑ امیر المومنینؑ کے ہم وزن تھیں تو وہ بھی عین ایمان تھیں اگر عورتوں کے عقول میں کمی نہ ہوتی تو ان کی گواہی بھی مردوں کے برابر ہوتی اس لئے کہ شہادت کے لئے عقل و شعور کامل ہونا شرط ہے اور جب عقل و شعور اور علم اس قدر کامل ہو کہ غلطی کا تصور بھی نہ ہو سکتا ہو تو ایسی ہستی کا صرف دعویٰ کافی ہے شاہد کی ضرورت نہیں۔ اور اگر اس درجہ کا ایک گواہ مل جائے تو دوسرے کی ضرورت نہیں جیسے حضورؐ نے ایک موقعہ پر ایک صحابی کو گواہی کو دو کے برابر قرار دیا اور ان کا لقب بھی ذوالشہادتین مشہور ہو گیا۔ اسیطرح انکے حصّے اسلئے ناقص ہیں کہ انکی فرد بیان مردوں کے برابر نہیں جیسے ارشاد ہے الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ مرد عورتوں کے حاکم ہیں جو عورتیں ایک مرد کی حاکم نہیں ہو سکتیں وہ میدان جنگ میں کیونکر حکومت کر سکتی ہیں۔

۵۲ آخر کلام میں امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ عورتوں سے ڈرتے رہا کرو جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ تمہارا مکر بہت خطرناک ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ بُری بات تو بچا رہے خود انکی اچھی بات بھی یہ سمجھ کر نہ مان لیا کرو کہ انہوں نے کہی ہے ورنہ انہیں غلط مشورے دینے کی جرأت ہو جائیگی جیسے کہ جناب رسالتمآب نے بعض اوقات فرمایا ہے تبتغی مرضات ازواجک کیونکہ رسولؐ نے اپنی بیویوں کی مرضی چاہنے کو مقدم سمجھا گو یہ بھی گوارا نہیں کہ اسکا رسول امہات المومنین کی مرضی پر چلے اگر انکی مرضیاں صحیح ہوتیں تو حضور کو کیوں ملامت کی جاتی۔ امیر المومنینؑ کا کلام اول سے آخر تک قرآن کا خلاصہ ہے۔

اکاسیواں خطبہ

زہد و تقوای کا مفہوم

اَیُّهَا النَّاسُ الزَّهَادَةُ قِصَرُ الْاَمَلِ وَالشُّکْرُ عِنْدَ النِّعَمِ وَالتَّوَرُّعُ عِنْدَ الْمَحَارِمِ فَاِنْ عَزَبَ ذٰلِکَ عَنْکُمْ فَلَا یَغْلِبُ الْحَرَامُ صَبْرَکُمْ وَلَا تَنْسَوْا عِنْدَ النِّعَمِ شُکْرَکُمْ فَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ بِحُجَجٍ مُسْفِرَةٍ ظَاهِرَةٍ وَکُتُبٍ بَارِزَةِ الْعُذْرِ وَاضِحَةٍ

اے لوگو! کم امیدیں، نعمتوں پر شکر اور حرام سے پرہیز یہی زہد ہے۔
اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ حرام تمہارے صبر پہ غالب نہ آنے پائے اور نعمتوں کے وقت شکر خدا بھول نہ جاؤ۔
خداوند عالم نے کھلی ہوئی روشن دلیلوں اور اتمام حجت کرنے والی واضح کتابوں کے ذریعہ تمہارے لئے کسی بہانہ یا عذر کا موقع باقی نہیں رکھا۔

بیاسیواں خطبہ

دنیا کی بے ثباتی

مَا اَصِفُ مِنْ دَارٍ اَوَّلُهَا عَنَاءٌ وَآخِرُهَا فَنَاءٌ فِیْ حَلَالِهَا حِسَابٌ وَفِیْ حَرَامِهَا عِقَابٌ مَنِ اسْتَغْنٰی فِیْهَا فُتِنَ وَمَنِ افْتَقَرَ فِیْهَا حَزِنَ وَمَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ وَمَنْ قَعَدَ عَنْهَا وَاتَتْهُ وَمَنْ اَبْصَرَ بِهَا بَصَّرَتْهُ وَمَنْ اَبْصَرَ اِلَیْهَا اَعْمَتْهُ۔

میں اس گھر کی کیا صفت بیان کروں جسکا آغاز رنج اور انجام فنا جس کے حلال کا حساب اور حرام پر عذاب مقرر ہے اس میں جو مالدار ہے اس کا امتحان لیا جا رہا ہے اور جو مفلس و نادار ہے وہ غم میں مبتلا رہتا ہے جو اس کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے اس سے دور رہتی ہے اور جو قناعت کرتا ہے اس کی فرمانبردار بنجاتی ہے جو اسے عبرت حاصل کرنے کیلئے دیکھتا ہے اس کی آنکھیں روشن کر دیتی ہے اور جو اس کی سجاوٹ پر نظر رکھتا ہے اسے اندھا کر دیتی ہے۔

اقول: واذا تأمل المتأمل قوله علیه السلام من ابصر بها بصرته وجد تحته من المعنی العجیب والغرض البعید ما لا تبلغ غایته ولا یدرک غوره ولا سیما اذا قرن الیه قوله ومن ابصر الیها اعمته فانه یجد الفرق بین ابصر بها وابصر الیها واضحًا نیرًا وعجیبًا باهرًا۔

علامہ شریف رضی فرماتے ہیں جب آپ کے اس ارشاد کو غور سے دیکھا جائے "من ابصر بها بصرته" جو اس کے ذریعے عبرت حاصل کرے اسے اسکے پردہ میں وہ عجیب و غریب اور گہرے مقاصد حاصل ہونگے جنکی انتہا تک پہنچنا اور تہ کو پا لینا دنیا کے بلیغ و بہاء اسکے بعد دوسرے جملہ "ومن ابصر الیها اعمته" اور جو اس دنیا کے بلغ و بار دیکھتا ہے اسے اندھا کر دیتی ہے بھی ملا یا جائے تو ابصر بها اور ابصر الیها کے مفہوم میں ایسا نمایاں فرق محسوس کرے گا کہ بس سوچتا ہی رہ جائے۔

تراسیواں خطبہ

خطبہ غراء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَلَا بِحَوْلِهِ وَدَنَا بِطَوْلِهِ مَانِحِ كُلِّ غَنِيمَةٍ وَفَضْلٍ وَكَاشِفِ كُلِّ عَظِيمَةٍ وَأَزْلٍ۔

حمد اس خدا کے لئے ہے جو اپنی قدرت کی بدولت بلند اور فضل و احسان کی وجہ سے نزدیک ہے ہر فائدہ اور بزرگی بخشنے والا اور بڑی سے بڑی مصیبت اور سختی دور کرنے والا ہے۔

أَحْمَدُهُ عَلَى عَوَاطِفِ كَرَمِهِ وَسَوَابِغِ نِعَمِهِ وَأُومِنُ بِهِ أَوَّلاً بَادِياً وَأَسْتَهْدِيهِ قَرِيباً هَادِياً وَأَسْتَعِينُهُ قَادِراً قَاهِراً وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ كَافِياً نَاصِراً۔

میں اس کی بخشش کی مہربانیوں اور ہمہ گیر نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں میرا ایمان ہے کہ وہ سب سے اول اور پہلا ہے اور اسی سے ہدایت کا خواہاں ہوں وہ قریب ترین ہادی ہے اور اس سے مدد چاہتا ہوں وہی قادر و توانا ہے اور اس پر توکل کرتا ہوں وہی کافی اور مددگار ہے

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ لِإِنْفَاذِ أَمْرِهِ وَإِنْهَاءِ عُذْرِهِ وَتَقْدِيمِ نُذُرِهِ۔

اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں خدا نے انہیں اپنے فرمان نافذ کرنے اپنی حجتیں جاری کرنے اور اپنے عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجا ہے۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ الَّذِي ضَرَبَ الْأَمْثَالَ وَوَقَّتَ لَكُمُ الْآجَالَ وَأَلْبَسَكُمُ الرِّيَاشَ وَأَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ وَأَحَاطَ بِكُمُ الْإِحْصَاءَ وَأَرْصَدَ لَكُمُ الْجَزَاءَ وَآثَرَكُمْ بِالنِّعَمِ السَّوَابِغِ وَالرِّفَدِ الرَّوَافِغِ وَأَنْذَرَكُمْ بِالْحُجَجِ الْبَوَالِغِ وَأَحْصَاكُمْ عَدَداً وَوَظَّفَ لَكُمْ مُدَداً فِي قَرَارِ خِبْرَةٍ وَدَارِ عِبْرَةٍ أَنْتُمْ مُخْتَبَرُونَ فِيهَا وَمُحَاسَبُونَ عَلَيْهَا

خدا کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے عبرت آموز قصے بیان کئے اور تمہاری عمروں کے وقت مقرر کئے تمہیں لباس سے آراستہ کیا اور معیشت میں تمہیں وسعت دی تمہارے اعمال کا احاطہ کرکے ان کی جزا تمہارے لئے مہیا کر دی۔ کامل نعمتوں اور ہمہ گیر عطیوں کے لئے تمہارا انتخاب کیا انتہائی کامل حجتوں سے تمہیں ڈرایا اور اس دار امتحان اور منزل عبرت میں تمہارے ایک ایک عدد کا شمار کر کے تمہاری عمریں معین کیں جہاں تم زندگی بھر آزمائے جاؤ گے پھر ان کا حساب لیا جائے گا۔

فَإِنَّ الدُّنْيَا رَنِقٌ مَشْرَبُهَا رَدِغٌ مَشْرَعُهَا يُونِقُ مَنْظَرُهَا وَيُوبِقُ مَخْبَرُهَا غُرُورٌ حَائِلٌ وَظِلٌّ زَائِلٌ وَسِنَادٌ مَائِلٌ وَضَوْءٌ آفِلٌ

بس یاد رکھو دنیا کا چشمہ گندلا اور گھاٹ دلدل والا ہے اس کا نظارہ دل کش اور اندرونی نقش تباہ کن ہے یہ ایک مٹ جانے والا دھوکا زائل ہو جانے والا سایہ منہدم ہو جانے والا ستون اور ڈوب جانے والی روشنی ہے

حَتّٰى اِذَا اَنِسَ نَافِرُهَا وَاطْمَاَنَّ نَاكِرُهَا قَمَصَتْ بِاَرْجُلِهَا وَقَنَصَتْ بِاَسْهُمِهَا وَاَقْصَدَتْ بِاَسْهُمِهَا وَاَعْلَقَتِ الْمَرْءَ اَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ قَائِدَةً لَهُ اِلٰى ضَنْكِ الْمَضْجَعِ وَوَحْشَةِ الْمَرْجِعِ وَمُعَايَنَةِ الْمَحَلِّ وَثَوَابِ الْعَمَلِ

وَكَذٰلِكَ الْخَلَفُ يَعْقُبُ السَّلَفَ لَا تُقْلِعُ الْمَنِيَّةُ اخْتِرَامًا وَلَا يَرْعَوِي الْبَاقُونَ اجْتِرَامًا يَحْتَذُونَ مِثَالًا وَيَمْضُونَ اَرْسَالًا اِلٰى غَايَةِ الْاِنْتِهَاءِ وَصَيُّورِ الْفَنَاءِ

حَتّٰى اِذَا تَصَرَّمَتِ الْاُمُوْرُ وَتَقَضَّتِ الدُّهُوْرُ وَاَزِفَ النُّشُوْرُ اَخْرَجَهُمْ مِنْ ضَرَائِحِ الْقُبُوْرِ وَاَوْكَارِ الطُّيُوْرِ وَاَوْجِرَةِ السِّبَاعِ وَمَطَارِحِ الْمَهَالِكِ سِرَاعًا اِلٰى اَمْرِهٖ مُهْطِعِيْنَ اِلٰى مَعَادِهٖ رَعِيْلًا صُمُوْتًا قِيَامًا صُفُوْفًا يَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ عَلَيْهِمْ لَبُوْسُ الْاِسْتِكَانَةِ وَضَرَعُ الْاِسْتِسْلَامِ وَالذِّلَّةِ

قَدْ ضَلَّتِ الْحِيَلُ وَانْقَطَعَ الْاَمَلُ وَهَوَتِ الْاَفْئِدَةُ كَاظِمَةً وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ مُهَيْنِمَةً وَاَلْجَمَ الْعَرَقُ وَعَظُمَ الشَّفَقُ وَاُرْعِدَتِ الْاَسْمَاعُ لِزَبْرَةِ الدَّاعِيْ اِلٰى فَصْلِ الْخِطَابِ وَمُقَايَضَةِ الْجَزَاءِ وَنَكَالِ الْعِقَابِ وَنَوَالِ الثَّوَابِ۔

عِبَادٌ مَخْلُوْقُوْنَ اقْتِدَارًا وَمَرْبُوْبُوْنَ اقْتِسَارًا وَمَقْبُوْضُوْنَ احْتِضَارًا وَمُضَمَّنُوْنَ اَجْدَاثًا

یہاں تک کہ جب اس سے نفرت کرنے والا مانوس اور گھبرانے والا مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ اسے اپنی لاتوں سے گرا دیتی ہے اور اپنے جالوں میں اس کا شکار کر لیتی ہے اور اپنے تیروں سے اسے ہلاک کر دیتی ہے اور انسان کے گلے میں موت کی کمندیں ڈال کر اسے کشاں کشاں تنگ خوابگاہ (قبر) اور وحشت ناک منزل (آخرت) کی طرف لیجاتی ہے تاکہ وہ اصلی قیام گاہ اور عمل کی جزا دیکھ لے۔

اور اسی طرح بعد والے اگلوں کے پیچھے چلتے رہتے ہیں نہ موت ہلاک کرنے سے باز آتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گناہ کرنے سے بچتے۔ یہ سب اسلاف کے قدم بقدم چل رہے ہیں اور جھنڈ کے جھنڈ منتہا کی آخری حد اور فنا کے نتیجہ کی طرف رواں دواں ہیں۔

یہاں تک کہ جب امور ختم اور زمانے تمام ہو جائیں گے اور انہیں دوبارہ زندہ کرنے کا وقت پہنچے گا تو خداوند عالم انہیں قبروں کے گوشوں، پرندوں کے آشیانوں، درندوں کے بھٹوں اور جنگ کے میدانوں سے نکالے گا کہ گروہ در گروہ ساکت و صامت صف بستہ کھڑے ہوئے امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی جائے بازگشت کی طرف دوڑتے ہوں گے۔ نگاہ قدرت ان پر گھیرے ہوئے، پکارنے والے کی آواز ان کے کانوں میں آ رہی ہوگی۔ وہ ضعف و کمزوری کا لباس پہنے ہوئے عاجزی اور بے کسی کی وجہ سے ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔

حیلے بہانے غائب اور امیدیں منقطع ہو چکی ہوں گی دل گھٹ گھٹ کر رہ جا رہے ہوں گے آوازیں خوف سے کانپ رہی ہوں گی پسینہ میں غرق ہوں گے جو منہ تک پہنچ چکا ہوگا خوف حد سے زیادہ ہوگا اور جب انہیں آخری فیصلہ سنانے اعمال کا معاوضہ دینے اور عذاب کی سزا یا ثواب کی عطا کیلئے بلایا جائے گا تو بلانے والے کی گرجدار آواز سے کان لرز جائیں گے۔

یہ بندے خداوندی اقتدار کے ثبوت کے لئے خلق کئے گئے اور غلبہ کیساتھ ان کی تربیت ہوئی نزع کے وقت انکی روحیں قبض کر لی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیئے جاتے ہیں جہاں وہ ریزہ ریزہ

وَكَائِنُونَ رُفَاتاً وَمَبْعُوثُونَ أَفْرَاداً
وَمَدِينُونَ جَزَاءً وَمُمَيَّزُونَ حِسَاباً.
قَدْ أُمْهِلُوا فِي طَلَبِ الْمَخْرَجِ
وَهُدُوا سَبِيلَ الْمَنْهَجِ وَعُمِّرُوا
مَهَلَ الْمُسْتَعْتِبِ وَكُشِفَتْ عَنْهُمْ سُدَفُ
الرِّيَبِ وَخُلُّوا لِمِضْمَارِ الْجِيَادِ وَرَوِيَّةِ
الِارْتِيَادِ وَأَنَاةِ الْمُقْتَبِسِ الْمُرْتَادِ
فِي مُدَّةِ الْأَجَلِ وَمُضْطَرَبِ الْمَهَلِ
فَيَا لَهَا أَمْثَالاً صَائِبَةً وَمَوَاعِظَ شَافِيَةً لَوْ
صَادَفَتْ قُلُوباً زَاكِيَةً وَأَسْمَاعاً وَاعِيَةً وَآرَاءً عَازِمَةً وَأَلْبَاباً حَازِمَةً
فَاتَّقُوا اللَّهَ تَقِيَّةَ مَنْ سَمِعَ
فَخَشَعَ وَاقْتَرَفَ فَاعْتَرَفَ وَوَجِلَ
فَعَمِلَ وَحَاذَرَ فَبَادَرَ وَأَيْقَنَ
فَأَحْسَنَ وَعُبِّرَ فَاعْتَبَرَ وَحُذِّرَ
فَازْدَجَرَ وَأَجَابَ فَأَنَابَ وَرَجَعَ
فَتَابَ وَاقْتَدَى فَاحْتَذَى
وَأُرِيَ فَرَأَى فَأَسْرَعَ طَالِباً
وَنَجَا هَارِباً فَأَفَادَ ذَخِيرَةً
وَأَطَابَ سَرِيرَةً وَعَمَّرَ مَعَاداً وَاسْتَظْهَرَ زَاداً
لِيَوْمِ رَحِيلِهِ وَوَجْهِ سَبِيلِهِ وَحَالِ حَاجَتِهِ وَمَوْطِنِ
فَاقَتِهِ وَقَدَّمَ أَمَامَهُ لِدَارِ مُقَامِهِ
فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ جِهَةَ مَا
خَلَقَكُمْ لَهُ وَاحْذَرُوا مِنْهُ كُنْهَ مَا حَذَّرَكُمْ
مِنْ نَفْسِهِ وَاسْتَحِقُّوا مِنْهُ مَا أَعَدَّ لَكُمْ بِالتَّنَجُّزِ
لِصِدْقِ مِيعَادِهِ وَالْحَذَرِ مِنْ هَوْلِ مَعَادِهِ

"منها"

جَعَلَ لَكُمْ أَسْمَاعاً لِتَعِيَ مَا عَنَاهَا وَأَبْصَاراً

جو جاتے ہیں پھر قبروں سے اکیلے اٹھائے جائیں گے اور عمل کے مطابق جزا پائیں گے سب کو الگ الگ حساب دینا ہوگا۔

انہیں دنیا میں گلوخلاصی کا موقع دیا گیا تھا اور سیدھے راستہ کی ہدایت کی گئی تھی اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے جتنی مہلت چاہیے تھی انہیں زندہ رکھا گیا ریب و شک کے پردے ان کے سامنے سے اٹھا دیئے گئے تھے انہیں اس موت و حیات والی قسم کی مہلتوں میں گھوڑ دوڑ کے میدان کی طرح کھلا چھوڑ دیا گیا تھا کہ سوچ بچار کر کے آخرت کے میدان کو تلاش کریں۔

یہ کتنی صحیح مثالیں اور شفا بخش نصیحتیں ہیں بشرطیکہ انہیں پاک دل، یاد رکھنے والے کان، مضبوط آرائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہوں

اے بندگان خدا اللہ سے اس شخص کے مانند ڈرو جس نے نصیحت سن کر سر جھکا لیا ہو جرم کرکے اعتراف جرم کر لیا ہو خدا سے ڈر کر نیک عمل کئے ہوں عذاب سے خوفزدہ ہو کر توبہ کی طرف سبقت کی ہو قیامت پر یقین رکھ کر نیک عمل کئے ہوں عبرت کی باتیں سن کر عبرت حاصل کی ہو عذاب سے ڈرایا گیا ہو تو گناہ سے رک گیا ہو آواز حق پر لبیک کہی ہو اس کی طرف جھک گیا ہو اور توبہ کر لی ہو آئمہ حق کا مقتدی بنا ہو تو ان کے نقش قدم پر چلا ہو راہ حق دکھایا گیا تو اس نے دیکھ لیا ہو اور اس کا طالب بن کر تیز رفتاری سے قدم اٹھائے ہوں اور گناہوں سے بھاگ کر نجات حاصل کی ہو باطن کو پاک صاف رکھا ہو اور آخرت کا گھر آباد کر لیا ہو اور اس کے توشے مہیا کئے ہوں اور اس نے اپنے آخری سفر اور اس کی راہ نوردی کے لئے وقت ضرورت اور فقر و فاقہ کی جگہ کے لئے زاد راہ اپنی آخری قیام گاہ کے لئے پہلے بھیج دیا ہو

اے بندگان خدا اللہ سے ڈرو اس جہت سے جس کے لئے تمہیں خلق فرمایا ہے اور اس سے اتنا خوف کرو جتنا اس نے اپنی ذات کے متعلق خوف دلایا ہے اور اس کے سچے وعدہ کا ایفا چاہتے ہوئے اور ہول قیامت سے ڈرتے ہوئے ان چیزوں کا استحقاق پیدا کرو جو اس نے تمہارے لئے مہیا کی ہیں۔

اس خطبہ میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

اس نے تمہارے کان بنائے تاکہ مفید باتیں سن کر یاد رکھو، تمہیں آنکھیں

لِتَجْلُوَ عَنْ عَشَاهَا وَاَشْلَاءً جَامِعَةً
لِاَعْضَائِهَا مُلَائِمَةً لِاَحْنَائِهَا فِي
تَرْكِيبِ صُوَرِهَا وَمُدَدِ عُمُرِهَا بِاَبْدَانٍ
قَائِمَةٍ بِاَرْفَاقِهَا وَقُلُوبٍ رَائِدَةٍ
لِاَرْزَاقِهَا فِي مُجَلِّلَاتِ نِعَمِهِ وَ
مُوجِبَاتِ مِنَنِهِ وَحَوَاجِزِ عَافِيَتِهِ
وَقَدَّرَ لَكُمْ اَعْمَارًا سَتَرَهَا عَنْكُمْ
وَخَلَّفَ لَكُمْ عِبَرًا مِنْ آثَارِ الْمَاضِينَ
قَبْلَكُمْ مِنْ مُسْتَمْتَعِ خَلَاقِهِمْ وَ
مُسْتَفْسَحِ خَنَاقِهِمْ اَرْهَقَتْهُمُ
الْمَنَايَا دُونَ الْآمَالِ وَشَذَّبَهُمْ عَنْهَا تَخَرُّمُ الْآجَالِ
لَمْ يَمْهَدُوا فِي سَلَامَةِ الْاَبْدَانِ

فَهَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ
اِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ وَاَهْلُ غَضَارَةِ الصِّحَّةِ
اِلَّا نَوَازِلَ السَّقَمِ وَاَهْلُ مُدَّةِ الْبَقَاءِ اِلَّا
آوِنَةَ الْفَنَاءِ مَعَ قُرْبِ الزِّيَالِ وَاُزُوفِ الْاِنْتِقَالِ
وَعَلَزِ الْقَلَقِ وَاَلَمِ الْمَضَضِ وَغُصَصِ الْجَرَضِ وَتَلَفُّتِ
الْاِسْتِغَاثَةِ بِنُصْرَةِ الْحَفَدَةِ وَالْاَقْرِبَاءِ وَالْاَعِزَّةِ وَالْقُرَنَاءِ

فَهَلْ دَفَعَتِ الْاَقَارِبُ اَوْ نَفَعَتِ النَّوَاحِبُ
وَقَدْ غُودِرَ فِي مَحَلَّةِ الْاَمْوَاتِ رَهِينًا وَفِي ضِيقِ
الْمَضْجَعِ وَحِيدًا قَدْ هَتَكَتِ الْهَوَامُّ جِلْدَتَهُ
وَاَبْلَتِ النَّوَاهِكُ جِدَّتَهُ وَعَفَتِ الْعَوَاصِفُ
آثَارَهُ وَمَحَا الْحَدَثَانُ مَعَالِمَهُ وَصَارَتِ الْاَجْسَادُ
شَحِبَةً بَعْدَ بَضَّتِهَا وَالْعِظَامُ نَخِرَةً بَعْدَ
قُوَّتِهَا وَالْاَرْوَاحُ مُرْتَهَنَةً بِثِقَلِ اَعْبَائِهَا مُوقِنَةً
بِغَيْبِ اَنْبَائِهَا لَا تُسْتَزَادُ مِنْ صَالِحِ عَمَلِهَا
وَلَا تُسْتَعْتَبُ مِنْ سَيِّءِ زَلَلِهَا۔

دیں کہ روشنی حاصل کرسکو اور جسم دیئے جو جامع ہیں ان اعضاء کے جو اپنی مخصوص ترکیبوں میں بہ جوڑبند کے ساتھ ترکیب صورت اور مدت عمر کے لحاظ سے مناسب رکھتے ہیں جو ان حصوں سے مرکب ہیں جو اپنے افادات کے ساتھ قائم ہیں اور ان دلوں سے جو خدا کی نعمتوں کو عظیم بنانے والے اعمال اور احسانات کو لازم کردینے والے اور عافیت کی حفاظت کرنے والی روحانی غذا کی تلاش میں رہتے ہیں۔

اور اس نے تمہاری عمریں مقرر کردی ہیں جنہیں تم سے پوشیدہ رکھا ہے اور ان گزرے ہوئے لوگوں کے آثار عبرت کے لئے چھوڑے ہیں جو اپنے نصیب سے لذت اندوز اور آزاد پھرتے تھے انکی امیدیں پوری ہونے سے پہلے موت نے انہیں جھپٹ لیا موت نے انہیں منازل سے دور کردیا انہوں نے صحت کے وقت کوئی توشہ مہیا نہ کیا اور جوانی میں عبرت حاصل نہ کی۔

تو کیا یہ بھرپور جوان کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کا انتظار کرتے ہیں اور تروتازہ صحت والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے منتظر ہیں اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑی کے سوا کسی اور چیز کے انتظار میں ہیں جب کہ رحلت کا وقت نزدیک انتقال کی گھڑی قریب قلق کی شدت سوز دروں پھندہ ڈالنے والے گھونٹوں اور اولاد و اقرباء و اعزہ و احباب سے اعانت کی فریاد کرنے کا زمانہ آپہنچا

تو کیا قرابت داروں نے موت کو روک لیا یا رونے والیوں کے رونے نے کچھ فائدہ پہنچایا جب اسے گورستان میں قبر کے ایک تنگ گوشہ میں اکیلا چھوڑ دیا گیا حشرات الارض نے اس کی کھال ادھیڑ کر رکھ دی اور انقلابات نے تروتازگی کو کہنگی سے بدل دیا تیز و تند ہواؤں نے اس کے آثار ناپید کردیئے اور حوادث نے اس کے نشانات محو کردیئے طاقت کے بعد جسم کمزور اور ہڈیاں مضبوطی کے بعد بوسیدہ ہوگئیں روحیں اپنے بوجھوں کے بارمیں جکڑی ہوئی غیب کی خبروں پر یقین کرچکی ہیں لیکن اب نہ عمل خیر میں اضافہ ممکن ہے اور نہ بداعمالیوں سے توبہ کی گنجائش ہے۔

أَوَلَسْتُمْ أَبْنَاءَ الْقَوْمِ وَالْآبَاءَ وَ
إِخْوَانَهُمْ وَالْأَقْرِبَاءَ تَحْتَذُونَ
أَمْثِلَتَهُمْ وَتَرْكَبُونَ قِدَّتَهُمْ وَ
تَطَؤُونَ جَادَّتَهُمْ۔

فَالْقُلُوبُ قَاسِيَةٌ عَنْ حَظِّهَا لَاهِيَةٌ
عَنْ رُشْدِهَا سَالِكَةٌ فِي غَيْرِ مِضْمَارِهَا كَأَنَّ الْمَعْنِيَّ
سِوَاهَا وَكَأَنَّ الرُّشْدَ فِي إِحْرَازِ دُنْيَاهَا
وَاعْلَمُوا أَنَّ مَجَازَكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ
وَمَزَالِقِ دَحْضِهِ وَأَهَاوِيلِ زَلَلِهِ وَ
تَارَاتِ أَهْوَالِهِ۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ تَقِيَّةَ ذِي لُبٍّ شَغَلَ
التَّفَكُّرُ قَلْبَهُ وَأَنْصَبَ الْخَوْفُ بَدَنَهُ وَ
أَسْهَرَ التَّهَجُّدُ غِرَارَ نَوْمِهِ وَأَظْمَأَ
الرَّجَاءُ هَوَاجِرَ يَوْمِهِ وَظَلَفَ الزُّهْدُ
شَهَوَاتِهِ وَأَوْجَفَ الذِّكْرُ بِلِسَانِهِ وَقَدَّمَ
الْخَوْفَ لِأَمَانِهِ وَتَنَكَّبَ الْمَخَالِجَ
عَنْ وَضَحِ السَّبِيلِ وَسَلَكَ أَقْصَدَ
الْمَسَالِكِ إِلَى النَّهْجِ الْمَطْلُوبِ وَلَمْ تَفْتِلْهُ
فَاتِلَاتُ الْغُرُورِ وَلَمْ تَعْمَ عَلَيْهِ مُشْتَبِهَاتُ
الْأُمُورِ ظَافِراً بِفَرْحَةِ الْبُشْرَى وَرَاحَةِ
النُّعْمَى فِي أَنْعَمِ نَوْمِهِ وَآمَنِ يَوْمِهِ

قَدْ عَبَرَ مَعْبَرَ الْعَاجِلَةِ حَمِيداً وَقَدَّمَ
زَادَ الْآجِلَةِ سَعِيداً وَبَادَرَ مِنْ وَجَلٍ وَ
أَكْمَشَ فِي مَهَلٍ وَرَغِبَ فِي طَلَبٍ وَذَهَبَ
عَنْ هَرَبٍ وَرَاقَبَ فِي يَوْمِهِ غَدَهُ وَنَظَرَ
قُدُماً أَمَامَهُ فَكَفَى بِالْجَنَّةِ ثَوَاباً وَ
نَوَالاً وَكَفَى بِالنَّارِ عِقَاباً وَوَبَالاً وَكَفَى بِاللّٰهِ

کیا تم ان فنا ہو جانے والوں کی اولاد، باپ دادا، بھائی بند اور قریبی رشتہ دار نہیں ہو بے شک تم مثالوں کی پیروی کر رہے ہو اور انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہو ان ہی کی شاہ راہ کو روند رہے ہو۔

تمہارے دل اپنے حصوں بے پرواہ اپنی نجات سے غافل غیر مفید میدانوں میں گامزن گویا احکام الٰہی کے مخاطب یہ نہیں کوئی اور ہے اور گویا دنیا جمع کرنے ہی میں ان کی رستگاری ہے۔

اور جان لو کہ تمہیں صراط پر ایسی جگہوں سے گزرنا ہے جہاں قدم لڑکھڑانے لگتے پیر پھسل جاتے اور قدم قدم پر خطرات کا سامنا ہے۔

خدا کے بندو! اللہ سے اس عقل مند کی طرح ڈرو جس کے دل کو عاقبت کی فکر نے اور چیزوں سے بے پرواہ کر دیا ہو اور خوف خدا نے اس کے بدن کو لاغر کر دیا ہو اور نماز شب نے اس کی تھوڑی سی نیند بھی بیداری سے بدل دی ہو۔ ثواب کی امید میں جس کے تپتے ہوئے دنوں کو روزہ کی وجہ سے پیاسا بنا دیا ہو جس کے زہد نے خواہشات نفسانی کو رد کر دیا ہو اور ذکر خدا نے جکی زبان کو خشک کر دیا ہو جس نے اپنے بچاؤ کے لئے خوف کو آگے آگے رکھا ہو جو صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے راستوں سے کنارہ کش ہو کر منزل مطلوب تک پہنچانے والے سب سے زیادہ سیدھے راستہ پر گامزن ہو مکر و فریب نے اسے پیچ و تاب میں نہ ڈالا ہو مشتبہ باتوں کی حقیقت وہ خوب پہچانتا ہو جس نے میٹھی نیند اور پُرامن دن میں بشارت نجات کی مسرت اور نعمتوں کی راحت حاصل کر لی ہو

وہ دنیا کی گزرگاہ سے قابل تعریف سیرت کیساتھ گزر گیا جس نے عمل خیر کا تحفہ پہلے ہی بھیج دیا ہو عذاب سے خوفزدہ ہو کر جس نے نیک عمل میں عجلت کی اور وقفہ حیات میں آخرت کے کام کر لئے ہوں انجام کیطرف رغبت رکھی اور برائیوں سے بھاگتا رہا ہو اور آج (دنیا) میں کل (آخرت) کا دھیان رکھا ہو اور پہلے سے آنے والی منزل پر نظر رکھی ہو بخشش و عطا کے لئے جنت اور عقاب و عذاب کیلئے دوزخ سے بڑھکر کیا ہوگا۔ انتقام

مُنْتَقِمًا وَ خَصِيْرًا وَكَفٰى بِالْكِتَابِ حَجِيْجًا وَخَصِيْمًا۔

لینے یا مدد کرنے کے لئے خدا سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے اور حجت پیش کرنے والے مخالف کی حیثیت سے کتاب خدا کافی ہے۔

اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّذِيْ اَعْذَرَ بِمَا اَنْذَرَ وَ احْتَجَّ بِمَا نَهَجَ وَحَذَّرَكُمْ عَدُوًّا نَفَذَ فِي الصُّدُوْرِ خَفِيًّا وَ نَفَثَ فِي الْاٰذَانِ نَجِيًّا فَاَضَلَّ وَاَرْدٰى وَ وَعَدَ فَمَنّٰى وَ زَيَّنَ سَيِّئَاتِ الْجَرَائِمِ وَهَوَّنَ مُوْبِقَاتِ الْعَظَائِمِ حَتّٰى اِذَا اسْتَدْرَجَ قَرِيْنَتَهٗ وَاسْتَغْلَقَ رَهِيْنَتَهٗ اَنْكَرَ مَا زَيَّنَ وَ اسْتَعْظَمَ مَا هَوَّنَ وَ حَذَّرَ مَا اَمَّنَ:

میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے آخرت کا خوف دلا کر عذر کی گنجائش نہیں رکھی اور حجت تمام کر کے راہ راست دکھا دی اور تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کر دیا جو چھپ کر سینوں میں گھس جاتا ہے اور کانوں میں گمراہی کی باتیں پھونک کر گمراہ کر کے ہلاک کر دیتا ہے وعدے کر کے امید دلاتا ہے بڑے سے بڑے جرموں کو سنوار کر سامنے لاتا ہے اور مہلک ترین گناہوں کو سبک کر کے دکھاتا ہے یہاں تک کہ جب آہستہ آہستہ اپنے ہم نشین (نفس) اپنے ڈھب پر لگا کر لے اپنے عقیدہ میں جکڑ لیتا ہے تو جسے ہیچ کر دکھایا تھا اسے اہم ظاہر کرتا ہے اور جس سے مطمئن کیا تھا اس سے ڈرانے لگتا ہے

ترجمہ نہج البلاغہ طبع لاہور از شیخ غلام علی اینڈ سنز میں رئیس احمد جعفری نے لکھا ہے کہ امیرالمومنینؑ کے اس کلام میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے:۔

اذ زین لھم الشیطان اعمالھم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس و انی جارٌ لکم فلما تراءت الفئتان نکص علیٰ عقبیہ قال انی بری منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدیدُ العقاب

مِنْهَا فِي صِفَةِ خَلْقِ الْاِنْسَانِ

اس خطبہ کا ایک حصہ خلقت انسان کے ذکر میں

اَمْ هٰذَا الَّذِيْ اَنْشَاَهٗ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْحَامِ وَ شُغُفِ الْاَسْتَارِ نُطْفَةً دِهَاقًا وَ عَلَقَةً مُحَاقًا وَ جَنِيْنًا وَ رَاضِعًا وَ وَلِيْدًا وَ يَافِعًا ثُمَّ مَنَحَهٗ قَلْبًا حَافِظًا وَ لِسَانًا لَافِظًا وَ بَصَرًا لَاحِظًا لِيَفْهَمَ مُعْتَبِرًا وَ يُقَصِّرَ مُزْدَجِرًا

کیا یہ وہی انسان ہے جسے اللہ نے رحم مادر کے اندھیروں اور مشیمہ کے تاریک پردوں میں رجراثیم حیات سے مملو نطفہ سے پیدا کیا جو پہلے جما ہوا خون تھا پھر انسانی نقش و نگار سے جنین بنا پھر طفل شیر خوار پھر نوخیز پھر پورا پورا جوان ہو چکا اسے یاد کرنے والا دل بولنے والی زبان اور چشم بینا عطا فرمائی تاکہ عبرت حاصل کر کے سمجھے اور ناشائستہ امور سے اپنے نفس کو زجر و توبیخ کر کے گناہوں سے باز رہے۔

حَتّٰى اِذَا قَامَ اعْتِدَالُهٗ وَ اسْتَوٰى مِثَالُهٗ نَفَرَ مُسْتَكْبِرًا وَ خَبَطَ سَادِرًا

یہاں تک کہ جب اس کا اعتدال قائم اور قد و قامت درست ہو گیا تو غرور سے بھر کر سرکش ہو گیا اور مستی میں اس طرح بھٹکنے

مَارِحاً فِي غَرْبِ هَوَاهُ كَادِحاً سَعْياً لِدُنْيَاهُ فِي لَذَّاتِ طَرَبِهِ وَبَدَوَاتِ أَرَبِهِ لَا يَحْتَسِبُ رَزِيَّةً وَلَا يَخْشَعُ تَقِيَّةً فَمَاتَ فِي فِتْنَتِهِ غَرِيراً وَعَاشَ فِي هَفْوَتِهِ يَسِيراً لَمْ يُفِدْ عِوَضاً وَلَمْ يَقْضِ مُفْتَرَضاً دَهِمَتْهُ فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِي غُبَّرِ جِمَاحِهِ وَسَنَنِ مِرَاحِهِ فَظَلَّ سَادِراً وَبَاتَ سَاهِراً فِي غَمَرَاتِ الْآلَامِ وَطَوَارِقِ الْأَوْجَاعِ وَالْأَسْقَامِ بَيْنَ أَخٍ شَقِيقٍ وَدَاعِيَةٍ بِالْوَيْلِ جَزَعاً وَلَادِمَةٍ لِلصَّدْرِ قَلَقاً وَالْمَرْءُ فِي سَكْرَةٍ مُلْهِثَةٍ وَغَمْرَةٍ كَارِثَةٍ وَأَنَّةٍ مُوجِعَةٍ وَجَذْبَةٍ مُكْرِبَةٍ وَسَوْقَةٍ مُتْعِبَةٍ

ثُمَّ أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ مُبْلِساً وَجُذِبَ مُنْقَاداً سَلِساً.

ثُمَّ أُلْقِيَ عَلَى الْأَعْوَادِ رَجِيعَ وَصَبٍ وَنِضْوَ سَقَمٍ تَحْمِلُهُ حَفَدَةُ الْوِلْدَانِ وَحَشَدَةُ الْإِخْوَانِ إِلَى دَارِ غُرْبَتِهِ وَمُنْقَطَعِ زَوْرَتِهِ.

حَتَّى إِذَا انْصَرَفَ الْمُشَيِّعُ وَرَجَعَ أُقْعِدَ فِي حُفْرَتِهِ نَجِيّاً لِبَهْتَةِ السُّؤَالِ وَعَثْرَةِ الْامْتِحَانِ وَأَعْظَمُ مَا هُنَالِكَ بَلِيَّةً نُزُولُ الْحَمِيمِ وَتَصْلِيَةُ الْجَحِيمِ وَفَوْرَاتُ السَّعِيرِ وَسَوْرَاتُ الزَّفِيرِ لَا فَتْرَةٌ مُرِيحَةٌ وَلَا دَعَةٌ مُزِيحَةٌ وَلَا قُوَّةٌ حَاجِزَةٌ وَلَا مَوْتَةٌ نَاجِزَةٌ وَلَا سِنَةٌ مُسَلِّيَةٌ بَيْنَ أَطْوَارِ

کہ وہ خواہشاتِ نفس کے ڈول بھر بھر کر کھینچتا رہا اور طرب و نشاط اور ہوس رانیوں کی تمنائیں پوری کرنے میں محو رہا نہ کسی مصیبت کا تصور دل میں لاتا تھا اور نہ کسی اندیشہ کی پرواہ کرتا تھا آخر اسی فریب میں گرفتار ہو کر مر گیا اور اپنی تھوڑی سی عمر خطا کاریوں میں اس طرح بسر کی کہ نہ تو ثواب کمایا اور نہ کوئی فریضہ پورا کیا ابھی وہ سرکشیوں اور سرمستیوں کی راہ میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں کہ وہ حیران ہو گیا اور رنج و غم کی شدتوں اور درد و اندوہ کی تکلیفوں میں اس حالت میں رات جاگ کر گزاری کہ وہ بھائی بندوں مہربان باپ اور ہائے کہہ کر چیخنے والی و شدتِ غم سے سینہ پیٹنے والی ماں کے درمیان تھا یہ وہی انسان ہے جو بیہوش کر دینے والی جان کنی شدید ترین تکلیف اور دل برباد دینے والی فریاد اور کرب و بے چینی اور نزعِ روح کے حالت میں مبتلا ہے

پھر ناامید ہو کر کفن میں لپیٹا جاتا ہے اور وہ خاموش گردن ڈالے ہوئے دوسرے کی نقل و حرکت کا پابند رہا۔

پھر اسے تابوت کے تختہ پر اس طرح ڈال دیا جاتا ہے جیسے سفر سے واپس آیا ہوا اونٹ جو سفر اور لاغری سے نڈھال ہاتھ پاؤں ڈالے ہوئے ہو پھر سہارا دینے والے نوجوان اور تعاون کرنے والے بھائی کاندھا دے کر غربت کے گھر اور ملاقات منقطع ہونے کی جگہ قبرستان کی طرف لیجاتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب مشایعت کرنے والے دفن کر کے واپس آتے ہیں اور غم و اندوہ کرنے والے قبرستان سے پلٹ آتے ہیں تو اسے قبر میں اس حالت میں بٹھا دیا جاتا ہے کہ منکر و نکیر کے سوال کی ہیبت اور امتحان کی ٹھوکر سے اس کے منہ سے پوری آواز نہیں نکلتی اور وہاں سب سے بڑی مصیبت کھولتے ہوئے پانی آنا اور جہنم میں داخل ہونا بھڑکتی ہوئی آگ کی لپیٹیں اور شعلوں کا جوش و خروش نہ راحت دینے والا سکون ہے اور نہ تھکن دور کرنے والا آرام نہ عذاب کو روکنے والی طاقت نہ کوئی دوبارہ آنے والی موت نہ گھڑی گھڑی

الْمَوْتَاتِ وَعَذَابِ السَّاعَاتِ إِنَّا بِاللهِ عَائِذُونَ

کے عذابوں اور ہزاروں موتوں کے درمیان غم کو بھلا دینے والی ہلکی سی نیند ہم بس خدا ہی کے لئے پناہ مانگتے ہیں۔

عِبَادَ اللهِ أَيْنَ الَّذِينَ عُمِّرُوا فَنَعِمُوا وَعُلِّمُوا فَفَهِمُوا وَأُنْظِرُوا فَلَهَوْا وَسُلِّمُوا فَنَسُوا أُمْهِلُوا طَوِيلاً وَمُنِحُوا جَمِيلاً وَحُذِّرُوا أَلِيماً وَوُعِدُوا جَسِيماً! احْذَرُوا الذُّنُوبَ الْمُوَرِّطَةَ الْعُيُوبَ الْمُسْخِطَةَ۔

خدا کے بندو! آج وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں عمریں دی گئیں اور انہوں نے عیش میں گزار دیں انہیں بتلایا گیا تو وہ سب کچھ سمجھ گئے انہیں موقع دیا گیا مگر انہوں نے لہو ولعب میں گزار دیں وہ صحیح و سالم رہے مگر بھول گئے انہیں طویل مہلت دی گئی عمدہ نعمتیں عطا کی گئیں اور خطرناک عذاب سے ڈرایا گیا ان سے اجرِ عظیم کے وعدے کئے گئے (انکے انجام سے عبرت حاصل کرکے) ہلاک کرنیوالے گناہوں اور خدا کو ناراض کرنیوالے عیبوں سے تم ہی بچتے رہو۔

أُولِي الْأَبْصَارِ وَالْأَسْمَاعِ وَالْعَافِيَةِ وَالْمَتَاعِ هَلْ مِنْ مَنَاصٍ أَوْ خَلَاصٍ أَوْ مَعَاذٍ أَوْ فِرَارٍ أَوْ مَحَارٍ أَمْ لَا (فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ) أَمْ أَيْنَ تُصْرَفُونَ أَمْ بِمَاذَا تَغْتَرُّونَ وَإِنَّمَا حَظُّ أَحَدِكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ذَاتِ الطُّولِ وَالْعَرْضِ قِيدُ قَدِّهِ مُتَعَفِّراً عَلَى خَدِّهِ۔

اے آنکھ کان صحت و سلامتی اور مال و متاع رکھنے والے انسانو! بتاؤ کوئی بچنے یا رہائی پانے یا پناہ لینے یا آڑ پکڑنے یا بھاگنے یا پلٹ کر جانے کی جگہ ہے بھی یا نہیں پھر تم کدھر بہکے جاتے ہو کدھر پھرے جاتے ہو یا کسی دھوکا میں پڑے ہو۔ دیکھو اس لمبی چوڑی زمین میں اس کا حصہ اس کے قد کے بقدر (قبر) ہے جہاں اپنے رخسارے کے بل خاک آلودہ پڑا ہوگا۔

الْآنَ عِبَادَ اللهِ وَالْخِنَاقُ مُهْمَلٌ وَالرُّوحُ مُرْسَلٌ فِي فَيْنَةِ الْإِرْشَادِ وَرَاحَةِ الْأَجْسَادِ وَبَاحَةِ الْإحْتِشَادِ وَمَهَلِ الْبَقِيَّةِ وَأُنُفِ الْمَشِيَّةِ وَ نظار النوبة و نفساح الحوبة قَبْلَ الضَّنْكِ وَالْمَضِيقِ وَالرَّوْعِ وَالزُّهُوقِ وَقُدُومِ الْغَائِبِ الْمُنْتَظَرِ وَأَخْذَةِ الْعَزِيزِ الْمُقْتَدِرِ۔

خدا کے بندو! اب جبکہ گلا گھٹنے والی رسی کھلی ہوئی ہے اور روح (موت کے پھندے سے) آزاد ہے حق کی جستجو کرنے کی گھڑی جسموں کی راحت اور جلسوں کے اجتماع اور زندگی کی بقیہ مہلت اور ازسرِنو اختیار سے کام لینے کے مواقع اور توبہ کی گنجائش اور اطمینان کی حالت میں ہے قبل اس کے کہ تنگی و ضیق میں پڑ جاؤ اور خوف و اضمحلال چھا جائے اور قبل اس کے کہ موت آ جائے اور قادر و غالب کی گرفت جکڑ لے۔

وفي الخبر انه لما خطب بهذه الخطبة اقشعرت لها الجلود وبكت العيون ورجفت القلوب ومن الناس من يسمي هذه الخطبة الغراء۔

سید شریف رضیؒ فرماتے ہیں وارد ہوا ہے کہ جب حضرتؑ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو بدن لرزنے لگے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپ اٹھے بعض لوگ اس خطبہ کو خطبۂ غراء کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

چوراسیواں ۸۴ خطبہ

عمرو بن عاص کے بارے میں

عَجَبًا لِابْنِ النَّابِغَةِ يَزْعُمُ لِأَهْلِ الشَّامِ اَنَّ فِيَّ دُعَابَةً وَاِنِّي اَمْرُءٌ تِلْعَابَةٌ اُعَافِسُ وَاُمَارِسُ لَقَدْ قَالَ بَاطِلًا وَنَطَقَ اٰثِمًا اَمَا وَشَرُّ الْقَوْلِ الْكَذِبُ اِنَّهُ لَيَقُوْلُ فَيَكْذِبُ وَيَعِدُ فَيُخْلِفُ وَيَسْاَلُ فَيُلْحِفُ وَيُسْاَلُ فَيَبْخَلُ وَيَخُوْنُ الْعَهْدَ وَيَقْطَعُ الْاِلَّ۔

مشہور بدکار عورت کے فرزند عمرو بن عاص پر تعجب ہے کہ اہل شام سے کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں ظرافت ہے۔ ہر وقت مذاق اور ٹھٹھول بازی کیا کرتا ہوں اس نے غلط کہا اور یہ کہہ کر گنہگار ہوا۔ یاد رکھو کہ جھوٹ بدترین قول ہے وہ جو بات کہتا ہے جھوٹ ضرور ہوتی ہے اور جو وعدہ کرتا ہے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے جب خود مانگے تو چمٹ جاتا ہے اور اس سے سوال کیا جائے تو بخل کرتا ہے وہ عہد شکنی اور قطع رحمی کرتا ہے۔

فَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْحَرْبِ فَاَيُّ زَاجِرٍ وَاٰمِرٍ هُوَ مَا لَمْ تَاْخُذِ السُّيُوْفُ مَاْخَذَهَا فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ كَانَ اَكْبَرُ مَكِيْدَتِهِ اَنْ يَمْنَحَ الْقَوْمَ سُبَّتَهُ۔

جب میدان جنگ میں ہو تو جب تک تلواریں اپنا کام شروع نہیں کرتیں تو یہ ڈانٹ ڈپٹ کرتا اور کہتا رہتا ہے کہ یہ کرو اور وہ کرو مگر جب تلواریں اپنا کام شروع کر دیتی ہیں تو اس کا سب سے بڑا مکر یہ ہوتا ہے کہ اپنے حریف کے سامنے برہنہ ہو جائے[1]

اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَيَمْنَعُنِيْ مِنَ اللَّعِبِ ذِكْرُ الْمَوْتِ وَاِنَّهُ لَيَمْنَعُهُ مِنْ قَوْلِ الْحَقِّ نِسْيَانُ الْاٰخِرَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يُبَايِعْ مُعَاوِيَةَ حَتّٰى شَرَطَ اَنْ يُؤْتِيَهُ اَتِيَّةً وَيَرْضَخَ لَهُ عَلٰى تَرْكِ الدِّيْنِ رَضِيْخَةً۔

بخدا مجھے تو موت کی یاد نے کھیل کود سے باز رکھا ہے اور اسے آخرت کی بھول نے حق گوئی سے باز رکھا ہے اور اس نے معاویہ کی بیعت اس وقت تک نہیں کی جب تک یہ شرط نہیں کر لی کہ وہ بیعت کے عوض میں کوئی عطیہ اور ترک دین پر رشوت پیش کرے گا[2]۔

---

[1] اس سے عمرو بن عاص کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ حضرت امیرالمومنین کے چیلنج پر سامنے آیا تو جونہی آپ کے وار کی زد میں آیا اور وہ سمجھا کہ اب شمشیر حیدری سے نہیں بچ سکتا تو برہنہ ہو گیا آپ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ جا تجھے تیری شرمگاہ نے بچا لیا اور وہ بھاگ گیا چنانچہ ابو فراس نے کہا ہے:۔ ولا خير في دفع الاذى بمذلة ۔ كما ردها يوما بسوءته عمرو۔ اذیت سے بچنے کے لئے ذلت برداشت کر لینے میں کوئی حرج نہیں جیسے ایک دن عمرو عاص نے برہنہ ہو کر جان بچا لی۔ مفتی محمد عبدہ

[2] معاویہ اور عمرو بن عاص کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ اگر معاویہ کامیاب ہوگا تو مصر کا گورنر عمرو بن عاص کو بنایا جائے گا۔ مروج الذہب مسعودی بلکہ کتاب الامامۃ والسیاست میں اس معاہدہ کو ان الفاظ میں درج کیا گیا ہے۔
فکاید کل منهما من الاخر یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ مکر کیا۔

پچاسیواں خطبہ

صفاتِ باری تعالیٰ

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، الْأَوَّلُ لَا شَيْءَ قَبْلَهُ وَالْآخِرُ لَا غَايَةَ لَهُ .

لَا تَقَعُ الْأَوْهَامُ لَهُ عَلَى صِفَةٍ وَلَا تُعْقَدُ الْقُلُوبُ مِنْهُ عَلَى كَيْفِيَّةٍ وَلَا تَنَالُهُ التَّجْزِئَةُ وَالتَّبْعِيضُ وَلَا تُحِيطُ بِهِ الْأَبْصَارُ وَالْقُلُوبُ .

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی خدا نہیں ایسا اوّل جس سے پہلے کوئی چیز نہیں اور ایسا آخر جس کی کوئی انتہا نہیں۔

وہم و گمان اس کی کسی صفت کا اندازہ نہیں کر سکتے اور نہ اس کی کیفیت کا ادراک ممکن ہے نہ اس کے اجزا اور حصے ہیں کہ ان کا تجزیہ کیا جائے اور نہ نگاہیں اور ضمیر اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔

(مِنْهَا)

فَاتَّعِظُوا عِبَادَ اللّٰهِ بِالْعِبَرِ النَّوَافِعِ وَاعْتَبِرُوا بِالْآيِ السَّوَاطِعِ وَازْدَجِرُوا بِالنُّذُرِ الْبَوَالِغِ وَانْتَفِعُوا بِالذِّكْرِ وَالْمَوَاعِظِ .

فَكَأَنْ قَدْ عَلِقَتْكُمْ مَخَالِبُ الْمَنِيَّةِ وَانْقَطَعَتْ مِنْكُمْ عَلَائِقُ الْأُمْنِيَّةِ وَدَهَمَتْكُمْ مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ وَالسِّيَاقَةُ إِلَى الْوِرْدِ الْمَوْرُودِ وَكُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ سَائِقٌ يَسُوقُهَا إِلَى مَحْشَرِهَا وَشَاهِدٌ يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا

اس خطبہ کا ایک حصہ

خدا کے بندو مفید عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو اور روشن نشانیوں سے عبرت حاصل کرو اور خوفناک عذابوں سے ڈر کر گناہوں سے باز آجاؤ اور تذکروں اور موعظوں سے فائدہ اٹھاؤ۔

گویا موت تمہیں اپنے چنگل میں لے چکی ہے اور امیدوں کے رشتے ٹوٹ چکے ہیں سختیاں تم پر ٹوٹ پڑی ہیں۔ موت کے چشمے کی طرف جس پر آخر ہر شخص کو وارد ہونا ہے تمہیں ہنکا کر لے جایا جا رہا ہے ہر شخص کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہوتا ہے اور ایک گواہی دینے والا ہنکانے والا اسے ہنکا کر میدان محشر میں لے جائیگا اور گواہ اس کے کرتوت پر گواہی دیگا

وَمِنْهَا فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ

دَرَجَاتٌ مُتَفَاضِلَاتٌ وَمَنَازِلُ مُتَفَاوِتَاتٌ لَا يَنْقَطِعُ نَعِيمُهَا وَلَا يَظْعَنُ مُقِيمُهَا وَلَا يَهْرَمُ خَالِدُهَا وَلَا يَبْأَسُ سَاكِنُهَا .

اسی خطبہ کا ایک حصہ جنت کی تعریف میں

بہشت کے درجے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں اس کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی اس میں رہنے والا کبھی کوچ نہیں کرے گا اس میں سکونت کرنے والا نہ بوڑھا ہوگا اور نہ مایوس۔

٨٦

چھیاسیواں خطبہ

صفات باری تعالیٰ اور اس کی عبادت کی ضرورت

قَدْ عَلِمَ السَّرَائِرَ وَخَبَرَ الضَّمَائِرَ لَهُ الْإِحَاطَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ وَالْغَلَبَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ وَالْقُوَّةُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ۔

وہ بے شک رازوں سے واقف اور بھیدوں سے باخبر ہر شیٔ پر احاطہ رکھے ہوئے ہر چیز پہ غالب۔ ہر بات کی طاقت رکھنے والا ہے۔

فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُ مِنْكُمْ فِي أَيَّامِ مَهَلِهِ قَبْلَ إِرْهَاقِ أَجَلِهِ وَفِي فَرَاغِهِ قَبْلَ أَوَانِ شُغُلِهِ وَفِي مُتَنَفَّسِهِ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ بِكَظَمِهِ وَلْيُمَهِّدْ لِنَفْسِهِ وَقَدَمِهِ وَلْيَتَزَوَّدْ مِنْ دَارِ ظَعْنِهِ لِدَارِ إِقَامَتِهِ فَاللهَ اللهَ أَيُّهَا النَّاسُ فِيمَا اسْتَحْفَظَكُمْ مِنْ كِتَابِهِ وَاسْتَوْدَعَكُمْ مِنْ حُقُوقِهِ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً وَلَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى وَلَمْ يَدَعْكُمْ فِي جَهَالَةٍ وَلَا عَمًى۔

تم میں سے ہر عمل کرنے والے کو چاہیئے کہ تیز رفتاری سے آنے والی موت سے قبل فراغت کے دنوں میں اور قبض روح سے پہلے سانس لینے کے دنوں میں وہ اپنے اور اپنی منزل پہ پہنچنے کے لئے عمل صالح کا توشہ ساتھ لے لے۔ پس اے گروہ مردم اللہ سے ان چیزوں کے بارے میں ڈرو جن کے یاد رکھنے کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اور جو حقوق تمہارے سپرد کر دیئے ہیں کیونکہ خداوند عالم نے تمہیں بے کار نہیں خلق فرمایا اور نہ تمہیں آزاد چھوڑ دیا ہے اور نہ تمہیں جہالت اور تاریکی میں ڈال دیا ہے۔

قَدْ سَمَّى آثَارَكُمْ وَعَلِمَ أَعْمَالَكُمْ وَكَتَبَ آجَالَكُمْ۔

بلکہ اس نے تمہارے اعمال مقرر کر دیئے ہیں اور تمہارے پیغمبر کے ذریعے تمہیں سکھا دیئے ہیں اور تمہاری عمریں لکھ دی ہیں۔

وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِكُلِّ شَيْءٍ وَعَمَّرَ فِيكُمْ نَبِيَّهُ أَزْمَاناً حَتَّى أَكْمَلَ لَهُ وَلَكُمْ فِيمَا أَنْزَلَ مِنْ كِتَابِهِ دِينَهُ الَّذِي رَضِيَ لِنَفْسِهِ

اور تم پر ہر امر و نہی کرنے والی کتاب نازل فرمائی اور تمہارے اندر ایک زمانہ تک اپنے نبی کو زندہ رکھا یہانتک کہ اس نے اپنی اتاری ہوئی کتاب میں اپنے نبی کے لئے اور تمہارے اپنے پسندیدہ دین کو کامل کر دیا اور ان کی زبان سے پسندیدہ اور ناپسند

وَأَنْهَى إِلَيْكُمْ عَلَى لِسَانِهِ مَحَابَّهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمَكَارِهَهُ وَنَوَاهِيَهُ وَأَوَامِرَهُ فَأَلْقَى إِلَيْكُمُ الْمَعْذِرَةَ وَاتَّخَذَ عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ وَقَدَّمَ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ وَأَنْذَرَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

فَاسْتَدْرِكُوا بَقِيَّةَ أَيَّامِكُمْ وَاصْبِرُوا لَهَا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّهَا قَلِيلٌ فِي كَثِيرِ الْأَيَّامِ الَّتِي تَكُونُ مِنْكُمْ فِيهَا الْغَفْلَةُ وَالتَّشَاغُلُ عَنِ الْمَوْعِظَةِ.

وَلَا تُرَخِّصُوا لِأَنْفُسِكُمْ فَتَذْهَبَ بِكُمُ الرُّخَصُ فِيهَا مَذَاهِبَ الظَّلَمَةِ وَلَا تُدَاهِنُوا فَيَهْجُمَ بِكُمُ الْإِدْهَانُ عَلَى الْمَعْصِيَةِ

عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ لِنَفْسِهِ أَطْوَعُهُمْ لِرَبِّهِ وَإِنَّ أَغَشَّهُمْ لِنَفْسِهِ أَعْصَاهُمْ لِرَبِّهِ وَالْمَغْبُونُ مَنْ غَبَنَ نَفْسَهُ وَالْمَغْبُوطُ مَنْ سَلِمَ لَهُ دِينُهُ وَالسَّعِيدُ —— مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ وَالشَّقِيُّ مَنِ انْخَدَعَ لِهَوَاهُ وَغُرُورِهِ.

وَاعْلَمُوا أَنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمُجَالَسَةَ أَهْلِ الْهَوَى مَنْسَاةٌ لِلْإِيمَانِ وَمَحْضَرَةٌ لِلشَّيْطَانِ

جَانِبُوا الْكَذِبَ فَإِنَّهُ مُجَانِبٌ لِلْإِيمَانِ

الصَّادِقُ عَلَى شَرَفِ مَنْجَاةٍ وَكَرَامَةٍ وَالْكَاذِبُ عَلَى شَفَا مَهْوَاةٍ وَمَهَانَةٍ وَلَا تَحَاسَدُوا فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْإِيمَانَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَلَا تَبَاغَضُوا فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَمَلَ يُسْهِي الْعَقْلَ وَيُنْسِي الذِّكْرَ فَأَكْذِبُوا الْأَمَلَ فَإِنَّهُ غُرُورٌ وَصَاحِبُهُ مَغْرُورٌ.

قابل ترک اور لائق عمل ہر قسم کے احکام تم تک پہنچا دیئے۔

پس انہوں نے دلائل پیش کر کے تم پر حجت تمام کر دی اور پہلے سے تمہیں ڈرایا اور آنے والے سخت عذاب سے خبردار کر دیا۔

تمہاری زندگی کے جو دن باقی رہ گئے ہیں ان میں پہلی کوتاہیوں کی تلافی کر لو اور اپنے نفسوں کو (ناجائز امور) سے باز رکھو کیونکہ زندگی کے اکثر دن جو احکام الٰہی سے غفلت میں گزرے ان کے مقابلہ میں یہ دن بہت ہی کم ہیں۔

اور اپنے نفسوں کو ڈھیل نہ دو ورنہ یہی حالتیں تمہیں گناہ گاروں کے راستہ پر ڈال دیں گی اور سستی نہ کرو ورنہ یہ تمہیں خدا کا نافرمان بنا دے گی۔

خدا کے بندو سب سے زیادہ اپنے نفس کا بہی خواہ وہ ہے جو سب سے زیادہ اپنے خدا کا اطاعت گزار ہے اور اپنے نفس کو فریب دینے والا وہ ہے جو اپنے خدا کا نافرمان ہے گھاٹے میں وہ ہے جس نے اپنے نفس کو فریب دے کر نقصان پہنچایا اور قابل غبطہ وہ ہے جس کا دین سالم رہا نیک بخت وہ ہے جس نے دوسروں سے نصیحت حاصل کی اور بدنصیب وہ ہے جس نے خواہشات سے دھوکہ کھایا۔

خوب سمجھ لو کہ ریاکاری ذرا سی بھی ہو تو ایک قسم کا شرک ہے اور نفس پرستوں کی ہمنشینی ایمان کے فراموش ہونے اور شیطان کے پہنچنے کی جگہ ہے جھوٹ سے کنارہ کش رہو اس لئے کہ وہ ایمان سے کنارہ کش ہے۔ سچ بولنے والا نجات و سربلندی کے دہانہ پر ہے اور جھوٹ بولنے والا ذلت و خواری کے کنارے پر ہے ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو کیونکہ یہ نیکیوں کا مونڈ دینا ہے یاد رکھو کہ دنیاوی امید عقل کو بھول میں ڈال دیتی ہے اور ذکر خدا کو فراموش کر دیتی ہے لہذا امید کی مخالفت کرو کیونکہ یہ فریب ہے اور امید رکھنے والا فریب خوردہ ہے۔

۸۷

ستاسیواں خطبہ

اہلِ عِلم و تقویٰ کا تعارف
اور
مصنوعی عُلماء کی شناخت

عِبَادَ اللهِ، إِنَّ مِنْ أَحَبِّ عِبَادِ اللهِ
إِلَيْهِ عَبْداً أَعَانَهُ اللهُ عَلَى نَفْسِهِ
فَاسْتَشْعَرَ الْحُزْنَ وَتَجَلْبَبَ الْخَوْفَ
فَزَهَرَ مِصْبَاحُ الْهُدَى فِي قَلْبِهِ
وَأَعَدَّ الْقِرَى لِيَوْمِهِ النَّازِلِ بِهِ
فَقَرَّبَ عَلَى نَفْسِهِ الْبَعِيدَ وَهَوَّنَ
الشَّدِيدَ.

نَظَرَ فَأَبْصَرَ وَذَكَرَ فَاسْتَكْثَرَ وَارْتَوَى
مِنْ عَذْبٍ فُرَاتٍ سُهِّلَتْ لَهُ مَوَارِدُهُ فَشَرِبَ
نَهَلاً وَسَلَكَ سَبِيلاً جَدَداً قَدْ خَلَعَ سَرَابِيلَ
الشَّهَوَاتِ وَتَخَلَّى مِنَ الْهُمُومِ إِلاَّ
هَمّاً وَاحِداً انْفَرَدَ بِهِ فَخَرَجَ مِنْ صِفَةِ
الْعَمَى وَمُشَارَكَةِ أَهْلِ الْهَوَى وَصَارَ
مِنْ مَفَاتِيحِ أَبْوَابِ الْهُدَى وَ
مَغَالِيقِ أَبْوَابِ الرَّدَى.

قَدْ أَبْصَرَ طَرِيقَهُ وَسَلَكَ سَبِيلَهُ وَ
عَرَفَ مَنَارَهُ وَقَطَعَ غِمَارَهُ وَاسْتَمْسَكَ مِنَ
الْعُرَى بِأَوْثَقِهَا وَمِنَ الْحِبَالِ بِأَمْتَنِهَا فَهُوَ
مِنَ الْيَقِينِ عَلَى مِثْلِ ضَوْءِ الشَّمْسِ.

خدا کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سے وہ بندہ سب سے زیادہ محبوب ہے جسے اس نے اپنے نفس سے خلاف ورزی کرنے کی توفیق بخشی ہے پس اس نے غم و حزن کو اندرونی لباس پہنا کر خوف خدا کی چادر اوڑھ لی ہے پس فانوس قلب میں چراغ ہدایت روشن ہے جس نے آنے والی موت کے دن کے لئے سامان ضیافت مہیا کر لیا۔ موت کو دور ہونے کے باوجود قریب سمجھا اور (حصول نجات کے لئے) ہر مشکل کو آسان سمجھا۔

جس نے (نگاہ عبرت سے) کائنات کو دیکھا اور حقیقت کو سمجھ لیا ذکر خدا کی کثرت سے عمل خیر بجا لایا جن گھاٹوں پر رسائی آسان تھی ان پر کمالات کے شیریں چشموں سے خوب چھک کر بار بار پانی پیا اور ہموار راہ کا سالک رہا اور خواہشات نفسانی کے لباس اتار پھینکے اور سوائے ایک (حصول تقرب) کے غم کے جس میں وہ منفرد ہے تمام غموں سے علیحدگی کر لی پس وہ گمراہی اور ہوس پرستوں کی صحبت ترک کر کے جنت کے دروازوں کی کنجیاں اور دوزخ کے دروازوں کا ایک قفل بن گیا۔

جس نے ایمان کی راہ کو سمجھا اور اس پر چل پڑا حق کے مینار کو پہچانا اور اس کی دشواریوں کو طے کر لیا دین کی مستحکم ترین کڑی اور مضبوط ترین رسی کو تھام لیا وہ یقین کے اس نورانی ماحول میں ہے کہ جس کی چمک دمک آفتاب کی ضیا باری سے ملتی جلتی ہے۔

قَدْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ فِي
أَرْفَعِ الْأُمُورِ مِنْ إِصْدَارِ كُلِّ وَارِدٍ
عَلَيْهِ وَتَصْيِيرِ كُلِّ فَرْعٍ إِلَى أَصْلِهِ.
مِصْبَاحُ ظُلُمَاتٍ كَشَّافُ
عَشَوَاتٍ مِفْتَاحُ مُبْهَمَاتٍ دَفَّاعُ مُعْضِلَاتٍ
دَلِيلُ فَلَوَاتٍ يَقُولُ فَيُفْهِمُ وَيَسْكُتُ
فَيَسْلَمُ قَدْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ فَاسْتَخْلَصَهُ
فَهُوَ مِنْ مَعَادِنِ دِينِهِ وَ
أَوْتَادِ أَرْضِهِ.

قَدْ أَلْزَمَ نَفْسَهُ الْعَدْلَ فَكَانَ
أَوَّلُ عَدْلِهِ نَفْيَ الْهَوَى عَنْ نَفْسِهِ
يَصِفُ الْحَقَّ وَيَعْمَلُ بِهِ لَا يَدَعُ لِلْخَيْرِ
غَايَةً إِلَّا أَمَّهَا وَلَا مَظِنَّةً إِلَّا قَصَدَهَا
قَدْ أَمْكَنَ الْكِتَابَ مِنْ زِمَامِهِ فَهُوَ
قَائِدُهُ وَإِمَامُهُ يَحُلُّ حَيْثُ حَلَّ ثَقَلُهُ
وَيَنْزِلُ حَيْثُ كَانَ مَنْزِلُهُ.

وَآخَرُ قَدْ تَسَمَّى عَالِمًا وَلَيْسَ بِهِ
فَاقْتَبَسَ جَهَائِلَ مِنْ جُهَّالٍ وَأَضَالِيلَ مِنْ
ضُلَّالٍ وَنَصَبَ لِلنَّاسِ أَشْرَاكًا مِنْ حَبَائِلِ
غُرُورٍ وَقَوْلِ زُورٍ.

قَدْ حَمَلَ الْكِتَابَ عَلَى آرَائِهِ وَ
عَطَفَ الْحَقَّ عَلَى أَهْوَائِهِ يُؤْمِنُ مِنَ الْعَظَائِمِ
وَيُهَوِّنُ كَبِيرَ الْجَرَائِمِ.

يَقُولُ أَقِفُ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ وَفِيهَا
وَقَعَ وَأَعْتَزِلُ الْبِدَعَ وَبَيْنَهَا اضْطَجَعَ
فَالصُّورَةُ صُورَةُ إِنْسَانٍ وَالْقَلْبُ قَلْبُ حَيَوَانٍ
لَا يَعْرِفُ بَابَ الْهُدَى فَيَتَّبِعَهُ وَلَا بَابَ

اس نے اپنے نفس کو صرف اللہ کے لئے سب سے بڑے
امر (ہدایت خلق) کے لئے مخصوص کر دیا ہے کہ ہر مشکل کو جو اس کے سامنے
آئے حل کر دے اور ہر فرع کو اس کی اصل اور ماخذ تک پہنچا دے۔

وہ تاریکیوں میں روشنی پھیلانے والا الجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھانے
والا مجمل مسائل کی کنجی مشکلوں کو دور کرنے والا بیابانوں میں رہنمائی
کرنے والا ہے وہ جب بولتا ہے تو سمجھا دیتا ہے اور جب چپ رہتا
ہے تو اس لئے کہ اس میں سلامتی ہے اس نے خدا سے اخلاص برتا تو اس
نے بھی اسے اپنا خالص بندہ بنا لیا۔ اس کے دین کی کانوں میں سے ایک
کان اور اس کی زمین کی میخوں میں سے ایک میخ ہے (جس پہ زمین ٹھہری ہے)

اس نے اپنے نفس کو عدل و انصاف کا پابند کر رکھا ہے پہلا عدل
خواہشات کو نفس سے دور رکھنا ہے حق کا اعلان کرتا ہے اور اس کا
پابند ہے نیکی کی کوئی انتہا نہیں جس کا اس نے ارادہ نہ کیا ہو کوئی ایسی
جگہ نہیں جہاں نیکی کا امکان ہو اور اس نے قصد نہ کیا ہو۔ اس نے اپنی
باگ ڈور قرآن کے ہاتھ میں دے دی ہے لہٰذا وہی اس کا قائد اور
پیشوا ہے جہاں وہ اپنا بار اتارتا ہے یہ بھی اترتا ہے اور جہاں وہ منزل
کرتی ہے یہ بھی اپنی منزل ڈال دیتا ہے۔

(اس کے مقابلہ میں) دوسرا شخص بھی ہے جس نے اپنا نام عالم رکھ
لیا ہے حالانکہ عالم نہیں ہے اس نے چند جاہلوں اور گمراہیوں کو جاہلوں
اور گمراہوں سے بٹور لیا ہے اور لوگوں کے لئے مکر و فریب کے پھندے
اور غلط باتوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔

یہ کتاب خدا کی اپنی منشا کے مطابق تفسیر کرتا ہے اور حق کو اپنی
خواہشات کی طرف موڑ لیتا ہے لوگوں کو گناہان کبیرہ سے مطمئن کرتا ہے اور
بڑے بڑے جرموں کو سبک ظاہر کرتا ہے۔

کہتا ہے کہ میں شبہوں سے رک جاتا ہوں مگر انہی میں پڑا ہوا ہے
اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں بدعتوں سے دور رہتا ہوں مگر انہی میں پڑا ہوا
ہے اس کی شکل و صورت تو انسان کی سی ہے مگر دل حیوانوں کا سا ہے نہ
اسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ اس کا رخ کر سکے اور نہ گمراہی کا

وَتُوْرِدُهُمْ صَفْوَهَا وَلَا يَرْفَعُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَوْطَهَا وَلَا سَيْفَهَا وَكَذَبَ الظَّانُّ لِذٰلِكَ بَلْ هِيَ مَجَّةٌ مِنْ لَذِيْذِ الْعَيْشِ يَتَطَعَّمُوْنَهَا بُرْهَةً ثُمَّ يَلْفِظُوْنَهَا جُمْلَةً۔	سے سیر کرتی ہے اور انہیں سیراب کرنے کے لئے اپنے صاف چشمہ پر اتارتی رہے گی اور اب اس امت کو ان کے تازیانوں اور تلواروں سے نجات نہیں ملے گی مگر ایسا خیال کرنے والا غلط فہمی میں ہے یہ تو زندگی کے مزوں میں سے چند شیریں قطرے ہیں جسے کچھ دیر تک یہ چوسیں گے اور پھر سارے کا سارا اگل دیں گے۔

سلہ قرآن مجید کے متعدد آیات اس پر شاہد ہیں کہ شہداء راہ خدا کی روحیں اگرچہ بظاہر بدن سے جدا ہو جاتی ہیں پھر بھی وہ زندہ جاوید ہیں جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے :-

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ،	جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ گمان نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں سے روزی پاتے ہیں

دوسرے مقام پر فرماتا ہے :-

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ	جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ نہ کہنا بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

رہا یہ خیال کہ یہ عقلاً کیونکر ممکن ہے تو جو لوگ خدا کی غیر محدود قدرت پر ایمان رکھتے ہیں انہیں یقین ہے کہ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر خداوند عالم ہر شئی پر قادر ہے۔

آج دنیا میں ایسی میتیں موجود ہیں جنہیں مادی اسباب کے ذریعہ محفوظ کر لیا گیا ہے ان کے بدنوں پر تغیر و تبدل کا کوئی اثر نہیں معاویہ کے زمانہ میں میدان احد سے ایک نہر گذاری گئی تو کھدائی کرتے وقت ایک کدال ایک شہید کے پیر پر لگ گئی تو خون کا فوارہ بہہ نکلا چنانچہ شہداء احد کی جو قبریں نہر کی زد میں آتی تھیں ان میں سے شہداء کو نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا جب شہداء راہ خدا کے یہ مدارج ہیں تو جن بزرگواروں کو خداوند عالم نے اپنے اور مخلوق کے درمیان واسطہ اور وسیلہ اور ہادی خلق بنا کر خود منتخب کر کے بھیجا ہو اور انہیں عالمین کا پیشوا مقرر کیا ہو وہ خدا کی بے زوال قدرت سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق ہے فاماته الله مائة عام. انہیں قدرت نے موت دے دی ایک سو سال تک مردہ پڑے رہے مگر جسم میں کوئی تغیر نہیں آنے پایا۔ نہ ہی کے جسم میں تغیر کیا وطعامہ لم يتسنه جو کھانا ان کے ساتھ تھا اس میں بھی تغیر نہیں آنے پایا۔

اس لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت علیہم السلام زندہ ہیں اور ان کے اجسام طاہرہ ہر قسم کے تغیرات سے محفوظ ہیں۔

سلہ فَاِنَّ اَكْثَرَ الْحَقِّ فِيْمَا تُنْكِرُوْنَ فرما کر اپنے اپنے اصحاب کے متعلق اعلان فرما دیا کہ بہت کم تمہارا حق پر ایمان ہے ایسی چیزوں پر ایمان زیادہ ہے جو حق کے خلاف ہے۔

اسی وجہ سے اس کے بعد تاکید فرمائی ہے فلا تُسَتَّتنموا الرای فیما لا یدرہ قعرہ البصر یعنی جس امر کی تہہ تک تمہاری نظر نہیں پہنچ سکتی اس امر میں اپنی رائے کو دخل نہ کرو یہ کہہ کر امت کو دین میں رائے زنی سے منع فرما دیا ہے مگر امت نے آپ کی رحلت کے بعد ہی اپنی رائے سے خلیفہ انتخاب کر لیا اور یہ رائے کا ایسا سلسلہ چلا کر رائے کے نام بدلتے رہے کہیں اجماع، کہیں نص، کہیں شوریٰ، کہیں قہر و غلبہ کے نام رکھے جاتے رہے مگر ہر جگہ رائے کار فرما رہی۔ کسی انتخاب کے وقت نہ قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھی گئی اور نہ حدیث رسولؐ۔ چنانچہ اب صرف خلافت کا لفظ نہیں رہا مگر رائے کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور آج اسے اسلامی جمہوریت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس رائے زنی کا نتیجہ نکلا کہ کئی حلال حرام اور حرام حلال کر دیئے گئے اسی رائے کا سلسلہ یزیدؔ کی شکل میں ظاہر ہو کر رہا جس نے اسلام کی کایا پلٹ دی اور اگر فرزند رسولؐ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی قربانیوں سے اسلام کا دوبارہ احیاء نہ فرماتے تو آج اسلام کا نام باقی نہ رہتا نہ کام۔

۳ھ ثقل کے معنی مسافر کے سامان کے بھی ہیں اور گرانقدر نفیس شئے کے بھی۔ دونوں صورتوں میں اس کی حفاظت امت کا فرض ہے۔ عترت رسولؐ کی حفاظت کم از کم اتنی ضرور فرض ہے جتنی قرآن کا احترام اور اس کی حفاظت واجب ہے۔ حفاظت کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کو صرف الماری میں رکھ دیا جائے بلکہ یہ ہے کہ اسے پڑھا جائے، سمجھا جائے اور اس کے احکام پر عمل کیا جائے من و عن اسی طرح عترت رسولؐ کا احترام، تمسک اور ان کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب قرآن و اہل بیت علیہم السلام سے ایک جیسی محبت ہو اور انہیں اپنا محکوم نہیں بلکہ حاکم اور رہنما تسلیم کیا جائے۔

چونکہ کتاب کی نسبت اللہ کی طرف اور عترت کی رسولؐ کی طرف ہے اس لئے حفظ مراتب کا لحاظ کر کے آپ نے قرآن کو ثقل اکبر اور اہل بیت علیہم السلام کو ثقل اصغر فرمایا ہے ورنہ تمسک میں اہمیت کے لحاظ سے دونوں کا درجہ برابر ہے اور ظاہر ہے کہ افادیت کے لحاظ سے ناطق کا درجہ صامت سے مقدم ہے۔ صامت کے مفہوم بدل سکتے جاتے ہیں لیکن ناطق کے دربار میں یہ جرأت نہیں کی جا سکتی۔

۸۸

اٹھاسیواں خطبہ

خود رائی پر زجر و توبیخ

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَقْصِمْ جَبَّارِي دَهْرٍ قَطُّ إِلَّا بَعْدَ تَمْهِيلٍ وَرَخَاءٍ وَلَمْ يَجْبُرْ عَظْمَ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا بَعْدَ أَزْلٍ وَبَلَاءٍ وَفِي دُونِ مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ عَتْبٍ وَمَا اسْتَدْبَرْتُمْ مِنْ خَطْبٍ مُعْتَبَرٌ۔

وَمَا كُلُّ ذِي قَلْبٍ بِلَبِيبٍ وَلَا كُلُّ ذِي سَمْعٍ بِسَمِيعٍ وَلَا كُلُّ نَاظِرٍ بِبَصِيرٍ فَيَا عَجَباً وَمَا لِيَ لَا أَعْجَبُ مِنْ خَطَإِ هٰذِهِ الْفِرَقِ عَلَى اخْتِلَافِ حُجَجِهَا فِي دِينِهَا۔

لَا يَقْتَصُّونَ أَثَرَ نَبِيٍّ وَلَا يَقْتَدُونَ بِعَمَلِ وَصِيٍّ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِغَيْبٍ وَلَا يَعِفُّونَ عَنْ عَيْبٍ يَعْمَلُونَ فِي الشُّبُهَاتِ وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ الْمَعْرُوفُ عِنْدَهُمْ مَا عَرَفُوا وَالْمُنْكَرُ عِنْدَهُمْ مَا أَنْكَرُوا۔

مَفْزَعُهُمْ فِي الْمُعْضِلَاتِ إِلَى أَنْفُسِهِمْ وَتَعْوِيلُهُمْ فِي الْمُهِمَّاتِ عَلَى آرَائِهِمْ كَأَنَّ كُلَّ امْرِئٍ مِنْهُمْ إِمَامُ نَفْسِهِ قَدْ أَخَذَ مِنْهَا فِيمَا يَرَى بِعُرًى ثِقَاتٍ وَأَسْبَابٍ مُحْكَمَاتٍ۔

حمد خدا تعالیٰ کے بعد واضح ہو کہ اللہ نے کسی زمانہ کے سرکشوں کو برباد نہیں کیا مگر مہلت اور فراغت دینے کے بعد اور کسی امت کی ہڈیوں کو نہیں جوڑا مگر سختی اور امتحان کے بعد۔ جن شدائد کا تمہیں سامنا ہے اور جن مصیبتوں سے دوچار ہو چکے ہو ان سے کم بھی سرتاسر عبرت ہی عبرت ہیں۔

مگر نہ تو ہر دل رکھنے والا عقلمند ہوتا ہے نہ ہر کان رکھنے والا سننے والا اور نہ ہر آنکھ رکھنے والا دیکھتا بھی ہے۔ پس کس قدر تعجب ہے اور میں کیوں نہ ان فرقوں کی خطاؤں پہ تعجب کروں جنہوں نے اپنے دین کی دلیلوں میں اختلاف پیدا کر رکھے ہیں۔

جو نہ نبی کے نقش قدم پر چلتے ہیں نہ وصی پیغمبر کی پیروی کرتے ہیں نہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ کسی عیب سے پرہیز کرتے ہیں۔ مشکوک اور مشتبہ پر ان کا عمل ہے خواہشات نفس کی راہ پر چلتے رہتے ہیں۔

جس چیز کو وہ پسند کریں ان کے نزدیک وہی اچھی ہے اور جسے وہ ناپسند کریں ان کے نزدیک وہی بری ہے۔

مشکل مسائل میں ان کی پناہ گاہ خود ان کا ضمیر ہے اور دین کے مبہم امور میں اپنی ہی رائے پر اعتماد کرتے ہیں گویا ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کا خود امام ہے اور اس نے اپنی جگہ اپنی رائے سے جو کچھ طے کر لیا ہے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مستحکم و مضبوط ذرائع سے حاصل ہے

نواسیواں خطبہ

بعثت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَطُولِ هَجْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ وَاعْتِزَامٍ مِنَ الْفِتَنِ وَانْتِشَارٍ مِنَ الْأُمُورِ وَتَلَظٍّ مِنَ الْحُرُوبِ وَالدُّنْيَا كَاسِفَةُ النُّورِ ظَاهِرَةُ الْغُرُورِ عَلَى حِينِ اصْفِرَارٍ مِنْ وَرَقِهَا وَإِيَاسٍ مِنْ ثَمَرِهَا وَاغْوِرَارٍ مِنْ مَائِهَا.

قَدْ دَرَسَتْ مَنَارُ الْهُدَى وَظَهَرَتْ أَعْلَامُ الرَّدَى فَهِيَ مُتَجَهِّمَةٌ لِأَهْلِهَا عَابِسَةٌ فِي وَجْهِ طَالِبِهَا ثَمَرُهَا الْفِتْنَةُ وَطَعَامُهَا الْجِيفَةُ وَشِعَارُهَا الْخَوْفُ وَدِثَارُهَا السَّيْفُ

فَاعْتَبِرُوا عِبَادَ اللهِ وَاذْكُرُوا تِيكَ الَّتِي آبَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ بِهَا مُرْتَهَنُونَ وَعَلَيْهَا مُحَاسَبُونَ.

وَلَعَمْرِي مَا تَقَادَمَتْ بِكُمْ وَلَا بِهِمُ الْعُهُودُ وَلَا خَلَتْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمُ الْأَحْقَابُ وَالْقُرُونُ وَمَا أَنْتُمُ الْيَوْمَ مِنْ يَوْمَ كُنْتُمْ فِي أَصْلَابِهِمْ بِبَعِيدٍ

وَاللهِ مَا أَسْمَعَهُمُ الرَّسُولُ شَيْئاً إِلَّا وَهَا أَنَا ذَا الْيَوْمَ مُسْمِعُكُمُوهُ وَمَا أَسْمَاعُكُمُ الْيَوْمَ بِدُونِ أَسْمَاعِهِمْ بِالْأَمْسِ وَلَا شُقَّتْ لَهُمُ الْأَبْصَارُ وَلَا جُعِلَتْ لَهُمُ الْأَفْئِدَةُ

اللہ نے انہیں اس وقت بھیجا جب رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا۔ امتیں طویل غفلت میں تھیں فتنوں کا زور تھا۔ امر کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔ جنگ و جدل کے شعلے بھڑک رہے تھے۔

دنیا بے نور تھی۔ غرور ظاہر تھا جب اس کے پتے زرد ہو چکے تھے اور پھلوں سے ناامیدی ہو چکی تھی۔ پانی زمین میں جذب ہو چکا تھا۔

ہدایت کے مینار مٹ چکے تھے۔ ہلاکت کے علم بلند تھے اور وہ اپنے رہنے والوں سے غیظ و غضب اور طلب گاروں سے ترش روئی ظاہر کر رہی تھی اس کا پھل فتنہ و فساد اور اس کی غذا مردار تھی اس کا اندر کا لباس خوف اور باہر کا پیراہن تلوار تھی۔

خدا کے بندو! عبرت حاصل کرو اور اپنے باپ دادا اور بھائیوں وغیرہ کے وہ اعمال یاد کرو جن میں رہن (جکڑے ہوئے) ہیں اور جن پر ان سے حساب لیا جائے گا۔

اور اپنی جان کی قسم تمہارا زمانہ ان کے زمانہ سے بہت دور نہیں اور نہ تمہارے اور ان کے درمیان صدیوں اور قرنوں کا فاصلہ ہے اور تم اس دن سے زیادہ دور نہیں ہوئے جب ان کے صلبوں میں تھے۔

بخدا! پیغمبر اسلامؐ جو باتیں تمہیں سنا چکے تھے وہی آج میں بھی سنا رہا ہوں اور آج تمہاری سماعت کل کی سماعت سے پست نہیں ہے اور جس طرح اس وقت ان کی آنکھیں کھولی گئیں اور دل دیے گئے تھے ویسی ہی آنکھیں اور ویسے ہی دل اس وقت تمہیں

فِي ذَلِكَ إِلَّا وَإِنَّ إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيتُمْ مِثْلَهَا فِي هَذَا الزَّمَانِ وَاللهِ مَا بُصِّرْتُمْ بَعْدَهُمْ شَيْئاً جَهِلُوهُ وَلَا أُصْفِيتُمْ بِهِ وَحُرِمُوهُ. وَلَقَدْ نَزَلَتْ بِكُمُ الْبَلِيَّةُ جَائِلاً خِطَامُهَا رِخْواً بِطَانُهَا فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ مَا أَصْبَحَ فِيهِ أَهْلُ الْغُرُورِ فَإِنَّمَا هُوَ ظِلٌّ مَمْدُودٌ إِلَى أَجَلٍ مَعْدُودٍ -

دیئے گئے ہیں۔ بخدا تمہیں کوئی ایسی نئی چیز نہیں بتائی گئی جس سے وہ ناآشنا تھے اور نہ تمہیں کسی ایسے کام کے لئے چن گیا ہے جس سے وہ محروم تھے۔

بے شک تمہیں ایک ایسی مصیبت پیش آگئی ہے جس کی نکیل جھول رہی ہے اور تنگ ڈھیلا پڑ گیا ہے دیکھو! کہیں ان فریبوں کے دھوکہ میں تم نہ آجاؤ کیونکہ دنیا ایک پھیلا ہوا سایہ ہے جس کی مدت گنتی کے چند دن ہیں۔

سلہ مفتی محمد عبدہٗ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کے اس ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ جیسے احکام رسول اکرمؐ دیتے تھے ویسے ہی میں بھی دیتا ہوں جیسے ان کے احکام سن کر کوئی آنحضرتؐ کی تابعداری اور کوئی سرتابی کرتا تھا۔ یہی حال تمہارا بھی ہے کہ کوئی میرے حکم پر عمل کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا۔

سلہ بلیّہ سے مراد فتنہ معاویہ ہے اس سے بڑھ کر مسلمانوں میں کوئی بلا نازل نہیں ہوئی (نعمانیہ کافیہ ص[illegible])

عن ابن مسعود ان لکل دین آفتہ و آفتہ ھذا الدین بنو امیتہ ہر مذہب میں ایک فتنہ ہوتا ہے اور اسلام کا فتنہ بنی امیہ ہیں۔ علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ قرآن میں شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں۔

خطبہ ۹۰

صفاتِ باری تعالیٰ

الحمد لله المعروف من غير رؤية والخالق من غير روية الذي لم يزل قائماً دائماً اذ لا سماء ذات ابراج ولا حجب ذات ارتاج ولا ليل داج ولا بحر ساج ولا جبل ذو فجاج ولا فج ذو اعوجاج ولا ارض ذات مهاد ولا خلق ذو اعتماد.

ذلك مبتدع الخلق ووارثه واله الخلق ورازقه والشمس والقمر دائبان في مرضاته يبليان كل جديد ويقربان كل بعيد قسم ارزاقهم واحصى آثارهم واعمالهم وعدد انفاسهم وخائنة اعينهم وما تخفي صدورهم من الضمير ومستقرهم ومستودعهم من الارحام والظهور الى ان تتناهى بهم الغايات.

هو الذي اشتدت نقمته على اعدائه في سعة رحمته واتسعت رحمته لاوليائه في شدة نقمته قاهر من عازه ومدمر من شاقه ومذل من ناواه وغالب من عاداه ومن توكل عليه كفاه ومن سأله اعطاه ومن اقرضه قضاه ومن شكره جزاه.

عباد الله زنوا انفسكم قبل ان توزنوا وحاسبوها من قبل ان تحاسبوا وتنفسوا قبل ضيق الخناق وانقادوا قبل عنف السياق واعلموا انه من لم يعن على نفسه حتى يكون له منها واعظ وزاجر لم يكن له من غيرها زاجر ولا واعظ.

تمام حمد اس خدا کے لیے ہے جو بغیر دیکھے پہچانا ہوا ہے اور غور و فکر کے بغیر خلق کرنیوالا ہے وہ ہمیشہ قائم و دائم تھا جب نہ برجوں والا آسمان تھا نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے نہ تاریک رات نہ پرسکون سمندر نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ نہ پیچدار پہاڑی رستے نہ زمین کا گہوارہ تھا. نہ طاقت ور مخلوق.

وہی پہلے پہل خلق کرنیوالا اور مخلوق کا وارث ہے ساری مخلوق کا معبود اور اسکا رازق ہے چاند سورج اسکی مرضیوں کی راہوں میں رواں دواں ہیں ہر نئی چیز کو کہنہ اور ہر دور افتادہ کو نزدیک بناتے ہیں اس نے سب کی روزیاں تقسیم کردیں اور انکے افعال و اعمال اور سانسوں کے عدد اور گوشہائے چشم کے اشاروں اور جو راز انکے سینوں میں پوشیدہ ہیں اور آبا و اجداد کے پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں جہاں انکی قرارگاہ اور محل سپردگی ہے سب جانتا ہے یہاں تک کہ ان کی عمر کی منزلیں انتہا تک پہنچ جائیں.

وہ وہی ہے کہ دشمنوں پر وسیع رحمت کے باوجود اسکا عذاب سخت ہے اور دوستوں پر عذاب کی سختی کے باوجود اسکی رحمت کشادہ ہے. جو اسے دبانا چاہے اس پر قابو پانیوالا جو اس سے ٹکرائے اسے برباد کرنیوالا جو اسکی مخالفت کرے اسے ذلیل کرنیوالا جو اس سے دشمنی رکھے اس پر غالب رہنے والا جو اس پر بھروسہ رکھے اسے بے نیاز کرنیوالا جو اس سے سوال کرے عطا کرنیوالا جو اسے (عمل صالح کا) قرضہ دے اسے اجر دینے والا اور جو اسکا شکر گزار ہو اسے بدلہ دینے والا ہے.

خدا کے بندو! قبل اسکے روز محشر میزان میں تولا جائے اپنے نفسوں کو تول لو اور قبل اسکے اللہ کیطرف سے محاسبہ ہو خود ہی اپنا محاسبہ کر لو گلے کا پھندا تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو. اور خوب سمجھ لو کہ جسے یہ توفیق نہ ہو کہ وہ اپنے نفس کو عذر و نصیحت کر کے برائیوں سے متنبہ کرے تو پھر کسی دوسرے کا وعظ و توبیخ بھی اس پر اثر نہیں کر سکتا.

خطبہ ۹۱

خطبہ اشباح

حقائق کائنات کے معلومات کا خزانہ عامرہ

امیرالمومنینؑ کا بہترین خطبہ

تعرف بخطبة الاشباح و هی من جلائل خطبه علیه السّلام وکان سأله سائل ان یصف الله حتی کانه یراه عیانا فغضب علیه السّلام لذالك وقال.

یہ خطبہ اشباح کے نام سے مشہور ہے اور اسے آپ کے جلیل ترین خطبات میں شمار کیا جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ آپ اللہ کی اس طرح تعریف کریں اور ایسا معلوم ہو کہ ہم اسے دیکھ رہے ہیں اس پر حضرتؑ غضبناک ہوگئے اور فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ وَالْجُمُودُ وَلَا يُكْدِيهِ الْاِعْطَاءُ وَالْجُودُ. اِذْ كُلُّ مُعْطٍ مُنْتَقِصٌ سِوَاهُ وَكُلُّ مَانِعٍ مَذْمُومٌ مَا خَلَاهُ.

تمام حمد اس خدا کے لئے ہے جو فیض و بخشش کے روکنے سے مالدار نہیں ہو جاتا اور جود و عطا اسے تہی دست اور فقیر نہیں بنا سکتے اس لئے کہ ہر دینے والے کے یہاں اس کے سوا داد و دہش سے کمی آجاتی ہے اور جو ہاتھ روک لے اسے برا سمجھا جاتا ہے۔

وَهُوَ الْمَنَّانُ بِفَوَائِدِ النِّعَمِ وَعَوَائِدِ الْمَزِيدِ وَالْقِسَمِ.

وہ مفید نعمتیں اور بخششوں پر بخششیں اور روزیوں کی تقسیم پر ممنون احسان کرنے والا ہے۔

عِيَالُهُ الْخَلْقُ ضَمِنَ اَرْزَاقَهُمْ وَقَدَّرَ اَقْوَاتَهُمْ وَنَهَجَ سَبِيلَ الرَّاغِبِينَ اِلَيْهِ وَالطَّالِبِينَ مَا لَدَيْهِ وَلَيْسَ بِمَا سُئِلَ بِاَجْوَدَ مِنْهُ بِمَا لَمْ يُسْاَلْ.

مخلوق اس کے عیال ہیں اس نے ان کے رزق کی ذمہ داری لی ہے اور روزیاں معین کر دی ہیں اس نے رغبت کرنے والوں اور اپنی نعمت کے طلب گاروں کے لئے راستہ کھلا رکھا ہے وہ مانگی ہوئی چیزوں کو بے مانگی ہوئی چیزوں کی بہ نسبت زیادہ دینے والا نہیں۔

اَلْاَوَّلُ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلٌ فَيَكُونَ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَالْآخِرُ الَّذِي لَيْسَ لَهُ بَعْدٌ فَيَكُونَ شَيْءٌ بَعْدَهُ.

وہ ایسا اوّل ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں کہ اس سے قبل کسی چیز کا تصور کیا جا سکے اور ایسا آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں کہ کوئی شی اس کے بعد ہو سکے۔

وَالرَّادِعِ أَنَاسِيَّ الْأَبْصَارِ
عَنْ أَنْ تَنَالَهُ أَوْ تُدْرِكَهُ، مَا اخْتَلَفَ
عَلَيْهِ دَهْرٌ فَيَخْتَلِفَ مِنْهُ الْحَالُ، وَ
لَا كَانَ فِي مَكَانٍ فَيَجُوزَ عَلَيْهِ الْاِنْتِقَالُ
وَلَوْ وَهَبَ مَا تَنَفَّسَتْ عَنْهُ
مَعَادِنُ الْجِبَالِ وَضَحِكَتْ عَنْهُ أَصْدَافُ
الْبِحَارِ مِنْ فِلِزِّ اللُّجَيْنِ وَالْعِقْيَانِ وَ
نُثَارَةِ الدُّرِّ وَحَصِيدِ الْمَرْجَانِ مَا أَثَّرَ
ذٰلِكَ فِي جُودِهِ وَلَا أَنْفَدَ سَعَةَ مَا عِنْدَهُ۔
وَلَكَانَ عِنْدَهُ مِنْ ذَخَائِرِ الْأَنْعَامِ
مَا لَا تُنْفِدُهُ مَطَالِبُ الْأَنَامِ۔
لِأَنَّهُ الْجَوَادُ الَّذِي لَا يَغِيضُهُ
سُؤَالُ السَّائِلِينَ وَلَا يُبْخِلُهُ إِلْحَاحُ
الْمُلِحِّينَ فَانْظُرْ أَيُّهَا السَّائِلُ فَمَا دَلَّكَ
الْقُرْآنُ عَلَيْهِ مِنْ صِفَتِهِ فَائْتَمَّ بِهِ وَ
اسْتَضِئْ بِنُورِ هِدَايَتِهِ وَمَا كَلَّفَكَ
الشَّيْطَانُ عِلْمَهُ مِمَّا لَيْسَ فِي الْكِتَابِ عَلَيْكَ
فَرْضُهُ وَلَا فِي سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَأَئِمَّةِ الْهُدٰى أَثَرُهُ فَكِلْ عِلْمَهُ إِلَى اللّٰهِ
سُبْحَانَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ مُنْتَهٰى حَقِّ اللّٰهِ عَلَيْكَ
وَاعْلَمْ أَنَّ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ
هُمُ الَّذِينَ أَغْنَاهُمْ عَنِ اقْتِحَامِ السُّدَدِ
الْمَضْرُوبَةِ دُونَ الْغُيُوبِ الْإِقْرَارُ بِجُمْلَةِ
مَا جَهِلُوا تَفْسِيرَهُ مِنَ الْغَيْبِ الْمَحْجُوبِ
فَمَدَحَ اللّٰهُ اعْتِرَافَهُمْ بِالْعَجْزِ
عَنْ تَنَاوُلِ مَا لَمْ يُحِيطُوا بِهِ عِلْمًا وَسَمّٰى
تَرْكَهُمُ التَّعَمُّقَ فِيمَا لَمْ يُكَلِّفْهُمُ الْبَحْثَ

وہ آنکھ کی پتلیوں میں بیٹھنے والے انسانوں کو روک دیتا ہے
کہ وہ اسے پا سکیں یا اس کی حقیقت تک پہنچ سکیں زمانے
کے انقلابات اس پر اثر انداز نہیں ہوتے کہ اس کے حالات
میں تغیر و تبدل ہو وہ کسی محل میں نہیں ہے کہ اس کیلئے نقل و حرکت ہو سکے
اور اگر وہ تمام خالص سونے اور چاندی کے خزانے جنہیں
پہاڑوں کے معدن سانس لے لے کر تیار کرتے ہیں اور بکھرے ہوئے
موتی جنہیں صدف ہنس کر اگل دیتے ہیں اور مرجان کی کٹائی ہوئی
شاخیں بخش دے تو اس کے جود و سخا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور
اس کے پاس جو بے اندازہ ذخیرہ ہے وہ ختم نہیں ہوتا۔
پھر بھی اس کے پاس انعام و اکرام کے اتنے ذخیرے موجود
رہیں گے کہ ساری دنیا کی مانگیں اسے ختم نہیں کر سکتیں۔
اس لئے کہ وہ ایسا کرم گستر ہے جس کی عطا کو مانگنے والوں کی
حاجت روائی مفلس نہیں بنا سکتی اور نہ حد سے بڑھا ہوا اصرار بخیل
بنا سکتا ہے۔ اے (صفات باری) دریافت کرنے والے دیکھ! قرآن مجید
نے اس کی جن صفتوں کی رہبری کی ہے اس کی پیروی کرو اور اس
کے نور ہدایت سے روشنی حاصل کرتے رہو اور جو چیزیں نہ قرآن میں
واجب ہیں اور نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت
ائمہ ہدیٰ میں ان کا نام و نشان ہے صرف شیطان نے ان کے جاننے
کی تمہیں تکلیف دی ہے اس کا علم خدا ہی کے حوالے رہنے دو
اور یہی تم پر اللہ کا آخری حق ہے۔
اور جان لو کہ علم میں راسخ وہ لوگ ہیں جنہیں غیب پر پڑے
ہوئے پردوں میں درّانہ گھسنے سے اس بات نے بے نیاز کر
دیا ہے کہ جن چھپے ہوئے غیب کی تفصیل و تفسیر وہ نہیں جانتے
اس کا اجمالی اقرار کرتے رہتے ہیں۔
اور جس چیز کے علم پر وہ احاطہ نہیں کر سکے اور اپنے
عجز کا اقرار کر لیا۔ خداوند عالم نے ان کی مدح کی ہے اور جن
چیزوں کی کنہ و حقیقت میں غور و فکر کرنے کی تکلیف نہیں دی

عَنْ كُنْهِهِ رُسُوخاً۔

فَاقْتَصِرْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا تُقَدِّرْ عَظَمَةَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ عَلٰى قَدْرِ عَقْلِكَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ

هُوَ الْقَادِرُ الَّذِيْ اِذَا ارْتَمَتِ الْاَوْهَامُ لِتُدْرِكَ مُنْقَطَعَ قُدْرَتِهٖ وَحَاوَلَ الْفِكْرُ الْمُبَرَّأُ مِنْ خَطَرَاتِ الْوَسَاوِسِ اَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ فِيْ عَمِيْقَاتِ غُيُوْبِ مَلَكُوْتِهٖ وَتَوَلَّهَتِ الْقُلُوْبُ اِلَيْهِ لِتَجْرِيَ فِيْ كَيْفِيَّةِ صِفَاتِهٖ وَغَمَضَتْ مَدَاخِلُ الْعُقُوْلِ فِيْ حَيْثُ لَا تَبْلُغُهُ الصِّفَاتُ لِتَنَاوُلِ عِلْمِ ذَاتِهٖ رَدَعَهَا وَهِيَ تَجُوْبُ مَهَاوِيَ سُدَفِ الْغُيُوْبِ مُتَخَلِّصَةً اِلَيْهِ سُبْحَانَهٗ فَرَجَعَتْ اِذْ جُبِهَتْ مُعْتَرِفَةً بِاَنَّهٗ لَا يُنَالُ بِجَوْرِ الْاِعْتِسَافِ كُنْهُ مَعْرِفَتِهٖ وَلَا تَخْطُرُ بِبَالِ اُولِي الرَّوِيَّاتِ خَاطِرَةٌ مِنْ تَقْدِيْرِ جَلَالِ عِزَّتِهٖ۔

الَّذِي ابْتَدَعَ الْخَلْقَ عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ امْتَثَلَهٗ وَلَا مِقْدَارٍ احْتَذٰى عَلَيْهِ مِنْ خَالِقٍ مَعْبُوْدٍ كَانَ قَبْلَهٗ وَاَرَانَا مِنْ مَلَكُوْتِ قُدْرَتِهٖ وَعَجَائِبِ مَا نَطَقَتْ بِهٖ آثَارُ حِكْمَتِهٖ وَاعْتِرَافِ الْحَاجَةِ مِنَ الْخَلْقِ اِلٰى اَنْ يُقِيْمَهَا بِمِسَاكِ قُوَّتِهٖ۔

مَا دَلَّنَا بِاضْطِرَارِ قِيَامِ الْحُجَّةِ لَهٗ عَلٰى مَعْرِفَتِهٖ وَظَهَرَتْ فِي الْبَدَائِعِ الَّتِيْ اَحْدَثَهَا آثَارُ صَنْعَتِهٖ وَاَعْلَامُ حِكْمَتِهٖ فَصَارَ كُلُّ مَا خَلَقَ حُجَّةً لَهٗ وَدَلِيْلًا عَلَيْهِ

وَاِنْ كَانَ خَلْقًا صَامِتًا فَحُجَّتُهٗ بِالتَّدْبِيْرِ نَاطِقَةٌ وَدَلَالَتُهٗ

گئی ہے ان میں غور نہ کرنے کا نام رسوخ ہے۔

بس اسی پر اکتفا کرو اور اپنی عقل کے مطابق اللہ کی عظمت کو محدود نہ بناؤ ورنہ تم ہلاک ہو جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

(بیشک) وہ وہی قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی حد معلوم کرنے کے لئے وہم و خیال اپنے تیر چلا رہے ہوں اور فکر ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے آزاد ہو کر ارادہ کرتی ہے کہ اس کی سلطنت کے پوشیدہ اسرار کی گہرائیاں اس کے علم میں آجائیں اور دل اس کے صفات کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے والہانہ طور پر اس پر خیال جمائے رہیں اور ذات الٰہی کے جاننے کے لئے عقلوں کی جستجو و تلاش کی راہیں حد بیان سے زیادہ دور تک چلی گئی ہوں تو عین اس وقت جب وہ غیب کے تاریک گڑھوں کو عبور کر رہی ہوتی ہیں ان سب کو ناکام واپس کر دیتا ہے جب اس طرح ناکام پلٹتی ہیں تو انہیں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایسی غلط روِیوں سے اس کی کنہ ذات کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ مفکروں کے دلوں میں اس کی عزت کی عظمت و جلال کا ذرا شائبہ آسکتا ہے۔

وہ خدا وہی ہے جس نے کوئی مثال اپنے سامنے رکھے بغیر مخلوقات کو ایجاد کیا اور بغیر اس کے کہ اپنے سے پہلے کسی اور خالق و معبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا نقشہ اتارتا اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں کے واسطے سے کہ جس میں اس کی حکمت و دانائی کے آثار منہ سے بول رہے ہیں اور مخلوق کے اس اعتراف سے کہ وہ اپنے رکنے میں اس کے سہارے کے محتاج ہیں۔

(اس قدر نے) ہمیں یہ سمجھنے پر مجبور کیا کہ اس کی معرفت پر دلیل قائم ہو چکی ہے اور اس کی پیدا کی ہوئی عجیب و غریب چیزوں میں اس کی صنعت کے نقش و نگار اور حکمت کے آثار نمایاں ہیں جس کے بعد ہر مخلوق اس کے وجود کی دلیل و برہان بن گئی ہے۔

چاہے وہ خاموش مخلوق کیوں نہ ہو مگر وہ خدا کے حسن تدبیر کی بولتی ہوئی دلیل و حجت ہے اور وہ مسلسل وجود صانع کی طرف

عَلَى الْمُبْدِعِ قَائِمَةٌ.

وَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ شَبَّهَكَ بِتَبَايُنِ
أَعْضَاءِ خَلْقِكَ وَتَلَاحُمِ حِقَاقِ
مَفَاصِلِهِمُ الْمُحْتَجِبَةِ لِتَدْبِيرِ
حِكْمَتِكَ لَمْ يَعْقِدْ غَيْبَ ضَمِيرِهِ عَلَى
مَعْرِفَتِكَ وَلَمْ يُبَاشِرْ قَلْبَهُ الْيَقِينُ بِأَنَّهُ
لَا نِدَّ لَكَ وَكَأَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ تَبَرُّؤَ ا
لتَّابِعِينَ مِنَ الْمَتْبُوعِينَ إِذْ يَقُولُونَ
تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ
كَذَبَ الْعَادِلُونَ بِكَ إِذْ شَبَّهُوكَ
بِأَصْنَامِهِمْ وَنَحَلُوكَ حِلْيَةَ الْمَخْلُوقِينَ
بِأَوْهَامِهِمْ وَجَزَّأُوكَ تَجْزِئَةَ ا
لْمُجَسَّمَاتِ بِخَوَاطِرِهِمْ وَقَدَّرُوكَ عَلَى
الْخِلْقَةِ الْمُخْتَلِفَةِ الْقُوَى بِقَرَائِحِ عُقُولِهِمْ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ سَاوَاكَ بِشَيْءٍ
مِنْ خَلْقِكَ فَقَدْ عَدَلَ بِكَ وَالْعَادِلُ بِكَ
كَافِرٌ بِمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ مُحْكَمَاتُ آيَاتِكَ وَ
نَطَقَتْ عَنْهُ شَوَاهِدُ حُجَجِ بَيِّنَاتِكَ وَإِنَّكَ
أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَمْ تَتَنَاهَ فِي الْعُقُولِ
فَتَكُونَ فِي مَهَبِّ فِكْرِهَا
مُكَيَّفًا وَلَا فِي رَوِيَّاتِ خَوَاطِرِهَا
فَتَكُونَ مَحْدُودًا مُصَرَّفًا

(مِنْهَا)

قَدَّرَ مَا خَلَقَ فَأَحْكَمَ تَقْدِيرَهُ
وَدَبَّرَهُ فَأَلْطَفَ تَدْبِيرَهُ وَوَجَّهَهُ
لِوِجْهَتِهِ فَلَمْ يَتَعَدَّ حُدُودَ مَنْزِلَتِهِ
وَلَمْ يَقْصُرْ دُونَ الْاِنْتِهَاءِ إِلَى غَايَتِهِ

رہنمائی کر رہی ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری ہی مخلوق سے
ان کے اعضاء کے الگ الگ ہونے اور تیری حکمت کی صناعیوں
سے حجابوں میں مستور جوڑوں کے سروں کے ملنے کی جگہوں میں تجھے
ان کا شبیہ قرار دیا اس نے اپنے چھپے ہوئے ضمیر کو تیری معرفت
سے وابستہ نہیں کیا اور اس کا دل اس یقین سے ہمکنار نہیں ہوا کہ
تیرا ہمسر کوئی نہیں گویا اس نے ان پیروکاروں کا یہ قول سنا ہی نہیں
جو اپنے مقتداؤں سے بیزار ہو کر یہ کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم تو کھلی
ہوئی گمراہی میں پڑے رہے جب ہم تمہیں رب العالمین کا ہمسر قرار دیتے

وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے
بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے خیال میں مخلوقات کے صفت
تجھ سے چسپاں کرتے ہیں اور جسم والی مخلوق کی طرح تیرے اعضاء و
جوارح اور جوڑ بند تجویز کرتے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوجھ بوجھ
کے مطابق مختلف قوتیں رکھنے والی مخلوق پر تیرا قیاس کرتے ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق کے مساوی
سمجھا اس نے تیرے برابر کر دیا اور جس نے کسی کو تیرے برابر مان لیا
وہ ان چیزوں کا منکر ہے جن کو تیری محکم آیتیں لے کر نازل ہوئیں
اور تیری روشن حجتوں کے گواہ (زبان حال سے) بول رہے ہیں (پالنے
والے) تو ہی وہ اللہ ہے جو عقلوں کی حدوں میں سما نہیں سکتا کہ
ان کی فکروں کی جولان گاہ میں رہ کر کیفیت کو قبول کرے اور نہ
ان کے دلوں کے غور و فکر میں آ سکتا ہے کہ محدود ہو کر ان کے
افکار کے تصرفات کا نشانہ بن سکے۔

(اس خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے)

اس نے اپنی ہر مخلوق کا مستحکم اندازہ رکھا اور اس کا لطیف
تدبیر سے انتظام کیا اور انہیں ان کی راہ پر اس طرح لگا دیا کہ
انہوں نے نہ آخری منزل کے حدود سے تجاوز کیا اور نہ انتہا
تک پہنچنے میں کمی کی اور جب انہیں اللہ کی راہ پر چل نکلنے

وَلَمْ يَسْتَصْعِبْ إِذْ أُمِرَ بِالْمُضِيِّ عَلَىٰ إِرَادَتِهِ۔ وَكَيْفَ وَإِنَّمَا صَدَرَتِ الْأُمُورُ عَنْ مَشِيئَتِهِ الْمُنْشِئُ أَصْنَافَ الْأَشْيَاءِ بِلَا رَوِيَّةِ فِكْرٍ آلَ إِلَيْهَا وَلَا قَرِيحَةِ غَرِيزَةٍ أَضْمَرَ عَلَيْهَا وَلَا تَجْرِبَةٍ أَفَادَهَا مِنْ حَوَادِثِ الدُّهُورِ وَلَا شَرِيكٍ أَعَانَهُ عَلَىٰ ابْتِدَاعِ عَجَائِبِ الْأُمُورِ۔

فَتَمَّ خَلْقُهُ وَأَذْعَنَ لِطَاعَتِهِ وَأَجَابَ إِلَىٰ دَعْوَتِهِ وَلَمْ يَعْتَرِضْ دُونَهُ رَيْثُ الْمُبْطِئِ وَلَا أَنَاةُ الْمُتَلَكِّئِ فَأَقَامَ مِنَ الْأَشْيَاءِ أَوَدَهَا وَنَهَجَ حُدُودَهَا وَلَاءَمَ بِقُدْرَتِهِ بَيْنَ مُتَضَادِّهَا وَوَصَلَ أَسْبَابَ قَرَائِنِهَا وَفَرَّقَهَا أَجْنَاسًا مُخْتَلِفَاتٍ فِي الْأَقْدَارِ وَالْغَرَائِزِ وَالْهَيْئَاتِ بَدَايَا خَلَائِقَ أَحْكَمَ صُنْعَهَا وَفَطَرَهَا عَلَىٰ مَا أَرَادَ وَابْتَدَعَهَا۔

(مِنْهَا فِي صِفَةِ السَّمَاءِ)

وَنَظَمَ بِلَا تَعْلِيقٍ رَهَوَاتِ فُرَجِهَا وَلَاحَمَ صُدُوعَ انْفِرَاجِهَا وَوَشَّجَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَزْوَاجِهَا وَذَلَّلَ لِلْهَابِطِينَ بِأَمْرِهِ وَالصَّاعِدِينَ بِأَعْمَالِ خَلْقِهِ حُزُونَةَ مِعْرَاجِهَا۔

وَنَادَاهَا بَعْدَ إِذْ هِيَ دُخَانٌ فَالْتَحَمَتْ عُرَىٰ أَشْرَاجِهَا وَفَتَقَ بَعْدَ الِارْتِتَاقِ صَوَامِتَ أَبْوَابِهَا وَأَقَامَ رَصَدًا مِنَ الشُّهُبِ الثَّوَاقِبِ

کا حکم دیا گیا تو انہوں نے سرکشی نہیں کی۔

اور ایسا ہو کیونکر سکتا تھا جبکہ تمام امور اسی کی مشیت سے صادر ہوتے ہیں جو قسم قسم کی چیزوں کا موجد ہے بغیر غور و فکر کی طرف رجوع کئے اور بغیر حاصل کئے ہوئے اصولوں کے جنہیں دل میں جگہ دی ہو اور بغیر کسی تجربہ کے جس کا اس نے حوادث زمانہ سے اندازہ کیا ہو اور بلا کسی ایسے شریک کے جس نے ایسی عجیب و غریب چیزیں ایجاد کرنے میں اس کی مدد کی ہو۔

چنانچہ مخلوق بن کر مکمل ہو گئی اور اس نے اللہ کی اطاعت کے واسطے سر تسلیم خم کر دیا اور اس کی دعوت پر اس طرح لبیک کہی کہ نہ کسی سست کی سی سست رفتاری مانع ہوئی اور نہ کسی بہانہ کرنے والے کی حیل و حجت حائل ہوئی اس نے سب چیزوں کی کجی کو دور کر دیا اور ان کی حدیں معین کر دیں اور اپنی قدرت سے متضاد چیزوں میں انس و محبت اور ربط ضبط پیدا کر دیا اور نفسوں کے رشتے (بدنوں سے) جوڑ دیئے اور انہیں مختلف جنسوں میں تقسیم کر دیا جو اپنی حدوں اندازوں طبیعتوں اور صورتوں میں جدا جدا ہیں یہ پہلے پہل پیدا ہونے والی مخلوق ہے جسے اس نے مستحکم بنایا ہے اور جس طرح چاہا خلق و ایجاد کیا ہے۔

(اسی خطبہ کا ایک حصہ آسمان کے وصف میں)

خداوند عالم نے کسی رابطہ کے بغیر آسمانوں کی بلند و پست منزلوں کو منظم کیا اس کے وسیع شگافوں کو باہم ملا دیا اور جذب و تجاذب کی صلاحیت دے کر انہیں ایک دوسرے سے جکڑ دیا اور قضا و قدر کے فرمان لے کر نازل ہونے والے اور نامۂ اعمال لے کر اوپر جانے والے ملک کے لئے بلندی پر چڑھنے کی سختی آسان کر دی۔

آسمان دھوئیں کی شکل میں تھے اللہ نے انہیں ندا دی تو ان کے رشتے آپس میں منسلک ہو گئے اس نے ان کے بند دروازے بستہ ہونے کے بعد کھول دیئے اور ان کے سوراخوں پر ٹوٹنے والے ستاروں کے نگہبان مقرر کر دیئے اور اپنی طاقت سے روک دیا ہے کہ وہ

عَلَى نِقَابِهَا وَأَمْسَكَهَا مِنْ أَنْ تَمُورَ فِي خَرْقِ الْهَوَاءِ بِأَيْدِهِ وَأَمَرَهَا أَنْ تَقِفَ مُسْتَسْلِمَةً لِأَمْرِهِ

وَجَعَلَ شَمْسَهَا آيَةً مُبْصِرَةً لِنَهَارِهَا وَقَمَرَهَا آيَةً مَمْحُوَّةً مِنْ لَيْلِهَا فَأَجْرَاهُمَا فِي مَنَاقِلِ مَجْرَاهُمَا وَقَدَّرَ سَيْرَهُمَا فِي مَدَارِجِ دَرَجِهِمَا لِيُمَيِّزَ بَيْنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِهِمَا وَلِيُعْلَمَ عَدَدُ السِّنِينَ وَالْحِسَابُ بِمَقَادِيرِهِمَا۔

ثُمَّ عَلَّقَ فِي جَوِّهَا فَلَكَهَا وَنَاطَ بِهَا زِينَتَهَا مِنْ خَفِيَّاتِ دَرَارِيِّهَا وَمَصَابِيحِ كَوَاكِبِهَا وَرَمَى مُسْتَرِقِي السَّمْعِ بِثَوَاقِبِ شُهُبِهَا وَأَجْرَاهَا عَلَى أَذْلَالِ تَسْخِيرِهَا مِنْ ثَبَاتِ ثَابِتِهَا وَمَسِيرِ سَائِرِهَا وَهُبُوطِهَا وَصُعُودِهَا وَنُحُوسِهَا وَسُعُودِهَا۔

(مِنْهَا)

ثُمَّ خَلَقَ سُبْحَانَهُ لِإِسْكَانِ سَمَاوَاتِهِ وَعِمَارَةِ الصَّفِيحِ الْأَعْلَى مِنْ مَلَكُوتِهِ خَلْقاً بَدِيعاً مِنْ مَلَائِكَتِهِ مَلَأَ بِهِمْ فُرُوجَ فِجَاجِهَا وَحَشَا بِهِمْ فُتُوقَ أَجْوَائِهَا وَبَيْنَ فَجَوَاتِ تِلْكَ الْفُرُوجِ زَجَلُ الْمُسَبِّحِينَ مِنْهُمْ فِي حَظَائِرِ الْقُدُسِ وَسُتُرَاتِ الْحُجُبِ وَسُرَادِقَاتِ الْمَجْدِ

وَوَرَاءَ ذَلِكَ الرَّجِيجِ الَّذِي تَسْتَكُّ مِنْهُ الْأَسْمَاعُ سُبُحَاتُ نُورٍ تَرْدَعُ الْأَبْصَارَ عَنْ بُلُوغِهَا فَتَقِفُ خَاسِئَةً عَلَى حُدُودِهَا أَنْشَأَهُمْ عَلَى صُوَرٍ مُخْتَلِفَاتٍ وَأَقْدَارٍ مُتَفَاوِتَاتٍ أُولِي أَجْنِحَةٍ

ہوا کی فضا میں اِدھر اُدھر نہ ہو جائیں اور انہیں حکم دیا ہے کہ اس کے سامنے سرنگوں کھڑے رہیں۔

اس نے آفتاب کو دن کی روشن نشانی اور ماہتاب کو رات کی دھندلی نشانی قرار دیا ہے پس ان دونوں کو ان کی گزرگاہوں پر چلا دیا اور ان کے فلکی درجات کی منزلوں میں ان کی رفتار کی حدیں مقرر کر دی تاکہ ان کے ذریعے رات اور دن میں تمیز ہو سکے اور ان کی مقداروں سے برسوں کی گنتی اور دوسرے حساب معلوم ہو سکیں۔

پھر خدا نے اس کی فضا میں اس کے فلک کو معلق کر دیا اور اسے موتیوں جیسے چھوٹے تاروں اور روشنی دینے والے ستاروں سے آراستہ کر دیا اور چوری چھپے اسرار قدرت پر کان دھرنے والے شیطانوں پر اس نے ٹوٹنے والے ستاروں کے تیر چلائے اور ستاروں کو اپنے حکم کا پابند کر دیا کہ جو ثوابت ہیں وہ اپنی جگہ رہیں اور جو سیارے ہیں وہ رواں دواں رہیں کوئی اتار میں کوئی چڑھاؤ میں کوئی نحوست میں کوئی سعادت میں۔

(اس خطبہ کا ایک حصہ)

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے آسمانوں میں سکونت پذیر کرنے اور اپنی مملکت کی بلند سطح کو آباد کرنے کے لئے اپنے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق پیدا کی اور ان سے آسمان کے وسیع راستوں کو بھر دیا اور اس کی کشادگیاں پُر کر دیں اور ان وسیع اطراف کی فضاؤں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں پاکیزہ پاکیزہ حریموں اور عظمت کے گہرے حجابوں اور بزرگی کے کاشانوں میں گونجتی ہیں۔

اور اس گونج کے پیچھے جس سے کان گنگ ہوئے جاتے ہیں طبقات نور کی وہ تجلیاں ہیں جو نگاہوں کو منزل جلال تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ ناکام ہو کر اپنی حدوں میں ٹھہر جاتی ہیں ان فرشتوں کو خداوند عالم نے مختلف شکلوں اور الگ الگ اندازوں پر خلق فرمایا ہے وہ بال و پر رکھتے ہیں۔

تُسَبِّحُ جَلَالَ عِزَّتِهِ لَا يَنْتَحِلُونَ مَا ظَهَرَ فِي الْخَلْقِ مِنْ صَنْعَتِهِ وَلَا يَدَّعُونَ أَنَّهُمْ يَخْلُقُونَ شَيْئاً مِمَّا انْفَرَدَ بِهِ.

بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ جَعَلَهُمْ فِيمَا هُنَالِكَ أَهْلَ الْأَمَانَةِ عَلَى وَحْيِهِ وَحَمَّلَهُمْ إِلَى الْمُرْسَلِينَ وَدَائِعَ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ وَعَصَمَهُمْ مِنْ رَيْبِ الشُّبُهَاتِ فَمَا مِنْهُمْ زَائِغٌ عَنْ سَبِيلِ مَرْضَاتِهِ

وَأَمَدَّهُمْ بِفَوَائِدِ الْمَعُونَةِ وَأَشْعَرَ قُلُوبَهُمْ تَوَاضُعَ إِخْبَاتِ السَّكِينَةِ وَفَتَحَ لَهُمْ أَبْوَاباً ذُلُلاً إِلَى تَمَاجِيدِهِ وَنَصَبَ لَهُمْ مَنَاراً وَاضِحَةً عَلَى أَعْلَامِ تَوْحِيدِهِ لَمْ تُثْقِلْهُمْ مُوصِرَاتُ الْآثَامِ وَلَمْ تَرْتَحِلْهُمْ عُقَبُ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ وَلَمْ تَرْمِ الشُّكُوكُ بِنَوَازِعِهَا عَزِيمَةَ إِيمَانِهِمْ وَلَمْ تَعْتَرِكِ الظُّنُونُ عَلَى مَعَاقِدِ يَقِينِهِمْ

وَلَا قَدَحَتْ قَادِحَةُ الْإِحَنِ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَلَا سَلَبَتْهُمُ الْحَيْرَةُ مَا لَاقَ مِنْ مَعْرِفَتِهِ بِضَمَائِرِهِمْ وَلَا سَكَنَ مِنْ عَظَمَتِهِ هَيْبَةِ جَلَالَتِهِ فِي أَثْنَاءِ صُدُورِهِمْ وَلَمْ تَطْمَعْ فِيهِمُ الْوَسَاوِسُ فَتَقْتَرِعَ بِرَيْنِهَا عَلَى فِكْرِهِمْ

مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِي خَلْقِ الْغَمَامِ الدُّلَّحِ وَفِي عِظَمِ الْجِبَالِ الشُّمَّخِ وَفِي قَتْرَةِ الظَّلَامِ الْأَبْهَمِ.

وَمِنْهُمْ مَنْ قَدْ خَرَقَتْ أَقْدَامُهُمْ تُخُومَ الْأَرْضِ السُّفْلَى فَهِيَ كَرَايَاتٍ

اس کے جلال و عزت کی تسبیح کرتے ہیں اور مخلوق میں اس کی جو صنعتیں ظاہر ہوتی ہیں انہیں اپنی طرف منسوب نہیں کرتے اور نہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسی شی پیدا کرسکتے ہیں جس کا پیدا کرنا صرف خدا کا کام ہے

بلکہ یہ اس کے وہ باعزت بندے ہیں جو کبھی اس کی بات کی مخالفت نہیں کرتے اور ہمیشہ اس کے فرمان پر عمل پیرا رہتے ہیں خدا نے وہاں انہیں اپنی وحی کا امانت دار قرار دیا ہے اور اپنے اوامر و نواہی کی امانتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی طرف بھیجا ہے اور انہیں شبہوں کے خدشوں سے محفوظ رکھا ہے ان میں سے ایک بھی اس کی خوشنودی کی راہ سے منحرف نہیں ہے۔

اس نے اپنی دستگیری سے ان کی مدد فرمائی ہے اور انتہائی خضوع و خشوع کو ان کا شعار بنا دیا ہے۔ اور ان کے لئے تقدیس و تمجید کے دروازے کھول دیئے ہیں اور اپنی توحید کے بلند نشانوں پر ان کے لئے روشن مینار نصب کر دیئے ہیں نہ گناہوں کے بوجھ نے انہیں دبا رکھا ہے اور نہ شب و روز کے تغیرات نے ان پر قابو پایا ہے اور نہ شک و شبہ نے اپنی کمانوں سے ان کے پختہ ایمان کو تیروں کا نشانہ بنایا ہے۔

نہ کبھی ان کے درمیان بغض و کینہ کی آگ بھڑکی اور نہ حیرت ان کے دلوں میں رسوخ کی ہوئی معرفت اور ان کے سینوں کی تہوں میں جمی ہوئی عظمت خداوندی اور ہیبت ہی چھین سکی نہ شیطانی وسوسوں نے ان کے بارے میں یہ طمع کی ہے کہ ان کی فکر کو زنگ آلود کر دیں۔

ان میں کچھ تو وزنی بادلوں کی بناوٹ میں مصروف ہیں اور کچھ سر بہ فلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر گھٹا ٹوپ اندھیروں کی سیاہیوں کی صورت میں۔

ان میں وہ بھی ہیں جن کے قدم تحت الثری کی آخری تہوں کو چیر کر نکل گئے ہیں گویا سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو دامن ہوا کے

بِيضٌ قَدْ نَفَذَتْ فِي مَخَارِقِ الْهَوَاءِ وَتَحْتَهَا رِيحٌ هَفَّافَةٌ تَحْبِسُهَا عَلَى حَيْثُ انْتَهَتْ مِنَ الْحُدُودِ الْمُتَنَاهِيَةِ

قَدِ اسْتَفْرَغَتْهُمْ أَشْغَالُ عِبَادَتِهِ وَوَصَلَتْ حَقَائِقُ الْإِيمَانِ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَعْرِفَتِهِ وَقَطَعَهُمُ الْإِيقَانُ بِهِ إِلَى الْوَلَهِ إِلَيْهِ وَلَمْ تُجَاوِزْ رَغَبَاتُهُمْ مَا عِنْدَهُ إِلَى مَا عِنْدَ غَيْرِهِ

قَدْ ذَاقُوا حَلَاوَةَ مَعْرِفَتِهِ وَشَرِبُوا بِالْكَأْسِ الرَّوِيَّةِ مِنْ مَحَبَّتِهِ وَتَمَكَّنَتْ مِنْ سُوَيْدَاءِ قُلُوبِهِمْ وَشِيجَةُ خِيفَتِهِ فَحَنَوْا بِطُولِ الطَّاعَةِ اعْتِدَالَ ظُهُورِهِمْ وَلَمْ يُنْفِدْ طُولُ الرَّغْبَةِ إِلَيْهِ مَادَّةَ تَضَرُّعِهِمْ وَلَا أَطْلَقَ عَنْهُمْ عَظِيمُ الزُّلْفَةِ رِبَقَ خُشُوعِهِمْ۔

وَلَمْ يَتَوَلَّهُمُ الْإِعْجَابُ فَيَسْتَكْثِرُوا مَا سَلَفَ مِنْهُمْ وَلَا تَرَكَتْ لَهُمُ اسْتِكَانَةُ الْإِجْلَالِ نَصِيباً فِي تَعْظِيمِ حَسَنَاتِهِمْ وَلَمْ تَجْرِ الْفَتَرَاتُ فِيهِمْ عَلَى طُولِ دُءُوبِهِمْ وَلَمْ تَغِضْ رَغَبَاتُهُمْ فَيُخَالِفُوا عَنْ رَجَاءِ رَبِّهِمْ۔

وَلَمْ تَجِفَّ لِطُولِ الْمُنَاجَاةِ أَسَلَاتُ أَلْسِنَتِهِمْ وَلَا مَلَكَتْهُمُ الْأَشْغَالُ فَتَنْقَطِعَ بِهَمْسِ الْجُؤَارِ إِلَيْهِ أَصْوَاتُهُمْ وَلَمْ تَخْتَلِفْ فِي مَقَاوِمِ الطَّاعَةِ مَنَاكِبُهُمْ وَلَمْ يَثْنُوا إِلَى رَاحَةِ التَّقْصِيرِ فِي أَمْرِهِ رِقَابَهُمْ وَلَا تَعْدُو عَلَى عَزِيمَةِ جِدِّهِمْ بَلَادَةُ الْغَفَلَاتِ وَلَا تَنْتَضِلُ فِي هِمَمِهِمْ خَدَائِعُ الشَّهَوَاتِ۔

قَدِ اتَّخَذُوا ذَا الْعَرْشِ ذَخِيرَةً لِيَوْمِ

شگافوں میں نفوذ کر گئے ہیں اور اس کے نیچے ہلکی ہلکی ہوا چل رہی ہے جو آخری سرے تک انہیں روکے ہوئے ہے۔

اس کی عبادت کی مصروفیتوں نے انہیں اور کاموں کی مصروفیت سے فارغ کر دیا ہے اور خلوص ایمان نے ان کے اور خدا کے درمیان رشتے جوڑ دیئے ہیں اور یقین کامل نے اوروں سے ہٹا کر صرف اس کا والہ و شیدا بنا دیا ہے خدا کی نعمتوں کے سوا کسی غیر کی بخشش کی انہیں خواہش ہی نہیں ہوتی۔

انہوں نے اس کی معرفت کی شیرینی کے مزے چکھے ہیں اور اس کی محبت کے لبریز جام سے سیراب ہیں ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے جب ہی تو انہوں نے طویل عبادت کی وجہ سے اپنی سیدھی کمریں ٹیڑھی کر لی ہیں اور مسلسل اس کی طلب میں مصروف رہنے کے باوجود ان کے تضرع و زاری کے ذخیرے ختم نہیں ہوئے تقرب کے بڑے سے بڑے درجے کے باوجود خشوع و خضوع کے پھندے ان کے گلے سے نہیں اترے۔

نہ کبھی خود پسندی ان پر قابو پاتی ہے کہ گذشتہ اعمال کو زیادہ سمجھنے لگیں گے اور نہ اس کے جلال کے سامنے اس کے عجز و انکسار نے یہ موقع آنے دیا ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا سمجھ سکیں ان میں مسلسل مشقت اور تھکن کے باوجود سستی نہیں آنے پاتی نہ ان کی رغبتیں کم ہونے پر آتی ہیں کہ اپنے پالنے والے کی امید سے روگردان ہو جائیں نہ مسلسل مناجات سے ان کی زبان کے کنارے خشک ہوتے ہیں نہ دنیا کے کاروبار ان پر مسلط ہوتے ہیں کہ خدا سے راز و نیاز کی باتوں کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے نہ عبادت کی صفوں میں ان کے شانے آگے پیچھے ہوتے ہیں اور نہ وہ راحت و آرام کی خاطر اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کر کے اپنی گردنیں موڑتے ہیں نہ ان کی سعی محکم پر غفلتوں کی نادانی حملہ آور ہوتی ہے نہ ان کی بلند ہمتوں پر فریب دینے والی خواہشیں تیر برساتی ہیں۔

انہوں نے اپنے احتیاج کے دن کے لئے مالک عرش کو ذخیرہ

فاقتهم، ويمّموه عند انقطاع الخلق إلى المخلوقين برغبتهم، لا يقطعون أمد غاية عبادته، ولا يرجع بهم الاستهتار بلزوم طاعته، إلا إلى موادّ من قلوبهم غير منقطعة من رجائه ومخافته.

لم تنقطع أسباب الشفقة منهم فينوا في جدّهم، ولم تأسرهم الأطماع فيؤثروا وشيك السعي على اجتهادهم.

ولم يستعظموا ما مضى من أعمالهم، ولو استعظموا ذلك لنسخ الرجاء منهم شفقات وجلهم، ولم يختلفوا في ربهم باستحواذ الشيطان عليهم، ولم يفرقهم سوء التقاطع، ولا تولّاهم غلّ التحاسد، ولا شعبتهم مصارف الريب، ولا اقتسمتهم أخياف الهمم، فهم أسراء إيمان لم يفكّهم من ربقته زيغ ولا عدول ولا ونى ولا فتور.

وليس في أطباق السماء موضع إهاب إلا وعليه ملك ساجد، أو ساع حافد، يزدادون على طول الطاعة بربهم علما، وتزداد عزّة ربهم في قلوبهم عظما.

(منها في صفة الأرض ودحوها على الماء)

كبس الأرض على مور أمواج مستفحلة، ولجج بحار زاخرة، تلتطم أواذيّ أمواجها، وتصطفق متقاذفات أثباجها، وترغو زبدا كالفحول عند هياجها، فخضع جماح الماء المتلاطم لثقل حملها، وسكن هيج ارتمائه إذ وطئته بكلكلها، وذلّ مستخذيا

بنا رکھا ہے اور جب لوگ اپنی خواہشات لے کر مخلوق کے پاس جاتے ہیں یہ صرف خدا سے لو لگاتے ہیں یہ کبھی اس کی مدت عبادت کی انتہا کو تمام نہیں کرتے انہیں خدا کی مسلسل والہانہ اطاعت اگر پلٹاتی ہے تو ان کے دلوں کے امید وبیم کے ان چشموں کی طرف جو امید وبیم سے کبھی خالی نہیں ہوئے۔

ان کے خوف سے رشتے کبھی نہیں ٹوٹتے کہ وہ اپنی جدّوجہد میں سستی کرنے لگیں نہ لالچ انہیں اپنے دام میں اسیر کرتی ہے کہ دنیا کے لئے وہ وقتی کوششوں کو اپنی جدوجہد پر ترجیح دیں۔

نہ انہوں نے اپنے گذشتہ اعمال کو کبھی بڑا سمجھا ہے اور اگر بڑا سمجھتے تو خوف خدا کی فکر کو امیدیں مٹا دیتیں نہ شیطان کے ورغلانے سے اپنے پروردگار کے متعلق ان میں باہم کوئی اختلاف پیدا ہوا نہ باہمی بغض وعداوت نے انہیں پراگندہ کیا نہ آپس کا رشک وحسد ان پر مسلط ہوا نہ شبہوں کے چکروں نے انہیں منتشر کیا اور نہ پست ہمتوں نے ان پر قبضہ کیا وہ ایمان کے قیدی ہیں انہیں اس کے رسن سے انحراف روگردانی سستی وکاہلی کوئی چیز نہیں چھڑا سکتی۔

آسمانوں کے طبقوں میں ایک جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی سجدہ کرنے والا ملک یا تیزی سے تگ ودو کرنے والا فرشتہ موجود نہ ہو یہ خدا کی طویل عبادت سے اپنے علم میں اضافہ اور اپنے دلوں میں بزرگی کے ساتھ اس کی عزت بڑھاتے رہتے ہیں۔

(اس خطبہ کا ایک حصہ زمین کی کیفیت اور سطح آب پر اس کی حرکت کے بیان میں)

اللہ نے زمین کو متلاطم خیز موجوں اور ناپیدا کنار سمندروں کی آخری گہرائیوں میں رکھ دیا جہاں موجوں سے موجیں ٹکرا رہی تھیں اور لہروں کو لہریں دھکیل کر گونج رہی تھیں اور اس طرح جھاگ دے رہی تھیں جیسے مستی کے عالم میں نر اونٹ کے منہ سے جھاگ نکلتا ہے۔

چنانچہ اس متلاطم خیز پانی کی طغیانی زمین کے وزنی بوجھ کے دباؤ سے فرو ہو گئی اور جب یہ اپنے سینے سے دبا کر بیٹھی تو اس کا جوش وخروش ختم گیا اور جب اس پر شانے ٹیک کر حرکت میں آئی تو

إِذْ تَمَكَّنَتْ عَلَيْهِ بِكَوَاهِلِهَا فَأَصْبَحَ بَعْدَ اصْطِخَابِ أَمْوَاجِهِ سَاجِيًا مَقْهُورًا وَ فِي حَكَمَةِ الذُّلِّ مُنْقَادًا أَسِيرًا۔

وَسَكَنَتِ الْأَرْضُ مَدْحُوَّةً فِي لُجَّةِ تَيَّارِهِ وَرَدَّتْ مِنْ نَخْوَةِ بَأْوِهِ وَاعْتِلَائِهِ وَشُمُوخِ أَنْفِهِ وَسُمُوِّ غُلَوَائِهِ وَكَعَمَتْهُ عَلَى كِظَّةِ جَرْيَتِهِ فَهَمَدَ بَعْدَ نَزَقَاتِهِ وَلَبَدَ بَعْدَ زَيَفَانِ وَثَبَاتِهِ۔

فَلَمَّا سَكَنَ هَيْجُ الْمَاءِ مِنْ تَحْتِ أَكْنَافِهَا وَحَمَلَ شَوَاهِقَ الْجِبَالِ الشُّمَّخَ الْبُذَّخَ عَلَى أَكْتَافِهَا۔

فَجَّرَ يَنَابِيعَ الْعُيُونِ مِنْ عَرَانِينِ أُنُوفِهَا وَفَرَّقَهَا فِي سُهُوبِ بِيدِهَا وَأَخَادِيدِهَا وَعَدَّلَ حَرَكَاتِهَا بِالرَّاسِيَاتِ مِنْ جَلَامِيدِهَا وَذَوَاتِ الشَّنَاخِيبِ الشُّمِّ مِنْ صَيَاخِيدِهَا

فَسَكَنَتْ مِنَ الْمَيَدَانِ لِرُسُوبِ الْجِبَالِ فِي قِطَعِ أَدِيمِهَا وَتَغَلْغُلِهَا مُتَسَرِّبَةً فِي جَوْبَاتِ خَيَاشِيمِهَا وَرُكُوبِهَا أَعْنَاقَ سُهُولِ الْأَرَضِينَ وَجَرَاثِيمِهَا

وَفَسَحَ بَيْنَ الْجَوِّ وَبَيْنَهَا وَأَعَدَّ الْهَوَاءَ مُتَنَسَّمًا لِسَاكِنِهَا وَأَخْرَجَ إِلَيْهَا أَهْلَهَا عَلَى تَمَامِ مَرَافِقِهَا ثُمَّ لَمْ يَدَعْ جُرُزَ الْأَرْضِ الَّتِي تَقْصُرُ مِيَاهُ الْعُيُونِ عَنْ رَوَابِيهَا وَلَا تَجِدُ جَدَاوِلُ الْأَنْهَارِ ذَرِيعَةً إِلَى بُلُوغِهَا حَتَّى أَنْشَأَ لَهَا نَاشِئَةَ سَحَابٍ تُحْيِي مَوَاتَهَا وَتَسْتَخْرِجُ نَبَاتَهَا أَلَّفَ غَمَامَهَا بَعْدَ افْتِرَاقِ لُمَعِهِ وَتَبَايُنِ قَزَعِهِ

حَتَّى إِذَا تَمَخَّضَتْ لُجَّةُ الْمُزْنِ

ذلت و خواری کے ساتھ وہ قابو میں آگیا پس موجوں کے شور و غل کے بعد خاموش اور بے بس فرماں بردار اور ذلت کے فولادی تلقوں میں جکڑا ہوا اسیر بن گیا۔

اور اس طوفان خیز بحر ذخار میں زمین اپنا دامن پھیلا کر ٹھہر گئی اور اس کی نخوت و کبر و غرور سے ناک اوپر چڑھانے اور تفوق و سربلندی کا خاتمہ کر دیا اور اس کی بے انداز روانی پر ایسے بند باندھ دیئے کہ وہ کروٹیں لیتے لیتے خاموش ہو گیا اور ناز و نخرے دکھا کر قرار میں آگیا۔

جب اطراف زمین کے نیچے طغیانی کا زور و شور کم ہو گیا اور اس کے کاندھوں پر چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لاد دیا۔

تو اللہ نے اس کی ناک کے بانسوں سے چشمے جاری کر دیئے اور انہیں دور تک جنگلوں اور گڑھوں میں پھیلا دیا اور زمین کی حرکتوں کو پہاڑوں کی چٹانوں اور بلند چوٹیوں کے ذریعے معتدل بنا دیا۔

چنانچہ جابجا زمین کی گہرائیوں کی تہ تک پہاڑوں کے پہنچ جانے اور اس کی بلند و پست سطحوں پر سوار ہو جانے کی وجہ سے وہ ہلنے سے رک گئی۔

اور خدا نے زمین سے فضا بسیط تک وسعت رکھی اور اس کے باشندوں کے سانس لینے کے لئے ہوا مہیا کی اور کتم عدم سے نکال کر ان کے تمام ضروریات سمیت انہیں آباد کیا پھر اس نے ادھر اور بے آب و گیاہ زمینوں کو جن کی بلندیوں تک نہ چشموں کا پانی پہنچ سکتا تھا اور نہ وہاں تک نہروں سے نالوں کے پہنچنے کا کوئی ذریعہ تھا یونہی نہیں رہنے دیا بلکہ انہیں سیراب کرنے کے لئے دوش ہوا پر وہ بادل اڑا دیئے جو مردہ زمینوں میں زندگی کی روح پھونک دیتے ہیں اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اگاتے ہیں اس نے ابر کے بکھرے ہوئے چمکدار ٹکڑوں اور چھٹکی ہوئی بدلیوں کو یکجا کر کے ابر محیط بنا دیا۔

پھر جب اس میں پانی کے ذخیرے کروٹیں بدلنے لگے اور اس

فِيهِ وَ تَمَعُ بَرْقُهُ فِي كُفَفِهِ وَ لَمْ يَنَمْ وَمِيضُهُ فِي كَنَهْوَرِ رَبَابِهِ وَ مُتَرَاكِمِ سَحَابِهِ أَرْسَلَهُ سَحّاً مُتَدَارِكاً۔

قَدْ أَسَفَّ هَيْدَبُهُ تَمْرِيهِ الْجَنُوبُ دِرَرَ أَهَاضِيبِهِ وَ دُفَعَ شَآبِيبِهِ۔

فَلَمَّا أَلْقَتِ السَّحَابُ بَرْكَ بِوَانَيْهَا وَ بَعَاعَ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ مِنَ الْعِبْءِ الْمَحْمُولِ عَلَيْهَا أَخْرَجَ بِهِ مِنْ هَوَامِدِ الْأَرْضِ النَّبَاتَ وَ مِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْأَعْشَابَ فَهِيَ تَبْهَجُ بِزِينَةِ رِيَاضِهَا وَ تَزْدَهِي بِمَا أُلْبِسَتْهُ مِنْ رَيْطِ أَزَاهِيرِهَا وَ حِلْيَةِ مَا سُمِطَتْ بِهِ مِنْ نَاضِرِ أَنْوَارِهَا وَ جَعَلَ ذَلِكَ بَلَاغاً لِلْأَنَامِ وَ رِزْقاً لِلْأَنْعَامِ۔

وَ خَرَقَ الْفِجَاجَ فِي آفَاقِهَا وَ أَقَامَ الْمَنَارَ لِلسَّالِكِينَ عَلَى جَوَادِّ طُرُقِهَا فَلَمَّا مَهَدَ أَرْضَهُ وَ أَنْفَذَ أَمْرَهُ اخْتَارَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خِيرَةً مِنْ خَلْقِهِ وَ جَعَلَهُ أَوَّلَ جِبِلَّتِهِ وَ أَسْكَنَهُ جَنَّتَهُ وَ أَرْغَدَ فِيهَا أُكُلَهُ وَ أَوْعَزَ إِلَيْهِ فِيمَا نَهَاهُ عَنْهُ۔

وَ أَعْلَمَهُ أَنَّ فِي الْإِقْدَامِ عَلَيْهِ التَّعَرُّضَ لِمَعْصِيَتِهِ وَ الْمُخَاطَرَةَ بِمَنْزِلَتِهِ فَأَقْدَمَ عَلَى مَا نَهَاهُ عَنْهُ مُوَافَاةً لِسَابِقِ عِلْمِهِ

فَأَهْبَطَهُ بَعْدَ التَّوْبَةِ لِيَعْمُرَ أَرْضَهُ بِنَسْلِهِ وَ لِيُقِيمَ الْحُجَّةَ بِهِ عَلَى عِبَادِهِ۔

کے کناروں پر بجلیاں چمکنے لگیں اور بجلی کی چمک سفید بادلوں کی تہوں اور گھنے بادلوں میں مسلسل جاری رہی تو خدا نے انہیں موسلادھار برسنے کے لئے بھیج دیا۔

پانی سے بوجھل ہونے کی وجہ سے ابر کے دامن زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوا میں کبھی آہستہ آہستہ بوندا باندی اور کبھی یک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے جھالے برسا کر گویا دودھ دوہ رہی تھیں

جب بادلوں نے اپنا سینہ اونٹ کی طرح سمیٹ کر زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا بوجھ جو اس پر مستقل طور پر لدا ہوا تھا اس پر ڈال دیا تو خدا نے غیر آباد زمینوں سے پودے اور خشک پہاڑوں پر ہری بھری گھاس پیدا کی اب زمین اپنے باغوں کے بناؤ سنگار سے خوش اور پھولوں کی ان چادروں پر جو انہیں اڑھائی گئی تھیں اور ان نظر فریب سرسبز و شاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اسے پہنائے گئے تھے جھوم رہی تھی اور خداوند عالم نے نباتات کو ساری مخلوق کے لئے لوازم حیات سے اور چوپایوں کا رزق قرار دیا ہے۔

اور اس نے زمین کے اطراف و جوانب میں کشادہ رستے کھول دیئے اور اس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کے لئے روشن منارے قائم فرما دیئے۔ جب خداوند عالم اپنی زمین بچھا لی اور فرمان ہدایت نافذ کر چکا تو اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساری مخلوق سے بہتر ہونے کی وجہ سے منتخب فرمایا اور انہیں نوع انسانی کا پہلا فرد قرار دیا انہیں اپنی جنت میں رکھا اور رزق وسیع کیا اور جس چیز سے منع کیا تھا اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا۔

اور بتا دیا تھا کہ اس پر اقدام کرنے میں اس کی نافرمانی کا شائبہ اور خود اپنی منزلت کو خطرہ میں ڈالنا ہے مگر انہوں نے سابق علم کے موافق جس سے انہیں روکا تھا اقدام کر ہی دیا۔

پھر توبہ کے بعد خدا نے انہیں زمین پر اتار دیا تاکہ زمین کو ان کی نسل سے آباد کرے اور ان کے ذریعہ سے بندوں پر حجت قائم کر دے۔

وَلَمْ يُخْلِهِمْ بَعْدَ أَنْ قَبَضَهُ مِمَّا
يُؤَكِّدُ عَلَيْهِمْ حُجَّةَ رُبُوبِيَّتِهِ، وَيَصِلُ بَيْنَهُمْ
وَبَيْنَ مَعْرِفَتِهِ، بَلْ تَعَاهَدَهُمْ بِالْحُجَجِ عَلَى
أَلْسُنِ الْخِيَرَةِ مِنْ أَنْبِيَائِهِ
وَمُتَحَمِّلِي وَدَائِعِ رِسَالاَتِهِ
قَرْناً فَقَرْناً حَتَّى تَمَّتْ
بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
حُجَّتُهُ، وَبَلَغَ الْمَقْطَعَ عُذْرُهُ.

وَقَدَّرَ الْأَرْزَاقَ فَكَثَّرَهَا وَقَلَّلَهَا
وَقَسَّمَهَا عَلَى الضِّيقِ وَالسَّعَةِ فَعَدَلَ
فِيهَا لِيَبْتَلِيَ مَنْ أَرَادَ بِمَيْسُورِهَا وَ
مَعْسُورِهَا وَلِيَخْتَبِرَ بِذَلِكَ الشُّكْرَ
وَالصَّبْرَ مِنْ غَنِيِّهَا وَفَقِيرِهَا۔

ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا عَقَابِيلَ فَاقَتِهَا
وَبِسَلاَمَتِهَا طَوَارِقَ آفَاتِهَا وَبِفُرَجِ
أَفْرَاحِهَا غُصَصَ أَتْرَاحِهَا، وَخَلَقَ
الْآجَالَ فَأَطَالَهَا وَقَصَّرَهَا وَقَدَّمَهَا
وَأَخَّرَهَا وَوَصَلَ بِالْمَوْتِ أَسْبَابَهَا
وَجَعَلَهُ خَالِجاً لِأَشْطَانِهَا وَقَاطِعاً
لِمَرَائِرِ أَقْرَانِهَا۔

عَالِمُ السِّرِّ مِنْ ضَمَائِرِ
الْمُضْمِرِينَ وَنَجْوَى الْمُتَخَافِتِينَ
وَخَوَاطِرِ رَجْمِ الظُّنُونِ وَعُقَدِ
عَزِيمَاتِ الْيَقِينِ وَمَسَارِقِ
إِيمَاضِ الْجُفُونِ وَمَا ضَمِنَتْهُ
أَكْنَانُ الْقُلُوبِ وَغَيَابَاتُ الْغُيُوبِ
وَمَا أَصْغَتْ لِاسْتِرَاقِهِ مَصَائِخُ

حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی بارگاہ میں بلا لینے کے بعد بھی
اس نے بھی اہل زمین کو ان نشانیوں سے خالی نہیں رکھا جو اس کی
ربوبیت کی دلیلوں کو ان پر مستحکم کرتی ہیں اور بندوں کے لئے
اس کی معرفت کا ذریعہ بنی ہیں بلکہ یکے بعد دیگرے وہ ہر دور میں
اپنے منتخب نبیوں اور رسالت کے امانت داروں کی زبانی ان
حجتوں کے عہد و میثاق کو دہراتا رہا یہاں تک کہ ہمارے نبی حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ وہ حجت تمام ہو گئی اور اس
کی تنبیہ انتہائی منزل تک پہنچ گئی۔

اور اس نے روزیاں مقرر کیں کسی کے لئے زیادہ اور کسی کیلئے
کم اور انہیں کہیں تنگی سے تقسیم کیا اور کہیں فراوانی سے مگر
اس میں عدل و انصاف کو قائم رکھا تا کہ کشادہ اور تنگ روزیوں
کے ذریعے ان کی آزمائش کرے اور دولت مندوں اور فقیروں
کے جذبہ شکر اور قوت صبر کا اندازہ کرے۔

پھر اس نے رزق کی کشادگی کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے
اور سلامتیوں کے ساتھ آفتوں کے خدشے اور شادمانیوں کے ساتھ
گلوگیر ہونے والے رنج و افکار کے حادثے بھی لگا رکھے ہیں اور
اس نے موتیں خلق کر کے کسی کی مدت عمر طویل رکھی اور کسی کی
کم، کسی کو مقدم رکھا اور کسی کو مؤخر اور عمروں کی رسیوں میں موت
کی گرہ لگا رکھی ہے وہ موت انہیں کھینچے لئے جاتی ہے اور ان
کے مضبوط اور مستحکم رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتی ہے۔

وہ بھید رکھنے والوں کے بھیدوں، مخفی باتوں، خطور کرنے
والے بے بنیاد خیالوں، دلوں میں جمے ہوئے پختہ ارادوں، پلکوں
کی کنکھیوں کے اشاروں، دلوں کی تہوں اور غیب کے پردوں میں چھپی
ہوئی چیزوں کو دیکھنے والا اور ان باتوں کا سننے والا ہے جنہیں چوری
چھپے سننے کے لئے کانوں کے سوراخ جھک پڑتے ہیں اور موسم گرما
میں چیونٹیوں کے مسکنوں اور موسم سرما میں حشرات الارض کی قیام گاہوں
سے آگاہ ہے اور پسر مردہ عورتوں کے درد بھرے نالہ و فریاد اور

الأسماع، ومصائف الذر، ومشاتي الهوام،
ورجع الحنين من المولهات، وهمس الأقدام،
ومنفسح الثمرة من ولائج غلف الأكمام، و
منقمع الوحوش من غيران الجبال وأوديتها، ومختبأ
البعوض بين سوق الأشجار وألحيتها، ومغرز الأوراق
من الأفنان، ومحط الأمشاج من مسارب الأصلاب، وناشئة
الغيوم ومتلاحمها، ودرور قطر السحاب في متراكمها.

وما تسفي الأعاصير بذيولها، وتعفو
الأمطار بسيولها، وعوم بنات الأرض
في كثبان الرمال.

ومستقر ذوات الأجنحة بذرى
شناخيب الجبال، وتغريد ذوات المنطق
في دياجير الأوكار، وما أوعبته الأصداف،
وحضنت عليه أمواج البحار، وما غشيته سدفة
ليل أو ذر عليه شارق نهار، وما اعتقبت عليه
أطباق الدياجير وسبحات النور۔

وأثر كل خطوة، وحس كل حركة، ورجع
كل كلمة، وتحريك كل شفة، ومستقر كل نسمة،
ومثقال كل ذرة، وهماهم كل نفس هامة، و
ما عليها من ثمر شجرة، أو ساقط ورقة، أو قرارة
نطفة، أو نقاعة دم ومضغة، أو ناشئة خلق و
سلالة، لم يلحقه في ذلك كلفة، ولا اعترضته
في حفظ ما ابتدعه من خلقه عارضة، ولا ا
عتورته في تنفيذ الأمور وتدابير المخلوقين
ملالة ولا فترة، بل نفذهم علمه، وأحصاهم
عدده، ووسعهم عدله، وغمرهم فضله، مع
تقصيرهم عن كنه ما هو أهله۔

قدموں کی چاپ کا سننے والا ہے اور بچوں کے روئیدا ہونے کی
جگہوں کو جو پتوں کے غلافوں کے اندرونی تہوں میں ہیں اور پہاڑ
کے غاروں اور ان کے درون میں وحشی جانوروں کے چھپنے کی جگہوں
اور شاخوں سے پتوں کے پھوٹنے کے مقامات اور صلب کی راہوں
سے گزر کر مرکب نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اٹھنے والے ابر
کے سکون اور جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ بادلوں سے ٹپکنے
والے بارش کے قطروں سے باخبر ہے۔

اور وہ سب کچھ جسے جھکڑ اپنے دامن سے پراگندہ کرتے ہیں
اور بارش کے سیلاب بہا کر مٹا دیتے ہیں اور ریت کے ٹیلوں میں
کیڑوں مکوڑوں کی رفتار کو جانتا ہے۔

اور سر بفلک پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر پرندوں کے آشیانوں کی
تاریکیوں میں چہچہانے والے مرغان چمن کی زمزمہ پردازیوں اور جسے سیپیوں
نے اپنے آغوش میں محفوظ رکھا ہے اور جنہیں سمندروں کی موجوں نے اپنے
نیچے دبا رکھا ہے اور جسے شب تار کی سیاہی نے چھپا رکھا ہے اور جن پر
سورج کی کرنوں نے اپنا نور بکھیر دیا ہے اور وہ چیزیں جنہیں کبھی ظلمت
کے پردے چھپاتے ہیں اور کبھی نور کی شعاعیں چمکاتی ہیں سب کو جانتا۔

نیز ہر نقش قدم، ہر چیز کی حس و حرکت، ہر کلمہ کی آواز، ہر ہونٹ
کی حرکت، ہر جاندار کی قیام گاہ، ہر ذرہ کا وزن، ہر جاندار کی سانس کی
آواز اور جو کچھ اس زمین پر ہے سب جانتا ہے خواہ وہ درخت کا پھل
یا ٹوٹ کر گرتا ہوا پتہ، نطفہ ہو یا منجمد خون کی قرار گاہ ہو یا لوتھڑا اور
اس کے بعد بننے والا مخلوق اور پیدا ہونے والا بچہ خوب جانتا ہے۔
اسے ان کے پیدا کرنے میں تکلیف ہوئی اور نہ ان کی حفاظت میں جنہیں
ایجاد کیا ہے نہ فرمان نافذ کرنے اور تدبیر و انتظام میں تکلیف یا سستی
محسوس ہوئی بلکہ اس کا علم ان کے اندر اترا ہوا ہے اور ایک ایک چیز
اس کے شمار میں ہے اس کا دامن عدل ان کے لئے پھیلا ہوا ہے
اور اس کا فضل سب پر شامل ہے باوجودیکہ وہ اس کے شایان
شان عبادت سے قاصر ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الْوَصْفِ الْجَمِيْلِ وَالتَّعْدَادِ الْكَثِيْرِ اِنْ تُؤَمَّلْ فَخَيْرُ مُؤَمَّلٍ وَاِنْ تُرْجَ فَاَكْرَمُ مَرْجُوٍّ

اَللّٰهُمَّ وَقَدْ بَسَطْتَ لِيْ فِيْمَا لَا اَمْدَحُ بِهٖ غَيْرَكَ وَلَا اُثْنِيْ بِهٖ عَلٰى اَحَدٍ سِوَاكَ وَلَا اُوَجِّهُهٗ اِلٰى مَعَادِنِ الْخَيْبَةِ وَمَوَاضِعِ الرِّيْبَةِ وَعَدَلْتَ بِلِسَانِيْ عَنْ مَدَائِحِ الْاٰدَمِيِّيْنَ وَالثَّنَاءِ عَلَى الْمَرْبُوْبِيْنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ وَلِكُلِّ مُثْنٍ عَلٰى مَنْ اَثْنٰى عَلَيْهِ مَثُوْبَةٌ مِنْ جَزَاءٍ اَوْ عَارِفَةٌ مِنْ عَطَاءٍ وَقَدْ رَجَوْتُكَ دَلِيْلًا عَلٰى ذَخَائِرِ الرَّحْمَةِ وَكُنُوْزِ الْمَغْفِرَةِ۔

اَللّٰهُمَّ وَهٰذَا مَقَامُ مَنْ اَفْرَدَكَ بِالتَّوْحِيْدِ الَّذِيْ هُوَ لَكَ وَلَمْ يَرَ مُسْتَحِقًّا لِهٰذِهِ الْمَحَامِدِ وَالْمَمَادِحِ غَيْرَكَ۔ وَبِيْ فَاقَةٌ اِلَيْكَ لَا يَجْبُرُ مَسْكَنَتَهَا اِلَّا فَضْلُكَ وَلَا يَنْعَشُ مِنْ خَلَّتِهَا اِلَّا مَنُّكَ وَجُوْدُكَ فَهَبْ لَنَا فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ رِضَاكَ وَاَغْنِنَا عَنْ مَدِّ الْاَيْدِيْ اِلٰى سِوَاكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

بارالہا تو ہی بہتر سے بہتر توصیف اور کثیر حمد کا مستحق ہے اگر تجھ سے آس لگائی جائے تو تو بہترین سرچشمہ امید ہے۔

خداوندا تو نے مجھے ایسی قوت بیان عطا کی ہے جس سے میں تیرے سوا کسی کی مدح کرتا ہوں نہ ثنا، میں اپنی مدح کا رخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا جو نا امیدیوں کے خزانے اور شک و شبہ کا مرکز ہیں میں نے اپنی زبان کو انسانوں کی مدح اور تیری پروردہ مخلوق کی ثنا سے ہٹا لیا ہے۔

خداوندا ہر مدح کرنے والے کا اپنے ممدوح پر انعام و اکرام اور بخشش کا حق ہوتا ہے میں نے تجھ سے آس لگائی ہے کہ رحمت کے ذخیروں اور بخشش کے خزانوں کی طرف رہبری فرما دے۔

پروردگار، تیرے سامنے وہ شخص ہے جس نے تیری توحید میں تجھے منفرد اور یکتا مانا ہے جو تیری ذات سے مخصوص ہے اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے سوا کسی کو مستحق نہیں سمجھتا۔

اور میری حاجت تجھ سے ہے جس کی تیرے فضل کے سوا کوئی تلافی کر سکتا ہے اور نہ تیری عطا و بخشش کے بغیر کوئی اسے دفع کر سکتا ہے لہٰذا پالنے والے ہمیں تو اسی جگہ اپنی خوشنودی عطا فرما دے اور دوسروں کی طرف دست طلب دراز کرنے سے بے نیاز کر دے بلاشبہ تو ہر چیز پہ قادر ہے۔

---

۱ اس خطبہ کا نام اشباح ہے جو شبح کی جمع ہے۔ شبح شخص یا ڈھانچہ کو کہتے ہیں چونکہ اس خطبہ میں متعدد شخصیتوں کی تصویر کشی کی گئی ہے اس لئے اس خطبہ کا نام خطبہ اشباح مشہور ہو گیا۔

۲ ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ خدا کا ذکر اس طرح کریں کہ گویا وہ نظر آ رہا ہو اس سوال پہ آپ کو غصہ آ گیا اور مسجد کوفہ میں ایک جم غفیر کے سامنے یہ خطبہ ارشاد فرمایا چونکہ اس کا سوال تکلیف شرعی سے غیر متعلق تھا اس لئے آپ اس کے سوال پہ برہم ہو گئے۔

۳ امیرالمومنین علیہ السلام نے اس خطبہ میں ان حقائق کا انکشاف کیا ہے اور ان جزئیات سے پردہ اٹھایا ہے جس کا تصور بھی کسی دوسرے کے لئے ممکن نہ تھا اس کے علاوہ آپ نے علم ہیئت و فلسفہ کے ان مسائل کو حل فرمایا ہے جن کی طرف آج سے تیرہ سو سال قبل کسی فلسفی اور ماہر علم ہیئت کی توجہ نہ تھی اور نہ آلات کے ذریعے کسی کے دماغ کی رسائی وہاں تک ممکن تھی بلکہ آج بھی سیکڑوں بلکہ ہزاروں

مسائل میں جو موجودہ ترقی کے ہوتے ہوئے بھی حل نہیں ہو سکے۔

۱۔ جیسا کہ آپ نے تنفست عنه معادن الجبال۔ فرما کر نشاندہی کی ہے کہ پہاڑوں میں بھی روح حیاتی موجود ہے اور وہ سانس کی طرح ہوا لیتے اور باہر نکالتے رہتے ہیں جس سے ان میں معدنیات و جواہرات تدریجاً تیار ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح پہاڑوں کا حال وہ نہیں جو پہلے تھا اس وقت سے اب ان کے طول و عرض میں فرق ہے اس وجہ سے آپ نے معادن جبال کے لئے تنفست استعمال فرمایا ہے۔

۲۔ اسی طرح آپ نے حصید المرجان فرما کر بتایا ہے کہ مرجان کا بھی کھیت ہوتا ہے اگرچہ وہ جمادات میں سے ہے مگر شاخ در شاخ اگتا اور پھیلتا رہتا ہے۔ جماد ہونے کے باوجود اس میں نباتات کے صفات بھی پائے جاتے ہیں اس لئے آپ نے اس کے معدن کو کھیت سے تعبیر کر کے اس کی کٹائی کا ذکر فرمایا ہے۔

۴ علامہ ابن ابی حدید معتزلی اس کلام کی جامعیت اور جزئیت کی تصویر کشی دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے

لو سمع هذا الكلام ارسطو طاليس القائل بانه تعالى لا يعلم الجزئيات لخشع قلبه و وقف شعره و اضطرب فكره۔

اگر ارسطو طالیس جو خداوند عالم کے عالم جزئیات ہونے کا منکر تھا یہ کلام سن لیتا تو اس کا دل بھی جھک جاتا اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے خیالات میں انقلاب آ جاتا۔

الا ترى ما عليه من الرواء والمهابة والعظمة والفخامة والمتانة والجزالة مع ما اشرب من الحلاوة والطلاوة واللطف والسلاسة لا ارى كلاما يشبه هذا الا ان يكون كلام الخالق سبحانه فان هذا الكلام نبعة من تلك الشجرة وجدول من ذلك البحر وجذوة من تلك النار۔

کیا اس کلام کی آب و تاب، ہیبت و شکوہ و عظمت، متانت و پختگی تم نہیں جانتے اس کے باوجود شیرینی، رنگینی، لطافت اور سلاست کے جو جوہر نمایاں ہیں مجھے تو کوئی کلام اس سے ملتا جلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی کلام اس سے میل کھاتا ہے تو وہ خالق کلام کا کلام ہے کیونکہ یہ کلام اس درخت کی بلند شاخ اس دریا کی نہر اور اس تجلی کا ایک پرتو ہے۔

۵ علامہ ابن ابی الحدید کے ارشادات عالیہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سارا کلام علامہ سید شریف رضی یا سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کا ہے ان کے اس خیال کی کیا حیثیت ہے یہ تو ممکن ہے کہ راوی سے نقل کرنے میں کوئی فروگذاشت ہو گئی ہو یا جو خطبے ان راویوں کے ذریعے حاصل کئے گئے ہیں جو موثق نہیں ہیں ان کی حرف بحرف توثیق نہیں کی جا سکتی مگر اس کتاب میں مندرج تمام خطبوں کو دوسرے علماء کی طرف منسوب کر دینا کسی صاحب فکر و نظر کے دل میں یہ بات نہیں آ سکتی

۹۲

بانوے خطبہ

جب قتل عثمان کے بعد لوگوں نے حضرت علی کو خلافت پیش کی

دَعُوْنِيْ وَالْتَمِسُوْا غَيْرِيْ فَاِنَّا مُسْتَقْبِلُوْنَ اَمْرًا لَهٗ وُجُوْهٌ وَاَلْوَانٌ لَا تَقُوْمُ لَهُ الْقُلُوْبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُوْلُ وَاِنَّ الْاٰفَاقَ قَدْ اَغَامَتْ وَالْمَحَجَّةَ قَدْ تَنَكَّرَتْ

مجھے اپنے حال پر رہنے دو (خلافت کے لئے) کسی اور کو تلاش کر لو ہمارا سابقہ ایسے انقلابات سے ہے جن کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں جن پر نہ دل قائم رہ سکتے ہیں اور نہ عقلیں اور یقین (دین کے) افق پر گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں اور راستہ پہچانے میں نہیں آتا۔

وَاعْلَمُوْا اَنِّيْ اِنْ اَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا اَعْلَمُ وَلَمْ اُصْغِ اِلٰى قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَاِنْ تَرَكْتُمُوْنِيْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ وَلَعَلِّيْ اَسْمَعُكُمْ وَاَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوْهُ اَمْرَكُمْ وَاَنَا لَكُمْ وَزِيْرًا خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّيْ اَمِيْرًا

اور خوب سمجھ لو کہ اگر میں تمہاری دعوت قبول کر لوں تو جن امور کو میں بہتر جانتا ہوں ان پر تم سے عمل کراؤں گا اور اس میں کسی کہنے والے کی بات اور کسی ناراض ہونے والے کی ناراضگی کی پرواہ نہ کروں گا اور اگر تم مجھے چھوڑ دو میں تمہارا ہی جیسا ایک آدمی ہوں گا اور ہو سکتا ہے کہ جسے اپنا امیر بناؤ اور اگر وہ پابند شریعت رہا، تو تم سے زیادہ اس کی بات سنوں اور اس کا ساتھ دوں اور میرا تمہارے لئے پشت پناہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ تمہارا حاکم ہوں۔

۱؎ ۱۸ ذی الحجہ کو قتل حضرت عثمان کا واقعہ ہوا اس وقت مسلمانوں میں جو غیظ و غضب افراتفری اور انتشار تھا وہ تاریخ سے مخفی نہیں۔ یہ حادثہ اس لئے واقع ہوا کہ کچھ لوگ دنیا کے طمع میں تقسیم اموال میں اصول عدل و انصاف کو برداشت کرنا نہیں چاہتے تھے اور کچھ قرآن وسنت کے مطابق عدل و انصاف کے حامی تھے اس وقت اس فریضہ کی انجام دہی کے لئے سب کی نظریں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام پر تھیں ان کا شدید اصرار تھا کہ آپ منظور فرمالیں مگر چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ حالات وخیالات بدل چکے ہیں۔ ذہن تبدیل ہو چکے ہیں لوگ غلط عادتوں کے خوگر ہو چکے ہیں۔ میرا عمل کتاب وسنت کے مطابق ہی ہوگا جسے یہ اب برداشت نہیں کر سکتے اس لئے کہ یہ اس کے خلاف دولت اندوزی کو مقدم سمجھتے ہیں، یہ میرا عدل و انصاف برداشت نہ کر سکیں گے۔

یہ مقصد بھی ہو کہ خوب سوچ لیں کل پھر نہ کہیں کہ علیؑ کو اس کی خواہش تھی جیسا کہ خلافت اول کے وقت حضرت عمر کا یہ قول مشہور ہے۔

كانت بيعة ابى بكر فلتة وقى الله شرها فمن عاد اليها فاقتلوه (تاريخ الخلفاء ص۶۰)

ابو بکر کی بیعت ایک ناگہانی امر تھا خدا نے اس کے شر سے محفوظ رکھا پس جو پھر ایسا ہی کرے اسے قتل کر دو۔

۹۲
ترانوے خطبہ
جنگ نہرواں کے بعد فرمایا

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَأَنَا فَقَأْتُ عَيْنَ الْفِتْنَةِ وَلَمْ تَكُنْ لِيَجْرَأَ عَلَيْهَا أَحَدٌ غَيْرِي بَعْدَ أَنْ مَاجَ غَيْهَبُهَا وَاشْتَدَّ كَلَبُهَا فَاسْأَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي

اے لوگو حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ میں نے فتنہ کی آنکھ پھوڑ دی ہے اور میرے سوا کوئی نہیں جو فتنہ و فساد کی تاریکی چھا جانے اور اس کی سختیاں شدید ہو جانے کے بعد یہ جرأت کرتا۔
پس قبل اس کے کہ مجھے اپنے درمیان نہ پاؤ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَلَا عَنْ فِئَةٍ تَهْدِي مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً

اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت سے قیامت تک کی جو بات مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا یا کسی ایسے گمراہ کے متعلق دریافت کرو گے جس نے ایک سو کی ہدایت کی ہو یا ایک سو کو گمراہ کیا ہو۔

إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِنَاعِقِهَا وَقَائِدِهَا وَسَائِقِهَا وَمُنَاخِ رِكَابِهَا وَمَحَطِّ رِحَالِهَا وَمَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَهْلِهَا قَتْلًا وَمَنْ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَوْتًا

تو میں بتاؤں گا کہ اسے للکارنے والے اور کھینچنے والے اور ڈھکیلنے والے کون ہیں اور ان کی سواریوں کی منزل اور ساز و سامان سے لدے ہوئے پالانوں کے اتارنے کی جگہ کہاں کہاں ہے اور یہ بھی بتاؤں گا کہ کون قتل ہوگا اور کون اپنی موت مرے گا۔

وَلَوْ قَدْ فَقَدْتُمُونِي وَنَزَلَتْ بِكُمْ كَرَائِهُ الْأُمُورِ وَحَوَازِبُ الْخُطُوبِ لَأَطْرَقَ كَثِيرٌ مِنَ السَّائِلِينَ وَفَشِلَ كَثِيرٌ مِنَ الْمَسْؤُولِينَ

یاد رکھو کہ اگر میں نہ رہا اور ناخوش گوار حادثے اور سخت مشکلیں پیش آئیں تو دیکھ لینا پوچھنے والے (پریشان ہو کر) سر نیچے ڈال لیں گے اور بتانے والے عاجز رہیں گے۔

وذلك اذا تقلصت حربكم وشمرت عن ساق وضاقت الدنيا عليكم ضيقا تستطيلون معه ايام البلاء عليكم حتى يفتح الله لبقية الابرار منكم

یہ اس وقت ہوگا جب جنگ تم پر ٹوٹ پڑے گی اور اس کی سختیاں سامنے آجائیں گی اور دنیا تم پر اتنا تنگ ہو جائے گی کہ تم مصیبت کے دنوں کو طویل سمجھنے لگو گے یہاں تک کہ خداوند عالم تمہارے باقی نیک کرداروں کو فتح و نصرت عنایت کرے گا۔

ان الفتن اذا اقبلت شبهت واذا ادبرت نبهت ينكرن مقبلات ويعرفن مدبرات يحمن حوم الرياح يصبن بلدا ويخطئن بلدا

فتنے جب آتے ہیں تو شبہ میں ڈالے رکھتے ہیں اور جب پلٹ کے جاتے ہیں تو تنبیہ کرکے جاتے ہیں جب آرہے ہوتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے جب پیچھے ہٹتے ہیں تو پہچان لئے جاتے ہیں وہ ہواؤں کی طرح چکر لگاتے ہیں کسی آبادی کو زد میں لے لیتے ہیں اور کوئی ان سے رہ جاتے ہیں۔

الا ان اخوف الفتن عندي عليكم فتنة بني امية فانها فتنة عمياء مظلمة عمت خطتها وخصت بليتها واصاب البلاء من ابصر فيها واخطا البلاء من عمي عنها

آگاہ ہو کہ میرے نزدیک سب فتنوں سے زیادہ خوفناک فتنہ تمہارے لئے بنی اُمیہ کا تیرہ و تار فتنہ ہے جس کی تاریکی دنیائے اسلام پر چھا جانے والی ہے اس کے مظالم عام ہوں گے مگر بلائیں اہلبیتؑ اور ان کے شیعوں کے لئے خاص ہوں گی جو حق کو پیش نظر رکھے گا وہ مصیبت کا نشانہ ہوگا اور جو حق سے آنکھیں بند رکھے گا وہ بچ جائے گا۔

وايم الله لتجدن بني امية لكم ارباب سوء بعدي كالناب الضروس تعذم بفيها وتخبط بيدها وتزبن برجلها وتمنع درها

خدا کی قسم تم میرے بعد بنی اُمیہ کو بدترین حاکم پاؤ گے اس سرکش ناقہ کی طرح جو دودھ دوہنے والے کو اپنے منہ سے کاٹتا، ہاتھ پیر چلاتا اور دودھ دوہنے والے کو لاتیں مارتا ہے اور دودھ نہیں دوہنے دیتا۔

لا يزالون بكم حتى لا يتركوا منكم الا نافعا لهم او غير ضائر بهم

یہ برابر تمہارا قلع قمع کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے سوا اس کے جو ان کے واسطے مفید یا کم از کم ضرر رساں نہ ہو۔

ولا يزال بلاؤهم عنكم حتى لا يكون انتصار احدكم منهم الا كانتصار العبد من ربه والصاحب من مستصحبه

اور ان کی بلا تمہیں اس طرح گھیرے گی کہ ان سے داد فریاد اس طرح مشکل ہو جائے گی جیسے غلام کے لئے اپنے آقا سے اور کسی ماتحت کے لئے اپنے سردار سے دادخواہی مشکل ہوتی ہے۔

تَرِدُ عَلَيْكُمْ بِفِتْنَتِهِمْ شَوْهَاءَ مَخْشِيَّةً وَقِطَعًا جَاهِلِيَّةً لَيْسَ فِيهَا مَنَارُ هُدًى وَلَا عَلَمٌ يُرَى

تم پر اس کا فتنہ ایسی خوفناک شکل میں آئے گا جس سے ڈر لگے گا (درحقیقت) وہ زمانہ جاہلیت کے حصے ہوں گے نہ اس میں ہدایت کا مینار نصب ہو گا اور نہ حق کی کوئی نشانی جو نظر آ سکے

نَحْنُ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْهَا بِمَنْجَاةٍ وَلَسْنَا فِيهَا بِدُعَاةٍ

ہم اہلبیتؑ اس فتنہ کے جرم سے بچے ہوئے ہوں گے لوگوں کو ان کی طرف بلانے میں ہمارا کوئی حصہ نہ ہو گا۔

ثُمَّ يُفَرِّجُهَا اللهُ عَنْكُمْ كَتَفْرِيجِ الْأَدِيمِ بِمَنْ يَسُومُهُمْ خَسْفًا وَيَسُوقُهُمْ عُنْفًا وَيَسْقِيهِمْ بِكَأْسٍ مُصَبَّرَةٍ لَا يُعْطِيهِمْ إِلَّا السَّيْفَ وَلَا يُحْلِسُهُمْ إِلَّا الْخَوْفَ

پھر خداوند عالم ان کے جور و ستم کو جس طرح گوشت سے کھال اتاری جاتی ہے ان لوگوں کے ذریعہ سے دور فرمائے گا جو انہیں ذلت کا مزہ چکھائیں گے سختی سے کھینچیں گے اور لب لب سختیوں سے بھرے ہوئے پیمانے پلائیں گے وہ انہیں تلوار کی غذا دیں گے اور خوف کا لباس پہنائیں گے۔

فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَوَدُّ قُرَيْشٌ بِالدُّنْيَا وَمَا فِيهَا لَوْ يَرَوْنَنِي مَقَامًا وَاحِدًا وَلَوْ قَدْرَ جَزْرِ جَزُورٍ لِأَقْبَلَ مِنْهُمْ مَا أَطْلُبُ الْيَوْمَ بَعْضَهُ فَلَا يُعْطُونِيهِ

اس وقت قریش دنیا و مافیہا کے بدلے میں یہ چاہیں گے کہ وہ مجھے ایک دفعہ اتنی ہی دیر کے لئے دیکھ لیں جتنی دیر اونٹ کے نحر ہونے میں لگتی ہے تاکہ میں اس چیز کو منظور کر لوں جس کا ایک حصہ بھی آج طلب کرنے کے باوجود دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

[۱] پیغمبر اسلامؐ کے بعد حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے سوا کوئی نہیں جس نے یہ دعویٰ کرنے کی جرأت کی ہو کہ مجھ سے پوچھ لو جو چاہو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ اور نہ کوئی ایسا انسان ہے جو آپؑ کے اس دعویٰ پر اعتراض کر سکا ہو۔ سب کو معلوم تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام علوم الہٰی کا خزانہ اور علم نبوت کا دروازہ ہیں یہاں تک کہ حضرت عمر کو بار بار یہ کہنا پڑا لولا علیٌ لھلک عمر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا، کہیں یہ کہتے ہیں اعوذ باللہ من معضلة لیس لھا علی میں اس مشکل سے پناہ مانگتا ہوں جس کا حل کرنے والا علیؑ موجود نہ ہو۔ سبط ابن جوزی نے یہ دعویٰ سر منبر کیا تھا مگر بھرے مجمع میں اپنا حشر دیکھ لیا ایک عورت کے سوال کا جواب نہ دے سکے۔

[۲] آپ نے فرمایا کہ ایک سو آدمی کی بھی کوئی جماعت نہیں جس کے اوّل و آخر کو میں نہ جانتا ہوں اور اس کی خبر بتا سکتا ہوں۔ پھر وہ جماعتیں جو ہزاروں لاکھوں افراد پر مشتمل ہوں وہ ان سے کب مخفی رہ سکتی ہیں۔

سے آپؑ نے اس خطبہ میں جو پیشین گوئیاں کی ہیں وہ حرف بحرف پوری ہو کر رہیں خصوصًا بنی اُمیہ کی جن تباہ کاریوں کی آپؑ نے خبر دی ہے اس کا دور آپؑ کے بعد ہی شروع ہو جاتا ہے ہر وہ شخص جس نے آپ کا خطبہ سُنا تھا اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اسے تصدیق ہو گئی۔

علامہ ابو بکر خوارزمی نے اس سلسلہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا اقتباس بغرض اختصار درج کیا جاتا ہے " امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں کی طرف مصیبتیں جس تیز رفتاری سے آتی ہیں الخ

حضرت کا یہ کلام مصیبتوں کی بنیاد پر قائم ہے بلاشبہ اہل بیت رسولؐ ہی وہ ہیں جن پر زمانہ نے جور و ستم کئے دنیا نے ان کی طرف سے روگردانی کر لی۔

شیعہ جب کہ واجبات و مستحبات میں اپنے آئمہؑ کے پیرو ہیں اور خیر و شر میں ان کے آثار کی اقتدا کرتے ہیں تو ان کے لئے یہی مناسب ہے کہ مصائب میں بھی ان کی تقلید کریں۔ اہل بیت رسولؐ کے کیا کیا مصائب بیان کئے۔ فاطمہ صلوات اللہ علیہا سے ان کے باپ کا حق چھینا گیا۔ امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو مقام خلافت میں پیچھے ڈال دیا گیا۔ امام حسنؑ کو زہر دیا گیا ان کے بھائی امام حسینؑ کو کھلم کھلا ظلم سے شہید کیا گیا۔ زید بن علیؑ کو مقام کناسہ میں سولی دی گئی اس نام کے دوسرے بزرگوار کا سر میدان میں کاٹا گیا۔ محمد بن علی اور ابراہیم بن زید بن علی کو ذبح کیا گیا، موسیٰ بن جعفرؑ نے ہارون رشید کی قید ہی میں انتقال کیا۔ علی ابن موسیٰؑ نے ماموں کے ہاتھ سے زہر نوش فرمایا۔ یعقوب بن لیث نے شیعیان طبرستان پر ظلم ڈھائے، سفاح کے ستم سے مدینہ کے علویوں کو بری طرح پامال کیا گیا۔ قتیبہ بن مسلم باہلی نے ابن عمرو ابن علی کو جب کہ وہ پوشیدہ ہو گئے تھے ان کے والدین چھین کر قتل کیا۔ یحییٰ بن عمر زیدی کے ساتھ حسین ابن اسماعیل مصعبی اور کوفہ کے علویوں کے ساتھ مزاحم بن حاقان نے جو سلوک کیا، غرض اسلامی سلطنت میں ہر مقام پر کسی نہ کسی طالبی کی خبر نظر آتی ہے جن کے خون سے اموی ہوں یا عباسی، عدنانی ہوں یا قحطانی سب ہی کے ہاتھ رنگین نظر آتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یمنی بکری یا مضری کسی قبیلہ اور کسی شہر کا کوئی انسان ہو اس کے ہاتھ بنی ہاشم کی خونریزی میں اس طرح شریک نظر آتے ہیں جس طرح ایک قربانی کے جانور میں تبرکًا شریک ہو جاتے ہیں۔

عثمان نے عمار یاسر کو روند ابو ذر کو شہر بدر کیا، عامر بن قیس کو ان کے گھر سے نکلوا دیا، مالک اشتر کو جلاوطن کیا، عمر بن زرارہ کو شام سے نکال دیا، کمیل بن زیاد کو عراق سے پھینکوا دیا، ابی بن کعب ذی الحطہ

بدسلوکیاں کیں، محمد بن حذیفہ سے کوئی دشمنی اٹھا نہ رکھی، محمد بن سالم کو مسل دیا، ابی بن کعب پر ظلم وستم کئے۔ انہوں نے مال خدا کو اپنا مال سمجھ جسے جو چاہا دیا۔ مسلمانوں کو غلام اور اپنے آپ کو آقا سمجھا، کعبہ کو منہدم کیا، واجب نمازوں کو معطل کیا، اشراف کی گردنوں پر غلامی کی مہریں لگوا دیں جب کسی اموی نے گناہ کیا تو اسے گناہ ہی نہیں سمجھا، معاویہ بن ابی سفیان نے حجر بن عدی کندی کو عمرو بن حمق خزاعی کو عہد و پیمان کے بعد شہید کیا۔ کوفہ و بصرہ میں ہزاروں شیعوں کو قتل کیا اس کے بیٹے یزید نے ظلم کی حد کر دی۔ ہانی بن عروہ، مسلم بن عقیل، حرث بن زید دریا ابو موسیٰ عمر بن قرظہ انصاری وغیرہ کو شہید کیا، رشید ہجری اور میثم تمار کو شہید کیا۔

یاد رکھو اللہ نے شیعوں کے لئے کبھی پسند ہی نہیں کیا کہ مقدم آخرت پر دنیا کو ترجیح دیں۔ اس نے انہیں دو جماعتوں میں تقسیم فرما دیا کچھ وہ جو تیغ ظلم سے شہید ہوئے اور کچھ وہ ہیں۔ جنہوں نے جلاوطنی میں زندگی گذاری۔ دشمنوں کے مظالم کی انتہا یہ ہے کہ اب جو لوگ زندہ ہیں مر جانے والوں پر رشک کرتے ہیں اور جس منزل کی طرف انہوں نے سبقت کی ہے اسے نا پسند نہیں کرتے۔

۹۴
چورانوے خطبہ
انبیاء و رسل کی مدح و ثنا

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ الَّذِي لَا يَبْلُغُهُ بُعْدُ	بابرکت ہے وہ خدا جس کی ذات تک ہمتوں کی بلند پروازی پہنچ نہیں سکتی
الْهِمَمِ وَلَا يَنَالُهُ حَدْسُ الْفِطَنِ	اور عقلوں کی قوتیں اسے پا نہیں سکتیں وہ ایسا اول ہے کہ جس کے
الْأَوَّلُ الَّذِي لَا غَايَةَ لَهُ فَيَنْتَهِيَ	لئے نہ کوئی نقطۂ ابتدا ہے کہ وہ محدود ہو جائے اور نہ کوئی اس کا
وَلَا آخِرَ لَهُ فَيَنْقَضِيَ	آخر ہے کہ وہاں وہ تمام ہو جائے۔
مِنْهَا فِي وَصْفِ الْأَنْبِيَاءِ	(اس خطبہ کا ایک حصہ انبیاء کی تعریف میں)
فَاسْتَوْدَعَهُمْ فِي أَفْضَلِ مُسْتَوْدَعٍ وَ	خداوند عالم نے انہیں بہترین امانت گاہوں میں سونپا اور بہترین
أَقَرَّهُمْ فِي خَيْرِ مُسْتَقَرٍّ	ٹھکانوں میں ٹھہرایا۔
تَنَاسَخَتْهُمْ كَرَائِمُ الْأَصْلَابِ إِلَى مُطَهَّرَاتِ	اور پھر انہیں اچھی پشتوں سے پاک بطنوں میں منتقل

الأرحام، كُلَّمَا مَضَى مِنْهُمْ سَلَفٌ، قَامَ مِنْهُمْ بِدِينِ اللهِ خَلَفٌ

فرمایا جب ان میں سے گذرنے والا گذر گیا تو ان میں سے دوسرا دین خدا کو لے کر ان کی جگہ کھڑا ہو گیا

حَتَّى أَفْضَتْ كَرَامَةُ اللهِ سُبْحَانَهُ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَأَخْرَجَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْمَعَادِنِ مَنْبِتاً وَأَعَزِّ الأَرُومَاتِ مَغْرِساً

یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ لطف وکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا پس خداوند عالم نے انہیں ایسے پاک جبلت معدنوں سے جو ابھرنے والے تھے اور باوقار جڑوں (شجرہ ابراہیمی) سے ظاہر فرمایا۔

مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي صَدَعَ مِنْهَا أَنْبِيَاءَ وَانْتَجَبَ مِنْهَا أُمَنَاءَهُ عِتْرَتُهُ خَيْرُ الْعِتَرِ وَأُسْرَتُهُ خَيْرُ الأُسَرِ وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ الشَّجَرِ نَبَتَتْ فِي حَرَمٍ وَبَسَقَتْ فِي كَرَمٍ لَهَا فُرُوعٌ طِوَالٌ وَثَمَرَةٌ لَا تُنَالُ فَهُوَ إِمَامُ مَنِ اتَّقَى وَبَصِيرَةُ مَنِ اهْتَدَى سِرَاجٌ لَمَعَ ضَوْؤُهُ وَشِهَابٌ سَطَعَ نُورُهُ وَزَنْدٌ بَرَقَ لَمْعُهُ

اس پاک شجرہ سے جس سے اپنے متعدد انبیاء خلق فرمائے اور انہیں اپنا امین قرار دیا ان کی نسل تمام نسلوں سے بہتر ان کا خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ اور ان کا شجرہ (بنی ہاشم) ہر شجرہ سے بالا ہے۔ جو سرزمین حرم میں اگا اور بالا و برتر فضا میں بلند ہوا جس کی شاخیں طویل ہیں اور پھل وہ ہیں جن کی خوبی کو کوئی نہیں پہنچ سکتا وہ پرہیزگاروں کے امام اور طالبان ہدایت کے دلوں کی روشنی ہیں۔ وہ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی ضو دیتی ہے وہ ستارہ ہیں جس سے نور کی لہریں نکل رہی ہیں اور وہ ہدایت چمکتے ہیں جسکی ضو شعلہ فشاں ہے۔

سِيرَتُهُ الْقَصْدُ وَسُنَّتُهُ الرُّشْدُ وَكَلَامُهُ الْفَصْلُ وَحُكْمُهُ الْعَدْلُ

آپ کی سیرت سیدھی راہ، آپ کا طریقہ ہدایت آپ کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا اور حکم عین عدل ہے۔

عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَهَفْوَةٍ عَنِ الْعَمَلِ وَغَبَاوَةٍ مِنَ الأُمَمِ

اس وقت نبی بنا کر بھیجا جب زمانہ پیغمبروں سے خالی تھا۔ لوگ عمل سے منحرف تھے اور امتیں جہالت و غفلت کا شکار تھیں۔

اعْمَلُوا رَحِمَكُمُ اللهُ عَلَى أَعْلَامٍ بَيِّنَةٍ فَالطَّرِيقُ نَهْجٌ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَأَنْتُمْ فِي دَارِ مُسْتَعْتَبٍ عَلَى مَهَلٍ وَفَرَاغٍ

خدا تم پر رحم کرے روشن احکام پر عمل کرو کیوں کہ راستہ صاف ہے جو سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ ابھی تم ایسے گھر میں ہو جہاں تمہیں فراغت اور اتنی مہلت ہے کہ خدا کی خوشنودیاں حاصل کر سکو۔

وَالصُّحُفُ مَنْشُورَةٌ وَالأَقْلَامُ جَارِيَةٌ وَالأَبْدَانُ صَحِيحَةٌ وَالأَلْسُنُ مُطْلَقَةٌ وَالتَّوْبَةُ مَسْمُوعَةٌ وَالأَعْمَالُ مَقْبُولَةٌ

اور صحیفے کھلے ہوئے ہیں کرام کاتبین کے قلم چل رہے ہیں جسم صحیح و سالم ہیں، زبانیں آزاد ہیں توبہ قابل سماعت ہے اور اعمال قابل قبول ہیں۔

۹۵
پچانوے خطبہ
بعثت رسول کے وقت لوگوں کی حالت

بَعَثَهُ وَالنَّاسُ ضُلَّالٌ فِي حَيْرَةٍ وَ خَابِطُونَ فِي فِتْنَةٍ قَدِ اسْتَهْوَتْهُمُ الْأَهْوَاءُ وَ اسْتَزَلَّتْهُمُ الْكِبْرِيَاءُ وَ اسْتَخَفَّتْهُمُ الْجَاهِلِيَّةُ الْجَهْلَاءُ حَيَارَى فِي زَلْزَالٍ مِنَ الْأَمْرِ وَ بَلَاءٍ مِنَ الْجَهْلِ

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت مبعوث فرمایا جب لوگ حیرت کے عالم میں سخت گمراہ تھے فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے نفسانی خواہشوں نے انہیں بھٹکا دیا تھا اور کبر و نخوت نے انہیں پھسلا دیا تھا بھرپور جہالت نے ان کی عقلیں گم کر رکھی تھیں حوادث کے ڈانواں ڈول ہونے اور جہالت کی بلا کی وجہ سے وہ حیران و ششدر رہتے تھے

فَبَالَغَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي النَّصِيحَةِ وَ مَضَى عَلَى الطَّرِيقِ وَ دَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سمجھانے کی پوری کوشش کی خود راہ حق پر چلتے رہے اور انہیں حکمت اور اچھی نصیحتوں کا درس دے کر حق کی طرف دعوت دیتے رہے۔

۹۶
چھیانوے خطبہ
پیغمبر اسلام کی بعثت کے وقت حالات کی تصویر کشی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْأَوَّلِ فَلَا شَيْءَ قَبْلَهُ وَ الْآخِرِ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ وَ الظَّاهِرِ فَلَا شَيْءَ فَوْقَهُ وَ الْبَاطِنِ فَلَا شَيْءَ دُونَهُ

حمد اس خدا ہی کے لئے کہ جو ایسا اول ہے کہ کوئی چیز اس سے پہلے نہ تھی اور ایسا آخر ہے کہ کوئی چیز اس کے بعد نہ ہوگی ایسا ظاہر ہے کہ کوئی چیز اس سے بلند و بالا نہیں اور ایسا باطن ہے کہ کوئی چیز اس سے قریب نہیں۔

مِنْهَا فِي ذِكْرِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مُسْتَقَرُّهُ خَيْرُ مُسْتَقَرٍّ وَ مَنْبِتُهُ أَشْرَفُ مَنْبِتٍ فِي مَعَادِنِ الْكَرَامَةِ

اس خطبہ کا ایک جزء آنحضرت صلعم کے ذکر میں
بزرگی کی کانوں اور پاکیزگی کی جگہوں میں ان کا مقام بہترین مقام اور ان کے نشوونما کی جگہ شریف ترین جگہ ان کی تر...

وَمَمْهَدُ السَّلَامَةِ قَدْ صُرِفَتْ نَحْوَهُ أَفْئِدَةُ الْأَبْرَارِ وَثُنِيَتْ إِلَيْهِ أَزِمَّةُ الْأَبْصَارِ دَفَنَ بِهِ الضَّغَائِنَ وَأَطْفَأَ بِهِ النَّوَائِرَ أَلَّفَ بِهِ إِخْوَاناً وَفَرَّقَ بِهِ أَقْرَاناً

نیکوں کے دل پھیر دیئے گئے اور نگاہیں جوڑ دی گئیں خدا نے ان کے ذریعے پرانے کینے دبا دیئے اور آتش انتقام بجھا دی بھائیوں کو آپس میں ملا دیا اور مشرکین کے ہمسروں کو منتشر کر دیا۔

أَعَزَّ بِهِ الذِّلَّةَ وَأَذَلَّ بِهِ الْعِزَّةَ كَلَامُهُ بَيَانٌ وَصَمْتُهُ لِسَانٌ

حق کی بستی کو عزت بخشی اور کفر کی عزت کو ذلت سے بدل دیا ان کا کلام امر (خدا) کا بیان اور ان کی خاموشی بولتی ہوئی زبان تھی۔

٩٧
ستانوے خطبہ
دنیا میں ظالموں کو مہلت

وَلَئِنْ أَمْهَلَ الظَّالِمَ فَلَنْ يَفُوتَ أَخْذُهُ وَهُوَ لَهُ بِالْمِرْصَادِ عَلَى مَجَازِ طَرِيقِهِ وَبِمَوْضِعِ الشَّجَى مِنْ مَسَاغِ رِيقِهِ

اگر اللہ نے (دنیا میں) ظالم کو مہلت دے دی ہے تو وہ اس کی گرفت سے تو ہرگز نہیں نکل سکتا اور وہ اس کی گزرگاہ اور گلے میں لعاب دہن کا پھندا لگنے تک موقع کے انتظار میں ہے۔

أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَظْهَرَنَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ عَلَيْكُمْ لَيْسَ لِأَنَّهُمْ أَوْلَى بِالْحَقِّ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لِإِسْرَاعِهِمْ إِلَى بَاطِلِ صَاحِبِهِمْ وَإِبْطَائِكُمْ عَنْ حَقِّي

اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ قوم (اہل شام) غالب آ کر رہیں گے اس لئے نہیں کہ ان کا حق تم سے فائق ہے بلکہ اس لئے کہ وہ باطل ہونے کے باوجود اپنے صاحب (معاویہ) کے حکم پر دوڑ پڑتے ہیں اور تم میرے حق پر ہونے کے باوجود سستی کرتے ہو۔

وَلَقَدْ أَصْبَحَتِ الْأُمَمُ تَخَافُ ظُلْمَ رُعَاتِهَا وَأَصْبَحْتُ أَخَافُ ظُلْمَ رَعِيَّتِي

ہمیشہ امتیں اپنے حاکموں کے ظلم سے ڈرتی ہیں اور میں اپنی رعیت کے ظلم سے ڈرتا ہوں۔

اسْتَنْفَرْتُكُمْ لِلْجِهَادِ فَلَمْ تَنْفِرُوا وَأَسْمَعْتُكُمْ فَلَمْ تَسْمَعُوا وَدَعَوْتُكُمْ سِرّاً وَجَهْراً فَلَمْ تَسْتَجِيبُوا وَنَصَحْتُ لَكُمْ

میں نے تمہیں جہاد کے لئے گھروں سے نکلنے کو کہا مگر تم نہ نکلے میں نے تمہیں اپنے احکام سنانا چاہے مگر تم نے نہ سنے میں نے تمہیں خفیہ اور اعلانیہ دعوت دی مگر تم نے لبیک نہ کہی

فَلَمْ تَقْبَلُوا

میں نے تمہیں نصیحت کی مگر تم نے نہ مانی۔

أَشُهُودٌ كَغُيَّابٍ وَعَبِيدٌ كَأَرْبَابٍ

دیکھو تم سامنے ہو مگر اس طرح جیسے کوئی غائب ہو، غلامی ہے اور مزاج مالکوں کے ایسے ہیں۔

أَتْلُو عَلَيْكُمُ الْحِكَمَ فَتَنْفِرُونَ مِنْهَا وَأَعِظُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ الْبَالِغَةِ فَتَتَفَرَّقُونَ عَنْهَا

میں تم پر حکمت کی آیتیں تلاوت کرتا ہوں تم بھڑک جاتے ہو۔ میں نہایت مفید وعظ کرتا ہوں تو تم متفرق ہو جاتے ہو۔

وَأَحُثُّكُمْ عَلَى جِهَادِ أَهْلِ الْبَغْيِ فَمَا آتِي عَلَى آخِرِ الْقَوْلِ حَتَّى أَرَاكُمْ مُتَفَرِّقِينَ أَيَادِيَ سَبَأٍ

میں اپنے باغیوں سے جنگ کرنے کے لئے تمہیں آمادہ کرتا ہوں مگر ابھی میری بات ختم نہیں ہوتی کہ دیکھتا ہوں تم اولاد سبا کی طرح ادھر اُدھر چلے جا رہے ہو۔

تَرْجِعُونَ إِلَى مَجَالِسِكُمْ وَتَتَخَادَعُونَ عَنْ مَوَاعِظِكُمْ أُقَوِّمُكُمْ غُدْوَةً وَتَرْجِعُونَ إِلَيَّ عَشِيَّةً كَظَهْرِ الْحَنِيَّةِ عَجَزَ الْمُقَوِّمُ وَأَعْضَلَ الْمُقَوَّمُ

جب اپنی نشست گاہوں میں جاتے ہو تو ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہو۔ صبح کو تمہیں سیدھا کرتا ہوں اور جب شام کو پلٹ کر آتے ہو تو ویسے ہی کمان کی طرح ٹیڑھے کے ٹیڑھے۔ سیدھا کرنے والا عاجز آگیا ہے اور جسے سیدھا کیا جا رہا ہے وہ لاعلاج ہے۔

أَيُّهَا الشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُمُ الْغَائِبَةُ عَنْهُمْ عُقُولُهُمُ الْمُخْتَلِفَةُ أَهْوَاؤُهُمُ الْمُبْتَلَى بِهِمْ أُمَرَاؤُهُمْ

اے وہ لوگ جن کے بدن حاضر اور عقلیں غائب اور خواہشیں جدا جدا ہیں ان کی وجہ سے ان پر حکومت کرنے والے آزمائش میں مبتلا ہیں۔

صَاحِبُكُمْ يُطِيعُ اللَّهَ وَأَنْتُمْ تَعْصُونَهُ وَصَاحِبُ أَهْلِ الشَّامِ يَعْصِي اللَّهَ وَهُمْ يُطِيعُونَهُ

تمہارا حاکم اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور اہل شام کا حاکم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مگر وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

لَوَدِدْتُ وَاللَّهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ صَارَفَنِي بِكُمْ صَرْفَ الدِّينَارِ بِالدِّرْهَمِ فَأَخَذَ مِنِّي عَشَرَةً مِنْكُمْ وَأَعْطَانِي رَجُلًا مِنْهُمْ

میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ جس طرح دینار کو درہم سے بدلا جاتا ہے اس طرح معاویہ تم کو مجھ سے بدل لے، مجھ سے اہل عراق میں سے دس لے لے اور ان کے عوض اہل شام میں سے ایک دے دے۔

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ مُنِيتُ مِنْكُمْ بِثَلَاثٍ وَاثْنَتَيْنِ صُمٌّ ذَوُو أَسْمَاعٍ وَبُكْمٌ ذَوُو كَلَامٍ وَعُمْيٌ ذَوُو أَبْصَارٍ لَا أَحْرَارُ

اے کوفہ والو وہ تین خصلتیں جو تم میں پائی جاتی ہیں اور وہ دو خصلتیں جو تم میں نہیں ہیں انہی کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوں۔ وہ تین خصلتیں جو تم میں ہیں یہ ہیں کہ تم کانوں والے ہونے کے باوجود

صِدْقٍ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا اِخْوَانُ
ثِقَةٍ عِنْدَ الْبَلَاءِ تَرِبَتْ اَيْدِيْكُمْ

بہرے ہو کلام کرنے کے باوجود گونگے ہو آنکھوں کے باوجود اندھے ہو اور جو دو صفتیں تم میں نہیں ہیں وہ یہ ہیں کہ جنگ کے وقت سچے جوانمرد اور مصیبت کے وقت بھروسے کے قابل بھائی نہیں ہو۔

يَا اَشْبَاهَ الْاِبِلِ غَابَ عَنْهَا رُعَاتُهَا كُلَّمَا
جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ تَفَرَّقَتْ مِنْ جَانِبٍ اٰخَرَ
وَاللّٰهِ لَكَاَنِّيْ بِكُمْ فِيْمَا اِخَالُ اَنْ لَوْ حَمِسَ
الْوَغٰى وَحَمِيَ الضِّرَابُ وَقَدِ انْفَرَجْتُمْ
عَنِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ انْفِرَاجَ الْمَرْاَةِ عَنْ
قُبُلِهَا

اے اونٹوں کی چال ڈھال والو جن کا چرواہا غائب ہو جب انہیں ایک طرف سے گھیرا جاتا ہے تو دوسری طرف سے متفرق ہو جاتے ہیں خدا کی قسم جب میں خیال کرتا ہوں تو یہ نظر آتا ہے کہ اگر کسی وقت معرکہ جنگ سخت ہو گیا اور میدان حرب و ضرب گرم ہو گیا تو تم ابو طالب کے فرزند سے اس طرح دور ہو جاؤ گے جیسے عورت اپنے سرپرستوں سے دور ہو جائے۔

وَاِنِّيْ لَعَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّيْ وَمِنْهَاجٍ
مِنْ نَبِيِّيْ وَاِنِّيْ لَعَلَى الطَّرِيْقِ الْوَاضِحِ
اَلْقُطُهُ لَقْطًا

حالانکہ میں اپنے رب کی روشن حجت اور اپنے پیغمبرؐ کی سنت اور ایمان کے واضح راستہ پر قائم ہوں اور حق کو جگہ جگہ سے سمیٹ کر جمع کر رہا ہوں۔

اُنْظُرُوْا اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فَالْزَمُوْا
سَمْتَهُمْ وَاتَّبِعُوْا اَثَرَهُمْ فَلَنْ يُخْرِجُوْكُمْ
مِنْ هُدًى وَلَنْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ رَدًى

دیکھو اپنے نبی کے اہل بیتؑ کا لحاظ کرتے رہو اور ان کے راستہ کے پابند رہو اس لئے کہ وہ تمہیں نہ کبھی ہدایت کے راستہ سے نکال کر ہلاکت میں نہیں ڈالیں گے۔

فَاِنْ لَبَدُوْا فَالْبُدُوْا وَاِنْ نَهَضُوْا
فَانْهَضُوْا وَلَا تَسْبِقُوْهُمْ فَتَضِلُّوْا
وَلَا تَتَاَخَّرُوْا عَنْهُمْ فَتَهْلِكُوْا

پس اگر وہ ٹھہر جائیں تو تم بھی ٹھہر جاؤ اگر وہ کھڑے ہوں تو تم بھی کھڑے ہو جاؤ اور کبھی ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے نہ ان سے پیچھے رہ جاؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

لَقَدْ رَاَيْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلعم فَمَا
اَرٰى اَحَدًا مِنْكُمْ يُشْبِهُهُمْ

میں نے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے اصحاب کو دیکھا ہے مگر تم میں سے کسی ایک کو بھی ویسا نہیں پاتا۔

لَقَدْ كَانُوْا يُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا وَقَدْ
بَاتُوْا سُجَّدًا وَقِيَامًا يُرَاوِحُوْنَ بَيْنَ
جِبَاهِهِمْ وَخُدُوْدِهِمْ وَيَقِفُوْنَ عَلٰى
مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ
كَاَنَّ بَيْنَ اَعْيُنِهِمْ رُكَبَ الْمِعْزٰى

وہ الجھی ہوئی زلفوں اور غبار آلود چہروں کے ساتھ صبح کرتے اور راتیں سجدے اور قیام میں گذارتے تھے اور کبھی پیشانیاں زمین پر رکھتے تھے اور کبھی رخسارے اور حشر کی یاد میں اس طرح بے چین رہتے تھے جیسے گرم زمین پر کھڑے ہوں۔ طویل سجدوں کی وجہ سے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بکری

مِنْ طُوْلِ سُجُوْدِهِمْ
اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ اَعْيُنُهُمْ حَتّٰى
تَبُلَّ جُيُوْبَهُمْ وَمَادُوْا كَمَا يَمِيْدُ الشَّجَرُ
يَوْمَ الرِّيْحِ الْعَاصِفِ خَوْفًا
مِنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوَابِ

یہ گھٹنوں کے مانند گھٹے پڑے ہوئے تھے۔
جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا تھا تو ان کی آنکھوں سے اس طرح
آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوجاتا تھا کہ ان کے گریبان تر ہو
جاتے تھے اور وہ عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح
لرزہ براندام ہوجاتے تھے کہ جیسے جھکڑ کی ہوا میں درخت
کانپنے لگتے ہیں۔

۹۸
اٹھانوے خطبہ
بنی امیہ کے افعال قبیحہ کے متعلق پیشین گوئی

وَاللّٰهِ لَا يَزَالُوْنَ حَتّٰى لَا يَدَعُوْا لِلّٰهِ مُحَرَّمًا اِلَّا
اسْتَحَلُّوْهُ وَلَا عَقْدًا اِلَّا حَلُّوْهُ وَحَتّٰى لَا يَبْقٰى
بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ اِلَّا دَخَلَهٗ ظُلْمُهُمْ
وَنَبَا بِهٖ سُوْءُ رَعْيِهِمْ

خدا کی قسم بنی امیہ برابر حکمران رہیں گے یہاں تک کہ کوئی
ایسا حرام نہیں جسے حلال نہ کر دیں اور کوئی ایسی گرہ (پابندی)
نہیں جسے کھول نہ دیں اور یہاں تک کہ کوئی اینٹوں سے بنا ہوا
مکان یا اونی خیمہ باقی نہ رہے جس میں ان کا ظلم داخل نہ ہو
جائے اور قہر و جبر انہیں تباہ و برباد نہ کر دے۔

وَحَتّٰى يَقُوْمَ الْبَاكِيَانِ يَبْكِيَانِ بَاكٍ يَبْكِيْ
لِدِيْنِهٖ وَبَاكٍ يَبْكِيْ لِدُنْيَاهُ
وَحَتّٰى تَكُوْنَ نُصْرَةُ اَحَدِكُمْ مِنْ اَحَدِهِمْ
كَنُصْرَةِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهٖ
اِذَا شَهِدَ اَطَاعَهٗ وَاِذَا غَابَ اغْتَابَهٗ

اور یہاں تک کہ دو رونے والے کھڑے ہوں کچھ اپنے دین کے لئے
اور کچھ اپنی دنیا کے لئے رو رہے ہوں۔
اور یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک کی دوسرے کی مدد ایسی ہی ہوگی
جیسے کوئی اپنے غلام کی مدد کرے۔
یہ غلام جب سامنے ہوتا ہے تو اس کی اطاعت کرتا ہے اور جب
غائب ہوتا ہے تو اس کی غیبت کرتا ہے۔

وَحَتّٰى يَكُوْنَ اَعْظَمُكُمْ فِيْهَا عَنَاءً اَحْسَنَكُمْ
بِاللّٰهِ ظَنًّا

اور یہاں تک کہ تم میں سب سے زیادہ مصیبت زدہ وہ ہو
جو اپنے خدا سے اچھی عقیدت رکھتا ہے۔

فَاِنْ اَتَاكُمُ اللّٰهُ بِعَافِيَةٍ فَاقْبَلُوا وَاِنِ ابْتُلِيتُمْ فَاصْبِرُوا فَاِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ

اس حالت میں اگر خدا تمہیں عافیت مرحمت فرمائے تو اسے قبول کرلو اور اگر بلا ہی میں مبتلا ہو تو صبر کرو کیونکہ عاقبت متقین کے لئے ہے۔

۹۹
ننانوے خطبہ
(زہد کی طرف ترغیب)

نَحْمَدُهُ عَلٰى مَا كَانَ وَنَسْتَعِيْنُهُ مِنْ اَمْرِنَا عَلٰى مَا يَكُوْنُ

جو حال گزر چکا اس پر ہم خدا کی حمد کرتے ہیں اور جو ہونے والا ہے اس پر خدا کی مدد کے طلبگار ہیں۔

وَنَسْاَلُهُ الْمُعَافَاةَ فِي الْاَدْيَانِ كَمَا نَسْاَلُهُ الْمُعَافَاةَ فِي الْاَبْدَانِ

اور جس طرح ہم اس سے اعضاء و جوارح کی خیر و عافیت چاہتے ہیں اسی طرح دینی عقائد کے بارے میں اس کی عافیت کے طلبگار ہیں۔

عِبَادَ اللّٰهِ اُوْصِيْكُمْ بِالرَّفْضِ لِهٰذِهِ الدُّنْيَا التَّارِكَةِ لَكُمْ وَاِنْ لَمْ تُحِبُّوا تَرْكَهَا وَالْمُبْلِيَةِ لِاَجْسَامِكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ تَجْدِيْدَهَا

خدا کے بندو! میں تمہیں اس دنیا کو چھوڑ دینے کی وصیت کرتا ہوں۔ جو خود تمہیں چھوڑ دینے والی ہے اگرچہ تم اس کا ساتھ چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور جو تمہارے جسموں کو کہنہ کر دینے والی ہے اگرچہ تم انہیں تر و تازہ رکھنا چاہتے ہو۔

فَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهَا كَسَفْرٍ سَلَكُوْا سَبِيْلًا فَكَاَنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوْهُ وَاَمُّوْا عَلَمًا فَكَاَنَّهُمْ قَدْ بَلَغُوْهُ

اس لئے کہ اس دنیا کی اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے وہ راہ رو مسافر، جو اس طرح مطمئن ہیں کہ گویا انہوں نے راہ طے کرلی ہے اور جس منزل کا ارادہ تھا وہاں پہنچ گئے ہیں۔

وَكَمْ عَسَى الْمُجْرِيْ اِلَى الْغَايَةِ اَنْ يَجْرِيَ اِلَيْهَا حَتّٰى يَبْلُغَهَا وَمَا عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ بَقَاءُ مَنْ لَهُ يَوْمٌ لَا يَعْدُوْهُ وَطَالِبٌ حَثِيْثٌ يَحْدُوْهُ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يُفَارِقَهَا

اور کس قدر غلط خیال ہے ان لوگوں کا جو اپنی سواری منزل کی جانب اس امید پر بڑھاتے ہیں کہ منزل تک پہنچ جائیں گے بھلا اسے بقاء کی کیا امید ہو سکتی ہے جس کی موت کا ایک ایسا دن مقرر ہے جس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اس کا تیز گام طلب اسے ہنکائے لئے جا رہا ہو یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے مفارقت اختیار کر لیتا ہے۔

فَلَا تَنَافَسُوْا فِيْ عِزِّ الدُّنْيَا وَفَخْرِهَا

وَلَا تَعْجَبُوا بِزِينَتِهَا وَنَعِيمِهَا وَلَا تَجْزَعُوا مِنْ ضَرَّائِهَا وَبُؤْسِهَا

پس اس دنیا کی (فانی) عزت و فخر میں دلچسپی نہ لو اور نہ اس کی آرائش اور نعمتوں سے خوش ہو اور اس کی تکلیف اور سختی سے بہت زیادہ نہ گھبراؤ۔

فَإِنَّ عِزَّهَا وَفَخْرَهَا إِلَى انْقِطَاعٍ وَإِنَّ زِينَتَهَا وَنَعِيمَهَا إِلَى زَوَالٍ وَضَرَّاءَهَا وَبُؤْسَهَا إِلَى نَفَادٍ وَكُلُّ مُدَّةٍ فِيهَا إِلَى انْتِهَاءٍ وَكُلُّ حَيٍّ فِيهَا إِلَى فَنَاءٍ

کیونکہ اس کی عزت و فخر ختم ہو جانے والے اس کی زینت و نعمت مٹ جانے والی اور اس کی مصیبت و سختی تمام ہو جانے والی ہے اس کی ہر مدت کی ایک انتہا ہے اور ہر جاندار کو ایک دن فنا ہو جانا ہے۔

أَوَلَيْسَ لَكُمْ فِي آثَارِ الْأَوَّلِينَ مُزْدَجَرٌ وَفِي آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ تَبْصِرَةٌ وَمُعْتَبَرٌ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ

کیا تمہارے لئے گزرے ہوئے لوگوں کے نشانات میں تنبیہ نہیں اور کیا تمہارے گزرے ہوئے آباء و اجداد کے حالات تمہارے لئے عبرت اور دیدہ افروز نہیں ہیں بشرطیکہ تم سمجھو۔

أَوَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْمَاضِينَ مِنْكُمْ لَا يَرْجِعُونَ وَإِلَى الْخَلَفِ الْبَاقِينَ لَا يَبْقَوْنَ أَوَلَسْتُمْ تَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُصْبِحُونَ وَيُمْسُونَ عَلَى أَحْوَالٍ شَتَّى

کیا تم گزرے ہوئے لوگوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ جا کر پھر نہیں پلٹتے اور جو ان کے بعد زندہ رہ جاتے ہیں وہ بھی باقی نہیں رہتے کیا تم دنیا والوں پر نظر نہیں کرتے جو مختلف حالات میں صبح و شام کرتے ہیں۔

فَمَيِّتٌ يُبْكَى وَآخَرُ يُعَزَّى وَصَرِيعٌ مُبْتَلًى وَعَائِدٌ يَعُودُ وَآخَرُ بِنَفْسِهِ يَجُودُ

کہیں میت پڑی ہے اور اس پر رویا جا رہا ہے کسی کو تعزیت دی جا رہی ہے کوئی مرض میں مبتلا ہو کر صاحب فرش ہے اور کوئی عیادت کر رہا ہے اور کوئی دم توڑ رہا ہے۔

وَطَالِبٌ لِلدُّنْيَا وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ وَعَلَى أَثَرِ الْمَاضِي مَا يَمْضِي الْبَاقِي

کوئی دنیا کو تلاش کرتا پھرتا ہے اور اس کی تلاش میں ہے اور کوئی غفلت میں پڑا ہے لیکن موت اس سے غافل نہیں ان گزر جانیوالوں کے نقش قدم پر باقی رہنے والے چل رہے ہیں۔

أَلَا فَاذْكُرُوا هَادِمَ اللَّذَّاتِ وَمُنَغِّصَ الشَّهَوَاتِ وَقَاطِعَ الْأُمْنِيَاتِ عِنْدَ الْمُسَاوَرَةِ لِلْأَعْمَالِ الْقَبِيحَةِ

خبردار برے کام کرتے وقت اس موت کو یاد کر لیا کرو جو لذتوں کو ڈھا دینے والی خواہشات کو مسل کر رکھ دینے والی اور تمناؤں کو قطع کر دینے والی ہے۔

وَاسْتَعِينُوا اللَّهَ عَلَى أَدَاءِ وَاجِبِ حَقِّهِ وَمَا لَا يُحْصَى مِنْ أَعْدَادِ نِعَمِهِ وَإِحْسَانِهِ

اور اللہ کے واجب حق ادا کرنے اور اس کی بیشمار نعمتوں اور احسانوں کا شکر ادا کرنے کے لئے اس سے مدد طلب کرو۔

خطبہ نمبر ۱۰۰

الطاف و عنایات باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ النَّاشِرِ فِي الْخَلْقِ فَضْلَهُ وَ الْبَاسِطِ فِيهِمْ بِالْجُودِ يَدَهُ نَحْمَدُهُ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ وَ نَسْتَعِينُهُ عَلَى رِعَايَةِ حُقُوقِهِ وَ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِأَمْرِهِ صَادِعاً وَ بِذِكْرِهِ نَاطِقاً فَأَدَّى أَمِيناً وَ مَضَى رَشِيداً

وہ خدا لائق حمد و ثنا ہے جس کا فضل و کرم پھیلا ہوا عام ہے اور جو عفو و بخشش کا ہاتھ بڑھائے ہوئے ہے ہم تمام امور میں (ہر حالت میں) اس کی حمد کرتے ہیں اور اس کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اس سے مدد مانگتے رہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلعم اس کے عبد اور رسول ہیں جنہیں خداوند عالم نے اس لئے بھیجا کہ اس کے حکم کا اعلان کریں اور اس کا ذکر کر کے سمجھا دیں۔ آپؐ نے امانت داری کے ساتھ اسے پہنچایا اور راہ راست پر قائم رہ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

وَ خَلَّفَ فِينَا رَايَةَ الْحَقِّ مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَقَ وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا زَهَقَ وَ مَنْ لَزِمَهَا لَحِقَ

اور ہم میں حق کا وہ علم چھوڑ گئے کہ جو اس سے بڑھے گا وہ دین سے خارج ہو جائے گا اور جو اس سے روگردانی کرے گا وہ مٹ جائے گا اور جو اس کا دامن تھام لے گا وہ حق کے ساتھ رہے گا۔

دَلِيلُهَا مَكِيثُ الْكَلَامِ بَطِيءُ الْقِيَامِ سَرِيعٌ إِذَا قَامَ

اس علم کا راہنما ابو طالب کا وہ (فرزند) ہے جو سوچ سمجھ کے بولنے والا (مصلحت کے انتظار میں) رک کر اقدام کرنے والا اور جب آمادہ ہو جائے تو تیز رفتاری سے انجام دینے والا ہے۔

فَإِذَا أَنْتُمْ أَلَنْتُمْ لَهُ رِقَابَكُمْ وَ أَشَرْتُمْ إِلَيْهِ بِأَصَابِعِكُمْ جَاءَهُ الْمَوْتُ فَذَهَبَ بِهِ

جب تم اس کے آگے گردنیں جھکا دو گے اور اپنی انگلیوں سے اس کی جانب اشارہ کرنے لگو گے تو اسے موت آ جائے گی اور اسے لے جائے گی۔

فَلَبِثْتُمْ بَعْدَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ حَتَّى يُطْلِعَ اللّٰهُ لَكُمْ مَنْ يَجْمَعُكُمْ وَ يَضُمُّ

اس کے بعد جب تک خدا چاہے گا انتظار کے لئے ٹھہرے رہو گے یہاں تک کہ خداوند عالم (اہل بیت میں سے) ایک

نَشْرَكُمْ

ایسے شخص (قائم آلِ محمدؐ) کو ظاہر کرے گا جو تمہیں ایک جگہ جمع کرے گا اور تمہاری پراگندگی دور کرے گا۔

فَلَا تَطْمَعُوا فِي غَيْرِ مُقْبِلٍ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ مُدْبِرٍ فَإِنَّ الْمُدْبِرَ عَسٰى أَنْ تَزِلَّ إِحْدٰى قَائِمَتَيْهِ وَتَثْبُتَ الْأُخْرٰى وَتَرْجِعَا حَتّٰى تَثْبُتَا جَمِيعًا

پس تم امور کی طمع نہ کرو اور جو گوشہ نشین ہے اس سے مایوس نہ ہو کیونکہ ممکن ہے وہ آئے کہ اس کا ایک پایہ (مددگاران کی موجودگی) ثابت نہ ہو اور دوسرا پایہ (ہدایتِ خلق کی ضرورت) باقی ہو جب یہ دونوں پلٹ آئیں یہاں تک کہ دونوں ثابت ہو جائیں اور خلافت ظاہری حاصل ہو جائے۔

أَلَا إِنَّ مَثَلَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَمَثَلِ نُجُومِ السَّمَاءِ إِذَا خَوٰى نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ

یاد رکھو کہ اہل بیتؑ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان کے ستارے جب ایک ڈوب جاتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے۔

فَكَأَنَّكُمْ قَدْ تَكَامَلَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيكُمُ الصَّنَائِعُ وَأَرَاكُمْ مَا كُنْتُمْ تَأْمُلُونَ

پس گویا تم پر خدائی نشانیاں مکمل ہو چکی ہیں اور تم جس کی امیدیں رکھتے تھے وہ خدا نے تمہیں دکھا دی ہے۔

خطبہ نمبر ۱۰۱

عظیم حوادث

اَلْأَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ أَوَّلٍ وَالْآخِرُ بَعْدَ كُلِّ آخِرٍ بِأَوَّلِيَّتِهِ وَجَبَ أَنْ لَا أَوَّلَ لَهُ وَبِآخِرِيَّتِهِ وَجَبَ أَنْ لَا آخِرَ لَهُ

وہ اللہ ہر اوّل سے اوّل اور ہر آخر سے آخر ہے اس کے اوّل ہونے سے ثابت ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہیں اور اس کے آخر ہونے سے ثابت ہے کہ اس کے بعد کوئی نہیں۔

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً يُوَافِقُ فِيهَا السِّرُّ الْإِعْلَانَ وَالْقَلْبُ اللِّسَانَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ایسی گواہی جس میں باطن وظاہر ایک اور دل وزبان یکساں ہیں۔

أَيُّهَا النَّاسُ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمْ عِصْيَانِي وَلَا تَتَرَامَوْا بِالْأَبْصَارِ عِنْدَ مَا تَسْمَعُونَهُ مِنِّي

اے گروہ مردم میری مخالفت تمہیں مجرم نہ بنادے اور میری نافرمانی تمہیں سرگشتہ نہ کردے اور جب تم مجھ سے (غیب کی خبریں) سنو تو ایک دوسرے کی طرف آنکھوں کے اشارے نہ کرو۔

فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ

پس اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار مخلوق

الَّذِي أُنَبِّئُكُمْ بِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

کو خلق فرمایا میں جو خبر دیتا ہوں وہ (درس گاہ قدرت کے تعلیم یافتہ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے خبر دیتا ہوں نہ خبر دینے

مَا كَذَبَ الْمُبَلِّغُ وَلَا جَهِلَ السَّامِعُ

والے رسول نے جھوٹ بولا اور نہ سننے والا جاہل تھا۔

لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ضِلِّيلٍ قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ وَفَحَصَ بِرَايَاتِهِ فِي ضَوَاحِي كُوفَانَ

میں تو ایک سخت گمراہ شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ اس نے شام میں للکارا ہے اور کوفہ کے اطراف وجوانب میں اپنے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔

فَإِذَا فَغَرَتْ فَاغِرَتُهُ وَاشْتَدَّتْ شَكِيمَتُهُ وَثَقُلَتْ فِي الْأَرْضِ وَطْأَتُهُ عَضَّتِ الْفِتْنَةُ أَبْنَاءَهَا بِأَنْيَابِهَا وَمَاجَتِ الْحُرُوبُ بِأَمْوَاجِهَا وَبَدَا مِنَ الْأَيَّامِ كُلُوحُهَا وَمِنَ اللَّيَالِي كُدُوحُهَا

پس جب اس کا منہ (پھاڑ کھانے کو) کھل جائے اور اس کی سرکشی سخت ہو جاوے گی اور زمین میں اسکی پامالیاں ورنی ہو جائینگی تو فتنے اپنے دانتوں سے دنیا والوں کو کاٹنا شروع کر دیں گے اور جنگ کا دریا موجزن ہوگا دنوں کی سختی سامنے آجائے گی اور راتوں کی تکلیف شدت اختیار کر جائے گی۔

فَإِذَا أَيْنَعَ زَرْعُهُ وَقَامَ عَلَى يَنْعِهِ وَهَدَرَتْ شَقَاشِقُهُ وَبَرَقَتْ بَوَارِقُهُ عُقِدَتْ رَايَاتُ الْفِتَنِ الْمُعْضِلَةِ وَأَقْبَلْنَ كَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ وَالْبَحْرِ الْمُلْتَطِمِ

پس جب فتنہ کی کھیتی تیار ہو جائے گی اور پختہ ہو کر کھڑی ہو جائے گی اور اس کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی اور تلوار کی بجلیاں کوندیں گی اس وقت شدید فتنوں کے جھنڈے گاڑ دیئے جائیں گے اور یہ فتنے اندھیری رات اور تلاطم خیز سمندر کی طرح آگے بڑھیں گے

هَذَا وَكَمْ يَخْرِقُ الْكُوفَةَ مِنْ قَاصِفٍ وَيَمُرُّ عَلَيْهَا مِنْ عَاصِفٍ وَعَنْ قَلِيلٍ تَلْتَفُّ الْقُرُونُ بِالْقُرُونِ وَيُحْصَدُ الْقَائِمُ وَيُحْطَمُ الْمَحْصُودُ

یہ تو ہوئے ہی گا اس کے علاوہ کتنے ہی فتنے کوفہ میں رخنے ڈالیں گے اور کتنے ہی تیز و تند جھکڑ اس پر سے گزریں گے اور عنقریب جماعتوں سے جماعتیں ٹکرائیں گی اور لوگوں کو کھڑی فصلوں کی طرح کاٹ دیا جائے گا اور کٹے ہوؤں کو روند ڈالا جائے گا۔

خطبہ نمبر ۱۰۲

گزشتہ خطبہ کا ایک حصہ

ذَلِكَ يَوْمٌ يَجْمَعُ اللهُ فِيهِ الْأَوَّلِينَ

یہ قیامت کا دن وہ دن ہے جس میں حساب کی جانچ

وَالْآخِرِينَ لِنِقَاشِ الْحِسَابِ وَجَزَاءِ الْأَعْمَالِ
خُضُوعاً قِيَاماً قَدْ أَلْجَمَهُمُ الْعَرَقُ
وَرَجَفَتْ بِهِمُ الْأَرْضُ فَأَحْسَنُهُمْ
حَالاً مَنْ وَجَدَ لِقَدَمَيْهِ مَوْضِعاً
وَلِنَفْسِهِ مُتَّسَعاً

پڑتال اور اعمال کی جزاء و سزا کے لئے خدا وند عالم اولین و
آخرین کو اس طرح جمع کرے گا کہ وہ انتہائی فروتنی کے ساتھ
کھڑے ہوں گے پسینہ ان کے منہ تک پہنچ کر ان کے
منہ میں لگام ڈال دے گا اور زمین ان سمیت کانپ رہی
ہوگی ان میں بہت اچھی حالت میں وہ ہوگا جسے اپنے دونوں قدم
ٹکانے کی جگہ اور سانس لینے کے لئے گنجائش مل جائے۔

مِنْهُ

فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ وَلَا تَقُومُ
لَهَا قَائِمَةٌ وَلَا تُرَدُّ لَهَا رَايَةٌ تَأْتِيكُمْ
مَزْمُومَةً مَرْحُولَةً يَحْفِزُهَا قَائِدُهَا
وَيَجْهَدُهَا رَاكِبُهَا أَهْلُهَا قَوْمٌ شَدِيدٌ
كَلَبُهُمْ قَلِيلٌ سَلَبُهُمْ يُجَاهِدُهُمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَوْمٌ أَذِلَّةٌ عِنْدَ
الْمُتَكَبِّرِينَ فِي الْأَرْضِ مَجْهُولُونَ
وَفِي السَّمَاءِ مَعْرُوفُونَ

(اسی کا ایک حصہ)

وہ فتنے ایسے ہوں گے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے ان کے
مقابلہ کے لئے نہ گھوڑوں کے قدم جم سکیں گے اور نہ ان کے لشکر
کا کوئی جھنڈا پلٹایا جاسکے گا وہ تمہارے پاس اس طرح
آئیں گے کہ ان کی سواریوں کی لگامیں چڑھی ہوئی اور پالان
رکھے ہوئے ہوں گے ان کا قائد انہیں (تیزی سے) کھینچ رہا
ہوگا اور ان کا سوار انہیں دوڑا رہا ہوگا یہ لوگ اس قوم
سے ہوں گے جن کے حملے سخت ہوتے ہیں اور لوٹ کھسوٹ
کم، ان سے خدا کی راہ میں وہ قوم جہاد کرے گی جو متکبروں
کے نزدیک ذلیل اور زمین میں گمنام اور آسمان میں معروف
و مشہور ہوں گے۔

فَوَيْلٌ لَكِ يَا بَصْرَةُ عِنْدَ ذَلِكِ مِنْ
جَيْشٍ مِنْ نِقَمِ اللَّهِ لَا رَهَجَ لَهُ
وَلَا حَسَّ وَسَيُبْتَلَى أَهْلُكِ
بِالْمَوْتِ الْأَحْمَرِ وَالْجُوعِ الْأَغْبَرِ

پس تیرے لئے وائے ہو اے بصرہ! جب عذاب خدا کا لشکر
تجھ پر ٹوٹ پڑے گا جس میں نہ گرد و غبار اڑے گا اور نہ آواز
اور تیرے بسنے والے سرخ موت (قتل) اور سخت بھوک
کے امتحان میں مبتلا ہوں گے۔

خطبہ نمبر ۱۰۳

دنیا کی بے وفائی
زہد و ورع کی طرف رغبت کی ضرورت

انْظُرُوا إِلَى الدُّنْيَا نَظَرَ الزَّاهِدِينَ فِيهَا الصَّادِفِينَ عَنْهَا

دنیا کو نفرت اور منہ پھیر لینے والوں کی نظر سے دیکھو۔

فَاِنَّهَا وَاللّٰهِ عَمَّا قَلِيْلٍ تُزِيْلُ الثَّاوِيَ السَّاكِنَ وَتَفْجَعُ الْمُتْرَفَ الْاٰمِنَ

خدا کی قسم وہ جلد ہی اپنے رہنے والوں کو اپنے سے دور کر دے گی اور خوشحالی اور اس میں بسر کرنے والوں کو رنج و غم میں ڈال دے گی۔

لَا يَرْجِعُ مَا تَوَلّٰى مِنْهَا فَاَدْبَرَ وَلَا يُدْرٰى مَا هُوَ اٰتٍ مِنْهَا فَيُنْتَظَرَ سُرُوْرُهَا مَشُوْبٌ بِالْحُزْنِ وَجَلَدُ الرِّجَالِ فِيْهَا اِلَى الضَّعْفِ وَالْوَهْنِ فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ كَثْرَةُ مَا يُعْجِبُكُمْ فِيْهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا

اس میں سے جو چیز منہ موڑ کر پیٹھ پھیرے وہ پھر واپس نہیں آتی اور آنے والے کا پتہ نہیں ہوتا تاکہ انتظار کیا جائے اس کی خوشیاں رنج و غم میں سموئی ہوئی ہیں اور اس میں جوانمردوں کی طاقت کمزوری کی طرف بڑھ رہی ہے۔ (تو) دنیا میں خوش کر دینے والی چیزوں کی افراط تمہیں دھوکہ نہ دے دے اس لئے کہ ان میں سے جو تمہارے ساتھ رہیں گی وہ بہت کم ہیں۔

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً تَفَكَّرَ فَاعْتَبَرَ وَاعْتَبَرَ فَاَبْصَرَ فَكَاَنَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنَ الدُّنْيَا عَنْ قَلِيْلٍ لَمْ يَكُنْ وَكَاَنَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنَ الْاٰخِرَةِ عَمَّا قَلِيْلٍ لَمْ يَزَلْ

خداوند عالم اس شخص پر رحم فرمائے جو انجام پر غور کرے عبرت اور عبرت سے بصیرت حاصل کرے، دنیا کی جو چیزیں موجود ہیں وہ اس طرح معدوم ہو جائیں گی کہ گویا تھی ہی نہیں اور آخرت میں ملنے والی نعمتیں عنقریب مل جائیں گی اور انہیں کبھی زوال نہیں۔

وَكُلُّ مَعْدُوْدٍ مُنْقَضٍ وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ اٰتٍ وَكُلُّ اٰتٍ قَرِيْبٌ دَانٍ

ہر شمار میں آنے والی چیز ختم ہونے والی ہے اور جس کا انتظار ہے یہ سمجھو کہ آ گئی اور ہر آنے والی چیز بہت قریب اور نزدیک ہے۔

مِنْهَا

اس خطبہ کا ایک حصہ

اَلْعَالِمُ مَنْ عَرَفَ قَدْرَهٗ وَكَفٰى بِالْمَرْءِ جَهْلًا اَنْ لَا يَعْرِفَ قَدْرَهٗ

عالم وہی ہے جو اپنی حقیقت کو جانتا ہے اور انسان کی جہالت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی کہ وہ اپنے آپ کو نہ پہچانے

وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ لَعَبْدًا وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى نَفْسِهٖ جَائِرًا عَنْ قَصْدِ السَّبِيْلِ سَائِرًا بِغَيْرِ دَلِيْلٍ

بندوں میں سب سے زیادہ خدا کی رحمت سے دور وہ بندہ ہے جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالہ کر دیا ہو پھر بھی راہ راست سے منحرف ہو کر کسی رہبر کے بغیر راستہ چل رہا ہو۔

اِنْ دُعِيَ اِلٰى حَرْثِ الدُّنْيَا عَمِلَ وَاِنْ دُعِيَ اِلٰى حَرْثِ الْاٰخِرَةِ كَسِلَ كَاَنَّ

کہ اگر دنیا کی کھیتی کی طرف دعوت دی جائے تو کام کرنے کو تیار ہو جائے اور جب آخرت کی کھیتی کے لئے کہا جائے تو سستی کرتا

مَاعَمِلَ لَهُ وَاجِبٌ عَلَيْهِ وَكَانَ مَاوَنَىٰ فِيهِ سَاقِطٌ عَنْهُ

ہو گویا اپنے لئے جو دنیا کے کام کرتا رہا وہ تو اس پر واجب تھے اور آخرت کے جن کاموں میں سستی کرتا رہا وہ اس سے ساقط تھے۔

وَمِنْهَا

اس خطبہ کا ایک جز (اموی دور کی طرف اشارہ)

وَذٰلِكَ زَمَنٌ لَا يَنْجُو فِيهِ اِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُوَمَةٍ اِنْ شَهِدَ لَمْ يُعْرَفْ وَاِنْ غَابَ لَمْ يُفْتَقَدْ

وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ جس میں وہ خوابیدہ مومن ہی بچ سکے گا۔ جو اگر حاضر ہو تو پہچانا نہ جائے اور گر غائب رہے تو اسے تلاش نہ کیا جائے۔

اُولٰئِكَ مَصَابِيحُ الْهُدٰى وَاَعْلَامُ السُّرٰى لَيْسُوْا بِالْمَسَايِيحِ وَلَا الْمَذَايِيعِ الْبُذُرِ اُولٰئِكَ يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُمْ اَبْوَابَ رَحْمَتِهٖ وَيَكْشِفُ عَنْهُمْ ضَرَّاءَ نِقْمَتِهٖ

یہی لوگ ہدایت کے روشن چراغ اور شب تار کے واضح نشان ہیں نہ یہ لوگ لگائی بجھائی کرنے والے اور نہ عیب جو اور بے عقل ہیں ان ہی کے لئے اللہ اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا اور اپنے عذاب کی سختی دُور کر دے گا۔

اَيُّهَا النَّاسُ سَيَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يُكْفَأُ فِيْهِ الْاِسْلَامُ كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَاءُ بِمَا فِيْهِ

اے گروہ مردم تم پر ایسا زمانہ آنیوالا ہے جس میں اسلام کو اس طرح الٹ دیا جائے گا جیسے برتن کو اس کی ہر چیز سمیت الٹ دیا جاتا ہے۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعَاذَكُمْ مِنْ اَنْ يَجُوْرَ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يُعِذْكُمْ مِنْ اَنْ يَبْتَلِيَكُمْ وَقَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ

اے لوگو خداوند عالم نے تمہیں اس امر سے محفوظ رکھا ہے کہ تم پر ظلم کرے مگر اس نے اس امر سے محفوظ نہیں بنایا ہے کہ تمہارا امتحان بھی نہ لے اور اس بزرگ و برتر نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں (ہماری) بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم تو ان کا امتحان لیا ہی کرتے ہیں۔

قوله عليه السلام كل مومن نومة فانما اراد به الخامل الذكر القليل الشر المساييح جمع مسياح وهو الذي يسيح بين الناس بالفساد والنمائم والمذاييع جمع مذياع وهو الذي [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ويلغو منطقه

علامہ شریف رضیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد کل مومن نومته ہر سویا ہوا مومن سے مراد گمنام شخص ہے۔ مسایيح مسیاح کی جمع ہے مسیاح اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں میں شر پھیلاتا رہے، لگائی بجھائی کرتا رہے۔ اور مذاییع مذیاع کی جمع ہے مذیاع اسے کہتے ہیں جو کسی کی برائی سن کر اسے اچھالے اور علانیہ بیان کرے۔ اور بذر بذور کی جمع ہے بذور اسے کہتے ہیں۔ جو احمق اور بے عقل ہو جس کی باتیں مہمل ہوا کرتی ہوں۔

خطبہ نمبر ۱۰۴

حضورؐ نبی اکرمؐ کی بعثت

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ يَقْرَأُ كِتَاباً وَلَا يَدَّعِي نُبُوَّةً وَلَا وَحْياً فَقَاتَلَ بِمَنْ اَطَاعَهُ مَنْ عَصَاهُ يَسُوقُهُمْ اِلٰى مَنْجَاتِهِمْ وَيُبَادِرُ بِهِمُ السَّاعَةَ اَنْ تَنْزِلَ بِهِمْ

امابعد پس خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت مبعوث برسالت فرمایا جب عرب میں کوئی شخص نہ (خدا کی) کتاب پڑھتا تھا اور نہ نبوت و وحی کا دعویدار تھا۔
آپ نے اپنی اطاعت کرنیوالوں کو ساتھ لیکر اپنے مخالفوں سے جنگ کی آپ لوگوں کو کھینچ کر نجات کی طرف لے جا رہے تھے اور قبل اس کے کہ ان پر موت آ پڑے انہیں انکی ہدایت کیلئے آگے بڑھا رہے تھے (کہ عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں)۔

يُحْسِرُ الْحَسِيرُ وَيَقِفُ الْكَسِيرُ فَيُقِيمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يُلْحِقَهُ غَايَتَهُ اِلَّا هَالِكاً لَا خَيْرَ فِيهِ

جب کوئی تھکا ماندہ رک جاتا اور شکستہ حال دیکھ بھال کر کھڑا ہو جاتا تھا تو اس کے علاج اور اصلاح کے لئے اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ اسے نجات کی حد تک پہنچا دیتے تھے سوائے اس ہلاک ہونیوالے کے جس میں کوئی نیکی نہ ہو۔

حَتّٰى اَرَاهُمْ مَنْجَاتَهُمْ وَبَوَّاَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ فَاسْتَدَارَتْ رَحَاهُمْ وَاسْتَقَامَتْ قَنَاتُهُمْ

یہاں تک کہ آپ نے انہیں نجات کی منزل دکھا دی اور انہیں ان کے مرتبہ پر پہنچا دیا چنانچہ ان کی چکی گھومنے لگی اور ان کے نیزوں کی کجی دور ہو گئی۔

وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ فِي سَاقَتِهَا حَتّٰى تَوَلَّتْ بِحَذَافِيرِهَا وَاسْتَوْسَقَتْ فِي قِيَادِهَا

خدا کی قسم میں بھی انہیں ہنکانے والوں میں تھا یہاں تک کہ جاہلیت نے پوری شکست کھائی اور اپنے بندھنوں میں جکڑ گئی

مَا ضَعُفْتُ وَلَا جَبُنْتُ وَلَا خُنْتُ وَلَا وَهَنْتُ

میں نے نہ کبھی کمزوری دکھائی نہ بزدلی نہ کبھی خیانت کی نہ سستی۔

وَاَيْمُ اللّٰهِ لَاَبْقُرَنَّ الْبَاطِلَ حَتّٰى اُخْرِجَ الْحَقَّ مِنْ خَاصِرَتِهٖ

اور خدا کی قسم میں باطل کو چیر کر اس کے پہلو سے حق برآمد کر کے دم لوں گا۔

قال الرضیؒ وقد تقدم مختار هذه الخطبة الا انني وجدتها في هذه الرواية على خلاف ما سبق من زيادة ونقصان فاوجبت الحال اثباتها ثانية

علامہ سید شریف رضیؒ فرماتے ہیں کہ اس خطبہ کا منتخب حصہ پہلے گزر چکا ہے مگر میں نے سابق کے خلاف کچھ کمی اور زیادتی دیکھی اس لئے ضروری سمجھا کہ اسے دوبارہ لکھ دیا جائے۔

خطبہ ۱۰۵

زوال حکومت بنی امیہ اور قیام حکومت بنی عباس کی پیشین گوئی

حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَهِيدًا وَبَشِيرًا وَنَذِيرًا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ طِفْلًا وَأَنْجَبَهَا كَهْلًا وَأَطْهَرَ الْمُطَهَّرِينَ شِيمَةً وَأَجْوَدَ الْمُسْتَمْطَرِينَ دِيمَةً۔

آخر وہ وقت آگیا کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو امت پر گواہ اور ثواب کی خوشخبری سنانے والا عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیج دیا جو بچپنے میں بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہونے پر اشرف کائنات تھے اپنے عادات و خصائل میں پاک لوگوں سے پاکیزہ تر اور جود و کرم کی بارش کرنے والوں میں ابر کی طرح لگاتار برسنے والے تھے۔

فَمَا احْلَوْلَتْ لَكُمُ الدُّنْيَا فِي لَذَّتِهَا وَلَا تَمَكَّنْتُمْ مِنْ رَضَاعِ أَخْلَافِهَا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا صَادَفْتُمُوهَا جَائِلًا خِطَامُهَا قَلِقًا وَضِينُهَا۔

اے بنی امیہ، دنیا تمہارے لئے شیریں نہیں ہوئی اور اس کے پستانوں سے دودھ پینے پر تمہیں قابو حاصل نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ تم نے اسے اس حالت میں پایا کہ اس کی مہار جھول رہی تھی اور تنگ ڈھیلا ہو کر ہل رہا تھا (یعنی اس پر کوئی سوار نہ تھا)۔

قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ أَقْوَامٍ بِمَنْزِلَةِ السِّدْرِ الْمَخْضُودِ وَحَلَالُهَا بَعِيدًا غَيْرَ مَوْجُودٍ۔

کچھ قوموں کے نزدیک اس کا حرام کانٹے توڑی ہوئی بیری کی طرح (خوشگوار) تھا اور اس کا حلال (کوسوں) دور بلکہ موجود ہی نہ تھا۔

وَصَادَفْتُمُوهَا وَاللّٰهِ ظِلًّا مَمْدُودًا إِلٰى أَجَلٍ مَعْدُودٍ فَالْأَرْضُ لَكُمْ شَاغِرَةٌ وَأَيْدِيكُمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ وَأَيْدِي الْقَادَةِ عَنْكُمْ مَكْفُوفَةٌ وَسُيُوفُكُمْ عَلَيْهِمْ مُسَلَّطَةٌ وَسُيُوفُهُمْ عَنْكُمْ مَقْبُوضَةٌ۔

بخدا یہ دنیا لمبی چھاؤں کی طرح ایک مدت تک تمہارے پاس ہے زمین بغیر روک ٹوک کے تمہارے قبضہ میں ہے اور اس میں تمہارے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور پیشواؤں کے ہاتھ تم سے رکے ہوئے ہیں تمہاری تلواریں ان پر مسلط ہیں اور ان کی تلواریں روکی جا چکی ہیں۔

أَلَا إِنَّ لِكُلِّ دَمٍ ثَائِرًا وَلِكُلِّ حَقٍّ طَالِبًا وَإِنَّ الثَّائِرَ فِي دِمَائِنَا

یاد رکھو کہ ہر خون کا کوئی قصاص لینے والا اور ہر حق کا کوئی طلب کرنے والا بھی ہوتا ہے اور ہمارے خون کا قصاص لینے والا

كَالْحَاكِمِ فِي حَقِّ نَفْسِهِ وَهُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا يُعْجِزُهُ مَنْ طَلَبَ وَلَا يَفُوتُهُ مَنْ هَرَبَ۔

فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ يَا بَنِي أُمَيَّةَ عَمَّا قَلِيلٍ لَتَعْرِفُنَّهَا فِي أَيْدِي غَيْرِكُمْ وَفِي دَارِ عَدُوِّكُمْ۔

أَلَا وَإِنَّ أَبْصَرَ الْأَبْصَارِ مَا نَفَذَ فِي الْخَيْرِ طَرْفُهُ وَإِنَّ أَسْمَعَ الْأَسْمَاعِ مَا وَعَى التَّذْكِيرَ وَقَبِلَهُ۔

أَيُّهَا النَّاسُ اسْتَصْبِحُوا مِنْ شُعْلَةِ مِصْبَاحٍ وَاعِظٍ مُتَّعِظٍ وَامْتَاحُوا مِنْ صَفْوِ عَيْنٍ قَدْ رُوِّقَتْ مِنَ الْكَدَرِ۔

عِبَادَ اللّٰهِ لَا تَرْكَنُوا إِلَى جَهَالَتِكُمْ وَلَا تَنْقَادُوا إِلَى أَهْوَائِكُمْ۔

فَإِنَّ النَّازِلَ بِهٰذَا الْمَنْزِلِ نَازِلٌ بِشَفَا جُرُفٍ هَارٍ۔

يَنْقُلُ الرَّدَى عَلَى ظَهْرِهِ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى مَوْضِعٍ لِرَأْيٍ يُحْدِثُهُ بَعْدَ رَأْيٍ۔

يُرِيدُ أَنْ يُلْصِقَ مَا لَا يَلْتَصِقُ وَيُقَرِّبَ مَا لَا يَتَقَارَبُ۔

فَاللّٰهَ اللّٰهَ أَنْ تَشْكُوا إِلَى مَنْ لَا يُشْكِي شَجْوَكُمْ وَلَا يَنْقُضُ بِرَأْيِهِ مَا قَدْ أَبْرَمَ لَكُمْ۔

إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْإِمَامِ إِلَّا مَا حُمِّلَ مِنْ أَمْرِ رَبِّهِ الْإِبْلَاغُ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالِاجْتِهَادُ فِي النَّصِيحَةِ وَالْإِحْيَاءُ لِلسُّنَّةِ وَإِقَامَةُ الْحُدُودِ عَلَى مُسْتَحِقِّيهَا وَإِصْدَارُ السُّهْمَانِ عَلَى أَهْلِهَا۔

فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ وَمِنْ قَبْلِ أَنْ تُشْغَلُوا بِأَنْفُسِكُمْ عَنْ مُسْتَثَارِ الْعِلْمِ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهِ۔

وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَنَاهَوْا عَنْهُ فَإِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالنَّهْيِ بَعْدَ التَّنَاهِي۔

اس حاکم کی شل ہے جو اپنے حق کا فیصلہ کرے اور وہ وہ خدا ہے کہ جسے وہ طلب کرے وہ اسے عاجز نہیں کر سکتا اور جو بھاگ جائے وہ اس سے بچکر نکل نہیں سکتا۔

اے بنی امیہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ عنقریب تم اپنی دنیا دوسروں کے ہاتھوں اور دشمنوں کے گھروں میں دیکھو گے۔

یاد رکھو کہ سب آنکھوں سے زیادہ دیکھنے والی آنکھ وہ ہے جسکی نظر نیکیوں میں اتر جائے اور سب کانوں سے زیادہ سننے والا وہ کان ہے جو نصیحت کو سنے اور انہیں قبول کرے۔

اے لوگو! باعمل واعظ کے چراغِ ہدایت کی لَو سے اپنے چراغ روشن کر لو اور اس صاف و شفاف چشمہ ہدایت سے پانی بھر لو جسے ہر قسم کی کدورت سے صاف کر دیا گیا ہے۔

خدا کے بندو! اپنی جہالتوں پر نہ اڑ جاؤ اور نہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرو۔ کیونکہ اس منزل پر اترنے والا ایسا ہی ہے جیسے کوئی دیمک کے کھائے ہوئے سیلاب زدہ کنارہ پر اتر پڑے جو گرا ہی چاہتا ہو۔

جو ہلاکت کا پلندہ پیٹ پر لادے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلتا رہتا ہے اپنی اس رائے کی طرح جسے بدلتا رہتا ہے کبھی ایک رائے اور پھر اسکے بعد دوسری رائے۔ چاہتا ہے کہ وہ اُسپر کوئی دلیل چسپاں کر دے مگر وہ چپکتی نہیں اسے ذہنوں سے قریب کرنا چاہتا ہے مگر وہ قریب ہونے کے قابل نہیں۔

اللہ سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی شکایتیں اس شخص کے سامنے پیش کرو جو تمہاری شکایت کو دور کر سکتا ہے اور نہ ان شبہوں کو توڑ سکتا ہے جنہیں شیطان نے مضبوط بنا دیا ہو۔

(دیکھو امام پر اسکے سوا ذمہ داری نہیں ہے جو اسکے رب نے اسکے سپرد کی ہے کہ خدا کے احکام ان تک پہنچائے۔ سمجھا بجھا کر پوری کوشش کرے سنتِ رسول کو زندہ کرے جن پر حد جاری کرنا چاہیئے ان پر حد جاری کرے اور غضب کئے ہوئے حقوں کو ان کے وارثوں تک پہنچا دے۔

پس علم حاصل کرنے میں سبقت کرو قبل اسکے کہ اسکا سبزہ خشک ہو جائے اور قبل اس کے کہ اہلِ علم سے علم سیکھنے میں اپنی ہی مصروفیتیں حائل نہ ہو جائیں۔

اور دوسروں کو برائیوں سے منع کرو اور خود بھی ان سے رکے رہو اس لئے کہ تمہیں برائیوں سے رکنے کا حکم پہلے ہے اور دوسروں کو روکنے کا حق بعد میں ہے۔

خطبہ ۱۰۶

اسلام کے فضائل اور خصوصیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَعَ الْاِسْلَامَ
فَسَهَّلَ شَرَائِعَهٗ لِمَنْ وَرَدَهٗ، وَ اَعَزَّ اَرْكَانَهٗ
عَلٰى مَنْ غَالَبَهٗ۔

فَجَعَلَهٗ اَمْنًا لِّمَنْ عَلِقَهٗ، وَسِلْمًا لِّمَنْ دَخَلَهٗ
وَ بُرْهَانًا لِّمَنْ تَكَلَّمَ بِهٖ وَ شَاهِدًا لِّمَنْ خَاصَمَ بِهٖ
وَ نُوْرًا لِّمَنِ اسْتَضَآءَ بِهٖ وَ فَهْمًا لِّمَنْ عَقَلَ وَ لُبًّا
لِّمَنْ تَدَبَّرَ وَ اٰيَةً لِّمَنْ تَوَسَّمَ وَ تَبْصِرَةً
لِّمَنْ عَزَمَ وَ عِبْرَةً لِّمَنِ اتَّعَظَ وَ نَجَاةً
لِّمَنْ صَدَّقَ وَ ثِقَةً لِّمَنْ تَوَكَّلَ
وَ رَاحَةً لِّمَنْ فَوَّضَ وَ جُنَّةً لِّمَنْ
صَبَرَ۔

فَهُوَ اَبْلَجُ الْمَنَاهِجِ وَ اَوْضَحُ الْوَلَائِجِ مُشْرِفُ
الْمَنَارِ مُشْرِقُ الْجَوَادِّ مُضِیْٓءُ الْمَصَابِیْحِ كَرِیْمُ الْمِضْمَارِ
رَفِیْعُ الْغَایَةِ جَامِعُ الْحَلْبَةِ
مُتَنَافِسُ السُّبْقَةِ۔

شَرِیْفُ الْفُرْسَانِ التَّصْدِیْقُ مِنْهَاجُهٗ
وَ الصّٰلِحَاتُ مَنَارُهٗ۔

وَ الْمَوْتُ غَایَتُهٗ وَ الدُّنْیَا مِضْمَارُهٗ
وَ الْقِیٰمَةُ حَلْبَتُهٗ وَ الْجَنَّةُ سُبْقَتُهٗ۔

مِنْهَا فِیْ ذِكْرِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ
حَتّٰۤى اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ وَ اَنَارَ عَلَمًا
لِّحَابِسٍ فَهُوَ اَمِیْنُكَ الْمَاْمُوْنُ وَ شَهِیْدُكَ

حمد اس خدا کیلئے سزاوار ہے جسنے شریعت اسلام جاری کی اور جو اس کے سرچشمہ ہدایت پر اتریں ان کیلئے اسکے قوانین آسان کر دیئے اور اُس کے ارکان کو حریف پر غلبہ کا ذریعہ قرار دیا۔

چنانچہ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لئے امن اور جو اسمیں داخل ہو اس کیلئے صلح اور جو اسکے بارے میں کلام کرے اس کیلئے اسے دلیل اور جو اسکی مدد لیکر مقابلہ کرے اس کیلئے گواہ قرار دیا اور جو اس سے روشنی حاصل کرنا چاہے اس کیلئے نور اور جو سمجھنا چاہے اس کیلئے فہم اور جو غور کرنا چاہے اس کیلئے، غور و فکر کرنیوالے کیلئے روشن نشانی، ارادہ کرنیوالے کیلئے بصیرت، وعظ حاصل کرنیوالے کیلئے عبرت۔ تصدیق کرنیوالے کیلئے نجات۔ توکل کرنیوالے کیلئے اطمینان اور ہر چیز اسے سونپ دینے والے کیلئے راحت اور صبر کرنیوالے کیلئے سپر بنایا ہے۔

پس وہ روشن ترین شاہراہ اور واضح ترین عقیدہ ہے اُسکے مینار بلند۔ راہیں درخشاں چراغ نور افشاں اور اس کا میدان باوقار ہے۔

اس کا مقصد بلند (گویا) تیز رفتار گھوڑوں کا اجتماع ہے جہاں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس کے شہسوار روشن قوم ہیں اس کا راستہ خدا و رسول کی تصدیق ہے اور اچھے اعمال اس کے نشانات ہیں۔

موت اس کی آخری حد ہے اور دنیا گھوڑ دوڑ کا میدان ہے اور قیامت گھوڑوں کے جمع ہونیکی جگہ اور جنت آگے بڑھنے کا مقام ہے۔

(اس خطبہ کا ایک جزو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیمتعلق)

یہانتک کہ روشنی ڈھونڈنے والے کیلئے آگ روشن کی اور سواری روکنے والے کیلئے نشانات روشن کئے پس اے اللہ وہ تیرا معتمد امین

يَوْمَ الدِّينِ وَبَعِيثُكَ نِعْمَةً وَرَسُولُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً.

اور قیامت کے دن تیرا مقرر کیا ہوا گواہ ہے جسے تو نے نعمت اور رسول برحق بنا کر مبعوث فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَهُ مَقْسَماً مِنْ عَدْلِكَ وَاجْزِهِ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ. اَللّٰهُمَّ أَعْلِ عَلَى بِنَاءِ الْبَانِينَ بِنَاءَهُ وَأَكْرِمْ لَدَيْكَ نُزُلَهُ وَشَرِّفْ عِنْدَكَ مَنْزِلَتَهُ.

خداوندا تو اپنے عدل و انصاف سے انہیں ان کا حصہ عطا فرما اور اپنے فضل و کرم سے انہیں دوہرے حسنات کا اجر کرامت کر۔ اے اللہ ان کے دین کو ادیان سلف سے بلند کر۔ اپنی بارگاہ میں انکی شاندار مہمانی کر اور انکے مرتبہ کو اپنے پاک شرف عنایت فرما۔

وَآتِهِ الْوَسِيلَةَ وَأَعْطِهِ السَّنَاءَ وَالْفَضِيلَةَ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَادِمِينَ وَلَا نَاكِبِينَ وَلَا نَاكِثِينَ وَلَا ضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ وَلَا مَفْتُونِينَ.

اور انہیں جنت کا بہترین درجہ، وسیلہ عنایت کر اور رفعت و فضیلت مرحمت فرما اور ہمیں انکے گروہ میں اسطرح محشور فرما کہ ہم نہ رسوا ہوں نہ پشیمان نہ (حق سے) برگشتہ ہوں نہ عہد شکن نہ گمراہ ہوں اور نہ فریب خوردہ۔

قَالَ الشَّرِيفُ: وَقَدْ مَضَى هٰذَا الْكَلَامُ فِيمَا تَقَدَّمَ إِلَّا أَنَّنَا كَرَّرْنَاهُ هٰهُنَا لِمَا فِي الرِّوَايَتَيْنِ مِنَ الْاِخْتِلَافِ.

علامہ سید شریف رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام اگرچہ پہلے گزر چکا ہے مگر چونکہ دونوں روایتوں کی لفظوں میں کچھ اختلاف ہے اس لئے اسے مکرر درج کیا ہے۔

مِنْهَا فِي خِطَابِ أَصْحَابِهِ

(اس خطبہ کا ایک حصہ اصحاب سے خطاب میں)

وَقَدْ بَلَغْتُمْ مِنْ كَرَامَةِ اللّٰهِ لَكُمْ مَنْزِلَةً تُكْرَمُ بِهَا إِمَاؤُكُمْ وَتُوصَلُ بِهَا جِيرَانُكُمْ.

تم اللہ کے فضل و کرم کی بدولت ایسے مرتبہ پر فائز ہو گئے ہو کہ تمہاری کنیزیں محترم سمجھی جانے لگیں تمہارے ہمسایوں سے بھی اچھا سلوک کیا جانے لگا۔

وَيُعَظِّمُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَلَا يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ وَيَهَابُكُمْ مَنْ لَا يَخَافُ لَكُمْ سَطْوَةً وَلَا لَكُمْ عَلَيْهِ إِمْرَةٌ.

وہ لوگ بھی تمہارا احترام کرتے ہیں جن پر تمہیں کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ ان پر تمہارا کوئی احسان ہے وہ لوگ بھی تم سے خوف کھانے لگے جو نہ کبھی تمہارے جاہ و جلال سے مرعوب تھے اور نہ تم انکے حکمران رہے ہو۔

وَقَدْ تَرَوْنَ عُهُودَ اللّٰهِ مَنْقُوضَةً فَلَا تَغْضَبُونَ وَأَنْتُمْ لِنَقْضِ ذِمَمِ آبَائِكُمْ تَأْنَفُونَ.

اسکے باوجود تم دیکھ رہے ہو کہ خدا کے عہد توڑے جا رہے ہیں پھر بھی اس پر تمہیں غصہ نہیں آتا حالانکہ اپنے باپ دادا کے عہد ٹوٹنے کو تم اپنے لئے ننگ و عار سمجھتے ہو۔

وَكَانَتْ أُمُورُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ تَرِدُ وَعَنْكُمْ تَصْدُرُ وَإِلَيْكُمْ تَرْجِعُ.

اب تک اللہ کے امور تمہارے ہی پاس آتے اور تمہارے ذریعہ نافذ ہوتے اور تمہارے ہی طرف پلٹتے رہے ہیں۔

فَمَكَّنْتُمُ الظَّلَمَةَ مِنْ مَنْزِلَتِكُمْ وَأَلْقَيْتُمْ إِلَيْهِمْ أَزِمَّتَكُمْ وَأَسْلَمْتُمْ أُمُورَ اللّٰهِ فِي أَيْدِيهِمْ.

لیکن تم نے اپنی جگہ ظالموں کے حوالے کر دی اور اپنی باگ ڈور انکے ہاتھ میں دیدی اور اللہ کے امور انہیں سونپ دیئے ہیں۔

يَعْمَلُونَ بِالشُّبُهَاتِ وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ. وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ فَرَّقُوكُمْ تَحْتَ كُلِّ كَوْكَبٍ لَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ لِشَرِّ يَوْمٍ لَهُمْ.

نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شبہوں پر عمل پیرا ہیں اور خواہشات نفس کی راہوں میں سرگرداں ہیں۔ خدا کی قسم اگر بنی امیہ تمہیں ہر ستارے کے نیچے (اپنے تحفظ کیلئے) منتشر کر دیں تو بھی خدا تمہیں اس دن ضرور جمع کر دیگا جو ان کیلئے بدترین دن ہوگا۔

خطبہ ۱۰۷

ایام صفین میں

وَقَدْ رَأَيْتُ جَوْلَتَكُمْ وَانْحِيَازَكُمْ عَنْ صُفُوفِكُمْ تَحُوزُكُمُ الْجُفَاةُ الطَّغَامُ وَأَعْرَابُ أَهْلِ الشَّامِ وَأَنْتُمْ لَهَامِيمُ الْعَرَبِ وَيَآفِيخُ الشَّرَفِ وَالْأَنْفُ الْمُقَدَّمُ وَالسَّنَامُ الْأَعْظَمُ۔

وَلَقَدْ شَفَى وَحَاوِحَ صَدْرِي أَنْ رَأَيْتُكُمْ بِأَخَرَةٍ تَحُوزُونَهُمْ كَمَا حَازُوكُمْ وَتُزِيلُونَهُمْ عَنْ مَوَاقِفِهِمْ كَمَا أَزَالُوكُمْ حَسّاً بِالنِّصَالِ وَشَجْراً بِالرِّمَاحِ تَرْكَبُ أُولَاهُمْ أُخْرَاهُمْ كَالْإِبِلِ الْهِيمِ الْمَطْرُودَةِ تُرْمَى عَنْ حِيَاضِهَا وَتُذَادُ عَنْ مَوَارِدِهَا۔

میں نے تمہیں گردش کرتے ہوئے اور اپنی صفوں سے منتشر ہوتے ہوئے دیکھا جب کہ جفا کار کمینے اور شام کے بدو تمہیں اپنے گھیرے میں لے رہے تھے حالانکہ تم عرب کے جوان شرف میں راس و رئیس قوم ہیں، اونچی ناک والے بہت بڑی بلندی والے ہو۔

میرے سینے سے نکلنے والی دل خراش آہوں کو اس امر نے سکون بخشا کہ میں نے آخر میں تمہیں دیکھ لیا کہ جس طرح انہوں نے تمہیں گھیر رکھا تھا تم نے بھی انہیں گھیر لیا ہے اور جس طرح انہوں نے تمہارے قدم اکھیڑ دیئے تھے اس طرح تم بھی تیروں کی بوچھاڑ اور نیزوں کی انی سے انہیں بھگا رہے ہو کہ جس سے اُن کی پہلی صفیں دوسری صفوں پر چڑھی جاتی ہوں جیسے وہ ہنکائے ہوئے پیاسے اونٹ جنہیں ان کے تالابوں سے دھتکار دیا گیا ہو اور پانی کے گھاٹوں سے دُور کر دیا گیا ہو۔

خطبہ ۱۰۸

حوادث اور فتنوں کی پیشین گوئیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَجَلِّي لِخَلْقِهِ بِخَلْقِهِ وَالظَّاهِرِ لِقُلُوبِهِمْ بِحُجَّتِهِ.

حمد اس خدا ہی کے لئے ہے جو اپنی مخلوق کے لئے اپنی ہی مخلوق کے ذریعے روشن و ہویدا ہے اور اپنی حجت کے ذریعہ دلوں میں ظاہر ہے۔

خَلَقَ الْخَلْقَ مِنْ غَيْرِ رَوِيَّةٍ، إِذْ كَانَتِ الرَّوِيَّاتُ لَا تَلِيقُ إِلَّا بِذَوِي الضَّمَائِرِ وَلَيْسَ بِذِي ضَمِيرٍ فِي نَفْسِهِ.

اس نے غور و فکر کے بغیر مخلوقات کو خلق فرمایا اس لئے کہ غور و فکر صاحبان ضمیر کے لئے سزاوار ہو سکتی ہے اور وہ در حقیقت صاحب ضمیر ہی نہیں ہے۔

خَرَقَ عِلْمُهُ بَاطِنَ غَيْبِ السُّتُرَاتِ وَأَحَاطَ بِغُمُوضِ عَقَائِدِ السَّرِيرَاتِ.

اس کا علم غیب کے پردوں میں سرایت کئے ہوئے ہے اور عقیدہ کی گہرائیوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

(مِنْهَا فِي ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)

(اس خطبہ کا جز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میں)

اخْتَارَهُ مِنْ شَجَرَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَمِشْكَاةِ الضِّيَاءِ وَذُؤَابَةِ الْعَلْيَاءِ وَسُرَّةِ الْبَطْحَاءِ وَمَصَابِيحِ الظُّلْمَةِ وَيَنَابِيعِ الْحِكْمَةِ.

خداوند عالم نے آنحضرت صلعم کو پیغمبروں کے پاک درخت (آل ابراہیم) کی روشنی کے مرکز، بلندی کی چوٹی (قریش) بطحا کی ناف (مکہ) و تاریکی کے چراغوں اور حکمت کے چشموں سے منتخب فرمایا۔

(مِنْهَا)

(اس خطبہ کا ایک حصہ)

طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَأَحْمَى مَوَاسِمَهُ.

(تمہارا امام) ایک روحانی طبیب ہے جو اپنی طب کو لئے گردو رہ کر رہا ہے اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک اور اپنے ہتھیار گرم کر لئے ہیں۔

يَضَعُ مِنْ ذَلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ إِلَيْهِ مِنْ قُلُوبٍ عُمْيٍ وَآذَانٍ صُمٍّ وَأَلْسِنَةٍ بُكْمٍ مُتَتَبِّعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْغَفْلَةِ وَمَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ.

اور جہاں جہاں اندھے دلوں بہرے کانوں اور گونگی زبانوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے وہاں اسے استعمال کرتا ہے وہ اپنی دوائیں ساتھ لئے کر غفلت زدہ غافل اور حیران و پریشان لوگوں کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔

لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِأَضْوَاءِ الْحِكْمَةِ وَ

مگر لوگوں نے نہ تو اس کے انوار حکمت سے ضیاء حاصل کی اور

لَمْ يَقْدَحُوا بِزِنَادِ الْعُلُومِ الثَّاقِبَةِ فَهُمْ فِي ذٰلِكَ كَالْأَنْعَامِ السَّائِمَةِ وَالصُّخُورِ الْقَاسِيَةِ.

نہ روشن علوم کے چقماق کو رگڑ کر نورانی شعلے پیدا کئے پس وہ اس معاملہ میں چرنے والے جانوروں اور سخت پتھروں کے مانند ہیں۔

قَدِ انْجَابَتِ السَّرَائِرُ لِأَهْلِ الْبَصَائِرِ وَوَضَحَتْ مَحَجَّةُ الْحَقِّ لِخَابِطِهَا وَأَسْفَرَتِ السَّاعَةُ عَنْ وَجْهِهَا وَظَهَرَتِ الْعَلَامَةُ لِمُتَوَسِّمِهَا۔

صاحبان بصیرت کے لئے چھپی ہوئی باتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور بھٹکنے والوں کے لئے حق کا روشن راستہ واضح ہو چکا ہے اور قیامت نے اپنے چہرہ سے نقاب اٹھا دی ہے اور غور سے دیکھنے والے کے لئے علامت ظاہر ہو چکی ہے۔

مَالِي أَرَاكُمْ أَشْبَاحاً بِلَا أَرْوَاحٍ وَأَرْوَاحاً بِلَا أَشْبَاحٍ۔

مگر یہ کیا ہوا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جسم بے روح اور روح بے قالب بنے ہوئے ہو۔

نُسَّاكاً بِلَا صَلَاحٍ وَتُجَّاراً بِلَا أَرْبَاحٍ وَأَيْقَاظاً نُوَّماً وَشُهُوداً غُيَّباً وَنَاظِرَةً عَمْيَاءَ وَسَامِعَةً صَمَّاءَ وَنَاطِقَةً بَكْمَاءَ۔

عبادت گزار ہو مگر اصلاح قلب کے بغیر، تاجر ہو مگر منافع کے بغیر، جاگ رہے ہو مگر سونے والے کی طرح، حاضر ہو مگر غائب کی طرح، دیکھنے والے ہو مگر اندھے کی طرح، سننے والے ہو مگر بہرے کی طرح، بولنے والے ہو مگر گونگے کی طرح۔

رَايَةُ ضَلَالٍ قَدْ قَامَتْ عَلَى قُطْبِهَا وَتَفَرَّقَتْ بِشُعَبِهَا تَكِيلُكُمْ بِصَاعِهَا وَتَخْبِطُكُمْ بِبَاعِهَا قَائِدُهَا خَارِجٌ مِنَ الْمِلَّةِ قَائِمٌ عَلَى الضِّلَّةِ۔

گمراہی کا نشان اپنے مرکز پر نصب ہو چکا ہے اس کی شاخیں پھیل گئی ہیں وہ تمہیں برباد کرنے کے لئے اپنے پیمانوں سے وزن کر رہا ہے اور اپنے ہاتھوں سے پھٹکار رہا ہے اس کا پیشرو ملت اسلام سے خارج ہے اور گمراہی پر ڈٹا کھڑا ہے۔

فَلَا يَبْقَى يَوْمَئِذٍ مِنْكُمْ إِلَّا ثُفَالَةٌ كَثُفَالَةِ الْقِدْرِ أَوْ نُفَاضَةٌ كَنُفَاضَةِ الْعِكْمِ۔

اس دن تم میں سے کوئی نہیں بچیگا مگر گرے پڑے لوگ جو دیگ کی کھرچن یا تھیلے کے جھڑے ہوئے ریزوں کی طرح ناقابل توجہ ہوں (کسی شمار قطار میں نہ ہوں)۔

تَعْرُكُكُمْ عَرْكَ الْأَدِيمِ وَتَدُوسُكُمْ دَوْسَ الْحَصِيدِ وَتَسْتَخْلِصُ الْمُؤْمِنَ مِنْ بَيْنِكُمُ اسْتِخْلَاصَ الطَّيْرِ الْحَبَّةَ الْبَطِينَةَ مِنْ بَيْنِ هَزِيلِ الْحَبِّ۔

یہ فتنہ تمہیں چمڑے کے مانند چھیل ڈالیگا اور اس طرح روندیگا جیسے کٹائی کے بعد غلہ کو روندا جاتا ہے اور (ظلم و ستم کے لئے) تم میں سے مومن کو اس طرح چھانٹ کر نکال لیگا جیسے پرندہ بڑے دانوں کو چھوٹے دانوں میں سے نکال لیتا ہے۔

أَيْنَ تَذْهَبُ بِكُمُ الْمَذَاهِبُ وَتَتِيهُ بِكُمُ الْغَيَاهِبُ وَتَخْدَعُكُمُ الْكَوَاذِبُ وَمِنْ أَيْنَ تُؤْتَوْنَ وَأَنَّى تُؤْفَكُونَ۔

یہ غلط روشیں آخر تمہیں کدھر لئے جا رہی ہیں اور یہ گمراہی کی تاریکیاں تمہیں کس طرح بہکا رہی ہیں اور یہ جھوٹی امیدیں تمہیں کیسا فریب دے رہی ہیں (سوچو) تم کہاں سے لائے جا رہے ہو اور کدھر بہکے جا رہے ہو۔

فَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ وَلِكُلِّ غَيْبَةٍ اِيَابٌ فَاسْتَمِعُوْا مِنْ رَبَّانِيِّكُمْ وَاَحْضِرُوْهُ قُلُوْبَكُمْ وَاسْتَيْقِظُوْا اِنْ هَتَفَ بِكُمْ وَلْيَصْدُقْ رَائِدٌ اَهْلَهُ وَلْيَجْمَعْ شَمْلَهُ وَلْيُحْضِرْ ذِهْنَهُ۔

کیونکہ ہر میعاد کے لئے ایک نوشتہ ہے اور ہر غائب کو واپس آنا ہے تمہیں چاہیئے کہ غیبت اپنے خدا شناس اماموں سے سنو دلوں کو اس طرف متوجہ کرو اگر وہ تمہیں پکاریں تو جاگ اٹھو۔ قوم کے نمائندہ کو چاہیئے کہ وہ اپنی قوم سے سچ بولے اور اپنی پریشانی خاطری میں یکسوئی پیدا کرے اور اپنے ذہن کو حاضر رکھے۔

فَلَقَدْ فَلَقَ لَكُمُ الْاَمْرَ فَلْقَ الْخَرَزَةِ وَقَرَفَهُ قَرْفَ الصَّمْغَةِ۔

چنانچہ تمہارے امام نے حقیقت کو اسطرح کھول کر رکھدیا ہے کہ جیسے دھاگہ میں پروئے جانیوالے مہرہ کو چیر دیا جاتا ہے اور اسطرح اس کو چھیل ڈال جیسے درخت سے گوند۔

فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَخَذَ الْبَاطِلُ مَاٰخِذَهُ وَرَكِبَ الْجَهْلُ مَرَاكِبَهُ وَعَظُمَتِ الطَّاغِيَةُ وَقَلَّتِ الدَّاعِيَةُ وَصَالَ الدَّهْرُ صِيَالَ السَّبُعِ الْعَقُوْرِ وَهَدَرَ فَنِيْقُ الْبَاطِلِ بَعْدَ كُظُوْمٍ وَتَوَاخَى النَّاسُ عَلَى الْفُجُوْرِ وَتَهَاجَرُوْا عَلَى الدِّيْنِ وَتَحَابُّوْا عَلَى الْكِذْبِ وَتَبَاغَضُوْا عَلَى الصِّدْقِ۔

جب ایسا زمانہ آئیگا تو باطل ہر جگہ مسلط اور جہالت اپنے مرکبوں پر سوار ہو جائیگی سرکشی کرنیوالے عام اور حق کی آواز دینوالے کم رہ جائینگے پھاڑ کھانے والے درندوں کی طرح زمانہ حملہ کریگا اور باطل کا اونٹ چپ سہنے کے بعد بلبلانے لگیگا لوگ فسق و فجور پر بھائی چارہ گانٹھ لیں گے دین کے معاملہ میں ایک دوسرے کو چھوڑ جائیں گے۔ جھوٹ پر ایک دوسرے کے دوست اور سچائی پر ایک دوسرے کے دشمن ہونگے۔

فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ كَانَ الْوَلَدُ غَيْظًا وَالْمَطَرُ قَيْظًا وَتَفِيْضُ اللِّئَامُ فَيْضًا وَتَغِيْضُ الْكِرَامُ غَيْضًا۔

جب زمانہ کا یہ رنگ ہوگا تو بیٹا آنکھوں کی ٹھنڈک ہونیکی بجائے غیظ و غضب کا سبب بن جائے گا اور موسم گرما میں بارشیں بےوقت ہونگی اور کمینے چھا جائیں گے اور شریف لوگ بہت کم رہ جائیں گے۔

وَكَانَ اَهْلُ ذٰلِكَ الزَّمَانِ ذِئَابًا وَسَلَاطِيْنُهُ سِبَاعًا وَاَوْسَاطُهُ اُكَّالًا وَفُقَرَاؤُهُ اَمْوَاتًا۔

اس دور کے لوگ بھیڑیوں کی طرح خونخوار ہونگے اور بادشاہ درندوں کے مانند سفاک۔ درمیانی لوگ لوٹ کھانیوالے اور فقیر و محتاج بالکل مردوں کی مانند۔

وَغَارَ الصِّدْقُ وَفَاضَ الْكِذْبُ وَاسْتُعْمِلَتِ الْمَوَدَّةُ بِاللِّسَانِ وَتَشَاجَرَ النَّاسُ بِالْقُلُوْبِ وَصَارَ الْفُسُوْقُ نَسَبًا وَالْعَفَافُ عَجَبًا وَلُبِسَ الْاِسْلَامُ لُبْسَ الْفَرْوِ مَقْلُوْبًا۔

سچائی دب جائے گی جھوٹ عام ہو جائیگا۔ محبت کی لفظیں صرف زبان پر آئیں گی لوگ دلوں میں ایک دوسرے کیخلاف ہونگے۔ نسب کا معیار زنا ہو گا عفت و پاک دامنی پر تعجب کیا جائے گا اور اسلام کا لبادہ پوستین کی طرح الٹا اوڑھا جائے گا۔

خطبہ نمبر۱۰۹

اوصاف باری تعالیٰ، فرشتوں کے حالات، دنیا کی بے ثباتی

كُلُّ شَيْءٍ خَاضِعٌ لَهُ وَكُلُّ شَيْءٍ قَائِمٌ بِهِ غِنَى كُلِّ فَقِيرٍ وَعِزُّ كُلِّ ذَلِيلٍ وَقُوَّةُ كُلِّ ضَعِيفٍ وَمَفْزَعُ كُلِّ مَلْهُوفٍ وَمَنْ تَكَلَّمَ سَمِعَ نُطْقَهُ وَمَنْ سَكَتَ عَلِمَ سِرَّهُ وَمَنْ عَاشَ فَعَلَيْهِ رِزْقُهُ وَمَنْ مَاتَ فَإِلَيْهِ مُنْقَلَبُهُ

ہر چیز اس کے سامنے سرنگوں ہے اور ہر شئی اسی کے سہارے قائم ہے، ہر فقیر کا سرمایہ، ہر ذلیل و حقیر کی عزت، ہر کمزور کی قوت اور ہر مظلوم کی پناہ گاہ ہے۔

جو کلام کرے اس کی بات وہ سنتا ہے اور جو چپ رہے اسکے راز سے واقف ہے جو زندہ رہے اس کے رزق کا وہ ذمہ دار ہے اور جو مر جائے اس کی بازگشت اس کی طرف ہے۔

لَمْ تَرَكَ الْعُيُونُ فَتُخْبِرَ عَنْكَ بَلْ كُنْتَ قَبْلَ الْوَاصِفِينَ مِنْ خَلْقِكَ لَمْ تَخْلُقِ الْخَلْقَ لِوَحْشَةٍ وَلَا اسْتَعْمَلْتَهُمْ لِمَنْفَعَةٍ

(اے اللہ) تجھے دنیا کی نگاہوں نے دیکھا ہی نہیں کہ تیری خبر دے سکیں تو تو وصف کرنے والی مخلوق سے بہت پہلے موجود تھا تونے مخلوق کو نہ تو تنہائی کی وحشت دور کرنے کے لئے خلق کیا ہے اور نہ اپنے فائدہ کے لئے ان سے عمل کرانے ہیں

وَلَا يَسْبِقُكَ مَنْ طَلَبْتَ وَلَا يُفْلِتُكَ مَنْ أَخَذْتَ وَلَا يَنْقُصُ سُلْطَانَكَ مَنْ عَصَاكَ وَلَا يَزِيدُ فِي مُلْكِكَ مَنْ أَطَاعَكَ وَلَا يَرُدُّ أَمْرَكَ مَنْ سَخِطَ قَضَاءَكَ وَلَا يَسْتَغْنِي عَنْكَ مَنْ تَوَلَّى عَنْ أَمْرِكَ كُلُّ سِرٍّ عِنْدَكَ عَلَانِيَةٌ وَكُلُّ غَيْبٍ عِنْدَكَ شَهَادَةٌ

جسے تو طلب کرے وہ تجھ سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتا اور جسے تو گرفت میں لے لے وہ پھر نکل نہیں سکتا جو تیری نافرمانی کرے وہ تیری سلطنت کو کم نہیں کر سکتا اور جو تیری فرمانبرداری کرے وہ تیرے ملک میں اضافہ نہیں کر سکتا اور جو تیرے حکم سے روگردانی کرے وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہر راز تیرے لئے آشکار ہے اور غیب تیرے سامنے ہے۔

أَنْتَ الْأَبَدُ لَا أَمَدَ لَكَ وَأَنْتَ الْمُنْتَهَى لَا مَحِيصَ عَنْكَ وَأَنْتَ الْمَوْعِدُ لَا مَنْجَاءَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ بِيَدِكَ نَاصِيَةُ كُلِّ دَابَّةٍ وَإِلَيْكَ مَصِيرُ كُلِّ نَسَمَةٍ

تو قدیم ازلی ہے تیری کوئی حد نہیں ہے اور تو ہی آخری منزل ہے تجھ سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں تو ہی سب کی وعدہ گاہ ہے تیرے عذاب سے بچ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں سوا تیری رحمت کی طرف جانے کے، ہر چلنے والا تیرے قبضہ میں ہے اور ہر جاندار کی تیری ہی طرف بازگشت ہے۔

سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ مَا نَرَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا أَصْغَرَ عِظَمَهُ فِي جَنْبِ قُدْرَتِكَ وَمَا أَهْوَلَ مَا نَرَى مِنْ مَلَكُوتِكَ وَمَا أَحْقَرَ ذٰلِكَ فِيمَا غَابَ عَنَّا مِنْ سُلْطَانِكَ وَمَا أَسْبَغَ نِعَمَكَ فِي الدُّنْيَا وَمَا أَصْغَرَهَا فِي نَعِيمِ الْآخِرَةِ

ہم تجھے ہر نقص سے پاک سمجھتے ہیں کیا کہنا تیری مخلوق کا جسے ہم دیکھتے ہیں کسقدر بڑی ہے مگر تیری قدرت کے پہلو میں اس کی عظمت ہیچ ہے اور تیری یہ بادشاہت جو ہمارے سامنے ہے کسقدر پُرجلال ہے مگر یہ بھی شاہی جلال کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے تیری نعمتیں دنیا میں کتنی کامل ہیں مگر آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں کسقدر مختصر ہیں۔

مِنْهَا فِي مَلَائِكَةٍ

اس خطبہ کا ایک جز ملائکہ کے بارے میں

مِنْ مَلَائِكَةٍ أَسْكَنْتَهُمْ سَمٰوٰتِكَ وَرَفَعْتَهُمْ عَنْ أَرْضِكَ هُمْ أَعْلَمُ خَلْقِكَ بِكَ وَأَخْوَفُهُمْ لَكَ وَأَقْرَبُهُمْ مِنْكَ

ملائکہ میں سے کچھ وہ ہیں جنہیں تو نے آسمانوں میں آباد کیا اور سطح زمین سے بلند رکھا یہ تیری مخلوق میں تیری ذات سے زیادہ واقف ہیں اور سب سے زیادہ تجھ سے ڈرنے والے اور تیری مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ سے قرب رکھتے ہیں۔

لَمْ يَسْكُنُوا الْأَصْلَابَ وَلَمْ يُضَمَّنُوا الْأَرْحَامَ وَلَمْ يُخْلَقُوا مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ وَلَمْ يَتَشَعَّبْهُمْ رَيْبُ الْمَنُونِ

نہ یہ آباؤ اجداد کی پشتوں میں رہے اور نہ ماؤں کے رحموں میں رکھے گئے نہ ذلیل نطفہ کے پانی سے بنائے گئے اور نہ حوادث زمانہ نے انہیں منتشر کیا۔

وَإِنَّهُمْ عَلَى مَكَانِهِمْ مِنْكَ وَمَنْزِلَتِهِمْ عِنْدَكَ وَاسْتِجْمَاعِ أَهْوَائِهِمْ فِيكَ وَكَثْرَةِ طَاعَتِهِمْ لَكَ وَقِلَّةِ غَفْلَتِهِمْ عَنْ أَمْرِكَ

وہ اس مقام اور منزلت پر تیرے قرب میں ہیں جو تیری جانب سے مقرر ہے اور تیرے بارے میں خواہشات کی یکسوئی زیادہ سے زیادہ تیری اطاعت اور بہت کم تیرے حکم سے غفلت کرتے ہیں۔

لَوْ عَايَنُوا كُنْهَ مَا خَفِيَ عَلَيْهِمْ مِنْكَ لَحَقَّرُوا أَعْمَالَهُمْ وَلَزَرَوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَعَرَفُوا أَنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَلَمْ يُطِيعُوكَ حَقَّ طَاعَتِكَ

اگر وہ رازہائے قدرت کی اس تہ تک پہنچ جائیں جو ان سے پوشیدہ ہیں تو وہ اپنے اعمال کو حقیر سمجھنے لگیں گے اور اپنے نفسوں پر حرف گیری کریں گے اور جان لیں گے کہ انہوں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا اور نہ تیری ایسی اطاعت کی ہے جیسی کرنا چاہئیے تھی۔

انسان کی فریب خوردگی

سُبْحَانَكَ خَالِقًا وَمَعْبُودًا بِحُسْنِ بَلَائِكَ عِنْدَ خَلْقِكَ خَلَقْتَ دَارًا وَجَعَلْتَ فِيهَا مَأْدُبَةً مَشْرَبًا وَمَطْعَمًا وَأَزْوَاجًا وَخَدَمًا وَقُصُورًا وَأَنْهَارًا وَزُرُوعًا وَثِمَارًا

میں (تجھے) ہر نقص سے مبرا و منزہ خالق و معبود مانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں کہ تو نے اپنی مخلوق کی بہترین آزمائش کے ساتھ (نیکوں کے لئے جنت جیسا) گھر بنایا اور اس میں تو نے مہمانی کا ہر سامان پانی پینے اور کھانا کھینے مقام، حوروں جیسی، بیویاں بہترین خادم (بلند، قصر (کوثر و سبیل جیسی، نہریں لہلہاتی ہوئی کھیتیاں (ترو تازہ، پھل مہیا کئے۔

ثُمَّ أَرْسَلْتَ دَاعِيًا يَدْعُو إِلَيْهَا فَلَا الدَّاعِيَ أَجَابُوا وَلَا فِيمَا رَغَبْتَ إِلَيْهِ رَغِبُوا وَلَا إِلَى مَا شَوَّقْتَ إِلَيْهِ اشْتَاقُوا

پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والے رسول (محمدؐ) کو بھیجا جو ان کی طرف دعوت دے رہے تھے مگر انہوں نے نہ بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی اور نہ ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے جن کی جانب تو نے رغبت دلائی تھی اور نہ جنت کے مشتاق ہوئے جس کا تو نے شوق دلایا تھا۔

أَقْبَلُوا عَلَى جِيفَةٍ افْتَضَحُوا بِأَكْلِهَا وَاصْطَلَحُوا عَلَى حُبِّهَا

بلکہ وہ اس مردار دنیا پر ٹوٹ پڑے جسے نوچ نوچ کے کھانے سے یہ رسوا ہو گئے اور سب نے اس کی محبت میں ایکا کر لیا۔

وَمَنْ عَشِقَ شَيْئًا أَعْشَى بَصَرَهُ وَأَمْرَضَ قَلْبَهُ فَهُوَ يَنْظُرُ بِعَيْنٍ غَيْرِ صَحِيحَةٍ وَيَسْمَعُ بِأُذُنٍ غَيْرِ سَمِيعَةٍ قَدْ خَرَقَتِ الشَّهَوَاتُ عَقْلَهُ وَأَمَاتَتِ الدُّنْيَا قَلْبَهُ وَوَلِهَتْ عَلَيْهَا نَفْسُهُ فَهُوَ عَبْدٌ لَهَا وَلِمَنْ فِي يَدِهِ شَيْءٌ مِنْهَا حَيْثُمَا زَالَتْ زَالَ إِلَيْهَا وَحَيْثُمَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَ عَلَيْهَا

(یہ دستور ہے کہ) جو شخص کسی چیز پر عاشق ہو تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا اور دل کو بیمار کر دیتی ہے اب وہ دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے اور سنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے۔
خواہشات نفس نے اس کا دامن عقل چاک کر دیا ہے اور اسکے دل کو مردہ بنا دیا ہے اور اس کا نفس اس پر فریفتہ ہے اب وہ دنیا اور جس کے ہاتھ میں مال دنیا سے کچھ ہے اسکا غلام ہے جدھر وہ مڑتی ہے یہ بھی ادھر مڑ جاتا ہے جدھر وہ آتی ہے ادھر اس کا رخ بھی مڑ جاتا ہے۔

وَلَا يَزْدَجِرُ مِنَ اللّٰهِ بِزَاجِرٍ وَلَا يَتَّعِظُ

نہ اللہ کی طرف سے روکنے والے کے روکنے سے وہ رکتا ہے نہ اسکے

منهٗ بمواعظ

وَهُوَ يَرَى الْمَاخُوذِيْنَ عَلَى الْغِرَّةِ حَيْثُ لَا اِقَالَةَ وَلَا رَجْعَةَ كَيْفَ نَزَلَ بِهِمْ مَا كَانُوْا يَجْهَلُوْنَ وَجَاءَهُمْ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا مَا كَانُوْا يَامَنُوْنَ وَقَدِمُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ عَلٰى مَا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ

فَغَيْرُ مَوْصُوْفٍ مَا نَزَلَ بِهِمْ اِجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ وَحَسْرَةُ الْفَوْتِ فَفَتَرَتْ لَهَا اَطْرَافُهُمْ وَتَغَيَّرَتْ لَهَا اَلْوَانُهُمْ ثُمَّ ازْدَادَ الْمَوْتُ فِيْهِمْ وُلُوْجًا

فَحِيْلَ بَيْنَ اَحَدِهِمْ وَبَيْنَ مَنْطِقِهٖ وَاِنَّهٗ لَبَيْنَ اَهْلِهٖ يَنْظُرُ بِبَصَرِهٖ وَيَسْمَعُ بِاُذُنِهٖ عَلٰى صِحَّةٍ مِنْ عَقْلِهٖ وَبَقَاءٍ مِنْ لُبِّهٖ يُفَكِّرُ فِيْمَ اَفْنٰى عُمُرَهٗ وَفِيْمَ اَذْهَبَ دَهْرَهٗ وَيَتَذَكَّرُ اَمْوَالًا جَمَعَهَا اَغْمَضَ فِيْ مَطَالِبِهَا وَاَخَذَهَا مِنْ مُصَرَّحَاتِهَا وَمُشْتَبِهَاتِهَا قَدْ لَزِمَتْهُ تَبِعَاتُ جَمْعِهَا وَاَشْرَفَ عَلٰى فِرَاقِهَا تَبْقٰى لِمَنْ وَرَاءَهٗ يَنْعَمُوْنَ فِيْهَا وَيَتَمَتَّعُوْنَ بِهَا فَيَكُوْنُ الْمَهْنَأُ لِغَيْرِهٖ وَالْعِبْءُ عَلٰى ظَهْرِهٖ وَالْمَرْءُ قَدْ غَلِقَتْ رُهُوْنُهٗ بِهَا

وعظ و نصیحت کرنے والے کی نصیحت قبول کرتا ہے۔

حالانکہ وہ ان لوگوں کو دیکھ رہا ہے کہ جنہیں عین غفلت کی حالت میں وہاں جکڑ لیا گیا جن کے لئے نہ بخشش کی گنجائش ہے۔ نہ واپس آنے کا امکان کہ وہ کیونکران پر آپڑی جس سے وہ بے خبر تھے اور کس طرح اس دنیا سے جدائی کا وقت آپہنچا جس سے وہ مطمئن تھے اور کیونکر آخرت کی ان چیزوں تک آپہنچے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں وہ بیان سے باہر ہیں جانکنی کی سختی اور (عمل کا) وقت گزر جانے پر افسوس دونوں اسے گھیر لیتے ہیں ان کے اعضاء و جوارح ڈھیلے پڑجاتے ہیں رنگ بدل جاتے ہیں پھر ان میں موت کی دخل اندازی اور زیادہ ہوجاتی ہے۔

مرنے والے اور اس کی بات چیت کے درمیان پردہ حائل ہوجاتا ہے حالانکہ وہ اپنے گھر والوں کے درمیان پڑا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اپنے کان سے سُنتا ہے حالانکہ اس کی عقل درست اور ہوش و حواس سالم ہوتے ہیں وہ سوچتا ہے کہ کن باتوں میں عمر کو ضائع کیا اور اپنا زمانہ گزار دیا اور اپنے جمع کئے ہوئے مال و متاع کو یاد کرتا ہے جسے حاصل کرنے میں (جائز و ناجائز سے) آنکھیں بند کر لی تھیں اور انہیں صحیح و مشکوک ہر جگہ سے حاصل کیا تھا اب اس وقت اسے جمع کرنیکے بے نتیجے (بھگتنا) اس کے لئے لازم ہوگئے اور وہ اسے چھوڑ دینے کو تیار ہے جو اس کے بعد والوں کے لئے رہ جائیں گے اور وہ اس سے عیش کرینگے اور فائدہ اٹھائیں گے مفت کی دولت غیروں کو ملے گی اور اس جرم کا بوجھ اس کی پشت پر رہے گا اور یہ اس مال کیوجہ سے ایسا گردی ہوا ہے کہ اب چھوٹ نہیں سکتا۔

فَهُوَ يَعَضُّ يَدَهُ نَدَامَةً عَلَى مَا أَصْحَرَ لَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ مِنْ أَمْرِهِ وَيَزْهَدُ فِيمَا كَانَ يَرْغَبُ فِيهِ أَيَّامَ عُمُرِهِ وَيَتَمَنَّى أَنَّ الَّذِي كَانَ يَغْبِطُهُ بِهَا وَيَحْسُدُهُ عَلَيْهَا قَدْ حَازَهَا دُونَهُ

حقیقت جب کھل کر اس کے سامنے آئی تو شرمندگی سے اپنے ہاتھ کاٹنے لگا اور عمر بھر جن چیزوں کا خواہشمند رہا اب ان سے جان چھڑاتا ہے اور تمنا کرتا ہے کہ اسکے بجائے جو لوگ اس مال پر رشک و حسد کیا کرتے تھے کاش وہی اسے سمیٹ لیتے۔

فَلَمْ يَزَلِ الْمَوْتُ يُبَالِغُ فِي جَسَدِهِ حَتَّى خَالَطَ لِسَانُهُ سَمْعَهُ فَصَارَ بَيْنَ أَهْلِهِ لَا يَنْطِقُ بِلِسَانِهِ وَلَا يَسْمَعُ بِسَمْعِهِ يُرَدِّدُ طَرْفَهُ بِالنَّظَرِ فِي وُجُوهِهِمْ يَرَى حَرَكَاتِ أَلْسِنَتِهِمْ وَلَا يَسْمَعُ رَجْعَ كَلَامِهِمْ

موت کے تصرفات اس کے جسم میں زیادہ ہونے لگے یہانتک کہ زبان کیطرح کان بھی بند ہوگئے پس گھر والوں کے درمیان اس کی یہ حالت ہوگئی کہ نہ زبان سے بول سکتا ہے نہ کان سے سُن سکتا ہے ادھر اُدھر نظر پھرا کر ان کے چہروں کو دیکھتا ہے ان کی زبانوں کی جنبش کو دیکھتا ہے لیکن ان کی بات چیت کی آواز نہیں سُن سکتا۔

ثُمَّ ازْدَادَ الْمَوْتُ الْتِيَاطاً فَقُبِضَ بَصَرُهُ كَمَا قُبِضَ سَمْعُهُ وَخَرَجَتِ الرُّوحُ مِنْ جَسَدِهِ

پھر موت اس سے اور چمٹ گئی اور سماعت کی طرح اس کی بصارت بھی قبض کر لی اور جسم سے روح نکل گئی۔

فَصَارَ جِيفَةً بَيْنَ أَهْلِهِ قَدْ أَوْحَشُوا مِنْ جَانِبِهِ وَتَبَاعَدُوا مِنْ قُرْبِهِ لَا يُسْعِدُ بَاكِياً وَلَا يُجِيبُ دَاعِياً

اب یہ گھر والوں کے درمیان مردہ ہو کر پڑا ہوا ہے اسکے قریب سے انہیں وحشت ہوتی ہے اور اس کے پاس بیٹھنے سے دُور بھاگتے ہیں اب یہ کسی رونے والے کی مدد کر سکتا ہے اور نہ پکارنے والے کو جواب دے سکتا ہے۔

ثُمَّ حَمَلُوهُ إِلَى مَخَطٍّ فِي الْأَرْضِ وَأَسْلَمُوهُ فِيهِ إِلَى عَمَلِهِ وَانْقَطَعُوا عَنْ زَوْرَتِهِ

پھر اسے اٹھا کر جس جگہ زمین میں اس کی قبر بنائی ہے لیجاتے ہیں جس میں وہ اسے اس کے عمل کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ (کہ اب وہ جانے اور اس کے عمل، اور (ہمیشہ کے لئے) اس کے دیدار سے محروم ہو جاتے ہیں۔

میدان حشر کا منظر

حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَالْأَمْرُ

یہانتک کہ جب نوشتۂ تقدیر اپنے مقررہ وقت تک اور حکم

مَقَادِيرُهُ وَأُلْحِقَ آخِرُ الْخَلْقِ بِأَوَّلِهِ وَجَاءَ مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا يُرِيدُهُ مِنْ تَجْدِيدِ خَلْقِهِ أَمَادَ السَّمَاءَ وَفَطَرَهَا وَأَرَجَّ الْأَرْضَ وَأَرْجَفَهَا وَقَلَعَ جِبَالَهَا وَنَسَفَهَا وَدَكَّ بَعْضُهَا بَعْضاً مِنْ هَيْبَةِ جَلَالَتِهِ وَمَخُوفِ سَطْوَتِهِ

اپنی اپنی مقررہ میعادوں تک پہنچ جائے گا اور اگلوں کو پچھلوں سے ملا دیا جائے گا اور اللہ کا منات کو نئے سرے سے پیدا کرنے کا جو ارادہ رکھتا ہے اسکا وقت آجائیگا تو وہ آسمان کو جنبش میں لا کر پھاڑ دے گا اور زمین کو ہلا کر اس کی بنیادیں کھوکھلی کر دے گا، پہاڑوں کو جڑ سے اکھیڑ کر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور وہ اس کی عظمت کی ہیبت اور خوفناک سطوت سے آپس میں ٹکرا جائیں گے۔

وَأَخْرَجَ مَنْ فِيهَا فَجَدَّدَهُمْ عَلَى إِخْلَاقِهِمْ وَجَمَعَهُمْ بَعْدَ تَفَرُّقِهِمْ

اور جو اس میں دفن ہیں انہیں نکال کر سڑ گل جانے کے بعد پھر تر و تازہ کرے گا اور متفرق و پراگندہ ہونے کے بعد پھر دوبارہ جمع کر دے گا۔

ثُمَّ مَيَّزَهُمْ لِمَا يُرِيدُهُ مِنْ مَسْأَلَتِهِمْ عَنْ خَفَايَا الْأَعْمَالِ وَخَبَايَا الْأَفْعَالِ وَجَعَلَهُمْ فَرِيقَيْنِ أَنْعَمَ عَلَى هٰؤُلَاءِ وَانْتَقَمَ مِنْ هٰؤُلَاءِ

پھر ان کے پوشیدہ اعمال اور خفیہ افعال کی پوچھ گچھ کرنے کے لئے انہیں جدا جدا کرے گا اور انہیں دو حصوں میں تقسیم کرے گا ایک کو انعام و اکرام دے گا اور دوسرے سے انتقام لے گا۔

فَأَمَّا أَهْلُ طَاعَتِهِ فَأَثَابَهُمْ بِجِوَارِهِ وَخَلَّدَهُمْ فِي دَارِهِ حَيْثُ لَا يَظْعَنُ النُّزَّالُ وَلَا يَتَغَيَّرُ بِهِمُ الْحَالُ وَلَا تَنُوبُهُمُ الْأَفْزَاعُ وَلَا تَنَالُهُمُ الْأَسْقَامُ وَلَا تَعْرِضُ لَهُمُ الْأَخْطَارُ وَلَا تُشْخِصُهُمُ الْأَسْفَارُ

جو فرماں بردار تھے انہیں یہ جزا دے گا کہ اس کے جوار رحمت میں رہیں اور ہمیشہ کے لئے اپنے گھر (بہشت) میں اقامت رکھیں، ہمیشہ کے لئے ٹھہرا دے گا جہاں ٹھہرنے والے پھر کوچ نہیں کیا کرتا اور نہ ان کے حالات بدلتے ہیں نہ انہیں خوف لاحق ہوتا ہے نہ بیماریاں ان تک پہنچتی ہیں نہ انہیں خطرے پیش آتے ہیں نہ انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرنا پڑتے ہیں۔

وَأَمَّا أَهْلُ الْمَعْصِيَةِ فَأَنْزَلَهُمْ شَرَّ دَارٍ وَغَلَّ الْأَيْدِيَ إِلَى الْأَعْنَاقِ وَقَرَنَ النَّوَاصِيَ بِالْأَقْدَامِ وَأَلْبَسَهُمْ سَرَابِيلَ الْقَطِرَانِ وَمُقَطَّعَاتِ النِّيرَانِ فِي عَذَابٍ قَدِ اشْتَدَّ حَرُّهُ وَبَابٍ

اور جو نافرمان ہوں گے انہیں ایک بدترین گھر میں پھینک دے گا، جہاں ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھ دے گا اور ان کی پیشانیوں کو ان کے پیروں سے ملا دے گا اور انہیں تارکول کی قمیص اور آگ سے قطع کئے ہوئے لباس پہنائے گا۔
یہ لوگ اس عذاب میں مبتلا ہوں گے جس کی گرمی بہت سخت ہو گی

قَدْ اُطْبِقَ عَلٰى اَهْلِهِ فِيْ نَارٍ لَهَا كَلَبٌ وَ لَجَبٌ وَلَهَبٌ سَاطِعٌ وَقَصِيْفٌ هَائِلٌ لَا يَظْعَنُ مُقِيْمُهَا وَ لَا يُفَادٰى اَسِيْرُهَا وَلَا تُفْصَمُ كُبُوْلُهَا لَا مُدَّةَ لِلدَّارِ فَتَفْنٰى وَلَا اَجَلَ لِلْقَوْمِ فَيُقْضٰى

اور ان پر ان کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے (وہ کبھی باہر نہ نکل سکیں گے، اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ جہاں تیز شرارے بھڑکنے کی آوازیں اٹھتے ہوئے شعلے اور ہولناک چیخیں ہوں گی اس میں ٹھہرنے والے وہاں سے نکل نہیں سکتے اور نہ اس کے قیدیوں کا فدیہ لیا جا سکتا ہے نہ ان کی بیڑیاں ٹوٹ سکتی ہیں نہ اس گھر کیلئے کوئی مدت ہے کہ ختم ہو جائے اور نہ ان لوگوں کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے کہ اپنی حد تک پہنچ جائے۔

مِنْهَا فِيْ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ حَقَّرَ الدُّنْيَا وَصَغَّرَهَا وَاَهْوَنَ بِهَا وَعَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ زَوَاهَا عَنْهُ اخْتِيَارًا وَبَسَطَهَا لِغَيْرِهٖ احْتِقَارًا فَاَعْرَضَ عَنْهَا بِقَلْبِهٖ وَاَمَاتَ ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَاَحَبَّ اَنْ تَغِيْبَ زِيْنَتُهَا عَنْ عَيْنِهٖ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشًا اَوْ يَرْجُوَ فِيْهَا مُقَامًا

اس خطبہ کا جز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میں، انہوں نے (ہمیشہ) اس دنیا کو حقیر و معمولی سمجھا اور پست و ذلیل جانا وہ خوب جانتے تھے کہ خداوند عالم نے ان کی شان کو بلند و بالا سمجھ کر دنیا کا رخ ان سے موڑ دیا ہے آپ نے دل سے اس سے روگردانی کر لی اور اپنے نفس سے اسکی یاد مٹادی اور (ہمیشہ) یہی چاہا کہ اس کی زیب و زینت ان کی نگاہ سے اوجھل رہے، تاکہ وہ نہ اس سے (سجاوٹ کے لئے) قیمتی لباس خریدیں اور نہ اسمیں قیام کے آرزو مند ہوں۔

بَلَّغَ عَنْ رَبِّهٖ مُعْذِرًا وَنَصَحَ لِاُمَّتِهٖ مُنْذِرًا وَدَعَا اِلَى الْجَنَّةِ مُبَشِّرًا

انہوں نے اپنے رب کی جانب سے اتمام حجت کے لئے تبلیغ فرمائی نذیر بن کر اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور بشیر بن کر جنت کی دعوت دی۔

نَحْنُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ وَمَحَطُّ الرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفُ الْمَلَائِكَةِ وَمَعَادِنُ الْعِلْمِ وَيَنَابِيْعُ الْحُكْمِ نَاصِرُنَا وَمُحِبُّنَا يَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ وَعَدُوُّنَا وَمُبْغِضُنَا يَنْتَظِرُ السَّطْوَةَ

ہم (اہل بیت) نبوت کا درخت، خدائی پیغام کی فرودگاہ ملائکہ سموٰت کی آمد و رفت کا مقام علم کی کانیں حکمت کے چشمے ہیں، ہمارا مددگار اور دوست رحمت باری کا منتظر رہتا ہے اور ہمارا دشمن اور عداوت رکھنے والا قہر و عذاب الٰہی کا امیدوار رہتا ہے۔

خطبہ نمبر ۱۱۰

عظمت ایمان

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ الْإِيمَانُ بِهِ وَبِرَسُولِهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ فَإِنَّهُ ذُرْوَةُ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ فَإِنَّهَا الْفِطْرَةُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا الْمِلَّةُ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ فَإِنَّهَا فَرِيضَةٌ وَاجِبَةٌ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّهُ جُنَّةٌ مِنَ الْعِقَابِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَاعْتِمَارُهُ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَيَرْحَضَانِ الذَّنْبَ وَصِلَةُ الرَّحِمِ فَإِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ وَمَنْسَأَةٌ فِي الْأَجَلِ وَصَدَقَةُ السِّرِّ فَإِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ وَصَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَإِنَّهَا تَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ وَصَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ فَإِنَّهَا تَقِي مَصَارِعَ الْهَوَانِ أَفِيضُوا فِي ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الذِّكْرِ وَارْغَبُوا فِيمَا وَعَدَ الْمُتَّقِينَ فَإِنَّهُ أَصْدَقُ الْوَعْدِ وَاقْتَدُوا بِهَدْيِ نَبِيِّكُمْ فَإِنَّهُ أَفْضَلُ الْهَدْيِ وَاسْتَنُّوا بِسُنَّتِهِ فَإِنَّهُ

وہ بہترین عمل جس کے ذریعہ خدائے بزرگ و برتر سے توسل حاصل کرنے والوں نے تقرب حاصل کیا ہے، (وہ یہ ہیں) اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کیونکہ یہ اسلام کی بلند چوٹی ہے۔
اور کلمہ توحید جو فطرت ہے۔
اور نماز کی پابندی کیونکہ یہی دین ہے۔
اور زکوٰۃ ادا کرنا کیونکہ وہ فرض اور واجب ہے۔
اور ماہ رمضان کے روزے کیونکہ وہ عذاب کے سپر ہیں
اور خانہ کعبہ کا حج و عمرہ کیونکہ وہ فقر و فاقہ کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔
اور عزیزوں سے حسن سلوک کیونکہ وہ مال کی زیادتی اور عمر کی درازی کا ذریعہ ہے۔
اور مخفی طور پر خیرات کیونکہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے۔
اور علانیہ خیرات کیونکہ وہ بری موت سے بچاتا ہے۔
اور لوگوں پر احسانات کیونکہ وہ رسوائی کے موقعوں پر محافظ عزت ہیں۔
اللہ ہی کے ذکر میں مشغول رہو اس لئے کہ یہ بہترین ذکر ہے اور اس چیز (جنت) کے طلبگار بن جاؤ اس لئے کہ اس کا وعدہ سب سے زیادہ سچا ہے۔
اور اپنے نبی کی ہدایت پر چلو کیونکہ وہ بہترین ہدایت ہے اور ان کے طریقہ کو اپنا طریقہ بنالو کیونکہ وہ سب طریقوں سے زیادہ

أَهْدَى السُّنَنِ

وَتَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَتَفَقَّهُوا فِيهِ فَإِنَّهُ رَبِيعُ الْقُلُوبِ وَاسْتَشْفُوا بِنُورِهِ فَإِنَّهُ شِفَاءُ الصُّدُورِ وَأَحْسِنُوا تِلَاوَتَهُ فَإِنَّهُ أَنْفَعُ الْقَصَصِ

فَإِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ كَالْجَاهِلِ الْحَائِرِ الَّذِي لَا يَسْتَفِيقُ مِنْ جَهْلِهِ بَلِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ أَعْظَمُ وَالْحَسْرَةُ لَهُ أَلْزَمُ وَهُوَ عِنْدَ اللهِ أَلْوَمُ

ہدایت کرنے والا ہے۔

اور قرآن کا علم حاصل کرو کیونکہ وہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور و فکر کر کے سمجھ بوجھ پیدا کرو کیونکہ وہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفا حاصل کرو کیونکہ وہ سینوں (دلوں کے امراض) کی شفا ہے اور اس کی تلاوت بہتر طریقہ سے کرو کیونکہ اس کے واقعات سب واقعات سے زیادہ مفید ہیں۔

اور دیکھو، جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ سرگردان جاہل کی مانند ہے جو اپنی جہالت کی نیند سے ہوشیار ہی نہیں ہوتا بلکہ اس پر (جاہل کی بہ نسبت) اللہ کی حجت زیادہ ہے اور لازمی طور پر حسرت و ندامت ہو گی اور وہ اللہ کے نزدیک زیادہ ملامت کے قابل ہے۔

خطبہ نمبر ۱۱۱

دنیا کی ناپائیداری

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ

حمد و نعت کے بعد میں تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں، یہ بظاہر تو بہت شیریں اور سرسبز و شاداب اور نفسانی خواہشوں سے گھری ہوئی ہے۔

وَتَحَبَّبَتْ بِالْعَاجِلَةِ وَرَاقَتْ بِالْقَلِيلِ وَتَحَلَّتْ بِالْآمَالِ وَتَزَيَّنَتْ بِالْغُرُورِ

جلد میسر آ جانے والی نعمتوں کی وجہ سے محبوب ہو جاتی ہے اور تھوڑی سی سجاوٹ کی وجہ سے مشتاق بنا لیتی ہے جھوٹی امیدوں سے آراستہ دھوکہ اور فریب کے زیوروں سے سجی ہوئی۔

لَا تَدُومُ حَبْرَتُهَا وَلَا تُؤْمَنُ فَجْعَتُهَا غَرَّارَةٌ ضَرَّارَةٌ حَائِلَةٌ زَائِلَةٌ نَافِدَةٌ بَائِدَةٌ أَكَّالَةٌ غَوَّالَةٌ

نہ اس کی خوشیاں ہمیشہ رہیں گی اور نہ اس کی ناگہانی مصیبتوں سے مطمئن رہا جا سکتا ہے وہ فریبی، ضرر رساں، ادلنے بدلنے والی، فنا ہو جانیوالی، ختم ہو جانیوالی، مٹ جانیوالی، کھا جانیوالی اور ہلاک کر دینے والی ہے۔

لَا تَعْدُو إِذَا تَنَاهَتْ إِلَى أُمْنِيَّةِ أَهْلِ الرَّغْبَةِ فِيهَا وَالرِّضَاءِ بِهَا أَنْ تَكُونَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى سُبْحَانَهُ
"كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا"

جب یہ رغبت رکھنے والوں اور راضی رہنے والوں کی امیدوں تک پہنچ جاتی ہے تو یہ اس سے ایک قدم آگے نہیں بڑھاتی جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔
"اس دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے وہ پانی جو ہم نے آسمان سے نازل کیا پس اس سے زمین کی گھاس مل جل کر سرسبز ہو گئی پھر وہی خشک تنکے بن گئے جنہیں ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

لَمْ يَكُنِ امْرُؤٌ مِنْهَا فِي حَبْرَةٍ إِلَّا أَعْقَبَتْهُ بَعْدَهَا عَبْرَةً وَلَمْ يَلْقَ مِنْ سَرَّائِهَا بَطْنًا إِلَّا مَنَحَتْهُ مِنْ ضَرَّائِهَا ظَهْرًا وَلَمْ تَطُلَّهُ فِيهَا دِيمَةُ رَخَاءٍ إِلَّا هَتَنَتْ عَلَيْهِ مُزْنَةُ بَلَاءٍ وَحَرِيٌّ
إِذَا أَصْبَحَتْ لَهُ مُنْتَصِرَةً أَنْ تُمْسِيَ لَهُ مُتَنَكِّرَةً وَإِنْ جَانِبٌ مِنْهَا اعْذَوْذَبَ وَاحْلَوْلَى أَمَرَّ مِنْهَا جَانِبٌ فَأَوْبَى

کوئی بشر ایسا نہ ہو گا جس نے خوشی میں عمر گزاری ہو پھر اس کے بعد وہ رویا نہ ہو اور جس نے بھی دنیا کی مسرتوں کا استقبال کیا ہے اسے ضرر پہنچا کر اس نے پیٹ دکھائی ہے جس پر بھی راحت و آرام کے ہلکے چھینٹے پڑے ہیں اس پر مصیبت و بلا کے دھواں دار بادل برسے ہیں۔
دنیا کا یہی کام ہے کہ اگر صبح کو تمہاری جانبداری میں دوسروں سے انتقام لے رہی ہو تو شام کو ایسی ہو جائے کہ گویا کبھی جان پہچان ہی نہ تھی اگر اس کا ایک پہلو شیریں اور خوشگوار ہوتا ہے تو دوسرا پہلو تلخ اور امراض پیدا کرنے والا۔

لَا يَنَالُ امْرُؤٌ مِنْ غَضَارَتِهَا رَغَبًا إِلَّا أَرْهَقَتْهُ مِنْ نَوَائِبِهَا تَعَبًا وَلَا يُمْسِي مِنْهَا فِي جَنَاحِ أَمْنٍ إِلَّا أَصْبَحَ عَلَى قَوَادِمِ خَوْفٍ

جو شخص بھی اس کی تر و تازگی سے فیضیاب ہوتا ہے وہ اس پر مصیبتوں کا بوجھ لاد کر اسے مشقت میں مبتلا کر دیتی ہے جو بھی اس کے امن و سکون کے پروں پر شام کرتا ہے اسے صبح خوف کے قدموں پر کرنا پڑتی ہے۔

غَرَّارَةٌ غُرُورٌ مَا فِيهَا فَانِيَةٌ فَانٍ مَنْ عَلَيْهَا لَا خَيْرَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَزْوَادِهَا إِلَّا التَّقْوَى مَنْ أَقَلَّ مِنْهَا اسْتَكْثَرَ مِمَّا يُؤْمِنُهُ وَمَنِ اسْتَكْثَرَ مِنْهَا اسْتَكْثَرَ مِمَّا

یہ دھوکہ دینے والی ہے اس میں جو کچھ ہے وہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے خود بھی فنا ہونے والی ہے اور اس میں رہنے والے بھی فانی ہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کے سوا اس کے کسی زاد راہ میں بھلائی نہیں ہے جو شخص اس سے کم حصہ لیتا ہے وہ امن و سکون کا زیادہ

يُوبِقُهُ وَزَالَ عَمَّا قَلِيلٍ عَنْهُ

سامان کرلیتا ہے اور جو دنیا زیادہ سمیٹتا ہے وہ اپنی تباہی کے سامان میں اضافہ کرلیتا ہے اور عنقریب اس کے پاس کچھ نہ رہے گا۔

كَمْ مِنْ وَاثِقٍ بِهَا فَجَعَتْهُ وَذِي طُمَأْنِينَةٍ قَدْ صَرَعَتْهُ وَذِي أُبَّهَةٍ قَدْ جَعَلَتْهُ حَقِيراً وَذِي نَخْوَةٍ قَدْ رَدَّتْهُ ذَلِيلاً

کتنے اس پر اعتماد کرنے والے ہیں جنہیں اس نے دکھ پہنچائے اور کتنے ہیں جو اس پر مطمئن کئے بیٹھے تھے جنہیں اس نے پچھاڑ دیا اور کتنے رعب و داب والے تھے جنہیں اس نے ذلیل کر دیا اور کتنے متکبر تھے جنہیں اس نے رسوا کرکے چھوڑا۔

سُلْطَانُهَا دُوَلٌ وَعَيْشُهَا رَنِقٌ وَعَذْبُهَا أُجَاجٌ وَحُلْوُهَا صَبِرٌ وَغِذَاؤُهَا سِمَامٌ وَأَسْبَابُهَا رِمَامٌ حَيُّهَا بِعَرَضِ مَوْتٍ وَصَحِيحُهَا بِعَرَضِ سُقْمٍ مُلْكُهَا مَسْلُوبٌ وَعَزِيزُهَا مَغْلُوبٌ وَمَوْفُورُهَا مَنْكُوبٌ وَجَارُهَا مَحْرُوبٌ

اس کی سلطنت گردش کرنے والی، اس کی زندگی مکدر، اس کا شیریں پانی درحقیقت تلخ، اس کی میٹھی چیزیں کڑوی، اس کا کھانا زہر ہلاہل، اس کے رشتے بوسیدہ، اس کا زندہ موت کے سامنے ہے، اس کے تندرست کو بیماریوں کا سامنا ہے، اس کا ملک چھن جانے والا ہے، اس کا زبردست زیردست بننے والا ہے اس کا ہر مال تباہ اور ہر ہمسایہ لٹنے والا ہے۔

أَلَسْتُمْ فِي مَسَاكِنِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَطْوَلَ أَعْمَاراً وَأَبْقَى آثَاراً وَأَبْعَدَ آمَالاً وَأَعَدَّ عَدِيداً وَأَكْثَفَ جُنُوداً تَعَبَّدُوا لِلدُّنْيَا أَيَّ تَعَبُّدٍ وَآثَرُوهَا أَيَّ إِيثَارٍ ثُمَّ ظَعَنُوا عَنْهَا بِغَيْرِ زَادٍ مُبَلِّغٍ وَلَا ظَهْرٍ قَاطِعٍ

(سچ بتاؤ) کیا تم ان لوگوں کے گھروں میں نہیں بس رہے ہو جو تم سے پہلے گزر گئے، جو تم سے زیادہ طویل عمروں والے، پائیدار نشانیوں والے، لمبی چوڑی امیدیں باندھنے والے، زیادہ گنتی اور شمار والے، بڑے لاؤ لشکر والے تھے، وہ دنیا کی کیسی کیسی عبادت کرتے رہے اور آخرت پر اسے کیسی کیسی ترجیح دیتے رہے پھر زاد راہ کے بغیر جو منزل تک پہنچاتا اور سواری کے بغیر جو قطع راہ کرتی چلے گئے۔

فَهَلْ بَلَغَكُمْ أَنَّ الدُّنْيَا سَخَتْ لَهُمْ نَفْساً بِفِدْيَةٍ أَوْ أَعَانَتْهُمْ بِمَعُونَةٍ أَوْ أَحْسَنَتْ لَهُمْ صُحْبَةً بَلْ أَرْهَقَتْهُمْ بِالْقَوَادِحِ وَأَوْهَنَتْهُمْ بِالْقَوَارِعِ

پھر کیا تمہیں خبر ملی ہے کہ دنیا نے ان کے بدلہ میں فدیہ دیکر [illegible] کی ہو یا کسی حال سے ان کی امداد کی ہو یا رفاقت کا حق ادا کیا ہو۔ اس نے تو کچھ نہیں کیا، بلکہ ان پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے، مصیبتوں نے انہیں کمزور کر دیا اور آفتوں پر آفتوں نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا

وَضَعْضَعَتْهُمْ بِالنَّوَائِبِ وَعَفَّرَتْهُمْ لِلْمَنَاخِرِ وَوَطِئَتْهُمْ بِالْمَنَاسِمِ وَاَعَانَتْ عَلَيْهِمْ رَيْبَ الْمَنُوْنِ

اور ناک کے بل انہیں خاک پر پچھاڑ دیا اور ان کے برخلاف زمانہ کے حادثوں کی مدد کی۔

فَقَدْ رَاَيْتُمْ تَنَكُّرَهَا لِمَنْ دَانَ لَهَا وَاٰثَرَهَا وَاَخْلَدَ لَهَا حَتّٰى ظَعَنُوْا عَنْهَا لِفِرَاقِ الْاَبَدِ وَهَلْ زَوَّدَتْهُمْ اِلَّا السَّغَبَ اَوْ اَحَلَّتْهُمْ اِلَّا الضَّنْكَ اَوْ نَوَّرَتْ لَهُمْ اِلَّا الظُّلْمَةَ اَوْ اَعْقَبَتْهُمْ اِلَّا النَّدَامَةَ

تم نے دیکھ لیا ہے کہ جو اس کے نزدیک ہوا اور جس نے آخرت پر اسے ترجیح دی اور ہمہ تن اس کا ہو گیا ان کے ساتھ اس نے کیسی بے رخی کی یہاں تک کہ وہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا اس نے بھوک کے سوا کوئی زادِ راہ نہ دیا تنگی و تاریکی کے سوا کوئی روشنی نہ دی اور شرمندگی کے سوا کوئی نتیجہ نہ نکالا۔

فَهٰذِهٖ تُؤْثِرُوْنَ اَمْ اِلَيْهَا تَطْمَئِنُّوْنَ اَمْ عَلَيْهَا تَحْرِصُوْنَ فَبِئْسَتِ الدَّارُ لِمَنْ لَمْ يَتَّهِمْهَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْهَا عَلٰى وَجَلٍ مِّنْهَا

تو کیا تم اس دنیا کو ترجیح دیتے ہو، کیا اس پر مطمئن ہو، کیا اس کے حرص میں گرفتار ہو یہ دنیا اس شخص کے لئے بدترین گھر ہے جو اسے قابل تہمت نہ سمجھے اور اس سے خوفزدہ نہ ہو۔

فَاعْلَمُوْا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ بِاَنَّكُمْ تَارِكُوْهَا وَظَاعِنُوْنَ عَنْهَا وَاتَّعِظُوْا فِيْهَا بِالَّذِيْنَ قَالُوْا (مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً) حُمِلُوْا اِلٰى قُبُوْرِهِمْ فَلَا يُدْعَوْنَ رُكْبَانًا وَاُنْزِلُوا الْاَجْدَاثَ فَلَا يُدْعَوْنَ ضِيْفَانًا وَجُعِلَ لَهُمْ مِنَ الصَّفِيْحِ اَجْنَانٌ وَمِنَ التُّرَابِ اَكْفَانٌ وَمِنَ الرُّفَاتِ جِيْرَانٌ فَهُمْ جِيْرَةٌ لَا يُجِيْبُوْنَ دَاعِيًا وَلَا يَمْنَعُوْنَ ضَيْمًا وَلَا يُبَالُوْنَ مَنْدَبَةً

پس جان لو اور تم خود جانتے ہو کہ (ایک دن) اسے چھوڑ کر جانے والے ہو یہاں سے کوچ کرنے والے ہو ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہا کرتے تھے کہ (ہم سے زیادہ قوت والا کون ہے) انہیں لاد کر قبروں تک پہنچا دیا گیا مگر سوار کہہ کر آواز نہیں دی گئی انہیں قبروں میں اتار دیا گیا مگر انہیں مہمان سمجھ کر نہیں بلایا گیا پتھروں سے ان کی قبروں کو بند کر دیا گیا مٹی کے کفن پہنا دیئے گئے اور بوسیدہ ہڈیوں کو ان کا ہمسایہ بنا دیا گیا جو نہ کسی پکارنے والے کو جواب دے سکتے ہیں نہ کسی ظلم یا تکلیف کو روک سکتے ہیں نہ رونے والوں کی پرواہ کرتے ہیں۔

اِنْ جِيْدُوْا لَمْ يَفْرَحُوْا وَاِنْ قُحِطُوْا لَمْ يَقْنَطُوْا جَمِيْعٌ وَهُمْ اٰحَادٌ وَجِيْرَةٌ وَهُمْ اَبْعَادٌ مُتَدَانُوْنَ لَا يَتَزَاوَرُوْنَ وَقَرِيْبُوْنَ لَا يَتَقَارَبُوْنَ حُلَمَاءُ قَدْ ذَهَبَتْ اَضْغَانُهُمْ

اگر ان پر بارش ہو تو خوش نہیں ہوتے اور قحط آ جائے تو مایوس نہیں ہوتے یہ اکٹھے ہیں پھر بھی الگ الگ ہیں (ایک دوسرے کے) ہمسایہ ہیں مگر دور دور ہیں پاس پاس ہیں مگر ملاقات نہیں کرتے قریب قریب ہیں مگر ایک دوسرے کے قریب نہیں جاتے وہ بردبار بنے ہوئے ہیں ان کے بغض و عناد ختم ہو گئے جاہل ہیں مگر

وَجُهَلَاءُ قَدْ مَاتَتْ اَحْقَادُهُمْ لَا يُخْشٰى فَجْعُهُمْ وَلَا يُرْجٰى دَفْعُهُمْ

ان کے کینے مٹ گئے نہ ان کی ایذا رسانی کا خوف ہے اور نہ کوئی تکلیف دور کرنے کی امید ہے۔

اِسْتَبْدَلُوْا بِظَهْرِ الْاَرْضِ بَطْنًا وَبِالسَّعَةِ ضِيْقًا وَبِالْاَهْلِ غُرْبَةً وَبِالنُّوْرِ ظُلْمَةً

انہوں نے پشت زمین کو اس کے شکم سے اور کھلی فضا کو تنگ جگہ سے اور گھر بار کو پردیس سے اور روشنی کو اندھیرے سے تبدیل کر لیا ہے۔

فَجَاؤُهَا كَمَا فَارَقُوْهَا حُفَاةً عُرَاةً قَدْ ظَعَنُوْا عَنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ اِلَى الْحَيَاةِ الدَّائِمَةِ وَالدَّارِ الْبَاقِيَةِ كَمَا قَالَ عَزَّ شَانُهٗ

جسطرح اسے چھوڑا تھا (پیدا ہوئے تھے) اسی طرح پابرہنہ لباس اتارے ہوئے پھر اس کے پاس پہنچ گئے اور خاک کا پیوند ہو گئے اور اس دنیا سے صرف عمل لیکر دائمی زندگی اور سدا رہنے والے گھر کی طرف کوچ کر گئے جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ"

"جس طرح ہم نے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح واپس لائیں گے اس وعدہ کا پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کرکے رہیں گے۔

خطبہ نمبر ۱۱۲

ملک الموت اور قبض روح کا ذکر

هَلْ تُحِسُّ بِهٖ اِذَا دَخَلَ مَنْزِلًا اَمْ هَلْ تَرَاهُ اِذَا تَوَفّٰى اَحَدًا بَلْ كَيْفَ يَتَوَفَّى الْجَنِيْنَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَيَلِجُ عَلَيْهِ مِنْ بَعْضِ جَوَارِحِهَا اَمِ الرُّوْحُ اَجَابَتْهُ بِاِذْنِ رَبِّهَا اَمْ هُوَ سَاكِنٌ مَعَهٗ فِيْ اَحْشَائِهَا كَيْفَ يَصِفُ اِلٰهَهٗ مَنْ يَعْجِزُ عَنْ صِفَةِ مَخْلُوْقٍ مِثْلِهٖ

جب ملک الموت کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو کیا تم اس کی آہٹ محسوس کرتے ہو یا جب وہ کسی کی روح قبض کرتا ہے تو کیا تم اسے دیکھتے ہو بلکہ (کوئی یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ) بچہ کی روح ماں کے پیٹ میں کیوں کر قبض کر لیتا ہے کیا وہ ماں کے جسم کے کسی حصہ سے وہاں پہنچتا ہے یا روح خدا کے حکم سے اس کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی باہر نکل آتی ہے یا یہ (کہو) کہ وہ اس کے اندرونی اعضاء میں بچہ کے ساتھ مقیم ہی رہتا ہے جو اپنے ہی جیسی مخلوق کا وصف کرنے سے عاجز ہے وہ اپنے خدا کے اوصاف کیوں کر بیان کر سکتا ہے۔

خطبہ نمبر ۱۱۳

دنیا کی بے ثباتی

وَاُحَذِّرُکُمُ الدُّنْیَا فَاِنَّهَا مَنْزِلُ قُلْعَةٍ وَ لَیْسَتْ بِدَارِ نُجْعَةٍ قَدْ تَزَیَّنَتْ بِغُرُوْرِهَا وَغَرَّتْ بِزِیْنَتِهَا

هَانَتْ عَلٰی رَبِّهَا فَخَلَطَ حَلَالَهَا بِحَرَامِهَا وَخَیْرَهَا بِشَرِّهَا وَحَیَاتَهَا بِمَوْتِهَا وَحُلْوَهَا بِمُرِّهَا

لَمْ یُصْفِهَا اللّٰهُ تَعَالٰی لِاَوْلِیَائِهٖ وَلَمْ یَضِنَّ بِهَا عَلٰی اَعْدَائِهٖ

خَیْرُهَا زَهِیْدٌ وَشَرُّهَا عَتِیْدٌ وَجَمْعُهَا یَنْفَدُ وَمُلْکُهَا یُسْلَبُ وَعَامِرُهَا یَخْرَبُ

فَمَا خَیْرُ دَارٍ تُنْقَضُ نَقْضَ الْبِنَاءِ وَعُمُرٍ یَفْنٰی فِیْهَا فَنَاءَ الزَّادِ وَمُدَّةٍ تَنْقَطِعُ انْقِطَاعَ السَّیْرِ

اِجْعَلُوْا مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ مِنْ طَلَبِکُمْ وَاسْاَلُوْهُ مِنْ اَدَاءِ حَقِّهٖ مَا سَاَلَکُمْ وَاَسْمِعُوْا دَعْوَةَ الْمَوْتِ اٰذَانَکُمْ قَبْلَ اَنْ یُدْعٰی بِکُمْ

میں تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں کیوں کہ یہ ناپائیدار جگہ ہے جہاں آب و دانہ کی تلاش ممکن نہیں یہ اپنے فریب کے زیور سے آراستہ ہے اور اپنی آرائش سے دھوکہ دیتی رہتی ہے۔

یہ گھر اپنے رب کی نظر میں بہت ہی سبک ہے، چنانچہ اس کے حلال کو حرام سے نیکی کو بدی سے زندگی کو موت سے شیرینی کو تلخی سے ملا جلا دیا گیا ہے۔

خدا نے نہ تو اسے اپنے برگزیدہ بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے اور نہ دشمنوں پر اس کی روک تھام کی ہے۔

اس کی اچھائیاں بہت کم اور برائیاں ہر وقت موجود ہیں اس کے جمع کئے ہوئے سرمائے ختم ہو جاتے ہیں اور اس کا ملک چھن جاتا ہے اور اس کے آباد گھر برباد ہو جاتے ہیں۔

بھلا اس گھر کی کیا اچھائی جو (معمولی) بنیاد کی طرح گر جائے اور اس کی عمر کی کیا خوبی جو زادِ راہ کی طرح ختم ہو جانے اور اس مدت کی کیا حیثیت جو سفر کی طرح تمام ہو جائے۔

اللہ نے جو چیزیں تم پر فرض کر دی ہیں انہی کو اپنا مقصود قرار دے لو اور اس نے تم سے اپنے جس حق کی ادائیگی کا سوال کیا ہے اسے پورا کرنے کی توفیق اس سے طلب کرو اور قبل اس کے کہ تمہیں پکارا جائے اپنے کانوں کو موت کی آواز سنا دو۔

إِنَّ الزَّاهِدِينَ فِي الدُّنْيَا تَبْكِي قُلُوبُهُمْ وَإِنْ ضَحِكُوا وَيَشْتَدُّ حُزْنُهُمْ وَإِنْ فَرِحُوا وَيَكْثُرُ مَقْتُهُمْ أَنْفُسَهُمْ وَإِنِ اغْتُبِطُوا بِمَا رُزِقُوا

جو زاہد ہیں اگرچہ وہ بظاہر ہنستے بھی ہیں مگر ان کے دل روتے رہتے ہیں اور اگرچہ وہ دیکھنے میں خوش نظر آتے ہیں مگر وہ بہت رنجیدہ اور غمگین رہتے ہیں اور اگرچہ اس رزق کی وجہ سے جو انہیں عطا ہوا ہے لوگ ان پر غبطہ کرتے ہیں مگر انہیں اپنے نفسوں سے اختلاف رہتا ہے۔

قَدْ غَابَ عَنْ قُلُوبِكُمْ ذِكْرُ الْآجَالِ وَحَضَرَتْكُمْ كَوَاذِبُ الْآمَالِ فَصَارَتِ الدُّنْيَا أَمْلَكَ بِكُمْ مِنَ الْآخِرَةِ وَالْعَاجِلَةُ أَذْهَبَ بِكُمْ مِنَ الْآجِلَةِ

یہ کیا ہو گیا ہے کہ تمہارے دلوں سے موتوں کی یاد غائب ہے، اور جھوٹی آرزوئیں حاضر ہیں آخرت سے زیادہ دنیا تم پر چھا گئی ہے اور وہ عقبیٰ سے زیادہ اپنی طرف تمہیں کھینچ رہی ہے۔

وَإِنَّمَا أَنْتُمْ إِخْوَانٌ عَلَى دِينِ اللّٰهِ مَا فَرَّقَ بَيْنَكُمْ إِلَّا خُبْثُ السَّرَائِرِ وَسُوءُ الضَّمَائِرِ فَلَا تَوَازَرُونَ وَلَا تَنَاصَحُونَ وَلَا تَبَاذَلُونَ وَلَا تَوَادُّونَ

تم خدا کے دین میں آپس میں بھائی بھائی ہو لیکن بدباطنی اور بدنیتی نے تمہیں پراگندہ کر دیا ہے نہ تم ایک دوسرے کا بوجھ بٹاتے ہو نہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو نہ ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہو اور نہ محبت کا برتاؤ کرتے ہو۔

مَا بَالُكُمْ تَفْرَحُونَ بِالْيَسِيرِ مِنَ الدُّنْيَا تُمْلِكُونَهُ وَلَا يَحْزُنُكُمُ الْكَثِيرُ مِنَ الْآخِرَةِ تُحْرَمُونَهُ

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم دنیا کی جن تھوڑی چیزوں کے مالک ہو جاتے ہو خوش ہو اور آخرت کی وہ کثیر نعمتیں جن سے محروم کر دیئے گئے ہو ان پر نہ افسوس ہے نہ غم۔

وَيُقْلِقُكُمُ الْيَسِيرُ مِنَ الدُّنْيَا يَفُوتُكُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ ذٰلِكَ فِي وُجُوهِكُمْ وَقِلَّةِ صَبْرِكُمْ عَمَّا زُوِيَ مِنْهَا عَنْكُمْ كَأَنَّهَا دَارُ مُقَامِكُمْ وَكَأَنَّ مَتَاعَهَا بَاقٍ عَلَيْكُمْ

جب دنیا کی حقیر چیزیں تم سے کم ہو جاتی ہیں تو بیقرار ہو جاتے ہو یہاں تک کہ اس کا اثر تمہارے چہروں سے ظاہر ہونے لگتا ہے اور جو چیزیں اس میں تم سے روک لی جاتی ہیں ان پر تمہاری بے صبری ظاہر ہو جاتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا ہی تمہاری سکونت کا گھر ہے اور اس کی فانی پونجی ہمیشہ تمہارے لئے باقی رہے گی۔

وَمَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ أَنْ يَسْتَقْبِلَ أَخَاهُ بِمَا يَخَافُ مِنْ عَيْبِهِ إِلَّا مَخَافَةُ أَنْ يَسْتَقْبِلَهُ بِمِثْلِهِ

تم میں سے ہر ایک کو اپنے بھائی کا عیب اُچھالنے سے کہ جس کے ظاہر ہونے سے وہ ڈرتا ہے صرف یہ امر مانع ہوتا ہے کہ وہ بھی ایسا ہی عیب کھول کر سامنے رکھ دے گا۔

قَدْ تَصَافَيْتُمْ عَلَىٰ رَفْضِ الْآجِلِ وَ حُبِّ الْعَاجِلِ وَصَارَ دِيْنُ أَحَدِكُمْ لُعْقَةً عَلَىٰ لِسَانِهِ صَنِيْعَ مَنْ قَدْ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ وَ أَحْرَزَ رِضَا سَيِّدِهِ۔

مگر افسوس ہے کہ تم نے آخرت کو ٹھکرانے اور دنیا سے محبت رکھنے پر آپس میں صلح کر رکھی ہے اور تم میں سے ہر ایک کا دین اس کی زبان پر بیرہ گیا ہے کہ ایک دفعہ اسے چاٹ لیا جب اور تم اس شخص کی طرح (مطمئن) نظر آتے ہو جو اپنے کام سے فارغ ہو چکا ہو اور اس نے اپنے آقا کی رضا مندی حاصل کر لی ہو۔

خطبہ نمبر ۱۱۴

پرہیزگاری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاصِلِ الْحَمْدَ بِالنِّعَمِ وَالنِّعَمَ بِالشُّكْرِ نَحْمَدُهٗ عَلٰى اٰلَائِهٖ كَمَا نَحْمَدُهٗ عَلٰى بَلَائِهٖ وَنَسْتَعِيْنُهٗ عَلٰى هٰذِهِ النُّفُوْسِ الْبِطَاءِ عَمَّا أُمِرَتْ بِهِ السِّرَاعِ إِلٰى مَا نُهِيَتْ عَنْهُ

تمام حمد اس خدا کے لئے جو حمد کو نعمتوں سے اور نعمتوں کو شکر سے ملا دینے والا ہے ہم اس کی نعمتوں پر اس طرح اس کی حمد کرتے ہیں جیسے اس کے امتحانوں پر حمد و ثنا کرتے ہیں اور ان نفوس کے خلاف اس سے مدد مانگتے ہیں جو احکام الٰہی پر عمل کرنے میں سست اور جن باتوں سے انہیں روکا گیا ہے ان کی جانب تیزی سے قدم بڑھاتے ہیں۔

وَنَسْتَغْفِرُهٗ مِمَّا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُهٗ وَ اَحْصَاهُ كِتَابُهٗ عِلْمٌ غَيْرُ قَاصِرٍ وَ كِتَابٌ غَيْرُ مُغَادِرٍ

اور ان گناہوں پر مغفرت چاہتے ہیں جن پر اس کا علم محیط اور نامۂ اعمال حاوی ہے نہ اس کا علم احاطہ کرنے سے قاصر ہے اور نہ نامۂ اعمال کسی چیز کو چھوڑنے والا ہے۔

وَنُؤْمِنُ بِهٖ اِيْمَانَ مَنْ عَايَنَ الْغُيُوْبَ وَوَقَفَ عَلَى الْمَوْعُوْدِ اِيْمَانًا نَفٰى اِخْلَاصُهُ الشِّرْكَ وَيَقِيْنُهُ الشَّكَّ

ہم اس شخص کے مانند اس پر ایمان رکھتے ہیں جس نے غیب کی خبروں کا خود مشاہدہ کر لیا ہو اور وعدہ کی ہوئی چیزوں کو پہچانا ہو ایسا ایمان جس کے خلوص نے شرک اور یقین نے شک و شبہ کو دور پھینک دیا ہو۔

وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا

اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی

شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَيْنِ تُصْعِدَانِ الْقَوْلَ وَتَرْفَعَانِ الْعَمَلَ لَا يَخِفُّ مِيزَانٌ تُوضَعَانِ فِيهِ وَلَا يَثْقُلُ مِيزَانٌ تُرْفَعَانِ عَنْهُ

معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔
یہی دونوں گواہیاں قول وعمل کو بلند کرتی ہیں جس ترازو میں یہ دونوں گواہیاں رکھ دی جائیں اس کا پلہ ہلکا نہیں ہو سکتا اور جس ترازو سے یہ دونوں اٹھالی جائیں اس کا پلہ بھاری نہیں ہو سکتا۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّتِي هِيَ الزَّادُ وَبِهَا الْمَعَادُ زَادٌ مُبْلِغٌ وَمَعَادٌ مُنْجِحٌ

اے اللہ کے بندو میں تمہیں پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں یہی تقویٰ زادراہ ہے اور اس کے ذریعہ معاد تک پہنچنا ہے یہی زادراہ منزل مقصود تک پہنچانے والا اور عذاب سے نجات دینے والا ہے۔

دَعَا إِلَيْهَا أَسْمَعُ دَاعٍ وَوَعَاهَا خَيْرُ وَاعٍ فَأَسْمَعَ دَاعِيهَا وَفَازَ وَاعِيهَا

بہترین دعوت دینے والے نے اس تقویٰ کی طرف دعوت دی ہے اور بہترین سننے والے نے اسے سن کر یاد رکھا ہے چنانچہ دعوت دینے والے نے سنا دیا اور سننے والا مستفیض ہو گیا۔

عِبَادَ اللّٰهِ إِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ حَمَتْ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ مَحَارِمَهُ وَأَلْزَمَتْ قُلُوبَهُمْ مَخَافَتَهُ حَتَّى أَسْهَرَتْ لَيَالِيَهُمْ وَأَظْمَأَتْ هَوَاجِرَهُمْ فَأَخَذُوا الرَّاحَةَ بِالنَّصَبِ وَالرِّيَّ بِالظَّمَاءِ

خدا کے بندو! پرہیزگاری ہی وہ چیز ہے کہ جس نے خدا کے دوستوں کو اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچایا ہے اور اس کے خوف کو دلوں کے ساتھ لازم قرار دے دیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے راتیں (عبادت کے لئے) جاگ کر اور دن روزے رکھ کر پیاس میں گزارے وہ اس تعب کے عوض (دائمی) راحت اور اس پیاس کے عوض (کوثر سے) سیرابی حاصل کرتے ہیں۔

وَاسْتَقْرَبُوا الْأَجَلَ فَبَادَرُوا الْعَمَلَ وَكَذَّبُوا الْأَمَلَ فَلَاحَظُوا الْأَجَلَ

انہوں نے موت کو قریب سمجھ کر عمل خیر میں عجلت سے کام لیا امیدوں کو جھٹلا کر وقت مقرر کو نظر میں رکھا۔

ثُمَّ إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ وَعَنَاءٍ وَغِيَرٍ

یہ بھی یاد رکھو کہ یہ دنیا تو فنا اور مشقت اور انقلابات

وَعِبَرٍ فَمِنَ الْفَنَاءِ أَنَّ الدَّهْرَ مُوتِرٌ قَوْسَهُ لَا تُخْطِئُ سِهَامُهُ وَلَا تُؤْسَى جِرَاحُهُ يَرْمِي الْحَيَّ بِالْمَوْتِ وَالصَّحِيحَ بِالسَّقَمِ وَالنَّاجِيَ بِالْعَطَبِ

اور عبرتوں کی جگہ ہے فنا کی نشانی یہ ہے کہ زمانہ اپنی کمان میں تیر جوڑ رہا ہے جس کے تیروں کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا نہ اس کے زخموں کی دوا ہو سکتی ہے یہ ہر زندہ پر موت کے، اور تندرست پر بیماری کے اور نجات پانے والے پر ہلاکت کے تیر چلاتا رہتا ہے۔

آكِلٌ لَا يَشْبَعُ وَشَارِبٌ لَا يَنْقَعُ وَمِنَ الْعَنَاءِ أَنَّ الْمَرْءَ يَجْمَعُ مَا لَا يَأْكُلُ وَيَبْنِي مَا لَا يَسْكُنُ

وہ ایسا کھاؤ ہے کہ سیر نہیں ہوتا اور ایسا پینے والا ہے کہ سیراب نہیں ہوتا اس کے رنج و تعب کا یہ حال ہے کہ انسان اکثر وہ چیزیں جمع کرتا ہے جنہیں کھانا نصیب نہیں ہوتا اور ایسی عمارتیں بناتا ہے جن میں ٹھہرنا نصیب نہیں ہوتا۔

ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى اللهِ لَا مَالًا حَمَلَ وَلَا بِنَاءً نَقَلَ

پھر جب خدا کی طرف (جانے کے لئے) نکلتا ہے تو نہ مال اُٹھا سکتا ہے نہ گھر منتقل کر سکتا ہے۔

وَمِنْ غِيَرِهَا أَنَّكَ تَرَى الْمَرْحُومَ مَغْبُوطًا وَالْمَغْبُوطَ مَرْحُومًا لَيْسَ ذٰلِكَ إِلَّا نَعِيمًا زَلَّ وَبُؤْسًا نَزَلَ

اور اس کا تغیر وہ ہے جسے تم دیکھ رہے ہو کہ کل (افلاس کی وجہ سے) جس کی حالت قابل رحم تھی اب اس کی (مالی) حالت پر غبطہ کیا جاتا ہے اور کل جو قابل غبطہ تھا اب قابل رحم ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ اس کی وہ نعمت جاتی رہی اور افلاس ٹوٹ پڑا ہے۔

وَمِنْ عِبَرِهَا أَنَّ الْمَرْءَ يُشْرِفُ عَلَى أَمَلِهِ فَيَقْتَطِعُهُ حُضُورُ أَجَلِهِ فَلَا أَمَلٌ يُدْرَكُ وَلَا مُؤَمِّلٌ يُتْرَكُ

اس سے عبرت حاصل کرنے کی یہ صورت ہے کہ انسان کی امیدیں جب پوری ہونے کے قریب ہوتی ہیں۔ تو موت اس کا رشتہ کاٹ دیتی ہے اس طرح نہ امیدیں بر آتی ہیں اور نہ امیدیں رکھنے والا ہی زندہ چھوڑا جاتا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللهِ مَا أَغَرَّ سُرُورَهَا وَأَظْمَأَ رِيَّهَا وَأَضْحَى فَيْئَهَا لَا جَاءٍ يُرَدُّ وَلَا مَاضٍ يَرْتَدُّ

سبحان اللہ اس کی خوشیاں کسقدر پر فریب ہیں اور اس کی سیرابی کیسی تشنہ کامی ہے اور اس کا سایہ دھوپ سے کتنی آمیزش رکھتا ہے نہ آنے والی موت ہٹائی جا سکتی ہے اور نہ گئی ہوئی عمر واپس آسکتی ہے۔

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ مَا أَقْرَبَ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ لِلَحَاقِهِ بِهِ وَأَبْعَدَ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ لِانْقِطَاعِهِ عَنْهُ

سبحان اللہ زندہ میت سے کسقدر قریب ہے اسلئے کہ اس سے جا ملتا ہے اور میت زندہ سے کسقدر دور ہے اس لئے کہ اس کا رشتہ اس سے قطع ہو چکا ہے۔

إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِشَرٍّ مِنَ الشَّرِّ إِلَّا عِقَابُهُ وَلَيْسَ شَيْءٌ بِخَيْرٍ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا ثَوَابُهُ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا سَمَاعُهُ أَعْظَمُ مِنْ عِيَانِهِ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْآخِرَةِ عِيَانُهُ أَعْظَمُ مِنْ سَمَاعِهِ

بیشک کوئی چیز اس کے عذاب کے سوا بدسے بدتر نہیں اور کوئی چیز اس کے ثواب کے سوا بہتر سے بہتر نہیں۔ دنیا کی ہر چیز کے سُننے کی عظمت اس کے دیکھنے سے زیادہ ہے مگر آخرت کے دیکھنے کی عظمت اس کے سُننے سے کہیں زیادہ ہے۔

فَلْيَكْفِكُمْ مِنَ الْعِيَانِ السَّمَاعُ وَمِنَ الْغَيْبِ الْخَبَرُ

تم اس سُننے سے اس کے اصلی حالت کا اندازہ کر لو جو مشاہدہ میں آجائے گی خبر ہی سنکر غیب کی تصدیق اور اندازہ کر لو۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا نَقَصَ مِنَ الدُّنْيَا وَزَادَ فِي الْآخِرَةِ خَيْرٌ مِمَّا نَقَصَ فِي الْآخِرَةِ وَزَادَ فِي الدُّنْيَا

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا کی کمی اور آخرت میں اضافہ عقبیٰ میں کمی اور دنیا کے اضافہ سے کہیں بہتر ہے۔

فَكَمْ مِنْ مَنْقُوصٍ رَابِحٍ وَمَزِيدٍ خَاسِرٍ

بہت سے گھاٹا اٹھانے والے فائدہ میں رہتے ہیں اور بہت سے دنیا کو زیادہ سمیٹ لینے والے نقصان میں رہتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِي أُمِرْتُمْ بِهِ أَوْسَعُ مِنَ الَّذِي نُهِيتُمْ عَنْهُ وَمَا أُحِلَّ لَكُمْ أَكْثَرُ مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

بیشک جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جائز قرار دی گئی ہیں ان کا دامن ان چیزوں سے بہت زیادہ وسیع ہے جن سے منع کیا گیا ہے اور جو چیزیں حلال قرار دی گئی ہیں وہ ان سے کہیں زیادہ ہیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں۔

فَذَرُوا مَا قَلَّ لِمَا كَثُرَ وَمَا ضَاقَ لِمَا اتَّسَعَ قَدْ تَكَفَّلَ لَكُمْ بِالرِّزْقِ وَأُمِرْتُمْ بِالْعَمَلِ فَلَا يَكُونَنَّ الْمَضْمُونُ لَكُمْ طَلَبُهُ أَوْلَى

لہٰذا تم کم کو زیادہ کے لئے اور تنگ زندگی کو کشادہ کے لئے چھوڑ دو اللہ نے تمہاری روزی کی ضمانت کی ہے اور تمہیں عمل کا حکم دیا گیا ہے تو جس چیز کی تمہارے لئے ضمانت کی

بِكُمْ مِنَ الْمَفْرُوضِ عَلَيْكُمْ عَمَلُهُ

گئی ہے اس کی طلب اس عمل سے زیادہ اہم نہ سمجھنے لگو جو خدا نے تم پر فرض کیا ہے۔

مَعَ أَنَّهُ وَاللَّهِ لَقَدِ اعْتَرَضَ الشَّكُّ وَدَخِلَ الْيَقِينُ حَتَّى كَأَنَّ الَّذِي ضُمِنَ لَكُمْ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ وَكَأَنَّ الَّذِي قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ قَدْ وُضِعَ عَنْكُمْ

مگر خدا کی قسم اس کے باوجود تمہارا طرز عمل ایسا ہے کہ اس پر شک ہونے لگے اور ایسا معلوم ہو کہ جن چیزوں کی ضمانت کر لی گئی ہے وہ گویا تم پر واجب ہو گیا ہے اور جو تم پر فرض ہیں وہ تم سے ساقط ہو گئے ہیں۔

فَبَادِرُوا الْعَمَلَ وَخَافُوا بَغْتَةَ الْأَجَلِ فَإِنَّهُ لَا يُرْجَى مِنْ رَجْعَةِ الْعُمُرِ مَا يُرْجَى مِنْ رَجْعَةِ الرِّزْقِ مَا فَاتَ مِنَ الرِّزْقِ رُجِيَ غَداً زِيَادَتُهُ وَمَا فَاتَ أَمْسِ مِنَ الْعُمُرِ لَمْ يُرْجَ الْيَوْمَ رَجْعَتُهُ

لہذا عمل خیر کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھو اور ناگہانی موت آنے سے ڈرو کیوں کہ گئی ہوئی عمر کے پلٹنے کی امید نہیں، البتہ گئے ہوئے رزق کے پلٹنے کی امید ہو سکتی ہے جو رزق آج ہاتھ نہیں لگا کل اس کی امید ہو سکتی ہے اور کل جو زندگی جا چکی اس کے پلٹنے کی امید نہیں ہے۔

الرَّجَاءُ مَعَ الْجَائِي وَالْيَأْسُ مَعَ الْمَاضِي فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

آنے والے کی امید ہے جانے والے کی واپسی سے مایوسی ہی مایوسی ہے پس خدا سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہیں جب موت آئے تو مالک حقیقی کے سامنے تمہارا سر اطاعت خم ہو۔

خطبہ نمبر ۱۱۵

نزول باراں کی دعا

اللَّهُمَّ قَدِ انْصَاحَتْ جِبَالُنَا وَاغْبَرَّتْ أَرْضُنَا وَهَامَتْ دَوَابُّنَا وَتَحَيَّرَتْ فِي مَرَابِضِهَا وَعَجَّتْ عَجِيجَ الثَّكَالَى عَلَى أَوْلَادِهَا وَمَلَّتِ التَّرَدُّدَ فِي مَرَاتِعِهَا وَالْحَنِينَ إِلَى مَوَارِدِهَا

خداوند ہمارے پہاڑوں کا سبزہ خشک ہو گیا اور زمین پر خاک اڑ رہی ہے ہمارے چوپائے پیاسے ہیں اور اپنے باڑوں میں بوکھلا رہے ہیں اور پسر مردہ ماؤں کی طرح نالہ و شیون کر رہے ہیں اور چراگاہوں کے پھیرے کرتے کرتے اور پانی کے شوق میں تالابوں کی طرف بڑھتے بڑھتے خستہ حال ہو گئے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ فَارْحَمْ أَنِينَ الْآنَّةِ وَحَنِينَ الْحَانَّةِ

پروردگارا! ان فریادی چوپایوں کی فریاد اور آہ و زاری کرنے والوں کی شوق سے بھری ہوئی آہ و زاری پر رحم فرما۔

اَللّٰهُمَّ فَارْحَمْ حَيْرَتَهَا فِي مَذَاهِبِهَا وَأَنِينَهَا فِي مَوَالِجِهَا

خداوندا! چارہ نہ ملنے کی وجہ سے راستوں میں ان کی سرگردانی اور داخلہ کی جگہوں میں ان کی چیخ و پکار پر ترس کھا۔

اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا إِلَيْكَ حِينَ اعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيرُ السِّنِينَ وَأَخْلَفَتْنَا مَخَايِلُ الْجُودِ

پروردگارا! ہم تیرے کرم کی امید پر اس وقت نکلے ہیں جب نڈھال اونٹنیوں کی طرح قحط کا ہم پر ہجوم ہے وہ برسنے والے ابر جن سے امیدیں وابستہ تھیں منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

فَكُنْتَ الرَّجَاءَ لِلْمُبْتَئِسِ وَالْبَلَاغَ لِلْمُلْتَمِسِ نَدْعُوكَ حِينَ قَنَطَ الْأَنَامُ وَمُنِعَ الْغَمَامُ وَهَلَكَ السَّوَامُ

خدایا تو ہی مصیبت زدہ کی امید اور تو ہی التجا کرنے والوں کا حاجت روا ہے ہم تجھ سے اس وقت فریاد کر رہے ہیں جب لوگ مایوس ہو چکے ہیں بادل برسنے سے رکے ہوئے ہیں مویشی بے جان ہو گئے ہیں۔

أَنْ لَا تُؤَاخِذَنَا بِأَعْمَالِنَا وَلَا تَأْخُذَنَا بِذُنُوبِنَا

تو ہمارے عملوں کا ہم سے مواخذہ نہ کر ہمارے گناہوں کی ہمیں سزا نہ دے۔

وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِالسَّحَابِ الْمُنْبَعِقِ وَالرَّبِيعِ الْمُغْدِقِ وَالنَّبَاتِ الْمُونِقِ سَحّاً وَابِلًا تُحْيِي بِهِ مَا قَدْ مَاتَ وَتَرُدُّ بِهِ مَا قَدْ فَاتَ

خداوندا تو دھواں دھار بارشوں والے ابر اور ملک گیر بہار اور نظروں میں کھپ جانے والی ہریالی سے اپنے دامن رحمت کو ہم پر پھیلا دے اور وہ اس طرح کھل کر لگاتار برسیں جن سے تو مردہ زمینوں کو زندہ کر دے اور گزری ہوئی بہاروں کو پلٹا دے۔

اَللّٰهُمَّ سُقْيَا مِنْكَ مُحْيِيَةً مُرْوِيَةً تَامَّةً عَامَّةً طَيِّبَةً مُبَارَكَةً هَنِيئَةً مَرِيعَةً

خداوندا ایسی بارشوں سے سیراب کر دے جو مردہ زمینوں کو زندہ کرنے والی، سیراب کر دینے والی لگاتار برسنے والی، اور جل تھل بھر دینے والی پاکیزہ بابرکت نظر فریب شاداب ہو۔

زَاكِياً نَبْتُهَا ثَامِراً فَرْعُهَا نَاضِراً وَرَقُهَا تُنْعِشُ بِهَا الضَّعِيفَ مِنْ عِبَادِكَ وَتُحْيِي

جس سے درخت پھلنے لگیں شاخ برگ و بار سے آباد پتے ہرے بھرے ہو جائیں اس سے تو اپنے کمزور بندوں کو

بِهَا الْمَيِّتَ مِنْ بِلَادِكَ

حماقت اور قحط سے مردہ شہروں کو پھر سے زندہ کر دے۔

اَللّٰهُمَّ سُقْيَا مِنْكَ تُعْشِبُ بِهَا نِجَادُنَا وَ تَجْرِي بِهَا وِهَادُنَا وَتُخْصِبُ بِهَا جَنَابُنَا وَتُقْبِلُ بِهَا ثِمَارُنَا وَتَعِيشُ بِهَا مَوَاشِينَا وَتَنْدَى بِهَا أَقَاصِينَا وَتَسْتَعِينُ بِهَا ضَوَاحِينَا مِنْ بَرَكَاتِكَ الْوَاسِعَةِ وَ عَطَايَاكَ الْجَزِيلَةِ عَلَى بَرِيَّتِكَ الْمُرْمِلَةِ وَوَحْشِكَ الْمُهْمَلَةِ

خداوندا ایسا سیراب کر کہ جس سے ہمارے ٹیلے سرسبز و شاداب ہو جائیں ندی نالے بہہ نکلیں اور اطراف و جوانب سبزہ زار بن جائیں ہمارے درخت میووں سے لد جائیں ہمارے چوپائے جی اٹھیں، دور دور تک کی زمینیں تر بہ تر ہو جائیں اور کھلے میدان بھی اس سے مدد لے سکیں اپنی وسیع برکتوں اور بے حساب بخششوں سے جو تیری تباہ حال مخلوق اور آزاد وحشی جانوروں پر جاری رہتی ہیں

وَأَنْزِلْ عَلَيْنَا سَمَاءً مُخْضِلَةً مِدْرَاراً هَاطِلَةً يُدَافِعُ الْوَدْقُ مِنْهَا الْوَدْقَ وَيَحْفِزُ الْقَطْرُ مِنْهَا الْقَطْرَ غَيْرَ خُلَّبٍ بَرْقُهَا وَلَا جَهَامٍ عَارِضُهَا وَلَا قَزَعٍ رَبَابُهَا وَلَا شَفَّانٍ ذِهَابُهَا حَتَّى يُخْصِبَ لِإِمْرَاعِهَا الْمُجْدِبُونَ وَيَحْيَى بِبَرَكَتِهَا الْمُسْنِتُونَ

اور ہم پر ایسی بارش برسا جو تر بہ تر کر دے لگاتار اور دھواں دار اس طرح جھما جھم پانی برسے کہ بارشیں بارشوں کو ٹکرا رہی ہوں اور بوندیں بوندوں کو یوں دھکیل رہی ہوں کہ تار بندھ جائیں نہ اس کی بجلی بارش سے خالی ہو اور نہ چھا جانے والی گھٹائیں پانی سے خالی ہوں نہ سفید ابر کے ٹکڑے ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں والی بوندا باندی ہو کر رہ جائے تاکہ قحط کے مارے ہوئے ان سرسبزیوں سے خوشحال ہو جائیں اور قحط زدہ اس کی برکتوں سے جی اٹھیں۔

فَإِنَّكَ تُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَ تَنْشُرُ رَحْمَتَكَ وَأَنْتَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ

تو ہی وہ ہے کہ جو لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد پانی برساتا ہے اور دامن رحمت پھیلاتا ہے اور تو ہے قابل تعریف مالک ہے۔

قوله علیه السلام انصاحت جبالنا ای تشققت من المحول یقال نصح الثوب اذا نشق و یقال ایضا

علامہ سید شریف رضی فرماتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کا ارشاد انصاحت جبالنا کے معنی یہ ہیں کہ خشک سالی کی وجہ سے ہمارے پہاڑ شگافتہ ہو گئے ہیں جیسے جب کپڑا پھٹ جاتا

انصاح النبت وصاح وصتوح اذاجف ويبس

ہے تو کہتے ہیں انصاح الثواب اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انصاح النبت یا صاح النبت یا صتوح النبت جب گھاس خشک ہو کر سوکھ جائے۔

وقوله وهامت دوابنا ای عطشت والهيام العطش

اور آپؑ کے ارشاد وهامت دوابنا کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے چوپائے پیاسے ہیں۔

وقوله ولا شفان ذهابها فان تقديره ولا ذات شفان ذهابها والشفان الريح الباردة والذهاب الامطار اللينة فحذف ذات لعلم السامع به

اور اس ارشاد ولا شفان ذهابها میں شفان کے معنی ٹھنڈی ہواؤں کے ہیں اور ذهاب ہلکی بوندا باندی کو کہتے ہیں مطلب یہ کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اور پھوہار اور ذات کا لفظ جس کے معنی والی ہیں اس جگہ حذف فرما دیا ہے اس لئے کہ سننے والا اسے خود سمجھ سکتا ہے۔

قوله حدابير السنين جمع حدبار وهي الناقة التي انضاها السير فشبه بها السنة التي فشا فيها الجدب قال ذو الرمة

حدابير ما تنفك الا مناخة
على الخسف او نرمي بها بلدا قفرا

اور آپؑ کے ارشاد حدابير السنين میں حدابير حدبار کی جمع ہے یعنی وہ اونٹنی جسے سفروں نے لاغر اور نڈھال کر دیا ہو چنانچہ حضرتؑ نے قحط زدہ سال کو ایسی سفروں کی ماری ہوئی اونٹنی سے تشبیہ دی ہے۔ عرب کے مشہور شاعر ذوالرمہ نے کہا ہے۔

(ترجمہ) یہ لاغر اور کمزور اونٹنیاں ہیں کہ جو یا تو سختی کو جھیل کر اپنی جگہ پر بیٹھی رہتی ہیں اور یا یہ کہ ہم انہیں کسی بے آب و گیاہ جنگل کے سفر میں لے جاتے ہیں۔

وقوله ولا قزع ربابها القزع القطع الصغار المتفرقة من السحاب

اور آپؑ کے ارشاد قزع ربابها میں قزع چھوٹی چھوٹی بکھری ہوئی بدلیوں کو کہتے ہیں۔

خطبہ نمبر ۱۱۶

سردار دو جہاں کی نعت

اَرْسَلَهُ دَاعِياً اِلَى الْحَقِّ وَشَاهِداً عَلَى الْخَلْقِ

خداوند عالم نے آپ کو حق کی طرف دعوت دینے والا اور مخلوق

نَبْلِغُ رِسَالَاتِ رَبِّهِ غَيْرَ وَانٍ وَلَا مُقَصِّرٍ وَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ أَعْدَاءَهُ غَيْرَ وَاهِنٍ وَلَا مُعْذِرٍ، إِمَامُ مَنِ اتَّقَى وَبَصَرُ مَنِ اهْتَدَى

کا گواہ بنا کر بھیجی آپ نے اپنے رب کا پیغام پہنچانے نہ سستی کی اور نہ کوتاہی اور خدا کی راہ میں اس کے دشمنوں سے جہاد کیا بغیر کسی قسم کی کاہلی یا عذر وہ پرہیزگار کے امام اور ہر ہدایت یافتہ کی بینائی تھے۔

منها

لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ مِمَّا طُوِيَ عَنْكُمْ غَيْبُهُ إِذاً لَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَبْكُونَ عَلَى أَعْمَالِكُمْ وَتَلْتَدِمُونَ عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَتَرَكْتُمْ أَمْوَالَكُمْ لَا حَارِسَ لَهَا وَلَا خَالِفَ عَلَيْهَا وَلَهَمَّتْ كُلَّ امْرِئٍ نَفْسُهُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَى غَيْرِهَا وَلَكِنَّكُمْ نَسِيتُمْ مَا ذُكِّرْتُمْ وَأَمِنْتُمْ مَا حُذِّرْتُمْ فَتَاهَ عَنْكُمْ رَأْيُكُمْ وَتَشَتَّتَ عَلَيْكُمْ أَمْرُكُمْ

اس خطبہ کا ایک حصہ

جو چیزیں تم سے پردۂ غیب میں رکھ کر لپیٹ دی گئی ہیں اگر تم بھی انہیں جان لیتے جس طرح میں جانتا ہوں تو یقیناً تم اپنی بد عملیوں پر روتے ہوئے اپنے سینے پیٹتے ہوئے اور اپنے مال بغیر کسی نگہبان یا قائم مقام کے چھوڑ کر کھلے میدانوں میں نکل پڑتے اور ہر شخص اپنی ہی فکر میں ہوتا کسی اور کی طرف توجہ ہی نہ ہوتی لیکن تمہیں جو کچھ یاد دلایا گیا تھا وہ تم بھول گئے اور جن چیزوں سے تمہیں ڈرایا گیا تھا ان سے بے خوف ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ تمہارے خیالات بھٹک گئے اور تمہارے سب کام درہم برہم ہو گئے۔

وَلَوَدِدْتُ أَنَّ اللّٰهَ فَرَّقَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأَلْحَقَنِي بِمَنْ هُوَ أَحَقُّ بِي مِنْكُمْ قَوْمٌ وَاللّٰهِ مَيَامِينُ الرَّأْيِ مَرَاجِيحُ الْحِلْمِ مَقَاوِيلُ بِالْحَقِّ مَتَارِيكُ لِلْبَغْيِ مَضَوْا قُدُماً عَلَى الطَّرِيقَةِ وَأَوْجَفُوا عَلَى الْمَحَجَّةِ فَظَفِرُوا بِالْعُقْبَى الدَّائِمَةِ وَالْكَرَامَةِ الْبَارِدَةِ

میں یہ تو چاہتا ہوں کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے اور مجھے ان لوگوں سے ملا دے جو تم سے بڑھ کر میرے حقدار ہیں۔ خدا کی قسم وہ لوگ مبارک خیال بہت حلیم اور کھل کر حق بات کہنے والے سرکشی اور بغاوت سے بیزار تھے وہ سبقت کر کے شریعت کے راستہ پر گزر گئے اور سیدھی راہ پر دوڑے چلے گئے اور ہمیشہ رہنے والی آخرت اور خدا کی خوشگوار کرامت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

أَمَا وَاللّٰهِ لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيفٍ الذَّيَّالُ الْمَيَّالُ يَأْكُلُ خَضِرَتَكُمْ وَيُذِيبُ شَحْمَتَكُمْ إِيهٍ أَبَا وَذَحَةَ

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم پر بنی ثقیف کا ایک لڑکا مسلط ہو جائے گا جو متکبر ہے، دامن زمین پر رگڑتا ہوا چلیگا دین سے منحرف ہو گا وہ تمہارے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا اور تمہاری چربی تک پگھلا دے گا ہاں ابو وذحہ کچھ اور۔

قَالَ الرَّضِيُّ الْوَذَحَةُ الْخُنْفُسَاءُ وَهَذَا

علامہ سید شریف رضی فرماتے ہیں کہ وذحہ خنفساء کو کہتے ہیں۔

القول یوحیٰ به الی الحجاج وله مع الوذحة حدیث لیس هذا موضع ذکرہ

ور اس ارشاد میں حجاج ابن یوسف ثقفی کی طرف اشارہ ہے حجاج کا خنفساء کے ساتھ ایک واقعہ ہے جس کے ذکر کا یہ محل نہیں ہے۔

لہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کلام میں مستقبل بعید کے ایک واقعہ کی خبر دی ہے جو حرف بہ حرف پوری ہو کر رہی جو اس امر کی دلیل ہے کہ آپ غیب سے واقف تھے اور جب موقع و ضرورت ہوتی سے مطلع فرمایا کرتے تھے جیسا کہ متعدد پیشین گوئیاں اس سے قبل گزر چکی ہیں۔

لہ واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج ایک دن مصلیٰ پہ تھا۔ کالا ناگ اس کی طرف بڑھنے لگا اس نے کئی مرتبہ اسے دور رکھنا چاہا مگر وہ قریب آگیا تو حجاج نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینک دیا فوراً ہاتھ پہ ورم ہو گیا اور بڑھتے بڑھتے یہی ہلاکت کا باعث ہوا جیسے ایک مچھر نمرود کی ہلاکت کا باعث ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ حجاج مخنث تھا بہ کسی لذت کے حاصل کرنے کے لئے خنفساء کو سرین کے درمیان رکھا کرتا تھا اور اسے کاٹنے کا موقع دیتا تھا ایک مدت تک ابوجہل کی طرح اسے یہ عادت رہی۔ آخر یہی اس کی ہلاکت کا باعث ہوا۔

خطبہ نمبر ۱۱۷

اپنے اصحاب کے جان چرانے اور کنجوسی کی مذمت

فَلَا اَمْوَالَ بَذَلْتُمُوْهَا لِلَّذِيْ رَزَقَهَا وَلَا اَنْفُسَ خَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِيْ خَلَقَهَا

نہ تم نے اس کی راہ میں مال صرف کئے جس نے تمہیں یہ مال متاع بخشے ہیں اور نہ اپنے نفسوں کو اس کے لئے خطرہ میں ڈالا جس نے انہیں خلق کیا ہے۔

تُكْرَمُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَلَا تُكْرِمُوْنَ اللّٰهَ فِيْ عِبَادِهٖ

دین خدا کے طفیل میں بندوں میں تمہاری عزت کی جاتی ہے لیکن اس کے بندوں سے حسن سلوک کر کے تم اس کا احترام نہیں کرتے۔

فَاعْتَبِرُوْا بِنُزُوْلِكُمْ مَنَازِلَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَانْقِطَاعِكُمْ عَنْ اَوْصَلِ اِخْوَانِكُمْ

جن گھروں میں اگلے لوگ آباد تھے اب ان میں تم رہتے ہو اور قریب ترین بھائیوں سے ابدی قطع تعلق ہو رہا ہے اب تو اس سے عبرت حاصل کرو۔

خطبہ نمبر ۱۱۸

جنگ جمل کے بعد سپاہیوں کی تعریف

اَنْتُمُ الْاَنْصَارُ عَلَى الْحَقِّ وَالْاِخْوَانُ فِي الدِّيْنِ وَالْجُنَنُ يَوْمَ الْبَاْسِ وَالْبِطَانَةُ دُوْنَ النَّاسِ بِكُمْ

تم حق کے قائم کرنے میں میرے مددگار، اور دین میں ایک دوسرے کے بھائی ہو اور جنگ کے دن میری سپر ہو تم ہی میرے خاص الخاص رازدار ہو۔

اَضْرِبُ الْمُدْبِرَ وَاَرْجُوْ طَاعَةَ الْمُقْبِلِ

تمہارے ذریعہ میں حق سے منہ موڑنے والوں پر تلوار چلاتا ہوں اور حق کیطرف بڑھ آنے والوں کی فرماں برداری کی امید کرتا ہوں۔

فَاَعِيْنُوْنِيْ بِمُنَاصَحَةٍ خَلِيَّةٍ مِنَ الْغِشِّ سَلِيْمَةٍ مِنَ الرَّيْبِ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ

تو میری ایسے اخلاص کے ساتھ مدد کرو جس میں نہ دھوکہ اور فریب ہو اور نہ شک و بدگمانی کا شائبہ ہو کیوں کہ خدا کی قسم میں ہی لوگوں کی اطاعت کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔

خطبہ نمبر ۱۱۹

جنگ کی تحریص پر اصحاب کا سکوت

وَقَدْ جَمَعَ النَّاسَ وَحَضَّهُمْ عَلَى الْجِهَادِ فَسَكَتُوْا مَلِيًّا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرتؑ نے لوگوں کو جمع کر کے منافقوں سے جنگ پر ابھارا اور وہ دیر تک خاموش رہے تو فرمایا:-

اَمُخْرَسُوْنَ اَنْتُمْ

کیا تم لوگ گونگے ہو۔

فَقَالَ قَوْمٌ مِنْهُمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْ سِرْتَ سِرْنَا مَعَكَ

ان لوگوں میں سے کچھ نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ اگر آپ چلیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گے۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یہ سن کر آپؑ نے فرمایا:-

مَا بَالُكُمْ لَا سُدِّدْتُمْ لِرُشْدٍ وَلَا هُدِيْتُمْ لِقَصْدٍ اَفِيْ مِثْلِ هٰذَا يَنْبَغِيْ اَنْ اَخْرُجَ

یہ تمہارا کیا حال ہے تمہیں ہدایت کی توفیق نہ ہو اور نہ صراط مستقیم دیکھنا نصیب ہو کیا ایسے حالات میں مناسب ہے کہ میں نکلوں۔

اِنَّمَا يَخْرُجُ فِيْ مِثْلِ هٰذَا رَجُلٌ مِمَّنْ اَرْضَاهُ

اس وقت تو تمہارے جوان مردوں اور طاقتوروں میں سے

وَ إِنْ شُجْعَانِكُمْ وَذَوِي بَأْسِكُمْ وَلَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَدَعَ الْمِصْرَ وَالْجُنْدَ وَبَيْتَ الْمَالِ وَجِبَايَةَ الْأَرْضِ وَالْقَضَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالنَّظَرَ فِي حُقُوقِ الْمُطَالِبِينَ ثُمَّ أَخْرُجَ فِي كَتِيبَةٍ أَتْبَعُ أُخْرَى أَتَقَلْقَلُ تَقَلْقُلَ الْقِدْحِ فِي الْجَفِيرِ الْفَارِغِ

جانا چاہیئے جس کو میں پسند کروں۔
میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں شہر، لشکر، بیت المال زمین کے خراج کی فراہمی، مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ اور مطالبہ کرنے والوں کے حقوق کی دیکھ بھال چھوڑ دوں اور لشکر لئے ہوئے دوسرے لشکر کے پیچھے نکل کھڑا ہوں اور جس طرح خالی ترکش میں پیکان کا تیر ہلتا جلتا ہے جنبش کھاتا رہوں۔

وَ إِنَّمَا أَنَا قُطْبُ الرَّحَى تَدُورُ عَلَيَّ وَأَنَا بِمَكَانِي فَإِذَا فَارَقْتُهُ اسْتَحَارَ مَدَارُهَا وَاضْطَرَبَ ثِفَالُهَا

اور میں تو چکی کی درمیانی کیل ہوں جبتک اپنی جگہ پر ہوں اس وقت تک چکی میرے اوپر گردش کرتی رہے گی، اور جب میں اپنی جگہ چھوڑ دوں گا تو اس کے گھومنے کا دائرہ متزلزل ہو جائیگا بلکہ کیل کے نیچے کا پاٹ بھی بے محل ہو جائے گا۔

هٰذَا لَعَمْرُ اللهِ الرَّأْيُ السُّوءُ
وَ اللهِ لَوْلَا رَجَائِي الشَّهَادَةَ عِنْدَ لِقَائِي الْعَدُوَّ وَلَوْ قَدْ حُمَّ لِي لِقَاؤُهُ لَقَرَّبْتُ رِكَابِي ثُمَّ شَخَصْتُ عَنْكُمْ فَلَا أَطْلُبُكُمْ مَا اخْتَلَفَ جَنُوبٌ وَشَمَالٌ

خدا کی قسم یہ بہت برا مشورہ ہے۔
قسم بخدا اگر دشمن سے ٹکرا کر شہید ہو جانا ہی میری آرزو نہ ہوتی تو میں بشرطیکہ یہ مقدر میں ہوتا اپنے مرکب پر سوار ہو کر تم سے جدائی اختیار کر چکا ہوتا اور پھر کبھی جب تک باد شمال و جنوب چلتی رہتیں تمہارے ساتھ کی آرزو نہ کرتا۔

إِنَّهُ لَا غَنَاءَ فِي كَثْرَةِ عَدَدِكُمْ مَعَ قِلَّةِ اجْتِمَاعِ قُلُوبِكُمْ لَقَدْ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ الَّتِي لَا يَهْلِكُ عَلَيْهَا إِلَّا هَالِكٌ مَنِ اسْتَقَامَ فَإِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ زَلَّ فَإِلَى النَّارِ

یاد رکھو، تعداد کی کثرت کوئی چیز نہیں اگر دل یکجا نہ ہوں میں نے تمہیں اس روشن راستہ پر لگا دیا ہے جس میں صرف گمراہ ہونے والا ہی ہلاک ہو سکتا ہے۔
جو ثابت قدم رہے گا وہ جنت میں جائے گا اور جس کے قدم لغزش کھائیں گے وہ دوزخ میں۔

خطبہ نمبر ۱۲۰

اہل بیت کی شان

تَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ تَبْلِيغَ الرِّسَالَاتِ وَإِتْمَامَ

خدا کی قسم میں الہی پیغامات کی تبلیغ، خدا کے وعدوں کی

العِدَاتِ وَتَمَامَ الكَلِمَاتِ وَعِنْدَنَا اَهْلَ البَيْتِ اَبْوَابُ الحِكَمِ وَضِيَاءُ الاَمْرِ اَلَا وَاِنَّ شَرَائِعَ الدِّيْنِ وَاحِدَةٌ وَسُبُلَهُ قَاصِدَةٌ مَنْ اَخَذَ بِهَا لَحِقَ وَغَنِمَ وَمَنْ وَقَفَ عَنْهَا ضَلَّ وَنَدِمَ

تکمیل اور آیات خدا کی صحیح تاویل اچھی طرح جانتا ہوں ہم اہل بیتؑ کے پاس حکمت کے دروازے اور امر خدا کی روشنی ہے یاد رکھو کہ دین کی شریعتیں ایک اور ان کے راستے سیدھے ہیں جس نے انہیں اختیار کر لیا وہ حق تک پہنچ گیا اور کامیاب ہو گیا اور جو اسے چھوڑ کر رک گیا وہ گمراہ ہوا اور آخر کار نادم و پشیمان ہوا۔

اِعْمَلُوْا لِيَوْمٍ تُذْخَرُ لَهُ الذَّخَائِرُ وَتُبْلَى فِيْهِ السَّرَائِرُ

اس دن کے لئے عمل کر لو جس کے لئے نیک کاموں کے ذخیرے کئے جاتے ہیں اور جس دن راز فاش کئے جائیں گے۔

وَمَنْ لَا يَنْفَعُهُ حَاضِرُ لُبِّهِ فَعَازِبُهُ عَنْهُ اَعْجَزُ وَغَائِبُهُ اَعْوَزُ

اور جس شخص کو عقل اب فائدہ نہ پہنچائے تو پھر کب پہنچائیگی جب وہ خود غائب ہوگی۔

وَاتَّقُوْا نَارًا حَرُّهَا شَدِيْدٌ وَقَعْرُهَا بَعِيْدٌ وَحِلْيَتُهَا حَدِيْدٌ وَشَرَابُهَا صَدِيْدٌ

اور اس آگ سے بچو جس کی حرارت سخت اور گہرائی بہت ہے جسکا زیور لوہا اور پینے کے لئے خون آلود پیپ ہے۔

اَلَا وَاِنَّ اللِّسَانَ الصَّالِحَ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ المَالِ يُوْرِثُهُ مَنْ لَا يَحْمَدُهُ

یاد رکھو کہ خداوند عالم جس شخص کا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھے وہ اس کے لئے اس مال سے کہیں بہتر ہے جو ان وارثوں کے لئے چھوڑا جائے جو کبھی خیر کے ساتھ اس کا ذکر بھی نہیں کرتے۔

خطبہ نمبر ۱۲۱

جنگ لیلۃ الھریر کے بعد ایک سوال کا جواب

وَقَدْ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ نَهَيْتَنَا عَنِ الحُكُوْمَةِ ثُمَّ اَمَرْتَنَا بِهَا فَلَمْ نَدْرِ اَيُّ الاَمْرَيْنِ اَرْشَدُ فَصَفَقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الاُخْرَى ثُمَّ قَالَ هٰذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ العُقْدَةَ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ

آپؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ پہلے آپ ہمیں حکم تسلیم کرنے سے منع فرماتے تھے پھر اس کو منظور فرمایا نہیں معلوم کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی زیادہ صحیح ہے؟

حضرتؑ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔

جو اپنے عہد وفا پر قائم نہ رہے اس کا یہی انجام ہے

أَنِّي حِينَ أَمَرْتُكُمْ بِمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الْمَكْرُوهِ الَّذِي يَجْعَلُ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا فَإِنِ اسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ وَإِنِ اعْوَجَجْتُمْ قَوَّمْتُكُمْ وَإِنْ أَبَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ لَكَانَتِ الْوُثْقَى وَلٰكِنْ بِمَنْ وَإِلَى مَنْ

آگاہ ہو قسم بخدا جس وقت میں نے تمہیں حکم دیا تھا اگر میں تمہیں اس مکروہ جنگ پر مجبور کر دیتا جس میں خداوند عالم نے تمہارے لئے خیر کو مضمر رکھا تھا پھر اگر تم ثابت قدم رہتے تو تمہیں ہدایت کرتا اور اگر کجی اختیار کرتے تو تمہیں سیدھا کر دیتا اور اگر میری پیروی سے انکار کر جاتے تو تمہیں مجبور کر دیتا تو یہ بیشک یہ ایک مضبوط اور مستحکم طریق کار ہوتا مگر یہ سب کس کے بل بوتہ پر اور کس کی مدد سے کرتا۔

أُرِيدُ أَنْ أُدَاوِيَ بِكُمْ وَأَنْتُمْ دَائِي كَنَاقِشِ الشَّوْكَةِ بِالشَّوْكَةِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ ضَلْعَهَا مَعَهَا

میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ذریعہ مرض کا علاج کروں اور تم خود میرا مرض ہو جیسے کانٹے سے کانٹا نکالا جائے حالانکہ معلوم ہے کہ کانٹا کانٹے کی طرف جھکتا ہے۔

اللّٰهُمَّ قَدْ مَلَّتْ أَطِبَّاءُ هٰذَا الدَّاءِ الدَّوِيِّ وَكَلَّتِ النَّزَعَةُ بِأَشْطَانِ الرَّكِيِّ

خداوندا اس جانکاہ مرض کے معالج تھک چکے ہیں اور کوئیں کی رسیوں سے پانی کھینچنے والے عاجز آچکے ہیں۔

أَيْنَ الْقَوْمُ الَّذِينَ دُعُوا إِلَى الْإِسْلَامِ فَقَبِلُوهُ وَقَرَأُوا الْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوهُ وَهِيجُوا إِلَى الْقِتَالِ فَوَلِهُوا وَلَهَ اللِّقَاحِ إِلَى أَوْلَادِهَا وَسَلَبُوا السُّيُوفَ أَغْمَادَهَا وَأَخَذُوا بِأَطْرَافِ الْأَرْضِ زَحْفًا زَحْفًا وَصَفًّا صَفًّا بَعْضٌ هَلَكَ وَبَعْضٌ نَجَا

وہ لوگ اب کہاں ہیں جنہیں جب اسلام کی طرف دعوت دی گئی تو اسے قبول کر لیا قرآن پڑھا تو اس پر عمل بھی کیا انہیں جہاد کے لئے ابھارا گیا تو اس طرح شوق سے بڑھے جیسے دودھ پلانے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف بڑھتی ہیں تلواریں نیاموں سے نکال کر دستہ بدستہ اور صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پا گئے ان میں سے کچھ مر گئے اور کچھ زندہ بچے۔

لَا يُبَشَّرُونَ بِالْأَحْيَاءِ وَلَا يُعَزَّوْنَ بِالْمَوْتَى

نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش تھے اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر تھے۔

مُرْهُ الْعُيُونِ مِنَ الْبُكَاءِ خُمْصُ الْبُطُونِ مِنَ الصِّيَامِ ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ صُفْرُ الْأَلْوَانِ مِنَ السَّهَرِ عَلَى وُجُوهِهِمْ غَبَرَةُ الْخَاشِعِينَ

رونے سے ان کی آنکھیں سفید، روزوں سے ان کے پیٹ خالی دعا کی کثرت سے ہونٹ خشک اور شب خیزی کے لئے بیداری سے ان کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور خضوع و خشوع کرنے والوں کی طرح ان کے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔

دُونَكَ اِخْوَانِيْ ذَاهِبُوْنَ فَحَقٌّ لَنَا اَنْ نَظْمَأَ اِلَيْهِمْ وَنَعَضَّ الْاَيْدِيَ عَلٰى فِرَاقِهِمْ

یہ میرے وہ بھائی تھے جو دنیا سے گزر گئے اب ہم حق بجانب ہیں اگر ان کے دیدار کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی انگلیاں کاٹیں۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ يُسَنِّيْ لَكُمْ طُرُقَهٗ وَيُرِيْدُ اَنْ يَحُلَّ دِيْنَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً وَيُعْطِيَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْفُرْقَةَ

بیشک شیطان تمہارے واسطے اپنے رستے آسان کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دے اور تم میں اتفاق کی بجائے پھوٹ ڈال دے۔

فَاصْدِفُوْا عَنْ نَزَغَاتِهٖ وَنَفَثَاتِهٖ وَاقْبَلُوا النَّصِيْحَةَ مِمَّنْ اَهْدَاهَا اِلَيْكُمْ وَاعْقِلُوْهَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ

تو تم اس کے وسوسوں اور پھونکوں سے منہ موڑے اور نصیحت بخش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے نفسوں کو اس کا پابند بنالو۔

خطبہ نمبر ۱۲۲

خوارج سے خطاب

وَقدخرج الى معسكرهم وهم مقيمون على انكار الحكومة فقال عَلَيْهِ السلام اكلكم شهد معنا صفين

جب خوارج اپنے افکار پر جمے رہے تو حضرت اس کے لشکر گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تم سب صفین میں ہمارے ساتھ تھے؟۔

فقالوا منامن شهد ومنامن لم يشهد قال فامتازوا فرقتين فليكن من شهد صفين فرقة ومن لم يشهدها فرقة حتى اُكَلِّم كلا بكلامه.

خوارج نے جواب دیا کہ جی نہیں، ہم میں سے کچھ وہاں موجود تھے اور کچھ موجود نہ تھے آپؑ نے فرمایا کہ پھر تم دو گروہوں میں الگ الگ ہو جاؤ ایک گروہ ان کا جو صفین میں موجود تھے اور دوسرا گروہ ان کا جو صفین میں موجود نہ تھے تاکہ میں ہر ایک سے اس کے مطابق کلام کروں۔

ونادى الناس فقال امسكوا عن الكلام

اور آپؑ نے لوگوں سے پکار کر کہا آپس میں بات چیت

وانصتوا لقولی واقبلوا بافئدتکم الی فمن نشدنا لا شهادۃ فلیقل بعلمه فیها ثم کلمهم علیه السلام بکلام طویل منه

بند کر دو، میری بات غور سے سنو، دل میری طرف متوجہ کر لو اور جس سے ہم گواہی طلب کریں وہ اسکے متعلق اپنے علم کے مطابق گواہی دے۔ پھر حضرت نے ان سے ایک طویل خطاب فرمایا جس کے کچھ اجزاء یہ ہیں۔

لم تقولوا عند رفعهم المصاحف حیلةً و غیلةً ومكرًا وخدیعةً اخواننا واهل دعوتنا استقالونا واستراحوا الی كتاب الله سبحانه فالرای القبول منهم والتنفیس عنهم

جب ان لوگوں (شامیوں) نے حیلہ و مکر و فریب اور دھوکہ دینے کے لئے نیزوں پر قرآن نصب کئے تھے تو کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ یہ ہمارے بھائی اور ہمارے ساتھ ساتھ دعوت اسلام قبول کرنے والے ہیں اب چاہتے ہیں کہ ہم جنگ سے ہاتھ اٹھا لیں اور انہوں نے کتاب اللہ کے دامن میں پناہ لینے (اور اس پر عمل کرنے) کی خواہش کی ہے تو مناسب رائے یہی ہے کہ ان کی درخواست قبول کر لی جائے اور ان کی گلو خلاصی کر دی جائے۔

فقلت لكم هذا امر ظاهره ایمانٌ وباطنه عدوانٌ واوله رحمةٌ واخره ندامةٌ

تو میں نے تم سے کہا تھا کہ اس امر کا ظاہر ایمان اور باطن کینہ وعداوت ہے اس کی ابتدا مہربانی اور انتہا ندامت وپشیمانی ہے۔

فاقیموا علی شانكم والزموا طریقتكم وعضوا علی الجهاد بنواجذكم ولا تلتفتوا الی ناعقٍ نعق ان اجیب اضل وان ترك ذل

لہذا تم اپنے حال پر قائم رہو اپنی راہ پر جمے رہو سختی کے ساتھ جہاد کرتے رہو اور چیخنے والے گدھے (عمرو بن عاص) کی طرف (کوئی) توجہ نہ کرو کیوں کہ اگر اس کی آواز پر لبیک کہی گئی تو وہ گمراہ کرے گا اور اگر اسے یوں ہی رہنے دیا جائے تو وہ ذلیل ورسوا ہو کر رہے گا۔

وقد كانت هذه الفعلة وقد رایتكم اعطیتموها

یہ جو کچھ بھی کارگزاری ہوئی ہے تمہیں دیکھا کہ تم ہی نے اس تحکیم کو کامیابی کی صورت بخشی۔

والله لئن ابیتها ما وجبت علی فریضتها ولا حملنی الله ذنبها

خدا کی قسم اگر میں نے اس سے انکار کر دیا تو مجھ پر اس کا کوئی فریضہ عائد نہ ہوتا اور نہ اس کے ترک پر مجھ پر کوئی

گناہ ہے۔

وَوَاللّٰہِ اِنْ جِئْتُھَا اِنِّی لَلْمُحِقُّ الَّذِی یُتَّبَعُ وَاِنَّ الْکِتَابَ لَمَعِیَ مَا فَارَقْتُہُ مُذْ صَحِبْتُہُ

قسم بخدا اگر میں اس کی طرف بڑھا تو اس صورت میں بھی میں ہی وہ صاحب حق ہوں جس کی پیروی کی جانی چاہئے اور کتاب خدا میرے ساتھ ہے اور جیسے میرا اور اس کا ساتھ ہوا ہے میں کبھی اس سے جُدا نہیں ہوا۔

لَقَدْ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاِنَّ الْقَتْلَ لَیَدُوْرُ عَلَی الْاٰبَاءِ وَالْاَبْنَاءِ وَالْاِخْوَانِ وَالْقَرَابَاتِ فَلَا نَزْدَادُ عَلٰی کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَشِدَّۃٍ اِلَّا اِیْمَانًا وَمُضِیًّا عَلَی الْحَقِّ وَتَسْلِیْمًا لِلْاَمْرِ وَصَبْرًا عَلٰی مَضَضِ الْجِرَاحِ

ہم غزوات میں رسول خدا صلعم کے ساتھ ہوتے تھے اور قتل کی چکی اباؤ اجداد، اولاد بھائیوں اور رشتہ داروں پر گردش کرتی رہتی ہے، لیکن ہر مصیبت و سختی میں راہ حق پر سلوک حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے اور زخموں کی تکلیف پر صبر کرنے کے سوا، ہم میں کسی اور چیز کا اضافہ نہیں ہوتا تھا۔

وَلٰکِنَّا اِنَّمَا اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِی الْاِسْلَامِ عَلٰی مَا دَخَلَ فِیْہِ مِنَ الزَّیْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ وَالشُّبْھَۃِ وَالتَّاْوِیْلِ

لیکن اب ہمیں ان لوگوں سے جو اسلام کے رو سے ہمارے بھائی کہلاتے ہیں جنگ کرنا پڑ گئی ہے صرف ان کا انحراف کجی، شک اور غلط تاویلات کی بنا پر جو ان کے اسلام میں داخل ہو گئی ہیں۔

فَاِذَا طَمِعْنَا فِیْ خَصْلَۃٍ یَلُمُّ اللّٰہُ بِھَا شَعَثَنَا وَنَتَدَانٰی بِھَا اِلَی الْبَقِیَّۃِ فِیْمَا بَیْنَنَا رَغِبْنَا فِیْھَا وَاَمْسَکْنَا عَمَّا سِوَاھَا

تو جب کبھی ہمیں کوئی ایسا ذریعہ نظر آئے جس سے خدا ہماری پریشانیوں کو دور کر دے اور ہمارے درمیان جو باقی ماندہ (لگاؤ) رہ گیا ہے اس کی طرف بڑھتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں تو ہم اس سے خواہشمند رہیں گے اور جو صورت اس کے خلاف ہو اس سے ہاتھ روک لیں گے۔

خطبہ ۱۲۳

میدان جنگ میں اپنے اصحاب سے خطاب

وَ اَیُّ امْرِیءٍ مِنْکُمْ اَحَسَّ مِنْ نَفْسِہِ رَبَاطَۃَ جَأْشٍ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَ رَاٰی مِنْ اَحَدٍ مِنْ اِخْوَانِہِ فَشَلًا فَلْیَذُبَّ عَنْ اَخِیْہِ بِفَضْلِ نَجْدَتِہِ الَّتِیْ فُضِّلَ بِھَا عَلَیْہِ کَمَا یَذُبُّ عَنْ نَفْسِہِ۔ اِنَّ الْمَوْتَ طَالِبٌ حَثِیْثٌ لَا یَفُوْتُہُ الْمُقِیْمُ وَ لَا یُعْجِزُہُ الْھَارِبُ اِنَّ اَکْرَمَ الْمَوْتِ الْقَتْلُ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ بِیَدِہٖ لَاَلْفُ ضَرْبَۃٍ بِالسَّیْفِ اَھْوَنُ عَلَیَّ مِنْ مِیْتَۃٍ عَلَی الْفِرَاشِ

جنگ کے وقت تم میں سے جس شخص کی دلیری ہمت بڑھائے اور اپنے کسی بھائی میں کمزوری کے آثار نظر آئیں اسے چاہیئے کہ وہ اپنی بھرپور شجاعت کے ذریعہ جس کی وجہ سے اسے فوقیت حاصل ہے دشمنوں کو اس سے اس طرح دور کرے جیسے انہیں اپنے سے دور کرتا ہے اس لئے کہ اگر خدا چاہے تو اسے بھی ویسا ہی کر دے بیشک موت تیزی سے ڈھونڈتی ہے نہ ٹھہرنے والا اس سے بچ کر نکل سکتا ہے اور نہ بھاگنے والا اسے عاجز کر سکتا ہے یقیناً قتل ہو جانا باعزت موت ہے۔

اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابن ابیطالب کی جان ہے تلوار کے ہزار وار کھانا مجھے بستر کی موت سے آسان ہے۔

(مِنْھَا)

وَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْکُمْ تَکِشُّوْنَ کَشِیْشَ الضِّبَابِ لَا تَاْخُذُوْنَ حَقًّا وَ لَا تَمْنَعُوْنَ ضَیْمًا۔ قَدْ خُلِّیْتُمْ وَ الطَّرِیْقَ فَالنَّجَاۃُ لِلْمُقْتَحِمِ وَ الْھَلَکَۃُ لِلْمُتَلَوِّمِ۔

(اس خطبہ کا ایک حصہ)

گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ شکست کے وقت تم ایسی آوازیں نکالتے ہو جیسے سوسماروں کے ہجوم میں ان کے جسموں کی رگڑ سے آواز نکلتی ہے نہ تم اپنا حق لیتے ہو اور نہ دشمن کی زیادتیوں کی روک تھام کر سکتے ہو۔ تمہیں راستہ پر کھلا چھوڑ دیا گیا ہے نجات اس کے لئے ہے جو دشمن کی فوج میں گھس پڑے اور جو سوچتا ہی رہے اس کے لئے ہلاکت ہے۔

خطبہ ۱۲۴

اپنے اصحاب کو اصولِ حرب کی تعلیم

فِي حَثِّ أَصْحَابِهِ عَلَى الْقِتَالِ فَقَدِّمُوا الدَّارِعَ، وَأَخِّرُوا الْحَاسِرَ، وَعَضُّوا عَلَى الْأَضْرَاسِ، فَإِنَّهُ أَنْبَى لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ، وَالْتَوُوا فِي أَطْرَافِ الرِّمَاحِ فَإِنَّهُ أَمْوَرُ لِلْأَسِنَّةِ، وَغُضُّوا الْأَبْصَارَ فَإِنَّهُ أَرْبَطُ لِلْجَأْشِ وَأَسْكَنُ لِلْقُلُوبِ، وَرَايَتَكُمْ فَلَا تُمِيلُوهَا وَلَا تُخِلُّوهَا، وَلَا تَجْعَلُوهَا إِلَّا بِأَيْدِي شُجْعَانِكُمْ وَالْمَانِعِينَ الذِّمَارَ مِنْكُمْ، فَإِنَّ الصَّابِرِينَ عَلَى نُزُولِ الْحَقَائِقِ هُمُ الَّذِينَ يَحُفُّونَ بِرَايَاتِهِمْ وَيَكْتَنِفُونَهَا حِفَافَيْهَا وَوَرَاءَهَا وَأَمَامَهَا، لَا يَتَأَخَّرُونَ عَنْهَا فَيُسْلِمُوهَا وَلَا يَتَقَدَّمُونَ عَلَيْهَا فَيُفْرِدُوهَا۔

أَجْزَأَ امْرُؤٌ قِرْنَهُ، وَآسَى أَخَاهُ بِنَفْسِهِ، وَلَمْ يَكِلْ قِرْنَهُ إِلَى أَخِيهِ فَيَجْتَمِعَ عَلَيْهِ قِرْنُهُ وَقِرْنُ أَخِيهِ۔

وَايْمُ اللَّهِ لَئِنْ فَرَرْتُمْ مِنْ سَيْفِ الْعَاجِلَةِ لَا تَسْلَمُوا مِنْ سَيْفِ الْآخِرَةِ، وَأَنْتُمْ لَهَامِيمُ الْعَرَبِ وَالسَّنَامُ الْأَعْظَمُ، إِنَّ فِي الْفِرَارِ مَوْجِدَةَ اللَّهِ، وَالذُّلَّ اللَّازِمَ، وَالْعَارَ الْبَاقِيَ، — وَإِنَّ الْفَارَّ لَغَيْرُ مَزِيدٍ فِي عُمُرِهِ، وَلَا مَحْجُوزٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَوْمِهِ، مَنِ الرَّائِحُ إِلَى اللَّهِ كَالظَّمْآنِ يَرِدُ الْمَاءَ، الْجَنَّةُ تَحْتَ أَطْرَافِ الْعَوَالِي، الْيَوْمَ تُبْلَى

زرہ پوش کو آگے رکھو اور بے زرہ کو پیچھے کرو دانتوں کو بھینچ لو اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جاتی ہیں، پہلو بدل کر نیزوں کی انیوں کو خالی دیا کرو اس سے ان کے رخ پلٹ جاتے ہیں آنکھیں بھینچیں رکھو اس سے حوصلہ قائم اور دل سکون میں رہتے ہیں آوازیں بلند نہ کرو اس سے بزدلی دور ہوتی ہے۔

اپنا جھنڈا نہ جھکنے دو اور نہ اسے اکیلا چھوڑو اسے انہی کے ہاتھوں میں رکھو جو بہادر اور عزت کے محافظ ہوں کیونکہ جب مصیبت ٹوٹ پڑتی ہے تو وہ لوگ صبر کرتے ہیں جو جھنڈے کے گرد گھیرا ڈال کر دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے اس کا حلقہ کر لیتے ہیں وہ قدم پیچھے نہیں ہٹاتے کہ اسے (دشمنوں کے) سپرد کر دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اسے اکیلا چھوڑ دیں۔

ہر شخص اپنے مدِ مقابل سے خود نمٹے اور دل سے اپنے بھائی کی بھی مدد کرے اور اپنے حریف کو دوسرے بھائی کے حوالے نہ کرے کہ اس کا اور اس کا حریف ایکا کر کے اس پر ٹوٹ پڑیں۔

خدا کی قسم تم اگر دنیا کی تلوار سے بھاگ نکلے تو آخرت کی تلوار سے نہیں بچ سکتے تم تو عرب کے جوانمرد اور سربلند لوگ ہو (یاد رکھو کہ) بھاگنے میں خدا کا غضب اور دائمی ذلت اور ہمیشہ کے لئے ننگ و عار ہے۔ (یہ بھی یاد رکھو) بھاگنے والا اپنی عمر نہیں بڑھا لیتا اور نہ اس کے اور اس کی موت کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے۔ اللہ کی طرف جانے والا ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا پانی تک پہنچ جائے جنت نیزوں کی انیوں کے نیچے ہے آج کے دن ہر شخص کے دل کے حال کا امتحان ہو گا۔

وَاخْتِبَارُ.

وَاللهِ لَأَنَا أَشْوَقُ إِلَى لِقَائِهِمْ مِنْهُمْ إِلَى دِيَارِهِمْ. اَللّٰهُمَّ فَإِنْ رَدُّوا الْحَقَّ فَافْضُضْ جَمَاعَتَهُمْ وَشَتِّتْ كَلِمَتَهُمْ. وَأَبْسِلْهُمْ بِخَطَايَاهُمْ.

إِنَّهُمْ لَنْ يَزُولُوا عَنْ مَوَاقِفِهِمْ دُونَ طَعْنٍ دِرَاكٍ يَخْرُجُ مِنْهُ النَّسِيمُ وَضَرْبٍ يَفْلِقُ الْهَامَ وَيُطِيحُ الْعِظَامَ، وَيُنْدِرُ السَّوَاعِدَ وَالْأَقْدَامَ، وَحَتَّى يُرْمَوْا بِالْمَنَاسِرِ تَتْبَعُهَا الْمَنَاسِرُ، وَيُرْجَمُوا بِالْكَتَائِبِ تَقْفُوهَا الْحَلَائِبُ. وَحَتَّى يُجَرَّ بِبِلَادِهِمُ الْخَمِيسُ يَتْلُوهُ الْخَمِيسُ وَحَتَّى تَدْعَقَ الْخُيُولُ فِي نَوَاحِرِ أَرْضِهِمْ وَبِأَعْنَانِ مَسَارِبِهِمْ وَمَسَارِحِهِمْ.

(قَوْلُ الدَّعْقَ) الدَّقَّ، أَيْ تَدُقُّ الْخُيُولُ بِحَوَافِرِهَا أَرْضَهُمْ وَنَوَاحِرُ أَرْضِهِمْ مُتَقَابِلَاتُهَا. يُقَالُ: مَنَازِلُ بَنِي فُلَانٍ تَتَنَاحَرُ. أَيْ تَتَقَابَلُ.

(کہ صادق ہے یا کاذب، بہادر ہے یا بزدل، مومن ہے یا نہیں)۔

خدا کی قسم مجھے ان دشمنوں سے دو بدو ہو کر لڑنے کا اس سے زیادہ شوق ہے جتنا انہیں اپنے گھروں کو پلٹنے کا اشتیاق ہو گا خداوندا اگر یہ دشمن احق کو رد کر دیں تو ان کی جماعت کو توڑ دے انکی آواز کو منتشر کر دے ان کے گناہوں کی سزا میں انہیں تباہ کر دے۔

یہ لوگ اپنے موقف (شر و فساد) سے اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک ان پر تابڑ توڑ نیزوں کے ایسے وار نہ ہوں جن سے زخموں کے منہ ایسے کھل جائیں کہ انہیں سے ہوا گذر سکے اور تلواروں کی ایسی ضربیں نہ لگیں جو سروں کو شگافتہ کر دیں ہڈیوں کے پرخچے اڑا دیں اور بازوؤں اور قدموں کو کاٹ کر پھینک دیں اور جب تک پے در پے لشکروں کا نشانہ نہ بنائے جائیں اور ایسی فوجیں ان پر نہ ٹوٹ پڑیں جن کے پیچھے اور تیر اندازوں کے دستے تیار کھڑے ہوں اور جب تک ان کے شہروں پر تابڑ توڑ فوجوں کی ایسی چڑھائی نہ ہو جس میں گھوڑے ان کی زمینوں کو آخر تک روند ڈالیں اور ان کے سبزہ زاروں اور چراگاہوں کو پامال نہ کر دیں۔

علامہ سید شریف رضیؒ فرماتے ہیں کہ الدعق کے معنی روندنے کے ہیں اس کے معنی یہ ہونگے کہ گھوڑے اپنے سموں سے انکی زمینوں کو روند دیں اور نواحر ارضہم سے مراد وہ زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں عرب اگر یوں کہیں کہ مَنَازِلُ بَنِی فلاں تتناحر تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ فلاں قبیلہ کے گھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔

سلہ حضرتؑ نے یہ خطبہ جنگ صفین کے موقع پر ارشاد فرمایا ہے۔ یہ واقعہ یہ ہے کہ بنی امیہ کا چشم و چراغ معاویہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے شام کا خود مختار حکمران چلا آرہا تھا اور حضرت عثمانؓ نے بھی اپنے دور میں اسے اس عہدہ پر برقرار رکھا بلکہ اس کے حلقہ کو وسیع کر دیا تھا۔ جب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت پر مہاجرین و انصار نے بیعت کر لی تو معاویہ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ وہ حضرتؑ کی بیعت کر کے شام کی مطلق العنان امارت سے دست بردار ہو جائے اس نے انتقام خون عثمانؓ کا بہانہ بنا کر ایک لاکھ سے زیادہ فوج لے کر امیر المومنینؑ پر حملہ کرنے کے لئے صفین کے میدان میں کود پڑا۔

حالانکہ حضرت عثمانؓ کی حکومت کے آخری چھ سال تقریباً خلفشار، شکایات اور اختلافات میں گزرے اور معاویہ کو سب کچھ علم تھا مگر انہوں نے کبھی ان کی مدد کا ارادہ نہیں کیا بلکہ وہ دل سے چاہتے تھے کہ یہ صورت رونما ہو جائے اور انہیں

انتقام کے بہانہ سے حکومت کا موقع مل جائے حالانکہ حضرت عثمان کی اولاد کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ خون کا دعویٰ کرے خواہ وہ معاویہ ہوں یا ام المومنین عائشہ چنانچہ امیرالمومنینؑ نے کئی مرتبہ یہ پیغام دیا ہے کہ اولاد عثمان آئیں اپنا دعویٰ پیش کریں شرعی اصول کے مطابق ثبوت مہیا کئے جائیں اور فیصلہ کیا جائے۔ امیرالمومنینؑ کو اگرچہ آنے والے واقعات کا پورا اندازہ تھا مگر آپ نے جنگ جمل سے فارغ ہو کر اتمام حجت کے لئے جریر بن عبداللہ کو خط دے کر معاویہ کے پاس شام روانہ کیا جس میں یہ تحریر تھا کہ مہاجرین و انصار نے میری بیعت کر لی ہے تم بھی میری اطاعت قبول کرتے ہوئے میری بیعت کر لو پھر قتل عثمان کا مسئلہ میرے سامنے پیش کیا جائے تاکہ کتاب و سنت کے مطابق میں اس کا فیصلہ کر دوں۔

معاویہ نے حیلے بہانے کر کے جریر بن عبداللہ کو روک رکھا اور عمرو بن عاص کے مشورہ سے حضرت عثمان کا خون آلودہ کرتا اور نائلہ کی انگلیاں مسجد جامع میں بلند کر کے عوام کو انتقام خون عثمان کے لئے جوش دلایا اور سربرآوردہ لوگوں کے ذریعہ یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ عثمان کو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے قتل کرایا ہے اور ان کے قاتلوں کو پناہ دی ہے اس طریقہ سے عوام میں اشتعال پیدا کر کے ایک لاکھ سے زیادہ افراد سے قصاص خون عثمان پر بیعت کر لی۔

جریر بن عبداللہ یہ حالات دیکھنے کے بعد شام سے واپس کر گئے انہوں نے چشم دید واقعات سے مطلع کیا [illegible] کی طرف قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئے وادی نخیلہ میں اسی ہزار سے زائد مجاہدین جمع ہو گئے آپ نے یکے بعد دیگرے دو دستے بطور مقدمۃ الجیش کے روانہ فرمائے پھر ۵ شوال کو باقی لشکر لے کر روانہ ہو گئے۔

آپ کے پہنچنے سے قبل معاویہ صفین میں اہم مورچوں پر قبضہ کر چکے تھے وہ دریائے فرات کا مورچہ [illegible] حضرت نے پیغام بھیج کر سمجھایا بجھایا مگر وہ اس سے باز نہ آئے آخر لشکر عراق نے حملہ کر کے گھاٹ چھین لیا امیرالمومنینؑ نے کئی افراد کو معاویہ کے پاس روانہ کیا کہ وہ انہیں سمجھائیں اور بیعت کے لئے آمادہ کریں مگر انہوں نے صاف جواب دیا کہ ہمارا فیصلہ اب تلوار کے ذریعہ ہوگا ماہ ذی الحجہ ۳۶ھ میں جنگ شروع ہوئی۔ محرم الحرام میں بند کر دی گئی یکم صفر کو پھر جنگ کا آغاز ہوا ہر روز مختلف سرداروں کی زیر قیادت گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ آٹھویں دن جب خود امیرالمومنینؑ نکلے تو میدان میں زلزلہ آ گیا۔ آپ نے معاویہ کی قرارگاہ کے قریب پہنچ کر معاویہ کو مخاطب کر کے آواز دی کیوں لشکر کو کٹوا رہے ہو خود میدان میں نکل آؤ اور مقابلہ کرو جو غالب آ جائے وہی حق پر ہے یہ سن کر عمرو بن عاص نے جوش دلایا مگر واپس ہو گئے انہیں پلٹتا دیکھ کر امیرالمومنینؑ مسکرا کر واپس ہو گئے۔

نویں دن وہ زبردست جنگ ہوئی کہ دیتے دیتے ترکش خالی ہو گئے۔ نیزے ٹوٹ گئے اور دست بدست تلواروں سے جنگ ہو رہی تھی اور ایک دوسرے کی فوج کے دل میں گھس کر جنگ ہو رہی تھی امیرالمومنینؑ کا لشکر معاویہ کے خیمہ کے قریب پہنچ چکا تھا یہاں تک کہ معاویہ بھاگنے پر آمادہ ہو گئے مگر کسی امید پر رک گئے۔ اس جنگ میں عمار بن یاسر، عبداللہ بن عباس اور مالک اشتر کے کارنامے یادگار ہیں گے۔ عمار یاسر اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ جدھر رخ کرتے صفیں الٹ دیتے تھے ان میں تہتر برس کا جوش تھا۔ آخر ابو غادیہ کے نیزہ کے وار سے زخمی ہو کر گرے [illegible] ابن جوین نے انہیں شہید کر دیا۔

عمار کی شہادت سے معاویہ کے لشکر میں ہل چل مچ گئی ایک دوسرے کو حضور نبی اکرم صلعم کی یہ حدیث یاد دلانے لگے تقتل عمارا الفئۃ الباغیۃ یعنی عمار کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا وہ عمار کا قاتل ہمارا گروہ ہے جنہ [illegible] تب معاویہ نے یہ

حال بیان کیا تو یہ بہانہ تراشا کہ عمار کے قاتل تو علی ہیں نہ وہ انہیں میدان میں لاتے نہ وہ مارے جاتے۔ یہ خبر علیؑ تک بھی پہنچی تو فرمایا کہ اس حساب سے حضرت حمزہ کے قاتل خود رسول خدا قرار پائے نہ وہ انہیں احد کے میدان میں لاتے اور نہ شہید ہوتے۔

عبداللہ بن بدیل اور عمار یاسر کی شہادت کے بعد امیرالمومنینؑ نے قبیلہ ربیعہ و ہمدان کو جوش دلایا تو ان کے بارہ ہزار بہادر شمشیر بکف جھپٹ پڑے اور دشمن کی صفوں میں گھس کر اس طرح تلواریں چلائیں کہ کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگ گئے ہر طرف خون کا سیلاب رواں تھا۔ یہ داروگیر کا عالم جاری تھا کہ آفتاب غروب ہوگیا اور ہر طرف خوفناک اندھیرا چھا گیا۔ اسی رات کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں جس میں ہر طرف گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز، شامیوں کی چیخ و پکار کی وجہ سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی امیرالمومنینؑ کے نعروں کی گونج سے دوستوں کے دلوں میں جذبۂ شجاعت و ولولہ جوش مارتا تھا اور دشمنوں کے دل دہل رہے تھے صبح ہوتے تک تیس ہزار مقتول خاک پر پڑے تھے۔

دونوں کی مسلسل جنگ اور رات بھر بے اندازہ شمشیر زنی کے باوجود دسویں دن حضرتؑ کا لشکر تازہ دم بہادروں کی طرح جوش میں یوں غلبہ کر رہا تھا کہ شامیوں کو اپنی شکست کا یقین ہوگیا اور وہ بھاگنے کو تیار ہی تھے کہ نیزوں پر قرآن بلند کر دیئے گئے جس نے جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ چلتی ہوئی تلواریں رک گئیں اور عمرو بن عاص کا فریب کارگر ہو گیا۔ امیرالمومنینؑ کے لشکر کے بیشتر افراد اس دھوکا میں آگئے اور حضرتؑ کے بار بار سمجھانے کے باوجود انہوں نے تحکیم کی درخواست منظور کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس جنگ میں ۴۵ ہزار شامی اور ۲۵ ہزار عراقی کام آئے!

(از کتاب صفین نصر ابن مزاحم منقری المتوفی ۲۱۲ھ تاریخ طبری)

خطبہ ۱۲۵

تحکیم کے بارے میں

إِنَّا لَمْ نُحَكِّمِ الرِّجَالَ وَإِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْآنَ وَهٰذَا الْقُرْآنُ إِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَسْطُورٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ. لَا يَنْطِقُ بِلِسَانٍ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ تَرْجُمَانٍ. وَإِنَّمَا يَنْطِقُ عَنْهُ الرِّجَالُ.

ہم نے لوگوں کو نہیں بلکہ قرآن کو حکم مقرر کیا تھا اور یہ قرآن دو دفتیوں کے درمیان لکھی ہوئی کتاب ہے جو زبان سے نہیں بولتی اس کے لئے ترجمان ضروری ہے اور وہ ترجمان آدمی ہی ہوتے ہیں جو قرآن کی روشنی میں کلام کرتے ہیں۔

وَلَمَّا دَعَانَا الْقَوْمُ إِلَى أَنْ نُحَكِّمَ

جو قوم (اہل شام) نے ہم سے خواہش کی کہ ہم اپنے اور ان کے

بَیْنَنَا الْقُرْآنَ لَمْ نَکُنِ الْفَرِیقَ الْمُتَوَلِّیَ عَنْ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی. وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُولِ. فَرَدُّهُ إِلَی اللّٰهِ أَنْ نَحْکُمَ بِکِتَابِهِ وَرَدُّهُ إِلَی الرَّسُولِ أَنْ نَأْخُذَ بِسُنَّتِهِ فَإِذَا حُکِمَ بِالصِّدْقِ فِی کِتَابِ اللّٰهِ فَنَحْنُ أَحَقُّ النَّاسِ بِهِ وَإِنْ حُکِمَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ فَنَحْنُ أَوْلَاهُمْ بِهِ.

درمیان قرآن مجید کو حکم قرار دیں تو ہم ایسے لوگ نہ تھے کہ اللہ کی کتاب سے منحرف ہو جاتے حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے "اگر تم کسی بات میں اختلاف کرنے لگو تو خدا اور رسول کی طرف اسے پھیر دو" خدا کی طرف رجوع کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہم اس کی کتاب کو حکم مانیں اور رسول کی طرف رجوع کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہم انکی سنت (طریقہ) پر چلیں پس اگر سچائی کے ساتھ کتاب خدا سے حکم حاصل کیا جائے تو اس کی رو سے سب سے زیادہ ہم اختلاف کے احق دار ہیں اور اگر سنت رسولؐ کے مطابق فیصلہ کیا جائے تو ہم سب سے زیادہ اس کے اہل ہیں۔

وَأَمَّا قَوْلُکُمْ لِمَ جَعَلْتَ بَیْنَکَ وَبَیْنَهُمْ أَجَلًا فِی التَّحْکِیمِ فَإِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ لِیَتَبَیَّنَ الْجَاهِلُ وَیَتَثَبَّتَ الْعَالِمُ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ یُصْلِحَ فِی هٰذِهِ الْهُدْنَةِ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَا تُؤْخَذَ بِأَکْظَامِهَا فَتَعْجَلَ عَنْ تَبَیُّنِ الْحَقِّ وَتَنْقَادَ لِأَوَّلِ الْغَیِّ.

باقی تمہارا یہ کہنا کہ آپ نے اپنے اور ان کے درمیان تحکیم کی مہلت کیوں دی تو میں نے یہ موقع اس لئے دیا کہ جاہل تحقیق کرے اور عالم ثابت قدم ہو جائے اور شاید خداوند عالم اس مہلت کے ذریعہ اس امت کے حالات کی اصلاح فرما دے اور یکایک اس کا گلا نہ گھونٹ دیا جائے کہ حق واضح ہونے سے پہلے جلد بازی سے پہلی ہی گمراہی کے پیچھے نہ لگ جائے۔

إِنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ کَانَ الْعَمَلُ بِالْحَقِّ أَحَبَّ إِلَیْهِ وَإِنْ نَقَصَهُ وَکَرَثَهُ مِنَ الْبَاطِلِ وَإِنْ جَرَّ إِلَیْهِ فَائِدَةً وَزَادَهُ.

یقیناً اللہ کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو عمل حق کو زیادہ دوست رکھتا ہو چاہے اس سے اسے نقصان و ضرر پہنچتا ہو اور باطل سے منہ موڑے رہتا ہو چاہے اس میں فائدہ کیوں نہ ہو۔

فَأَیْنَ یُتَاهُ بِکُمْ. وَمِنْ أَیْنَ أُتِیتُمْ. اسْتَعِدُّوا لِلْمَسِیرِ إِلٰی قَوْمٍ حَیَارٰی عَنِ الْحَقِّ لَا یُبْصِرُونَهُ وَمُوزَعِینَ بِالْجَوْرِ لَا یَعْدِلُونَ بِهِ. جُفَاةٍ عَنِ الْکِتَابِ نُکُبٍ عَنِ الطَّرِیقِ مَا أَنْتُمْ بِوَثِیقَةٍ یُعْلَقُ بِهَا وَلَا زَوَافِرِ عِزٍّ یُعْتَصَمُ إِلَیْهَا لَبِئْسَ حُشَّاشُ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ أُفٍّ

پس تمہیں بہکایا جا رہا ہے اور تم کہاں سے شیطان کی راہ پر لائے گئے ہو تم اس قوم کی طرف بڑھنے کے لئے مستعد ہو جاؤ جو حق سے منہ موڑ کر حیران و سرگشتہ ہے اسے دیکھتی ہی نہیں اور وہ ایسے بہکا دیئے گئے ہیں کہ سیدھی راہ پر آنا ہی نہیں چاہتے یہ لوگ کتاب خدا سے دور راہ حق سے رو گرداں ہیں اور اس پر طرہ یہ ہے کہ تم قابل وثوق نہیں ہو کہ تم پر بھروسہ کیا جائے اور نہ عزت کا سبب ہو کہ تمسک کیا جائے اور تم تو جنگ کی آگ بھڑکانے کے بھی اہل نہیں ہو تم پر

لَكُمْ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْكُمْ بَرْحاً، يَوْماً أُنَادِيكُمْ وَيَوْماً أُنَاجِيكُمْ فَلَا أَحْرَارُ صِدْقٍ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَلَا إِخْوَانُ ثِقَةٍ عِنْدَ النَّجَاءِ۔

افسوس ہے مجھے تم سے کس قدر تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں کسی دن تمہیں (نصرتِ دین) کے لئے آواز دیتا ہوں اور کسی دن تم سے جگہ کی رازدارانہ باتیں کرتا ہوں مگر تم نہ پکارنے کے وقت سچے ثابت ہوتے ہو اور نہ راز کیلئے قابلِ اعتماد بھائی ثابت ہوتے ہو۔

خطبہ ۱۲۶

تقسیم زر میں مساوات کا اہتمام

حضرتؑ نے مہاجر و غیر مہاجر کا فرق مٹا کر عہد نبویؐ کے مطابق تقسیم شروع کی تو لوگوں نے احتجاج کیا اُس پر حضرتؑ نے فرمایا

أَتَأْمُرُونِّي أَنْ أَطْلُبَ النَّصْرَ بِالْجَوْرِ فِيمَنْ وُلِّيتُ عَلَيْهِ۔

تم لوگ چاہتے ہو کہ میں جن لوگوں پر حاکم بنا ہوں ان پر ظلم (حق تلفی) کرکے ان لوگوں کی امداد حاصل کروں (اور طبقاتی نظام قائم کرکے سنتِ رسولؐ کی مخالفت کروں)

وَاللّٰهِ لَا أَطُورُ بِهِ مَا سَمَرَ سَمِيرٌ، وَمَا أَمَّ نَجْمٌ فِي السَّمَاءِ نَجْماً وَلَوْ كَانَ الْمَالُ لِي لَسَوَّيْتُ بَيْنَهُمْ فَكَيْفَ وَإِنَّمَا الْمَالُ مَالُ اللّٰهِ۔

خدا کی قسم جب تک دنیا کا قصہ چل رہا ہے اور ایک ستارہ دوسرے کی طرف کھینچ رہا ہے میں یہ نہ کروں گا اور اگر یہ میرا (ذاتی) مال ہوتا تو بھی میں ان میں مساوی تقسیم کرتا اور یہ تو اللہ کا مال ہے (پھر طبقاتی تقسیم کیونکر ممکن ہے)

أَلَا وَإِنَّ إِعْطَاءَ الْمَالِ فِي غَيْرِ حَقِّهِ تَبْذِيرٌ وَإِسْرَافٌ، وَهُوَ يَرْفَعُ صَاحِبَهُ فِي الدُّنْيَا وَيَضَعُهُ فِي الْآخِرَةِ، وَيُكْرِمُهُ فِي النَّاسِ وَيُهِينُهُ عِنْدَ اللّٰهِ، وَلَمْ يَضَعِ امْرُؤٌ مَالَهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ وَلَا عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ إِلَّا حَرَمَهُ اللّٰهُ شُكْرَهُمْ، وَكَانَ لِغَيْرِهِ وُدُّهُمْ، فَإِنْ زَلَّتْ بِهِ النَّعْلُ يَوْماً فَاحْتَاجَ إِلَى مَعُونَتِهِمْ فَشَرُّ خَدِينٍ، وَأَلْأَمُ خَلِيلٍ۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ یاد رکھو غیر مستحق پر بخشش کرنا فضول خرچی اور اسراف ہے یہ اسراف انسان کو دنیا میں بلند مرتبہ کرتا ہے مگر آخرت میں پست کر دیتا ہے لوگوں میں باعزت بنا دیتا ہے مگر اللہ کی نظر میں ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور جو بھی اپنا مال غیر مستحق اور نااہل کو دیتا ہے خدا اسے اس کی شکرگزاری سے محروم کر دیتا ہے اور ان کی محبت و دوستی بھی دوسروں ہی کے حصہ میں آتی ہے اور اگر کبھی اُسکے پیر پھسل جائیں (وہ بدحال ہو جائے) اور ان کی امداد کا محتاج ہو جائے تو وہ بدترین ساتھی اور زیادہ ملامت کرنے والے دوست ثابت ہوں گے۔

خطبہ ۱۲۷

خوارج کو جواب

اُسوۂ رسولؐ کی روشنی میں

فَإِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا أَنْ تَزْعُمُوا أَنِّي أَخْطَأْتُ وَضَلَلْتُ فَلِمَ تُضَلِّلُونَ عَامَّةَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِضَلَالِي وَتَأْخُذُونَهُمْ بِخَطَائِي وَتُكَفِّرُونَهُمْ بِذُنُوبِي.

اگر تم اس گمان پر بضد ہو کہ میں نے غلطی کی اور گمراہ ہو گیا ہوں تو میری گمراہی کی وجہ سے ساری امت محمد صلعم کو کیوں گمراہ سمجھتے ہو، اور میری غلطی کی سزا انہیں کیوں دیتے ہو اور میرے گناہوں کی وجہ سے انہیں کیوں کافر کہتے ہو

سُيُوفُكُمْ عَلَى عَوَاتِقِكُمْ تَضَعُونَهَا مَوَاضِعَ الْبُرْءِ وَالسُّقْمِ وَتَخْلِطُونَ مَنْ أَذْنَبَ بِمَنْ لَمْ يُذْنِبْ.

اپنی تلواریں کاندھوں پر اٹھائے ہر موقع بے موقع وار کئے جا رہے ہو اور بے خطاؤں اور خطا کاروں کو خلط ملط کئے دیتے ہو۔

وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ رَجَمَ الزَّانِيَ الْمُحْصَنَ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ وَرَّثَهُ أَهْلَهُ، وَقَتَلَ الْقَاتِلَ وَوَرَّثَ مِيرَاثَهُ أَهْلَهُ، وَقَطَعَ السَّارِقَ وَجَلَدَ الزَّانِيَ غَيْرَ الْمُحْصَنِ ثُمَّ قَسَمَ عَلَيْهِمَا مِنَ الْفَيْءِ وَنَكَحَا الْمُسْلِمَاتِ فَأَخَذَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِذُنُوبِهِمْ وَأَقَامَ حَقَّ اللّٰهِ فِيهِمْ وَلَمْ يَمْنَعْهُمْ سَهْمَهُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُخْرِجْ أَسْمَاءَهُمْ مِنْ بَيْنِ أَهْلِهِ ثُمَّ أَنْتُمْ شِرَارُ النَّاسِ، وَمَنْ رَمَى بِهِ الشَّيْطَانُ مَرَامِيَهُ وَضَرَبَ بِهِ تِيهَهُ.

حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ رسول اللہ صلعم نے زنا محصنہ کرنیوالے کو رجم کیا پھر اس پر نماز بھی پڑھی اور اس کے وارثوں کو اسکی میراث بھی عطا فرمائی۔ قاتل کو قصاص میں قتل کیا اور اسکی میراث وارثوں میں تقسیم فرمائی، چور کے ہاتھ کاٹے اور زنا غیر محصنہ کے مرتکب کو تازیانے لگوائے تو انہیں مال فیٔ سے حصہ بھی دیا اور انہوں نے مسلمان عورتوں سے (بحیثیت مسلم ہونیکے) نکاح بھی کئے (انہیں کافر نہیں قرار دیا) رسول خدا صلعم نے انکے جرم کی سزا تو دی مگر انکے بارے میں خدا کا حق بھی جاری رکھا انہیں اسلام کے حق سے محروم نہیں کیا اور نہ مسلمانوں کی فہرست سے انکے نام خارج کئے (حقیقت یہ ہے) کہ تم ہو ہی شریر لوگ جنہیں شیطان نے اپنے مقاصد کی راہ پر لگا رکھا ہے اور گمراہی کے چٹیل میدان میں لا ڈالا ہے۔

سَیَهْلِكُ فِیَّ صِنْفَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ اِلٰی غَیْرِ الْحَقِّ وَ مُبْغِضٌ مُفْرِطٌ یَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ اِلٰی غَیْرِ الْحَقِّ وَخَیْرُ النَّاسِ فِیَّ حَالًا اَلنَّمَطُ الْاَوْسَطُ. فَالْزَمُوهُ وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّ یَدَ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَ اِیَّاکُمْ وَ الْفُرْقَةَ فَاِنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ۔

اَلَا مَنْ دَعَا اِلٰی هٰذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوهُ وَلَوْ کَانَ تَحْتَ عِمَامَتِیْ هٰذِهِ وَاِنَّمَا حُکِّمَ الْحَکَمَانِ لِیُحْیِیَا مَا اَحْیَا الْقُرْاٰنُ وَیُمِیتَا مَا اَمَاتَ الْقُرْاٰنُ وَ اِحْیَاؤُهُ الْاِجْتِمَاعُ عَلَیْهِ. وَ اِمَاتَتُهُ الْاِفْتِرَاقُ عَنْهُ فَاِنْ جَرَّنَا الْقُرْاٰنُ اِلَیْهِمْ اتَّبَعْنَاهُمْ وَاِنْ جَرَّهُمْ اِلَیْنَا اتَّبَعُونَا. فَلَمْ اٰتِ لَا اَبَا لَکُمْ بُجْرًا وَلَا خَتَلْتُکُمْ عَنْ اَمْرِکُمْ وَلَا لَبَّسْتُهُ عَلَیْکُمْ اِنَّمَا اجْتَمَعَ رَاْیُ مَلَئِکُمْ عَلَی اخْتِیَارِ رَجُلَیْنِ اَخَذْنَا عَلَیْهِمَا اَنْ لَا یَتَعَدَّیَا الْقُرْاٰنَ فَتَاهَا عَنْهُ وَتَرَکَا الْحَقَّ وَهُمَا یُبْصِرَانِهِ وَکَانَ الْجَوْرُ هَوَاهُمَا فَمَضَیَا عَلَیْهِ وَقَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَلَیْهِمَا فِی الْحُکُومَةِ بِالْعَدْلِ وَالصَّمْدِ لِلْحَقِّ سُوْءَ رَاْیِهِمَا وَجَوْرَ حُکْمِهِمَا۔

میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہو جائیں گے ایک حد سے زیادہ چاہنے والے جنہیں محبت کی زیادتی غلط راہ پر لگا دے گی اور دوسرے مجھ سے حد سے گزر کر دشمنی رکھنے والے جنہیں یہ حق سے بے راہ کر دیگی میرے متعلق ان کا حال سب سے اچھا ہے جو میانہ روی اختیار کریں تم اس راہ پر قائم رہو اور سواد اعظم کا جو میرے تابعدار ہیں ساتھ دو کیونکہ خداوند عالم جماعت حق کی تائید فرماتا ہے اور تفرقہ سے بچتے رہو کیونکہ جماعت کو چھوڑنے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جیسے گلہ سے نکلنے والی بھیڑ بھیڑیئے کا شکار ہو جاتی ہے۔

خبردار جو بھی ایسے نعرے لگا کر اپنی طرف بلائے اسے قتل کر دو اگرچہ وہ میرے اس عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو۔

(رہا حکمین کا مسئلہ) تو حکمین (ابو موسیٰ و عمرو عاص) کو صرف اسلئے ثالث مقرر کیا گیا تھا کہ وہ انہی چیزوں کو زندہ کریں جنہیں قرآن نے زندہ کیا ہے اور انہیں نیست و نابود کیا ہے اور قرآن کا زندہ کرنا اس پر عمل کرنا ہے اور ہلاک کرنا اسکے تعلق سے جو اس پر چلتا ہے پس اگر قرآن ہمیں انکی طرف کھینچ لے جاتا تو ہم انکی پیروی کرینگے اور اگر وہ انہیں ہماری طرف کھینچے تو انہیں ہماری پیروی کرنا چاہیئے تمہارا برا ہو میں نے کوئی مصیبت کھڑی کی نہ تمہیں دھوکا دیا ہے تمہارے ہی گروہ کی یہ رائے ہوئی تھی کہ دو آدمی (ابو موسیٰ و عمرو عاص) کو حکم بنا دیا جائے ہم نے ان سے عہد لے لیا تھا کہ قرآن کے حدود سے تجاوز نہ کریں گے بس دونوں قرآن سے پھر گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے حالانکہ دونوں حق سے واقف تھے مگر (قرآن کے خلاف چلنے کا) ظلم و ستم خواہش نفس سے تھا جس پر وہ چل پڑے حالانکہ ہم نے عہد نامہ میں یہ اقرار لے لیا تھا کہ وہ عدل و انصاف کا راستہ اختیار کریں گے اور مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بدنیتی اور بے راہ روی کو دخل نہ دینگے اگر حق کے خلاف فیصلہ کیا گیا تو ہم اس پر عمل نہ کریں گے۔

خطبہ ۱۲۸

بصرہ کے متعلق اہم پیشین گوئیاں اور امیر زنج کا خروج

فيما يخبر به من الملاحم بالبصرة يا أحنف كأني به وقد سار بالجيش الذي لا يكون له غبار ولا لجب ولا قعقعة لجم ولا حمحمة خيل يثيرون الأرض بأقدامهم كأنها أقدام النعام يومئ بذلك إلى صاحب الزنج ثم قال عليه السلام.

ويل لسكككم العامرة والدور المزخرفة التي لها أجنحة كأجنحة النسور وخراطيم كخراطيم الفيلة من أولئك الذين لا يندب قتيلهم ولا يفتقد غائبهم.

أنا كاب الدنيا لوجهها وقادرها بقدرها وناظرها بعينها.

(ومنه ويومي به إلى وصف الأتراك)

كأني أراهم قوما كأن وجوههم المجان المطرقة يلبسون السرق والديباج ويعتقبون الخيل العتاق ويكون هناك استحرار قتل حتى يمشي المجروح على المقتول ويكون المفلت أقل من المأسور.

اے احنف (صحابی رسولؐ) گویا میں اس (زنگیوں کے امیر) کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ اس نے ایسے لشکر کے ساتھ خروج کیا ہے جس میں نہ گرد و غبار ہے نہ شور و غوغا نہ لگاموں کی کھڑکھڑاہٹ نہ گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز وہ لوگ شتر مرغ کی طرح کوتاہ قدموں سے زمین کو روند رہے ہیں۔ اس سے آپؑ نے حبشیوں کے سردار کی طرف اشارہ کیا ہے پھر حضرتؑ نے فرمایا۔

افسوس ہے تمہاری ان آباد گلیوں اور سجے سجائے مکانوں پر جن کے کنگرے گدھوں کے پروں سے اور جن کے پرنالے ہاتھیوں کے سونڈوں کے مانند ہیں ان لوگوں کے ہاتھوں جو اگر قتل ہو جائیں تو ان پر گریہ و بکا نہیں کیا جاتا اگر گم ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا۔

میں دنیا کو اوندھے منہ گرانے والا مجھے اس کی مقدار کا اندازہ ہے اور اس کے راز میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

(اس کا ایک جز جس میں ترکوں کی حالت کی طرف اشارہ ہے)

گویا میں ایسی قوم کو دیکھ رہا ہوں جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرف ہیں جن پر چمڑا منڈھا ہوا ہو وہ ابریشم و دیباج کے کپڑے پہنتے ہیں اور انہیں گھوڑے پسند کرتے ہیں یہاں ایسا کشت و خون ہوگا کہ زخمی کشتوں کے اوپر سے ہو کر گزریں گے اور بھاگ جانے والے قید ہونے والوں سے کم ہوں گے۔

فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ. لَقَدْ اُعْطِیْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عِلْمَ الْغَیْبِ. فَضَحِکَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لِلرَّجُلِ وَکَانَ کَلْبِیًّا یَا اَخَا کَلْبٍ لَیْسَ هُوَ بِعِلْمِ غَیْبٍ وَاِنَّمَا هُوَ تَعَلُّمٌ مِّنْ ذِیْ عِلْمٍ. وَاِنَّمَا عِلْمُ الْغَیْبِ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا عَدَّدَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِقَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الْاٰیَةَ. فَیَعْلَمُ سُبْحَانَهٗ مَا فِی الْاَرْحَامِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَقَبِیْحٍ اَوْ جَمِیْلٍ وَسَخِیٍّ اَوْ بَخِیْلٍ وَشَقِیٍّ اَوْ سَعِیْدٍ وَمَنْ یَکُوْنُ فِی النَّارِ حَطَبًا اَوْ فِی الْجِنَانِ لِلنَّبِیِّیْنَ مُرَافِقًا. فَهٰذَا عِلْمُ الْغَیْبِ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ. وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَعِلْمٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ نَبِیَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ فَعَلَّمَنِیْهِ وَدَعَا لِیْ بِاَنْ یَّعِیَهٗ صَدْرِیْ. وَتَضْطَمَّ عَلَیْهِ جَوَانِحِیْ۔

آپ کے بعض اصحاب نے یہ سُن کر فرمایا سے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ آپ کو تو علم غیب بھی عطا ہوا ہے۔ اس پر آپؑ ہنس پڑے اور اس سے فرمایا جو بنی کلب سے تھا اے برادر کلبی یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ یہ اس (رسول) سے حاصل کی ہوئی باتیں ہیں جو خزانہ علم (الٰہی) تھے علم غیب تو قیامت کا وقت اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے جنہیں خداوند عالم نے اپنے ارشاد اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۔۔ الخ میں شمار کیا ہے۔

پس خدا ہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے نر ہے یا مادہ، بدصورت ہے یا خوب صورت۔ سخی ہے یا بخیل، شقی ہے نیک اور کون دوزخ کا ایندھن بنے گا اور کون جنت میں نبیوں کے ساتھ ہوگا۔ پس یہ ہے وہ علم غیب جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہا دوسری چیزوں کا علم تو وہ (ہم جانتے ہیں) خدا نے اپنے نبی کو عطا فرمایا اور نبیؐ نے مجھے بتلا دیا اور میرے لئے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں اس طرح محفوظ رکھے جیسے ترکش تیروں کو محفوظ رکھتا ہے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں۔

سلہ امیرالمومنینؑ کی یہ پیشین گوئی آپ کے علم امامت اور ان آنے والے واقعات کے علم پر شاہد ہیں جنہیں رسول سلام اور اہل بیت علیہم السلام کے سوا کوئی نہیں جانتا آپ نے صاحب زنج کے حملہ کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا وہ من و عن ہوکر رہا ایک ایسی قوم جس کے پاس نہ گھوڑے ہوں نہ تلواریں وہ ایک سازش کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوکر اسے تاراج کرکے دم لیتی ہے اور ۱۴ برس تک قتل عام کرتی رہتی ہے۔ ۱۴ برس کے بعد یہ زنج قتل ہوتا ہے تو دنیا اس کے شر سے نجات پاتی ہے اس بے سرو سامان لشکر کے ہاتھوں نہ عورتیں محفوظ رہتی ہیں اور نہ اطفال خورد سال۔

سلہ۲ اس کلام میں حضرت نے تاتاریوں کے اس حملہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو فرقہ منگولیا شمالی چین کے رہنے والے ہلاکوخان نے اپنے بزرگوں کی طرح کئی لاکھ فوج ہمراہ لے کر چین پھر ایران فتح کرنے کے بعد بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ایسا قتل عام کیا کہ گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہتی رہیں اور اس ملک کو ایسا تہس نہس کیا کہ پھر عباسی حکومت کی قدرت نہ جم سکے اس کی چولیں ہل گئیں۔

سلہ۳ جو امام عالی مقامؑ برسرِ منبر یہ دعویٰ فرماتے رہے کہ سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔ سلونی عمّا دون العرش ان کے

نے یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ وہ آنے والے حوادث و انقلابات کی اس طرح خبر دیتے ہیں کہ گویا ہیں دیکھ رہا ہوں۔
عجب نہیں کہ ان حوادث کی خبر دینے کا مقصد یہ ہو کہ رسول اسلامؐ نے تمہیں قرآن و اہل بیتؑ سے تمسک کا حکم دیا تھا مگر تم اِن کا صرف نام لیتے رہے۔ اور اہل بیتؑ کو چھوڑ بیٹھے بلکہ انہیں ذبح کرتے رہے اور اقتدار کی ہوس میں ایک دوسرے کا گلا کاٹتے رہے اور دین حق کا دعویدار ہونے کے باوجود دنیا نے تم سے قتل و غارت کا سبق سیکھا اور وہ ہمیشہ تمہیں تباہ و برباد کرتے رہے گے اگر تم اہل بیتؑ کا دامن پکڑے رہتے تو ساری دنیا مسلمان ہو جاتی اور امن وامان کے سو قتل و غارت کا نام نہ ہوتا۔

خطبہ ۱۲۹

حصولِ جنت کے شرائط

پیمانوں اور ترازوؤں کے ذکر میں

عِبَادَ اللهِ، إِنَّكُمْ، وَمَا تَأْمُلُونَ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا أَثْوِيَاءُ مُؤَجَّلُونَ، وَمَدِينُونَ مُقْتَضَوْنَ. أَجَلٌ مَنْقُوصٌ وَعَمَلٌ مَحْفُوظٌ. فَرُبَّ دَائِبٍ مُضَيَّعٌ وَرُبَّ كَادِحٍ خَاسِرٌ.

وَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي زَمَنٍ لَا يَزْدَادُ الْخَيْرُ فِيهِ إِلَّا إِدْبَاراً، وَالشَّرُّ فِيهِ إِلَّا إِقْبَالاً، وَالشَّيْطَانُ فِي هَلَاكِ النَّاسِ إِلَّا طَمَعاً. فَهٰذَا أَوَانٌ قَوِيَتْ عُدَّتُهُ وَعَمَّتْ مَكِيدَتُهُ وَأَمْكَنَتْ فَرِيسَتُهُ. اضْرِبْ بِطَرْفِكَ حَيْثُ شِئْتَ مِنَ النَّاسِ فَهَلْ تُبْصِرُ إِلَّا فَقِيراً يُكَابِدُ فَقْراً أَوْ غَنِيّاً بَدَّلَ نِعْمَةَ اللهِ كُفْراً أَوْ بَخِيلاً اتَّخَذَ الْبُخْلَ بِحَقِّ اللهِ وَفْراً، أَوْ مُتَمَرِّداً كَأَنَّ بِأُذُنِهِ

خدا کے بندو اس دنیا میں تم اور تمہاری امیدیں مہمان ہیں جس کی مختصر مدت معلوم ہے ایسے قرضدار ہو جن سے قرضہ کا تقاضا کیا جا رہا ہے تمہاری مدت کم اور عمل (کا تبین عمل کے پاس) محفوظ ہے بہت سے دنیا کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والے محنت ضائع کر رہے ہیں اور بہت سے کوشش کرنے والے زیاں کار نقصان میں ہیں

اور تم ایسے زمانے میں ہو جس میں نیکی پیٹھ پھیر رہی ہے وہ بدی نے اس طرف رخ کر لیا ہے اور شیطان اس لالچ میں لگا ہوا ہے کہ لوگوں کو ہلاک و برباد کر دے یہ وہی زمانہ ہے کہ اس کے گمراہ کرنے کے سامان مضبوط ہو چکے ہیں اس کے مکر پھیل چکے ہیں وہ اس کے شکار آسانی سے پھنس رہے ہیں جہاں چاہو لوگوں پر نظر دوڑاؤ یہی دیکھو گے کہ ایک طرف فقیر فقر و فاقہ کی مصیبت جھیل رہے ہیں دوسری طرف سرمایہ دار اللہ کی نعمت کو کفران نعمت سے بدل رہے ہیں اور ایک جانب بخیل حق اللہ میں بخل کر کے دولت بڑھا رہے ہیں یا وہ سرکشی میں گے جو وعظ و نصیحت سے

عن سمع المواعظ وقرا۔

أين خياركم وصلحاؤكم۔ وأين أحراركم وسمحاؤكم۔ وأين المتورعون في مكاسبهم والمتنزهون في مذاهبهم۔ أليس قد ظعنوا جميعا عن هذه الدنيا الدنية والعاجلة المنغصة۔ وهل خلقتم إلا في حثالة لا تلتقي بذمهم الشفتان استصغارا لقدرهم وذهابا عن ذكرهم۔ فإنا لله وإنا إليه راجعون۔

ظهر الفساد فلا منكر مغير ولا زاجر مزدجر أفبهذا تريدون أن تجاوروا الله في دار قدسه وتكونوا أعز أوليائه عنده۔

هيهات لا يخدع الله عن جنته ولا تنال مرضاته إلا بطاعته۔ لعن الله الآمرين بالمعروف التاركين له، والناهين عن المنكر العاملين به۔

کان بند کئے گئے ہیں۔

(آج) تمہارے وہ نیک و صالح و بلند حوصلہ اور سخی بزرگ کہاں ہیں، یعنی دین میں پرہیزگاری برتنے والے اپنے طرزِ عمل میں پاک و پاکیزہ۔ کیا وہ سب کے سب اس پست اور زندگی تلخ کرنیوالی تیز رفتار دنیا سے گزر نہیں گئے اور کیا ان کے بعد تم ایسے ذلیل لوگوں میں نہیں رہ گئے ہو جنہیں حقیر سمجھ کر اور ان کے ذکر سے پہلو بچانے کے لئے ان کی مذمت میں بھی ہونٹوں کو جنبش دینا گوارا نہیں۔ بس ہم خدا ہی کے لئے ہیں اور اس کی طرف واپس جانے والے ہیں۔

فساد ظاہر ہو گیا ہے نہ کوئی اسے برا سمجھ کر بدلنے والا ہے اور نہ کوئی تنبیہ کرنے والا ہے جو خود بھی باز رہے کیا انہی اعمال کے بل پر تم خدا کے زیرِ سایہ اس کے مقدس گھر (جنت) میں آباد ہونے اور اس کا عزیز ترین دوست بننے کا ارادہ رکھتے ہو۔

کس قدر دور از عقل ہے یہ خیال، خدا کو دھوکا دے کر اس کی جنت نہیں مل سکتی اور نہ اس کی اطاعت کے بغیر اس کی مرضیاں حاصل کی جا سکتی ہیں ان لوگوں پر خدا کی لعنت ہے جو نیکی کا حکم دیتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے برے کاموں سے روکتے ہیں اور خود انہیں پر عمل بھی کرتے ہیں۔

خطبہ ۱۳۰

حضرت ابوذرؓ کا اخراج ربذہ کیجانب

يَا اَبَا ذَرٍّ، اِنَّكَ غَضِبْتَ لِلّٰهِ فَارْجُ مَنْ غَضِبْتَ لَهُ. اِنَّ الْقَوْمَ خَافُوْكَ عَلٰى دُنْيَاهُمْ وَخِفْتَهُمْ عَلٰى دِيْنِكَ فَاتْرُكْ فِيْ اَيْدِيْهِمْ مَا خَافُوْكَ عَلَيْهِ وَاهْرُبْ مِنْهُمْ بِمَا خِفْتَهُمْ عَلَيْهِ فَمَا اَحْوَجَهُمْ اِلٰى مَا مَنَعْتَهُمْ وَمَا اَغْنَاكَ عَمَّا مَنَعُوْكَ وَسَتَعْلَمُ مَنِ الرَّابِحُ غَدًا، وَالْاَكْثَرُ حُسَّدًا، وَلَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ كَانَتَا عَلٰى عَبْدٍ رَتْقًا ثُمَّ اتَّقَى اللّٰهَ لَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْهُمَا مَخْرَجًا.

وَلَا يُؤْنِسَنَّكَ اِلَّا الْحَقُّ. وَلَا يُوْحِشَنَّكَ اِلَّا الْبَاطِلُ فَلَوْ قَبِلْتَ دُنْيَاهُمْ لَاَحَبُّوْكَ. وَلَوْ قَرَضْتَ مِنْهَا لَاَمَّنُوْكَ.

اے ابوذر تم اللہ کے لئے غضب ناک ہوئے ہو تو پھر جس کیلئے غضبناک ہوئے ہو اس سے امید بھی رکھو اس قوم کو اپنی دنیا کیلئے تم سے خطرہ ہے اور تم کو اپنے دین کیلئے ان سے اندیشہ رکھو لہذا جس چیز کیلئے انہیں تم سے اندیشہ ہے وہ انہی کے ہاتھوں میں رہنے دو اور جس شی کیلئے تمہیں ان سے اندیشہ ہے اسے لیکر ان سے بھاگ نکلو جس چیز سے تم انہیں منع کرتے ہے رکاوٹ وہ سمجھتے اور بلکہ وہ کسقدر اسکے محتاج ہیں اور جس چیز کو انہوں نے تم سے روکا ہے اس سے تم بالکل بے نیاز ہو اور عنقریب قیامت میں جان لوگے کہ فائدہ میں کون رہا اور اس سے حسد کرنے والے زیادہ ہیں اور اگر آسمان و زمین کسی بندہ پر بند ہو جائیں اور وہ اللہ سے ڈرنے لگے تو وہ (خدا) آسمان وزمین کی راہیں کھول دیتا ہے ۔

تمہیں صرف حق سے انس و محبت ہونا چاہیئے اور صرف باطل سے وحشت اور بیزاری ہونا چاہیئے اور اگر تم انکی دنیا قبول کر لیتے تو وہ تم سے محبت کرنے لگتے اور اگر تم اس میں سے کوئی حصہ اپنے لئے مقرر کرا لیتے تو وہ تم سے مطمئن ہو جاتے ۔

خطبہ نمبر ۱۳۱

صفات امام

أَيَّتُهَا النُّفُوسُ الْمُخْتَلِفَةُ وَالْقُلُوبُ الْمُتَشَتِّتَةُ، الشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُمْ، وَالْغَائِبَةُ عَنْهُمْ عُقُولُهُمْ، أَظْأَرُكُمْ عَلَى الْحَقِّ وَأَنْتُمْ تَنْفِرُونَ عَنْهُ نُفُورَ الْمِعْزَى مِنْ وَعْوَعَةِ الْأَسَدِ، هَيْهَاتَ أَنْ أَطْلَعَ بِكُمْ سَرَارَ الْعَدْلِ، أَوْ أُقِيمَ اعْوِجَاجَ الْحَقِّ

اے الگ الگ طبیعتوں والے اور پراگندہ دلوں والو! جن کے جسم حاضر اور عقلیں غائب ہیں میں تمہیں نرمی سے حق کی طرف لانا چاہتا ہوں لیکن تم اس سے اس طرح بھڑکتے ہو جیسے شیر کی ڈکار سے بھیڑ بکریاں۔ کس قدر مشکل ہے کہ میں تمہارے سہارے پوشیدہ عدل کو ظاہر کروں اور حق کو (جس میں کجیاں پیدا کی گئی ہیں) سیدھا کروں۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنِ الَّذِي كَانَ مِنَّا مُنَافَسَةً فِي سُلْطَانٍ، وَلَا الْتِمَاسَ شَيْءٍ مِنْ فُضُولِ الْحُطَامِ، وَلَكِنْ لِنَرُدَّ الْمَعَالِمَ مِنْ دِينِكَ، وَنُظْهِرَ الْإِصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ، فَيَأْمَنَ الْمَظْلُومُونَ مِنْ عِبَادِكَ، وَتُقَامَ الْمُعَطَّلَةُ مِنْ حُدُودِكَ

خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ یہ جو کچھ ہم سے (تبلیغ اور جنگ کی صورت میں) ظاہر ہوا اس لئے نہیں تھا کہ ہمیں اقتدار کی خواہش یا مال دنیا کی طلب تھی بلکہ اس لئے تھا کہ ہم تیرے دین کے نشانات کو ان کی اپنی جگہوں پر پلٹا دیں اور تیرے شہروں میں اصلاح کو غالب کر دیں تاکہ تیرے مظلوم بندے محفوظ ہو جائیں اور تیرے وہ احکام پھر سے جاری ہو جائیں جنہیں معطّل کر دیا گیا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَنَابَ، وَسَمِعَ وَأَجَابَ، لَمْ يَسْبِقْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ. وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْوَالِي عَلَى الْفُرُوجِ وَالدِّمَاءِ وَالْمَغَانِمِ وَالْأَحْكَامِ وَإِمَامَةِ الْمُسْلِمِينَ الْبَخِيلُ، فَتَكُونَ فِي أَمْوَالِهِمْ نَهْمَتُهُ، وَلَا الْجَاهِلُ

پروردگارا! میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں جس نے حق کی طرف رجوع کیا اور تیرا حکم سن کر لبیک کہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی نے بھی مجھ سے پہلے نماز نہیں پڑھی۔

اور تم خوب جانتے ہو کہ ناموس، خون، مال غنیمت (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لئے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو کیونکہ مسلمانوں کے مال میں اس کے دانت لگے رہیں گے اور نہ جاہل ہو کہ وہ انہیں اپنی جہالت

فَيُضِلَّهُمْ بِجَهْلِهِ، وَلَا الْجَافِي فَيَقْطَعَهُمْ بِجَفَائِهِ، وَلَا الْحَائِفُ لِلدُّوَلِ فَيَتَّخِذَ قَوْماً دُونَ قَوْمٍ، وَلَا الْمُرْتَشِي فِي الْحُكْمِ فَيَذْهَبَ بِالْحُقُوقِ وَيَقِفَ بِهَا دُونَ الْمَقَاطِعِ، وَلَا الْمُعَطِّلُ لِلسُّنَّةِ فَيُهْلِكَ الْأُمَّةَ

کی وجہ سے گمراہ کردے اور نہ ظالم ہو کہ اپنے ظلم سے لوگوں کو پریشان کردے اور نہ مال و دولت میں ناانصافی کرنے والا ہو کہ وہ کچھ لوگوں کو دے اور کچھ کو محروم کردے اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا ہو کہ وہ حقداروں کے حقوق ضائع کردے اور حقداروں تک نہ پہنچائے۔ اور نہ سنت رسول کو معطل کرنے والا ہو کہ وہ امت کو تباہ و برباد کردے۔

؎ اس کلام میں حضرت نے نص فرمادی کہ مسلمانوں کا حاکم وہی ہو سکتا ہے کہ جس میں یہ عیب نہ ہوں اور یہ شرائط صرف معصوم میں پائے جاتے ہیں یعنی امام خلق آنحضرتؐ کے بعد اہل بیت علیہ السلام کے سوا کوئی نہیں نہ کسی نے آج تک ان کے سوا کسی کے معصوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

خطبہ نمبر ۱۳۲

خدا کی حمد

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا أَخَذَ وَأَعْطَى، وَعَلَى مَا أَبْلَى وَابْتَلَى الْبَاطِنُ لِكُلِّ خَفِيَّةٍ وَالْحَاضِرُ لِكُلِّ سَرِيرَةٍ الْعَالِمُ بِمَا تُكِنُّ الصُّدُورُ وَمَا تَخُونُ الْعُيُونُ،

ہم ہر حال میں اس کی حمد کرتے ہیں جو کچھ اس نے لیا جو کچھ عطا فرمایا اس نے جو نعمتیں بخشیں اور جن آزمائشوں میں ڈالا۔ وہ ہر خفیہ چیز سے باخبر اور ہر پوشیدہ چیز پر حاضر ہے وہ سینوں میں چھپے ہوئے رازوں اور آنکھوں کے چوری چھپے اشاروں کو جاننے والا ہے۔

وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَجِيبُهُ وَبَعِيثُهُ شَهَادَةً يُوَافِقُ فِيهَا السِّرُّ الْإِعْلَانَ وَالْقَلْبُ اللِّسَانَ

اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے برگزیدہ اور بھیجے ہوئے رسول ہیں ایسی گواہی جس میں ظاہر و باطن یکساں اور دل و زبان یک آواز ہیں۔

مِنْهَا

اسی خطبہ کا ایک حصہ

فَإِنَّهُ وَاللَّهِ الْجِدُّ لَا اللَّعِبُ وَالْحَقُّ

خدا کی قسم وہ بالکل حقیقت ہے کوئی کھیل نہیں اور ازسرتاپا حق

لا يكذب وهو الموت قد أسمع داعيه وأعجل حاديه ،

بے جھوٹ نہیں وہ ہدف موت ہے اس کے بلانے والے نے اپنی آواز سنادی ہے اور اس کے ہنکانے والے نے جلدی کر رکھی ہے۔

فلا يغرنك سواد الناس من نفسك وقد رأيت من كان قبلك ممن جمع المال وحذر الإقلال وأمن العواقب طول أمل واستبعاد أجل كيف نزل به الموت فأزعجه عن وطنه وأخذه من مأمنه محمولا على أعواد المنايا يتعاطى به الرجال الرجال حملا على المناكب وإمساكا بالأنامل

زندہ لوگوں کی کثرت تمہیں دھوکہ نہ دے تم ان لوگوں کو دیکھ چکے ہو جو تم سے پہلے گزر گئے جنہوں نے مال و دولت جمع کی تھی افلاس سے ڈرتے تھے اور لمبی لمبی امیدوں اور موت کی دوری سے فریب ہیں نتائج سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ کس طرح موت ان پر ٹوٹ پڑی انہیں ان کے وطن سے نکال دیا اور انہیں ان کے امن کے مقام سے پکڑ لیا اس حالت میں کہ وہ تابوت میں لدے ہوئے تھے اور لوگ یکے بعد دیگرے کندھا دے رہے تھے اور اپنی انگلیوں سے روکے ہوئے تھے۔

أما رأيتم الذين يأملون كثيرا كيف أصبحت بيوتهم قبورا وما جمعوا بورا

کیا تم نے نہیں دیکھا جنہوں نے دنیا سے بڑی بڑی امیدیں باندھ رکھی تھیں مضبوط محل بنائے تھے اور بے حساب مال جمع کرتے رہے کس طرح ان کے گھر قبروں سے بدل گئے اور جو کچھ جمع کیا تھا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

وصارت أموالهم للوارثين وأزواجهم لقوم آخرين لا في حسنة يزيدون ولا من سيئة يستعتبون فمن أشعر التقوى قلبه برز مهله وفاز عمله فاهتبلوا هبلها واعملوا للجنة عملها فإن الدنيا لم تخلق لكم دار مقام بل خلقت لكم مجازا لتزودوا منها الأعمال إلى دار القرار فكونوا منها على أوفاز وقربوا الظهور للزيال

اور ان کے مال وارثوں کو مل گئے اور ان کی بیویاں دوسروں کے پاس پہنچ گئیں (اب) نہ وہ نیکیوں میں اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ گناہوں سے توبہ کر کے رضاء خدا حاصل کر سکتے ہیں۔ تو جس شخص نے پرہیزگاری کو اپنے دل کا شعار بنا لیا وہ نیکیوں میں سبقت لے گیا اور اس کا عمل کامیاب ہو گیا پس تقویٰ حاصل کرنے کا موقع غنیمت سمجھو وہ کام کرو جو جنت میں کام آئے کیونکہ دنیا تمہارے قیام کی جگہ نہیں بنائی گئی ہے بلکہ یہ تمہارے لئے گزرگاہ ہے تاکہ تم اپنی مستقل قیام گاہ کے لئے اس سے زاد راہ اکٹھا کر لو پس دنیا سے چل پڑنے کے لئے تیار رہو اور کوچ کے لئے سواریاں اپنے قریب کر لو۔

خطبہ نمبر ۱۳۳

خدا کی عظمت

وَانْقَادَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ بِأَزِمَّتِهَا وَقَذَفَتْ إِلَيْهِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرَضُونَ مَقَالِيدَهَا وَسَجَدَتْ لَهُ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ الْأَشْجَارُ النَّاضِرَةُ وَقَدَحَتْ لَهُ مِنْ قُضْبَانِهَا النِّيرَانَ الْمُضِيئَةَ وَآتَتْ أُكُلَهَا بِكَلِمَاتِهِ الثِّمَارُ الْيَانِعَةُ

دنیا و آخرت اپنی باگ ڈور سمیت اس کے تابع فرمان ہیں آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں اس کے دست قدرت میں ہیں سرسبز و شاداب درخت صبح و شام اس کے آگے سربسجود ہیں اور اپنی شاخوں سے چمکدار آگ روشن کرتے ہیں اور اس کے کلمات کی بدولت پکے ہوئے میوے پیش کرتے ہیں۔

مِنْهَا

وَكِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نَاطِقٌ لَا يَعْيَا لِسَانُهُ وَبَيْتٌ لَا تُهْدَمُ أَرْكَانُهُ، وَعِزٌّ لَا تُهْزَمُ أَعْوَانُهُ

اس خطبہ کا ایک حصہ

اور تمہارے درمیان اللہ کی وہ بولنے والی کتاب ہے جس کی زبان تھکتی نہیں اور ایسا گھر ہے جس کے ستون گرتے نہیں اور ایسی عزت ہے جس کے مددگار شکست نہیں کھاتے۔

مِنْهَا

أَرْسَلَهُ عَلٰى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَتَنَازُعٍ مِنَ الْأَلْسُنِ فَقَفّٰى بِهِ الرُّسُلَ وَخَتَمَ بِهِ الْوَحْيَ فَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ الْمُدْبِرِينَ عَنْهُ وَالْعَادِلِينَ بِهِ

اس خطبہ کا ایک جز

خدا نے آپ کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کی بعثت کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور لوگوں میں جتنے منہ اتنی باتیں تھیں سب رسولوں کے آخر میں بھیج کر ان کے ذریعہ وحی کا سلسلہ ختم کر دیا آپ نے خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو اس سے پیٹھ پھیرے ہوئے تھے اور دوسروں کو اس کا ہمسر قرار دے رہے تھے۔

مِنْهَا

وَإِنَّمَا الدُّنْيَا مُنْتَهٰى بَصَرِ الْأَعْمٰى، لَا يُبْصِرُ مِمَّا وَرَاءَهَا شَيْئاً وَالْبَصِيرُ يَنْفُذُهَا بَصَرُهُ وَيَعْلَمُ أَنَّ الدَّارَ وَرَاءَهَا فَالْبَصِيرُ مِنْهَا شَاخِصٌ وَالْأَعْمٰى إِلَيْهَا شَاخِصٌ وَالْبَصِيرُ مِنْهَا مُتَزَوِّدٌ وَالْأَعْمٰى لَهَا

اس خطبہ کا ایک جز

(دل کے) اندھے کی انتہا یہی دنیا ہے اسے اس کے پیچھے کچھ نظر نہیں آتا اور (دل کی) آنکھ رکھنے والے کی نظر اس کے پار چلی جاتی ہے وہ جانتا ہے کہ (اصلی) گھر اس کے بعد ہے نظر رکھنے والا اس سے نکلنا چاہتا ہے اور اندھے کی نظر اس پر رہتی ہے بصیرت والا اس (دنیا) سے زاد (آخرت) حاصل

مُتَزَوِّدٌ

کرتا ہے اور اندھا اس کے سازو سامان میں لگا رہتا ہے۔

مِنْهَا

اس خطبہ کا ایک جز

وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَيَكَادُ صَاحِبُهٗ يَشْبَعُ مِنْهُ وَيَمَلُّهٗ اِلَّا الْحَيٰوةَ فَاِنَّهٗ لَا يَجِدُ لَهٗ فِي الْمَوْتِ رَاحَةً وَّاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْحِكْمَةِ الَّتِيْ هِيَ حَيَاةٌ لِّلْقَلْبِ الْمَيِّتِ، وَبَصَرٌ لِّلْعَيْنِ الْعَمْيَاءِ، وَسَمْعٌ لِّلْاُذُنِ الصَّمَّاءِ، وَرِيٌّ لِّلظَّمْاٰنِ وَفِيْهَا الْغِنٰى كُلُّهٗ وَالسَّلَامَةُ كِتَابُ اللّٰهِ تُبْصِرُوْنَ بِهٖ وَتَنْطِقُوْنَ بِهٖ وَتَسْمَعُوْنَ بِهٖ، وَيَنْطِقُ بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ، وَيَشْهَدُ بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا يَخْتَلِفُ فِي اللّٰهِ وَلَا يُخَالِفُ بِصَاحِبِهٖ عَنِ اللّٰهِ

تمہیں جاننا چاہیئے کہ انسان قریب قریب ہر شئی سے سیر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے سوا زندگی کے کیوں کہ وہ کبھی مرنے میں راحت محسوس نہیں کرتا۔
اور یہ اس حکمت کی طرح ہے جو مردہ دل کے لئے زندگی اندھی آنکھوں کے لئے بینائی بہرے کانوں کے لئے شنوائی، پیاسے کے لئے سیرابی ہے اور اس میں احتیاج سے پوری پوری نجات بھی ہے اور سلامتی بھی۔
اللہ کی کتاب ہے جس کے ذریعہ تم ہر شئی کو دیکھتے ہو زبان میں گویائی آتی ہے اور (آوازِ حق) سنتے ہو اور اس کے بعض حصے بعض کے ترجمان ہیں اور بعض حصے بعض پر گواہی دیتے ہیں یہ ذاتِ باری کے بارے میں الگ الگ نظریے نہیں پیش کرتا اور نہ اپنے صاحب کو راہ خدا سے ہٹاتا ہے۔

قَدِ اصْطَلَحْتُمْ عَلَى الْغِلِّ فِيْمَا بَيْنَكُمْ، وَنَبَتَ الْمَرْعٰى عَلٰى دِمَنِكُمْ وَتَصَافَيْتُمْ عَلٰى حُبِّ الْاٰمَالِ وَتَعَادَيْتُمْ فِيْ كَسْبِ الْاَمْوَالِ لَقَدِ اسْتَهَامَ بِكُمُ الْخَبِيْثُ وَتَاهَ بِكُمُ الْغُرُوْرُ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى نَفْسِيْ وَاَنْفُسِكُمْ

لیکن تم نے دلی کدورتوں اور گھورے پر اُگے ہوئے سبزہ پر صلح کر لی آرزوؤں پر ایک دوسرے سے عہد کرتے ہو لیکن مال کمانے پر ایک دوسرے سے دشمنی رکھتے ہو تمہیں (شیطان) خبیث نے بہکا دیا ہے اور فریبوں نے تمہیں دھوکہ میں رکھا ہے، میرے اور تمہارے نفسوں پر اللہ سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

خطبہ نمبر ۱۳۴

حضرت عمر کو میدان جنگ میں نہ جانے کا مشورہ

وَقَدْ شَاوَرَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْخُرُوْجِ اِلٰى غَزْوِ الرُّوْمِ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ وَقَدْ

جب عمر بن الخطاب نے غزوہ روم میں شرکت کے لئے حضرتؑ سے مشورہ لیا تو فرمایا خداوند عالم حوزہ اسلام کے استحکام اور

تَوَکَّلَ اللّٰہُ لِاَھْلِ ھٰذَا الدِّیْنِ بِاِعْزَازِ الْحَوْزَۃِ وَسَتْرِ الْعَوْرَۃِ وَالَّذِیْ نَصَرَھُمْ وَھُمْ قَلِیْلٌ لَا یَنْتَصِرُوْنَ وَمَنَعَھُمْ وَھُمْ قَلِیْلٌ لَا یَمْتَنِعُوْنَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ

اور ان کی غیر محفوظ جگہوں کو (دشمن کی) نظر سے بچائے رکھنے کا ضامن ہے جس نے اس وقت ان کی مدد کی جب وہ اس قدر کم تھے کہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے وہی خدا اب بھی زندہ اور حی لایموت ہے۔

اِنَّکَ مَتٰی تَسِرْ اِلٰی ھٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِکَ فَتَلْقَھُمْ بِشَخْصِکَ فَتُنْکَبْ لَا تَکُنْ لِلْمُسْلِمِیْنَ کَانِفَۃٌ دُوْنَ اَقْصٰی بِلَادِھِمْ لَیْسَ بَعْدَکَ مَرْجِعٌ یَرْجِعُوْنَ اِلَیْہِ

تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف گئے اور ان سے ٹکر لی اور معاملہ دگرگوں ہوگیا تو دور کے شہروں کے سوا مسلمانوں کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں رہے گی اور نہ تمہارے بعد کوئی ایسی جگہ رہے گی جہاں پلٹ کر آسکیں۔

فَابْعَثْ اِلَیْھِمْ رَجُلًا مِحْرَبًا وَاحْفِزْ مَعَہٗ اَھْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِیْحَۃِ فَاِنْ اَظْھَرَ اللّٰہُ فَذَاکَ مَا تُحِبُّ وَاِنْ تَکُنِ الْاُخْرٰی کُنْتَ رِدْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَۃً لِلْمُسْلِمِیْنَ

تم (اپنے بجائے) ان کی طرف کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچھے کارکن اور خیرخواہ بھیج دو پس اگر اللہ نے غلبہ دیا تو تم بھی چاہتے ہو اور اگر دوسری صورت (شکست) ہوئی تو تم لوگوں کے لئے مددگار اور مسلمانوں کے لئے پناہ گاہ ہو گے۔

ف یہ بھی ایک عجیب امر ہے کہ جب خلفاء راشدین کی تاریخ لکھی جاتی ہے تو ایک طرف یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ امیرالمومنینؑ امور سیاست اور طریق جہاں بانی سے نابلد تھے اور بنی امیہ کی شورشوں کو آپ کی سیاسی کمزوری کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف خلفاء وقت دینی مسائل میں مشورہ لینے کے علاوہ بالخصوص ملکی و سیاسی بلکہ امور جنگ میں آپؑ سے جو مشورے طلب کرتے اور آپؑ مشورے دیتے رہے انہیں اچھالا جاتا ہے حالانکہ یہ دونوں امر باہم متضاد ہیں اس لئے کہ اگر واقعاً آپ امور مملکت اور طریق جہان بانی یا مصالح جنگ سے نابلد تھے تو پھر خلفاء کو ان سے مشورہ لینے اور پھر ان کے مشوروں پر عمل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

درحقیقت ان دونوں دعووں میں نیک نیتی کار فرما نہیں ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ اہل بیت رسول علیہم السلام کی عظمت اور ان کی خداداد قابلیت کو گھٹا کر عوام کی نظر میں کم کر کے پیش کیا جائے اور حقیقی مجرموں کے جرائم پر پردہ ڈالا جائے حالانکہ آج تک کوئی بڑے سے بڑا مورخ یا مناظر یہ ثابت نہیں کر سکا کہ بنی امیہ کی ہوس رانی اور شورشوں کے مقابلہ میں جو طرز عمل اختیار فرمایا تھا اس میں کونسا قول یا فعل کتاب یا سنت رسولؐ کے خلاف تھا۔ جب کہ یہ امر آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ بنی امیہ کی مسلسل سازشیں اور شورشیں صرف عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اور اسلام کے پردہ میں صرف اقتدار حاصل کرنے کے لئے تھیں۔ اس شورش کے بانی بنی امیہ کے وہ افراد تھے جو فتح مکہ کے بعد تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے اور خصوصاً علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ان کی اولاد سے اس لئے دشمنی تھی کہ بدر واحد وخندق وغیرہ میں آپ کی تلوار سے ان کے آباؤ اجداد قتل ہوئے تھے۔ رسم جاہلیت کے مطابق ہوس اقتدار کے علاوہ

جذبہ انتقام کارفرما تھا جیسا کہ اس کا کھلا ہوا منظر کربلا میں سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

اب بدنیت لوگوں نے بجائے اس کے کہ وہ بنی امیہ کے ظاہری اسلام کے پردہ میں باطنی کفر کا اعتراف کریں یہ بہانہ بنا لیا کہ امیر المومنینؑ کو سیاست میں مہارت نہ تھی اور امیر شام سے خطاء اجتہادی سرزد ہوئی۔ ماشاء اللہ! کیا یہ کہنے سے ان کا یہ مقصد ہے کہ جس طرح امیر شام مکر و فریب سے کام لیتا رہا امیر المومنینؑ بھی معاذ اللہ مکر و فریب سے کام لیتے۔ حضرت امیر المومنینؑ سے اس قسم کی توقع وہی کر سکتا ہے جو خدا اور رسول سے بھی معاذ اللہ ایسی ہی توقع رکھتا ہو جیسا کہ حضرتؑ کا یہ ارشاد اس پر شاہد ہے "لولا التقی لکنت ادھی العرب"

اس امر کے باوجود آپ سے خلفاء بالخصوص حضرت عمر کے مشورہ کو اس لئے اچھالا جاتا ہے تاکہ عوام کے ذہن نشین کیا جائے کہ خلفاء ثلاثہ اور امیر المومنینؑ باہم شیر و شکر اور ایک دوسرے کے دوست تھے۔

حالانکہ اس نہج البلاغہ میں خطبہ شقشقیہ اور اس کے علاوہ متعدد خطبوں میں آپ نے خلفاء ثلاثہ خصوصاً حضرت عثمان کے متعلق اپنے نظریات کھل کر بیان فرمائے ہیں، نیز طلب بیعت، قضیہ فدک وغیرہ کے متعدد واقعات اس پر شاہد ہیں۔ رہا ان حضرات کا مشورہ طلب کرنا اور آپؑ کا مشورے دینا یہ بجائے خود ان کے احمق اور من جانب اللہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے کسی دوست یا دشمن کو غلط مشورہ نہیں دیا اور نہ اُن کے وہ نائب جنہیں خداوند عالم نے مقرر فرمایا ہے غلط مشورہ دے سکتے ہیں ان کا منصب ہی ہدایت خلق ہے۔

جس طرح امور مملکت میں حضرتؑ سے مشورہ طلب کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ امور مملکت میں اپنے سے زیادہ انہیں بہتر تسلیم کرتے تھے اور آپؑ کا مشورہ دینا اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ ذاتی اور شخصی مفاد کے مقابلہ میں دین و ملت، اسلام کے مفاد اور اس کی عزت و وقار کو مقدم رکھتے تھے۔ آپؑ نے انہیں ایسے مشورے دیئے جس سے اسلام و مسلمین کی جان و مال و عزت و وقار محفوظ رہیں۔

اس خطبہ میں آپؑ نے ایک لفظ بھی حضرت عمر کی تعریف یا ان کی حقانیت کے بارے میں نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اگر تم خود جنگ کو گئے اور بحیثیت سربراہ مملکت کے تمہارے قدم اکھڑ گئے تو مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا اور اسلام کی کیا عزت رہے گی۔ یہ الفاظ فرما کر آپؑ نے انہیں میدان احد و بدر و خندق و خیبر و حنین یاد دلا دیئے۔ یاد رہے کہ اس ہونے والی جنگ میں اگر حضرتؑ کو ان سے یہ امید ہوتی کہ وہ ثابت قدم رہ سکیں گے تو ممکن ہے کہ مشورہ کچھ اور ہوتا مگر آپ کے مشورہ سے ظاہر ہو گیا کہ اگر وہ تشریف لے جاتے تو اب بھی ثابت قدم نہ رہتے۔ بلکہ خود حضرت عمر کو بھی اپنے متعلق یہی شک تھا ورنہ انہیں ایسے مشورہ لینے کی کیا ضرورت تھی لوگوں کی خواہش تھی کہ وہ کبھی جنگ میں وہ چلے جاتے انہوں نے اس لئے مشورہ لیا تھا کہ انہیں معلوم تھا کہ امیر المومنینؑ اکثر غیب کی خبروں سے واقف ہیں اور خبریں دیا کرتے ہیں اگر میرے جانے میں خیریت ہے تو وہ ضرور جانے کا مشورہ دیں گے۔

اس سے یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ فتوحات کی ان جنگوں کو امیرالمومنین غزوات اسلام نہیں سمجھتے تھے ورنہ وہ علیؑ جس کے بغیر عہد رسولؐ میں کوئی جنگ فتح نہ ہوسکی آنحضرتؐ کے بعد مصر ہو یا شام و ایران خلفاء ثلاثہ کے دور کی ایک جنگ بھی نہیں جس میں آپؑ نے شرکت کی ہو ورنہ جب آپؑ نے مشورہ دیا کہ کسی تجربہ کار کو بھیجو تو آپؑ خود تشریف لے جاتے آپؑ سے زیادہ کون تجربہ کار تھا حضرت عمر بھی ان سے یہ فرمائش نہیں کرسکے وہ بھی سمجھتے تھے کہ یہ جنگیں اسلامی غزوات نہیں ہیں۔

خطبہ نمبرہ ۱۳۵

مغیرہ بن اخنس کے بارے میں

وَقَدْ وَقَعَتْ مُشَاجَرَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عُثْمَانَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ ابْنُ الْأَخْنَسِ لِعُثْمَانَ أَنَا أَكْفِيكَهُ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْمُغِيرَةِ يَا ابْنَ اللَّعِينِ الْأَبْتَرِ، وَالشَّجَرَةِ الَّتِي لَا أَصْلَ لَهَا وَلَا فَرْعَ أَنْتَ تَكْفِينِي

آپؑ کے اور عثمان بن عفان کے درمیان کچھ بحث سی ہوگئی تو مغیرہ بن اخنس نے کہا کہ تمہاری طرف سے میں نپٹے لیتا ہوں جس پر آپؑ نے مغیرہ سے فرمایا۔

اے بے اولاد لعین کے بیٹے اور ایسے درخت کے پھل جس کی جڑ ہے نہ شاخ بھلا مجھ سے نپٹے گا۔

فَوَاللَّهِ مَا أَعَزَّ اللَّهُ مَنْ أَنْتَ نَاصِرُهُ وَلَا قَامَ مَنْ أَنْتَ مُنْهِضُهُ اخْرُجْ عَنَّا أَبْعَدَ اللَّهُ نَوَاكَ، ثُمَّ ابْلُغْ جُهْدَكَ فَلَا أَبْقَى اللَّهُ عَلَيْكَ إِنْ أَبْقَيْتَ

خدا کی قسم جس کا تجھ ایسا مددگار ہو خدا اسے غلبہ نہیں کرتا جسے تجھ ایسا ابھارے وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکتا ہم سے دور ہو جا خدا خیر کو تجھ سے دور رکھے پھر تو جو کوشش چاہے کرے خدا تجھ پر اپنی مہربانی کا سایہ نہ ڈالے اگر تو مہربانی بھی کرے۔

لہ جو لوگ ابن الوقت ہوتے ہیں وہ ہمیشہ حکومت وقت کی خوش آمد میں لگے رہتے ہیں جدھر سربراہ مملکت کا رخ ہوتا ہے ادھر وہ بھی پھر جاتے ہیں۔ ابن اخنس نے عثمان کی ہوا خواہی میں یہ الفاظ کہے تھے جن کا جواب دیا گیا۔

خطبہ نمبر ۱۳۶

بیعت کے بعد لوگوں کی خود غرضی دیکھ کر فرمایا

لَمْ تَكُنْ بَيْعَتُكُمْ إِيَّايَ فَلْتَةً، وَلَيْسَ أَمْرِي وَأَمْرُكُمْ وَاحِداً، إِنِّي أُرِيدُكُمْ لِلّٰهِ وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَنِي لِأَنْفُسِكُمْ. أَيُّهَا النَّاسُ أَعِينُونِي عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَايْمُ اللّٰهِ لَأُنْصِفَنَّ الْمَظْلُومَ مِنْ ظَالِمِهِ، وَلَأَقُودَنَّ الظَّالِمَ بِخِزَامَتِهِ، حَتَّى أُورِدَهُ مَنْهَلَ الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ كَارِهاً

میرے ہاتھ پر تمہاری بیعت ناگہانی نہ تھی[1] کہ اسے توڑ ڈالو، اور میرا اور تمہارا معاملہ ایک سا نہیں ہے کیوں کہ میں تمہیں خدا کے لئے چاہتا ہوں اور تم مجھے حصول دنیا کے لئے چاہتے ہو۔ اے لوگو! خواہشات نفسانی چھوڑ کر میری مدد کرو خدا کی قسم میں مظلوم کا حق اس کے ظالم سے لے کر اور حقدار کو دے کر انصاف کر کے دم لوں گا اور ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے حق کے سرچشمہ تک پہنچاؤں گا اگرچہ یہ اسے کتنا ہی ناگوار گزرے۔

[1] حضرت عمر کا یہ قول مشہور ہے کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وقی اللہ شرھا فمن اعادہ الیھا فاقتلوہ ابوبکر کی بیعت تو ناگہانی تھی خدا نے اس کے شر سے محفوظ رکھا اب اگر کوئی ایسا کرے تو اسے قتل کر دو۔ حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ میری بیعت ابوبکر کی بیعت کی طرح ناگہانی نہیں ہے بلکہ سوچ سمجھ کر کی گئی ہے اس میں شر کا کوئی خطرہ نہیں اسی لئے میں تین دن تک بیعت لینے سے انکار کرتا رہا۔

خطبہ نمبر ۱۳۷

طلحہ و زبیر کے متعلق

وَاللّٰهِ مَا أَنْكَرُوا عَلَيَّ مُنْكَراً، وَلَا جَعَلُوا بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ نَصَفاً، وَإِنَّهُمْ لَيَطْلُبُونَ حَقّاً هُمْ تَرَكُوهُ، وَدَماً هُمْ سَفَكُوهُ

خدا کی قسم انہوں نے (قتل عثمان کا) الزام مجھ پر صحیح نہیں رکھا اور نہ اپنے اور میرے درمیان انصاف سے کام لیا (اس لئے کہ یہ مجھ سے اس حق کو طلب کر رہے ہیں جسے انہوں نے خود چھوڑا ہے اور اس خون کا قصاص چاہتے ہیں جو انہوں نے خود بہایا ہے۔

فَإِنْ كُنْتُ شَرِيكَهُمْ فِيهِ فَإِنَّ لَهُمْ نَصِيبَهُمْ مِنْهُ وَإِنْ كَانُوا وَلُوهُ دُونِي فَمَا الطَّلِبَةُ إِلَّا قِبَلَهُمْ وَإِنَّ أَوَّلَ عَدْلِهِمْ لَلْحُكْمُ عَلَى أَنْفُسِهِمْ

پس اگر میں نے اس خون (قتل عثمان) میں شرکت کی ہے تو اس میں وہ بھی شریک ہیں (لہٰذا یہ قاتل ہیں وارث نہیں) اور اگر میری شرکت کے بغیر انہوں نے اس فعل کا ارتکاب کیا ہے تو پھر انہیں اپنے ہی سے مطالبہ کرنا چاہیئے ان کا پہلا عدل یہ ہے کہ وہ اپنے خلاف فیصلہ کریں۔

إِنَّ مَعِي لَبَصِيرَتِي مَا لَبَسْتُ وَلَا لُبِسَ عَلَيَّ وَإِنَّهَا لَلْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فِيهَا الْحَمَأُ وَالْحُمَةُ وَالشُّبْهَةُ الْمُغْدِفَةُ وَإِنَّ الْأَمْرَ لَوَاضِحٌ وَقَدْ زَاحَ الْبَاطِلُ عَنْ نِصَابِهِ وَانْقَطَعَ لِسَانُهُ عَنْ شَغْبِهِ

اور میرے ساتھ تو میری بصیرت ہے نہ میں نے کسی کو شبہہ میں ڈالا اور نہ کبھی مجھے کوئی امر مشتبہ رہا اور بلاشبہ یہی باغی گروہ ہے جس میں ایک ہمارا رشتہ دار (زبیر) اور ایک بچھو کا ڈنک (حمیرا) ہے اور حق پر پردہ ڈالنے والے شبہے ہیں اور اب تو حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے اور باطل کی بنیادیں ہل چکی ہیں اور اس کی زبان شرانگیزی سے بند ہو چکی ہے۔

وَايْمُ اللهِ لَأُفْرِطَنَّ لَهُمْ حَوْضاً أَنَا مَاتِحُهُ لَا يَصْدُرُونَ عَنْهُ بِرِيٍّ وَلَا يَعُبُّونَ بَعْدَهُ فِي حَسْيٍ

خدا کی قسم میں ان کے لئے ایسا حوض چھلکاؤں گا میں ہی جس کا پانی نکالنے والا ہوں گا جس سے سیراب ہو پلٹنا ان کے بس میں نہیں اور نہ اس کے بعد گڑھا کھود کر پانی پی سکیں گے۔

مِنْهَا

اس خطبہ کا ایک جزو

فَأَقْبَلْتُمْ إِلَيَّ إِقْبَالَ الْعُوذِ الْمَطَافِيلِ عَلَى أَوْلَادِهَا تَقُولُونَ الْبَيْعَةَ الْبَيْعَةَ قَبَضْتُ كَفِّي فَبَسَطْتُمُوهَا وَنَازَعَتْكُمْ يَدِي فَجَاذَبْتُمُوهَا

تم اس طرح بیعت بیعت پکارتے ہو (شوق سے) میری طرف بڑھے جیسے نئی بیائی ہوئی بچوں والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف بڑھتی ہیں میں نے اپنے ہاتھ سمیٹ لئے مگر تم نے انہیں پھیلا دیا میں نے اپنے ہاتھ تم سے چھیننا چاہے مگر تم نے انہیں کھینچ لیا۔

اللَّهُمَّ إِنَّهُمَا قَطَعَانِي وَظَلَمَانِي وَنَكَثَا بَيْعَتِي وَأَلَّبَا النَّاسَ عَلَيَّ فَاحْلُلْ مَا عَقَدَا وَلَا تُحْكِمْ لَهُمَا مَا أَبْرَمَا وَأَرِهِمَا الْمَسَاءَةَ فِيمَا أَمَّلَا وَعَمِلَا وَلَقَدِ اسْتَثَبْتُهُمَا قَبْلَ الْقِتَالِ وَاسْتَأْنَيْتُ بِهِمَا أَمَامَ الْوِقَاعِ فَغَمَطَا النِّعْمَةَ وَرَدَّا الْعَافِيَةَ

خداوندا ان دونوں نے (جان بوجھ کر) مجھ سے قطع رحم کیا اور دونوں نے مجھ پر ظلم کیا اور میری بیعت توڑ دی اور لوگوں کو میرے خلاف اکسایا ہے انہوں نے جو گرہیں لگائی ہیں انہیں کھول دے اور انہوں نے جو کیا ہے اسے مضبوط نہ ہونے دے اور ان کی امیدوں اور کرتوتوں کا برا نتیجہ دکھا دے میں نے جنگ چھڑنے سے قبل ان سے بیعت پر استقلال چاہا اور انہیں موقع دیتا رہا لیکن انہوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور عافیت کو ٹھکرا دیا۔

خطبہ نمبر ۱۳۸

ظہور حضرت حجتؑ اور آنے والے ہنگاموں کی طرف اشارہ

يَعْطِفُ الْهَوٰى عَلَى الْهُدٰى إِذَا عَطَفُوا الْهُدٰى عَلَى الْهَوٰى وَيَعْطِفُ الرَّأْيَ عَلَى الْقُرْاٰنِ إِذَا..... عَطَفُوا الْقُرْاٰنَ..... ..... عَلَى الْقِيَاسِ

وہ خواہشوں کو ہدایت کی طرف اس وقت موڑ دیں گے جب لوگ ہدایت کو خواہشوں کی طرف موڑ رہے ہوں گے ان کی رایوں کو قرآن کی طرف اس وقت پھیر دیں گے جب وہ قرآن کو قیاس اور رائے کی طرف موڑ رہے ہوں گے۔

مِنْهَا

اس کا ایک حصہ

حَتّٰى تَقُومَ الْحَرْبُ بِكُمْ عَلٰى سَاقٍ بَادِياً نَوَاجِذُهَا مَمْلُوءَةً أَخْلَافُهَا حُلْواً رَضَاعُهَا عَلْقَماً عَاقِبَتُهَا

یہاں تک کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی دانت نکالے ہوئے اور تھن بھرے ہوئے جس کا دودھ شیریں لیکن اس کا انجام تلخ ہوگا۔

أَلَا وَفِي غَدٍ وَسَيَأْتِي غَدٌ بِمَا لَا تَعْرِفُونَ يَأْخُذُ الْوَالِي مِنْ غَيْرِهَا عُمَّالَهَا عَلٰى مَسَاوِي أَعْمَالِهَا وَتُخْرِجُ لَهُ الْأَرْضُ أَفَالِيذَ كَبِدِهَا وَتُلْقِي إِلَيْهِ سِلْماً مَقَالِيدَهَا فَيُرِيكُمْ كَيْفَ عَدْلُ السِّيرَةِ وَيُحْيِي مَيِّتَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

ہاں کل ہی اور یہ کل بہت نزدیک ہے ایسی چیزیں لے کر تمہارے سامنے آجائے گا جنہیں تم نہیں پہچانتے والی و حاکم جو ان میں سے نہیں ہوگا بدکردار حاکموں سے ان کے کردار کی باز پرس کرے گا اور زمین اس کے سامنے اپنے جگر کے ٹکڑے (خزانے) اگل دے گی اور اپنی کنجیاں خوشی سے اس کے سامنے ڈال دے گی پھر وہ تمہیں عدل و انصاف کے (جوہر) طریقے دکھلا دے گا اور وہ موت کے گھاٹ اتاری جانے والی کتاب و سنت کو پھر سے زندہ کر دے گا۔

وَمِنْهَا

اس خطبہ کا ایک حصہ

كَأَنِّي بِهِ قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ وَفَحَصَ بِرَايَاتِهِ فِي ضَوَاحِي كُوفَانَ

گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ (عبدالملک) شام میں للکار رہا ہے اور اطراف کوفہ میں اپنے جھنڈے لہرا رہا ہے۔

فَعَطَفَ عَلَيْهَا عَطْفَ الضَّرُوسِ وَفَرَشَ

اور کاٹ کھانے والی اونٹنی کی طرح اس پر حملہ کرنے کے لئے

الْأَرْضَ بِالرُّءُوسِ قَدْ فَغَرَتْ فَاغِرَتُهُ وَ ثَقُلَتْ فِي الْأَرْضِ وَطْأَتُهُ بَعِيدُ الْجَوْلَةِ عَظِيمُ الصَّوْلَةِ وَ اللَّهِ لَيُشَرِّدَنَّكُمْ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْكُمْ إِلَّا قَلِيلٌ كَالْكُحْلِ فِي الْعَيْنِ

نے زمین پر سروں کا فرش بچھا دیا ہے اس کا منہ (پھاڑ کھانے کے لئے) کھلا ہوا ہے اس کی پامالی زمین میں سخت ہے وہ دور دراز تک چکر لگانے والا اور اس کے حملے بہت سخت ہیں خدا کی قسم یہ زمین کے اطراف میں تمہیں اس طرح منتشر کر دے گا کہ تم میں سے تھوڑے ہی بچ سکیں گے جیسے آنکھ میں سرمہ۔

فَلَا تَزَالُونَ كَذَلِكَ حَتَّى تَؤُوبَ إِلَى الْعَرَبِ عَوَازِبُ أَحْلَامِهَا فَالْزَمُوا السُّنَنَ الْقَائِمَةَ وَ الْآثَارَ الْبَيِّنَةَ وَ الْعَهْدَ الْقَرِيبَ الَّذِي عَلَيْهِ بَاقِي النُّبُوَّةِ

تم برابر انہی فتنوں کی زد میں رہو گے یہاں تک کہ عربوں کی عقلیں پھر اپنی جگہ پر واپس آ جائیں (یعنی ہوش و حواس ٹھکانے ہو جائیں گے) پس تم لوگ قائم سنتوں اور واضح نشانوں کو اپنے لئے لازم کر لو اور نزدیک کے عہد کو (جن میں آثار نبوت اور احکام کا دامن پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے) اپنا رہبر بنا لو۔

وَ اعْلَمُوا أَنَّ الشَّيْطَانَ إِنَّمَا يُسَنِّي لَكُمْ طُرُقَهُ لِتَتَّبِعُوا عَقِبَهُ

اور جان لو کہ شیطان تمہارے لئے اپنی راہیں آسان بنا دیتا ہے تاکہ اس کے مطیع و فرماں بردار بن جاؤ۔

۱؎ اس خطبہ کے دو حصوں میں حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کے ظہور کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

۲؎ آخری حصہ سے عبدالملک بن مروان مراد ہے جو مروان کے بعد شام میں حکمران بنا پھر کوفہ میں مصعب بن زبیر پر حملہ کر کے اس کے قتل کے بعد اس نے کوفہ کو تاراج کیا پھر اس نے حجاج بن یوسف کو مکہ معظمہ روانہ کر کے کعبہ پر حملہ اور عبداللہ بن زبیر کو قتل کرایا خانہ کعبہ کی توہین اور مکہ معظمہ میں قتل عام کیا اور عبداللہ بن زبیر کی لاش چھ مہینہ تک قتل کے بعد سولی پر چڑھی رہی اس کے بعد اس نے سارے عرب میں وہ قتل عام کیا کہ سفاکی اور خونریزی میں اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

خطبہ نمبر ۱۳۹

شوریٰ کے وقت

لَنْ يُسْرِعَ أَحَدٌ قَبْلِي إِلَى دَعْوَةِ حَقٍّ وَ صِلَةِ رَحِمٍ وَ عَائِدَةِ كَرَمٍ فَاسْمَعُوا قَوْلِي

مجھ سے پہلے تبلیغ حق، صلہ رحم اور بخشش و کرم کی جانب کسی نے بھی اس تیزی سے قدم نہیں بڑھایا لہٰذا (اے لوگو) تم

وَعْدٌ مُنْجِزٌ عَمَّا قَلِيلٍ تَرَوْنَ هٰذَا الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِ هٰذَا الْيَوْمِ تُنْتَضٰى فِيْهِ السُّيُوْفُ وَتُخَانُ فِيْهِ الْعُهُوْدُ حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُكُمْ اَئِمَّةً لِاَهْلِ الضَّلَالَةِ وَشِيْعَةً لِاَهْلِ الْجَهَالَةِ

میرا کلام سنو اور میری باتیں یاد رکھو تم جلد ہی دیکھو گے کہ اس دن کے بعد خلافت کے لئے تلواریں کھینچ لی جائیں گی اور عہد و پیمان توڑ دیئے جائیں گے یہاں تک کہ بعض لوگ گمراہوں کے پیشوا بن جائیں گے اور جاہلوں کے پیروکار ہو جائیں گے۔

خطبہ نمبر ۱۴۰

بدگوئی وغیبت

وَاِنَّمَا يَنْبَغِيْ لِاَهْلِ الْعِصْمَةِ وَالْمَصْنُوْعِ اِلَيْهِمْ فِي السَّلَامَةِ اَنْ يَرْحَمُوْا اَهْلَ الذُّنُوْبِ وَالْمَعْصِيَةِ وَيَكُوْنَ الشُّكْرُ هُوَ الْغَالِبَ عَلَيْهِمْ وَالْحَاجِزَ لَهُمْ عَنْهُمْ فَكَيْفَ بِالْعَائِبِ الَّذِيْ عَابَ اَخَاهُ وَعَيَّرَهُ بِبَلْوَاهُ

جو لوگ ارتکاب جرم سے محفوظ ہیں اور بالفضل خدا جو گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کیا کریں (ان کی غیبت نہ کیا کریں) اور گناہوں سے محفوظ رہنے کا شکر ہی ان پر غالب اور دوسروں کی غیبت سے مانع رہے چہ جائیکہ عیب لگانے والا پیٹھ پیچھے اپنے کسی بھائی کی برائی ڈھونڈے اور اس کی نشر و اشاعت کرے۔

اَمَا ذَكَرَ مَوْضِعَ سَتْرِ اللّٰهِ عَلَيْهِ مِنْ ذُنُوْبِهِ مِمَّا هُوَ اَعْظَمُ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ عَابَهُ بِهِ وَكَيْفَ يَذُمُّهُ بِذَنْبٍ قَدْ رَكِبَ مِثْلَهُ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ رَكِبَ ذٰلِكَ الذَّنْبَ بِعَيْنِهِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ فِيْمَا سِوَاهُ مِمَّا هُوَ اَعْظَمُ مِنْهُ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ عَصَاهُ فِي الصَّغِيْرِ لَجُرْاَتُهُ عَلٰى عَيْبِ النَّاسِ اَكْبَرُ

کیا وہ خدا کی پردہ پوشی کو یاد نہیں رکھتا جو اس نے خود اس کے ان گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی بڑے تھے جس کی غیبت کر رہا ہے اور کیونکر کسی گناہ پر اس کی مذمت کرتا ہے جس کے ویسے گناہ کا خود مرتکب ہوچکا ہے اگر بالکل ایسا ہی گناہ نہیں کیا ہے تو ایسے گناہ کئے ہیں جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے خدا کی قسم اگر اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کیا ہے صرف گناہ صغیرہ کا مرتکب ہوا ہے تو بھی بہرحال لوگوں کے عیب بیان کرنا خود بہت بڑا گناہ ہے۔

يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ فِيْ عَيْبِ اَحَدٍ بِذَنْبِهِ فَلَعَلَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ وَلَا تَاْمَنْ عَلٰى نَفْسِكَ

اے خدا کے بندے کسی کے گناہ و عیب لگانے میں جلد بازی سے کام نہ لیا کر ہو سکتا ہے کہ خدا نے بخشش دیا ہو اور اپنے

صَغِيرَ مَعْصِيَةٍ فَلَعَلَّكَ مُعَذَّبٌ عَلَيْهِ

چھوٹے سے گناہ کے لئے بھی اطمینان نہ رکھ ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے تجھ پر عذاب کیا جائے۔

فَلْيَكْفُفْ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ عَيْبَ غَيْرِهِ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ عَيْبِ نَفْسِهِ وَلْيَكُنِ الشُّكْرُ شَاغِلاً لَهُ عَلَى مُعَافَاتِهِ مِمَّا ابْتُلِيَ بِهِ غَيْرُهُ

تمہیں چاہیئے کہ جو شخص دوسروں کے عیب سے واقف ہو جائے وہ اپنی زبان بند رکھے کسی پر ظاہر نہ کرے اس علم کی وجہ سے جو اسے خود اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کے شکر میں مصروف رہنا چاہیئے کہ خدا نے ان جرموں سے اسے محفوظ رکھا ہے جن میں دوسرے مبتلا ہیں اسے کسی اور طرف متوجہ نہ ہونا چاہیئے۔

[1] امیرالمومنین علیہ السلام نے اس خطبہ میں ہر لحاظ سے غیبت کی مذمت فرمائی ہے اور اس بدترین ارتکاب سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ غیبت، اس عیب کے ذکر کو کہتے ہیں جسے سن کر صاحب عیب کو اذیت ہو چاہے اس کے روبرو ہو یا اس کی غیبت میں۔ یہ غیبت کسی نیت اور مقصد سے کیوں نہ کی جائے۔ البتہ مشورہ دینے کے وقت کسی عیب کا ظاہر کردینا غیبت نہیں ہے اس لئے کہ مشورہ کا صحیح ہونا لازم ہے۔ یا اگر کسی مسئلہ شرعیہ کا حل عیب ظاہر کئے بغیر ممکن نہ ہو تو بقدر ضرورت ظاہر کردینا غیبت نہیں ہے یا اگر مسلمان کو ضرر سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کی واقعی بددیانتی ظاہر کردی جائے تو یہ غیبت نہیں ہے یا کسی ایسے شخص سے کسی کا عیب بیان کردینا جو اسے جرم سے روک سکتا ہو غیبت نہیں ہے۔ یا خود مجرم پر اس کا عیب اس لئے ظاہر کردینا کہ وہ اس سے باز آجائے بشرطیکہ نیت نیک ہو غیبت نہیں ہے یا اگر مجرم اپنے عیب کو عیب ہی نہ سمجھتا ہو تو سمجھانے کے لئے اس پر اس کا عیب ظاہر کردینا غیبت نہیں ہے یا طبیب کے سامنے مریض کے کسی عیب کا ظاہر کردینا بغرض علاج غیبت نہیں ہے۔ یا اگر کوئی شخص غلط نسب کا مدعی ہو تو اس کی تردید کردینا غیبت نہیں ہے۔ یا اگر کسی کی جان و مال و عزت کا بچاؤ اظہار عیب پر موقوف ہو تو اس کا ظاہر کردینا غیبت نہیں ہے یا جس سے گمراہی کا اندیشہ ہو اس کے وہ عیب جو گمراہی کا باعث ہیں ظاہر کردینا غیبت نہیں ہے یا جو علانیہ فسق و فجور کرتا ہو اس کی برائی کرنا غیبت نہیں ہے۔ کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان عیوب کا اظہار جو فی الواقع کسی میں ہوں وہ غیبت نہ ہو حالانکہ یہ غلط ہے۔ غیبت ان عیوب کے ذکر کا نام ہے جو فی الواقع اس میں ہوں ورنہ اگر ایسے افعال اس کی طرف منسوب کئے جائیں جو اس میں موجود نہیں ہیں تو وہ کذب و افتراء اور تہمت ہے جو غیبت کے علاوہ مستقل طور پر دوسرا جرم ہے۔

خطبہ نمبر ۱۴۱

حق و باطل میں فرق

اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَ مِنْ اَخِیْہِ وَثِیْقَۃَ دِیْنٍ وَسَدَادَ طَرِیْقٍ فَلَا یَسْمَعَنَّ فِیْہِ اَقَاوِیْلَ الرِّجَالِ

اے لوگو! جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں جانتا ہے کہ اس کے اعتقادات محکم اور کردار درست ہے تو اس کے بارے میں لوگوں کی چہ میگوئیاں نہ سُنا کرو۔

اَمَا اِنَّہٗ قَدْ یَرْمِی الرَّامِیْ وَتُخْطِیُٔ السِّھَامُ وَیُحِیْلُ الْکَلَامُ وَبَاطِلُ ذٰلِکَ یَبُوْرُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ وَّ شَھِیْدٌ

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے تیر چلانے والا تیر چلاتا ہے مگر وہ خطا کر جاتا ہے لیکن کلام کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھتا ہے اور جو باطل ہو وہ مٹ کر رہتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز کا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اَمَا اِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ اِلَّا اَرْبَعُ اَصَابِعَ

یاد رکھو کہ حق اور باطل کے درمیان صرف چار انگلیوں کا فرق ہے۔

فَسُئِلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ مَعْنٰی قَوْلِہٖ ھٰذَا فَجَمَعَ اَصَابِعَہٗ وَوَضَعَھَا بَیْنَ اُذُنِہٖ وَعَیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ

کسی نے آپؑ سے سوال کیا کہ اس ارشاد کا کیا مطلب ہے آپؑ نے چاروں انگلیاں ملا کر کان اور آنکھ کے درمیان رکھ کر فرمایا کہ

اَلْبَاطِلُ اَنْ تَقُوْلَ سَمِعْتُ وَالْحَقُّ اَنْ تَقُوْلَ رَاَیْتُ

باطل یہ ہے کہ تم کہو میں نے سُنا ہے اور حق یہ ہے کہ تم کہو میں نے خود دیکھا ہے۔

خطبہ نمبر ۱۴۲

دولت کا مصرف

وَلَیْسَ لِوَاضِعِ الْمَعْرُوْفِ فِیْ غَیْرِ حَقِّہٖ وَ عِنْدَ غَیْرِ اَھْلِہٖ مِنَ الْحَظِّ فِیْمَا اَتٰی اِلَّا مَحْمَدَۃُ اللِّئَامِ وَثَنَآءُ الْاَشْرَارِ، وَ

جو شخص غیر مستحق کو نوازتا اور اس سے اچھا سلوک کرتا ہے اس میں اسے یہی کچھ حصہ ملتا ہے کہ بے حیثیت اور شریر لوگ اس کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں اور جب تک ان پر احسان کرتا رہتا

مَقْلَةُ الْجُهَّالِ، مَادَامَ مُنْعِمًا عَلَيْهِمْ مَا أَجْوَدَ يَدَهُ وَهُوَ عَنْ ذَاتِ اللهِ بَخِيلٌ فَمَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ وَلْيُحْسِنْ مِنْهُ الضِّيَافَةَ وَلْيَفُكَّ بِهِ الْأَسِيرَ وَالْعَانِيَ وَلْيُعْطِ مِنْهُ الْفَقِيرَ وَالْغَارِمَ وَلْيَصْبِرْ نَفْسَهُ عَلَى الْحُقُوقِ وَالنَّوَائِبِ ابْتِغَاءَ الثَّوَابِ فَإِنَّ فَوْزاً بِهٰذِهِ الْخِصَالِ شَرَفُ مَكَارِمِ الدُّنْيَا وَدَرْكُ فَضَائِلِ الْآخِرَةِ إِنْ شَاءَ اللهُ

ہے تو جاہل لوگ کہتے رہتے ہیں کہ یہ کتنا سخی و جواد ہے حالانکہ وہ خدا کے معاملہ میں بخیل ہے۔
جسے اللہ نے مال دیا ہے اسے چاہئے کہ قرابتداروں سے صلہ رحمی کرے، دل کھول کر مہمان نوازی کرے، قیدیوں اور خستہ حالوں کو ان کی مصیبت سے نجات دلائے محتاجوں اور قرضداروں پر بخشش کرے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے دل کو قابو میں رکھ کر حقوق ادا کرے مصائب برداشت کرے کیوں کہ ان خصلتوں کا حاصل کر لینا ہی دنیا میں عزت و شرف اور آخرت میں حصولِ فضائل کا ذریعہ ہے (انشاء اللہ)

خطبہ نمبر ۱۴۳

بارش کی دعا

أَلَا وَإِنَّ الْأَرْضَ الَّتِي تَحْمِلُكُمْ وَالسَّمَاءَ الَّتِي تُظِلُّكُمْ مُطِيعَتَانِ لِرَبِّكُمْ وَمَا أَصْبَحَتَا تَجُودَانِ لَكُمْ بِبَرَكَتِهِمَا تَوَجُّعاً لَكُمْ وَلَا زُلْفَةً إِلَيْكُمْ وَلَا لِخَيْرٍ تَرْجُوَانِهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ أُمِرَتَا بِمَنَافِعِكُمْ فَأَطَاعَتَا، وَأُقِيمَتَا عَلَى حُدُودِ مَصَالِحِكُمْ فَقَامَتَا

إِنَّ اللهَ يَبْتَلِي عِبَادَهُ عِنْدَ الْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ بِنَقْصِ الثَّمَرَاتِ وَحَبْسِ الْبَرَكَاتِ وَإِغْلَاقِ خَزَائِنِ الْخَيْرَاتِ لِيَتُوبَ تَائِبٌ وَيُقْلِعَ مُقْلِعٌ وَيَتَذَكَّرَ مُتَذَكِّرٌ وَيَزْدَجِرَ مُزْدَجِرٌ

خبردار یہ زمین جو تمہارا بار اٹھائے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تم پر سایہ کئے ہوئے ہے دونوں تمہارے پروردگار کے تابع فرمان ہیں یہ دونوں اپنی برکتوں سے اس لئے تمہیں مالا مال نہیں کرتے کہ انہیں تمہارا درد ہے یا یہ کہ تم سے تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں نہ تم سے کسی خیر کے طالب ہیں بلکہ انہیں حکم ہے کہ تمہیں نفع پہنچائیں جسے یہ بجا لاتے ہیں اور تمہاری مصلحتوں کی حدوں پر انہیں ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔
البتہ خداوند عالم اپنے بندوں کو ان کی بد عملیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے برکتوں کو روک لینے اور انعاموں کے خزانے بند کر دینے سے آزماتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے سرکشی سے باز آجانے والا باز آجائے اور عبرت حاصل کرنے والا عبرت حاصل کرے اور گناہوں سے رکنے والا رک جاوے۔

وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْاِسْتِغْفَارَ سَبَبًا لِدُرُوْرِ الرِّزْقِ وَرَحْمَةِ الْخَلْقِ فَقَالَ سُبْحَانَهُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً اسْتَقْبَلَ تَوْبَتَهُ وَاسْتَقَالَ خَطِيْئَتَهُ، وَبَادَرَ مَنِيَّتَهُ

بلا شبہ خداوند عالم نے تو۔ و استغفار کو روزی کے نازل ہونے کا سبب اور خلق پر اپنی رحمت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے "پس اپنے رب سے استغفار کرو وہ یقیناً بہت بخشنے والا ہے وہی تم پر مسلسل پانی برساتا ہے اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کرتا ہے" خداوند عالم اس شخص پر رحم فرمائے جس نے توبہ کر لی ہو گناہوں سے باز آجائے اور مرنے سے پہلے نیک اعمال کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَرَجْنَا اِلَيْكَ مِنْ تَحْتِ الْاَسْتَارِ وَالْاَكْنَانِ وَبَعْدَ عَجِيْجِ الْبَهَآئِمِ وَالْوِلْدَانِ رَاغِبِيْنَ فِيْ رَحْمَتِكَ وَرَاجِيْنَ فَضْلَ نِعْمَتِكَ وَخَائِفِيْنَ مِنْ عَذَابِكَ وَنِقْمَتِكَ

پروردگار! ہم پردوں اور گھروں کے گوشوں سے تیری طرف اس لئے نکل کھڑے ہیں اس وقت جبکہ چوپائے چیخ رہے ہیں اور بچے فریاد کر رہے ہیں تیری رحمت کی خواہش رکھتے ہوئے نعمتوں کی کثرت چاہتے ہوئے اور تیرے عذاب و غضب سے ڈرتے ہوئے۔

اَللّٰهُمَّ فَاسْقِنَا غَيْثَكَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِالسِّنِيْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

خدایا تو ہمیں اپنی بارش سے سیراب کر دے ہمیں اپنی رحمت سے مایوس نہ فرما خشک سالی سے ہمیں ہلاک نہ ہونے دے اور ہم میں سے کچھ بیوقوفوں نے جو کیا ہے اس پر ہم سے مواخذہ نہ کر اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَرَجْنَا اِلَيْكَ نَشْكُوْا اِلَيْكَ مَا لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ حِيْنَ اَلْجَاَتْنَا الْمَضَايِقُ الْوَعْرَةُ وَاَجَآءَتْنَا الْمَقَاحِطُ الْمُجْدِبَةُ وَاَعْيَتْنَا الْمَطَالِبُ الْمُتَعَسِّرَةُ وَتَلَاحَمَتْ عَلَيْنَا الْفِتَنُ الْمُسْتَصْعَبَةُ

بار الہا! ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں وہ شکایت لے کر جو تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے ہمیں سخت تنگیوں نے بے حال کر دیا ہے اور خشک سالی کی مصیبت ہمیں تیرے در پر لے آئی ہے اور شدید ضرورتوں نے ہمیں لاچار کر دیا ہے اور سخت مصیبتیں ہم پر چھا گئی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ اَنْ لَّا تَرُدَّنَا خَآئِبِيْنَ وَلَا تَقْلِبَنَا وَاجِمِيْنَ وَلَا تُخَاطِبَنَا بِذُنُوْبِنَا وَلَا تُقَايِسَنَا بِاَعْمَالِنَا

اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں محروم واپس نہ کرنا اس طرح نہ لوٹانا کہ ہم پیچ و تاب میں رہیں اور نہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم سے عتاب آمیز خطاب فرما اور نہ ہمارے عمل کے برابر ہم سے سلوک کر۔

اَللّٰهُمَّ انْشُرْ عَلَيْنَا غَيْثَكَ وَبَرَكَتَكَ وَرِزْقَكَ وَرَحْمَتَكَ وَاسْقِنَا سُقْيَا نَافِعَةً مُرْوِيَةً مُعْشِبَةً تُنْبِتُ بِهَا مَا قَدْ فَاتَ وَتُحْيِيْ بِهَا مَا قَدْ مَاتَ نَافِعَةَ الْحَيَا كَثِيْرَةَ الْمُجْتَنٰى تُرْوِيْ بِهَا الْقِيْعَانَ وَتُسِيْلُ الْبُطْنَانَ وَتَسْتَوْرِقُ الْاَشْجَارَ وَتُرْخِصُ الْاَسْعَارَ اِنَّكَ عَلٰى مَا تَشَاءُ قَدِيْرٌ

خداوندا ہم پر بارش و برکت و رزق و رحمت کا دامن پھیلا دے اور ایسی سیرابی سے ہمیں خوش و خرم کر دے جو فائدہ بخشنے والی، سیراب کرنے والی، ہری بھری گھاس اگانے والی ہو جو خشک کھیتوں کو پھر سے ہرا بھرا کر دے اور مردہ زمینوں کو دوبارہ زندہ کر دے وہ سیرابی عطا کر جس سے پیاس بجھ جائے اور پھل اور میوے کثرت سے پیدا ہو جائیں، جس سے تو ہموار زمینوں میں جل تھل بھر دے اور ندی و نالے بہ نکلیں درختوں کو سرسبز اور بارآور کر دے اور نرخوں کو سستا کر دے بیشک تو جو چاہے اس پر قادر ہے۔

خطبہ نمبر ۱۴۴

عظمت اہلبیت علیہم السلام

بَعَثَ اللّٰهُ رُسُلَهٗ بِمَا خَصَّهُمْ بِهٖ مِنْ وَحْيِهٖ وَجَعَلَهُمْ حُجَّةً لَهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ لِئَلَّا تَجِبَ الْحُجَّةُ لَهُمْ بِتَرْكِ الْاِعْذَارِ اِلَيْهِمْ فَدَعَاهُمْ بِلِسَانِ الصِّدْقِ اِلٰى سَبِيْلِ الْحَقِّ

خداوند عالم نے اپنے رسولوں کو اپنی وحی سے مخصوص کر کے بھیجا ہے اور انہیں مخلوق پر اپنی حجت قرار دیا ہے تاکہ وہ یہ عذر نہ کر سکیں کہ ان پر حجت تمام نہیں ہوئی چنانچہ خدا نے انہیں سچی زبان سے راہ حق کی طرف دعوت دی۔

اَلَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَشَفَ الْخَلْقَ كَشْفَةً لَا اَنَّهٗ جَهِلَ مَا اَخْفَوْهُ مِنْ مَصُوْنِ اَسْرَارِهِمْ وَمَكْنُوْنِ ضَمَائِرِهِمْ وَلٰكِنْ لِيَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا فَيَكُوْنَ الثَّوَابُ جَزَاءً وَالْعِقَابُ بَوَاءً

آگاہ ہو کہ خداوند عالم اپنی مخلوقات کو اچھی طرح جانتا پہچانتا ہے ایسا نہیں کہ وہ ان رازوں اور بھیدوں سے جنہیں وہ دلوں میں چھپائے رکھتے ہیں واقف نہ ہو لیکن اس نے یہ احکام اس لئے دیئے ہیں کہ ان کا امتحان لے کر ظاہر کر دے کہ ان میں کون بہترین عمل کرنے والا ہے تاکہ ثواب ان کا انعام اور عذاب ان کی سزا ہو۔

اَيْنَ الَّذِيْنَ زَعَمُوْا اَنَّهُمُ الرَّاسِخُوْنَ

کہاں ہیں وہ لوگ جو جھوٹ بول کر اور ہم پر ظلم کر کے یہ خیال

فِي الْعِلْمِ دُونَنَا كَذِباً وَبَغْياً عَلَيْنَا أَنْ رَفَعَنَا
اللّٰهُ وَوَضَعَهُمْ وَأَعْطَانَا وَحَرَمَهُمْ وَ
أَدْخَلَنَا وَأَخْرَجَهُمْ بِنَا يُسْتَعْطَى الْهُدَى
وَيُسْتَجْلَى الْعَمَى إِنَّ الْأَئِمَّةَ مِنْ قُرَيْشٍ
غُرِسُوا فِي هٰذَا الْبَطْنِ مِنْ هَاشِمٍ لَا تَصْلُحُ
عَلَى سِوَاهُمْ وَلَا تَصْلُحُ الْوُلَاةُ مِنْ غَيْرِهِمْ

کرتے ہیں وہ راسخین فی العلم ہیں اس لئے کہ خدا نے ہمیں بلند کیا ہے اور انہیں پست رکھا ہے ہمیں (منصب امامت) دیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے ہمیں داخل کیا ہے اور انہیں دور رکھا ہے ہم ہی سے ہدایت کی خواہش اور بے بصیرتی دور کرنے کے لئے روشنی طلب کی جا سکتی ہے یقیناً امام قریش سے ہیں جو اس ایک شاخ بنی ہاشم کی کھیتی سے ابھرے ہیں نہ امامت کی قبا کسی اور کو سجتی ہے اور نہ ان کے سوا کوئی اور اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

مِنْهَا

اس خطبہ کا ایک جز

آثَرُوا عَاجِلًا وَأَخَّرُوا آجِلًا وَتَرَكُوا
صَافِياً وَشَرِبُوا آجِناً كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى
فَاسِقِهِمْ وَقَدْ صَحِبَ الْمُنْكَرَ فَأَلِفَهُ
وَبَسِئَ بِهِ وَوَافَقَهُ حَتَّى شَابَتْ عَلَيْهِ
مَفَارِقُهُ وَصُبِغَتْ بِهِ خَلَائِقُهُ

ان لوگوں نے دنیا کو اختیار کر لیا اور آخرت کو پیچھے ڈال دیا ہے صاف شفاف پانی چھوڑ دیا اور گندا پانی استعمال کرنے لگے ہیں ان کے فاسق کو دیکھ رہا ہوں جو برائیاں کرتے کرتے اس سے مانوس ہو گیا ہے اسی سے مانوس ہوا اور اسی کا ساتھ دیتا رہا یہاں تک کہ ان ہی برائیوں میں اس کے سر کے بال سفید ہو گئے اور اس رنگ میں اس کے اخلاق و عادات رنگے گئے۔

ثُمَّ أَقْبَلَ مُزْبِداً كَالتَّيَّارِ لَا يُبَالِي مَا
غَرَّقَ أَوْ كَوَقْعِ النَّارِ فِي الْهَشِيمِ لَا
يَحْفِلُ مَا حَرَّقَ

پھر وہ کف دیتے ہوئے متلاطم دریا کی طرح آگے بڑھا جو یہ پرواہ نہیں کرتا کہ کسے ڈبو رہا ہے یا جیسے بھوسہ میں آگ کی چنگاری گر جائے جو یہ نہیں دیکھتی کہ کسے جلا رہی ہے۔

أَيْنَ الْعُقُولُ الْمُسْتَصْبِحَةُ بِمَصَابِيحِ
الْهُدَى وَالْأَبْصَارُ اللَّامِحَةُ إِلَى مَنَارِ التَّقْوَى
أَيْنَ الْقُلُوبُ الَّتِي وُهِبَتْ لِلّٰهِ وَعُوقِدَتْ عَلَى طَاعَةِ اللّٰهِ
ازْدَحَمُوا عَلَى الْحُطَامِ وَتَشَاحُّوا عَلَى الْحَرَامِ
وَرُفِعَ لَهُمْ عَلَمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَصَرَفُوا
عَنِ الْجَنَّةِ وُجُوهَهُمْ وَأَقْبَلُوا إِلَى النَّارِ
بِأَعْمَالِهِمْ وَدَعَاهُمْ رَبُّهُمْ فَنَفَرُوا وَوَلَّوْا

کہاں ہیں ہدایت کے چراغوں سے روشن ہونے والی عقلیں اور تقویٰ کے بلند مینار کی طرف دیکھنے والی آنکھیں، کہاں ہیں وہ دل جو اللہ کے ہو رہے اور اسی پر جم گئے ہیں۔ وہ مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور مال حرام پر لڑ جھگڑ رہے ہیں ان کے لئے جنت و دوزخ کے جھنڈے بلند کئے گئے انہوں نے جنت سے اپنے منہ پھیر لئے اور اپنے اعمال کی وجہ سے دوزخ کی طرف بڑھ گئے ان کے پروردگار نے

وَدَعَاهُمُ الشَّيْطَانُ فَاسْتَجَابُوا وَقَبِلُوْا

انہیں بدیا تو یہ خفا ہو گئے اور (جب) شیطان نے انہیں آواز دی تو اس کی طرف دوڑ پڑے۔

ف اس کلام میں لفظ فاسق سے عبد الملک بن مروان کی طرف اشارہ ہے جس نے حجاج بن یوسف کو تعین کر کے قتل و غارت اور سفاکی کی انتہا کر دی۔

خطبہ نمبر ۱۴۵

پند و نصائح

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنْتُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيْهِ الْمَنَايَا مَعَ كُلِّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ وَفِي كُلِّ اَكْلَةٍ غَصَصٌ لَا تَنَالُوْنَ مِنْهَا نِعْمَةً اِلَّا بِفِرَاقِ اُخْرٰى وَلَا يُعَمَّرُ مُعَمَّرٌ مِّنْكُمْ يَوْمًا مِنْ عُمُرِهٖ اِلَّا بِهَدْمِ اٰخَرَ مِنْ اَجَلِهٖ وَلَا تُجَدَّدُ لَهٗ زِيَادَةٌ فِي اَكْلِهٖ اِلَّا بِنَفَادِ مَا قَبْلَهَا مِنْ رِزْقِهٖ وَلَا يُحْيٰى لَهٗ اَثَرٌ اِلَّا مَاتَ لَهٗ اَثَرٌ وَلَا يَتَجَدَّدُ لَهٗ جَدِيْدٌ اِلَّا بَعْدَ اَنْ يَّخْلَقَ لَهٗ جَدِيْدٌ وَلَا تَقُوْمُ لَهٗ نَابِتَةٌ اِلَّا وَتَسْقُطُ مِنْهُ مَحْصُوْدَةٌ وَقَدْ مَضَتْ اُصُوْلٌ نَحْنُ فُرُوْعُهَا فَمَا بَقَاءُ فَرْعٍ بَعْدَ ذَهَابِ اَصْلِهٖ

اے لوگو تم اس دنیا میں موت کی تیر اندازیوں کا ہدف ہو جہاں ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو اور ہر لقمہ میں (گلوگیر) پھندا پڑا ہے۔

جہاں تم ایک نعمت اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک دوسری نعمت سے جدائی نہ ہو جائے اور تم میں سے کسی زندگی پانے والے کو ایک دن کی زندگی نہیں ملتی جب تک اس کی مدت حیات میں سے ایک دن کم نہیں ہو جاتا اور اس کے کھانے میں کسی نئے رزق کا اضافہ نہیں ہوتا جب تک پہلا رزق ختم نہ ہو جائے اور جب تک ایک نقش مٹ نہ جائے دوسرا نہیں ابھرتا اور جب تک کوئی نئی چیز پرانی نہ ہو جائے دوسری نئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور جب تک کٹی ہوئی فصل گر نہ جائے نئی فصل کھڑی نہیں ہوتی، اصول (آباؤ اجداد) گزر گئے اور ہم ان کی شاخیں ہیں جب جڑ ہی نہ رہی تو شاخ کب تک رہ سکتی ہے۔

مِنْهَا

اس خطبہ کا ایک جز

وَمَا اُحْدِثَتْ بِدْعَةٌ اِلَّا تُرِكَ بِهَا سُنَّةٌ فَاتَّقُوا الْبِدَعَ وَالْزَمُوا الْمَهْيَعَ اِنَّ عَوَازِمَ الْاُمُوْرِ اَفْضَلُهَا وَاِنَّ مُحْدَثَاتِهَا شِرَارُهَا

کوئی بدعت عمل میں نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سنت کو چھوڑنا پڑتا ہے لہذا بدعت سے بچو اور روشن طریقہ پر جمے رہو پرانا طریقہ ہی بہتر ہے اور (دین میں) پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدعتیں ہیں۔

خطبہ نمبر ۱۴۶

عمر بن خطاب کو مشورہ

جب عمر بن خطاب نے جنگ فارس میں شرکت کے لئے آپؑ سے مشورہ لیا

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهٗ وَلَا خِذْلَانُهٗ بِكَثْرَةٍ وَّلَا بِقِلَّةٍ وَهُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَظْهَرَهٗ وَجُنْدُهُ الَّذِيْ أَعَدَّهٗ وَأَمَدَّهٗ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ مَا طَلَعَ

اس امر (جنگ) میں کامیابی اور ناکامی کا دارومدار فوج کی کمی اور زیادتی پر نہیں ہے یہ تو اللہ کا دین ہے جسے اس نے سب دینوں پر غالب کیا ہے اور اس کا لشکر ہے جسے اس نے تیار کیا ہے اور اس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر وہاں تک پہنچا جہاں تک پہنچ گیا اور وہاں تک پھیلا جہاں تک پھیل گیا۔

وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُوْدٍ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهٗ وَنَاصِرٌ جُنْدَهٗ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهٗ وَيَضُمُّهٗ فَإِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيْرِهٖ أَبَدًا، وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوْا قَلِيْلًا فَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْإِسْلَامِ وَعَزِيْزُوْنَ بِالْاجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَّاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَأَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ فَإِنَّكَ إِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ أَطْرَافِهَا وَأَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ أَهَمَّ إِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ

اور ہم سے اللہ کا وعدہ ہے اور خدا اپنا وعدہ ضرور ضرور پورا کرنے والا ہے اور امور سلطنت میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مہروں میں ڈورے کی جو انہیں ایک جگہ ملا کر رکھتا ہے پس اگر ڈورا ٹوٹ جائے تو سب مہرے بکھر جائیں گے اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔

آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں لیکن اسلام کی وجہ سے وہ بہت ہیں اور باہمی اتحاد کی وجہ سے غالب ہیں تم اپنی جگہ کھونٹی کی طرح جم کر نظم و نسق کی چکی چلاتے رہو اور عرب کو جنگ کی آگ کا مقابلہ کرنے دو اس لئے کہ اگر تم اس زمین سے دور ہو گئے تو عرب اطراف و جوانب سے تم پر ٹوٹ پڑیں گے یہاں تک کہ تمہیں اپنے سامنے کے حالات سے زیادہ ان انتظامات کی فکر ہو جائے گی جنہیں تم غیر محفوظ چھوڑ گئے ہو۔

إِنَّ الْأَعَاجِمَ إِنْ يَّنْظُرُوْا إِلَيْكَ غَدًا يَّقُوْلُوْا هٰذَا أَصْلُ الْعَرَبِ فَإِذَا قَطَعْتُمُوْهُ

کل اگر عجم والے تمہیں دیکھیں گے تو آپس میں کہیں گے کہ یہی تو اصل (سردار) عرب ہے اگر تم نے اس

اسْتَرَحْتُمْ فَيَكُوْنَ ذٰلِكَ اَشَدَّ لِكَلَبِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمَعِهِمْ فِيْكَ

کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے۔

فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ مَسِيْرِ الْقَوْمِ اِلٰى قِتَالِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ هُوَ اَكْرَهُ لِمَسِيْرِهِمْ مِنْكَ وَهُوَ اَقْدَرُ عَلٰى تَغْيِيْرِ مَا يَكْرَهُ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ فَاِنَّا لَمْ نَكُنْ نُقَاتِلُ فِيْمَا مَضٰى بِالْكَثْرَةِ وَاِنَّمَا كُنَّا نُقَاتِلُ بِالنَّصْرِ وَالْمَعُوْنَةِ

لیکن تم یہ جو کہتے ہو کہ وہ لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے چل پڑے ہیں تو اللہ ان کے بڑھنے کو تم سے زیادہ برا سمجھتا ہے اور جسے وہ برا سمجھے اس کے بدلنے پر زیادہ قادر ہے۔ اور یہ جو کہتے ہو کہ ان کی تعداد بہت ہے تو ہم سابق میں کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑا کرتے تھے بلکہ (اللہ کی) تائید و نصرت کے سہارے پر۔

[1] روم کی جنگ کی طرح جنگ نہاوند یا قادسیہ میں اپنی شرکت کے لئے حضرت عمرؓ نے امیرالمومنینؑ سے مشورہ لیا ہے ممکن ہے مسلمانوں نے ان سے خواہش کی ہو کہ وہ خود بھی جنگ میں شرکت کریں ظاہر ہے کہ میدان جنگ میں دشمن کی نظر سب سے زیادہ سربراہ پر ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی فتح و شکست ملک کی فتح و شکست ہے اس لئے ان کے جانے کی صورت میں حالات جس قدر سنگین ہو سکتے تھے ظاہر ہے۔ پھر بھی اگر حضرتؑ کو ان کے ثبات قدم اور استقلال پر یقین ہوتا تو ممکن ہے کہ مشورہ کا رخ کچھ اور ہوتا مگر گزشتہ تجربے شاہد ہیں کہ اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور اگر حالات اور ہو جاتے تو وہ اسلام کی شکست تصور کی جاتی جسے امیرالمومنینؑ کی ذات جس نے فقط اسلام کے تحفظ کے لئے خلافت کے معاملہ میں سکوت سے کام لیا وہ کیوں کر گوارا کر سکتے تھے اس لئے آپؑ نے ظاہر فرما دیا کہ اگر حالات بدل گئے تو نتائج بہت تلخ ہوں گے۔ اور حضرت عمر بھی یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے اس لئے کہ ہر انسان اپنے نفس کے حالات کو بہتر سمجھتا ہے ورنہ وہ فرما سکتے تھے کہ اب میرے قدم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔

[2] چونکہ دشمن مسلمانوں کے سربراہ مملکت کو اصل عرب سمجھتے اور کہتے تھے اس لئے آپؑ نے انہی الفاظ میں اسے نقل فرمایا ہے۔ پھر بھی آپ نے اصل عرب فرمایا اصل اسلام نہیں فرمایا۔

خطبہ نمبر ۱۴۷

آنے والے زمانہ کے حالات

بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهٗ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ اِلٰى عِبَادَتِهٖ وَمِنْ طَاعَةِ الشَّيْطَانِ اِلٰى طَاعَتِهٖ بِقُرْاٰنٍ قَدْ بَيَّنَهٗ وَاَحْكَمَهٗ لِيَعْلَمَ الْعِبَادُ

خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس کے بندوں کو بتوں کی پرستش سے چھڑا کر اللہ کی عبادت کی طرف اور شیطان کی تابعداری سے نکال کر خدا کا اطاعت گزار بنا دیں اس قرآن کے ذریعہ جسے اس نے واضح اور محکم بنا کر بھیجا ہے

رَبَّهُمْ اِذْ جَهِلُوْهُ وَلِيُقِرُّوْا بِهٖ بَعْدَ اِذْ جَحَدُوْهُ
وَلِيُثْبِتُوْهُ بَعْدَ اِذْ اَنْكَرُوْهُ
فَتَجَلّٰى سُبْحٰنَهٗ لَهُمْ فِيْ كِتَابِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُوْنُوْا
رَاَوْهُ بِمَا اَرَاهُمْ مِنْ قُدْرَتِهٖ وَخَوَّفَهُمْ
مِنْ سَطْوَتِهٖ وَكَيْفَ مَحَقَ مَنْ مَحَقَ بِالْمَثُلَاتِ
وَاحْتَصَدَ مَنِ احْتَصَدَ بِالنَّقِمَاتِ

وَاِنَّهٗ سَيَاْتِيْ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ زَمَانٌ لَيْسَ
فِيْهِ شَيْءٌ اَخْفٰى مِنَ الْحَقِّ وَلَا اَظْهَرَ مِنَ الْبَاطِلِ
وَلَا اَكْثَرَ مِنَ الْكَذِبِ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَلَيْسَ عِنْدَ اَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ سِلْعَةٌ
اَبْوَرَ مِنَ الْكِتَابِ اِذَا تُلِيَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ
وَلَا اَنْفَقَ مِنْهُ اِذَا حُرِّفَ عَنْ مَوَاضِعِهٖ
وَلَا فِي الْبِلَادِ شَيْءٌ اَنْكَرَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ
وَلَا اَعْرَفَ مِنَ الْمُنْكَرِ

فَقَدْ نَبَذَ الْكِتَابَ حَمَلَتُهٗ وَتَنَاسَاهُ حَفَظَتُهٗ
فَالْكِتَابُ يَوْمَئِذٍ وَاَهْلُهٗ مَنْفِيَّانِ طَرِيْدَانِ
وَصَاحِبَانِ مُصْطَحِبَانِ فِيْ طَرِيْقٍ وَاحِدٍ لَا يُؤْوِيْهِمَا
مُؤْوٍ

فَالْكِتَابُ وَاَهْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ فِي النَّاسِ وَ
لَيْسَا فِيْهِمْ وَمَعَهُمْ وَلَيْسَا مَعَهُمْ لِاَنَّ الضَّلَالَةَ
لَا تُوَافِقُ الْهُدٰى وَاِنِ اجْتَمَعَا فَاجْتَمَعَ
الْقَوْمُ عَلَى الْفُرْقَةِ وَافْتَرَقُوْا عَنِ الْجَمَاعَةِ
كَاَنَّهُمْ اَئِمَّةُ الْكِتَابِ وَلَيْسَ الْكِتَابُ اِمَامَهُمْ
فَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُمْ مِنْهُ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَعْرِفُوْنَ
اِلَّا خَطَّهٗ وَزَبْرَهٗ وَمِنْ قَبْلُ مَا مَثَّلُوْا
بِالصّٰلِحِيْنَ كُلَّ مُثْلَةٍ وَسَمَّوْا صِدْقَهُمْ عَلَى اللّٰهِ

تاکہ بندے جاہل رہنے کے بعد اپنے پروردگار کو جان لیں اور انکار کے بعد
اقرار کریں اور اس کے وجود کا منکر ہونے کے بعد اس کے وجود کا یقین کریں۔
پس بغیر اس کے کہ انہوں نے اسے دیکھا ہو اس کی قدرت کے کرشمے دکھا
کر اور اس کی شوکت و سطوت سمجھا کر ان کی راہنمائی فرمائی ہے اور
اس نے کیونکر قوموں کو قسم قسم کے عذابوں سے تباہ و برباد کر دیا اور
جنہیں تہس نہس کرنا چاہا انہیں کیونکر تہس نہس کر دیا۔

میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں حق سب سے زیادہ
پردہ میں اور باطل سب سے زیادہ نمایاں ہوگا اور خدا و رسولؐ پر
افترا پردازی سب سے بڑھ چڑھ کر ہوگی۔

اس زمانہ والوں کی نظر میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہ ہوگی
جب کہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جس طرح پیش کرنے کا حق ہے اور
قرآن سے زیادہ کوئی چیز مقبول نہ ہوگی جب کہ اس کے آیات کے محل استعمال
بدل دیئے جائیں اور شہروں میں برائی سے زیادہ کوئی نیکی نہ ہوگی اور
نیکی سے زیادہ کوئی برائی نہ ہوگی۔

چنانچہ قرآن کا بار اٹھانے کے ذمہ دار اسے چھوڑ دیں گے اور اس کے حفظ
کرنے والے اس کو بھلا دیں گے بس قرآن اور قرآن
والے (اہل بیت) بے گھر اور بے در ہوں گے اور ایک ہی راہ میں ایک
دوسرے کے ساتھی ہوں گے انہیں کوئی پناہ دینے والا نہ ہوگا۔

وہ (بظاہر) تو لوگوں میں ہوں گے مگر (حقیقت میں) ان سے الگ اور ان
کے ساتھ ہوں گے مگر ان سے بے تعلق، اس لئے کہ گمراہی ہدایت سے
موافقت نہیں کر سکتی اگرچہ ایک جگہ جمع ہو جائیں لوگوں نے تفرقہ
پر اتفاق کر لیا ہے اور جماعت (حق) سے الگ ہو گئے ہیں۔

گویا کہ وہ کتاب کے رہبر ہیں کتاب ان کی رہبر نہیں ان کے پاس صرف
قرآن کا نام رہ گیا ہے اور محض اس کے خطوط اور نقوش کو پہچان
لیتے ہیں اور اس آنے والے زمانہ سے پہلے وہ دور ہوگا کہ نیک بندوں کو
قسم قسم کی اذیتیں پہنچائیں گے، سچ کو جھوٹ کا نام دیں گے اور نیکی

فِدْيَةً وَجَعَلُوا فِي الْحَسَنَةِ عُقُوبَةَ السَّيِّئَةِ
وَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِطُولِ آمَالِهِمْ
وَتَغَيُّبِ آجَالِهِمْ حَتَّى نَزَلَ بِهِمُ الْمَوْعُودُ الَّذِي
تُرَدُّ عَنْهُ الْمَعْذِرَةُ وَتُرْفَعُ عَنْهُ التَّوْبَةُ وَتَحُلُّ
مَعَهُ الْقَارِعَةُ وَالنِّقْمَةُ

پر وہ سزائیں دیں جو برائی پر دینا چاہیے۔

تم سے پہلے وہ لوگ گزرے ہیں جو لمبی امیدیں لے کر بیٹھے رہے اور موت سے غافل رہے آخر یہی موت نے انہیں آ کر پکڑ لیا جس نے انہیں عذر خواہی کا موقع ہی نہیں دیا نہ توبہ و انابت کا موقع رہا اور نہ بازگشت کا بلکہ مصیبت اور سختی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ مَنِ اسْتَنْصَحَ اللهَ وُفِّقَ
وَمَنِ اتَّخَذَ قَوْلَهُ دَلِيلاً هُدِيَ لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ
فَإِنَّ جَارَ اللهِ آمِنٌ وَعَدُوَّهُ خَائِفٌ

اے لوگو جس نے خدائے بزرگ و برتر سے نصیحت چاہی اسے نصیحت کی گئی اور جس نے اس کے کلام (قرآن) کو اپنا راہنما قرار دیا اسے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی گئی کیونکہ جو خدا کو پہچان لے وہ بے خوف و مطمئن رہتا ہے البتہ اس کا دشمن ہراساں رہتا ہے۔

وَإِنَّهُ لاَ يَنْبَغِي لِمَنْ عَرَفَ عَظَمَةَ اللهِ أَنْ
يَتَعَظَّمَ فَإِنَّ رِفْعَةَ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ مَا
عَظَمَتُهُ أَنْ يَتَوَاضَعُوا لَهُ وَسَلاَمَةَ الَّذِينَ
يَعْلَمُونَ مَا قُدْرَتُهُ أَنْ يَسْتَسْلِمُوا لَهُ
فَلاَ تَنْفِرُوا مِنَ الْحَقِّ نِفَارَ الصَّحِيحِ مِنَ
الْأَجْرَبِ وَالْبَارِي مِنْ ذِي السَّقَمِ
وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ لَنْ تَعْرِفُوا الرُّشْدَ حَتَّى تَعْرِفُوا الَّذِي
تَرَكَهُ وَلَنْ تَأْخُذُوا بِمِيثَاقِ الْكِتَابِ حَتَّى تَعْرِفُوا
الَّذِي نَقَضَهُ وَلَنْ تَمَسَّكُوا بِهِ حَتَّى تَعْرِفُوا الَّذِي نَبَذَهُ

جو خدا کی عظمت کو پہچانتا ہے اسے تکبر زیب نہیں دیتا کیونکہ جو اس کی عظمت کو پہچان چکے ہیں ان کی بلندی اس میں ہے کہ اس کے آگے سر خم کر دیں اور جو اس کی قدرت کو پہچان چکے ہیں ان کی سلامتی اسی میں ہے کہ اس کے آگے جھک جائیں اس سے اس طرح نہ گھبرا جائیں جس طرح صحیح و سالم خارش زدہ سے گھبرا جاتا ہے یا جیسے تندرست بیمار سے۔

اور جان لو تم ہدایت کو اس وقت تک نہ پہچان سکو گے جب تک ہدایت سے دور رہنے والوں کو نہ پہچان لو گے اور قرآن کے عہد کے اس وقت تک پابند نہ رہ سکو گے جب تک قرآن کی قانون شکنی کرنے والوں کو نہ جان لو گے اور اس سے اس وقت تک وابستہ نہیں رہ سکتے جب تک اسے دور پھینک دینے والوں کی شناخت نہ کر لو گے۔

فَالْتَمِسُوا ذلِكَ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهِ فَإِنَّهُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ
وَمَوْتُ الْجَهْلِ هُمُ الَّذِينَ يُخْبِرُكُمْ حُكْمُهُمْ عَنْ
عِلْمِهِمْ وَصَمْتُهُمْ عَنْ مَنْطِقِهِمْ وَظَاهِرُهُمْ
عَنْ بَاطِنِهِمْ لاَ يُخَالِفُونَ الدِّينَ وَلاَ يَخْتَلِفُونَ
فِيهِ فَهُوَ بَيْنَهُمْ شَاهِدٌ صَادِقٌ وَصَامِتٌ
نَاطِقٌ

جو خود ہدایت والے ہیں انہی سے ہدایت طلب کرو وہی درحقیقت ہدایت کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں وہی وہ لوگ ہیں کہ ان کا (عطا کیا ہوا) ہر حکم ان کے علم کا اور ان کی خاموشی ان کی گویائی کا پتہ دے گی ان کا ظاہر ان کے باطن کا آئینہ ہے وہ نہ دین کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ دین کے بارے میں باہم اختلاف رکھتے ہیں دین ان کے سامنے خود سچا گواہ ہے اور بے زبانی کے باوجود بول رہا ہے۔

خطبہ نمبر ۱۴۸

طلحہ و زبیر کے مسلک پر اظہار افسوس

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَرْجُو الْأَمْرَ لَهُ وَيَعْطِفُهُ عَلَيْهِ دُونَ صَاحِبِهِ لَا يَمُتَّانِ إِلَى اللَّهِ بِحَبْلٍ وَلَا يَمُدَّانِ إِلَيْهِ بِسَبَبٍ

(طلحہ و زبیر) دونوں میں سے ہر ایک اپنی امارت کا امیدوار ہے حکومت کی باگ اپنی طرف موڑنا چاہتا ہے نہ کہ اپنے ساتھی کے لئے وہ نیک وسیلہ سے قرب خداوندی نہیں ڈھونڈتے اور نہ کسی اچھے رشتے سے چاہتے ہیں۔

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَامِلُ ضَبٍّ لِصَاحِبِهِ وَعَنَّا قَلِيلٍ يُكْشَفُ قِنَاعُهُ بِهِ

ہر ایک اپنے ساتھی کے ساتھ کینہ رکھتا ہے جس کا عنقریب پردہ اٹھ جائے گا۔

وَاللَّهِ لَئِنْ أَصَابُوا الَّذِي يُرِيدُونَ لَيَنْتَزِعَنَّ هَذَا نَفْسَ هَذَا وَلَيَأْتِيَنَّ هَذَا عَلَى هَذَا

خدا کی قسم اگر یہ وہ چیز پا لیں جس کی انہیں خواہش ہے تو یقیناً ایک دوسرے کی جان لے کر رہے گا اور ہر ایک اپنے رفیق کو تباہ و برباد کرکے دم لے گا۔

قَدْ قَامَتِ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فَأَيْنَ الْمُحْتَسِبُونَ فَقَدْ سُنَّتْ لَهُمُ السُّنَنُ وَقُدِّمَ لَهُمُ الْخَبَرُ وَلِكُلِّ ضَلَّةٍ عِلَّةٌ وَلِكُلِّ نَاكِثٍ شُبْهَةٌ وَاللَّهِ لَا أَكُونُ كَمُسْتَمِعِ اللَّدْمِ يَسْمَعُ النَّاعِيَ وَيَحْضُرُ الْبَاكِيَ ثُمَّ لَا يَعْتَبِرُ

باغی گروہ کھڑا ہو چکا ہے بس ان کے دفع کے لئے ہمارے مددگار کہاں ہیں جو اللہ یقیناً سنتیں (نجات کے راستے) ان پر ظاہر ہو چکے ہیں اور یہ خبر انہیں پہلے ہی معلوم ہو چکی ہے مگر ہر گمراہی کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر عہد شکن شبہ میں گرفتار ہوتا ہے خدا کی قسم میں ان لوگوں کے مثل نہیں ہوں جو کسی کی موت پر سینے اور منہ پیٹنے کی آواز سن کر بھی یقین نہ کریں یہاں تک کہ رونے والے روتے ہوئے اس کے پاس پہنچ جائیں۔

خطبہ نمبر ۱۴۹

آخری ارشاد

ابن ملجم کے حملہ کے بعد آخری وقت ارشاد فرمایا

أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّ امْرِئٍ لَاقٍ مَا يَفِرُّ مِنْهُ

اے لوگو ہر شخص اس چیز سے مدافعت کرکے رہے گا جس سے

فِي فِرَارِهِ وَالْأَجَلُ مَسَاقُ النَّفْسِ وَالْهَرَبُ مِنْهُ مُوَافَاتُهُ

جاتا ہے۔ نفس جہاں تک کھینچ کر لے جاتا ہے موت سے بھاگنا اسے پا لینا ہے۔

كَمْ أَطْرَدْتُ الْأَيَّامَ أَبْحَثُهَا عَنْ مَكْنُونِ هٰذَا الْأَمْرِ فَأَبَى اللّٰهُ إِلَّا إِخْفَاءَهُ

میں زندگی کے کتنے دن اس مخفی راز کے معلوم کرنے میں گزار دیئے لیکن خدا کی مشیت یہی رہی کہ اس کی تفصیلات ظاہر نہ کرے۔

هَيْهَاتَ عِلْمٌ مَخْزُونٌ أَمَّا وَصِيَّتِي فَاللّٰهَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ

مگر وہاں تک رسائی کہاں، وہ تو اس خزانہ میں علم ہے میری وصیت یہ ہے کہ سارے عالم میں کسی کو خدا کا شریک نہ کرو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے طریقہ کو ضائع نہ کرو۔

وَأَقِيمُوا هٰذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ وَأَوْقِدُوا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ وَخَلَاكُمْ ذَمٌّ مَا لَمْ تَشْرُدُوا حُمِّلَ كُلُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ مَجْهُودَهُ وَخُفِّفَ عَنِ الْجَهَلَةِ رَبٌّ رَحِيمٌ وَدِينٌ قَوِيمٌ وَإِمَامٌ عَلِيمٌ

بس ان دونوں ستونوں کو ہمیشہ قائم رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن کئے رہو جب تک تم پراگندہ نہ ہو جاؤ تم میں کوئی برائی نہیں آئے گی تم میں سے ہر ایک پر اس کی وسعت کے مطابق بوجھ رکھا گیا ہے اور نہ جاننے والوں کا بوجھ ہلکا کر دیا گیا ہے کیونکہ تمہارا پروردگار رحم کرنے والا اور دین اسلام سیدھا اور تمہارا پیشوا ہر امر سے واقف ہے۔

أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ وَأَنَا الْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ وَغَدًا مُفَارِقُكُمْ غَفَرَ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ

میں کل تک تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لئے عبرت بنا ہوں اور کل میں تم سے جدا ہو جاؤں گا خداوند عالم مجھے اور تمہیں بخش دے۔

إِنْ تَثْبُتِ الْوَطْأَةُ فِي هٰذِهِ الْمَزَلَّةِ فَذَاكَ وَإِنْ تَدْحَضِ الْقَدَمُ فَإِنَّا كُنَّا فِي أَفْيَاءِ أَغْصَانٍ وَمَهَبِّ رِيَاحٍ وَتَحْتَ ظِلِّ غَمَامٍ اضْمَحَلَّ فِي الْجَوِّ مُتَلَفَّقُهَا وَعَفَا فِي الْأَرْضِ مَخَطُّهَا

اگر اس لغزش کی جگہ میرے قدم جمے رہے (زندہ رہا) تو یہی تمہارا مقصود ہے اور اگر قدم ڈگمگا گئے تو کوئی بات نہیں کیونکہ ہم گھنی شاخوں کے سایہ میں تھے جو ڈھلتا رہتا ہے اور ہواؤں کی گزرگاہ میں تھے جن کے جھونکے اِدھر سے اُدھر چلتے رہتے ہیں اور ایسے ابر کے زیر سایہ میں تھے کہ جو فضا میں کمزور ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور زمین پر اس کا سایہ مٹ گیا۔

وَإِنَّمَا كُنْتُ جَارًا جَاوَرَكُمْ بَدَنِي أَيَّامًا

میں ایک ہمسایہ تھا کچھ دنوں میرا بدن تمہارا ساتھی رہا عنقریب

وَسَتُعْقَبُونَ مِنِّي جُثَّةً خَلَاءً سَاكِنَةً بَعْدَ حَرَاكٍ وَصَامِتَةً بَعْدَ نُطْقٍ لِيَعِظْكُمْ هُدُوِّي وَخُفُوتُ إِطْرَاقِي وَسُكُونُ أَطْرَافِي فَإِنَّهُ أَوْعَظُ لِلْمُعْتَبِرِينَ مِنَ الْمَنْطِقِ الْبَلِيغِ وَالْقَوْلِ الْمَسْمُوعِ وَدَاعِيكُمْ وَدَاعُ امْرِئٍ مُرْصِدٍ لِلتَّلَاقِي غَداً تَرَوْنَ أَيَّامِي وَيُكْشَفُ لَكُمْ عَنْ سَرَائِرِي وَتَعْرِفُونَنِي بَعْدَ خُلُوِّ مَكَانِي وَقِيَامِ غَيْرِي مَقَامِي

تم میرے بدن کو اس حالت میں دیکھو گے کہ حرکت کرتے کرتے تھم گیا اور بولتے بولتے خاموش ہو گیا تاکہ میری خاموشی آنکھوں کا بند ہو جانا اور اعضاء و جوارح کا بے حس و حرکت ہو جانا تمہیں نصیحت کرے کیوں کہ یہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے پُر اثر تقریر اور سننے کے قابل بات سے زیادہ موثر وعظ ہے میں تم سے اس طرح رخصت ہو رہا ہوں جیسے پھر ملاقات کا انتظار ہو کل تم (جب بنی امیہ کی سختیاں جھیلو گے) تو میرے عہد کو یاد کرو گے اور میرے راز تم پر کھل جائیں گے جب میری مسند خالی ہو جائے گی اور میری جگہ دوسرے آ جائیں گے تب مجھے پہچانو گے ۔

خطبہ نمبر ۱۵۰

آنے والا زمانہ

وَأَخَذُوا يَمِيناً وَشِمَالًا ظَعْناً فِي مَسَالِكِ الْغَيِّ وَتَرْكاً لِمَذَاهِبِ الرُّشْدِ

(دنیا پرستوں نے) راہ ہدایت ترک کر کے دائیں بائیں گمراہی کا راستہ اختیار کر لیا۔

فَلَا تَسْتَعْجِلُوا مَا هُوَ كَائِنٌ مُرْصَدٌ وَلَا تَسْتَبْطِئُوا مَا يَجِيءُ بِهِ الْغَدُ فَكَمْ مِنْ مُسْتَعْجِلٍ بِمَا إِنْ أَدْرَكَهُ وَدَّ أَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْهُ وَمَا أَقْرَبَ الْيَوْمَ مِنْ تَبَاشِيرِ غَدٍ

بس جو بربادیاں ہونے والی ہیں ان کے لئے جلدی نہ کرو اور جو کچھ کل اپنے ساتھ لے کر آ رہا ہے اس کی دوری پر ناخوش نہ ہو بہت سے لوگ ایسی باتوں میں جلدی کرنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ ہو جائیں تو یہی چاہتے ہیں کہ کاش ایسا نہ ہوتا آج کا دن آنے والے دن سے بہت نزدیک ہے ۔

يَا قَوْمِ هَذَا إِبَّانُ وُرُودِ كُلِّ مَوْعُودٍ وَدُنُوٌّ مِنْ طَلْعَةِ مَا لَا تَعْرِفُونَ أَلَا وَإِنَّ مَنْ أَدْرَكَهَا مِنَّا يَسْرِي فِيهَا بِسِرَاجٍ مُنِيرٍ وَيَحْذُو فِيهَا عَلَى مِثَالِ الصَّالِحِينَ لِيَحُلَّ فِيهَا رِبْقاً

اے میری قوم وعدہ کے ظہور کا وقت آ پہنچا ہے اور جس بات کو تم نہیں جانتے وہ عنقریب ظاہر ہونے والی ہے یاد رکھو اس پر آشوب دور میں ہم اہل بیتؑ میں سے جو اسے پائے گا وہ روشن چراغ لے کر صالحین کے راستہ پر چلے گا تاکہ وہ

وَيُعْتِقَ رِقًّا وَيَصْدَعَ شَعْبًا وَيَشْعَبَ صَدْعًا

(امام منتظرؑ) شبہوں کی گرہیں کھول دے اور لوگوں کو جہالت کی قید سے آزاد کر دے گمراہوں کی جمعیت کو پراگندہ کر دے اور حق کی پراگندگی کو دور کرکے جمع کر دے گا۔

فِي سُتْرَةٍ عَنِ النَّاسِ لَا يُبْصِرُ الْقَائِفُ أَثَرَهُ وَلَوْ تَابَعَ نَظَرَهُ ثُمَّ لَيُشْحَذَنَّ فِيهَا قَوْمٌ شَحْذَ الْقَيْنِ النَّصْلَ تُجْلَى بِالتَّنْزِيلِ أَبْصَارُهُمْ وَيُرْمَى بِالتَّفْسِيرِ فِي مَسَامِعِهِمْ وَيُغْبَقُونَ كَأْسَ الْحِكْمَةِ بَعْدَ الصَّبُوحِ

اس طرح پردہ میں رہ کر کہ کھوج لگانے والا اس کا نقش قدم بھی نہ دیکھ سکے اگرچہ بار بار دیکھنے کی کوشش کرے پھر ضرور ایک قوم اس طرح صیقل کی جائے گی جیسے آہنگر تلوار کی باڑھ کو تیز کرتا ہے قرآن کے نور سے ان کی آنکھیں روشن ہوں گی اور اس کی تفسیر ان کے کانوں میں پہنچا دی جائے گی اور علم و حکمت کے چھلکتے ہوئے ساغروں سے صبح و شام انہیں چھکایا جائے گا۔

مِنْهَا

اس کا ایک جزء

جاہلیت اور اسلامی دور کے افراد

وَطَالَ الْأَمَدُ بِهِمْ لِيَسْتَكْمِلُوا الْخِزْيَ وَيَسْتَوْجِبُوا الْغِيَرَ حَتَّى إِذَا اخْلَوْلَقَ الْأَجَلُ وَاسْتَرَاحَ قَوْمٌ إِلَى الْفِتَنِ وَاشْتَالُوا عَنْ لَقَاحِ حَرْبِهِمْ لَمْ يَمُنُّوا عَلَى اللَّهِ بِالصَّبْرِ وَلَمْ يَسْتَعْظِمُوا بَذْلَ أَنْفُسِهِمْ فِي الْحَقِّ

ان لوگوں کی نافرمانی کا زمانہ طویل ہوتا گیا تاکہ وہ (بدکرداری کے باعث) اپنی رسوائیوں کی تکمیل اور سختیوں کا استحقاق پیدا کر لیں یہاں تک کہ جب وہ مدت ختم ہونے لگی اور ایک جماعت فتنوں کا سہارا لے کر آگے بڑھی اور جنگ کی تخم ریزیوں کے لئے کھڑی ہو گئی (اس موقع پر مسلمان) اپنے صبر کا احسان خدا کو نہیں جتاتے تھے اور نہ راہ حق میں اپنی جانیں قربان کرنے کو کوئی بڑا کام سمجھتے تھے۔

حَتَّى إِذَا وَافَقَ وَارِدُ الْقَضَاءِ انْقِطَاعَ مُدَّةِ الْبَلَاءِ حَمَلُوا بَصَائِرَهُمْ عَلَى أَسْيَافِهِمْ وَدَانُوا لِرَبِّهِمْ بِأَمْرِ وَاعِظِهِمْ

یہاں تک کہ جب قضائے الٰہی نے مصیبت کا زمانہ ختم کر دیا تو انہوں نے اپنی بصیرتوں کے ساتھ تلواریں اٹھا لیں اور اپنے واعظ (رسول اکرمؐ) کے حکم کے مطابق خدا کی اطاعت کرنے لگے۔

حَتَّى إِذَا قَبَضَ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ

یہاں تک کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو خدا نے اس

عَلَيْهِ وَآلِهِ رَجَعَ قَوْمٌ عَلَى الْأَعْقَابِ وَ
غَالَتْهُمُ السُّبُلُ وَاتَّكَلُوا عَلَى الْوَلَائِجِ
وَوَصَلُوا غَيْرَ الرَّحِمِ وَهَجَرُوا السَّبَبَ
الَّذِي أُمِرُوا بِمَوَدَّتِهِ وَنَقَلُوا الْبِنَاءَ
عَنْ رَصِّ أَسَاسِهِ فَبَنَوْهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ
مَعَادِنُ كُلِّ خَطِيئَةٍ وَأَبْوَابُ كُلِّ ضَارِبٍ
فِي غَمْرَةٍ
قَدْ مَارُوا فِي الْحَيْرَةِ وَذَهَلُوا فِي السَّكْرَةِ
عَلَى سُنَّةٍ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ مِنْ مُنْقَطِعٍ
إِلَى الدُّنْيَا رَاكِنٍ أَوْ مُفَارِقٍ لِلدِّينِ مُبَايِنٍ

دنیا سے اُٹھا لیا تو ایک گروہ پچھلے پاؤں پلٹ گیا ور گمراہی نے اسے برباد کر دیا اور وہ اپنے غلط خیالات پر اعتماد کر بیٹھے اور اہلبیتؑ رسول کو چھوڑ کر بیگانوں سے حسن سلوک کرنے لگے اور اس وسیلہ نجات کو چھوڑ گئے جس کی مودّت کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور خلافت کی عمارت کو اصل بنیاد سے منتقل کر کے وہاں رکھ دیا جو اس کی جگہ نہ تھی یہ گروہ ہر خطا کی کانیں اور ہر گمراہی کے دروازہ ہیں۔
(اس لئے) یہ لوگ حیرت و سرگردانی میں (موج دریا کی طرح) بھٹک رہے ہیں، اور جہالت کی غفلت میں مدہوش ہیں بالکل اس طرح جیسے آل فرعون موسیٰؑ کی پیروی نہ کر کے دنیا و آخرت میں عذاب خدا کے مستحق ہوئے۔

خطبہ نمبر ۱۵۱

دورِ فتن

بنی امیہ اور بنی عباس کے عہد میں ہونے والے فتنوں کی طرف اشارہ

وَأَحْمَدُ اللَّهَ وَأَسْتَعِينُهُ عَلَى مَدَاحِرِ
الشَّيْطَانِ وَمَزَاجِرِهِ وَالِاعْتِصَامِ مِنْ
حَبَائِلِهِ وَمَخَاتِلِهِ
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَنَجِيبُهُ وَ
صَفْوَتُهُ لَا يُؤَازَى فَضْلُهُ وَلَا يُجْبَرُ فَقْدُهُ
أَضَاءَتْ بِهِ الْبِلَادُ بَعْدَ الضَّلَالَةِ الْمُظْلِمَةِ
وَالْجَهَالَةِ الْغَالِبَةِ وَالْجَفْوَةِ الْجَافِيَةِ

میں خدا کی حمد کرتا ہوں اور ان چیزوں کے لئے اس کی مدد چاہتا ہوں جو شیطان کو دور کرنے والی اور اس کے پھندوں اور فریبوں سے اپنی پناہ رکھنے والی ہیں۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اس خدائے وحدہٗ لا شریک کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس کے بندے اور اس کے منتخب کردہ اور برگزیدہ رسول ہیں نہ ان کے فضل و کمال کی کوئی برابری کر سکتا ہے اور نہ ان کی رحلت کے بعد اس کی تلافی ممکن ہے تاریک گمراہیوں

اور حد سے گزری ہوئی جہالتوں اور سخت مزاجی کے بعد آنحضرت[2] کے نورِ ہدایت سے شہر کے شہر جگمگا اٹھے۔

وَالنَّاسُ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرِيمَ وَيَسْتَذِلُّونَ الْحَكِيمَ وَيَحْيَوْنَ عَلَىٰ فَتْرَةٍ وَيَمُوتُونَ عَلَىٰ كَفْرَةٍ

حالاں کہ لوگ بعثت سے قبل حرام کو حلال اور عقلمند کو ذلیل سمجھتے تھے نبیوں سے خالی زمانہ میں زندگی گزار رہے تھے اور گمراہی کی حالت میں مر جاتے تھے۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ أَغْرَاضُ بَلَايَا قَدِ اقْتَرَبَتْ فَاتَّقُوا سَكَرَاتِ النِّعْمَةِ وَاحْذَرُوا بَوَائِقَ النِّقْمَةِ وَتَثَبَّتُوا فِي قَتَامِ الْعِشْوَةِ وَاعْوِجَاجِ الْفِتْنَةِ عِنْدَ طُلُوعِ جَنِينِهَا وَظُهُورِ كَمِينِهَا وَانْتِصَابِ قُطْبِهَا وَمَدَارِ رَحَاهَا تَبْدَأُ فِي مَدَارِجَ خَفِيَّةٍ وَتَؤُولُ إِلَىٰ فَظَاعَةٍ جَلِيَّةٍ شِبَابُهَا كَشِبَابِ الْغُلَامِ وَآثَارُهَا كَآثَارِ السِّلَامِ[2] يَتَوَارَثُهَا الظَّلَمَةُ بِالْعُهُودِ أَوَّلُهُمْ قَائِدٌ لِآخِرِهِمْ وَآخِرُهُمْ مُقْتَدٍ بِأَوَّلِهِمْ

پھر یہ کہ اے گروہ عرب تم ایسی مصیبتوں کا نشانہ بننے والے ہو جو قریب پہنچ چکی ہیں لہٰذا تم نعمت کی مستیوں سے بچو اور عذاب کی تباہیوں سے حذر کرو شبہات کی تاریکیوں اور فتنہ کی کجی میں ثبات قدم کا ثبوت دو جب اس کا چھپا ہوا اندیشہ ظاہر ہو جائے اور پوشیدہ خطرہ کھل کر سامنے آجائے اور اس کا کھونٹا جس پر چکی چلتی ہے مضبوط ہو جائے فتنوں کی ابتدا ہمیشہ چھپے ہوئے راستوں سے ہوا کرتی ہے اور نتیجہ میں کھل کر سامنے آجاتے ہیں طفل نوخیز کی طرح رفتہ رفتہ ان کا شباب آتا ہے ان کے آثار ایسے ہوتے ہیں جیسے پتھر کی چوٹ بظاہر عہد و پیمان کے ذریعہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے آتے ہیں ان کا پہلا آخر کا قائد ہوتا ہے اور آخر پہلے کا پیروکار۔

يَتَنَافَسُونَ فِي دُنْيَا دَنِيَّةٍ وَيَتَكَالَبُونَ عَلَىٰ جِيفَةٍ مُرِيحَةٍ وَعَنْ قَلِيلٍ يَتَبَرَّأُ التَّابِعُ مِنَ الْمَتْبُوعِ وَالْقَائِدُ مِنَ الْمَقُودِ فَيَتَزَايَلُونَ بِالْبَغْضَاءِ وَيَتَلَاعَنُونَ عِنْدَ اللِّقَاءِ

وہ اس رذیل دنیا پر باہم لڑ پڑتے ہیں اور اس بدبودار مردار پر ٹوٹ پڑتے ہیں عنقریب پیروکار اپنے راہنما سے اور راہنما اپنے پیروکار سے بیزاری کا اعلان کریں گے اور بغض کی وجہ سے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے جب آمنا سامنا ہوگا تو ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔

ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ طَالِعُ الْفِتْنَةِ الرَّجُوفِ وَالْقَاصِمَةِ الزَّحُوفِ فَتَزِيغُ قُلُوبٌ بَعْدَ اسْتِقَامَةٍ وَتَضِلُّ رِجَالٌ بَعْدَ سَلَامَةٍ

پھر اس کے بعد ایسا ہولناک فتنہ آنے کا جو برباد کرنے والا تباہی مچانے والا اور سختی سے حملہ آور ہوگا جس کے بعد سیدھے دل بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے اور لوگ صحیح و سالم ایمان کے بعد گمراہ ہو جائیں گے۔

وَتَخْتَلِفُ الْأَهْوَاءُ عِنْدَ هُجُومِهَا وَتَلْتَبِسُ الْآرَاءُ عِنْدَ نُجُومِهَا مَنْ أَشْرَفَ لَهَا قَصَمَتْهُ وَمَنْ سَعَى فِيهَا حَطَمَتْهُ

جب اس فتنہ کا حملہ ہوگا تو خواہشات مختلف ہو جائیں گی جب وہ ابھریں گے تو رائیں مختلف ہو جائیں گی جو سر اٹھائے گا اس کا سر توڑ دے گا اور جو اس میں اصلاح کی کوشش کرے گا (دخل دے گا) وہ جڑ سے اکھیڑ دے گا۔

يَتَكَادَمُونَ فِيهَا تَكَادُمَ الْحُمُرِ فِي الْعَانَةِ قَدِ اضْطَرَبَ مَعْقُودُ الْحَبْلِ وَعَمِيَ وَجْهُ الْأَمْرِ تَغِيضُ فِيهَا الْحِكْمَةُ وَتَنْطِقُ فِيهَا الظَّلَمَةُ

اس میں ایک دوسرے کو اس طرح کاٹنے لگیں گے جیسے وحشی گدھے اپنی بھیڑ میں ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں دین کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل جائیں گے (احکام شرعی ٹوٹ جائیں گے) فرش زمین تیرہ و تار ہو جائے گا (جس میں کچھ نظر نہ آسکے) حکمت کا پانی جذب ہو جائے گا (جاننے والے ڈر کر خاموش رہیں گے) اور ظالموں کی زبانیں کھل جائیں گی۔

وَتَدُقُّ أَهْلَ الْبَدْوِ بِمِسْحَلِهَا وَتَرُضُّهُمْ بِكَلْكَلِهَا يَضِيعُ فِي غُبَارِهَا الْوُحْدَانُ وَيَهْلِكُ فِي طَرِيقِهَا الرُّكْبَانُ

وہ فتنے دیہات میں رہنے والوں کو اپنے آلات سے کوٹ ڈالے گا اور اپنے سینہ سے (دبا کر) ریزہ ریزہ کر دے گا اس کے گرد و غبار میں اکیلے مسافر (اہل علم و فکر) برباد ہو جائیں گے اور اس کے راستوں میں سوار (قافلے) ہلاک ہو جائیں گے۔

تَرِدُ بِمُرِّ الْقَضَاءِ وَتَحْلُبُ عَبِيطَ الدِّمَاءِ وَتَثْلِمُ مَنَارَ الدِّينِ وَتَنْقُضُ عَقْدَ الْيَقِينِ تَهْرُبُ مِنْهَا الْأَكْيَاسُ وَتُدَبِّرُهَا الْأَرْجَاسُ

یہ فتنہ قضاء کی تلخیاں لے کر آئے گا اور دودھ کی جگہ خالص خون دوہے گا وہ دین کے مینار شکستہ کر دے گا (احکام شرعی بدل دے گا) اور یقین کے اصول و عقائد کو درہم برہم کر دے گا دور اندیش لوگ اس سے بھاگیں گے اور شرپسندوں کا اس میں عمل دخل ہوگا۔

مِرْعَادٌ مِبْرَاقٌ كَاشِفَةٌ عَنْ سَاقٍ تُقْطَعُ فِيهَا الْأَرْحَامُ وَيُفَارَقُ عَلَيْهَا الْإِسْلَامُ بَرِيُّهَا سَقِيمٌ وَظَاعِنُهَا مُقِيمٌ

یہ فتنہ چمک گرج کے ساتھ نمودار ہوگا اور اس قدر تیز ہوگا کہ کھل کر سامنے آجائے گا اس میں رشتے ٹوٹ جائیں گے اور اسلام سے علیحدگی اختیار کر لی جائے گی جو اس سے بری رہے گا وہ مصائب میں گرفتار ہوگا اور اس سے بھاگنے والا بھی اپنے قدم اس سے باہر نہ نکال سکے گا۔

مِنۡهَا

بَيۡنَ قَتِيۡلٍ مَطۡلُوۡلٍ وَخَائِفٍ مُسۡتَجِيۡرٍ يُخۡتَلُوۡنَ بِعَقۡدِ الۡاَيۡمَانِ وَ بِغُرُوۡرِ الۡاِيۡمَانِ فَلَا تَكُوۡنُوۡا اَنۡصَابَ الۡفِتَنِ وَاَعۡلَامَ الۡبِدَعِ وَالۡزَمُوۡا مَا عُقِدَ عَلَيۡهِ حَبۡلُ الۡجَمَاعَةِ وَ بُنِيَتۡ عَلَيۡهِ اَرۡكَانُ الطَّاعَةِ وَاقۡدَمُوۡا عَلَى اللّٰهِ مَظۡلُوۡمِيۡنَ وَلَا تَقۡدَمُوۡا عَلَيۡهِ ظَالِمِيۡنَ

اس خطبہ کا ایک حصّہ

ان میں بہت سے شہید ہو جائیں گے جن کا خون بہا بھی نہ لیا جائے گا اور کچھ خوفزدہ ہو کر پناہ گاہ ڈھونڈتے پھریں گے انہیں ایمان کے نام پر قسمیں دے دے کر دھوکہ دیا جائے گا پس تم فتنوں کی راہ دکھانے والے اور بدعتوں کے نشان نہ بنو تم ایمان والی جماعت کی گرہ (اصول) اور طاعت گزاری کے طریقوں کے پابند رہو اور اللہ کے پاس مظلوم ہو کر جاؤ ظالم بن کر نہ جاؤ۔

وَاتَّقُوۡا مَدَارِجَ الشَّيۡطَانِ وَمَهَابِطَ الۡعُدۡوَانِ وَلَا تُدۡخِلُوۡا بُطُوۡنَكُمۡ لُعَقَ الۡحَرَامِ فَاِنَّكُمۡ بِعَيۡنِ مَنۡ حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَعۡصِيَةَ وَسَهَّلَ لَكُمۡ سُبُلَ الطَّاعَةِ

اور شیطان کی راہوں اور سرکشی کے مقاموں سے بچتے رہو اور اپنے پیٹ میں حرام کے لقمے نہ ڈالو اس لئے کہ تم اس کے سامنے جس نے معصیت کو تم پر حرام کیا ہے اور طاعت گزاری کی راہیں تمہارے لئے آسان کر دی ہیں۔

خطبہ نمبر ۱۵۲

صفات باری عین ذات ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الدَّالِّ عَلٰى وُجُوۡدِهٖ بِخَلۡقِهٖ وَ بِمُحۡدَثِ خَلۡقِهٖ عَلٰى اَزَلِيَّتِهٖ وَبِاشۡتِبَاهِهِمۡ عَلٰى اَنۡ لَا شَبَهَ لَهٗ

اس اللہ کی حمد جس کے وجود پر اس کی خلقت کائنات اور اس کی ازلیت پر اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق اور اس کے بے نظیر ہونے پر ان کی باہمی مشابہت گواہی دیتی ہے۔

لَا تَسۡتَلِمُهُ الۡمَشَاعِرُ وَلَا تَحۡجُبُهُ السَّوَاتِرُ لِافۡتِرَاقِ الصَّانِعِ وَالۡمَصۡنُوۡعِ وَالۡحَادِّ وَالۡمَحۡدُوۡدِ وَالرَّبِّ وَالۡمَرۡبُوۡبِ

نہ حواس اسے مس کر سکتے ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں اس لئے کہ بنانے والے اور بننے والے میں اور گھیرنے والے اور گھرنے والے میں اور پالنے والے اور پرورش پانے والے میں (بہت) فرق ہے۔

الاحد لا بتأويل عدد، والخالق لا بمعنى حركة ونصب، والسميع لا باداة، والبصير لا بتفريق آلة، والشاهد لا بمماسة، والبائن لا بتراخي مسافة، والظاهر لا برؤية، والباطن لا بلطافة

وہ واحد و یکتا ہے مگر نہ ایسا کہ شمار میں آئے وہ پیدا کرنے والا ہے نہ اس معنی سے کہ اسے حرکت کرنا اور تکلیف اٹھانا پڑے وہ سننے والا ہے مگر نہ کسی عضو کے ذریعہ سے وہ دیکھنے والا ہے لیکن نہ کسی آلہ کے ذریعہ وہ حاضر ہے مگر نہ اس طرح کہ اسے مس کیا جا سکے وہ جدا ہے مگر نہ اس طرح کہ بیچ میں فاصلہ کی دوری ہے وہ ظاہر ہے مگر نہ اس طرح کہ آنکھوں سے دکھائی دے وہ پوشیدہ ہے مگر نہ جسم لطیف کی بنا پر

بان من الاشياء بالقهر لها والقدرة عليها وبانت الاشياء منه بالخضوع له والرجوع اليه

وہ سب چیزوں سے اس لئے الگ ہے کہ وہ ان پر غالب ہے اور اقتدار رکھتا ہے سب چیزیں اس سے اس لئے جدا ہیں کہ وہ اس کے سامنے جھکی ہوئی ہیں اور اس کی طرف پلٹنے والی ہیں۔

من وصفه فقد حده، ومن حده فقد عده، ومن عده فقد ابطل ازله، ومن قال كيف فقد استوصفه، ومن قال اين فقد حيزه، عالم اذ لا معلوم، ورب اذ لا مربوب، وقادر اذ لا مقدور

جس نے ذات کے سوا اس کے صفات تجویز کئے اس نے اس کی حد بندی کر دی اور جس نے اسے محدود سمجھا وہ اسے شمار میں آنے والی چیزوں کی فہرست میں لے آیا اور جس نے اسے شمار کے قابل سمجھ لیا اس نے اس کے ازلی ہونے سے انکار کر دیا اور جس نے یہ کہہ دیا کہ وہ کیسا ہے وہ اس کے لئے الگ صفتیں تلاش کرنے لگا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کہاں ہے اس نے اسے محدود سمجھ لیا وہ اس وقت بھی عالم تھا جب کوئی معلوم نہ تھا اس وقت بھی رب تھا جب کوئی مربوب نہ تھا اس وقت بھی قادر تھا جب کوئی مقدور نہ تھا

منها

(اس خطبہ کا ایک جز)

قد طلع طالع، ولمع لامع، ولاح لائح، واعتدل مائل، واستبدل الله بقوم

طلوع کرنے والا (آفتاب ظاہری) ابھر آیا چمکنے والا (حق) چمک اٹھا ظاہر ہونے والا ظاہر ہو گیا ٹیڑھے معاملے سیدھے

وَيَوْمًا بِيَوْمٍ وَانْتَظَرْنَا الْغِيَرَ انْتِظَارَ الْمُجْدِبِ الْمَطَرَ

ہو گئے خداوند عالم نے قوم کو قوم سے اور دن کو دن سے بدل دیا ہے ہم اس انقلاب کے اس طرح منتظر رہے جیسے قحط زدہ بارش کا انتظار کرتا ہے۔

وَإِنَّمَا الْأَئِمَّةُ قُوَّامُ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ وَعُرَفَاؤُهُ عَلَى عِبَادِهِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَهُمْ وَعَرَفُوهُ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا مَنْ أَنْكَرَهُمْ وَأَنْكَرُوهُ

بیشک آئمہ خدا کے بندوں پر اس کے مقرر کئے ہوئے حاکم ہیں اور بندوں کو اس کی معرفت کرانے والے ہیں جنت میں وہی داخل ہو سکتا ہے جسے ان کی معرفت ہو اور وہ بھی اسے پہچانتے ہوں کہ یہ ہمارا محب ہے، اور دوزخ میں وہی شخص ڈالا جائے گا جو نہ انہیں پہچانے اور نہ وہ اسے پہچانیں۔

إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَصَّكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَاسْتَخْلَصَكُمْ لَهُ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ اسْمُ سَلَامَةٍ وَجِمَاعُ كَرَامَةٍ اصْطَفَى اللهُ تَعَالَى مَنْهَجَهُ وَبَيَّنَ حُجَجَهُ مِنْ ظَاهِرِ عِلْمٍ وَبَاطِنِ حِكَمٍ

خدا نے تمہیں اسلام کے لئے مخصوص کر لیا ہے اور اس کے لئے تمہیں چن لیا ہے اور یہ اس لئے کہ اسلام سلامتی کا نام ہے اور عزت کا سرمایہ ہے خدا نے اس کی راہ کو منتخب کر لیا ہے اور اس کے کھلے ہوئے علم اور چھپی ہوئی حکمت سے اس کی دلیلیں واضح کر دی ہیں۔

لَا تَفْنَى غَرَائِبُهُ وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ فِيهِ مَرَابِيعُ النِّعَمِ وَمَصَابِيحُ الظُّلَمِ لَا تُفْتَحُ الْخَيْرَاتُ إِلَّا بِمَفَاتِيحِهِ وَلَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ إِلَّا بِمَصَابِيحِهِ قَدْ أَحْمَى حِمَاهُ وَأَرْعَى مَرْعَاهُ فِيهِ شِفَاءُ الْمُشْتَفِي وَكِفَايَةُ الْمُكْتَفِي

نہ اس کے عجیب و غریب قانون فنا ہونے والے ہیں اور نہ عجائبات ختم ہونے والے ہیں اس میں نعمتوں کی بارشیں اور تاریکیاں دور کرنے والے چراغ روشن ہیں نیکیوں کے دروازے اسی کی کنجیوں سے کھولے جاتے ہیں اور تاریکیوں کے دامن اس کے چراغوں سے چاک کئے جاتے ہیں خدا نے اس میں ممنوعہ مقامات سے روکا ہے اور اس کی چراگاہوں میں چرنے کی اجازت دی ہے اس میں شفا چاہنے والے کے لئے شفا اور بے نیازی چاہنے والے کے لئے بے نیازی ہے۔

مِنْهَا

(اس خطبہ کا دوسرا جزء)

وعظ و نصیحت

وَهُوَ فِي مُهْلَةٍ مِنَ اللّٰهِ يَهْوِي مَعَ الْغَافِلِينَ وَيَغْدُو مَعَ الْمُذْنِبِينَ بِلَا سَبِيلٍ قَاصِدٍ وَلَا إِمَامٍ قَائِدٍ

انہیں اللہ کی طرف سے مہلت ہے وہ غافلوں کے ساتھ تباہیوں میں گر پڑتے ہیں اور بغیر راہ راست اختیار کئے اور بغیر کسی پیشوا کی پیروی کئے گناہ گاروں کے ساتھ صبح کرتے ہیں۔

مِنْهَا

اس خطبہ کا تیسرا جز

حَتّٰى إِذَا كَشَفَ لَهُمْ عَنْ جَزَاءِ مَعْصِيَتِهِمْ وَاسْتَخْرَجَهُمْ مِنْ جَلَابِيبِ غَفْلَتِهِمُ اسْتَقْبَلُوا مُدْبِرًا وَاسْتَدْبَرُوا مُقْبِلًا

یہاں تک کہ جب خداوند عالم ان کے گناہوں کا نتیجہ ان کے سامنے لانے گا اور انہیں غفلت کے پردوں سے باہر کر دے گا تو پھر اس چیز کی طرف بڑھیں گے جسے پیٹھ دکھاتے رہے اور اس چیز سے پیٹھ پھیر لیں گے جس کی طرف ان کا رخ رہتا تھا۔

فَلَمْ يَنْتَفِعُوا بِمَا أَدْرَكُوا مِنْ طَلِبَتِهِمْ وَلَا بِمَا قَضَوْا مِنْ وَطَرِهِمْ وَإِنِّي أُحَذِّرُكُمْ وَنَفْسِي هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَلْيَنْتَفِعِ امْرُؤٌ بِنَفْسِهِ

انہوں نے اپنی دل پسند چیزیں پا کر اور خواہشیں پوری کر کے کچھ بھی فائدہ نہ حاصل کیا اور میں اس مرحلے سے تمہیں اور اپنے آپ کو ڈراتا ہوں انسان کو چاہیئے کہ اپنے نفس سے فائدہ اٹھائے۔

فَإِنَّمَا الْبَصِيرُ مَنْ سَمِعَ فَتَفَكَّرَ وَنَظَرَ فَأَبْصَرَ وَانْتَفَعَ بِالْعِبَرِ ثُمَّ سَلَكَ جَدَدًا وَاضِحًا يَتَجَنَّبُ فِيهِ الصَّرْعَةَ فِي الْمَهَاوِي وَالضَّلَالَ فِي الْمَغَاوِي

درحقیقت آنکھوں والا وہ ہے جو سن کر غور کرے اور دیکھے تو حقیقت کو پہچانے اور عبرتوں سے سبق لے اور واضح راستہ پر چلے جس کے بعد گڑھوں میں گرنے اور شبہوں میں بھٹک جانے سے بچتا رہے۔

وَلَا يُعِينُ عَلٰى نَفْسِهِ الْغُوَاةَ بِتَعَسُّفٍ فِي حَقٍّ أَوْ تَحْرِيفٍ فِي نُطْقٍ أَوْ تَخَوُّفٍ مِنْ صِدْقٍ

اور حق کا ساتھ چھوڑنے اور بات بدلنے اور سچائی سے خوف کھانے میں گمراہوں کو اپنے اوپر قابو پانے کا موقع نہ دے۔

فَأَفِقْ أَيُّهَا السَّامِعُ مِنْ سَكْرَتِكَ وَاسْتَيْقِظْ مِنْ غَفْلَتِكَ وَاخْتَصِرْ مِنْ عَجَلَتِكَ وَ

بس اے سننے والے اپنی مستی سے ہوش میں آ اور غفلت کی نیند سے جاگ اور اس دنیا کے لئے دوڑ دھوپ

أَنْعِمِ الْفِكْرَ فِيمَا جَاءَكَ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا مَحِيصَ عَنْهُ

کم کر اور جو سچی باتیں نبی امّی صلّی اللہ علیہ و آلہ کی زبان (فیض ترجمان) سے تمہارے پاس پہنچی ہیں انہیں اچھی طرح غور و فکر کرو ان کے سوا نہ چارہ ہے اور نہ گریز کی راہ ہے۔

وَخَالِفْ مَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ إِلَى غَيْرِهِ وَدَعْهُ وَمَا رَضِيَ لِنَفْسِهِ وَضَعْ فَخْرَكَ وَاحْطُطْ كِبْرَكَ وَاذْكُرْ قَبْرَكَ فَإِنَّ عَلَيْهِ مَمَرَّكَ

اور جو اس کی خلاف ورزی کرے تم اس سے دوسری طرف منہ پھیر لو اور اسے چھوڑ دو کہ وہ اپنے نفس کی مرضی پر چلتا رہے فخر کرنا چھوڑ دو اور تکبّر کا سر نیچا کر دو اور اپنی قبر کو یاد رکھو کیوں کہ وہی تمہارا راستہ ہے۔

وَكَمَا تَدِينُ تُدَانُ وَكَمَا تَزْرَعُ تَحْصُدُ وَمَا قَدَّمْتَ الْيَوْمَ تَقْدَمُ عَلَيْهِ غَدًا فَامْهَدْ لِقَدَمِكَ وَقَدِّمْ لِيَوْمِكَ فَالْحَذَرَ الْحَذَرَ أَيُّهَا الْمُسْتَمِعُ وَالْجِدَّ الْجِدَّ أَيُّهَا الْغَافِلُ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ

جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے جو بوؤ گے وہی کاٹو گے آج جو بھیج دو گے وہی کل پاؤ گے کمر باندھ لو اور اس دن کے لئے سامان تیار رکھو اے سُننے والے ڈر خدا کا خوف کر اے غافل کوشش کر کوشش کہ تمہیں ادب والا جو کچھ بتا دے گا دوسرا نہیں بتلا سکتا۔

إِنَّ مِنْ عَزَائِمِ اللّٰهِ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيمِ الَّتِي عَلَيْهَا يُثِيبُ وَيُعَاقِبُ وَلَهَا يَرْضَى وَيَسْخَطُ أَنَّهُ لَا يَنْفَعُ عَبْدًا وَإِنْ أَجْهَدَ نَفْسَهُ وَأَخْلَصَ فِعْلَهُ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا لَاقِيًا رَبَّهُ بِخَصْلَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا

قرآنِ حکیم میں خدا کے ان ناقابل تبدیل اصول میں سے کہ جن پر وہ جزا و سزا دیتا ہے اور رضامند یا ناراض ہوتا ہے یہ ہے کہ کسی بندہ کو چاہے وہ جتنی بھی کوشش کرے اور خلوص سے عمل کرے اسے دنیا سے نکل کر خدا کی بارگاہ میں جانا کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب کہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت میں ملوث ہو اور توبہ کئے بغیر مر جائے۔

أَنْ يُشْرِكَ بِاللّٰهِ فِيمَا افْتَرَضَ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَتِهِ أَوْ يَشْفِيَ غَيْظَهُ بِهَلَاكِ نَفْسٍ أَوْ يَعُرَّ بِأَمْرٍ فَعَلَهُ غَيْرُهُ أَوْ يَسْتَنْجِحَ حَاجَةً إِلَى النَّاسِ بِإِظْهَارِ بِدْعَةٍ فِي دِينِهِ أَوْ يَلْقَى النَّاسَ بِوَجْهَيْنِ أَوْ يَمْشِيَ فِيهِمْ

عبادت خداوندی میں جو اس نے فرض کی ہے کسی کو خدا کا شریک قرار دیا ہو یا کسی کو ہلاک کر کے اپنے غصّہ کو ٹھنڈا کیا ہو یا دوسرے کے کام پر عیب لگایا ہو یا دین میں بدعتیں جاری کر کے اپنا مقصد حاصل کیا ہو یا لوگوں سے دو رخی چال چلتا ہو یا لوگوں سے دو

بِلِسَانَيْنِ اِعْقِلْ ذٰلِكَ فَاِنَّ الْمِثْلَ دَلِيْلٌ عَلٰى شِبْهِهٖ

زبانوں سے بات کرتا ہو کبھی کچھ اور کبھی کچھ، اس بات کو سمجھو کہ ایک مثال دوسری مثال کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

اِنَّ الْبَهَائِمَ هَمُّهَا بُطُوْنُهَا وَاِنَّ السِّبَاعَ هَمُّهَا الْعُدْوَانُ عَلٰى غَيْرِهَا وَاِنَّ النِّسَاءَ هَمُّهُنَّ زِيْنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْفَسَادُ فِيْهَا اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مُسْتَكِيْنُوْنَ اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مُشْفِقُوْنَ اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَائِفُوْنَ

یقیناً چوپایوں کا مقصد زندگی پیٹ بھرنا ہے درندوں کا مقصد دوسروں پر حملہ کرکے چیرنا پھاڑنا ہے اور عورتوں کا مقصد دنیا کی زندگی کا بناؤ سنگھار اور فتنے اٹھانا ہوتا ہے مومن وہ ہیں جو غرور و تکبر سے دور رہتے ہیں مومن وہ ہیں جو مہربان ہیں مومن وہ ہیں جو خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔

لہ خطبہ بصرہ کی طرف روانگی کے وقت ارشاد فرمایا ہے چونکہ بصرہ کا ہنگامہ ایک عورت کے ایما پر ہوا اس لئے درندوں اور چوپایوں کی طبعی عادتوں کے ذکر کے بعد عورت کو بھی ایسی خصلت کا حامل فرمایا ہے جس کے نتیجہ میں بصرہ میں جنگ جمل کی نوبت آئی (شرح ابن ابی الحدید)

خطبہ نمبر ۱۵۳

اہل زمانہ کی شکایت اور ذکر آئمہ اطہار علیہم السلام

وَنَاظِرُ قَلْبِ اللَّبِيْبِ بِهٖ يُبْصِرُ اَمَدَهٗ وَيَعْرِفُ غَوْرَهٗ وَنَجْدَهٗ دَاعٍ دَعَا وَرَاعٍ رَعٰى فَاسْتَجِيْبُوْا لِلدَّاعِيْ وَاتَّبِعُوا الرَّاعِيَ

اہل دانش دل کی آنکھوں سے اپنا انجام دیکھ لیتے ہیں اور اپنی بلندی و پستی کو پہچان لیتے ہیں دعوت دینے والے (رسول) نے آواز دے کر بلایا اور نگہداشت کرنے والے (امام) نے نگہداشت کی لہذا بلانے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگہداشت کرنے والے کی پیروی کرو۔

قَدْ خَاضُوْا بِحَارَ الْفِتَنِ وَاَخَذُوْا بِالْبِدَعِ دُوْنَ السُّنَنِ وَاَرَزَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَنَطَقَ

کچھ لوگ فتنہ کے دریاؤں میں کود پڑے ہیں اور سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں میں پڑ چکے ہیں ایمان والے خاموش

الصَّادِقُونَ الْمُكَذِّبُونَ

اور جھٹلانے والوں گمراہوں کی زبانیں کھلی ہوتی ہیں۔

نَحْنُ الشِّعَارُ وَالْاَصْحَابُ وَالْخَزَنَةُ وَالْاَبْوَابُ لَا تُؤْتَى الْبُيُوتُ اِلَّا مِنْ اَبْوَابِهَا فَمَنْ اَتَاهَا مِنْ غَيْرِ اَبْوَابِهَا سُمِّيَ سَارِقًا

ہم اہل بیتؑ ہی رسولؐ کے شعار ان کے زیادہ قریبی اور ان کے خاص ساتھی ان کے علم کا خزانہ اور ان کے علوم کا دروازے ہیں اور گھروں میں دروازوں ہی سے آیا جاتا ہے اور جو دروازوں کو چھوڑ کر کسی اور طرف سے آئے اسے چور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مِنْهَا

اس خطبہ کا ایک جزء

فِيهِمْ كَرَائِمُ الْقُرْاٰنِ وَهُمْ كُنُوزُ الرَّحْمٰنِ اِنْ نَطَقُوْا صَدَقُوْا وَاِنْ صَمَتُوْا لَمْ يُسْبَقُوْا

قرآن کی آیات کریمہ انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور وہی اللہ کے علوم کے خزانے ہیں کہ جب وہ بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور اگر خاموش رہتے ہیں تو کسی اور کو بات کرنے میں پہل کرنے کا حق نہیں ہوتا۔

فَلْيَصْدُقْ رَائِدٌ اَهْلَهُ وَلْيُحْضِرْ عَقْلَهُ وَلْيَكُنْ مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ فَاِنَّهُ مِنْهَا قَدِمَ وَاِلَيْهَا يَنْقَلِبُ

ہر قوم کے پیشرو کا فرض ہے کہ وہ اپنے پیروؤں سے سچ کہے اور اپنی عقل کو حاضر (بیدار) رکھے اور آخرت والوں سے بنے اس لئے کہ وہ اس جانب سے آیا ہے اور اس جانب اسے پلٹ کر جانا ہے۔

فَالنَّاظِرُ بِالْقَلْبِ الْعَامِلُ بِالْبَصَرِ يَكُونُ مُبْتَدَاُ عَمَلِهِ اَنْ يَعْلَمَ اَعَمَلُهُ عَلَيْهِ اَمْ لَهُ فَاِنْ كَانَ لَهُ مَضَى فِيهِ وَاِنْ كَانَ عَلَيْهِ وَقَفَ عَنْهُ فَاِنَّ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَالسَّائِرِ عَلَى غَيْرِ طَرِيقٍ فَلَا يَزِيدُهُ بُعْدُهُ عَنِ الطَّرِيقِ اِلَّا بُعْدًا مِنْ حَاجَتِهِ

دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کے عمل کی ابتدا یہ ہے کہ وہ (پہلے) یہ جان لیتا ہے کہ یہ عمل اس کے لئے مفید ہے یا مضر ہے اگر مفید سمجھتا ہے تو اسے انجام دیتا ہے اور اگر مضر نظر آتا ہے تو باز رہتا ہے اس لئے کہ علم کے بغیر عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی راہ رو غلط راستہ پر چل رہا ہو وہ اس راستہ پر جتنا آگے بڑھتا جائے گا اتنا ہی مقصد سے دور ہوتا جائے گا۔

وَالْعَامِلُ بِالْعِلْمِ كَالسَّائِرِ عَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ اَسَائِرٌ هُوَ اَمْ رَاجِعٌ

اور علم کی روشنی میں عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی روشن راستہ پر چل رہا ہو اس لئے دیکھنے والے کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ آگے بڑھ رہا ہے یا پیچھے ہٹ رہا ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ لِكُلِّ ظَاهِرٍ بَاطِنًا عَلَى مِثَالِهِ فَمَا طَابَ ظَاهِرُهُ طَابَ بَاطِنُهُ وَمَا خَبُثَ ظَاهِرُهُ خَبُثَ بَاطِنُهُ

تمہیں جاننا چاہیئے کہ ہر ظاہر کا ویسا ہی باطن ہوتا ہے جس کا ظاہر اچھا ہوتا ہے اس کا باطن بھی اچھا ہوتا ہے اور جس کا ظاہر خراب ہوتا ہے اس کا باطن بھی خراب ہوتا ہے۔

وَقَدْ قَالَ الرَّسُولُ الصَّادِقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ وَيُبْغِضُ عَمَلَهٗ وَيُحِبُّ الْعَمَلَ وَيُبْغِضُ بَدَنَهٗ

اور رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم ایک بندے کو (ایمان کی وجہ سے) دوست رکھتا ہے مگر اس کے عمل کو برا سمجھتا ہے اور (کہیں) عمل کو دوست رکھتا ہے اور عمل کرنے والے سے نفرت کرتا ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ نَبَاتًا وَكُلُّ نَبَاتٍ لَا غِنَى بِهٖ عَنِ الْمَاۤءِ وَالْمِيَاهُ مُخْتَلِفَةٌ فَمَا طَابَ سَقْيُهٗ طَابَ غَرْسُهٗ وَحَلَتْ ثَمَرَتُهٗ وَمَا خَبُثَ سَقْيُهٗ خَبُثَ غَرْسُهٗ وَاَمَرَّتْ ثَمَرَتُهٗ

یاد رکھو کہ عمل ایک اُگنے والا سبزہ ہے اور سبزہ کو پانی سے سیراب کرنا ضروری ہے اور پانی مختلف قسم کے ہوتے ہیں جہاں پانی اچھا دیا جائے گا وہاں کھیتی بھی اچھی ہوگی اور اس کا پھل بھی شیریں ہوگا اور جہاں پانی خراب دیا جائے گا کھیتی بھی خراب ہوگی اور پھل بھی تلخ ہوگا۔

خطبہ نمبر ۱۵۴

چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي انْحَسَرَتِ الْاَوْصَافُ

تمام حمد اس خدا کے لئے ہے جس کی حقیقی معرفت سے

عَنْ كُنْهِ مَعْرِفَتِهِ وَرَدَعَتْ عَظَمَتُهُ الْعُقُولَ فَلَمْ تَجِدْ مَسَاغاً إِلَى بُلُوغِ غَايَةِ مَلَكُوتِهِ

اوصاف عاجز ہیں اور اس کی عظمت نے عقلوں کو اس طرح عاجز کر دیا ہے کہ وہ اس کی حکومت کے حدود تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں پاتیں۔

هُوَ اللهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ أَحَقُّ وَأَبْيَنُ مِمَّا تَرَى الْعُيُونُ لَمْ تَبْلُغْهُ الْعُقُولُ بِتَحْدِيدٍ فَيَكُونَ مُشَبَّهاً وَلَمْ تَقَعْ عَلَيْهِ الْأَوْهَامُ بِتَقْدِيرٍ فَيَكُونَ مُمَثَّلاً

وہی مالک حقیقی اور عین حق بھی ہے اور حق کا ظاہر کرنے والا بھی وہ ان چیزوں سے بھی زیادہ ظاہر و ہویدا ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہیں لیکن عقلیں اس کی حدیں مقرر کر کے وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں کہ کسی سے تشبیہ دی جا سکے اور نہ وہم و گمان اس کی مقدار مقرر کر سکتے ہیں کہ وہ مثال بن جائے۔

خَلَقَ الْخَلْقَ عَلَى غَيْرِ تَمْثِيلٍ وَلَا مَشُورَةِ مُشِيرٍ وَلَا مَعُونَةِ مُعِينٍ فَتَمَّ خَلْقُهُ بِأَمْرِهِ وَأَذْعَنَ لِطَاعَتِهِ فَأَجَابَ وَلَمْ يُدَافِعْ وَانْقَادَ وَلَمْ يُنَازِعْ

اس نے بغیر کسی مثال (نمونہ) اور مشیر کے مشورہ اور بغیر کسی مددگار کی مدد کے مخلوقات کو ایسا کامل پیدا کیا کہ وہ (صرف) اس کے حکم سے اپنے کمال کو پہنچ گئی اور اس کی اطاعت کے لئے جھک پڑی بغیر کسی توقف کے اس نے لبیک کہی اور بغیر کسی مزاحمت کے تابع فرمان ہو گئی۔

وَمِنْ لَطَائِفِ صَنْعَتِهِ وَعَجَائِبِ خِلْقَتِهِ مَا أَرَانَا مِنْ غَوَامِضِ الْحِكْمَةِ فِي هَذِهِ الْخَفَافِيشِ الَّتِي يَقْبِضُهَا الضِّيَاءُ الْبَاسِطُ لِكُلِّ شَيْءٍ وَيَبْسُطُهَا الظَّلَامُ الْقَابِضُ لِكُلِّ حَيٍّ

اور اس کی صناعی کی لطافتوں اور خلقت کے عجائبات سے وہ گہری حکمتیں ہیں جو اس نے ہمیں ان چمگادڑوں کے اندر دکھائی ہیں جن کی آنکھوں کو (دن کے وقت) وہ شعاعیں سکیڑ دیتی ہیں جن کا دامن ہر شئی کے لئے پھیلا ہوا ہے اور (رات کا) وہ اندھیرا ان کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے جو ہر زندہ کی آنکھوں پر نقاب ڈالنے والا ہے۔

وَكَيْفَ عَشِيَتْ أَعْيُنُهَا عَنْ أَنْ تَسْتَمِدَّ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيئَةِ نُوراً تَهْتَدِي بِهِ فِي مَذَاهِبِهَا وَتَصِلُ بِعَلَانِيَةِ

اور کیوں کر چمکتے ہوئے سورج کی روشنی میں ان کی آنکھیں چندھیا گئیں کہ وہ اس سے مدد لے کر اپنے راستوں کا پتہ لگا سکیں اور اس کی چھائی ہوئی روشنی

بُرْهَانِ الشَّمْسِ إِلَى مَعَارِفِهَا وَرَدَعَهَا بِتَلَأْلُؤِ ضِيَائِهَا عَنِ الْمُضِيِّ فِي سُبُحَاتِ إِشْرَاقِهَا وَأَكَنَّهَا فِي مَكَامِنِهَا عَنِ الذَّهَابِ فِي بُلَجِ ائْتِلَاقِهَا

یں اپنی پہچانی ہوئی جگہوں تک پہنچ سکیں اور اس نے اپنی ضیا باریوں سے انہیں نور کی تجلیوں میں بڑھنے سے روک دیا ہے اور انہیں ان کے پوشیدہ ٹھکانوں میں چھپا دیا ہے کہ وہ اس کی روشنی کی چمک میں آجا سکیں۔

فَهِيَ مُسْدَلَةُ الْجُفُونِ بِالنَّهَارِ عَلَى حِدَاقِهَا وَجَاعِلَةُ اللَّيْلِ سِرَاجاً تَسْتَدِلُّ بِهِ فِي الْتِمَاسِ أَرْزَاقِهَا فَلَا يَرُدُّ أَبْصَارَهَا إِسْدَافُ ظُلْمَتِهِ وَلَا تَمْتَنِعُ مِنَ الْمُضِيِّ فِيهِ لِغَسَقِ دُجُنَّتِهِ

دن کے وقت ان کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور شب تار کو چراغ بنا کر رزق کے ڈھونڈنے میں اس سے مدد لیتی ہیں رات کی تاریکی ان کی آنکھوں کو دیکھنے سے نہیں روکتی اور نہ اس کے گھٹا ٹوپ اندھیرے راہ پیمائی سے مانع ہوتے ہیں۔

فَإِذَا أَلْقَتِ الشَّمْسُ قِنَاعَهَا وَبَدَتْ أَوْضَاحُ نَهَارِهَا وَدَخَلَ مِنْ إِشْرَاقِ نُورِهَا عَلَى الضِّبَابِ فِي وِجَارِهَا أَطْبَقَتِ الْأَجْفَانَ عَلَى مَآقِيهَا وَتَبَلَّغَتْ بِمَا اكْتَسَبَتْ مِنْ فَيْءِ ظُلَمِ لَيَالِيهَا

مگر جب آفتاب اپنے چہرہ سے نقاب الٹتا ہے اور دن کی روشنی پھیل جاتی ہے اور آفتاب کی کرنیں سوسمار کے سوراخ کے اندر پہنچ جاتی ہیں تو وہ اپنی پلکوں کو آنکھوں پر جھکا لیتی ہے اور رات کی تاریکیوں میں جو معاش حاصل کر چکی ہے اس پر اپنا وقت گزارتی ہے۔

فَسُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ اللَّيْلَ لَهَا نَهَاراً وَمَعَاشاً وَالنَّهَارَ سَكَناً وَقَرَاراً وَجَعَلَ لَهَا أَجْنِحَةً مِنْ لَحْمِهَا تَعْرُجُ بِهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَى الطَّيَرَانِ كَأَنَّهَا شَظَايَا الْآذَانِ غَيْرَ ذَوَاتِ رِيشٍ وَلَا قَصَبٍ

سبحان اللہ جس نے رات کو ان کے لئے دن اور کسب معاش کا ذریعہ اور دن ان کے آرام و سکون کے لئے قرار دیا ہے وہ ان کے گوشت ہی سے ان کے پر بنائے ہیں اور جب اڑنے کی ضرورت ہوتی ہے تو انہی پروں سے پرواز کرتی ہیں گویا کہ وہ کانوں کی لویں ہیں کہ ان میں ان میں بال و پر ہیں اور نہ کڑیاں۔

إِلَّا أَنَّكَ تَرَى مَوَاضِعَ الْعُرُوقِ بَيِّنَةً أَعْلَاماً لَهَا جَنَاحَانِ لَمَّا يَرِقَّا فَيَنْشَقَّا

مگر تم ان کی رگوں کی جگہ دیکھو گے کہ ان کے نشان ظاہر ہیں اور ان میں دو پر لگے ہوئے ہیں جو نہ

وَلَمْ يَغْلُظَا فَيَثْقُلَا تَطِيرُ وَوَلَدُهَا لَاصِقٌ بِهَا لَاجِئٌ إِلَيْهَا يَقَعُ إِذَا وَقَعَتْ وَيَرْتَفِعُ إِذَا ارْتَفَعَتْ لَا يُفَارِقُهَا حَتَّى تَشْتَدَّ أَرْكَانُهُ وَيَحْمِلَهُ لِلنُّهُوضِ جَنَاحُهُ وَيَعْرِفَ مَذَاهِبَ عَيْشِهِ وَ مَصَالِحَ نَفْسِهِ فَسُبْحَانَ الْبَارِئِ لِكُلِّ شَيْءٍ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ

اس قدر باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ اتنے موٹے ہیں کہ بوجھل ہو جائیں جب وہ اڑتی ہیں تو بچے ان سے چمٹے رہتے ہیں جب وہ نیچے اترتی ہیں وہ بھی نیچے اترتے ہیں اور جب وہ اونچی ہوتی ہے تو بچے بھی اونچے ہو جاتے ہیں اور اس وقت تک ان سے الگ نہیں ہوتے جب تک ان کے اعضاء و جوارح مضبوط نہ ہو جائیں اور بلند ہونے کے لئے ان کے پر ان کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں اور وہ اپنی معیشت کی راہوں اور ضروریات کو پہچان نہ لیں پاک ہے وہ خدا جو کسی اور کے بنائے نمونہ کے بغیر ہر شئی کا پیدا کرنے والا ہے

خطبہ نمبر ۱۵۵

اہلِ بصرہ کو آنے والے فتنوں کی خبریں

فَمَنِ اسْتَطَاعَ عِنْدَ ذٰلِكَ أَنْ يَعْتَقِلَ نَفْسَهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَفْعَلْ فَإِنْ أَطَعْتُمُونِي فَإِنِّي حَامِلُكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَلَى سَبِيلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ ذَا مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ وَمَذَاقَةٍ مَرِيرَةٍ وَأَمَّا فُلَانَةُ فَأَدْرَكَهَا رَأْيُ النِّسَاءِ وَضِغْنٌ غَلَا فِي صَدْرِهَا كَمِرْجَلِ الْقَيْنِ وَلَوْ دُعِيَتْ لِتَنَالَ مِنْ غَيْرِي مَا أَتَتْ إِلَيَّ لَمْ تَفْعَلْ وَلَهَا بَعْدُ حُرْمَتُهَا الْأُولَى وَالْحِسَابُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى

ان فتنوں کے وقت جو شخص اپنے نفس کو خدا کی فرمانبرداری پر قائم رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے اگر تم میری اطاعت کرو گے تو میں انشاء اللہ تمہیں جنت کی راہ پر پہنچا دوں گا اگرچہ وہ راستہ شدید مشقت اور تلخ مزوں والا ہے۔

رہیں فلاں تو ایک تو ان میں عورتوں والی کم عقلی ہے دوسرے، لوہار کے کڑھاؤ کی طرح کینہ اور عناد ان کے سینے میں جوش مار رہا ہے اور جو سلوک مجھ سے کر رہی ہیں اگر میرے سوا کسی دوسرے سے ایسی ہی سلوک کو ان سے کہا جاتا تو وہ نہ کرتیں اس کے بعد بھی ہمیں

ان کی سابقہ حرمت کا لحاظ ہے اور ان کا حساب کتاب اللہ کی ذمہ داری ہے۔

مِنْهَا

سَبِيْلٌ اَبْلَجُ الْمِنْهَاجِ اَنْوَرُ السِّرَاجِ فَبِالْاِيْمَانِ يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحَاتِ وَبِالصَّالِحَاتِ يُسْتَدَلُّ عَلَى الْاِيْمَانِ يُعْمَرُ الْعِلْمُ وَبِالْعِلْمِ يُرْهَبُ الْمَوْتُ وَبِالْمَوْتِ تُخْتَمُ الدُّنْيَا وَبِالدُّنْيَا تُحْرَزُ الْاٰخِرَةُ وَاِنَّ الْخَلْقَ لَا مَقْصَرَ لَهُمْ عَنِ الْقِيَامَةِ مُرْقِلِيْنَ فِيْ مِضْمَارِهَا اِلَى الْغَايَةِ الْقُصْوٰى

اس خطبہ کا ایک جز

ایمان (کا راستہ) سب راستوں سے زیادہ کشادہ اور سب چراغوں سے زیادہ روشن ہے ایمان سے نیکیوں پر دلیل لائی جاتی ہے اور نیکیوں سے ایمان پر دلیل لائی جاتی ہے ایمان سے علم کی دنیا آباد رہتی ہے اور علم کے ذریعہ موت سے ڈرا جاتا ہے اور موت سے دنیا کے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں اور دنیا (میں عمل) سے آخرت حاصل کی جاتی ہے اور مخلوقات کے لئے قیامت سے پہلے کوئی منزل نہیں لوگ میدان قیامت کی آخری منزل تک پہنچنے کے لئے تیزی سے دوڑ رہے ہیں۔

مِنْهَا

قَدْ شَخَصُوْا مِنْ مُسْتَقَرِّ الْاَجْدَاثِ وَصَارُوْا اِلٰى مَصَآئِرِ الْغَايَاتِ لِكُلِّ دَارٍ اَهْلُهَا لَا يَسْتَبْدِلُوْنَ بِهَا وَلَا يُنْقَلُوْنَ

اس خطبہ کا ایک جز

وہ اپنی اپنی قبروں کی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آخرت کی قرارگاہوں کی طرف چل پڑے ہر گھر کے لئے اس کے اہل ہیں جسے نہ وہ تبدیل کر سکیں گے اور نہ اس سے منتقل ہو سکیں گے۔

عَنْهَا

وَاِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَخُلُقَانِ مِنْ خُلُقِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَاِنَّهُمَا لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ اَجَلٍ وَلَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ

نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے منع کرنا دونوں کام اخلاق خداوندی میں سے ہیں نہ ان کی وجہ سے موت قبل از وقت آ سکتی ہے اور نہ مقررہ رزق میں کمی ہو سکتی ہے۔

وَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ الْحَبْلُ الْمَتِيْنُ وَالنُّوْرُ الْمُبِيْنُ وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ وَالرِّيُّ النَّاقِعُ وَالْعِصْمَةُ لِلْمُتَمَسِّكِ وَالنَّجَاةُ

تمہیں خدا کی کتاب پر عمل کرنا چاہیئے اس لئے کہ وہ مضبوط رسی روشنی پھیلانے والا نور نفع بخش شفا، پیاس بجھانے والی اور تمسک کرنے والے کے لئے حفاظت اور وابستہ

بِمُتَعَلِّقٍ
لَا يَعُوجُ فَيُقَامُ وَلَا يَزِيغُ فَيُسْتَعْتَبُ
وَلَا تُخْلِقُهُ كَثْرَةُ الرَّدِّ وَوُلُوجُ السَّمْعِ
مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ سَبَقَ

رہنے والے کے لئے نجات ہے۔
اس میں کجی نہیں آتی کہ اسے سیدھا کیا جائے نہ حق سے مڑتی ہے کہ اس کا رخ درست کیا جائے بار بار دہرانے اور کانوں میں پڑنے سے وہ پرانی نہیں ہوتی جو اس کے مطابق کہے وہی سچا ہے اور جو اس پر عمل پیرا ہے وہ سبقت لے جانے والا ہے۔

وَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبِرْنَا عَنِ الْفِتْنَةِ وَهَلْ سَأَلْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَنْهَا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)

(اسی اثنا میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیرالمومنینؑ ہمیں فتنہ کے بارے میں کچھ بتائیے اور کیا آپؐ نے اس کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے دریافت کیا تھا تو آپؑ نے فرمایا)

لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ قَوْلَهُ (الٓمٓ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

کہ جب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی (کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کے یہ کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کا فتنوں کا سامنا نہ ہو گا۔

عَلِمْتُ أَنَّ الْفِتْنَةَ لَا تَنْزِلُ بِنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْفِتْنَةُ الَّتِي أَخْبَرَكَ اللّٰهُ تَعَالَى بِهَا فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنَّ أُمَّتِي سَيُفْتَنُونَ مِنْ بَعْدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

تو میں سمجھ گیا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہمارے درمیان موجود ہیں ہم پر فتنہ نہیں آئے گا چنانچہ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ فتنہ کیا ہے جس کی خدا نے آپؐ کو خبر دی ہے آپؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ میرے بعد میری امت عنقریب فتنوں میں پڑ جائے گی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ :-

أَوَلَيْسَ قَدْ قُلْتَ لِي يَوْمَ أُحُدٍ حَيْثُ اسْتُشْهِدَ مَنِ اسْتُشْهِدَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَحِيزَتْ عَنِّي الشَّهَادَةُ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتَ لِي أَبْشِرْ فَإِنَّ الشَّهَادَةَ مِنْ وَرَائِكَ فَقَالَ لِي إِنَّ ذٰلِكَ لَكَذٰلِكَ فَكَيْفَ صَبْرُكَ إِذًا

جب احد کے دن شہید ہونے والے مسلمان شہید ہو چکے اور مجھ سے شہادت روک لی گئی اور یہ مجھے گراں گزرا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ تمہیں بشارت ہو کہ تم شہید ہو گے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ یونہی ہو کر رہے گا اس وقت تمہارے صبر کا کیا حال ہو گا۔

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ هٰذَا مِنْ مَوَاطِنِ الصَّبْرِ وَلٰكِنْ مِنْ مَوَاطِنِ الْبُشْرٰى وَالشُّكْرِ وَقَالَ يَا عَلِيُّ اِنَّ الْقَوْمَ سَيُفْتَنُوْنَ بَعْدِيْ بِاَمْوَالِهِمْ وَيَمُنُّوْنَ بِدِيْنِهِمْ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَتَمَنَّوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَأْمَنُوْنَ سَطْوَتَهٗ وَيَسْتَحِلُّوْنَ حَرَامَهٗ بِالشُّبُهَاتِ الْكَاذِبَةِ وَالْاَهْوَاءِ السَّاهِيَةِ

تو میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہؐ یہ صبر کا مقام نہیں یہ تو میرے لئے خوشخبری اور شکر کا مقام ہے آپؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ لوگ میرے بعد دولت کی وجہ سے فتنوں میں پڑ جائیں گے اور دین اختیار کرنے کا خدا کو احسان جتائیں گے اس کی مہربانیوں کی آرزوئیں کریں گے مگر اس کے قہر و غضب سے بے خوف ہو جائیں گے اور جھوٹے موٹے شبہوں اور غافل کر دینے والی حدیثوں کی وجہ سے حرام کو حلال کر دیں گے۔

فَيَسْتَحِلُّوْنَ الْخَمْرَ بِالنَّبِيْذِ وَالسُّحْتَ بِالْهَدِيَّةِ وَالرِّبَا بِالْبَيْعِ

شراب کو انگور و خرما کا پانی کہہ کر اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر اور سود کو خرید و فروخت قرار دے کر جائز سمجھ لیں گے۔

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَيِّ الْمَنَازِلِ اُنْزِلُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ اَبِمَنْزِلَةِ رِدَّةٍ اَمْ بِمَنْزِلَةِ فِتْنَةٍ؟ فَقَالَ بِمَنْزِلَةِ فِتْنَةٍ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس موقعہ پر میں انہیں کس درجہ پر سمجھوں یہ سمجھوں کہ وہ مرتد ہو گئے یا یہ کہ وہ فتنہ میں مبتلا آپ نے فرمایا کہ فتنہ میں مبتلا سمجھو۔

[1] اقتباس از حاشیہ ترجمہ نہج البلاغہ مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ :۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عائشہ کا رویہ امیر المومنینؑ سے ہمیشہ معاندانہ رہا اور اکثر ان کے دل کی کدورت ان کے چہرے پر کھل جاتی اور طرز عمل سے نفرت و بیزاری جھلک اٹھتی تھی یہاں تک کہ اگر کسی واقعہ کے سلسلہ میں حضرت کا نام آجاتا تو ان کی پیشانی پر بل پڑ جاتے اور اس کا زبان پر لانا بھی گوارا نہ کرتی تھیں چنانچہ عبیداللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہ کی اس روایت کا کہ پیغمبرؐ حالت مرض میں فضل ابن عباس اور ایک دوسرے شخص کا سہارا لے کر ان کے ہاں چلے آئے حضرت عبداللہ بن عباس سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا :۔

ھل تدری من الرجل قلت لا قال علی بن ابی طالب ولکنھا کانت لا تقدر علیٰ ان تذکرہ بخیر (تاریخ طبری ج ۲ ص ۴۳۳) کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ دوسرا شخص کون تھا اس نے کہا کہ نہیں، کہا کہ وہ علی ابن ابی طالبؑ تھے مگر حضرت عائشہ کے بس کی یہ بات نہ تھی کہ وہ علیؑ کا کسی اچھائی کے ساتھ ذکر کرتیں۔

اس نفرت و عناد کا ایک سبب حضرت فاطمہ زہراؑ کا وجود تھا کہ جن کی ہمہ گیر عظمت و توقیر ان کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی اور سوتاپے کی جلن یہ گوارا نہ کر سکتی تھی کہ پیغمبر سوت کی دختر کو اس طرح چاہیں کہ اسے دیکھتے ہی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جائیں اور اپنی مسند پر جگہ دیں اور سیدۃ نساء العالمین کہہ کر دنیا جہان کی عورتوں پر اس کی فوقیت ظاہر کریں اور اس کی اولاد کو اس حد تک دوست رکھیں کہ انہیں اپنا فرزند کہہ کر پکاریں یہ تمام چیزیں ان پر شاق گزرنے والی تھیں اور فطری طور پر ان کے جذبات اس موقعہ پر یہی ہوں گے کہ اگر خود ان کے بطن سے اولاد ہوتی تو وہ پیغمبرؐ کے بیٹے کہلاتے اور بجائے حسن و حسین علیہما السلام کے وہ ان کی محبت کا مرکز بنتے مگر ان کی گود اولاد سے ہمیشہ خالی ہی رہی اور ماں بننے کی آرزو کو اپنے بھانجے کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ کر پورا کر لیا۔ غرض یہ سب چیزیں ایسی تھیں جنہوں نے ان کے دل میں نفرت کا جذبہ پیدا کر دیا جس کے تقاضے سے مجبور ہو کر جناب سیدہؑ کے خلاف شکوہ و شکایت کرتی رہتی تھیں مگر وہ پیغمبرؐ کی توجہات ان سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکیں اس رنجش و کشیدگی کا تذکرہ حضرت ابوبکر کے کانوں میں بھی برابر پہنچتا رہتا تھا جس سے وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے تھے مگر ان کے کئے بھی کچھ نہ ہو سکتا تھا سوا اس کے کہ ان کی زبانی ہمدردیاں اپنی بیٹی کے ساتھ ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ پیغمبر اکرمؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آ گئی۔ اب موقع تھا کہ وہ جس طرح چاہتے انتقام لیتے اور جور و تشدد چاہتے روا رکھتے چنانچہ پہلا قدم یہ اٹھایا کہ جناب سیدہؑ کو محروم الارث قرار دینے کے لئے پیغمبروں کے ورثہ کی نفی کر دی کہ نہ وہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ان کا کوئی وارث ہوتا ہے بلکہ ان کا ترکہ حکومت کی ملکیت ہوتا ہے جس سے سیدہؑ اس حد تک متاثر ہوئیں کہ ان سے ترک کلام کر دیا اور انہی تاثرات کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئیں حضرت عائشہ نے اس موقع پر بھی اپنی روش نہ بدلی اور یہ تک گوارا نہ کیا، کہ ان کے انتقال پر ملال پر افسوس کا اظہار کرتیں چنانچہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے:۔

ثم ماتت فاطمۃ فجاء نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کلھن الی بنی ھاشم فی العزاء الا عائشۃ فانھا لم تأت واظہرت مرضا ونقل الی علی علیہ السلام عنھا کلام یدل علی السرور (شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص۴۵۹)

جب حضرت فاطمہؑ نے رحلت فرمائی تو تمام ازواج پیغمبرؐ بنی ہاشم کے ہاں تعزیت کے لئے پہنچ گئیں سوا عائشہ کے کہ وہ نہ آئیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ مریض ہیں اور حضرت علیؑ تک ان کی طرف سے ایسے الفاظ پہنچے جن سے ان کی مسرت و شادمانی کا پتہ چلتا تھا۔

جب جناب سیدہؑ سے اس حد تک عناد تھا تو جن سے ان کا دامن وابستہ ہوگا وہ کس طرح ان کی دشمنی وعناد سے بچ سکتا تھا پھر ایسے واقعات بھی پیش آتے رہے کہ ان کے والد ابوبکر کے مقابلہ میں حضرتؑ کو اہمیت دی گیا اور ان کے مدارج کو بلند اور نمایاں کرکے دکھایا گیا جیسے تبلیغ سورۂ برات کے سلسلہ میں پیغمبرؐ کا انہیں معزول کرکے واپس پلٹا لینا اور یہ خدمت حضرت علیؑ کے سپرد کرنا اور یہ فرمانا کہ "انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھلبیتی" مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خود اسے پہنچاؤں یا وہ شخص جو میرے اہلبیتؑ میں سے ہو اسی طرح مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازے کہ جن میں حضرت ابوبکر کے گھر کا بھی دروازہ تھا چنوا دیئے اور صرف امیرالمومنینؑ علیہ السلام کے گھر کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔

حضرت عائشہ اپنے باپ کے مقابلہ میں حضرت کا تفوق گوارا نہ کرسکتی تھیں اور جب کوئی امتیازی صورت پیدا ہوتی تھی تو اسے مٹانے کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھتی تھیں، چنانچہ جب پیغمبرؐ نے آخر وقت میں حضرت اسامہ کے ہمراہ لشکر روانہ کیا اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو بھی ان کی زیرامارت جانے کا حکم دیا تو ازواج پیغمبرؐ کے ذریعہ انہیں یہ پیغام ملتا ہے کہ پیغمبرؐ کی حالت نازک ہے لشکر کو آگے بڑھنے کی بجائے پلٹ آنا چاہیئے چونکہ ان کی دور رس نظروں نے یہ بھانپ لیا تھا کہ مدینہ کو مہاجرین و انصار سے خالی کرنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ رحلت نبیؐ کے بعد امیرالمومنینؑ سے کوئی مزاحم نہ ہو اور کسی شورش انگیزی کے بغیر منصب خلافت پر فائز ہو جائیں چنانچہ لشکر اسامہ اس پیغام پر پلٹ آیا جب پیغمبرؐ نے یہ دیکھا تو اسامہ کو پھر لشکر لے جانے کی تاکید فرمائی اور یہ تک فرمایا "لعن اللہ علی من تخلف عن جیش اسامتہ" جو شخص لشکر اسامہ سے تخلف کرے اس پر خدا کی لعنت ہو جس پر وہ پھر روانہ ہوئے مگر پھر انہیں واپس بلایا جاتا ہے یہاں تک کہ پیغمبرؐ کے مرض نے شدت اختیار کرلی اور لشکر کو روانہ ہونا تھا نہ ہوا۔ اس کاروائی کے بعد بلال کے ذریعہ حضرت ابوبکر کو یہ کہلوایا جاتا ہے کہ وہ امامت نماز کے فرائض سرانجام دیں تاکہ ان کی خلافت کے لئے راستہ ہموار ہو جائے چنانچہ اسی کے پیش نظر خلیفہ رسول اللہ علی الصلوٰۃ کہہ کر خلیفہ علی الاطلاق مان لیا گیا اور پھر ایسا طریقہ اختیار کیا گیا کہ کسی طرح خلافت امیرالمومنینؑ تک نہ پہنچ سکے لیکن دور ثالث کے بعد حالات نے اس طرح کروٹ لی کہ لوگ آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے مجبور ہو گئے حضرت عائشہ اس موقعہ پر مکہ میں تشریف فرما تھیں انہیں جب حضرت کی بیعت کا علم ہوا تو ان کی آنکھوں سے شرارے برسنے لگے، غیظ و غضب نے مزاج میں برہمی پیدا کر دی اور نفرت نے ایسی شدت اختیار کرلی کہ جس خون کے بہانے کا فتویٰ دے چکی تھیں اسی کے قصاص کا سہارا لے کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھلم کھلا اعلان جنگ کر دیا جس کے نتیجہ میں ایسا کشت و خون ہوا کہ بصرہ کی سرزمین کشتوں کے خون سے رنگین ہوئی اور افتراق انگیزی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھل گیا۔

خطبہ نمبر ۱۵۶

تقویٰ کی اہمیت اور توشۂ آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْحَمْدَ مِفْتَاحًا لِذِكْرِهٖ وَسَبَبًا لِلْمَزِيْدِ مِنْ فَضْلِهٖ وَدَلِيْلًا عَلٰۤى اٰلَآئِهٖ وَعَظَمَتِهٖ

تمام حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے حمد کو اپنے ذکر کی کنجی اور اپنے فضل و احسان زیادہ کرنے کا ذریعہ اور اپنی نعمتوں اور عظمتوں کی دلیل قرار دیا ہے۔

عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ الدَّهْرَ يَجْرِیْ بِالْبَاقِيْنَ كَجَرْيِهٖ بِالْمَاضِيْنَ لَا يَعُوْدُ مَا قَدْ وَلّٰى مِنْهُ وَلَا يَبْقٰى سَرْمَدًا مَّا فِيْهِ

اے اللہ کے بندو باقی رہ جانے والوں کے ساتھ بھی زمانہ کی وہی روش رہے گی جو گزر جانے والوں کے ساتھ تھی جو زمانہ گزر چکا ہے وہ پھر واپس نہیں آئے گا اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں۔

اٰخِرُ فَعَالِهٖ كَاَوَّلِهٖ مُتَشَابِهَةٌ اُمُوْرُهٗ مُتَظَاهِرَةٌ اَعْلَامُهٗ فَكَاَنَّكُمْ بِالسَّاعَةِ تَحْدُوْكُمْ حَدْوَ الزَّاجِرِ بِشَوْلِهٖ

آخر میں بھی اس کے وہی کام رہیں گے جو دل میں تھے اس کے مناظر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والے اس کے حوادث ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں تمہارا دامن قیامت سے وابستہ ہے وہ تمہیں ڈھکیل کر اس طرح لے جا رہی ہے جیسے ہنکانے والا ان اونٹنیوں کو ہنکاتا ہے جن کا دودھ خشک ہو چکا ہو۔

فَمَنْ شَغَلَ نَفْسَهٗ بِغَيْرِ نَفْسِهٖ تَحَيَّرَ فِی الظُّلُمَاتِ وَارْتَبَكَ فِی الْهَلَكَاتِ وَمَدَّتْ بِهٖ شَيَاطِيْنُهٗ فِیْ طُغْيَانِهٖ وَزَيَّنَتْ لَهٗ سَيِّئَ اَعْمَالِهٖ

جو شخص اپنے نفس کی اصلاح کے بجائے اور باتوں میں پڑ جاتا ہے وہ تاریکیوں میں حیران و سرگردان اور ہلاکتوں میں پھنسا رہتا ہے اور شیطان سے سرکشیوں پر آمادہ کر دیتے ہیں اور اس کی بد اعمالیوں کو اس کے سامنے سج کر دکھاتے ہیں۔

فَالْجَنَّةُ غَايَةُ السَّابِقِيْنَ وَالنَّارُ غَايَةُ الْمُفَرِّطِيْنَ

(عمل خیر میں) سبقت کرنے والوں کی آخری منزل جنت ہے اور عمداً کوتاہی کرنے والوں کی آخری حد دوزخ ہے

اِعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ التَّقْوٰى دَارُ حِصْنٍ عَزِيْزٍ وَالْفُجُوْرَ دَارُ حِصْنٍ ذَلِيْلٍ لَا يَمْنَعُ اَهْلَهٗ وَلَا يُحْرِزُ مَنْ لَجَاَ اِلَيْهِ

اللہ کے بندو یاد رکھو کہ تقویٰ ایک مضبوط قلعہ ہے اور فسق و فجور ایک ذلیل چار دیواری ہے جو نہ اپنے رہنے والوں کو تباہیوں سے بچا سکتی ہے اور نہ ان کی حفاظت کر سکتی ہے جو اس میں پناہ لیں۔

اَلَا وَبِالتَّقْوٰى تُقْطَعُ حُمَةُ الْخَطَايَا وَبِالْيَقِيْنِ تُدْرَكُ الْغَايَةُ الْقُصْوٰى

تقویٰ ہی وہ آلہ ہے جس سے گناہوں کا ڈنک کاٹا جا سکتا ہے اور یقین ہی سے منتہائے مقصد حاصل ہوتا ہے۔

عِبَادَ اللّٰهِ اَللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ اَعَزِّ الْاَنْفُسِ عَلَيْكُمْ وَاَحَبِّهَا اِلَيْكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْضَحَ لَكُمْ سَبِيْلَ الْحَقِّ وَاَنَارَ طُرُقَهٗ فَشِقْوَةٌ لَازِمَةٌ اَوْ سَعَادَةٌ دَائِمَةٌ

اے خدا کے بندو! اس نفس کے بارے میں خدا سے ڈرو جو تمہیں تمام نفسوں سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے کیوں کہ اس نے تمہارے لئے حق کا راستہ کھول دیا ہے اور اس کی راہیں روشن کر دی ہیں اب یا تو نہ مٹنے والی بدبختی ہو گی اور یا دائمی خوش نصیبی۔

فَتَزَوَّدُوْا فِيْ اَيَّامِ الْفَنَاۗءِ لِاَيَّامِ الْبَقَاۗءِ فَقَدْ دُلِلْتُمْ عَلَى الزَّادِ وَاُمِرْتُمْ بِالظَّعْنِ وَحُثِثْتُمْ عَلَى الْمَسِيْرِ

اس دار فانی سے عالم باقی کے لئے زاد راہ مہیا کر لو کیوں کہ تمہیں زاد راہ کی خبر دی جا چکی ہے، وہ کوچ کا حکم مل چکا ہے اور چلنے کے لئے آمادہ کئے جا چکے ہو۔

وَاِنَّمَا اَنْتُمْ كَرَكْبٍ وُقُوْفٍ لَا تَدْرُوْنَ مَتٰى تُؤْمَرُوْنَ بِالْمَسِيْرِ

تم تو منتظر کھڑے ہوئے سواروں کی طرح ہو تمہیں صرف یہ پتہ نہیں کہ کب روانگی کا حکم دیا جائے گا۔

اَلَا فَمَا يَصْنَعُ بِالدُّنْيَا مَنْ خُلِقَ لِلْاٰخِرَةِ وَمَا يَصْنَعُ بِالْمَالِ مَنْ عَمَّا قَلِيْلٍ يُسْلَبُهٗ وَتَبْقٰى عَلَيْهِ تَبِعَتُهٗ وَحِسَابُهٗ

بھلا وہ دنیا کو لے کر کیا کرے گا جو آخرت کے لئے خلق کیا گیا ہو اور اس مال کو لے کر کیا کرے گا جو عنقریب اس سے چھن جانے والا ہے اور اس کا مظلمہ اور حساب اس کے ذمہ رہنے والا ہے۔

عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَيْسَ لِمَا وَعَدَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ مَتْرَكٌ وَلَا فِيْمَا نَهٰى عَنْهُ مِنَ الشَّرِّ مَرْغَبٌ

خدا کے بندو! اللہ نے جس بھلائی کا وعدہ کیا ہے اسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور جس برائی سے منع کیا ہے اس کی خواہش نہیں کی جا سکتی۔

عِبَادَ اللّٰهِ احْذَرُوا الْيَوْمَ تُفْحَصُ فِيْهِ

اللہ کے بندو! اس دن سے ڈرو کہ جس دن اعمال

الْاَعْمَالُ وَيَكْثُرُ فِيْهِ الزِّلْزَالُ وَتَشِيْبُ فِيْهِ الْاَطْفَالُ

کی جانچ پڑتال کی جائے گی زلزلوں کی کثرت ہو گی س میں بچے تک بوڑھے ہو جائیں گے۔

اِعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ عَلَيْكُمْ رَصَدًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ وَعُيُوْنًا مِّنْ جَوَارِحِكُمْ وَحُفَّاظَ صِدْقٍ يَّحْفَظُوْنَ اَعْمَالَكُمْ وَعَدَدَ اَنْفَاسِكُمْ لَا تَسْتُرُكُمْ مِّنْهُمْ ظُلْمَةُ لَيْلٍ دَاجٍ وَّلَا يُكِنُّكُمْ مِّنْهُمْ بَابٌ ذُوْ رِتَاجٍ وَاِنَّ غَدًا مِّنَ الْيَوْمِ قَرِيْبٌ

اے اللہ کے بندو! یقین رکھو کہ خدا تمہارے اندر نگہبان اور خود تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے نگران ہیں اور تمہارے عملوں اور سانسوں کے عدد صحیح صحیح یاد رکھنے والے (کرام کاتبین) ہیں ان سے نہ تمہیں اندھیری رات کی تاریکی چھپا سکتی ہے اور نہ بند دروازے مخفی رکھ سکتے ہیں بے شک آنے والی کل آج سے قریب ہے۔

يَذْهَبُ الْيَوْمُ بِمَا فِيْهِ وَيَجِيْءُ الْغَدُ لَاحِقًا بِهٖ فَكَاَنَّ كُلَّ امْرِئٍ مِّنْكُمْ قَدْ بَلَغَ مِنَ الْاَرْضِ مَنْزِلَ وَحْدَتِهٖ وَمَخَطَّ حُفْرَتِهٖ فَيَالَهٗ مِنْ بَيْتِ وَحْدَةٍ وَّمَنْزِلِ وَحْشَةٍ وَّمُفْرَدِ غُرْبَةٍ

آج کا دن وہ سب کچھ لے کر جو اس میں ہے چلا جائے گا اور کل کا دن ساتھ ساتھ آنے ہی والا ہے گو تم میں سے ہر شخص زمین کے اس حصہ پر پہنچ چکا ہے جو تنہائی اور نشان قبر کی جگہ ہے کتنا ہولناک ہے وہ تنہا گھر، وحشت کی جگہ اور مسافرت میں عالم تنہائی۔

وَّكَاَنَّ الصَّيْحَةَ قَدْ اَتَتْكُمْ وَالسَّاعَةَ قَدْ غَشِيَتْكُمْ وَبَرَزْتُمْ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ قَدْ زَاحَتْ عَنْكُمُ الْاَبَاطِيْلُ وَاضْمَحَلَّتْ عَنْكُمُ الْعِلَلُ وَاسْتَحَقَّتْ بِكُمُ الْحَقَائِقُ وَصَدَرَتْ بِكُمُ الْاُمُوْرُ مَصَادِرَهَا

گویا قیامت کی گونج (صور کی آواز) تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے اور آخری فیصلہ (سننے) کے لئے تم قبروں سے نکل آئے ہو باطل کے پردے اٹھ چکے ہیں اور تمہارے حیلے بہانے کمزور (ختم) ہو چکے ہیں حقائق تم پر ثابت ہو چکے ہیں اور امور قضا نے تمہیں اپنی حدوں تک پہنچا دیا ہے۔

فَاتَّعِظُوْا بِالْعِبَرِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْغِيَرِ وَانْتَفِعُوْا بِالنُّذُرِ

لہذا عبرتوں سے نصیحت اور انقلاب زمانہ سے عبرت حاصل کرو اور ڈرانے والی چیزوں سے فائدہ حاصل کرو۔

خطبہ نمبر ۱۵۷

بعثت نبیؐ اور قرآن

أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَطُولِ هَجْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ وَانْتِقَاضٍ مِنَ الْمُبْرَمِ

خدا نے آنحضرتؐ کو رسولوں کے درمیانی وقفہ کے موقعہ پر بھیجا جب امتیں ایک مدت سے خواب غفلت میں تھیں اور مضبوط احکام ٹوٹ رہے تھے۔

فَجَاءَهُمْ بِتَصْدِيقِ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَالنُّورِ الْمُقْتَدَى بِهِ ذَلِكَ الْقُرْآنُ فَاسْتَنْطِقُوهُ وَلَنْ يَنْطِقَ وَلَكِنْ أُخْبِرُكُمْ عَنْهُ

چنانچہ آپؐ ان کے پاس پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب، اور ایسا نور لے کر آئے جو پیروی کے قابل ہے اور وہ قرآن ہے اس کتاب سے بولنے کی درخواست کرو مگر وہ بولے گی نہیں میں تمہیں اس کی طرف سے خبر دیتا ہوں۔

أَلَا إِنَّ فِيهِ عِلْمَ مَا يَأْتِي وَالْحَدِيثَ عَنِ الْمَاضِي وَدَوَاءَ دَائِكُمْ وَنَظْمَ مَا بَيْنَكُمْ

یاد رکھو اس قرآن میں آئندہ کے معلومات اور گزشتہ واقعات تمہارے امراض کا علاج اور تمہاری شیرازہ بندی ہے۔

مِنْهَا

اس خطبہ کا ایک حصہ

بنی امیہ کے بارے میں

فَعِنْدَ ذَلِكَ لَا يَبْقَى بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا وَأَدْخَلَهُ الظَّلَمَةُ تَرْحَةً وَأَوْلَجُوا فِيهِ نِقْمَةً فَيَوْمَئِذٍ لَا يَبْقَى لَكُمْ فِي السَّمَاءِ عَاذِرٌ وَلَا فِي الْأَرْضِ نَاصِرٌ

اس زمانہ میں کوئی اینٹوں کا مکان اور ادنیٰ خیمہ ایسا نہ بچے گا جس میں ظالموں کی سختیاں اور ان کے مظالم داخل ہو جائیں وہ ایسا وقت ہو گا کہ نہ آسمان میں تمہارا کوئی عذر خواہ ہو گا اور نہ زمین میں مددگار رہے گا۔

أَصْفَيْتُمْ بِالْأَمْرِ غَيْرَ أَهْلِهِ وَأَوْرَدْتُمُوهُ غَيْرَ مَوْرِدِهِ

تم نے امر (خلافت) کے لئے نااہلوں کو چن لیا اور انہیں اس جگہ اتار دیا جو ان کے اترنے کی جگہ نہ تھی۔

وَسَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِمَّنْ ظَلَمَ مَأْكَلًا بِمَأْكَلٍ وَمَشْرَبًا بِمَشْرَبٍ مِنْ مَطَاعِمِ

خداوند عالم عنقریب ظلم ڈھانے والوں سے بدلہ لے گا کھانے کے بدلہ میں کھانے کا اور پینے کے بدلہ

لِلْعَلْقَمِ وَمَشْرَبِ الصَّبِرِ وَالْمَقِرِ وَلِبَاسِ شِعَارِ الْخَوْفِ وَدِثَارِ السَّيْفِ وَإِنَّمَا هُمْ مَطَايَا الْخَطِيئَاتِ وَزَوَامِلُ الْآثَامِ
فَأُقْسِمُ ثُمَّ أُقْسِمُ لَتَنْخَمَنَّهَا أُمَيَّةُ مِنْ بَعْدِي كَمَا تُلْفَظُ النُّخَامَةُ ثُمَّ لَا تَذُوقُهَا وَلَا تَتَطَعَّمُ بِطَعْمِهَا أَبَداً مَا كَرَّ الْجَدِيدَانِ

ان کے لئے کھانے کے لئے حنظل اور پینے کے لئے صبر مقر ان کا اندرونی لباس خوف اور بیرونی لباس تلوار۔ وہ (بنی امیہ) گناہوں کی سواریاں اور خطاؤں کے بار بردار اونٹ ہیں۔
میں قسم پر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے بعد بنی امیہ و یہ خلافت اس طرح چھوڑ دینا پڑے گی جیسے بلغم خارج کر دیا جاتا ہے پھر جب تک دن رات کے چکر چلتے رہیں گے نہ اس کا ذائقہ چکھ سکیں گے اور نہ اس کا مزہ اٹھا سکیں گے۔

خطبہ نمبر ۱۵۸

اچھا ہمسایہ

وَلَقَدْ أَحْسَنْتُ جِوَارَكُمْ وَأَحَطْتُ بِجُهْدِي مِنْ وَرَائِكُمْ وَأَعْتَقْتُكُمْ مِنْ رِبَقِ الذُّلِّ وَحَلَقِ الضَّيْمِ شُكْراً مِنِّي لِلْبِرِّ الْقَلِيلِ
وَإِطْرَاقاً عَمَّا أَدْرَكَهُ الْبَصَرُ وَشَهِدَهُ الْبَدَنُ مِنَ الْمُنْكَرِ الْكَثِيرِ

میں تمہارا اچھا ہمسایہ بن کر رہا اور جتنا ہو سکا تمہاری حفاظت کرتا رہا اور تمہیں ذلت کے پھندوں اور ظلم کی جکڑ بندیوں سے آزاد کرایا یہ تمہاری تھوڑی سی نیکی کے شکریہ میں تھا۔
جب کہ میں تمہاری بہت سی برائیوں سے چشم پوشی کرتا رہا ہوں جنہیں میری آنکھوں نے دیکھا ہے اور میری موجودگی میں ہوتی رہی ہیں۔

خطبہ ۱۵۹

حمد و صفات باری تعالیٰ

اَمْرُہٗ قَضَاءٌ وَّحِکْمَةٌ، وَرِضَاہُ اَمَانٌ وَّرَحْمَةٌ، یَقْضِیْ بِعِلْمٍ وَّیَعْفُوْا بِحِلْمٍ۔

اس کا حکم حتمی اور حکمت آمیز ہے اور اس کی رضا امان اور مہربانی ہے وہ علم سے فیصلہ کرتا ہے اور حلم سے معاف کر دیتا ہے

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا تَاْخُذُ وَتُعْطِیْ وَعَلٰی مَا تُعَافِیْ وَتَبْتَلِیْ۔ حَمْدًا یَّکُوْنُ اَرْضَی الْحَمْدِ لَکَ، وَاَحَبَّ الْحَمْدِ اِلَیْکَ وَاَفْضَلَ الْحَمْدِ عِنْدَکَ حَمْدًا یَّمْلَاُ مَا خَلَقْتَ وَیَبْلُغُ مَا اَرَدْتَ۔

خداوندا تو جو نعمت دیکر واپس لے لیتا ہے اور جو کچھ عطا کرتا ہے اور جن امراض سے شفا دیتا ہے اور جو امتحان لیتا ہے ان سب پر تیری ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جو حد درجہ تیری رضا کے مطابق ہو انتہائی درجہ تجھے محبوب ہو اور تیرے نزدیک ہر حمد و ثنا سے بڑھ چڑھ کر ہو ایسی حمد جو تیری کل مخلوق پر حاوی ہو اور جہاں تک تو چاہے وہاں تک پہنچ جائے۔

حَمْدًا لَّا یُحْجَبُ عَنْکَ وَلَا یُقْصَرُ دُوْنَکَ۔ حَمْدًا لَّا یَنْقَطِعُ عَدَدُہٗ وَلَا یَفْنٰی مَدَدُہٗ۔

ایسی حمد کہ جس کے اور تیرے درمیان کوئی حجاب نہ ہو اور نہ تیری بارگاہ میں پہنچنے سے روکی جا سکے وہ حمد کہ جس کا نہ شمار ختم ہوا اور نہ سلسلہ تمام ہوا۔

فَلَسْنَا نَعْلَمُ کُنْہَ عَظَمَتِکَ، اِلَّا اَنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ۔

ہم تیری عظمت کی حقیقت نہیں جانتے البتہ اتنا جانتے ہیں کہ تو زندہ اور سارے جہانوں کا کارساز ہے۔

لَا تَاْخُذُکَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔

نہ تجھے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

لَمْ یَنْتَہِ اِلَیْکَ نَظَرٌ وَّلَمْ یُدْرِکْکَ بَصَرٌ۔

نہ کوئی نظر تجھ تک پہنچ سکتی ہے اور نہ بصارت تجھے پا سکتی ہے۔

اَدْرَکْتَ الْاَبْصَارَ وَاَحْصَیْتَ الْاَعْمَالَ وَاَخَذْتَ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ۔

تو نے نظروں کا ادراک کر لیا ہے اور عمروں کو شمار کر لیا ہے اور پیشانی کے بالوں کو پیروں سے ملا کر گرفت میں لے لیا ہے۔

وَمَا الَّذِیْ نَرٰی مِنْ خَلْقِکَ وَنَعْجَبُ لَہٗ مِنْ قُدْرَتِکَ وَنَصِفُہٗ مِنْ عَظِیْمِ سُلْطَانِکَ۔

تیری اس مخلوق کی کیا حقیقت ہے جسے ہم دیکھتے ہیں اور تیری قدرت نمائیوں کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور تیری اس عظیم سلطنت پر تیری توصیف کرتے ہیں۔

وَمَا تَغَیَّبَ عَنَّا مِنْہُ وَقَصُرَتْ اَبْصَارُنَا عَنْہُ، وَانْتَہَتْ عُقُوْلُنَا دُوْنَہٗ، وَحَالَتْ

حالانکہ وہ مخلوقات جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے وہ جن تک پہنچنے سے نظریں عاجز اور عقلیں سپر انداختہ ہیں اور ہمارے اور ان

سَوَاتِرُ الْغُيُوبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ أَعْظَمُ.

فَمَنْ فَرَّغَ قَلْبَهُ، وَأَعْمَلَ فِكْرَهُ، لِيَعْلَمَ كَيْفَ أَقَمْتَ عَرْشَكَ. وَكَيْفَ ذَرَأْتَ خَلْقَكَ، وَكَيْفَ عَلَّقْتَ فِي الْهَوَاءِ سَمٰوَاتِكَ وَكَيْفَ مَدَدْتَ عَلَىٰ مَوْرِ الْمَاءِ أَرْضَكَ.

رَجَعَ طَرْفُهُ حَسِيرًا وَعَقْلُهُ مَبْهُورًا وَسَمْعُهُ وَالِهًا وَفِكْرُهُ حَائِرًا.

(مِنْهَا)

يَدَّعِي بِزَعْمِهِ أَنَّهُ يَرْجُو اللّٰهَ كَذَبَ وَالْعَظِيمِ. مَا بَالُهُ لَا يَتَبَيَّنُ رَجَاؤُهُ فِي عَمَلِهِ فَكُلُّ مَنْ رَجَا عُرِفَ رَجَاؤُهُ فِي عَمَلِهِ وَكُلُّ رَجَاءٍ إِلَّا رَجَاءَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ فَإِنَّهُ مَدْخُولٌ

وَكُلُّ خَوْفٍ مُحَقَّقٌ إِلَّا خَوْفَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ مَعْلُولٌ يَرْجُو اللّٰهَ فِي الْكَبِيرِ وَيَرْجُو الْعِبَادَ فِي الصَّغِيرِ فَيُعْطِي الْعَبْدَ مَا لَا يُعْطِي الرَّبَّ.

فَمَا بَالُ اللّٰهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ يُقَصَّرُ بِهِ عَمَّا يُصْنَعُ لِعِبَادِهِ.

أَتَخَافُ أَنْ تَكُونَ فِي رَجَائِكَ لَهُ كَاذِبًا، أَوْ تَكُونَ لَا تَرَاهُ لِلرَّجَاءِ مَوْضِعًا.

وَكَذٰلِكَ إِنْ هُوَ خَافَ عَبْدًا مِنْ عَبِيدِهِ أَعْطَاهُ مِنْ خَوْفِهِ مَا لَا يُعْطِي رَبَّهُ

فَجَعَلَ خَوْفَهُ مِنَ الْعِبَادِ نَقْدًا وَخَوْفَهُ مِنْ خَالِقِهِمْ ضِمَارًا وَوَعْدًا.

وَكَذٰلِكَ مَنْ عَظُمَتِ الدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ وَكَبُرَ مَوْقِعُهَا فِي قَلْبِهِ آثَرَهَا عَلَىٰ

کے درمیان غیب کے پردے حائل ہیں وہ ان سے کہیں زیادہ عظیم و بزرگ ہیں

جو شخص اپنے دل کو اوہام سے نکال کر کے غور و فکر سے کام لے اور سمجھنا چاہے کہ خداوندا تو نے عرش کو کیونکر قائم کیا ہے اور (رنگ رنگ کی) مخلوقات کو کیونکر پیدا کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کی موجوں پر زمین کو بچھایا ہے۔

تو اس کی آنکھیں تھک کر اور عقلیں خستہ ہو کر اور کان حیران ہو کر اور فکر مغلوب ہو کر پلٹ آئیں گے۔

(اس خطبہ کا ایک جز)

بندہ اپنے گمان میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ رحمت خدا کا امیدوار ہے لیکن بخدا وہ جھوٹا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو رحمت کا امیدوار ہو اس کے عمل میں یہ جذبہ نظر ہی نہ آئے کیونکہ ہر امیدوار کے کردار میں امید کی جھلک نظر آتی ہے سوائے اس امید کے جو اللہ سے کی جائے کیونکہ اسمیں کھوٹ ہوتی ہے ہر خوف کا اثر صاف نظر آتا ہے مگر اللہ سے خوف کمزور ہی ہوتا ہے وہ کسی اہم ترین بات میں خدا کے فضل کا امیدوار ہوتا ہے اور چھوٹی باتوں میں بندوں سے توقع رکھتا ہے پھر بھی جو رویہ بندوں سے اختیار کرتا ہے وہ خدا سے نہیں اختیار کرتا۔

آخر کیا بات ہے کہ خدا کے لئے اتنا بھی نہیں کیا جاتا جتنا بندوں کے لئے کیا جاتا ہے۔

کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ تم ان امیدوں (کے دعووں) میں جھوٹے تو نہیں ہو یا تم اس کی ذات کو امید کا محل ہی نہیں سمجھتے۔

اسی طرح اگر انسان اپنے جیسے کسی انسان سے ڈرتا ہے تو اس سے جو خوف کی صورت اختیار کرتا ہے اللہ کیلئے وہ صورت اختیار نہیں کرتا۔

بندوں سے اپنے خوف کا سودا نقد اور خدا سے خوف کا سودا ادھار اور وعدوں پر ٹالتا ہے۔

اسی طرح جس کی آنکھوں میں دنیا کی عظمت سما جاتی ہے اور وقعت دل میں بیٹھ جاتی ہے وہ خدا کے مقابلہ میں اسے ترجیح دیتا ہے اور

لله تعالى فتعظم أينها وصار عبداً لها۔

ولقد كان في رسول الله صلى الله عليه وآله كاف لك في الأسوة۔

ودليل لك على ذم الدنيا وعيبها وكثرة مخازيها ومساويها۔

إذ قبضت عنه أطرافها۔ ووطئت لغيره أكنافها وفطم عن رضاعها۔ وزوي عن زخارفها۔

وإن شئت ثنيت بموسى كليم الله عليه السلام إذ يقول۔ رب إني لما أنزلت إلي من خير فقير۔

والله ما سأله إلا خبزاً يأكله لأنه كان يأكل بقلة الأرض۔ ولقد كانت خضرة البقل ترى من شفيف صفاق بطنه لهزاله وتشذب لحمه۔

وإن شئت ثلثت بداود عليه السلام صاحب المزامير وقارئ أهل الجنة۔

فلقد كان يعمل سفائف الخوص بيده۔ ويقول لجلسائه أيكم يكفيني بيعها ويأكل قرص الشعير من ثمنها۔

وإن شئت قلت في عيسى ابن مريم عليه السلام۔ فلقد كان يتوسد الحجر ويلبس الخشن ويأكل الجشب وكان إدامه الجوع۔ وسراجه بالليل القمر۔ وظلاله في الشتاء مشارق الأرض ومغاربها وفاكهته وريحانه ما تنبت

خدا سے کٹ کر اسکا رخ کرتا ہے اور اسکا بندہ بن کر رہ جاتا ہے

اور تمہارے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول و عمل ان کی تاسی (نقش قدم پر چلنے) کے لئے کافی ہے۔

دنیا کے نقص و عیب اور اس کے رسوائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کے لئے ان کی ذات تمہاری رہنما ہے۔

اس لئے کہ دنیا کی وسعتیں ان سے الگ کر لی گئیں اور اغیار کے لئے ان کے میدان پھیلا دیئے گئے۔ دنیا کی چھاتیوں سے آپکا دودھ چھڑا دیا گیا اور اس کی زیب و زینت سے ان کا رخ پھیر دیا گیا۔

اگر تم سننا چاہتے ہو تو دوسرا نمونہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں جنہوں نے عرض کیا تھا بارالہا تو جو کچھ خیر مجھے بھیج دے میں اس کا محتاج ہوں۔

خدا کی قسم انہوں نے صرف روٹی کا سوال کیا تھا کیونکہ وہ زمین کی گھاس وغیرہ کھاتے تھے اور کمزوری اور گوشت کی کمی کی وجہ سے پیٹ کی نازک جلد سے سبزی نظر آتی تھی۔

اور اگر اور سننا چاہتے ہو تو داؤد علیہ السلام کی مثال دیکھو تو جو صاحب مزامیر اور اہل جنت کے قاری ہیں۔

وہ کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنا کر اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے تم میں سے کون ہے جو اسے بیچ کر میری مدد کرے پھر اس کی جو قیمت ملتی تھی اس سے جَو کی روٹی نوش فرماتے تھے۔

اور اگر چاہو تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے حال پر نظر کرو جو پتھر کا تکیہ رکھتے تھے اور کھردرا لباس پہنتے تھے اور ان کے بجائے بھوک اور رات کو ان کا چراغ چاند تھا۔ سردیوں میں سایہ کی جگہ ان کے سر پر زمین کے مشرق و مغرب کا سائبان ہوتا تھا اور زمین جو گھاس پھوس کے لئے اگاتی تھی وہ ان کے پھل پھول تھے۔

الْأَرْضَ بِقَدَمَيْهِ.

وَلَمْ تَكُنْ لَهُ زَوْجَةٌ تَفْتِنُهُ، وَلَا وَلَدٌ يَحْزُنُهُ. وَلَا مَالٌ يَلْفِتُهُ، وَلَا طَمَعٌ يُذِلُّهُ. دَابَّتُهُ رِجْلَاهُ، وَخَادِمُهُ يَدَاهُ.

نہ ان کی بیوی تھی کہ دنیا کے جھگڑوں میں مبتلا کرتی اور نہ اولاد تھی کہ اس کی فکر میں رنج وغم کا سامنا ہوتا نہ انہیں طمع دنیا تھی کہ رسوا کرتی انکی سواری انکے دونوں پیر اور انکے خادم انکے اعضاء تھے

فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى وَعَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى.

پس اپنے طیب وطاہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلو کیونکہ ان کی ذات پیروی کرنے والوں کے لئے نمونہ اور صبر کرنے والوں کے لئے تسلی کا ذریعہ ہے۔

وَأَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ وَالْمُقْتَصُّ لِأَثَرِهِ.

خدا کو سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے جو اس کے نبی کی تاسی کرے اور ان کے نقش قدم پر چلے۔

قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْماً وَلَمْ يُعِرْهَا طَرْفاً أَهْضَمُ أَهْلِ الدُّنْيَا كَشْحاً وَأَخْمَصُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَطْناً.

جنہوں نے دنیا کا ذائقہ (بقدر ضرورت) چکھا اور کبھی اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا۔ دنیا میں سب سے زیادہ ان کا پیٹ پیٹھ سے ملا رہتا تھا اور خالی پیٹ دن گزارنے والے تھے۔

عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا.

انکے سامنے دنیا پیش کی گئی انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

وَعَلِمَ أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئاً فَأَبْغَضَهُ. وَحَقَّرَ شَيْئاً فَحَقَّرَهُ. وَصَغَّرَ شَيْئاً فَصَغَّرَهُ.

جب انہوں نے جان لیا کہ خدا نے ایک شئی کو برا سمجھا ہے تو اس نے بھی برا سمجھا جب اُس نے ایک شئی کو حقیر سمجھا ہے تو انہوں نے بھی حقیر سمجھا جب انہوں نے اسے چھوٹا سمجھا تو انہوں نے بھی اسے چھوٹا سمجھا۔

وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَتَعْظِيمُنَا مَا صَغَّرَ اللهُ وَرَسُولُهُ لَكَفَى بِهِ شِقَاقاً لِلّٰهِ وَمُحَادَّةً عَنْ أَمْرِ اللهِ.

اگر ہم میں یہی ایک بات ہو کہ جسے خدا اور اسکا رسول برا قرار دے ہم اس سے محبت کرنے لگیں اور جسے وہ حقیر قرار دیں ہم اسے بڑا سمجھنے لگیں تو خدا کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سرتابی کے لئے یہ کیا کم جرم ہے۔

وَلَقَدْ كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ. وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ.

حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھ کر کھانا نوش فرماتے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے۔

وَيَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ. وَيَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ. وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ الْعَارِيَ وَيُرْدِفُ خَلْفَهُ.

اپنے ہاتھ سے جوتے کی مرمت کرتے اور خود اپنے کپڑے میں پیوند لگایا کرتے تھے۔ گدھے کی برہنہ پیٹھ پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا لیا کرتے تھے۔

وَيَكُونُ السِّتْرُ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ فَيَقُولُ: يَا فُلَانَةُ لِإِحْدَى أَزْوَاجِهِ غَيِّبِيهِ عَنِّي فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ

آپ کے گھر کے دروازے پر ایک مرتبہ ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ آپ نے ازواج میں سے کسی ایک زوجہ سے فرمایا اے فلانہ اسے میرے سامنے سے ہٹا دو۔ جب میری

إِلَيْهِ ذُكِرَتُ الدُّنْيَا وَزَخَارِفُهَا.

نظریں پڑتی ہیں تو دنیا اور اس کے نقش و نگار یاد آ جاتے ہیں۔

فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشًا وَلَا يَعْتَقِدَهَا قَرَارًا وَلَا يَرْجُوَ فِيهَا مُقَامًا فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ وَأَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ وَغَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ.

آپ نے دنیا سے اپنا دل موڑ لیا آپ کے نفس نے اسے کبھی یاد نہیں کیا چاہتے تھے کہ اس کی سجاوٹ آنکھوں سے اوجھل رہے تاکہ نہ کبھی اس سے اچھے لباس بنائیں اور نہ اسے قیام گاہ قرار دیں اور نہ یہاں ٹھہرنے کی امید رکھیں اس لئے انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا اور دل سے نکال کر پھینک دیا اور نگاہوں سے پوشیدہ رکھا۔

وَكَذَا مَنْ أَبْغَضَ شَيْئًا أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ وَأَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ.

اسی طرح جو شخص کسی شے کو برا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا پسند کرتا ہے اور نہ اس کا ذکر گوارا کرتا ہے۔

وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِي الدُّنْيَا وَعُيُوبِهَا إِذْ جَاعَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ وَزُوِيَتْ عَنْهُ زَخَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِهِ.

یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا کام تھا کہ تمہیں دنیا کے عیب و نقائص بتائیں اس لئے کہ وہ یہیں اپنے خاص افراد سمیت بھوکے رہا کرتے تھے اور باوجود انتہائی قرب الٰہی کے دنیا کی آرائشیں ان سے دور رکھی گئی تھیں۔

فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ بِعَقْلِهِ أَكْرَمَ اللَّهُ مُحَمَّدًا بِذَلِكَ أَمْ أَهَانَهُ؟

دیکھنے والے کو چاہیئے کہ عقل کا چراغ لے کر دیکھے کہ انہیں دنیا نہ دے کر خدا نے انکی عزت بڑھائی ہے تو اس سے سمجھ لینا

فَإِنْ قَالَ أَهَانَهُ فَقَدْ كَذَبَ وَأَتَى بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ. وَإِنْ قَالَ أَكْرَمَهُ فَلْيَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ وَزَوَاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ.

اگر کوئی یہ کہے کہ توہین کی ہے تو جھوٹ کہتا ہے اور بہت بڑا بہتان رکھتا ہے اور اگر کہے کہ اس سے ان کی عزت بڑھتی ہے تو اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ اس نے آپ کے مخالفوں کی دنیا وسیع کرکے اور اپنے مقرب ترین بندہ سے دنیا کو روک کر آپ کے دشمنوں کی بے عزتی فرمائی ہے۔

فَتَأَسَّى مُتَأَسٍّ بِنَبِيِّهِ وَاقْتَصَّ أَثَرَهُ وَوَلَجَ مَوْلِجَهُ وَإِلَّا فَلَا يَأْمَنِ الْهَلَكَةَ.

پیروی کرنے والے کو چاہیئے کہ ان کی پیروی کرے اور ان کے نشان قدم پر چلے وہاں داخل ہو جہاں ہوں ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

فَإِنَّ اللَّهَ جَعَلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَمًا لِلسَّاعَةِ وَمُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ وَمُنْذِرًا بِالْعُقُوبَةِ.

کیوں کہ خداوند عالم نے انہیں قرب قیامت کی نشانی جنت کی خوشخبری سنانے والا اور سزا سے ڈرانے والا قرار دیا ہے۔

خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا خَمِيصًا وَوَرَدَ

آپ دنیا سے بھوکے نکلے اور آخرت سے سلامتی کے

الْآخِرَةَ سَلِيماً، لَمْ يَضَعْ حَجَراً عَلَى حَجَرٍ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ وَأَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ.

سالم پہنچ گئے۔ آپ نے عمارتیں بنانے کیلئے پتھر پر پتھر اس وقت نہیں رکھا یہاں تک کہ اپنی راہ پر روانہ ہو گئے اور اللہ کی طرف سے بلانے والے کو لبیک کہی۔

فَمَا أَعْظَمَ مِنَّةَ اللَّهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفاً نَتَّبِعُهُ، وَقَائِداً نَطَأُ عَقِبَهُ.

یہ ہم پر خداوند عالم کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسا پیشرو عطا فرمایا جو نعمت عظمیٰ ہے جن کی ہم پیروی کر رہے ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔

وَاللَّهِ لَقَدْ رَقَّعْتُ مِدْرَعَتِي هَذِهِ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا.

خدا کی قسم میں نے اپنے جبہ میں (انہی کی پیروی میں) اتنے پیوند لگوائے ہیں کہ پیوند لگانے والے سے حیا آنے لگی۔

وَلَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ: أَلَا تَنْبِذُهَا؟ فَقُلْتُ: اغْرُبْ عَنِّي، فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرَى.

کسی نے مجھ سے کہا کہ (اب بھی) آپ اسے نہیں اتاریں گے تو میں نے اس سے کہا کہ میری نظروں سے دور ہو کیونکہ رات کے سفر کی قدر صبح کو ہوتی ہے۔ (اور اپنے اس فعل کی تعریف کی جاتی ہے کہ اچھا ہوا رات کو چل لئے تھے)

خطبہ ۱۶۰

صفت رسولؐ

بَعَثَهُ بِالنُّورِ الْمُضِيءِ، وَالْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ، وَالْمِنْهَاجِ الْبَادِي، وَالْكِتَابِ الْهَادِي.

خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو ضیا بخش نور اور روشن دلیل اور کھلی ہوئی راہ (شریعت) اور ہدایت کرنے والی کتاب کیساتھ مبعوث فرمایا۔

أُسْرَتُهُ خَيْرُ أُسْرَةٍ، وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ، أَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ، وَثِمَارُهَا مُتَهَدِّلَةٌ.

ان کا قبیلہ بہترین قبیلہ اور ان کا شجرہ بہترین شجرہ ہے جس کی شاخیں سیدھی اور پھل جھکے ہوئے ہیں۔

مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَهِجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ، عَلَا بِهَا ذِكْرُهُ، وَامْتَدَّ مِنْهَا صَوْتُهُ.

انکی ولادت کی جگہ مکہ (معظمہ) اور ہجرت طیبہ (مدینہ منورہ) ہے جہاں سے آپکے نام کی شہرت ہوئی اور آوازہ ہر طرف پھیل گیا۔

أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ، وَمَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَدَعْوَةٍ مُتَلَافِيَةٍ، أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُولَةَ، وَقَمَعَ بِهِ الْبِدَعَ

خدا نے آپ کو مکمل دلیل اور شفا دینے والی نصیحت اور جہالتوں کی تلافی کرنے والے پیغام دیکر بھیجا ان کے ذریعے دین کی نامعلوم راہوں کو ظاہر کر دیا اور جو بدعتیں

الْمَدْخُولَةَ.

وَبَيَّنَ بِهِ الْأَحْكَامَ الْمَفْصُولَةَ.

فَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً يَتَحَقَّقْ شِقْوَتُهُ وَتَنْفَصِمْ عُرْوَتُهُ، وَتَعْظُمْ كَبْوَتُهُ، وَيَكُونُ مَآبُهُ إِلَى الْحُزْنِ الطَّوِيلِ وَالْعَذَابِ الْوَبِيلِ.

وَأَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ تَوَكُّلَ الْإِنَابَةِ إِلَيْهِ وَأَسْتَرْشِدُهُ السَّبِيلَ الْمُؤَدِّيَةَ إِلَى جَنَّتِهِ الْقَاصِدَةَ إِلَى مَحَلِّ رَغْبَتِهِ.

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ وَطَاعَتِهِ فَإِنَّهَا النَّجَاةُ غَداً وَالْمَنْجَاةُ أَبَداً.

رَهَّبَ فَأَبْلَغَ، وَرَغَّبَ فَأَسْبَغَ

وَوَصَفَ لَكُمُ الدُّنْيَا وَانْقِطَاعَهَا، وَزَوَالَهَا وَانْتِقَالَهَا.

فَأَعْرِضُوا عَمَّا يُعْجِبُكُمْ فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا. أَقْرَبُ دَارٍ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ، وَأَبْعَدُهَا مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ.

فَغُضُّوا عَنْكُمْ. عِبَادَ اللَّهِ. غُمُومَهَا وَأَشْغَالَهَا لِمَا قَدْ أَيْقَنْتُمْ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا وَتَصَرُّفِ حَالَاتِهَا.

فَاحْذَرُوهَا حَذَرَ الشَّفِيقِ النَّاصِحِ وَالْمُجِدِّ الْكَادِحِ.

وَاعْتَبِرُوا بِمَا قَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ مَصَارِعِ الْقُرُونِ قَبْلَكُمْ. قَدْ تَزَايَلَتْ أَوْصَالُهُمْ، وَزَالَتْ أَبْصَارُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَذَهَبَ شَرَفُهُمْ وَعِزُّهُمْ.

وَانْقَطَعَ سُرُورُهُمْ وَنَعِيمُهُمْ

داخل) تھیں ان کا قلع قمع کر دیا۔

اور قرآن و حدیث میں ابین کئے ہوئے احکام واضح کر دیئے۔

اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو اس کی شقاوت مسلّم اس کا شیرازہ شکستہ اور اس کا منہ کے بل (دوزخ میں) گرنا ضروری ہے اور اسے طویل حزن اور مہلک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اور میں اللہ پہ ایسا مخلصانہ بھروسا رکھتا ہوں اور ایسے راستے کی ہدایت چاہتا ہوں جو جنت تک پہنچا دے جو اس کی رضامندی کی منزل ہے۔

اللہ کے بندو میں تمہیں خدا سے ڈرنے اور اسکی اطاعت گزاری کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تقویٰ کل نجات کا ذریعہ اور ہمیشگی کی دائمی قرارگاہ ہوگا۔

انہوں نے عذاب سے ڈرایا اور خبردار کر دیا اور جنت کی طرف خوب رغبت دلائی دنیا اور اسکی فنا و زوال و انتقال کی کیفیت بیان کر دی۔

اس دنیا میں جو چیزیں تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہیں ان سے منہ پھیر لو اس لئے کہ ایسی چیزیں بہت کم ہیں جو تمہارا ساتھ دیں دنیا تو خدا کے غضب سے قریب تر اور اس کی رضامندی سے بہت دور ہے۔

خدا کے بندو اس کی اذیتوں اور مشغلوں سے آنکھیں بند کر لو اس لئے کہ تمہیں یقین ہے کہ یہ بالآخر جدا ہونے والی ہے اور اس کے حالات بدل جانے والے ہیں۔

تم اس سے اس طرح ڈرتے رہو جس طرح تمہارا مشفق ناصح اور راہ ہدایت میں طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرنیوالا (امام) ڈرتا ہے

تم ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو تم سے پہلے اس دنیا سے گزر چکے ہیں کہ ان کے جوڑ بند الگ ہو گئے بینائی اور سماعت کی قوت زائل ہو گئی شرافت و بزرگی نیست و نابود ہو گئی۔

ان کی مسرت و شادمانی اور نعمت کا سلسلہ منقطع ہو گیا بل

فَتَبَدَّلُوا بِقُرْبِ الْأَوْلَادِ فَقْدَهَا، وَبِصُحْبَةِ الْأَزْوَاجِ مُفَارَقَتَهَا.

لَا يَتَفَاخَرُونَ، وَلَا يَتَنَاسَلُونَ، وَلَا يَتَزَاوَرُونَ، وَلَا يَتَجَاوَرُونَ.

فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللهِ حَذَرَ الْغَالِبِ لِنَفْسِهِ، الْمَانِعِ لِشَهْوَتِهِ، النَّاظِرِ بِعَقْلِهِ، فَإِنَّ الْأَمْرَ وَاضِحٌ، وَالْعَلَمَ قَائِمٌ، وَالطَّرِيقَ جَدَدٌ، وَالسَّبِيلَ قَصْدٌ.

بچوں کے قرب کے بجائے علیحدگی اور بیویوں کے ساتھ کے بجائے ان سے جدائی ہو گئی۔

اب نہ وہ فخر کرتے ہیں نہ ان کی اولاد ہوتی ہے نہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتا ہے نہ ایک دوسرے کا ہمسایہ بن کر رہتا ہے۔

خدا کے بندو اس طرح خدا سے ڈرو جیسے اپنے نفس پر قابو پا لینے والا خواہشوں کو روک دینے والا اور چشم بصیرت سے دیکھنے والا ڈرتا ہے۔

کیونکہ دین کا امر واضح ہو چکا ہے۔ نجات کے نشان قائم ہیں (عذاب سے) نجات کا راستہ ہموار ہو گیا ہے (رضائے الٰہی کی) راہ سیدھی ہے۔

خطبہ ۱۶۱

خلافت کے بارے میں سائل کو جواب

حضرتؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آپؑ کو لوگوں نے کیوں خلافت سے محروم رکھا حالانکہ آپ ہی اس کے حقدار تھے تو آپؑ نے فرمایا

يَا أَخَا بَنِي أَسَدٍ إِنَّكَ لَقَلِقُ الْوَضِينِ، تُرْسِلُ فِي غَيْرِ سَدَدٍ، وَلَكَ بَعْدُ ذِمَامَةُ الصِّهْرِ وَحَقُّ الْمَسْأَلَةِ، وَقَدِ اسْتَعْلَمْتَ فَاعْلَمْ.

أَمَّا الِاسْتِبْدَادُ عَلَيْنَا بِهٰذَا الْمَقَامِ وَنَحْنُ الْأَعْلَوْنَ نَسَباً، وَالْأَشَدُّونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَوْطاً، فَإِنَّهَا كَانَتْ أَثَرَةً شَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ، وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوسُ آخَرِينَ.

وَالْحَكَمُ اللهُ، وَالْمَعْوَدُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

اے بنی اسد کے بھائی تم بہت تنگ دل ہو اور بے راہ چل پڑے ہو پھر بھی چونکہ ہمیں تمہارے رشتہ کا لحاظ ہے اور تمہیں سوال کرنے کا حق ہے اب سوال کیا ہے تو جان لو کہ۔

ان لوگوں کا اس منصب پر جان بوجھ کر جم جانا باوجودیکہ ہم نسب کے لحاظ سے بلند تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قرابت کا بھی قوی رشتہ تھا یہ ان کی خودغرضی تھی اس دل پسند چیز کے لئے کچھ لوگ مر مٹنے کو تیار تھے اور کچھ لوگوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔

اور فیصلہ کرنے والا خدا ہے اور قیامت کے دن اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے اسکے بعد بطور تمثیل حضرتؑ نے یہ مصرعہ پڑھا۔

"وَدَعْ عَنْكَ نَهْبًا صِيحَ فِي حَجَرَاتِهِ"
وَهَمِّ الْخَطْبِ فِي ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ
فَلَقَدْ أَضْحَكَنِي الدَّهْرُ بَعْدَ إِبْكَائِهِ۔
وَلَا غَرْوَ وَاللّٰهِ فَيَا لَهُ خَطْبًا يَسْتَفْرِغُ
الْعَجَبَ. وَيُكْثِرُ الْأَوَدَ. حَاوَلَ الْقَوْمُ إِطْفَاءَ
نُورِ اللّٰهِ مِنْ مِصْبَاحِهِ. وَسَدَّ فَوَّارِهِ
مِنْ يَنْبُوعِهِ.
وَجَدَحُوا بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ شِرْبًا
وَبِيئًا. فَإِنْ تَرْتَفِعْ عَنَّا وَعَنْهُمْ مِحَنُ
الْبَلْوَى أَحْمِلْهُمْ مِنَ الْحَقِّ عَلَى مَحْضِهِ۔
وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى فَلَا تَذْهَبْ
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ
بِمَا يَصْنَعُونَ"

چھوڑ دو اس لوٹ مار کے ذکر کو جس کا چاروں طرف شور و غوغا تھا۔
اب تو اس مشکل کو دیکھو جو ابوسفیان کے بیٹے نے پیدا کی ہے
(جس پہ) زمانہ نے رُلانے کے بعد ہنسایا ہے۔
اور زمانہ کی روش سے خدا کی قسم اس پہ کوئی تعجب ہی نہیں ہے
جس سے تعجب جاتا رہتا ہے اور کجی اور بڑھ جاتی ہے (وہ یہ کہ
کچھ لوگوں نے اللہ کے روشن چراغ کا نور بجھانا چاہا ہے اور اس کے
سرچشمہ (ہدایت) کے فوارے کو بند کرنے کے درپے ہیں۔
میرے اور اپنے درمیان زہر آلود پانی پھیلا دیا ہے اب اگر
ہمارے اور ان کے درمیان سے ابتلاء کی یہ مشکلات اٹھ جائیں
تو میں انہیں خالص حق کے راستہ پہ لے جاؤں گا۔
اور اگر کوئی اور صورت ہو گئی تو پھر ان پہ حسرت میں تمہارا دم
نہ نکلے اس لئے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب
جانتا ہے۔"

---

[1] حضرتؑ نے امرالقیس مشہور شاعر کا یہ مصرعہ بطورِ تمثیل اس لئے پیش فرمایا ہے کہ اب جب کہ معاویہ بن ابوسفیان برسرِ پیکار ہے اس کی فکر کرو۔ ان لوگوں کی لوٹ مار کا ذکر رہنے دو جنھوں نے ہم اہلِ بیتؑ کے حق پہ چھاپہ مار کر ہمیں اپنے حق سے محروم کر دیا تھا اس لئے کہ اب اس فتنہ کے انسداد کا وقت نہیں رہا اب اس کی فکر کرنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔
یہ سوال اس وقت کیا گیا تھا جب جنگ صفین شباب پہ تھی اور کشت و خون کا سلسلہ جاری تھا۔

خطبہ ۱۶۲

صفاتِ باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ خَالِقِ الْعِبَادِ، وَسَاطِحِ الْمِهَادِ، وَمُسِيلِ الْوِهَادِ، وَمُخْصِبِ النِّجَادِ، لَيْسَ لِاَوَّلِيَّتِهِ ابْتِدَآءٌ، وَلَا لِاَزَلِيَّتِهِ انْقِضَآءٌ۔

تمام حمد و ثنا اس خدا کے لئے جو بندوں کو پیدا کرنیوالا، فرش زمین بچھانے والا، پانی بہانیوالا، بلند زمینوں کو سرسبز و شاداب کرنیوالا ہے۔ نہ اس کے اول ہونیکی کوئی حد ہے اور نہ ازلی ہونیکی کوئی انتہا ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ لَمْ يَزَلْ، وَالْبَاقِي بِلَا اَجَلٍ، خَرَّتْ لَهُ الْجِبَاهُ، وَوَحَّدَتْهُ الشِّفَاهُ۔

وہ ایسا اوّل ہے کہ ہمیشہ سے ہے اور بغیر کسی مدت کی حدبندی کے ہمیشہ رہنے والا ہے اسکے آگے پیشانیاں خم اور سب اسکی توحید کے معترف ہیں۔

حَدَّ الْاَشْيَآءَ عِنْدَ خَلْقِهِ لَهَا اِبَانَةً لَهُ مِنْ شَبَهِهَا۔

اس نے تخلیق کے وقت ہر شئی کی شکل و صورت کی حدیں الگ الگ مقرر کردیں تاکہ اس کے مشابہ نہ ہو سکیں۔

لَا تُقَدِّرُهُ الْاَوْهَامُ بِالْحُدُوْدِ وَالْحَرَكَاتِ، وَلَا بِالْجَوَارِحِ وَالْاَدَوَاتِ۔

اب وہم و گمان حدبندیوں، حرکتوں اور اعضاء و جوارح کے ساتھ اسے معین نہیں کر سکتے۔

لَا يُقَالُ لَهُ: مَتٰى، وَلَا يُضْرَبُ لَهُ اَمَدٌ بِحَتّٰى۔

اس کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب سے ہے اور نہ یہ کہ وہ کب تک ہے اس کی مدت مقرر کی جا سکتی ہے۔

اَلظَّاهِرُ لَا يُقَالُ مِمَّا، وَالْبَاطِنُ لَا يُقَالُ فِيمَا۔

وہ ظاہر ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس سے ہے وہ باطن ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس میں۔

لَا شَبَحٌ فَيَتَقَضّٰى، وَلَا مَحْجُوْبٌ فَيُحْوٰى. لَمْ يَقْرُبْ مِنَ الْاَشْيَآءِ بِالْتِصَاقٍ، وَلَمْ يَبْعُدْ عَنْهَا بِافْتِرَاقٍ۔

وہ نظر آنے والا جسم نہیں کہ ختم ہو جائے اور نہ پردہ میں ہے کہ محدود ہو جائے وہ اس طرح قریب نہیں کہ چیزوں سے مس ہو اور نہ اسطرح دُور ہے جیسے ایک جسم دوسرے جسم سے دُور ہوتا ہے۔

لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ مِنْ عِبَادِهِ شُخُوْصُ لَحْظَةٍ، وَلَا كُرُوْرُ لَفْظَةٍ، وَلَا ازْدِلَافُ رَبْوَةٍ، وَلَا انْبِسَاطُ خُطْوَةٍ فِي لَيْلٍ دَاجٍ، وَلَا غَسَقٍ سَاجٍ۔

اس سے اپنے بندوں کی گردشِ نظر اور لفظ کی تکرار اور ٹیلہ پہ چڑھنا اور اندھیری راتوں اور چھائے ہوئے اندھیروں میں قدم بڑھانے کی حالت پوشیدہ نہیں ہے۔

يَتَفَيَّأُ عَلَيْهِ الْقَمَرُ الْمُنِيْرُ، وَتَعْقُبُهُ

اس اندھیری رات اپہ روشن چاند کی چاندنی سایہ فگن

شَمْسٌ ذَاتُ النُّورِ فِي الْأُفُولِ وَالْكُرُورِ، وَتَقَلُّبِ الْأَزْمِنَةِ وَالدُّهُورِ. مِنْ إِقْبَالِ لَيْلٍ مُقْبِلٍ، وَإِدْبَارِ نَهَارٍ مُدْبِرٍ۔

ہو جاتی ہے اور اس کے تیچھے ضیا پاش آفتاب طلوع و غروب کے چکر اور زمانہ کی گردشوں میں اندھیرے کے بعد جو پھیلتا ہے جو آنیوالی رات اور جانیوالے دن کی آمد و رفت سے پیدا ہوتی ہیں ان سب باخبر ہے

قَبْلَ كُلِّ غَايَةٍ وَمُدَّةٍ، وَكُلِّ إِحْصَاءٍ وَعِدَّةٍ۔

وہ ہر حد و زمانہ اور گنتی و شمار سے پہلے ہے۔

تَعَالَى عَمَّا يَنْحَلُهُ الْمُحَدِّدُونَ مِنْ صِفَاتِ الْأَقْدَارِ، وَنِهَايَاتِ الْأَقْطَارِ، وَتَأَثُّلِ الْمَسَاكِنِ، وَتَمَكُّنِ الْأَمَاكِنِ۔

وہ ان نسبتوں سے بہت بلند ہے جو اسے محدود سمجھنے والے اندازوں اور اطراف و جوانب کی حدوں اور مکانوں میں رہنے اور جگہوں میں ٹھہرنے کو اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

فَالْحَدُّ لِخَلْقِهِ مَضْرُوبٌ، وَإِلَى غَيْرِهِ مَنْسُوبٌ۔

حدیں تو اس کی مخلوق کے لئے مقرر ہیں اور دوسروں کی طرف ان کی نسبت دی جاتی ہے۔

لَمْ يَخْلُقِ الْأَشْيَاءَ مِنْ أُصُولٍ أَزَلِيَّةٍ، وَلَا أَوَائِلَ أَبَدِيَّةٍ۔

اس نے چیزوں کو ان اصلوں سے پیدا کیا جو ازلی ہوں نہ وہ ایسے پہلے ہیں جو ابدی ہوں۔

بَلْ خَلَقَ مَا خَلَقَ فَأَقَامَ حَدَّهُ، وَصَوَّرَ مَا صَوَّرَ فَأَحْسَنَ صُورَتَهُ۔

بلکہ جسے پیدا کرنا چاہا پیدا کر کے اس کی حدیں قائم کر دیں اور جو تصویر بنانی چاہی اسے بہترین صورت میں بنا دیا۔

لَيْسَ لِشَيْءٍ مِنْهُ امْتِنَاعٌ، وَلَا لَهُ بِطَاعَةِ شَيْءٍ انْتِفَاعٌ۔

کوئی شے اس کے حکم سے بچ کر نہیں۔ وہ کسی اور نہ اسے کسی کی اطاعت سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔

عِلْمُهُ بِالْأَمْوَاتِ الْمَاضِينَ كَعِلْمِهِ بِالْأَحْيَاءِ الْبَاقِينَ، وَعِلْمُهُ بِمَا فِي السَّمٰوٰتِ الْعُلَى كَعِلْمِهِ بِمَا فِي الْأَرَضِينَ السُّفْلَى۔

اسے گزشتہ مرنے والوں کا اسی طرح علم ہے جیسے باقی رہنے والے زندوں کا اور جس طرح بلند آسمانوں کی ہر چیز کو جانتا ہے اسی طرح پست زمین کی ہر چیز کو جانتا ہوں۔

(مِنْهَا) (اس خطبہ کا ایک جزء)

انسان کی عجیب ترین تخلیق

أَيُّهَا الْمَخْلُوقُ السَّوِيُّ، وَالْمُنْشَأُ الْمَرْعِيُّ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْحَامِ، وَمُضَاعَفَاتِ الْأَسْتَارِ. بُدِئْتَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ۔

اے معتدل الخلقت انسان جسے رحم مادر کی تاریکیوں اور تہرے پردوں میں بنا کر نشو و نما کی گئی۔ تیری ابتدا مٹی کے خلاصہ سے ہوئی۔

وَوُضِعْتَ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ إِلَى
قَدَرٍ مَعْلُومٍ. وَأَجَلٍ مَقْسُومٍ. تَمُورُ
فِي بَطْنِ أُمِّكَ جَنِيناً لَا تُحِيرُ دُعَاءً وَلَا
تَسْمَعُ نِدَاءً.

ثُمَّ أُخْرِجْتَ مِنْ مَقَرِّكَ إِلَى
دَارٍ لَمْ تَشْهَدْهَا. وَلَمْ تَعْرِفْ سُبُلَ
مَنَافِعِهَا.

فَمَنْ هَدَاكَ لِاجْتِرَارِ الْغِذَاءِ
مِنْ ثَدْيِ أُمِّكَ. وَعَرَّفَكَ عِنْدَ
الْحَاجَةِ مَوَاضِعَ طَلَبِكَ وَإِرَادَتِكَ.

هَيْهَاتَ إِنَّ مَنْ يَعْجِزُ عَنْ
صِفَاتِ ذِي الْهَيْئَةِ وَالْأَدَوَاتِ
فَهُوَ عَنْ صِفَاتِ خَالِقِهِ أَعْجَزُ وَ
مِنْ تَنَاوُلِهِ بِحُدُودِ الْمَخْلُوقِينَ
أَبْعَدُ.

اور تجھے ایک جانے پہچانے ہوئے وقت اور مقررہ مدت تک ایک مضبوط آرام گاہ (رحم مادر) میں رکھا گیا اور تو جنین ہونے کی حالت میں ماں کے پیٹ میں جنبش کرتا رہا نہ کسی کی پکار کا جواب دیتا تھا اور نہ کوئی آواز سنتا تھا۔

پھر رحم مادر سے نکال کر اس گھر میں لایا گیا جو تیرا دیکھا ہوا نہ تھا اور اس سے نفع حاصل کرنے کے طریقے جانتا تھا۔

پھر کس نے تجھے پستان مادر سے دودھ پینا سکھایا اور کس نے ضرورت کے وقت مقصد طلب کرنے کی جگہیں پہچنوائیں۔

بھلا جو شخص شکل و صورت رکھنے والی مخلوق کے پہچاننے سے بھی عاجز ہے وہ اس کے پیدا کرنے والے کی صفات کی معرفت سے زیادہ عاجز نہ ہوگا اور مخلوقات کی حد بندیوں کی طرح اس کے پالینے سے زیادہ دور نہ رہے گا۔

خُطبہ ۱۶۳

حضرت عثمان سے گفتگو

لَمَّا اجْتَمَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَ شَكَوْا مَا نَقَمُوهُ عَلَى عُثْمَانَ وَ سَأَلُوهُ مُخَاطَبَتَهُ عَنْهُمْ وَ اسْتِعْتَابَهُ لَهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِ. فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ وَرَائِي وَ قَدِ اسْتَسْفَرُونِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ.

وَ اللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ؟ مَا أَعْرِفُ شَيْئاً تَجْهَلُهُ، وَ لَا أَدُلُّكَ عَلَى أَمْرٍ لَا تَعْرِفُهُ.

إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ.

مَا سَبَقْنَاكَ إِلَى شَيْءٍ فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ وَ لَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ فَنُبَلِّغَكَهُ.

وَ قَدْ رَأَيْتَ كَمَا رَأَيْنَا، وَ سَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا.

وَ صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ كَمَا صَحِبْنَا. وَ مَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَ لَا ابْنُ الْخَطَّابِ بِأَوْلَى بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ

وَ أَنْتَ أَقْرَبُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ وَشِيجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَ قَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَنَالَا.

فَاللَّهَ اللَّهَ فِي نَفْسِكَ. فَإِنَّكَ وَ اللَّهِ مَا تُبَصَّرُ مِنْ عَمًى وَ لَا تُعَلَّمُ مِنْ

جب لوگ حضرت عثمان کے بارے میں شکایت لیکر امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواہش کی کہ انکے سفیر کی حیثیت سے ان سے گفتگو کریں انہیں سمجھائیں اور لوگوں کو رضامند کرنے کا ان سے مطالبہ کریں چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور فرمایا لوگ میرے پیچھے ہیں اور انہوں نے مجھے آپکے اور ان کے درمیان سفیر بنایا ہے۔

خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تم سے کیا کہوں جبکہ اس سلسلہ میں، میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جسکی تمہیں خبر نہ ہو اور نہ کوئی ایسی بات بتانے والا ہوں جس کا خود تمہیں علم نہ ہو۔

(ان باتوں کو) اس قدر تم بھی جانتے ہو جس قدر ہم جانتے ہیں۔

کوئی ایسی بات نہیں جس سے ہم پہلے سے باخبر ہوں کہ تم کو باخبر کریں نہ علیحدگی میں کوئی بات سنی ہے کہ تم تک پہنچائیں۔

جیسے ہم نے دیکھا ہے ویسے ہی تم نے بھی دیکھا ہے اور جس طرح ہم نے سنا ہے تم نے بھی سنا ہے۔

جس طرح ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں ویسے تم بھی رہے ہو۔ حق پہ عمل پیرا رہنے کی ذمہ داری ابن ابی قحافہ اور ابن خطاب پر اس سے زیادہ نہ تھی جتنی تم پر ہے۔

اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاندانی قرابت کے لحاظ سے ان دونوں سے زیادہ قریب ہو اور ایک طرح کی انکی دامادی بھی تمہیں حاصل ہے جو انہیں حاصل نہ تھی۔

پس اپنے نفس کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ خدا کی قسم تمہیں اس لئے نہیں سمجھایا جا رہا ہے کہ تمہیں کچھ نظر نہ آسکتا ہو ورنہ اس

جَبَلٍ. وَإِنَّ طُرُقَهُ لَوَاضِحَةٌ. وَإِنَّ أَعْلَامَ الدِّينِ لَقَائِمَةٌ.

نہ تمہیں یہ باتیں بتائی جا رہی ہیں کہ تمہیں خبر نہ ہو۔ درحالیکہ جبکہ شریعت کے راستے روشن اور دین کے نشانات قائم ہیں۔

فَاعْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللهِ عِنْدَ اللهِ إِمَامٌ عَادِلٌ هُدِيَ وَهَدَى. فَأَقَامَ سُنَّةً مَعْلُومَةً. وَأَمَاتَ بِدْعَةً مَجْهُولَةً. وَإِنَّ السُّنَنَ لَنَيِّرَةٌ لَهَا أَعْلَامٌ. وَإِنَّ الْبِدَعَ لَظَاهِرَةٌ لَهَا أَعْلَامٌ.

پس یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک سب بندوں سے بہتر وہ عادل (انصاف پرور) حاکم ہے جو خود بھی ہدایت پائے اور دوسروں کو بھی ہدایت کرے اور سنت رسول

(آج سنتوں کے نشانات روشن ہیں ان کے علم بلند ہیں اور بدعتوں کے نشان بھی کھلم کھلا موجود ہیں۔

وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ إِمَامٌ جَائِرٌ ضَلَّ وَضُلَّ بِهِ. فَأَمَاتَ سُنَّةً مَأْخُوذَةً. وَأَحْيَى بِدْعَةً مَتْرُوكَةً.

اور سب سے زیادہ بدترین انسان وہ حاکم ظالم ہے جو گمراہی میں پڑا ہے اور دوسرے لوگ بھی اسکی وجہ سے گمراہی میں مبتلا ہوں اور (رسول سے) حاصل کی ہوئی سنتوں کو تباہ و برباد اور بدعتوں کو زندہ کرے۔

وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْإِمَامِ الْجَائِرِ وَلَيْسَ مَعَهُ نَصِيرٌ وَلَا عَاذِرٌ فَيُلْقَى فِي جَهَنَّمَ فَيَدُورُ فِيهَا كَمَا تَدُورُ الرَّحَى ثُمَّ يَرْتَبِطُ فِي قَعْرِهَا.

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم حاکم کو اسطرح لایا جائیگا کہ نہ اسکا کوئی مددگار ہو اور نہ عذر خواہ اور اسے سیدھا جہنم میں ڈال دیا جائیگا اور وہ اس میں اس طرح چکر کھائے گا جیسے چکی گھومتی ہے پھر اسے قعر جہنم میں جکڑ دیا جائے گا۔

وَإِنِّي أُنْشِدُكَ اللهَ أَنْ لَا تَكُونَ إِمَامَ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْمَقْتُولَ. فَإِنَّهُ كَانَ يُقَالُ يُقْتَلُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ إِمَامٌ يَفْتَحُ عَلَيْهَا الْقَتْلَ وَالْقِتَالَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَلْبِسُ أُمُورَهَا عَلَيْهَا. وَيَبُثُّ الْفِتَنَ فِيهَا فَلَا يُبْصِرُونَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ يَمُوجُونَ فِيهَا مَوْجاً. وَيَمْرُجُونَ فِيهَا مَرْجاً.

اور میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم امت کے وہ حاکم نہ ہوں جسے قتل ہو جانا ہے کیونکہ کہا جاتا رہا ہے کہ اس امت میں ایک ایسا حاکم مارا جائیگا جو اس کے لئے قیامت تک قتل و غارت اور خونریزی کا دروازہ کھول دیگا اور اس کے تمام امور کو شک و شبہ میں ڈال دیگا اور اس میں فتنوں کو اس طرح پھیلا دے گا کہ وہ لوگ حق کو باطل سے الگ کر کے نہ دیکھ سکیں گے اور فتنوں کے دریا میں غرق ہوتے رہیں گے اور موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکراتے رہیں گے۔

فَلَا تَكُونَنَّ لِمَرْوَانَ سَيِّقَةً يَسُوقُكَ حَيْثُ شَاءَ بَعْدَ جَلَالِ السِّنِّ وَتَقَضِّي الْعُمُرِ.

تم مروان کی سواری نہ بن جاؤ کہ وہ جدھر چاہے تمہیں کھینچتا پھرے جبکہ تم سن رسیدہ ہو چکے ہو اور کافی عمر گزر چکی ہے۔

فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ.
كَلِّمِ النَّاسَ فِي أَنْ يُؤَجِّلُونِي حَتَّى
أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ مِنْ مَظَالِمِهِمْ.
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.
مَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَلَا أَجَلَ فِيهِ
وَمَا غَابَ فَأَجَلُهُ وُصُولُ أَمْرِكَ إِلَيْهِ.

یہ سن کر آپ سے عثمان نے کہا۔
آپ ان لوگوں سے بات کر کے مجھے کچھ مدت کیلئے مہلت دے
دیں کہ میں ان کی حق تلفیوں سے عہدہ برآ ہو سکوں۔
آپ نے فرمایا کہ:۔
جن امور کا تعلق مدینہ سے ہے ان کیلئے تو مہلت کی ضرورت نہیں
البتہ دور افتادہ مقامات کیلئے اتنی مہلت کافی ہے کہ تمہارا فرمان وہاں تک پہنچ جائے

سلہ حضرت امیر المومنینؑ کی یہ گفتگو حضرت عثمان سے اس وقت ہوئی جب حالات بہت نازک صورت اختیار کر چکے تھے کوفہ و بصرہ و مصر سے آئے ہوئے وفود کے مطالبات بار بار ٹھکرائے جا چکے تھے۔ وعدوں اور وعدہ خلافیوں کا سلسلہ جاری تھا۔ مروان کی سازشیں شباب پر تھیں۔ وفود کی مسلسل مایوسیوں نے ان میں اشتعال پیدا کر دیا تھا۔ مدینہ کے عوام و خواص ان مایوس کن حالات کو دیکھ کر دم بخود تھے مگر وفود کی فریادوں سے متاثر تھے۔

غالباً یہ آخری احتجاج تھا جو ان وفود کے ارکان نے امیر المومنینؑ کو اپنا سفیر منتخب کر کے حضرت عثمان کے پاس پیش کیا تھا جو اس گفتگو میں درج ہے۔ امیر المومنینؑ نے ایسے حسین طریقہ سے حضرت عثمان کو ان کی غلطیوں کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ان کے لئے خوشگوار طریقے سے قابل پذیرائی بھی ہو اور تبلیغ حق کا فرض بھی ادا ہو جائے۔

کچھ لوگ اپنی ناسمجھی سے اس کلام کو بطور سند پیش کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے اس میں حضرت عثمان کی مدح فرمائی ہے حالانکہ اس کلام میں خطبہ شقشقیہ سے بڑھ کر ان کی منقصت موجود ہے۔

گفتگو کے ابتدائی جملوں میں آپ نے بار بار انہیں متوجہ کیا ہے کہ اس وقت جو حالات درپیش ہیں۔ وفود کی جانب سے مطالبات اور ان کے موجودہ حکومت کی جانب سے انکار و عمل، مروان کی قدم قدم پر دخل اندازی اور قوم کی برہمی ان واقعات کو ہم اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تم خود جانتے ہو یعنی تمہاری یہ غلطیاں ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ جان بوجھ کر ہیں۔

پھر آپ نے عہد نبوی کا حوالہ دے کر فرمایا ہے کہ جیسے ہم رسولؐ کی صحبت میں رہے اسی طرح تم بھی رہے۔ انہوں نے قرآن و حدیث سے ذریعہ جو احکام تعلیم فرمائے وہ تم نے بھی سنے اور ہم نے بھی یعنی تم احکام شریعت سے بھی ناواقف نہیں ہو بلکہ چونکہ تم ابن ابی قحافہ اور ابن خطاب کی بہ نسبت حضورؐ سے رشتہ میں زیادہ قریب ہو اس لئے تم پر ان کی بہ نسبت پابندی شریعت کی زیادہ ذمہ داری ہے حد یہ کہ چاہے پردہ ہی سہی مگر آنحضرتؐ کے گھر کی لڑکیاں تم سے منسوب ہوئیں نہ کہ ان سے۔

حضورؐ نے دین کو مکمل طور پر پہنچا دیا شریعت کے نشان قائم اور راستے واضح ہیں سنت و بدعت کا فرق سب کو معلوم ہے۔ یہ واقعات یاد دلا کر آپ نے یہ بھی فرما دیا کہ ہم کوئی ایسی راہ نہیں دکھا رہے ہیں جنہیں تمہاری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں نہ ایسی بات بتا رہے ہیں جو تم نہیں جانتے۔ تمہیں سب کچھ معلوم ہے پھر آپ نے یہ بھی فرما دیا کہ اپنے نفس کے لئے خدا سے ڈرو اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ حاکم کی دو قسمیں ہیں۔ عادل و ظالم۔ اور حاکم ظالم بدترین مخلوق ہے اور قیامت کے دن گرفتار کر کے

اور ایسے منہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا جیسے وہ آگ کے شعلوں میں چکی کی طرح چکر کھا رہا ہوگا پھر اسے آگ سے جکڑ کر قعر جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

اگر اس کلام میں حضرت عثمان کی مدح فرمائی ہے تو یہ کیوں فرمایا ہے کہ اپنے نفس کے لئے خدا سے ڈرو۔ ظالم حکمران کے صفات اور اس کے انجام کا ذکر کیوں فرمایا ہے۔

پھر غیر مبہم الفاظ میں یہ کیوں فرمایا ہے کہ تم اس امت کے مقتول حکمران بنو جو فتنہ وفساد کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ جس کی وجہ سے قیامت تک حق و باطل کی تمیز نہ ہو سکے گی۔ جس کا وہ مقتول حکمران ذمہ دار ہوگا۔ اس ارشاد میں اخبار بالغیب کے علاوہ آپ نے انہیں متنبہ کیا ہے چنانچہ وہی کچھ ہو کر رہا۔ جنگ جمل وصفین و نہروان اس کے نتائج ہیں۔ انھوں انسان یہ نہ سمجھ سکے کہ علیؑ حق پر ہیں یا معاویہ۔ چنانچہ اس پر آپؑ افسوس کر کے فرمایا کرتے تھے: انزلنی الدھر ثم انزلنی حتی قیل علی و معاویۃ۔ مجھے زمانہ نے اتنا گرایا کہ علیؑ کے مقابلہ میں معاویہ کا نام لیا جاتا ہے آخر میں آپؑ نے صاف فرمادیا کہ مروان نے تمہیں کھلونا بنا رکھا ہے اور تم ایک سن رسیدہ اور تجربہ کار ہو کر اس کا کھلونا بن گئے اس کا ساتھ چھوڑ دو۔

رہا بصیرت فرمانی کہ ان کی غلط روی کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے ؟

رہا یہ خیال کہ امیرالمومنینؑ نے اس کلام میں بنات رسولؐ کا اقرار فرمایا ہے تو ظاہر ہے عرب میں پروردہ لڑکیوں کو پرورش کرنے والے کی بنات کہا جاتا تھا خاص کر جبکہ وہ یتیم بھی تھیں۔

رہی فضیلت تو یہ وہی لڑکیاں ہیں جو ان سے پہلے عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب سے منسوب تھیں اگر اس رشتہ سے حضرت عثمان کی کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو ان سے زیادہ یہ شرف پسران ابولہب کو حاصل ہونا چاہیئے جن سے وہ کنواری بیاہی گئی تھیں حالانکہ پسران ابولہب کے شرف کو کوئی درد رکھنے والا مسلمان گوارہ نہ کر سکے گا۔

میں نے اس موضوع پر رسالہ "البتول فی وحدۃ بنت الرسولؐ" لکھا ہے اس کے مطالعہ سے اس مسئلہ کی حقیقت تسلی بخش طریقے سے واضح ہو سکتی ہے۔

خطبہ ۱۶۴

طاؤس

مور کی عجیب و غریب خلقت

اِبْتَدَعَهُمْ خَلْقاً عَجِيباً مِنْ حَيَوَانٍ وَمَوَاتٍ، وَسَاكِنٍ وَذِي حَرَكَاتٍ۔

قدرت نے ہر قسم کی مخلوق کو وہ جاندار (حیوان) ہو یا بے جان (جمادات)، ساکن (پہاڑ) ہو یا متحرک (ستارے) عجیب و غریب بناوٹ اور شکل و صورت میں پیدا کیا ہے۔

وَأَقَامَ مِنْ شَوَاهِدِ الْبَيِّنَاتِ عَلَى لَطِيفِ صَنْعَتِهِ وَعَظِيمِ قُدْرَتِهِ مَا انْقَادَتْ لَهُ الْعُقُولُ مُعْتَرِفَةً بِهِ وَمُسَلِّمَةً لَهُ۔

اسی نے اپنی لطیف صنعت اور عظیم قدرت پر دلائل کے ایسے گواہ قائم کر دیئے ہیں جن کے سامنے عقلیں اس کا اعتراف کر کے سر اطاعت خم کئے ہوئے ہیں۔

وَنَعَقَتْ فِي أَسْمَاعِنَا دَلَائِلُهُ عَلَى وَحْدَانِيَّتِهِ وَمَا ذَرَأَ مِنْ مُخْتَلِفِ صُوَرِ الْأَطْيَارِ الَّتِي أَسْكَنَهَا أَخَادِيدَ الْأَرْضِ، وَخُرُوقَ فِجَاجِهَا، وَرَوَاسِيَ أَعْلَامِهَا، مِنْ ذَاتِ أَجْنِحَةٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَهَيْئَاتٍ مُتَبَايِنَةٍ۔

اور ہمارے کانوں میں اس کی وحدانیت پر وہ دلیلیں گونج رہی ہیں جو اس نے طرح طرح کی شکل و صورت کے پرندے خلق فرما کر انہیں زمین کے گڑھوں، درّوں اور مضبوط پہاڑوں کی چوٹیوں پر آباد کیا ہے جو رنگ رنگ کے پر و بال اور جُدا جُدا شکل و صورت والے ہیں۔

مُصَرَّفَةٍ فِي زِمَامِ التَّسْخِيرِ، وَمُرَفْرِفَةٍ بِأَجْنِحَتِهَا فِي مَخَارِقِ الْجَوِّ الْمُنْفَسِحِ، وَالْفَضَاءِ الْمُنْفَرِجِ۔

جن کی گردنوں میں حلقہ اطاعت ڈال کر انہیں کشادہ ہواؤں اور کھلی فضاؤں میں گھمایا پھرایا جاتا ہے اور وہ پروں کو پھڑپھڑا کر پرواز کرتے رہتے ہیں۔

كَوَّنَهَا بَعْدَ إِذْ لَمْ تَكُنْ فِي عَجَائِبِ صُوَرٍ ظَاهِرَةٍ، وَرَكَّبَهَا فِي حِقَاقِ مَفَاصِلَ مُحْتَجِبَةٍ۔

جب وہ نہ تھے تو انہیں ظاہر میں عجیب و غریب صورتوں سے (سنوار کر) لباس وجود بخشا اور ہڈیوں کے جوڑوں کے سروں کو ملا کر (گوشت کے اندر) ڈھانچہ بنایا۔

وَمَنَعَ بَعْضَهَا بِعَبَالَةِ خَلْقِهِ أَنْ يَسْمُوَ فِي السَّمَاءِ خُفُوفاً، وَجَعَلَهُ يَدِفُّ دَفِيفاً۔ وَنَسَقَهَا عَلَى اخْتِلَافِهَا فِي الْأَصَابِيغِ

انہیں سے کچھ وہ ہیں جنہیں ان کے جسم کے وزنی ہونے کی وجہ سے فضا میں تیز اور بلند پروازی سے روک دیا ہے انہیں ایسا بنایا ہے کہ وہ زمین سے تھوڑی ہی بلند ہو کر پرواز کرتے ہیں اس نے اپنی لطیف قدرت اور باریک صنعت سے ان قسم قسم کے پرندوں

بِلَطِيفِ قُدْرَتِهِ وَدَقِيقِ صَنْعَتِهِ.

فَمِنْهَا مَغْمُوسٌ فِي قَالَبِ لَوْنٍ لَا يَشُوبُهُ غَيْرُ لَوْنِ مَا غُمِسَ فِيهِ وَمِنْهَا مَغْمُوسٌ فِي لَوْنِ صِبْغٍ قَدْ طُوِّقَ بِخِلَافِ مَا صُبِغَ بِهِ.

وَمِنْ أَعْجَبِهَا خَلْقًا الطَّاوُوسُ الَّذِي أَقَامَهُ فِي أَحْكَمِ تَعْدِيلٍ، وَنَضَّدَ أَلْوَانَهُ فِي أَحْسَنِ تَنْضِيدٍ.

بِجَنَاحٍ أَشْرَجَ قَصَبَهُ، وَذَنَبٍ أَطَالَ مَسْحَبَهُ.

إِذَا دَرَجَ إِلَى الْأُنْثَى نَشَرَهُ مِنْ طَيِّهِ، وَسَمَا بِهِ مُطِلًّا عَلَى رَأْسِهِ كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهُ نُوتِيُّهُ.

يَخْتَالُ بِأَلْوَانِهِ وَيَمِيسُ بِزَيَفَانِهِ، يُفْضِي كَإِفْضَاءِ الدِّيَكَةِ، وَيَؤُرُّ بِمَلَاقَحَةٍ أَرَّ الْفُحُولِ الْمُغْتَلِمَةِ فِي الضِّرَابِ.

أُحِيلُكَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى مُعَايَنَةٍ لَا كَمَنْ يُحِيلُ عَلَى ضَعِيفٍ إِسْنَادُهُ.

وَلَوْ كَانَ كَزَعْمِ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُ يُلْقِحُ بِدَمْعَةٍ تَسْفَحُهَا مَدَامِعُهُ فَتَقِفُ فِي ضَفَّتَيْ جُفُونِهِ وَأَنَّ أُنْثَاهُ تَطْعَمُ ذَلِكَ. ثُمَّ تَبِيضُ لَا مِنْ لِقَاحِ فَحْلٍ سِوَى الدَّمْعِ الْمُنْبَجِسِ.

لَمَا كَانَ ذَلِكَ بِأَعْجَبَ مِنْ مُطَاعَمَةِ الْغُرَابِ. تَخَالُ قَصَبَهُ مَدَارِيَ مِنْ فِضَّةٍ.

وَمَا أُنْبِتَ عَلَيْهَا مِنْ عَجِيبِ

کو طرح طرح کے رنگوں سے ترتیب دیا ہے۔

ان میں سے بعض کو ایک ہی رنگ دیا ہے جو دوسرے رنگ سے مخلوط نہیں اور بعض کو ایسے رنگ سے رنگا ہے کہ جس رنگ کا طوق انہیں پہنایا ہے اس کا رنگ اس رنگ سے الگ ہے۔

اور سب عجیب الخلقت پرندوں سے زیادہ تعجب خیز مور ہے جس کے اعضاء میں مستحکم توازن و مناسبت قائم ہے اور اس کے رنگوں کو حسین ترین طریقہ سے ایک دوسرے سے ترتیب دیا ہے۔

یہ احسن! ان پروں سے ہے جن کی جڑوں کو ایک دوسرے سے پیوست کر دیا ہے اور ایسی دم سے ہے جو دور تک کھینچتی چلی گئی ہے۔

جب وہ اپنی مادہ کی طرف بڑھتا ہے تو اپنی دم کی لپٹی ہوئی تہیں کھول کر پھیلا دیتا ہے اور اسے اس طرح بلند کر دیتا ہے کہ وہ (چتر نما) اس کے سر پر سایہ فگن ہو جاتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ...

وہ اپنے گونا گوں رنگوں پر اتراتا ہے اور دم کی جنبش کے ساتھ مست ہو کر جھومنے لگتا ہے مرغوں کی طرح جفتی کرتا ہے وہ اپنی مادہ کو حاملہ کرنے کیلئے ہیجان میں آئے ہوئے نروں کی طرح جوڑا کھاتا ہے۔

میں اس کے ثبوت میں مشاہدہ کو پیش کرتا ہوں اس شخص کی طرح نہیں کہتا جو غلط سند کا حوالہ دے رہا ہو۔

کچھ لوگوں کا یہ وہم و گمان ہے کہ وہ اپنے بہائے ہوئے آنسو کے ذریعہ اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے جو اس کی پلکوں کے دونوں کناروں پر آ کر رک جاتے ہیں اور مورنی اسے پی لیتی ہے اور انڈے دینے لگتی ہے رو کر نکلنے والے اس آنسو کے سوا اس سے جفتی نہیں کھاتا۔

اگر ایسا ہو تو بھی ان کے خیال میں کوے سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے جو اپنی مادہ کو چونچ کے ذریعہ اپنے سنگدانہ کا پانی پلا دیتا ہے اور وہ انڈے دینے لگتی ہے۔

تم یہ خیال کرو گے کہ مور کے پروں کی درمیانی تیلیاں چاندی کی سلائیاں

وَدَارَاتِهِ وَشُمُوسِهِ خَالِصَ الْعِقْيَانِ، وَفِلَذَ الزَّبَرْجَدِ۔

ہیں جن پر قدرت نے عجیب و غریب ہالے اور پردبال بنائے ہیں جن کے بیچ میں سنہری اور گرداگرد سبزی کو دیکھ کر خالص سونے اور زبرجد کے ٹکڑے خیال کرو گے۔

فَإِنْ شَبَّهْتَهُ بِمَا أَنْبَتَتِ الْأَرْضُ قُلْتَ جَنِيٌّ جُنِيَ مِنْ زَهْرَةِ كُلِّ رَبِيعٍ وَإِنْ ضَاهَيْتَهُ بِالْمَلَابِسِ فَهُوَ كَمَوْشِيِّ الْحُلَلِ أَوْ مُونِقِ عَصْبِ الْيَمَنِ۔

پس اگر تم زمین سے اگنے ہوئے گل و برگ سے تشبیہ دو گے تو وہ ہر موسم بہار کے چنے ہوئے پھولوں اور کلیوں کا گلدستہ ہے اور اگر کپڑوں سے تشبیہ دو گے تو وہ پھولدار حلوں یا خوشنما یمنی چادروں کے مانند ہے۔

وَإِنْ شَاكَلْتَهُ بِالْحُلِيِّ فَهُوَ كَفُصُوصٍ ذَاتِ أَلْوَانٍ قَدْ نُطِّقَتْ بِاللُّجَيْنِ الْمُكَلَّلِ۔

اور اگر زیورات سے تشبیہ دو گے تو وہ ان رنگ برنگ نگینوں کے مانند ہے جو جواہرات سے مرصع چاندی میں دائروں کی صورت میں جڑے گئے ہوں۔

يَمْشِي مَشْيَ الْمَرِحِ الْمُخْتَالِ۔

وہ اس طرح (مست ہو کر) چلتا ہے جیسے کوئی متکبرانہ رفتار سے خوش خوش محو خرام ہو۔

وَيَتَصَفَّحُ ذَنَبَهُ وَجَنَاحَيْهِ فَيُقَهْقِهُ ضَاحِكاً لِجَمَالِ سِرْبَالِهِ وَأَصَابِيغِ وِشَاحِهِ۔

وہ جب اپنی دم اور زنگا رنگ پر و بال پر نظر ڈالتا ہے تو اپنے (خداداد) لباس کے حسن و جمال اور گلوبند کی رنگینیوں کو دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑتا ہے۔

فَإِذَا رَمَى بِبَصَرِهِ إِلَى قَوَائِمِهِ زَقَا مُعْوِلاً بِصَوْتٍ يَكَادُ يُبِينُ عَنِ اسْتِغَاثَتِهِ، وَيَشْهَدُ بِصَادِقِ تَوَجُّعِهِ، لِأَنَّ قَوَائِمَهُ حُمْشٌ كَقَوَائِمِ الدِّيَكَةِ الْخِلَاسِيَّةِ۔

لیکن جب اپنے پیروں پر نظر ڈالتا ہے تو اس طرح بلند آواز سے روتا ہے کہ گویا وہ اپنی فریاد کو ظاہر کر رہا ہے اور اپنے سچے درد (دل) کی گواہی دے رہا ہے اس لئے کہ اس کے پیر دوغلی نسل کے مرغ کے پیر کی طرح خاکستری رنگ کے باریک ہوتے ہیں۔

وَقَدْ نَجَمَتْ مِنْ ظُنْبُوبِ سَاقِهِ صِيصِيَةٌ خَفِيَّةٌ، وَلَهُ فِي مَوْضِعِ الْعُرْفِ قُنْزُعَةٌ خَضْرَاءُ مُوَشَّاةٌ، وَمَخْرَجُ عُنُقِهِ كَالْإِبْرِيقِ، وَمَغْرِزُهَا إِلَى حَيْثُ بَطْنُهُ كَصِبْغِ الْوَسِمَةِ الْيَمَانِيَّةِ، أَوْ كَحَرِيرَةٍ مُلْبَسَةٍ مِرْآةً ذَاتَ صِقَالٍ، وَكَأَنَّهُ مُتَلَفِّعٌ بِمِعْجَرٍ أَسْحَمَ۔

اس کی پنڈلی کے کنارے پر ایک باریک سا کانٹا نکلا ہوا ہوتا ہے اور اس کی گردن پر ایال کی جگہ سبز رنگ منقش پروں کا گچھا ہوتا ہے اور گردن کی جڑ صراحی کی گردن کی طرح لمبی اور بلند ہوتی ہے اور گردن کے سرے سے پیٹ تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ یمن کی مہندی کا رنگ دیا گیا ہے یا گویا صیقل کئے ہوئے آئینہ پر ریشمی کپڑا پہنا دیا گیا ہے اور گویا وہ سیاہ رنگ کی چادر میں لپٹا ہوا ہے۔

إِلَّا أَنَّهُ يُخَيَّلُ لِكَثْرَةِ مَائِهِ

مگر وہ آب و تاب کی زیادتی اور چمک دمک کی فراوانی کی وجہ سے

وَشِدَّةِ بَرِيقِهِ أَنَّ الْخُضْرَةَ النَّاضِرَةَ مُمْتَزِجَةٌ بِهِ.

وَمَعَ فَتْقِ سَمْعِهِ خَطٌّ كَمُسْتَدَقِّ الْقَلَمِ فِي لَوْنِ الْأُقْحُوَانِ أَبْيَضُ يَقَقٌ فَهُوَ بِبَيَاضِهِ فِي سَوَادِ مَا هُنَالِكَ يَأْتَلِقُ.

وَقَلَّ صِبْغٌ إِلَّا وَقَدْ أَخَذَ مِنْهُ بِقِسْطٍ وَعَلَاهُ بِكَثْرَةِ صِقَالِهِ وَبَرِيقِهِ وَبَصِيصِ دِيبَاجِهِ وَرَوْنَقِهِ.

فَهُوَ كَالْأَزَاهِيرِ الْمَبْثُوثَةِ لَمْ تُرَبِّهَا أَمْطَارُ رَبِيعٍ وَلَا شُمُوسُ قَيْظٍ.

وَقَدْ يَتَحَسَّرُ مِنْ رِيشِهِ، وَيَعْرَى مِنْ لِبَاسِهِ، فَيَسْقُطُ تَتْرَى، وَيَنْبُتُ تِبَاعاً.

فَيَنْحَتُّ مِنْ قَصَبِهِ انْحِتَاتَ أَوْرَاقِ الْأَغْصَانِ ثُمَّ يَتَلَاحَقُ نَامِياً حَتَّى يَعُودَ كَهَيْئَتِهِ قَبْلَ سُقُوطِهِ. لَا يُخَالِفُ سَالِفَ أَلْوَانِهِ، وَلَا يَقَعُ لَوْنٌ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ.

وَإِذَا تَصَفَّحْتَ شَعْرَةً مِنْ شَعَرَاتِ قَصَبِهِ أَرَتْكَ حُمْرَةً وَرْدِيَّةً، وَتَارَةً خُضْرَةً زَبَرْجَدِيَّةً، وَأَحْيَاناً صُفْرَةً عَسْجَدِيَّةً.

فَكَيْفَ تَصِلُ إِلَى صِفَةِ هَذَا عَمَائِقُ الْفِطَنِ، أَوْ تَبْلُغُهُ قَرَائِحُ الْعُقُولِ.

أَوْ تَسْتَنْظِمُ وَصْفَهُ أَقْوَالُ الْوَاصِفِينَ. وَأَقَلُّ أَجْزَائِهِ قَدْ أَعْجَزَ الْأَوْهَامَ أَنْ تُدْرِكَهُ، وَالْأَلْسِنَةَ أَنْ تَصِفَهُ.

فَسُبْحَانَ الَّذِي بَهَرَ الْعُقُولَ عَنْ وَصْفِ خَلْقٍ جَلَّاهُ لِلْعُيُونِ، فَأَدْرَكَتْهُ مَحْدُوداً مُكَوَّناً، وَمُؤَلَّفاً مُلَوَّناً. وَأَعْجَزَ

یہ معلوم ہوتا ہے کہ تر و تازہ سبزی کہیں ملا دی گئی ہے۔

اور اس کے کانوں کے شگاف کے ساتھ بابونہ کے پھول کی ایسی سفید چمکیلی لکیر ہوتی ہے جو قلم کی باریک نوک کے مانند ہے سفیدی اس مقام کی سیاہیوں میں جگمگا رہی ہوتی ہے۔

کم ہی ایسے رنگ ہوں گے جن کے ساتھ سفید دھاری کا حصہ نہ ہو اور وہ آب و تاب کی زیادتی اور ریشم جیسے جسم کی چمک و دمک کی وجہ سے اس پر غالب نہ رہتی ہو۔

وہ ان بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہے جن کی نہ موسم بہار کی بارشوں نے پرورش کی اور نہ گرمیوں کے سورج نے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے پروبال سے خالی اور اپنے لباس سے برہنہ ہو جاتا ہے جو لگاتار جھڑتے رہتے ہیں اور پھر پے در پے اگنے لگتے ہیں۔

وہ اس کے بازوؤں سے اس طرح جھڑتے ہیں جیسے شاخوں سے پتے جھڑتے ہیں پھر اگ آتے ہیں یہاں تک کہ جھڑنے سے پہلے جو صورت تھی پھر پلٹ کر ویسی ہی ہو جاتی ہے اس کے پہلے رنگوں میں ذرا فرق نہیں آتا اور جو رنگ جہاں تھا وہیں رہتا ہے۔

اس کے پروں کے ریشوں میں سے جب کسی ریشہ کو تم غور سے دیکھو گے تو تمہیں کبھی گلاب کے پھولوں جیسی سرخی اور کبھی زمرد جیسی سبزی اور کبھی سونے جیسی زردی نظر آئے گی۔

(غور کرو) ایسی مخلوق کے صفت تک گہری فکروں کی کیونکر رسائی ہو سکتی ہے اور عقلوں کی کاوش کیونکر وہاں پہنچ سکتی ہے۔

یا وصف بیان کرنے والوں کے اقوال کیونکر اسے ترتیب دے سکتے ہیں کہ جس کی کم سے کم جزنے بھی وہم و خیال کو سمجھنے سے عاجز کر دیا ہو کہ وہ زبانوں سے اس کی صفت بیان کر سکیں۔

پس پاک ہے وہ ذات خداوندی جس نے اپنی مخلوق کی صفت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو عاجز کر دیا ہے۔ جسے آنکھوں کے سامنے ظاہر کر دیا ہے اور آنکھوں نے اسے محدود اور (اجزاء) سے

الْاَلْسُنَ عَنْ تَلْخِيصِ صِفَتِهِ، وَقَعَدَ بِهَا عَنْ تَأْدِيَةِ نَعْتِهِ۔

مرکب رنگ برنگ صورت میں دیکھا ہے جس نے زبان کو اسکے اوصاف کا خلاصہ کرنے اور صفات بیان کرنے سے قاصر رکھا ہے۔

وَسُبْحَانَ مَنْ اَدْمَجَ قَوَائِمَ الذَّرَّةِ وَالْهَمَجَةِ اِلٰی مَا فَوْقَهُمَا مِنْ خَلْقِ الْحِيتَانِ وَالْاَفِيلَةِ۔ وَوَأَى عَلٰی نَفْسِهِ اَنْ لَا يَضْطَرِبَ شَبَحٌ مِمَّا اَوْلَجَ فِيهِ الرُّوحَ اِلَّا وَجَعَلَ الْحِمَامَ مَوْعِدَهُ، وَالْفَنَاءَ غَايَتَهُ۔

پاک ہے وہ خدا جس نے چیونٹی اور مچھر سے لیکر ان سے بڑی مخلوق بڑی بڑی مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو مستحکم بنایا ہے۔ اور اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ کوئی ذی روح جس میں اس نے روح ڈالی ہے حرکت نہیں کرے گا مگر یہ کہ موت کو اس کی وعدہ گاہ اور فنا کو اس کی آخری حد ضرور قرار دے گا۔

(مِنْهَا)

(اس خطبہ کا ایک جزء)

جنّت کی تعریف

فَلَوْ رَمَيْتَ بِبَصَرِ قَلْبِكَ نَحْوَ مَا يُوصَفُ لَكَ مِنْهَا لَعَزَفَتْ نَفْسُكَ عَنْ بَدَائِعِ مَا اُخْرِجَ اِلَى الدُّنْيَا مِنْ شَهَوَاتِهَا وَلَذَّاتِهَا وَزَخَارِفِ مَنَاظِرِهَا۔

اگر تم دل کی آنکھوں سے جنت کے ان پرکیف مناظر کو دیکھ لو جو بیان کئے جاتے ہیں تو تمہارا نفس دنیا کی عمدہ سے عمدہ خواہشوں لذتوں اور اس کے سجے ہوئے مناظر سے نفرت کرنے لگے گا۔

وَلَذَهِلَتْ بِالْفِكْرِ فِي اصْطِفَاقِ اَشْجَارٍ غُيِّبَتْ عُرُوقُهَا فِي كُثْبَانِ الْمِسْكِ عَلٰی سَوَاحِلِ اَنْهَارِهَا۔

اور وہ ان درختوں کے پتوں کے بجنے کی آوازوں میں جن کی جڑیں جنّت کی نہروں کے کناروں پر مشک کے ٹیلوں میں اتری ہوئی ہیں محو ہو کر رہ جائیگا۔

وَفِي تَعْلِيقِ كَبَائِسِ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ فِي عَسَالِيجِهَا وَاَفْنَانِهَا، وَطُلُوعِ تِلْكَ الثِّمَارِ مُخْتَلِفَةً فِي غُلُفِ اَكْمَامِهَا۔

اور اس کی چھوٹی بڑی ٹہنیوں میں تر و تازہ موتیوں کے گچھوں کے لٹکنے اور ہرے ہرے پتوں کے غلافوں میں قسما قسم کے پھلوں کے نکلنے کے (مناظر) میں کھو جائیگا۔

تُجْنٰى مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ فَتَأْتِي عَلٰی مُنْيَةِ مُجْتَنِيهَا۔

پھل بھی وہ جو بغیر تکلیف کے توڑے جا سکتے ہیں اور توڑنے والے کی خواہش کے مطابق خود آگے بڑھ آتے ہیں۔

وَيُطَافُ عَلٰی نُزَّالِهَا فِي اَفْنِيَةِ قُصُورِهَا بِالْاَعْسَالِ الْمُصَفَّقَةِ وَالْخُمُورِ الْمُرَوَّقَةِ۔

اور جنت کے محل سراؤں کے صحن میں اترنے والوں کے گرد پاک صاف شہد اور صاف ستھری شراب طہور کو گردش دی جائے گی۔

قَوْمٌ لَمْ تَزَلِ الْكَرَامَةُ تَتَمَادٰى بِهِمْ حَتّٰى حَلُّوا دَارَ الْقَرَارِ، وَاَمِنُوا نُقْلَةَ

وہ ایسی قوم ہے کہ ہمیشہ کرامت ان کے شامل حال رہی یہاں تک کہ وہ اپنی آرام گاہ میں اتر پڑے اور نقل و حرکت (کی تکلیف) سے

الا ستغفار۔

فَلَوْ شَغَلَتْ قَلْبَكَ اَيُّهَا الْمُسْتَمِعُ بِالْوُصُوْلِ اِلٰى مَا يَهْجُمُ عَلَيْكَ مِنْ تِلْكَ الْمَنَاظِرِ الْمُوْنِقَةِ لَزَهِقَتْ نَفْسُكَ شَوْقًا اِلَيْهَا وَلَتَحَمَّلْتَ مِنْ مَجْلِسِيْ هٰذَا اِلٰى مُجَاوَرَةِ اَهْلِ الْقُبُوْرِ اسْتِعْجَالًا بِهَا۔

جَعَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِمَّنْ سَعٰى اِلٰى مَنَازِلِ الْاَبْرَارِ بِرَحْمَتِهٖ۔

بے نیاز ہو گئے۔

تو اے سننے والے اگر تو ان دل ربا مناظر تک پہنچنے کی توجہ کرے جو تیرے پاس ایک دم آنے والے ہیں تو اس کے اشتیاق میں تیری جان نکل جائے گی۔

اور وہاں تک جلد پہنچنے کے لئے اس مجلس سے اٹھ کر اہل قبور کے ہمسایہ میں رہنے کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔

خدا ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے قرار دے جو نیک بندوں کی منزل تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تفسير بعض ما جاء فيها من الغريب

يؤر علاقحة، الاتر كناية عن النكاح يقال اتر المرأة يؤرها اى نكحها۔

وقوله كانه قلع داری عنجه نوتيه القلع شراع السفينة و داری منسوب الى دارين وهی بلدة على البحر يجلب منها الطيب وعنجه اى عطفه يقال عنجت الناقة كنصرت اعنجها عنجا اذا عطفته و النوتی الملاح۔

وقوله صفتی جئونه اراد جانبی جئونه والصفتان الجانبان۔

وقوله وفلذ الزبرجد الفلذ جمع فلذة وهی القطعة۔

وقوله كبائس اللؤلؤ الرطب الكباسة العذق۔

والعساليج الغصون واحدها عسلوج

سید شریف رضی نے اس خطبہ کے بعض غریب لفظ کی یہ تشریح فرمائی ہے آپ کے ارشاد یؤر بملاقحہ میں لفظ اتر سے مباشرت کیطرف اشارہ ہے کہا جاتا ہے اتر المرأة یؤرها یعنی اس نے عورت سے مباشرت کی۔

آپ کا ارشاد کانہ قلع داری عنجہ نوتیہ میں قلع کشتی کے بادبان کو کہتے ہیں اور لفظ داری دارین کیطرف منسوب ہے اور دارین سمندر کے کنارے ایک بستی کا نام ہے جہاں سے خوشبودار چیزیں لائی جاتی ہیں اور عنجہ کے معنی ہیں اسے موڑا اور استعمال اس طرح سے ہوتا ہے عنجت الناقة بروزن نصرت یعنی میں نے اونٹنی کا منہ موڑا اور عنجتها عنجا اس وقت کہو گے جب تم اس کا رخ موڑو گے اور نوتی ملاح کو کہتے ہیں۔

اور آپ کا ارشاد صفتی جئونہ سے مراد مور کی پیالوں کے دونوں کنارے ہیں۔ صفتان کے معنی دو کنارے ہے۔

اور آپ کا ارشاد فلذ الزبرجد میں فلذ فلذة کی جمع ہے جو ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

اور آپ کا ارشاد کبائس اللؤلؤ الرطب میں کبائس کباسة کی جمع ہے جس کے معنی کھجور کے خوشہ کے ہیں۔

اور عسالیج عسلوج کی جمع ہے عسلوج شاخ کو کہتے ہیں۔

خطبہ ۱۶۵

نصیحتیں

لِيَتَأَسَّ صَغِيرُكُمْ بِكَبِيرِكُمْ وَ لْيَرْأَفْ كَبِيرُكُمْ بِصَغِيرِكُمْ۔ وَلَا تَكُونُوا كَجُفَاةِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا فِي الدِّينِ يَتَفَقَّهُونَ وَلَا عَنِ اللّٰهِ يَعْقِلُونَ۔

تمہارے چھوٹوں کو بڑوں کی پیروی کرنا چاہیے اور بڑوں کو چھوٹوں پر شفقت و مہربانی کرنا چاہیے۔

اور تم جاہلیت کے خشک مزاجوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو نہ دین کو سمجھتے ہیں اور نہ خدا کے بارے میں عقل سے کام لیتے ہیں۔

كَقَيْضِ بَيْضٍ فِي أَدَاحٍ يَكُونُ كَسْرُهَا وِزْرًا۔ وَيُخْرِجُ حِضَانُهَا شَرًّا۔

وہ ان انڈوں کے چھلکوں کی طرح ہیں جو شتر مرغ کے انڈے دینے کی جگہ رکھے ہوں تہیں اگر توڑا جائے تو گناہ سا معلوم ہوتا ہو اور اگر سینے کیلئے چھوڑ دیا جائے تو زہریلے کا سبب (جیسے سانپ بچے دیں)

(مِنْهَا)

(اس خطبہ کا ایک جزء)

تَفَرَّقُوا بَعْدَ أُلْفَتِهِمْ، وَتَشَتَّتُوا عَنْ أَصْلِهِمْ۔ فَمِنْهُمْ آخِذٌ بِغُصْنٍ أَيْنَمَا مَالَ مَالَ مَعَهُ۔

وہ یکجائی کے بعد الگ الگ ہو گئے اور اپنے مرکز سے منتشر ہو گئے ان میں کچھ وہ ہیں جو میری ٹہنی کے سہارے کھڑے ہوں گے جدھر جھکے گی یہ بھی جھکیں گے۔

عَلَى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى سَيَجْمَعُهُمْ لِشَرِّ يَوْمٍ لِبَنِي أُمَيَّةَ كَمَا تَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيفِ۔

یہاں تک کہ بلد ہی خدا اس دن کے لئے جو بنی امیہ کیلئے بدترین دن ہوگا انہیں اس طرح جمع کریگا جیسے خریف کے موسم میں ابر کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں۔

يُؤَلِّفُ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ۔ ثُمَّ يَجْعَلُهُمْ رُكَامًا كَرُكَامِ السَّحَابِ ثُمَّ يَفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابًا يَسِيلُونَ مِنْ مُسْتَثَارِهِمْ كَسَيْلِ الْجَنَّتَيْنِ حَيْثُ لَمْ تَسْلَمْ عَلَيْهِ قَارَةٌ۔ وَلَمْ تَثْبُتْ عَلَيْهِ أَكَمَةٌ۔ وَلَمْ يَرُدَّ سَنَنَهُ رَصُّ طَوْدٍ وَلَا حِدَابُ أَرْضٍ۔

خداوند عالم ان کے درمیان الفت پیدا کر دیگا پھر تہ بہ تہ ابر کی طرح ان کا ایک مضبوط جتھا بنا دیگا پھر ان کے لئے ایسے دروازے کھول دیگا کہ وہ شہر سبا کے دو باغوں کے سیلاب کی طرح بہ نکلیں جس سے نہ کوئی ٹیلہ بچ سکی نہ ٹیلہ نہ پہاڑ کی مضبوطی اس کا رخ موڑ سکی اور نہ زمین کی بلندی۔

يُذَعْذِعُهُمُ اللهُ فِي بُطُونِ أَوْدِيَتِهِ، ثُمَّ يَسْلُكُهُمْ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ، يَأْخُذُ بِهِمْ مِنْ قَوْمٍ حُقُوقَ قَوْمٍ، وَيُمَكِّنُ لِقَوْمٍ فِي دِيَارِ قَوْمٍ.

وَايْمُ اللهِ لَيَذُوبَنَّ مَا فِي أَيْدِيهِمْ بَعْدَ الْعُلُوِّ وَالتَّمْكِينِ كَمَا تَذُوبُ الْأَلْيَةُ عَلَى النَّارِ.

أَيُّهَا النَّاسُ لَوْ لَمْ تَتَخَاذَلُوا عَنْ نَصْرِ الْحَقِّ، وَلَمْ تَهِنُوا عَنْ تَوْهِينِ الْبَاطِلِ لَمْ يَطْمَعْ فِيكُمْ مَنْ لَيْسَ مِثْلَكُمْ وَلَمْ يَقْوَ مَنْ قَوِيَ عَلَيْكُمْ.

لَكِنَّكُمْ تِهْتُمْ مَتَاهَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَعَمْرِي لَيُضَعَّفَنَّ لَكُمُ التِّيهُ مِنْ بَعْدِي أَضْعَافاً بِمَا خَلَّفْتُمُ الْحَقَّ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ، وَقَطَعْتُمُ الْأَدْنَى وَوَصَلْتُمُ الْأَبْعَدَ.

وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِنِ اتَّبَعْتُمُ الدَّاعِيَ لَكُمْ سَلَكَ بِكُمْ مِنْهَاجَ الرَّسُولِ، وَكُفِيتُمْ مَئُونَةَ الِاعْتِسَافِ وَنَبَذْتُمُ الثِّقْلَ الْفَادِحَ عَنِ الْأَعْنَاقِ.

خداوند عالم انہیں گھاٹیوں کے نشیبوں میں متفرق کر دے گا پھر انہیں چشموں کی طرح زمین میں پھیلا دے گا۔

اور ان کے ذریعہ کچھ لوگوں کے حقوق کچھ لوگوں سے چھین لے گا اور ایک قوم کی دوسری قوم کے شہروں پر مسلط کر دے گا۔

اور خدا کی قسم ان کی اس سربلندی اور اقتدار کے بعد جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوگا اس طرح پگھل جائے گا جیسے آگ پر چربی پگھل جاتی ہے۔

اے لوگو اگر تم حق کی نصرت سے جی نہ چراتے اور باطل (معاویہ) کو شکست دینے میں کمزوری نہ دکھاتے تو جو تمہارا ہمسر بھی نہ تھا وہ کبھی تم پر حملہ کی جرأت نہ کرتا اور جس نے تم پر قابو پا لیا ہے قابو نہ پاتا۔

لیکن تم بنی اسرائیل کی طرح وادی تیہ میں بھٹک رہے ہو اور میری جان کی قسم میرے بعد تمہاری سرگردانی بڑھتی ہی جائیگی کیونکہ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا ہے قریبیوں سے قطع تعلق کر لیا اور دور والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔

اور یقین رکھو کہ اگر تم نے پکارنے والے کی پیروی کی ہوتی تو وہ تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر لے چلتا اور تم گمراہی کی مصیبت سے بچ جاتے اور گناہوں کا یہ بوجھ گردنوں سے اتار پھینکتے۔

خطبہ ۱۶۶

ملتِ اسلامیہ کے گرانقدر اصول

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ أَنْزَلَ كِتَابًا هَادِيًا بَيَّنَ فِيهِ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ، فَخُذُوا نَهْجَ الْخَيْرِ تَهْتَدُوا، وَاصْدِفُوا عَنْ سَمْتِ الشَّرِّ.

تَقْصِدُوا الْفَرَائِضَ الْفَرَائِضَ أَدُّوهَا إِلَى اللّٰهِ تُؤَدِّكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ.

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ حَرَامًا غَيْرَ مَجْهُولٍ، وَأَحَلَّ حَلَالًا غَيْرَ مَدْخُولٍ. وَفَضَّلَ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْحُرَمِ كُلِّهَا، وَشَدَّ بِالْإِخْلَاصِ وَالتَّوْحِيدِ حُقُوقَ الْمُسْلِمِينَ فِي مَعَاقِدِهَا.

فَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ إِلَّا بِالْحَقِّ. وَلَا يَحِلُّ أَذَى الْمُسْلِمِ إِلَّا بِمَا يَجِبُ.

بَادِرُوا أَمْرَ الْعَامَّةِ وَخَاصَّةَ أَحَدِكُمْ وَهُوَ الْمَوْتُ.

فَإِنَّ النَّاسَ أَمَامَكُمْ، وَإِنَّ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ مِنْ خَلْفِكُمْ. تَخَفَّفُوا تَلْحَقُوا، فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوَّلِكُمْ آخِرُكُمْ.

خداوند عالم نے ایسی ہدایت کرنے والی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں برا چھائی اور برائی کو واضح کر دیا ہے پس تم بھلائی کا راستہ اختیار کرو ہدایت پا جاؤ گے اور برائی سے منہ پھیر لو تاکہ سیدھی راہ پر چل سکو۔

خدا کے واجب احکام کو پیش نظر رکھ کر انہیں اللہ کے لئے ادا کرو وہ تمہیں جنت تک پہنچا دیں گے

خدا نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے انہیں سب پہچانتے ہیں اور جن چیزوں کو حلال کیا ہے انہیں کوئی عیب نہیں ہے۔

اس نے مسلمانوں کے احترام کو تمام حرمتوں پر فضیلت دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو اپنے اپنے محل و موقع پر اخلاص و توحید کے رشتہ سے مربوط رکھا ہے۔

مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں سوا اس اقدام کے جو حق کیلئے کیا جائے۔ مسلمان کو اذیت پہنچانا جائز نہیں مگر جہاں واجب ہو جیسے قصاص یا چوری وغیرہ کی سزا۔

اس چیز کی طرف تیزی سے بڑھو جس کا سب کو سامنا کرنا ہے اور تم میں سے ہر ایک کیلئے مخصوص ہے اور وہ موت ہے۔

گزر جانے والے لوگ تمہاری نظروں میں ہیں اور موت کا وقت تمہیں پیچھے سے آگے کی طرف ہنکا رہا ہے۔

(گناہوں کے بوجھ سے) ہلکے ہو جاؤ تاکہ آگے بڑھنے والوں سے مل سکو تمہارے اگلے پچھلوں کے انتظار میں ہیں۔

اتقوا الله في عباده و بلاده فانكم مسئولون حتى عن البقاع و البهائم. اطيعوا الله و لا تعصوه.

و اذا رأيتم الخير فخذوا به و اذا رأيتم الشر فاعرضوا عنه.

اللہ سے بندوں اور شہروں کے بارے میں اس سے ڈرتے رہو کیونکہ تم سے ہر چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا یہاں تک کہ زمینوں اور چوپایوں کے متعلق بھی اللہ کے تابعدار رہو اس سے سرتابی نہ کرو۔

جب اچھائی دیکھو تو اسے حاصل کر لو اور جب برائی دیکھو تو اس سے منہ پھیر لو۔

خطبہ ۱۶۷

بیعت کے بعد قاتلین عثمانؓ کے بارے میں

بعد ما بويع بالخلافة، و قد قال له قوم من الصحابة لو عاقبت قوما ممن اجلب على عثمان؟ فقال عليه السلام:

يا اخوتاه اني لست اجهل ما تعلمون. و لكن كيف لي بقوة و القوم المجلبون على حد شوكتهم يملكوننا و لا نملكهم و ها هم هؤلاء قد ثارت معهم عبدانكم و التفت بينهم اعرابكم. و هم خلالكم يسومونكم ما شاؤوا و هل ترون موضعا لقدرة على شيء تريدونه.

ان هذا الامر امر جاهلية و ان لهؤلاء القوم مادة.

ان الناس من هذا الامر اذا

آپ کی بیعت ہو جانے کے بعد اصحاب کی ایک جماعت نے آپ سے عرض کیا اگر آپ ان لوگوں کو سزائیں دیں جنہوں نے عثمان پر فوج کشی کی تھی تو اچھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔

اے بھائیوں جو بات تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں ہوں لیکن یہ قوت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنیوالے پوری قوت و شوکت میں ہیں وہ اسی وقت ہم پر مسلط ہیں ہم ان پر حاوی نہیں حد یہ ہے کہ تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور صحرائی عرب بھی ان سے مل گئے ہیں اور وہ تمہارے درمیان (مدینہ میں) موجود ہیں جس طرح چاہیں تمہیں آزار پہنچا سکتے ہیں کیا تمہیں کوئی ایسی صورت نظر آتی ہے کہ تم جو چاہتے ہو اس پر قابو پا سکو۔

یہ ناسمجھی کا مطالبہ ہے ان لوگوں کی کمک کے لئے ذخیرہ موجود ہے۔

جب اس بات کی تحریک کی جائے گی تو لوگ کئی جماعتوں

خِرِقَہٗ، عَنْ اُمُوْرٍ فِرْقَۃٌ تَرٰی مَا تَرَوْنَ، وَفِرْقَۃٌ تَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، وَفِرْقَۃٌ لَا تَرٰی ھٰذَا وَلَا ذَاکَ۔

فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَھْدَأَ النَّاسُ وَتَقَعَ الْقُلُوْبُ مَوَاقِعَھَا، وَتُؤْخَذَ الْحُقُوْقُ مُسْمَحَۃً۔

فَاھْدَأُوْا عَنِّیْ، وَانْظُرُوْا مَاذَا یَأْتِیْکُمْ بِہٖ اَمْرِیْ وَلَا تَفْعَلُوْا فَعْلَۃً تُضَعْضِعُ قُوَّۃً، وَتُسْقِطُ مُنَّۃً، وَتُوْرِثُ وَھْنًا وَذِلَّۃً۔

وَسَاُمْسِکُ الْاَمْرَ مَا اسْتَمْسَکَ وَاِذَا لَمْ اَجِدْ بُدًّا فَاٰخِرُ الدَّوَاءِ الْکَیُّ۔

میں بٹ جائیں گے کچھ لوگوں کی رائے وہی ہوگی جو تمہاری ہے اور کچھ لوگوں کی رائے تمہاری رائے سے خلاف ہوگی اور کچھ لوگوں کی رائے نہ ادھر ہوگی نہ ادھر۔

اتنا صبر کرو کہ لوگ مطمئن ہو کر بیٹھ سکیں اور دل اپنی جگہ ٹھہر جائیں اور حقوق آسانی کے ساتھ حاصل کئے جا سکیں۔

پس میری طرف سے مطمئن رہو اور دیکھتے رہو تم تک میرا کیا فرمان آتا ہے ایسا کوئی کام نہ کرو جو تمہاری طاقت کو متزلزل اور خوف کو ضائع کر کے تمہاری ذلت و رسوائی کا سبب بن جائے۔

میں جہاں تک رک سکی اس جنگ کو روکوں گا اور جب کوئی چارہ کار نہ رہے گا تو آخری علاج ہے ہی داغ دینا۔

خطبہ ۱۶۸

جمل والوں کا رُخ بصرہ کیطرف

اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ رَسُوْلًا ھَادِیًا بِکِتَابٍ نَاطِقٍ وَاَمْرٍ قَائِمٍ. لَا یَھْلِکُ عَنْہُ اِلَّا ھَالِکٌ۔

وَاِنَّ الْمُبْتَدَعَاتِ الْمُشَبَّھَاتِ ھُنَّ الْمُھْلِکَاتُ اِلَّا مَا حَفِظَ اللّٰہُ مِنْھَا۔

وَاِنَّ فِیْ سُلْطَانِ اللّٰہِ عِصْمَۃً لِاَمْرِکُمْ فَاَعْطُوْہُ طَاعَتَکُمْ غَیْرَ مُلَوَّمَۃٍ

بیشک خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو بولنے والی کتاب اور قائم رہنے والی شریعت دے کر بھیجا ہے اس کی مخالفت سے وہی تباہ ہوگا جسے تباہ و برباد ہونا ہے۔

اور بیشک حق سے مشابہ بدعتیں ہی تباہی لاتی ہیں سوائے ان کے جن سے خدا بچا لے۔

بیشک حجت خدا کی اطاعت ہی میں تمہاری حفاظت کا راز ہے لہٰذا تم اس کی ایسی اطاعت کرو کہ نہ سرزنش کی ضرورت ہو

وَلَا مُسْتَكْرَهٍ بِهَا.

وَاللّٰهِ لَتَفْعَلُنَّ أَوْ لَيَنْقُلَنَّ اللّٰهُ عَنْكُمْ سُلْطَانَ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ لَا يَنْقُلُهُ إِلَيْكُمْ أَبَداً حَتّٰى يَأْرِزَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِكُمْ.

إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَدْ تَمَالَؤُوا عَلٰى سَخْطَةِ إِمَارَتِي، وَسَأَصْبِرُ مَا لَمْ أَخَفْ عَلٰى جَمَاعَتِكُمْ.

فَإِنَّهُمْ إِنْ تَمَّمُوا عَلٰى فَيَالَةِ هٰذَا الرَّأْيِ انْقَطَعَ نِظَامُ الْمُسْلِمِينَ.

وَإِنَّمَا طَلَبُوا هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَداً لِمَنْ أَفَاءَهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَأَرَادُوا رَدَّ الْأُمُورِ عَلٰى أَدْبَارِهَا.

وَلَكُمْ عَلَيْنَا الْعَمَلُ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسِيرَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَالْقِيَامُ بِحَقِّهِ، وَالنَّعْشُ لِسُنَّتِهِ.

ورنہ مجبوری سے ہو۔

خدا کی قسم تمہیں اطاعت کرنا ہوگی ورنہ پھر خداوند عالم اسلام کا اقتدار تم سے منتقل کر دے گا یہاں تک کہ یہ اقتدار دوسروں کا رخ کرے۔

یقیناً یہ لوگ میری امارت کی مخالفت پر متفق ہو گئے ہیں اور مجھے جب تک تمہارے انتشار کا اندیشہ نہ ہوگا صبر کرتا رہوں گا۔

اب اگر وہ اس رائے کی کمزوری کے باوجود اس میں کامیاب ہو گئے تو مسلمانوں کا نظم و نسق ٹوٹ کر رہ جائے گا۔

یہ لوگ اس شخص سے حسد کرکے جسے خدا نے امارت دی ہے اس دنیا کے طالب بن گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمام امورِ شریعت کو بدل کر جاہلیت کا دور واپس لے آئیں۔

اور اگر تم ثابت قدم رہے تو تمہارا ہم پر یہ حق ہوگا کہ ہم تمہارے معاملات کے تصفیہ کے لئے کتاب خدا اور سیرت پیغمبر پر عمل پیرا ہوں اور ان کے حق کو قائم اور ان کے طریقہ کو بلند رکھیں۔

خطبہ ۱۶۹

طرفداران جمل کے ایک گروہ کے قاصد سے ارشاد

كَلَّمَ بِهِ بَعْضَ الْعَرَبِ، وَقَدْ أَرْسَلَهُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ لَمَّا قَرُبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْهَا لِيَعْلَمَ لَهُمْ مِنْهُ حَقِيقَةَ حَالِهِ مَعَ أَصْحَابِ الْجَمَلِ لِتَزُولَ الشُّبْهَةُ مِنْ نُفُوسِهِمْ.

جب حضرت امیر المومنینؑ بصرہ کے قریب پہنچے تو وہاں کے ایک گروہ نے ایک شخص کو اس مقصد سے آپ کی خدمت میں روانہ کیا کہ وہ اہل جمل کے متعلق صحیح موقف معلوم کرے تاکہ ان کے دلوں سے شکوک دور ہو جائیں۔

فَبَيَّنَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ أَمْرِهِ مَا عَرَفَ بِهِ أَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ۔

ثُمَّ قَالَ لَهُ بَايِعْ. فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ قَوْمٍ وَلَا أُحْدِثُ حَدَثاً حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْهِمْ۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ الَّذِينَ وَرَاءَكَ بَعَثُوكَ رَائِداً تَبْتَغِي لَهُمْ مَسَاقِطَ الْغَيْثِ فَرَجَعْتَ إِلَيْهِمْ وَأَخْبَرْتَهُمْ عَنِ الْكَلَاءِ وَالْمَاءِ فَخَالَفُوا إِلَى الْمَعَاطِشِ وَالْمَجَادِبِ مَا كُنْتَ صَانِعاً؟

قَالَ كُنْتُ تَارِكَهُمْ وَمُخَالِفَهُمْ إِلَى الْكَلَاءِ وَالْمَاءِ۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَامْدُدْ إِذاً يَدَكَ۔

فَقَالَ الرَّجُلُ فَوَاللهِ مَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَمْتَنِعَ عِنْدَ قِيَامِ الْحُجَّةِ عَلَيَّ فَبَايَعْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

وَالرَّجُلُ يُعْرَفُ بِكُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ۔

چنانچہ حضرتؑ نے سب کے سامنے جمل والوں کی حقیقت اور اُن کے متعلق اپنے رویہ کی مکمل وضاحت فرمائی جس سے اُسنے سمجھ لیا کہ حق آپ کیساتھ ہے۔ آپؑ نے اس سے فرمایا کہ جب حق تم پر واضح ہو گیا ہے تو اب میری بیعت کر لو۔ اس نے عرض کی کہ میں ایک قوم کا قاصد ہوں اور جب تک انکے پاس پلٹ کر نہ جاؤں کوئی نیا قدم نہیں اٹھا سکتا۔

تو حضرتؑ نے فرمایا۔

تم خود سوچو کہ اگر وہ لوگ جو تمہارے پیچھے ہیں وہ تمہیں اس لئے بھیجیں کہ تم ان کے لئے ایسی جگہ تلاش کرو جہاں بارش ہوئی ہو (کہ وہاں پڑاؤ ڈالیں) اور تم تلاش کرنے کے بعد وہاں جاکر ان کو مطلع کرو کہ فلاں جگہ سبزہ بھی ہے اور پانی بھی (پھر بھی) وہ تمہاری مخالفت کرکے خشک اور ویران جگہ کا رخ کریں تو تم اسوقت کیا کرو گے؟

اس نے عرض کیا کہ (ایسی حالت میں) انکا ساتھ چھوڑ کر وہاں چلا جاؤنگا جہاں سبزہ اور پانی ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ جب یہی کرنا ہے تو بیعت کے لئے ہاتھ بڑھاؤ۔

وہ کہتا ہے کہ حجت تمام ہو جانے کے بعد میرے بس میں نہ تھا کہ میں آپؑ کی بیعت نہ کرتا چنانچہ میں نے بیعت کر لی۔

اس شخص کا نام کلیب جرمی تھا۔

خطبہ ۱۷۰

ارادہ جنگ صفین کیوقت

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّقْفِ الْمَرْفُوعِ وَالْجَوِّ الْمَكْفُوفِ، الَّذِي جَعَلْتَهُ مَغِيضاً لِلَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمَجْرًى لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَمُخْتَلَفاً لِلنُّجُومِ السَّيَّارَةِ.

اے اللہ! اے اس بلند و بالا چھت (آسمان) اور رکی ہوئی فضا کے پروردگار جسے تو نے رات دن کے سر چھپانے اور چاند سورج کی گردش کرنے اور چلنے والے ستاروں کی آمد و رفت کی جگہ بنایا ہے۔

وَجَعَلْتَ سُكَّانَهُ سِبْطاً مِنْ مَلَائِكَتِكَ لَا يَسْأَمُونَ مِنْ عِبَادَتِكَ.

اور وہاں بسنے والے (ملائکہ) کا ایک گروہ بنایا ہے جو عبادت کرتے کرتے تھکتے نہیں۔

وَرَبَّ هٰذِهِ الْأَرْضِ الَّتِي جَعَلْتَهَا قَرَاراً لِلْأَنَامِ وَمَدْرَجاً لِلْهَوَامِّ وَالْأَنْعَامِ وَمَا لَا يُحْصٰى مِمَّا يُرٰى وَمِمَّا لَا يُرٰى.

اے اس زمین کے پروردگار جسے تو نے انسانوں کے رہنے بسنے اور حشرات الارض اور چوپایوں اور اس بے شمار مخلوق کے لئے جو کچھ نظر آتے ہیں اور کچھ (اس قدر باریک ہیں کہ) نظر ہی نہیں آتے

وَرَبَّ الْجِبَالِ الرَّوَاسِي الَّتِي جَعَلْتَهَا لِلْأَرْضِ أَوْتَاداً، وَلِلْخَلْقِ اعْتِمَاداً.

اور اے مستحکم پہاڑوں کے پروردگار جنہیں تو نے میخ کی طرح زمین میں گاڑ دیا ہے اور مخلوق کیلئے محل اعتماد قرار دیا ہے۔

إِنْ أَظْهَرْتَنَا عَلٰى عَدُوِّنَا فَجَنِّبْنَا الْبَغْيَ وَسَدِّدْنَا لِلْحَقِّ، وَإِنْ أَظْهَرْتَهُمْ عَلَيْنَا فَارْزُقْنَا الشَّهَادَةَ، وَاعْصِمْنَا مِنَ الْفِتْنَةِ.

اگر تو نے ہمیں دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو ہمیں ظلم و ستمگری سے دور اور حق کے سیدھے راستے پر قائم رکھنا اور اگر تو نے ہم پر دشمنوں کو غالب رکھا تو ہمیں درجہ شہادت پر فائز کرکے فتنہ سے محفوظ رکھنا۔

أَيْنَ الْمَانِعُ لِلذِّمَارِ، وَالْغَائِرُ عِنْدَ نُزُولِ الْحَقَائِقِ مِنْ أَهْلِ الْحِفَاظِ؟ الْعَارُ وَرَاءَكُمْ وَالْجَنَّةُ أَمَامَكُمْ.

کہاں ہیں (دین اسلام کے) محافظ جو عزت و آبرو کے پاسبان اور مصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت غیرت سے کام لیتے ہیں! یہ وہ وقت ہے کہ اگر بھاگے تو ننگ و عار تمہارے پیچھے ہے اور اگر ثابت قدم رہے تو جنت تمہارے سامنے ہے۔

خطبہ ۱۷۱

ذکر جنگ جمل

الحمد لله الذي لا توارى عنه سماء سماء ولا ارض ارضا.

(منها)

وقد قال قائل: انك على هذا الامر يا ابن ابي طالب لحريص. فقلت: بل انتم والله لاحرص وابعد، وانا اخص واقرب.

وانما طلبت حقا لي وانتم تحولون بيني وبينه، وتضربون وجهي دونه.

فلما قرعته بالحجة في الملا الحاضرين هب كانه بهت لا يدري ما يجيبني به.

اللهم اني استعديك على قريش ومن اعانهم، فانهم قطعوا رحمي، وصغروا عظيم منزلتي، واجمعوا على منازعتي امرا هو لي.

ثم قالوا: الا ان في الحق ان تاخذه، وفي الحق ان تتركه.

(ومنها في ذكر اصحاب الجمل)

فخرجوا يجرون حرمة رسول

تمام حمد اس خدا کے لئے ہے جس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو اور ایک زمین دوسری زمین کو نہیں چھپا سکتی۔

(اس کا ایک جز)

ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا کہ اے ابن ابی طالب آپ کو اس خلافت کی حرص ہے تو میں نے کہا خدا کی قسم تم کہیں زیادہ اس کے حریص ہو حالانکہ اس کی اہلیت سے دور ہو اور میں اس کا اہل بھی ہوں اور آنحضرتؐ سے زیادہ نزدیک بھی۔

میں نے تو اپنا حق طلب کیا ہے اور تم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہوتے ہو اور جب میں اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں تو تم میرا رُخ موڑ دیتے ہو۔

جب میں نے بھرے مجمع میں اس دلیل سے کھٹکھٹایا تو ہوش درست ہوئے اور گویا مبہوت ہو کر رہ گیا اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا جواب دے۔

خداوندا میں قریش اور ان کی مدد کرنے والوں کے خلاف تیری امداد کا طالب ہوں کیونکہ انہوں نے قرابتداری کے حق کو کاٹ دیا اور میری عظیم منزلت کو گرانے کی کوشش کی اور امر خلافت میں جو میرا حق ہے یکا کر کے مجھ سے جھگڑا کیا۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ آپ لے لیں اور یہ بھی حق ہے کہ آپ سے ترک کر دیں۔

(اسی کا ایک جز اصحاب جمل کے ذکر میں)

پس یہ لوگ بندہ نامرد کئے ہوئے اس طرح نکلے، جیسے

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَمَا تُجَرُّ الْأَمَةُ
عِنْدَ شِرَائِهَا، مُتَوَجِّهِينَ بِهَا إِلَى
الْبَصْرَةِ۔

فَحَبَسَا نِسَاءَهُمَا فِي بُيُوتِهِمَا، وَ
أَبْرَزَا حَبِيسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ لَهُمَا وَلِغَيْرِهِمَا فِي جَيْشٍ مَا مِنْهُمْ
رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ أَعْطَانِي الطَّاعَةَ، وَسَمَحَ
لِي بِالْبَيْعَةِ طَائِعاً غَيْرَ مُكْرَهٍ۔

فَقَدِمُوا عَلَى عَامِلِي بِهَا وَخُزَّانِ بَيْتِ
مَالِ الْمُسْلِمِينَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِهَا، فَقَتَلُوا
طَائِفَةً صَبْراً، وَطَائِفَةً غَدْراً۔

فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ يُصِيبُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
إِلَّا رَجُلاً وَاحِداً مُعْتَمِدِينَ لِقَتْلِهِ بِلَا جُرْمٍ جَرَّهُ
لَحَلَّ لِي قَتْلُ ذٰلِكَ الْجَيْشِ كُلِّهِ۔

إِذْ حَضَرُوهُ فَلَمْ يُنْكِرُوا وَلَمْ
يَدْفَعُوا عَنْهُ بِلِسَانٍ وَلَا بِيَدٍ۔ دَعْ مَا
أَنَّهُمْ قَدْ قَتَلُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِثْلَ الْ
عِدَّةِ الَّتِي دَخَلُوا بِهَا عَلَيْهِمْ۔

کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کو یوں کشاں
کشاں لئے جا رہے تھے جیسے کنیز کو فروخت کرنے کے وقت
شہر بہ شہر لے جایا جاتا ہے۔

ان دونوں (طلحہ و زبیر) نے اپنی بیویوں کو گھروں میں روک رکھا
تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی کو اپنے اور
دوسروں کے سامنے کھلے بندوں لے آئے ایک ایسے لشکر میں جس
میں کوئی فرد ایسا نہیں جس نے بخوشی میری بیعت تسلیم نہ کر لی ہو اور
برضا و رغبت میری بیعت قبول نہ کر لی ہو۔

پس یہ لوگ بصرہ میں میرے عامل اور مسلمانوں کے خزینہ
(بیت المال) اور وہاں کے دوسرے باشندوں کے پاس پہنچے اور کچھ
لوگوں کو قید میں مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کر دیا۔

خدا کی قسم اگر یہ لوگ مسلمانوں میں سے کسی ایک فرد کو بھی
بلا جرم و خطا قتل کر دیتے تو بھی میرے لئے جائز ہوتا کہ میں اس
کے تمام لشکر کو قتل کر دوں۔

کیونکہ وہ لوگ موجود تھے نہ انہوں نے اس فعل کو برا سمجھا
اور نہ زبان یا ہاتھ سے اسے روکا چہ جائیکہ انہوں نے مسلمانوں
کے اتنے آدمی قتل کر دیئے جتنی تعداد خود ان کے اس لشکر
کی تھی جسے لے کر ان پر چڑھ دوڑے تھے۔

خطبہ ۱۷۲

انتخابِ خلافت کا رواجی طریقہ

أَمِينُ وَحْيِهِ، وَخَاتَمُ رُسُلِهِ، وَبَشِيرُ رَحْمَتِهِ، وَنَذِيرُ نِقْمَتِهِ.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَذَا الْأَمْرِ أَقْوَاهُمْ عَلَيْهِ، وَأَعْلَمُهُمْ بِأَمْرِ اللهِ فِيهِ.

فَإِنْ شَغَبَ شَاغِبٌ اسْتُعْتِبَ فَإِنْ أَبَى قُوتِلَ.

وَلَعَمْرِي لَئِنْ كَانَتِ الْإِمَامَةُ لَا تَنْعَقِدُ حَتَّى يَحْضُرَهَا عَامَّةُ النَّاسِ فَمَا إِلَى ذَلِكَ سَبِيلٌ.

وَلَكِنْ أَهْلُهَا يَحْكُمُونَ عَلَى مَنْ غَابَ عَنْهَا.

ثُمَّ لَيْسَ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَخْتَارَ.

أَلَا وَإِنِّي أُقَاتِلُ رَجُلَيْنِ، رَجُلًا ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ، وَآخَرَ مَنَعَ الَّذِي عَلَيْهِ.

(مِنْهَا)

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ فَإِنَّهَا خَيْرُ مَا تَوَاصَى الْعِبَادُ بِهِ.

وَخَيْرُ عَوَاقِبِ الْأُمُورِ عِنْدَ اللهِ.

حضور نبی کریم اس کی وحی کے امانتدار اور اس کے آخری رسول، اس کی رحمت کی خوشخبری سنانے والے اور اس کے عذاب سے ڈرانے والے تھے۔

اے لوگو! خلافت کا سب سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ اس کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہو اور سب سے زیادہ احکام الٰہی سے واقف ہو۔

لہٰذا اگر کوئی فتنہ گر فتنہ برپا کرے تو اسے حق کی طرف پلٹنے پر آمادہ کیا جائیگا اگر وہ سرکشی پر تلا رہے تو اس سے جنگ کی جائیگی۔

میری جان کی قسم اگر امامت کا انعقاد اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک سب لوگ حاضر ہو کر جمع نہ ہو جائیں تو اس کی تو کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی۔

بلکہ انہوں نے تو اس کی یہ صورت کی تھی کہ ایک گروہ اہل حل و عقد ان لوگوں کو بھی اپنے فیصلہ کا پابند بنائیگے جو بیعت کے وقت حاضر نہ ہوں۔ پھر جو لوگ موجود ہوں انہیں یہ حق نہیں کہ وہ بیعت سے انحراف کریں اور نہ غیر موجود حضرات کو یہ حق ہے کہ وہ کسی اور کا انتخاب کریں۔

یاد رکھو کہ میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کرونگا ایک اس سے جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہ ہو دوسرے اس سے جو اپنے عہد کا پابند نہ رہے۔

(اس خطبہ کا ایک جزء)

اللہ کے بندو! میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تقویٰ و پرہیزگاری ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں۔ اور خدا کے نزدیک تمام امور کے انجاموں سے جس کا بہتر انجام ہے۔

وَ قَدْ فُتِحَ بَابُ الْحَرْبِ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ أَهْلِ الْقِبْلَةِ.

آخر کار تمہارے اور (دوسرے) اہل قبلہ کے درمیان جنگ کا دروازہ کھل ہی گیا۔

وَ لَا يَحْمِلُ هَذَا الْعَلَمَ إِلَّا أَهْلُ الْبَصَرِ وَ الصَّبْرِ وَ الْعِلْمِ بِمَوَاضِعِ الْحَقِّ.

اس کا پرچم وہی اٹھا سکتا ہے جو صاحب بصیرت اور سختیوں میں صبر کرنیکا عادی اور حق کے مقامات کا شناسا ہو۔

فَامْضُوا لِمَا تُؤْمَرُونَ بِهِ. وَ قِفُوا عِنْدَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ.

تمہیں جو حکم دیا جائے اس پر عمل کرتے رہو اور جس بات سے روک دیا جائے اس سے رکے رہو۔

وَ لَا تَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ حَتَّى تَتَبَيَّنُوا فَإِنَّ لَنَا مَعَ كُلِّ أَمْرٍ تُنْكِرُونَهُ غِيَراً.

کسی بات میں جلد بازی سے کام نہ لو جبتک سوچ سمجھ نہ لو کیونکہ ہمیں حق حاصل ہے کہ اس چیز کو بدل دیں جس سے تم انکاری ہو۔

أَلَا وَ إِنَّ هَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَصْبَحْتُمْ تَتَمَنَّوْنَهَا وَ تَرْغَبُونَ فِيهَا. وَ أَصْبَحَتْ تُغْضِبُكُمْ وَ تُرْضِيكُمْ لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ.

آگاہ ہو کہ دنیا جس کی تم تمنا رکھتے ہو اور جس کی طرف شوق سے بڑھتے رہتے ہو جو کبھی تمہیں غصہ دلا دیتی ہے اور کبھی خوش کر دیتی ہے تمہارا (اصلی) گھر نہیں ہے۔

وَ لَا مَنْزِلُكُمُ الَّذِي خُلِقْتُمْ لَهُ وَ لَا الَّذِي دُعِيتُمْ إِلَيْهِ.

اور نہ وہ مقام ہے جس کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور نہ وہ جگہ ہے جس کی طرف تمہیں دعوت دی گئی ہے۔

أَلَا وَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِبَاقِيَةٍ لَكُمْ وَ لَا تَبْقَوْنَ عَلَيْهَا.

آگاہ رہو کہ یہ نہ ہمیشہ تمہارے لئے باقی رہے گی اور نہ اس میں ہمیشہ رہو گے۔

وَ هِيَ وَ إِنْ غَرَّتْكُمْ مِنْهَا فَقَدْ حَذَّرَتْكُمْ شَرَّهَا. فَدَعُوا غُرُورَهَا لِتَحْذِيرِهَا وَ أَطْمَاعَهَا لِتَخْوِيفِهَا.

اگر اس نے اپنی سجاوٹوں سے تمہارے دل لبھا لئے ہیں تو اپنی برائیوں سے ڈرایا بھی ہے پس تم اس کے ڈرانے پر نظر کرکے اس کے دھوکہ میں نہ آؤ اور اسکے خوفزدہ کرنے کے بعد اسکے طمع میں نہ آیا کرو۔

وَ سَابِقُوا فِيهَا إِلَى الدَّارِ الَّتِي دُعِيتُمْ إِلَيْهَا وَ انْصَرِفُوا بِقُلُوبِكُمْ عَنْهَا.

اس دنیا میں رہ کر اس گھر کی طرف بڑھو جس کی طرف تمہیں بلایا گیا ہے اور اس دنیا سے اپنے دلوں کو پھیر لو۔

وَ لَا يَخِنَّنَّ أَحَدُكُمْ خَنِينَ الْأَمَةِ عَلَى مَا زُوِيَ عَنْهُ مِنْهَا.

تم میں سے کوئی شخص دنیا کی کسی چیز کے روک لئے جانے پر لونڈیوں کی طرح رونا شروع کردے۔

وَ اسْتَتِمُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ وَ الْمُحَافَظَةِ عَلَى مَا اسْتَحْفَظَكُمْ مِنْ كِتَابِهِ.

خدا کی فرمانبرداری پر صبر کرکے اور جن چیزوں کی خدا نے اپنی کتاب میں حفاظت چاہی ہے ان کی حفاظت کرکے اس سے نعمتوں کی تکمیل کے امیدوار رہو۔

أَلَا وَ إِنَّهُ لَا يَضُرُّكُمْ تَضْيِيعُ شَيْءٍ مِنْ دُنْيَاكُمْ بَعْدَ حِفْظِكُمْ قَائِمَةَ دِينِكُمْ.

یاد رکھو کہ اگر تم نے دین کے اصول محفوظ رکھے ہیں تو پھر دنیا کی کسی چیز کا ضائع ہوجانا تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

اَلَا وَ اِنَّہٗ لَا یَضُرُّکُمْ تَضْیِیْعُ شَیْءٍ مِّنْ دُنْیَاکُمْ بَعْدَ حِفْظِکُمْ قَائِمَةَ دِیْنِکُمْ.

اَلَا وَ اِنَّہٗ لَا یَنْفَعُکُمْ بَعْدَ تَضْیِیْعِ دِیْنِکُمْ شَیْءٌ حَافَظْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَمْرِ دُنْیَاکُمْ.

اور اگر تم نے دین کو ضائع کر دیا ہے تو پھر تمہیں دنیا کی کوئی ایسی چیز نفع نہیں پہنچا سکتی جسے تم نے محفوظ کر لیا ہو۔

اَخَذَ اللّٰہُ بِقُلُوْبِنَا وَ قُلُوْبِکُمْ اِلَی الْحَقِّ. وَ اَلْہَمَنَا وَ اِیَّاکُمُ الصَّبْرَ.

خداوند عالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کر دے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق مرحمت فرمائے۔

خطبہ ۱۷۳

طلحہ بن عبیداللہ کے متعلق

قَدْ کُنْتُ وَ مَا اُہَدَّدُ بِالْحَرْبِ وَلَا اُرْہَبُ بِالضَّرْبِ. وَ اَنَا عَلٰی مَا قَدْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ مِنَ النَّصْرِ.

مجھے نہ کبھی حرب سے ڈرایا جا سکا ہے اور نہ ضرب سے دھمکی دی جا سکی ہے میں تو اپنے رب کے وعدۂ نصرت پر مطمئن رہا ہوں۔

وَ اللّٰہِ مَا اسْتَعْجَلَ مُتَجَرِّدًا لِلطَّلَبِ بِدَمِ عُثْمَانَ اِلَّا خَوْفًا مِّنْ اَنْ یُّطَالَبَ بِدَمِہٖ لِاَنَّہٗ مَظِنَّتُہٗ.

خدا کی قسم اس (طلحہ) نے خون عثمان کا بدلا لینے کیلئے کھنچی ہوئی تلوار کیطرح اٹھ کھڑا ہونے میں اسلئے جلدی کی ہے کہ اسے ڈر ہے کہ کہیں اسی سے اس خون کا مطالبہ نہ کیا جانے لگے کیونکہ اسکے متعلق یہی گمان غالب ہے۔

وَ لَمْ یَکُنْ فِی الْقَوْمِ اَحْرَصُ عَلَیْہِ مِنْہُ.

یہ تو واقعہ ہے کہ قاتلوں کے گروہ میں اس سے بڑھ کر اس کے خون کا پیاسا کوئی نہ تھا۔

فَاَرَادَ اَنْ یُّغَالِطَ بِمَا اَجْلَبَ فِیْہِ لِیَلْتَبِسَ الْاَمْرُ وَ یَقَعَ الشَّکُّ.

اب اس نے خون کا بدلہ لینے کیلئے جو لشکر فراہم کئے ہیں اس سے اسکا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو دھوکے دے تاکہ حقیقت مشتبہ ہو جائے اور معاملہ میں شک پڑ جائے۔

وَ وَاللّٰہِ مَا صَنَعَ فِیْ اَمْرِ عُثْمَانَ وَاحِدَةً مِّنْ ثَلَاثٍ.

خدا کی قسم اس نے عثمان کے بارے میں تین باتوں میں سے کسی ایک بات پر بھی عمل نہیں کیا۔

لَئِنْ کَانَ ابْنُ عَفَّانَ ظَالِمًا کَمَا کَانَ یَزْعُمُ لَقَدْ کَانَ یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یُّوَازِرَ قَاتِلِیْہِ اَوْ اَنْ یُّنَابِذَ نَاصِرِیْہِ.

اگر ابن عفان جیسا کہ اس کا خیال تھا ظالم تھے تو اسے چاہیے تھا کہ وہ قاتلوں کی مدد کرتا یا ان کے مددگاروں سے اختلاف کا اعلان کر دیتا۔

وَلَئِنْ كَانَ مَظْلُوماً لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُنَهْنِهِينَ عَنْهُ، وَالْمُعَذِّرِينَ فِيهِ. وَلَئِنْ كَانَ فِي شَكٍّ مِنَ الْخَصْلَتَيْنِ لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَعْتَزِلَهُ وَ يَرْكُدَ جَانِباً وَ يَدَعَ النَّاسَ مَعَهُ. فَمَا فَعَلَ وَاحِدَةً مِنَ الثَّلَاثِ. وَ جَاءَ بِأَمْرٍ لَمْ يُعْرَفْ بَابُهُ. وَ لَمْ تَسْلَمْ مَعَاذِيرُهُ.

اور اگر ابن عفان مظلوم تھے تو اسے چاہیئے تھا کہ وہ ان کی طرف سے معذرت کرنے والوں میں شامل ہوتا۔
اور اگر ان دونوں باتوں میں انہیں شبہ تھا تو اسے چاہیئے تھا کہ ان سے کنارہ کش ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتے اور انہیں لوگوں کے حوالہ کر دیتے کہ وہ جانیں اور ان کا کام جانے۔
مگر انہوں نے ان میں سے ایک بات پر بھی عمل نہیں کیا اور ایسی بات سامنے کر سامنے آگئے جو کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی اور نہ ان کا عذر درست ہو سکتا ہے۔

خطبہ ۱۷۴

علی مرتضیٰؑ اور علم غیب

أَيُّهَا الْغَافِلُونَ غَيْرُ الْمَغْفُولِ عَنْهُمْ وَالتَّارِكُونَ الْمَأْخُوذُ مِنْهُمْ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنِ اللهِ ذَاهِبِينَ. وَإِلَى غَيْرِهِ رَاغِبِينَ.

اے (حشر و نشر و حساب و کتاب سے) غافلو! جن سے غفلت نہیں کی جائیگی۔ اے اپنے فرائض ترک کرنے والو جن کا مواخذہ کیا جائیگا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ خدا سے دور ہوتے چلے جا رہے ہو اور اس کے غیر کی طرح مائل ہو رہے ہو۔

كَأَنَّكُمْ نَعَمٌ أَرَاحَ بِهَا سَائِمٌ إِلَى مَرْعًى وَبِيٍّ وَمَشْرَبٍ دَوِيٍّ. إِنَّمَا هِيَ كَالْمَعْلُوفَةِ لِلْمُدَى لَا تَعْرِفُ مَاذَا يُرَادُ بِهَا. إِذَا أُحْسِنَ إِلَيْهَا تَحْسَبُ يَوْمَهَا دَهْرَهَا. وَشِبَعَهَا أَمْرَهَا.

گویا تم وہ اونٹ ہو جسے چرواہا ایسی چراگاہ پہ لے آیا ہے جہاں وبا پھیلی ہوئی ہے، اور ایسے گھاٹ پر لے آیا ہے جہاں کا پانی مضر ہے۔ یہ ایسے چوپایوں کے مانند ہیں جنہیں چھریوں سے ذبح کرنے کیلئے چارہ دیا جا رہا ہے انہیں یہ خبر نہیں کہ ان سے جو اچھا سلوک کیا جا رہا ہے اس کا مقصد کیا ہے یہ ایک دن کو پورا زمانہ اور پیٹ بھر لینے کو اپنا کام سمجھتے ہیں۔

وَاللهِ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُخْبِرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَخْرَجِهِ وَمَوْلِجِهِ وَجَمِيعِ شَأْنِهِ

خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو تم میں سے ہر ایک شخص کو بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائیگا اور اس کے سارے

لَفَعَلْتُ، وَلٰكِنْ اَخَافُ اَنْ تَكْفُرُوْا فِيَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

حالات کہہ سکتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں کہ کہیں تم مجھ میں کھو کر نہ رہ جاؤ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے منکر ہو جاؤ

اَلَا وَاِنِّيْ مُفْضِيْهِ اِلَى الْخَاصَّةِ مِمَّنْ يُؤْمَنُ ذٰلِكَ مِنْهُ.

البتہ میں خاص ہستیوں تک ضرور پہنچا دوں گا جن کے بھٹک جانے کا اندیشہ نہیں اور قابل اعتماد ہیں۔

وَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ وَاصْطَفَاهُ عَلَى الْخَلْقِ مَا اَنْطِقُ اِلَّا صَادِقًا.

اس خدا کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور انہیں چن کر ساری مخلوق کا سردار قرار دیا میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔

وَلَقَدْ عَهِدَ اِلَيَّ بِذٰلِكَ كُلِّهٖ، وَ

وَلَقَدْ عَهِدَ اِلَيَّ بِذٰلِكَ كُلِّهٖ، وَ

بِمَهْلِكِ مَنْ يَهْلِكُ، وَمَنْجٰى مَنْ يَنْجُوْ وَمَآلِ هٰذَا الْاَمْرِ.

مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام حالات اور ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت اور نجات پانیوالوں کی نجات اور اس امر خلافت کے انجام کی خبر دے دی ہے۔

وَمَا اَبْقٰى شَيْئًا يَمُرُّ عَلٰى رَاْسِيْ اِلَّا اَفْرَغَهٗ فِيْ اُذُنَيَّ وَاَفْضٰى بِهٖ اِلَيَّ.

اور ہر وہ مصیبت جو میرے سر پہ گزرے گی اسے میرے کانوں میں ڈالے اور مجھے پہنچائے بغیر نہیں چھوڑا ہے۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ وَاللهِ مَا اَحُثُّكُمْ عَلٰى طَاعَةٍ اِلَّا وَاَسْبِقُكُمْ اِلَيْهَا، وَلَا اَنْهَاكُمْ عَنْ مَعْصِيَةٍ اِلَّا وَاَتَنَاهٰى قَبْلَكُمْ عَنْهَا.

قسم بخدا میں تمہیں کسی حکم کی اطاعت پر آمادہ نہیں کرتا مگر یہ کہ تم سے پہلے میں خود اس پر عمل کرتا ہوں اور تمہیں کسی گناہ سے نہیں روکتا مگر یہ کہ تم سے پہلے خود اس سے باز رہتا ہوں

---

[۱] حاشیہ ماخوذ از ترجمہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ از ص۳۳۲ تا ص۳۳۵

ہر چشمۂ وحی و الہام سے سیراب ہونے والے غیب کے پردوں میں مخفی اور مستقبل میں رونما ہونے والی چیزوں کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح محسوسات کو آنکھ سے دیکھا جاتا ہے اور یہ ارشاد قدرت قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ (تم کہہ دو کہ سوائے اللہ کے زمین و آسمان کے بسنے والوں میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا) کے منافی نہیں کیونکہ آیت میں ذاتی طور پر علم غیب کے جاننے کی نفی ہے جو انبیاء و اولیاء کو القائے ربانی سے حاصل ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ مستقبل کے متعلق پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور بہت سے حوادث و واردات کو بے نقاب کرتے ہیں چنانچہ اس مطلب پر قرآن مجید کی متعدد آیتیں شاہد ہیں: فلما نبأها به قالت من انبأك هذا قال نبأني العليم الخبير جب رسول نے اس واقعہ کی خبر اپنی ایک بیوی کو دی تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے رسول نے کہا کہ مجھے بڑے جاننے والے اور واقف کار نے خبر دی ہے۔ تلك من انباء الغيب نوحيها اليك اے رسول یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں وحی کے ذریعہ تمہیں بتاتے ہیں۔

لہٰذا اپنے معتقدات کی سخن پروری کرتے ہوئے یہ کہنا کہ انبیاء و اولیاء کو علم غیب کا حامل سمجھنا شرک ہے

التفات ہے حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ شرک تو اس وقت ہوتا ہے جب یہ کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی ذاتی حیثیت سے عالم الغیب ہے۔ جب ایسا نہیں بلکہ انبیاء و ائمہ کا علم اللہ کا دیا ہوا ہے تو اس کو شرک سے کیا واسطہ اور اگر شرک کے یہی معنی ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ کے اس دعویٰ کا کیا نام ہوگا جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔

إِنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ۔ (میں تمہارے لئے مٹی سے ایک ڈھانچہ بناؤں گا پھر اس میں پھونکوں گا تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جائے گا اور میں مادر زاد اندھے اور مبروص کو اچھا کر دوں گا اور اس کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دوں گا اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو تم کو بتا دوں گا)۔

کیا ان کو بحکم خدا خالق و حیات بخش مان لینے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کی صفت خلق و احیاء میں ان کو شریک سمجھا گیا ہے اگر ایسا نہیں تو پھر اللہ کے کسی کو امور غیب پر مطلع کر دینے سے یہ کہاں سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کے عالم الغیب ہونے میں اس کو شریک ٹھہرا لیا گیا ہے کہ علم غیب کے جاننے کو شرک سے تعبیر کر کے اپنی موحدانہ عقیدت کا مظاہرہ کیا جائے۔

اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ بعض لوگوں کو خواب میں ایسی چیزیں آ جاتی ہیں یا اس کی تعبیر سے ظاہر ہو جاتی ہیں کہ جن کا ظہور مستقبل سے وابستہ ہوتا ہے حالانکہ خواب کی حالت میں نہ حواس کام دیتے ہیں اور نہ ذہن و ادراک کی قوتیں ساتھ دیتی ہیں تو اگر بیداری میں بعض افراد پر کچھ حقائق منکشف ہو جائیں تو اس پر تعجب کیوں اور اس سے انکار کیوں؟ جب کہ عقل کہتی ہے کہ جو چیز خواب میں واقع ہو سکتی ہے وہ بیداری میں بھی ممکن ہے چنانچہ ابن الہیثم نے تحریر کیا ہے کہ خواب میں یہ افادہ و فیضان اس لئے ہوتا ہے کہ نفس تربیت بدن کی الجھنوں سے آزاد اور مادی علائق سے الگ ہوتا ہے جس کی وجہ سے بہت سی ایسی پوشیدہ حقیقتوں کا مشاہدہ کرتا ہے جن کے دیکھنے سے حجاب عنصری مانع ہوتا ہے یونہی وہ نفوس کاملہ جو جنبۂ مادی سے سبکبار و قلب و روح کی پوری توجہ سے عالم قدس کی طرف رجوع ہوتے ہیں ان پر وہ حقائق و بواطن منکشف ہو جاتے ہیں جنہیں ظاہری آنکھیں دیکھنے سے عاجز و قاصر ہوتی ہیں لہٰذا اہل بیت کی روحانی عظمت کے پیش نظر اس میں قطعاً کوئی استبعاد نہیں کہ وہ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی چیزوں سے آگاہ ہو سکیں چنانچہ ابن خلدون نے تحریر کیا ہے کہ وذالك ان الكرامة تقع لغيرهم فما ظنك بهم علما و دينا و آثارا من النبوة و عناية من الله بالاصل الكريم تشهد لفروعه الطيبة وقد ينقل بين اهل البيت كثير من هذا الكلام غير منسوب الى احد (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۳۴) (جب کہ کرامت کا ظہور دوسروں سے ہو سکتا ہے تو ان ہستیوں کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے کہ جو علم و دیانت کے لحاظ سے ممتاز اور نبوت کی نشانیوں کے آئینہ دار تھے اور اس بزرگ اصل (رسول) پر جو لطف و توجہ جاری تھی وہ اس کی پاکیزہ شاخوں کے کمالات پر شاہد ہے چنانچہ امور غیب کے متعلق اہل بیت سے بہت سے واقعات نقل کئے جاتے ہیں جو کسی اور کی طرف منسوب نہیں کئے جا سکتے)۔

اس صورت میں امیر المومنین کے دعویٰ پر کوئی وجہ تعجب نہیں جب کہ آپ پروردۂ آغوش رسالت و مستقر درگاہ قدرت

تھے البتہ جن کا علم محسوسات کی حد سے آگے نہیں بڑھتا اور ان کے علم و ادراک کا وسیلہ صرف ظاہری حواس ہوتے ہیں وہ غیبی
دحقیقت کی راہوں سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اس قسم کے علم بالمغیبات سے انکار کر دیتے ہیں اگر اس قسم کا دعویٰ انوکھا
ہوتا اور صرف آپ ہی سے سننے میں آیا ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ اسے تسلیم کرنے میں دماغ پس و پیش کرتے، طبیعتیں ہچکچاتیں،
مگر قرآن میں جب حضرت عیسیٰؑ کا یہ دعویٰ موجود ہے کہ میں تمہیں خبر دے سکتا ہوں کہ تم کیا کھاتے پیتے ہو اور کیا گھروں میں جمع
کرکے رکھتے ہو تو امیر المومنینؑ کے اس دعویٰ پر کیوں پس و پیش کیا جاتا ہے جب کہ یہ مسلّم ہے کہ امیر المومنینؑ پیغمبرؐ کے تمام کمالات
وخصوصیات کے وارث تھے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جن چیزوں کو حضرت عیسیٰؑ جان سکتے تھے پیغمبر اکرمؐ ان سے بے خبر تھے تو
پھر وارث علم پیغمبرؐ اگر یہ دعویٰ کریں تو اس سے انکار کیسے جائز حضرتؑ کی یہ علمی وسعت پیغمبرؐ کے علم و کمال کی ایک بہترین
حجت اور دین اور ان کی صداقت کا ایک زندہ معجزہ ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر حیرت انگیز ہے کہ وہ حالات پر مطلع ہونے کے باوجود اپنے کسی قول و عمل سے یہ ظاہر نہ ہونے
دیتے تھے کہ وہ انہیں جانتے ہیں چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمۃ اس دعویٰ کی غیر معمولی عظمت و اہمیت پر تبصرہ کرتے ہوئے
تحریر فرماتے ہیں کہ

ومن عجائب هذا القول ان علي بن ابي طالب مع علمه بتفصيل احوال يسير في الناس بالمقابل و
نعدل سيرة من لا يعتقد من يراه انه عارف ببواطن تلك الاعمال والافعال والاقوال وقد عرف العقلاء
ان كل من عرف واطلع على ما يتجدد من حركة من حركات نفسه او حركات من يصحبه او يطلع على اسرار
الناس فانه يظهر على وجهه وفعله اثر علمه بذلك وان من يعلمه ويكون كمن لا يعلمه فانه من
الآيات الباهرات والجمع بين الاضداد المشكلات (طرائف ص ۲۲)

اس دعویٰ کا حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ امیر المومنینؑ احوال و دقائق سے باخبر تھے پھر بھی قول و
عمل کے راستے ایسی روش اختیار کئے ہوئے تھے کہ دیکھنے والا یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا کہ آپ دوسروں
کی پوشیدہ باتوں اور مخفی کاموں پر مطلع ہوں گے کیونکہ عقلا کو یہ اعتراف ہے کہ جس کو یہ معلوم ہو کہ اس سے کون عمل صادر
پذیر ہونے والا ہے یا اس کا ساتھی کیا قدم اٹھانے والا ہے یا لوگوں کے چھپے ہوئے بھید اس کی نظر میں ہوں تو اس علم کے
اثرات اس کے چہرے کے خط و خال اور اس کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہونے لگتے ہیں البتہ جو شخص جاننے بوجھنے کے
باوجود اس طرح رہے سہے کہ گویا وہ بے خبر ہے اور کچھ نہیں جانتا تو اس کی شخصیت ایک معجزہ اور متضاد چیزوں کا مجموعہ ہوگی
اس موقع پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے باطنی علم کے مقتضیات پر عمل کیوں نہ کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ
احکام شریعت کی بنیاد ظاہری اسباب پر ہے چنانچہ قاضی کو اگر یہ علم ہو جائے کہ فلاں فریق حق بجانب ہے اور فلاں باطل پر ہے
تو وہ اپنے علم پر بنا کرتے ہوئے فریق اول کے حق میں فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے جو شرعی اور متعارف طریقے
ہیں انہی پر چلے گا اور ان سے جو نتیجہ نکلے گا اسی کا پابند ہوگا مثلاً قاضی کو اگر خواب یا مکاشفہ یا فراست سے یہ علم ہو جائے کہ
زید نے عمرو کی دیوار گرا دی ہے تو اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے اس علم کی مطابق فیصلہ کرے بلکہ وہ دیکھے گا کہ گواہ اور

شہادت کی رو سے اس پر جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں اگر ان ظاہری طریقوں سے جرم ثابت نہ ہو گا تو اسے مجرم نہ قرار دیا جائے اگرچہ اسے اپنے مقام پر اس کے مجرم ہونے کا یقین ہو اس لئے کہ نبی اور ولی اپنے علم باطنی پر بنا کرتے ہوئے حکم درآمد کرتے تو یہ امر اختلاف و انتشار امت کا باعث ہو جاتا مثلاً اگر کوئی نبی یا ولی اپنے علم باطنی کی وجہ سے کسی واجب القتل کو قتل کی سزا دے تو دیکھنے والوں میں ایک اضطراب و ہیجان پیدا ہو جائے گا کہ اس نے ناحق ایک شخص کو قتل کر دیا ہے اسی لئے قدرت نے خاص موارد کے علاوہ علم باطنی پر بنا کر کے نتائج مرتب کرنے کی اجازت نہیں دی اور صرف ظواہر کا پابند بنایا ہے چنانچہ پیغمبر بعض منافقین کے نفاق سے آگاہ ہونے کے باوجود ان سے وہی رویہ رکھتے تھے جو ایک مسلمان کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

اب اس اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ کہا جائے کہ اگر وہ پوشیدہ چیزوں کو جانتے تھے تو اس کے مطابق عمل کیوں نہ کرتے تھے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ علم باطن کے مقتضیات پر عمل پیرا ہونے کے لئے مامور ہی نہ تھے۔ البتہ پند و موعظت اور انذار و بشارت کے لئے جہاں ضرورت و مصلحت ہوتی تھی بعض امور کو ظاہر کر دیتے تھے تاکہ پیش آئندہ واقعات کی پیش بندی کی جا سکے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یحییٰ ابن زید کو مطلع کر دیا کہ اگر وہ نکلے تو قتل کر دیئے جائیں گے چنانچہ ابن خلدون نے تحریر کیا ہے:۔

وقد صح عنه انه كان يحذر بعض قرابته بوقائع تكون لهم فتصح كما يقول وقد حذر يحيى ابن عمه زيد من مصرعه وعصاه فخرج وقتل بالجوزجان (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۳۰) (امام جعفر صادق علیہ السلام سے صحیح طریقہ پر وارد ہوا ہے کہ وہ اپنے بعض عزیزوں کو پیش آنے والے حادثوں سے آگاہ کر دیتے تھے اور وہ اسی طرح ہو کر رہتے تھے جس طرح آپ فرما دیتے تھے چنانچہ آپ نے اپنے ابن عم یحییٰ ابن زید کو قتل ہونے سے متنبہ کیا مگر وہ آپ کے حکم سے سرتابی کرتے ہوئے چل دیئے اور جوزجان میں قتل کر دیئے گئے)

البتہ جہاں ذہنوں میں تشویش پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا تھا وہاں اس کا اظہار تک نہ کیا جاتا تھا چنانچہ اس خطبہ میں حضرت نے اس اندیشہ کے پیش نظر کہ ان کو رسول کی منزل سے بھی بالاتر سمجھنے لگیں گے زیادہ تفصیل سے کام نہیں لیا لیکن اس کے باوجود جس طرح حضرت عیسیٰ کے بارے میں لوگ بھٹک گئے اور انہیں ابن اللہ کہنے لگے یونہی حضرت کے متعلق بعض کج فہم کچھ کا کچھ کہنے لگے اور غلو کی حد تک پہنچ کر گمراہ ہو گئے۔

خطبہ ۱۷۵

قرآن مقدس

اِنْتَفِعُوا بِبَيَانِ اللهِ، وَاتَّعِظُوا بِمَوَاعِظِ اللهِ، وَاقْبَلُوا نَصِيحَةَ اللهِ.

خداوند عالم کے ارشادات عالیہ سے فائدہ حاصل کرو اور اس کے موعظوں سے سبق لو اس کی نصیحتوں کو تسلیم کر لو۔

فَإِنَّ اللهَ قَدْ أَعْذَرَ إِلَيْكُمْ بِالْجَلِيَّةِ، وَاتَّخَذَ عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ، وَبَيَّنَ لَكُمْ مَحَابَّهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمَكَارِهَهُ مِنْهَا لِتَتَّبِعُوا هٰذِهِ، وَتَجْتَنِبُوا هٰذِهِ.

کیونکہ اس نے روشن دلیلوں سے تمہارے لئے کسی عذر کی گنجائش نہیں رکھی اور تم پر حجت تمام کر دی ہے اور اپنے پسندیدہ اعمال اور ناپسند کردار تم سے بیان کر دیئے ہیں تاکہ اچھے اعمال بجا لاؤ اور برے کاموں سے پرہیز کرو۔

فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ الْجَنَّةَ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، وَإِنَّ النَّارَ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ.

کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے کہ جنت دشواریوں میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہوا ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ مَا مِنْ طَاعَةِ اللهِ شَيْءٌ إِلَّا يَأْتِي فِي كُرْهٍ، وَمَا مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ شَيْءٌ إِلَّا يَأْتِي فِي شَهْوَةٍ.

اور یاد رکھو کہ اللہ کی ہر اطاعت دشوار اور اس کی نافرمانی خوش گوار نظر آتی ہے۔

فَرَحِمَ اللهُ رَجُلًا نَزَعَ عَنْ شَهْوَتِهِ، وَقَمَعَ هَوَى نَفْسِهِ، فَإِنَّ هٰذِهِ النَّفْسَ أَبْعَدُ شَيْءٍ مَنْزَعًا، وَإِنَّهَا لَا تَزَالُ تَنْزِعُ إِلَى مَعْصِيَةٍ فِي هَوًى.

خدا اس پر رحمت نازل کرے جو اپنی خواہشات نفس سے دور رہا اور جس نے اپنے نفس کی خواہشات کو جڑ سے اکھیڑ دیا کیونکہ اس نفس کے خواہشات غیر محدود ہیں اور ہمیشہ خواہش جرم کی طرف مائل رہتا ہے۔

وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللهِ أَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَنَفْسُهُ ظَنُونٌ عِنْدَهُ، فَلَا يَزَالُ زَارِيًا عَلَيْهَا وَمُسْتَزِيدًا لَهَا.

اور اے خدا کے بندو! جان لو کہ مومن صبح و شام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے اور ہمیشہ اس پر کوتاہیوں کا الزام لگا رہتا ہے اور ہمیشہ نیک اعمال میں اضافہ کا خواہش مند رہتا ہے۔

فَكُونُوا كَالسَّابِقِينَ قَبْلَكُمْ وَالْمَاضِينَ أَمَامَكُمْ، قَوَّضُوا مِنَ الدُّنْيَا تَقْوِيضَ الرَّحِلِ

لہذا تم پہلے گزرنے والوں کی طرح ہو جاؤ جو تم سے قبل جا چکے ہیں انہوں نے دنیا سے یوں رخت سفر باندھا کہ جیسے مسافر اپنا

وَ طَوَوْهَا طَيَّ الْمَنَازِلِ.

ڈیرا اٹھا لیتے ہیں اور دنیا کو اس طرح طے کر گئے جس طرح سفر کی منزلیں طے کی جاتی ہیں۔

وَ اعْلَمُوا أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ هُوَ النَّاصِحُ الَّذِي لَا يَغُشُّ. وَ الْهَادِي الَّذِي لَا يُضِلُّ. وَ الْمُحَدِّثُ الَّذِي لَا يَكْذِبُ.

یہ بھی جان لو کہ یہ قرآن ایسا صاف نصیحت کرنیوالا ہے جو فریب نہیں دیتا اور ایسا ہدایت کرنیوالا ہے جس میں گمراہی کا شائبہ تک نہیں ہے اور ایسا سچا بیان کرنیوالا ہے جس میں جھوٹ کا نام نہیں ہے۔

وَ مَا جَالَسَ هَذَا الْقُرْآنَ أَحَدٌ إِلَّا قَامَ عَنْهُ بِزِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ، زِيَادَةٍ فِي هُدًى، أَوْ نُقْصَانٍ مِنْ عَمًى.

جو اس کا ہم نشین بنا اس کی ہدایت میں اضافہ ہوا یا اس کی گمراہی کم ہو گئی۔

وَ اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ مِنْ فَاقَةٍ. وَ لَا لِأَحَدٍ قَبْلَ الْقُرْآنِ مِنْ غِنًى.

یقین رکھو کہ قرآن کی معرفت کے بعد کسی کو کسی طرح کی کوئی حاجت نہیں رہتی وہ قرآن کے جاننے سے قبل کسی کیلئے مستغنی ہونا ممکن نہیں۔

فَاسْتَشْفُوهُ مِنْ أَدْوَائِكُمْ وَ اسْتَعِينُوا بِهِ عَلَى لَأْوَائِكُمْ. فَإِنَّ فِيهِ شِفَاءً مِنْ أَكْبَرِ الدَّاءِ، وَ هُوَ الْكُفْرُ وَ النِّفَاقُ وَ الْغَيُّ وَ الضَّلَالُ.

اس سے اپنی بیماریوں کی شفا چاہو اور مصیبتوں میں اس سے مدد طلب کرو اس میں بڑے سے بڑے مرض کا علاج موجود ہے جیسے کفر، نفاق، گمراہی، ہلاکت وغیرہ۔

فَاسْأَلُوا اللَّهَ بِهِ، وَ تَوَجَّهُوا إِلَيْهِ بِحُبِّهِ، وَ لَا تَسْأَلُوا بِهِ خَلْقَهُ، إِنَّهُ مَا تَوَجَّهَ الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ بِمِثْلِهِ.

اس کے وسیلے سے خدا سے مانگو اور اس کی محبت دل میں رکھ کر خدا کی طرف رخ کرو اور اس کے ذریعہ اس کی مخلوق سے کچھ نہ مانگو بندوں کیلئے خدا کی طرف متوجہ ہونے کا اس سے بہتر ذریعہ نہیں ہے۔

وَ اعْلَمُوا أَنَّهُ شَافِعٌ وَ مُشَفَّعٌ، وَ قَائِلٌ وَ مُصَدَّقٌ.

اور یقین رکھو کہ یہ روز قیامت ایسا شفاعت کرنیوالا ہوگا کہ اسکی شفاعت مقبول ہوگی اور ایسا کلام کرنیوالا ہوگا کہ اس کی ہر بات تصدیق شدہ ہے۔

وَ أَنَّهُ مَنْ شَفَعَ لَهُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُفِّعَ فِيهِ. وَ مَنْ مَحَلَ بِهِ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُدِّقَ عَلَيْهِ.

روز قیامت یہ جس کی شفاعت کریگا اس کی شفاعت مان لی جائے گی اور جس کی قرآن نے مذمت کر دی اس کی یہ بات بھی مان لی جائے گی۔

فَإِنَّهُ يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَلَا إِنَّ كُلَّ حَارِثٍ مُبْتَلًى فِي حَرْثِهِ وَ عَاقِبَةِ عَمَلِهِ غَيْرَ حَرَثَةِ الْقُرْآنِ.

کیونکہ قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ آج ہر زراعت کی کھیتی کرنے والا اپنے عمل میں گرفتار ہے سوا اس کے جو قرآن کے بیج بوتا رہا ہے۔

فَكُونُوا مِنْ حَرَثَتِهِ وَ أَتْبَاعِهِ وَ اسْتَدِلُّوهُ عَلَى رَبِّكُمْ، وَ اسْتَنْصِحُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ.

تم قرآن کے بیج بونے والے اور اس کے تابعدار بن جاؤ اور اپنے رب تک پہنچنے کے لئے اسے رہبر تسلیم کر لو اور اس کی نصیحت حاصل کرو۔

وَاتَّهِمُوا عَلَيْهِ آرَاءَكُمْ، وَاسْتَغِشُّوا فِيهِ أَهْوَاءَكُمْ۔

اور اس کے مقابلہ میں اپنی رایوں کو غلط سمجھو اور اپنی خواہشوں کو فریب خیال کرو۔

الْعَمَلَ الْعَمَلَ، ثُمَّ النِّهَايَةَ النِّهَايَةَ، وَالِاسْتِقَامَةَ الِاسْتِقَامَةَ، ثُمَّ الصَّبْرَ الصَّبْرَ، وَالْوَرَعَ الْوَرَعَ۔

عمل کرو عمل، انجام پر نظر رکھو انجام پر نظر رکھو، ثابت قدم رہو ثابت قدم رہو، مصیبت پر صبر کرو صبر کرو اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو۔

إِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوا إِلَى نِهَايَتِكُمْ، وَإِنَّ لَكُمْ عَلَماً فَاهْتَدُوا بِعَلَمِكُمْ، وَإِنَّ لِلْإِسْلَامِ غَايَةً فَانْتَهُوا إِلَى غَايَتِهِ۔

تمہارے لئے ایک انتہا ہے اپنے کو وہاں تک پہنچاؤ تمہارے لئے ایک نشان ہے، اس سے ہدایت حاصل کرو اسلام کا ایک مقصد ہے اس مقصد تک پہنچ جاؤ۔

وَاخْرُجُوا إِلَى اللهِ بِمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَقِّهِ، وَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ وَظَائِفِهِ، أَنَا شَاهِدٌ لَكُمْ وَحَجِيجٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْكُمْ

خدا نے جس حق کی ادائگی تم پر فرض کی ہے اور جو فرائض تم پر بیان کئے ہیں انہیں انجام دیکر خدا کیطرف متوجہ ہو میں تمہارے اعمال کا گواہ اور قیامت کے دن تمہاری جانب سے حجت پیش کرنیوالا ہوں گا۔

أَلَا وَإِنَّ الْقَدَرَ السَّابِقَ قَدْ وَقَعَ، وَالْقَضَاءَ الْمَاضِيَ قَدْ تَوَرَّدَ۔

آگاہ رہو کہ جو کچھ ہوتا تھا وہ ہو چکا اور قدرت کا جو فیصلہ تھا وہ سامنے آتا ہی رہا۔

وَإِنِّي مُتَكَلِّمٌ بِعِدَةِ اللهِ وَحُجَّتِهِ۔

اور میں خدا کے وعدے اور دلیل سے کام کرتا ہوں۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ وَقَدْ قُلْتُمْ: رَبُّنَا اللهُ، فَاسْتَقِيمُوا عَلَى كِتَابِهِ، وَعَلَى مِنْهَاجِ أَمْرِهِ، وَعَلَى الطَّرِيقَةِ الصَّالِحَةِ مِنْ عِبَادَتِهِ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بیشک وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے رہتے ہیں اور (یہ کہتے ہیں) تم نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے حالانکہ تم نے کہا ہے کہ ہمارا رب اللہ ہے تو اب اس کی کتاب اور اس کے حکم کی راہ اور اس کی عبادت کے نیک طریقہ پر جمے رہو۔

ثُمَّ لَا تَمْرُقُوا مِنْهَا، وَلَا تَبْتَدِعُوا فِيهَا، وَلَا تُخَالِفُوا عَنْهَا، فَإِنَّ أَهْلَ الْمُرُوقِ مُنْقَطَعٌ بِهِمْ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

پھر نہ حد سے آگے بڑھو اور نہ بدعت کا راستہ اختیار کرو اور نہ خدا کی مخالفت کرو کیونکہ حق کے راستے نکل جانے والے روز قیامت اللہ کی رحمت سے دور رہیں گے۔

ثُمَّ إِيَّاكُمْ وَتَهْزِيعَ الْأَخْلَاقِ وَتَصْرِيفَهَا، وَاجْعَلُوا اللِّسَانَ وَاحِداً، وَ

پھر بد خوئی مزاجی اور اخلاق کے ادلنے بدلنے سے پرہیز کرو اور زبان ایک رکھو انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی زبان کو قابو

لِيَخْزُنِ الرَّجُلُ لِسَانَهُ، فَإِنَّ هٰذَا اللِّسَانَ جَمُوحٌ بِصَاحِبِهِ۔

میں رکھے اس لئے کہ یہ زبان اپنے مالک سے سرکشی کرتی رہتی ہے۔

وَاللّٰهِ مَا أَرَى عَبْدًا يَتَّقِي تَقْوَى تَنْفَعُهُ حَتَّى يَخْتَزِنَ لِسَانَهُ۔

بخدا میں کسی پرہیزگار کو نہیں دیکھتا کہ وہ تقویٰ سے فائدہ اٹھائے جب تک وہ اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھے۔

وَإِنَّ لِسَانَ الْمُؤْمِنِ مِنْ وَرَاءِ قَلْبِهِ وَإِنَّ قَلْبَ الْمُنَافِقِ مِنْ وَرَاءِ لِسَانِهِ۔ لِأَنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ تَدَبَّرَهُ فِي نَفْسِهِ۔ فَإِنْ كَانَ خَيْرًا أَبْدَاهُ۔ وَإِنْ كَانَ شَرًّا وَارَاهُ۔ وَإِنَّ الْمُنَافِقَ يَتَكَلَّمُ بِمَا أَتَى عَلَى لِسَانِهِ لَا يَدْرِي مَاذَا لَهُ وَمَاذَا عَلَيْهِ۔

مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے کیونکہ مومن جب کوئی کلام کرنا چاہتا ہے تو پہلے دل میں سوچ لیتا ہے اگر وہ اچھا ہوتا ہے تو کہہ دیتا ہے اور اگر برا ہوتا ہے تو اسے پوشیدہ رکھتا ہے۔ اور منافق کی زبان پر جو آتا ہے کہہ دیتا ہے اسے یہ خبر نہیں ہوتی کہ کونسی بات اس کے حق میں مفید ہے اور کونسی مضر ہے۔

وَلَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ۔ لَا يَسْتَقِيمُ إِيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ وَلَا يَسْتَقِيمُ قَلْبُهُ حَتَّى يَسْتَقِيمَ لِسَانُهُ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کا ایمان اسوقت تک مضبوط نہیں ہوتا جب تک اس کا دل مستحکم نہ ہو اور اس کا دل اسوقت تک مستحکم نہیں ہوتا جبتک اسکی زبان مضبوط نہ ہو۔

فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ وَهُوَ نَقِيُّ الرَّاحَةِ مِنْ دِمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْوَالِهِمْ سَلِيمُ اللِّسَانِ مِنْ أَعْرَاضِهِمْ فَلْيَفْعَلْ۔

پس تم میں سے جو شخص خدا سے اس طرح ملاقات کر سکتا ہو کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور مال سے پاک و صاف ہو اور اس کی زبان ان کی آبرو ریزی سے محفوظ ہو تو اسے ضرور ایسا ہی کرنا چاہئے۔

وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللّٰهِ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْتَحِلُّ الْعَامَ مَا اسْتَحَلَّ عَامًا أَوَّلَ وَيُحَرِّمُ الْعَامَ مَا حَرَّمَ عَامًا أَوَّلَ۔

خدا کے بندو! یاد رکھو کہ مومن اس سال بھی اس چیز کو حلال سمجھتا ہے جسے سال گذشتہ حلال سمجھ رہا تھا اور اس سال بھی اس چیز کو حرام سمجھتا ہے جسے سال گذشتہ حرام سمجھتا رہا ہے۔

وَإِنَّ مَا أَحْدَثَ النَّاسُ لَا يُحِلُّ لَكُمْ شَيْئًا مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَلٰكِنَّ الْحَلَالَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ وَالْحَرَامَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔

اور لوگوں نے جو بدعتیں پیدا کی ہیں وہ ان چیزوں کو حلال نہیں کر سکتیں جنہیں خدا نے حرام کیا ہے بلکہ حلال وہی ہے جسے خدا حلال کرے اور حرام وہی ہے جسے خدا حرام کردے۔

فَقَدْ جَرَّبْتُمُ الْأُمُورَ وَضَرَّسْتُمْ وَوُعِظْتُمْ بِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَضُرِبَتِ الْأَمْثَالُ لَكُمْ وَدُعِيتُمْ إِلَى الْأَمْرِ الْوَاضِحِ۔

تم ان امور کو تجربہ کر کے پرکھ چکے ہو اور تم سے پہلے گزرنے والوں سے تمہیں پند و نصیحت کی جا چکی ہے اور حق و باطل کی مثالیں تمہارے پیش کی جا چکی ہیں اور ایک روشن امر کی طرف تمہیں دعوت دی جا چکی ہے۔

فَلَا يَصَمُّ عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَصَمُّ وَلَا يَعْمٰى عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَعْمٰى وَمَنْ لَمْ يَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِالْبَلَاءِ وَالتَّجَارِبِ لَمْ يَنْتَفِعْ بِشَيْءٍ مِنَ الْعِظَةِ وَأَتَاهُ التَّقْصِيرُ مِنْ أَمَامِهِ حَتّٰى يَعْرِفَ مَا أَنْكَرَ وَيُنْكِرَ مَا عَرَفَ۔

فَإِنَّ النَّاسَ رَجُلَانِ مُتَّبِعٌ مِنَ اللّٰهِ شِرْعَةً وَمُبْتَدِعٌ بِدْعَةً لَيْسَ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بُرْهَانُ سُنَّةٍ وَلَا ضِيَاءُ حُجَّةٍ

وَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَعِظْ أَحَدًا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِينُ وَسَبَبُهُ الْأَمِينُ۔

وَفِيهِ رَبِيعُ الْقَلْبِ وَيَنَابِيعُ الْعِلْمِ وَمَا لِلْقَلْبِ جِلَاءٌ غَيْرُهُ، مَعَ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ الْمُتَذَكِّرُونَ وَبَقِيَ النَّاسُونَ أَوِ الْمُتَنَاسُونَ۔

فَإِذَا رَأَيْتُمْ خَيْرًا فَأَعِينُوا عَلَيْهِ وَإِذَا رَأَيْتُمْ شَرًّا فَاذْهَبُوا عَنْهُ۔

فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَانَ يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ اعْمَلِ الْخَيْرَ وَدَعِ الشَّرَّ فَإِذَا أَنْتَ جَوَادٌ قَاصِدٌ۔

أَلَا وَإِنَّ الظُّلْمَ ثَلَاثَةٌ فَظُلْمٌ لَا يُغْفَرُ وَظُلْمٌ لَا يُتْرَكُ وَظُلْمٌ مَغْفُورٌ لَا يُطْلَبُ۔

فَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُغْفَرُ فَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ۔

وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي يُغْفَرُ فَظُلْمُ الْعَبْدِ

اب اس آواز کے سننے سے وہی بہرہ رہے گا جو بہرا ہو اور وہی دیکھنے سے محروم رہیگا جو اندھا ہو اور جسے خدا کی آزمائشوں اور تجربوں سے فائدہ حاصل نہ ہو اسے کسی وعظ سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ اسے نقصان ہی کا سامنا رہے گا یہاں تک کہ وہ بُری باتوں کو اچھا اور اچھی باتوں کو بُرا سمجھنے لگے گا۔

کیونکہ آدمی دو قسم کے ہیں ایک شریعت کے پابند اور دوسرے بدعتی جن کے پاس نہ سنت رسول کی کوئی سند ہوتی ہے اور نہ دلیل و بُرہان کی روشنی۔

بیشک خدا نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جو اس قرآن کے مثل ہو کیونکہ یہ خدا کی مضبوط رسی اور امن و امان سے بھرپور بہترین وسیلہ ہے۔

اس میں دل کی بہار اور علم کے چشمے ہیں اور اس کے بغیر آئینۂ قلب کی جلا نہیں ہو سکتی حالانکہ اب یاد رکھنے والے گزر گئے اور بھول جانے والے یا بھلاوے میں ڈالنے والے باقی رہ گئے ہیں۔

تمہیں چاہیئے کہ جب تم کوئی اچھا کام دیکھو تو اسے قوت پہنچاؤ اور جب بُرا کام دیکھو تو اُس سے دامن بچا کر چلے جاؤ۔

کیونکہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ فرمایا کرتے تھے اے اولاد آدم نیک کام کر اور بُرے کام چھوڑ دے اگر تو نے ایسا کیا تو بیشک تو نیک چلن اور میانہ رو ہے۔

یاد رکھو کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں ایک وہ ظلم جو نہ بخشا جائے گا دوسرے وہ ظلم جس کا مواخذہ نہ چھوڑا جائیگا۔ تیسرے وہ ظلم جو پوچھا جائے گا اور اس کی باز پُرس نہ ہوگی۔

رہا وہ ظلم جو نہ بخشا جائیگا وہ شرک ہے (کسی کو خدا کا شریک سمجھنا) جیسا کہ اس نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم اس گناہ کو نہیں بخشتا کہ کسی کو اس کا شریک قرار دیا جائے۔

لیکن وہ ظلم جو بخش دیا جائے گا وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں

لِنَفْسِهِ عِنْدَ بَعْضِ الْهَنَاتِ. وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُتْرَكُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضاً. الْقِصَاصُ هُنَاكَ شَدِيدٌ.

نفس کا بعض نفس پر ظلم ہے لیکن وہ ظلم جسے معاف نہیں کیا جا سکتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے جس کا آخرت میں سخت بدلہ لیا جائے گا۔

لَيْسَ هُوَ جَرْحاً بِالْمُدَى وَلَا ضَرْباً بِالسِّيَاطِ، وَلَكِنَّهُ مَا يُسْتَصْغَرُ ذَلِكَ مَعَهُ.

وہ کوئی چھریوں کا زخم اور کوڑوں کی چوٹ نہیں بلکہ وہ ایسا سخت عذاب ہے جس کے مقابلہ میں یہ سزائیں بہت کم ہیں۔

فَإِيَّاكُمْ وَالتَّلَوُّنَ فِي دِينِ اللَّهِ، فَإِنَّ جَمَاعَةً تَكْرَهُونَ مِنَ الْحَقِّ خَيْرٌ مِنْ فُرْقَةٍ فِيمَا تُحِبُّونَ مِنَ الْبَاطِلِ.

دیکھو خدا کے دین میں رنگ بدلنے سے بچو کیونکہ تمہارا حق پر متفق کر لینا جس سے تم کراہت کرتے ہو باطل کے راستہ پر چل کے متفرق ہو جانے سے جو تمہیں پسند ہے بہتر ہے۔

وَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يُعْطِ أَحَداً بِفُرْقَةٍ خَيْراً مِمَّنْ مَضَى وَلَا مِمَّنْ بَقِيَ.

حق سبحانہ تعالیٰ نے کسی کو متفرق اور جدا جدا ہو جانے پر کوئی نیکی نہیں دی خواہ وہ گزر چکے یا اب موجود ہوں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ طُوبَى لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوبِ النَّاسِ.

اے لوگو وہ شخص قابل مبارکباد ہے جسے اپنے عیب پر نظر دوسروں کی عیب گیری سے باز رکھے۔

وَطُوبَى لِمَنْ لَزِمَ بَيْتَهُ وَأَكَلَ قُوتَهُ وَاشْتَغَلَ بِطَاعَةِ رَبِّهِ. وَبَكَى عَلَى خَطِيئَتِهِ.

اور وہ بھی قابل مبارکباد ہے جو اپنے گھر میں بیٹھ کر قوت لایموت پہ گزارہ کر کے خدا کی تابعداری میں مصروف رہے اور اپنے ہی گناہوں پہ آنسو بہاتا رہے۔

فَكَانَ مِنْ نَفْسِهِ فِي شُغُلٍ وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ.

اس طرح وہ اپنی فکر میں غلطاں رہے اور دوسرے لوگ اس سے آرام میں رہیں۔

خطبہ ۱۷۶
حکمین کے بارے میں

فَأَجْمَعَ رَأْيُ مَلَئِكُمْ عَلَى أَنِ اخْتَارُوا رَجُلَيْنِ فَأَخَذْنَا عَلَيْهِمَا أَنْ يُجَعْجِعَا عِنْدَ الْقُرْآنِ. وَلَا يُجَاوِزَاهُ. وَتَكُونُ أَلْسِنَتُهُمَا مَعَهُ وَقُلُوبُهُمَا تَبَعَهُ.

تمہارے ہی گروہ نے دو شخصوں کے تقرر کی رائے طے کی تھی ہم نے ان دونوں سے عہد لیا تھا کہ وہ قرآن کے مطابق عمل کریں گے اس سے تجاوز نہ کریں گے ان کی زبانیں اس کی ہم نوا اور دل اس کے حکم کے پابند رہیں گے۔

فَتَاهَا عَنْهُ وَتَرَكَا الْحَقَّ وَهُمَا

مگر وہ دونوں بے راہ ہو گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے حالانکہ وہ

يُبْصِرَانِهِ وَكَانَ الْجَوْرُ هَوَاهُمَا وَالِاعْوِجَاجُ رَأْيَهُمَا.

دونوں حق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، مگر ان کی دلی خواہش ظلم اور ان کی روش کج رفتاری تھی۔

وَقَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْحُكْمِ بِالْعَدْلِ وَالْعَمَلِ بِالْحَقِّ سُوءَ رَأْيِهِمَا وَجَوْرَ حُكْمِهِمَا. وَالثِّقَةُ فِي أَيْدِينَا لِأَنْفُسِنَا.

ہم نے ان کی غلط رائے اور ناروا فیصلوں سے پہلے ہی ان سے تصفیہ کر لیا تھا کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق پر قائم رہنے میں بدنیتی اور نا انصافی کو دخل نہ دیں گے۔

حِينَ خَالَفَا سَبِيلَ الْحَقِّ وَأَتَيَا بِمَا لَا يُعْرَفُ مِنْ مَعْكُوسِ الْحُكْمِ.

اب جب کہ انہوں نے راہِ حق سے انحراف کیا ہے اور طے شدہ قرارداد کے برعکس حکم لگایا ہے تو ہمارے ہاتھ میں ان کا فیصلہ مسترد کر دینے کے لئے ایک مستحکم دلیل اور معقول وجہ موجود ہے۔

خطبہ ۱۷۷

آغاز خلافت ظاہری

لَا يَشْغَلُهُ شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ وَلَا يُغَيِّرُهُ زَمَانٌ، وَلَا يَحْوِيهِ مَكَانٌ وَلَا يَصِفُهُ لِسَانٌ.

وہ خدا جسے ایک شان دوسری شان سے نہیں روکتی اور نہ زمانہ اسے متغیر کرتا ہے نہ کوئی جگہ اسے گھیرتی ہے اور نہ زبان اس کی مدح و ثنا کر سکتی ہے۔

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ عَدَدُ قَطْرِ الْمَاءِ وَلَا نُجُومِ السَّمَاءِ وَلَا سَوَافِي الرِّيحِ فِي الْهَوَاءِ وَلَا دَبِيبُ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا وَلَا مَقِيلُ الذَّرِّ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ.

اسے نہ پانی کے قطروں نہ آسمان کے ستاروں نہ ہوا کے جھکڑوں میں اڑتے ہوئے خاک کے ذروں کا شمار پوشیدہ ہے اور نہ چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور نہ اندھیری رات میں چھوٹی چیونٹیوں کے رہنے کی جگہ مخفی ہے۔

يَعْلَمُ مَسَاقِطَ الْأَوْرَاقِ وَخَفِيَّ طَرْفِ الْأَحْدَاقِ.

وہ پتوں کے گرنے کی جگہوں اور چوری چھپے آنکھ کے اشاروں کو جانتا ہے۔

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ غَيْرَ مَعْدُولٍ بِهِ وَلَا مَشْكُوكٍ فِيهِ وَلَا مَكْفُورٍ دِينُهُ وَلَا مَجْحُودٍ تَكْوِينُهُ شَهَادَةَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کوئی خدا نہیں۔ نہ کوئی اس کا ہمسر ہے نہ اس کی ہستی میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا ہے نہ اس کے دین سے منکری ہو سکتی ہے اور نہ اس کی

مَنْ صَدَقَتْ نِيَّتُهُ، وَصَفَتْ دِخْلَتُهُ، وَ خَلَصَ يَقِينُهُ، وَ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ.

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ الْمُجْتَبٰى مِنْ خَلَائِقِهٖ، وَ الْمُعْتَامُ لِشَرْحِ حَقَائِقِهٖ، وَ الْمُخْتَصُّ بِعَقَائِلِ كَرَامَاتِهٖ، وَالْمُصْطَفٰى لِكَرَائِمِ رِسَالَاتِهٖ، وَ الْمُوَضَّحَةُ بِهٖ اَشْرَاطُ الْهُدٰى، وَالْمَجْلُوُّ بِهٖ غِرْبِيبُ الْعَمٰى.

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ الدُّنْيَا تَغُرُّ الْمُؤَمِّلَ لَهَا وَالْمُخْلِدَ اِلَيْهَا، وَ لَا تَنْفَسُ بِمَنْ نَافَسَ فِيهَا، وَتَغْلِبُ مَنْ غَلَبَ عَلَيْهَا.

وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا كَانَ قَوْمٌ قَطُّ فِي غَضِّ نِعْمَةٍ مِنْ عَيْشٍ فَزَالَ عَنْهُمْ اِلَّا بِذُنُوبٍ اجْتَرَحُوهَا لِاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ.

وَلَوْ اَنَّ النَّاسَ حِينَ تَنْزِلُ بِهِمُ النِّقَمُ وَ تَزُولُ عَنْهُمُ النِّعَمُ فَزِعُوا اِلٰى رَبِّهِمْ بِصِدْقٍ مِنْ نِيَّاتِهِمْ وَ وَلَهٍ مِنْ قُلُوبِهِمْ لَرَدَّ عَلَيْهِمْ كُلَّ شَارِدٍ، وَاَصْلَحَ لَهُمْ كُلَّ فَاسِدٍ.

وَاِنِّي لَاَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تَكُونُوا فِي فَتْرَةٍ. وَقَدْ كَانَتْ اُمُورٌ مَضَتْ مِلْتُمْ فِيهَا مَيْلَةً كُنْتُمْ فِيهَا عِنْدِي غَيْرَ مَحْمُودِينَ.

وَلَئِنْ رُدَّ عَلَيْكُمْ اَمْرُكُمْ اِنَّكُمْ لَسُعَدَاءُ وَمَا عَلَيَّ اِلَّا الْجُهْدُ، وَ لَوْ اَشَاءُ اَنْ اَقُولَ لَقُلْتُ. عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ.

خلقت سے انکار ممکن ہے اس گواہ کی سی گواہی جس کی نیت سچی باطن پاک و پاکیزہ، یقین خالص اور (عمل کی) ترازو کا پلہ بھاری ہو۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس کے بندہ اور رسول ہیں تمام مخلوقات سے منتخب بیان حقائق کے لئے چنے گئے جلیل القدر بزرگوں سے مخصوص اور عمدہ پیغاموں کے پہنچانے کے لئے برگزیدہ کئے گئے ہیں۔ آپ کے ذریعہ ہدایت کے نشانات روشن کئے گئے اور گمراہی کی تاریکیاں چھانٹ دی گئیں۔

اے لوگو جو شخص دنیا سے امیدیں رکھتا ہے اور اس کی طرف جذب ہوتا ہے وہ آخر اسے دھوکا دیکر رہتی ہے اور جو اسکا خواہشمند ہوتا ہے اس سے بخل نہیں کرتی اور جو اس پر غالب آجائے یہ اس پر قابو پالیتی ہے۔

در قسم بخدا جس قوم کے پاس بھی زندگی کی تر و تازہ نعمتیں تھیں پھر ان سے سلب کر لی گئیں تو یہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہے کیونکہ خداوند عالم اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

اگر لوگ اس وقت کہ جب ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں نعمتیں زائل ہو رہی ہوں سچی نیتوں اور رجوع قلب کیساتھ اپنے اللہ سے الحاح و زاری کریں تو وہ سلب ہو جانے والی نعمتوں کو پھر ان کی طرف واپس پلٹا دے اور ہر خرابی کی اصلاح فرما دے۔

مجھے تم سے اندیشہ ہے کہ کہیں تم جہالت کا شکار نہ ہو جاؤ ایسے واقعات ہو گزرے ہیں جن میں تم نے نامناسب رویہ سے کام لیا ہے اور تم میرے نزدیک قابل تعریف نہ تھے۔

اور اگر تمہارے معاملات ٹھیک کر دیئے جائیں تو تم سعادتمند ہو جاؤ گے میرا کام تو کوشش ہی کرنا ہے اب اگر میں کچھ کہنا چاہوں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ خداوند عالم تمہاری گزشتہ لغزشوں کو معاف کر دے۔

خطبہ ۱۶۸

دیدارِ خداوندی

وَقَدْ سَأَلَهُ ذِعْلَبُ الْيَمَانِيُّ فَقَالَ
هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ؟
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. أَفَأَعْبُدُ مَا لَا أَرَى
فَقَالَ : وَكَيْفَ تَرَاهُ ؟ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ،

یمنی نے آپؑ سے سوال کیا یا امیرالمومنینؑ کیا آپؑ نے خدا کو دیکھا ہے. آپؑ نے فرمایا کیا میں اس خدا کی عبادت کرتا ہوں جسے دیکھا بھی نہیں اس نے عرض کیا کہ آپ کیونکر دیکھتے ہیں. آپؑ نے ارشاد فرمایا۔

لَا تَرَاهُ الْعُيُونُ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ
وَلٰكِنْ تُدْرِكُهُ الْقُلُوبُ بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ

یہ آنکھیں اسے کھلم کھلا نہیں دیکھتیں بلکہ دِل ایمانی حقیقتوں سے اس کا ادراک کرتے ہیں۔

قَرِيبٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ غَيْرُ
مُلَامِسٍ بَعِيدٌ مِنْهَا غَيْرُ مُبَايِنٍ .

وہ ہر چیز سے زیادہ قریب ہے مگر جسمانی اتصال کی طرح نہیں وہ ہر شے سے زیادہ دُور ہے مگر جدا نہیں۔

مُتَكَلِّمٌ لَا بِرَوِيَّةٍ . مُرِيدٌ لَا
بِهِمَّةٍ ، صَانِعٌ لَا بِجَارِحَةٍ .

بغیر غور و فکر کے کلام کرنیوالا اور بغیر آمادگی کے ارادہ کرنیوالا اور بغیر اعضاء کی مدد کے بنانے والا ہے۔

لَطِيفٌ لَا يُوصَفُ بِالْخَفَاءِ
كَبِيرٌ لَا يُوصَفُ بِالْجَفَاءِ .

وہ لطیف ہے مگر پوشیدگی سے اس کی صفت نہیں کی جا سکتی وہ بزرگ و برتر ہے مگر ظالم نہیں ۔

بَصِيرٌ لَا يُوصَفُ بِالْحَاسَّةِ
رَحِيمٌ لَا يُوصَفُ بِالرِّقَّةِ تَعْنُو الْوُجُوهُ
لِعَظَمَتِهِ . وَتَجِبُ الْقُلُوبُ مِنْ مَخَافَتِهِ

وہ بصیر ہے مگر بغیر کسی حاسّہ کے . وہ رحیم ہے مگر اسے رحم دل نہیں کہا جا سکتا اس کی عظمت کے سامنے بڑے بڑوں کے دِل اس کے خوف سے لرز رہے ہیں۔

خطبہ ۱۶۹

لشکر سے خطاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا قَضٰى مِنْ اَمْرٍ وَ قَدَّرَ مِنْ فِعْلٍ وَ عَلَى ابْتِلَائِىْ بِكُمْ.

مَیں خدا کے ہر اس فیصلہ پر حمد کرتا ہوں جو اس نے کیا ہے اور ہر اس فعل پر جو اسکی تقدیر سے طے کیا ہے اور اس امتحان پر جو اسنے تمہارے ذریعہ لیا ہے۔

اَيَّتُهَا الْفِرْقَةُ الَّتِىْ اِذَا اَمَرْتُ لَمْ تُطِعْ. وَ اِذَا دَعَوْتُ لَمْ تُجِبْ.

اے وہ لوگو جنہیں جب میں حکم دیتا ہوں تو اطاعت نہیں کرتے اور جب آواز دیتا ہوں تو لبیک نہیں کہتے۔

اِنْ اُمْهِلْتُمْ خُضْتُمْ. وَ اِنْ حُورِبْتُمْ خُرْتُمْ.

جب تمہیں (جنگ سے) مہلت مل جاتی ہے تو ڈینگیں بلکتے ہو اور جب جنگ چھڑ جاتی ہے تو بزدلی دکھاتے ہو۔

وَ اِنِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى اِمَامٍ طَعَنْتُمْ. وَ اِنْ اُجِئْتُمْ اِلٰى مُشَاقَّةٍ نَكَصْتُمْ.

اور جب لوگ ایک امام پر متفق ہو جاتے ہیں تو طعن و تشنیع کرتے ہو اور جب تمہیں مشکل سے جنگ کی طرف بلایا جاتا ہے تو الٹے پیروں لوٹ جاتے ہو۔

لَا اَبَا لِغَيْرِكُمْ مَا تَنْتَظِرُوْنَ بِنَصْرِكُمْ وَ الْجِهَادَ عَلٰى حَقِّكُمْ؟ اَلْمَوْتُ اَوِ الذُّلُّ لَكُمْ.

تمہارے دشمنوں کا برا ہو تم اب نصرت کرنے اور اپنے حق کیلئے جہاد کرنیکے واسطے کس چیز کے منتظر ہو موت کے یا اپنی ذلت و رسوائی کے۔

فَوَاللّٰهِ لَئِنْ جَآءَ يَوْمِىْ. وَ لَيَاْتِيَنِّىْ لَيُفَرِّقَنَّ بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ وَ اَنَا لِصُحْبَتِكُمْ قَالٍ وَ بِكُمْ غَيْرُ كَثِيْرٍ.

خدا کی قسم اگر میری موت کا دن آجائے اور ضرور آئیگا تو وہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دیگا حالانکہ میں تمہارے ساتھ ہونیسے نالاں ہوں اور تمہاری کثرت کے باوجود اکیلا ہوں۔

لِلّٰهِ اَنْتُمْ اَمَا دِيْنٌ يَجْمَعُكُمْ. وَ لَا حَمِيَّةٌ تَشْحَذُكُمْ.

تم سے خدا سمجھے کیا کوئی دین تمہیں ایک مرکز پر جمع نہیں کر سکتا اور تمہاری غیرت دشمن کے مقابلہ کیلئے تمہیں تیز نہیں کر سکتی۔

اَوَ لَيْسَ عَجَبًا اَنَّ مُعَاوِيَةَ يَدْعُو الْجُفَاةَ الطَّغَامَ فَيَتَّبِعُوْنَهٗ عَلٰى غَيْرِ مَعُوْنَةٍ وَّ لَا عَطَآءٍ.

کیا یہ تعجب خیز بات نہیں کہ معاویہ تند مزاج اوباشوں کو دعوت دیتا ہے اور وہ بغیر کسی امداد اور بخشش کے اس کی پیروی کرتے ہیں۔

وَ اَنَا اَدْعُوْكُمْ وَ اَنْتُمْ تَرِيْكَةُ الْاِسْلَامِ وَ بَقِيَّةُ النَّاسِ. اِلَى الْمَعُوْنَةِ وَ طَائِفَةٍ مِّنَ الْعَطَآءِ فَتَفَرَّقُوْنَ عَنِّىْ وَ

اور میں تمہیں مقررہ عطیوں کے علاوہ بخششوں کے ساتھ بلاتا ہوں حالانکہ تم ہی اسلام کے رہے سہے افراد اور مسلمانوں کے بقیہ ہو پھر بھی تم منتشر اور پراگندہ

تَخْتَلِفُونَ عَنِّي.

ہو جاتے ہیں۔

إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ إِلَيْكُمْ مِنْ أَمْرِي رِضًى فَتَرْضَوْنَهُ، وَلَا سُخْطٌ فَتَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ.

اگر میری طرف سے تمہاری رضامندی کا پیغام ملتا ہے تو اس پر تم خوش نہیں ہوتے اور اگر ناراضگی کا پیغام ملتا ہے تو اس پر متفق نہیں ہوتے۔

وَإِنَّ أَحَبَّ مَا أَنَا لَاقٍ إِلَى الْمَوْتُ.

میں جن چیزوں کا سامنا کرنیوالا ہوں ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب موت ہے۔

قَدْ دَارَسْتُكُمُ الْكِتَابَ وَفَاتَحْتُكُمُ الْحِجَاجَ، وَعَرَّفْتُكُمْ مَا أَنْكَرْتُمْ، وَسَوَّغْتُكُمْ مَا مَجَجْتُمْ.

میں نے تمہیں قرآن کا درس دیا۔ دلیل و حجت سے تمہارے درمیان فیصلے کئے اور تمہیں ان چیزوں سے روشناس کرایا جن سے تم ناواقف تھے اور ناگوار گھونٹ تمہارے لئے خوشگوار بنا دیئے۔

لَوْ كَانَ الْأَعْمَى يَلْحَظُ، أَوِ النَّائِمُ يَسْتَيْقِظُ.

کاش اندھے کو کچھ نظر آجاتے اور سونے والا خواب غفلت سے بیدار ہو جائے۔

وَأَقْرِبْ بِقَوْمٍ مِنَ الْجَهْلِ بِاللهِ قَائِدُهُمْ مُعَاوِيَةُ وَمُؤَدِّبُهُمُ ابْنُ النَّابِغَةِ.

وہ قوم احکام خداوندی سے کتنی جاہل ہے جس کا پیشرو معاویہ اور معلم نابغہ کا بیٹا ہو۔

---

[1] نابغہ عمرو بن عاص کی ماں لیلیٰ عنزیہ کا لقب ہے۔ باپ کے بجائے ماں کی طرف نسبت اس کی اسی شہرت کی وجہ سے ہے جو مکہ معظمہ میں اس کے گانے بجانے اور آزاد زندگی کی وجہ سے اسے حاصل تھی۔ چار پانچ آدمیوں سے تعلقات کی وجہ سے اس کی اولاد کی ولدیت کا فیصلہ یہ ہوا کہ جس سے مشابہ ہو اس کی اولاد قرار پائے۔ تفصیل عقد الفرید میں درج ہے۔

خطبہ ۱۸۰

باغی جماعت

وَقَدْ أَرْسَلَ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِهِ يَعْلَمُ لَهُ عِلْمَ أَحْوَالِ قَوْمٍ مِنْ جُنْدِ الْكُوفَةِ قَدْ هَمُّوا بِاللِّحَاقِ بِالْخَوَارِجِ وَكَانُوا عَلَى خَوْفٍ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

امیرالمومنینؑ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو لشکرِ کوفہ کی ایک جماعت کی خبر لانے کے لئے بھیجا جو خارجیوں سے مل جانے کے ارادہ سے تیار بیٹھی تھی لیکن حضرتؑ سے خائف تھی۔

فَلَمَّا عَادَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ قَالَ لَهُ: أَأَمِنُوا فَقَطَنُوا أَمْ جَبَنُوا فَظَعَنُوا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ ظَعَنُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ.

چنانچہ جب وہ پلٹ کر آیا تو آپ نے دریافت کیا وہ مطمئن ہو کر ٹھہر گئے ہیں یا بزدلی دکھاتے ہوئے چلے گئے ہیں۔ اس نے کہا یا امیرالمومنینؑ وہ تو چلے گئے ہیں۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بُعْداً لَهُمْ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ، أَمَا لَوْ أُشْرِعَتِ الْأَسِنَّةُ إِلَيْهِمْ، وَصُبَّتِ السُّيُوفُ عَلَى هَامَاتِهِمْ، لَقَدْ نَدِمُوا عَلَى مَا كَانَ مِنْهُمْ.

تو آپ نے فرمایا، انہیں قوم ثمود کی طرح خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ یاد رہے جب نیزے ان کی طرف سیدھے ہوں گے اور تلواریں ان کی کھوپڑیوں پہ پڑیں گی تو پھر یہ اپنے کئے پر پچھتائیں گے۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ الْيَوْمَ قَدِ اسْتَفَلَّهُمْ، وَهُوَ غَداً مُتَبَرِّئٌ مِنْهُمْ، وَمُتَخَلٍّ عَنْهُمْ.

آج شیطان نے انہیں ہم سے جدا کر دیا ہے۔ وہ کل قیامت کے دن ان سے بیزاری کا اعلان کر کے الگ ہو جائے گا۔

فَحَسْبُهُمْ بِخُرُوجِهِمْ مِنَ الْهُدَى، وَارْتِكَاسِهِمْ فِي الضَّلَالِ وَالْعَمَى، وَصَدِّهِمْ عَنِ الْحَقِّ، وَجِمَاحِهِمْ فِي التِّيهِ.

ان کا ہدایت سے نکل جانا، گمراہی میں پڑ جانا، حق سے محروم ہو جانا اور گمراہی کے میدان میں منہ زوریاں دکھانا ہی ان کے مستحق عذاب کے لئے کافی ہے۔

---

[1] یہ جماعت بنی ناجیہ کے خریت بن راشد کی ہے جو اپنے قبیلہ کے تیس آدمی لے کر حضرت سے الگ ہو کر خوارج سے جا ملی۔ امیرالمومنینؑ نے ان کا حال دریافت کرنے کے لئے عبداللہ بن قعین ازدی کو بھیجا تھا جس نے واپس آ کر خبر دی کہ وہ لوگ روانہ ہو گئے۔

خطبہ نمبر ١٨١

وعظ و نصیحت سے لبریز تقریر

رُوِيَ عَنْ نَوْفٍ الْبَكَالِيِّ قَالَ خَطَبَنَا هٰذِهِ الْخُطْبَةَ بِالْكُوفَةِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى حِجَارَةٍ نَصَبَهَا لَهُ جَعْدَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ الْمَخْزُومِيُّ وَعَلَيْهِ مِدْرَعَةٌ مِنْ صُوفٍ وَحَمَائِلُ سَيْفِهِ لِيفٌ، وَفِي رِجْلَيْهِ نَعْلَانِ مِنْ لِيفٍ، وَكَانَ جَبِينَهُ ثَفِنَةُ بَعِيرٍ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نوف بکالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے یہ خطبہ ہمارے سامنے کوفہ میں پتھر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا جو جعدہ بن ہبیرہ مخزومی نے ان کے لئے نصب کیا تھا۔

اس وقت آپ کے جسم پر ایک اونی جبہ تھا اور تلوار کا پرتلہ لیف خرما کا تھا اور پیروں میں نعلین بھی لیف خرما کے تھے اور کثرت سجود کی وجہ پیشانی کا نشان یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اونٹ کے گھٹنے کا گھٹا، آپ نے فرمایا۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي إِلَيْهِ مَصَائِرُ الْخَلْقِ وَعَوَاقِبُ الْأَمْرِ

تمام حمد اس خدا کے لئے ہے جس کی طرف تمام مخلوق کو پلٹ کر جانا اور ہر امر کی انتہا ہے۔

نَحْمَدُهُ عَلَى عَظِيمِ إِحْسَانِهِ وَنَيِّرِ بُرْهَانِهِ وَنَوَامِي فَضْلِهِ وَامْتِنَانِهِ حَمْداً يَكُونُ لِحَقِّهِ قَضَاءً وَلِشُكْرِهِ أَدَاءً وَإِلَى ثَوَابِهِ مُقَرِّباً وَلِحُسْنِ مَزِيدِهِ مُوجِباً

ہم اس کے عظیم احسان اور روشن برہان اور بڑھتے ہوئے لطف پر کرم پر اس کی ایسی حمد کرتے ہیں جس سے اس کا حق پورا اور شکر ادا ہو سکے اور اس کے ثواب کے قریب لے جانے والی اس کے اچھے اضافہ کا سبب ہو۔

وَنَسْتَعِينُ بِهِ اسْتِعَانَةَ رَاجٍ لِفَضْلِهِ مُؤَمِّلٍ لِنَفْعِهِ وَاثِقٍ بِدَفْعِهِ مُعْتَرِفٍ لَهُ بِالطَّوْلِ، مُذْعِنٍ لَهُ بِالْعَمَلِ وَالْقَوْلِ

اور ہم اس سے اس طرح مدد چاہتے ہیں جیسے اس کے فضل کا امید وار اس سے نفع کا خواہشمند اور اس کے دافع بلیات ہونے پر مطمئن ہو اس کے احسان کا اقرار کرتے ہیں اور قول و عمل سے اس کے مطیع ہیں۔

وَنُؤْمِنُ بِهِ إِيمَانَ مَنْ رَجَاهُ مُوقِناً وَأَنَابَ إِلَيْهِ مُؤْمِناً، وَخَنَعَ لَهُ مُذْعِناً وَأَخْلَصَ لَهُ مُوَحِّداً، وَعَظَّمَهُ مُمَجِّداً وَلَاذَ بِهِ رَاغِباً مُجْتَهِداً

اور ہم اس شخص کی طرح اس پر ایمان رکھتے ہیں جو یقین کے ساتھ اس سے امید رکھے اور کامل ایمان کے ساتھ اس کا رخ کرنے والا یقین کے ساتھ اس کے آگے سر جھکانے اور اسے وحدہ لاشریک لہ سمجھنے کے بعد اسے بزرگ مانتا ہو اور رغبت و کوشش سے اس کے دامن (رحمت) میں پناہ لے۔

لَمْ يُولَدْ سُبْحَانَهُ فَيَكُونَ فِي الْعِزِّ مُشَارَكاً وَلَمْ يَلِدْ فَيَكُونَ مَوْرُوثاً هَالِكاً وَلَمْ يَتَقَدَّمْهُ وَقْتٌ وَلَا زَمَانٌ وَلَمْ يَتَعَاوَرْهُ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ بَلْ ظَهَرَ لِلْعُقُولِ بِمَا أَرَانَا مِنْ عَلَامَاتِ التَّدْبِيرِ الْمُتْقَنِ وَالْقَضَاءِ الْمُبْرَمِ

اس کا کوئی باپ نہیں کہ عزت میں اس کا شریک ہو اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہے کہ خود ہلاک ہو جائے تو اسے وارث بنا دے۔ نہ وقت اس سے پہلے تھا اور نہ زمانہ، نہ اس پر کمی اور زیادتی طاری ہوتی ہے بلکہ وہ اپنی تدبیر کی مضبوط نشانیوں اور ٹھوس فیصلوں کے ذریعہ عقلوں کے لئے ظاہر ہوا۔

فَمِنْ شَوَاهِدِ خَلْقِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ مُوَطَّدَاتٍ بِلَا عَمَدٍ، قَائِمَاتٍ بِلَا سَنَدٍ دَعَاهُنَّ فَأَجَبْنَ طَائِعَاتٍ مُذْعِنَاتٍ غَيْرَ مُتَلَكِّئَاتٍ وَلَا مُبْطِئَاتٍ وَلَوْلَا إِقْرَارُهُنَّ لَهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَإِذْعَانُهُنَّ لَهُ بِالطَّوَاعِيَةِ مَا جَعَلَهُنَّ مَوْضِعاً لِعَرْشِهِ، وَلَا مَسْكَناً لِمَلَائِكَتِهِ وَلَا مَصْعَداً لِلْكَلِمِ الطَّيِّبِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ مِنْ خَلْقِهِ

چنانچہ اس کی خالقیت پر گواہی دینے والوں میں آسمان کی خلقت ہے جو بغیر ستون کے قائم اور بغیر سہارے کے کھڑا ہے۔ خداوند عالم نے انہیں دعوت دی تو وہ بغیر کسی سستی اور توقف کے اطاعت و فرمانبرداری کے لئے تیار ہو گئے۔ اور اگر وہ اس کے رب ہونے کا اقرار نہ کرتے اور اس کے آگے سر اطاعت خم نہ کرتے تو وہ انہیں اپنے عرش کی منزل اور اپنے فرشتوں کا مسکن اور پاک کلموں (دعاؤں) اور عمل صالح کے بلند ہونے کا مقام نہ قرار دیتا۔

جَعَلَ نُجُومَهَا أَعْلَاماً يَسْتَدِلُّ بِهَا الْحَيْرَانُ فِي مُخْتَلِفِ فِجَاجِ الْأَقْطَارِ لَمْ يَمْنَعْ ضَوْءَ نُورِهَا ادْلِهْمَامُ سُجُفِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ وَلَا اسْتَطَاعَتْ جَلَابِيبُ سَوَادِ الْحَنَادِسِ أَنْ تَرُدَّ مَا شَاعَ فِي السَّمٰوٰتِ مِنْ تَلَأْلُؤِ نُورِ الْقَمَرِ فَسُبْحَانَ مَنْ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ سَوَادُ غَسَقٍ دَاجٍ وَلَا لَيْلٍ سَاجٍ فِي بِقَاعِ الْأَرَضِينَ الْمُتَطَأْطِئَاتِ وَلَا فِي يَفَاعِ السُّفْعِ الْمُتَجَاوِرَاتِ وَمَا يَتَجَلْجَلُ بِهِ الرَّعْدُ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ وَمَا تَلَاشَتْ عَنْهُ بُرُوقُ الْغَمَامِ

خداوند عالم نے آسمانوں کے تاروں کو اطراف زمین میں حیران و سرگردان پھرنے والوں کے لئے روشن نشانیاں قرار دیا ہے جن سے ان کی راہنمائی ہوتی ہے اور اندھیری رات کی تاریکیوں کے سیاہ پردے ان کی روشنی کو نہیں روکتے اور نہ گھٹا ٹوپ اندھیروں کی چادروں میں یہ طاقت ہے کہ وہ آسمانوں میں پھیلی ہوئی چاند کی روشنی کو ہٹا دیں۔ پاک ہے وہ ذات جس پر پست زمینوں کے ٹکڑوں اور سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیوں میں تاریک رات اور پرسکون شب کے اندھیرے پوشیدہ نہیں ہیں۔
اور نہ افق آسمان میں رعد کی گرج اس سے مخفی ہے اور نہ وہ چیز جس سے بادلوں کی بجلیاں کوند کر گزر جاتی ہیں۔

وما تسقط من ورقة تزيلها عن مسقطها عواصف الأنواء وانهطال السماء ويعلم مسقط القطرة ومقرها ومسحب الذرة ومجرها وما يكفي البعوضة من قوتها وما تحمل الأنثى في بطنها

اور نہ وہ پتے جو درختوں سے جھڑتے ہیں جنہیں تیز و تند ہوائیں اور موسلا دھار بارشیں گرنے کی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں وہ جانتا ہے کہ بارش کے قطرے کہاں گریں گے اور کہاں ٹھہریں گے اور چیونٹیاں کہاں رینگیں گی اور کہاں اپنے آپ کو کھینچ کر لے جائیں گی اور مچھروں کو رزق کے لئے کون سی جگہ کفایت کرے گی اسے مادہ کے حمل کا علم ہے۔

الحمد لله الكائن قبل أن يكون كرسي أو عرش أو سماء أو أرض أو جان أو إنس لا يدرك بوهم ولا يقدر بفهم ولا يشغله سائل ولا ينقصه نائل

تمام حمد اس خدا کی جو کرسی و عرش آسمان و زمین جن و انس سب سے پہلے موجود تھا۔ نہ وہم و خیال سے اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے اور نہ عقل و فہم اسے کوئی سوال کرنے والا دوسرے سائلوں سے بے پرواہ نہیں کر سکتا اور نہ بخشش سے اس کی دولت میں کمی آتی ہے۔

ولا ينظر بعين ولا يحد بأين ولا يوصف بالأزواج ولا يخلق بعلاج ولا يدرك بالحواس ولا يقاس بالناس

اور وہ آنکھ کے ذریعہ نہیں دیکھا جا سکتا اور نہ "کہاں ہے" کہہ کر اس کی حد بندی کی جا سکتی ہے، نہ ساتھیوں کے ساتھ اس کی توصیف کی جا سکتی ہے نہ اعضاء و جوارح کے ذریعہ پیدا کرتا ہے نہ حواس سے اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے اور نہ انسانوں پر اس کا قیاس کیا جا سکتا ہے۔

الذي كلم موسى تكليما وأراه من آياته عظيما بلا جوارح ولا أدوات ولا نطق ولا لهوات

وہ خدا کہ جس نے بغیر اعضاء و جوارح کے اور بغیر گویائی اور حلق کے کوّوں کے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور انہیں عظیم آیات دکھلائیں۔

بل إن كنت صادقا أيها المتكلف لوصف ربك فصف جبرائيل وميكائيل وجنود الملائكة المقربين في حجرات القدس مرجحنين متولهة عقولهم أن يحدوا أحسن الخالقين

اے بہ تکلف اپنے پروردگار کی مدح و ثنا کرنے والے اگر تو اپنے خیال میں سچا ہے تو پہلے جبرئیل و میکائیل اور مقرب فرشتوں کے لشکروں کا وصف بیان کر جو مقدس حجروں میں اس حالت میں سر خم کئے ہوئے ہیں کہ ان کی عقلیں حیران و ششدر ہیں کہ وہ اس بہترین خالق کی توصیف کر سکیں

فإنما يدرك بالصفات ذوو الهيئات

صفتوں کے ذریعہ وہ چیزیں پہچانی جاتی ہیں جو شکل و صورت

وَالْأَدَوَاتِ وَمَنْ يَنْقَضِي إِذَا بَلَغَ أَمَدَ حَدِّهِ بِالْفَنَاءِ

اور اعضاء وجوارح رکھتی ہوں اور جو اپنی آخری حد تک پہنچ کر موت کے ذریعہ ختم ہو جائیں۔

فَلَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ أَضَاءَ بِنُورِهِ كُلَّ ظَلَامٍ وَأَظْلَمَ بِظُلْمَتِهِ كُلَّ نُورٍ

پس اس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں جس نے اپنے نور سے تمام تاریکیوں کو روشن کر دیا اور (عدم کی) تاریکی سے ہر نور کو تاریک کر دیا ہے۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ الَّذِي أَلْبَسَكُمُ الرِّيَاشَ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمُ الْمَعَاشَ

اے خدا کے بندو! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہیں لباس سے آراستہ کیا اور تمہارے لئے سامان معیشت مہیا کیا۔

وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا يَجِدُ إِلَى الْبَقَاءِ سُلَّمًا أَوْ إِلَى دَفْعِ الْمَوْتِ سَبِيلًا لَكَانَ ذٰلِكَ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي سُخِّرَ لَهُ مُلْكُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ مَعَ النُّبُوَّةِ وَعَظِيمِ الزُّلْفَةِ

اور اگر کوئی شخص بقاء کے زینہ پر چڑھ سکتا یا موت کو دور کرنے کی راہ پا سکتا تو وہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہوتے جن کے قبضہ میں نبوت اور انتہائی تقرب کے علاوہ جن و انس کے ملک مسخر کر دیئے گئے تھے۔

فَلَمَّا اسْتَوْفَى طُعْمَتَهُ وَاسْتَكْمَلَ مُدَّتَهُ رَمَتْهُ قِسِيُّ الْفَنَاءِ بِنِبَالِ الْمَوْتِ وَأَصْبَحَتِ الدِّيَارُ مِنْهُ خَالِيَةً وَالْمَسَاكِنُ مُعَطَّلَةً، وَوَرِثَهَا قَوْمٌ آخَرُونَ

لیکن جب وہ اپنا آب و دانہ اور مدت (حیات) ختم کر چکے تو فنا کی کمانوں نے موت کے تیروں کا نشانہ بنا دیا۔ شہر ان سے خالی اور گھر ویران ہو گئے اور دوسرے لوگ ان کے وارث ہو گئے۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرُونِ السَّالِفَةِ لَعِبْرَةً أَيْنَ الْعَمَالِقَةُ وَأَبْنَاءُ الْعَمَالِقَةِ أَيْنَ الْفَرَاعِنَةُ وَأَبْنَاءُ الْفَرَاعِنَةِ أَيْنَ أَصْحَابُ مَدَائِنِ الرَّسِّ الَّذِينَ قَتَلُوا النَّبِيِّينَ وَأَطْفَؤُوا سُنَنَ الْمُرْسَلِينَ وَأَحْيَوْا سُنَنَ الْجَبَّارِينَ

یقیناً گزشتہ زمانوں کے حالات تمہارے لئے سبق آموز ہیں۔ کہاں ہیں عمالقہ اور ان کی نسل، کہاں ہیں فرعون اور ان کی اولاد، کہاں ہیں اس کے شہروں کے لوگ جنہوں نے خدا کے نبیوں کو قتل کیا اور پیغمبروں کے راستوں کے چراغ بجھا دیئے اور ظالموں کے طریقوں کو زندہ کر دیا۔

وَأَيْنَ الَّذِينَ سَارُوا بِالْجُيُوشِ وَهَزَمُوا الْأُلُوفَ وَعَسْكَرُوا الْعَسَاكِرَ وَمَدَّنُوا الْمَدَائِنَ

کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے لشکر کشی کر کے ہزاروں کو شکست دی بڑی بڑی فوجیں جمع کیں اور شہر آباد کئے۔

منها

قد لبس للحكمة جنتها وأخذها بجميع أدبها من الإقبال عليها والمعرفة بها والتفرغ لها

وهي عند نفسه ضالته التي يطلبها وحاجته التي يسأل عنها

فهو مغترب إذا اغترب الإسلام وضرب بعسيب ذنبه، وألصق الأرض بجرانه

بقية من بقايا حجته خليفة من خلائف أنبيائه

ثم قال عليه السلام،

أيها الناس إني قد بثثت لكم المواعظ التي وعظ الأنبياء بها أممهم

وأديت إليكم ما أدت الأوصياء إلى من بعدهم

وأدبتكم بسوطي فلم تستقيموا وحدوتكم بالزواجر فلم تستوثقوا

لله أنتم أتتوقعون إماما غيري يطأ بكم الطريق ويرشدكم السبيل

ألا إنه قد أدبر من الدنيا ما كان مقبلا وأقبل منها ما كان مدبرا

وأزمع الترحال عباد الله الأخيار

(اس کا ایک جز)

(امام منتظر[٢]) حکمت کی سپر (زرہ کی طرح) پہنے ہوگا اور اسے اس کے تمام شرائط و آداب سے حاصل کرے گا اور وہ خالص توجہ، معرفت اور علائق دنیا سے بے نیازی ہے؛ چنانچہ وہ اس کے نزدیک اس کی گم شدہ چیز اور اس کی آرزو ہوگی جس کا وہ طالب ہوگا۔

وہ اس وقت نگاہوں سے غائب ہو کر غریب و مسافر ہوگا جب اسلام عالم غربت میں اس اونٹ کے مانند ہوگا جس نے تھک کر گردن زمین پر ڈال دی ہو اور دُم سے پاس آنے والوں کو دُور کر رہا ہو۔

وہ (امام[٢]) خدا کی باقی ماندہ حجتوں میں آخری حجت اور انبیاء کے خلفاء میں آخری خلیفہ ہوگا۔

پھر آپؑ نے فرمایا

اے لوگو میں نے تمہیں اس طرح کی نصیحتیں کی ہیں جیسی انبیاء اپنی امتوں کو کرتے رہے ہیں اور وہی باتیں تم تک پہنچائی ہیں جو اوصیاء بعد والوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔

میں نے تمہیں اپنے تازیانہ سے ادب سکھانا چاہا مگر تم سیدھے نہ ہوئے اور جھڑک سے تمہیں ہنکایا مگر تم یکجا نہ ہوئے۔

خدا ہی سمجھے، کیا تم میرے بعد کسی اور امام کے امیدوار ہو جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا کی جو چیزیں رخ کئے ہوئے تھیں انھوں نے پیٹھ پھیر لی ہے اور جو پیٹھ پھیرے ہوئے تھیں انہوں نے رخ کر لیا ہے۔

خدا کے نیک بندوں نے کوچ کا پورا ارادہ کر لیا ہے اور

وَبَاعُوا قَلِيلًا مِنَ الدُّنْيَا لَا يَبْقَى بِكَثِيرٍ مِنَ الْآخِرَةِ لَا يَفْنَى

تو جانے والی تھوڑی دنیا دے کر ہمیشہ رہنے والی بہت سی آخرت خرید لی ہے ۔

مَا ضَرَّ إِخْوَانَنَا الَّذِينَ سُفِكَتْ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ بِصِفِّينَ أَنْ لَا يَكُونُوا الْيَوْمَ أَحْيَاءً يُسِيغُونَ الْغُصَصَ وَيَشْرَبُونَ الرَّنْقَ قَدْ وَاللهِ لَقُوا اللهَ فَوَفَّاهُمْ أُجُورَهُمْ وَأَحَلَّهُمْ دَارَ الْأَمْنِ بَعْدَ خَوْفِهِمْ

ہمارے جن ساتھیوں کا خون جنگ صفین میں بہایا گیا انہیں اس سے کیا نقصان پہنچا سوا اس کے کہ وہ اگر آج موجود ہوتے تو تلخ گھونٹ گوارا کرتے اور گندلا پانی پیتے ۔ خدا کی قسم انہوں نے اللہ سے ملاقات کی اس نے انہیں پوری جزا دی اور خوف وہراس کے بعد انہیں امن وسلامتی کے گھر میں اتار دیا ۔

أَيْنَ إِخْوَانِي الَّذِينَ رَكِبُوا الطَّرِيقَ وَمَضَوْا عَلَى الْحَقِّ أَيْنَ عَمَّارٌ وَأَيْنَ ابْنُ التَّيِّهَانِ وَأَيْنَ ذُو الشَّهَادَتَيْنِ وَأَيْنَ نُظَرَاؤُهُمْ مِنْ إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ تَعَاقَدُوا عَلَى الْمَنِيَّةِ وَأُبْرِدَ بِرُؤُوسِهِمْ إِلَى الْفَجَرَةِ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى لِحْيَتِهِ الشَّرِيفَةِ الْكَرِيمَةِ فَأَطَالَ الْبُكَاءَ

ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

میرے وہ بھائی کہاں ہیں جو سیدھی راہ پر چلتے رہے اور (اس دنیا سے) حق پر گزر گئے ۔ کہاں ہیں عمارؓ؟ کہاں ہیں ابن تیہان، کہاں ہیں ذوالشہادتین؟ اور کہاں ہیں ان کے ایسے دوسرے بھائی جو مرنے کا عہد کر چکے تھے اور ان کے سر فاجروں کے پاس بھیج دیئے گئے ۔

نوف کہتے ہیں اس کے بعد حضرتؑ نے اپنا ہاتھ اپنی ریش مبارک پر پھیرا اور دیر تک روتے رہے ۔

پھر فرمایا!

أَوِّهِ عَلَى إِخْوَانِي الَّذِينَ تَلَوُا الْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوهُ وَتَدَبَّرُوا الْفَرْضَ فَأَقَامُوهُ أَحْيَوُا السُّنَّةَ وَأَمَاتُوا الْبِدْعَةَ دُعُوا لِلْجِهَادِ فَأَجَابُوا وَوَثِقُوا بِالْقَائِدِ فَاتَّبَعُوهُ

آہ میرے وہ بھائی جنہوں نے قرآن پڑھا تو (اپنے عمل سے) اسے مضبوط کیا اپنے فرض کو سوچا سمجھا اور اسے ادا کیا ۔ سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو موت کے گھاٹ اتار دیا جہاد کے لئے انہیں بلایا گیا تو انہوں نے لبیک کہی اپنے پیشوا پر یقین رکھا اور اس کی پیروی کی ۔

ثُمَّ نَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ

الْجِهَادَ الْجِهَادَ عِبَادَ اللهِ أَلَا وَإِنِّي مُعَسْكِرٌ فِي يَوْمِي هَذَا فَمَنْ أَرَادَ الرَّوَاحَ إِلَى اللهِ فَلْيَخْرُجْ

پھر آپؑ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا ۔

جہاد جہاد، اے خدا کے بندو! آگاہ رہو کہ میں آج لشکر کو ترتیب دے رہا ہوں جو خدا کی طرف جانا چاہتا ہے وہ نکل کھڑا ہو ۔

قَالَ نَوْفٌ: وَعَقَدَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ. وَلِقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ وَلِأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ وَلِغَيْرِهِمْ عَلَىٰ أَعْدَادٍ أُخَرَ وَهُوَ يُرِيدُ الرَّجْعَةَ إِلَىٰ صِفِّينَ

نوف کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت نے دس ہزار سپاہیوں پر امام حسین علیہ السلام کو اور دس ہزار پر قیس ابن سعد کو اور دس ہزار پر ابو ایوب انصاری کو سردار مقرر کیا اور دوسرے لوگوں کو مختلف تعداد کے دستوں پر امیر مقرر فرمایا اور آپؑ صفین کی طرف پلٹ کر جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

فَمَا دَارَتِ الْجُمُعَةُ حَتَّىٰ ضَرَبَهُ الْمَلْعُونُ ابْنُ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَتَرَاجَعَتِ الْعَسَاكِرُ

لیکن ایک ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ملعون ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ نے آپؑ کے سر اقدس پر ضرب لگائی جس سے یہ سب لشکر پلٹ گئے۔

فَكُنَّا كَأَغْنَامٍ فَقَدَتْ رَاعِيَهَا تَخْتَطِفُهَا الذِّئَابُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

اور ہماری حالت ان بھیڑ بکریوں کی طرح ہو گئی جو اپنے چرواہے سے محروم ہو گئی ہوں اور بھیڑیے انہیں ہر طرف سے اچک کر لے جا رہے ہوں۔

ـ۱ عمالقہ، عملیق ابن لاوز بن ارم بن سام بن نوح بادشاہ یمن و حجاز کی اولاد میں ایک بہت دولتمند شاخ۔

ـ۲ فراعنہ، مصر کے فرعون اور ان کی اولاد۔

ـ۳ رس، ایک بڑے کوئیں کا نام تھا جہاں لوگ جمع ہوتے تھے وہاں ایک صنوبر کا درخت تھا جو یافث بن نوح نے لگایا تھا۔ وہ اس کی پوجا کیا کرتے تھے خدا نے انہیں نیست و نابود کر دیا۔

ـ۴ عمار بنؓ یاسر جو جنگ صفین میں نوے سال سے زیادہ عمر میں شہید ہوئے۔

ـ۵ ابن تیہان، ابو الہیثم بن تیہان۔

ـ۶ ذو الشہادتین، ابو عمارہ خزیمہ بن ثابت انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے ان کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔

خطبہ نمبر ۱۸۲

وعظ و نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَعْرُوفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ

تمام حمد اس اللہ کی جو بغیر دیکھے ہوئے پہچانا ہوا ہے اور بغیر

الخالقِ مِنْ غَيْرِ مَنْصَبَةٍ
خَلَقَ الْخَلَائِقَ بِقُدْرَتِهِ وَاسْتَعْبَدَ الْأَرْبَابَ بِعِزَّتِهِ وَسَادَ الْعُظَمَاءَ بِجُودِهِ

تھکن کے (ہر شئی) کا خالق ہے۔
اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور اپنی عزت کی وجہ سے فرمانرواؤں سے اپنی بندگی کرائی اور اپنے جود و عطا کی وجہ سے باعظمت لوگوں پر سرداری کی۔

وَهُوَ الَّذِي أَسْكَنَ الدُّنْيَا خَلْقَهُ وَبَعَثَ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ رُسُلَهُ لِيَكْشِفُوا لَهُمْ عَنْ غِطَائِهَا وَلِيُحَذِّرُوهُمْ مِنْ ضَرَّائِهَا وَلِيَضْرِبُوا لَهُمْ أَمْثَالَهَا وَلِيُبَصِّرُوهُمْ عُيُوبَهَا

وہ وہی خدا ہے جس نے اپنی مخلوق کو دنیا میں آباد کیا اور جنوں اور انسانوں کی طرف اپنے پیغمبر بھیجے تاکہ وہ ان کے سامنے دنیا کو بے نقاب کر دیں اور اس کے نقصانات سے انہیں ڈرائیں اور اس کی بے وفائی کی مثالیں انہیں سنائیں اور اس کے عیوب سمجھائیں۔

وَلِيَهْجُمُوا عَلَيْهِمْ بِمُعْتَبَرٍ مِنْ تَصَرُّفِ مَصَاحِّهَا وَأَسْقَامِهَا وَحَلَالِهَا وَحَرَامِهَا وَمَا أَعَدَّ اللهُ لِلْمُطِيعِينَ مِنْهُمْ وَالْعُصَاةِ مِنْ جَنَّةٍ وَنَارٍ وَكَرَامَةٍ وَهَوَانٍ

اور انہیں دنیا کی صحت، بیماری کے تغیرات سے عبرت دلائیں اور اس کے حلال و حرام، اطاعت گزاروں کے لئے جنت اور نافرمانوں کے لئے دوزخ اور عزت و ذلت کا جو سامان اس نے مہیا کیا ہے انہیں پہنچائیں۔

أَحْمَدُهُ إِلَى نَفْسِهِ كَمَا اسْتَحْمَدَ إِلَى خَلْقِهِ وَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا وَلِكُلِّ قَدْرٍ أَجَلًا وَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابًا

میں اس کی ویسی حمد کرتا ہوں جیسی حمد اس نے اپنی مخلوق سے چاہی ہے اور اس نے ہر شئی کی ایک مقدار اور ہر مقدار کی ایک مدت اور ہر مدت کو نوشتہ تقدیر مقرر کیا ہے۔

(منها)

(اس کا ایک جز)

فَالْقُرْآنُ آمِرٌ زَاجِرٌ وَصَامِتٌ نَاطِقٌ حُجَّةُ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ أَخَذَ عَلَيْهِمْ مِيثَاقَهُ وَارْتَهَنَ عَلَيْهِ أَنْفُسَهُمْ أَتَمَّ نُورَهُ وَأَكْمَلَ بِهِ دِينَهُ

پس قرآن نیکی کا حکم دیتا ہے برائی سے منع کرتا ہے چپ رہنے کے باوجود بول رہا ہے دنیا پر خدا کی حجت ہے جس پر عمل کا اس نے بندوں سے عہد لے لیا ہے اور انہیں اس کا پابند کر دیا ہے اس نے نور کو کامل اور اس کے ذریعہ دین کو مکمل کر دیا ہے۔

وَقَبَضَ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ فَرَغَ إِلَى الْخَلْقِ مِنْ أَحْكَامِ الْهُدَى بِهِ

اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس وقت اٹھایا جب وہ قرآن کے ذریعہ لوگوں کو ان احکام کی تبلیغ سے فارغ ہو چکے تھے جو ان کی ہدایت کا باعث ہیں۔

فَعَظِّمُوا مِنْهُ سُبْحَانَهُ مَا عَظَّمَ مِنْ نَفْسِهِ

لہٰذا حق سبحانہ و تعالیٰ کو اتنی عظمت سے یاد کرو جتنی خود اس نے اپنی عظمت بیان کی ہے۔

فَإِنَّهُ لَمْ يُخْفِ عَنْكُمْ شَيْئاً مِنْ دِينِهِ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئاً رَضِيَهُ أَوْ كَرِهَهُ إِلَّا وَجَعَلَ لَهُ عَلَماً بَادِياً وَآيَةً مُحْكَمَةً تَزْجُرُ عَنْهُ أَوْ تَدْعُو إِلَيْهِ

کیوں کہ اس نے اپنے دین کی کوئی بات تم سے پوشیدہ نہیں رکھی خواہ وہ اس کی پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ اس نے اس کے لئے واضح علامت اور مضبوط نشان قائم کر دیا ہے جو ناپسند امور سے روکے اور پسندیدہ امور کی طرف دعوت دے۔

فَرِضَاهُ فِيمَا بَقِيَ وَاحِدٌ وَسَخَطُهُ فِيمَا بَقِيَ وَاحِدٌ

آئندہ بھی وہ انہی کاموں سے راضی رہے گا جن سے اب راضی ہے اور انہی افعال پر ناراض ہوگا جن سے اب ناراض ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرْضَى عَنْكُمْ بِشَيْءٍ سَخِطَهُ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَلَنْ يَسْخَطَ عَلَيْكُمْ بِشَيْءٍ رَضِيَهُ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّمَا تَسِيرُونَ فِي أَثَرٍ بَيِّنٍ وَتَتَكَلَّمُونَ بِرَجْعِ قَوْلٍ قَدْ قَالَهُ الرِّجَالُ مِنْ قَبْلِكُمْ

یاد رکھو کہ وہ تم سے کسی ایسی بات پر ہرگز خوش نہ ہوگا جس پر تمہارے اگلوں سے ناراض ہو چکا ہو اور نہ تم سے کسی ایسی بات پر ناراض ہوگا جس پر تمہارے اگلوں سے راضی ہو چکا ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ تم پر واضح نشانوں پر چلتے رہو اور وہی قول دہراتے رہو جو تم سے پہلے گزرنے والوں نے کیا ہے۔

قَدْ كَفَاكُمْ مَؤُونَةَ دُنْيَاكُمْ وَحَثَّكُمْ عَلَى الشُّكْرِ وَافْتَرَضَ مِنْ أَلْسِنَتِكُمُ الذِّكْرَ

اس نے تمہاری دنیاوی ضروریات کو ذمہ لے لیا ہے اور تمہیں شکرگزار رہنے پر آمادہ کیا ہے اور تم پر فرض کر دیا ہے کہ اپنی زبان سے اس کا ذکر کرتے رہو۔

وَأَوْصَاكُمْ بِالتَّقْوَى وَجَعَلَهَا مُنْتَهَى رِضَاهُ وَحَاجَتَهُ مِنْ خَلْقِهِ

اور تمہیں تقویٰ و پرہیزگاری کی وصیت کی ہے اور اس کو اپنی خوشنودی کی آخری حد اور مخلوق سے اپنا مطالبہ قرار دیا ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِعَيْنِهِ وَنَوَاصِيكُمْ بِيَدِهِ وَتَقَلُّبُكُمْ فِي قَبْضَتِهِ وَإِنْ أَسْرَرْتُمْ عَلِمَهُ وَإِنْ أَعْلَنْتُمْ كَتَبَهُ

پس اس خدا سے ڈرو جس کی نظروں میں ہو جس کی قدرت میں تمہاری پیشانیاں اور جس کے قبضہ میں تمہارا اٹھنا بیٹھنا ہے جو بات تم راز میں رکھو وہ جانتا ہے اور جو ظاہر کرو وہ لکھ لیتا ہے۔

قَدْ وَكَّلَ بِكُمْ حَفَظَةً كِرَاماً لَا يُسْقِطُونَ حَقّاً وَلَا يُثْبِتُونَ بَاطِلاً

اس نے تم پر نگرانی کرنے والے مکرم (فرشتے) مقرر کر رکھے ہیں جو کسی حق کو نظر انداز اور کسی غلط بات کو درج نہیں کرتے

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً مِنَ الْفِتَنِ وَنُوراً مِنَ الظُّلَمِ

اور جان لو کہ جو خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے فتنوں سے نکلنے کی راہ نکال دے گا اور تاریکی سے روشنی میں لے آئے گا اور

وَيُخَلِّدُهُ فِيمَا اشْتَهَتْ نَفْسُهُ، وَيُنْزِلُهُ مَنْزِلَ الْكَرَامَةِ عِنْدَهُ، فِي دَارٍ اصْطَنَعَهَا لِنَفْسِهِ، ظِلُّهَا عَرْشُهُ، وَنُورُهَا بَهْجَتُهُ، وَزُوَّارُهَا مَلَائِكَتُهُ، وَرُفَقَاؤُهَا رُسُلُهُ. فَبَادِرُوا الْمَعَادَ، وَسَابِقُوا الْآجَالَ، فَإِنَّ النَّاسَ يُوشِكُ أَنْ يَنْقَطِعَ بِهِمُ الْأَمَلُ، وَيَرْهَقَهُمُ الْأَجَلُ، وَيُسَدَّ عَنْهُمْ بَابُ التَّوْبَةِ. فَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي مِثْلِ مَا سَأَلَ إِلَيْهِ الرَّجْعَةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَأَنْتُمْ بَنُو سَبِيلٍ، عَلَى سَفَرٍ مِنْ دَارٍ لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ، وَقَدْ أُوذِنْتُمْ مِنْهَا بِالِارْتِحَالِ، وَأُمِرْتُمْ فِيهَا بِالزَّادِ.

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ لِهَذَا الْجِلْدِ الرَّقِيقِ صَبْرٌ عَلَى النَّارِ، فَارْحَمُوا نُفُوسَكُمْ، فَإِنَّكُمْ قَدْ جَرَّبْتُمُوهَا فِي مَصَائِبِ الدُّنْيَا. أَفَرَأَيْتُمْ جَزَعَ أَحَدِكُمْ مِنَ الشَّوْكَةِ تُصِيبُهُ، وَالْعَثْرَةِ تُدْمِيهِ، وَالرَّمْضَاءِ تُحْرِقُهُ؟ فَكَيْفَ إِذَا كَانَ بَيْنَ طَابَقَيْنِ مِنْ نَارٍ، ضَجِيعَ حَجَرٍ، وَقَرِينَ شَيْطَانٍ! أَعَلِمْتُمْ أَنَّ مَالِكاً إِذَا غَضِبَ عَلَى النَّارِ حَطَمَ بَعْضُهَا بَعْضاً لِغَضَبِهِ، وَإِذَا زَجَرَهَا تَوَثَّبَتْ بَيْنَ أَبْوَابِهَا جَزَعاً مِنْ زَجْرَتِهِ!

أَيُّهَا الْيَفَنُ الْكَبِيرُ، الَّذِي قَدْ لَهَزَهُ الْقَتِيرُ، كَيْفَ أَنْتَ إِذَا الْتَحَمَتْ أَطْوَاقُ

اسے ہمیشہ اس کے حسب دل خواہ مقام پر رکھے گا اور اپنے پاس بزرگی کی جگہ پر اُتارے گا۔ ایسے گھر میں جسے اس نے اپنے لئے منتخب کیا ہے جس کی چھت عرش اور روشنی جمال قدرت، ملاقات کرنے والے ملائکہ اور رفیق انبیاء و مرسلین ہیں۔

تو اب معاد کی طرف بڑھو، عمل خیر کرنے میں موت پر سبقت کرو کیونکہ قریب ہے کہ لوگوں کی اُمیدیں قطع ہو جائیں اور موت ان پر چھا جائے اور ان کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے کیونکہ تم ایسے مقام پر ہو جہاں عمل کرنے کا موقع ہے جس کی طرف تم سے پہلے گزرنے والے پلٹنے کی تمنا کرتے رہے۔ تم ایسے گھر سے سفر کر رہے ہو جو تمہارے رہنے کا نہیں ہے۔ اور تمہیں یہاں سے کوچ کرنے کا پیغام دیا جا چکا ہے اور اس میں زاد راہ مہیا کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے۔

یاد رکھو کہ اس نازک کھال میں آتش دوزخ کی برداشت نہیں ہے کیا تم نے اپنے میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ کانٹا چبھ جانے یا ایسی ٹھوکر کھانے سے جو لہو لہان کر دے یا ایسی گرم ریت پر جو (جسم کو) جلادے کس طرح فریاد کرتا ہے۔

تو پھر اس وقت کیا حالت ہو گی جب آگ کا اوڑھنا بچھونا (تپتے ہوئے) پتھر کا ساتھ لیٹنا اور شیطان کے ساتھ رہنا ہو گا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب (خازن جہنم) مالک آگ پر غصہ کرتا ہے تو وہ اس غصہ سے بھڑک کر ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتی ہے اور جب اسے جھڑکتا ہے تو اس کی جھڑکیوں سے بے قرار ہو کر دوزخ کے دروازوں میں اچھلنے لگتی ہے۔ اے بوڑھے کھوسٹ جس پر بڑھاپا چھا گیا ہے اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب آگ کے طوق گردن کی ہڈیوں کے پیوست

النّار بعظامِ الأعناقِ ونشبتِ الجوامعُ حتّى أكلتْ لحومَ السّواعدِ

ہوں گے اور آگ کی ہتھکڑیاں کلائیوں کا گوشت کھا لیں گی۔

فاللهَ اللهَ معشرَ العبادِ وأنتم سالمونَ في الصّحّةِ قبلَ السّقمِ وفي الفسحةِ قبلَ الضّيقِ

خدا کے بندو تم آج بیماریوں سے پہلے صحت میں اور تنگی سے پہلے وسعت میں ہو۔

فاسعوا في فكاكِ رقابِكم من قبلِ أن تغلقَ رهائنُها

قبل اس کے تمہاری گردنیں اس طرح گروی ہو جائیں کہ چھڑائی نہ جا سکیں انہیں چھڑانے کی کوشش کرو۔

أسهروا عيونَكم وأضمروا بطونَكم واستعملوا أقدامَكم وأنفقوا أموالَكم وخذوا من أجسادِكم فجودوا بها على أنفسِكم ولا تبخلوا بها عنها

اپنی آنکھیں بیدار اور شکم لاغر رکھو اور اپنے قدموں کو کام میں لاؤ اپنے مال راہ خدا میں صرف کرو، اپنے جسموں کی مادی قوتیں اپنے نفسوں پر صرف کرو اور ان پر خرچ کرنے میں بخل نہ کرو۔

فقد قالَ اللهُ سبحانَه إن تنصروا اللهَ ينصرْكم ويثبّتْ أقدامَكم وقالَ تعالى من ذا الّذي يقرضُ اللهَ قرضاً حسناً فيضاعفَه له وله أجرٌ كريمٌ

کیونکہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کون ہے جو خدا کو قرضہ حسنہ دے خدا اس کا اجر دگنا کر دے گا اور اس کے لئے اچھی جزا ہے۔

فلم يستنصرْكم من ذلٍّ ولم يستقرضْكم من قلٍّ

خداوند عالم نے کسی کمزوری کی وجہ سے تم سے مدد نہیں مانگی نہ (مال کی) کمی کی وجہ سے قرض مانگا ہے۔

استنصرَكم وله جنودُ السّماواتِ والأرضِ وهو العزيزُ الحكيمُ واستقرضَكم وله خزائنُ السّماواتِ والأرضِ وهو الغنيُّ الحميدُ وإنّما أرادَ أن يبلوَكم أيُّكم أحسنُ عملاً

اس نے تم سے مدد چاہی ہے حالانکہ اس کے پاس سارے آسمان و زمین کے لشکر موجود ہیں اور وہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔ اس نے تم سے قرض مانگا ہے حالانکہ اس کے پاس آسمان و زمین کے خزانے موجود ہیں اور وہ غنی اور لائق حمد ہے۔ اس نے یہ چاہا کہ تمہیں آزما کر دیکھ لے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔

فبادروا بأعمالِكم تكونوا مع جيرانِ اللهِ في دارِه رافقَ بهم رسلَه وأزارَهم ملائكتَه

پس تم عمل کے ساتھ آگے بڑھو تاکہ تم اس کے ان ہمسایوں کے ساتھ اس کے گھر (جنت) میں رہو جس میں خدا نے پیغمبروں کو رفیق بنایا ہے اور فرشتوں کو ان کی زیارت کا حکم دیا ہے۔

وَأَكْرَمَ أَسْمَاعَهُمْ أَنْ تَسْمَعَ حَسِيسَ نَارٍ أَبَداً وَصَانَ أَجْسَادَهُمْ أَنْ تَلْقَى لُغُوباً وَنَصَباً
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ
أَقُولُ مَا تَسْمَعُونَ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى نَفْسِي وَأَنْفُسِكُمْ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

اس نے ان کے کانوں کو محفوظ رکھا ہے کہ آتش دوزخ کا بھنک بھی احساس بھی نہ ہونے پائے اور ان کے جسموں کو محفوظ رکھا ہے کہ کبھی انہیں رنج یا تھکن کی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور وہ عظیم فضل کا مالک ہے۔
میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو خدا ہی میرے اور تمہارے نفسوں کا مددگار ہے اور وہی میرے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

خطبہ نمبر ۱۸۳

برج بن مسہر طائی سے خطاب

قَالَهُ لِلْبُرْجِ بْنِ مُسْهِرٍ الطَّائِيِّ وَقَدْ قَالَ لَهُ بِحَيْثُ يَسْمَعُهُ: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ وَكَانَ مِنَ الْخَوَارِجِ
أُسْكُتْ قَبَّحَكَ اللّٰهُ يَا أَثْرَمُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ ظَهَرَ الْحَقُّ فَكُنْتَ فِيهِ ضَئِيلاً شَخْصُكَ خَفِيّاً صَوْتُكَ حَتّٰى إِذَا نَعَرَ الْبَاطِلُ نَجَمْتَ نُجُومَ قَرْنِ الْمَاعِزِ

برج بن مسہر طائی نے جو خوارج میں سے تھا (لاحکم الا للہ) "حکم کا اختیار صرف خدا کو ہے" کا نعرہ اس طرح بلند کیا کہ حضرتؑ سن لیں آپؑ نے فرمایا۔
خاموش خدا تیرا برا کرے اے شکستہ دانتوں والے خدا کی قسم جب حق ظاہر ہوا تو اس وقت تو ذلیل اور تیری آواز پست تھی اور اب جب باطل زور سے چیخا ہے تو تو بھی بکری کے سینگ کی طرح ابھر آیا ہے۔

خطبہ نمبر ۱۸۴

حیوانات کی خلقت میں قدرت کی صناعیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا تُدْرِكُهُ الشَّوَاهِدُ وَلَا تَحْوِيهِ الْمَشَاهِدُ وَلَا تَرَاهُ

تمام حمد اللہ کے لئے ہے جسے مشاہدہ کرنے والے دیکھ نہیں سکتے جگہیں اسے گھیر نہیں سکتیں۔ آنکھیں اسے دیکھ نہیں

النَّوَاظِرُ وَلَا تَحْجُبُهُ السَّوَاتِرُ.

سکیں، پردے اُسے چھپا نہیں سکتے۔

الدَّالِّ عَلَى قِدَمِهِ بِحُدُوثِ خَلْقِهِ عَلَى وُجُودِهِ وَبِاشْتِبَاهِهِمْ عَلَى أَنْ لَا شِبْهَ لَهُ.

وہ مخلوقات کے حادث ہونے سے اپنے قدیم ہونے کا اور مخلوقات کے حادث ہونے سے اپنے وجود کا اور ان کے باہم مشابہ ہونے سے اپنے بے مثل و بے نظیر ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

الَّذِي صَدَقَ فِي مِيعَادِهِ، وَارْتَفَعَ عَنْ ظُلْمِ عِبَادِهِ. وَقَامَ بِالْقِسْطِ فِي خَلْقِهِ وَعَدَلَ عَلَيْهِمْ فِي حُكْمِهِ.

وہ اپنے وعدہ میں سچا اور بندوں پر ظلم کرنے سے بالاتر ہے وہ اپنی مخلوق میں عدل پر قائم ہے اور انصاف سے حکم دیتا ہے۔

مُسْتَشْهِدٌ بِحُدُوثِ الْأَشْيَاءِ عَلَى أَزَلِيَّتِهِ، وَبِمَا وَسَمَهَا بِهِ مِنَ الْعَجْزِ عَلَى قُدْرَتِهِ، وَبِمَا اضْطَرَّهَا إِلَيْهِ مِنَ الْفَنَاءِ عَلَى دَوَامِهِ.

وہ تمام چیزوں کے نیست سے ہست ہونے سے اپنے قدیم ہونے پر اور ان کی عاجزی کے نشانوں سے اپنی قدرت پر ان کے بے اختیار فنا ہو جانے سے اپنی ہمیشگی پر گواہی حاصل کرنے والا ہے۔

وَاحِدٌ لَا بِعَدَدٍ، وَدَائِمٌ لَا بِأَمَدٍ، وَقَائِمٌ لَا بِعَمَدٍ،

وہ شمار میں آئے بغیر ایک (یکتا) ہے اور کسی مدت کے بغیر ہمیشہ ہے اور (ستون) اعضاء کے سہارے کے بغیر قائم ہے۔

تَتَلَقَّاهُ الْأَذْهَانُ لَا بِمُشَاعَرَةٍ، وَتَشْهَدُ لَهُ الْمَرَائِي لَا بِمُحَاضَرَةٍ.

حواس کے بغیر ذہن اسے قبول کرتے ہیں اس کے دربار میں حضور کے بغیر نظر آنے والی چیزیں اس کے وجود کی گواہی دیتی ہیں۔

لَمْ تُحِطْ بِهِ الْأَوْهَامُ، بَلْ تَجَلَّى لَهَا بِهَا، وَبِهَا امْتَنَعَ مِنْهَا وَإِلَيْهَا حَاكَمَهَا.

عقلیں اسے گھیر نہیں سکتیں بلکہ وہ عقلوں ہی کے لئے آشکار ہوا ہے اور عقلوں ہی کے ذریعہ عقل و فہم میں آنے سے مانع ہے اور انہی کو حکم مقرر کیا ہے۔

لَيْسَ بِذِي كِبَرٍ امْتَدَّتْ بِهِ النِّهَايَاتُ فَكَبَّرَتْهُ تَجْسِيمًا، وَلَا بِذِي عِظَمٍ تَنَاهَتْ بِهِ الْغَايَاتُ فَعَظَّمَتْهُ تَجْسِيدًا. بَلْ كَبُرَ شَأْنًا، وَعَظُمَ سُلْطَانًا.

وہ اس لحاظ سے بڑا نہیں کہ اس کی حدیں پھیلی ہوئی ہیں جو اسے بڑا کر کے اسے مجسم صورت میں دکھائی ہیں اور نہ اس حیثیت سے عظیم ہے کہ اس کا جسم انتہائی حدوں تک پھیلا ہوا ہے بلکہ وہ شان میں بڑا و اقتدار میں عظیم ہے۔

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ الصَّفِيُّ وَأَمِينُهُ الرَّضِيُّ، صلى الله عليه وآله وسلم.

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور برگزیدہ رسولؐ اور پسندیدہ امین ہیں خداوند عالم ان پر اور ان کے اہل بیتؑ پر رحمت نازل کرے۔

أرسله بوجوب الحجج، وظهور

خدا نے انہیں ناقابل تردید حجتوں اور روشن کامرانی اور شریعت کے راستہ خدا نے انہیں کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعًا بِهَا وَحَمَلَ عَلَى الْمَحَجَّةِ دَالًّا عَلَيْهَا وَأَقَامَ أَعْلَامَ الِاهْتِدَاءِ وَمَنَارَ الضِّيَاءِ، وَجَعَلَ أَمْرَاسَ الْإِسْلَامِ مَتِينَةً وَعُرَى الْإِيمَانِ وَثِيقَةً.

چنانچہ انہوں نے حق کو باطل سے جدا کر کے پیغام ہی پہنچایا، صراط مستقیم دکھا کر لوگوں کو اس راہ پر لگایا، ہدایت کے نشان اور روشنی کے مینار نصب کئے اور اسلام کی رسیوں اور ایمان کی گرہوں کو مضبوط کیا۔

منها

في صفة (عجيب) خلق أصناف من الحيوان۔

ولو فكروا في عظيم القدرة وجسيم النعمة لرجعوا إلى الطريق وخافوا عذاب الحريق ولكن القلوب عليلة والبصائر مدخولة۔ ألا ينظرون إلى صغير ما خلق كيف أحكم خلقه وأتقن تركيبه، وفلق له السمع والبصر۔ وسوى له العظم والبشر۔

انظروا إلى النملة في صغر جثتها ولطافة هيئتها لا تكاد تنال بلحظ البصر، ولا بمستدرك الفكر، كيف دبت على أرضها، وصبت على رزقها، تنقل الحبة إلى جحرها، وتعدها في مستقرها۔ تجمع في حرها لبردها، وفي وردها لصدرها، مكفولة برزقها مرزوقة بوفقها۔ لا يغفلها المنان، ولا يحرمها الديان ولو في الصفا اليابس والحجر الجامس۔

ولو فكرت في مجاري أكلها في علوها وسفلها وما في الجوف من شراسيف بطنها وما في الرأس من عينها وأذنها لقضيت من خلقها عجبا۔ ولقيت من وصفها تعبا۔ فتعالى الذي أقامها على قوائمها، وبناها على دعائمها۔ لم يشركه في فطرتها فاطر، ولم يعنه في خلقها قادر۔

(اس خطبہ کا ایک جز)

(جس میں مختلف قسم کے جانوروں کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر فرمایا ہے)

اور اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرت اور وسیع نعمت پر غور کریں تو سیدھی راہ کی طرف ضرور پلٹ آئیں اور دوزخ کے عذاب سے ڈر جائیں لیکن دل بیمار اور بصیرتیں ناقص ہیں۔

کیا وہ ان چھوٹے چھوٹے جانوروں کی طرف جنہیں اس نے پیدا کیا ہے نہیں دیکھتے کہ اس نے کیوں کر انہیں مستحکم بنایا ہے اور جوڑ بند مناسبت سے جوڑے ہیں انہیں کان اور آنکھ بخشی اور ہڈی اور کھال کو درست طریقہ پر بنایا ہے۔

ذرا اس چیونٹی کے اختصار اور شکل و صورت کی باریکی پر نظر کرو اتنی چھوٹی کہ بمشکل نظر پہنچتی ہے اور نہ فکروں میں سماتی ہیں کیوں کر زمین پر رینگتی پھرتی ہیں اور اپنے رزق کی طرف دوڑتی ہیں اور دانے اپنے بل کی طرف لے جاتی ہیں اور اپنی قیام گاہ میں محفوظ رکھتی ہیں۔ موسم گرما میں جاڑے کے موسم کے لئے اور توانائی کے دنوں میں کمزوری کے دنوں کے لئے ذخیرہ جمع کر لیتی ہیں ان کی روزی کا ذمہ لیا جا چکا ہے اور مناسب حال رزق انہیں پہنچتا رہتا ہے خدائے کریم ان سے غافل نہیں رہتا اور وہ عطا کرنے والا انہیں محروم نہیں رکھتا چاہے وہ خشک چٹان اور سنگ خارہ کے اندر کیوں نہ ہوں۔

اگر تم ان کی غذا کی بلند و پست نالیوں اور ان کے جسم میں پیٹ کی طرف جھکی ہوئی پسلیوں کے کناروں اور ان کے سر میں مختصر سی آنکھوں اور کانوں (کی بناوٹ) پر غور کرو گے تو اس کی صناعی پر تمہیں تعجب ہو گا اور اس کی تعریف میں تھک کر رہ جاؤ گے۔

بلند و برتر ہے وہ خدا جس نے انہیں پیروں پر کھڑا کیا ہے اور ستونوں (اعضاء) پر ان کی بنیاد رکھی ہے۔

ان کے بنانے میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہوا اور نہ ان کے خلق کرنے میں کسی قادر و توانا نے اس کی مدد کی ہے

وَلَوْ ضَرَبْتَ فِي مَذَاهِبِ فِكْرِكَ لِتَبْلُغَ غَايَاتِهِ، مَا دَلَّتْكَ الدَّلَالَةُ إِلَّا عَلَى أَنَّ فَاطِرَ النَّمْلَةِ هُوَ فَاطِرُ النَّخْلَةِ، لِدَقِيقِ تَفْصِيلِ كُلِّ شَيْءٍ وَغَامِضِ اخْتِلَافِ كُلِّ حَيٍّ۔

اور اگر تم فکر کی راہوں میں چل کر اس کی آخری حد تک پہنچ جاؤ تو عقل کی رہبری تمہیں اس نتیجہ تک پہنچا دے گی کہ جو چیونٹی کا پیدا کرنے والا ہے وہی کھجور کے درخت کا خالق ہے کیونکہ ہر چیز کی تفصیل میں لطافت اور ہر جاندار کے فرق میں گہرائی ہے۔

وَمَا الْجَلِيلُ وَاللَّطِيفُ وَالثَّقِيلُ وَالْخَفِيفُ وَالْقَوِيُّ وَالضَّعِيفُ فِي خَلْقِهِ إِلَّا سَوَاءٌ، وَكَذَلِكَ السَّمَاءُ وَالْهَوَاءُ وَالرِّيَاحُ وَالْمَاءُ۔

اسے مخلوق ہونے کی حیثیت سے بڑی، چھوٹی، بھاری، ہلکی، طاقتور، کمزور سب چیزیں یکساں ہیں اسی طرح آسمان، فضا، ہوا اور پانی برابر ہیں۔

فَانْظُرْ إِلَى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنَّبَاتِ وَالشَّجَرِ وَالْمَاءِ وَالْحَجَرِ وَاخْتِلَافِ هَذَا اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَتَفَجُّرِ هَذِهِ الْبِحَارِ وَكَثْرَةِ هَذِهِ الْجِبَالِ، وَطُولِ هَذِهِ الْقِلَالِ وَتَفَرُّقِ هَذِهِ اللُّغَاتِ، وَالْأَلْسُنِ الْمُخْتَلِفَاتِ۔ فَالْوَيْلُ لِمَنْ جَحَدَ الْمُقَدِّرَ وَأَنْكَرَ الْمُدَبِّرَ۔

لہذا تم سورج، چاند، سبزہ، درخت، پانی اور پتھر کی طرف دیکھو اور رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے ان دریاؤں کے جاری ہونے اور ان پہاڑوں کی کثرت اور ان چوٹیوں کی بلندی پر نگاہ دوڑاؤ اور قسم قسم کے لغات اور مختلف زبانوں پر نظر کرو پھر بھی قضاء و قدر کے مالک سے اور نظم و ضبط قائم کرنے والی ذات سے جو انکار کرے اس پر کس قدر افسوس ہے۔

زَعَمُوا أَنَّهُمْ كَالنَّبَاتِ مَا لَهُمْ زَارِعٌ، وَلَا لِاخْتِلَافِ صُوَرِهِمْ صَانِعٌ، وَلَمْ يَلْجَؤُوا إِلَى حُجَّةٍ فِيمَا ادَّعَوْا، وَلَا تَحْقِيقٍ لِمَا أَوْعَوْا۔

ان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ گھاس پھوس کی طرح وہ خود بخود اگ آئے ہیں نہ کوئی ان کا بونے والا ہے اور مختلف صورتوں میں کوئی بنانے والا ہے اپنے اس دعویٰ کی بنا کسی دلیل پر نہیں رکھی اور نہ جو کچھ سنتے رہے ہیں اس کی تحقیق ہے۔

وَهَلْ يَكُونُ بِنَاءٌ مِنْ غَيْرِ بَانٍ، أَوْ جِنَايَةٌ مِنْ غَيْرِ جَانٍ۔

(سوچو تو سہی) کیا کوئی عمارت بنانے والے کے بغیر بن سکتی ہے اور کوئی جرم مجرم کے بغیر ہو سکتا ہے۔

وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ فِي الْجَرَادَةِ، إِذْ خَلَقَ لَهَا عَيْنَيْنِ حَمْرَاوَيْنِ، وَأَسْرَجَ لَهَا حَدَقَتَيْنِ قَمْرَاوَيْنِ۔

اور اگر چاہو تو ٹڈی کے متعلق کیا کہتے ہو جب اس نے اس میں دو لال رنگ کی آنکھیں پیدا کیں اور چاند کی طرح دونوں حلقوں سے چراغ روشن کئے۔

وَجَعَلَ لَهَا السَّمْعَ الْخَفِيَّ، وَفَتَحَ لَهَا الْفَمَ السَّوِيَّ، وَجَعَلَ لَهَا الْحِسَّ الْقَوِيَّ۔

اور اس کے چھوٹے چھوٹے کان بنائے اور منہ کا معتدل شگاف بنایا اور اس کے حس کو قوی قرار دیا۔

وَنَابَيْنِ بِهِمَا تَقْرِضُ، وَمِنْجَلَيْنِ بِهِمَا تَقْبِضُ۔

اور یہ دو دانت بنائے جن سے وہ پتوں کو کاٹتی ہے اور دو پیر جن سے وہ گھاس وغیرہ کو پکڑتی ہے۔

يَرْهَبُهَا الزُّرَّاعُ فِي زَرْعِهِمْ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ذَبَّهَا وَلَوْ أَجْلَبُوا بِجَمْعِهِمْ. حَتَّى تَرِدَ الْحَرْثَ فِي نَزَوَاتِهَا، وَتَقْضِيَ مِنْهُ شَهَوَاتِهَا. وَخَلْقُهَا كُلُّهُ لَا يُكَوِّنُ إِصْبَعاً مُسْتَدِقَّةً.

کاشتکار اپنی زراعت کے بارے میں اس سے خوفزدہ رہتے ہیں اگر وہ اپنی جماعتوں کو سمیٹ کر جمع کریں پھر بھی اس ٹڈی دل کو ہنکانا ان کے بس سے باہر ہے یہاں تک کہ ٹڈی دل کا دل کھیت پر اترتا ہے اور اپنی خواہش پوری کرکے دم لیتا ہے حالانکہ اس کا سارا جسم ایک باریک انگلی کے برابر نہیں ہوتا۔

فَتَبَارَكَ اللهُ الَّذِي يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعاً وَكَرْهاً. وَيُعَفِّرُ لَهُ خَدّاً وَوَجْهاً، وَيُلْقِي إِلَيْهِ بِالطَّاعَةِ سِلْماً وَضَعْفاً، وَيُعْطِي لَهُ الْقِيَادَ رَهْبَةً وَخَوْفاً.

پاک ہے وہ ذات جس کے سامنے آسمان و زمین میں جو بھی ہے خوشی یا مجبوری سے بہرحال سجدے میں گرا ہوا ہے اور اس کے لئے رخسار اور چہرے کو خاک پر مل رہا ہے اور عجز و انکسار کے ساتھ اس کے آگے سرنگوں ہے اور خوف و دہشت سے اپنی قیادت اس کے سپرد کئے ہوئے ہے۔

فَالطَّيْرُ مُسَخَّرَةٌ لِأَمْرِهِ. أَحْصَى عَدَدَ الرِّيشِ مِنْهَا وَالنَّفَسِ، وَأَرْسَى قَوَائِمَهَا عَلَى النَّدَى وَالْيَبَسِ.

پرندے اس کے حکم کے پابند ہیں وہ ان کے پروں اور سانسوں کا عدد بھی جانتا ہے اور ان میں سے کچھ کے پیر تری پر اور کچھ کے خشکی پر جما دیئے ہیں۔

وَقَدَّرَ أَقْوَاتَهَا، وَأَحْصَى أَجْنَاسَهَا. فَهٰذَا غُرَابٌ وَهٰذَا عُقَابٌ. وَهٰذَا حَمَامٌ وَهٰذَا نَعَامٌ.

ان کی روزیاں مقرر کردی ہیں اور ان کے تمام انواع و اقسام پر احاطہ رکھتا ہے کہ یہ کوا ہے یہ عقاب ہے یہ کبوتر ہے اور یہ شترمرغ ہے۔

دَعَا كُلَّ طَائِرٍ بِاسْمِهِ وَكَفَلَ لَهُ بِرِزْقِهِ.

اس نے ہر پرندے کو اس کے نام پر دعوتِ (وجود) دی اور اس کی روزی کا ذمہ لیا۔

وَأَنْشَأَ السَّحَابَ الثِّقَالَ فَأَهْطَلَ دِيَمَهَا وَعَدَّدَ قِسَمَهَا، فَبَلَّ الْأَرْضَ بَعْدَ جُفُوفِهَا وَأَخْرَجَ نَبْتَهَا بَعْدَ جُدُوبِهَا.

اور یہ وزنی بادل پیدا کئے جن سے موسلا دھار بارشیں ہوتی ہیں انہیں مختلف زمینوں پر حصہ رسد بانٹ دیا اور زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد تر کر دیا اور بنجر ہونے کے بعد اس سے سبزہ اگا دیا۔

خطبہ نمبر ۱۸۵

توحید

مِنْ اُصُوْلِ الْعِلْمِ مَا لَا تَجْمَعُهٗ خُطْبَةٌ (غَيْرُهَا)

یہ خطبہ توحید کے بارے میں ہے اور علم کے اصول پر اس طرح حاوی ہے جس طرح کوئی دوسرا خطبہ حاوی نہیں!

مَا وَحَّدَهٗ مَنْ كَيَّفَهٗ وَلَا حَقِيْقَتَهٗ أَصَابَ مَنْ مَثَّلَهٗ، وَلَا إِيَّاهُ عَنٰى مَنْ شَبَّهَهٗ.

جس نے اسے کیفیتوں والا سمجھا اس نے اسے یکتا نہیں سمجھا۔ جس نے اس کا مثل قرار دیا وہ اس کی حقیقت تک نہیں پہنچا اور جس نے اسے کسی کی تشبیہ دی اس نے اس کا ارادہ ہی نہیں کیا۔

وَلَا صَمَدَهٗ مَنْ أَشَارَ إِلَيْهِ وَتَوَهَّمَهٗ.

جس نے اس کی طرف اشارہ کیا اور وہم میں لانا چاہا اس نے اسے بے نیاز نہیں سمجھا۔

كُلُّ مَعْرُوْفٍ بِنَفْسِهٖ مَصْنُوْعٌ. وَكُلُّ قَائِمٍ فِيْ سِوَاهُ مَعْلُوْلٌ.

جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مصنوع ہوتا ہے اور دوسرے کے سہارے پر قائم ہو وہ محتاج ہوتا ہے۔

فَاعِلٌ لَا بِاضْطِرَابِ آلَةٍ مُقَدِّرٌ لَا بِجَوْلِ ذِكْرَةٍ غَنِيٌّ لَا بِاسْتِفَادَةٍ.

وہ آلات کو حرکت میں لائے بغیر کرنے والا ہے وہ فکر کو متحرک کئے بغیر اندازے مقرر کرنے والا ہے وہ دوسروں سے فائدہ حاصل کئے بغیر غنی ہے۔

لَا تَصْحَبُهُ الْأَوْقَاتُ. وَلَا تَرْفِدُهُ الْأَدَوَاتُ سَبَقَ الْأَوْقَاتَ كَوْنُهٗ، وَالْعَدَمَ وُجُوْدُهٗ، وَالْاِبْتِدَاءَ أَزَلُهٗ.

نہ زمانہ اس کا ساتھی ہے اور نہ آلات اس کے مددگار ہیں۔ اس کی ہستی زمانہ سے پیشتر اس کا وجود عدم سے پہلے اور اس کی ازلیت ابتداء (عدم) سے سابق ہے۔

بِتَشْعِيْرِهِ الْمَشَاعِرَ عُرِفَ أَنْ لَا مَشْعَرَ لَهٗ وَبِمُضَادَّتِهٖ بَيْنَ الْأُمُوْرِ عُرِفَ أَنْ لَا ضِدَّ لَهٗ وَبِمُقَارَنَتِهٖ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُرِفَ أَنْ لَا قَرِيْنَ لَهٗ.

چونکہ اس نے شعوری قوتیں ایجاد کی ہیں اس سے ثابت ہوا کہ وہ شعوری آلات نہیں رکھتا اور چونکہ اس نے امور میں ضدیت قرار دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کی ضد محال ہے اور اس نے چیزوں کو ایک دوسرے کے ساتھ رکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے۔

ضَادَّ النُّوْرَ بِالظُّلْمَةِ، وَالْوُضُوْحَ بِالْبُهْمَةِ وَالْجُمُوْدَ بِالْبَلَلِ، وَالْحَرُوْرَ بِالصَّرَدِ.

اس نے نور کو ظلمت کی، روشنی کو اندھیرے کی، خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے۔

مُؤَلِّفٌ بَيْنَ مُتَعَادِيَاتِهَا، مُقَارِنٌ

وہ ایک دوسرے کے دشمن کو باہم جوڑنے والا، متضاد چیزوں ا

بَيْنَ مُتَبَايِنَاتِهَا، مُقَرِّبٌ بَيْنَ مُتَبَاعِدَاتِهَا، مُفَرِّقٌ بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا. لَا يُشْمَلُ بِحَدٍّ وَلَا يُحْسَبُ بِعَدٍّ. وَإِنَّمَا تَحُدُّ الْأَدَوَاتُ أَنْفُسَهَا، وَتُشِيرُ الْآلَةُ إِلَى نَظَائِرِهَا.

ملانے والا، ایک دوسرے سے دور کو قریب کرنیوالا اور ملی ہوئی چیزوں کو الگ الگ کرنے والا ہے۔ وہ کسی حد میں محدود نہیں اور نہ گنتی میں آتا ہے۔ مادی قوتیں ہمیشہ مادی چیزوں کو گھیرا کرتی ہیں۔ اور اپنے جیسوں کی طرف اشارہ کر سکتی ہے۔

مَنَعَتْهَا مُنْذُ الْقِدْمَةَ، وَحَمَتْهَا قَدُ الْأَزَلِيَّةَ، وَجَنَّبَتْهَا لَوْلَا التَّكْمِلَةَ.

لفظ منذ نے انہیں قدیم ہونے سے منع کر دیا ہے اور لفظ قد نے انہیں ازلی ہونے سے روک دیا ہے اور لفظ لولا نے انہیں کمال سے الگ کر دیا ہے۔

بِهَا تَجَلَّى صَانِعُهَا لِلْعُقُولِ، وَبِهَا امْتَنَعَ عَنْ نَظَرِ الْعُيُونِ.

انہی کے ذریعہ ان کا ایجاد کرنے والا عقلوں پر جلوہ گر ہوا ہے اور انہی کی وجہ سے وہ دیدار سے بری ہے۔

لَا يَجْرِي عَلَيْهِ السُّكُونُ وَالْحَرَكَةُ، وَكَيْفَ يَجْرِي عَلَيْهِ مَا هُوَ أَجْرَاهُ، وَيَعُودُ فِيهِ مَا هُوَ أَبْدَاهُ، وَيَحْدُثُ فِيهِ مَا هُوَ أَحْدَثَهُ.

نہ اس پر سکون طاری ہوتا ہے اور نہ حرکت، اور اس پر وہ چیز کیوں کر طاری ہو سکتی ہے جو خود اس نے مخلوقات پر طاری کی ہو اور وہ چیز اس کی طرف کیونکر پلٹ سکتی ہے جس کی اس نے خود ابتدا کی ہو اور وہ چیز اس میں کیونکر پیدا ہو سکتی ہے جو خود اس نے پیدا کی ہو۔

إِذاً لَتَفَاوَتَتْ ذَاتُهُ، وَلَتَجَزَّأَ كُنْهُهُ، وَلَامْتَنَعَ مِنَ الْأَزَلِ مَعْنَاهُ. وَلَكَانَ لَهُ وَرَاءٌ إِذْ وُجِدَ لَهُ أَمَامٌ. وَلَالْتَمَسَ التَّمَامَ إِذْ لَزِمَهُ النُّقْصَانُ. وَإِذاً لَقَامَتْ آيَةُ الْمَصْنُوعِ فِيهِ، وَلَتَحَوَّلَ دَلِيلاً بَعْدَ أَنْ كَانَ مَدْلُولاً عَلَيْهِ.

اور اگر ایسا ہو تو اس کی ذات متفرق اور اس کی ہستی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور اس کی حقیقت ازلیت سے الگ ہو جائے گی اگر اس کے سامنے کی سمت ہوتی ہو اس کے پیچھے کی سمت بھی ہوتی اگر اس میں کمی آ جاتی تو وہ اسے پورا کرنے کی خواہش کرتا اور اس میں مخلوق کی علامت آ جاتی حالانکہ ساری مخلوق اس کے وجود کی دلیل ہے مگر اس حالت میں وہ خود کسی خالق کے وجود کی دلیل بن جاتا ہے۔

وَخَرَجَ بِسُلْطَانِ الِامْتِنَاعِ مِنْ أَنْ يُؤَثِّرَ فِيهِ مَا يُؤَثِّرُ فِي غَيْرِهِ.

چونکہ اس میں مخلوق کی صفتوں کا ہونا ممنوع ہے اس لئے وہ اس سے پاک ہے کہ اس پر وہ چیز اثر ڈالے جو ممکنات پر اثر ڈالتی ہے۔

الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ، وَلَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الْأُفُولُ.

وہ نہ متغیر ہوتا ہے نہ اسے زوال ہے نہ وہ غروب ہوتا ہے۔

لَمْ يَلِدْ فَيَكُونَ مَوْلُوداً، وَلَمْ يُولَدْ فَيَصِيرَ مَحْدُوداً. جَلَّ عَنِ اتِّخَاذِ الْأَبْنَاءِ، وَطَهُرَ عَنْ مُلَامَسَةِ النِّسَاءِ.

نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے ورنہ محدود ہو جاتا اور وہ اولاد رکھنے سے بلند اور عورتوں کے مس کرنے سے پاک ہے۔

لَا تَنَالُهُ الْأَوْهَامُ فَتُقَدِّرَهُ، وَلَا تَتَوَهَّمُهُ الْفِطَنُ فَتُصَوِّرَهُ، وَلَا تُدْرِكُهُ

وہم و گمان اس تک نہیں پہنچ سکتے کہ اس کا اندازہ کر لیں اور عقلیں اس کا تصور نہیں کر سکتیں کہ اس کی کوئی صورت مقرر کر لیں حواس اس کا

الْحَوَاسُّ فَتُحِسَّهُ، وَلَا تَلْمِسُهُ الْأَيْدِي فَتَمَسَّهُ.

لَا يَتَغَيَّرُ بِحَالٍ، وَلَا يَتَبَدَّلُ بِالْأَحْوَالِ. وَلَا تُبْلِيهِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ، وَلَا يُغَيِّرُهُ الضِّيَاءُ وَالظَّلَامُ.

وَلَا يُوصَفُ بِشَيْءٍ مِنَ الْأَجْزَاءِ، وَلَا بِالْجَوَارِحِ وَالْأَعْضَاءِ، وَلَا بِعَرَضٍ مِنَ الْأَعْرَاضِ، وَلَا بِالْغَيْرِيَّةِ وَالْأَبْعَاضِ. وَلَا يُقَالُ لَهُ حَدٌّ وَلَا نِهَايَةٌ، وَلَا انْقِطَاعٌ وَلَا غَايَةٌ، وَلَا أَنَّ الْأَشْيَاءَ تَحْوِيهِ، فَتُقِلَّهُ أَوْ تُهْوِيَهُ، أَوْ أَنَّ شَيْئاً يَحْمِلُهُ، فَيُمِيلَهُ أَوْ يُعَدِّلَهُ. وَلَيْسَ فِي الْأَشْيَاءِ بِوَالِجٍ، وَلَا عَنْهَا بِخَارِجٍ. يُخْبِرُ لَا بِلِسَانٍ وَلَهَوَاتٍ، وَيَسْمَعُ لَا بِخُرُوقٍ وَأَدَوَاتٍ.

يَقُولُ لِمَنْ أَرَادَ كَوْنَهُ كُنْ فَيَكُونُ، لَا بِصَوْتٍ يَقْرَعُ وَلَا بِنِدَاءٍ يُسْمَعُ.

يُحِبُّ وَيَرْضَى مِنْ غَيْرِ رِقَّةٍ، وَيُبْغِضُ وَيَغْضَبُ مِنْ غَيْرِ مَشَقَّةٍ.

يَقُولُ لِمَنْ أَرَادَ كَوْنَهُ كُنْ فَيَكُونُ، لَا بِصَوْتٍ يَقْرَعُ وَلَا بِنِدَاءٍ يُسْمَعُ.

وَإِنَّمَا كَلَامُهُ سُبْحَانَهُ فِعْلٌ مِنْهُ أَنْشَأَهُ وَمَثَّلَهُ، لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ كَائِناً. وَلَوْ كَانَ قَدِيماً لَكَانَ إِلَهاً ثَانِياً.

لَا يُقَالُ كَانَ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ فَتَجْرِيَ عَلَيْهِ الصِّفَاتُ الْمُحْدَثَاتُ، وَلَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ فَصْلٌ، وَلَا لَهُ عَلَيْهَا فَضْلٌ.

ادراک نہیں کر سکتے کہ اسے محسوس کریں، اور ہاتھ اسے مس نہیں کر سکتے کہ اسے چھو لیں۔

وہ نہ کسی حالت میں متغیر ہوتا ہے، اور نہ ایک حالت سے دوسری حالت میں آتا ہے۔ نہ دن رات اسے کہنہ کرتے ہیں، اور نہ روشنی و تاریکی اس کی حالت بدلتی ہے۔

نہ اسے اجزا و اعضا و جوارح سے متصف کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی عارضی چیز سے اور نہ غیریت کے ساتھ اور حصوں سے۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی کوئی حد و انتہا یا اختتام و منتہا ہے، اور نہ یہ چیزیں اس پر حاوی ہیں کہ اسے بلند کریں یا پست، اور نہ یہ کہ کوئی شے اسے اٹھائے ہوئے ہے کہ وہ چاہے تو اسے موڑ دے اور چاہے سیدھا رکھے۔ نہ وہ چیزوں کے اندر ہے اور نہ باہر۔

وہ زبان، تالو اور جبڑے کی مدد کے بغیر خبر دیتا ہے اور کانوں کے سوراخوں اور آلات کے بغیر سنتا ہے۔

وہ منہ سے بولے بغیر کلام کرتا ہے، یاد کئے بغیر ہر بات کو یاد رکھتا ہے، دل میں رکھے بغیر ارادہ کرتا ہے۔

وہ رقت قلب کے بغیر پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے اور غم و غصہ کی تکلیف کے بغیر دشمنی رکھتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے۔

جسے پیدا کرنا چاہتا ہے فرماتا ہے کہ ہو جا، وہ ہو جاتی ہے، بغیر کسی ایسی آواز کے جو کانوں کے پردوں سے ٹکرائے اور بغیر کسی ایسی صدا کے جو سنی جائے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ کا کلام اس کا وہ فعل ہے جسے اس نے ایجاد کیا ہے اور اس جیسا اس سے قبل نہ تھا، اور اگر یہ کلام قدیم ہوتا تو وہ دوسرا خدا ہوتا۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ پہلے نہ تھا پھر ہو گیا کہ حادث صفتیں اس پر چسپاں کی جائیں، اور قدیم و حادث کے درمیان کوئی فرق نہ رہے، اور نہ اسے ان پر کوئی فضیلت رہے، اور خالق و مخلوق ایک جیسے بن جائیں، اور بنانے والا و

يَسْتَوِي الصَّانِعُ وَالْمَصْنُوعُ، وَيَتَكَافَأَ الْمُبْتَدِعُ وَالْبَدِيعُ.

مصنوع برابر ہو جائیں۔

خَلَقَ الْخَلَائِقَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ، وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَى خَلْقِهَا بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ.

اس نے مخلوقات کو کسی نمونہ کے بغیر پیدا کیا جو اس سے پہلے کسی دوسرے نے قائم کیا ہو نہ اس کے خلق کرنے کے لئے کسی مخلوق سے مدد چاہی۔

وَأَنْشَأَ الْأَرْضَ فَأَمْسَكَهَا مِنْ غَيْرِ اشْتِغَالٍ، وَأَرْسَاهَا عَلَى غَيْرِ قَرَارٍ، وَأَقَامَهَا بِغَيْرِ قَوَائِمَ، وَرَفَعَهَا بِغَيْرِ دَعَائِمَ، وَحَصَّنَهَا مِنَ الْأَوَدِ وَالْاعْوِجَاجِ، وَمَنَعَهَا مِنَ التَّهَافُتِ وَالْانْفِرَاجِ.

اس نے بغیر کسی مشغولیت کے زمین کو خلق کر کے اسے روک رکھا ہے اور بغیر کسی چیز پر ٹھہرے ہوئے اسے برقرار رکھا ہے بغیر ستونوں کے اسے ٹھہرایا اور بغیر کھمبوں کے اسے بلند کیا۔ اسے کجی اور جھکاؤ سے محفوظ رکھا اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور پھٹنے سے بچائے رکھا۔

أَرْسَى أَوْتَادَهَا، وَضَرَبَ أَسْدَادَهَا، وَاسْتَفَاضَ عُيُونَهَا، وَخَدَّ أَوْدِيَتَهَا.

اس نے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا اور پتھروں کو مستحکم بنا دیا اس سے چشمے جاری کئے اور اس کے وادیوں میں پانی کے راستے بنا دیئے۔

فَلَمْ يَهِنْ مَا بَنَاهُ، وَلَا ضَعُفَ مَا قَوَّاهُ.

اس نے جو بنایا اس میں سستی نہیں آنے پائی اور جسے مضبوط بنا دیا اس میں کمزوری نہیں آسکتی۔

هُوَ الظَّاهِرُ عَلَيْهَا بِسُلْطَانِهِ وَعَظَمَتِهِ، وَهُوَ الْبَاطِنُ لَهَا بِعِلْمِهِ وَمَعْرِفَتِهِ، وَالْعَالِي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مِنْهَا بِجَلَالِهِ وَعِزَّتِهِ.

وہ اپنی طاقت اور عظمت کے ساتھ زمین پر غالب ہے اور اپنے علم و معرفت کی وجہ سے اس کے اندرونی حالات سے واقف ہے اور اپنے جلال و عزت کی بنا پر اس کی ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔

لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ مِنْهَا طَلَبَهُ، وَلَا يَمْتَنِعُ عَلَيْهِ فَيَغْلِبَهُ.

وہ اس سے جو چیز طلب کرے وہ اسے عاجز نہیں کر سکتی اور نہ اس سے اپنے آپ کو بچا کر اس پر غالب آسکتی ہے۔

وَلَا يَفُوتُهُ السَّرِيعُ مِنْهَا فَيَسْبِقَهُ، وَلَا يَحْتَاجُ إِلَى ذِي مَالٍ فَيَرْزُقَهُ.

نہ کوئی تیز رفتار اس کے اختیار سے باہر ہو کر آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ وہ کسی مال دار کا محتاج ہے کہ اسے رزق دے۔

خَضَعَتِ الْأَشْيَاءُ لَهُ، وَذَلَّتْ مُسْتَكِينَةً لِعَظَمَتِهِ، لَا تَسْتَطِيعُ الْهَرَبَ مِنْ سُلْطَانِهِ إِلَى غَيْرِهِ فَتَمْتَنِعَ مِنْ نَفْعِهِ وَضَرِّهِ.

ساری کائنات اس کے آگے جھکی ہوئی ہے اور اس کی عظمت کے سامنے ذلیل و خوار ہے اس کی سلطنت سے نکل کر کسی طرف بھاگ نہیں سکتی کہ اس کی بخشش سے بے نیاز اور اس کی گرفت سے محفوظ ہو جائے۔

وَلَا كُفْءَ لَهُ فَيُكَافِئَهُ، وَلَا نَظِيرَ لَهُ فَيُسَاوِيَهُ.

نہ اس کا کوئی ہمسر ہے کہ برابری کر سکے اور نہ کوئی نظیر ہے کہ اس کی ہمسری کر سکے۔

هُوَ الْمُفْنِي لَهَا بَعْدَ وُجُودِهَا، حَتَّى يَصِيرَ مَوْجُودُهَا كَمَفْقُودِهَا، وَلَيْسَ فَنَاءُ الدُّنْيَا بَعْدَ ابْتِدَاعِهَا بِأَعْجَبَ مِنْ إِنْشَائِهَا وَاخْتِرَاعِهَا.

وہی وجود کے بعد انہیں اس طرح فنا کرنے والا ہے کہ جیسے وہ کبھی تھے ہی نہیں اور دنیا کو خلق کرنے کے بعد فنا کر دینا اس سے کتم عدم سے عالم وجود میں لانے سے زیادہ عجیب تر نہیں ہے۔

وَكَيْفَ وَلَوِ اجْتَمَعَ جَمِيعُ حَيَوَانِهَا مِنْ طَيْرِهَا وَبَهَائِمِهَا وَمَا كَانَ مِنْ مُرَاحِهَا وَسَائِمِهَا، وَأَصْنَافِ أَسْنَاخِهَا وَأَجْنَاسِهَا، وَمُتَبَلِّدَةِ أُمَمِهَا وَأَكْيَاسِهَا عَلَى إِحْدَاثِ بَعُوضَةٍ مَا قَدَرَتْ عَلَى إِحْدَاثِهَا، وَلَا عَرَفَتْ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَى إِيجَادِهَا، وَلَتَحَيَّرَتْ عُقُولُهَا فِي عِلْمِ ذٰلِكَ وَتَاهَتْ، وَعَجَزَتْ قُوَاهَا وَتَنَاهَتْ، وَرَجَعَتْ خَاسِئَةً حَسِيرَةً، عَارِفَةً بِأَنَّهَا مَقْهُورَةٌ، مُقِرَّةً بِالْعَجْزِ عَنْ إِنْشَائِهَا، مُذْعِنَةً بِالضَّعْفِ عَنْ إِفْنَائِهَا۔

اور یہ کیوں کر ہو سکتا ہے جب کہ تمام حیوان خواہ پرندے ہوں یا چوپائے پالتو ہوں یا جنگلی جس نوع اور جس قسم کے ہوں اور آدمی بے وقوف ہوں یا عقلمند سب مل کر اگر ایک مچھر کو پیدا کرنا چاہیں تو نہیں پیدا کر سکتے اور نہ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں کر پیدا کیا جانا چاہیے ان کی عقلیں اس کے سمجھنے سے عاجز اور ان کی قوتیں سرگرداں و درماندہ ہو جائیں گی۔

اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ مجبور ہیں اور اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کر دینے کا بھی بس نہیں رکھتے خستہ اور ناکامیاب ہو کر پلٹ آئیں گی۔

وَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَعُودُ بَعْدَ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَحْدَهُ لَا شَيْءَ مَعَهُ۔ كَمَا كَانَ قَبْلَ ابْتِدَائِهَا كَذٰلِكَ يَكُونُ بَعْدَ فَنَائِهَا۔ بِلَا وَقْتٍ وَلَا مَكَانٍ وَلَا حِينٍ وَلَا زَمَانٍ۔

اور یقیناً دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد خدائے وحدہٗ لاشریک اکیلا ہوگا اس کے ساتھ کوئی شے نہ ہوگی جیسا دنیا کی خلقت سے پہلے اکیلا تھا اس طرح اس کے فنا ہو جانے کے بعد وقت و مکان، عہد و زمانہ کے بغیر ہوگا۔

عُدِمَتْ عِنْدَ ذٰلِكَ الْآجَالُ وَالْأَوْقَاتُ، وَزَالَتِ السِّنُونَ وَالسَّاعَاتُ۔ فَلَا شَيْءَ إِلَّا الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الَّذِي إِلَيْهِ مَصِيرُ جَمِيعِ الْأُمُورِ۔

اس وقت مدتیں، اوقات، سال اور گھڑیاں سب نیست و نابود ہو جائیں گے سوائے اس خدائے واحد قہار کے جس کی طرف ہر امر کی بازگشت ہے۔

بِلَا قُدْرَةٍ مِنْهَا كَانَ ابْتِدَاءُ خَلْقِهَا وَبِغَيْرِ امْتِنَاعٍ مِنْهَا كَانَ فَنَاؤُهَا۔ وَلَوْ قَدَرَتْ عَلَى الْامْتِنَاعِ دَامَ بَقَاؤُهَا۔

ان کی ابتدائے خلقت بھی ان کے اختیار سے باہر تھی اور ان کا فنا ہونا بھی ان کی رکاوٹ کے بغیر ہوگا اور اگر وہ رکاوٹ پر قادر ہوتے تو وہ ہمیشہ باقی رہتے۔

لَمْ يَتَكَاءَدْهُ صُنْعُ شَيْءٍ مِنْهَا إِذْ صَنَعَهُ وَلَمْ يَؤُدْهُ مِنْهَا خَلْقُ مَا خَلَقَهُ وَبَرَأَهُ۔

جب اس نے کسی کو بنایا تو اسے اس کے بنانے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی اور نہ جس چیز کو اس نے خلق و ایجاد فرمایا اس کے خلق کرنے نے اسے تھکا دیا۔

وَلَمْ يُكَوِّنْهَا لِتَشْدِيدِ سُلْطَانٍ وَلَا لِخَوْفٍ مِنْ زَوَالٍ وَنُقْصَانٍ، وَلَا لِلْاسْتِعَانَةِ بِهَا عَلَى نِدٍّ مُكَاثِرٍ، وَلَا لِلْاحْتِرَازِ بِهَا مِنْ ضِدٍّ مُثَاوِرٍ۔ وَلَا

اس نے انہیں اس لیے بنایا کہ اپنی جڑیں کی جڑیں مضبوط کرے اور ملک کے زوال یا کمزوری کے خوف سے اور نہ اس لیے کہ کسی بڑھ چڑھ کر آنے والے حریف کے خلاف مدد حاصل کرے اور نہ اس لیے کہ کسی حملہ آور دشمن سے محفوظ رہے اور نہ اس لیے کہ اپنے ملک

لِازْدِيَادٍ بِهَا فِي مُلْكِهِ، وَلَا لِمُكَاثَرَةِ شَرِيكٍ فِي شِرْكِهِ.

وَلَا لِوَحْشَةٍ كَانَتْ مِنْهُ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَأْنِسَ إِلَيْهَا. ثُمَّ هُوَ يُفْنِيهَا بَعْدَ تَكْوِينِهَا لَا لِسَأَمٍ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي تَصْرِيفِهَا وَتَدْبِيرِهَا، وَلَا لِرَاحَةٍ وَاصِلَةٍ إِلَيْهِ، وَلَا لِثِقَلِ شَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهِ. لَمْ يُمِلَّهُ طُولُ بَقَائِهَا فَيَدْعُوَهُ إِلَى سُرْعَةِ إِفْنَائِهَا، وَلٰكِنَّهُ سُبْحَانَهُ دَبَّرَهَا بِلُطْفِهِ، وَأَمْسَكَهَا بِأَمْرِهِ، وَأَتْقَنَهَا بِقُدْرَتِهِ، ثُمَّ يُعِيدُهَا بَعْدَ الْفَنَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ إِلَيْهَا، وَلَا اسْتِعَانَةٍ بِشَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهَا، وَلَا لِانْصِرَافٍ مِنْ حَالِ وَحْشَةٍ إِلَى حَالِ اسْتِئْنَاسٍ، وَلَا مِنْ حَالِ جَهْلٍ وَعَمًى إِلَى حَالِ عِلْمٍ وَالْتِمَاسٍ، وَلَا مِنْ فَقْرٍ وَحَاجَةٍ إِلَى غِنًى وَكَثْرَةٍ، وَلَا مِنْ ذُلٍّ وَضَعَةٍ إِلَى عِزٍّ وَقُدْرَةٍ.

دائرہ وسیع کرے اور نہ اس لئے کہ کسی شریک کے مقابلہ میں اپنی کثرت پر ناز کرے۔

اور نہ اس لئے کہ تنہائی کے وقت گھبرا کر ان سے دل لگائے پھر وہ ان کو بنانے کے بعد فنا کر دے گا نہ اس لئے کہ وہ ان کے ردو بدل اور تدبیر سے تنگ آ گیا ہے اور نہ راحت لینے کے لئے جو (انہیں فنا کر کے) حاصل ہونے کی اُمید ہے نہ اس لئے کہ ان میں سے کسی کا اس پر بوجھ ہے ان کی طویل عمر یں اسے تنگ نہیں کرتیں کہ انہیں جلدی فنا کر دینے کا خیال دے۔

بلکہ خدائے تعالےٰ نے اپنے لطف و کرم سے ان کا انتظام کیا ہے اور اپنے حکم سے انہیں روک رکھا ہے۔ اور اپنی قدرت سے انہیں مضبوط بنایا ہے پھر انہیں فنا کے بعد واپس کرے گا اس لئے نہیں کہ ان میں سے کسی چیز کی اسے حاجت ہے نہ اس لئے کہ ان میں سے کسی سے وہ مدد کا خواہاں ہے اور نہ اس لئے کہ تنہائی کی وحشت انس اور دل بستگی سے بدل جائے اور نہ جہالت اور بے بصیرتی کی حالت سے علم و تجربہ کی حالت میں آنے کے لئے اور نہ فقر و احتیاج کو دولت مندی کثرت مال سے بدلنے کے لئے اور نہ ذلت و پستی کو عزت و طاقت سے تبدیل کرنے کے لئے۔

خطبہ نمبر ۱۸۶

حوادث و فتن

أَلَا بِأَبِي وَأُمِّي هُمْ مِنْ عِدَّةٍ أَسْمَاؤُهُمْ فِي السَّمَاءِ مَعْرُوفَةٌ، وَفِي الْأَرْضِ مَجْهُولَةٌ. أَلَا فَتَوَقَّعُوا مَا يَكُونُ مِنْ إِدْبَارِ أُمُورِكُمْ، وَانْقِطَاعِ وُصَلِكُمْ، وَاسْتِعْمَالِ صِغَارِكُمْ. ذَاكَ حَيْثُ تَكُونُ ضَرْبَةُ السَّيْفِ عَلَى

میرے ماں باپ قربان ہوں وہ لوگ ان گنتی کے چند افراد میں ہیں جن کے نام آسمانوں میں مشہور اور زمین میں نامعلوم ہیں۔

اچھا تو پھر تم مسلسل ناکامیوں اور تعلقات منقطع ہونے اور تمہارے چھوٹوں کے برسرکار آنے کے متوقع رہو۔

یہ وہ وقت ہو گا جب مومن کے لئے حلال کا ایک درہم حاصل

الْمُؤْمِنِ أَهْوَنَ مِنَ الدِّرْهَمِ مِنْ حِلِّهِ۔ ذٰلِكَ حَيْثُ يَكُونُ الْمُعْطَى أَعْظَمَ أَجْرًا مِنَ الْمُعْطِي۔

ذٰلِكَ حَيْثُ تَسْكَرُونَ مِنْ غَيْرِ شَرَابٍ، بَلْ مِنَ النِّعْمَةِ وَالنَّعِيمِ، وَتَحْلِفُونَ مِنْ غَيْرِ اضْطِرَارٍ، وَتَكْذِبُونَ مِنْ غَيْرِ إِخْرَاجٍ۔

وَذٰلِكَ إِذَا عَضَّكُمُ الْبَلَاءُ كَمَا يَعَضُّ الْقَتَبُ غَارِبَ الْبَعِيرِ، مَا أَطْوَلَ هٰذَا الْعَنَاءَ وَأَبْعَدَ هٰذَا الرَّجَاءَ۔

أَيُّهَا النَّاسُ أَلْقُوا هٰذِهِ الْأَزِمَّةَ الَّتِي تَحْمِلُ ظُهُورُهَا الْأَثْقَالَ مِنْ أَيْدِيكُمْ۔ وَلَا تَصَدَّعُوا عَلَى سُلْطَانِكُمْ فَتَذُمُّوا غِبَّ فِعَالِكُمْ۔ وَلَا تَقْتَحِمُوا مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ فَوْرِ نَارِ الْفِتْنَةِ۔ وَأَمِيطُوا عَنْ سَنَنِهَا۔ وَخَلُّوا قَصْدَ السَّبِيلِ لَهَا۔

فَقَدْ لَعَمْرِي يَهْلِكُ فِي لَهَبِهَا الْمُؤْمِنُ وَيَسْلَمُ فِيهَا غَيْرُ الْمُسْلِمِ۔ إِنَّمَا مَثَلِي بَيْنَكُمْ مَثَلُ السِّرَاجِ فِي الظُّلْمَةِ يَسْتَضِيءُ بِهِ مَنْ وَلَجَهَا۔ فَاسْمَعُوا أَيُّهَا النَّاسُ وَعُوا وَأَحْضِرُوا آذَانَ قُلُوبِكُمْ تَفْهَمُوا۔

کرنے سے تلوار کا وار کھانا آسان ہوگا۔

یہ وہ زمانہ ہوگا جب لینے والا (سائل) دینے والے سے زیادہ ثواب پائے گا۔

یہ وہ دور ہوگا جب تم شراب سے نہیں بلکہ نعمت و عیش و عشرت سے مست ہوگے۔ اور بغیر مجبوری کے بات بات پر قسم اٹھاؤ گے اور بغیر کسی لاچاری کے جھوٹ بولو گے۔

وہ وہ وقت ہوگا جب مصیبتیں تمہیں اس طرح کاٹیں گی جیسے پالان اونٹ کے کوہان کو کاٹتا ہے یہ سختیاں بہت طولانی اور ان سے نجات کی امید بہت دور ہوگی۔

اے لوگو ان ناقوں کی مہاریں چھوڑ دو جن کی پشت تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔

اپنے بادشاہ (مجھ) سے نہ ٹکراؤ ورنہ بداعمالیوں کے بعد تمہاری مذمت کی جائے گی اور فتنہ کی جو آگ تمہارے سامنے شعلہ زن ہے اس میں اندھا دھند کود نہ پڑو اس کی راہ سے کٹ کر چلو اور درمیانی راہ اس کے لئے خالی چھوڑ دو۔

کیوں کہ میری جان کی قسم اس میں مومن ہلاک اور غیر مسلم محفوظ رہے گا۔ تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے جیسے تاریکی میں چراغ اس سے وہ روشنی حاصل کر سکتا ہے جو اس میں داخل ہو۔

اے لوگو! سنو اور یاد رکھو اور دل کے کانوں کو کھول کر سامنے لاؤ تاکہ تم سمجھ سکو۔

لے دینے والے سے لینے والے کا اجر اس لئے زیادہ ہوگا کہ دینے والے دولت مند کے ذرائع اکتساب ہی جائز نہ ہوں گے پھر وہ جو کچھ دے گا وہ نقد نمائش اور نام و نمود اور لوگوں کو دکھانے کے لئے اور وہ یہ سائل کو نہ دیتا تو یہ بھی عیش و عشرت اور ناجائز مشاغل میں صرف کرتا۔ اور لینے والا اپنی محتاجی سے مجبور ہوکر لے گا اور اسے انہی امور میں صرف کرے گا جو جائز اور صحیح ہیں۔ وہ صرف کرنے میں احکام شریعت کا پابند رہے گا اس لئے وہ زیادہ مستحق اجر و ثواب ہے۔

خطبہ نمبر ۱۸۷

وعظ

أُوصِيكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ بِتَقْوَى اللهِ وَكَثْرَةِ حَمْدِهِ عَلَى آلَائِهِ إِلَيْكُمْ وَنَعْمَائِهِ عَلَيْكُمْ، وَبَلَائِهِ لَدَيْكُمْ.

اے لوگو! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہو اور یہ جو نعمتیں تمہیں دی ہیں، اور ان بخششوں پر جو تم پر کی ہیں اور ان احسانات پر جو تم پر کیے ہیں اکثر اس کی حمد و ثنا کرتے رہو۔

فَكَمْ خَصَّكُمْ بِنِعْمَةٍ، وَتَدَارَكَكُمْ بِرَحْمَةٍ: أَعْوَرْتُمْ لَهُ فَسَتَرَكُمْ، وَتَعَرَّضْتُمْ لِأَخْذِهِ فَأَمْهَلَكُمْ.

اس نے اپنی نعمتوں سے تمہیں مخصوص کیا اور اپنی رحمتوں سے تم پر نوازش کی تم نے علانیہ جرم کیے مگر اس نے تمہاری پردہ پوشی کی تم نے تو ہر گرفت خدا ہی میں لیکن اس نے تمہیں مہلت دی۔

وَأُوصِيكُمْ بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَإِقْلَالِ الْغَفْلَةِ عَنْهُ وَكَيْفَ غَفْلَتُكُمْ عَمَّا لَيْسَ يُغْفِلُكُمْ وَطَمَعُكُمْ فِيمَنْ لَيْسَ يُمْهِلُكُمْ.

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو اس سے قبل کہ غافل رہو اور تم اس سے کیوں کر غفلت کر سکتے ہو جو تم سے غافل نہیں اور اس (ملک موت) سے کیا امید رکھتے ہو جو تمہیں مہلت نہ دے گا۔

فَكَفَى وَاعِظاً بِمَوْتَى عَايَنْتُمُوهُمْ حُمِلُوا إِلَى قُبُورِهِمْ غَيْرَ رَاكِبِينَ، وَأُنْزِلُوا فِيهَا غَيْرَ نَازِلِينَ.

تمہاری نصیحت کے لیے وہ مرنے والے کافی ہیں جنہیں تم دیکھتے رہے ہو جنہیں کاندھوں پر اٹھا کر ان کی قبروں کی طرف لے جایا گیا اس حالت میں کہ وہ خود سوار نہیں ہو سکتے تھے اور انہیں قبروں میں اتارا گیا حالانکہ وہ خود نہیں اتر سکتے تھے۔

فَكَأَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا لِلدُّنْيَا عُمَّاراً، وَكَأَنَّ الْآخِرَةَ لَمْ تَزَلْ لَهُمْ دَاراً.

وہ اس طرح مٹ گئے کہ گویا کبھی اس دنیا میں بسے ہی نہ تھے اور یہی آخرت کا گھر ہمیشہ سے ان کا گھر تھا۔

أَوْحَشُوا مَا كَانُوا يُوطِنُونَ وَأَوْطَنُوا مَا كَانُوا يُوحِشُونَ.

جسے وطن بنایا تھا اسے سنسان چھوڑ گئے اور جس سے وحشت کھاتے تھے اسے اب وطن بنانا پڑا۔

وَاشْتَغَلُوا بِمَا فَارَقُوا وَأَضَاعُوا مَا إِلَيْهِ انْتَقَلُوا.

ہمیشہ اس دنیا میں مشغول رہے جس سے جدا ہونا تھا اور اس کی کوئی فکر نہ کی جہاں جا کر رہنا تھا۔

لَا عَنْ قَبِيحٍ يَسْتَطِيعُونَ ازْدِيَاداً أَنِسُوا بِالدُّنْيَا فَغَرَّتْهُمْ، وَوَثِقُوا بِهَا فَصَرَعَتْهُمْ.

اب نہ گناہوں سے توبہ کر کے پلٹنا ان کے بس میں ہے اور نہ نیکیوں میں اضافہ کرنا ان کے اختیار میں ہے وہ دنیا سے مانوس رہے تو اس نے انہیں دھوکہ دیا، اس پر بھروسہ کیا تو اس نے انہیں پچھاڑ دیا۔

فَسَابِقُوا رَحِمَكُمُ اللهُ إِلَى مَنَازِلِكُمُ الَّتِي أُمِرْتُمْ أَنْ تَعْمُرُوهَا. وَالَّتِي رُغِّبْتُمْ فِيهَا وَدُعِيتُمْ إِلَيْهَا. وَاسْتَتِمُّوا نِعَمَ اللهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَتِهِ وَالْمُجَانَبَةِ لِمَعْصِيَتِهِ فَإِنَّ غَداً مِنَ الْيَوْمِ قَرِيبٌ. مَا أَسْرَعَ السَّاعَاتِ فِي الْيَوْمِ، وَأَسْرَعَ الْأَيَّامَ فِي الشَّهْرِ، وَأَسْرَعَ الشُّهُورَ فِي السَّنَةِ. وَأَسْرَعَ السِّنِينَ فِي الْعُمُرِ.

خدا تم پر رحم کرے ان گھروں کی جلدی فکر کرو جن کے آباد کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور شوق دلایا گیا ہے اور جن کی طرف تمہیں بلایا گیا ہے۔ خدا کی اطاعت پر صبر کر کے اور اس کی نافرمانی سے کنارہ کش رہ کر اس کی نعمتیں جو تم پر ہیں ان کی تکمیل کے خواہشمند رہو کیونکہ آنے والی کل آج کے دن سے نزدیک ہے۔

دن کے اندر گھڑیاں کتنی تیزی سے گزرتی ہیں مہینوں کے اندر دن اور سالوں کے اندر مہینے اور عمر کے اندر سال کس قدر تیز رفتار ہیں۔

سلہ دعوت الی اللہ تصوف للہیت، خلوص عمل، اثر آفرینی کا جو رچا بسا شعور اس قسم کی عبارتوں میں ہے اس کی مثال مشکل ہے امیر المومنین علیہ السلام کی بلند حیثیت نفسیات، معیاری تعلیمات اور ذوق الادراک اندازوں کی اہمیت کا کوئی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان میں کس طرح واقعیت و اثر آفرینی ہے درحقیقت الہی علی اور ان کے نفسیات کا پورا جائزہ نہیں لیا جا سکا ہے ورنہ انسانیت قدموں پر جھک جاتی ہے۔ (ماخوذ از ترجمہ نہج البلاغہ رئیس احمد جعفری طبع لاہور)

خطبہ نمبر ۱۸۸

جو پوچھنا چاہو پوچھ لو

فَمِنَ الْإِيمَانِ مَا يَكُونُ ثَابِتاً مُسْتَقِرّاً فِي الْقُلُوبِ، وَمِنْهُ مَا يَكُونُ عَوَارِيَ بَيْنَ الْقُلُوبِ وَالصُّدُورِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ. فَإِذَا كَانَتْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ مِنْ أَحَدٍ فَقِفُوهُ حَتَّى يَحْضُرَهُ الْمَوْتُ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَقَعُ حَدُّ الْبَرَاءَةِ. وَالْهِجْرَةُ قَائِمَةٌ عَلَى حَدِّهَا الْأَوَّلِ. مَا كَانَ لِلَّهِ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ حَاجَةٌ

ایمان کی ایک قسم یہ ہے کہ دل میں جما ہوا اور راسخ ہو دوسری قسم یہ ہے کہ جو دلوں اور سینوں کے درمیان ایک مقررہ مدت تک رعایت ہو۔

لہٰذا جب کسی کی برائی کی وجہ سے اظہار بیزاری کرنا پڑے تو اس وقت ٹھہر جاؤ کہ اسے موت آجائے اس لئے کہ اب اس سے اظہار برمحل اور اپنی حد پر ہوگا۔

ہجرت کا معمول اب بھی وہی ہے جو پہلے تھا اہل زمین میں سے کوئی خفیہ خدا کا راستہ اختیار کرے یا علانیہ اللہ کو اس کی حاجت

مِنْ مُسْتَسِرِّ الْأُمَّةِ وَمُعْلِنِهَا۔
لَا يَقَعُ اسْمُ الْهِجْرَةِ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ الْحُجَّةِ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ عَرَفَهَا وَأَقَرَّ بِهَا فَهُوَ مُهَاجِرٌ۔
وَلَا يَقَعُ اسْمُ الِاسْتِضْعَافِ عَلَى مَنْ بَلَغَتْهُ الْحُجَّةُ فَسَمِعَتْهَا أُذُنُهُ وَوَعَاهَا قَلْبُهُ۔
إِنَّ أَمْرَنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لَا يَحْمِلُهُ إِلَّا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ وَلَا يَعِي حَدِيثَنَا إِلَّا صُدُورٌ أَمِينَةٌ وَأَحْلَامٌ رَزِينَةٌ۔
أَيُّهَا النَّاسُ سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي فَلَأَنَا بِطُرُقِ السَّمَاءِ أَعْلَمُ مِنِّي بِطُرُقِ الْأَرْضِ۔
قَبْلَ أَنْ تَشْغَرَ بِرِجْلِهَا فِتْنَةٌ تَطَأُ فِي خِطَامِهَا، وَتَذْهَبُ بِأَحْلَامِ قَوْمِهَا۔

نہیں ہے۔
زمین میں جب تک کسی کو حجت خدا کی معرفت نہ ہو اسے مہاجر نہیں کہا جا سکتا البتہ جو اسے پہچان لے اور اقرار کرلے وہ مہاجر ہے۔
اور جس تک حجت الٰہیہ (نبی و امام) کی خبر پہنچی ہو اس کے کانوں نے سنا اور دل نے یاد کر لیا ہو اسے مستضعفین میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔
یقیناً ہمارا امر مشکل اور دشوار امر ہے جس کا وہی بندۂ مومن متحمل ہو سکتا جس کے دل کے ایمان کا خدا نے امتحان لے لیا ہو اور ہمارے احادیث کی حفاظت صرف امانت دار سینے اور ٹھوس عقلیں کر سکتی ہیں۔
اے لوگو! مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کیوں کہ یقیناً میں زمین کے راستوں سے آسمان کے راستے زیادہ جانتا ہوں۔
قبل اس کے کہ ایسا فتنہ و فساد اپنے قدم اٹھائے جو مہار کو بھی پیروں کے نیچے روندرہا ہو اور لوگوں کی عقلیں زائل کردے۔

خطبہ نمبر ۱۸۹

وعظ و نصیحت

أَحْمَدُهُ شُكْراً لِإِنْعَامِهِ، وَأَسْتَعِينُهُ عَلَى وَظَائِفِ حُقُوقِهِ، عَزِيزُ الْجُنْدِ، عَظِيمُ الْمَجْدِ۔
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ دَعَا إِلَى طَاعَتِهِ وَقَاهَرَ أَعْدَاءَهُ جِهَاداً عَلَى دِينِهِ۔
لَا يَثْنِيهِ عَنْ ذَلِكَ اجْتِمَاعٌ عَلَى تَكْذِيبِهِ وَالْتِمَاسٌ لِإِطْفَاءِ نُورِهِ۔
فَاعْتَصِمُوا بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّ لَهَا حَبْلًا وَثِيقاً عُرْوَتُهُ وَمَعْقِلًا مَنِيعاً ذِرْوَتُهُ۔

میں اس کے انعام کے شکریہ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حقوق ادا کرنے کے لئے اس سے مدد چاہتا ہوں وہ باوقار لشکر اور بڑی بزرگی والا ہے۔
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں جنہوں نے لوگوں کو اس کی اطاعت کی طرف بلایا اور دین کی راہ میں جہاد کر کے اس کے دشمنوں پر غلبہ پایا۔
ان کو جھٹلانے کے لئے ان کا اجماع اور ان کا نور بجھانے کے لئے پیہم کوشش انہیں اس تبلیغ اور جہاد سے باز نہ رکھ سکے۔
لہٰذا تقویٰ و پرہیزگاری کا دامن مضبوط پکڑ لو کیوں کہ اس کی رسی کا گرہ مضبوط اور اس کے پناہ کی چوٹی محفوظ ہے۔

وَبَادِرُوا الْمَوْتَ فِي غَمَرَاتِهِ، وَامْهَدُوا لَهُ قَبْلَ حُلُولِهِ، وَأَعِدُّوا لَهُ قَبْلَ نُزُولِهِ۔

فَإِنَّ الْغَايَةَ الْقِيَامَةُ، وَكَفَى بِذَلِكَ وَاعِظاً لِمَنْ عَقَلَ، وَمُعْتَبَراً لِمَنْ جَهِلَ۔ وَقَبْلَ بُلُوغِ الْغَايَةِ مَا تَعْلَمُونَ مِنْ ضِيقِ الْأَرْمَاسِ، وَشِدَّةِ الْإِبْلَاسِ، وَهَوْلِ الْمُطَّلَعِ، وَرَوْعَاتِ الْفَزَعِ، وَاخْتِلَافِ الْأَضْلَاعِ، وَاسْتِكَاكِ الْأَسْمَاعِ، وَظُلْمَةِ اللَّحْدِ، وَخِيفَةِ الْوَعْدِ، وَغَمِّ الضَّرِيحِ، وَرَدْمِ الصَّفِيحِ۔

فَاللهَ عِبَادَ اللهِ فَإِنَّ الدُّنْيَا مَاضِيَةٌ بِكُمْ عَلَى سَنَنٍ، وَأَنْتُمْ وَالسَّاعَةُ فِي قَرَنٍ۔

وَكَأَنَّهَا قَدْ جَاءَتْ بِأَشْرَاطِهَا، وَأَزِفَتْ بِأَفْرَاطِهَا، وَوَقَفَتْ بِكُمْ عَلَى صِرَاطِهَا۔ وَكَأَنَّهَا قَدْ أَشْرَفَتْ بِزَلَازِلِهَا، وَأَنَاخَتْ بِكَلَاكِلِهَا، وَانْصَرَمَتِ الدُّنْيَا بِأَهْلِهَا، وَأَخْرَجَتْهُمْ مِنْ حِضْنِهَا، فَكَانَتْ كَيَوْمٍ مَضَى، أَوْ شَهْرٍ انْقَضَى، وَصَارَ جَدِيدُهَا رَثّاً، وَسَمِينُهَا غَثّاً۔ فِي مَوْقِفٍ ضَنْكِ الْمَقَامِ، وَأُمُورٍ مُشْتَبِهَةٍ عِظَامٍ، وَنَارٍ شَدِيدٍ كَلَبُهَا، عَالٍ لَجَبُهَا، سَاطِعٍ لَهَبُهَا، مُتَغَيِّظٍ زَفِيرُهَا، مُتَأَجِّجٍ سَعِيرُهَا، بَعِيدٍ خُمُودُهَا، ذَاكٍ وُقُودُهَا، مَخُوفٍ وَعِيدُهَا، عَمٍّ قَرَارُهَا، مُظْلِمَةٍ أَقْطَارُهَا، حَامِيَةٍ قُدُورُهَا، فَظِيعَةٍ أُمُورُهَا۔

موت کی سختیوں میں پھنسنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔ وہ اس کے آنے سے پہلے اپنے فرائض پورے کر دو اور اس کے نازل ہونے سے قبل ہی تیار ہو جاؤ۔

کیوں کہ آخری انتہا قیامت ہے اور یہ عقل مند کی نصیحت اور جاہل کی عبرت کے لئے کافی ہے۔

اور آخری جگہ پہنچنے سے قبل تم جانتے ہو کہ کیا کیا ہے قبر کی تنگی، برزخ کی ہیبت، خوف کی دہشت، فشار قبر سے پسلیوں کا ادھر سے ادھر ہو جانا، کانوں کا بہرہ ہو جانا، لحد کی تاریکی، عذاب کی دھمکیاں، شگاف قبر کا بند کر دیا جانا، اس پر پتھر کی سلیں رکھی جانا۔

پس خدا سے ڈرو اے خدا کے بندو! دنیا تمہیں ایک ہی روش پر لیے جا رہی ہے اور تم اور قیامت ایک رسی میں بندھے ہوئے ہو۔

گویا وہ اپنی نشانیاں ظاہر کر کے آگئی ہے اور اپنے جھنڈے لے کر قریب پہنچ چکی ہے اور تمہیں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے اور گویا اپنے زلزلوں کے ساتھ سر پر آگئی ہے اور اس نے اپنے سینے ٹیک دیئے ہیں اور دنیا رہنے بسنے والوں سے کنارہ کش ہو چکی ہے اور انہیں اپنی آغوش سے نکال دیا ہے۔

گویا وہ ایک دن تھا جو گزر گیا یا ایک مہینہ تھا جو ختم ہو گیا اس کی نئی چیزیں پرانی ہو گئیں اور اس کے موٹے تازے جسم دبلے ہو گئے ایک ایسے مقام پر (پہنچ کر) جو تنگ ہے اور ایسے امور میں پھنس کر جو پیچیدہ اور عظیم ہیں اور ایسی آگ میں (پڑ کر) جس کی آوازیں سخت، چیخیں بلند، شعلے اٹھتے ہوئے، بھڑکنے کی آوازیں خطرناک، لپٹیں تیز، بجھنا مشکل، بھڑکنا تیز، خطرات دہشت ناک، گڑھے بے نظر ہیں، اطراف تیرہ و تار، دیگیں کھولتی ہوئی اور حال سخت اور ناگوار ہیں۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَراً، قَدْ أُمِنَ الْعَذَابُ، وَانْقَطَعَ الْعِتَابُ، وَزُحْزِحُوا عَنِ النَّارِ، وَاطْمَأَنَّتْ بِهِمُ الدَّارُ، وَرَضُوا الْمَثْوَى وَالْقَرَارَ.

اور جو لوگ خدا کا خوف رکھتے ہیں انہیں جوق در جوق جنت کی طرف لے جایا جائے گا وہ عذاب سے محفوظ، عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے اور اپنی قیام گاہ پر خوش اور راضی ہوں گے۔

الَّذِينَ كَانَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا زَاكِيَةً، وَأَعْيُنُهُمْ بَاكِيَةً، وَكَانَ لَيْلُهُمْ فِي دُنْيَاهُمْ نَهَاراً تَخَشُّعاً وَاسْتِغْفَاراً، وَكَانَ نَهَارُهُمْ لَيْلاً تَوَحُّشاً وَانْقِطَاعاً.

یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں پاک و پاکیزہ تھے آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خضوع و خشوع اور توبہ و استغفار کی وجہ سے بیدار رہ کر دن بن گئی تھیں اور دن امور دنیا سے الگ تھلگ اور متوحش رہنے کی وجہ سے ان کے لئے رات تھے۔

فَجَعَلَ اللهُ لَهُمُ الْجَنَّةَ مَآباً، وَالْجَزَاءَ ثَوَاباً، وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا فِي مُلْكٍ دَائِمٍ، وَنَعِيمٍ قَائِمٍ.

پس خداوند عالم نے جنت کو ان کی بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزا قرار دیا ہے اور وہ اس کے حقدار اور اہل تھے اس ملک میں جو ہمیشہ رہنے والا اور اس نعمت میں جو برقرار رہنے والی ہے۔

فَارْعَوْا عِبَادَ اللهِ مَا بِرِعَايَتِهِ يَفُوزُ فَائِزُكُمْ، وَبِإِضَاعَتِهِ يَخْسَرُ مُبْطِلُكُمْ.

تو اے خدا کے بندو! ان احکام کے پابند رہو جن کی پابندی کرنے والا کامیاب ہوگا اور ان سے انکار اور ضائع کرنے والا نامراد و خاسر ہوگا:

وَبَادِرُوا آجَالَكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ، فَإِنَّكُمْ مُرْتَهَنُونَ بِمَا أَسْلَفْتُمْ، وَمَدِينُونَ بِمَا قَدَّمْتُمْ.

موت آنے سے پہلے اعمال کا ذخیرہ مہیا کر لو کیوں کہ جو اعمال تم بھیج چکے ہوگے انہی کے ہاتھوں میں تم رہن ہوگے اور جو عمل کر چکے ہوگے اس کا بدلہ پاؤ گے۔

وَكَأَنْ قَدْ نَزَلَ بِكُمُ الْمَخُوفُ، فَلَا رَجْعَةً تَنَالُونَ، وَلَا عَثْرَةً تُقَالُونَ.

اور گویا کہ خوف والی (موت) تم پر نازل ہو چکی ہے جس کے بعد نہ تمہارے لیے واپس ہونا ممکن ہے اور نہ لغزشوں سے دست برداری کا موقع ملے گا۔

اسْتَعْمَلَنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ بِطَاعَتِهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ، وَعَفَا عَنَّا وَعَنْكُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ.

خداوند عالم ہمیں اور تمہیں اپنے اور اپنے رسول کی تابعداری کی توفیق بخشے اور اپنی رحمت کی وسعت سے ہمیں اور تمہیں دامن عفو میں جگہ دے۔

الْزَمُوا الْأَرْضَ، وَاصْبِرُوا عَلَى الْبَلَاءِ، وَلَا تُحَرِّكُوا بِأَيْدِيكُمْ وَسُيُوفِكُمْ فِي هَوَى أَلْسِنَتِكُمْ، وَلَا تَسْتَعْجِلُوا بِمَا لَمْ يُعَجِّلْهُ اللهُ لَكُمْ.

زمین سے چمٹے رہو سختی برداشت کرتے رہو اپنی زبانوں کی خواہش پر اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو حرکت میں نہ لاؤ اور ان چیزوں میں جلدی نہ کرو جن میں خدا نے جلدی نہیں چاہی ہے۔

فَإِنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلَى فِرَاشِهِ.

یقیناً جو شخص تم میں سے خدا و رسول اور ان کے اہل بیت کا حق

وَهُوَ عَلٰى مَعْرِفَةِ حَقِّ رَبِّهٖ وَحَقِّ رَسُوْلِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ مَاتَ شَهِيْدًا وَوَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَاسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَا نَوٰى مِنْ صَالِحِ عَمَلِهٖ وَقَامَتِ النِّيَّةُ مَقَامَ اِصْلَاتِهٖ لِسَيْفِهٖ وَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ مُدَّةً وَّاَجَلًا۔

پہچانتے ہوئے بستر پر ہی مر جائے وہ شہید مرتا ہے۔ اور اس کا اجر خدا کے ذمہ ہے۔
اور اس نے جس عمل خیر کی نیت کی ہے اس کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اور اس کی یہ نیت تلوار کھینچنے کی قائم مقام ہے بے شک ہر چیز کی ایک مدت اور میعاد ہے۔

خطبہ نمبر ۱۹۰

دُنیا اور دُنیا پرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْفَاشِيْ حَمْدُهٗ وَالْغَالِبِ جُنْدُهٗ وَالْمُتَعَالِيْ جَدُّهٗ۔

اس خدا کی حمد جس کی حمد (سارے جہان میں) عام ہے جس کا لشکر غالب اور شان بلند ہے۔

اَحْمَدُهٗ عَلٰى نِعَمِهِ التُّؤَامِ وَاٰلَائِهِ الْعِظَامِ الَّذِيْ عَظُمَ حِلْمُهٗ فَعَفَا۔ وَعَدَلَ فِيْ كُلِّ قَضٰى۔ وَعَلِمَ مَا يَمْضِيْ وَمَا مَضٰى۔

میں اس کی مسلسل نعمتوں اور بلند عطیوں پر اس کی حمد کرتا ہوں جس کے حلم کا درجہ اس قدر بلند ہے جس نے (گناہگاروں) سے درگزر کیا اور اس کا ہر فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہے اور جو گزر رہا ہے یا گزر چکا وہ سب جانتا ہے۔

مُبْتَدِعِ الْخَلَائِقِ بِعِلْمِهٖ وَمُنْشِئِهِمْ بِحِكْمَتِهٖ بِلَا اقْتِدَاءٍ وَّلَا تَعْلِيْمٍ وَّلَا احْتِذَاءٍ لِمِثَالِ صَانِعٍ حَكِيْمٍ وَّلَا اِصَابَةِ خَطَاءٍ وَّلَا حَضْرَةِ مَلَاءٍ۔

جو اپنے علم سے تمام مخلوقات کو خلق کرنے والا اور اپنے حکم سے انہیں لباس وجود بخشنے والا ہے۔ بغیر کسی کے نقش قدم پر چلے یا سکھائے اور بغیر کسی حکیم صناع کے نمونہ کی پیروی کئے اور بغیر لغزش کھائے اور بغیر (مشیروں کی) جماعت سے مشورہ لئے۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِبْتَعَثَهٗ وَالنَّاسُ يَضْرِبُوْنَ فِيْ غَمْرَةٍ وَّيَمُوْجُوْنَ فِيْ حَيْرَةٍ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں انہیں اس وقت مبعوث فرمایا جب لوگ گمراہی میں چکر کھا رہے تھے اور حیرت میں غلطاں و پیچاں تھے۔

قَدْ قَادَتْهُمْ اَزِمَّةُ الْحَيْنِ وَاسْتَغْلَقَتْ عَلٰى اَفْئِدَتِهِمْ اَقْفَالُ الرَّيْنِ۔

انہیں ہلاکت کی مہاریں کھینچ رہی تھیں اور زنگ (گمراہی) کے قفل ان کے دلوں پر لگے ہوئے تھے۔

اُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَالْمُوْجِبَةُ

خدا کے بندو! میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ یہ تم پر خدا کا حق ہے اور خدا پر تمہارا حق ثابت

سَمِيَّ اللهِ حَقَّكُمْ،
وَأَنْ تَسْتَعِينُوا عَلَيْهَا بِاللهِ وَتَسْتَعِينُوا بِهَا عَلَى اللهِ، فَإِنَّ التَّقْوَى فِي الْيَوْمِ الْحِرْزُ وَالْجُنَّةُ، وَفِي غَدٍ الطَّرِيقُ إِلَى الْجَنَّةِ، مَسْلَكُهَا وَاضِحٌ، وَسَالِكُهَا رَابِحٌ، وَمُسْتَوْدَعُهَا حَافِظٌ۔

لَمْ تَبْرَحْ عَارِضَةً نَفْسَهَا عَلَى الْأُمَمِ الْمَاضِينَ وَالْغَابِرِينَ لِحَاجَتِهِمْ إِلَيْهَا غَداً، إِذَا أَعَادَ اللهُ مَا أَبْدَى، وَأَخَذَ مَا أَعْطَى، وَسَأَلَ مَا أَسْدَى۔

فَمَا أَقَلَّ مَنْ قَبِلَهَا وَحَمَلَهَا حَقَّ حَمْلِهَا۔ أُولَئِكَ الْأَقَلُّونَ عَدَداً، وَهُمْ أَهْلُ صِفَةِ اللهِ سُبْحَانَهُ إِذْ يَقُولُ: وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ۔

فَأَهْطِعُوا بِأَسْمَاعِكُمْ إِلَيْهَا، وَكُظُّوا بِجِدِّكُمْ عَلَيْهَا، وَاعْتَاضُوهَا مِنْ كُلِّ سَلَفٍ خَلَفاً، وَمِنْ كُلِّ مُخَالِفٍ مُوَافِقاً۔ أَيْقِظُوا بِهَا نَوْمَكُمْ، وَاقْطَعُوا بِهَا يَوْمَكُمْ۔

وَأَشْعِرُوهَا قُلُوبَكُمْ، وَارْحَضُوا بِهَا ذُنُوبَكُمْ، وَدَاوُوا بِهَا الْأَسْقَامَ، وَبَادِرُوا بِهَا الْحِمَامَ، وَاعْتَبِرُوا بِمَنْ أَضَاعَهَا، وَلَا يَعْتَبِرَنَّ بِكُمْ مَنْ أَضَاعَهَا۔

أَلَا فَصُونُوهَا وَتَصَوَّنُوا بِهَا

کرنے والا ہے

اور تقویٰ پر تمام رہنے کے لیے خدا سے مدد مانگو اور اس کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کے لیے امداد طلب کرو اس لیے کہ اس کا یہی آج محافظ اور سپر ہے اور کل جنت کی راہ ہے اس کا راستہ کھلا ہوا اور اس کا راہرو نفع میں ہے اور (خدا) جس کے یہ سپرد ہے وہ اس کا نگہبان ہے۔

یہ تقویٰ ہمیشہ اپنے آپ کو گزر جانے والی اور پیچھے رہ جانے والی امتوں کے سامنے پیش کرتا رہا ہے اس لئے کہ کل انہیں اس کی ضرورت پڑے گی جب خدا اپنی مخلوق کو دوبارہ لائے گا اور جو دیا ہے وہ واپس لے گا اور جو نعمتیں بخشتا رہا ان کے متعلق سوال کرے گا۔

وہ لوگ بہت کم نکلیں گے جنہوں نے اسے قبول کیا، و اس کا پورا حق ادا کیا وہ گنتی کے لحاظ سے تو کم ہوں گے مگر اس مدح کے حقدار ہیں جو خدا نے فرمائی ہے کہ میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہیں۔

لہٰذا تقویٰ کی آواز پر کان لگائے رہو اور کوشش سے اس کی پابندی کرتے رہو اور اسے اپنی گزری ہوئی کوتاہی کا عوض قرار دو اور مخالف کے بدلہ موافق مہیا کرلو اس کے ذریعہ اپنے خواب غفلت کو بیداری سے بدل دو اور اس حالت میں اپنے دن گزارو۔

اس کو اپنے دلوں کا شعار (جسم سے متصل لباس) بنالو اور اس کے ذریعہ اپنے گناہ دھو ڈالو، اس سے اپنی بیماریوں کا علاج کرلو اور موت سے پہلے اس سے زاد راہ حاصل کرلو اور ان سے عبرت حاصل کرو جنہوں نے اسے ضائع کردیا ایسا نہ ہو کہ دوسرے عبرت حاصل کرنے والے (تم سے) عبرت حاصل کریں۔

یاد رکھو کہ اس کی حفاظت کرو اور اس کے ذریعہ اپنی حفاظت

وَكُونُوا عَنِ الدُّنْيَا نُزَّاهاً، وَإِلَى الْآخِرَةِ وُلَّاهاً.
وَلَا تَضَعُوا مَنْ رَفَعَتْهُ التَّقْوَى، وَلَا تَرْفَعُوا مَنْ رَفَعَتْهُ الدُّنْيَا.
وَلَا تَشِيمُوا بَارِقَهَا، وَلَا تَسْمَعُوا نَاطِقَهَا، وَلَا تُجِيبُوا نَاعِقَهَا، وَلَا تَسْتَضِيئُوا بِإِشْرَاقِهَا، وَلَا تُفْتَنُوا بِأَعْلَاقِهَا، فَإِنَّ بَرْقَهَا خَالِبٌ، وَنُطْقَهَا كَاذِبٌ، وَأَمْوَالَهَا مَحْرُوبَةٌ، وَأَعْلَاقَهَا مَسْلُوبَةٌ.
أَلَا وَهِيَ الْمُتَصَدِّيَةُ الْعَنُونُ، وَالْجَامِحَةُ الْحَرُونُ.
وَالْمَائِنَةُ الْخَئُونُ، وَالْجَحُودُ الْكَنُودُ، وَالْعَنُودُ الصَّدُودُ، وَالْحَيُودُ الْمَيُودُ.
حَالُهَا انْتِقَالٌ، وَوَطْأَتُهَا زِلْزَالٌ، وَعِزُّهَا ذُلٌّ، وَجِدُّهَا هَزْلٌ، وَعُلْوُهَا سُفْلٌ، دَارُ حَرَبٍ وَسَلَبٍ، وَنَهْبٍ وَعَطَبٍ، أَهْلُهَا عَلَى سَاقٍ وَسِيَاقٍ، وَلَحَاقٍ وَفِرَاقٍ.
قَدْ تَحَيَّرَتْ مَذَاهِبُهَا، وَأَعْجَزَتْ مَهَارِبُهَا، وَخَابَتْ مَطَالِبُهَا.
فَأَسْلَمَتْهُمُ الْمَعَاقِلُ، وَلَفَظَتْهُمُ الْمَنَازِلُ، وَأَعْيَتْهُمُ الْمَحَاوِلُ.
فَمِنْ نَاجٍ مَعْقُورٍ، وَلَحْمٍ مَجْزُورٍ، وَشِلْوٍ مَذْبُوحٍ، وَدَمٍ مَسْفُوحٍ، وَعَاضٍّ عَلَى يَدَيْهِ، وَصَافِقٍ بِكَفَّيْهِ، وَمُرْتَفِقٍ بِخَدَّيْهِ، وَزَارٍ عَلَى رَأْيِهِ

کا انتظام کرو اور دنیا سے دامن پاک رکھو اور آخرت کے شیدائی بن جاؤ۔ جسے تقویٰ نے بلندی بخشی ہو اسے پست نہ کرو اور جسے دنیا نے اونچا کر دیا ہو اسے بلند مرتبہ نہ سمجھو۔

اس کے چمکنے والے بادل کو نہ دیکھو اس کی باتیں کرنے والے کی باتیں نہ سنو اور اس کی دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو نہ اس کی چمک سے روشنی کی امید رکھو نہ اس کی نفیس چیزوں پر جان دو کیونکہ اس کی چمک دکھاوے کی، اس کی باتیں جھوٹی، اس کے مال تباہ اور نفیس چیزیں برباد ہونے والی ہیں۔

یاد رکھو یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑنے والی اپنی طرف مائل کرنے والی (زن فاحشہ) ہے۔

یہ سرکش گھوڑے کے مانند اڑیل جھوٹی بڑی خائن، ہٹ دھرم، ناشکر گزار بہت جفا کار، کجرو، راہ حق سے منحرف، راہ راست سے دور کر دینے والی ہے۔

اس کی عادت ایک سے دوسرے کی طرف پلٹ جانا اور اس کا ہر قدم لرزاں ہے اس کی عزت ذلت اس کی سنجیدگی بیہودہ سرائی اس کی بلندی پستی ہے۔

یہ جنگ و جدل، لوٹ مار اور ہلاکت کا گھر ہے اس کے باشندے پا در رکاب چل چلاؤ کے منتظر، گزر رہے ہوؤں سے جا ملنے، اور جدائی کی کشمکش میں گرفتار ہیں۔

اس کے راستے جدا جدا پریشان، اس سے بچ نکلنے کے راستے دشوار اور مطالب ناکام ہیں۔

چنانچہ اس کی محفوظ گھاٹیوں نے انہیں چھوڑ دیا ان کے گھروں نے انہیں باہر نکال پھینکا ان کی عقلمندیوں نے انہیں عاجز کر دیا۔

(اب یہ حال ہے کہ) کسی کی کونچیں کٹی ہوئی کچھ گوشت کے لوتھڑے جن کی کھال اتری ہوئی اور کچھ کٹے ہوئے جسم اور بہے ہوئے خون ہیں کچھ (افسوس میں) اپنے ہاتھ کاٹ رہے ہیں کچھ کف افسوس مل رہے ہیں۔ کچھ اپنے رخسار ہتھیلیوں پر رکھے ہوئے اور کچھ اپنی سمجھ کو کوسنے والے

وَرَاجِعٍ عَنْ عَزْمِهِ۔
وَقَدْ أَدْبَرَتِ الْحِيلَةُ وَأَقْبَلَتِ الْغِيلَةُ وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ وَهَيْهَاتَ هَيْهَاتَ۔ قَدْ فَاتَ مَا فَاتَ وَذَهَبَ مَا ذَهَبَ وَمَضَتِ الدُّنْيَا لِحَالِ بَالِهَا۔
فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ۔

اور کچھ اپنے ارادوں سے روگردانی کرنے والے ہیں۔
چارہ سازی کا وقت ہاتھ سے نکل چکا۔ بے تہا شا گہانی (موت) سامنے آگئی اب نکل بھاگنے کا وقت کہاں۔ یہ تو ایک نہ ہونے والی بات ہے جو چیز ہاتھ سے نکل گئی اور جو وقت جا چکا وہ جا چکا اور دنیا اپنی من مانی کرتے ہوئے گزر گئی۔
ان پر نہ آسمان رویا نہ زمین روئی اور نہ انہیں مہلت دی گئی۔

لہ جو گوش شنوا اور دیدۂ بینا رکھتے ہیں ممکن نہیں کہ وہ حق کی اس پکار سے کان بہرے کر لیں اور حق کی ان واضح نشانیوں کے دیکھنے سے انکار کر دیں۔ (ماخوذ از حاشیہ نہج البلاغہ رئیس احمد جعفری طبع لاہور)

خطبہ نمبر ۱۹۱

خطبہ قاصعہ

تُسَمَّى الْقَاصِعَةَ

وَهِيَ تَتَضَمَّنُ ذَمَّ إِبْلِيسَ لَعَنَهُ اللهُ عَلَى اسْتِكْبَارِهِ وَتَرْكِهِ السُّجُودَ لِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔
وَأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ الْعَصَبِيَّةَ وَتَبِعَ الْحَمِيَّةَ وَتَحْذِيرِ النَّاسِ مِنْ سُلُوكِ طَرِيقَتِهِ۔

اس خطبہ میں ابلیس کے غرور و تکبر اور آدم علیہ السلام کے آگے سر بسجود نہ ہونے کی مذمت کی گئی ہے۔
وہ پہلی فرد ہے جس نے تعصب سے کام لیا اور غرور و نخوت کا راستہ اختیار کیا اور لوگوں کو خدا کے طریقوں پر چلنے سے روکا ہے۔

الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي لَبِسَ الْعِزَّ وَالْكِبْرِيَاءَ وَاخْتَارَهُمَا لِنَفْسِهِ دُونَ خَلْقِهِ وَجَعَلَهُمَا حِمًى وَحَرَمًا عَلَى غَيْرِهِ وَاصْطَفَاهُمَا لِجَلَالِهِ وَجَعَلَ اللَّعْنَةَ عَلَى مَنْ نَازَعَهُ فِيهِمَا مِنْ عِبَادِهِ۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو عزت و کبریائی کے لباس سے ملبوس ہے جس نے ان دونوں صفتوں کو صرف اپنی ذات سے مخصوص کیا ہے اور دوسروں کے لئے ممنوع قرار دیا ہے اور صرف اپنے لئے منتخب کیا ہے اور اس کے بندوں میں سے جو ان دونوں کے متعلق اس سے جھگڑے اس پر لعنت کی ہے۔

ثُمَّ اخْتَبَرَ بِذَلِكَ مَلَائِكَتَهُ الْمُقَرَّبِينَ لِيَمِيزَ الْمُتَوَاضِعِينَ مِنْهُمْ مِنَ الْمُسْتَكْبِرِينَ فَقَالَ سُبْحَانَهُ:

اس وجہ سے اس نے اپنے مقرب فرشتوں کا امتحان لیا ہے تاکہ ان میں انکسار کرنے والوں کو تکبر کرنے والوں سے الگ کر دے چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔

وَهُوَ الْعَالِمُ بِمُضْمَرَاتِ الْقُلُوبِ

اور وہی دل کے رازوں اور پردۂ غیب میں چھپی ہوئی چیزوں سے

إِنِّي خَالِقٌ بَشَراً مِنْ طِينٍ. فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا إِبْلِيسَ اعْتَرَضَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَافْتَخَرَ عَلَى آدَمَ بِخَلْقِهِ وَتَعَصَّبَ عَلَيْهِ لِأَصْلِهِ. فَعَدُوُّ اللهِ إِمَامُ الْمُتَعَصِّبِينَ وَسَلَفُ الْمُسْتَكْبِرِينَ الَّذِي وَضَعَ أَسَاسَ الْعَصَبِيَّةِ وَنَازَعَ اللهَ رِدَاءَ الْجَبْرِيَّةِ وَادَّرَعَ لِبَاسَ التَّعَزُّزِ وَخَلَعَ قِنَاعَ التَّذَلُّلِ. أَلَا تَرَوْنَ كَيْفَ صَغَّرَهُ اللهُ بِتَكَبُّرِهِ وَوَضَعَهُ بِتَرَفُّعِهِ فَجَعَلَهُ فِي الدُّنْيَا مَدْحُوراً، وَأَعَدَّ لَهُ فِي الْآخِرَةِ سَعِيراً.

وَلَوْ أَرَادَ اللهُ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ مِنْ نُورٍ يَخْطَفُ الْأَبْصَارَ ضِيَاؤُهُ، وَيَبْهَرُ الْعُقُولَ رُوَاؤُهُ وَطِيبٍ يَأْخُذُ الْأَنْفَاسَ عَرْفُهُ لَفَعَلَ. وَلَوْ فَعَلَ لَظَلَّتْ لَهُ الْأَعْنَاقُ خَاضِعَةً وَلَخَفَّتِ الْبَلْوَى فِيهِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ وَلَكِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ يَبْتَلِي خَلْقَهُ بِبَعْضِ مَا يَجْهَلُونَ أَصْلَهُ تَمْيِيزاً بِالِاخْتِبَارِ لَهُمْ وَنَفْياً لِلِاسْتِكْبَارِ عَنْهُمْ وَإِبْعَاداً لِلْخُيَلَاءِ مِنْهُمْ.

فَاعْتَبِرُوا بِمَا كَانَ مِنْ فِعْلِ اللهِ بِإِبْلِيسَ إِذْ أَحْبَطَ عَمَلَهُ الطَّوِيلَ وَجَهْدَهُ الْجَهِيدَ وَكَانَ قَدْ عَبَدَ اللهَ سِتَّةَ آلَافِ سَنَةٍ لَا يُدْرَى أَمِنْ سِنِي الدُّنْيَا أَمْ مِنْ سِنِي الْآخِرَةِ عَنْ كِبْرِ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَمَنْ ذَا بَعْدَ إِبْلِيسَ يَسْلَمُ عَلَى اللهِ بِمِثْلِ مَعْصِيَتِهِ.

مٹی سے ایک بشر خلق کرنے والا ہوں جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کرلوں اور اس میں اپنی مخصوص روح پھونک دوں تو اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا پس سب کے سب ملائکہ نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے اسے تکبر نے روکا اور اپنی تخلیق کی بنا پر اس نے آدمؑ کے مقابلہ میں فخر کیا اور اپنی اصل کی وجہ سے ان کے سامنے اکڑ گیا پس دشمن خدا عصبیت برتنے والوں کا سرکردہ اور سرکشوں کا پیشرو ہے جس نے تعصب کی بنیاد رکھی خدا سے اس کی ردائے کبریائی چھیننا چاہی اور تکبر کا لباس پہن لیا اور عاجزی کی نقاب اتار پھینکی۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کے تکبر کی وجہ سے کس طرح خدا نے اسے چھوٹا بنایا (ذلیل کیا) اور بلند بننے کی وجہ سے اسے پست کر دیا دنیا میں اسے راندۂ درگاہ بنایا اور آخرت میں اس کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی۔

اور اگر خدا چاہتا کہ اسے ایسے نور سے پیدا کرے جس کی روشنی آنکھوں کو چکا چوند ضیا دے اور اس کی خوشنمائی عقلوں پر چھا جائے اور ایسی خوشبو سے بنائے جس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے تو کر سکتا تھا۔

اور اگر وہ ایسا کرتا تو آدمؑ کے آگے گردنیں جھک جاتیں ان کے بارے میں فرشتوں کا امتحان ہلکا ہو جاتا لیکن خداوند عالم اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے آزماتا ہے جس کی حقیقت سے وہ نا واقف ہوتے ہیں تاکہ اس امتحان کے ذریعہ نیک و بد میں تمیز کرے اور تکبر کو ان سے الگ کر دے اور خود پسندی کو دور کر دے۔

تم نے جو کچھ شیطان کے ساتھ کیا اس سے عبرت حاصل کرو جب اس نے اس کے طویل عمل اور پوری کوشش کو ایک ساعت کے تکبر کی وجہ سے ضائع کر دیا حالانکہ اس نے چھ ہزار سال (دنیا کے سال تھے یا آخرت کے) اللہ کی عبادت کی تھی تو اب ابلیس کے بعد اس جیسا جرم کرکے کون اس کے عذاب سے بچ سکتا ہے۔

كَلَّا مَا كَانَ اللهُ سُبْحَانَهُ لِيُدْخِلَ الْجَنَّةَ بَشَراً بِأَمْرٍ أَخْرَجَ بِهِ مِنْهَا مَلَكاً. إِنَّ حُكْمَهُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ وَأَهْلِ الْأَرْضِ لَوَاحِدٌ. وَمَا بَيْنَ اللهِ وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ هَوَادَةٌ فِي إِبَاحَةِ حِمًى حَرَّمَهُ عَلَى الْعَالَمِينَ.

فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللهِ عَدُوَّ اللهِ أَنْ يُعْدِيَكُمْ بِدَائِهِ، وَأَنْ يَسْتَفِزَّكُمْ بِنِدَائِهِ، وَأَنْ يُجْلِبَ عَلَيْكُمْ بِخَيْلِهِ وَرَجِلِهِ.

فَلَعَمْرِي لَقَدْ فَوَّقَ لَكُمْ سَهْمَ الْوَعِيدِ، وَأَغْرَقَ لَكُمْ بِالنَّزْعِ الشَّدِيدِ، وَرَمَاكُمْ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ، فَقَالَ: "رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ"

قَذْفاً بِغَيْبٍ بَعِيدٍ، وَرَجْماً بِظَنٍّ غَيْرِ مُصِيبٍ، صَدَّقَهُ بِهِ أَبْنَاءُ الْحَمِيَّةِ، وَإِخْوَانُ الْعَصَبِيَّةِ، وَفُرْسَانُ الْكِبْرِ وَالْجَاهِلِيَّةِ.

حَتَّى إِذَا انْقَادَتْ لَهُ الْجَامِحَةُ مِنْكُمْ، وَاسْتَحْكَمَتِ الطَّمَاعِيَةُ مِنْهُ فِيكُمْ، فَنَجَمَتِ الْحَالُ مِنَ السِّرِّ الْخَفِيِّ إِلَى الْأَمْرِ الْجَلِيِّ.

اسْتَفْحَلَ سُلْطَانُهُ عَلَيْكُمْ، وَدَلَفَ بِجُنُودِهِ نَحْوَكُمْ، فَأَقْحَمُوكُمْ وَلَجَاتِ الذُّلِّ، وَأَحَلُّوكُمْ وَرَطَاتِ الْقَتْلِ، وَأَوْطَأُوكُمْ إِثْخَانَ الْجِرَاحَةِ.

طَعْناً فِي عُيُونِكُمْ، وَحَزّاً فِي حُلُوقِكُمْ، وَدَقّاً لِمَنَاخِرِكُمْ، وَقَصْداً لِمَقَاتِلِكُمْ، وَسَوْقاً بِخَزَائِمِ الْقَهْرِ إِلَى النَّارِ الْمُعَدَّةِ.

فَأَصْبَحَ أَعْظَمَ فِي دِينِكُمْ جَرْحاً، وَأَوْرَى

ہرگز نہیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ جس جرم کی وجہ سے اللہ نے ایک ملک (فرشتے کو) جنت سے نکال دیا ہو اسی جرم پر کسی بشر کو جنت میں جگہ دیدے۔ خدا کا حکم تو آسمان اور زمین میں ایک ہی سا ہے۔ اور خدا کی ان مخلوقات میں سے کسی ایک فرد کے ساتھ دوستی نہیں ہے کہ جو اس نے سارے جہان والوں پر حرام کیا ہے وہ اس کے لئے مباح کر دے۔

خدا کے بندو! خدا کے اس دشمن سے ڈرتے رہو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا مرض تمہیں لگا دے وہ اپنی پکار سے تمہیں بہکا دے اور اپنے سوار اور پیادے لے کر تم پر چڑھ دوڑے۔

میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس نے شرارت کا تیر چلہ کمان میں جوڑ رکھا ہے اور قریب کی جگہ سے تمہیں نشانہ بنا کر کمان کو زور سے کھینچا ہے کیونکہ اس نے کہہ دیا تھا کہ اے پالنے والے چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے لہذا میں ضرور زمین میں گناہوں کو ان کی نظروں میں سج کے دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا حالانکہ اس نے یہ اٹکل سے کہا تھا اور غلط گمان کی وجہ سے تیر چلایا تھا لیکن فرزندان تکبر اور برادران تعصب اور شہسواران نخوت و جاہلیت نے اس کی تصدیق کر دی۔

یہاں تک کہ جب تم میں سے سرکش لوگ اس کے فرمانبردار ہو گئے اور تمہارے متعلق اس کی طمع استحکام پکڑ گئی یہاں تک کہ صورت حال پردے سے نکل کر سامنے آ گئی۔

تو وہ پوری طرح تم پر مسلط ہو گیا اور اس نے اپنے لشکر تمہاری طرف لا کر تمہیں ذلت کے غاروں میں دھکیل دیا اور قتل و غارت کے بھنوروں میں گرا دیا اور زخم پر زخم لگا کر تمہیں کچل ڈالا۔

تمہاری آنکھوں میں نیزے گڑا کر اور تمہارے گلے کاٹ کر اور تمہاری ناک کے نتھنے کچل کر اور تمہاری قتل گاہوں کا رخ کئے ہوئے تیر و قہر کی مہاریں کھینچتا ہوا تمہیں اس آگ کی طرف لے جا رہا ہے جو تمہارے لئے تیار کی گئی ہے
جس نے علانیہ تمہاری مخالفت کی ہے اور جس کے مقابلہ کے لئے تم

فی دنیاکم قدحا من الذین اصبحتم لھم مناصبین وعلیھم متألبین۔

فاجعلوا علیہ حدکم ولہ جدکم۔

فلعمر اللہ لقد فخر علی اصلکم ووقع فی حسبکم ودفع فی نسبکم واجلب بخیلہ علیکم وقصد برجلہ سبیلکم۔

یقتنصونکم بکل مکان ویضربون منکم کل بنان لا تمتنعون بحیلۃ ولا تدفعون بعزیمۃ۔

فی حومۃ ذل وحلقۃ ضیق وعرصۃ موت وجولۃ بلاء۔

فاطفئوا ما کمن فی قلوبکم من نیران العصبیۃ واحقاد الجاھلیۃ فانما تلک الحمیۃ تکون فی المسلم من خطرات الشیطن واعتمدوا وضع التذلل علی رؤسکم والقاء التعزز تحت اقدامکم وخلع التکبر من اعناقکم واتخذوا التواضع مسلحۃ بینکم وبین عدوکم ابلیس وجنودہ فان لہ من کل امۃ جنودا واعوانا ورجلا وفرسانا۔

ولا تکونوا کالمتکبر علی ابن امہ من غیر ما فضل جعلہ اللہ فیہ سوی ما الحقت العظمۃ بنفسہ من عداوۃ الحسد وقدحت الحمیۃ فی قلبہ من نار الغضب ونفخ الشیطن فی انفہ من ریح الکبر الذی اعقبہ اللہ بہ

زخم خوردہ ہیں ان سے بھی بڑھ چڑھ کر تمہارے دین کو مجروح کرنے والا اور دنیا میں شر و فساد کی آگ بھڑکانے والا ہے۔

تمہیں چاہیے کہ اپنے غیظ و غضب کا اسے مرکز بناؤ اور اپنی پوری کوشش اس کے خلاف صرف کر لو۔

خدا کی قسم اس نے تمہاری اصل (آدمؑ) پر فخر کیا ہے اور تمہارے حسب (درجہ) کی حرف گیری کی اور تمہارے نسب (طینت) پر طعن کیا اور اپنے سواروں کو لے کر تم پر چڑھ دوڑا اور اپنے پیادوں کو لے کر تمہارے رستے کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ہر جگہ تمہارا شکار کر رہے ہیں اور تمہاری انگلی کی ایک ایک پور پر ضربیں لگا رہے ہیں اب نہ تم کسی تدبیر سے بچاؤ کرتے ہو اور نہ پورے عزم کے ساتھ اس کا دفاع کرتے ہو۔

اس ذلت کے جھنور، تنگی کے دائرہ، موت کے میدان اور بلا کی جولانگاہ میں پڑے ہوئے ہو۔

تم پر لازم ہے کہ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی عصبیت اور جاہلیت کے کینوں کی آگ کو بجھا دو کیونکہ مسلمانوں میں یہ خود پسندی شیطان کے وسوسوں، نخوتوں، فتنوں اور فسوں کاریوں کا نتیجہ ہے۔

اب تم عاجزی کا تاج سر پر رکھنے، خود پسندی کو پیروں سے روندنے اور تکبر کا طوق گردن سے اتار پھینکنے کا مکمل ارادہ کر لو اور اپنے دشمن شیطان اور اس کے لشکر کے درمیان تواضع کا مورچہ قائم کر لو کیونکہ ہر جماعت میں اس کے لشکر، مددگار، پیادے اور سوار موجود ہیں۔

اور اس (قابیل) کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے ماں جائے بھائی کے مقابلہ میں غرور کیا بغیر اس کے کہ خدا نے اسے کوئی فضیلت دی ہو سوائے اس کے کہ حاسدانہ عداوت کی وجہ سے اس کے دل میں بڑائی کا خیال پیدا ہو گیا اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی اور شیطان نے اس کی ناک میں غرور کی ہوا پھونک دی جس کی وجہ سے خدا نے ندامت اس کے پیچھے لگا دی اور [illegible]

النَّدَامَةَ، وَأَلْزَمَهُ آثَامَ الْقَاتِلِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.
أَلَا وَقَدْ أَمْعَنْتُمْ فِي الْبَغْيِ، وَأَفْسَدْتُمْ فِي الْأَرْضِ مُصَارَحَةً لِلّٰهِ بِالْمُنَاصَبَةِ، وَمُبَارَزَةً لِلْمُؤْمِنِينَ بِالْمُحَارَبَةِ.
فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي كِبْرِ الْحَمِيَّةِ وَفَخْرِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَإِنَّهُ مَلَاقِحُ الشَّنَآنِ، وَمَنَافِخُ الشَّيْطَانِ، الَّتِي خَدَعَ بِهَا الْأُمَمَ الْمَاضِيَةَ، وَالْقُرُونَ الْخَالِيَةَ، حَتَّى أَعْنَقُوا فِي حَنَادِسِ جَهَالَتِهِ، وَمَهَاوِي ضَلَالَتِهِ، ذُلُلًا عَلَى سِيَاقِهِ، سُلُسًا فِي قِيَادِهِ.
أَمْرًا تَشَابَهَتِ الْقُلُوبُ فِيهِ، وَتَتَابَعَتِ الْقُرُونُ عَلَيْهِ، وَكِبْرًا تَضَايَقَتِ الصُّدُورُ بِهِ.
أَلَا فَالْحَذَرَ الْحَذَرَ مِنْ طَاعَةِ سَادَاتِكُمْ وَكُبَرَائِكُمْ! الَّذِينَ تَكَبَّرُوا عَنْ حَسَبِهِمْ، وَتَرَفَّعُوا فَوْقَ نَسَبِهِمْ، وَأَلْقَوُا الْهَجِينَةَ عَلَى رَبِّهِمْ، وَجَاحَدُوا اللّٰهَ مَا صَنَعَ بِهِمْ، مُكَابَرَةً لِقَضَائِهِ، وَمُغَالَبَةً لِآلَائِهِ. فَإِنَّهُمْ قَوَاعِدُ أَسَاسِ الْعَصَبِيَّةِ، وَدَعَائِمُ أَرْكَانِ الْفِتْنَةِ، وَسُيُوفُ اعْتِزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ.
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَكُونُوا لِنِعَمِهِ عَلَيْكُمْ أَضْدَادًا، وَلَا لِفَضْلِهِ عِنْدَكُمْ حُسَّادًا. وَلَا تُطِيعُوا الْأَدْعِيَاءَ الَّذِينَ شَرِبْتُمْ بِصَفْوِكُمْ كَدَرَهُمْ، وَخَلَطْتُمْ بِصِحَّتِكُمْ مَرَضَهُمْ، وَأَدْخَلْتُمْ فِي حَقِّكُمْ بَاطِلَهُمْ، وَهُمْ أَسَاسُ الْفُسُوقِ، وَأَحْلَاسُ الْعُقُوقِ.
اتَّخَذَهُمْ إِبْلِيسُ مَطَايَا ضَلَالٍ، وَجُنْدًا بِهِمْ يَصُولُ عَلَى النَّاسِ، وَتَرَاجِمَةً يَنْطِقُ

کے قاتلوں کے گناہوں کا اسے ذمہ دار (بانی مبانی) قرار دیا۔
دیکھو تم نے خدا سے کھلم کھلا بغاوت کر کے اور مومنین سے آمادہ جنگ ہو کر حد درجہ ظلم کیا اور زمین میں فساد مچا دیا ہے۔

پس تم خود بینی، تکبر اور جاہلیت کی طرح فخر کرنے والے ہو، اللہ کا خوف کھاؤ کیونکہ یہی دشمنی کی بنیادیں اور شیطان کے وسوسوں کا مرکز ہیں جن سے اس نے گزشتہ امتوں اور ماضی کی صدیوں کو ورغلایا تھا یہاں تک کہ وہ اسے ڈھکیلنے اور آگے سے کھینچنے سے جہالت کی تاریکیوں اور گمراہی کے گڑھوں میں جا پڑیں۔

یہ ایسا امر ہے کہ دل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور صدیاں یکے بعد دیگرے اسی حال پر گزرتی رہیں اور تکبر ایسی چیز ہے جو تنگ سینوں میں سما نہیں سکتا۔ دیکھو اپنے ان بڑوں اور سرداروں کی پیروی کرنے سے بچو جو اپنی شان و شوکت پر ناز کرتے اور اپنے نسب کی بلندی پر فخر کرتے ہیں اور ہر برائی کو خدا کے ذمہ لگاتے ہیں اور خدا کے فیصلوں سے ضد کر کے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے خدا کی عطا کی ہوئی نعمتوں سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ عصبیت کی عمارت کی بنیاد کی گہرائی اور فتنہ و فساد کے مکان کے ستون اور جاہلیت کے نسبی فخر و مباہات کی تلواریں ہیں۔

تو اللہ سے ڈرتے رہو اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں کے دشمن نہ بن جاؤ اور نہ اس کے بخشے ہوئے فضل و کرم کے حاسد بنو اور جھوٹے دعویداران اسلام کے تابعدار نہ بنو جن کا گندہ پانی تم نے اپنے صاف ستھرے پانی میں ملا کر پیا ہے اور اپنی صحت کے ساتھ ان کے مرض کو خلط ملط کر دیا ہے۔ اور تم نے اپنے حق میں باطل کو داخل کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ فسق و فجور کی بنیاد اور نافرمانیوں کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔
انہیں ابلیس نے گمراہی کا بوجھ اٹھانے والی سواری بنا رکھا ہے اور ایسا لشکر جس کے ذریعہ لوگوں پر حملہ کرتا ہے اور ایسا ترجمان جن کی

عَلٰی أَلْسِنَتِهِمْ اِسْتِرَاقاً لِعُقُولِكُمْ وَدُخُولاً فِي عُيُونِكُمْ وَنَفْثاً فِي أَسْمَاعِكُمْ۔

زبان سے بولتا ہے تاکہ تمہاری عقلیں چوری کرے تمہاری آنکھوں میں گھس جائے اور تمہارے کانوں میں پھونک دے۔

فَجَعَلَكُمْ مَرْمٰی نَبْلِهِ وَمَوْطِئَ قَدَمِهِ وَمَأْخَذَ يَدِهِ۔

آخر اس نے تمہیں اپنے تیروں کا نشانہ اور قدم رکھنے کی جگہ اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنا لیا ہے۔

فَاعْتَبِرُوا بِمَا أَصَابَ الْأُمَمَ الْمُسْتَكْبِرِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَأْسِ اللهِ وَصَوْلَاتِهِ وَوَقَائِعِهِ وَمَثُلَاتِهِ، وَاتَّعِظُوا بِمَثَاوِي خُدُودِهِمْ وَمَصَارِعِ جُنُوبِهِمْ۔

پس تم سے پہلے سرکش امتوں پر اللہ کی جانب سے جو سختیاں اور عتاب و عقاب و عذاب نازل ہوئے ان سے عبرت لو اور ان کے رخساروں کے بل لیٹنے کی جگہ (خاک) اور پہلوؤں کے بل گرنے کے مقامات (قبروں) سے نصیحت حاصل کرو۔

وَاسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ لَوَاقِحِ الْكِبْرِ كَمَا تَسْتَعِيذُونَهُ مِنْ طَوَارِقِ الدَّهْرِ۔

اور جس طرح زمانہ کی آنے والی مصیبتوں سے پناہ مانگتے ہو اسی طرح سرکش بنانے والی خصلتوں سے اللہ سے پناہ مانگو۔

فَلَوْ رَخَّصَ اللهُ فِي الْكِبْرِ لِأَحَدٍ مِنْ عِبَادِهِ لَرَخَّصَ فِيهِ لِخَاصَّةِ أَنْبِيَائِهِ وَأَوْلِيَائِهِ۔

اگر خدا کے شایان شان یہ ہوتا کہ وہ اپنے کسی ایک بندہ کو بھی تکبر کی اجازت دے دے تو وہ اپنے مخصوص انبیاء و اولیاء کو اس کی اجازت دے دیتا۔

وَلٰكِنَّهُ سُبْحَانَهُ كَرَّهَ إِلَيْهِمُ التَّكَابُرَ وَرَضِيَ لَهُمُ التَّوَاضُعَ۔

لیکن خداوند عالم نے انہیں تکبر سے متنفر ہی رکھا اور ان کے لیے عاجزی کو پسند فرمایا۔

فَأَلْصَقُوا بِالْأَرْضِ خُدُودَهُمْ وَعَفَّرُوا فِي التُّرَابِ وُجُوهَهُمْ وَخَفَضُوا أَجْنِحَتَهُمْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَكَانُوا أَقْوَاماً مُسْتَضْعَفِينَ۔

چنانچہ انہوں نے اپنے رخسارے زمین سے ملے ہوئے اور چہرے خاک آلود رکھے اور مومنین کے آگے انکسار سے جھکتے رہے اور دنیا میں کمزور حالت میں رہے۔

وَقَدِ اخْتَبَرَهُمُ اللهُ بِالْمَخْمَصَةِ وَابْتَلَاهُمْ بِالْمَجْهَدَةِ وَامْتَحَنَهُمْ بِالْمَخَاوِفِ وَمَخَضَهُمْ بِالْمَكَارِهِ۔

انہیں خدا نے بھوک سے آزمایا، مشقت میں مبتلا کیا خوف و خطر کے مقامات سے ان کا امتحان لیا مکروہات (زمانہ) سے انہیں تہ و بالا کر دیا۔

فَلَا تَعْتَبِرُوا الرِّضَا وَالسُّخْطَ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ جَهْلاً بِمَوَاقِعِ الْفِتْنَةِ وَالْاِخْتِبَارِ فِي مَوْضِعِ الْغِنٰی وَالْإِقْتَارِ فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی:

"أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ۔"

لہذا خدا کی خوشنودی و ناراضگی کا معیار مال و اولاد کو نہ قرار دو کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ خدا دولت و اقتدار سے بھی اپنے بندوں کا کس کس طرح امتحان لیتا ہے چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے: وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مال اولاد سے ان کی جو مدد کرتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں جلدی کر رہے ہیں (ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ شعور نہیں رکھتے

فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَخْتَبِرُ عِبَادَهُ الْمُسْتَكْبِرِينَ فِي أَنْفُسِهِمْ بِأَوْلِيَائِهِ الْمُسْتَضْعَفِينَ فِي أَعْيُنِهِمْ.

کیوں کہ خداوند عالم اپنے ان بندوں کا جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں اپنے ان اولیاء کے ذریعہ امتحان لیتا ہے جو ان کی نظروں میں عاجز و بے بس ہیں۔

وَلَقَدْ دَخَلَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ وَمَعَهُ أَخُوهُ هَارُونُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلَى فِرْعَوْنَ وَعَلَيْهِمَا مَدَارِعُ الصُّوفِ وَبِأَيْدِيهِمَا الْعِصِيُّ فَشَرَطَا لَهُ إِنْ أَسْلَمَ بَقَاءَ مُلْكِهِ وَدَوَامَ عِزِّهِ.

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اس حالت میں ساتھ لے کر فرعون کے پاس آئے کہ ان کے بدن پر اونی کرتے اور ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور دونوں نے اس سے یہ قول کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اس کا ملک بھی باقی رہے گا اور عزت بھی برقرار رہے گی۔

فَقَالَ: أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَيْنِ يَشْرِطَانِ لِي دَوَامَ الْعِزِّ وَبَقَاءَ الْمُلْكِ وَهُمَا بِمَا تَرَوْنَ مِنْ حَالِ الْفَقْرِ وَالذُّلِّ.

تو اس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ تمہیں ان پر تعجب نہیں ہوتا کہ یہ دونوں مجھے یہ قول دے رہے ہیں کہ میری عزت بھی برقرار رہے گی اور ملک بھی باقی رہے گا اور یہ خود پھٹے پرانے حال اور ذلیل صورت جس میں یہ ہیں تم دیکھ ہی رہے ہو۔

فَهَلَّا أُلْقِيَ عَلَيْهِمَا أَسَاوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ إِعْظَامًا لِلذَّهَبِ وَجَمْعِهِ وَاحْتِقَارًا لِلصُّوفِ وَلُبْسِهِ.

اگر یہ ایسے ہی ہوتے تو ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہ پڑے ہوتے اس لئے کہ وہ سونا اور اس کے جمع کرنے کو بڑی چیز اور صوف کے لباس کو حقیر سمجھتا تھا۔

وَلَوْ أَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ لِأَنْبِيَائِهِ حَيْثُ بَعَثَهُمْ أَنْ يَفْتَحَ لَهُمْ كُنُوزَ الذِّهْبَانِ وَمَعَادِنَ الْعِقْيَانِ وَمَغَارِسَ الْجِنَانِ وَأَنْ يَحْشُرَ مَعَهُمْ طُيُورَ السَّمَاءِ وَوُحُوشَ الْأَرْضِ لَفَعَلَ وَلَوْ فَعَلَ لَسَقَطَ الْبَلَاءُ وَبَطَلَ الْجَزَاءُ وَاضْمَحَلَّتِ الْأَنْبَاءُ.

اور اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جب اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کے لئے سونے کے خزانوں اور خالص کانوں کے منہ کھول دیتا۔ اور ان کے لئے باغوں کے کشت زار مہیا کر دیتا، اور ان کے لئے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو ان کے ساتھ کر دیتا تو کر سکتا تھا لیکن اگر ایسا کرتا تو پھر امتحان ختم ہو جاتا جزا و سزا بیکار ہو جاتی اور (آسمانی) خبریں اکارت ہو جاتیں۔

وَلَمَا وَجَبَ لِلْقَابِلِينَ أُجُورُ الْمُبْتَلِينَ وَلَا اسْتَحَقَّ الْمُؤْمِنُونَ ثَوَابَ الْمُحْسِنِينَ وَلَا لَزِمَتِ الْأَسْمَاءُ مَعَانِيَهَا.

اور امتحان میں مبتلا ہونے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لئے لازم نہ ہوتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزا کے مستحق ہوتے اور نہ الفاظ اپنے معنوں کا ساتھ دیتے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ رُسُلَهُ أُولِي قُوَّةٍ فِي عَزَائِمِهِمْ وَضَعَفَةً فِيمَا تَرَى

لیکن خداوند عالم نے اپنے رسولوں کو ارادوں میں قوی اور آنکھیں ان کے جو حالات دیکھتی ہیں ان میں کمزور بنایا ہے ساتھ ساتھ نہیں

الْأَعْيُنُ مِنْ حَالٍ لَا تَهُمُّ مَعَ قَنَاعَةٍ
تَمْلَأُ الْقُلُوبَ وَالْعُيُونَ غِنًى، وَ
خَصَاصَةٍ تَمْلَأُ الْأَبْصَارَ وَالْأَسْمَاعَ أَذًى
وَلَوْ كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ أَهْلَ قُوَّةٍ لَا تُرَامُ
وَعِزَّةٍ لَا تُضَامُ وَمُلْكٍ تَمْتَدُّ نَحْوَهُ
أَعْنَاقُ الرِّجَالِ. لَكَانَ ذٰلِكَ
أَهْوَنَ عَلَى الْخَلْقِ فِي الْاِعْتِبَارِ
وَأَبْعَدَ لَهُمْ فِي الْاِسْتِكْبَارِ،
وَلَآمَنُوا عَنْ رَهْبَةٍ
قَاهِرَةٍ لَهُمْ أَوْ رَغْبَةٍ
مَائِلَةٍ بِهِمْ.
فَكَانَتِ النِّيَّاتُ مُشْتَرَكَةً
وَالْحَسَنَاتُ مُقْتَسَمَةً.
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ الْاِتِّبَاعُ
لِرُسُلِهِ وَالتَّصْدِيقُ بِكُتُبِهِ وَالْخُشُوعُ لِوَجْهِهِ
وَالْاِسْتِكَانَةُ لِأَمْرِهِ وَالْاِسْتِسْلَامُ لِطَاعَتِهِ.
أُمُوراً لَهُ خَاصَّةً لَا تَشُوبُهَا مِنْ غَيْرِهَا شَائِبَةٌ.
وَكُلَّمَا كَانَتِ الْبَلْوٰى وَالْاِخْتِبَارُ أَعْظَمَ
كَانَتِ الْمَثُوبَةُ وَالْجَزَاءُ أَجْزَلَ.
أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ اخْتَبَرَ الْأَوَّلِينَ
مِنْ لَدُنْ آدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِلَى الْآخِرِينَ
مِنْ هٰذَا الْعَالَمِ بِأَحْجَارٍ لَا تَضُرُّ وَلَا
تَنْفَعُ وَلَا تُبْصِرُ وَلَا تَسْمَعُ فَجَعَلَهَا
بَيْتَهُ الْحَرَامَ الَّذِي جَعَلَهُ لِلنَّاسِ قِيَاماً.
ثُمَّ وَضَعَهُ بِأَوْعَرِ بِقَاعِ الْأَرْضِ حَجَراً وَأَقَلِّ
نَتَائِقِ الْأَرْضِ مَدَراً. وَأَضْيَقِ بُطُونِ الْأَوْدِيَةِ

ایسی قناعت بخشی ہے جو دلوں اور آنکھوں کو بے نیاز کر دیتی ہے، و ایسا افلاس ان کے ساتھ کر دیتا ہے کہ دیکھ کر آنکھوں کو اور سن کر کانوں کو اذیت ہوتی ہے۔

اور اگر انبیاء کو ناقابل تسخیر قوتوں کے اظہار کا اختیار ہوتا اور ایسا اقتدار رکھتے جس پر ظلم و تعدی ممکن نہ ہوتی اور ایسی سلطنت کے مالک ہوتے جس کے سامنے لوگوں کی گردنیں جھکتیں اور پالانوں سے کسے ہوئے اونٹوں کی قطاریں ان تک آتیں اور دور دراز کے لوگ خراج لے کر یا حاجت کے لیے ان کے پاس آتے تو دنیا کے غرور کو ان پر اعتبار بہت آسان ہو جاتا اور ان سے تکبر کی بالکل ہمت نہ ہوتی اور لوگ ان کے قہر کے خوف سے یا مائل کرنے والی مرغوب چیزوں کی وجہ سے ایمان لے آتے۔

مگر اس صورت میں نیتیں (خالص نہ رہتیں) مشترک ہو جاتیں نیکیاں تقسیم ہو جاتیں (کچھ کام دنیا کے لیے اور کچھ آخرت کے لیے ہوتے)۔

اس لیے خدا نے یہ چاہا کہ اس کے پیغمبروں کی پیروی اس کی کتابوں کی تصدیق اس کے سامنے عاجزی اور اس کے احکام کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت کے لیے سر جھکانا یہ سب خدا ہی کے لیے مخصوص ہو اس میں کوئی دوسرا شائبہ تک نہ آنے پائے۔

اور جس قدر امتحان سخت ہوگا اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک اس عالم کے اگلے ہوں یا پچھلے سب کو ایسے پتھروں سے آزمایا ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں ان سے اپنا وہ محترم گھر بنایا جسے لوگوں کے قیام (عبادت) کی جگہ قرار دیا پھر یہ کہ اسے ایسے سنگلاخ رقبہ میں قرار دیا جو بلند اور پتھریلا ہے جس میں مٹی کم ہے جس کی گھاٹی کے اطراف تنگ ہیں جس کے گرد اگرد خشک پہاڑ، ریتلے میدان، تھوڑا

تَعَرًا بَيْنَ جِبَالٍ خَشِنَةٍ وَرِمَالٍ دَمِثَةٍ وَعُيُونٍ وَشِلَةٍ وَقُرًى مُنْقَطِعَةٍ لَا يَزْكُو بِهَا خُفٌّ وَلَا حَافِرٌ وَلَا ظِلْفٌ۔

ثُمَّ أَمَرَ آدَمَ وَوَلَدَهُ أَنْ يَثْنُوا أَعْطَافَهُمْ نَحْوَهُ، فَصَارَ مَثَابَةً لِمُنْتَجَعِ أَسْفَارِهِمْ وَغَايَةً لِمُلْقَى رِحَالِهِمْ تَهْوِي إِلَيْهِ ثِمَارُ الْأَفْئِدَةِ۔ مِنْ مَفَاوِزِ قِفَارٍ سَحِيقَةٍ وَمَهَاوِي فِجَاجٍ عَمِيقَةٍ وَجَزَائِرِ بِحَارٍ مُنْقَطِعَةٍ۔

حَتَّى يَهُزُّوا مَنَاكِبَهُمْ ذُلُلًا يُهَلِّلُونَ لِلَّهِ حَوْلَهُ وَيَرْمُلُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ شُعْثًا غُبْرًا لَهُ قَدْ نَبَذُوا السَّرَابِيلَ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَشَوَّهُوا بِإِعْفَاءِ الشُّعُورِ مَحَاسِنَ خَلْقِهِمْ۔

ابْتِلَاءً عَظِيمًا وَامْتِحَانًا شَدِيدًا وَاخْتِبَارًا مُبِينًا وَتَمْحِيصًا بَلِيغًا جَعَلَهُ اللَّهُ سَبَبًا لِرَحْمَتِهِ وَوُصْلَةً إِلَى جَنَّتِهِ۔

وَلَوْ أَرَادَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَضَعَ بَيْتَهُ الْحَرَامَ وَمَشَاعِرَهُ الْعِظَامَ بَيْنَ جَنَّاتٍ وَأَنْهَارٍ، وَسَهْلٍ وَقَرَارٍ جَمِّ الْأَشْجَارِ، دَانِي الثِّمَارِ۔

مُلْتَفِّ الْبُنَى مُتَّصِلِ الْقُرَى بَيْنَ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ وَرَوْضَةٍ خَضْرَاءَ وَأَرْيَافٍ مُحْدِقَةٍ وَعِرَاصٍ مُغْدِقَةٍ وَرِيَاضٍ نَاضِرَةٍ وَطُرُقٍ عَامِرَةٍ لَكَانَ قَدْ صَغُرَ قَدْرُ الْجَزَاءِ عَلَى حَسَبِ ضَعْفِ الْبَلَاءِ۔

وَلَوْ كَانَ الْإِسَاسُ الْمَحْمُولُ عَلَيْهَا وَالْأَحْجَارُ الْمَرْفُوعُ بِهَا بَيْنَ زُمُرُّدَةٍ خَضْرَاءَ وَيَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ وَنُورٍ وَضِيَاءٍ لَخَفَّفَ ذَلِكَ مُسَارَعَةَ

پانی دینے والے چشمے اور دور دور جدا جدا بانی آبادیاں، جہاں نہ اونٹ نشوونما پا سکتے ہیں اور نہ گھوڑے گائے بکریاں۔

پھر بھی خدا نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے رُخ اس کی طرف موڑ دیں پس وہ ان کے سفروں کے لیے مفید مرکز اور پالانوں کے اتارنے کی منزل ہو گیا جہاں دلوں کے پھل گرتے ہیں (دل کھنچتے ہیں) یہ آنے والے دور افتادہ بے آب و گیاہ بیابانوں دور دراز گھاٹیوں اور (زمین سے) کٹے ہوئے سمندری جزیروں سے آتے ہیں۔

چنانچہ پوری فرمانبرداری کے ساتھ اپنے کندھوں کو ہلاتے ہوئے اس کے گرد لبیک اللھم لبیک کی آوازیں بلند کرتے ہوئے اور اپنے پیروں سے اس حالت میں دوڑ لگاتے ہوئے ان کے بال بکھرے ہوئے بدن خاک میں اٹے ہوئے، اپنا لباس پشت پر لادے ہوئے بال بڑھا کر اپنے کو بدصورت بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔

اس بڑی آزمائش سخت امتحان کھلی ہوئی بازپرس اور پوری جانچ پڑتال کو خداوند عالم نے اپنی رحمت کا سبب اور جنت تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

اور اگر وہ چاہتا کہ اپنے اس محترم گھر اور بلند پایہ عبادت گاہوں کو ایسی جگہ بنائے جس کے گرداگرد سرسبز باغات، بہتی ہوئی نہریں، ہموار زمین ہو جس میں درختوں کی جھاڑیاں ہوں اور ان میں پھلوں کے لٹکے ہوئے خوشے ہوں۔

ایک دوسرے سے پیوست عمارتیں ہوں آبادیاں متصل ہوں جہاں سرخی مائل گندم کے پودے، سرسبز باغ، ہرے بھرے کھیت لہلہاتا ہوا سبزہ اور آباد راستوں پر ہو تو آزمائش کی آسانی اس طرح جزا بھی کم ہو جاتی۔

اور اگر وہ پتھر جس پر اس عمارت کی بنیاد رکھی گئی اور جن سے اس کی تعمیر ہوئی وہ زمرد سبز اور یاقوت سرخ کے ہوتے اور (ان میں) نور و ضیاء کی چمک دمک ہوتی تو شکوک و شبہات

الشَّكَّ فِي الصُّدُورِ وَلَوُضِعَتْ مُجَاهَدَةُ إِبْلِيسَ
عَنِ الْقُلُوبِ وَنَفَى مُعْتَلِجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ۔
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَخْتَبِرُ عِبَادَهُ بِأَنْوَاعِ الشَّدَائِدِ
وَيَتَعَبَّدُهُمْ بِأَنْوَاعِ الْمَجَاهِدِ وَيَبْتَلِيهِمْ
بِضُرُوبِ الْمَكَارِهِ إِخْرَاجًا لِلتَّكَبُّرِ مِنْ
قُلُوبِهِمْ وَإِسْكَانًا لِلتَّذَلُّلِ فِي نُفُوسِهِمْ
وَلِيَجْعَلَ ذٰلِكَ أَبْوَابًا فُتُحًا إِلَى فَضْلِهِ،
وَأَسْبَابًا ذُلُلًا لِعَفْوِهِ۔

فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي عَاجِلِ الْبَغْيِ وَآجِلِ وَخَامَةِ
الظُّلْمِ، وَسُوءِ عَاقِبَةِ الْكِبْرِ۔

فَإِنَّهَا مَصْيَدَةُ إِبْلِيسَ الْعُظْمَى وَمَكِيدَتُهُ
الْكُبْرَى الَّتِي تُسَاوِرُ قُلُوبَ الرِّجَالِ مُسَاوَرَةَ
السُّمُومِ الْقَاتِلَةِ فَمَا تُكْدِي أَبَدًا وَلَا تُشْوِي
أَحَدًا لَا عَالِمًا لِعِلْمِهِ وَلَا مُقِلًّا فِي طِمْرِهِ۔

وَعَنْ ذٰلِكَ مَا حَرَسَ اللّٰهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ
بِالصَّلَوَاتِ وَالزَّكَوَاتِ وَمُجَاهَدَاتِ
الصِّيَامِ فِي الْأَيَّامِ الْمَفْرُوضَاتِ۔

تَسْكِينًا لِأَطْرَافِهِمْ وَتَخْشِيعًا لِأَبْصَارِهِمْ وَ
تَذْلِيلًا لِنُفُوسِهِمْ وَتَخْفِيضًا لِقُلُوبِهِمْ وَإِذْهَابًا
لِلْخُيَلَاءِ عَنْهُمْ لِمَا فِي ذٰلِكَ مِنْ تَعْفِيرِ عِتَاقِ
الْوُجُوهِ بِالتُّرَابِ تَوَاضُعًا وَالْتِصَاقِ كَرَائِمِ
الْجَوَارِحِ بِالْأَرْضِ تَصَاغُرًا۔

وَلُحُوقِ الْبُطُونِ بِالْمُتُونِ مِنَ الصِّيَامِ
تَذَلُّلًا مَعَ مَا فِي الزَّكَاةِ مِنْ صَرْفِ ثَمَرَاتِ الْأَرْضِ
وَغَيْرِ ذٰلِكَ إِلَى أَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ۔

اُنْظُرُوا إِلَى مَا فِي هٰذِهِ الْأَفْعَالِ مِنْ قَمْعِ

کی رسائی کو کم کر دیتی اور دلوں سے شیطان کی کوششوں کا اثر مٹا دیتی
اور لوگوں سے شک و شبہ کی پریشانی کو دور کر دیتی۔
لیکن خدا اپنے بندوں کو طرح طرح کی سختیوں سے آزماتا ہے اور
ان سے ایسی عبادت چاہتا ہے جو قسم قسم کی مشقتوں سے بجا لائی
گئی ہو اور رنگ رنگ کے ناخوشگوار حالات سے پرکھتا ہے
تاکہ ان کے دلوں سے تکبر نکل جائے اور ان کے نفسوں میں عجز و
انکساری کو جگہ دے اور اس کو اپنے فضل و کرم کے کھلے ہوئے
دروازے قرار دے اور اپنی معافی کا آسان ذریعہ بنا دے۔
لہٰذا دنیا میں سرکشی اور آخرت میں ظلم کے عذاب اور غرور کے برے
انجام کو سوچ کر اللہ سے ڈرو۔
کیوں کہ یہی شیطان کا بہت بڑا جال اور مکر ہے جو لوگوں
کے دلوں میں زہر قاتل کی طرح اتر جاتا ہے نہ کبھی اس کا اثر بیکار
جاتا ہے اور نہ اس کا وار کسی سے خطا کرتا ہے نہ علم کے باوجود
کسی عالم سے اور نہ گدڑی میں رہنے والے فقیر سے۔
یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم نے اپنے ان بندوں کو جو
ایمان سے سرشار ہیں نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں
کی کوشش کے ذریعہ محفوظ رکھا ہے۔
تاکہ ان کے اعضاء و جوارح سکون حاصل کریں آنکھوں کو اس کی
عاجزی سے جھکا دیتا ہے نفس کو رام کر دیتا ہے دلوں کو متواضع بنا کر
خود پسندی کو ان سے نکال دیتا ہے کیوں کہ نماز میں نازک چہروں
کو عجز و نیاز مندی سے خاک آلود کیا جاتا ہے اور محترم اعضاء
خاک پر گر کر اپنی پستی ظاہر کرتے ہیں۔
اور روزہ رکھنے سے اس کی فرماں برداری میں پیٹ پیٹھ
سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار کے ایک
حصہ کو) غرباء و مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔
دیکھو ان افعال و اعمال کی بجا آوری میں کبر و غرور کے نشانات

نواجم الفخر، وقدع طوالع الكبر۔
ولقد نظرت فما وجدت أحداً من العالمين يتعصب لشيء من الأشياء إلا عن علة تحتمل تمويه الجهلاء، أو حجة تليط بعقول السفهاء غيركم، فإنكم تتعصبون لأمر لا يعرف له سبب ولا علة۔ أما إبليس فتعصب على آدم لأصله، وطعن عليه في خلقته، فقال: أنا ناري وأنت طيني۔ وأما الأغنياء من مترفة الأمم فتعصبوا لآثار مواقع النعم، فقالوا: نحن أكثر أموالاً وأولاداً وما نحن بمعذبين۔
فإن كان لا بد من العصبية فليكن تعصبكم لمكارم الخصال، ومحامد الأفعال، ومحاسن الأمور، التي تفاضلت فيها المجداء والنجداء من بيوتات العرب ويعاسيب القبائل بالأخلاق الرغيبة، والأحلام العظيمة، والأخطار الجليلة والآثار۔ فتعصبوا لخلال الحمد من الحفظ للجوار والوفاء بالذمام والطاعة للبر۔
والمعصية للكبر، والأخذ بالفضل، والكف عن البغي، والإعظام للقتل، والإنصاف للخلق، والكظم للغيظ، واجتناب الفساد في الأرض۔
واحذروا ما نزل بالأمم قبلكم من المثلات بسوء الأفعال وذميم الأعمال۔
فتذكروا في الخير والشر أحوالهم، واحذروا أن تكونوا أمثالهم۔
فإذا تفكرتم في تفاوت حاليهم فالزموا كل أمر لزمت العزة به شأنهم، وزاحت الأعداء

ثانے اور تمکنت کے آثار کو دبانے کے کیسے کیسے فائدے پوشیدہ ہیں۔ میں نے نظر دوڑائی تو عالمین میں ایک بھی ایسا نہیں پایا جو بے سبب عصبیت سے کام لیتا ہو اس کی وجہ یا تو جہالت کی غلط فہمی ہوتی ہے یا ایسی دلیل جو بے وقوفوں کی عقلوں میں (خواہ مخواہ) چمٹ جاتی ہے سوا تمہارے کیونکہ تم کسی امر کی طرفداری تو کرتے ہو مگر اس کی کوئی علت و وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ ابلیس ہی کو لے لو اس نے اپنی اصل (آگ) کی وجہ سے آدمؑ سے تعصب کیا اور ان کی خلقت کی وجہ سے ان پر طعن کیا چنانچہ اس نے آدمؑ سے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم مٹی سے اسی طرح قوموں کے دولت مند لوگ اپنی نعمتوں پر ناز کر کے کہتے ہیں ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں ہم پر کیوں کر عذاب کیا جا سکتا ہے۔
اب اگر تمہیں فخر و ناز ہی کرنا ہے تو اچھی عادتوں، قابل تعریف کردار اور حسن سیرت پر فخر کرو جن میں عرب کے گھرانوں کے عظمت اور بلند ہمت سرداران قوم مرغوب اخلاق بلند پایہ بنیادوں اعلیٰ مرتبوں اور پسندیدہ کارناموں کی وجہ سے ایک دوسرے پر اپنی فضیلت ثابت کرتے تھے۔
تم بھی ان قابل تعریف صفات کی حمایت کرو جیسے ہمسایوں کے حقوق کی محافظت عہد و پیمان کی وفا، نیکی میں اطاعت، تکبر کی مخالفت، حسن سلوک کی پابندی، ظلم تعدی سے کنارہ کشی، خونریزی سے پرہیز، خلق خدا سے عدل و انصاف، غصہ کو پی جانا، زمین میں شر انگیزی سے دامن بچانا۔
ان عذابوں سے ڈرو جو تم سے پہلی امتوں پر ان کی بداعمالیوں اور مذموم کرداروں کی وجہ سے ان پر نازل ہوتے رہے ہیں۔
اچھے اور بُرے حالات میں ان کی کیفیت کو پیش نظر رکھو اور ڈرتے رہو کہ کہیں تم بھی انہی کے سے نہ ہو جاؤ۔
جب تم نے ان کی (اچھی اور بری) دونوں حالتوں پر غور کر لیا تو پھر اس امر کی پابندی کرو جس سے ہر حالت میں عزت و شان ان کے ساتھ

لَهُ عَنْهُمْ وَمُدَّتِ الْعَافِيَةُ فِيهِ عَلَيْهِمْ وَانْقَادَتِ النِّعْمَةُ لَهُ مَعَهُمْ وَوَصَلَتِ الْكَرَامَةُ عَلَيْهِ حَبْلَهُمْ۔

رہی اور ان کے دشمن ان سے دور رہیں، عافیت کے شامیانے ان پر تان دیئے گئے اور نعمت ان کی مطیع و منقاد ہو گئی، اور بزرگی نے ان سے اپنا رشتہ جوڑ لیا۔

مِنَ الِاجْتِنَابِ لِلْفُرْقَةِ وَاللُّزُومِ لِلْأُلْفَةِ وَالتَّحَاضِّ عَلَيْهَا وَالتَّوَاصِي بِهَا۔

اس لئے کہ وہ تفرقہ سے بچتے رہے اتفاق و اتحاد پر قائم رہے اسی پر ایک نے دوسرے کو آمادہ کیا اور اسی کی باہم سفارش کرتے رہے۔

وَاجْتَنِبُوا كُلَّ أَمْرٍ كَسَرَ فِقْرَتَهُمْ وَأَوْهَنَ مُنَّتَهُمْ مِنْ تَضَاغُنِ الْقُلُوبِ وَتَشَاحُنِ الصُّدُورِ وَتَدَابُرِ النُّفُوسِ وَتَخَاذُلِ الْأَيْدِي۔

اور ہر اس بات سے بچتے رہو جس نے ان کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ دیا ہو ان کی طاقت کو کمزور کر دیا ہو جیسے باہم دلوں میں کینہ رکھنا سینوں میں بغض و عناد، جان بچانے کے لئے پیٹھ پھیر لینا اور ایک دوسرے کی مدد سے ہاتھ اٹھا لینا۔

وَتَدَبَّرُوا أَحْوَالَ الْمَاضِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَبْلَكُمْ كَيْفَ كَانُوا فِي حَالِ التَّمْحِيصِ وَالْبَلَاءِ۔

اور جو مومنین تم سے پہلے گزر گئے ان کے حالات پر غور کرو وہ آزمائش اور مصیبت میں کیسے ثابت قدم رہے۔

أَلَمْ يَكُونُوا أَثْقَلَ الْخَلَائِقِ أَعْبَاءً وَأَجْهَدَ الْعِبَادِ بَلَاءً وَأَضْيَقَ أَهْلِ الدُّنْيَا حَالًا۔

کیا وہ سارے جہان سے زیادہ تکلیفوں کا بوجھ اٹھانے والے سب لوگوں سے زیادہ امتحان کی مشقت برداشت کرنے والے اور تمام اہل دنیا سے بڑھ کر تنگ حالت میں نہ تھے۔

اتَّخَذَتْهُمُ الْفَرَاعِنَةُ عَبِيدًا فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَجَرَّعُوهُمُ الْمُرَارَ فَلَمْ تَبْرَحِ الْحَالُ بِهِمْ فِي ذُلِّ الْهَلَكَةِ وَقَهْرِ الْغَلَبَةِ، لَا يَجِدُونَ حِيلَةً فِي امْتِنَاعٍ وَلَا سَبِيلًا إِلَى دِفَاعٍ۔

جنہیں دنیا کے فرعونوں نے اپنا غلام بنا رکھا تھا انہیں سخت سے سخت سزائیں دیتے رہے اور (مصیبتوں کے) تلخ گھونٹ پلاتے رہے اور ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ ہلاکت کی ذلتوں اور غلبہ کے قہر میں گھرتے رہے نہ کوئی تدبیریں پڑتی تھیں کہ سر اٹھاتے اور نہ دفاع کا کوئی راستہ تھا۔

حَتَّى إِذَا رَأَى اللَّهُ جِدَّ الصَّبْرِ مِنْهُمْ عَلَى الْأَذَى فِي مَحَبَّتِهِ وَالِاحْتِمَالَ لِلْمَكْرُوهِ مِنْ خَوْفِهِ جَعَلَ لَهُمْ مِنْ مَضَايِقِ الْبَلَاءِ فَرَجًا فَأَبْدَلَهُمُ الْعِزَّ مَكَانَ الذُّلِّ وَالْأَمْنَ مَكَانَ الْخَوْفِ فَصَارُوا مُلُوكًا حُكَّامًا وَأَئِمَّةً أَعْلَامًا، وَقَدْ بَلَغَتِ الْكَرَامَةُ مِنَ اللَّهِ لَهُمْ مَا لَمْ تَبْلُغِ الْآمَالُ إِلَيْهِ بِهِمْ۔

یہاں تک کہ جب خداوند عالم نے دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں کی پوری کوشش کر رہے ہیں اور میرے خوف سے مصائب جھیل رہے ہیں تو اس نے مصیبتوں کی تنگیوں سے نکال کر کشادگی بخش دی، اور ان کی ذلت کو عزت سے اور خوف کو امن سے بدل دیا اور وہ فرمانروا بادشاہ اور آئمہ بن گئے اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ عزت نصیب ہوئی جہاں تک امیدوں کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

فانظروا كيف كانوا حيث كانت الاملاء مجتمعة، والاهواء متفقة، والقلوب معتدلة، والايدي مترادفة، والسيوف متناصرة، والبصائر نافذة، والعزائم واحدة.

اور یہ بھی دیکھو کہ وہ اس وقت کیسے تھے جب ان کی جمعیتیں یکجا تھیں حالات یکسو تھے دلوں میں میانہ روی تھی ان کے ہاتھ ایک دوسرے کے معاون اور تلواریں ایک دوسرے کی مددگار تھیں، ان کی بصیرتیں کامل اور ارادے ایک تھے۔

الم يكونوا اربابا في اقطار الارضين وملوكا على رقاب العالمين.

کیا وہ اس وقت اطراف زمین کے مالک اور دنیا والوں پر حکمران نہ تھے۔

فانظروا الى ما صاروا اليه في آخر امورهم حين وقعت الفرقة وتشتتت الالفة واختلفت الكلمة والافئدة وتشعبوا مختلفين، وتفرقوا متحاربين.

اور یہ بھی دیکھو کہ آخر میں ان کا کیا انجام ہوا جب ان میں پھوٹ پڑ گئی یک جہتی درہم برہم ہو گئی ان کی باتیں اور دل مختلف ہو گئے اور وہ مختلف شاخوں میں بٹ گئے اور الگ الگ جتھے بنکر ایک دوسرے سے آمادہ پیکار ہو گئے۔

قد خلع الله عنهم لباس كرامته، وسلبهم غضارة نعمته، وبقي قصص اخبارهم فيكم عبرة للمعتبرين. (منكم)

تو ان کی یہ نوبت پہنچ گئی کہ خدا نے ان سے بزرگی کا لباس اتار لیا اپنی نعمت کی فراوانی ان سے سلب کر لی بس ان کے واقعات کے قصے تم میں باقی رہ گئے ہیں تاکہ تمہارے عبرت حاصل کرنے والے ان سے عبرت حاصل کرتے رہیں۔

فاعتبروا بحال ولد اسمعيل وبني اسحق وبني اسرائيل عليهم السلام فما اشد اعتدال الاحوال واقرب اشتباه الامثال.

اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کی اولاد سے حاصل کرو حالات کتنے ملتے جلتے اور طریقے قریب قریب یکساں ہیں۔

تأملوا امرهم في حال تشتتهم وتفرقهم ليالي كانت الاكاسرة والقياصرة اربابا لهم، يحتازونهم عن ريف الآفاق وبحر العراق وخضرة الدنيا الى منابت الشيح ومهافي الريح ونكد المعاش.

ان کے حالات پر غور و فکر سے کام لو جب وہ منتشر اور پراگندہ تھے جب شاہان عجم اور سلاطین روم ان پر حکمران تھے وہ انہیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں، عراق کے دریاؤں اور دنیا کے شاداب مقامات سے نکال کر خار دار جھاڑیوں، تیز و تند ہواؤں کی بے روک گزرگاہوں اور ان مقامات پر دھکیل دیتے تھے جہاں کی مالی معیشت دشوار تھی۔

فتركوهم عالة مساكين اخوان دبر ووبر.

اور آخر انہیں فقیر و نادار، زخمی پشت والے اونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں میں رہنے والا (صحرائی) بنا کر چھوڑتے تھے۔

اذل الامم دارا واجدبهم قرارا لا يأوون الى

ان کے گھر ساری قوموں سے زیادہ خستہ اور خراب اور ان کے

جَنَاحِ دَعْوَةٍ يَعْتَصِمُونَ بِهَا، وَلَا إِلَىٰ ظِلِّ أُلْفَةٍ يَعْتَمِدُونَ عَلَىٰ عِزِّهَا. فَالْأَحْوَالُ مُضْطَرِبَةٌ، وَالْأَيْدِي مُخْتَلِفَةٌ، وَالْكَثْرَةُ مُتَفَرِّقَةٌ. فِي بَلَاءِ أَزْلٍ، وَأَطْبَاقِ جَهْلٍ، مِنْ بَنَاتٍ مَوْءُودَةٍ، وَأَصْنَامٍ مَعْبُودَةٍ، وَأَرْحَامٍ مَقْطُوعَةٍ، وَغَارَاتٍ مَشْنُونَةٍ.

ٹھکانے خشک سایوں سے تباہ و برباد تھے۔ نہ ان کی کوئی آواز تھی جس سے بازو کا سہارا لیتے ورنہ اس محبت کا سایہ تھا جس کے ذریعہ عزت پر بھروسہ کرتے ان کے حالات مضطرب اور ہاتھ الگ الگ تھے ان کی جمعیت جدا جدا جان فرسا مصائب اور تہ بہ تہ جہالتوں میں گرفتار تھے، لڑکیاں زندہ در گور تھیں دہر گھر میں، مورتیوں کی پوجا ہوتی تھی۔ رشتے ٹوٹ چکے تھے، لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔

فَانْظُرُوا إِلَىٰ مَوَاقِعِ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ حِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولًا فَعَقَدَ بِمِلَّتِهِ طَاعَتَهُمْ، وَجَمَعَ عَلَىٰ دَعْوَتِهِ أُلْفَتَهُمْ.

ان پر خدا کی نعمتوں کا اندازہ کرو جب ان میں ایسا رسول بھیجا، جس نے اس قوم کو اپنی اطاعت کا پابند بنایا اور انہیں اپنے پیغام توحید سے ایک مرکز پر جمع کردیا۔

كَيْفَ نَشَرَتِ النِّعْمَةُ عَلَيْهِمْ جَنَاحَ كَرَامَتِهَا، وَأَسَالَتْ لَهُمْ جَدَاوِلَ نَعِيمِهَا، وَالْتَفَّتِ الْمِلَّةُ بِهِمْ فِي عَوَائِدِ بَرَكَتِهَا.

کیوں کر ان پر خدا کی نعمت نے اپنی کرامت کے پر پھیلا دیئے اور ان کے لئے بخشش و فیض کی نہریں جاری کردیں اور ملت اسلام نے انہیں اپنی برکت سے بے انداز فائدوں میں لپیٹ لیا۔

فَأَصْبَحُوا فِي نِعْمَتِهَا غَرِقِينَ، وَفِي خُضْرَةِ عَيْشِهَا فَكِهِينَ. قَدْ تَرَبَّعَتِ الْأُمُورُ بِهِمْ فِي ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ، وَآوَتْهُمُ الْحَالُ إِلَىٰ كَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ، وَتَعَطَّفَتِ الْأُمُورُ عَلَيْهِمْ فِي ذُرَىٰ مُلْكٍ ثَابِتٍ.

چنانچہ وہ اس کی نعمتوں میں نہلا دیئے گئے اور اس کی معیشت کی سرسبزی میں خوشحال ہوگئے ایک مسلط فرمانروا (اسلام) کے زیر سایہ ان کی زندگی کے تمام شعبے (نظم و ضبط کے ساتھ) قائم ہوگئے اور حالات نے ایک باعزت فتح مندی پناہ گاہ میں پناہ دلا دی اور ایک ثابت و برقرار سلطنت کی انتہائی بلندیوں میں دین و دنیا کی سعادتیں ان پر جھک پڑیں۔

فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى الْعَالَمِينَ، وَمُلُوكٌ فِي أَطْرَافِ الْأَرَضِينَ، يَمْلِكُونَ الْأُمُورَ عَلَىٰ مَنْ كَانَ يَمْلِكُهَا عَلَيْهِمْ، وَيُمْضُونَ الْأَحْكَامَ فِيمَنْ كَانَ يُمْضِيهَا فِيهِمْ. لَا تُغْمَزُ لَهُمْ

اب وہ عالموں کے حکمران اور اطراف زمین کے بادشاہ ہیں اور تخت و تاج کے مالک بن گئے جو لوگ ان پر احکام نازل کیا کرتے تھے اب یہ ان پر حکم چلاتے ہیں نہ ان کے لئے نیزہ ہلایا جاتا ہے اور نہ ان پر پتھر

قَنَاةٌ وَلَا تُقْرَعُ لَهُمْ صَفَاةٌ۔

أَلَا وَإِنَّكُمْ قَدْ نَفَضْتُمْ أَيْدِيَكُمْ مِنْ حَبْلِ الطَّاعَةِ۔ وَثَلَمْتُمْ حِصْنَ اللهِ الْمَضْرُوبَ عَلَيْكُمْ بِأَحْكَامِ الْجَاهِلِيَّةِ۔

فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ قَدِ امْتَنَّ عَلَى جَمَاعَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِيمَا عَقَدَ بَيْنَهُمْ مِنْ حَبْلِ هٰذِهِ الْأُلْفَةِ الَّتِي يَنْتَقِلُونَ فِي ظِلِّهَا، وَيَأْوُونَ إِلَى كَنَفِهَا بِنِعْمَةٍ لَا يَعْرِفُ أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ لَهَا قِيمَةً لِأَنَّهَا أَرْجَحُ مِنْ كُلِّ ثَمَنٍ وَأَجَلُّ مِنْ كُلِّ خَطَرٍ۔

وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ صِرْتُمْ بَعْدَ الْهِجْرَةِ أَعْرَابًا۔ وَبَعْدَ الْمُوَالَاةِ أَحْزَابًا، مَا تَتَعَلَّقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا بِاسْمِهِ وَلَا تَعْرِفُونَ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا رَسْمَهُ۔ تَقُولُونَ النَّارَ وَلَا الْعَارَ، كَأَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُكْفِئُوا الْإِسْلَامَ عَلَى وَجْهِهِ انْتِهَاكًا لِحَرِيمِهِ۔ وَنَقْضًا لِمِيثَاقِهِ الَّذِي وَضَعَهُ اللهُ لَكُمْ حَرَمًا فِي أَرْضِهِ۔ وَأَمْنًا بَيْنَ خَلْقِهِ۔ وَإِنَّكُمْ إِنْ لَجَأْتُمْ إِلَى غَيْرِهِ حَارَبَكُمْ أَهْلُ الْكُفْرِ ثُمَّ لَا جَبْرَائِيلُ وَلَا مِيكَائِيلُ وَلَا مُهَاجِرُونَ وَلَا أَنْصَارٌ يَنْصُرُونَكُمْ إِلَّا الْمُقَارَعَةَ

مارے جاتے ہیں۔

دیکھو تم نے اطاعت کی رسی سے اپنے ہاتھ چھڑا لئے ہیں اور خدا کا وہ قلعہ جو تمہیں گھیرے ہوئے تھا تم نے اس میں جاہلیت والا رخنہ ڈال دیا ہے۔

خداوند عالم نے اس امت کے لوگوں پر احسان عظیم کیا ہے اس لئے کہ الفت و محبت کی رسیوں سے انہیں آپس میں جکڑ دیا ہے جس کے سایہ میں آتے جاتے اور اس کی آغوش میں پناہ لیتے ہیں ایسی نعمت سے جس کی قیمت مخلوقات میں سے کوئی نہیں جانتا کیوں کہ وہ ہر قیمت سے زیادہ اور ہر شرف سے بالا ہے۔

یاد رکھو کہ تم لوگ مدینہ سے ہجرت کے بعد پھر صحرائی (بدو) اور باہمی الفت و محبت کے بعد پھر پارٹیوں میں بٹ گئے ہو اسلام سے تمہارا تعلق صرف برائے نام رہ گیا ہے اور ایمان سے چند نشانیوں کے سوا تم کچھ نہیں جانتے۔

تم کہتے ہو کہ آگ میں کود پڑنا گوارا ہے مگر ذلت گوارا نہیں گویا تم یہ چاہتے ہو کہ اسلام کی بے حرمتی کر کے اور اس کا عہد توڑ کر اسے منہ کے بل اوندھا کر دو وہ عہد جسے خدا نے زمین میں تمہارے لئے پناہ اور اپنی مخلوق کے درمیان امن قرار دیا ہے۔

یاد رکھو کہ اگر تم نے اسلام کے علاوہ کسی دوسری سمت پناہ مانگی تو کفار تم سے جنگ کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ پھر نہ جبرئیل آئیں گے نہ میکائیل نہ مہاجر تمہاری مدد کریں گے اور نہ انصار سوا اس کے کہ تلواریں کھٹکھٹاتے رہو یہاں تک

بِالْبَيِّنِ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَكُمْ۔
وَإِنَّ عِنْدَكُمُ الْأَمْثَالَ مِنْ بَأْسِ
اللهِ وَقَوَارِعِهِ وَأَيَّامِهِ وَوَقَائِعِهِ۔
فَلَا تَسْتَبْطِئُوا وَعِيدَهُ جَهْلًا بِأَخْذِهِ
وَتَهَاوُنًا بِبَطْشِهِ وَيَأْسًا مِنْ بَأْسِهِ۔
فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَلْعَنِ
الْقَرْنَ الْمَاضِيَ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ
إِلَّا لِتَرْكِهِمُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ
وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔
فَلَعَنَ اللهُ السُّفَهَاءَ لِرُكُوبِ
الْمَعَاصِي، وَالْحُلَمَاءَ لِتَرْكِ التَّنَاهِي۔
أَلَا وَقَدْ قَطَعْتُمْ قَيْدَ الْإِسْلَامِ وَ
عَطَّلْتُمْ حُدُودَهُ وَأَمَتُّمْ أَحْكَامَهُ۔
أَلَا وَقَدْ أَمَرَنِيَ اللهُ بِقِتَالِ أَهْلِ
الْبَغْيِ وَالنَّكْثِ وَالْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ۔
فَأَمَّا النَّاكِثُونَ فَقَدْ قَاتَلْتُ وَ
أَمَّا الْقَاسِطُونَ فَقَدْ جَاهَدْتُ
وَأَمَّا الْمَارِقَةُ فَقَدْ دَوَّخْتُ۔
وَأَمَّا شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ فَقَدْ كُفِيتُهُ
بِصَعْقَةٍ سُمِعَتْ لَهَا وَجْبَةُ قَلْبِهِ وَ
رَجَّةُ صَدْرِهِ۔
وَبَقِيَتْ بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَغْيِ؛ وَ
لَئِنْ أَذِنَ اللهُ فِي الْكَرَّةِ عَلَيْهِمْ
لَأُدِيلَنَّ مِنْهُمْ إِلَّا مَا يَتَشَذَّرُ فِي أَطْرَافِ
الْبِلَادِ تَشَذُّرًا۔
أَنَا وَضَعْتُ فِي الصِّغَرِ بِكَلَاكِلِ الْعَرَبِ

کہ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔
اور خدا کے سخت عذاب اور جھنجوڑنے والے عقاب اور امتحانوں کے دن اور حوادث کے واقعات تمہارے سامنے ہیں۔
لہٰذا اس کی پکڑ کو ناواقفیت کی بنا پر دور مت سمجھو اور اس کی گرفت کو آسان سمجھ کر اور اس کی سختی سے غافل ہو کر اس کے عذاب کو دور نہ سمجھو۔
خداوند عالم نے تم سے پہلی اُمتوں پر لعنت
اسی لئے کی ہے کہ انہوں نے امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر
ترک کر دیا۔
خدا نے بیوقوفوں پر اس لئے لعنت کی ہے کہ وہ گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے اور عقلمندوں پر اس لئے کہ وہ خطاؤں سے باز نہیں آتے تھے۔
دیکھو تم نے اسلام کی پابندی توڑ دی ہے اسکی حدوں کو معطل کر دیا ہے اور اس کے احکام کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے (ختم کر دیا ہے)
آگاہ رہو کہ خداوند عالم نے مجھے باغیوں، عہد شکنوں اور زمین میں فساد پھیلانے والوں سے جہاد کا حکم دیا ہے۔
چنانچہ میں نے عہد شکنوں (اصحاب جمل، نافرمانوں (اہل صفین) سے جہاد کیا اور بے دینوں (خوارج) کو پوری طرح ذلیل کر کے چھوڑا ہے۔
رہا گڑھے میں گر کر مرنے والا شیطان (ذوالثدیہ) تو میں نے اس کی مہم بھی سر کر لی ایک ایسی چیخ کے ساتھ کہ اس کے دل کی دھڑکن اور سینہ کے کانپنے کی آواز میرے کانوں تک پہنچ رہی تھی
اب باغیوں میں سے کچھ باقی رہ گئے ہیں اگر خدا نے مجھے ان پر دوبارہ حملہ کرنے کی اجازت دی تو میں انہیں تہس نہس کر کے سلطنت کا رخ موڑ دوں گا پھر وہی لوگ بچ سکتے ہیں جو ادھر ادھر دوسرے دور دراز شہروں میں منتشر ہو جائیں۔
میں نے تو بچپن ہی میں عرب کے سینے زمین پر جھکا دئے تھے اور قبیلہ

وَكَسَرْتُ نَوَاجِمَ قُرُونِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ.

ربیعہ و مضر کے اُبھرے ہوئے سینگ توڑ دیے تھے۔

وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَوْضِعِي مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْقَرَابَةِ وَالْمَنْزِلَةِ الْخَصِيصَةِ.

اور تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی قریبی قرابت کی وجہ سے میرا مقام اور بالخصوص قدر و منزلت جانتے ہی ہو۔

وَضَعَنِي فِي حِجْرِهِ وَأَنَا وَلَدٌ يَضُمُّنِي إِلَى صَدْرِهِ وَيَكْنُفُنِي فِي فِرَاشِهِ وَيُمِسُّنِي جَسَدَهُ وَيُشِمُّنِي عَرْفَهُ.

میں بچہ تھا کہ رسولؐ نے مجھے گود میں لے لیا تھا مجھے اپنے سینہ سے چمٹائے رکھتے بستر پر اپنے پہلو میں جگہ دیتے اور جسم مبارک کو مجھ سے مس کرتے تھے اور اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے۔

وَكَانَ يَمْضَغُ الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِمُنِيهِ وَمَا وَجَدَ لِي كَذْبَةً فِي قَوْلٍ وَلَا خَطْلَةً فِي فِعْلٍ.

وہ کوئی چیز خود چباتے پھر اس کے لقمے میرے منہ میں دیتے تھے انہوں نے نہ میرے کسی قول میں کبھی جھوٹ کا شائبہ پایا اور نہ میرے کسی فعل میں لغزش نظر آئی۔

وَلَقَدْ قَرَنَ اللهُ بِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ لَدُنْ أَنْ كَانَ فَطِيماً أَعْظَمَ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَتِهِ يَسْلُكُ بِهِ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ، وَمَحَاسِنَ أَخْلَاقِ الْعَالَمِ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ.

اور خدا نے آنحضرتؐ کی دودھ بڑھائی کے وقت ہی سے اپنے فرشتوں میں سے ایک عظیم المرتبت ملک کو آپ کے ساتھ کر دیا تھا جو شب و روز بزرگوں کی راہ اور حسن اخلاق کی طرف لے چلتا تھا۔

وَلَقَدْ كُنْتُ أَتَّبِعُهُ اتِّبَاعَ الْفَصِيلِ أَثَرَ أُمِّهِ.

اور میں ان کے پیچھے پیچھے اس طرح لگا رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔

يَرْفَعُ لِي فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ أَخْلَاقِهِ عَلَماً وَيَأْمُرُنِي بِالِاقْتِدَاءِ بِهِ.

وہ ہر روز میرے لیے اپنے اخلاق حسنہ کے علم بلند کرتے اور مجھے اس کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔

وَلَقَدْ كَانَ يُجَاوِرُ فِي كُلِّ سَنَةٍ بِحِرَاءَ فَأَرَاهُ وَلَا يَرَاهُ غَيْرِي.

وہ ہمیشہ (کوہ) حرا میں مجھے ساتھ رکھتے تھے اور وہاں انہیں میرے سوا کوئی نہیں دیکھتا تھا۔

وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْتٌ وَاحِدٌ يَوْمَئِذٍ فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَخَدِيجَةَ وَأَنَا ثَالِثُهُمَا.

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین خدیجہ کے گھر کے علاوہ کسی گھر میں اسلام نہ تھا البتہ میں ان کا تیسرا تھا۔

أَرَى نُورَ الْوَحْيِ وَالرِّسَالَةِ وَأَشُمُّ رِيحَ النُّبُوَّةِ.

وہ وحی اور رسالت کا نور دیکھتا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔

وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّةَ الشَّيْطَانِ حِيْنَ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا هٰذِهِ الرَّنَّةُ؟ فَقَالَ هٰذَا الشَّيْطَانُ أَيِسَ مِنْ عِبَادَتِهِ، إِنَّكَ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ وَتَرَى مَا أَرَى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ، وَلٰكِنَّكَ لَوَزِيْرٌ وَإِنَّكَ لَعَلٰى خَيْرٍ۔

اور جب حضورؐ پر پہلے پہل وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی چیخ سُنی جس پر میں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ آواز کیسی ہے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو اپنی عبادت سے محروم ہو گیا ہے جو کچھ میں سُنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو صرف فرق یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ تم میرے وزیر ہو اور یقیناً خیر پر ہو۔

وَلَقَدْ كُنْتُ مَعَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَمَّا أَتَاهُ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوْا لَهُ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ قَدِ ادَّعَيْتَ عَظِيْمًا لَمْ يَدَّعِهِ آبَاؤُكَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَيْتِكَ۔ وَنَحْنُ نَسْأَلُكَ أَمْرًا إِنْ أَنْتَ أَجَبْتَنَا إِلَيْهِ وَأَرَيْتَنَاهُ عَلِمْنَا أَنَّكَ نَبِيٌّ وَرَسُوْلٌ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ عَلِمْنَا أَنَّكَ سَاحِرٌ كَذَّابٌ۔

اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت موجود تھا جب ان کی خدمت میں قریش کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر کہا کہ اے محمدؐ! آپؐ نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے ایسا دعویٰ نہ آپ کے بزرگوں نے کیا تھا اور نہ آپ کے خاندان سے کسی نے کیا تھا۔ ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے ہیں اگر آپؐ نے پورا کر دیا تو پھر ہم یقین کر لیں گے کہ آپؐ نبی و رسول ہیں اور اگر نہ دکھا سکے تو ہم جان لیں گے کہ (معاذ اللہ) آپؐ جادوگر اور جھوٹے ہیں۔

فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: وَمَا تَسْأَلُوْنَ؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ بتاؤ تمہارا کیا سوال ہے؟

قَالُوْا: تَدْعُوْ لَنَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ حَتّٰى تَنْقَلِعَ بِعُرُوْقِهَا وَتَقِفَ بَيْنَ يَدَيْكَ۔ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فَإِنْ فَعَلَ اللهُ لَكُمْ ذٰلِكَ أَتُؤْمِنُوْنَ وَتَشْهَدُوْنَ بِالْحَقِّ؟ قَالُوْا نَعَمْ

ان لوگوں نے کہا کہ آپؐ اس درخت کو بلائیں اور حکم دیں کہ وہ جڑ سے اکھڑ کر آپ کے سامنے آکھڑا ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر خدا نے تمہارے لئے ایسا بھی کر دکھایا تو کیا تم ایمان لے آؤ گے اور حق کی گواہی دو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک۔

فإني سأريكم ما تطلبون وإني لأعلم أنكم لا تفيئون إلى خير.

وإن فيكم من يطرح في القليب ومن يحزب الأحزاب.

آپ نے فرمایا کہ اچھا جو تم چاہتے ہو وہ تمہیں دکھا دیتا ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ تم خیر کی طرف رجوع کرنے والے نہیں ہو۔ تم میں کچھ تو وہ ہیں جنہیں بدر کے کنویں میں ڈال جائے گا اور کچھ وہ ہیں جو جنگ احزاب (خندق) میں لشکر تیار کریں گے۔

ثم قال صلى الله عليه وآله: يا أيتها الشجرة إن كنت تؤمنين بالله واليوم الآخر وتعلمين أني رسول الله فانقلعي بعروقك حتى تقفي بين يدي بإذن الله.

پھر آپ نے فرمایا کہ اے درخت اگر تو اس خدائے وحدہٗ لاشریک اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں تو جڑوں سمیت اکھڑ کر میرے سامنے کھڑا ہو جا باذن خدا۔

فوالذي بعثه بالحق لانقلعت بعروقها وجاءت ولها دوي شديد وقصف كقصف أجنحة الطير.

حتى وقفت بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله.

پس اس خدا کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وہ جڑوں سمیت زمین سے اکھڑ کر اس طرح آیا کہ اس سے کھڑکھڑاہٹ اور پرندوں کے پروں کی سی پھڑپھڑاہٹ کی آواز آ رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ جھومتا ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

مرفرفة، وألقت بغصنها الأعلى على رسول الله صلى الله عليه وآله وببعض أغصانها على منكبي وكنت عن يمينه صلى الله عليه وآله.

اور بلند شاخیں ان پر اور کچھ شاخیں مجھ پر ڈال دیں میں آپ کے داہنے جانب کھڑا تھا۔

فلما نظر القوم إلى ذلك قالوا علوا واستكبارا: فمرها فليأتك نصفها ويبقى نصفها.

جب قریش نے یہ حال دیکھا تو غرور و تکبر سے کہنے لگے کہ اسے حکم دیں کہ آدھا اپنے مقام پر رہے اور آپ کے پاس آ جائے۔

فأمرها بذلك، فأقبل إليه نصفها كأعجب إقبال وأشده دويا فكادت تلتف برسول الله صلى الله عليه وآله.

فقالوا كفرا وعتوا: فمر هذا النصف فليرجع إلى نصفه كما كان

آپ نے اسے ایسا ہی حکم دیا تو اس کا آدھا حصہ ان کی طرف پہلے سے زیادہ تعجب خیز طریقہ اور بلند آواز سے بڑھا اور قریب تھا کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے لپٹ جائے۔ پھر انہوں نے کفر اور تمرد سے کہا کہ اچھا اب اس نصف کو حکم دیں کہ پلٹ کر اپنے نصف سے مل جائے جیسا پہلے تھا

فَأَمَرَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَرَجَعَ۔

آپ نے کہا وہ پلٹ کر مل گیا۔

فَقُلْتُ أَنَا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنِّي أَوَّلُ مُؤْمِنٍ بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَأَوَّلُ مَنْ أَقَرَّ بِأَنَّ الشَّجَرَةَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ بِأَمْرِ اللّٰهِ تَعَالَى تَصْدِيقًا بِنُبُوَّتِكَ وَإِجْلَالًا لِكَلِمَتِكَ۔

اس وقت میں نے کہا کہ کوئی خدا نہیں سوا اس خدائے وحدہ لاشریک کے لئے خدا کے رسول[۲] میں آپؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں اور سب سے پہلے اقرار کرنے والا ہوں کہ درخت نے جو کچھ کیا وہ خدائے تعالیٰ کے حکم[۱] سے کیا تھا کہ آپ کی نبوت کی تصدیق اور آپؐ کے کلام کی برتری ثابت ہو جائے۔

فَقَالَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ: بَلْ سَاحِرٌ كَذَّابٌ، عَجِيبُ السِّحْرِ، خَفِيفٌ فِيهِ۔ وَهَلْ يُصَدِّقُكَ فِي أَمْرِكَ إِلَّا مِثْلُ هٰذَا (يَعْنُونَنِي) وَإِنِّي لَمِنْ قَوْمٍ لَا تَأْخُذُهُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ۔

یہ دیکھ کر قریش سارے کے سارے بولے (معاذ اللہ) آپؐ جادوگر ہیں جھوٹے ہیں ان کا سحر عجیب و غریب ہے اور بڑے چابکدستی اس امر پر آپؐ کی تصدیق ان جیسے ہی کر سکتے ہیں اور اس سے مجھے مراد لیا تھا اور میں اس قوم سے ہوں جنہیں خدا کے بارے میں کسی برا کہنے والے کی برائی کی پروا نہیں ہے۔

سِيمَاهُمْ سِيمَا الصِّدِّيقِينَ، وَكَلَامُهُمْ كَلَامُ الْأَبْرَارِ، عُمَّارُ اللَّيْلِ، وَمَنَارُ النَّهَارِ، مُتَمَسِّكُونَ بِحَبْلِ الْقُرْآنِ۔

ان کے نشانات سچوں کی تصویر ان کا کلام نیکوں کا کلام وہ عابد شب زندہ دار اور دن کا مینار ہیں وہ قرآن کی رسی سے وابستہ دامن کی لڑی ہیں۔

يُحْيُونَ سُنَنَ اللّٰهِ وَسُنَنَ رَسُولِهِ، لَا يَسْتَكْبِرُونَ وَلَا يَعْلُونَ وَلَا يَغُلُّونَ وَلَا يُفْسِدُونَ، قُلُوبُهُمْ فِي الْجِنَانِ وَأَجْسَادُهُمْ فِي الْعَمَلِ۔

خدا اور رسول کے طریقوں کو زندہ کرتے ہیں نہ تکبر کرتے ہیں نہ اپنی بڑائی کرتے ہیں نہ خیانت کرتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں ان کے دل جنت میں اور جسم عمل میں مصروف ہیں۔

---

[۱] یہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ حکم خدا سے ہوتا ہے مگر فعل معجزنما ہے۔

خطبہ نمبر ۱۹۲

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ہمام کی درخواست پر اس کا جواب

رُوِيَ أَنَّ صَاحِبًا لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُقَالُ لَهُ هَمَّامٌ كَانَ رَجُلًا عَابِدًا، فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ صِفْ لِيَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، فَتَثَاقَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ جَوَابِهِ ثُمَّ قَالَ:

روایت کی گئی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے ایک صحابی نے جنہیں ہمام کہا جاتا ہے اور جو بہت عابد تھے حضرت سے عرض کیا یا امیرالمومنین مجھ سے متقین کی صفت اس طرح بیان کریں کہ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں حضرت نے جواب دینے میں کچھ پس و پیش کیا پھر اس قدر فرمایا:

يَا هَمَّامُ اتَّقِ اللَّهَ وَأَحْسِنْ فَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ.

اے ہمام! اللہ سے ڈرو اور نیک عمل کرو کیونکہ خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار اور نیک کردار ہوں۔

فَلَمْ يَقْنَعْ هَمَّامٌ بِهَذَا الْقَوْلِ حَتَّى عَزَمَ عَلَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ثُمَّ قَالَ:

ہمام نے اس جواب پر قناعت نہ کی اور قسم دی کہ اور بیان فرمائیں پس حضرتؑ نے حمد و ثنا بیان فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ پر درود بھیجا پھر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى خَلَقَ الْخَلْقَ حِينَ خَلَقَهُمْ غَنِيًّا عَنْ طَاعَتِهِمْ، آمِنًا مِنْ مَعْصِيَتِهِمْ، لِأَنَّهُ لَا تَضُرُّهُ مَعْصِيَةُ مَنْ عَصَاهُ وَلَا تَنْفَعُهُ طَاعَةُ مَنْ أَطَاعَهُ.

خداوند عالم نے جب مخلوقات کو خلق فرمایا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کے گناہوں سے بے خطر ہو کر لباس وجود پہنایا۔ اس لئے نہ خطا کاروں کی نافرمانی سے اسے نقصان پہنچتا ہے اور نہ اطاعت گزاروں کی فرمانبرداری سے فائدہ پہنچتا ہے۔

فَقَسَمَ بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ وَوَضَعَهُمْ مِنَ الدُّنْيَا مَوَاضِعَهُمْ.

پھر ان کی معیشت کا سامان ان میں تقسیم کر دیا اور دنیا میں ہر ایک کو اس کے مناسب حال مقام پر رکھا۔

فَالْمُتَّقُونَ فِيهَا هُمْ أَهْلُ الْفَضَائِلِ، مَنْطِقُهُمُ الصَّوَابُ وَمَلْبَسُهُمُ الِاقْتِصَادُ وَمَشْيُهُمُ التَّوَاضُعُ.

پس ان میں متقی و پرہیزگار ہی صاحب فضیلت ہیں ان کی گفتگو درست، لباس درمیانہ، ان کی رفتار عجز و انکسار ہے۔

غَضُّوا أَبْصَارَهُمْ عَمَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمْ، وَوَقَفُوا أَسْمَاعَهُمْ عَلَى الْعِلْمِ النَّافِعِ لَهُمْ.

خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے انہوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں اور نفع رساں علم کے لئے کان لگائے رہتے ہیں۔

نُزِّلَتْ أَنْفُسُهُمْ مِنْهُمْ فِي الْبَلَاءِ كَالَّتِي نُزِّلَتْ فِي الرَّخَاءِ، وَلَوْلَا الْأَجَلُ الَّذِي كُتِبَ لَهُمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ شَوْقًا إِلَى الثَّوَابِ، وَخَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ.

ان کے نفس مصیبت میں بھی ویسے ہی رہتے ہیں جیسے راحت و آرام میں اور اگر زندگی کی مدت لکھ نہ دی گئی ہوتی تو ثواب کے شوق اور عذاب کے ڈر سے ان کی روحیں چشم زدن کے لئے ان کے جسم میں نہ ٹھہرتیں۔

عَظُمَ الْخَالِقُ فِي أَنْفُسِهِمْ فَصَغُرَ مَا دُونَهُ فِي أَعْيُنِهِمْ.

ان کے دلوں میں خالق کی عظمت اس طرح بیٹھ گئی ہے کہ ان کی نگاہوں میں اس کے ماسوا ہر شئی حقیر نظر آتی ہے۔

فَهُمْ وَالْجَنَّةُ كَمَنْ قَدْ رَآهَا فَهُمْ فِيهَا مُنَعَّمُونَ.

انہیں جنت کا اس طرح یقین ہے جیسے اسے یقین ہو جس نے اسے دیکھا ہوا اور وہ اب اس کی نعمتوں سے سرفراز ہو رہے ہوں۔

وَهُمْ وَالنَّارُ كَمَنْ قَدْ رَآهَا فَهُمْ فِيهَا مُعَذَّبُونَ.

انہیں دوزخ پر ایسا یقین ہے کہ جیسے انہوں نے اسے دیکھا اور ان کے گرد و پیش عذاب ہو رہا ہو۔

قُلُوبُهُمْ مَحْزُونَةٌ، وَشُرُورُهُمْ مَأْمُونَةٌ، وَأَجْسَادُهُمْ نَحِيفَةٌ، وَحَاجَاتُهُمْ خَفِيفَةٌ، وَأَنْفُسُهُمْ عَفِيفَةٌ.

ان کے دل غمگین، لوگ ان کے شر سے محفوظ، ان کے بدن لاغر، ضرورتیں کم، ان کے نفس پاک باز خواہشات نفسانی سے بری۔

صَبَرُوا أَيَّامًا قَصِيرَةً أَعْقَبَتْهُمْ رَاحَةً طَوِيلَةً، تِجَارَةٌ مُرْبِحَةٌ يَسَّرَهَا لَهُمْ رَبُّهُمْ. أَرَادَتْهُمُ الدُّنْيَا فَلَمْ يُرِيدُوهَا، وَأَسَرَتْهُمْ فَفَدَوْا أَنْفُسَهُمْ مِنْهَا.

انہوں نے چند دنوں کی تکلیفوں پر صبر سے کام لیا جس کے نتیجہ میں دائمی راحت حاصل کر لی۔ یہ ایک نفع بخش تجارت ہے جو خدا نے ان کے لئے مہیا فرما دی۔ دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے اس کی خواہش نہ کی اس نے انہیں قیدی بنایا تو انہوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر چھڑا لیا۔

أَمَّا اللَّيْلَ فَصَافُّونَ أَقْدَامَهُمْ، تَالِينَ لِأَجْزَاءِ الْقُرْآنِ يُرَتِّلُونَهُ تَرْتِيلًا، يُحَزِّنُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ وَيَسْتَثِيرُونَ بِهِ دَوَاءَ دَائِهِمْ.

جب رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر آیات قرآن کی رُک رُک کر تلاوت کرکے دلوں میں غم کو تازہ کرتے ہیں اور اپنی بیماری کا علاج ڈھونڈتے ہیں۔

فَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ فِيهَا تَشْوِيقٌ رَكَنُوا إِلَيْهَا طَمَعاً. وَتَنَزَّعَتْ نُفُوسُهُمْ إِلَيْهَا شَوْقاً وَظَنُّوا أَنَّهَا نُصْبَ أَعْيُنِهِمْ.

جب وہ کسی آیت سے گزرتے ہیں جس میں جنت کی رغبت دلائی گئی ہو تو اس کے طمع میں جھک جاتے ہیں اور اس کے شوق میں ان کے دل بےتابانہ کھنچ اُٹھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ منظر ان کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

وَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ فِيهَا تَخْوِيفٌ أَصْغَوْا إِلَيْهَا مَسَامِعَ قُلُوبِهِمْ وَظَنُّوا أَنَّ زَفِيرَ جَهَنَّمَ وَشَهِيقَهَا فِي أُصُولِ آذَانِهِمْ.

اور جب کسی آیت سے گزرتے ہیں جس میں دوزخ سے ڈرایا گیا ہو تو اس کی طرف اپنے دل کے کان لگا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور چیخ و پکار ان کے کانوں کے اندر آ رہی ہے۔

فَهُمْ حَانُونَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ مُفْتَرِشُونَ لِجِبَاهِهِمْ وَأَكُفِّهِمْ وَرُكَبِهِمْ وَأَطْرَافِ أَقْدَامِهِمْ يَطْلُبُونَ اللهَ تَعَالَى فِي فَكَاكِ رِقَابِهِمْ.

وہ اپنی کمریں (رکوع میں) جھکائے ہوئے اور (سجدہ میں) اپنی پیشانیاں، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) بچھائے ہوئے ہیں اور گلو خلاصی کے لیے خدا سے التجائیں کرتے ہیں۔

وَأَمَّا النَّهَارَ فَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ أَبْرَارٌ أَتْقِيَاءُ. قَدْ بَرَاهُمُ الْخَوْفُ بَرْيَ الْقِدَاحِ. يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ النَّاظِرُ فَيَحْسَبُهُمْ مَرْضَى وَمَا بِالْقَوْمِ مِنْ مَرَضٍ وَيَقُولُ قَدْ خُولِطُوا. وَلَقَدْ خَالَطَهُمْ أَمْرٌ عَظِيمٌ.

جب دن ہوتا ہے تو حلیم عالم بن کر نیک کردار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں خوف (خدا) نے انہیں تیروں کی طرح لاغر کر دیا ہے۔ دیکھنے والا انہیں دیکھ کر بیمار سمجھتا ہے حالانکہ وہ بیمار نہیں ہیں اور (جب ان کی باتیں سنتا ہے تو) کہتا ہے کہ ان کی عقلیں ٹھکانے پر نہیں ہیں حالانکہ انہیں ایک بہت بڑے امر کا خطرہ ہے۔

لَا يَرْضَوْنَ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الْقَلِيلَ وَلَا يَسْتَكْثِرُونَ الْكَثِيرَ.

وہ اپنے قلیل اعمال سے مطمئن نہیں رہتے اور نہ زیادہ اعمال کو زیادہ سمجھتے ہیں۔

فَهُمْ لِأَنْفُسِهِمْ مُتَّهِمُونَ وَمِنْ أَعْمَالِهِمْ مُشْفِقُونَ.

وہ اپنے ہی نفسوں پر کوتاہی کا الزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے ڈرتے رہتے ہیں۔

إِذَا زُكِّيَ أَحَدُهُمْ خَافَ مِمَّا يُقَالُ لَهُ فَيَقُولُ: أَنَا أَعْلَمُ بِنَفْسِي مِنْ غَيْرِي وَرَبِّي أَعْلَمُ بِي مِنِّي بِنَفْسِي. اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ وَاجْعَلْنِي أَفْضَلَ مِمَّا يَظُنُّونَ وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَعْلَمُونَ.

جب ان میں سے کسی ایک کے تقویٰ و پرہیزگاری کی تعریف کی جاتی ہے تو اس کے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے کانپ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کا حال جانتا ہوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس سے باخبر ہے۔ خداوندا یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق یہ جو گمان رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دے اور میرے وہ گناہ بخش دے جو یہ نہیں جانتے۔

فَمِنْ عَلَامَةِ اَحَدِهِمْ اَنَّكَ تَرٰى لَهٗ قُوَّةً فِيْ دِيْنٍ وَحَزْمًا فِيْ لِيْنٍ، وَاِيْمَانًا فِيْ يَقِيْنٍ وَحِرْصًا فِيْ عِلْمٍ وَعِلْمًا فِيْ حِلْمٍ وَقَصْدًا فِيْ غِنًى وَخُشُوْعًا فِيْ عِبَادَةٍ وَتَجَمُّلًا فِيْ فَاقَةٍ وَصَبْرًا فِيْ شِدَّةٍ وَطَلَبًا فِيْ حَلَالٍ وَنَشَاطًا فِيْ هُدًى۔ وَتَحَرُّجًا عَنْ طَمَعٍ۔

ان میں سے ایک کی نشانی یہ ہے کہ تم ان کے دین میں مضبوطی، نرمی کے ساتھ دور اندیشی، ایمان میں یقین، علم کی حرص اور بردباری کے ساتھ دانائی، خوشحالی میں میانہ روی، عبادت میں نیاز مندی اور فقر و فاقہ میں رکھ رکھاؤ، مصیبت میں صبر، رزق حلال کی طلب، ہدایت میں کیف و سرور، طمع سے نفرت دیکھو گے۔

يَعْمَلُ الْاَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَهُوَ عَلٰى وَجَلٍ۔

وہ نیک اعمال بجا لاتا ہے پھر بھی خدا سے ڈرتا رہتا ہے۔

يُمْسِيْ وَهَمُّهُ الشُّكْرُ وَيُصْبِحُ وَهَمُّهُ الذِّكْرُ يَبِيْتُ حَذِرًا وَيُصْبِحُ فَرِحًا۔

شام شکر خدا میں گزارتا ہے اور دن یاد الٰہی میں: رات خوف میں گزارتا ہے اور صبح کو خوش اٹھتا ہے۔

حَذِرًا لِمَا حُذِّرَ مِنَ الْغَفْلَةِ وَفَرِحًا بِمَا اَصَابَ مِنَ الْفَضْلِ وَالرَّحْمَةِ۔

خطرہ اس کا ہوتا ہے کہ رات غفلت میں نہ گزر جائے اور خوشی اس فضل و رحمت پر ہوتی ہے جو اسے حاصل ہوئی ہے۔

اِنِ اسْتَصْعَبَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهٗ فِيْمَا تَكْرَهُ لَمْ يُعْطِهَا سُؤْلَهَا فِيْمَا تُحِبُّ۔

اگر اس کا نفس کسی امر سے کراہت کر کے اسے برداشت کرنا نہیں چاہتا تو وہ اس کی خواہش پوری نہیں کرتا۔

قُرَّةُ عَيْنِهٖ فِيْمَا لَا يَزُوْلُ وَزَهَادَتُهٗ فِيْمَا لَا يَبْقٰى۔

اس کی آنکھ اس (نعمت) سے ٹھنڈی ہوتی ہے جو ہمیشہ رہے اور ان چیزوں سے بیزار ہے جو فانی ہوں۔

يَمْزُجُ الْحِلْمَ بِالْعِلْمِ وَالْقَوْلَ بِالْعَمَلِ۔

وہ حلم کو علم میں اور قول کو عمل میں سمو دیتا ہے۔

تَرَاهُ قَرِيْبًا اَمَلُهٗ، قَلِيْلًا زَلَلُهٗ، خَاشِعًا قَلْبُهٗ، قَانِعَةً نَفْسُهٗ، مَنْزُوْرًا اَكْلُهٗ، سَهْلًا اَمْرُهٗ، حَرِيْزًا دِيْنُهٗ، مَيِّتَةً شَهْوَتُهٗ، مَكْظُوْمًا غَيْظُهٗ، اَلْخَيْرُ مِنْهُ مَأْمُوْلٌ وَالشَّرُّ

تم اسے دیکھو گے کہ اس کی امید مختصر، لغزشیں کم، دل تواضع کرنے والا، غذا قلیل، طرز عمل سادہ، دین محفوظ، خواہش نفس مردہ اور غیظ و غضب کا نام نہیں اس سے اچھائی ہی کی امید ہو سکتی ہے شر کا کوئی

مَأْمُونٌ۔

اندیشہ نہیں۔

إِنْ كَانَ فِي الْغَافِلِينَ كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ، وَإِنْ كَانَ فِي الذَّاكِرِينَ، لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ۔

اگر ذکر خدا سے غفلت کرنے والوں میں بیٹھ جائے تو اسے ذکر خدا کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے (کیونکہ اس کا دل غافل نہیں رہتا) اور اگر ذکر خدا کرنے والوں میں بیٹھ جائے تو اسے غافلوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

يَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَهُ، وَيُعْطِي مَنْ حَرَمَهُ، وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهُ۔

جو اس پر ظلم کرتا ہے یہ اسے معاف کر دیتا ہے جو اسے اس کے حق سے محروم رکھتا ہے یہ اس پر بخشش کرتا ہے اور جو اس سے قطع تعلق کرلے یہ اس سے ملنے کی کوشش کرتا ہے

بَعِيداً فُحْشُهُ، لَيِّناً قَوْلُهُ، غَائِباً مُنْكَرُهُ، حَاضِراً مَعْرُوفُهُ، مُقْبِلاً خَيْرُهُ، مُدْبِراً شَرُّهُ۔

بے ہودہ باتوں سے بہت دور اس کا کلام نرم، برائیاں ناپید اچھائیاں ہر وقت موجود ہیں اس کی خوبیاں سامنے آنے والی ہیں اور برائیاں پیچھے ہٹنے والی ہیں۔

فِي الزَّلَازِلِ وَقُورٌ، وَفِي الْمَكَارِهِ صَبُورٌ، وَفِي الرَّخَاءِ شَكُورٌ، لَا يَحِيفُ عَلَى مَنْ يُبْغِضُ، وَلَا يَأْثَمُ فِيمَنْ يُحِبُّ۔

(مصیبت کے) زلزلوں میں باوقار رہنے والا، سختیوں میں صبر کرنے والا، خوشحالی میں شکر کرنے والا، دشمن پر بھی بیجا زیادتی نہیں کرتا اور جس سے محبت ہو اس کی خاطر گناہ نہیں کرتا۔

يَعْتَرِفُ بِالْحَقِّ قَبْلَ أَنْ يُشْهَدَ عَلَيْهِ، لَا يُضِيعُ مَا اسْتُحْفِظَ، وَلَا يَنْسَى مَا ذُكِّرَ، وَلَا يُنَابِزُ بِالْأَلْقَابِ، وَلَا يُضَارُّ بِالْجَارِ، وَلَا يَشْمَتُ بِالْمَصَائِبِ، وَلَا يَدْخُلُ فِي الْبَاطِلِ، وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَقِّ۔

قبل اس کے کہ اس کے خلاف گواہی کی نوبت آئے خود ہی حق کا اقرار کر لیتا ہے امانت کو ضائع نہیں کرتا اور جو اسے یاد دلایا جائے بھولتا نہیں دوسروں کو برے ناموں سے یاد نہیں کرتا نہ ہمسایوں کو تکلیف دیتا ہے اور نہ دوسروں کی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے نہ کبھی باطل میں حصہ لیتا ہے اور نہ حق کا دامن ہاتھ سے چھوڑتا ہے۔

إِنْ صَمَتَ لَمْ يَغُمَّهُ صَمْتُهُ، وَإِنْ ضَحِكَ لَمْ يَعْلُ صَوْتُهُ۔

اگر وہ چپ رہے تو اس کا دل گھبراتا نہیں اور اگر ہنس پڑے تو آواز بلند نہیں ہوتی۔

وَإِنْ بُغِيَ عَلَيْهِ صَبَرَ حَتَّى يَكُونَ اللهُ هُوَ الَّذِي يَنْتَقِمُ لَهُ۔

اگر اس پر زیادتی کی جائے تو برداشت کرتا ہے یہاں تک کہ خدا ہی اس کا انتقام لے۔

نَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ، وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ۔

اس کا نفس اس کے ہاتھوں مشقت میں ہے اور لوگ اس سے راحت میں ہیں۔

أَتْعَبَ نَفْسَهُ لِآخِرَتِهِ، وَأَرَاحَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ۔

اس نے اپنی آخرت سنوارنے کے لئے اپنے نفس کو تکلیف میں اور لوگوں کو اپنے نفس (کے شر) سے راحت میں رکھا ہے۔

بُعْدُهُ عَمَّنْ تَبَاعَدَ عَنْهُ زُهْدٌ وَنَزَاهَةٌ، وَدُنُوُّهُ مِمَّنْ دَنَا مِنْهُ لِينٌ وَرَحْمَةٌ.

جن سے دوری اختیار کرتا ہے تو زہد و پاکیزگی کے لئے اور جن سے قریب ہوتا ہے تو نرم مزاجی اور رحم دلی کی وجہ سے۔

نہ ا

لَيْسَ تَبَاعُدُهُ بِكِبْرٍ وَعَظَمَةٍ، وَلَا دُنُوُّهُ بِمَكْرٍ وَخَدِيعَةٍ.

نہ اس کی دوری تکبر اور غرور کی وجہ سے ہوتی ہے اور نہ اس کا قرب کسی مکر و فریب کے لئے۔

قَالَ: فَصَعِقَ هَمَّامٌ صَعْقَةً كَانَتْ نَفْسُهُ فِيهَا.

راوی کا بیان ہے کہ کلمات سن کر ہمام نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَمَا وَاللهِ لَقَدْ كُنْتُ أَخَافُهَا عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: أَهٰكَذَا تَصْنَعُ الْمَوَاعِظُ الْبَالِغَةُ بِأَهْلِهَا.

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم مجھے اس کے متعلق یہی ڈر تھا پھر فرمایا کہ مؤثر نصیحتیں اپنے اہل پر ایسا ہی اثر کرتی ہیں۔

فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: فَمَا بَالُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ: وَيْحَكَ إِنَّ لِكُلِّ أَجَلٍ وَقْتاً لَا يَعْدُوهُ، وَسَبَباً لَا يَتَجَاوَزُهُ، فَمَهْلاً لَا تَعُدْ لِمِثْلِهَا، فَإِنَّمَا نَفَثَ الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِكَ.

پھر آپ سے ایک شخص نے عرض کیا، کیا بات ہے کہ خود آپؑ پر ایسا اثر نہیں ہوتا حضرتؑ نے جواب دیا کہ بلاشبہ موت کا وقت مقرر ہوتا ہے وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا ایسی گفتگو جو شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کی ہے پھر زبان پر نہ لانا۔

خطبہ نمبر ۱۹۳

منافقین کے علامات

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا وَفَّقَ لَهُ مِنَ الطَّاعَةِ، وَذَادَ عَنْهُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ، وَنَسْأَلُهُ لِمِنَّتِهِ تَمَاماً، وَبِحَبْلِهِ اعْتِصَاماً. وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، خَاضَ إِلَى رِضْوَانِ اللهِ كُلَّ غَمْرَةٍ، وَتَجَرَّعَ فِيهِ كُلَّ غُصَّةٍ.

وَقَدْ تَلَوَّنَ لَهُ الْأَدْنَوْنَ، وَتَأَلَّبَ عَلَيْهِ الْأَقْصَوْنَ، وَخَلَعَتْ إِلَيْهِ الْعَرَبُ أَعِنَّتَهَا، وَضَرَبَتْ إِلَى مُحَارَبَتِهِ بُطُونَ رَوَاحِلِهَا، حَتَّى أَنْزَلَتْ بِسَاحَتِهِ عَدَاوَتَهَا، مِنْ أَبْعَدِ الدَّارِ، وَأَسْحَقِ الْمَزَارِ.

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ، وَأُحَذِّرُكُمْ أَهْلَ النِّفَاقِ، فَإِنَّهُمُ الضَّالُّونَ الْمُضِلُّونَ، وَالزَّالُّونَ الْمُزِلُّونَ، يَتَلَوَّنُونَ أَلْوَاناً، وَيَفْتَنُّونَ افْتِنَاناً، وَيَعْمِدُونَكُمْ بِكُلِّ عِمَادٍ، وَيَرْصُدُونَكُمْ بِكُلِّ مِرْصَادٍ.

قُلُوبُهُمْ دَوِيَّةٌ، وَصِفَاحُهُمْ نَقِيَّةٌ، يَمْشُونَ الْخَفَاءَ، وَيَدِبُّونَ الضَّرَاءَ. وَصْفُهُمْ دَوَاءٌ، وَقَوْلُهُمْ شِفَاءٌ،

ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں جس نے اپنی فرمانبرداری کی توفیق دی اور خطاؤں سے روک کے رکھا

ہم اس سے نعمتوں کی تکمیل اور اسلام کی رسّی سے وابستہ رہنے کا سوال کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس کے بندے اور رسول ہیں جو رضائے خدا حاصل کرنے کے لئے سختی میں پھاند پڑے اور اس کے لئے غم و غصہ کے گھونٹ پیتے رہے۔

جن کے قریبیوں نے بھی تم قسم کے رنگ بدلے اور دور والوں نے بھی ان کی دشمنی پر اتفاق کر لیا اور عرب والے بھی ان کے خلاف چڑھ دوڑے اور دور دراز اور دور افتادہ سرحدوں سے سواریوں پر ایڑ لگاتے ہوئے آپ سے لڑنے کے لئے جمع ہو گئے اور آپ کے صحن میں عداوتوں کے انبار لگا دیئے۔

خدا کے بندو! میں خدا سے تمہیں ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور منافقوں سے بھی ہوشیار کئے دیتا ہوں اس لئے کہ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے، پھسلنے والے اور پھسلانے والے ہیں یہ کئی رنگ بدلتے اور جدا جدا طرز تبدیل کرتے رہتے ہیں تمہیں اپنانے کے لئے ہر قسم کے ستون کا سہارا دیتے ہیں اور ہر گھاٹ پر تمہاری تاک میں بیٹھے ہیں۔

ان کے دل نفاق کے مریض اور چہرے بظاہر پاک صاف ہیں وہ خفیہ چال چلتے اور اس طرح رینگ کر آگے بڑھتے ہیں جیسے مرض آہستہ آہستہ سرایت کرتا ہے۔

ان کے طریقے دوا اور باتیں شفا ہیں اور ان کا عمل سمجھ میں نہ

وَفِعْلُهُمُ الدَّاءُ الْعَيَاءُ.

آنے والی بیماری ہے۔

حَسَدَةُ الرَّخَاءِ، وَمُؤَكِّدُو الْبَلَاءِ، وَمُقْنِطُو الرَّجَاءِ. لَهُمْ بِكُلِّ طَرِيقٍ صَرِيعٌ، وَإِلَى كُلِّ قَلْبٍ شَفِيعٌ، وَلِكُلِّ شَجْوٍ دُمُوعٌ. يَتَقَارَضُونَ الثَّنَاءَ، وَيَتَرَاقَبُونَ الْجَزَاءَ.

دوسروں کو خوشحال دیکھ کر جلنے والے، انہیں بلا میں مبتلا کرنے کے لئے کوشش کر نے والے اور امیدوں سے مایوس کرنے والے ہیں۔ ہر راہ میں انکا ایک کشتہ اور ہر دل میں گھر کرنے کا ایک وسیلہ اور ہر غم کے لئے ان کی آنکھوں میں (مگر مچھ کے) آنسو ہیں۔ ایک دوسرے کے قرضہ کی طرح ثنا کرتے ہیں اور اس کے بدلے کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔

إِنْ سَأَلُوا أَلْحَفُوا، وَإِنْ عَذَلُوا كَشَفُوا، وَإِنْ حَكَمُوا أَسْرَفُوا. قَدْ أَعَدُّوا لِكُلِّ حَقٍّ بَاطِلاً، وَلِكُلِّ قَائِمٍ مَائِلاً، وَلِكُلِّ حَيٍّ قَاتِلاً، وَلِكُلِّ بَابٍ مِفْتَاحاً، وَلِكُلِّ لَيْلٍ مِصْبَاحاً.

اگر سوال کرتے ہیں تو لپٹ جاتے ہیں اور اگر برا کہتے پر آتے ہیں تو رسوا کر کے رہتے ہیں اور اگر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ انہوں نے ہر حق کے لئے باطل، ہر سیدھے کے لئے کج، ہر زندہ کے لئے قاتل، ہر دروازہ کے لئے کنجی، ہر رات کے لئے چراغ مہیا کر رکھا ہے۔

يَتَوَصَّلُونَ إِلَى الطَّمَعِ بِالْيَأْسِ لِيُقِيمُوا بِهِ أَسْوَاقَهُمْ، وَيُنْفِقُوا بِهِ أَعْلَاقَهُمْ.

وہ ناامیدی میں امید پیدا کر لیتے ہیں تاکہ اس سے اپنی بازاریں جمائیں اور اپنا مال رائج کریں۔

يَقُولُونَ فَيُشَبِّهُونَ، وَيَصِفُونَ فَيُمَوِّهُونَ.

وہ غلط بات کو صحیح بات کی طرح کہتے اور باطل کو حق کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

قَدْ هَوَّنُوا الطَّرِيقَ، وَأَضْلَعُوا الْمَضِيقَ.

انہوں نے اپنے لئے راستے آسان بنا لئے ہیں اور دوسروں کے لئے راستے تنگ کر دئے ہیں

فَهُمْ لُمَةُ الشَّيْطَانِ، وَحُمَةُ النِّيرَانِ. أُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ.

وہ شیطان کا گروہ اور آگ کا شعلہ ہیں جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے: یاد رکھو کہ شیطان ہی کا گروہ نقصان میں رہے گا۔

خطبہ نمبر ۱۹۴

میدانِ حشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَظْهَرَ مِنْ اٰثَارِ سُلْطَانِهٖ وَجَلَالِ كِبْرِيَائِهٖ مَا حَيَّرَ مُقَلَ الْعُيُوْنِ مِنْ عَجَائِبِ قُدْرَتِهٖ، وَرَدَعَ خَطَرَاتِ هَمَاهِمِ النُّفُوْسِ عَنْ عِرْفَانِ كُنْهِ صِفَتِهٖ.

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنی سلطنت اور جلال کبریائی کے آثار ظاہر کر کے عجیب و غریب قدرت نمائیوں سے آنکھ کی پتلیوں کو محو حیرت کر دیا ہے۔
اور انسان کے نفوس کے وہم و خیال کو اپنی صفتوں کی حقیقت تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةَ اِيْمَانٍ وَاِيْقَانٍ، وَاِخْلَاصٍ وَاِذْعَانٍ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَرْسَلَهٗ وَاَعْلَامُ الْهُدٰى دَارِسَةٌ، وَمَنَاهِجُ الدِّيْنِ طَامِسَةٌ.

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس خدائے وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ایسا اقرار جو عین ایمان و اخلاص اور فرمانبرداری ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اس وقت رسول بنا کر بھیجا جب ہدایت کے نشان مٹنے والے اور دین کی راہیں اجڑنے والی تھیں۔

فَصَدَعَ بِالْحَقِّ، وَنَصَحَ لِلْخَلْقِ، وَهَدٰى اِلَى الرُّشْدِ، وَاَمَرَ بِالْقَصْدِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ.

آپؐ نے حق کو ظاہر کر کے خلق کو نصیحت فرمائی اور ہدایت کی جانب راہنمائی فرمائی اور درمیانی راہ پر چلنے کا حکم دیا خدا اُن پر ان کے اہل بیت پر رحمت نازل کرے۔

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّهٗ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا، وَلَمْ يُرْسِلْكُمْ هَمَلًا.

اے خدا کے بندو! یاد رکھو کہ خدا نے تم کو بیکار نہیں پیدا کیا اور نہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا ہے۔

عَلِمَ مَبْلَغَ نِعَمِهٖ عَلَيْكُمْ، وَاَحْصٰى اِحْسَانَهٗ اِلَيْكُمْ.

اس نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں ان کی تعداد جانتا ہے اور جو احسانات کئے ہیں ان کے شمار سے واقف ہے۔

فَاسْتَفْتِحُوْهُ، وَاسْتَنْجِحُوْهُ، وَاطْلُبُوْا اِلَيْهِ، وَاسْتَمْنِحُوْهُ.

اس سے فتح و کامیابی اور حاجت روائی چاہو اس کی طرف دست سوال بڑھاؤ اس سے بخشش کی بھیک مانگو۔

فَمَا قَطَعَكُمْ عَنْهُ حِجَابٌ، وَلَا اُغْلِقَ عَنْكُمْ دُوْنَهٗ بَابٌ.

تمہارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور نہ تمہارے لئے اس (کے کرم) کا دروازہ بند ہے۔

وَاِنَّهٗ لَبِكُلِّ مَكَانٍ، وَفِيْ كُلِّ حِيْنٍ

کیونکہ وہ یقیناً ہر جگہ، ہر وقت، ہر زمانہ میں اور ہر جن و انسان

وَ أَوَانٍ، وَ مَعَ كُلِّ إِنْسٍ وَ جَانٍّ۔

کے ساتھ موجود ہے۔

لَا يَثْلِمُهُ الْعَطَاءُ، وَ لَا يَنْقُصُهُ الْحِبَاءُ۔ وَ لَا يَسْتَنْفِدُهُ سَائِلٌ، وَ لَا يَسْتَقْصِيهِ نَائِلٌ۔

نہ تو دینا اس میں کوئی رخنہ ڈالتا ہے اور نہ داد و دہش سے اس کے یہاں کمی آتی ہے نہ مانگنے والے اس کے خزانوں کو خالی کر سکتے ہیں اور نہ اس کی بخشش اس کی نعمتوں کو انتہا تک پہنچا سکتا ہے۔

وَ لَا يَلْوِيهِ شَخْصٌ عَنْ شَخْصٍ، وَ لَا يُلْهِيهِ صَوْتٌ عَنْ صَوْتٍ۔

نہ ایک شخص (کی طرف التفات) دوسرے سے اس کی توجہ موڑ سکتا ہے اور نہ ایک آواز دوسری آواز سے بے خبر کر سکتی ہے۔

وَ لَا تَحْجُزُهُ هِبَةٌ عَنْ سَلْبٍ، وَ لَا يَشْغَلُهُ غَضَبٌ عَنْ رَحْمَةٍ۔ وَ لَا تُولِهُهُ رَحْمَةٌ عَنْ عِقَابٍ۔

نہ اسے ایک نعمت کا دینا دوسری نعمت کے چھین لینے سے اور نہ اس کا غضب رحمت سے مانع ہو سکتا ہے اور نہ لطف و عتاب سے غافل کرتا ہے۔

وَ لَا يُجِنُّهُ الْبُطُونُ عَنِ الظُّهُورِ۔ وَ لَا يَقْطَعُهُ الظُّهُورُ عَنِ الْبُطُونِ۔

نہ اس کی پوشیدگی اس کے ظہور کے آثار کو چھپا سکتی ہے اور نہ اس کے آثار (کے جلوے) اس کی پوشیدگی کو الگ کر سکتے ہیں۔

قَرُبَ فَنَأَى، وَ عَلَا فَدَنَا۔ وَ ظَهَرَ فَبَطَنَ، وَ بَطَنَ فَعَلَنَ۔

وہ قریب ہے پھر بھی دور ہے، بلند ہے پھر بھی نزدیک ہے، وہ ظاہر ہونے کے باوجود پوشیدہ ہے اور پوشیدہ ہونے کے باوجود ظاہر ہے۔

وَ دَانَ وَ لَمْ يُدَنْ۔

وہ جزا دیتا ہے مگر اسے جزا نہیں دی جا سکتی۔

لَمْ يَذْرَأِ الْخَلْقَ بِاحْتِيَالٍ، وَ لَا اسْتَعَانَ بِهِمْ لِكَلَالٍ۔

اس نے مخلوقات کو سوچ سوچ کر ایجاد نہیں کیا، اور نہ تھکن کی وجہ سے ان سے مدد لینے کا محتاج ہے۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ فَإِنَّهَا الزِّمَامُ وَ الْقِوَامُ۔ فَتَمَسَّكُوا بِوَثَائِقِهَا، وَ اعْتَصِمُوا بِحَقَائِقِهَا۔

خدا کے بندو! میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہی دین کی باگ ڈور اور سہارا ہے اس کے بندھنوں سے تمسک رکھو اور اس کی حقیقتوں کو مضبوط پکڑ لو۔

تَؤُلْ بِكُمْ إِلَى أَكْنَانِ الدَّعَةِ، وَ أَوْطَانِ السَّعَةِ، وَ مَعَاقِلِ الْحِرْزِ وَ مَنَازِلِ الْعِزِّ۔

کیونکہ یہ تمہیں آرام کی جگہوں، آسودگی کے وطنوں، حفاظت کے قلعوں اور عزت کی منزلوں میں پہنچائے گا۔

فِي يَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ، وَ تُظْلِمُ لَهُ الْأَقْطَارُ، وَ تُعَطَّلُ فِيهِ صُرُومُ الْعِشَارِ۔

جس دن آنکھیں (خوف کی وجہ سے) کھلی کی کھلی رہ جائیں گی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں بیکار کر دی جائیں گی۔

وَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَتَزْهَقُ كُلُّ مُهْجَةٍ وَ تَبْكَمُ كُلُّ لَهْجَةٍ۔

صور پھونکا جائے گا تو ہر روح بدن سے نکل جائے گی ہر زبان گونگی ہو جائے گی۔

وَ تَذِلُّ الشُّمُّ الشَّوَامِخُ، وَ الصُّمُّ الرَّوَاسِخُ

بلند پہاڑ اور مضبوط چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اور سخت پتھر

فَيَصِيرُ مُلْكُهَا سَرَاباً رَقْرَقاً، وَمِهَادُهَا قَاعاً سَمْلَقاً

آپس میں ٹکرا ٹکرا کر چمکتے ہوئے سراب کی طرح ہو جائیں گے اور جہاں عالیشان عمارات تھیں وہ چٹیل میدان بن جائیں گے۔

لَا شَفِيعٌ يَشْفَعُ، وَلَا حَمِيمٌ يَنْفَعُ، وَلَا مَعْذِرَةٌ تَنْفَعُ.

اسوقت نہ کوئی سفارش کرنیوالا ہوگا جو سفارش کرے اور نہ کوئی عزیز ہوگا جو اس عذاب سے بچائے، نہ معذرت پیش کی جاسکے گی جو نفع پہنچائے۔

خطبہ نمبر ۱۹۵

موت

بَعَثَهُ حِينَ لَا عَلَمٌ قَائِمٌ، وَلَا مَنَارٌ سَاطِعٌ، وَلَا مَنْهَجٌ وَاضِحٌ.

خداوند عالم نے اپنے رسول کو اس وقت مبعوث فرمایا جب ہدایت کا نشان باقی رہا تھا اور نہ دین کا بلند مینار اور نہ شریعت کا کوئی واضح راستہ۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ، وَأُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا دَارُ شُخُوصٍ، وَمَحَلَّةُ تَنْغِيصٍ.

خدا کے بندو! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے خوف کرو اور تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں جو کوچ کا گھر اور بے لطفی کا مقام ہے

سَاكِنُهَا ظَاعِنٌ، وَقَاطِنُهَا بَائِنٌ.
تَمِيدُ بِأَهْلِهَا مَيَدَانَ السَّفِينَةِ تَقْصِفُهَا الْعَوَاصِفُ فِي لُجَجِ الْبِحَارِ، فَمِنْهُمُ الْغَرِقُ الْوَبِقُ، وَمِنْهُمُ النَّاجِي عَلَى بُطُونِ الْأَمْوَاجِ، تَحْفِزُهُ الرِّيَاحُ بِأَذْيَالِهَا، وَتَحْمِلُهُ عَلَى أَهْوَالِهَا. فَمَا غَرِقَ مِنْهَا فَلَيْسَ بِمُسْتَدْرَكٍ، وَمَا نَجَا مِنْهَا فَإِلَى مَهْلَكٍ.

اس میں بسنے والا چلنے پر مجبور ہوگا اور ٹھہرنے والا اس سے الگ ہو کر رہے گا یہ اپنے اہل سمیت اس طرح ڈانواں ڈول رہتی ہے جیسے وہ کشتی جسے تیز و تند ہواؤں کے جھونکے ہچکولے دے رہے ہوں کچھ تو ان میں غرق ہوگئے ہوں اور کچھ موجوں کی پیٹھ پر تھپیڑے کھا رہے ہوں اور ہوائیں اپنے دامنوں سے انہیں دھکیل رہی ہوں اور ہلاکت کی طرف بڑھائے لئے جارہی ہوں جو غرق ہوگیا ہو وہ ہاتھ نہ آسکے اور جو بچ گیا ہو وہ مہلکوں میں پڑا رہے۔

عِبَادَ اللهِ، الْآنَ فَاعْمَلُوا وَالْأَلْسُنُ مُطْلَقَةٌ، وَالْأَبْدَانُ صَحِيحَةٌ، وَالْأَعْضَاءُ لَدْنَةٌ.

اللہ کے بندو! آج (وقت ہے) نیک عمل کرلو جب کہ زبانیں آزاد بدن صحیح و تندرست اور ہاتھ پیروں میں لچک ہے۔

وَالْمُنْقَلَبُ فَسِيحٌ، وَالْمَجَالُ عَرِيضٌ، قَبْلَ إِرْهَاقِ الْفَوْتِ، وَحُلُولِ الْمَوْتِ
فَحَقِّقُوا عَلَيْكُمْ نُزُولَهُ، وَلَا تَنْتَظِرُوا قُدُومَهُ.

آنے جانے کی جگہ وسیع اور میدان کشادہ ہے قبل اس کے کہ گزری ہوئی فرصت موقع نہ دے اور موت ٹوٹ پڑے۔
اپنے لئے سمجھو کہ موت آچکی اسکا انتظار نہ کرو کہ وہ آئے گی۔

خطبہ نمبر ۱۹۶

رسولؐ اسلام کی رحلت

وَلَقَدْ عَلِمَ الْمُسْتَحْفَظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنِّي لَمْ أَرُدَّ عَلَى اللهِ وَلَا عَلَى رَسُولِهِ سَاعَةً قَطُّ۔

وہ اصحاب رسولؐ جنہیں شریعت کا امین سمجھا گیا انہیں اچھی طرح علم ہے کہ میں نے کبھی خدا اور رسولؐ کے احکام سے سرتابی نہیں کی۔

وَلَقَدْ وَاسَيْتُهُ بِنَفْسِي فِي الْمَوَاطِنِ الَّتِي تَنْكُصُ فِيهَا الْأَبْطَالُ وَتَتَأَخَّرُ فِيهَا الْأَقْدَامُ نَجْدَةً أَكْرَمَنِي اللهُ بِهَا۔

وَلَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَعَلَى صَدْرِي، وَلَقَدْ سَالَتْ نَفْسُهُ فِي كَفِّي فَأَمْرَرْتُهَا عَلَى وَجْهِي۔

اور میں نے اس جوانمردی کے بل بوتے پر جس سے خدا نے مجھے نوازا ہے اور میں نے ان خطرناک موقعوں پر اپنی جان سے ان کی مدد کی جہاں بڑے بڑے (جان بچا کر) بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور قدم آگے بڑھانے کے بجائے پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے رحلت فرمائی تو ان کا سر اقدس میرے سینے پر تھا اور میرے ہاتھوں پر ان کی پاک روح نے مفارقت کی تو میں نے (تبرکاً) اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیے۔

وَلَقَدْ وُلِّيتُ غُسْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَالْمَلَائِكَةُ أَعْوَانِي فَضَجَّتِ الدَّارُ وَالْأَفْنِيَةُ مَلَأٌ يَهْبِطُ وَمَلَأٌ يَعْرُجُ وَمَا فَارَقَتْ سَمْعِي هَيْنَمَةٌ مِنْهُمْ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى وَارَيْنَاهُ فِي ضَرِيحِهِ۔

میں نے آپؐ کا فریضۂ غسل اس حالت میں انجام دیا کہ فرشتے میرا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ گھر اور اس کے اطراف میں نالہ و فریاد کی آوازیں بلند تھیں (فرشتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا) ایک گروہ اترتا تھا اور ایک چڑھتا تھا وہ حضرتؐ پر نماز پڑھتے تھے ان کی دھیمی آوازیں میرے کانوں میں آ رہی تھیں یہاں تک کہ ہم نے ان کو قبر میں دفن کر دیا۔

فَمَنْ ذَا أَحَقُّ بِهِ مِنِّي حَيّاً وَمَيِّتاً؟

تو اب ان کی زندگی میں اور موت کے بعد مجھ سے زیادہ کون ان کا حقدار ہو سکتا ہے۔

فَانْفُذُوا عَلَى بَصَائِرِكُمْ وَلْتَصْدُقْ نِيَّاتُكُمْ فِي جِهَادِ عَدُوِّكُمْ۔

بس اپنی بصیرتوں سے کام لو اور دشمن سے جنگ کرنے کے لیے صدق نیت سے قدم بڑھاؤ۔

فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنِّي لَعَلَى جَادَّةِ الْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَعَلَى مَزَلَّةِ الْبَاطِلِ۔ أَقُولُ مَا تَسْمَعُونَ وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ۔

اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یقیناً میں حق کی راہ پر ہوں اور وہ (اہل شام) ایسی پھسلن پر ہیں جہاں سے پھسلنے ہی والے ہیں جو کہہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو اور میں اپنے اور تمہارے لیے خدا سے بخشش کا طالب ہوں۔

ف حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کی پامردی دراشاعت دین و نصرت شہدا اور رسولؐ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کو حضرت ابن عباس کا یہ قول جسے ابن عبدالبر نے استیعاب میں نقل کیا ہے ایک ناپیدا کنار دریا کو کوزہ میں سمو دینے کے مترادف ہے۔ عن ابن عباس قال لعلیؑ اربع خصال لیست لاحد غیرہ هو اول عربی و عجمی صلّی مع رسول اللهؐ وهو الذی کان لواءہ معه فی کل زحف وهو الذی صبر معه یوم فرّ عنه غیره هو الذی غسله و ادخله قبره۔ (استیعاب ابن البر جلد ۲ صفحہ ۴۷۰)

ابن عباس کہتے ہیں کہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام میں چار خصوصیتیں ایسی تھیں جو ان کے سوا کسی کو حاصل نہ تھیں، اول یہ کہ آپؑ نے ہر عربی و غیر عربی سے قبل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ نماز پڑھی دوسرے یہ کہ وہ ہر معرکہ میں علمدار رہے تیسرے یہ کہ جب لوگ پیغمبرؐ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے آپؑ صبر و استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہے، چوتھے یہ کہ آپؑ ہی نے پیغمبرؐ کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

خطبہ نمبر ۱۹۷

اسلام اور قرآن

يَعْلَمُ عَجِيجَ الْوُحُوشِ فِي الْفَلَوَاتِ، وَمَعَاصِيَ الْعِبَادِ فِي الْخَلَوَاتِ، وَاخْتِلَافَ النِّينَانِ فِي الْبِحَارِ الْغَامِرَاتِ، وَتَلَاطُمَ الْمَاءِ بِالرِّيَاحِ الْعَاصِفَاتِ۔

وہ (خدا) جو صحراؤں میں چوپایوں کی فریادیں جانتا ہے۔ تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں سے باخبر ہے۔

گہرے سمندروں میں مچھلیوں کی آمد و رفت اور تیز ہواؤں کے ٹکراؤ سے پانی کے تھپیڑوں سے واقف ہے۔

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا نَجِيبُ اللهِ وَسَفِيرُ وَحْيِهِ وَرَسُولُ رَحْمَتِهِ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس کے برگزیدہ اس کی وحی کے ترجمان اور رحمت کے پیامبر ہیں۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ الَّذِي ابْتَدَأَ خَلْقَكُمْ، وَإِلَيْهِ يَكُونُ مَعَادُكُمْ۔

اس کے بعد میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہاری خلقت کی بنیاد رکھی اور اسی کی طرف تمہیں واپس جانا ہے۔

وَبِهِ نَجَاحُ طَلِبَتِكُمْ وَإِلَيْهِ مُنْتَهَى رَغْبَتِكُمْ وَنَحْوَهُ قَصْدُ سَبِيلِكُمْ وَإِلَيْهِ مَرَامِي مَفْزَعِكُمْ۔ فَإِنَّ تَقْوَى اللهِ دَوَاءُ قُلُوبِكُمْ، وَبَصَرُ عَمَى أَفْئِدَتِكُمْ، وَشِفَاءُ مَرَضِ أَجْسَادِكُمْ، وَصَلَاحُ فَسَادِ صُدُورِكُمْ۔

وہی تمہاری کامیابی کا ذریعہ اور تمہاری آرزوؤں کی آخری منزل ہے۔ اسی کی طرف تمہاری حق کی راہ پہنچتی ہے اور خوف و ہراس میں وہی پناہ گاہ ہے اسی خدا سے خوف تمہارے دلوں کے مرض کا علاج اور تمہارے قلوب کی نابینائی کی بصارت اور تمہارے جسموں کی بیماری کی شفا اور تمہارے سینوں کے فساد کی اصلاح ہے۔

وَطُهُورُ دَنَسِ أَنْفُسِكُمْ وَجِلَاءُ عَشَا أَبْصَارِكُمْ وَأَمْنُ فَزَعِ جَأْشِكُمْ وَضِيَاءُ سَوَادِ ظُلْمَتِكُمْ۔

وہی تمہارے نفسوں کی کثافت دور کرنے والا، آنکھوں کی تیرگی کے جلا دینے والا، خوف کے لئے سہارا اور جہالت کی تاریکیوں کے لئے روشنی ہے۔

فَاجْعَلُوا طَاعَةَ اللهِ شِعَارًا دُونَ دِثَارِكُمْ، وَدَخِيلًا دُونَ شِعَارِكُمْ

پس اللہ کی اطاعت کو صرف ظاہری پہناوا نہیں بلکہ اندرونی پہناوا بناؤ بلکہ فقط اندرونی پہناوا ہی نہیں تمہارے اندر اترے

وَلَطِيفاً بَيْنَ أَضْلَاعِكُمْ.

اور پسلیوں کے درمیان دل میں بٹھایا جائے۔

وَأَمِيراً فَوْقَ أُمُورِكُمْ، وَمَنْهَلاً لِحِينِ وُرُودِكُمْ، وَشَفِيعاً لِدَرَكِ طَلِبَتِكُمْ، وَجُنَّةً لِيَوْمِ فَزَعِكُمْ، وَمَصَابِيحَ لِبُطُونِ قُبُورِكُمْ، وَسَكَناً لِطُولِ وَحْشَتِكُمْ، وَنَفَساً لِكَرْبِ مَوَاطِنِكُمْ، فَإِنَّ طَاعَةَ اللهِ حِرْزٌ مِنْ مَتَالِفَ مُكْتَنِفَةٍ، وَمَخَاوِفَ مُتَوَقَّعَةٍ، وَأُوَارِ نِيرَانٍ مُوقَدَةٍ.

اور اسی کو اپنے معاملات کا حاکم بناؤ یہی (نشیمن) میں وارد ہونے کے وقت سرچشمہ، منزل مقصود تک پہنچنے کا وسیلہ، خوف کے دن کے لئے سپر، لحد کے لئے چراغ، طویل وحشت کے لئے سکون کا ذریعہ اور منزلوں کی کلفت سے نجات کا وسیلہ قرار دے لو کیونکہ خدا کی تابعداری گھیرنے والے مہلکوں پیش آنے والی خوف و ہراس کی منزلوں اور بھڑکتے ہوئے آگ کے شعلوں سے بچانے کے لئے پناہ گاہ ہے۔

فَمَنْ أَخَذَ بِالتَّقْوَى عَزَبَتْ عَنْهُ الشَّدَائِدُ بَعْدَ دُنُوِّهَا، وَاحْلَوْلَتْ لَهُ الْأُمُورُ بَعْدَ مَرَارَتِهَا.

پس جو شخص تقویٰ کا دامن پکڑ لیتا ہے تو مصیبتیں اس سے نزدیک ہونے کے باوجود دور ہٹ جاتی ہیں اور معاملات تلخ ہونے کے باوجود شیریں ہو جاتے ہیں۔

وَانْفَرَجَتْ عَنْهُ الْأَمْوَاجُ بَعْدَ تَرَاكُمِهَا، وَأَسْهَلَتْ لَهُ الصِّعَابُ بَعْدَ إِنْصَابِهَا.

(ہلاک کرنے والی) موجیں امڈ آنے کے بعد پھٹ جاتی ہیں، اور سختیاں مبتلا و بلا کرنے کے بعد آسانی سے بدل جاتی ہیں۔

وَهَطَلَتْ عَلَيْهِ الْكَرَامَةُ بَعْدَ قُحُوطِهَا، وَتَحَدَّبَتْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ بَعْدَ نُفُورِهَا، وَتَفَجَّرَتْ عَلَيْهِ النِّعَمُ بَعْدَ نُضُوبِهَا، وَوَبَلَتْ عَلَيْهِ الْبَرَكَةُ بَعْدَ إِرْذَاذِهَا.

قحط کے بعد لطف و کرم کی بارش ہونے لگتی ہے رحمت منہ پھیر لینے کے بعد پھر جھک پڑتی ہے اور خشک ہو جانے کے بعد نعمتوں کے چشمے پھر ابل پڑتے ہیں بوندا باندی کی خشکی کے بعد دھواں دار بارشیں ہونے لگتی ہیں۔

فَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي نَفَعَكُمْ بِمَوْعِظَتِهِ، وَوَعَظَكُمْ بِرِسَالَتِهِ، وَامْتَنَّ عَلَيْكُمْ بِنِعْمَتِهِ.

اس اللہ سے ڈرو جس نے اپنے وعظ و نصیحت سے تمہیں فائدہ پہنچایا اور اپنے پیغام کے ذریعے تمہیں راہ راست دکھائی اپنی نعمتوں سے تمہیں نوازا۔

فَعَبِّدُوا أَنْفُسَكُمْ لِعِبَادَتِهِ، وَاخْرُجُوا إِلَيْهِ مِنْ حَقِّ طَاعَتِهِ.

پس اس کی عبادت کے لئے اپنے نفسوں کو تابع کرو اور اس کی تابعداری کا حق ادا کر دو۔

ثُمَّ إِنَّ هَذَا الْإِسْلَامَ دِينُ اللهِ الَّذِي اصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، وَاصْطَنَعَهُ عَلَى عَيْنِهِ

پھر یہ کہ اسلام ہی وہ دین ہے جسے خدا نے اپنی معرفت کے لئے منتخب فرمایا ہے، اپنی نظروں کے سامنے اسے تیار کیا اور ۔۔۔

وَاصْطَفَاهُ لِخِيَرَةِ خَلْقِهِ، وَأَقَامَ دَعَائِمَهُ عَلَى مَحَبَّتِهِ۔

أَذَلَّ الْأَدْيَانَ بِعِزَّتِهِ، وَوَضَعَ الْمِلَلَ بِرَفْعِهِ، وَأَهَانَ أَعْدَاءَهُ بِكَرَامَتِهِ، وَخَذَلَ مُحَادِّيهِ بِنَصْرِهِ۔ وَهَدَمَ أَرْكَانَ الضَّلَالَةِ بِرُكْنِهِ۔ وَسَقَى مَنْ عَطِشَ مِنْ حِيَاضِهِ، وَأَتْأَقَ الْحِيَاضَ بِمَوَاتِحِهِ، ثُمَّ جَعَلَهُ لَا انْفِصَامَ لِعُرْوَتِهِ، وَلَا فَكَّ لِحَلْقَتِهِ، وَلَا انْهِدَامَ لِأَسَاسِهِ وَلَا زَوَالَ لِدَعَائِمِهِ، وَلَا انْقِلَاعَ لِشَجَرَتِهِ، وَلَا انْقِطَاعَ لِمُدَّتِهِ، وَلَا عَفَاءَ لِشَرَائِعِهِ وَلَا جَذَّ لِفُرُوعِهِ، وَلَا ضَنْكَ لِطُرُقِهِ، وَلَا وُعُوثَةَ لِسُهُولَتِهِ، وَلَا سَوَادَ لِوَضَحِهِ وَلَا عِوَجَ لِانْتِصَابِهِ، وَلَا عَصَلَ فِي عُودِهِ، وَلَا وَعَثَ لِفَجِّهِ، وَلَا انْطِفَاءَ لِمَصَابِيحِهِ وَلَا مَرَارَةَ لِحَلَاوَتِهِ۔

فَهُوَ دَعَائِمُ أَسَاخَ فِي الْحَقِّ أَسْنَاخَهَا، وَثَبَّتَ لَهَا أَسَاسَهَا، وَيَنَابِيعُ غَزُرَتْ عُيُونُهَا، وَمَصَابِيحُ شَبَّتْ نِيرَانُهَا، وَمَنَارٌ اقْتَدَى بِهَا سُفَّارُهَا، وَأَعْلَامٌ قُصِدَ بِهَا فِجَاجُهَا، وَمَنَاهِلُ رَوِيَ بِهَا وُرَّادُهَا۔

جَعَلَ اللهُ فِيهِ مُنْتَهَى رِضْوَانِهِ، وَذِرْوَةَ دَعَائِمِهِ، وَسَنَامَ طَاعَتِهِ۔ فَهُوَ عِنْدَ اللهِ وَثِيقُ الْأَرْكَانِ، رَفِيعُ الْبُنْيَانِ، مُنِيرُ الْبُرْهَانِ۔ مُضِيءُ النِّيرَانِ، عَزِيزُ السُّلْطَانِ، مُشْرِفُ

کے لیے بہترین مخلوق کا انتخاب فرمایا اور اس کے ستون اپنی محبت پر قائم کیے۔

اس کی عزت کی وجہ سے تمام دینوں کو ذلیل کر دیا اس کی بلندی کے سامنے سب مذہبوں کو پست کر دیا اس کی بزرگی کی وجہ سے دشمنوں کو حقیر کر دیا اس کی نصرت سے مخالفوں کو رسوا کر دیا۔ اس کے ستون سے گمراہی کے ستون کو گرا دیا، پیاسوں کو اس کے تالابوں سے سیراب کیا اور پانی اُلچنے والوں کے ذریعے حوضوں کو بھر دیا پھر اسے ایسا مضبوط کیا کہ اس کے بندھنوں کا ٹوٹنا ممکن نہیں نہ اس کا حلقہ جدا ہو سکتا ہے نہ اس کی بنیاد گر سکتی ہے نہ اس کے ستون اپنی جگہ سے ہٹ سکتے ہیں نہ اس کا درخت اکھڑ سکتا ہے نہ اس کی مدت ختم ہو سکتی ہے نہ اس کے قوانین مٹ سکتے ہیں نہ اس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں نہ اس کے راستوں میں تنگی آ سکتی ہے نہ اس کی سہل دشوار ہو سکتی ہے نہ اس کی روشنی میں سیاہی کا داغ لگ سکتا ہے نہ اس کی استقامت میں کجی آ سکتی ہے نہ اس کی لکڑی ٹیڑھی ہو سکتی ہے نہ اس کی کشادہ راہ میں دشواری آ سکتی ہے نہ اس کے چراغ گل ہو سکتے ہیں اور نہ اس کی شیرینی میں تلخی پیدا ہو سکتی ہے۔

وہ گویا وہ ستون ہیں جن کے پائے خدا نے حق کی زمین پر قائم کیے ہیں اور ان کی بنیاد کو مستحکم کیا ہے اور وہ سرچشمے ہیں جن کے چشمے پانی سے چھلک رہے ہیں اور وہ چراغ ہیں جن کی لَوئیں روشنی پھیلا رہی ہیں وہ مینار ہیں جن کی روشنی میں مسافر گزر رہے ہیں اور ایسے نشان ہیں جن کے ذریعے سیدھے راستوں کا ارادہ کیا جاتا ہے اور وہ چشمے ہیں جن پر اترنے والے اُن سے سیراب ہوتے ہیں۔

خدا نے اسلام میں اپنی انتہائی رضامندی اور بلند ترین ارکان اور اونچی اطاعت قرار دی ہے وہ خدا کے نزدیک اس کی مستحکم عمارت، بلند بنیاد، روشن دلیل ہے۔

اس کی عزت و شرف باقی رکھو اس کے احکام کی پیروی کرو اس کے

تُنْتَابُ مُخُوفُ الْمَثَارُ۔

فَشَرِّفُوهُ وَاتَّبِعُوهُ، وَأَدُّوا إِلَيْهِ حَقَّهُ وَضَعُوهُ مَوَاضِعَهُ۔

حقوق ادا کرو اور اسے اپنی جگہ پر قائم رکھو۔

اس کی عزت و شرف باقی رکھو اس کے احکام کی پیروی کرو اس کے حقوق ادا کرو اور اسے اپنی جگہ پر قائم رکھو۔

ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْحَقِّ حِينَ دَنَا مِنَ الدُّنْيَا الِانْقِطَاعُ، وَأَقْبَلَ مِنَ الْآخِرَةِ الِاطِّلَاعُ۔ وَأَظْلَمَتْ بَهْجَتُهَا بَعْدَ إِشْرَاقٍ، وَقَامَتْ بِأَهْلِهَا عَلَى سَاقٍ۔ وَخَشُنَ مِنْهَا مِهَادٌ، وَأَزِفَ مِنْهَا قِيَادٌ، فِي انْقِطَاعٍ مِنْ مُدَّتِهَا، وَاقْتِرَابٍ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَتَصَرُّمٍ مِنْ أَهْلِهَا، وَانْفِصَامٍ مِنْ حَلْقَتِهَا، وَانْتِشَارٍ مِنْ سَبَبِهَا، وَعَفَاءٍ مِنْ أَعْلَامِهَا، وَتَكَشُّفٍ مِنْ عَوْرَاتِهَا وَقِصَرٍ مِنْ طُولِهَا۔

پھر یہ کہ خداوند عالم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس وقت حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جب دنیا سے فنا کے دن نزدیک آپہنچے تھے۔ اور آخرت سامنے آچکی تھی اس کی روشنی اندھیرے سے بدلنے لگی تھی اور اپنے رہنے والوں کے لئے مصیبت بن کے کھڑی ہو گئی تھی۔

اس کا فرش سخت خراب ہو گیا تھا اور فنا کے ہاتھ میں قیادت دینے کو آمادہ ہو گئے تھے اس وقت جب دنیا کی موت قریب ختم تھی اور فنا کی علامتیں قریب آچکی تھیں، اس کے رہنے والے تباہ و برباد اور اس کی کڑیاں الگ ہونے لگی تھیں اس کے بندھن منتشر اور نشانات مٹنے لگے تھے اور اس کے عیب ظاہر ہونے لگے تھے، اور اس کے پھیلے ہوئے دامن سمٹنے لگے تھے۔

جَعَلَهُ اللّٰهُ بَلَاغًا لِرِسَالَتِهِ وَكَرَامَةً لِأُمَّتِهِ، وَرَبِيعًا لِأَهْلِ زَمَانِهِ، وَرِفْعَةً لِأَعْوَانِهِ وَشَرَفًا لِأَنْصَارِهِ۔

خداوند عالم نے ان کو اپنا پیغام پہنچانے اور امت کو سرفراز کرنے کا ذریعہ اور اہل عالم کے لئے بہار اور ان کی مدد کرنے والوں کی عزت کا سبب قرار دیا۔

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ نُورًا لَا تُطْفَأُ مَصَابِيحُهُ۔ وَسِرَاجًا لَا يَخْبُو تَوَقُّدُهُ، وَبَحْرًا لَا يُدْرَكُ قَعْرُهُ، وَمِنْهَاجًا لَا يُضِلُّ نَهْجُهُ، وَشُعَاعًا لَا يُظْلِمُ ضَوْؤُهُ۔

اور آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جو نور ہی نور ہے جس کی قندیلیں گل نہیں ہوتیں اور ایسا چراغ ہے جس کی روشنی خاموش نہیں ہوتی اور ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور ایسی شاہراہ ہے جو راہ نہیں بھلاتی ایسی شعاع جس کی روشنی کم نہیں ہوتی۔

وَفُرْقَانًا لَا تُهْدَمُ أَرْكَانُهُ، وَشِفَاءً لَا تُخْشَى أَسْقَامُهُ، وَعِزًّا

وہ حق و باطل میں ایسا فرق کرنے والا ہے جس کی دلیل کمزور نہیں پڑتی ایسا کھلا ہوا بیان ہے جس کے ستون گرائے نہیں جاسکتے،

لَا تُخْشَىٰ أَسْقَامُهُ، وَعِزًّا لَا تُهْزَمُ أَنْصَارُهُ.

وَحَقًّا لَا تُخْذَلُ أَعْوَانُهُ. فَهُوَ مَعْدِنُ الْإِيمَانِ وَبُحْبُوحَتُهُ، وَيَنَابِيعُ الْعِلْمِ وَبُحُورُهُ.

وَرِيَاضُ الْعَدْلِ وَغُدْرَانُهُ، وَأَثَافِيُّ الْإِسْلَامِ وَبُنْيَانُهُ وَأَوْدِيَةُ الْحَقِّ وَغِيطَانُهُ، وَبَحْرٌ لَا يَنْزِفُهُ الْمُسْتَنْزِفُونَ، وَعُيُونٌ لَا يُنْضِبُهَا الْمَاتِحُونَ وَمَنَاهِلُ لَا يُغِيضُهَا الْوَارِدُونَ، وَمَنَازِلُ لَا يَضِلُّ نَهْجَهَا الْمُسَافِرُونَ، وَأَعْلَامٌ لَا يَعْمَىٰ عَنْهَا السَّائِرُونَ وَآكَامٌ لَا يَجُوزُ عَنْهَا الْقَاصِدُونَ.

جَعَلَهُ اللّٰهُ رِيًّا لِعَطَشِ الْعُلَمَاءِ، وَرَبِيعًا لِقُلُوبِ الْفُقَهَاءِ، وَمَحَاجَّ لِطُرُقِ الصُّلَحَاءِ.

وَدَوَاءً لَيْسَ بَعْدَهُ دَاءٌ، وَنُورًا لَيْسَ مَعَهُ ظُلْمَةٌ وَحَبْلًا وَثِيقًا عُرْوَتُهُ، وَمَعْقِلًا مَنِيعًا ذِرْوَتُهُ.

وَعِزًّا لِمَنْ تَوَلَّاهُ، وَسِلْمًا لِمَنْ دَخَلَهُ، وَهُدًى لِمَنِ ائْتَمَّ بِهِ، وَعُذْرًا لِمَنِ انْتَحَلَهُ، وَبُرْهَانًا لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ، وَشَاهِدًا لِمَنْ خَاصَمَ بِهِ، وَفَلْجًا لِمَنْ حَاجَّ بِهِ. وَحَامِلًا لِمَنْ حَمَلَهُ، وَمَطِيَّةً لِمَنْ أَعْمَلَهُ، وَآيَةً لِمَنْ

ایسی شفا ہے جس کے بعد (روحانی) بیماریوں کا اندیشہ نہیں اور ایسی عزت ہے جس کے مددگار شکست نہیں کھاتے۔

وہ عین حق ہے جس کے معاون بغیر مدد کے نہیں چھوڑے جاتے وہ ایمان کا معدن و مرکز ہے اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور دریا بہتے ہیں۔

عدل و انصاف کے باغ اور حوض ہیں وہ اسلام کا سنگ بنیاد اور اس کی نیو ہے حق کے وادی اور اس کے ہموار میدان ہیں وہ ایسا دریا ہے جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کر سکتے اور ایسے چشمے ہیں جسے پانی اُلچنے والے خالی نہیں کر سکتے اور ایسے گھاٹ ہیں کہ اس پر وارد ہونے والے اس کا پانی کم نہیں کر سکتے اور ایسی منزلیں ہیں جن کی راہ میں مسافر بھٹکتے نہیں اور ایسے نشانات ہیں کہ چلنے والوں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتے اور ایسے ٹیلے ہیں کہ حق کا قصد کرنے والے ان سے تجاوز نہیں کر سکتے۔

خدا نے اسے عالموں کی پیاس کے لئے سیرابی، اور فقیہوں کے دلوں کے لئے بہار، اور نیکوں کے رہگزر کے لئے شاہراہ قرار دیا ہے۔

وہ ایسی دوا ہے جس کے بعد مرض کا نام و نشان نہیں رہتا اور ایسا نور ہے جس کے نام تاریکی نام کو نہیں اور ایسی رسی ہے جس کی لڑیاں مضبوط ہیں اور ایسی چوٹی ہے جس کی پناہ گاہ مستحکم ہے۔

جو اس سے محبت رکھے اسکے لئے عزت و شرف ہے جو اسکے حدود میں داخل ہو جائے اسکے لئے امن و صلح ہے جو اسکی پیروی کرے اسکے لئے ہدایت ہے جو اسے اپنے اسکے لئے حجت ہے جو اس کے ذریعہ کلام کرے اس کے لئے دلیل ہے جو اس کے معیار پر بحث و مناظرہ کرے اسکے لئے گواہ ہے جو اسے حجت بنا کر پیش کرے اسکی پناہ گاہ ہے جو اسکا بوجھ اٹھائے اسے بلند کرنیوالا ہے جو اسکو دستور بنائے اسکے لئے مرکب ہے جو حقیقت کو پہچان لے اس کے لئے روشن

تَوَسَّمَ، وَجُنَّةً لِمَنِ اسْتَلْأَمَ، وَعِلْماً لِمَنْ وَعَى، وَحَدِيثاً لِمَنْ رَوَى، وَحُكْماً لِمَنْ قَضَى۔

نشان ہے جو گمراہی کا مقابلہ کرکے اسیر ہو جائے اس کے لئے پناہ ہے جو سن کر یاد رکھے اس کے لئے علم ہے جو بیان کرے اسکے لئے بہترین کلام ہے اور جو اسکے ذریعہ فیصلہ کرے اسکے لئے قطعی حکم ہے۔

خطبہ نمبر ۱۹۷

اپنے اصحاب کو وصیت

كَانَ يُوصِي بِهِ أَصْحَابَهُ:

تَعَاهَدُوا أَمْرَ الصَّلَاةِ، وَحَافِظُوا عَلَيْهَا، وَاسْتَكْثِرُوا مِنْهَا، وَتَقَرَّبُوا بِهَا، فَإِنَّهَا كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَوْقُوتاً۔

أَلَا تَسْمَعُونَ إِلَى جَوَابِ أَهْلِ النَّارِ حِينَ سُئِلُوا: "مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ؟ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ"۔

وَإِنَّهَا لَتَحُتُّ الذُّنُوبَ حَتَّ الْوَرَقِ، وَتُطْلِقُهَا إِطْلَاقَ الرِّبَقِ۔

وَشَبَّهَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْحَمَّةِ تَكُونُ عَلَى بَابِ الرَّجُلِ، فَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنْهَا فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ، فَمَا عَسَى أَنْ يَبْقَى عَلَيْهِ مِنَ الدَّرَنِ

حضرت اپنے اصحاب کو یہ وصیت فرمایا کرتے تھے: نماز کی پابندی اور اس کی محافظت کرو زیادہ سے زیادہ نماز پڑھو اور اس کے ذریعہ خدا سے تقرب حاصل کرو کیونکہ نماز مومن پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

کیا تم نے (قرآن میں) دوزخیوں کا جواب نہیں سنا جب ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا چیز تمہیں دوزخ میں کھینچ لائی ہے تو وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

یقیناً نماز گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتی ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور اسطرح الگ کردیتی ہے جیسے (چوپایوں کے گردنوں) سے پھندے کھول دیئے جائیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے نماز کی اس گرم چشمے سے تشبیہ دی ہے جو کسی کے گھر کے دروازہ پر ہو اور وہ اس سے دن رات میں پانچ وقت غسل کرتا ہو تو اس کے بدن پر میل باقی ہی نہیں رہ سکتا۔

وَقَدْ عَرَفَ حَقَّهَا رِجَالٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ لَا تَشْغَلُهُمْ عَنْهَا زِينَةُ مَتَاعٍ، وَلَا قُرَّةُ عَيْنٍ مِنْ وَلَدٍ وَلَا مَالٍ، يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: "رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ

اس نماز کے حق کو مومنین میں سے ان مردان با خدا نے پہچانا ہے جنہیں متاع دنیا کی سجاوٹ اور مال و اولاد سے آنکھوں کا سرور اس سے غافل نہیں کرتا، خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں ذکر خدا اور نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ خرید و

الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ".
وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ نَصِبًا بِالصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّبْشِيْرِ لَهٗ بِالْجَنَّةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ "وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" نَفْسَهٗ.
ثُمَّ اِنَّ الزَّكٰوةَ جُعِلَتْ مَعَ الصَّلٰوةِ قُرْبَانًا لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَمَنْ اَعْطَاهَا طَيِّبَ النَّفْسِ بِهَا فَاِنَّهَا تُجْعَلُ لَهٗ كَفَّارَةً، وَمِنَ النَّارِ حِجَازًا وَوِقَايَةً.
فَلَا يُتْبِعَنَّهَا اَحَدٌ نَفْسَهٗ وَلَا يُكْثِرَنَّ عَلَيْهَا لَهَفَهٗ. فَاِنَّ مَنْ اَعْطَاهَا غَيْرَ طَيِّبِ النَّفْسِ بِهَا يَرْجُوْ بِهَا مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهَا فَهُوَ جَاهِلٌ بِالسُّنَّةِ مَغْبُوْنُ الْاَجْرِ، ضَالُّ الْعَمَلِ طَوِيْلُ النَّدَمِ.

فروخت۔
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو باوجودیکہ جنت کی خوشخبری دی جا چکی تھی، (بکثرت) نمازیں پڑھ کر تعب برداشت کرتے تھے کیونکہ انہیں خدا کا حکم تھا کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کے پابند رہو چنانچہ آپ اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید کرتے اور خود بھی نمازیں پڑھ پڑھ کر تعب برداشت کرتے تھے۔
پھر یہ کہ زکوٰۃ کو بھی نماز کے ساتھ اہل اسلام کے لیے تقرب خداوندی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو جو شخص زکوٰۃ خوشی سے ادا کرے، یہ اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور آتش دوزخ سے بچنے کا پردہ اور محافظ بن جائے گی۔
لیکن زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اس کا تصور دل میں نہ رکھے اور نہ اس پر بہت افسوس کرے کیونکہ جو شخص خوش دلی اور شوق کے بغیر اس سے بہتر چیز کا امیدوار ہو وہ سنت رسول سے بے خبر، آخر میں نقصان اٹھانے والا، غلط کار اور لمبی ندامت و شرمندگی میں گرفتار رہے۔

ثُمَّ اَدَاءَ الْاَمَانَةِ، فَقَدْ خَابَ مَنْ لَيْسَ مِنْ اَهْلِهَا، اِنَّهَا عُرِضَتْ عَلَى السَّمٰوٰتِ الْمَبْنِيَّةِ، وَالْاَرَضِيْنَ الْمَدْحُوَّةِ، وَالْجِبَالِ ذَاتِ الطُّوْلِ الْمَنْصُوْبَةِ، فَلَا اَطْوَلَ وَلَا اَعْرَضَ وَلَا اَعْلٰى وَلَا اَعْظَمَ مِنْهَا.

پھر امانت ادا کرنا بھی فرض ہے جو امانت ادا کرنے کا اہل ثابت نہ ہو وہ ناکام و نامراد ہوتا ہے اس امانت کو مستحکم آسمانوں، بچھے ہوئے زمین کے فرشوں، لمبے چوڑے گڑے ہوئے پہاڑوں پر پیش کیا گیا ان سے بڑھ کر تو کوئی چیز زیادہ لمبی، چوڑی، اونچی اور بڑی نہیں ہے۔

وَلَوِ امْتَنَعَ شَيْءٌ بِطُوْلٍ اَوْ عَرْضٍ اَوْ قُوَّةٍ اَوْ عِزٍّ لَامْتَنَعْنَ، وَلٰكِنْ اَشْفَقْنَ مِنَ الْعُقُوْبَةِ، وَعَقَلْنَ مَا جَهِلَ مَنْ هُوَ اَضْعَفُ مِنْهُنَّ وَهُوَ الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا.
اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ مَا

اگر کوئی چیز لمبائی، چوڑائی یا طاقت و غلبہ کی وجہ سے خدا سے سرتابی کر سکتی تو یہ بھی سرتابی کر سکتے تھے لیکن یہ تو اس کے عذاب سے ڈر گئے اور اس بات کو سمجھ گئے جسے ان سے کمزور تر مخلوق نہ سمجھ سکی اور وہ انسان ہے کیونکہ وہ ہے ہی بڑا ظالم اور جاہل۔
اس کے بندے رات (کے پردوں) اور ان کی روشنی میں جو گناہ

وَمَا يَقْتَرِفُونَ فِي نَهَارِهِمْ، لَطُفَ بِهِ خُبْراً، وَأَحَاطَ بِهِ عِلْماً. أَعْضَاؤُكُمْ شُهُودُهُ، وَجَوَارِحُكُمْ جُنُودُهُ، وَضَمَائِرُكُمْ عُيُونُهُ، وَخَلَوَاتُكُمْ عِيَانُهُ.

کرتے ہیں وہ خدا سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور اس کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے
تمہارے ہی اعضاء اس کے سامنے گواہی دیں گے اور تمہارے ہی ہاتھ پاؤں وغیرہ (خدا کا) لشکر ہیں اور تمہارے ہی دل اس کے جاسوس ہیں اور تمہاری خلوتوں (کے گوشے) اس کے سامنے عیاں ہیں۔

خطبہ نمبر ۱۹۹

معاویہ

وَاللهِ مَا مُعَاوِيَةُ بِأَدْهَى مِنِّي، وَلَكِنَّهُ يَغْدِرُ وَيَفْجُرُ، وَلَوْلَا كَرَاهِيَةُ الْغَدْرِ لَكُنْتُ مِنْ أَدْهَى النَّاسِ. وَلَكِنْ كُلُّ غُدَرَةٍ فُجَرَةٌ، وَكُلُّ فُجَرَةٍ كُفَرَةٌ. وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُعْرَفُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.
وَاللهِ مَا أُسْتَغْفَلُ بِالْمَكِيدَةِ، وَلَا أُسْتَغْمَزُ بِالشَّدِيدَةِ.

خدا کی قسم معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار اور چالاک نہیں ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ غدار اور بدکردار ہے۔ اور اگر مجھے غداری سے نفرت نہ ہوتی تو میں سب سے زیادہ ہوشیار اور موقع شناس ہوں۔
مگر (بات یہ ہے) کہ ہر غداری گناہ اور ہر گناہ خدا کی نافرمانی ہے چنانچہ بروز قیامت ہر غدار کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔
خدا کی قسم مجھے مکر کے ذریعے غفلت میں نہیں ڈالا جا سکتا اور نہ مجھے تشدد سے دبایا جا سکتا ہے۔

لہ امیر المومنین علیہ السلام کی مقدس زندگی روز اول سے آخر تک اس قدر پاک و پاکیزہ رہی کہ اس پر دشمن بھی انگشت نمائی کی جرأت نہیں کر سکتا اس لئے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ احکام خداوندی اور سیرت نبوی پر دنیا کی چال بازیوں کو ترجیح دیکر ظاہری فتح حاصل کر کے اپنی بے داغ زندگی کو داغدار بنا دیتے۔
لیکن جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے اس کا کوئی اقدام ایسا نہیں جو مکاری اور غداری سے خالی ہو جس پر دو چار نہیں بلکہ اس کی ساری زندگی اس کی بدکرداری کی ایک سیاہ کتاب ہے چنانچہ امام راغب تحریر فرماتے ہیں: لم یکن غایتہ الا درك الحاجۃ حلالا او حرامًا لم یکن یبالی بالدین ولا یتفکر فی سخط رب العالمین۔ اس کے سوا اس کا کوئی مقصد نہ تھا کہ وہ اپنی غرض پوری کرے حلال سے ہو یا حرام سے وہ دین کی پرواہ نہیں کرتا تھا اور نہ یہ سوچتا تھا کہ رب العالمین ناراض نہ ہو جائے۔

خطبہ نمبر ۲۰۰

ناقۂ صالحؑ

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَسْتَوْحِشُوا فِي طَرِيقِ الْهُدَى لِقِلَّةِ أَهْلِهِ. فَإِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلَى مَائِدَةٍ شِبَعُهَا قَصِيرٌ، وَجُوعُهَا طَوِيلٌ.

اے لوگو ہدایت پانے والوں کی کمی کی وجہ سے ہدایت کی راہ میں گھبرا نہ جاؤ کیونکہ لوگ (دنیا کے) ایسے دسترخوان پر جمع ہیں جہاں سیر ہونے کی مدت کم اور بھوک کی مدت لمبی ہے۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا يَجْمَعُ النَّاسَ الرِّضَا وَالسُّخْطُ. وَإِنَّمَا عَقَرَ نَاقَةَ ثَمُودَ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَعَمَّهُمُ اللَّهُ بِالْعَذَابِ لَمَّا عَمُّوهُ بِالرِّضَا فَقَالَ سُبْحَانَهُ: فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ.

اے لوگو (کسی فعل پر) رضامندی اور ناراضگی سب کو ایک حکم میں جمع کر دیتی ہے ناقۂ صالحؑ کو قوم ثمود کے ایک فرد نے پے کیا تھا مگر خدا نے عذاب سب پر نازل کر دیا کیونکہ سب کے سب اس پر راضی تھے جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے ان سب نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور صبح کو جب عذاب کے آثار دیکھے تو اس پر نادم ہوئے۔

فَمَا كَانَ إِلَّا أَنْ خَارَتْ أَرْضُهُمْ بِالْخَسْفَةِ خُوَارَ السِّكَّةِ الْمُحْمَاةِ فِي الْأَرْضِ الْخَوَّارَةِ. أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوَاضِحَ وَرَدَ الْمَاءَ، وَمَنْ خَالَفَ وَقَعَ فِي التِّيهِ.

ہوا یہ کہ زمین کے دھنسنے سے گڑگڑاہٹ کی ایسی آواز آنے لگی جیسے سخت زمین تپتے ہوئے سکے کے چلانے سے آواز آتی ہے اے لوگو جو روشن راہ پر چلتا ہے وہ چشمہ تک پہنچ جاتا ہے اور جو غلط راہ پر چلتا ہے وہ بے آب و گیاہ میدان میں جا پڑتا ہے۔

خُطبہ نمبر ۲۰۱

خاتونِ جنّت کے دفن کے وقت

رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَهُ عِنْدَ دَفْنِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ. كَالْمُنَاجِي بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ قَبْرِهِ. السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَنِّي وَعَنِ ابْنَتِكَ النَّازِلَةِ

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دفن کے وقت اس طرح فرمایا جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے ان کی قبر کے پاس باتیں کر رہے ہوں، یا رسول اللہؐ آپ کو میری جانب سے اور آپ سے اور آپ کی ہمسایہ میں اترنے والی اور آپ سے سب سے جلد ملنے والی آپ کی دختر کی جانب سے

فِي جِوَارِكَ وَالسَّرِيعَةِ اللِّحَاقِ بِكَ۔

سلام ہو۔

قَلَّ يَا رَسُولَ اللهِ عَنْ صَفِيَّتِكَ صَبْرِي وَرَقَّ عَنْهَا تَجَلُّدِي إِلَّا أَنَّ لِي فِي التَّأَسِّي بِعَظِيمِ فُرْقَتِكَ، وَفَادِحِ مُصِيبَتِكَ مَوْضِعَ تَعَزٍّ۔

یارسول اللہ آپؐ کی برگزیدہ (دختر کی رحلت) سے صبر میرا ساتھ چھوڑ رہا ہے میری ہمت ٹوٹی جاتی ہے لیکن آپ کی جدائی کے عظیم صدمہ اور آپ کی رحلت کی جانکاہ مصیبت پر صبر کر لینے کے بعد اب اس مصیبت پر بھی صبر ہی کرنا پڑے گا۔

فَلَقَدْ وَسَّدْتُكَ فِي مَلْحُودَةِ قَبْرِكَ، وَفَاضَتْ بَيْنَ نَحْرِي وَصَدْرِي نَفْسُكَ۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

کیونکہ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کو لحد میں اتارا اور آپ کی پاک روح نے اس حالت میں پرواز کی کہ آپؐ کا سرِ اقدس میری گردن اور سر کے درمیان تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کے پاس پلٹنے والے ہیں۔

فَلَقَدِ اسْتُرْجِعَتِ الْوَدِيعَةُ، وَأُخِذَتِ الرَّهِينَةُ۔

اب یہ امانت پلٹا دی گئی ہے اور رہن چھڑا لیا گیا ہے۔

أَمَّا حُزْنِي فَسَرْمَدٌ، وَأَمَّا لَيْلِي فَمُسَهَّدٌ إِلَى أَنْ يَخْتَارَ اللهُ لِي دَارَكَ الَّتِي أَنْتَ بِهَا مُقِيمٌ۔

لیکن میرا غم بے انتہا اور میری راتیں جاگتے گزریں گی یہاں تک کہ خداوند عالم میرے لئے بھی وہی گھر منتخب فرما دے جس میں آپ جلوہ گر ہیں۔

وَسَتُنَبِّئُكَ ابْنَتُكَ بِتَضَافُرِ أُمَّتِكَ عَلَى هَضْمِهَا فَأَحْفِهَا السُّؤَالَ وَاسْتَخْبِرْهَا الْحَالَ، هٰذَا وَلَمْ يَطُلِ الْعَهْدُ، وَلَمْ يَخْلُ مِنْكَ الذِّكْرُ۔

عن قریب آپ کی بیٹی آپکو بتلائے گی کہ کس طرح آپ کی امت نے ایکا کرکے ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے آپؐ ان سے پوچھ لیں اور سب حالات دریافت فرمائیں یہ ساری مصیبتیں ان پر گزر گئیں حالانکہ آپؐ کی رحلت کو کچھ زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا تھا اور نہ آپؐ کے تذکروں سے زبانیں بند ہوئی تھیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمَا سَلَامَ مُوَدِّعٍ لَا قَالٍ وَلَا سَئِمٍ۔ فَإِنْ أَنْصَرِفْ فَلَا عَنْ مَلَالَةٍ، وَإِنْ أُقِمْ فَلَا عَنْ سُوءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللهُ الصَّابِرِينَ۔

آپؐ دونوں پر میرا سلام رخصت ہو، ایسا سلام جو کسی ناخوش اور دل تنگ کی طرف سے ہوتا ہے اب اگر میں یہاں سے پلٹ جاؤں تو اس لئے نہیں کہ آپ کی زیارت سے میرا دل سیر ہو گیا ہے اور اگر ٹھہرا رہوں تو اس لئے نہیں کہ میں اس وعدہ سے بدظن ہوں، جو خدا نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔

لہ سردار دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ کی رحلت کے بعد آپؐ کے کفن و دفن کے بجائے سقیفہ کا اجتماع اور اقتدار

کی بوسس، پھر آپؐ کے دروازہ پر لکڑیوں کے انبار اور وہ شدید مظالم جن کے تصور سے دل کانپ جاتا ہے اور آپؐ کو اپنے حق فدک سے محروم کر کے آپؐ کے صدیقہ اور وارث رسولؐ ہونے سے انکار، یہ وہ مظالم ہیں کہ خاتون جنت جیسی صابرہ کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ میں ان لوگوں سے ناراض ہوں اور مرنے کے بعد رسول اسلامؐ سے ان کی شکایت کروں گی اور یہ وصیت کرنا پڑی کہ یہ لوگ میرے جنازہ پر نہ آئیں۔ یہ تاریخ کا وہ سیاہ ورق ہے جسے کسی طرح نہیں دھویا جا سکتا اور صدیقہ طاہرہؑ کا یہ مرثیہ جو صبت علی مصائب سے شروع ہوتا ہے تا حشر ہر مسلمان کو یاد رہے گا۔

خطبہ نمبر ۲۰۲

دنیا و آخرت

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الدُّنْيَا دَارُ مَجَازٍ وَالْآخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ۔ فَخُذُوا مِنْ مَمَرِّكُمْ لِمَقَرِّكُمْ، وَلَا تَهْتِكُوا أَسْتَارَكُمْ عِنْدَ مَنْ يَعْلَمُ أَسْرَارَكُمْ، وَأَخْرِجُوا مِنَ الدُّنْيَا قُلُوبَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا أَبْدَانُكُمْ۔ فَفِيهَا اخْتُبِرْتُمْ، وَلِغَيْرِهَا خُلِقْتُمْ۔ إِنَّ الْمَرْءَ إِذَا هَلَكَ قَالَ النَّاسُ مَا تَرَكَ، وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ مَا قَدَّمَ۔ لِلّٰهِ آبَاؤُكُمْ فَقَدِّمُوا بَعْضًا يَكُنْ لَكُمْ قَرْضًا، وَلَا تُخَلِّفُوا كُلًّا فَيَكُونَ عَلَيْكُمْ كَلًّا۔

اے لوگو! دنیا ایک گزرگاہ اور آخرت ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

لہٰذا اپنی گزرگاہ سے قیامگاہ کے لئے توشہ اٹھا لو جس کے سامنے تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہیں اس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو اور قبل اس کے کہ تمہارے جسموں کو دنیا سے نکالا جائے دلوں کو اس سے الگ کر لو۔

اس دنیا میں صرف تمہارا امتحان لیا جا رہا ہے درحقیقت تمہیں دوسری جگہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا چھوڑ گیا ہے؟ اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آگے کے لئے کیا سامان بھیجا ہے۔ خدا تمہارا بھلا کرے کچھ تو آگے کے لئے بھی بھیجو وہ ایک قسم کا (خدا کے ذمہ) قرضہ ہو گا سارے کا سارا پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمہارے لئے بوجھ بنے۔

خطبہ نمبر ۲۰۳

موت

كَانَ كَثِيرًا مَا يُنَادِي بِهِ أَصْحَابَهُ: تَجَهَّزُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ فَقَدْ نُودِيَ فِيكُمْ بِالرَّحِيلِ، وَأَقِلُّوا الْعُرْجَةَ عَلَى الدُّنْيَا۔

اکثر آپ اصحاب کو آواز دے کر فرمایا کرتے تھے: خدا تم پر رحم کرے کچھ زادِ سفر مہیا کر لو کیونکہ کوچ کا اعلان کیا جا چکا ہے دنیا میں قیام کے وقفہ کو کم ہی سمجھو۔

وَانْقَلِبُوا بِصَالِحِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ

اور جو بہترین زادِ راہ مہیا کر سکے ہو اسے لے کر خدا کی طرف پلٹو

مِنَ الزَّادِ فَإِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤُوداً، وَمَنَازِلَ مَخُوفَةً مَهُولَةً لَا بُدَّ مِنَ الْوُرُودِ عَلَيْهَا وَالْوُقُوفِ عِنْدَهَا، وَاعْلَمُوا أَنَّ مَلَاحِظَ الْمَنِيَّةِ نَحْوَكُمْ دَانِيَةٌ، وَكَأَنَّكُمْ بِمَخَالِبِهَا وَقَدْ نَشِبَتْ فِيكُمْ، وَقَدْ دَهَمَتْكُمْ فِيهَا مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ وَمُعْضِلَاتُ الْمَحْذُورِ. فَقَطِّعُوا عَلَائِقَ الدُّنْيَا، وَاسْتَظْهِرُوا بِزَادِ التَّقْوَى.

کیوں کہ تمہارے سامنے دشوار گزار گھاٹی اور ہولناک اور خوف ناک منزلیں ہیں جہاں اترے اور ٹھہرے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

اور جان لو کہ موت کی نظریں تم سے قریب ہیں اور گویا تم اس کے پنجوں میں آچکے ہو جو تم میں گڑھ دئیے گئے ہیں اور موت کی مشکلیں اور سختیاں تم پر چھا چکی ہیں۔

دنیا کے سارے رشتے توڑ لو اور تقویٰ کے زادِ راہ اپنے آپ کو قوت پہنچاؤ۔

وَقَدْ مَضَى شَيْءٌ مِنْ هَذَا الْكَلَامِ فِيمَا تَقَدَّمَ بِخِلَافِ هَذِهِ الرِّوَايَةِ.

علامہ سید رضی فرماتے ہیں کہ اس خطبہ کا کچھ حصہ پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس روایت کے الفاظ پہلی روایت سے کچھ مختلف ہیں۔

خطبہ نمبر ۲۰۴

طلحہ وزبیر سے گفتگو

كَلَّمَ بِهِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ بَعْدَ بَيْعَتِهِ بِالْخِلَافَةِ وَقَدْ عَتَبَا عَلَيْهِ مِنْ تَرْكِ مَشُورَتِهِمَا وَالْاِسْتِعَانَةِ فِي الْأُمُورِ بِهِمَا:

حضرتؑ کے ہاتھ پر بیعت کے بعد طلحہ وزبیر نے آپ سے شکایت کی کہ امورِ مملکت میں ان سے کیوں مشورہ نہیں لیا جاتا اور کیوں ان سے امداد کی خواہش نہیں کی جاتی۔

لَقَدْ نَقَمْتُمَا يَسِيراً، وَأَرْجَأْتُمَا كَثِيراً. أَلَا تُخْبِرَانِي أَيُّ شَيْءٍ لَكُمَا فِيهِ حَقٌّ دَفَعْتُكُمَا عَنْهُ، وَأَيُّ قَسْمٍ اسْتَأْثَرْتُ عَلَيْكُمَا بِهِ، أَمْ أَيُّ حَقٍّ رَفَعَهُ إِلَيَّ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ضَعُفْتُ عَنْهُ، أَمْ جَهِلْتُهُ، أَمْ أَخْطَأْتُ بَابَهُ.

تھوڑی سی بات پر تو تم بگڑ گئے اور بہت سی باتوں کو تم نے پسِ پشت ڈال دیا ہے کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ کس بات میں تمہارا حق تھا جس سے میں نے تمہیں محروم کر دیا ہے اور کون سی چیز تمہارے حصہ میں آتی ہو اور میں نے اسے روک رکھا ہو یا کسی مسلمان نے میرے سامنے دعویٰ پیش کیا ہو اور میں اس کا فیصلہ کرنے سے عاجز یا اس کے حکم سے جاہل رہا ہوں یا کسی اور طریقہ کار میں غلطی کی ہو۔

وَاللّٰهِ مَا كَانَتْ لِي فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةٌ، وَلَا فِي الْوِلَايَةِ إِرْبَةٌ، وَلٰكِنَّكُمْ دَعَوْتُمُونِي إِلَيْهَا وَحَمَلْتُمُونِي عَلَيْهَا.

خدا کی قسم مجھے تو کبھی خلافت و حکومت کی خواہش اور تمنا نہیں ہوئی تمہیں لوگوں نے مجھے اس کی طرف دعوت دے کر آمادہ کیا۔

فَلَمَّا أَفْضَتْ إِلَيَّ نَظَرْتُ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَمَا وَضَعَ لَنَا وَأَمَرَنَا بِالْحُكْمِ بِهِ فَاتَّبَعْتُهُ، وَمَا اسْتَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاقْتَدَيْتُهُ.

تو وہ جب مجھ تک پہنچ گئی تو میں نے خدا کی کتاب پر نظر رکھی اور جو قانون اس نے پیش کیا اور جس طرح فیصلہ کرنے کا اس نے حکم دیا میں اس کا کاربند رہا ہوں اور جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اس کی پیروی کی۔

فَلَمْ أَحْتَجْ فِي ذٰلِكَ إِلَى رَأْيِكُمَا وَلَا رَأْيِ غَيْرِكُمَا، وَلَا وَقَعَ حُكْمٌ جَهِلْتُهُ فَأَسْتَشِيرَكُمَا وَإِخْوَانِيَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ أَرْغَبْ عَنْكُمَا وَلَا عَنْ غَيْرِكُمَا.

اس میں مجھے نہ کبھی تم سے رائے لینے کی ضرورت پڑی اور نہ کوئی ایسا حکم پیش آیا جس سے میں جاہل تھا کہ تم سے یا دوسرے برادران اسلام سے مشورہ لیتا اور اگر ایسا موقعہ آتا تو میں نہ تم سے بے پرواہی کرتا اور نہ تمہارے سوا دوسروں سے۔

وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُمَا مِنْ أَمْرِ الْأُسْوَةِ فَإِنَّ ذٰلِكَ أَمْرٌ لَمْ أَحْكُمْ أَنَا فِيهِ بِرَأْيِي وَلَا وَلِيتُهُ هَوًى مِنِّي، بَلْ وَجَدْتُ أَنَا وَأَنْتُمَا مَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، فَلَمْ أَحْتَجْ إِلَيْكُمَا فِيمَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنْ قَسْمِهِ وَأَمْضَى فِيهِ حُكْمَهُ، فَلَيْسَ لَكُمَا وَاللّٰهِ عِنْدِي وَلَا لِغَيْرِكُمَا فِي هٰذَا عُتْبَى. أَخَذَ اللّٰهُ بِقُلُوبِنَا وَقُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ وَأَلْهَمَنَا وَإِيَّاكُمُ الصَّبْرَ.

لیکن تم نے جو ذکر کیا ہے کہ میں نے بیت المال سے برابر کی تقسیم جاری کر دی ہے تو میں نے اس کا نہ اپنی رائے سے حکم دیا اور نہ خواہش سے بلکہ یہ وہی طے شدہ امر ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے تھے جو مجھے بھی معلوم ہے اور تم دونوں کو بھی۔

تو جس چیز کی حدیں خدا نے مقرر کر دی ہیں اور قطعی حکم دے دیا ہے اس میں مجھے تم سے رائے لینے کی کیا ضرورت ہے جس تقسیم کے اصول خدا نے مقرر فرما دئے اور حکم نافذ کر دیا ہے لہٰذا اس معاملہ میں خدا کی قسم میرے نزدیک تم نہ دونوں کو شکایت کا حق ہے اور نہ تمہارے سوا کسی اور کو خدا ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق پر قائم رکھے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق عنایت فرمائے۔

(ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ) رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً رَأَى حَقًّا فَأَعَانَ عَلَيْهِ، أَوْ رَأَى جَوْرًا فَرَدَّهُ، وَكَانَ عَوْنًا بِالْحَقِّ عَلَى صَاحِبِهِ.

علامہ رضی فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا خداوند عالم اس شخص پر رحم کرے جو حق کو سمجھ لے اور اس کی مدد کرے اور باطل کو دیکھے تو اسے ٹھکرا دے اور جو حق پر ہے اس کا حق میں معین و مددگار ہو جائے۔

خطبہ نمبر ۲۰۵

سب وشتم کی ممانعت

وَقَدْ سَمِعَ قَوْماً مِنْ اَصْحَابِهٖ يَسُبُّوْنَ اَهْلَ الشَّامِ اَيَّامَ حَرْبِهِمْ بِصِفِّيْنَ فَقَالَ:

جنگ صفین کے موقعہ پر آپؑ نے اپنے ساتھیوں میں سے چند افراد کے متعلق سنا کہ وہ شامیوں پر سب وشتم کر رہے ہیں تو آپؑ نے فرمایا:

اِنِّیْۤ اَكْرَهُ لَكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا سَبَّابِيْنَ، وَلٰكِنَّكُمْ لَوْ وَصَفْتُمْ اَعْمَالَهُمْ وَذَكَرْتُمْ حَالَهُمْ كَانَ اَصْوَبَ فِی الْقَوْلِ، وَاَبْلَغَ فِی الْعُذْرِ.

میں تمہارے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دو۔ ہاں اگر تم ان کے کرتوت اور صحیح حالات لوگوں کو بتاؤ تو یہ درست ہے اور اس سے حجت بھی تمام ہو جاتی ہے۔

وَقُلْتُمْ مَكَانَ سَبِّكُمْ اِيَّاهُمْ: اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَآءَنَا وَدِمَآءَهُمْ، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَبَيْنِهِمْ، وَاهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ.

ان پر سب وشتم کے بجائے تم خود یہ دعا کرو کہ خداوندا تو ہمارا خون بھی محفوظ رکھ اور ان کا بھی اور ہمارے اور ان کے درمیان صلاحیت کی راہ نکال دے اور انہیں گمراہی سے بچنے کی ہدایت فرما۔

حَتّٰى يَعْرِفَ الْحَقَّ مَنْ جَهِلَهٗ، وَيَرْعَوِیَ عَنِ الْغَیِّ وَالْعُدْوَانِ مَنْ لَهِجَ بِهٖ.

تاکہ جو حق سے بے خبر ہیں وہ حق کو پہچان لیں اور جو گمراہی اور سرکشی پر فریفتہ ہیں اس سے اپنا رُخ موڑ لیں۔

خطبہ نمبر ۲۰۶

جنگ صفین میں امام حسن علیہ السلام کی سبقت دیکھ کر

فِیْ بَعْضِ اَيَّامِ صِفِّيْنَ وَقَدْ رَاَى الْحَسَنَ ابْنَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَسَرَّعُ اِلَى الْحَرْبِ:

صفین کے موقعہ پر آپؑ نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو جب جنگ کے لئے تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

اَمْلِكُوْا عَنِّیْ هٰذَا الْغُلَامَ لَا يَهُدَّنِیْ، فَاِنَّنِیْۤ اَنْفَسُ بِهٰذَيْنِ -يَعْنِی الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ- عَلَى الْمَوْتِ، لِئَلَّا يَنْقَطِعَ بِهِمَا نَسْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

میری طرف سے اس جوان کو روک لو ایسا نہ ہو کہ اس کی موت مجھے بے حال کر دے کیونکہ میں ان دونوں (حسن وحسین علیہما السلام) کو موت کے منہ میں دینے سے روک رہا ہوں کہ ان کے مرنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی

وَذُرِّيَّتِهِ۔

نسل نہ منقطع ہو جائے۔

قَالَ الرَّضِيُّ أَبُو الْحَسَنِ: وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَمْلِكُوا عَنِّي هٰذَا الْغُلَامَ مِنْ أَعْلَى الْكَلَامِ وَأَفْصَحِهِ۔

علامہ ابوالحسن الرضی فرماتے ہیں کہ حضرت کا ارشاد املكوا عنّي هذا الغلام "میری طرف سے اس جوان کو روک لو" بہت بلند اور فصیح ترین جملہ ہے۔

خطبہ نمبر ۲۰۷

تحکیم کے وقت آپؑ کے اصحاب کا اضطراب

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ لَمَّا اضْطَرَبَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ فِي أَمْرِ الْحُكُومَةِ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ أَمْرِي مَعَكُمْ عَلَى مَا أُحِبُّ حَتَّى نَهِكَتْكُمُ الْحَرْبُ۔ وَقَدْ وَاللهِ أَخَذَتْ مِنْكُمْ وَتَرَكَتْ، وَهِيَ لِعَدُوِّكُمْ أَنْهَكُ۔ لَقَدْ كُنْتُ أَمْسِ أَمِيرًا فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَأْمُورًا، وَكُنْتُ أَمْسِ نَاهِيًا فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَنْهِيًّا۔ وَقَدْ أَحْبَبْتُمُ الْبَقَاءَ وَلَيْسَ لِي أَنْ أَحْمِلَكُمْ عَلَى مَا تَكْرَهُونَ۔

جب تحکیم کے شور سے متاثر ہو کر آپؑ کے اصحاب آپؑ پر پیچ و تاب کھانے لگے تو آپؑ نے فرمایا:

اے لوگو! ہمیشہ میرا معاملہ تمہارے ساتھ ویسا ہی رہا جیسا میں چاہتا تھا، یہاں تک کہ جنگ نے تمہاری حالت بگاڑ دی۔ خدا کی قسم! اس نے کچھ کو تو گرفت میں لے لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا ہے اور تمہارے دشمنوں کو تو اس نے بہت کمزور کر دیا ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہے کہ کل تک میں امر تھا اور آج ان کے امر پر مجھے چلنا پڑتا ہے۔ کل تک میں روکتا تھا اور آج مجھے روکا جاتا ہے۔ تم دنیا کی زندگی چاہنے لگے اور میرا یہ کام نہیں کہ میں تم پر (جنگ کا) وہ بوجھ لاد دوں جس سے تم بیزار ہو۔

لے جب امیرالمومنین علیہ السلام کی فوج معاویہ کے کیمپ کے قریب پہنچ گئی اور معاویہ اور اس کی فوج کے لئے راہِ فرار کے سوا کوئی راہ نہ رہی تو انہوں نے یہ چال چلی کہ نیزوں پر قرآن نصب کروا دیئے گئے۔ امیرالمومنین کی فوج کی اکثریت جو مختلف الخیال تھی ہتھیار نیام میں رکھنے اور صلح کرنے پر تیار ہو گئی۔ حضرتؑ نے جتنا بھی سمجھایا بجھایا مگر انہوں نے تحکیم تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ اگرچہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو نیک نیتی سے یہ سمجھے کہ فیصلہ قرآن کے مطابق ہو گا لیکن ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو پچیس سال تک دوسرے طور طریقوں کی آغوش میں پرورش پا چکے تھے اور اسی کو صحیح اسلام سمجھتے تھے۔

خطبہ نمبر ۲۰۸

علاءبن زیاد حارثی سے خطاب

بِالْبَصْرَةِ وَقَدْ دَخَلَ عَلَى الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ الْحَارِثِيِّ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُهُ فَلَمَّا رَأَى سِعَةَ دَارِهِ قَالَ: مَا كُنْتَ تَصْنَعُ بِسِعَةِ هَذِهِ الدَّارِ فِي الدُّنْيَا وَأَمَّا أَنْتَ إِلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ كُنْتَ أَحْوَجَ. وَبَلَى إِنْ شِئْتَ بَلَغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ تَقْرِي فِيهَا الضَّيْفَ وَتَصِلُ فِيهَا الرَّحِمَ، وَتُطْلِعُ مِنْهَا الْحُقُوقَ مَطَالِعَهَا.

فَإِذَا أَنْتَ قَدْ بَلَغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ.

فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَشْكُو إِلَيْكَ أَخِي عَاصِمَ بْنَ زِيَادٍ.

قَالَ وَمَا لَهُ؟ قَالَ لَبِسَ الْعَبَاءَةَ وَتَخَلَّى عَنِ الدُّنْيَا.

قَالَ عَلَيَّ بِهِ. فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: يَا عُدَيَّ نَفْسِهِ لَقَدِ اسْتَهَامَ بِكَ الْخَبِيثُ أَمَا رَحِمْتَ أَهْلَكَ وَوَلَدَكَ.

أَتَرَى اللَّهَ أَحَلَّ لَكَ الطَّيِّبَاتِ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ تَأْخُذَهَا. أَنْتَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ.

قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا أَنْتَ فِي خُشُونَةِ مَلْبَسِكَ وَجُشُوبَةِ مَأْكَلِكَ. قَالَ. وَيْحَكَ إِنِّي لَسْتُ كَأَنْتَ، إِنَّ اللَّهَ

بصرہ میں آپؑ ایک صحابی علاء بن زیاد حارثی کے گھر عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس کے وسیع گھر کو دیکھ کر فرمایا:

تم دنیا میں اس گھر کی وسعت کو کیا کرو گے حالانکہ تمہیں آخرت میں وسیع گھر کی ضرورت ہے (جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے)

وہاں اگر تم چاہتے ہو کہ آخرت میں بھی وسیع گھر ہے تو اس میں مہمانوں کی مہمان داری، اعزا و اقربا سے اچھا سلوک اور جہاں موقع ہو وہاں حقوق ادا کیا کرو۔

اگر ایسا کیا تو اس کے ذریعہ آخرت (کی کامیابیاں) پا لوگے۔

علاء بن زیاد نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ مجھے اپنے بھائی عاصم ابن زیاد کی شکایت پیش کرنا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا کیوں: اسے کیا ہوا؟ علاء نے عرض کیا اس نے بالوں کی چادر اوڑھ لی ہے اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہو گیا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ جب وہ آیا تو آپؑ نے فرمایا اے اپنے نفس کے دشمن تمہیں شیطان خبیث نے بہکا دیا ہے کیا تمہیں اپنی بیوی بچوں پر رحم نہیں آتا۔

اور کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خدا نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لئے حلال کر دیا ہے۔ اگر تم انہیں استعمال کرو گے تو اسے ناگوار ہوگا تم خدا کے نزدیک اس سے زیادہ حقیر ہو کہ وہ تمہارے ساتھ یہ رویہ۔

اس نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ آپؑ بھی تو موٹا جھوٹا لباس پہنتے ہیں اور کھانا بھی روکھا سوکھا کھاتے ہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ تم پر حیف ہے میں تمہاری طرح نہیں ہوں

فَرَضَ عَلَى أَئِمَّةِ الْعَدْلِ أَنْ يُقَدِّرُوا أَنْفُسَهُمْ بِضَعَفَةِ النَّاسِ كَيْلَا يَتَبَيَّغَ بِالْفَقِيرِ فَقْرُهُ۔

خدا نے ائمہ ہدایت پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مفلس و نادار لوگوں کے معیار پر رکھیں تاکہ فقیر و محتاج اپنے فقر کی وجہ سے پیچ و تاب نہ کھائے۔

خطبہ نمبر ۲۰۹

اقسام حدیث

وَقَدْ سَأَلَهُ سَائِلٌ عَنْ أَحَادِيثِ الْبِدَعِ وَعَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ مِنِ اخْتِلَافِ الْخَبَرِ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

ایک سائل نے آپ سے من گھڑت اور ایک دوسرے کے برعکس حدیثوں کے متعلق دریافت کیا جو عام طور سے لوگوں کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہیں تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ فِي أَيْدِي النَّاسِ حَقًّا وَبَاطِلًا وَصِدْقًا وَكَذِبًا، وَنَاسِخًا وَمَنْسُوخًا وَعَامًّا وَخَاصًّا - وَمُحْكَمًا وَمُتَشَابِهًا - وَحِفْظًا وَوَهْمًا۔

لوگوں کے ہاتھوں میں حق و باطل، سچ اور جھوٹ، ناسخ و منسوخ، عام و خاص، کھلی ہوئی اور مبہم (توضیح طلب)، صحیح اور غلط سب طرح کی روایتیں ہیں۔

وَلَقَدْ كُذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَهْدِهِ حَتَّى قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں آپ پر بہتان لگائے گئے یہاں تک کہ کھڑے ہو کر خطبہ میں یہ فرمانا پڑا کہ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر بہتان لگائے وہ اپنا گھر دوزخ میں بنا لے۔

وَإِنَّمَا أَتَاكَ بِالْحَدِيثِ أَرْبَعَةُ رِجَالٍ لَيْسَ لَهُمْ خَامِسٌ۔

تمہارے پاس چار قسم کے آدمی حدیثیں لانے والے ہیں جن کا پانچواں نہیں ہے۔

رَجُلٌ مُنَافِقٌ مُظْهِرٌ لِلْإِيمَانِ مُتَصَنِّعٌ بِالْإِسْلَامِ لَا يَتَأَثَّمُ وَلَا يَتَحَرَّجُ۔ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مُتَعَمِّدًا، فَلَوْ عَلِمَ النَّاسُ أَنَّهُ مُنَافِقٌ كَاذِبٌ لَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوا قَوْلَهُ، وَلَكِنَّهُمْ قَالُوا صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ایک وہ ہے جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ اور وہ اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتا ہے مسلمانوں کی ایسی وضع قطع رکھتا ہے نہ گناہ سے پرہیز کرتا ہے نہ کسی بات کی پرواہ کرتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹی تہمت لگاتا ہے اگر لوگوں کو علم ہو جاتا کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے تو وہ نہ اس کی بات قبول کرتے اور نہ اس کی بات پر اعتبار کرتے (چونکہ وہ اس کے باطن سے بے خبر ہیں اس لئے) کہتے ہیں کہ یہ

عَنْهُ وَرَآهُ وَسَمِعَ مِنْهُ وَلَقِفَ عَنْهُ فَيَأْخُذُونَ بِقَوْلِهِ.

وَقَدْ أَخْبَرَكَ اللّٰهُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ بِمَا أَخْبَرَكَ، وَوَصَفَهُمْ بِمَا وَصَفَهُمْ بِهِ لَكَ. ثُمَّ بَقُوا بَعْدَهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ السَّلَامُ. فَتَقَرَّبُوا إِلَى أَئِمَّةِ الضَّلَالَةِ وَالدُّعَاةِ إِلَى النَّارِ بِالزُّورِ وَالْبُهْتَانِ. فَوَلَّوْهُمُ الْأَعْمَالَ وَجَعَلُوهُمْ حُكَّامًا عَلَى رِقَابِ النَّاسِ، وَأَكَلُوا بِهِمُ الدُّنْيَا.

وَإِنَّمَا النَّاسُ مَعَ الْمُلُوكِ وَالدُّنْيَا إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ فَهُوَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ.

وَرَجُلٌ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ عَلَى وَجْهِهِ فَوَهِمَ فِيهِ وَلَمْ يَتَعَمَّدْ كَذِبًا فَهُوَ فِي يَدَيْهِ وَيَرْوِيهِ وَيَعْمَلُ بِهِ وَيَقُولُ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ. فَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّهُ وَهِمَ فِيهِ لَمْ يَقْبَلُوهُ مِنْهُ، وَلَوْ عَلِمَ هُوَ أَنَّهُ كَذٰلِكَ لَرَفَضَهُ.

وَرَجُلٌ ثَالِثٌ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ شَيْئًا يَأْمُرُ بِهِ ثُمَّ نَهَى عَنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابی ہیں۔ انہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا بھی ہے اور ان سے حدیثیں سنی بھی ہیں اور آپ سے علم بھی حاصل کیا ہے چنانچہ وہ اس کی بات قبول کر لیتے ہیں۔

حالانکہ تمہیں خدا نے منافقوں کی خبر دے دی ہے ان کی صفتیں بھی بیان کر دی ہیں (ان کی رفتار و کردار سے بھی آگاہ کر دیا ہے) پھر وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد باقی بھی رہے اور اپنے مکر و فریب اور بہتان کی وجہ سے گمراہی کے پیشواؤں اور جہنم کی طرف بلانے والوں کے مقرب بن گئے۔

چنانچہ (حدیث سازی کی وجہ سے) انہوں نے ان کو عہدہ منصبوں پر لگا دیا اور حاکم بنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا اور ان کے ذریعہ سے انہوں نے خوب دنیا ہضم کی۔

اور یہ عام دستور ہے کہ لوگ بادشاہان دنیا کا ساتھ دیتے ہیں، سوا اس کے جسے خدا محفوظ رکھے چار راویوں میں سے ایک راوی تو یہ ہے۔

دوسرا وہ ہے جس نے کچھ نہ کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے لیکن اسے مکمل یاد نہ رکھ سکا اس میں بھول چوک ہو گئی مگر جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا بس جو کچھ اسے یاد ہے بیان کرتا ہے اور اس پر خود بھی عمل کرتا ہے اور لوگوں سے بھی کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے۔

اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جاتا کہ اس کی یادداشت میں بھول ہو گئی ہے تو لوگ اس کی روایت قبول نہ کرتے بلکہ اگر خود اسے علم ہو جاتا تو وہ اسے چھوڑ دیتا (بیان نہ کرتا)

تیسرا شخص وہ ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے وہ چیز سنی جس کا وہ حکم دے رہے تھے پھر پیغمبر خدا نے اس سے روک دیا لیکن اسے اس کی خبر نہ ہو سکی۔

أَوْ سَمِعَهُ يَنْهَى عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، فَحَفِظَ الْمَنْسُوخَ وَلَمْ يَحْفَظِ النَّاسِخَ.

فَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضَهُ، وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ إِذْ سَمِعُوهُ مِنْهُ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضُوهُ.

وَآخَرُ رَابِعٌ لَمْ يَكْذِبْ عَلَى اللهِ وَلَا عَلَى رَسُولِهِ، مُبْغِضٌ لِلْكَذِبِ خَوْفاً مِنَ اللهِ وَتَعْظِيماً لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

وَلَمْ يَهِمْ بَلْ حَفِظَ مَا سَمِعَ عَلَى وَجْهِهِ، فَجَاءَ بِهِ عَلَى مَا سَمِعَهُ، لَمْ يَزِدْ فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ.

فَحَفِظَ النَّاسِخَ فَعَمِلَ بِهِ، وَحَفِظَ الْمَنْسُوخَ فَجَنَّبَ عَنْهُ.

وَعَرَفَ الْخَاصَّ وَالْعَامَّ فَوَضَعَ كُلَّ شَيْءٍ مَوْضِعَهُ، وَعَرَفَ الْمُتَشَابِهَ وَمُحْكَمَهُ.

وَقَدْ كَانَ يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْكَلَامُ لَهُ وَجْهَانِ، فَكَلَامٌ خَاصٌّ وَكَلَامٌ عَامٌّ.

فَيَسْمَعُهُ مَنْ لَا يَعْرِفُ مَا عَنَى اللهُ سُبْحَانَهُ بِهِ، وَلَا مَا عَنَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

فَيَحْمِلُهُ السَّامِعُ وَيُوَجِّهُهُ عَلَى غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِمَعْنَاهُ وَمَا قُصِدَ بِهِ وَمَا خَرَجَ مِنْ أَجْلِهِ.

وَلَيْسَ كُلُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

یا یہ کہ اس نے پیغمبر کو ایک چیز سے منع کرتے ہوئے سنا پھر آپ نے اس کی اجازت دیدی یہ وہ نہ سن سکا اس نے منسوخ کو یاد رکھا اور ناسخ سے بے خبر رہا۔

اب اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ یہ منسوخ ہے تو اسے چھوڑ دیتا اور اگر مسلمانوں کو بھی اس کے منسوخ ہونے کی خبر ہو جاتی تو وہ بھی اسے ترک کر دیتے۔

اور چوتھی قسم کا راوی وہ ہے جو کبھی خدا اور رسول پر جھوٹی تہمت نہیں لگاتا خدا کے خوف اور رسولؐ کی عظمت کے باعث وہ جھوٹ سے عداوت رکھتا ہے۔

وہ نہ بھول چوکا، نہ اسے اشتباہ ہوا بلکہ جیسا سنا تھا بعینہٖ اسے یاد رکھا اور اس طرح سے بیان کرتا رہا کہ کوئی فرق نہیں آنے پایا نہ زیادتی ہوئی اور نہ کمی۔

اس نے ناسخ بھی یاد رکھا اور اس پر عمل کرتا رہا اور جب وہ منسوخ ہو گیا تو منسوخ کو بھی یاد رکھا اور اس سے پرہیز کرتا رہا۔

خاص (محدود) کو بھی پہچانتا تھا اور عام (ہمہ گیر) کو بھی پس اس نے ہر شے کو اپنے محل پر رکھا وہ متشابہ (مبہم) کو بھی پہچانتا تھا اور محکم (واضح) کو بھی۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ (مقتضائے وقت کے لحاظ سے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ایسا کلام فرماتے تھے جس کے دو رخ ہوتے تھے کچھ کلام کسی وقت یا افراد سے مخصوص اور کچھ تمام اوقات وافراد کے لئے۔

اور ایسے لوگ بھی سن لیا کرتے تھے جو خدا اور رسول کے منشاء و مقصد کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔

اس قسم کا سننے والا اس کے کوئی معنی نکال لیتا تھا حالاں کہ وہ اس کے معنی مقصود سے ناواقف ہوتا تھا۔

یہ بھی نہیں ہے کہ سب اصحاب رسولؐ ایسے ہوں جو آپؐ سے سوال

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَفْهِمُهُ حَتَّى أَنْ كَانُوْا يُحِبُّوْنَ أَنْ يَجِيءَ الْأَعْرَابِيُّ وَالطَّارِئُ فَيَسْأَلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى يَسْمَعُوْا۔

کرکے سمجھنے کی کوشش کرتے ہوں یہاں تک کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی صحرائی بدو یا مسافر آجائے اور وہ کچھ سوال کرے تو یہ بھی سُن لیں۔

وَكَانَ لَا يَمُرُّ بِيْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ إِلَّا سَأَلْتُ عَنْهُ وَحَفِظْتُهُ۔

مگر میرے سامنے سے کوئی ایسی چیز نہیں گزرتی تھی جس کا میں سوال نہ کرلیتا ہوں اور اسے یاد نہ رکھتا ہوں۔

فَهٰذِهٖ وُجُوْهُ مَا عَلَيْهِ النَّاسُ فِي اخْتِلَافِهِمْ وَعِلَلِهِمْ فِيْ رِوَايَاتِهِمْ[1]

یہ ہیں لوگوں کے روایات میں اختلاف کے وجوہ۔

[1] من گھڑت روایات کا سلسلہ منافقین نے سرورِ کائنات کی حیاتِ طیبہ ہی میں شروع کردیا تھا اس لئے حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ من كذب علیّ متعمداً فليتبوأ مقعده من النار۔ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر بہتان رکھے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے گا۔ ظاہر ہے کہ منافقین کی ایک منظم جماعت آپ کی حیات میں موجود تھی جن کا کام اسلام کی بیخ کنی تھا اور یہ بیخ کنی اسلام کا لبادہ اوڑھے اور مسلمانوں کی شکل بنائے بغیر ممکن نہ تھی اس لئے کہ جس کا کفر ظاہر ہو جائے اس سے تو مسلمان نفرت اور احتراز کرنے لگتے ہیں اس لئے وہ ظاہر معتبر مسلمان بنے رہے اور کفر کا کام کرتے رہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں جا بجا ان کا ذکر موجود ہے۔

حضور نبی اکرمؐ کی رحلت کے بعد بھی یہ موجود رہے اور اب تو ان کے لئے میدان خالی تھا بے روک ٹوک جو چاہتے کرسکتے تھے یہی موقعہ تھا کہ لوگ انہیں اصحاب رسولؐ سمجھ کر ان پر اعتبار کرتے اور آنحضرتؐ کی طرف منسوب ان کی خود ساختہ حدیثوں کو سر پر اُٹھاتے رہے یہاں تک کہ اسلام کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اگرچہ تاریخ اسلام انہیں اس طرح پی گئی جیسے حضورؐ کے رحلت کے ساتھ ہی وہ سب کتم عدم میں چلے گئے ہوں۔ اس لئے کہ انہیں معتبر اصحاب رسولؐ سمجھ لیا گیا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کی بھی خبر دیدی تھی اور فرمادیا تھا:

ستكثر علیّ الكذابة بعدی امتی علی ثلاثة وسبعين فرقة كلهم فی النار الا واحدة۔ میرے بعد میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب دوزخ میں جائیں گے، سوائے ایک فرقہ کے۔ اس کی علت کیا ہوگی؟ وہ بھی آپؐ نے فرمادی: ستكثر علیّ الكذابة بعد موتی میرے بعد کثرت سے مجھ پر جھوٹ باندھا جائے گا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل مشہور احادیث سے اس کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ وہ کس قدر خلاف قرآن وحدیث، خلاف عقل، خلاف حقائق ہیں ملاحظہ ہو:

(۱) اصحابی كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم۔ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے۔ (۲) لا تجتمع امتی علی خطاء۔ میری اُمت غلطی پر اتفاق نہیں کرتی۔ (۳) اختلاف امتی رحمة۔ میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔ (۴) نحن معاشر الانبياء لا نرث ولا نورث

ہم پیغمبروں کے گروہ نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں ورنہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔ (۵) ابوبکرؓ و عمرؓ سید الکھول اھل الجنۃ۔ ابوبکرؓ و عمرؓ جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔

ازیں قبل سیکڑوں موضوع احادیث کا مفہوم بھی اس پر شاہد ہے کہ وہ خانہ ساز ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی تحریر فرماتے ہیں: فانہ خالط الحدیث کذب کثیر صدر عن قوم غیر صحیحی العقیدۃ قصدوا بہ الضلال وتخبیط القلوب والعقائد وقصد بہ بعضھم التنویہ بذکر قوم کان لھم فی التنویہ بذکرھم غرض دینوی۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۱۴) حدیث میں بہت زیادہ جھوٹ کی بہت زیادہ آمیزش کردی گئی تھی اور یہ ان لوگوں کی طرف سے ہوتا تھا جن کا عقیدہ فاسد تھا وہ اس کے ذریعہ گمراہی پھیلاتے اور دلوں اور عقائد میں خبط پیدا کرنا چاہتے تھے اور بعض کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ ایک جماعت کو بلند کریں جس سے ان کی دنیاوی اغراض وابستہ تھیں۔

حدیث کے معاملہ میں ان بدعات کی بنیاد پڑ ہی چکی تھی جب معاویہ برسر اقتدار آئے تو انہوں نے روایتیں گھڑنے کے لئے باقاعدہ ایک محکمہ قائم کر دیا اور اپنے گورنروں کو حکم دیا کہ وہ اہل بیت علیہم السلام کی تنقیص اور عثمان و بنی امیہ کی تعریف میں حدیثیں گھڑ گھڑ کر نشر کریں اور معلمین و ائمہ جماعت کے ذریعہ مدرسوں، مسجدوں وغیرہ میں بصورت درس و وعظ ان کی اشاعت کی جائے اور اس کام کے لئے جاگیریں اور انعامات مقرر کردئے اس لئے یہ موضوع احادیث ملک بھر میں پھیل گئیں۔ چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید تحریر فرماتے ہیں: وکتب الیھم ان انظروا من قبلکم من شیعۃ عثمان ومحبیہ واھل ولایتہ والذین یروون فضائلہ ومناقبہ فادنوا مجالسھم وقربوھم واکرموھم واکتبوا الی بکل ما یروی کل رجل منھم واسمہ واسم ابیہ وعشیرتہ ففعلوا ذلک حتی اکثروا فی فضائل عثمان ومناقبہ لما کان یبعثہ الیھم معاویۃ من الصلات والکساء والحباء والقطائع۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۳ صفحہ ۱۶) معاویہ نے اپنے گورنروں کے نام یہ فرمان جاری کیا کہ جو لوگ تمہارے یہاں عثمان کے طرفدار اور دوست دار ہوں ان پر نظر شفقت رکھو اور جو لوگ ان کے فضائل بیان کرتے ہوں انہیں اپنے دربار نشین اور مقرب بناؤ اور ان کا احترام کرو ان میں سے جو شخص جو روایت کرے مجھے لکھو۔ اس کے نام اس کے باپ کے نام اور اس کے قبیلہ کے نام سے مطلع کرو۔ چنانچہ ان سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ عثمان کے فضائل کے انبار لگا دیئے کیونکہ معاویہ ایسے لوگوں کو انعام، خلعت، عطیے اور جاگیریں دیتا تھا۔

جب عثمان کے فضائل میں احادیث کے انبار لگ گئے تو معاویہ نے شیخین کے متعلق اپنے گورنروں کو یہ فرمان روانہ کیا:

فاذا جاءکم کتابی ھذا فادعوا الناس الی الروایۃ فی فضائل الصحابۃ والخلفاء

الاولین ولا تترکوا خبرا یرویه احد من المسلمین فی ابی تراب الا واتونی بمناقض له فی الصحابه مفتعله فان هذا احب الیّ واقر لعینی وادحض لحجة ابی تراب الا واتونی بمنا الیهم من مناقب عثمان وفضله فقرأت کتبه علی الناس فرویت اخبار کثیرة فی مناقب الصحابة مفتعلة لاحقیقة لها۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۳ صفحہ ۰)

جب تمہیں میرا یہ فرمان ملے تو لوگوں کو دعوت دو کہ وہ صحابہ اور پہلے دو خلفاء کے فضائل میں بھی حدیثیں روایت کریں اور دیکھو جو مسلمان بھی ابوتراب کے متعلق کوئی حدیث بیان کرے تو اسے توڑنے کے لئے اصحاب کے بارے میں ایسی ہی حدیث گڑھ کر بیان کرو کیوں کہ یہ بات مجھے بہت پسند اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے اور یہ ابوتراب اور ان کے شیعوں کی حجت کو کمزور کرنے والی اور عثمان کے فضائل سے بھی زیادہ انہیں گراں گزرنے والی ہے چنانچہ ان کے خطوط لوگوں کو پڑھ کر سنائے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کے فضائل میں ایسے روایات گڑھنا شروع ہو گئے جن کی کوئی اصل و حقیقت نہ تھی۔

چنانچہ ابن ابی الحدید نے ابن عرفہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

ان اکثر الاحادیث الموضوعة فی فضائل الصحابة افتعلت فی ایام بنی امیة تقربا لهم بما یظنون انهم یرغمون به انوف بنی هاشم۔ صحابہ کے فضائل میں اکثر موضوع حدیثیں بنی امیہ کے دور میں گڑھی گئیں تاکہ ان کی بارگاہ میں رسوخ حاصل کیا کیوں کہ ان کا خیال یہ تھا کہ اس ذریعہ سے بنی ہاشم کو ذلیل و پست کر سکیں گے۔

خُطبہ نمبر ۲۱۰

آیاتِ الٰہی

وَكَانَ مِنِ اقْتِدَارِ جَبَرُوتِهِ وَبَدِيعِ لَطَائِفِ صَنْعَتِهِ أَنْ جَعَلَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ الزَّاخِرِ الْمُتَرَاكِمِ الْمُتَقَاصِفِ يَبَساً جَامِداً، ثُمَّ فَطَرَ مِنْهُ أَطْبَاقاً فَفَتَقَهَا سَبْعَ سَمٰوَاتٍ بَعْدَ ارْتِتَاقِهَا فَاسْتَمْسَكَتْ بِأَمْرِهِ. وَقَامَتْ عَلَى حَدِّهِ وَأَرْسَى أَرْضاً يَحْمِلُهَا الْأَخْضَرُ الْمُثْعَنْجِرُ وَالْقَمْقَامُ الْمُسَخَّرُ.

اور اس کے جبروت کے اقتدار اور عدیم المثال لطیف صنعت سے ایک یہ ہے کہ اس نے تھپیڑے مارتے ہوئے موجزن تہ بہ تہ سمندر کے پانی سے ایک خشک و جامد زمین پیدا کی پھر پانی کے بخارات سے تہیں بنائیں اور ان تہ بہ تہ طبقوں سے سات آسمان بنائے جو حکم خدا سے ٹھہر گئے اور اپنی حد پر رکے ہوئے ہیں اور زمین کو لبریز نیلگوں مسخر سمندر اٹھائے ہوئے ہے۔

فَذَلَّ لِأَمْرِهِ، وَأَذْعَنَ لِهَيْبَتِهِ، وَوَقَفَ الْجَارِي مِنْهُ لِخَشْيَتِهِ۔

یہ سمندر اس کے امر کا پابند اور اس کی ہیبت کے آگے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے جاری نہیں ہوتا (رکا ہوا ہے)

وَجَبَلَ جَلَامِيدَهَا وَنُشُوزَ مُتُونِهَا وَأَطْوَادِهَا۔ فَأَرْسَاهَا فِي مَرَاسِيهَا۔ وَأَلْزَمَهَا قَرَارَاتِهَا فَمَضَتْ رُؤُوسُهَا فِي الْهَوَاءِ وَرَسَتْ أُصُولُهَا فِي الْمَاءِ۔

اور ہموار زمینوں سے پہاڑوں کو ابھارا اور ان کی بنیادوں کو زرد گرد سمیت زمین میں اتار دیا اور چوٹیوں کو بلند اور آسمان پیما بنا دیا اور انہیں زمین کے لئے ستون قرار دیا اور میخوں کی طرح گاڑ دیا۔

فَأَنْهَدَ جِبَالَهَا عَنْ سُهُولِهَا، وَأَسَاخَ قَوَاعِدَهَا فِي مُتُونِ أَقْطَارِهَا وَمَوَاضِعِ أَنْصَابِهَا فَأَشْهَقَ قِلَالَهَا وَأَطَالَ أَنْشَازَهَا وَجَعَلَهَا لِلْأَرْضِ عِمَاداً وَأَرَّزَهَا فِيهَا أَوْتَاداً

چنانچہ زمین حرکت کرنے کے باوجود اپنی جگہ پر تھم گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے رہنے والوں کو لے کر جھک پڑے یا اپنے بوجھ کی وجہ سے دھنس جائے یا اپنی جگہ چھوڑ جائے۔

فَسُبْحَانَ مَنْ أَمْسَكَهَا بَعْدَ مَوَجَانِ مِيَاهِهَا، وَأَجْمَدَهَا بَعْدَ رُطُوبَةِ أَكْنَافِهَا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے پانی کے موجزن ہونے کے بعد زمین کو روک رکھا اور اس کے اطراف و جوانب کو تر ہونے کے بعد خشک کر دیا۔

فَجَعَلَهَا لِخَلْقِهِ مِهَاداً، وَبَسَطَهَا لَهُمْ فِرَاشاً فَوْقَ بَحْرٍ لُجِّيٍّ رَاكِدٍ لَا يَجْرِي وَقَائِمٍ لَا يَسْرِي۔

پس اسے اپنی مخلوق کے لئے گہوارہ قرار دیا اور اسے فرش کی طرح بچھا دیا ایسے گہرے سمندر کی طرح پر رکا ہوا ہے جو حرکت نہیں کرتا۔

تُكَرْكِرُهُ الرِّيَاحُ الْعَوَاصِفُ۔ وَتَمْخُضُهُ الْغَمَامُ الذَّوَارِفُ۔

اسے تیز و تند ہوائیں الٹا پلٹا کرتی ہیں اور برسنے والے ابر اسے متھ کر پانی کھینچتے رہتے ہیں۔

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشٰى۔

بیشک ان میں عبرت کا سامان ہے اس شخص کے لئے جو خدا سے ڈرتے۔

خُطبہ نمبر ۲۱۱

مُناجات

اَللّٰهُمَّ أَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عِبَادِكَ سَمِعَ مَقَالَتَنَا الْعَادِلَةَ غَيْرَ الْجَائِرَةِ وَالْمُصْلِحَةَ فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا غَيْرَ

خداوندا تیرے بندوں میں سے جو ہماری یہ بات سن لے جو عدل و انصاف پر مبنی اور ظلم سے دور ہے اور دین و دنیا میں انصاف کرنے والی ہے جس میں کوئی شر و فساد نہیں ہے۔

الْمُنْسِيَةِ فَأَبَىٰ بَعْدَ سَمْعِهِ لَكَ إِلَّا النُّكُوصَ عَنْ نُصْرَتِكَ، وَالْإِبْطَاءَ عَنْ إِعْزَازِ دِينِكَ.

اور اسے سننے کے بعد انکار کر دے تو اس کا سبب یہی ہے کہ وہ تیری نصرت سے منہ موڑنے والا اور تیرے دین کے اعزاز میں سستی کرنے کے لئے ہے۔

فَإِنَّا نَسْتَشْهِدُكَ عَلَيْهِ يَا أَكْبَرَ الشَّاهِدِينَ شَهَادَةً، وَنَسْتَشْهِدُ عَلَيْهِ جَمِيعَ مَنْ أَسْكَنْتَهُ أَرْضَكَ وَسَمٰوَاتِكَ.

اے سب سے بڑے گواہ تو ہی ہمارا شاہد ہے اور وہ تمام مخلوق گواہی دے گی جنہیں تو نے اپنی زمین اور آسمانوں میں آباد کیا ہے۔

ثُمَّ أَنْتَ بَعْدُ الْمُغْنِي عَنْ نَصْرِهِ وَالْآخِذُ لَهُ بِذَنْبِهِ.

اب اس کے بعد تو ہی (ہمیں) اس کے نصرت سے مستغنی کرنے والا اور اس جرم پر اس سے مواخذہ کرنے والا ہے۔

خطبہ نمبر ۲۱۲

حمد و نعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ عَنْ شَبَهِ الْمَخْلُوقِينَ الْغَالِبِ لِمَقَالِ الْوَاصِفِينَ.

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو مخلوقات کی شباہت سے بلند اور مداحوں کے قول پر غالب ہے۔

الظَّاهِرِ بِعَجَائِبِ تَدْبِيرِهِ لِلنَّاظِرِينَ الْبَاطِنِ بِجَلَالِ عِزَّتِهِ عَنْ فِكْرِ الْمُتَوَهِّمِينَ.

اپنی عجیب و غریب تدبیروں سے دیکھنے والوں پر ظاہر ہے اور اپنے جلال عزت کی وجہ سے سوچنے والوں کی فکروں سے پوشیدہ ہے۔

الْعَالِمِ بِلَا اكْتِسَابٍ وَلَا ازْدِيَادٍ وَلَا عِلْمٍ مُسْتَفَادٍ.

بغیر کسی سے سیکھے یا علم میں اضافہ کئے یا ایسے علم کے جو کسی سے حاصل کیا گیا ہو خود عالم ہے۔

الْمُقَدِّرِ لِجَمِيعِ الْأُمُورِ بِلَا رَوِيَّةٍ وَلَا ضَمِيرٍ. الَّذِي لَا تَغْشَاهُ الظُّلَمُ وَلَا يَسْتَضِيءُ بِالْأَنْوَارِ، وَلَا يَرْهَقُهُ لَيْلٌ وَلَا يَجْرِي عَلَيْهِ نَهَارٌ.

وہ بغیر غور و فکر اور الجھن کے ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے نہ اسے تاریکیاں چھپا سکتی ہیں نہ وہ روشنیوں سے ضیاء حاصل کرتا ہے نہ اسے رات گھیر سکتی ہے اور نہ دن کی گردشوں کا اس پر اثر ہوتا ہے۔

لَيْسَ إِدْرَاكُهُ بِالْأَبْصَارِ وَلَا عِلْمُهُ بِالْأَخْبَارِ.

نہ اسے آنکھیں پا سکتی ہیں اور نہ اس کے علم کا دار و مدار خبروں پر ہے۔

وَمِنْهَا فِي ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

اسی خطبہ کا ایک جزء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذکر میں

أَرْسَلَهُ بِالضِّيَاءِ، وَقَدَّمَهُ فِي الْاِصْطِفَاءِ، فَرَتَقَ بِهِ الْمَفَاتِقَ، وَسَاوَرَ بِهِ الْمُغَالِبَ۔

خدا نے انہیں روشنی کے ساتھ بھیجا اور انتخاب میں سب سے مقدم رکھا ان کے ذریعہ انتشار اور پریشانیوں کو دور کر دیا، و غلبہ حاصل کرنے والے (کفر و نفاق) کو شکست دیدی۔

وَذَلَّلَ بِهِ الصُّعُوبَةَ، وَسَهَّلَ بِهِ الْحُزُونَةَ حَتَّى سَرَّحَ الضَّلَالَ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ۔

ان کے ذریعے مشکلوں کو آسان کر دیا اور ناہموار بنا دیا یہاں تک کہ گمراہی کو دائیں بائیں (افراط و تفریط) سے دور کر دیا۔

خطبہ نمبر ۲۱۳

وَأَشْهَدُ أَنَّهُ عَدْلٌ عَدَلَ، وَحَكَمٌ فَصَلَ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا عادل ہے اس نے ہمیشہ انصاف کیا ہے اور ایسا حاکم ہے جس نے حق کو باطل سے الگ کر دیا ہے۔

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَسَيِّدُ عِبَادِهِ۔

اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ اس کے بندے اور رسول ہیں اس کے سب بندوں کے سردار ہیں۔

كُلَّمَا نَسَخَ اللهُ الْخَلْقَ فِرْقَتَيْنِ جَعَلَهُ فِي خَيْرِهِمَا۔ لَمْ يُسْهِمْ فِيهِ عَاهِرٌ وَلَا ضَرَبَ فِيهِ فَاجِرٌ۔

جب بھی خدا نے انسان کو دو نسلوں میں تقسیم کیا تو انہیں بہترین نسل میں قرار دیا ان کے نسب میں خدا نے نہ کسی بدکار کو شریک کیا اور نہ فاسق و فاجر کو۔

أَلَا وَإِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ لِلْخَيْرِ أَهْلاً۔ وَلِلْحَقِّ دَعَائِمَ، وَلِلطَّاعَةِ عِصَماً وَإِنَّ لَكُمْ عِنْدَ كُلِّ طَاعَةٍ عَوْناً مِنَ اللهِ يَقُولُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَيُثَبِّتُ الْأَفْئِدَةَ۔

آگاہ رہو کہ خدا نے خیر کے لئے اہل اور حق کے لئے ستون اور اطاعت خداوندی کے لئے سامان حفاظت مقرر کر دیا ہے اور تمہاری ہر اطاعت کے لئے خدا کی جانب سے نصرت و مدد کا انتظام ہے (جس کو) اس نے زبانوں سے ادا کیا ہے اور دلوں کو سکون بخشتا ہے۔

فِيهِ كِفَاءٌ لِمُكْتَفٍ، وَشِفَاءٌ لِمُشْتَفٍ۔

اس میں کفایت چاہنے والے کے لئے کفایت اور شفا چاہنے والے کے لئے شفا ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ عِبَادَ اللهِ الْمُسْتَحْفَظِينَ عِلْمَهُ يَصُونُونَ مَصُونَهُ، وَيُفَجِّرُونَ عُيُونَهُ۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ کے وہ بندے جو علم کے امانتدار ہیں وہ حفاظت کے قابل چیزوں کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور اس کے چشمے (علم معرفت کے) پیاسوں کے لئے جاری ہیں۔

يَتَوَاصَلُونَ بِالْوِلَايَةِ۔ وَيَتَلَاقَوْنَ بِالْمَحَبَّةِ وَيَتَسَاقَوْنَ بِكَأْسٍ رَوِيَّةٍ،

ولایت میں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں اور محبت کے ساتھ آپس میں ملاقات کرتے ہیں علم و حکمت کے ساغروں سے ایک

وَيَصْدُرُونَ بِرِيَّةٍ۔

دوسرے کو چھکا دیتے ہیں اور چشمۂ علم سے سیراب ہو کر پلٹتے ہیں۔

لَا تَشُوبُهُمُ الرِّيبَةُ، وَلَا تُسْرِعُ فِيهِمُ الْغِيبَةُ، عَلَى ذٰلِكَ عَقَدَ خَلْقَهُمْ وَأَخْلَاقَهُمْ فَعَلَيْهِ يَتَحَابُّونَ وَبِهِ يَتَوَاصَلُونَ۔

نہ ان میں شک و شبہ کا لگاؤ ہے نہ غیبت کا گزر، اس پاکیزہ سیرت پر ان کے مزاج ڈھالے گئے ہیں اسی معیار پر وہ باہم محبت رکھتے اور ملتے جلتے ہیں۔

فَكَانُوا كَتَفَاضُلِ الْبَذْرِ يُنْتَقَى، فَيُؤْخَذُ مِنْهُ وَيُلْقَى۔

وہ لوگوں میں اس طرح منتخب ہیں جیسے صاف ستھرے بیج جنہیں چن لیا جاتا ہے اور باقی پھینک دیئے جاتے ہیں۔

قَدْ مَيَّزَهُ التَّخْلِيصُ، وَهَذَّبَهُ التَّمْحِيصُ۔

اس صفائی اور پاکیزگی نے انہیں چھانٹ دیا اور پرکھنے نکھار دیا ہے۔

فَلْيَقْبَلِ امْرُؤٌ كَرَامَةً بِقَبُولِهَا، وَلْيَحْذَرْ قَارِعَةً قَبْلَ حُلُولِهَا۔

انسان کو چاہیئے کہ ان اوصاف کو اپنا کر شرف و کرامت حاصل کرے اور قیامت سے پہلے اس سے ڈرتا رہے۔

وَلْيَنْظُرِ امْرُؤٌ فِي قَصِيرِ أَيَّامِهِ وَقَلِيلِ مُقَامِهِ فِي مَنْزِلِهِ حَتَّى يَسْتَبْدِلَ بِهِ مَنْزِلاً، فَلْيَصْنَعْ لِمُتَحَوَّلِهِ وَمَعَارِفِ مُنْتَقَلِهِ۔

چاہیئے کہ زندگی کے مختصر دنوں اور اس گھر کے تھوڑے سے قیام میں اپنی اصلی منزل پر نظر رکھے کہ یہاں سے منزل بدلنا ہے لہٰذا جہاں پلٹ کر جانا ہے اور جہاں جہاں سے گزرنا ہے اس کے لئے نیک اعمال کر لے۔

فَطُوبَى لِذِي قَلْبٍ سَلِيمٍ أَطَاعَ مَنْ يَهْدِيهِ، وَتَجَنَّبَ مَنْ يُرْدِيهِ۔

اس قلب سلیم والے کو مبارک ہو جو ہدایت کرنے والے کی پیروی کرے اور ہلاکت میں ڈالنے والے سے کنارہ کش رہے۔

وَأَصَابَ سَبِيلَ السَّلَامَةِ بِبَصَرِ مَنْ بَصَّرَهُ وَطَاعَةِ هَادٍ أَمَرَهُ، وَبَادَرَ الْهُدَى قَبْلَ أَنْ تُغْلَقَ أَبْوَابُهُ، وَتُقْطَعَ أَسْبَابُهُ، وَاسْتَفْتَحَ التَّوْبَةَ، وَأَمَاطَ الْحَوْبَةَ۔

اور سلامتی کی راہ اس کے ذریعہ پالیتا ہے جس کے دیدۂ بصیرت نے اسے یہ راہ دکھائی ہے اور حکم دینے والے ہادی رسول و امام کی اطاعت کرے اور ہدایت کا دروازہ بند ہونے اور اس کے اسباب منقطع ہونے سے پہلے اس کی طرف دوڑے جو توبہ کا دروازہ کھولتا ہے اور گناہ کا دھبہ اپنے دامن سے چھڑا دیتا ہے۔

فَقَدْ أُقِيمَ عَلَى الطَّرِيقِ، وَهُدِيَ نَهْجَ السَّبِيلِ۔

وہ سیدھے راستہ پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور اسے کھلے راستہ پر چلا دیا گیا ہے۔

خطبہ نمبر ۲۱۴

دُعا

وَمِنْ دُعَاءٍ كَانَ يَدْعُو بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَثِيْرًا.

امیرالمومنین علیہ السلام کی دُعا جو کثرت آپؑ بارگاہِ خدا میں کیا کرتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يُصْبِحْ بِيْ مَيِّتًا وَلَا سَقِيْمًا، وَلَا مَضْرُوْبًا عَلٰى عُرُوْقِيْ بِسُوْءٍ، وَلَا مَاْخُوْذًا بِاَسْوَاِ عَمَلِيْ.

تمام حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے اس حال میں رکھا ہے کہ نہ مردہ ہوں نہ بیمار، نہ میری رگوں میں جراثیم ہیں نہ بُرے اعمال کے نتیجے بھگت رہا ہوں۔

وَلَا مَقْطُوْعًا دَابِرِيْ وَلَا مُرْتَدًّا عَنْ دِيْنِيْ، وَلَا مُنْكِرًا لِرَبِّيْ، وَلَا مُسْتَوْحِشًا مِنْ اِيْمَانِيْ وَلَا مُلْتَبِسًا عَقْلِيْ وَلَا مُعَذَّبًا بِعَذَابِ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِيْ.

نہ بے اولاد ہوں نہ اپنے دین سے منحرف، نہ اپنے رب کا منکر، نہ اپنے ایمان سے غافل ہوں، نہ میری عقل میں فتور ہے، نہ گزری ہوئی اُمتوں کی طرح عذاب میں گرفتار ہوں۔

اَصْبَحْتُ عَبْدًا مَمْلُوْكًا ظَالِمًا لِنَفْسِيْ لَكَ الْحُجَّةُ عَلَيَّ وَلَا حُجَّةَ لِيْ.

میں اک بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ظلم و جور کرنے والا ہوں تیری حجت مجھ پر تمام ہو چکی ہے میرے لئے اب عذر کی کوئی گنجائش نہیں۔

وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَنِيْ، وَلَا اَتَّقِيْ اِلَّا مَا وَقَيْتَنِيْ.

خداوندا مجھ پر کوئی شئے حاصل کرنے کی کوئی طاقت نہیں سوا اس کے جو تو مجھے عطا کر دے اور کسی چیز سے بچنے کی قوت نہیں سوا اس کے کہ تو مجھے بچا دے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَفْتَقِرَ فِيْ غِنَاكَ، اَوْ اَضِلَّ فِيْ هُدَاكَ، اَوْ اُضَامَ فِيْ سُلْطَانِكَ، اَوْ اُضْطَهَدَ وَالْاَمْرُ لَكَ.

خداوندا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے غنی ہونے کے باوجود میں فقیر ہوں اور تیری ہدایت کے باوجود گمگشتہ رہ ہوں، تیری سلطنت میں رہ کر ستایا جاؤں یا ذلیل کیا جاؤں جب کہ سارے اختیارات تجھے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَفْسِيْ اَوَّلَ كَرِيْمَةٍ تَنْتَزِعُهَا مِنْ كَرَائِمِيْ، وَاَوَّلَ وَدِيْعَةٍ تَرْتَجِعُهَا مِنْ وَدَائِعِ نِعَمِكَ عِنْدِيْ.

خداوندا میرے جن اچھے اعمال کو تو چھنے گا ان میں میرے نفس کو پہلی بزرگی عطا فرما اور تیری نعمتوں کی جو امانتیں میرے پاس ہیں جو تو واپس لے گا ان میں میری روح کو اولیت عنایت کر۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَذْهَبَ عَنْ

خداوندا ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں کہ تیرے حکم سے قدم باہر

قوتك، ونفتتن عن دينك، أو تتابع بنا أهواؤنا دون الهدى الذي جاء من عندك.

رکھیں یا اس فتنہ میں پڑ جائیں کہ دین سے پھر جائیں یا تیری جانب سے آئی ہوئی ہدایت پر عمل کرنے کے بجائے ہمارے خواہشات نفسانی برائی کی طرف لے جائیں۔

خطبہ نمبر ۲۱۵

ملکی اصلاح اور بنیادی حقوق

أما بعد فقد جعل الله لي عليكم حقا بولاية أمركم، ولكم علي من الحق مثل الذي لي عليكم.
فالحق أوسع الأشياء في التواصف، وأضيقها في التناصف.
لا يجري لأحد إلا جرى عليه، ولا يجري عليه إلا جرى له.
ولو كان لأحد أن يجري له ولا يجري عليه لكان ذلك خالصا لله سبحانه دون خلقه، لقدرته على عباده، ولعدله في كل ما جرت عليه صروف قضائه.
ولكنه جعل حقه على العباد أن يطيعوه، وجعل جزاءهم عليه مضاعفة الثواب تفضلا منه، وتوسعا بما هو من المزيد أهله، ثم جعل سبحانه من حقوقه حقوقا افترضها لبعض الناس على بعض، فجعلها تتكافأ في وجوهها، ويوجب بعضها بعضا، ولا يستوجب بعضها إلا ببعض. وأعظم ما افترض سبحانه من تلك الحقوق حق الوالي على الرعية، وحق الرعية ع...

حمد و نعت کے بعد خداوند عالم نے تمہارے معاملات کا اختیار دے کر تم پر میرا حق مقرر کر دیا ہے اور جس طرح تم پر حق ہے اسی طرح مجھ پر تمہارا حق ہے۔
یوں تو گنوانے کے لئے باہم حق و انصاف کا میدان وسیع ہے لیکن آپس میں حق و انصاف پر عمل کرنے کا دائرہ تنگ ہے۔
دو آدمیوں کے درمیان ایک کا حق دوسرے پر اس وقت ہوتا ہے جب دوسرے کا حق اس پر ہو اور دوسرے کا حق اس پر تب ہو سکتا ہے جب اس کا حق دوسرے پر ہو۔
رہا وہ جس کا حق دوسروں پر ہو لیکن اس پر کسی کا حق نہ ہو تو یہ بات ذات باری تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے نہ اس کی مخلوق کے لئے کہ وہ قادر مطلق اور اپنے بندوں پر اقتدار رکھتا ہے اور اس نے جہاں جہاں احکام جاری کئے ہیں عدل و انصاف سے جاری کئے ہیں لیکن اس نے بندوں پر اپنا حق رکھا ہے کہ وہ اسکی تابعداری کریں اور اس نے اپنے فضل و کرم اور احسان میں اضافہ کیجئے جسکا وہ اہل ہے انکا دگنا اجر قرار دیا ہے۔ پھر خداوند نے ان انسانی حقوق کو جو بعض کے بعض پر فرض ہیں انہیں بھی اپنے ہی حقوق میں سے قرار دیا ہے اس طرح کہ ایک دوسرے کے مساوی ہو جائے اور ان میں سے بعض حقوق بعض کا باعث ہوتے ہیں اور اس وقت تک واجب نہیں ہوتے جب تک ان کے مقابلہ میں حقوق ثابت نہ ہو جائیں اور سب سے بڑا حق جو خدا نے فرض کیا ہے وہ حکمران کا حق رعیت پر اور رعیت کا حق دوسرے پر ہے خدا نے حکمران اور رعیت دونوں

عَلَى بَعْضٍ فَرِيضَةٌ فَرَضَهَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ لِكُلٍّ عَلَى كُلٍّ فَجَعَلَهَا نِظَاماً لِأُلْفَتِهِمْ وَعِزّاً لِدِينِهِمْ۔
فَلَيْسَتْ تَصْلُحُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا بِصَلَاحِ الْوُلَاةِ، وَلَا يَصْلُحُ الْوُلَاةُ إِلَّا بِاسْتِقَامَةِ الرَّعِيَّةِ۔

فَإِذَا أَدَّتِ الرَّعِيَّةُ إِلَى الْوَالِي حَقَّهُ وَأَدَّى الْوَالِي إِلَيْهَا حَقَّهَا، عَزَّ الْحَقُّ بَيْنَهُمْ، وَقَامَتْ مَنَاهِجُ الدِّينِ، وَاعْتَدَلَتْ مَعَالِمُ الْعَدْلِ، وَجَرَتْ عَلَى أَذْلَالِهَا السُّنَنُ، فَصَلَحَ بِذٰلِكَ الزَّمَانُ، وَطُمِعَ فِي بَقَاءِ الدَّوْلَةِ، وَيَئِسَتْ مَطَامِعُ الْأَعْدَاءِ۔

وَإِذَا غَلَبَتِ الرَّعِيَّةُ وَالِيَهَا، أَوْ أَجْحَفَ الْوَالِي بِرَعِيَّتِهِ، اخْتَلَفَتْ هُنَالِكَ الْكَلِمَةُ، وَظَهَرَتْ مَعَالِمُ الْجَوْرِ، وَكَثُرَ الْإِدْغَالُ فِي الدِّينِ، وَتُرِكَتْ مَحَاجُّ السُّنَنِ۔
فَعُمِلَ بِالْهَوَى، وَعُطِّلَتِ الْأَحْكَامُ، وَكَثُرَتْ عِلَلُ النُّفُوسِ۔
فَلَا يُسْتَوْحَشُ لِعَظِيمِ حَقٍّ عُطِّلَ، وَلَا لِعَظِيمِ بَاطِلٍ فُعِلَ۔
فَهُنَالِكَ تَذِلُّ الْأَبْرَارُ، وَتَعِزُّ الْأَشْرَارُ، وَتَعْظُمُ تَبِعَاتُ اللّٰهِ عِنْدَ الْعِبَادِ۔
فَعَلَيْكُمْ بِالتَّنَاصُحِ فِي ذٰلِكَ، وَحُسْنِ التَّعَاوُنِ عَلَيْهِ، فَلَيْسَ أَحَدٌ وَإِنِ اشْتَدَّ عَلَى رِضَاءِ اللّٰهِ حِرْصُهُ، وَطَالَ فِي الْعَمَلِ اجْتِهَادُهُ، بِبَالِغٍ حَقِيقَةَ مَا اللّٰهُ أَهْلُهُ مِنَ الطَّاعَةِ۔

کے لئے ایک کا حق دوسرے پر واجب قرار دیا ہے اور اس کو ان کے رابطۂ محبت قائم کرنے اور دین کی عزت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ رعیت اس وقت تک خوشحال نہیں ہو سکتی جب تک حاکم صالح نہ ہو اور حاکم اس وقت تک اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتا ہے جب تک رعیت اس کے احکام کی تعمیل میں ثابت قدم نہ ہو۔

تو جب رعیت اپنے حکمران کا حق ادا کر دے اور حکمران رعیت کے حقوق ادا کر دے تو ان میں حق باعزت، دین کے راستے قائم اور عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائیں گے اور پیغمبر اسلام کی سنتیں اپنے راستہ پر جاری ہو جائیں گی، زمانہ سدھر جائے گا، بقاء سلطنت کی امیدیں پیدا ہو جائیں گی۔ دشمنوں کی للچائی ہوئی نگاہیں مایوسی سے بدل جائیں گی۔

اور جب رعیت اپنے حکمران پر غالب آ جائے اور حکمران رعیت پر ظلم ڈھانے لگے تو پھر ہر بات میں اختلاف ہوگا، ظلم کے نشانات ابھر آئیں گے، دین میں فساد بڑھ جائیں گے، دین کے بڑے راستے چھوڑ دیئے جائیں گے۔

خواہشات نفسانی پر عمل ہوگا، دین کے احکام معطل ہو جائیں گے نفسیاتی بیماریاں بڑھ جائیں گی۔

بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل کرنے سے بھی کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی۔

ایسے ہی موقعہ پر نیک لوگ ذلیل اور بدکار باعزت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر خدا کا عذاب سخت ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ایسے امر میں باہم نصیحت کرنا اور تعاون سے کام لینا فرض ہے کیوں کہ کوئی شخص رضائے خداوندی حاصل کرنے کا کتنا حریص ہو اور عمل خیر کی کوششوں میں لگا رہتا ہو پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ وہ اس حقیقت تک پہنچ جائے جس اطاعت کا خداوند عالم مستحق ہے۔

لَهُ وَلكِنْ مِنْ وَاجِبِ حُقُوقِ اللهِ عَلَى
الْعِبَادِ النَّصِيحَةُ بِمَبْلَغِ جُهْدِهِمْ،
وَالتَّعَاوُنُ عَلَى إِقَامَةِ الْحَقِّ بَيْنَهُمْ.
وَلَيْسَ امْرُؤٌ وَإِنْ عَظُمَتْ فِي الْحَقِّ مَنْزِلَتُهُ
وَتَقَدَّمَتْ فِي الدِّينِ فَضِيلَتُهُ، بِفَوْقِ أَنْ
يُعَاوَنَ عَلَى مَا حَمَّلَهُ اللهُ مِنْ حَقِّهِ.
وَلَا امْرُؤٌ وَإِنْ صَغَّرَتْهُ النُّفُوسُ وَ
اقْتَحَمَتْهُ الْعُيُونُ بِدُونِ أَنْ يُعِينَ
عَلَى ذلِكَ أَوْ يُعَانَ عَلَيْهِ.

فَأَجَابَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلٌ
مِنْ أَصْحَابِهِ بِكَلَامٍ طَوِيلٍ يُكْثِرُ فِيهِ
الثَّنَاءَ عَلَيْهِ وَيَذْكُرُ سَمْعَهُ وَطَاعَتَهُ
لَهُ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِنَّ مِنْ حَقِّ مَنْ عَظُمَ جَلَالُ اللهِ فِي نَفْسِهِ
وَجَلَّ مَوْضِعُهُ مِنْ قَلْبِهِ أَنْ يَصْغُرَ
عِنْدَهُ لِعِظَمِ ذلِكَ كُلُّ مَا سِوَاهُ.
وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ كَانَ كَذلِكَ لَمَنْ عَظُمَتْ نِعْمَةُ
اللهِ عَلَيْهِ وَلَطُفَ إِحْسَانُهُ إِلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَمْ تَعْظُمْ
نِعْمَةُ اللهِ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا ازْدَادَ حَقُّ اللهِ عَلَيْهِ عِظَماً.
وَإِنَّ مِنْ أَسْخَفِ حَالَاتِ الْوُلَاةِ عِنْدَ
صَالِحِ النَّاسِ أَنْ يُظَنَّ بِهِمْ حُبُّ الْفَخْرِ،
وَيُوضَعَ أَمْرُهُمْ عَلَى الْكِبْرِ.
وَقَدْ كَرِهْتُ أَنْ يَكُونَ جَالَ فِي ظَنِّكُمْ أَنِّي
أُحِبُّ الْإِطْرَاءَ وَاسْتِمَاعَ الثَّنَاءِ،
وَلَسْتُ بِحَمْدِ اللهِ كَذلِكَ.
وَلَوْ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ يُقَالَ ذلِكَ

خود خداوند عالم نے بندوں پر اپنا یہ حق واجب قرار دیا ہے۔
وہ حتی المقدور ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور حق قائم کرنے
کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کریں۔
کوئی شخص حق میں کتنا ہی بلند منزلت کیوں نہ ہو اور دین میں کتنی
فضیلت کیوں نہ حاصل ہو مگر وہ بہر حال یہ حق نہیں رکھتا کہ خدا
کے مقرر کئے ہوئے حقوق سے زیادہ کے لئے اس کی مدد کی جائے
اور ایسا بھی نہ ہونا چاہیئے کہ جو شخص لوگوں میں کتنا ہی بے وقعت
اور نگاہوں میں گرا ہوا ہو وہ اس معاملہ میں مدد کرنے یا اس کی مدد
کی جانے سے محروم کر دیا جائے۔
اس موقعہ پر ایک صحابی نے آپ کی تقریر پر لبیک کہتے ہوئے ایک
طویل گفتگو کی جس میں زیادہ تر حضرتؑ کی مدح و ثنا تھی اور آپؑ
کا وعظ دل سے سننے اور ہر حکم پر لبیک کہنے کے اقرار کا ذکر تھا
پس حضرتؑ نے فرمایا:
جس کے دل میں جلال خدا کی عظمت بیٹھ جائے اور اس کی جگہ
دل میں جگہ کرے اس کا فرض تو یہ ہے کہ خدا کی جلالت کے سامنے
اس کے سوا ہر شئے کو حقیر سمجھے۔
اور وہ شخص سب سے زیادہ اس کا حقدار ہے جس پر اس کی عظیم
نعمتیں اور لطیف احسانات ہوتے رہے ہوں اس لئے کہ جتنی
خدا کی نعمتیں زیادہ ہوں گی اس قدر اس پر خدا کا حق زیادہ ہوگا۔
نیک بندوں کے نزدیک حکمرانوں کے لئے یہ سب سے زیادہ بری
بات ہے کہ ان کے متعلق یہ گمان ہونے لگے کہ وہ فخر پسند ہیں
اور ان کا کام تکبر ہو۔
مجھے یہ بھی ناگوار ہے کہ تمہیں اس قسم کا گمان بھی ہو کہ میں اس
قسم کی گفتگو یا تعریف سننے کو پسند کرتا ہوں بحمد للہ میں ایسا
نہیں ہوں۔
اور اگر میں پسند بھی کرتا کہ یہ کہا جائے (جیسا تم کہہ رہے ہو)

لَتَرَكْتُهُ انْحِطَاطاً لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عَنْ تَنَاوُلِ مَا هُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنَ الْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ۔

وَرُبَّمَا اسْتَحْلَى النَّاسُ الثَّنَاءَ بَعْدَ الْبَلَاءِ، فَلَا تُثْنُوا عَلَيَّ بِجَمِيلِ ثَنَاءٍ لِإِخْرَاجِي نَفْسِي إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكُمْ۔

مِنَ التَّقِيَّةِ فِي حُقُوقٍ لَمْ أَفْرُغْ مِنْ أَدَائِهَا، وَفَرَائِضَ لَا بُدَّ مِنْ إِمْضَائِهَا۔ فَلَا تُكَلِّمُونِي بِمَا تُكَلَّمُ بِهِ الْجَبَابِرَةُ، وَلَا تَتَحَفَّظُوا مِنِّي بِمَا يُتَحَفَّظُ بِهِ عِنْدَ أَهْلِ الْبَادِرَةِ، وَلَا تُخَالِطُونِي بِالْمُصَانَعَةِ۔

وَلَا تَظُنُّوا بِي اسْتِثْقَالاً فِي حَقٍّ قِيلَ لِي، وَلَا الْتِمَاسَ إِعْظَامٍ لِنَفْسِي، فَإِنَّهُ مَنِ اسْتَثْقَلَ الْحَقَّ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَوِ الْعَدْلَ أَنْ يُعْرَضَ عَلَيْهِ كَانَ الْعَمَلُ بِهِمَا أَثْقَلَ عَلَيْهِ۔ فَلَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ أَوْ مَشُورَةٍ بِعَدْلٍ، فَإِنِّي لَسْتُ فِي نَفْسِي بِفَوْقِ أَنْ أُخْطِئَ، وَلَا آمَنُ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِي إِلَّا أَنْ يَكْفِيَ اللّٰهُ مِنْ نَفْسِي مَا هُوَ أَمْلَكُ بِهِ مِنِّي۔

فَإِنَّمَا أَنَا وَأَنْتُمْ عَبِيدٌ مَمْلُوكُونَ لِرَبٍّ لَا رَبَّ غَيْرُهُ، يَمْلِكُ مِنَّا مَا لَا نَمْلِكُ مِنْ أَنْفُسِنَا، وَأَخْرَجَنَا مِمَّا كُنَّا فِيهِ إِلَى مَا صَلَحْنَا عَلَيْهِ، فَأَبْدَلَنَا بَعْدَ الضَّلَالَةِ بِالْهُدَى،

تو بھی خدا کے سامنے سر نیاز جھکاتے ہوئے اسے ترک کر دیتا کہ ایسی عظمت کو اپنی طرف منسوب کیا جائے جس عظمت و کبریائی کا صرف وہ حقدار ہے۔

یوں تو اکثر لوگ کسی قسم کی کارکردگی کے بعد اپنی مدح و ثنا کو شیریں (و خوشگوار) سمجھتے ہیں لیکن میری اس پر مدح و ثنا نہ کرو کہ اطاعت خدا اور تمہارے حقوق سے عہدہ برآ ہو گیا ہوں۔

کیونکہ ابھی ان حقوق کا ڈر ہے جنہیں ادا کرنے سے ابھی میں فارغ نہیں ہوا ہوں اور ان ذمہ داریوں کا بھی ڈر ہے جنکا نفاذ ضروری ہے۔ مجھ سے ویسی باتیں نہ کیا کرو جیسی جابر و سرکش بادشاہوں سے کی جاتی ہیں اور نہ مجھ سے اس طرح جان بچانے کی باتیں کرو جیسے غصہ میں آجانے والے حاکموں سے بچاؤ کی باتیں کی جاتی ہیں۔ مجھ سے بناوٹ کا میل جول بھی نہ رکھو اور نہ چاپلوسی کا پہلو۔

نہ یہ خیال کرو کہ اگر میرے سامنے کوئی حق کی بات کہی جائے گی تو مجھے گراں گزرے گی نہ یہ کہ میں اپنی برتری منوانے کی درخواست (خواہش) کروں گا کیونکہ جو شخص حق بات کہے جانے اور عدل کے پیش کئے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو اسے حق و انصاف پر عمل کرنا کہیں زیادہ دشوار ہوگا۔

لہٰذا تم مجھ سے حق و انصاف کی بات کہنے اور مشورہ دینے میں پہلو تہی نہ کرو کیونکہ معصوم ہوتے ہوئے بھی اپنے کو خطا سے بلند نہیں سمجھتا، اور نہ اپنے کسی کام کو خطرہ سے محفوظ سمجھتا ہوں یہ اور بات ہے کہ مجھ سے زیادہ میرے نفس کا مالک توفیق عطا فرمائے۔

ہم اور تم سب اسی خدا کے مملوک اور تابع بندے ہیں جس کے سوا ہمارا کوئی رب نہیں وہ ہماری ان چیزوں کا بھی مختار ہے جن پر ہمیں اختیار نہیں ہے اور جس حالت میں ہم تھے اس سے ہمیں اس حالت کی طرف نکالا جس کی ہم صلاحیت رکھتے تھے اسی نے ہماری گمراہی کو ہدایت سے اور بے بصیرتی کو بصیرت سے

وَاَعْطَانَا الْبَصِيْرَةَ بَعْدَ الْعَمٰی۔ تبدیل فرمایا ہے۔

لہ یہ امر کسی تصریح کا محتاج نہیں ہے کہ عصمت ملکی اور ہے اور عصمت بشری اور ہے۔ فرشتوں کے معصوم ہونے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ان میں کسی خطا و لغزش کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی مگر انسان کے معصوم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں بشری تقاضے اور نفسانی خواہشیں ہوتی ہیں مگر وہ انہیں روکنے کی ایک قوت خاص رکھتا ہے اور ان سے مغلوب ہو کر کسی خطا کا مرتکب نہیں ہوتا اور اسی قوت کا نام عصمت ہے کہ جو ذاتی خواہشات و جذبات کو ابھرنے نہیں دیتی حضرت کے ارشاد فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطئ میں اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں۔ انہی بشری تقاضوں و خواہشوں کی طرف الا ان یکفی اللہ من نفسی مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے رہے" میں عصمت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ اسی لب و لہجہ میں حضرت یوسف کی زبانی قرآن میں وارد ہوا کہ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی میں اپنے نفس کو گناہ سے پاک نہیں ٹھہراتا کیونکہ انسان کا نفس گناہ پر ابھارنے والا ہے مگر میرا پروردگار رحم کرے تو جس طرح یہاں پر الا ما رحم ربی کا جو استثنا ہے جو اس کی وجہ سے آیت کے پہلے جز سے آپ کی عصمت کے خلاف دلیل نہیں لائی جا سکتی۔ اسی طرح امیر المومنین کے کلام میں ان یکفی اللہ کا جو استثنا ہے اسے سمجھتے ہوئے کلام کے پہلے ٹکڑے سے آپ کے غیر معصوم ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا ورنہ ایک نبی کی عصمت سے انکار کرنا پڑے گا۔ یونہی اس خطبہ کے آخری ٹکڑے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ آپ بعثت رسولؐ سے پہلے دور جاہلیت کے عقائد سے متاثر رہ چکے ہوں گے اور جس طرح دوسروں کا دامن کفر و شرک سے آلودہ ہو چکا تھا اسی طرح آپ بھی تاریکی و ضلالت میں رہے ہوں گے۔ چونکہ آپ پیدائش کے دن سے پیغمبر عالم کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے اور انہی کی تعلیم و تربیت کے اثرات آپ کے دل و دماغ پر چھائے ہوئے تھے لہذا یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ابتداء عمر سے پیغمبر کے نقش قدم پر چلنے والا زندگی کے کسی لمحہ میں ہدایت سے بیگانہ رہا ہوگا۔ چنانچہ مسعودی نے تحریر کیا ہے کہ:

انہ لم یشرک باللہ شیئاً فیستانف الاسلام بل کان تابعاً للنبی فی جمیع فعالہ مقتدیاً بہ وبلغ وھو علی ذلک۔ آپ نے کبھی شرک ہی نہیں کیا کہ اس سے الگ ہو کر آپ کے اسلام لانے کا سوال ہی پیدا ہو بلکہ تمام افعال و اعمال میں رسولؐ کے تابع اور ان کے پیرو تھے اور اسی حالت تابع میں آپ نے سرحد بلوغ میں قدم رکھا۔ (مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۳)

اس مقام پر ان لوگوں سے جن کو اللہ نے تاریکی و گمراہی سے راہ راست پر لگایا وہ لوگ مراد ہیں جو آپ کے مخاطب تھے چنانچہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ:

لیس ھذہ الاشارۃ الی خاص نفسہ علیہ السلام لانہ لم یکن کافراً فاسلم

ونکتہ کلام بقولہ ویشیر بہ الی القوم ... یخاطبہم من افناد الناس یہ خوارج مراد ہیں۔ غیر اسلام کی طرف اشارہ نہیں کیونکہ وہ کبھی کافر نہیں رہے کہ کفر کے بعد اسلام لائے بلکہ لوگوں کی مختلف جماعتیں جو آپ کی مخاطب تھیں ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۳ صفحہ ۳۶)

(ماخوذ از ترجمہ جناب مفتی جعفر حسین صاحب صفحہ ۵۷۱ تا ۵۷۲)

خُطبہ نمبر ۲۱۶

قریش کی شکایت بارگاہ خُدا میں

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَعْدِيْكَ عَلٰى قُرَيْشٍ فَاِنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوْا رَحِمِيْ، وَاَكْفَؤُوْا اِنَائِيْ.

خداوندا! میں قریش سے انتقام کے لئے تیری مدد کا طالب ہوں، کیوں کہ انہوں نے میری قرابت داری کے رشتے قطع کر دیئے اور میری حرمت کے برتن کو اوندھا کر دیا۔

وَاَجْمَعُوْا عَلٰى مُنَازَعَتِيْ حَقًّا كُنْتُ اَوْلٰى بِهٖ مِنْ غَيْرِيْ، وَقَالُوْا: اَلَا اِنَّ فِي الْحَقِّ اَنْ تَاْخُذَهٗ وَفِي الْحَقِّ اَنْ تُمْنَعَهٗ، فَاصْبِرْ مَغْمُوْمًا اَوْ مُتْ مُتَاَسِّفًا.

اور جس حق کا میں دوسروں سے بہت زیادہ اہل ہوں اس پر مجھ سے جھگڑا کرنے کے لئے ایکا کر لیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ بھی حق ہے کہ آپ اسے لے لیں اور یہ بھی حق ہے کہ آپ کو اس سے منع کر دیا جائے آپ چاہے اس غم پر صبر کیجئے اور یا اس افسوس میں مر جائیے۔

فَنَظَرْتُ فَاِذَا لَيْسَ لِيْ رَافِدٌ وَلَا ذَابٌّ وَلَا مُسَاعِدٌ اِلَّا اَهْلَ بَيْتِيْ.

جب میں نے نظر دوڑائی تو اپنے اہل بیتؑ کے سوا کوئی مددگار اور محافظ نظر نہ آیا نہ کوئی ہمدرد۔

فَضَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَنِيَّةِ فَاَغْضَيْتُ عَلَى الْقَذٰى، وَجَرِعْتُ رِيْقِيْ عَلَى الشَّجٰى، وَصَبَرْتُ مِنْ كَظْمِ الْغَيْظِ عَلٰى اَمَرَّ مِنَ الْعَلْقَمِ، وَاٰلَمَ لِلْقَلْبِ مِنْ حَزِّ الشِّفَارِ.

میں نے انہیں موت (کے منہ) سے محفوظ رکھا اور اس حالت میں آنکھیں بند رکھیں کہ ان میں خس و خاشاک تھے اور اس حالت میں لعاب دہن نگلتا رہا کہ گلے میں (رنج و غم سے) پھندے پڑے تھے اور غصہ پی لینے کی وجہ سے ایسی حالت پر صبر کیا جو حنظل سے زیادہ تلخ اور دل کے لئے چھریوں کے زخموں سے زیادہ اذیت رساں تھے۔

وَقَدْ مَضٰى هٰذَا الْكَلَامُ فِيْ اَثْنَاءِ خُطْبَةٍ مُتَقَدِّمَةٍ اِلَّا اَنِّيْ كَرَّرْتُهٗ

سید شریف رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام ایک خطبہ کے ضمن میں گزر چکا ہے مگر میں کا اس لئے اعادہ کیا ہے کہ دونوں روایتوں میں کچھ

ھٰهُنَا اِخْتِلَافُ الرِّوَايَتَيْنِ

وَمِنْهُ فِي ذِكْرِ السَّائِرِيْنَ اِلَى الْبَصْرَةِ لِحَرْبِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

فَقَدِمُوْا عَلٰى عُمَّالِيْ وَخُزَّانِ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْ فِيْ يَدِيْ، وَعَلٰى اَهْلِ مِصْرٍ كُلُّهُمْ فِيْ طَاعَتِيْ وَعَلٰى بَيْعَتِيْ: فَشَتَّتُوْا كَلِمَتَهُمْ، وَاَفْسَدُوْا عَلَيَّ جَمَاعَتَهُمْ وَوَثَبُوْا عَلٰى شِيْعَتِيْ۔

فَقَتَلُوْا طَائِفَةً مِّنْهُمْ غَدْرًا، وَطَائِفَةٌ عَضُّوْا عَلٰى اَسْيَافِهِمْ فَضَارَبُوْا بِهَا حَتّٰى لَقُوا اللّٰهَ صَادِقِيْنَ۔

قتلوں پر نرتی ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزء یہ ہے جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو آپ سے جنگ کرنے کے لئے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

وہ لوگ میرے عاملوں اور مسلمانوں کے بیت المال کے خزینہ داروں پر جس کا اختیار میرے ہاتھ میں تھا اور شہر (بصرہ) کے رہنے والوں پر جو سب میرے فرمان بردار اور میری بیعت پر ثابت قدم تھے چڑھ دوڑے انہوں نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور مجھ پر ان کے اتفاق کو درہم برہم کر دیا میرے ہمدردوں پر ٹوٹ پڑے۔

ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر دیا اور ایک گروہ نے (ان کا یہ حال دیکھ کر) تلواریں سونت لیں اور دانتوں کو بھینچ کر انہیں تلواروں کا جواب تلواروں سے دیا یہاں تک کہ انہوں نے سچائی کا لباس پہنے ہوئے اپنے رب سے ملاقات کی۔

خطبہ نمبر ۲۱۷

طلحہؓ و عبدالرحمانؓ

لَمَّا مَرَّ بِطَلْحَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَتَّابِ بْنِ اُسَيْدٍ وَهُمَا قَتِيْلَانِ يَوْمَ الْجَمَلِ فَقَالَ:

لَقَدْ اَصْبَحَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْمَكَانِ غَرِيْبًا، اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَكْرَهُ اَنْ تَكُوْنَ قُرَيْشٌ قَتْلٰى تَحْتَ بُطُوْنِ الْكَوَاكِبِ۔

اَدْرَكْتُ وَتْرِيْ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ وَاَفْلَتَتْنِيْ اَعْيَانُ بَنِيْ جُمَحٍ، لَقَدْ اَتْلَعُوْا اَعْنَاقَهُمْ اِلٰى اَمْرٍ لَمْ

جب حضرت طلحہ اور عبدالرحمان بن عتاب بن اسید کی لاشوں کی طرف سے گزرے جہاں وہ جمل کے دن مقتول پڑے تھے تو فرمایا:

ابو محمد (طلحہ) اس جگہ وطن سے دور پڑے ہیں خدا کی قسم میں نہیں چاہتا تھا کہ قریش ستاروں کے نیچے (کھلے میدان میں) مقتول پڑے ہوں۔

میں نے عبد مناف کی اولاد سے قتل کا بدلہ لے لیا ہے لیکن بنی جمح کے سردار میرے ہاتھوں سے بچ کر نکل گئے ہیں انہوں نے اس چیز کی طرف گردنیں بلند کی تھیں جس کے وہ اہل نہ تھے پہنچ

يَكُونُوا أَهْلَهُ فَوُقِصُوا دُونَهُ.

وہاں تک پہنچنے سے پہلے ان کی گردنیں توڑ دی گئیں۔

لہ بنی تمیم کا ایک گروہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھا مگر شکست کو دیکھ کر وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے اس لئے ان کی جانیں بچ گئیں۔

خطبہ نمبر ۲۱۸

مومن

قَدْ أَحْيَى عَقْلَهُ وَأَمَاتَ نَفْسَهُ حَتَّى دَقَّ جَلِيلُهُ وَلَطُفَ غَلِيظُهُ. وَبَرَقَ لَهُ لَامِعٌ كَثِيرُ الْبَرْقِ فَأَبَانَ لَهُ الطَّرِيقَ وَسَلَكَ بِهِ السَّبِيلَ، وَتَدَافَعَتْهُ الْأَبْوَابُ إِلَى بَابِ السَّلَامَةِ وَدَارِ الْإِقَامَةِ. وَثَبَتَتْ رِجْلَاهُ بِطُمَأْنِينَةِ بَدَنِهِ فِي قَرَارِ الْأَمْنِ وَالرَّاحَةِ بِمَا اسْتَعْمَلَ قَلْبَهُ وَأَرْضَى رَبَّهُ.

مومن نے اپنی عقل کو زندہ رکھا اور اپنے نفس کو مار ڈالا ہے یہاں تک کہ اس کا جسم لاغر اور بدن ہلکا ہو گیا۔

اور اس کے لئے (ہدایت کا) ایسا تیز نور چمکا جس نے اس کے لئے راستہ روشن کر دیا اور اسے صراط مستقیم پر لے گیا اور مختلف دروازوں نے اسے ڈھکیل ڈھکیل کر سلامتی کے دروازہ پر دائمی قرارگاہ تک پہنچا دیا۔

اور اس کے بدن کے سکون کی وجہ سے اس کے دونوں پیر امن و سکون کی قرارگاہ میں جم گئے اس لئے کہ اس نے اپنا دل عمل میں مصروف رکھا اور اپنے پروردگار کو راضی رکھا تھا۔

خُطبہ نمبر ۲۱۹

سورہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

قَالَهُ بَعْدَ تِلَاوَتِهِ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

يَا لَهُ مَرَامًا مَا أَبْعَدَهُ.

امیرالمومنینؑ نے آیہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ تمہیں (قوم قبیلے اور مال دنیا) کی کثرت نے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تمہیں قبریں بھی دیکھنا پڑیں، کی تلاوت کے وقت فرمایا:

دیکھو تو سہی مردوں پر فخر کرنے والا کس قدر (عقل سے) دور ہے

وَزَوْرًا مَا اَغْفَلَهُ، وَخَطَرًا مَا اَفْظَعَهُ۔

اور ان کی قبروں پر آنے والا کس قدر غافل ہے کہ اسے کیسا بڑا کام درپیش ہے جو کسقدر رسوا کرنے والا ہے۔

لَقَدِ اسْتَخْلَوْا مِنْهُمْ اَیَّ مُدَّکَرٍ، وَتَنَاوَشُوْهُمْ مِنْ مَکَانٍ بَعِیْدٍ۔

یہ مرنے والوں سے شہروں کو خالی ہوتا دیکھتے ہیں حالانکہ یہ کس قدر خدا کی یاد کا وقت ہے اور اس دور دراز مقام سے انہیں اپنایا ہے۔

اَفَبِمَصَارِعِ اٰبَائِهِمْ یَفْخَرُوْنَ؟ اَمْ بِعَدِیْدِ الْهَلْکٰی یَتَکَاثَرُوْنَ۔

کیا یہ لوگ اپنے باپ دادا کے گرنے کی جگہوں پر فخر کرتے ہیں یا ہلاک ہو جانے والوں کو شامل کر کے اپنی کثرت دکھانا چاہتے ہیں۔

یَرْتَجِعُوْنَ مِنْهُمْ اَجْسَادًا خَوَتْ، وَحَرَکَاتٍ سَکَنَتْ۔

وہ ان جسموں کو واپس لانا چاہتے ہیں جو بے روح ہو چکے ہیں اور ان کی حرکت قلب بھی بند ہو چکی ہے۔

وَلَاَنْ یَکُوْنُوْا عِبَرًا اَحَقُّ مِنْ اَنْ یَکُوْنُوْا مُفْتَخَرًا، وَلَاَنْ یَهْبِطُوْا بِهِمْ جَنَابَ ذِلَّةٍ اَحْجٰی مِنْ اَنْ یَقُوْمُوْا بِهِمْ مَقَامَ عِزَّةٍ۔

وہ لائق فخر ہونے کے بجائے اس قابل ہیں کہ ان سے عبرت حاصل کی جائے انہیں دیکھ کر عاجزی اور فروتنی اختیار کرنا چاہیئے نہ یہ کہ فخر و مباہات کیا جائے۔

لَقَدْ نَظَرُوْا اِلَیْهِمْ بِاَبْصَارِ الْعَشْوَةِ، وَضَرَبُوْا مِنْهُمْ فِیْ غَمْرَةِ جَهَالَةٍ۔

انہوں نے بے بصیرت آنکھوں سے دیکھا اور جہالت کے گڑھے میں گر پڑے۔

وَلَوِ اسْتَنْطَقُوْا عَنْهُمْ عَرَصَاتِ تِلْکَ الدِّیَارِ الْخَاوِیَةِ وَالرُّبُوْعِ الْخَالِیَةِ لَقَالَتْ ذَهَبُوْا فِی الْاَرْضِ ضُلَّالًا، وَذَهَبْتُمْ فِیْ اَعْقَابِهِمْ جُهَّالًا۔

اگر وہ ان کے حالات گرے ہوئے مکانوں اور سنسان گھروں سے پوچھیں تو وہ بتلا دیں گے کہ وہ گمراہی کی حالت میں زمین کے اندر چلے گئے اور تم بھی جہالت کی وجہ سے ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہو۔

تَطَئُوْنَ فِیْ هَامِهِمْ، وَتَسْتَنْبِتُوْنَ فِیْ اَجْسَادِهِمْ، وَتَرْتَعُوْنَ فِیْمَا لَفَظُوْا وَتَسْکُنُوْنَ فِیْمَا خَرَّبُوْا۔

اب تم ان کی کھوپڑیوں کو روند رہے ہو ان کے جسموں کی جگہ مکانات بنانا چاہتے ہو جو چیز (کھیتی) وہ اسے چر رہے ہو اور جو جگہ وہ خالی چھوڑ گئے ہیں اس میں بس رہے ہو۔

وَاِنَّمَا الْاَیَّامُ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ بَوَاکٍ وَنَوَائِحُ عَلَیْکُمْ۔

اور یہ دن جو تمہارے اور ان کے درمیان ہیں تم پر رو رہے ہیں، ماتم کر رہے ہیں۔

اُولٰئِکُمْ سَلَفُ غَایَتِکُمْ، وَفُرَّاطُ مَنَاهِلِکُمُ الَّذِیْنَ کَانَتْ لَهُمْ مَقَاوِمُ الْعِزِّ وَحَلَبَاتُ الْفَخْرِ۔

تمہاری آخری منزل پر قبل سے پہنچ جانے والے اور تمہارے سرچشموں پر پہلے سے وارد ہو جانے والے وہی لوگ ہیں جن کے لئے عزت کی منزلیں اور فخر کی بہتات ہے۔

مُلُوْکًا وَسُوَقًا، سَلَکُوْا فِیْ

کچھ تاجدار تھے اور کچھ دوسرے اہل منصب (عہدہ دار) مگر

بُطُونِ الْبَرْزَخِ سَبِيلاً، سُلِّطَتِ الْأَرْضُ عَلَيْهِمْ فِيهِ، فَأَكَلَتْ مِنْ لُحُومِهِمْ، وَشَرِبَتْ مِنْ دِمَائِهِمْ. فَأَصْبَحُوا فِي فَجَوَاتِ قُبُورِهِمْ جَمَاداً لَا يَنْمُونَ، وَضِمَاراً لَا يُوجَدُونَ.

اب وہ شہر برزخ کی راہ میں روانہ ہیں جہاں زمین ان پر مسلط کر دی گئی ہے جس نے ان کا گوشت کھا لیا اور خون پی لیا ہے۔ اب وہ قبر کے شگافوں میں بغیر نشوونما کے پتھروں کی طرح پڑے ہیں اور یوں نظروں سے غائب ہیں کہ ڈھونڈھے نہیں ملتے۔

لَا يُفْزِعُهُمْ وُرُودُ الْأَهْوَالِ، وَلَا يَحْزُنُهُمْ تَنَكُّرُ الْأَحْوَالِ، وَلَا يَحْفِلُونَ بِالرَّوَاجِفِ، وَلَا يَأْذَنُونَ لِلْقَوَاصِفِ.

نہ ہولناک خطرے انہیں خوفزدہ کرتے ہیں نہ بگڑے ہوئے حالات انہیں غمگین کرتے ہیں۔ نہ زلزلوں کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ گرج پر کان رکھتے ہیں۔

غُيَّباً لَا يُنْتَظَرُونَ، وَشُهُوداً لَا يَحْضُرُونَ. وَإِنَّمَا كَانُوا جَمِيعاً فَتَشَتَّتُوا، وَآلَافاً فَافْتَرَقُوا.

وہ ایسے غائب ہیں جن کا کسی کو انتظار نہیں، اور ایسے موجود ہیں جو حاضر نہیں ہوتے وہ مل جل کر رہتے تھے مگر اب متفرق ہو گئے آپس میں محبت رکھتے تھے مگر اب جدا جدا ہو گئے۔

وَمَا عَنْ طُولِ عَهْدِهِمْ، وَلَا بُعْدِ مَحَلِّهِمْ، عَمِيَتْ أَخْبَارُهُمْ، وَصَمَّتْ دِيَارُهُمْ. وَلَكِنَّهُمْ سُقُوا كَأْساً بَدَّلَتْهُمْ بِالنُّطْقِ خَرَساً، وَبِالسَّمْعِ صَمَماً، وَبِالْحَرَكَاتِ سُكُوناً.

طول زمانہ اور دوری مکان کی وجہ سے ان کے حالات سے بے خبری اور مکانوں کی خاموشی نہیں ہے بلکہ انہیں (موت) کا ایسا کاسہ پلا دیا گیا ہے جس نے بولنے کے بجائے انہیں گونگا اور سننے کے بجائے انہیں بہرہ اور حرکت کرنے کے بجائے بے حس بنا دیا ہے۔

فَكَأَنَّهُمْ فِي ارْتِجَالِ الصِّفَةِ صَرْعَى سُبَاتٍ. جِيرَانٌ لَا يَتَأَنَّسُونَ، وَأَحِبَّاءُ لَا يَتَزَاوَرُونَ.

وہ پہلی نظروں میں ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا سو رہے ہیں وہ ایسے ہمسایہ ہیں جو ایک دوسرے سے انس نہیں رکھتے اور ایسے دوست ہیں جو ایک دوسرے سے ملاقات نہیں کرتے۔

بَلِيَتْ بَيْنَهُمْ عُرَى التَّعَارُفِ، وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمْ أَسْبَابُ الْإِخَاءِ، فَكُلُّهُمْ وَحِيدٌ وَهُمْ جَمِيعٌ، وَبِجَانِبِ الْهَجْرِ وَهُمْ أَخِلَّاءُ.

ان کی جان پہچان کے رشتے کمزور ہو چکے ہیں اور برادری کی رسیاں کٹ چکی ہیں وہ یکجا ہوتے ہوئے بھی اکیلے اکیلے ہیں اور دوست ہوتے ہوئے بھی الگ الگ ہیں۔

لَا يَتَعَارَفُونَ لِلَيْلٍ صَبَاحاً، وَلَا لِنَهَارٍ مَسَاءً. أَيُّ الْجَدِيدَيْنِ ظَعَنُوا فِيهِ كَانَ عَلَيْهِمْ سَرْمَداً.

نہ انہیں دن کی خبر ہے نہ رات کی جس نے دن کو دنیا سے کوچ کیا تھا اس کے لئے ہمیشہ دن ہے اور جس نے رات کو سفر کیا تھا وہ اس کے لئے ہمیشہ رات ہے۔

شَاهَدُوا مِنْ أَخْطَارِ دَارِهِمْ أَفْظَعَ مِمَّا خَافُوا، وَرَأَوْا مِنْ

انہوں نے راہ آخرت کے خطرے اس سے بھی زیادہ پائے جن کا انہیں ڈر تھا اور وہاں کی نشانیاں اس سے زیادہ پائیں جتنا

اٰیَاتُهَا اَعْظَمَ مِمَّا قَدْ رَأَوْا۔

اندازہ کیا تھا۔

فَكِلْتَا الْغَايَتَيْنِ مُدَّتْ لَهُمْ إِلَى مَبَاءَةٍ۔

مومنوں اور کافروں دونوں کی انتہائی منزلوں کو جنت اور دوزخ تک پھیلا دیا گیا ہے۔

فَأَتَتْ مَبَالِغَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ۔

مقام خوف کی انتہا دوزخیوں کے لئے اور مقام امید کی انتہا جنتیوں کے لئے ہے۔

فَلَوْ كَانُوا يَنْطِقُونَ بِهَا لَعَيُّوا بِصِفَةِ مَا شَاهَدُوا وَمَا عَايَنُوا۔

اگر مرنے کے بعد انہیں بولنے کی قوت دے دی جائے تو بھی یہ جو کچھ مشاہدہ کر چکے ہیں اور دیکھ چکے ہیں اسے بیان نہیں کر سکتے۔

وَلَئِنْ عَمِيَتْ آثَارُهُمْ وَانْقَطَعَتْ أَخْبَارُهُمْ لَقَدْ رَجَعَتْ فِيهِمْ أَبْصَارُ الْعِبَرِ، وَسَمِعَتْ عَنْهُمْ آذَانُ الْعُقُولِ، وَتَكَلَّمُوا مِنْ غَيْرِ جِهَاتِ النُّطْقِ فَقَالُوا: كَلَحَتِ الْوُجُوهُ النَّوَاضِرُ وَخَوَتِ الْأَجْسَادُ النَّوَاعِمُ، وَلَبِسْنَا أَهْدَامَ الْبِلَى، وَتَكَاءَدَنَا ضِيقُ الْمَضْجَعِ، وَتَوَارَثْنَا الْوَحْشَةَ۔

اگرچہ ان کے نشانات محو ہو چکے ہیں ان کی خبروں کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے پھر بھی چشم عبرت انہیں دیکھ رہی ہے عقل کے کان ان کی باتیں سن رہے ہیں وہ گویائی کے بغیر زبان حال سے بول کر کہہ رہے ہیں کہ ترو تازہ چہرے بگڑ گئے نرم و نازک بدن مٹی میں مل گئے اب ہمارے بدن پر بوسیدہ کفن ہیں اور قبر کی تنگی نے ہمیں عاجز کر دیا ہے خوف و دہشت ہمیں ایک دوسرے سے میراث میں ملا ہے۔

وَتَهَكَّمَتْ عَلَيْنَا الرُّبُوعُ الصُّمُوتُ، فَانْمَحَتْ مَحَاسِنُ أَجْسَادِنَا، وَتَنَكَّرَتْ مَعَارِفُ صُوَرِنَا، وَطَالَتْ فِي مَسَاكِنِ الْوَحْشَةِ إِقَامَتُنَا۔

ہمارے گھر ویران ہو گئے ہمارے جسم کی رونقیں مٹ گئیں ہماری پہچانی ہوئی صورتیں بدل گئیں ان وحشت کدوں میں ہماری رہائش کی مدت طویل ہو گئی۔

وَلَمْ نَجِدْ مِنْ كَرْبٍ فَرَجاً، وَلَا مِنْ ضِيقٍ مُتَّسَعاً۔

نہ تو اس بے چینی سے نجات ملتی ہے اور نہ یہ تنگی فراخی سے بدلتی ہے۔

فَلَوْ مَثَّلْتَهُمْ بِعَقْلِكَ، أَوْ كُشِفَ عَنْهُمْ مَحْجُوبُ الْغِطَاءِ لَكَ، وَقَدِ ارْتَسَخَتْ أَسْمَاعُهُمْ بِالْهَوَامِّ فَاسْتَكَّتْ، وَاكْتَحَلَتْ أَبْصَارُهُمْ بِالتُّرَابِ فَخَسَفَتْ۔

اب اگر اپنی عقلوں میں ان کا نقشہ جما لو یا تمہارے سامنے پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا جائے اور تم یہ حالت دیکھ لو کہ کیڑے مکوڑوں نے ان کے کان بہرے کر دیئے ہیں ان کی آنکھوں میں خاک کا سرمہ ہے اور وہ دھنس گئی ہیں۔

وَتَقَطَّعَتِ الْأَلْسِنَةُ فِي أَفْوَاهِهِمْ بَعْدَ ذَلَاقَتِهَا، وَهَمَدَتِ الْقُلُوبُ فِي صُدُورِهِمْ بَعْدَ يَقَظَتِهَا، وَعَاثَ فِي كُلِّ جَارِحَةٍ مِنْهُمْ جَدِيدُ بِلًى سَمَّجَهَا، وَسَهَّلَ طُرُقَ

ان کی زبانیں منہ میں چرب زبانی کے بجائے ٹکڑے ہو چکی ہیں ان کے سینوں میں دل جاگنے کے بعد (گویا) سو چکے ہیں ان کے ہر عضو بدن میں بوسیدگی پر بوسیدگی رہتی ہے جس نے انہیں بدہیئت بنا دیا ہے اور آفتوں کی راہ کھول دی ہے جنہیں

الْوَلَهِ إِلَيْهَا، مُسْتَسْلِمَاتٌ.

بد ہیئت بنا دیا ہے اور آفتوں کی راہ کھول دی ہے جنہیں لے تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

فَلَا أَيْدٍ تَدْفَعُ، وَلَا قُلُوبٌ تَجْزَعُ.

اب نہ وہ ہاتھ ہیں جو دفع کر سکیں اور نہ وہ دل ہیں جو فریاد کر سکیں۔

لَرَأَيْتَ أَشْجَانَ قُلُوبٍ وَأَقْذَاءَ عُيُونٍ. لَهُمْ فِي كُلِّ فَظَاعَةٍ صِفَةُ حَالٍ لَا تَنْتَقِلُ، وَغَمْرَةٌ لَا تَنْجَلِي.

اگر تم چشم دل سے ان کے دلوں کے غم اور آنکھوں کے خس و خاشاک کو دیکھو گے کہ ان پر سختی کی ایسی حالت ہے جو تبدیل نہیں ہو سکتی اور ایسی مصیبت ہے جسے دور کرنا ممکن ہے۔

وَكَمْ أَكَلَتِ الْأَرْضُ مِنْ عَزِيزِ جَسَدٍ، وَأَنِيقِ لَوْنٍ، كَانَ فِي الدُّنْيَا غَذِيَّ تَرَفٍ، وَرَبِيبَ شَرَفٍ. يَتَعَلَّلُ بِالسُّرُورِ فِي سَاعَةِ حُزْنِهِ، وَيَفْزَعُ إِلَى السَّلْوَةِ إِنْ مُصِيبَةٌ نَزَلَتْ بِهِ، ضَنّاً بِغَضَارَةِ عَيْشِهِ، وَشَحَاحَةً بِلَهْوِهِ وَلَعِبِهِ.

اس زمین نے کیسے کیسے باعزت اور خوب صورت جسم و لوں کو کھا لیا جنہوں نے عیش و نعمت میں زندگی گزاری اور عزت کے پروردہ تھے جو غم کے وقت بھی خوش رہنے کی راہیں تلاش کرتے تھے اور اگر کوئی مصیبت آ پڑتی تھی تو بھی خوش رہنے کی کوشش کرتے تھے۔

وہ لہو و لعب پر فریفتہ ہونے کی وجہ سے خوش، عیش و مسرت کے راستے ڈھونڈتے تھے۔

فَبَيْنَا هُوَ يَضْحَكُ إِلَى الدُّنْيَا وَتَضْحَكُ الدُّنْيَا إِلَيْهِ فِي ظِلِّ عَيْشٍ غَفُولٍ، إِذْ وَطِئَ الدَّهْرُ بِهِ حَسَكَهُ، وَنَقَضَتِ الْأَيَّامُ قُوَاهُ، وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ الْحُتُوفُ مِنْ كَثَبٍ، فَخَالَطَهُ بَثٌّ لَا يَعْرِفُهُ، وَنَجِيُّ هَمٍّ مَا كَانَ يَجِدُهُ.

وہ انجام سے بے خبر غافل و مدہوش ہو کر دنیا کو دیکھ کر خوش تھے اور دنیا ان پر ہنس رہی تھی کہ یکایک زمانہ نے انہیں کانٹوں کی طرح روند ڈالا اور زمانہ کی گردشوں نے ان کی قوتیں توڑ کر رکھ دیں اور نزدیک سے ان پر موت نے قہر کی نظر ڈالی اور ان پر ایسے غم کے پہاڑ ٹوٹے جن کے وہ شناسا نہ تھے اور ایسے اندرونی غم سے سابقہ پڑا جس کا کبھی سامنا نہیں ہوا تھا۔

وَتَوَلَّدَتْ فِيهِ فَتَرَاتُ عِلَلٍ آنَسَ مَا كَانَ بِصِحَّتِهِ، فَفَزِعَ إِلَى مَا كَانَ عَوَّدَهُ الْأَطِبَّاءُ مِنْ تَسْكِينِ الْحَارِّ بِالْقَارِّ، وَتَحْرِيكِ الْبَارِدِ بِالْحَارِّ.

جس قدر وہ صحت سے مانوس تھے اسی قدر مرض کی کمزوریاں پیدا ہو گئیں آخر اس نے ان چیزوں کی طرف رجوع کیا جن کا اطباء نے عادی بنا دیا تھا کہ گرمی کے زور کو سرد دواؤں سے توڑا جائے اور سردی کو گرم دواؤں سے دور کیا جائے۔

فَلَمْ يُطْفِئْ بِبَارِدٍ إِلَّا ثَوَّرَ حَرَارَةً، وَلَا حَرَّكَ بِحَارٍّ إِلَّا هَيَّجَ بُرُودَةً۔

مگر سرد دواؤں نے ٹھنڈک پہنچانے کے بجائے گرمی کو ابھار دیا اور گرم دواؤں نے ٹھنڈک دور کرنے کے بجائے اُسے اور ہیجان میں لے آئیں۔

وَلَا اعْتَدَلَ بِمُمَازِجٍ لِتِلْكَ الطَّبَائِعِ إِلَّا أَمَدَّ مِنْهَا كُلَّ ذَاتِ دَاءٍ، حَتَّى فَتَرَ مُعَلِّلُهُ، وَذَهَلَ مُمَرِّضُهُ، وَتَعَايَا أَهْلُهُ بِصِفَةِ دَائِهِ، وَخَرِسُوا عَنْ جَوَابِ السَّائِلِينَ عَنْهُ۔ وَتَنَازَعُوا دُونَهُ شَجِيَّ خَبَرٍ يَكْتُمُونَهُ۔

اور نہ سرد و گرم ملی جلی دواؤں سے اس کی طبیعت اعتدال پر آ سکی بلکہ ہر بیمار عضو کی تکلیف اور بڑھا دی یہاں تک کہ (معالج (تھک کر) سست ہو گیا، تیمار دار مایوس ہو کر بیزاری کرنے لگا گھر والے مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آ گئے اور مزاج پرسی کرنے والوں کے جواب میں خاموشی سے کام لینا پڑا اور اس اندوہناک حالت کو مریض سے چھپ کر باہم اختلاف کرنے لگے۔

فَقَائِلٌ يَقُولُ هُوَ لِمَا بِهِ، وَمُمَنٍّ لَهُمْ إِيَابَ عَافِيَتِهِ، وَمُصَبِّرٌ لَهُمْ عَلَى فَقْدِهِ، يُذَكِّرُهُمْ أُسَى الْمَاضِينَ مِنْ قَبْلِهِ۔

کوئی کہتا تھا کہ اس کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے کوئی تندرست ہو جانے کی امید دلاتا ہے اور کوئی ہونے والی موت پر انہیں صبر کی تلقین کرتا تھا اور انہیں گزشتہ مرنے والوں کی مصیبت یاد دلاتا تھا۔

فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا وَتَرْكِ الْأَحِبَّةِ، إِذْ عَرَضَ لَهُ عَارِضٌ مِنْ غُصَصِهِ فَتَحَيَّرَتْ نَوَافِذُ فِطْنَتِهِ، وَيَبِسَتْ رُطُوبَةُ لِسَانِهِ۔

ابھی وہ دنیا سے جانے اور دوستوں کے فراق کے لیے پر تول رہا تھا کہ یکایک گلوگیر پھندوں میں سے اسے ایک پھندا لگا کہ جس کے ہوش و حواس پریشان ہو گئے زبان کی رطوبت خشک ہو گئی۔

فَكَمْ مِنْ مُهِمٍّ مِنْ جَوَابِهِ عَرَفَهُ فَعَيَّ عَنْ رَدِّهِ۔

کتنے ایسے سوالات تھے جن کے جواب سے واقف تھا لیکن جواب دینے سے عاجز ہو گیا۔

وَدُعَاءٍ مُؤْلِمٍ لِقَلْبِهِ سَمِعَهُ فَتَصَامَّ عَنْهُ مِنْ كَبِيرٍ كَانَ يُعَظِّمُهُ، أَوْ صَغِيرٍ كَانَ يَرْحَمُهُ۔

اور کتنی دل خراش آوازیں تھیں جنہیں اس نے سنا مگر گونگا بن کر رہ گیا وہ آواز یا کسی بزرگ کی ہوتی تھی جس کا یہ احترام کرتا تھا اور یا کسی خورد کی جس پر یہ شفقت کرتا تھا۔

وَإِنَّ لِلْمَوْتِ لَغَمَرَاتٍ هِيَ أَفْظَعُ مِنْ أَنْ تُسْتَغْرَقَ بِصِفَةٍ أَوْ تَعْتَدِلَ عَلَى قُلُوبِ أَهْلِ الدُّنْيَا۔

موت کی سختیاں ایسی بھی ہیں کہ بہت مشکل ہے کہ انہیں پوری طرح بیان کیا جا سکے یا اہل دنیا کے دلوں میں اس طرح اتر سکیں جیسا اترنے کا حق ہے۔

خطبہ نمبر ۲۲۰

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله

قَالَهُ عِنْدَ تِلَاوَتِهِ "رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" تَعَالَى:

وہ لوگ ایسے ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت ذکر خدا سے غافل نہیں کرتے" کی تلاوت کے وقت فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ الذِّكْرَ جِلَاءً لِلْقُلُوبِ تَسْمَعُ بِهِ بَعْدَ الْوَقْرَةِ، وَتُبْصِرُ بِهِ بَعْدَ الْعَشْوَةِ وَتَنْقَادُ بِهِ بَعْدَ الْمُعَانَدَةِ۔

بیشک خداوند عالم نے اپنے ذکر کو دلوں کی جلا قرار دیا ہے جس کے ذریعہ وہ امر و نواہی سے بہرے ہونے کے بعد سننے لگتا ہے۔ اور (دین سے) اندھا ہونے کے بعد دیکھنے لگتا ہے اور دشمنی کے بعد فرماں بردار ہو جاتا ہے۔

وَمَا بَرِحَ لِلّٰهِ - عَزَّتْ آلَاؤُهُ - فِي الْبُرْهَةِ بَعْدَ الْبُرْهَةِ وَفِي أَزْمَانِ الْفَتَرَاتِ عِبَادٌ نَاجَاهُمْ فِي فِكْرِهِمْ وَكَلَّمَهُمْ فِي ذَاتِ عُقُولِهِمْ۔

ہر دور میں اور انبیاء سے خالی زمانہ میں جب آثار شریعت محو ہونے لگتے ہیں یکے بعد دیگرے ہمیشہ خداوند عالم کے کچھ ایسے خاص الخاص بندے موجود رہے ہیں جن کے ذہنوں میں خدا القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہام کے ذریعہ کلام کرتا ہے۔

فَاسْتَصْبَحُوا بِنُورِ يَقَظَةٍ فِي الْأَسْمَاعِ وَالْأَبْصَارِ وَالْأَفْئِدَةِ يُذَكِّرُونَ بِأَيَّامِ اللّٰهِ وَيُخَوِّفُونَ مَقَامَهُ بِمَنْزِلَةِ الْأَدِلَّةِ فِي الْفَلَوَاتِ مَنْ أَخَذَ الْقَصْدَ حَمِدُوا إِلَيْهِ طَرِيقَهُ وَبَشَّرُوهُ بِالنَّجَاةِ۔

پس ان کے کان، آنکھیں اور دل بیداری کے نور سے یوں جاگ اٹھتے تھے کہ وہ (گمراہوں کو) خدا کے (مخصوص) دن یاد دلاتے اور اس کے (بلند) مقام سے ڈراتے تھے جس طرح لق و دق میدانوں میں دلیل راہ ہوں جو میانہ روی اختیار کرتے اس کے طرز عمل کی تعریف کرتے اور نجات کی خوشخبری سناتے رہے۔

وَمَنْ أَخَذَ يَمِينًا وَشِمَالًا ذَمُّوا إِلَيْهِ الطَّرِيقَ وَحَذَّرُوهُ مِنَ الْهَلَكَةِ۔

اور جو (صراط مستقیم سے) داہنے بائیں مڑ جاتا اس کے (رویہ) کی مذمت کرتے اور ہلاکت سے ڈراتے رہے۔

وَكَانُوا كَذٰلِكَ مَصَابِيحَ تِلْكَ الظُّلُمَاتِ وَأَدِلَّةَ تِلْكَ الشُّبُهَاتِ۔

وہ ایسے ہی تھے کہ ان تاریکیوں کے چراغ اور ان شبہوں کے رہنما بن کر رہے۔

وَإِنَّ لِلذِّكْرِ لَأَهْلًا أَخَذُوهُ مِنَ الدُّنْيَا بَدَلًا فَلَمْ تَشْغَلْهُمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْهُ يَقْطَعُونَ بِهِ أَيَّامَ الْحَيَاةِ۔

اور یقیناً کچھ اہل ذکر ہیں جنہوں نے دُنیا کے بدلے ذکر کو حاصل کر لیا ہے انہیں اس سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت اسی کے ساتھ زندگی کے دن گزارتے ہیں۔

وَيَنْهَونَ بِالزَّوَاجِرِ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فِي اَسْمَاعِ الْغَافِلِينَ وَيَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ وَيَأْتَمِرُونَ بِهِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَتَنَاهَوْنَ عَنْهُ.

اور خدا نے جو کچھ حلال و حرام کیا ہے وہ غافلوں کے کانوں میں پہنچاتے ہیں عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں برے کاموں سے روکتے ہیں اور خود بھی ان سے باز رہتے ہیں۔

فَكَأَنَّمَا قَطَعُوا الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ وَهُمْ فِيهَا فَشَاهَدُوا مَا وَرَاءَ ذٰلِكَ.

گویا وہ دنیا میں رہتے ہوئے اس کی منزلیں طے کر کے آخرت تک پہنچ گئے ہیں اور (پردۂ) دنیا کے باہر جو کچھ ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

فَكَأَنَّمَا اطَّلَعُوا غُيُوبَ اَهْلِ الْبَرْزَخِ فِي طُولِ الْاِقَامَةِ فِيهِ وَحَقَّقَتِ الْقِيَامَةُ عَلَيْهِمْ عِدَاتِهَا.

اور گویا وہ اس طویل قیام میں اہل برزخ کی چھپی ہوئی باتوں سے واقف ہو چکے ہیں اور قیامت نے ان سے اپنے وعدے پورے کر دیئے ہیں۔

فَكَشَفُوا غِطَاءَ ذٰلِكَ لِاَهْلِ الدُّنْيَا حَتّٰى كَاَنَّهُمْ يَرَوْنَ مَا لَا يَرَى النَّاسُ، وَيَسْمَعُونَ مَا لَا يَسْمَعُونَ.

اور انہوں نے دنیا والوں کے سامنے سے اس کے پردے اٹھا دیئے یہاں تک کہ وہ وہ کچھ دیکھ رہے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سن رہے ہیں جو دوسرے نہیں سن سکتے۔

فَلَوْ مَثَّلْتَهُمْ لِعَقْلِكَ فِي مَقَاوِمِهِمُ الْمَحْمُودَةِ، وَمَجَالِسِهِمُ الْمَشْهُودَةِ.

اور اگر تم ان کی قابل تعریف منزلوں اور پسندیدہ محفلوں کی تصویر اپنے ذہنوں میں اتارلو۔

وَقَدْ نَشَرُوا دَوَاوِينَ اَعْمَالِهِمْ وَفَرَغُوا لِمُحَاسَبَةِ اَنْفُسِهِمْ عَنْ كُلِّ صَغِيرَةٍ وَكَبِيرَةٍ اُمِرُوا بِهَا فَقَصَّرُوا عَنْهَا.

جب لوگ اپنے اعمال نامے کھولے ہوئے اپنے نفسوں کے ہر چھوٹے بڑے کام کے محاسبہ پر آمادہ ہوں جن پر وہ مامور تھے ان میں کوتاہی کی یا جن سے اسے روکا گیا تھا ان میں تقصیر کی۔

اَوْ نُهُوا عَنْهَا فَفَرَّطُوا فِيهَا.

وَحَمَّلُوا ثِقَلَ اَوْزَارِهِمْ ظُهُورَهُمْ فَضَعُفُوا عَنِ الْاِسْتِقْلَالِ بِهَا فَنَشَجُوا نَشِيجًا وَتَجَاوَبُوا نَحِيبًا يَعِجُّونَ اِلٰى رَبِّهِمْ مِنْ مَقَامِ نَدَمٍ وَاعْتِرَافٍ.

اور اپنی پشتوں پر گرانی محسوس کرتے رہے ہوں جن کے اٹھانے سے وہ اپنے رب کو عاجز پاتے ہوں اور روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی ہوں اور گریہ وزاری کے ساتھ سوال کے جواب دے رہے ہوں اور شرمندگی اور اقرار جرم کے مقام پر کھڑے ہوئے اللہ سے رو رو کر فریاد کر رہے ہوں۔

لَرَأَيْتَ أَعْلاَمَ هُدًى، وَمَصَابِيحَ دُجًى، قَدْ حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلاَئِكَةُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَفُتِحَتْ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَأُعِدَّتْ لَهُمْ مَقَاعِدُ الْكَرَامَاتِ فِي مَقْعَدٍ اطَّلَعَ اللهُ عَلَيْهِمْ فِيهِ فَرَضِيَ سَعْيَهُمْ وَحَمِدَ مَقَامَهُمْ۔ يَتَنَسَّمُونَ بِدُعَائِهِ رَوْحَ التَّجَاوُزِ، رَهَائِنُ فَاقَةٍ إِلَى فَضْلِهِ، وَأُسَارَى ذِلَّةٍ لِعَظَمَتِهِ۔ جَرَحَ طُولُ الْأَسَى قُلُوبَهُمْ، وَطُولُ الْبُكَاءِ عُيُونَهُمْ۔ لِكُلِّ بَابِ رَغْبَةٍ إِلَى اللهِ مِنْهُمْ يَدٌ قَارِعَةٌ يَسْأَلُونَ مَنْ لاَ تَضِيقُ لَدَيْهِ الْمَنَادِحُ، وَلاَ يَخِيبُ عَلَيْهِ الرَّاغِبُونَ۔ فَحَاسِبْ نَفْسَكَ لِنَفْسِكَ، فَإِنَّ غَيْرَهَا مِنَ الْأَنْفُسِ لَهَا حَسِيبٌ غَيْرُكَ۔

(ایسی حالت میں) تم انہیں دیکھو گے کہ گویا وہ ہدایت کے نشان اور اندھیروں میں چراغ ہوں فرشتے ان کے گرداگرد سکون کا ان پر نزول ہو رہا ہے آسمان کے دروازے کھلے ہوئے قدر و کے فرش ان کے لیے مہیا ہیں ایسے باعزت مقام پر جس کا خدا ہی کو علم ہے جو ان کی کوششوں سے راضی ہوا اور اس نے ان کی منزلت کو لائق حمد قرار دیا۔ خدا سے مناجات کر کے عفو و مغفرت کی ہواؤں میں سانس لے رہے ہیں اور اس کے فضل و کرم کے احتیاج میں گروی اور اس کی عظمت کے سامنے ذلت کی رسیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان کے طویل غم نے ان کے دلوں کو اور طویل گریہ و زاری نے ان کی آنکھوں کو زخمی کر دیا ہے۔

ان کا ہاتھ ہر رغبت دلانے والے کے لئے دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے وہ اس سے سوال کر رہے ہیں جس کے جود و کرم کی وسعتیں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے ناکامیاب واپس آتے ہیں۔

تم اپنے ہی نفس کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ کر لو کیوں کہ دوسرے نفسوں کا محاسبہ کرنے والا تمہارے سوا دوسرا ہے۔

خطبہ نمبر ۲۲۱

یا ایها الانسان ماغرك بربك الكريم

قَالَهُ عِنْدَ تِلاَوَتِهِ: يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ۔
أَدْحَضُ مَسْؤُولٍ حُجَّةً، وَأَقْطَعُ مُغْتَرٍّ مَعْذِرَةً۔ لَقَدْ أَبْرَحَ جَهَالَةً بِنَفْسِهِ۔

اس وقت فرمایا جب اس آیت کی تلاوت فرمائی "اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے کریم رب کے بارے میں دھوکا دیا" جس شخص سے سوال کیا جا رہا ہے وہ دلیل پیش کرنے میں کتنا عاجز اور عذر پیش کرنے میں کتنا فریب خوردہ ہے اپنے نفس کو جہالت سے سختی میں ڈالے ہوئے ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا جَرَّأَكَ عَلَى ذَنْبِكَ، وَمَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ، وَمَا أَنَّسَكَ بِهَلَكَةِ نَفْسِكَ.

اے انسان! تجھے گناہ کی کس نے جرأت دلائی اور تجھے اپنے رب کے بارے میں کس نے دھوکا دیا اور تجھے کس نے اپنے نفس کی ہلاکت سے مانوس کر دیا ہے۔

أَمَا مِنْ دَائِكَ بُلُولٌ. أَمْ لَيْسَ مِنْ نَوْمَتِكَ يَقَظَةٌ.

کیا تیرے مرض کا کوئی علاج نہیں ہے کیا تیرے خواب غفلت کے لئے بیداری نہیں ہے۔

أَمَا تَرْحَمُ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَرْحَمُ مِنْ غَيْرِكَ.

کیا تجھے اپنے نفس پر اتنا بھی رحم نہیں آتا جتنا دوسروں پر ترس کھاتا ہے۔

فَرُبَّمَا تَرَى الضَّاحِيَ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ فَتُظِلُّهُ، أَوْ تَرَى الْمُبْتَلَى بِأَلَمٍ يُمِضُّ جَسَدَهُ فَتَبْكِي رَحْمَةً لَهُ، فَمَا صَبَّرَكَ عَلَى دَائِكَ، وَجَلَّدَكَ عَلَى مُصَابِكَ، وَعَزَّاكَ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى نَفْسِكَ. وَهِيَ أَعَزُّ الْأَنْفُسِ عَلَيْكَ. وَكَيْفَ لَا يُوقِظُكَ خَوْفُ بَيَاتِ نِقْمَةٍ وَقَدْ تَوَرَّطْتَ بِمَعَاصِيهِ مَدَارِجَ سَطَوَاتِهِ.

تو بسا اوقات کسی کو تپتی دھوپ میں دیکھتا ہے جس کی سوزش سے وہ کرب میں ہو تو اس پر شفقت کی وجہ سے تیرے آنسو نکل آتے ہیں مگر خود اپنے مرض پر تجھے کس نے صبر دلا دیا ہے اور کس نے اپنی مصیبت پر تجھے سخت کر دیا ہے اور اپنے اوپر رونے سے تجھے سخت کر دیا ہے اور اپنے اوپر رونے سے تجھے تسلی دے دی ہے حالاں کہ تجھے اپنی جان سب جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔ اور کیوں کر عذاب الٰہی نازل ہونے کا خوف تجھے راتوں کو بیدار نہیں کرتا حالاں کہ تو اس کی نافرمانیوں کی وجہ سے اس کے قہر و غضب کی راہ میں پڑا ہوا ہے۔

فَتَدَاوَ مِنْ دَاءِ الْفَتْرَةِ فِي قَلْبِكَ بِعَزِيمَةٍ، وَمِنْ كَرَى الْغَفْلَةِ فِي نَاظِرِكَ بِيَقَظَةٍ. وَكُنْ لِلّٰهِ مُطِيعًا وَبِذِكْرِهِ آنِسًا. وَتَمَثَّلْ فِي حَالِ تَوَلِّيكَ عَنْهُ إِقْبَالَهُ عَلَيْكَ يَدْعُوكَ إِلَى عَفْوِهِ وَيَتَغَمَّدُكَ بِفَضْلِهِ.

لہذا دل کی کوتاہی کا علاج عزم راسخ سے اور خواب غفلت کا علاج بیداری (و ہوشیاری) سے کر اور خدا کے تابعدار اور اس کے ذکر سے مانوس ہو جا اور اس حالت کا تصور کر کہ تو اس سے پیٹھ پھیر رہا ہے اور وہ تیری مغفرت کے لئے تجھے بلا رہا ہے وہ تجھے اپنی بخشش و احسان سے ڈھانپنا چاہتا ہے اور تو اس سے پیٹھ پھیر کر دوسری طرف رخ کر رہا ہے۔

وَأَنْتَ مُتَوَلٍّ عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ. فَتَعَالَى مِنْ قَوِيٍّ مَا أَكْرَمَهُ وَتَوَاضَعْتَ مِنْ ضَعِيفٍ مَا أَجْرَأَكَ عَلَى مَعْصِيَتِهِ وَأَنْتَ فِي كَنَفِ سِتْرِهِ مُقِيمٌ وَفِي سَعَةِ فَضْلِهِ مُتَقَلِّبٌ.

وہ خدائے بلند و برتر اور قوی و توانا کتنا کریم ہے اور تو عاجز و ناتواں اور اتنا پست ہو کر گناہوں پر کتنا جری اور دلیر ہے حالانکہ تو اس کے دامن پناہ میں مقیم ہے اور اس کے فضل و احسان کی وسعتوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔

فَلَمْ يَمْنَعْكَ فَضْلَهُ وَلَمْ يَهْتِكْ عَنْكَ سِتْرَهُ.

پھر بھی اس نے اپنے لطف و کرم کو تجھ سے نہیں روکا اور نہ تیرا پردہ چاک کیا ہے۔

بَلْ لَمْ تَخْلُ مِنْ لُطْفِهِ مَطْرِفَ عَيْنٍ، فِي نِعْمَةٍ يُحْدِثُهَا لَكَ، أَوْ سَيِّئَةٍ يَسْتُرُهَا عَلَيْكَ، أَوْ بَلِيَّةٍ يَصْرِفُهَا عَنْكَ، فَمَا ظَنُّكَ بِهِ لَوْ أَطَعْتَهُ!

بلکہ تو اس کی ہر اس نعمت میں جو وہ تیرے لئے مقرر کرتا ہے اور ہر اس گناہ میں جس پر وہ پردہ ڈالتا ہے اور ہر اس مصیبت میں جو وہ تجھ سے دور کر دیتا ہے چشم زدن کے لئے بھی اس کے لطف و کرم سے خالی نہیں رہا (باوجودیکہ تو اس کی نافرمانی کرتا رہا ہے) پھر تیرا اس کے متعلق کیا خیال ہے اگر اس کا تابعدار ہوتا ہے۔

وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ كَانَتْ فِي مُتَّفِقَيْنِ فِي الْقُوَّةِ مُتَوَازِنَيْنِ فِي الْقُدْرَةِ لَكُنْتَ أَوَّلَ حَاكِمٍ عَلَى نَفْسِكَ بِذَمِيمِ الْأَخْلَاقِ وَمَسَاوِي الْأَعْمَالِ.

خدا کی قسم اگر یہی صفت (خدا کی توجہ اور تیری بے رخی) ایسے دو شخصوں میں ہوتی جو قوت اور قدرت میں برابر اور ہموزن ہوتے (ان میں سے ایک تم ہوتے جو بے رخی کرتے اور دوسرا تم پر احسان کرتا) تو تم خود ہی سب سے پہلے اپنی کج خلقی اور بدکرداری کا حکم لگاتے۔

وَحَقًّا أَقُولُ مَا الدُّنْيَا غَرَّتْكَ وَلٰكِنْ بِهَا اغْتَرَرْتَ. وَلَقَدْ كَاشَفَتْكَ الْعِظَاتُ وَآذَنَتْكَ عَلَى سَوَاءٍ، وَلَهِيَ بِمَا تَعِدُكَ مِنْ نُزُولِ الْبَلَاءِ بِجِسْمِكَ وَالنَّقْصِ فِي قُوَّتِكَ أَصْدَقُ وَأَوْفَى مِنْ أَنْ تَكْذِبَكَ أَوْ تَغُرَّكَ.

میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھے فریب نہیں دیا بلکہ تو خود اس کے فریب میں آگیا ہے حالاں کہ دنیا نے نصیحت (کے درس) تیرے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں اور تجھے بلا تفریق ہر چیز سے آگاہ کر دیا ہے اور وہ تیرے جسم پر جن بلاؤں کے نازل ہونے اور تیری قوت میں کمزوری آنے کے وعدے کرتی ہے وہ زیادہ سچی اور ایفاء عہد کرنے والی ہے نہ یہ کہ اس نے جھوٹ بولا ہو یا دھوکا دیا ہو۔

وَلَرُبَّ نَاصِحٍ لَهَا عِنْدَكَ مُتَّهَمٌ، وَصَادِقٍ مِنْ خَبَرِهَا مُكَذَّبٌ.

اور اس دنیا کے بارے میں کتنی ہی نصیحت کرنے والے ہیں جو تیرے نزدیک ناقابل اعتبار ہیں اور کتنے سچی خبریں دینے والے ہیں جنہیں جھٹلایا جاتا ہے۔

ولئن تعرفتها في الديار الخادية

وَلَئِنْ تَعَرَّفْتَهَا فِي الدِّيَارِ الْخَادِيَةِ وَالرُّبُوعِ الْخَالِيَةِ لَتَجِدَنَّهَا مِنْ حُسْنِ تَذْكِيرِكَ وَبَلَاغِ مَوْعِظَتِكَ بِمَحَلَّةِ الشَّفِيقِ عَلَيْكَ وَالشَّحِيحِ بِكَ.

اور اگر تو کھنڈروں (شکستہ مکانوں اور سنسان گھروں سے دنیا کی معرفت حاصل کرے تو تو اسے خوب صورت یاد دہانی اور مؤثر نصیحت کرنے میں بمنزلہ ایک مہربان کے پائے گا کہ جو تیری (بربادیوں میں پڑنے سے) بخل سے کام لیتے ہیں۔

وَلَنِعْمَ دَارُ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِهَا دَاراً، وَمَحَلُّ مَنْ لَمْ يُوَطِّنْهَا مَحَلًّا۔ وَإِنَّ السُّعَدَاءَ بِالدُّنْيَا غَداً هُمُ الْهَارِبُونَ مِنْهَا الْيَوْمَ۔

یہ دنیا اس کے لئے اچھا گھر ہے جو خوش ہو کر اسے گھر نہ بنائے اور اس کے لئے اچھی جگہ ہے جو اسے اپنا وطن نہ سمجھ لے۔ کل وہ دنیا میں رہنے والے سعید ہوں گے جو آج اس سے دامن چھڑا رہے ہیں۔

إِذَا رَجَفَتِ الرَّاجِفَةُ، وَحَقَّتْ بِجَلَائِلِهَا الْقِيَامَةُ، وَلَحِقَ بِكُلِّ مَنْسَكٍ أَهْلُهُ، وَبِكُلِّ مَعْبُودٍ عَبَدَتُهُ وَبِكُلِّ مُطَاعٍ أَهْلُ طَاعَتِهِ فَلَمْ يُجْزَ فِي عَدْلِهِ وَقِسْطِهِ يَوْمَئِذٍ خَرْقُ بَصَرٍ فِي الْهَوَاءِ، وَلَا هَمْسُ قَدَمٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا بِحَقِّهِ۔ فَكَمْ حُجَّةٍ يَوْمَ ذَاكَ دَاحِضَةٍ، وَعَلَائِقِ عُذْرٍ مُنْقَطِعَةٍ۔ فَتَحَرَّ مِنْ أَمْرِكَ مَا يَقُومُ بِهِ عُذْرُكَ وَتَثْبُتُ بِهِ حُجَّتُكَ۔ وَخُذْ مَا يَبْقَى لَكَ مِمَّا لَا تَبْقَى لَهُ، وَتَيَسَّرْ لِسَفَرِكَ وَشِمْ بَرْقَ النَّجَاةِ۔ وَارْحَلْ مَطَايَا التَّشْمِيرِ۔

جب زمین لرزنے لگے گی اور قیامت کا آنا نہیں ہولنا کیوں کی وجہ سے یقینی ہو جائے گا جب ہر عبادت گاہ سے اس کے پیرو، ہر معبود سے اس کے پرستار اور ہر پیشوا سے اس کے طاعت گزار مل جائیں گے تو اس وقت ہوا کو توڑ کر نکل جانے والی نگاہ اور ہلکے قدم کی کوئی چاپ اس کے عدل و انصاف میں حائل نہ ہو سکے گی بلکہ ہر ایک کو پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن کتنی دلیلیں غلط ثابت ہوں گی کتنے عذر و معذرت کے رشتے کٹ جائیں گے پس اپنا کردار اس قابل بنا کہ تیرا عذر قابل قبول اور حجت قائم ہو سکے۔ جس دنیا میں تجھے ہمیشہ نہیں رہنا اس سے وہ چیزیں لے لے جو تیرے لئے باقی رہنے والی ہیں اپنے سفر کے لئے تیار رہ نجات کی چمک پر نظر رکھ اور کوشش کی سواریوں پر پالان کس لے۔

خطبہ نمبر ۲۲۲

امانت و دیانت کے دو سبق

وَاللّٰهِ لَأَنْ أَبِيتَ عَلَى حَسَكِ السَّعْدَانِ مُسَهَّداً، وَأُجَرَّ فِي الْأَغْلَالِ مُصَفَّداً، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَالِماً لِبَعْضِ الْعِبَادِ وَغَاصِباً لِشَيْءٍ مِنَ الْحُطَامِ۔

خدا کی قسم مجھے سعدان (ایک خاردار جھاڑی) کے کانٹوں پر جاگ کر رات گزارنا اور طوق و زنجیر میں جکڑ کر گھسیٹا جانا اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں محشر میں خدا و رسول سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندہ پر ظلم کیا ہو یا مال دنیا سے کوئی چیز غصب کی ہو۔

وَكَيْفَ أَظْلِمُ أَحَدًا لِنَفْسٍ يُسْرِعُ إِلَى الْبِلَى قُفُولُهَا، وَيَطُولُ فِي الثَّرَى حُلُولُهَا!

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ عَقِيلًا وَقَدْ أَمْلَقَ حَتَّى اسْتَمَاحَنِي مِنْ بُرِّكُمْ صَاعًا، وَرَأَيْتُ صِبْيَانَهُ شُعْثَ الشُّعُورِ، غُبْرَ الْأَلْوَانِ مِنْ فَقْرِهِمْ، كَأَنَّمَا سُوِّدَتْ وُجُوهُهُمْ بِالْعِظْلِمِ، وَعَاوَدَنِي مُؤَكِّدًا، وَكَرَّرَ عَلَيَّ الْقَوْلَ مُرَدِّدًا، فَأَصْغَيْتُ إِلَيْهِ سَمْعِي، فَظَنَّ أَنِّي أَبِيعُهُ دِينِي، وَأَتَّبِعُ قِيَادَهُ مُفَارِقًا طَرِيقَتِي.

فَأَحْمَيْتُ لَهُ حَدِيدَةً ثُمَّ أَدْنَيْتُهَا مِنْ جِسْمِهِ لِيَعْتَبِرَ بِهَا، فَضَجَّ ضَجِيجَ ذِي دَنَفٍ مِنْ أَلَمِهَا، وَكَادَ أَنْ يَحْتَرِقَ مِنْ مِيسَمِهَا، فَقُلْتُ لَهُ: ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ يَا عَقِيلُ. أَتَئِنُّ مِنْ حَدِيدَةٍ أَحْمَاهَا إِنْسَانُهَا لِلَعِبِهِ، وَتَجُرُّنِي إِلَى نَارٍ سَجَرَهَا جَبَّارُهَا لِغَضَبِهِ. أَتَئِنُّ مِنَ الْأَذَى وَلَا أَئِنُّ مِنْ لَظًى.

وَأَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ طَارِقٌ طَرَقَنَا بِمَلْفُوفَةٍ فِي وِعَائِهَا، وَمَعْجُونَةٍ شَنِئْتُهَا، كَأَنَّمَا عُجِنَتْ بِرِيقِ حَيَّةٍ أَوْ قَيْئِهَا، فَقُلْتُ: أَصِلَةٌ، أَمْ زَكَاةٌ، أَمْ صَدَقَةٌ؟ فَذٰلِكَ مُحَرَّمٌ عَلَيْنَا أَهْلَ

اور میں اس نفس کے لئے کیوں کر کسی پر ظلم کر سکتا ہوں جو تیزی سے خاک کی طرف پلٹنے والا اور مدت دراز تک زیر خاک پڑا رہنے والا ہے۔

خدا کی قسم میں نے (اپنے بھائی) عقیل کو شدید فقر و فاقہ کی حالت میں دیکھا یہاں تک کہ تمہارے (حصہ کے) گیہوں میں سے ایک صاع مجھ سے مانگتے تھے، اور میں نے ان کے بچوں کو دیکھا جن کے بال پریشان اور فقر و فاقہ کی وجہ سے (چہروں کے) رنگ بدلے ہوئے گویا ان کے چہرے نیل سے سیاہ کر دیئے گئے ہوں، انہوں نے مجھ سے بار بار تقاضا کیا، اور یہ بات کئی مرتبہ دہرائی میں نے کان لگا کر ان کی بات سُنی تو وہ یہ سمجھے کہ میں ان کے ہاتھ اپنا دین بیچ ڈالوں گا اور اپنا طریق کار چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لوں گا۔

پس میں ان کے لئے لوہے کا ایک ٹکڑا آگ میں تپا کر ان کے جسم کے قریب لے گیا تاکہ اس سے عبرت حاصل کریں اس کی تکلیف سے وہ اس طرح چیخ اُٹھے جیسے کوئی بیمار درد کی تکلیف سے چیختا ہے اور اس سے جلنے ہی کو تھے پھر میں نے ان سے کہا اے عقیل رونے والیاں آپ پر روئیں آپ اس لوہے سے چیخ اُٹھے جسے انسان نے یونہی تپا دیا ہے اور مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہیں جسے خدائے جبّار نے اپنے غضب سے بھڑکایا ہے آپ اس اذیت سے چیختے ہیں اور میں جہنّم کے شعلوں سے نہ چیخوں۔

اس سے زیادہ تعجب خیز واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کے وقت برتن میں بند کوئی تحفہ لایا جو گندھی ہوئی تھی اور مجھے اس سے ایسی نفرت تھی گویا وہ سانپ کے تھوک یا اس کی قے میں گوندھی گئی ہے میں نے اس سے کہا کہ یہ انعام ہے یا زکوٰۃ ہے یا صدقہ ہے جو ہم اہل بیت علیہم السلام پر حرام

الْبَيْتِ، فَقَالَ لَا ذَا وَلَا ذَاكَ وَلٰكِنَّهَا هَدِيَّةٌ. فَقُلْتُ هَبِلَتْكَ الْهَبُولُ، أَعَنْ دِيْنِ اللّٰهِ أَتَيْتَنِي لِتَخْدَعَنِي أَمُخْتَبِطٌ أَنْتَ أَمْ ذُوْ جِنَّةٍ أَمْ تَهْجُرُ۔

ہے اس نے جواب دیا کہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ تحفہ ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ پسر مردہ عورتیں تم پر روئیں کیا تم مجھے دین کی راہ میں فریب دینا چاہتے ہو تمہیں خبط ہے یا دیوانے ہو گئے ہو یا ہذیان بک رہے ہو۔

وَاللّٰهِ لَوْ أُعْطِيْتُ الْأَقَالِيْمَ السَّبْعَةَ بِمَا تَحْتَ أَفْلَاكِهَا عَلٰى أَنْ أَعْصِيَ اللّٰهَ فِيْ نَمْلَةٍ أَسْلُبُهَا جِلْبَ شَعِيْرَةٍ مَا فَعَلْتُ۔

خدا کی قسم اگر ساتوں اقلیمیں ان چیزوں سمیت جو آسمانوں کے نیچے ہیں مجھے دے دی جائیں صرف اس جرم کے عوض کہ میں چیونٹی سے جَو کا ایک چھلکا چھین لوں تو ایسا کبھی نہ کروں گا۔

وَإِنَّ دُنْيَاكُمْ عِنْدِيْ لَأَهْوَنُ مِنْ وَرَقَةٍ فِيْ فَمِ جَرَادَةٍ تَقْضَمُهَا مَا لِعَلِيٍّ وَلِنَعِيْمٍ يَفْنٰى وَلَذَّةٍ لَا تَبْقٰى۔

تمہاری یہ دُنیا تو میری نزدیک اس پتی سے بھی زیادہ حقیر ہے جسے ٹڈی منہ میں لے کر چبا رہی ہو بھلا علیؑ کو فنا ہو جانے والی نعمتوں اور مٹ جانے والی لذتوں سے کیا سروکار۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُبَاتِ الْعَقْلِ وَقُبْحِ الزَّلَلِ وَبِهٖ نَسْتَعِيْنُ۔

ہم عقل کے خواب غفلت اور لغزشوں کی برائیوں سے خدا سے پناہ مانگتے ہیں اور اسی کی مدد کے طلب گار ہیں۔

خطبہ نمبر ۲۲۳

آپؑ کی دُعا

اَللّٰهُمَّ صُنْ وَجْهِيْ بِالْيَسَارِ وَلَا تَبْذُلْ جَاهِيْ بِالْإِقْتَارِ فَأَسْتَرْزِقَ طَالِبِيْ رِزْقِكَ وَأَسْتَعْطِفَ شِرَارَ خَلْقِكَ۔

خداوندا میری آبرو کو تونگری کے ساتھ محفوظ رکھنا تنگ دستی کی وجہ سے میری منزلت کو نگاہوں میں نہ گرنا کہ جو تجھ سے رزق مانگتے ہیں میں ان سے رزق مانگنے لگوں اور تیرے پیدا کیے ہوئے بدکردار بندوں کے لطف و کرم کی تمنا کرنے لگوں۔

وَأُبْتَلٰى بِحَمْدِ مَنْ أَعْطَانِيْ وَأُفْتَتَنَ بِذَمِّ مَنْ مَنَعَنِيْ، وَأَنْتَ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَلِيُّ الْإِعْطَاءِ وَالْمَنْعِ

اور جو مجھے دے اس کی مدح و ثنا میں مبتلا ہو جاؤں اور جو نہ دے اس کی مذمت کے فتنہ میں گرفتار ہو جاؤں حالانکہ ان کے سب کے علاوہ تو ہی عطا کرنے اور دینے

إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

بیٹے کا اختیار رکھتا ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

خطبہ نمبر ۲۲۴

دُنیا

دَارٌ بِالْبَلَاءِ مَحْفُوفَةٌ، وَبِالْغَدْرِ مَعْرُوفَةٌ۔ لَا تَدُومُ أَحْوَالُهَا وَلَا تَسْلَمُ نُزَّالُهَا أَحْوَالٌ مُخْتَلِفَةٌ وَتَارَاتٌ مُتَصَرِّفَةٌ۔

الْعَيْشُ فِيهَا مَذْمُومٌ وَالْأَمَانُ فِيهَا مَعْدُومٌ وَإِنَّمَا أَهْلُهَا فِيهَا أَغْرَاضٌ مُسْتَهْدَفَةٌ تَرْمِيهِمْ بِسِهَامِهَا وَتُفْنِيهِمْ بِحِمَامِهَا۔

وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللهِ أَنَّكُمْ وَمَا أَنْتُمْ فِيهِ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا عَلٰى سَبِيلِ مَنْ قَدْ مَضٰى قَبْلَكُمْ مِمَّنْ كَانَ أَطْوَلَ مِنْكُمْ أَعْمَاراً، وَأَعْمَرَ دِيَاراً، وَأَبْعَدَ آثَاراً۔

أَصْبَحَتْ أَصْوَاتُهُمْ هَامِدَةً، وَرِيَاحُهُمْ رَاكِدَةً، وَأَجْسَادُهُمْ بَالِيَةً وَدِيَارُهُمْ خَالِيَةً وَآثَارُهُمْ عَافِيَةً۔ فَاسْتَبْدَلُوا بِالْقُصُورِ الْمُشَيَّدَةِ وَالنَّمَارِقِ الْمُمَهَّدَةِ الصُّخُورَ وَالْأَحْجَارَ الْمُسَنَّدَةَ، وَالْقُبُورَ اللَّاطِئَةَ الْمُلْحَدَةَ الَّتِي قَدْ بُنِيَ بِالْخَرَابِ فِنَاؤُهَا فَمَحَلُّهَا مُقْتَرِبٌ وَسَاكِنُهَا مُغْتَرِبٌ۔ بَيْنَ أَهْلِ مَحَلَّةٍ مُوحِشِينَ وَأَهْلِ فَرَاغٍ مُتَشَاغِلِينَ۔

لا يستأنسون بالاوطان، ولا يتواصلون

لَا يَسْتَأْنِسُونَ بِالْأَوْطَانِ وَلَا

دُنیا ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھرا ہوا ہے اور مکر و فریب میں مشہور ہے اس کے حالات ایک سے نہیں رہتے اور نہ یہاں اُترنے والے (موت سے) محفوظ رہ سکتے ہیں اس کے حالات مختلف اور طور طریقے بدلتے رہتے ہیں۔

اس میں زندگی قابلِ مذمت اور امن و سلامتی ناپید ہے اس کے رہنے والے ایسے ہدف ہیں جن پر دُنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور ان کو اپنی موت سے ہلاک کرتی ہے۔

خدا کے بندو! یاد رکھو کہ تمہیں اور ان چیزوں کو جن میں تمہاری گزر بسر ہے انہی لوگوں کی راہ پر گزرنا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں جو تم سے زیادہ طویل عمروں والے تم سے زیادہ مضبوط گھروں والے اور تم سے زیادہ مستحکم نشانیوں والے تھے۔

آخر ان کی آوازیں خاموش ہو گئیں ان کی ہوائیں بند ان کے بدن کہنہ، ان کے گھر خالی، اور ان کے نام و نشان مٹ گئے۔ انہوں نے مضبوط محلوں اور بچھی ہوئی مسندوں کو پتھروں اور چٹانوں اور لحد والی قبروں سے بدل لیا جن کے صحن ویرانہ میں بنائے گئے ہیں اور مٹی سے انہیں مضبوط کیا گیا ہے ان کی جگہیں قریب قریب ہیں مگر ان میں رہنے والے عالم غربت (سفر) میں ہیں ایسے مقام پر جہاں وہ گھبرائے ہوئے ہیں (دنیا سے) فارغ (مگر فکرِ آخرت میں) مصروف ہیں۔

نہ وہ اپنے وطنوں سے انس رکھتے ہیں اور نہ ہمسایوں

يَتَوَاصَلُونَ تَوَاصُلَ الْجِيرَانِ عَلَى مَا بَيْنَهُمْ مِنْ قُرْبِ الْجِوَارِ وَ دُنُوِّ الدَّارِ. وَكَيْفَ يَكُونُ بَيْنَهُمْ تَزَاوُرٌ وَ قَدْ طَحَنَهُمْ بِكَلْكَلِهِ الْبِلَى وَ أَكَلَتْهُمُ الْجَنَادِلُ وَ الثَّرَى.

فَكَأَنْ قَدْ صِرْتُمْ إِلَى مَا صَارُوا إِلَيْهِ. وَ ارْتَهَنَكُمْ ذَلِكَ الْمَضْجَعُ. وَ ضَمَّكُمْ ذَلِكَ الْمُسْتَوْدَعُ.

فَكَيْفَ بِكُمْ لَوْ تَنَاهَتْ بِكُمُ الْأُمُورُ، وَ بُعْثِرَتِ الْقُبُورُ هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ وَ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ.

کی طرح ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں حالانکہ ایک دوسرے سے نزدیک اور ان کے گھر قریب قریب ہیں۔ اور وہ کیوں کر ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں جبکہ بوسیدگی نے اپنے سینہ سے انہیں پیس ڈالا ہے اور انہیں پتھروں اور مٹی نے کھا لیا ہے۔

گویا تم بھی وہیں پہنچ گئے ہو جہاں وہ پہنچ چکے ہیں۔ اور اس خواب گاہ نے تمہیں رہن رکھ لیا ہے اور اس امانت گاہ نے تمہیں جکڑ لیا ہے۔

اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تمہارے سارے معاملات انتہا کو پہنچ جائیں گے قبروں سے مردے محشور ہوں گے اس جگہ ہر شخص اپنے اعمال کا اندازہ کرے گا اور اس اللہ کی طرف پلٹائے جائیں گے جو ان کا حقیقی مولا ہے اور جو افترا کرتے ہیں وہ کچھ کام نہ آئے گا۔

خطبہ نمبر ۲۲۵

دُعا

اللَّهُمَّ إِنَّكَ آنَسُ الْآنِسِينَ لِأَوْلِيَائِكَ، وَ أَحْضَرُهُمْ بِالْكِفَايَةِ لِلْمُتَوَكِّلِينَ عَلَيْكَ. تُشَاهِدُهُمْ فِي سَرَائِرِهِمْ، وَ تَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ فِي ضَمَائِرِهِمْ، وَ تَعْلَمُ مَبْلَغَ بَصَائِرِهِمْ. فَأَسْرَارُهُمْ لَكَ مَكْشُوفَةٌ، وَ قُلُوبُهُمْ إِلَيْكَ مَلْهُوفَةٌ. إِنْ أَوْحَشَتْهُمُ الْغُرْبَةُ آنَسَهُمْ ذِكْرُكَ، وَ إِنْ صُبَّتْ عَلَيْهِمُ الْمَصَائِبُ لَجَؤُوا

اے اللہ تو اپنے دوستوں کے ساتھ سب انس رکھنے والوں سے زیادہ مانوس ہے اور جو تجھ پر توکل رکھتے ہیں ان کی عقدہ کشائی کے لئے ہر وقت آمادہ ہے۔ تو ان کے رازوں کو دیکھتا ان کے پوشیدہ رازوں سے واقف اور ان کی بصیرتوں کی حدیں جانتا ہے۔ ان کے راز تیرے سامنے کھلے ہوئے ہیں ان کے دل تجھ سے فریاد کر رہے ہیں۔ اگر غربت و تنہائی میں ان کا دل گھبراتا ہے تو تیرا ذکر ان کا دل بہلا دیتا ہے اور اگر ان پر مصیبتیں آ پڑتی ہیں تو وہ تیرے

إِنِّي أَسْتَجَارَةً بِكَ، عِلْمًا بِأَنَّ أَزِمَّةَ الْأُمُورِ بِيَدِكَ وَمَصَادِرَهَا عَنْ قَضَائِكَ۔

دامنِ رحمت میں پناہ لینے کی التجا کرتے ہیں اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ تمام امور کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے اور ان کے نفوذ کے مقامات تیری ہی قضا سے مقرر ہیں۔

اَللّٰهُمَّ إِنْ فَهِهْتُ عَنْ مَسْأَلَتِي أَوْ عَمِيتُ عَنْ طِلْبَتِي فَدُلَّنِي عَلَى مَصَالِحِي وَخُذْ بِقَلْبِي إِلَى مَرَاشِدِي فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِنُكْرٍ مِنْ هِدَايَاتِكَ وَلَا بِبِدْعٍ مِنْ كِفَايَاتِكَ۔

خداوندا! اگر میں سوال کرنے سے قاصر رہوں یا اپنا مقصد پیش نظر نہ رکھ سکوں تو جس میں میری بھلائی ہو اس طرف میری رہنمائی فرما اور میرے دل کو اس طرف موڑ دے جس میں میری بہتری ہو یہ بات تیری ہدایتوں اور حاجت روائیوں کو دیکھتے ہوئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْمِلْنِي عَلَى عَفْوِكَ وَلَا تَحْمِلْنِي عَلَى عَدْلِكَ۔

خداوندا! میرے ساتھ اپنی بخشش سے سلوک کرنا نہ اپنے عدل و انصاف سے۔

خطبہ نمبر ۲۲۶

ایک صحابی کا ذکر

لِلّٰهِ بِلَاءُ فُلَانٍ فَقَدْ قَوَّمَ الْأَوَدَ وَدَاوَى الْعَمَدَ۔ خَلَفَ الْفِتْنَةَ وَأَقَامَ السُّنَّةَ۔ ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ، قَلِيلَ الْعَيْبِ، أَصَابَ خَيْرَهَا وَسَبَقَ شَرَّهَا۔

خداوندا فلاں شخص[1] کی کارگزاریوں کی جزا مرحمت فرمائے اس نے کجی کو سیدھا کیا مرض کا علاج کیا فتنہ و فساد کو پیچھے چھوڑ گیا سنت کو قائم کیا صاف دامن اور کم عیب کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گیا دنیا کی اچھائیوں کو پا لیا اس کے شر سے آگے بڑھ گیا۔

أَدَّى إِلَى اللّٰهِ طَاعَتَهُ وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهِ۔ رَحَلَ وَتَرَكَهُمْ فِي طُرُقٍ مُتَشَعِّبَةٍ لَا يَهْتَدِي فِيهَا الضَّالُّ وَلَا يَسْتَيْقِنُ الْمُهْتَدِي۔

خدا کی اطاعت کا حق ادا کیا اور اس سے خوف کا حق ادا کیا۔ وہ چلا گیا اور لوگوں کو ایسے پراگندہ راستوں پر چھوڑ گیا جس میں گمراہ راستہ نہیں پا سکتا اور ہدایت پانے والا یقین حاصل نہیں کر سکتا۔

---

[1] ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ لفظ فلاں کنایہ ہے حضرت عمرؓ سے اور یہ کلمات انہی کی مدح و توصیف میں کہے گئے ہیں جیسا کہ سید رضی کے تحریر کردہ نسخہ نہج البلاغہ میں لفظ فلاں کے نیچے انہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا لفظ عمر موجود تھا۔

یہ ہے ابن ابی الحدید کا دعویٰ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اگر سید رضی نے بطور تشریح حضرت عمر کا نام لکھا ہوتا تو جس طرح ان کے دوسرے تشریحات موجود ہیں اس تشریح کو بھی موجود ہونا چاہیئے تھا اور ان نسخوں میں بھی اس کا وجود ہونا چاہیئے تھا کہ جو ان کے نسخہ سے نقل ہوتے رہے ہیں چنانچہ اب بھی موصل میں مستعصم باللہ کے دور کے شہرۂ آفاق خطاط یاقوت المستعصمی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قدیم ترین نہج البلاغہ کا نسخہ موجود ہے مگر سید رضی کی اس تشریح کی نشان دہی کسی ایک نے بھی نہیں کی اور اگر ابن ابی الحدید کی اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اسے زیادہ سے زیادہ جناب رضی کی ذاتی رائے کہا جاتا ہے جسے کسی قوی دلیل کی موجودگی میں بطور موید تو پیش کیا جا سکتا ہے مگر مستقلاً اس شخصی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی۔

حیرت ہے کہ ابن ابی الحدید ساتویں ہجری میں سید رضی کے ڈھائی سو برس بعد یہ افادہ فرماتے ہیں کہ اس سے حضرت عمرؓ مراد ہیں اور یہ کہ خود سید رضی نے اس کی تصریح کر دی تھی چنانچہ ان کے تتبع میں بعض دوسرے شارحین نے بھی یہی لکھنا شروع کر دیا لیکن سید رضی کے معاصرین میں سے جن لوگوں نے بھی نہج البلاغہ کے متعلق کچھ لکھا ہے ان کے تحریرات میں اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا حالانکہ بحیثیت معاصر ہونے کے سید رضی کی تحریر پر نہیں زیادہ مطلع ہونا چاہیئے تھا چنانچہ علامہ علی ابن انا صر جو جناب سید رضی کے ہمعصر تھے اور انہی کے دور میں نہج البلاغہ کی شرح اعلام نہج البلاغہ کے نام سے لکھتے ہیں وہ اس خطبہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

مدح بعض اصحابہ بحسن السیرۃ وانہ مات قبل الفتنۃ التی وقعت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔	حضرت نے اپنے اصحاب میں سے ایک ایسے شخص کو حسن سیرت کے ساتھ سراہا ہے کہ جو پیغمبر کے بعد پیدا ہونے والے فتنہ سے پہلے ہی انتقال کر چکا تھا۔

اس کی تائید علامہ قطب الدین راوندی متوفی ۵۷۳ھ کی شرح نہج البلاغہ سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ابن میثم نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

انما اراد بعض اصحابہ فی زمن رسول اللہ ممن مات قبل وقوع الفتنۃ وانتشارھا۔	حضرت نے اس سے زمانہ پیغمبر کے اپنے ایک ایسے ساتھی کو مراد لیا ہے جو فتنہ کے برپا ہونے اور پھیلنے سے پہلے ہی رحلت کر چکا تھا۔

اگر یہ کلمات حضرت عمرؓ کے متعلق ہوتے اور اس کے متعلق کوئی قابل اعتماد سند ہوتی تو ابن ابی الحدید اس سند و روایات کو درج کرتے اور اس کا ذکر تاریخ میں آتا اور زبانوں پر اس کا چرچہ ہوتا مگر یہاں تو اثبات مدعا کے لئے خود ساختہ قرائن کے علاوہ کچھ نظر نہیں چنانچہ وہ خیرھا و شرھا کی ضمیر کا مرجع خلافت کو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ کلمات ایسے ہی شخص پر صادق آسکتے ہیں جو تسلط و اقتدار رکھتا ہو کیوں کہ اقتدار کے بغیر ممکن ہے کہ سنت کی ترویج اور بدعت کی روک تھام کی جا سکے یہ ہے اس دلیل کا خلاصہ جسے اس مقام پر پیش کیا ہے

حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں کہ ضمیر کا مرجع خلافت ہے بلکہ وہ ضمیر دنیا کی طرف راجع ہو سکتی ہے۔ جو سیاق کلام سے مستفاد ہے اور مفاد عامہ کی حفاظت اور ترویج سنت کے لئے اقتدار کی شرط لگا دینا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند کر دینا ہے خداوند عالم نے شرط اقتدار کے بغیر امت کے ایک گروہ پر یہ فریضہ عائد کیا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر۔ — تم میں سے ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے۔

اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

لا یزال الناس بخیر ما امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر و تعاونوا علی البر و التقوی۔ — لوگ جب تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں گے اور نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے رہیں گے وہ بھلائی پر باقی رہیں گے۔

یونہی امیر المومنین اپنی ایک وصیت میں عمومیت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:

اقیموا ہذین العمودین و اوقدوا ہذین المصباحین۔ — توحید اور سنت کے ستونوں کو قائم کرو اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔

ان ارشادات میں کہیں بھی اس طرف اشارہ نہیں کہ اس فریضہ کی انجام دہی حکومت و اقتدار کے بغیر نہیں ہو سکتی اور واقعات بھی یہ بتاتے ہیں کہ امراؤ سلاطین لشکر و سپاہ اور قوت و طاعت کے باوجود برائیوں کو اس حد تک نہ مٹا سکے اور نیکیوں کو اس قدر رواج نہ دے سکے جس قدر بعض گم نام اور شکستہ حال درویش دل و دماغ پر اپنی روحانیت کا نقش بٹھا کر اخلاقی رفعتوں کو ابھار گئے حالانکہ ان کی پشت پر نہ فوج نہ سپاہ ہوتی تھی اور نہ بے سروسامانی کے علاوہ کوئی سروسامان ہوتا تھا بے شک تسلط و اقتدار دوسروں کو جھکا سکتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ دلوں میں نیکی کی راہ بھی پیدا کر سکے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بیشتر اسلامی تاجداروں نے اسلامی خدوخال کو مٹا کر رکھ دیا اور اسلام اپنے بقا و فروغ میں صرف ان بے نواؤں کا مرہون منت رہا جن کی جھولی میں فقر و نادار ی کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تھا۔

اگر اسی پر اصرار ہو کہ اس سے صرف ایک حکمران ہی مراد لیا جا سکتا ہے تو کیوں نہ اس سے حضرت کا کوئی ایسا ساتھی مراد لیا جائے جو کسی صوبہ پر حکمران رہ چکا ہو جیسے حضرت سلمان فارسی جن کی تجہیز و تکفین کے لئے حضرت مدائن تشریف لے گئے اور بعید نہیں ان کے دفن کرنے کے بعد ان کی زندگی اور آئین کی حکمرانی پر تبصرہ فرماتے ہوئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہوں پھر یہ سمجھنا کہ وہ حضرت عمر ہی کے متعلق یہ الفاظ ہیں بلا دلیل ہی تو ہے۔ آخر میں اثبات مدعا کے لئے طبری کی اس روایت کو پیش کیا ہے:

خطبہ نمبر ۲۲۷

بیعت و خلافت

فِی وَصْفِ بَیْعَتِہٖ بِالْخِلَافَۃِ وَقَدْ تَقَدَّمَ مِثْلُہٗ بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَۃٍ۔ وَبَسَطْتُمْ یَدِیْ فَکَفَفْتُہَا، وَمَدَدْتُمُوْہَا فَقَبَضْتُہَا۔

آپؑ کی بیعت کے ذکر میں ایسا ہی ایک خطبہ اس سے قبل مختلف لفظوں میں گزر چکا ہے۔

تم نے میرا ہاتھ پھیلانا چاہا تو میں نے اسے روک لیا تم نے اسے کھینچنا چاہا تو میں نے اسے سمیٹ لیا۔

ثُمَّ تَدَاکَکْتُمْ عَلَیَّ تَدَاکَّ الْاِبِلِ الْہِیْمِ عَلٰی حِیَاضِہَا یَوْمَ وِرُوْدِہَا حَتَّی انْقَطَعَتِ النَّعْلُ وَسَقَطَتِ الرِّدَاءُ وَوُطِئَ الضَّعِیْفُ۔

مگر تم ہجوم کر کے اس طرح مجھ پر ٹوٹ پڑے جیسے پیاسے اونٹ اپنے تالابوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں یہاں تک کہ جوتی (کے تسمے) ٹوٹ گئے ردا کاندھے سے گر گئی کمزور کچلے گئے۔

وَبَلَغَ مِنْ سُرُوْرِ النَّاسِ بِبَیْعَتِہِمْ اِیَّایَ اَنِ ابْتَہَجَ بِہَا الصَّغِیْرُ وَہَدَجَ اِلَیْہَا الْکَبِیْرُ وَتَحَامَلَ نَحْوَہَا الْعَلِیْلُ وَحَسَرَتْ اِلَیْہَا الْکِعَابُ۔

اور میری بیعت پر لوگوں کا یہ عالم تھا کہ چھوٹے بچے خوشیاں منا رہے تھے اور بوڑھے لڑکھڑاتے ہوئے بیعت کے لئے بڑھ رہے تھے بیمار بھی کسی طرح پہنچ گئے اور نوجوان لڑکیاں پردوں سے نکل کر دوڑ پڑیں۔

خطبہ نمبر ۲۲۸

خوف خدا اور قبر کا منظر

فَاِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ مِفْتَاحُ سَدَادٍ، وَذَخِیْرَۃُ مَعَادٍ، وَعِتْقٌ مِنْ کُلِّ مَلَکَۃٍ، وَنَجَاۃٌ مِنْ کُلِّ ہَلَکَۃٍ، بِہَا یَنْجَحُ الطَّالِبُ وَیَنْجُو الْہَارِبُ وَتُنَالُ الرَّغَائِبُ۔

یقیناً خدا کا خوف ہدایت کی کنجی اور آخرت کا ذخیرہ ہے ہر غلامی سے آزادی اور ہر تباہی سے آزادی ہے۔ اسی کے ذریعہ طالب (نجات) کامیاب ہوتا ہے پریشانیوں سے بھاگنے والا نجات پا جاتا ہے اور پسندیدہ چیزوں تک پہنچ جاتا ہے۔

فَاعْمَلُوْا وَالْعَمَلُ یُرْفَعُ، وَالتَّوْبَۃُ تَنْفَعُ، وَالدُّعَاءُ یُسْمَعُ، وَالْحَالُ ہَادِئَۃٌ

اچھے عمل بجا لاؤ عمل بلند ہوتے ہیں توبہ فائدہ پہنچاتی ہے دعا سنی جاتی ہے حالت پرسکون ہو اور [illegible]

وَالْأَقْلَامُ جَارِيَةٌ.

وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ عُمُراً نَاكِساً، وَمَرَضاً حَابِساً، أَوْ مَوْتاً خَالِساً. فَإِنَّ الْمَوْتَ هَادِمُ لَذَّاتِكُمْ، وَمُكَدِّرُ شَهَوَاتِكُمْ، وَمُبَاعِدُ طِيَّاتِكُمْ، زَائِرٌ غَيْرُ مَحْبُوبٍ، وَقِرْنٌ غَيْرُ مَغْلُوبٍ، وَوَاتِرٌ غَيْرُ مَطْلُوبٍ.

قَدْ أَعْلَقَتْكُمْ حَبَائِلُهُ، وَتَكَنَّفَتْكُمْ غَوَائِلُهُ، وَأَقْصَدَتْكُمْ مَعَابِلُهُ، وَعَظُمَتْ فِيكُمْ سَطْوَتُهُ، وَتَتَابَعَتْ عَلَيْكُمْ عَدْوَتُهُ، وَقَلَّتْ عَنْكُمْ نَبْوَتُهُ. فَيُوشِكُ أَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِي ظُلَلِهِ، وَاحْتِدَامُ عِلَلِهِ، وَحَنَادِسُ غَمَرَاتِهِ، وَغَوَاشِي سَكَرَاتِهِ، وَأَلِيمُ إِرْهَاقِهِ، وَدُجُوُّ أَطْبَاقِهِ، وَجُشُوبَةُ مَذَاقِهِ.

فَكَأَنْ قَدْ أَتَاكُمْ بَغْتَةً فَأَسْكَتَ نَجِيَّكُمْ، وَفَرَّقَ نَدِيَّكُمْ، وَعَفَّى آثَارَكُمْ وَعَطَّلَ دِيَارَكُمْ، وَبَعَثَ وُرَّاثَكُمْ يَقْتَسِمُونَ تُرَاثَكُمْ بَيْنَ حَمِيمٍ خَاصٍّ لَمْ يَنْفَعْ، وَقَرِيبٍ مَحْزُونٍ لَمْ يَمْنَعْ، وَآخَرَ شَامِتٍ لَمْ يَجْزَعْ.

فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَالِاجْتِهَادِ، وَالتَّأَهُّبِ وَالِاسْتِعْدَادِ، وَالتَّزَوُّدِ فِي مَنْزِلِ الزَّادِ. وَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الدُّنْيَا كَمَا غَرَّتْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ وَالْقُرُونِ الْخَالِيَةِ.

قلم چل رہے ہیں۔

عمل میں جلدی کرو قبل اس کے کہ ضعف و پیری ٹیور کر دے یا مرض آکر گھیر لے یا موت جھپٹ لے کیوں کہ موت تمہاری لذتوں کو ختم کرنے والی اور خواہشات کو مکدر کرنے والی اور تمہیں (اپنے مقاصد سے) دور کرنے والی ہے وہ ناپسندیدہ ملاقاتی ناقابل تسخیر مقابل اور ایسی خونخوار ہے جس سے مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس کی رسیاں تمہیں جکڑے ہوئے ہیں اس کی تباہ کاریاں تمہیں گھیرے ہوئے ہیں اس کے (تیروں کے) پھل تمہیں نشانہ بنائے ہوئے ہیں تم پر اس کا زبردست تسلط ہے اس کا ظلم تم پر برابر جاری ہے شاید ہی اس کا کوئی وار خالی جائے۔ قریب ہے کہ موت کے ابر کی تاریکیاں، بیماریوں کی شدت، سختیوں کے اندھیرے، سکرات موت کی مدہوشیاں، جانکنی کی اذیتوں اور اس کے تہ بہ تہ سیاہ پردے اور کام و دہن کی تلخی تم پر چھا جائے۔

گویا کہ تم پر اچانک آپڑی ہے جس نے تم سے آہستہ آہستہ باتیں کرنے والے کو خاموش کر دیا اور تمہارے اجتماع کو منتشر کر دیا اور تمہارے نشانات مٹا دئے تمہارے گھر ویران کر دئے اور تمہارے وارثوں کو آمادہ کر دیا کہ وہ تمہارا ترکہ خاص رشتہ داروں میں جو تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکے اور ان قریبیوں میں جو غمزدہ ہیں مگر موت کو روک نہ سکے اور ان خوش ہونے والوں میں جنہیں ذرا افسوس نہیں تقسیم کر لیں۔

لہٰذا تمہیں چاہئے کہ تم پوری جد و جہد کر کے تیار ہو جاؤ سامان سفر مہیا کرو اور جہاں زاد راہ ملتا ہے اسے فراہم کر لو۔

کہیں تمہیں دُنیا اسی طرح دھوکا نہ دے جیسے تم سے پچھلی امتوں کو صدیوں دھوکا دیتی رہی ہے۔

الَّذِينَ احْتَلَبُوا دَرَّتَهَا، وَأَصَابُوا غِرَّتَهَا، وَأَفْنَوْا عِدَّتَهَا، وَأَخْلَقُوا جِدَّتَهَا وَأَصْبَحَتْ مَسَاكِنُهُمْ أَجْدَاثاً، وَأَمْوَالُهُمْ مِيرَاثاً.

جنہوں نے اس دنیا کا دودھ دوہا اور اس کی غفلت سے فائدے اٹھائے اس کے سامان ختم کئے اور اس کے نئے کو پرانا کیا اب ان کے گھر قبرستان بن گئے اور ان کے مال میراث بن کر بٹ گئے۔

لَا يَعْرِفُونَ مَنْ أَتَاهُمْ، وَلَا يَحْفِلُونَ مَنْ بَكَاهُمْ، وَلَا يُجِيبُونَ مَنْ دَعَاهُمْ.

جو ان کی قبروں پر آتا ہے اسے پہچانتے نہیں جو ان پر روتا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتے اور جو پکارتا ہے اسے جواب نہیں دیتے۔

فَاحْذَرُوا الدُّنْيَا فَإِنَّهَا غَدَّارَةٌ، غَرَّارَةٌ خَدُوعٌ، مُعْطِيَةٌ مَنُوعٌ، مُلْبِسَةٌ نَزُوعٌ، لَا يَدُومُ رَخَاؤُهَا، وَلَا يَنْقَضِي عَنَاؤُهَا وَلَا يَرْكُدُ بَلَاؤُهَا.

اس دنیا سے ڈرو کیوں کہ یہ غدار دھوکا باز اور فریبی ہے جو دیتی ہے پھر روک لیتی ہے، لباس پہناتی ہے پھر اتار لیتی ہے اس کے آرام ہمیشہ نہیں رہتے، اس کے دکھ درد ختم نہیں ہوتے اس کی بلائیں رکتی ہی نہیں۔

(وَمِنْهَا فِي صِفَةِ الزُّهَّادِ)

(اس کا جز زاہدوں کے اوصاف میں)

كَانُوا قَوْماً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَلَيْسُوا مِنْ أَهْلِهَا فَكَانُوا فِيهَا كَمَنْ لَيْسَ مِنْهَا، عَمِلُوا فِيهَا بِمَا يُبْصِرُونَ، وَبَادَرُوا فِيهَا مَا يَحْذَرُونَ.

وہ لوگ اس دنیا میں بستے تھے مگر دنیا والے نہ تھے وہ اس میں اس طرح رہے جیسے وہ یہاں کے تھے ہی نہیں وہ ان چیزوں پر عمل کرتے تھے جنہیں خوب پہچانتے تھے اور جس چیز میں خطرہ ہوتا اس سے دامن بچانے میں جلدی کرتے تھے

تَقَلَّبُ أَبْدَانُهُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِ الْآخِرَةِ، يَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُعَظِّمُونَ مَوْتَ أَجْسَادِهِمْ وَهُمْ أَشَدُّ إِعْظَاماً لِمَوْتِ قُلُوبِ أَحْيَائِهِمْ.

ان کے جسم گویا اہل آخرت میں گردش کر رہے تھے وہ دیکھتے تھے کہ دنیا والے جسموں کی موت کو بہت بڑی بات سمجھتے ہیں مگر وہ اسے بڑا جانتے تھے کہ خود زندہ رہیں اور دل مردہ ہو جائیں۔

خطبہ نمبر ۲۲۹

روانگی بصرہ کے وقت ذی قار میں

خَطَبَهَا بِذِي قَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى الْبَصْرَةِ، ذَكَرَهَا الْوَاقِدِيُّ فِي

امیر المومنین علیہ السلام نے بصرہ کی طرف جاتے ہوئے ذی قار میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا اس کو واقدی نے کتاب جمل

كِتَابِ الْجَمَلِ:

میں ذکر کیا ہے:

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَصَدَعَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ، وَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهٖ فَلَمَّ اللّٰهُ بِهِ الصَّدْعَ وَرَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ. وَاَلَّفَ بِهِ الشَّمْلَ ذَوِي الْاَرْحَامِ بَعْدَ الْعَدَاوَةِ الْوَاغِرَةِ فِي الصُّدُوْرِ، وَالضَّغَائِنِ الْقَادِحَةِ فِي الْقُلُوْبِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حکم تھا انہوں نے اسے کھول کر بیان کر دیا اور خدا کے پیغام لوگوں کو پہنچا دئیے۔ خدا نے ان کے ذریعے منتشر افراد کی شیرازہ بندی کر دی اور پراگندہ (جماعتوں) کو یکجا کر دیا اور ذوی الارحام میں باہم الفت و محبت پیدا کر دی اس کے بعد کہ ان کے سینوں میں عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی اور آگ بھڑکانے والے کینے ان کے دلوں میں بھرے ہوئے تھے۔

خُطبہ نمبر ۲۳۰

عبداللہ بن زمعہ سے خطاب

كَلَّمَ بِهٖ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ وَهُوَ مِنْ شِيْعَتِهٖ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ قَدِمَ عَلَيْهِ فِي خِلَافَتِهٖ يَطْلُبُ مِنْهُ مَالًا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. اِنَّ هٰذَا الْمَالَ لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ وَاِنَّمَا هُوَ فَيْءٌ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَجَلْبُ اَسْيَافِهِمْ فَاِنْ شَرِكْتَهُمْ فِي حَرْبِهِمْ كَانَ لَكَ مِثْلُ حَظِّهِمْ وَاِلَّا فَجَنَاةُ اَيْدِيْهِمْ لَا تَكُوْنُ لِغَيْرِ اَفْوَاهِهِمْ.

عبداللہ بن زمعہ جو آپ کے شیعوں میں شمار ہوتا تھا آپ کے زمانہ خلافت میں کچھ مال طلب کرنے کے لئے حضرت کے پاس آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ مال نہ میرا ہے اور نہ تیرا یہ تو مسلمانوں کا مشترک حق اور ان کی تلواروں کا جمع کیا ہوا ہے اگر تو ان کے ساتھ شریک کارزار ہوتا تو تجھے بھی ان کے برابر حصہ ملتا ورنہ ان کے ہاتھوں کا کمایا ہوا دوسروں کے منہ میں نہیں ڈالا جا سکتا۔

خطبہ نمبر ۲۳۱

کلام الامام امام الکلام

اَلَا اِنَّ اللِّسَانَ بَضْعَةٌ مِنَ الْاِنْسَانِ فَلَا يُسْعِدُهُ الْقَوْلُ اِذَا امْتَنَعَ

یاد رکھو کہ زبان جسم انسان کا ایک ٹکڑا ہے جب انسان (کا دماغ) بند ہو جائے تو پھر کلام اس کا ساتھ نہیں دیتا

وَلَا يُمْهِلُهُ النُّطْقُ إِذَا اتَّسَعَ۔

اور جب معلومات وسیع ہوں تو پھر کلام زبان کو رکنے کی مہلت نہیں دیتا۔

وَإِنَّا لَأُمَرَاءُ الْكَلَامِ، وَفِينَا تَنَشَّبَتْ عُرُوقُهُ، وَعَلَيْنَا تَهَدَّلَتْ غُصُونُهُ۔

اور ہم اہل بیت کلام کے امام ہیں وہ ہماری رگ و پے میں سمایا ہوا ہے اور اس کی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں۔

وَاعْلَمُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ أَنَّكُمْ فِي زَمَانٍ الْقَائِلُ فِيهِ بِالْحَقِّ قَلِيلٌ، وَاللِّسَانُ عَنِ الصِّدْقِ كَلِيلٌ، وَاللَّازِمُ لِلْحَقِّ ذَلِيلٌ، أَهْلُهُ مُعْتَكِفُونَ عَلَى الْعِصْيَانِ، مُصْطَلِحُونَ عَلَى الْإِدْهَانِ۔

اور خدا تم پر رحم کرے یہ بھی جان لو کہ تم ایسے عہد میں ہو جب بولنے والے کم سچ بولنے سے زبانیں کند، حق کے پابند ذلیل و خوار ہیں زبان والے خدا کی نافرمانی پر جمے ہوئے ہیں اور ظاہرداری کے طور پر باہم صلح کر لیتے ہیں۔

فَتَاهُمْ عَارِمٌ، وَشَائِبُهُمْ آثِمٌ، وَعَالِمُهُمْ مُنَافِقٌ، وَقَارِئُهُمْ مُمَاذِقٌ، لَا يُعَظِّمُ صَغِيرُهُمْ كَبِيرَهُمْ، وَلَا يَعُولُ غَنِيُّهُمْ فَقِيرَهُمْ۔

ان کے جوان بدخو، بوڑھے خطارکار ہیں ان کے عالم منافق اور واعظ چاپلوس ہیں نہ ان کے چھوٹے بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں اور نہ مال دار محتاجوں کی امداد کرتے ہیں۔

خطبہ نمبر ۲۳۲

اختلاف شکل و صورت کا راز

رَوَى (ذعلب) الْيَمَانِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِحْيَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ ذُكِرَ عِنْدَهُ اخْتِلَافُ النَّاسِ

یغلب یمانی نے احمد بن قتیبہ سے انہوں نے عبداللہ بن یزید سے انہوں نے مالک بن دحیہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ہم امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھے کہ لوگوں کے اختلافات کا ذکر چلا تو آپؑ نے فرمایا:

فَقَالَ: إِنَّمَا فَرَّقَ بَيْنَهُمْ مَبَادِئُ طِينِهِمْ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا فِلْقَةً مِنْ سَبَخِ أَرْضٍ وَعَذْبِهَا، وَحَزْنِ تُرْبَةٍ وَسَهْلِهَا، فَهُمْ عَلَى حَسَبِ قُرْبِ أَرْضِهِمْ يَتَقَارَبُونَ، وَعَلَى قَدْرِ اخْتِلَافِهَا يَتَفَاوَتُونَ۔

ان کی طبیعت جس زمین سے بنی اس نے فرق پیدا کر دیا کیوں کہ وہ شور و شیریں زمین اور سخت و نرم مٹی کے ٹکڑے تھے تو یہ زمین کے قریب کے لحاظ سے متفق اور مختلف ہونے کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔

فَتَامُّ الرُّوَاءِ نَاقِصُ الْعَقْلِ، وَمَادُّ الْقَامَةِ قَصِيرُ الْهِمَّةِ، وَزَاكِي الْعَمَلِ قَبِيحُ الْمَنْظَرِ، وَقَرِيبُ الْقَعْرِ بَعِيدُ السَّبْرِ، وَمَعْرُوفُ الضَّرِيبَةِ

یہی سبب ہے کہ (اکثر) نیک صورت انسان کم عقل اور بلند قامت پست ہمت ہوتا ہے، نیک کردار بدصورت اور چھوٹے قد والا دوراندیش ہوتا ہے اور نیک فطرت کسی

مُنْكَرُ الْجِبِلَّةِ وَتَائِهُ الْقَلْبِ مُتَفَرِّقُ اللُّبِّ وَذَلِيقُ اللِّسَانِ حَدِيدُ الْجَنَانِ۔	بری عادت کا شکار، پریشان دل والا، پراگندہ خیال، چلتی ہوئی زبان والا مضبوط دل رکھتا ہے۔

ؔ یہ خیال نہ ہو کہ اس خطبہ میں اختلاف و افعال و اعمال کا ذکر ہے اس لئے کہ ظاہر ہے کہ ہر انسان کسی خطۂ زمین کا رہنے والا ہے فاعل مختار پیدا کیا گیا ہے اور اسے اس کی صلاحیت کے مطابق نیک و بد کی ہدایت کی گئی ہے جو نیک و بد افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں وہ اس کی مرضی اور اختیار سے سرزد ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ مستحق سزا و جزا ہے۔ بلکہ اس خطبہ میں اختلاف شکل و صورت و قد و قامت و رنگ و ضعف و قوت ان مخصوص صفات و خصوصیات میں اختلاف کا ذکر ہے جو فطری طور پر ہر خطۂ ارض کے رہنے والوں میں من جانب اللہ موجود ہوتے ہیں جو نہ کسی کے قدرت و اختیار میں ہیں اور نہ ان کا کسی کے افعال سے تعلق ہے نہ ان پر جزا و سزا کا دار و مدار ہے۔

جب کہ سب انسان حضرت آدمؑ و حوا کی اولاد ہیں تو یہ سوال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایک ماں باپ کی اولاد میں ان کی شکل و صورت رنگ، نقش و نگار، قد و قامت، قوت و ضعف اور زبان میں اس قدر اختلاف کیوں ہے۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اپنی اپنی طینت کا اثر ہے جو قدرت کی جانب سے ان میں پایا جاتا ہے جیسا کہ کرۂ ارض کے مختلف خطوں زمینوں، وہاں کی آب و ہوا، پیداوار اور غذاؤں اور اس کے مطابق ان کی فطری عادتوں سے ظاہر و ہویدا ہے۔

خُطبہ نمبر ۲۳۳

غُسل رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قَالَهُ وَهُوَ يَلِي غُسْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَتَجْهِيزَهُ۔	رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل و کفن دیتے وقت فرمایا:
بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْإِنْبَاءِ وَأَخْبَارِ السَّمَاءِ۔ خَصَّصْتَ حَتَّى صِرْتَ مُسَلِّياً عَمَّنْ سِوَاكَ وَعَمَّمْتَ حَتَّى صَارَ النَّاسُ فِيكَ سَوَاءً۔	یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کی رحلت فرمانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ ختم و منقطع ہو گیا جو کسی اور کی رحلت سے نہیں ہوا آپؐ کی مصیبت اہل بیت کے لئے ایسی خاص ہے جس نے انہیں دوسرے غم (گویا) بھلا دیئے ہیں اور ایسی عام ہے کہ آپ کے غم میں سب لوگ برابر سے سوگوار ہیں۔

لَوْلَا اَنَّكَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَاَنْفَدْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّؤُوْنِ۔

اگر آپؐ نے صبر کا حکم نہ دیا اور جزع و فزع سے نہ روکا ہوتا تو ہم آپؐ کے غم میں روتے روتے آنسوؤں کا ذخیرہ ختم دیتے۔

وَلَكَانَ الدَّاءُ مُمَاطِلًا وَالْكَمَدُ مُحَالِفًا وَقَلَّا لَكَ، وَلٰكِنَّهٗ مَا لَا يُمْلَكُ رَدُّهٗ وَلَا يُسْتَطَاعُ دَفْعُهٗ بِاَبِيْ۔

اور یہ درد علاج کا ممنون احسان نہ ہوتا اور یہ حزن و غم عمر بھر ساتھ نہ چھوڑتا (اس کے باوجود) یہ گریہ و بکا اور حزن و غم آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں کم ہوتا لیکن موت کا پلٹانا یا دور رکھنا کسی کے بس یا اختیار میں نہیں ہے۔

اَنْتَ وَ اُمِّيْ اُذْكُرْنَا عِنْدَ رَبِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ بَالِكَ۔

میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں ہمیں بھی اپنے پروردگار کے پاس یاد کیجیے گا اور ہمارا خیال رکھیے گا۔

خطبہ نمبر ۲۳۴

ہجرت کے بعد

فِيْهِ يَقْتَصُّ فِيْهِ ذِكْرَ مَا كَانَ مِنْهُ بَعْدَ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ثُمَّ لَحَاقِهٖ بِهٖ: فَجَعَلْتُ اَتْبَعُ مَاْخَذَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَاَطَاُ ذِكْرَهٗ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى الْعَرَجِ۔

اس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد اپنی حالت پھر ان تک پہنچنے کی کیفیت بیان فرمائی ہے: میں اس راستہ سے چلا جس راستہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے تھے اور آپؐ کے ذکر کے خطوط پر قدم رکھتا ہوا مقام عرج تک پہنچ گیا۔

فِيْ كَلَامٍ طَوِيْلٍ قَالَ الشَّرِيْفُ: قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "فَاَطَاُ ذِكْرَهٗ" مِنَ الْكَلَامِ الَّذِيْ رُمِيَ بِهٖ اِلٰى غَايَتَيِ الْاِيْجَازِ وَالْفَصَاحَةِ اَرَادَ اَنِّيْ كُنْتُ اُعْطٰى خَبَرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مِنْ بَدْءِ خُرُوْجِيْ اِلٰى اَنِ انْتَهَيْتُ اِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَكَنّٰى عَنْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْكِنَايَةِ الْعَجِيْبَةِ۔

شریف رضی فرماتے ہیں کہ یہ ایک طویل کلام کا جز ہے اور فاطأ ذکرہ میں جس انتہا درجہ کے اختصار اور فصاحت کو مدنظر رکھا گیا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ ابتدائے سفر سے لے کر یہاں تک کہ میں مقام عرج تک پہنچا برابر آپؐ کی اطلاعات مجھے پہنچ رہی تھیں آپؐ نے اس مطلب کو کس عجیب و غریب کنایہ سے ادا فرمایا ہے۔

خطبہ نمبر ۲۲۵

عمل کی مہلت

فَاعْمَلُوْا وَاَنْتُمْ فِيْ نَفَسِ الْبَقَاءِ، وَالصُّحُفُ مَنْشُوْرَةٌ، وَالتَّوْبَةُ مَبْسُوْطَةٌ وَالْمُدْبِرُ يُدْعٰى وَالْمُسِيْءُ يُرْجٰى قَبْلَ اَنْ يَخْمُدَ الْعَمَلُ، وَيَنْقَطِعَ الْمَهَلُ وَيَنْقَضِيَ الْاَجَلُ وَيُسَدَّ بَابُ التَّوْبَةِ وَتَصْعَدَ الْمَلَائِكَةُ۔

اس حالت میں کہ تمہیں زندگی کی آسائش حاصل ہے (کچھ) عمل کرلو صحیفۂ عمل کھلے ہوئے ہیں توبہ کا دامن پھیلا ہوا ہے خدا سے رُخ پھیرنے والوں کو (عمل کی) دعوت دی جا رہی ہے۔ بدکار کو امید دلائی جا رہی ہے (کہ توبہ کرلے) اس سے پہلے کہ عمل کا چراغ گل ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں۔

فَاَخَذَ امْرُؤٌ مِنْ نَفْسِهِ لِنَفْسِهِ، وَاَخَذَ مِنْ حَيٍّ لِمَيِّتٍ وَمِنْ فَانٍ لِبَاقٍ، وَمِنْ ذَاهِبٍ لِدَائِمٍ۔

وہ انسان کبھی ہے جس نے اپنے نفس سے اپنے لئے اور زندہ سے مردہ کے لئے اور فانی سے باقی کے لئے اور جانے والی زندگی سے حیات ابدی کے لئے فائدہ حاصل کیا۔

امْرُؤٌ خَافَ اللّٰهَ وَهُوَ مُعَمَّرٌ اِلٰى اَجَلِهِ وَمَنْظُوْرٌ اِلٰى عَمَلِهِ، امْرُؤٌ اَلْجَمَ نَفْسَهُ بِلِجَامِهَا وَزَمَّهَا بِزِمَامِهَا، فَاَمْسَكَهَا بِلِجَامِهَا عَنْ مَعَاصِي اللّٰهِ وَقَادَهَا بِزِمَامِهَا اِلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ۔

وہ انسان بھی ہے جو خدا سے ڈرے جسے ایک مدت تک عمر دی گئی ہے اور عمل کے لئے مہلت بھی ملی ہے وہ انسان بھی ہے جس نے اپنے نفس کو لگام دے دی ہے اس کی باگیں چڑھا کر اس کو قبضہ میں رکھا ہے اور لگام کے ذریعہ سے خدا کی نافرمانیوں سے روک کر خدا کی اطاعت کی طرف کھینچ لایا ہے۔

خطبہ نمبر ۲۲۶

حکمین کے بارے میں

فِيْ شَاْنِ الْحَكَمَيْنِ وَذَمِّ اَهْلِ الشَّامِ:

ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص دونوں ثالثوں کے بارے میں اور اہل شام کی مذمت میں فرمایا:

جُفَاةٌ طَغَامٌ، وَعَبِيْدٌ اَقْزَامٌ جُمِعُوْا

وہ تند دل، بدقماش، لٹیرے کہتے ہیں جو ہر طرف سے

مِنْ كُلِّ أَوْبٍ، وَتُلُقِّطُوا مِنْ كُلِّ شَوْبٍ، مِمَّنْ يَنْبَغِي أَنْ يُفَقَّهَ وَيُؤَدَّبَ، وَيُعَلَّمَ وَيُدَرَّبَ، وَيُوَلَّى عَلَيْهِ، وَيُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهِ.

سمیٹ کر لے گئے ہیں اور مخلوط النسب لوگوں میں سے چن لئے گئے ہیں یہ ان (جاہلوں) میں سے ہیں جو اس قابل ہیں کہ انہیں اسلام کے متعلق بتایا جائے سکھایا جائے (اچھائی اور برائی کا فرق) بتایا جائے (عمل کی) مشق کرائی جائے اور ان پر کوئی نگران مقرر کیا جائے اور ان کے ہاتھ پکڑ کر چلایا جائے۔

لَيْسُوا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَلَا مِنَ الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ.

نہ وہ مہاجر ہیں نہ انصار اور نہ ان لوگوں میں سے جو مدینہ میں ثابت قدم رہے۔

أَلَا وَإِنَّ الْقَوْمَ اخْتَارُوا لِأَنْفُسِهِمْ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِمَّا يُحِبُّونَ، وَإِنَّكُمُ اخْتَرْتُمْ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِمَّا تَكْرَهُونَ.

دیکھو اہل شام نے تو اپنے لئے ایسے شخص کو چن لیا جو ان کے محبوب مقصد کے لئے بہت قریب ہے اور تم نے ایسے شخص کا انتخاب کیا ہے جو تمہارے ناپسندیدہ مقصد سے بہت نزدیک ہے۔

وَإِنَّمَا عَهْدُكُمْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ: إِنَّهَا فِتْنَةٌ، فَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ، وَشِيمُوا سُيُوفَكُمْ. فَإِنْ كَانَ صَادِقاً فَقَدْ أَخْطَأَ بِمَسِيرِهِ غَيْرَ مُسْتَكْرَهٍ، وَإِنْ كَانَ كَاذِباً فَقَدْ لَزِمَتْهُ التُّهَمَةُ. فَادْفَعُوا فِي صَدْرِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، وَخُذُوا مَهَلَ الْأَيَّامِ وَحُوطُوا قَوَاصِيَ الْإِسْلَامِ.

تم کو عبد اللہ بن قیس (ابو موسٰی) کا کل والا وقت یاد ہوگا کہ (وہ کہتا پھرتا تھا) کہ یہ جنگ ایک فتنہ ہے بس اپنی کمانوں کے چلّے توڑ ڈالو اور تلواریں نیاموں میں رکھ لو، تو اگر وہ اپنے اس قول میں سچا تھا تو تمہارے سامنے آنے میں غلطی کی جب کہ اس پر جبر بھی نہیں کیا گیا تھا اور اگر جھوٹا تھا تو اس پر (نفاق کی) تہمت لازم ہے (پھر اس پر اعتماد کیسا؟) عمرو بن عاص کے سینہ کا راز توڑنے کے لئے عبد اللہ بن عباس کو منتخب کر دو اور ان دنوں کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دو اور اسلامی ملک کی سرحدوں کو گھیر لو۔

أَلَا تَرَوْنَ إِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى، وَإِلَى صَفَاتِكُمْ تُرْمَى.

کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمہارے شہروں پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری قوت پر تیر اندازی کی جا رہی ہے۔

خطبہ نمبر ۲۲۷

آلِ محمد علیہم السّلام

يَذْكُرُ فِيهَا آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ:

هُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ وَمَوْتُ الْجَهْلِ يُخْبِرُكُمْ حِلْمُهُمْ عَنْ عِلْمِهِمْ وَ ظَاهِرُهُمْ عَنْ بَاطِنِهِمْ وَصَمْتُهُمْ عَنْ حِكَمِ مَنْطِقِهِمْ، لَا يُخَالِفُونَ الْحَقَّ وَلَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ هُمْ دَعَائِمُ الْإِسْلَامِ وَوَلَائِجُ الْاِعْتِصَامِ.

بِهِمْ عَادَ الْحَقُّ فِي نِصَابِهِ، وَانْزَاحَ الْبَاطِلُ عَنْ مُقَامِهِ، وَانْقَطَعَ لِسَانُهُ عَنْ مَنْبِتِهِ.

عَقَلُوا الدِّينَ عَقْلَ وِعَايَةٍ وَ رِعَايَةٍ، لَا عَقْلَ سَمَاعٍ وَرِوَايَةٍ. فَإِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيرٌ وَرُعَاتَهُ قَلِيلٌ۔

اس میں آلِ محمد علیہم السّلام کا ذکر فرمایا ہے:

آلِ محمد علیہم السّلام علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں ان کا حلم ان کے علم کی خبر دیتا ہے اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کے کلام کی حکمتوں کا پتہ دیتی ہے وہ کبھی حق کی مخالفت نہیں کرتے اور نہ حق میں باہم اختلاف کرتے ہیں وہ اسلام کے ستون اور اس کی پناہ گاہیں ہیں۔

انہی کی بدولت حق اپنے مقام پر واپس آیا اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی۔

انہوں نے دین کو اس کی حفاظت کرکے اور اس پر عمل کرکے پہچانا ہے نہ یہ کہ سُن سنا کر اور نقل سے اسے جانا ہے یوں تو علم کے راوی بہت ہیں مگر اس پر عمل کرکے اس کی نگرانی کرنے والے کم ہیں۔

خطبہ نمبر ۲۲۸

حضرت عثمان کا خط

قَالَهُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَقَدْ جَاءَهُ بِرِسَالَةٍ مِنْ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ يَسْأَلُهُ فِيهَا الْخُرُوجَ إِلَى مَالِهِ بِيَنْبُعَ لِيَقِلَّ هَتْفُ النَّاسِ بِاسْمِهِ لِلْخِلَافَةِ بَعْدَ أَنْ كَانَ سَأَلَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

جن دنوں حضرت عثمان بن عفان محاصرہ میں تھے عبداللہ بن عباس عثمان کی ایک تحریر لے کر امیرالمومنینؑ کے پاس آئے کہ آپ اپنی زمین ینبع کی طرف چلے جائیں تاکہ جو لوگ خلافت کے لئے آپؑ کا نام لے کر پکار رہے ہیں، اس میں کمی آجائے اور وہ آپؑ سے ایسی درخواست پہلے بھی کر چکے تھے جس پر حضرتؑ نے ابن عباس سے فرمایا:

يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا يُرِيدُ عُثْمَانُ إِلَّا أَنْ يَجْعَلَنِي جَمَلاً نَاضِحاً بِالْغَرْبِ أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ، بَعَثَ إِلَيَّ أَنْ أَخْرُجَ ثُمَّ بَعَثَ إِلَيَّ أَنْ أَقْدُمَ، ثُمَّ هُوَ الْآنَ يَبْعَثُ إِلَيَّ أَنْ أَخْرُجَ۔ وَاللهِ لَقَدْ دَفَعْتُ عَنْهُ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ آثِماً۔

اے ابن عباس! عثمان تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ مجھے اپنا پانی کھینچنے والا اونٹ بنا لیں جو ڈول کے ساتھ کبھی آگے بڑھتا ہے اور کبھی پیچھے ہٹتا رہتا ہے انہوں نے پہلے بھی پیغام بھیجا تھا کہ میں مدینہ سے باہر چلا جاؤں اس کے بعد یہ پیغام بھیجا کہ میں پلٹ آؤں اب پھر وہ یہ پیغام بھیجتے ہیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں، خدا کی قسم میں انہیں بچاتا ہی رہا یہاں تک کہ اب مجھے ڈر ہے کہ مدد دینے سے میں کہیں گنہگار نہ ہو جاؤں۔

خطبہ نمبر ۲۳۹

اپنے اصحاب کو جہاد کے لئے تیاری کا حکم

يَحُثُّ فِيهِ أَصْحَابَهُ عَلَى الْجِهَادِ: وَاللهُ مُسْتَأْدِيكُمْ شُكْرَهُ وَمُوَرِّثُكُمْ أَمْرَهُ، وَمُمْهِلُكُمْ فِي مِضْمَارٍ مَحْدُودٍ، لِتَتَنَازَعُوا سَبَقَهُ. فَشُدُّوا عُقَدَ الْمَآزِرِ، وَاطْوُوا فُضُولَ الْخَوَاصِرِ، وَلَا تَجْتَمِعُ عَزِيمَةٌ وَوَلِيمَةٌ.

مَا أَنْقَضَ النَّوْمَ لِعَزَائِمِ الْيَوْمِ، وَأَمْحَى الظُّلَمَ لِتَذَاكِيرِ الْهِمَمِ۔

اپنے اصحاب کو جہاد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

خداوند عالم چاہتا ہے کہ تم اس کا شکر ادا کرو اس نے اپنے اقتدار کا تمہیں مالک بنا دیا ہے اس نے اس محدود میدان میں تمہیں مہلت دی ہے کہ سبقت کا انعام لینے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کرو مضبوطی سے کمریں کس لو دامن گردان لو، ہمت کی بلندی اور دعوتوں کا لالچ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

دن کی جنگوں کے لئے گہری نیند کس قدر مضر ہے رات کے اندھیرے ہمت و جرأت کو کس قدر مٹانے والے ہیں۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ مصابیح الدجی والعروۃ الوثقی وسلم تسلیما کثیرا۔

کلام امیرالمومنینؑ کا ایک معجزہ

خُطبہ بغیرالف

اس خطبہ کی انگریزی، فارسی، اردو شرحوں کی اشاعت اس کی اہمیت و مقبولیت کی دلیل ہے۔ نہج البلاغہ میں آپؑ کے متعدد خطبے ایسے ہیں جو اعجازی شان رکھتے ہیں۔ آپؑ کا کلام خطب ہوں یا کتب یا عز، حکم پراز حکمت احکام الٰہیہ کا مصدر، دین حق کا منبع، حقیقت و طریقت کا سرچشمہ، حقیقت و معرفت کا سمندر، مقصد الٰہی کا ایسا مظہر ہیں کہ ان کی مثال اوّلین و آخرین کے کلام میں موجود نہیں ہے جس کا لفظ لفظ وحی ربانی کا ترجمان اور کلام الٰہیہ کا آئینہ ہے۔

اس لئے اس پر تعجب یا شک نہیں کیا جاسکتا۔ یہ خطبہ بھی آپؑ ہی کے ارشادات حالیہ سے ہے اسی لئے ادب و مناقب کی متعدد کتابوں میں اسے نقل کیا گیا ہے۔ ہماری بدنصیبی ہوگی اگر اس چشمۂ فیض سے محروم رہیں اور اس بحر زخار سے پیاسے واپس آئیں۔ اس لئے آخر میں اسے درج کیا جاتا ہے۔

خُطبہ بغیرالف

(جو بلا غور و فکر کے ارتجالاً ارشاد فرمایا)

حَمِدْتُ مَنْ عَظُمَتْ مِنَّتُهٗ وَسَبَغَتْ نِعْمَتُهٗ وَسَبَقَتْ رَحْمَتُهٗ وَتَمَّتْ كَلِمَتُهٗ وَنَفَذَتْ مَشِيَّتُهٗ وَبَلَغَتْ حُجَّتُهٗ وَ عَدَلَتْ قَضِيَّتُهٗ۔

میں نے اس کی حمد کی جس کا احسان عظیم اور نعمت وسیع ہے اس کی رحمت اس کے غضب سے پہلے آتی ہے، اس کا حکم کامل ہے اس کی مشیت (کا فیصلہ) نافذ ہے اس کی حجت پہنچ چکی ہے اس کا فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہے۔

حَمِدْتُهٗ حَمْدَ مُقِرٍّ بِرُبُوْبِيَّتِهٖ مُتَخَضِّعٍ لِعُبُوْدِيَّتِهٖ مُتَنَصِّلٍ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ مُعْتَرِفٍ بِتَوْحِيْدِهٖ مُسْتَعِيْذٍ مِنْ وَعِيْدِهٖ۔

میں خدا کی حمد اس طرح کرتا ہوں جس طرح وہ حمد کرتا ہے جو خدا کی ربوبیت کا اقرار کرنے والا اس کی بندگی میں فروتنی کرنے والا اس کی نافرمانی سے اجتناب کرنے والا، اس کی توحید کا اقرار کرنیوالا اور اس کے قہر و غضب سے پناہ مانگنے والا۔

مُؤَمِّلُ مَنْ رَبِّهٖ مَغْفِرَةٌ تُنْجِيْهِ يَوْمَ يَشْغَلُ كُلٌّ عَنْ فَصِيْلَتِهٖ وَبَنِيْهِ۔

جس طرح وہ حمد کرے جو قیامت کے دن اس کی مغفرت درجات کا امیدوار ہو جس دن ہر شخص اپنے رشتہ داروں اور اولاد سے بے پرواہ اپنی ہی حالت میں مبتلا ہوگا۔

وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَرْشِدُهٗ وَنَسْتَهْدِيْهِ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ۔

ہم اس سے مدد اور رشد و ہدایت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

شَهِدْتُ لَهٗ شُهُوْدَ عَبْدٍ مُخْلِصٍ مُوْقِنٍ وَفَرَّدْتُهٗ تَفْرِيْدَ مُؤْمِنٍ مُتَيَقِّنٍ وَوَحَّدْتُهٗ تَوْحِيْدَ عَبْدٍ مُذْعِنٍ۔

میں نے اس کی گواہی دی اس بندہ خالص کی طرح جو اس کی ذات پر یقین رکھتا ہے اور میں نے اس مومن کی طرح اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے کا اقرار کیا جسے اس پر یقین ہے اور اس طرح اس کی توحید کا اقرار کیا ہے جیسے یقین رکھنے والا بندہ۔

لَيْسَ لَهٗ شَرِيْكٌ فِيْ مُلْكِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ سَهِيْمٌ وَلِيٌّ فِيْ صُنْعِهٖ۔

اس کی سلطنت اور صنائع (عالم) ہونے میں نہ کوئی اس کا شریک ہے نہ کوئی حصہ دار اور نہ کوئی ولی و مالک۔

جَلَّ عَنْ مُشِيْرٍ وَوَزِيْرٍ وَعَنْ عَوْنٍ وَمُعِيْنٍ وَنَصِيْرٍ وَنَظِيْرٍ۔

اس کی ذات اس سے بلند ہے کہ اس کا کوئی مشیر یا وزیر یا مددگار یا کمک کرنے والا یا نظیر ہو۔

عَلِمَ فَسَتَرَ وَبَطَنَ فَخَبَرَ وَمَلَكَ فَقَهَرَ۔

وہ سب کچھ جانتا ہے مگر عیب پوشی کرتا ہے باطن کے حال سے واقف اور باخبر ہے اس کی حکومت سب پر غالب ہے۔

وَعُصِيَ فَغَفَرَ وَحَكَمَ فَعَدَلَ وَتَكَرَّمَ وَتَفَضَّلَ۔

اس کی نافرمانی کی جاتی ہے مگر وہ بخش دیتا ہے اس کا ہر حکم عدل و انصاف ہوتا ہے وہ کرم گستر اور مہربان ہے۔

لَمْ يَزَلْ وَلَنْ يَزُوْلَ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَبَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ۔

وہ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا اس کا مثل کوئی نہیں وہ ہر شئے سے پہلے اور ہر شئے کے بعد ہے۔

رَبٌّ مُتَعَزِّزٌ (مُتَفَرِّدٌ) بِعِزَّتِهٖ وَمُتَمَكِّنٌ بِقُوَّتِهٖ۔

وہ ایسا پروردگار ہے جو اپنی عزت میں فرد فرید ہے اور اپنی قوت سے ہر شئے پر حکمران ہے۔

مُتَقَدِّسٌ بِعُلُوِّهٖ مُتَكَبِّرٌ بِسُمُوِّهٖ۔

اپنی بڑائی کی وجہ سے وہ مقدس اور پاک ہے اور اپنی شان کی وجہ سے شئے سے بلند ہے۔

لَيْسَ يُدْرِكُهٗ بَصَرٌ وَلَمْ يُحِطْ بِهٖ نَظَرٌ قَوِيٌّ مَنِيْعٌ بَصِيْرٌ سَمِيْعٌ رَؤُوْفٌ رَحِيْمٌ۔

نہ کوئی آنکھ اس کا ادراک کر سکتی ہے نہ کوئی نظر اسے گھیر سکتی ہے وہ قوی و برتر ہے ہر چیز کو دیکھتا اور ہر آواز کو سنتا ہے وہ مہربان و رحیم ہے۔

عَجَزَ عَنْ وَصْفِهِ مَنْ وَصَفَهُ (يَصِفُهُ) وَضَلَّ عَنْ نَعْتِهِ مَنْ عَرَفَهُ۔

جس نے بھی اس کی صفت بیان کرنا چاہی، عاجز آگیا اور جس نے اسے پہچانا اس کی تعریف سے متحیر ہوگیا۔

قَرُبَ فَبَعُدَ وَبَعُدَ فَقَرُبَ يُجِيبُ دَعْوَةَ مَنْ يَدْعُوهُ وَيَرْزُقُهُ وَيَحْبُوهُ۔

وہ قریب ہونے کے باوجود دور رہے اور دور رہنے کے باوجود قریب ہے جو اس سے دعا کرتا ہے اسے قبول کرتا ہے رزق دیتا ہے اور اس پر بخشش کرتا ہے۔

ذُو لُطْفٍ خَفِيٍّ وَبَطْشٍ قَوِيٍّ وَرَحْمَةٍ مُوسِعَةٍ وَعُقُوبَةٍ مُوجِعَةٍ رَحْمَتُهُ جَنَّةٌ عَرِيضَةٌ مُونِقَةٌ وَعُقُوبَتُهُ جَحِيمٌ مَمْدُودَةٌ مُوبِقَةٌ۔

اس کا لطف خفی اور گرفت مضبوط ہے اس کی رحمت وسیع اور عذاب دردناک ہے اس کی رحمت وہ جنت ہے جو وسیع اور پرلطف ہے اور عذاب دوزخ ہے جو پھیلا ہوا اور مہلک ہے۔

وَشَهِدْتُ بِبَعْثِ مُحَمَّدٍ رَسُولِهِ وَعَبْدِهِ وَصَفِيِّهِ وَنَبِيِّهِ (نَجِيِّهِ) وَحَبِيبِهِ وَخَلِيلِهِ۔

اور میں نے گواہی دی ان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر جو اس کے رسول عبد خاص چنے ہوئے اس سے باتیں کرنے والے پاک اور اس کے محبوب اور دوست ہیں۔

بَعَثَهُ فِي خَيْرِ عَصْرٍ وَحِينَ فَتْرَةٍ وَكُفْرٍ رَحْمَةً لِعَبِيدِهِ وَمِنَّةً لِمَزِيدِهِ وَخَتَمَ بِهِ نُبُوَّتَهُ وَشَيَّدَ بِهِ حُجَّتَهُ۔

انہیں ایسے بہترین دور میں مبعوث فرمایا جب زمانہ نبی سے خالی تھا کفر کا دور دورہ تھا اس لئے کہ اپنے بندوں پر رحم واحسان کرے مزید برآں یہ کہ ان پر اپنی نبوت کو ختم اور اپنی حجت کو مضبوط کر دیا۔

فَوَعَظَ وَنَصَحَ وَبَلَّغَ وَكَدَحَ۔

پس انہوں نے وعظ ونصیحت فرمائی، خدا کا حکم بندوں کو پہنچایا اور ہر طرح سے اس کی کوشش کی۔

رَؤُوفٌ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ رَحِيمٌ سَخِيٌّ رَضِيٌّ وَلِيٌّ زَكِيٌّ عَلَيْهِ رَحْمَةٌ وَتَسْلِيمٌ وَبَرَكَةٌ وَتَعْظِيمٌ وَتَكْرِيمٌ مِنْ رَبٍّ غَفُورٍ رَحِيمٍ قَرِيبٍ مُجِيبٍ حَلِيمٍ۔

وہ ہر مومن پر مہربان تھے رحم کرتے تھے، سخی تھے اولی باشرف تھے، پاکیزہ تھے ان پر درود وسلام اور برکت واکرام ہو بس بخشنے والے رب کی طرف سے بخشنے والا، قریب دعائیں قبول کرنے والا اور حلیم ہے۔

وَصَّيْتُكُمْ مَعْشَرَ مَنْ حَضَرَنِي بِوَصِيَّةِ رَبِّكُمْ وَذَكَّرْتُكُمْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِرَهْبَةٍ تُسَكِّنُ قُلُوبَكُمْ وَخَشْيَةٍ تُذْرِي دُمُوعَكُمْ وَتَقِيَّةٍ

حاضرین مجلس میں تمہیں تمہارے پروردگار کا فرمان سناتا ہوں اور میں تم کو تمہارے پیغمبر کا طرز عمل یاد دلاتا ہوں تم پر لازم ہے کہ اس سے ڈرتے رہو تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے اور خدا سے ایسا خوف کرو کہ تمہاری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور

تُنْجِيكُمْ قَبْلَ يَوْمٍ يُبْلِسُكُمْ وَتَدْهَكُمْ۔

يَوْمَ يَفُوزُ فِيهِ مَنْ ثَقُلَ وَزْنُ حَسَنَتِهِ وَخَفَّ وَزْنُ سَيِّئَتِهِ۔

وَلْتَكُنْ مَسْئَلَتُكُمْ وَتَمَلُّقُكُمْ مَسْئَلَةَ ذُلٍّ وَخُضُوعٍ وَشُكْرٍ وَخُشُوعٍ بِتَوْبَةٍ وَنُزُوعٍ وَتَنَدُّمٍ وَرُجُوعٍ۔

وَلْيَغْتَنِمْ كُلُّ مُغْتَنِمٍ مِنْكُمْ صِحَّتَهُ قَبْلَ سَقَمِهِ وَشَبِيبَتَهُ قَبْلَ هَرَمِهِ وَسَعَتَهُ قَبْلَ فَقْرِهِ وَفَرْغَتَهُ قَبْلَ شُغْلِهِ وَحَضَرَهُ قَبْلَ سَفَرِهِ۔

وَتَهُوتَنَّ قَبْلَ تَكَبُّرٍ وَتَهَرُّمٍ وَتَمَرُّضٍ وَتَسَقُّمٍ يَمَلُّهُ طَبِيبُهُ وَيُعْرِضُ عَنْهُ حَبِيبُهُ وَيَنْقَطِعُ عُمْرُهُ وَيَتَغَيَّرُ عَقْلُهُ۔

ثُمَّ قِيلَ مَوْعُوكٌ وَجِسْمُهُ مَنْهُوكٌ۔ ثُمَّ جُدَّ فِي نَزْعٍ شَدِيدٍ وَحَضَرَهُ كُلُّ قَرِيبٍ وَبَعِيدٍ فَشَخَصَ بَصَرُهُ وَطَمَحَ نَظَرُهُ وَرَشَحَ جَبِينُهُ وَعَطَفَ عَرِينُهُ وَسَكَنَ حَنِينُهُ وَجُذِبَتْ نَفْسُهُ وَبَكَتْهُ عِرْسُهُ وَحُفِرَ رَمْسُهُ وَيُتِّمَ وُلْدُهُ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ عَدَدُهُ وَقُسِّمَ جَمْعُهُ وَذَهَبَ بَصَرُهُ وَسَمْعُهُ۔

وَمُدِّدَ وَجُرِّدَ وَعُرِّيَ وَغُسِّلَ وَنُشِّفَ وَسُجِّيَ وَبُسِطَ لَهُ وَهُيِّئَ وَنُشِرَ عَلَيْهِ كَفَنُهُ

ایسے پرہیزگار ہو جاؤ جو تم کو نجات دلائے قبل اس کے کہ امتحان کا دن آجائے اور صرف اپنی فکر میں سب سے غافل ہو جانا پڑے۔ اس دن وہی شخص کامیاب ہوگا جس کی نیکی کا پلہ بھاری اور گناہوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔

تمہیں چاہیئے کہ جب خدا سے دعا کرو تو گڑگڑا کر اپنے کو ذلیل سمجھ کر عاجزی وانکسار وندامت اور رجوع قلب کے ساتھ دل سے گناہوں کا خیال دور کر کے۔

تمہیں چاہیئے کہ بیماری سے پہلے صحت کو بڑھاپے سے پہلے جوانی کو فقر سے پہلے فارغ البالی کو اور کاموں میں مصروف ہونے سے پہلے فراغت کو اور سفر سے پہلے حضر کو غنیمت سمجھو۔

ایسا نہ ہو کہ پیری آجائے اور کمزور ولاغر ہو جائے سب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جاؤ یا مرض آدبائے اور طبیب رنج و تعب میں ڈال دے اور دوست احباب بھی منہ پھیر لیں عمر کا رشتہ کٹ جائے اور عقل ساتھ چھوڑ دے۔

پھر یہ کہا جائے کہ بخار کی شدت اور حالت خراب ہے جسم لاغر ہو گیا ہے۔ پھر جان کنی کی سختی کا سامنا ہوتا ہے اور اس کے قریب اور دور والے اس کے پاس آجاتے ہیں پھر آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں پتلیاں پھر جاتی ہیں پیشانی پر موت کا پسینہ آجاتا ہے ناک کا بانسہ پھر جاتا ہے آواز بند ہو جاتی ہے اور روح قبض ہو جاتی ہے۔

اس کی زوجہ رونے لگتی ہے قبر کھودی جاتی ہے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ اس کے عدد (ساتھی) متفرق ہو جاتے ہیں اعضاء شکستہ ہو جاتے ہیں۔ بینائی اور سماعت رخصت ہو جاتی ہے۔

پھر سیدھا کر کے لٹا دیا جاتا ہے لباس اُتارا جاتا ہے غسل دیا جاتا ہے کپڑے سے بدن پونچھا جاتا ہے اور خشک کر کے ایک چادر اس پر ڈال دی جاتی ہے ایک بچھا دی جاتی ہے اور کفن اس کے لئے مہیا رہتا ہے

وَسُدَّ مِنْهُ ذَقَنُهُ وَقُمِّصَ وَعُمِّمَ وَوُدِّعَ وَسُلِّمَ۔

اس کی ٹھوڑی باندھی جاتی ہے قمیص پہنائی جاتی ہے عمامہ باندھا جاتا ہے اور رخصت کر دیا جاتا ہے اور جنازہ اٹھانے والوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

وَحُمِلَ فَوْقَ سَرِيْرٍ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ بِتَكْبِيْرٍ بِغَيْرِ سُجُوْدٍ وَتَعْفِيْرٍ۔

پھر ایک تختہ پر جنازہ اٹھایا جاتا ہے پھر بغیر سجدہ اور خاک پر سر رکھنے کے تکبیر سے نماز پڑھی جاتی ہے۔

وَنُقِلَ مِنْ دُوْرٍ مُزَخْرَفَةٍ وَقُصُوْرٍ مُشَيَّدَةٍ وَحُجَرٍ مُنَجَّدَةٍ وَجُعِلَ فِيْ ضَرِيْحٍ مَلْحُوْدٍ وَضَيِّقٍ مَرْصُوْدٍ بِلَبِنٍ مَنْضُوْدٍ مُسَقَّفٍ بِجُلْمُوْدٍ وَهِيْلَ عَلَيْهِ عَفَرُهُ وَحُثِيَ عَلَيْهِ مَدَرُهُ وَتَحَقَّقَ حَذَرُهُ وَنُسِيَ خَبَرُهُ۔

اور نقش و نگار والے مضبوط مکانوں اور نفیس فرش و فروش والے کمروں سے منتقل کر کے تنگ لحد میں رکھ دیتے ہیں اور تہ بہ تہ اینٹوں سے چن کر اوپر پتھر رکھ کر پاٹ دی جاتی ہے اور قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور ڈھیلوں سے پر کر دی جاتی ہے جس کا ڈر تھا وہ سامنے آ کر یقین ہو جاتا ہے اور اس کی خبر بھول جاتی ہے۔

وَرَجَعَ عَنْهُ وَلِيُّهُ وَصَفِيُّهُ وَنَدِيْمُهُ وَنَسِيْبُهُ وَحَمِيْمُهُ وَتَبَدَّلَ بِهِ قَرِيْنُهُ وَحَبِيْبُهُ۔

اس کے دوست احباب ہمنشین اور رشتہ دار اور ہمدرد اسے چھوڑ کر واپس آ جاتے ہیں اور اس کے رشتہ دار اور دوست سب بدل جاتے ہیں۔

فَهُوَ حَشْوُ قَبْرٍ وَرَهِيْنُ قَفْرٍ يَسْعَى بِجِسْمِهِ دُوْدُ قَبْرِهِ وَيَسِيْلُ صَدِيْدُهُ عَنْ مَنْخِرِهِ تَسْحَقُ تُرْبَتُهُ لَحْمَهُ وَيُنَشِّفُ دَمَهُ بِجَنْبِهِ وَيَرُمُّ عَظْمُهُ حَتَّى يَوْمِ حَشْرِهِ فَيُنْشَرُ مِنْ قَبْرِهِ۔

وہ (مردہ) قبر میں پڑا ہوتا ہے سنسان بیابان کے پاس رہن ہے اس کے بدن پر کیڑے مکوڑے دوڑتے پھرتے ہیں اس کی ناک سے پیپ بہتی ہے قبر فشار کرتی ہے اس کا گوشت پیس ڈالتی ہے اور اس کا خون اس کے دونوں پہلوؤں میں خشک ہو جاتا ہے اس کی ہڈیاں قیامت تک بوسیدہ ہوتی رہتی ہیں تا آنکہ خدا پھر اس کو زندہ کرے اور قبر سے اٹھائے۔

حِيْنَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَيُدْعَى بِحَشْرٍ وَنُشُوْرٍ فَثَمَّ بُعْثِرَتْ قُبُوْرٌ وَحُصِّلَتْ سَرِيْرَةُ صُدُوْرٍ۔

جب صور پھونکا جائے گا تو وہ قبر سے اٹھے گا اور حشر و نشر کے میدان میں بلایا جائے گا تو اس موقع پر قبروں والے زندہ کئے جائیں گے، قبروں سے نکالے جائیں گے اور ان کے دلوں کے راز ظاہر کئے جائیں گے۔

وَجِيْءَ بِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِدِّيْقٍ وَ

ہر نبی و صدیق و شہید کو لایا جائے گا اور فیصلہ کے لئے

شَهِيْدٍ فَوَحَّدَ (وَتَوَحَّدَ) لِلْفَصْلِ
قَدِيْرٌ بِعَبْدِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ۔
فَكَمْ مِنْ زَفْرَةٍ تُضْنِيْهِ وَحَسْرَةٍ
تُنْضِيْهِ فِيْ مَوْقِفٍ مَهِيْلٍ وَ
مَشْهَدٍ جَلِيْلٍ بَيْنَ يَدَيْ
مَلِكٍ عَظِيْمٍ وَبِكُلِّ صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ عَلِيْمٌ۔
فَحِيْنَئِذٍ يُلْجِمُهٗ عَرَقُهٗ وَ
يَحْصُرُهٗ قَلَقُهٗ عَبْرَتُهٗ غَيْرُ مَرْحُوْمَةٍ
وَصَرْخَتُهٗ غَيْرُ مَسْمُوْعَةٍ وَحُجَّتُهٗ
غَيْرُ مَقْبُوْلَةٍ۔
تَبْلُغُ جَرِيْرَتُهٗ وَتُنْشَرُ صَحِيْفَتُهٗ فَنَظَرَ
فِيْ سُوْءِ عَمَلِهٖ وَشَهِدَتْ عَلَيْهِ عَيْنُهٗ
بِنَظَرِهٖ وَيَدُهٗ بِبَطْشِهٖ وَرِجْلُهٗ
بِخَطْوِهٖ وَفَرْجُهٗ بِمَسِّهٖ وَجِلْدُهٗ بِلَمْسِهٖ۔
فَسُلْسِلَ جِيْدُهٗ وَغُلَّتْ يَدُهٗ وَسِيْقَ
لِيُسْحَبَ فَسُحِبَ وَحْدَهٗ فَوَرَدَ
جَهَنَّمَ بِكَرْبٍ وَشِدَّةٍ فَظَلَّ يُعَذَّبُ
فِيْ جَحِيْمٍ۔
وَيُسْقٰى شَرْبَةً مِنْ حَمِيْمٍ تَشْوِيْ وَجْهَهٗ
وَجْهَهٗ وَتَسْلَخُ جِلْدَهٗ وَتَضْرِبُهٗ زَبَانِيَتُهٗ بِمَقْمَعٍ
مِنْ حَدِيْدٍ وَيَعُوْدُ جِلْدُهٗ بَعْدَ نُضْجِهٖ كَجِلْدٍ جَدِيْدٍ۔
يَسْتَغِيْثُ فَتُعْرِضُ عَنْهُ خَزَنَةُ جَهَنَّمَ
وَيَسْتَصْرِخُ فَيَلْبَثُ حُقْبَةً يَنْدَمُ۔
حُقْبَةً يَنْدَمُ۔
نَعُوْذُ بِرَبٍّ قَدِيْرٍ مِنْ شَرِّ
كُلِّ مَصِيْرٍ وَنَسْئَلُهٗ عَفْوَ

خداوند قدیر جو بندوں کے حالات سے واقف ہے انہیں جُدا جدا الگ الگ کرے گا۔

پھر بہت سی (ہیبت ناک) آوازیں اسے پریشانی میں ڈالیں گی اور اس ہولناک موقف اور حاضری کے مقام جلیل میں اس خدا کے سامنے پیش ہو گا جس کی بادشاہت عظیم ہے اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے واقف ہے۔

اور اس وقت گناہوں کی شرمندگی سے اس قدر پسینہ بہے گا کہ منہ تک آ جائے گا اس وقت وہ بہت روئے پیٹے گا فریاد کرے گا مگر نہ اس پر رحم کیا جائے گا اور نہ کوئی شنوائی ہو گی اور نہ کوئی عذر پیش کیا جا سکے گا۔

ان کے گناہ ظاہر کر دئے جائیں گے اعمال نامہ پیش کر دیا جائے گا وہ اعمال بد کو دیکھے گا اور اس کی آنکھ نظر بد کی، ہاتھ اس کے ظلم کی، پاؤں برے کام کے لئے چلنے کی، شرمگاہ زنا کاری کی اور جلد مس کرنے کی گواہی دیں گی۔

پھر اس کی گردن میں زنجیر ڈال دی جائے گی اور مشکیں باندھ دی جائیں گی پھر اسے کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور فریادیں کرتا ہوا داخل جہنم ہو گا اور اس پر سخت عذاب کیا جائے گا۔

اور جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جس سے اس کا منہ جھلس جائے گا اور کھال اتر جائے گی فرشتے گرز اس کے ماریں گے اور کھال اڑ جانے کے بعد دوبارہ کھال پیدا ہو گی۔

اور بہت آہ و فریاد کرے گا مگر دوزخ کے نگہبان فرشتے اس کی طرف سے منہ پھیر لیں گے اس طرح ایک مدت دراز تک وہ دوزخ میں رہے گا اور توبہ تلا کرتا رہے گا۔

ہم قوت دینے پروردگار سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر ہونے والے شر سے محفوظ رکھے اور اس سے ایسی معافی چاہتے

مَنْ رَضِيَ عَنْهُ۔

ہیں جیسی اللہ نے کسی سے راضی ہو کر اسے عطا کی ہو۔

وَمَغْفِرَةً مَنْ تَبَّتْهُ وَهُوَ وَلِيُّ مَسْئَلَتِيْ وَمُنْجِحُ طَلَبَتِيْ۔

اور ایسی مغفرت چاہتے ہیں جو اس نے توبہ قبول کر کے بخشی ہو وہ ہر دعا قبول کرنے والا اور حاجت بر لانے والا ہے۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنْ تَعْذِيْبِ رَبِّهِ جُعِلَ فِيْ جَنَّتِهِ بِعِزَّتِهِ وَخُلِّدَ فِيْ قُصُوْرٍ مُشَيَّدَةٍ وَمَلَكَ بِحُوْرٍ عِيْنٍ وَحَفَدَةٍ وَطِيْفَ عَلَيْهِ بِكُؤُسٍ وَسَكَنَ حَظِيْرَةَ قُدْسٍ وَتَقَلَّبَ فِيْ نَعِيْمٍ۔

لیکن وہ شخص جو مستحق عذاب نہیں ہے وہ جنت کے مضبوط محلوں میں عزت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا جہاں حورِ عین اور خادم (غلمان) اس کی ملکیت ہوں گے اور جام کوثر کے دور چلیں گے حظیرۂ قدس میں مقیم ہوگا اور جنت کی نعمتوں میں اٹھتا بیٹھتا رہے گا۔

وَسُقِيَ مِنْ تَسْنِيْمٍ وَشَرِبَ مِنْ عَيْنِ سَلْسَبِيْلٍ وَمُزِجَ لَهُ بِزَنْجَبِيْلٍ مُخَتَّمٍ بِمِسْكٍ عَبِيْرٍ مُسْتَدِيْمٍ لِلْمُلْكِ۔ مُسْتَشْعِرٌ لِلسُّرُوْرِ وَيَشْرَبُ مِنْ خُمُوْرٍ فِيْ رَوْضٍ مُغْدِقٍ لَيْسَ يُصَدَّعُ مِنْ شُرْبِهِ وَلَيْسَ يُنْزَفُ لُبُّهُ۔

نہر تسنیم کا پانی پلایا جائے گا اور چشمہ سلسبیل سے جس میں زنجبیل ملی ہوئی ہے اور مشک و عنبر کی مہر لگی ہے سیراب ہوگا وہاں کا دائمی مالک ہوگا۔ معطر اور خوشگوار شراب پیئے گا جس سے نہ درد سر (خمار) ہوگا اور نہ بے ہوشی اور نہ حواس میں فتور ہوگا۔

هٰذِهِ مَنْزِلَةُ مَنْ خَشِيَ رَبَّهُ وَحَذَّرَ نَفْسَهُ مَعْصِيَتَهُ وَتِلْكَ عُقُوْبَةُ مَنْ جَحَدَ مَشِيَّتَهُ وَسَوَّلَتْ لَهُ نَفْسُهُ مَعْصِيَتَهُ۔

یہ قدر و منزلت اس شخص کی ہے جو خدا سے ڈرتا ہے گناہوں سے پرہیز کرتا ہے اور عذاب اس شخص کے لئے ہے جو اپنے مالک کی نافرمانی کرتا اور خواہشات نفسانی سے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔

فَهُوَ قَوْلٌ فَصْلٌ وَحُكْمٌ عَدْلٌ وَخَيْرُ قَصَصٍ قُصَّ وَوَعْظٍ بِهِ نُصَّ تَنْزِيْلٌ مِنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ نَزَلَ بِهِ رُوْحُ قُدُسٍ مُبِيْنٍ عَلَىٰ قَلْبِ نَبِيٍّ مُهْتَدٍ رَشِيْدٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ رُسُلٌ سَفَرَةٌ مُكَرَّمُوْنَ بَرَرَةٌ۔

پس حق و باطل میں اس بات سے فرق معلوم ہوتا ہے اور یہی عادلانہ فیصلہ ہے اور بہترین وعظ و نصیحت ہے جس کی تصریح خداوند حکیم و حمید نے اس کتاب میں فرمائی ہے جو روح القدس کے ذریعہ ہدایت یافتہ اور راست باز پیغمبر کے دل میں نازل فرمائی۔

عُذْتُ بِرَبٍّ عَلِيْمٍ رَحِيْمٍ كَرِيْمٍ مِنْ شَرِّ كُلِّ رَجِيْمٍ۔

میں پروردگار علیم و رحیم و حکیم سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے ہر دشمن لعین و رجیم کے شر سے بچائے۔

فَلْيَتَضَرَّعْ مُتَضَرِّعُكُمْ وَلْيَبْتَهِلْ مُبْتَهِلُكُمْ وَلْيَسْتَغْفِرْ كُلُّ مَرْبُوْبٍ مِنْكُمْ لِيْ وَلَكُمْ وَحَسْبِيْ رَبِّيْ وَحْدَهُ۔

پس چاہیئے کہ اس کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے عاجزی کریں اور فریادی فریاد کریں اور تم میں سے ہر شخص میرے لئے اور اپنے لئے استغفار کرے اور میرا واحد یکتا پروردگار میرے لئے کافی ہے۔

(مطالب السئول فی مناقب آل الرسول محمد بن طلحہ شافعی صفحہ ۱۷۳ تا ۱۷۶)

تمت بالخیر بوقت ۳ بجے شام بروز ہفتہ مطابق ۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۳ھ ۹ نومبر ۱۹۷۴ء

نہج البلاغۃ

۱۔ ادب کا چمن زار نہج البلاغۃ — لئے بحر زخّار نہج البلاغۃ

۲۔ ہم آہنگیٔ خار و گُل کا دبستاں — چراغِ شبِ تار نہج البلاغۃ

۳۔ سرِ بزم گلریز لبہائے مضموں — دمِ رزم تلوار نہج البلاغۃ

۴۔ لسانِ خدائے ادب کی عطائیں — صد آدابِ گفتار نہج البلاغۃ

۵۔ یہ تہذیبِ اخلاق و تدبیرِ منزل — تمدّن کا ہے معمار نہج البلاغۃ

۶۔ نکاتِ سیاست کے دفتر کا عنواں — قیادت کے اسرار نہج البلاغۃ

۷۔ سندِ پشتِ اسلام کی استخواں — اک آئینِ کردار نہج البلاغۃ

۸۔ کسی کے لئے مشعلِ راہِ منزل — کسی ذہن پہ بار نہج البلاغۃ

۹۔ نصائح کے انبار ہر خط کی سطریں — سکونِ گُل و خار نہج البلاغۃ

۱۰۔ زبانِ رسالت تھی جس کے دہن میں — اسی کا یہ شہکار نہج البلاغۃ

۱۱۔ خدا کے خزانے سے پائے وہ جوہر — ہے آپ اپنا بازار نہج البلاغۃ

۱۲۔ علیؑ کے مضامیں زباں بھی علیؑ کی — [illegible] میں رودادِ نہج البلاغۃ

۱۳۔ ضیا بار ہے نیّرِ اَوج بن کر — سرِ "شیعہ اخبار" نہج البلاغۃ

۱۴۔ یہ عہدِ فانیٔ قوم کی سعیٔ پیہم — بڑھا دے گا معیار نہج البلاغۃ

۱۵۔ ابھاری اسی نے ہیں خاموش نبضیں — ہے جاں بخش و جاندار نہج البلاغۃ

۱۶۔ عزائم کے میداں میں دیدۂ آہن — ارادوں میں کہسار نہج البلاغۃ

۱۷۔ چلی تھی جو غزوات میں دستِ حق سے — اسی تیغ کی دھار نہج البلاغۃ

۱۸۔ بہ ہر رنگ قائم رہا رنگ اس کا — ہے کس درجہ خوددار نہج البلاغۃ

۱۹۔ سہیلؔ اس کی تاریخ اپنا تاثر
یہ نبضِ افکار نہج البلاغۃ

سہیل بنارسی

شنبہ ۱۵ / جون ۲۰۰۲ء
۳ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

دلیلوں کا مینار نہج البلاغۃ
۱۹۷۲

نہج البلاغہ

(حصہ دوم)

مکتوبات

حضرت امیر المومنین علیہ السلام

ترجمہ

جناب مولانا غلام محمد ذکی سرورکوٹی بی۔ اے بی ایڈ فاضل فارسی

جناب مولانا غلام محمد ذکی سرودکوٹی۔ بی۔اے، بی۔ایڈ فاضل فارسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ الْمُخْتَارِ مِنْ كُتُبِ مَوْلَانَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَسَائِلِهِ إِلَى أَعْدَائِهِ وَ أُمَرَاءِ بِلَادِهِ

وَيَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ مَا اخْتِيرَ مِنْ عُهُودِهِ إِلَى عُمَّالِهِ وَ وَصَايَاهُ لِأَهْلِهِ وَ أَصْحَابِهِ. وَإِنْ كَانَ كُلُّ كَلَامِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُخْتَارًا

باب مکاتیب

ہمارے مولا جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے منتخب فرامین و خطوط جو آپؑ نے اپنے مخالفین اور اپنے ماتحت حکام بلاد کے نام تحریر فرمائے

نیز باب مذکور میں درج ہے

(۱) اپنے کارپردازوں کے نام آپؑ کے احکام کا انتخاب،
(۲) اپنے اہل و اصحاب کے نام آپؑ کی وصیتوں کا انتخاب،
اور سچ پوچھو تو آپؑ کا پورا کلام ہی انتخاب کی حیثیت رکھتا ہے۔

یاد داشت

متن میں ہر مکتوب کا عنوان "وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ" درج ہے جس کا ترجمہ ہے: "جناب امیر علیہ السلام کے ایک مکتوب کا حصہ" مگر ہم نے قارئین کرام کی سہولت کے لئے اس ترجمہ کی بجائے ہر مکتوب کا عنوان "مکتوب ۱، مکتوب ۲، مکتوب ۳ .... درج کیا ہے۔ (مترجم)

مکتوب ۱

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ عِنْدَ مَسِيرِهِ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْبَصْرَةِ.

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ۔

إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ جَبْهَةِ الْأَنْصَارِ وَسَنَامِ الْعَرَبِ.

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُخْبِرُكُمْ عَنْ أَمْرِ عُثْمَانَ حَتَّى يَكُونَ سَمْعُهُ كَعِيَانِهِ إِنَّ النَّاسَ طَعَنُوا عَلَيْهِ فَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أُكْثِرُ اسْتِعْتَابَهُ وَأُقِلُّ عِتَابَهُ وَكَانَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ أَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيهِ الْوَجِيفُ، وَأَرْفَقُ حِدَائِهِمَا الْعَنِيفُ، وَكَانَ مِنْ عَائِشَةَ فِيهِ فَلْتَةُ غَضَبٍ فَأُتِيحَ لَهُ قَوْمٌ فَقَتَلُوهُ، وَبَايَعَنِي النَّاسُ غَيْرَ مُسْتَكْرَهِينَ وَلَا مُجْبَرِينَ بَلْ طَائِعِينَ مُخَيَّرِينَ۔

جب آپ مدینہ سے بصرہ روانہ ہونے لگے تو اہل کوفہ کے نام تحریر فرمایا:-

منجانب: عبدِ خدا علیؑ امیر المومنین

بنام: اہل کوفہ جو انصار کا چہرہ مہرہ اور عربوں کی سربلندی کا مظہر ہیں۔

(حمد و صلوٰۃ کے بعد) میں تمہیں عثمان کے معاملہ کی حقیقت سے یوں آگاہ کرتا ہوں جیسے تم اس واقعہ کو سن ہی نہیں رہے دیکھ بھی رہے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام لوگوں نے انہیں موردِ الزام ٹھہرایا۔ اندریں حالات منجملہ مہاجرین فقط میں ایک واحد مرد تھا جس سے وہ سب سے زیادہ مطمئن اور خوش تھے اور نقطہ چینی پر ان کا عتاب سب سے کم تھا۔ حالانکہ طلحہ اور زبیر کا ان کی مخالفت میں یہ عالم تھا کہ ان دونوں کی ہلکی سے ہلکی چال بھی ان کے خلاف سرپٹ دوڑنے کا حکم رکھتی تھی۔ اور اس دوڑ میں ان دونوں کی دھیمی سے دھیمی آواز بھی بانگِ درشت سے بازی لے گئی تھی۔ اس پر جناب عائشہؓ کے غضب کے لاوے نے اچانک پھوٹ کر عثمانؓ کے خلاف جلتی پر تیل کا کام دیا۔ اب کیا تھا! ایک دو نہیں اچھی خاصی جمعیت ان کے خلاف تیار کر لی گئی چنانچہ اسی جمعیت نے عثمانؓ کو قتل کر ڈالا اور تمام لوگوں نے ــــ کسی جبر و اکراہ سے نہیں ــــ برضا و رغبت اور پورے اختیار سے میرے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا (بیعت کر لی)۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ دَارَ الْهِجْرَةِ قَدْ قَلَعَتْ بِأَهْلِهَا وَقَلَعُوا بِهَا، وَجَاشَتْ جَيْشَ الْمِرْجَلِ، وَقَامَتِ الْفِتْنَةُ عَلَى الْقُطْبِ، فَأَسْرِعُوا إِلَى أَمِيرِكُمْ، وَبَادِرُوا جِهَادَ عَدُوِّكُمْ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

ہاں آگاہ رہو کہ دار الہجرت (مدینہ) کے مکین و مکان ایک دوسرے کو دور پھینک رہے ہیں اور شہر کا خون یوں کھول رہا ہے جیسے دیگ جوش کھاتی ہے۔ غرض فتنہ کی چکی کا پاٹ اپنی کیلی سے پیوست ہو چکا ہے (اور چکی چلنے کو تیار ہے) لہذا اپنے امیر کی طرف تیزی سے دوڑتے آؤ اور اپنے دشمن سے جہاد کیلئے آگے بڑھو۔ ان شاء اللہ

۱ حضرت عثمان پر لگائے گئے الزامات کی فہرست طویل ہے۔ ہم یہاں اس فہرست کو نظر انداز کرتے ہیں جو حضرات دیکھنا چاہیں وہ محترم مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب "خلافت و ملوکیت" کا مطالعہ فرمائیں تو اس نتیجہ پر آسانی سے پہنچ جائیں گے ؎

گفتاز کہ نالیم کہ ازماست کہ برماست !

٣٠٢ امیرالمومنین علیہ السلام نے قتل عثمان کی ذمہ داری طلحہ، زبیر اور جناب عائشہ پر جتنے وثوق سے ڈال دی ہے کہ خون عثمان کا دھبہ ان تینوں کے دامن سے کتنا ہی چھڑائیں، چھوٹ نہیں سکتا۔ آپ نے مختصر مگر جامع لفظوں میں جو نقشہ کھینچا ہے وہ آپ ہی کا حصہ تھا لفظیں بتا رہی ہیں کہ یہ دونوں بزرگ "اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ" کی منہ بولتی تصویر بنے ہوئے تھے۔ شکل و صورت میں انسان مگر کردار و رفتار میں حیوان بن چکے تھے۔

چنانچہ حضرت عثمان کے خلاف ان دونوں کی چال سے تیز چال کو آپ نے "اَلْوَجِيف" کہہ کر یہ بتایا ہے کہ یہ طلحہ و زبیر نہیں بلکہ دو گھوڑے ہیں جو اپنی حیوانی خواہشات کی تکمیل کے لئے سرپٹ دوڑ رہے ہیں اسی طرح "اَلْعَنِيف" کے لفظ دیکھتے ہی وہ شتر سوار آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جو اونٹ کو تیز چلانے کے لئے معتدل رفتار پر قناعت نہیں کرتا وہ اپنی خواہشات کی منزل پر سب سے پہلے پہنچنے کی ہوس میں کچھ ایسا بے چین ہو کر چال چل کر اپنی بے صبری کا اظہار کرتا ہے سواری کو ڈنڈا مارتا ہے اور کو تندی و درشتی پر لے جاتا ہے صرف اس لئے کہ اس دوڑ میں کوئی اور آگے نہ بڑھنے پائے۔

ان دونوں بزرگوں کی منزل مقصود کیا تھی؟ یہی کہ عثمان جلد از جلد قتل ہو جائیں اور خلافت پر ان دونوں میں سے کسی ایک کا قبضہ ہو جائے مگر کیوں؟ محض اس لئے کہ ان دونوں کو اُم المومنین جناب عائشہ کی تھپکیاں حاصل ہیں اور عائشہ کو جناب امیرالمومنین کے خلاف اپنے پرانے پھپھولے پھوڑنے کے لئے ان دونوں بزرگوں کی حمایت حاصل ہے۔ دیکھئے

(۱) عائشہ حضرت ابوبکر کی بیٹی ہیں اور طلحہ کے باپ عبیداللہ حضرت ابوبکر کے عم زاد بھائی ہیں اس طرح عائشہ اور طلحہ باہم گرچچا زاد بہن بھائی ہوتے ہیں۔

(۲) زبیر جناب عائشہ کی بہن اسما بنت ابوبکر کے شوہر ہیں اور عبداللہ بن زبیر عائشہ کے سگے بھانجے ہیں جنہیں وہ حد سے زیادہ چاہتی ہیں۔

(۳) عائشہ حضرت عثمان سے ناراض ہیں اور انہیں "نعثل" (بجو یا دراز ریش) کے نام سے یاد کرتی ہیں اور لوگوں کو ان کے قتل پر یہ کہہ کر آمادہ کرتی ہیں "اُقْتُلُوا نَعْثَلاً فَقَدْ كَفَرَ" یعنی نعثل کو قتل کردو یہ کافر ہوگیا ہے۔

(۴) عائشہ ام المومنین ہیں لہذا ان کا احترام محفوظ ہے وہ اپنے اس مقام کو ہر مقصد کے لئے استعمال کرسکتی ہیں۔

(۵) عائشہ جناب امیرالمومنین کی قدیمی دشمن ہیں وہ جانتی ہیں کہ علیؑ خلافت کے مستحق ہیں مگر نہیں چاہتیں کہ عثمان کے بعد بھی خلافت علیؑ کو ملے۔

(مندرجہ بالا حوالہ جات کے لئے دیکھئے)

(۱) طبری : تاریخ الامم والملوک ۔ (۲) ابن ابی الحدید : شرح نہج البلاغہ ۔

(۳) ابن قتیبہ دینوری : الامامۃ والسیاسۃ ۔

خداوندِ بلاغت جناب امیرالمومنینؑ نے عائشہ کے غم و غصہ کے اظہار کے لئے فِتْنَةُ غَضَبٍ کی دو لفظوں میں ام المومنین کے مزاج مقدس کی عکاسی فرمائی ہے۔ فِتْنَة لغت میں اچانک پھوٹ جانے یا پھٹ پڑنے یا بھڑک اٹھنے کو کہتے ہیں جیسے دبی ہوئی چنگاری کا اچانک بھڑک اٹھنا یا ترکش میں رکھے ہوئے تیر کا یک لخت چھوٹ جانا یا بارود کے گولے کا اچانک پھٹ جانا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جناب عائشہ کا مزاج ایسا ہی تھا وہ خود نہیں سمجھتی تھیں کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ سے وہ کیوں جلتی ہیں حالانکہ انہوں نے ان مرحومہ کو دیکھا تک نہیں (بخاری شریف) وہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سے بھی جلتی تھیں اس لئے کہ وہ معصومہ خدیجۃ الکبریٰ کی یادگار تھیں۔ وہ علیؑ سے بھی جلتی تھیں اس لئے کہ علیؑ اسی فاطمہ کے شوہر تھے

فِتْنَة کی لفظ اگرچہ امیرالمومنینؑ کی زبانِ بلاغت نشان سے نکلی ہے۔ مگر درحقیقت حضرت عائشہ کے گھر کی چیز ہے یہ وہ ورثہ ہے جو اصول توارث کے مطابق حضرت ابوبکر سے ان کی لائق بیٹی جناب عائشہ کو منتقل ہوا۔ امیرالمومنینؑ کے مخاطب وہ لوگ ہیں جنہیں آپ نے جَبْهَةُ الْاَنْصَار "انصار کا چہرہ مہرہ" اور سَنَامُ الْعَرَبِ "اعراب کی سربلندی" فرمایا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عمر کی زبان سے فَلْتَة کی لفظ سنی ہوئی ہے حضرت عمر نے فرمایا تھا:

إِنَّ بَيْعَةَ اَبِي بَكْرٍ كَانَتْ فَلْتَةً

ابوبکر کی بیعت ایک شرارہ جہاں سوز تھی

دیکھ لیں۔ حضرت عمر، حضرت ابوبکر کی ستائی۔ اتفاقی اور اچانک بیعت کو فَلْتَة قرار دے گئے جو چیز حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو عطا کی، وہی چیز جناب امیرالمومنینؑ حضرت عائشہ کو عطا کر رہے ہیں اور بے نظیر ادبی دلیل سے ثابت کر رہے ہیں کہ بیٹی اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے یہ دوسری بات ہے کہ حضرت عائشہ کے باپ نبیؐ کی بیٹی کو باپ کے ورثہ سے محروم کردیں۔

غرض کتنے ہی مضامین ہیں جو ایک لفظ فِتْنَة کے اندر سمو دیئے گئے ہیں جن چند واقعات کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ان کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ حدیث، تفسیر، سیرت، تاریخ اور کلام کی کتابیں ان مضامین سے مالامال ہیں ع حاجتِ مشاطہ نیست روئے دلارام را۔

امیرالمومنینؑ کے استدلال کا خلاصہ

(۱) حضرت عثمان کی بے اعتدالیوں سے صحابہ و تابعین کی جمعیت نالاں ہے۔

(۲) حضرت عائشہ عثمان کی رقابت سے فائدہ اٹھا کر اپنی آتش مخالفت کو جو حضرت علیؑ سے ہے اُن کو بھی بروئے کار لانا چاہتی ہیں۔

(۳) اپنے مقصد کی کامیابی کیلئے وہ طلحہ اور زبیر کو آلۂ کار بناتی ہیں اور ان دونوں بزرگوں کی ہوس کی پری کو خلافت کی امید کے شیشے میں اتار لیتی ہیں۔

(۴) حضرت عائشہ بیک نشانہ دو شکار مارنا چاہتی ہیں۔ ایک طرف تو ان کا نشانہ حضرت عثمان ہیں کہ وہ قتل ہو جائیں دوسرا نشانہ حضرت علیؑ ہیں کہ وہ بدستور خلافت سے محروم رہیں اور خلیفہ بنے تو ان کا چچا زاد بھائی [illegible]

عبد اللہ بن زبیر۔

(۵) فتنہ کی چکی کو گردش دے کر حضرت عائشہ مدینہ سے نکل کر عازم مکہ ہو جاتی ہیں تاکہ نتائج کی ذمہ داری سے بچ جائیں
اس موقع پر مروان نے ان کے حسب حال یہ شعر پڑھ کر انہیں روکنے کی کوشش کی تھی ؎

وَحَرَّقَ قَيْسٌ عَلَيَّ الْبِلَادَ　　　حَتّٰى اِذَا اضْطَرَمَتْ اَجْذَمَا

(قیس نے میرے خلاف شہروں کو مشتعل کیا اور جب وہ بھڑک اٹھے تو خود کافور ہو گیا)

(۶) حضرت عائشہ کا ایک تیر کارگر ہوا یعنی طلحہ اور زبیر کی سرکردگی میں حضرت عثمان قتل ہو گئے مگر دوسرا تیر خطا ہو گیا۔ طلحہ و زبیر دیکھتے ہی رہ گئے اور علی خلیفہ امیرالمومنین بن گئے۔

(۷) حضرت عائشہ حج سے فارغ ہو کر واپسی کی تیاریاں کر رہی تھیں کہ قتل عثمان کی خبر سنی اور خوش ہو گئیں مگر جب سنا کہ خلافت علی کو مل گئی تو آگ بھبوکا ہو گئیں اور وہیں سے مدینہ کی بجائے بصرہ کو باگیں موڑ لیں اور کہنے لگیں کہ عثمان مظلوم مارے گئے۔ ہم ان کا انتقام علی سے لے کر چھوڑیں گے۔

فَعَلَيْكُمْ اَنْ تَقْتَدُوْا بِاَهْلِ دَارِ الْهِجْرَةِ فَقَدْ خَرَجُوْا جَمِيْعًا لِقِتَالِ اَهْلِ الْفِتْنَةِ وَ الْقُطْبُ هُوَ نَفْسُ الدَّهْرِ وَ قَامَتْ عَلَيْهِ فِتْنَةُ اَصْحَابِ الْجَمَلِ۔ یعنی تمہارا فرض ہے کہ اہل مدینہ کی اقتدا کرو کیونکہ وہ سب کے سب اہل فتنہ سے لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور قطب سے مراد خود امام علیہ السلام ہیں جن کے خلاف اصحاب جمل کا فتنہ برپا ہو چکا ہے (محمد عبدہ۔ شرح نہج البلاغہ حاشیہ مکتوب ہذا) اس صورت میں وَقَامَتِ الْفِتْنَةُ عَلَى الْقُطْبِ کا ترجمہ یوں ہوگا: اور امام کے خلاف اصحاب جمل کا فتنہ برپا ہو چکا ہے۔

مکتوب ۲

فتح بصرہ کے بعد اہل کوفہ ہی کو تحریر فرمایا

وَجَزَاكُمُ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ مِصْرٍ عَنْ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ اَحْسَنَ مَا يَجْزِي الْعَامِلِيْنَ بِطَاعَتِهِ وَ الشَّاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِهِ، فَقَدْ سَمِعْتُمْ وَ اَطَعْتُمْ، وَ دُعِيْتُمْ فَاَجَبْتُمْ۔

اللہ تعالیٰ تم شہریوں کو تمہارے نبی کے اہل بیت کی طرف سے اچھی سے اچھی جزا دے ایسی جزا جو وہ اپنی اطاعت کے کارگزاروں اور اپنی نعمت کے شکرگزاروں کو دیا کرتا ہے۔ بے شک تم نے ہمارا کہنا سنا بھی اور مانا بھی اور تمہیں بلایا گیا تو تم نے ہاں میں جواب دیا۔

مکتوب ۳

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَتَبَهُ لِشُرَيْحِ بْنِ الْحَارِثِ قَاضِيْهِ.

رُوِيَ اَنَّ شُرَيْحَ بْنَ الْحَارِثِ قَاضِيَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اشْتَرٰى عَلٰى عَهْدِهٖ دَارًا بِثَمَانِيْنَ دِيْنَارًا فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَاسْتَدْعَاهُ وَقَالَ لَهٗ: بَلَغَنِيْ اَنَّكَ ابْتَعْتَ دَارًا بِثَمَانِيْنَ دِيْنَارًا وَكَتَبْتَ لَهَا كِتَابًا وَاَشْهَدْتَ فِيْهِ شُهُوْدًا فَقَالَ شُرَيْحٌ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ نَظَرَ مُغْضَبٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ يَا شُرَيْحُ اَمَا اِنَّهٗ سَيَاْتِيْكَ مَنْ لَا يَنْظُرُ فِيْ كِتَابِكَ، وَلَا يَسْئَلُكَ عَنْ بَيِّنَتِكَ حَتّٰى يُخْرِجَكَ مِنْهَا شَاخِصًا، وَيُسْلِمَكَ اِلٰى قَبْرِكَ خَالِصًا، فَانْظُرْ يَا شُرَيْحُ لَا تَكُوْنُ ابْتَعْتَ هٰذِهِ الدَّارَ مِنْ غَيْرِ مَالِكَ، اَوْ نَقَدْتَ الثَّمَنَ مِنْ غَيْرِ حَلَالِكَ فَاِذَا اَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ دَارَ الدُّنْيَا وَدَارَ الْاٰخِرَةِ اَمَا اِنَّكَ لَوْ كُنْتَ اَتَيْتَنِيْ عِنْدَ شِرَائِكَ مَا اشْتَرَيْتَ لَكَتَبْتُ لَكَ كِتَابًا عَلٰى هٰذِهِ النُّسْخَةِ فَلَمْ تَرْغَبْ فِيْ شِرَاءِ هٰذِهِ الدَّارِ بِدِرْهَمٍ فَمَا فَوْقُ. وَالنُّسْخَةُ: هٰذَا مَا اشْتَرٰى عَبْدٌ ذَلِيْلٌ مِنْ عَبْدٍ قَدْ اُزْعِجَ لِلرَّحِيْلِ

جو آپؑ نے اپنے (ماتحت) قاضی شُریح بن حارث کے تحریر فرمایا:-

روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے (ماتحت) قاضی شریح بن حارث نے آپؑ کے عہدِ خلافت میں ایک مکان اسّی دینار میں خریدا۔ یہ بات آپؑ نے بھی سُن لی اور انھیں بُوا بھیجا اور فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے ایک مکان اسّی دینار میں خریدا ہے اور اس کے لئے تحریر بھی لکھ دی ہے اور تحریر پہ گواہوں کی گواہیاں درج کرائی ہیں تو شریح نے عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ! بے شک ایسا ہی ہوا ہے۔ (راوی کا بیان ہے کہ) آپؑ نے ان کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھا اور ساتھ ہی فرمایا: شریح۔ یاد رکھو: جلد ہی تمہارے پاس وہ (فرشتہ) آ پہنچے گا جو نہ تمہاری تحریر پہ نظر کرے گا نہ تم سے گواہ ہی طلب کرے گا۔ جب تک کہ تمہیں اس مکان سے بے دخل کرکے نکال نہ دے اور گھر بار چھوڑ کر قبر کے حوالے نہ کر دے دیکھو شریح۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نے یہ مکان مالِ غیر سے خریدا ہو، یا ایسے مال سے قیمت ادا کی ہو جو تمہارے لئے حلال نہ ہو اگر ایسا ہوا تو تمہاری دنیا بھی گئی اور آخرت بھی ہاتھ نہ آئی۔ ہاں۔ البتہ اگر تم اس مکان کی خریداری کے وقت میرے پاس آ جاتے تو میں تمہارے لئے اس وثیقہ کیمطابق ایسی تحریر لکھ دیتا کہ تم اس مکان کو ایک درہم بلکہ ایک کوڑی کے مول بھی خریدنے کو آمادہ نہ ہوتے۔ اور یہ ہے۔ وہ وثیقہ:-

یہ وہ مال ہے جو ایک بے بس بندے نے ایک ایسے بندے سے خریدا ہے جو دنیا سے کوچ کرنے کے لئے پا در رکاب ہے۔ اس بندے نے اس بندے سے ایک مکان

اشترى منه دارا من دار الغرور من جنب الفانين وخطة الهالكين. وتجمع هذه الدار حدود أربعة: الحد الأول ينتهي إلى دواعي الآفات، والحد الثاني ينتهي إلى دواعي المصيبات، والحد الثالث ينتهي إلى الهوى المردي، والحد الرابع ينتهي إلى الشيطان المغوي، وفيه يشرع باب هذه الدار. اشترى هذا المغتر بالأمل من هذا المزعج[1] بالأجل هذه الدار بالخروج من عز القناعة والدخول في ذل الطلب والضراعة. فما أدرك هذا المشتري فيما اشترى من درك فعلى مبلبل أجسام الملوك وسالب نفوس الجبابرة ومزيل ملك الفراعنة، مثل كسرى وقيصر، وتبع وحمير، ومن جمع المال على المال فأكثر، ومن بنى وشيد، وزخرف ونجد، وادخر واعتقد، ونظر بزعمه للولد، إشخاصهم جميعا إلى موقف العرض والحساب، وموضع الثواب والعقاب، إذا وقع الأمر بفصل القضاء، «وخسر هنالك المبطلون». شهد على ذلك العقل إذا خرج من أسر الهوى وسلم من علائق الدنيا.

خریدا ہے جو دار الغرور (دم دے جانے والے گھر) میں فنا ہونے والوں کی جانب مرنے والوں کے احاطے میں واقع ہے۔ اور اس مکان کے حدود اربعہ یہ ہیں: پہلی حد آفتوں کے سبب سے ملی ہوئی ہے۔ دوسری حد مصیبتوں کے اسباب سے متصل ہے۔ تیسری حد تباہ کن خواہشات تک چلی گئی ہے اور چوتھی حد گمراہ کن شیطان تک جا پہنچتی ہے اور اسی حد میں اس مکان کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس نے جو امید کا فریب خوردہ ہے۔ اس سے جسے موت کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔ یہ مکان قناعت کی عزت سے نکل کر، ہاتھ پھیلانے اور آنکھیں جھکانے کی ذلت میں آ جانے کے عوض خرید کیا ہے۔ اب اگر اس خریدار کو اس سودے میں نفع کی بجائے کسی قسم کا نقصان برداشت کرنا پڑ جائے تو بادشاہوں کے جسموں کو پارہ پارہ کرنے والے۔ جابروں کی جانیں کھینچ کر نکالنے والے اور کسریٰ و قیصر و تبع و حمیر جیسے متکبر فرمانرواؤں کے اقتدار کا خاتمہ کرنے والے کا ذمہ ہے کہ وہ مال سمیٹ کر دولت کے انبار لگانے والوں اور گچکاری کے محل بنا کر انہیں سامان آرائش سے مزین کرنے والوں اور یہ سب کچھ اپنی خام خیالی کے پیش نظر اولاد کی خاطر ذخیرہ کر جانے والوں کو نادار و بے دیار کر کے مقام حساب و کتاب اور معرض ثواب و عذاب میں لا کھڑا کرے۔ یہ اس وقت ہوگا جب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائیگا اور حق کو جھٹلانیوالے خسارہ اٹھا کر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے۔

گواہ شد

"عقل" جب کہ قید ہوس سے آزاد اور دنیا کی دل بستگیوں سے بے خوف ہو۔

---

[1] مُبَلْبِلٌ: (از بَلْبَلَ بمعنی تفرّق، بکھیر دیا) (المنجد)

ك۲ کِسْرٰی مُعرّبِ خسرو معنی شہنشاہ۔ لقب ہر یکی از شاہانِ عجم۔ ولقب نوشیرواں (غیاث ملفت

ك۳ قَیْصَر: بالفتح لقب بادشاہِ روم، خواہ کوئی سا ہو۔ واضح رہے کہ رومی زبان میں قیصر اس بچے کو کہتے ہیں جس کی ماں بچے کی ولادت سے پہلے مر جائے اور بچے کو ماں کا پیٹ چاک کر کے باہر نکالا جائے چونکہ قیصر اوّل جس کا نام اَغسطوس (AUGUSTUS) تھا ماں کے پیٹ سے اسی طرح نکالا گیا تھا۔ لہٰذا قیصر کے نام سے موسوم ہوا۔ اور بعد میں بادشاہان روم کا یہی لقب مشہور ہو گیا۔ (غیاث اللغات)

حِمْیَر: بکسرِ اوّل وسکون میم و فتح یائے تحتانی، سبا کی اولاد کے ایک قبیلہ کا نام۔ اور بادشاہ ضحّاک اسی قبیلہ سے ہوا ہے (غیاث)

یہ قبیلہ یمن پر حکومت کرتا تھا۔ حکومت کے بانی کا نام حمیر بن سبا تھا۔ اس کے جانشینوں نے یہی نام بطور لقب اپنا لیا۔

تُبَّع: اکسومی حبشیوں نے یمن پر حملہ کر کے خاندان حمیر سے حکومت چھین لی مگر قبیلہ حمیر نے کچھ عرصہ بعد حبشیوں کو شکست دے کر دوبارہ اقتدار حاصل کر لیا۔ یہ سلاطین حمیر کا دوسرا دور تھا جس کے پہلے بادشاہ کا نام حارث الرائش تھا جو تُبّع کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ تُبّع کا معنی سامی زبان میں سردار ہے (طبری)

مکتوب ۴

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

إِلَى بَعْضِ أُمَرَاءِ جَيْشِهِ:

فَإِنْ عَادُوا إِلَى ظِلِّ الطَّاعَةِ فَذَاكَ الَّذِي نُحِبُّ، وَإِنْ تَوَافَتِ الْأُمُورُ بِالْقَوْمِ إِلَى الشِّقَاقِ وَالْعِصْيَانِ، فَانْهَدْ بِمَنْ أَطَاعَكَ إِلَى مَنْ عَصَاكَ، وَاسْتَغْنِ بِمَنِ انْقَادَ مَعَكَ عَمَّنْ تَقَاعَسَ عَنْكَ، فَإِنَّ الْمُتَكَارِهَ مَغِيبُهُ خَيْرٌ مِنْ شُهُودِهِ، وَقُعُودُهُ أَغْنَى مِنْ نُهُوضِهِ.

(جو آپؑ نے اپنی فوج ظفر موج کے ایک افسر کو تحریر فرمایا:۔

اگر وہ لوگ سرتابی سے باز آکر، اطاعت کی چھاؤں میں واپس آجائیں تو یہ بات ہماری پسند کے عین مطابق ہے اور اگر یہ گروہ محض مخالفت اور نافرمانی ہی پر اکتفا کرلے تو تم فرماں برداروں کو لے کر نا فرمانوں کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہو۔ اور اپنے تابع فرمان ساتھیوں کے ہوتے ہوئے منہ موڑنے والوں سے بے نیاز ہو جاؤ کیونکہ بیگار کی بھرتی کی غیر حاضری ہی اس کی حاضری سے بہتر ہے اور اس کا بیٹھ رہنا ہی اس کے کھڑا ہونے سے مفید تر ہے۔

ك۱ یہ مکتوب عاملِ بصرہ عثمان بن حنیف کے نام ہے۔ عثمان نے حضرت امیرالمومنینؑ کو اطلاع دی تھی کہ طلحہ اور زبیر نواحِ بصرہ میں خیمہ زن ہو چکے ہیں ان کے جواب میں آپؑ نے طلحہ و زبیر سے نمٹنے کا طریق کار بتایا ہے جس کی وضاحت

کی جائے تو بدعنت کا خون ہو جاتا ہے۔ آپ کی ایک ایک لفظ کا مفہوم آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہے۔

۲ اَلْمُتَکَارِہ : بادلِ نخواستہ لڑائی میں شامل ہونے والا۔

مکتوب ۵

وَمِنْ کِتَابٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ.

اِلَی الْاَشْعَثِ بْنِ قَیْسٍ عَامِلِ آذَرْبِیْجَانَ. وَاِنَّ عَمَلَكَ لَیْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ وَلٰكِنَّہٗ فِیْ عُنُقِكَ اَمَانَةٌ. وَاَنْتَ مُسْتَرْعًی لِمَنْ فَوْقَكَ. لَیْسَ لَكَ اَنْ تَفْتَاتَ فِیْ رَعِیَّةٍ وَلَا تُخَاطِرَ اِلَّا بِوَثِیْقَةٍ، وَفِیْ یَدَیْكَ مَالٌ مِنْ مَالِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنْتَ مِنْ خُزَّانِہٖ حَتّٰی تُسَلِّمَہٗ اِلَیَّ. وَلَعَلِّیْ اَنْ لَا اَكُوْنَ شَرَّ وُلَاتِكَ لَكَ. وَالسَّلَامُ

(آذربائیجان کے عامل اشعث بن قیس کے نام)

تمہارا عہدہ (گورنری) تمہاری جاگیر نہیں ہے (کہ ہمیشہ تمہارے پاس رہے) بلکہ یہ تو درحقیقت ایک امانت ہے جو تمہاری گردن کا پھندا ہے (اور کسی بھی وقت اتارا جا سکتا ہے) اور تم اپنے حاکم بالا دست کے لئے ایک (تنخواہ دار) رکھوالے کی حیثیت میں ہو۔ تمہیں یہ اختیار حاصل نہیں کہ رعیت میں من مانی کرتے پھرو۔ اور دیکھو، مضبوط سہارے کے بغیر اپنے آپ کو معرضِ وجود میں نہ ڈالنا۔ ہماری اجازت کی سند کے بغیر وہ کام نہ کرنا جو تمہارے دائرہ اختیار سے باہر ہو، ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ درحقیقت یہ ہے کہ اللہ عزّ و جل کے مال کا ایک حصہ تمہارے ہاتھوں میں ہے اور جب تک اُسے میرے حوالے نہ کر دو تب تک تم اس کے محض خزانچی ہو۔ امید ہے میں تمہارے لئے تمہارے حکامِ بالا کی بُرائی نہیں بنوں گا۔

---

۱ اشعث بن قیس حضرت عثمان کے زمانے سے آذربائیجان کا عامل چلا آرہا تھا۔

۲ مُسْتَرْعًی ماخوذ ہے اِسْتِرْعٰی سے جس کے معنی ہیں، مولیشیوں کی دیکھ بھال کے لئے ملازم رکھنا۔ ضرب المثل ہے: مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ فَقَدْ ظَلَمَ یعنی جس نے گلے کی رکھوالی بھیڑیے کے سپرد کی اس نے ظلم کیا۔ یہ ضرب المثل اس شخص کے لئے ہے جو کسی خائن کے پاس امانت رکھ دے۔ (المنجد)

امیرالمومنین اشعث کو یہ سمجھانے چاہتے ہیں کہ تم خود مختار حاکم نہیں ہو کہ من مانی کرتے پھرو بلکہ تمہاری حیثیت گلے کے رکھوالے کی ہے۔ گلہ مالک کا ہے تم اس میں تصرف نہیں کر سکتے اگر تصرف کرو گے تو خائن بنو گے اور تم خائن بنے تو تم پر "گلے کا رکھوالا بھیڑیا" کی مثل صادق آئے گی اور تمہاری وجہ سے ہم تو کیا ظالم ٹھہریں گے وہ حاکم ضرور ظالم سمجھا جائے گا جس نے تمہارے سپرد یہ گلہ بانی کا کام کیا تھا اور وہ تھے حضرتِ عثمان۔ لہٰذا اگر ہمارا نہیں تو انہی کا خیال کرو کہ خیانت تم کرو گے اور ظالم ٹھہریں گے عثمان۔

جب ہم گلے، رکھوالے اور بھیڑیے کے الفاظ کو افرادِ انسانی کے لئے مستعار لیتے ہیں تو ساتھ ہی "اَلْعَوَامُّ كَالْاَنْعَامِ"

کا قول یاد آجاتا ہے اور ہم بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں: صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! ایک ایک لفظ سے آپ نے کتنے کتنے کام لئے ہیں۔

۳ مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے اپنے طور طریقے درست نہ کئے اور مجھے تمہارے خلاف کوئی قدم اٹھانا پڑے تو اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے میں نہیں ہوں گا اور لطیف تر مطلب یہ ہو گا کہ اگر تمہیں اپنے کردار کی پاداش میں کسی برائی کا سامنا ہوا تو اس کی ذمہ داری مجھ پہ نہ ہو گی بلکہ ان والیوں پہ ہو گی جنہوں نے تمہیں اس عہدے پر سرفراز کیا تھا کیونکہ تم میرے آنے سے پہلے ہی اس عہدے پہ کام کر رہے تھے۔

مکتوب ۶

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.
اِلٰى مُعَاوِيَةَ:

اِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَرُدَّ. وَاِنَّمَا الشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًى. فَاِنْ خَرَجَ مِنْ اَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهُ. فَاِنْ اَبٰى قَاتَلُوْهُ عَلَى اتِّبَاعِهٖ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰى. وَلَعَمْرِيْ يَا مُعَاوِيَةُ لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ دُوْنَ هَوَاكَ لَتَجِدَنِّيْ اَبْرَاَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ. وَلَتَعْلَمَنَّ اَنِّيْ كُنْتُ فِيْ عُزْلَةٍ عَنْهُ، اِلَّا اَنْ تَتَجَنّٰى فَتَجَنَّ مَا بَدَا لَكَ. وَالسَّلَامُ

(بنام معاویہ بن ابی سفیان)

حقیقت یہ ہے کہ میری بیعت ان ہی لوگوں نے کی جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی انہی شرائط پر جن پر وہ ان تینوں کی بیعت کر چکے تھے پس ان شرائط کے مطابق نہ تو (بوقت بیعت) موجود رہنے والے کو کسی نئے چناؤ کا اختیار رہ جاتا ہے، نہ غیر حاضر رہنے والے ہی کو (منتخب خلیفہ کے) رد کرنے کا حق پہنچتا ہے اور جہاں تک شوریٰ کا تعلق ہے سو وہ صرف مہاجرین و انصار کا حق ہے چنانچہ اگر وہ کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اس (متفق علیہ شخص) کا نام امام رکھ لیں تو اس کاروائی کو اللہ کی رضا سے تعبیر کیا جائے گا۔ اب اگر کوئی علیحدگی پسند اس کاروائی پر طعنہ زنی کرتا ہوا یا کوئی نئی راہ نکال کر ان کے فیصلے سے الگ ہو جائے تو وہ اسے لوٹا کر اسی مقام پر لائیں گے جہاں سے وہ نکل بھاگا تھا اور اگر وہ اپنے ہی موقف پر اڑا رہے تو اس سے بایں دلیل مقاتلہ کریں گے کہ وہ مومنین کی راہ کو چھوڑ کر دوسرے راستے پہ گامزن ہوا ہے اور جدھر اس نے منہ کر لیا اللہ کا اس کا رخ ادھر ہی رکھے گا۔

اور اے معاویہ، مجھے اپنی جان کی قسم اگر تم اپنی نفسانی خواہشات سے کنارہ کر کے عقل کی روشنی میں دیکھو گے تو مجھے یقین ہے کہ تم مجھے خون عثمان سے، سب سے زیادہ بری الذمہ پاؤ گے اور تمہیں خود یقین ہو جائیگا کہ میں اس خون سے قطعاً

تک تحقیق ہوں۔ پس یہ وہ بات ہے کہ تم بہتان تراشی کرکے ان باتوں پر پردہ ڈالنا چاہو جو تم پر بخوبی ظاہر ہیں
والسلام۔

ل قتلِ عثمان کے بعد جب امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ پر مدینہ میں بیعت عام ہو گئی تو آپؑ کے خلاف بیک وقت دو محاذ قائم کر دیے گئے۔ داخلی محاذ کے علمبردار طلحہ، زبیر، ام المومنین عائشہ اور خارجی محاذ کے سپہ سالار معاویہ قرار پائے۔ جنابِ مخبرِ صادقؐ کی زبانِ وحی ترجمان سے پہلے محاذ کو ناکثین (بیعت کرکے توڑنے والے) اور دوسرے کو قاسطین (حق سے انحراف کرنے والے) کا خطاب پہلے ہی مل چکا تھا۔

ناکثین کی تمام تر سرگرمیوں کا نتیجہ امیر المومنینؑ کے کلام بلاغت نظام سے ظاہر ہے:۔

"کُنْتُمْ جُنْدَ الْمَرْأَةِ وَ اَتْبَاعَ الْبَهِيْمَةِ. رَغَا فَاَجَبْتُمْ وَ عُقِرَ فَهَرَبْتُمْ" (تم لوگ لشکر تھے عورت کا اور پیرو تھے چوپائے کے جب وہ بلبلایا تو تم نے لبیک کہہ دی اور جب اس کی کونچیں کٹ گئیں تو تم بھاگ کھڑے ہوئے)

قاسطین کے سرغنہ کا تعارف امیر المومنینؑ نے ان لفظوں میں کرایا ہے:۔

"اَنْزَلَنِیَ الدَّهْرُ حَتّٰى قِيْلَ عَلِیٌّ وَ مُعَاوِيَةُ" یعنی مجھ
تنزلات ہیں زمانے کے۔ زمانہ نے مجھے مقامِ بلند سے گرا کر اتنا گرایا کہ لوگ بے دھڑک "علیؑ اور معاویہ" کہنے لگے ہیں (حالانکہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک؛ کجا علیؑ جسے رسالت مآبؐ "امیر المومنینؑ" کے نام سے سرفراز فرمائیں اور کجا معاویہ جسے حضورؐ کے ارشاد کے مطابق "طُلَقَاء" بھی اپنا کہتے ہوئے شرمائیں)

غرض امیر المومنینؑ کی بیعت کیا ہوئی، معاویہ کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ حضرت عمرؓ نے جس مقصد کے لئے انہیں شام کے سیاہ و سفید کا مالک بنایا تھا وہ یکسر فوت ہو گیا۔ جوں جوں عثمان اپنے انجام کے قریب آتے گئے، توں توں معاویہ کے خوابوں کا محل بلند سے بلند تر ہوتا گیا۔ عثمان قتل ہوتے رہے، معاویہ کو مدد کے لئے پکارتے رہے، مگر معاویہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ محض خاموش تماشائی بنے رہے اور نتیجہ کا انتظار کرتے رہے اور جب نتیجہ قتلِ عثمان کی شکل میں ان کی دلی تمناؤں کے عین مطابق نکل آیا تو باچھیں کھل گئیں لیکن جب سنا کہ بیعت علیؑ کی ہو گئی تو وہ خوابوں کا فلک بوس محل دھڑام سے زمین پر آ رہا۔ اب کیا کرتے پینترا بدلا اور خم ٹھونک کر خونِ عثمان کے وارث بن بیٹھے "انتقام! انتقام!! الجہاد! الجہاد" کے نعرے لگانے لگے۔ اب کیا تھا، ایک طرف تو ام المومنین کا اونٹ بلبلانے لگا، دوسری طرف پیراہن عثمان، نائلہ کی انگلیوں پر ناچنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے انتقامِ خونِ عثمان کا بہانہ، علمِ بغاوت کی صورت اختیار کرکے پورے شام کی فضاؤں میں لہرانے لگا۔

معاویہ کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بطورِ اتمامِ حجت امیر المومنینؑ نے نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ یہ مکتوب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور درحقیقت معاویہ کے نام نہاد اعتراضات کا الزامی جواب ہے (پوری خط و کتابت کے لئے شرح نہج البلاغہ ابن میثم، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید اور عقد الفرید ابن عبد ربہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے)

تاہم "مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ" اگر کُل تک رسائی ناممکن ہو تو جزو سے کُل کا استفادہ کرنا چاہیئے بنا بریں معاویہ کے باغیانہ موقف کا ماحصل عرض کیا جاتا ہے:۔

(۱) علیؑ کی بیعت مدینہ میں ہوئی اور میں بیعت کے وقت شام میں تھا۔ چونکہ میں نے بیعت ہی نہیں کی لہٰذا مجھ سے طاعت کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اطاعت وہ کرے جو آپؑ کو خلیفہ تسلیم کرے۔

(۲) مجھے شوریٰ میں شامل نہیں کیا گیا لہٰذا انتخاب از سر نو ہونا چاہیئے تاکہ میں بھی اپنی رائے دہندگی کا حق استعمال کر سکوں۔

(۳) آپؑ نے عثمان کو قتل کرایا ہے۔ عثمان خلیفہ برحق تھے لہٰذا آپؑ خلیفہ برحق کے قاتل ٹھہرے۔ لہٰذا یا تو اپنا دامن پاک کریں یا تلوار سے فیصلہ کر لیں۔

امیرالمومنینؑ کا جواب ملاحظہ ہو:۔

مکتوبِ گرامی کے اس ٹکڑے کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"سَلَامٌ عَلَیْکَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ بَیْعَتِیْ بِالْمَدِیْنَۃِ لَزِمَتْکَ وَاَنْتَ بِالشَّامِ لِاَنَّہٗ بَایَعَنِیْ ...... الخ"

خلاصۂ ترجمہ: میری مدینہ میں ہونے والی بیعت تم پر بھی لازم ہو گئی ہے اگرچہ تم بوقت بیعت شام میں تھے۔

اس لزومِ بیعت پر امیرالمومنینؑ نے جو دلائل دیئے ہیں وہ معاویہ کے اپنے ہی مسلّمات سے ماخوذ ہیں اور جو دلیل فریق مخالف کے مسلّمات پر مبنی ہوتی ہے اُسے دلیلِ الزامی کہتے ہیں اور جو دلیل اپنے معتقدات کے مطابق ہو اسے دلیلِ تحقیقی کہا جاتا ہے۔ پہلی صورت میں جو جواب دیا جائے گا اسے الزامی کہا جائے گا اور دوسری صورت میں دیئے گئے جواب کو تحقیقی سمجھا جائے گا۔

امیرالمومنینؑ کا "خطبہ شقشقیہ" گواہ ہے کہ آپؑ حضرت ابوبکر، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کو خلفائے برحق تسلیم نہیں کرتے۔ اس کے برعکس معاویہ ان تینوں حضرات کو نہ صرف خلیفہ مانتا ہے بلکہ اُن کے طریق انتخاب کو بھی تسلیم کئے ہوئے ہے اصول شوریٰ پر کامل ایمان رکھتا ہے اور خلافت سے متعلق نصِ خدا یا نصِ رسولؐ کا قطعاً قائل نہیں ہے۔ لہٰذا روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امیرالمومنینؑ کا یہ مکتوب الزامی جواب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر معاویہ میں ذرا سی بھی عقل ہوتی تو یہ جواب اُسے مہر بلب کرنے کو کافی تھا۔

دیکھیئے امیرالمومنینؑ نے معاویہ کے تینوں اعتراضات کس خوبصورتی سے اسی کے منہ پر دے مارے ہیں:۔

(۱) اعتراض اوّل متعلق بہ بیعت کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ابوبکر، عمرؓ اور عثمان کی بیعت جس طریقے سے کی تھی لوگوں نے میری بھی بیعت کی ہے۔ دیکھ لو ابوبکر کی بیعت ہنگامی طور پر سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمرؓ نے کر لی۔ اس وقت تم کہاں تھے۔ نہ تیرہ میں نہ تینوں میں۔ مگر اپنی عدم موجودگی کے باوجود تمہیں ابوبکر کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ ابوبکر نے اپنی مرضی سے عمرؓ کو خلیفہ نامزد کر دیا اور تمہیں پوچھا تک نہیں۔ مگر تم نے خوشامد کرنا ابوبکر کی ہاں میں ہاں ملا دی اور عمر کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اسی طرح عثمان کی خلافت جس شوریٰ کی رہین منت ہے تمہیں اس میں شامل نہیں

کیا گیا ہے یں تم نے بے چون وچرا اسے تسلیم کر دیا تھا۔ کہ تینوں حضرات کی بیعت مدینہ میں ہوئی اور تم شام کی ہوا کھا رہے تھے

اب اگر میری بیعت قبول نہیں ہے تو ان تینوں کی بیعت کیوں قبول کی تھی۔

۔ پس اگر ان تین کو خلیفہ مانتے ہو تو مجھے بھی مان لو۔

۔ اگر مجھے نہیں مانتے تو ان تین کو بھی چھوڑ دو۔ نہ انہیں خلیفہ مانو نہ امام۔

۔ دونوں صورتوں میں تمہیں میرا ہمنوا ہونا پڑے گا۔

(۲) اعتراض دوم بہ شوریٰ کا جواب یہ ہے کہ شوریٰ میں صرف مہاجرین اور انصار شامل ہو سکتے ہیں۔ رہے تم سو نہ مہاجرین میں شامل ہو نہ انصار میں بلکہ فتح مکہ کے بعد رحم سلطانی کے ماتحت "چھوڑ دیئے گئے" خاندان کی ایک فرد ہو اور چونکہ شوریٰ کا فیصلہ خدائی فیصلہ سمجھا جاتا تھا، لہٰذا تم میرا انکار کرکے خدا کے بھی منکر ہو رہے ہو۔ اہل شوریٰ خود تم سے نمٹ لیں گے۔ اگر تم ان کے فیصلے کی طرف واپس آ گئے فبہا ورنہ وہ تم سے قتال کریں گے۔ اور خدا بھی تمہارا رخ ادھر ہی رکھے گا جدھر تمہارا منہ مڑ گیا ہے۔ کیونکہ جو راہ تم نے نکالی ہے وہ مومنین کی راہ سے الگ ہے۔

۔ پس یا تو مجھے امام مان کر مومن بن جاؤ۔

یا میرا انکار کرکے کافر ہو جاؤ۔

(۳) اعتراض سوم بہ قتل عثمان کا جواب یہ ہے کہ تم حقائق پر پردہ ڈال رہے ہو۔ تم بخوبی جانتے ہو کہ عثمان کے قاتل تم خود ہو یا وہ لوگ ہو (طلحہ و زبیر) جنہیں خط لکھ لکھ کر تم نے قتل عثمان پر اکسایا۔ اور جب وہ قتل ہو گئے تو انہی قاتلوں کو انتقام لینے پر ابھارا۔ ام المومنین کو پردے سے نکالا اور اونٹ پر بٹھایا۔

پس خون عثمان مانگنا ہے تو اپنے آپ سے مانگو۔ طلحہ و زبیر سے مانگو۔ ام المومنین عائشہ سے مانگو۔ ورنہ چاند کا تھوکا منہ پر آئے گا۔

مکتوب ۷

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِلَيْهِ أَيْضاً

وَبَعْدُ فَقَدْ أَتَتْنِي مِنْكَ مَوْعِظَةٌ مُوَصَّلَةٌ، وَرِسَالَةٌ مُحَبَّرَةٌ نَمَّقْتَهَا بِضَلَالِكَ، وَأَمْضَيْتَهَا بِسُوءِ رَأْيِكَ، وَكِتَابُ امْرِئٍ لَيْسَ لَهُ بَصَرٌ يَهْدِيهِ وَلَا قَائِدٌ يُرْشِدُهُ، قَدْ دَعَاهُ الْهَوَى فَأَجَابَهُ

(معاویہ ہی کے نام)

اما بعد۔ تسلی رکھو کہ تمہارا بے جوڑ نصیحت نامہ اور بنایا سنوارا ہوا خط مجھے مل گیا ہے (وہ خط) جسے تم نے اپنی گمراہی سے خوب مزین کیا اور اس پر اپنی بداندیشی کی مہر ثبت کی۔ اور اس آدمی کی تحریر جس کی آنکھوں میں وہ نور ہی نہیں جو اس کی رہنمائی کرے اور نہ اس کا کوئی رہبر ہے جو اسے راہِ راست پر چلائے۔ اسے ہوس نے آواز دی تو اس نے

وَدَدَهُ الضَّلاَلُ فَاتَّبَعَهُ. فَهَجَرَ لاَغِطاً وَضَلَّ خَابِطاً.

لیپٹ کہہ دی اور گمراہی نے اسکی رہبری کی تو وہ اسکے پیچھے ہو لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بدحواسی میں بے تکی بانکنے لگا اور راہِ راست سے ہٹ کر ادھر اُدھر بھٹک

مِنْهُ

لِأَنَّهَا بَيْعَةٌ وَاحِدَةٌ لاَ يُثَنَّى فِيهَا النَّظَرُ وَلاَ يُسْتَأْنَفُ فِيهَا الْخِيَارُ. الْخَارِجُ مِنْهَا طَاعِنٌ. وَالْمُرَوِّي فِيهَا مُدَاهِنٌ.

اسی مکتوب کا ایک حصہ یہ ہے

کیونکہ بیعت ایک ہی ہوتی ہے۔ نہ اس میں نظر ثانی ہوتی ہے نہ از سر نو چناؤ کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے اس سے باہر ہونے والا نکتہ چیں سمجھا جاتا ہے اور پس و پیش کرنیوالا منافق کہا جاتا ہے (کیونکہ اس کے دل میں کچھ ہوتا ہے۔ زبان پر کچھ اور ہوتا ہے۔)

مکتوب ۸

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

إِلَى جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ لَمَّا أَرْسَلَهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ.

أَمَّا بَعْدُ فَإِذَا أَتَاكَ كِتَابِي فَاحْمِلْ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْفَصْلِ. وَخُذْهُ بِالْأَمْرِ الْجَزْمِ. ثُمَّ خَيِّرْهُ بَيْنَ حَرْبٍ مُجْلِيَةٍ أَوْ سِلْمٍ مُخْزِيَةٍ. فَإِنِ اخْتَارَ الْحَرْبَ فَانْبِذْ إِلَيْهِ وَإِنِ اخْتَارَ الْحَرْبَ فَخُذْ بَيْعَتَهُ. وَالسَّلاَمُ.

(جریر بن عبداللہ بجلی کے نام۔ جب آپؑ نے انہیں معاویہ کے پاس بھیجا)

اما بعد جونہی تمہیں میرا خط ملے معاویہ کو آخری فیصلے پر آمادہ کرو اور ایک ہی قطعی بات پر ٹھہرا لو اور جب وہ آمادہ ہو جائے تو اس سے کہو کہ دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرے: گھر سے بے گھر کرنیوالی جنگ یا رسوا کرنیوالی صلح۔ پس اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو صلح کی بات اس کے منہ پر دے مارو۔ اور اگر صلح کا چناؤ کرے تو بیعت لے لو۔ والسلام۔

مکتوب ۹

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

إِلَى مُعَاوِيَةَ.

فَأَرَادَ قَوْمُنَا قَتْلَ نَبِيِّنَا وَاجْتِيَاحَ أَصْلِنَا. وَهَمُّوا بِنَا الْهُمُومَ وَفَعَلُوا بِنَا الْأَفَاعِيلَ. وَمَنَعُونَا الْعَذْبَ. وَأَجْلَسُونَا

(معاویہ کے نام)

..... تو ہماری قوم نے ہمارے نبیؐ کو قتل کرنے اور ہماری جڑ اکھاڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ اور ہمارے خلاف کتنے ہی ناپاک عزائم استوار کئے اور کون سی ناشائستہ حرکت ہو گی جس کا ہمیں نشانہ

خَوْفٍ. وَاضْطَرُّونَا إِلَى جَبَلٍ وَعْرٍ وَأَوْقَدُوا لَنَا نَارَ الْحَرْبِ. فَعَزَمَ اللهُ لَنَا عَلَى الذَّبِّ عَنْ حَوْزَتِهِ. وَالرَّمْيِ مِنْ وَرَاءِ حُرْمَتِهِ. مُؤْمِنُنَا يَبْغِي بِذَلِكَ الْأَجْرَ. وَكَافِرُنَا يُحَامِي عَنِ الْأَصْلِ. وَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ قُرَيْشٍ خِلْوٌ مِمَّا نَحْنُ فِيهِ بِحِلْفٍ يَمْنَعُهُ، أَوْ عَشِيرَةٍ تَقُومُ دُونَهُ. فَهُوَ مِنَ الْقَتْلِ بِمَكَانِ أَمْنٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ وَأَحْجَمَ النَّاسُ قَدَّمَ أَهْلَ بَيْتِهِ فَوَقَى بِهِمْ أَصْحَابَهُ حَرَّ السُّيُوفِ وَالْأَسِنَّةِ. فَقُتِلَ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ. وَقُتِلَ حَمْزَةُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَقُتِلَ جَعْفَرٌ يَوْمَ مُؤْتَةَ. وَأَرَادَ مَنْ لَوْ شِئْتُ ذَكَرْتُ اسْمَهُ مِثْلَ الَّذِي أَرَادُوا مِنَ الشَّهَادَةِ. وَلَكِنَّ آجَالَهُمْ عُجِّلَتْ وَمَنِيَّتَهُ أُجِّلَتْ. فَيَا عَجَبًا لِلدَّهْرِ إِذْ صِرْتُ يُقْرَنُ بِي مَنْ لَمْ يَسْعَ بِقَدَمِي وَلَمْ تَكُنْ لَهُ كَسَابِقَتِي الَّتِي لَا يُدْلِي أَحَدٌ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ مُدَّعٍ مَا لَا أَعْرِفُهُ، وَلَا أَظُنُّ اللهَ يَعْرِفُهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ مِنْ دَفْعِ قَتَلَةِ عُثْمَانَ إِلَيْكَ فَإِنِّي نَظَرْتُ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلَمْ أَرَهُ يَسَعُنِي دَفْعُهُمْ إِلَيْكَ وَلَا إِلَى غَيْرِكَ. وَلَعَمْرِي لَئِنْ لَمْ تَنْزِعْ

نہ بنایا ہو۔ ہمارا جینا حرام کر دیا اور خوف و ہراس کو ہمارا اوڑھنا بچھونا بنا دیا۔ اور ہمیں ایک دشوار گزار پہاڑ (کی گھاٹی) میں سر چھپانے پر مجبور کر دیا۔ اور (آخر کار) ہمارے لئے جنگ کی آگ بھڑکا دی۔ (اس نازک وقت میں) اللہ تعالیٰ نے ہم (بنی ہاشم) کو ایسی ہمت عطا فرمائی کہ ہم نے حضورؐ کے حریمِ رسالت کا بچاؤ کیا اور آپکی شانِ حرمت کو آنچ نہ آنے دی۔ ہمارے مومن کو یہ خدمات اجر کی خاطر بجا لاتے تھے اور ہمارے کافر خونی قرابت کے پیش نظر حمایت کرتے تھے۔ قریش کے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے وہ ان مصائب سے بچے ہوئے تھے جن میں ہم گرفتار تھے کیونکہ کسی کی حفاظت تو باہمی معاہدہ کر رہا تھا اور کسی کا قبیلہ اس کے بچاؤ کے لئے تیار کھڑا تھا اس لئے اسے قتل ہو جانے کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ جب میدانِ کارزار شعلہ زن ہوتا تھا اور آپؐ کی فوج کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو حضورؐ اپنے اہلبیت کو آگے بڑھا دیتے تھے اور اسطرح اہلبیت کو جنگ کی بھٹی میں جھونک کر اپنے اصحاب کو نیزوں اور تلواروں کی آنچ سے بچا لیتے تھے چنانچہ عبیدہ بن حارث معرکۂ بدر میں شہید ہوئے، اور حمزہ بروزِ اُحد جامِ شہادت نوش کر گئے اور جعفر طیارؔ جنگِ موتہ میں شرفِ شہادت پا گئے اور اگر میں چاہتا تو اس کا نام بھی بتا دیتا جس نے ان بزرگوں کیطرح شہادت کی تمنا کی تھی لیکن (بات یہ ہے کہ) ان کی مدتِ حیات جلد پوری ہو گئی اور اس کی موت پیچھے جا پڑی۔

تو کتنا تعجب ہوتا ہے اس زمانہ پر اس وقت، جب میرے برابر ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیا جاتا ہے جنہیں میرے قدم بقدم چلنا تو درکنار میری گرد کو بھی پہنچنے کی توفیق نہ ہو سکی اور نہ ان کی کارگزاریاں ہی میری خدمات کی برابری کر سکتی ہیں (اور کریں تو کیونکر) وہ خدمت ہی ایسی ہیں جن کی نظیر کوئی پیش کر ہی نہیں سکتا۔ سوائے اس صورت کے کہ کوئی مدعی ایسی بات کا دعویٰ کر دے جسے میں جانتا نہیں اور میں یقین ہے کہ اُسے اللہ بھی نہیں جانتا۔ اور ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔

عَنْ غَيِّكَ وَ شِقَاقِكَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ عَنْ قَلِيلٍ يَطْلُبُونَكَ. لَا يُكَلِّفُونَكَ طَلَبَهُمْ فِي بَرٍّ وَ لَا بَحْرٍ وَ لَا جَبَلٍ وَ لَا سَهْلٍ إِلَّا أَنَّهُ طَلَبٌ يَسُوءُكَ وِجْدَانُهُ وَ زَوْرٌ لَا يَسُرُّكَ لُقْيَانُهُ. وَ السَّلَامُ لِأَهْلِهِ۔

رہا تمہارا یہ مطالبہ کہ عثمان کے قاتل تمہارے حوالے کر دئے جائیں تو میں نے اس بارے میں کافی غور و خوض کیا مگر سمجھ میں آئی کہ انہیں تمہارے یا کسی اور کے حوالے کرنا میرے بس کا روگ ہی نہیں اور مجھے اپنی جان کی قسم، اگر تم اپنی بے راہ روی اور موذیانی سے باز نہ آئے، تو جلد ہی انہیں خوب پہچان لو گے (تم انہیں کیا ڈھونڈو گے) وہ تمہیں یہ تکلیف نہیں دیں گے کہ تم انہیں دشت و دریا اور کوہ و کشت میں تلاش کرتے پھرو۔ مگر خوب سمجھ لو کہ تمہارا یہ مطالبہ وہ مراد ہے جسے پاکر تمہارے اوقات تلخ ہو جائیں گے اور یہ ایسا ملاقاتی ہے جس کی آمد تمہیں خوش نہیں کرے گی۔ زیادہ سلام برائے اہل سلام۔

✱ اس مکتوب میں امیرالمومنینؑ نے معاویہ پر اپنی فضیلت ثابت کرنے کا وہ طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ بنو امیہ کے عیب گنوانے کی بجائے بنو ہاشمؑ کی خوبیاں نمایاں کر دی ہیں اور یہ علم اخلاق کا وہ سنہری اصول ہے جو "اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ" کی درس گاہ کا نشان امتیاز ہے۔ آپ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ امامتِ کبریٰ کے منصب پر وہی فائز ہو سکتا ہے جو مظلومیت کے مرحلے کر چکا ہو چنانچہ قریش کی چیرہ دستیوں کے مقابلہ میں طویل صبر آزمائی کا مظاہرہ اہل بیت رسولؐ کے لئے افضلیت کی سند بن گیا اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جاں نثاری اور فداکاری کے جو گہرے نقوش اہلِ بیتِ رسولؐ نے صفحاتِ تاریخ پر چھوڑے ہیں تاریخ عالم ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر رہے گی۔

سلہ پہاڑ کی گھاٹی سے مراد "شعبِ ابیطالبؑ" ہے۔ جہاں بنو ہاشمؑ نے قریش کے سہ سالہ معاشرتی مقاطعہ کی طویل مدت بڑے صبر و ثبات سے گزاری۔ یہی وہ تاریخی ابتلاء ہے جو جنابِ ابوطالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی ناقابلِ تردید شہادت بن گئی ہے "میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے معاہدے کی تحریر کو دیمک نے اس طرح چاٹ کھایا ہے کہ اللہ کے نام کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ تم معاہدے کو دیکھ لو، اگر محمدؐ کے کہنے کے مطابق نہ نکلا، تو میں اس کی حمایت سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر محمدؐ سچے ثابت ہو گئے (اور میرا ایمان ہے کہ وہ سچے ہیں) تو میرا تم قریش سے ایک ہی مطالبہ ہے، وہ یہ کہ میرے بھتیجے کو ستانے سے باز آجاؤ" (خالد محمد خالد، فی رحاب علیؑ) یہ تھے ابوطالبؑ کے الفاظ۔ معاملہ کی نزاکت پر غور کریں۔ بھتیجے کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ مگر چچا کا ایمان ہے کہ محمدؐ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اگر ابوطالبؑ کو آپؐ کی صداقت میں ذرا سا بھی شک ہوتا، تو آپ قریش کے بھرے مجمع میں یوں بے خطر نہ کود پڑتے۔

یاد رہے کہ جو بزرگوار عُرف عام میں رسولؐ کے جاں نثار اور فداکار مشہور ہو گئے ہیں امیرالمومنینؑ کے ارشاد کے مطابق انہیں ان مصائب کی ہوا تک نہیں لگی۔ جن میں رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ گرفتار رہے بلکہ وہ بزرگوار مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنے کافر عزیزوں اور رشتہ داروں کی حفاظت میں اپنی جان کی خیر مناتے رہے۔

سلہ وہ نام امیرالمومنینؑ کا اپنا نام "علیؑ" ہے (محمد عبدہ، شرح نہج البلاغہ)۔ بدر اور اُحد میں علیؑ کے کارہائے نمایاں کوئی ڈھکی

چھپی بات نہیں۔ آپ کی تمنائے شہادت کا ظہار بار بار ہوا ہے۔ ایک وہ موقعہ ہے جب آپ کے اصرار کے باوجود رسول اکرمؐ نے آپ کو جنگ میں نہیں جانے دیا اور مدینہ میں اپنا جانشین بنایا ہے۔ ارشادِ رسالتؐ ہے:

"اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"

(کیا تم یا علیؑ! اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی منزلت ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا)

۳؎ مَالَا اَعْرِفُهٗ وَلَا اَظُنُّ اللّٰهَ یَعْرِفُهٗ: جو بات میرے علم میں نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اسے اللہ بھی نہیں جانتا۔ مطلب یہ ہے کہ مدعی جس بات کا دعویٰ کرتا ہے اس کا کوئی وجود ہی نہیں اور جب وجود ہی نہیں تو اسے کوئی جانے گا کیا۔ یہاں قابلِ لحاظ یہ امر ہے کہ ایسا کلام اسی زبان سے زیب دیتا ہے جسے "لِسَانُ اللّٰہ" ہونے کا شرف حاصل ہو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ!

مکتوب ۱۰

وَمِنْ کِتَابٍ لَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اِلَیْهِ اَیْضًا

وَکَیْفَ اَنْتَ صَانِعٌ اِذَا تَکَشَّفَتْ عَنْكَ جَلَابِیْبُ مَا اَنْتَ فِیْهِ مِنْ دُنْیَا قَدْ تَبَهَّجَتْ بِزِیْنَتِهَا وَخَدَعَتْ بِلَذَّتِهَا، دَعَتْكَ فَاَجَبْتَهَا، وَقَادَتْكَ فَاتَّبَعْتَهَا، وَاَمَرَتْكَ فَاَطَعْتَهَا۔ وَاِنَّهٗ یُوْشِكُ اَنْ یَّقِفَكَ وَاقِفٌ عَلٰی مَا لَا یُنْجِیْكَ مِنْهُ مِجَنٌّ۔ فَاقْعَسْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ، وَخُذْ اُهْبَةَ الْحِسَابِ، وَشَمِّرْ لِمَا قَدْ نَزَلَ بِكَ، وَلَا تُمَکِّنِ الْغُوَاةَ مِنْ سَمْعِكَ۔ وَاِلَّا تَفْعَلْ اُعْلِمْكَ مَا اَغْفَلْتَ مِنْ نَفْسِكَ۔ فَاِنَّكَ مُتْرَفٌ قَدْ اَخَذَ الشَّیْطَانُ مِنْكَ مَاْخَذَهٗ وَبَلَغَ فِیْكَ اَمَلَهٗ، وَجَرٰی مِنْكَ مَجْرَی

(معاویہ ہی کے نام)

......اور اس وقت تمہارا طرزِ عمل کیا ہوگا جب دنیا کے لبادے جو تم نے اوڑھ رکھے ہیں، اُتر جائیں گے (اور تم ننگے ہو کر اپنے اصلی روپ میں دنیا کے سامنے آ جاؤ گے) وہی دنیا جس کی زینت نظر فریب اور جس کی لذت فریب کار ہے۔ جس نے تمہیں پکارا تو تم نے لبیک کہدی تمہاری انگلی پکڑی تو تم اس کے پیچھے ہو لئے اس نے حکم دیا تم نے تعمیل کی۔ اور یاد رکھو، وہ گھڑی تمہارے سر پہ کھڑی ہے جب خبر دینے والا تمہیں اس ضربِ کاری سے خبردار کرے جس کی زد سے تمہیں کوئی ڈھال بچا نہ سکے گی۔ لہٰذا اس حرکت سے باز رہو۔ اور حساب دینے کی تیاری کر لو اور اس مصیبت کے لئے تیار ہو جو تمہارے سر پہ آئی کہ آئی۔ اور بد آموزوں کی باتوں میں مت آؤ۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہیں وہ سب کچھ جتلا دوں گا جس سے تم جان بوجھ کر بے خبر بنے ہوئے ہو کیونکہ تم ہی دولت کے وہ متوالے ہو جسے شیطان نے اپنی کارستانیوں کا ماخذ بنا رکھا ہے اور تمہارے روپ

اَلرُّوحِ وَالدَّمِ.

وَمَتٰی کُنْتُمْ یَا مُعَاوِیَةُ سَاسَةَ الرَّعِیَّةِ وَوُلَاةَ اَمْرِ الْاُمَّةِ؟ بِغَیْرِ قَدَمٍ سَابِقٍ وَلَا شَرَفٍ بَاسِقٍ، وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ لُزُوْمِ سَوَابِقِ الشَّقَاءِ. وَاُحَذِّرُكَ اَنْ تَکُوْنَ مُتَمَادِیًا فِیْ غِرَّةِ الْاُمْنِیَّةِ، مُخْتَلِفَ الْعَلَانِیَةِ وَالسَّرِیْرَةِ.

وَقَدْ دَعَوْتَ اِلَی الْحَرْبِ فَدَعِ النَّاسَ جَانِبًا وَاخْرُجْ اِلَیَّ، وَاَعْفِ الْفَرِیْقَیْنِ مِنَ الْقِتَالِ، لِیُعْلَمَ اَیُّنَا الْمَرِیْنُ عَلٰی قَلْبِهٖ وَالْمُغَطّٰی عَلٰی بَصَرِهٖ، فَاَنَا اَبُوْحَسَنٍ قَاتِلُ جَدِّكَ وَخَالِكَ وَاَخِیْكَ شَدْخًا یَوْمَ بَدْرٍ، وَذٰلِكَ السَّیْفُ مَعِیْ، وَبِذٰلِكَ الْقَلْبِ اَلْقٰی عَدُوِّیْ. مَا اسْتَبْدَلْتُ دِیْنًا، وَلَا اسْتَحْدَثْتُ نَبِیًّا. وَاِنِّیْ لَعَلَی الْمِنْهَاجِ الَّذِیْ تَرَکْتُمُوْهُ طَائِعِیْنَ، وَدَخَلْتُمْ فِیْهِ مُکْرَهِیْنَ. وَزَعَمْتَ اَنَّكَ جِئْتَ ثَائِرًا بِعُثْمَانَ، وَلَقَدْ عَلِمْتَ حَیْثُ وَقَعَ دَمُ عُثْمَانَ فَاطْلُبْهُ مِنْ هُنَاكَ اِنْ کُنْتَ طَالِبًا، فَکَاَنِّیْ قَدْ رَاَیْتُكَ تَضِجُّ مِنَ الْحَرْبِ اِذَا عَضَّتْكَ ضَجِیْجَ الْجِمَالِ بِالْاَثْقَالِ، وَکَاَنِّیْ بِجَمَاعَتِكَ تَدْعُوْنِیْ، جَزَعًا مِنَ الضَّرْبِ الْمُتَتَابِعِ وَالْقَضَاءِ الْوَاقِعِ، وَمَصَارِعَ بَعْدَ مَصَارِعَ، اِلٰی کِتَابِ اللهِ، وَهِیَ کَافِرَةٌ جَاحِدَةٌ، اَوْ مُبَایِعَةٌ حَائِدَةٌ.

میں دوبنی امیدوں کو پہنچ گیا ہے اور روح و رواں کی طرح تمہارے رگ و پے میں گردش کر رہا ہے۔

اور اے معاویہ بھلا وہ وقت تو بتاؤ جب تم (طلقاءِ بنی اُمیہ) رعیت کے پاسبان اور امت کے والی و نگہبان رہ چکے ہو جبکہ نہ تمہاری (بحیثیت مسلمان) کوئی قدیمی خدمت ہے اور نہ (بحیثیت خاندان) تمہیں کوئی اونچا شرف حاصل تھا۔ اور ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ تمہاری طرح بدبختی میں پیش پیش رہنے پر اڑے رہیں۔ اور خبردار اس بات سے بچو کہ اپنے ظاہر و باطن کے اختلاف کی بنا پر ہمیشہ آرزو کے دھوکے میں مبتلا رہو۔

اور مانا کہ تم نے مجھے دعوتِ جنگ دی ہے۔ سو لوگوں کو (لڑائی سے) الگ رہنے دو۔ اور میرے مقابلے کو خود نکل آؤ اور فریقین کو لڑنے مرنے سے معاف رکھو تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہم دونوں میں سے کس کے دل پر زنگ چڑھا ہوا ہے اور کس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ میں تمہارے نانا، تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کا قاتل وہی ابوالحسن تو ہوں جس نے بدر کے دن ان کی گردنیں اڑائی تھیں۔ اور وہی تلوار آج بھی میرے قبضے میں ہے اور میں آج بھی اسی دل گردے سے دشمن کا سامنا کرتا ہوں۔ میں نے (تمہاری طرح) نہ کوئی نیا دین اختیار کیا ہے نہ کوئی نیا نبی ہی بنایا ہے اور میں (خدا کے فضل سے) اسی دین پر قائم ہوں جسے تم لوگوں نے برضا و رغبت چھوڑ رکھا تھا اور پھر بدلِ نخواستہ اسمیں داخل ہوگئے اور تمہارا گمان یہ ہے کہ تم خونِ عثمان کا بدلہ لینے آئے ہو حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ عثمان کا خون کہاں پڑا ہے لہٰذا اگر واقعی تم (خون) مانگنے والے ہو تو (جاؤ) وہیں سے مانگو۔

تو (فکر نہ کرو) میں گویا آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں (وہ منظر) کہ تم جنگ کے دانتوں میں جکڑے ہوئے (ایسی کربناک آوازیں) لبیک رہے ہو جیسے اونٹ بھاری بوجھ کی وجہ سے بلبلا اُٹھتے ہیں اور گویا میں تمہاری جماعت کے سامنے کھڑا ہوں جو تابڑ توڑ تلواروں کی مار اور سروں پہ آئی ہوئی قضا کے وار اور لاشوں پہ لاشوں کی بھرمار سے گھبرا کر مجھے کتابِ خدا کی طرف بلا رہی ہے حالانکہ وہی جماعت یا تو (کتابِ خدا کا) انکار کرنے والی اور جان بوجھ کر حق

کو توڑنے والی ہے یا (بعد کی) بیعت کر کے انحراف کرنے والی ہے۔

ف ۱ معاویہ کے نانا عتبہ بن ربیعہ ان کے ماموں ولید بن عتبہ اور ان کے بھائی حنظلہ بن ابی سفیان جنگِ بدر میں امیر المومنین کی تلوار سے مارے گئے۔ امیر المومنین، معاویہ کو غیرت دلا رہے ہیں کہ اگر مجھ سے انتقام لینا ہے تو اپنے عزیزوں کا لو جن کے قتل کا میں خود اقبال کر رہا ہوں۔ عثمان تمہارے کیا لگتے تھے کہ ناحق مجھ سے انتقام لینے آ گئے ہو حالانکہ میں نے عثمان کو قتل بھی نہیں کیا۔

ف ۲ اَلْمِنْهَجُ. هُوَ طَرِيقُ الدِّينِ الْحَقِّ. لَمْ يَدْخُلْ فِيهِ اَبُو سُفْيَانُ وَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِلَّا بَعْدَ الْفَتْحِ كَرْهًا. یعنی منہاج سے مراد دینِ حق کی وہ شاہراہ ہے جس میں ابوسفیانؓ و معاویہؓ فتح مکہ کے بعد محض مجبور ہو کر بادل ناخواستہ داخل ہو گئے تھے (محمد عبدہ، شرح نہج البلاغہ)

ف ۳ يُشِيرُ بِحَيْثُ وَقَعَ دَمُ عُثْمَانَ اِلَى طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرِ یعنی "حَيْثُ وَقَعَ دَمُ عُثْمَانَ" سے امیر المومنین طلحہ و زبیر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ (محمد عبدہ، شرح نہج البلاغہ)

ف ۴ تَفَرَّسَ فِيمَا سَيَكُونُ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَ جُنْدِهٖ وَ كَانَ الْاَمْرُ كَمَا تَفَرَّسَ الْاِمَامُ. یعنی امیر المومنین نے اپنی فراست سے معاویہ اور اس کے لشکر کو پیش آنے والے حالات کی خبر دی ہے۔ اور وہی ہو کر رہا جس کی امام نے پیش گوئی کر دی تھی (محمد عبدہ، شرح نہج البلاغہ، مگر ہم کہتے ہیں کہ اس پیش گوئی کی بنیاد محض فراست نہیں کہی جا سکتی کیونکہ فراست سے تو کم و بیش ہر شخص کام لے سکتا ہے پھر امام کا کمال کیا ہوا۔ ہاں البتہ یہ پیش گوئی اُس علم پر مبنی تھی جو امام علیہ السلام کو خدا اور رسولؐ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ۔

آپؑ کے ایک فرمان کا ایک حصّہ

مکتوب (۱۱)

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
وَصَّى بِهَا جَيْشاً بَعَثَهُ إِلَى الْعَدُوِّ:۔
فَإِذَا نَزَلْتُمْ بِعَدُوٍّ أَوْ نَزَلَ بِكُمْ
فَلْيَكُنْ مُعَسْكَرُكُمْ فِي قُبُلِ الْأَشْرَافِ
أَوْ سِفَاحِ الْجِبَالِ، أَوْ أَثْنَاءِ الْأَنْهَارِ
كَيْمَا يَكُونَ لَكُمْ رِدْءاً وَدُونَكُمْ
مَرَدّاً۔ وَلْتَكُنْ مُقَاتَلَتُكُمْ مِنْ وَجْهٍ
وَاحِدٍ أَوِ اثْنَيْنِ۔ وَاجْعَلُوا لَكُمْ
رُقَبَاءَ فِي صَيَاصِي الْجِبَالِ وَ
مَنَاكِبِ الْهِضَابِ لِئَلَّا يَأْتِيَكُمُ
الْعَدُوُّ مِنْ مَكَانِ مَخَافَةٍ أَوْ أَمْنٍ
وَاعْلَمُوا أَنَّ مُقَدِّمَةَ الْقَوْمِ
عُيُونُهُمْ، وَعُيُونَ الْمُقَدِّمَةِ
طَلَائِعُهُمْ۔ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّفَرُّقَ فَإِذَا
نَزَلْتُمْ فَانْزِلُوا جَمِيعاً، وَإِذَا ارْتَحَلْتُمْ
فَارْتَحِلُوا جَمِيعاً۔ وَإِذَا غَشِيَكُمُ
اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ كِفَّةً،
وَلَا تَذُوقُوا النَّوْمَ إِلَّا غِرَاراً أَوْ مَضْمَضَةً

(دشمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک لشکر کے نام)

چنانچہ جب تم دشمن کے قریب یا دشمن تمہارے قریب اترے تو تمہارا پڑاؤ (کیمپ) پہاڑوں کے آگے یا پہاڑوں کے دامن میں یا ندی نالوں کے موڑ کی جگہ ہو، چاہیئے تاکہ ایسا کرنا تمہاری کمک کا باعث اور تمہارے بچاؤ کے لئے روک بنا رہے۔ اور (دشمن سے) تمہاری لڑائی (اوّل تو) ایک جانب سے ورنہ دو جانب سے ہونی چاہیئے۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلندیوں پر اپنے دیدبان بٹھا دو تاکہ دشمن کسی مخدوش یا محفوظ جگہ سے (نکل کر) تم پر اچانک نہ آپڑے۔ اور آگاہ رہو کہ فوج کا مقدمہ (اگلا حصّہ) فوج کو آنکھوں کا کام دیتا ہے اور مقدمۃ الجیش کو آنکھوں کا کام ہراول دستے دیتے ہیں۔ اور دیکھو کہیں اتحاد کو پارہ پارہ نہ کر بیٹھنا چنانچہ جب مقام کرو تو سب کے سب اتر پڑو، اور جب کوچ کرنے لگو تو سب کے سب کوچ کرو۔ اور جب تم پر رات چھا جائے۔ تو اپنے گرد نیزے گاڑ کر ترازو کے پلّے کی طرح حلقہ بنا لو۔ اور محض ایک اونگھ یا ذرا سی جھپکی لینے سے زیادہ نیند کا مزہ بھی نہ چکھو۔

لہ مُقَدِّمَةُ الْقَوْمِ عُيُونُهُمْ وَعُيُونُ الْمُقَدِّمَةِ طَلَائِعُهُمْ:۔ جملے صرف دو ہیں۔ مگر معانی و مطالب کی داد وہی لوگ دے سکیں گے جو میدانِ کارزار میں فوجوں کے نظم و ضبط کا ذاتی تجربہ رکھتے ہوں جس طرح پورے جسم میں آنکھوں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح پوری فوج میں مقدمہ کی اہمیت ناقابلِ انکار ہے۔ مگر مقدمہ بھی اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود طلائع یعنی ہراولوں کا محتاج ہے۔ امیر المومنینؑ نے منطقی دور سے ثابت کیا ہے کہ کسی فوج کی فتح و شکست کا دارومدار

اس کے ہراولوں پر ہوتا ہے۔ لہذا آپ نے ہدایت فرمائی کہ ہراول وہ منتخب کئے جائیں جو تجربہ کار اور قابلِ اعتماد ہوں۔ ۵ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ كِفَّةً: بلاغت کا کمال یہی ہے کہ لفظ ایک (کِفَّۃ) ہے مگر اسی ایک لفظ نے زبانِ امامؑ سے نکل کر لشکر کے بچاؤ کا طریقہ بھی بتا دیا۔ ورنہ "کاٹنے" اور "حلقہ بننے" وغیرہ کے الفاظ تو کلامِ امیر المومنینؑ میں نہیں تھے۔ ہوا یہ کہ ادھر کِفّہ یعنی ترازو کا پلہ تصور میں آیا، اُدھر کیمپ کے گرد نیزوں کا حلقہ بننا شروع ہو گیا۔

آپؑ کے ایک فرمان کا ایک حصہ

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِمَعْقِلِ بْنِ قَيْسٍ الرِّيَاحِيِّ حِيْنَ اَنْفَذَهُ
اِلَى الشَّامِ فِيْ ثَلَاثَةِ آلَافٍ مُقَدِّمَةً لَهُ:
اِتَّقِ اللهَ الَّذِيْ لَا بُدَّ لَكَ مِنْ
لِقَائِهِ وَلَا مُنْتَهَى لَكَ دُوْنَهُ.
وَلَا تُقَاتِلَنَّ اِلَّا مَنْ قَاتَلَكَ. وَ
سِرِ الْبَرْدَيْنِ وَغَوِّرْ بِالنَّاسِ
وَرَفِّهْ بِالسَّيْرِ وَلَا تَسِرْ اَوَّلَ
اللَّيْلِ فَاِنَّ اللهَ جَعَلَهُ سَكَنًا
وَقَدَّرَهُ مُقَامًا لَا ظَعْنًا. فَاَرِحْ
فِيْهِ بَدَنَكَ وَرَوِّحْ ظَهْرَكَ
فَاِذَا وَقَفْتَ حِيْنَ يَنْبَطِحُ السَّحَرُ
اَوْ حِيْنَ يَنْفَجِرُ فَسِرْ عَلَى
بَرَكَةِ اللهِ. فَاِذَا لَقِيْتَ الْعَدُوَّ
فَقِفْ مِنْ اَصْحَابِكَ وَسَطًا
وَلَا تَدْنُ مِنَ الْقَوْمِ دُنُوَّ مَنْ
يُرِيْدُ اَنْ يُنْشِبَ الْحَرْبَ،
وَلَا تَبَاعَدْ عَنْهُمْ تَبَاعُدَ
مَنْ يَهَابُ الْبَأْسَ حَتّٰى

مکتوب (۱۲)

(بنام معقل بن قیس ریاحی جب انہیں تین ہزار کے ہراول دستہ کے ساتھ شام روانہ فرمایا)

(دیکھو) اللہ سے ڈرتے رہو جس کی بارگاہ میں تمہاری پیشی ناگزیر ہے۔ اور جس کے سوا تمہاری آخری منزل کوئی نہیں۔ اور یاد رکھو لڑنا ہرگز نہیں مگر صرف اسی سے جو تم سے لڑے۔ اور سفر کرو تو دونوں وقت (صبح شام) ٹھنڈے ٹھنڈے۔ اور دوپہر کی سخت گرمی کے وقت اپنے ساتھیوں کو آرام کا وقفہ دینا۔ اور چلنے میں آہستگی اختیار کرنا، اور رات کے پہلے حصے میں سفر نہ کرنا۔ کیوں کہ اللہ نے (رات کا) یہ حصہ، حرکت کے لئے نہیں) سکون کی خاطر بنایا ہے۔ اور اسے سفر کے لئے نہیں، (بلکہ دورانِ سفر) مقام کے لئے مقدر کیا ہے۔ لہذا رات کے اس حصہ میں اپنے بدن کو بھی آرام دلاؤ اور اپنی سواریوں کو بھی دم لینے کا موقع دو۔ مگر جب سمجھو کہ صبح کی سفیدی پھیلنے یا پھوٹنے لگی ہے تو اللہ کی برکت کے سہارے چل کھڑے ہونا۔ پھر جب دشمن کا سامنا ہو جائے تو تم اپنے ساتھیوں کے وسط میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور (بڑھتے بڑھتے) دشمن کے اتنے

يَأْتِيَكَ أَمْرِي، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ شَنَآنُهُمْ عَلَى قِتَالِهِمْ قَبْلَ دُعَائِهِمْ وَالْإِعْذَارِ إِلَيْهِمْ۔

قریب نہ چلے جاؤ کہ وہ سمجھے کہ تم لڑائی سے خوفزدہ ہو (یہ ہدایات زیرِ عمل رہیں گی) جب تک تمہیں میرا (کوئی اور) حکم نہ پہنچے۔ اور خبردار، دشمن کی عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ انہیں دعوتِ حق دینے اور ان پر حجت تمام کرنے سے پہلے ہی تم اُن سے برسرِ پیکار ہو جاؤ۔[1]

[1] قرب و غرب کے یہ وہ سنہری اصول ہیں جن کی افادیت آج بھی اُسی طرح مسلّم ہے جس طرح پہلے مسلّم رہی ہے۔ کاش عہرِ حاضر کے متحارب گروہ امیرالمومنینؑ کی رہنمائی میں امن کی راہ تلاش کرتے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَمِيرَيْنِ مِنْ أُمَرَاءِ جَيْشِهِ

وَقَدْ أَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا وَعَلَى مَنْ فِي حَيِّزِكُمَا مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرَ فَاسْمَعَا لَهُ وَأَطِيعَا، وَاجْعَلَاهُ دِرْعاً وَمِجَنّاً فَإِنَّهُ مِمَّنْ لَا يُخَافُ وَهْنُهُ وَلَا سَقْطَتُهُ وَلَا بُطْؤُهُ عَمَّا الْإِسْرَاعُ إِلَيْهِ أَحْزَمُ، وَلَا إِسْرَاعُهُ إِلَى مَا الْبُطْءُ عَنْهُ أَمْثَلُ۔

مکتوب (۱۳)

(فوجِ ظفر موج کے دو افسروں کے نام)

اور میں نے تم دونوں پر اور تمہارے زیرِ فرمان دستوں پر مالک بن حارث اشتر[1] کو امیر بنا کر بھیج دیا ہے۔ لہٰذا تم دونوں اُس کے احکام کی تعمیل کرو اور اُسے (اپنے بچاؤ کے لئے) زرہ اور ڈھال بنا لو۔ کیوں کہ اُس کا شمار اُن لوگوں میں ہے جن کے بارے میں یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کمزوری دکھائیں گے۔ نہ یہ خطرہ ہے کہ وہ لغزش کر کر پڑیں گے۔ نہ یہ خوف ہے کہ وہ اُس جانب سستی سے چل کر جائیں گے جدھر تیزی سے بڑھنا زیادہ قرینِ احتیاط ہوتا ہے۔ اور نہ یہ ڈر ہے کہ وہ اُس طرف تیزی سے دوڑ پڑیں گے جدھر آہستگی سے جانا زیادہ قرینِ عقل ہوتا ہے۔

---

[1] اَلْأَشْتَر: محمد عبدہ شارح نہج البلاغہ کی قرأت کے مطابق اشتر، مالک کے باپ حارث کا لقب معلوم ہوتا ہے مگر عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہ خود مالک کا لقب ہے جس کی تصدیق علامہ شریف رضی علیہ الرحمۃ جامع نہج البلاغہ کے اس عنوان سے ہوتی ہے جو انہوں نے مکتوب ۳۸ کے شروع میں قائم کیا ہے جس کی ابتدا كَتَبَهُ بِالْأَشْتَرِ سے ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ امیرالمومنین کا یہ مکتوب جناب مالک ہی کے نام ہے اور اشتر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مالک کا ہونٹ کسی لڑائی میں شگافتہ ہو گیا تھا۔ اور لغتِ عرب میں شگافتہ لب کو اَشْتَر

کہتے ہیں۔ بہر حال جناب مالک اشتر امیرمنینؑ کے نہایت وفادار جان نثار اور اطاعت شعار اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔ جن پر امیرمومنینؑ کو بڑا اعتماد تھا۔ مالک سے یہ شرف کوئی معمولی بات نہیں کہ خود امیرالمومنینؑ ان کی خوبیاں گنوا رہے ہیں ؎

این سعادت بزور بازو نیست — تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آپؑ کی زبانی ہدایات کا ایک حصہ

مکتوب (۱۴)

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:- لِعَسْكَرِهِ قَبْلَ لِقَاءِ الْعَدُوِّ بِصِفِّينَ لَا تُقَاتِلُوهُمْ حَتَّى يَبْدَؤُوكُمْ فَإِنَّكُمْ بِحَمْدِ اللهِ عَلَى حُجَّةٍ وَتَرْكُكُمْ إِيَّاهُمْ حَتَّى يَبْدَؤُوكُمْ حُجَّةٌ أُخْرَى لَكُمْ عَلَيْهِمْ. فَإِذَا كَانَتِ الْهَزِيمَةُ بِإِذْنِ اللهِ فَلَا تَقْتُلُوا مُدْبِرًا، وَلَا تُصِيبُوا مُعْوِرًا، وَلَا تُجْهِزُوا عَلَى جَرِيحٍ. وَلَا تَهِيجُوا النِّسَاءَ بِأَذًى وَإِنْ شَتَمْنَ أَعْرَاضَكُمْ وَسَبَبْنَ أُمَرَاءَكُمْ فَإِنَّهُنَّ ضَعِيفَاتُ الْقُوَى وَالْأَنْفُسِ وَالْعُقُولِ۔ إِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ بِالْكَفِّ عَنْهُنَّ وَإِنَّهُنَّ لَمُشْرِكَاتٌ۔ وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَتَنَاوَلُ الْمَرْأَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالْفِهْرِ أَوِ الْهِرَاوَةِ فَيُعَيَّرُ بِهَا وَعَقِبُهُ مِنْ بَعْدِهِ۔

صفین میں دشمن کا سامنا کرنے سے پہلے اپنی فوج ظفر موج کو ہدایت فرمائی تب تک وہ پہل نہ کریں، تم اُن سے مت لڑو۔ کیونکہ اللہ کے فضل و کرم سے تم ایک حجت پر (لڑ رہے) ہو[۱] اور انہیں پہل کرنے تک (مہلت دے کر) چھوڑے رکھنا اُن کے خلاف تمہاری دوسری حجت (قائم) ہو جانے گی[۲] تو جب بحکم خدا دشمن کو شکست ہو جائے۔ تو کسی پیٹھ پھیرنے والے کو قتل نہ کرنا کسی ایسے شخص پر ہاتھ نہ اُٹھانا جو اپنا ستر کھول دے۔ کسی زخمی پر مہلک وار نہ کرنا، اور عورتوں کو تنگ کر کے برانگیختہ نہ کرنا خواہ وہ تمہاری ماں بہنوں کو برا بھلا کہتی اور تمہارے امیروں کو گالیاں دیتی رہیں۔ کیوں کہ عورتیں فطری طور پر، قوت، دل اور عقل کی کمزور ہوتی ہیں۔ ہمیں تو اُس وقت بھی اُن سے دست کش رہنے کا حکم تھا جب وہ مشرک تھیں۔ اور (زمانہ) جاہلیت میں بھی اگر کوئی مرد پتھر کے ٹکڑے یا لاٹھی سے کسی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا تھا تو اُس کو اور بعد میں اس کی اولاد کو بھی (اس ذلیل حرکت کی وجہ سے) بدنام کیا جاتا تھا[۳]

---

[۱] تم امام مفترض الطاعۃ کے حکم سے گروہ باغی (فئۃ باغیۃ) کے خلاف لڑ رہے ہو۔ لہٰذا تم حق کی حمایت میں باطل سے برسرپیکار ہو۔ اور یوں کہ تمہیں حق پر ہونے کا یقین حاصل ہے، اس لئے پوری دل جمعی اور یکسوئی سے باطل سے ٹکرا سکتے ہو۔ یہ ہے تمہاری پہلی حجت۔ [۲] قاعدہ ہے کہ لڑائی میں پہل کرنے والا ظالم قرار دیا جاتا ہے (وَالْبَادِئُ هُوَ الْأَظْلَمُ) اور فریق مقابل

ظلم ہی ہوتا ہے۔ اور مظلوم کو ظالم کے خلاف آواز اور ہاتھ (جیسی بھی صورت ہو) اُٹھانے کا حق پہنچتا ہے۔ پس تم انہیں چھوڑے رکھو کہ ظالم وہی نہیں۔ یہ تمہاری دوسری حجت ہوگی اور جوابی حملہ کرنے میں حق بجانب تم ہی ہوگے۔ ۳ہ عورت ذات پر ہاتھ اٹھانا مردوں کے شایانِ شان نہیں۔ چاہے عورت کافر ہو، مشرک ہو، مسلمان ہو یا کوئی ہو۔ فطری طور پر ہر لحاظ سے کمزور ہوتی ہے۔ جنگِ جمل کے دوران اور بعد از جنگ اُمّ المومنینؓ سے اسی اصول کی بنا پر تعرض نہیں کیا کہ وہ عورت ذات تھیں۔ فقط

مکتوب (۱۵)

وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:-
يَقُوْلُ اِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ
اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفْضَتِ الْقُلُوْبُ
وَمُدَّتِ الْاَعْنَاقُ۔ وَشَخَصَتِ الْاَبْصَارُ
وَنُقِلَتِ الْاَقْدَامُ۔ وَاُنْضِيَتِ الْاَبْدَانُ۔
اَللّٰهُمَّ قَدْ صَرَّحَ مَكْنُوْنُ الشَّنَاٰنِ
وَجَاشَتْ مَرَاجِلُ الْاَضْغَانِ۔
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَشْكُوْ اِلَيْكَ
غَيْبَةَ نَبِيِّنَا۔ وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا۔
وَتَشَتُّتَ اَهْوَائِنَا۔
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ
قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔

جب آپ لڑنے کے لئے دشمن کا سامنا کرتے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض پرداز ہوتے تھے:

اے خدا! دل تیرے پاس جا پہنچے۔ اور گردنیں تن گئیں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، قدم اُٹھ گئے اور بدن زار و ناتواں ہو گئے لہ

خدایا! ڈھکی چھپی عداوتوں کے پردے کھل گئے۔ اور کینہ کی دیگیں جوش کھانے لگیں ۲ہ

اے خدا! ہم اپنے نبیؐ کے آنکھوں سے اوجھل ہو جانے اپنے دشمن کی گنتی بڑھ جانے اور اپنی خواہشات کے پراگندہ ہو جانے کی فریاد تجھی سے کرتے ہیں ۳ہ

پروردگارا! ہمارا اور ہماری قوم کا باہمی جھگڑا حق کے مطابق چُکا دے۔ کیونکہ تجھ سے بڑھ کر جھگڑے چکانے والا کوئی نہیں ہے

لہ دشمن کا سامنا کرتے وقت اللہ تعالےٰ سے استعانت کرتے ہیں کہ خدایا ہمیں دل گردہ عطا کر۔ ہماری گردنوں کو اپنے سامنے جھکا رہنے دے۔ دشمن کے سامنے نہ جھکنے دے۔ آنکھیں فتح کی صورت دیکھنا چاہتی ہیں، انہیں مایوس نہ کرنا۔ جو قدم آگے بڑھ چکے ہیں اُنہیں پیچھے نہ ہٹنے دینا۔ ہمارے بدن کمزور ہیں ان کو طاقت عطا کر۔ ۲ہ نواسیہ کی دیرینہ عداوتوں اور کینہ پروری کی طرف اشارہ ہے۔ ان لوگوں نے اسلام کا جو لبادہ اوڑھ رکھا تھا، وہ اتار پھینکا، اور اپنے اصلی روپ میں کھل کر ہمارے سامنے آگئے۔ ۳ہ اشارہ ہے کہ ہمارے دشمن شانِ نبوت سمجھتے ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ نبیؐ (معاذ اللہ) گئے گزرے ہو چکے ہیں۔ اب ہمیں کون دیکھتا ہے۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ ہمارے نبیؐ صرف آنکھوں سے اوجھل ہوئے ہیں، دلوں میں موجود ہیں۔ اور ہم اُنہی کے دین پر قائم اور اُنہی کے دین کے محافظ ہیں۔ ہم اُسے دشمن کے ہاتھوں مٹنے نہیں دیں گے۔ ۴ہ یہ وہی دعا ہے جو ایسے موقعوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کو تعلیم فرمائی ہے اور قرآن مجید میں موجود ہے۔ قوم سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی ہدایت کے لئے

رسالت تب مبعوث ہوئے۔ یہ دعا سن کر امیرالمومنینؑ ثابت کر رہے ہیں کہ ہم نبیؐ کی مانندگی میں نبیؐ کے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں

وَكَانَ يَقُوْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَصْحَابِهٖ عِنْدَ الْحَرْبِ۔

لَا تَشْتَدَّنَّ عَلَيْكُمْ فَرَّةٌ بَعْدَهَا كَرَّةٌ. وَلَا جَوْلَةٌ بَعْدَهَا حَمْلَةٌ وَاَعْطُوا السُّيُوْفَ حُقُوْقَهَا۔ وَوَطِّئُوْا لِلْجُنُوْبِ مَصَارِعَهَا وَاذْمُرُوْا اَنْفُسَكُمْ عَلَى الطَّعْنِ الدَّعْسِيِّ وَالضَّرْبِ الطِّلَحْفِيِّ۔ وَاَمِيْتُوا الْاَصْوَاتَ فَاِنَّهٗ اَطْرَدُ لِلْفَشَلِ۔

فَوَالَّذِيْ فَلَقَ الْجَنَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اَسْلَمُوْا وَلٰكِنِ اسْتَسْلَمُوْا وَاَسَرُّوا الْكُفْرَ، فَلَمَّا وَجَدُوْا اَعْوَانًا عَلَيْهِ اَظْهَرُوْهُ۔

مکتوب (١٦)

لڑائی کے موقع پر اپنے اصحاب سے فرماتے تھے:

(یاد رکھو) پلٹنے کی خاطر ہٹنا اور حملہ کی نیت سے گھومنا تمہیں گراں نہ گزرے۔ اور تلواروں کا حق ادا کر دکھاؤ۔ اور (مضروب) پہلوؤں کے گرنے کی جگہیں تیار رکھو۔ (ایسا چجا تلا وار کرو کہ مضروب پہلو کے بل گر پڑے) اور اپنے آپ کو نیزے کا بھرپور اور تلوار کا شدید وار کرنے کے لئے آمادہ رکھو۔ اور (لڑتے وقت) آوازیں گم کر لو۔ کیونکہ ایسا کرنا کمزوری اور بزدلی کو دفع اور دور رکھتا ہے۔

(یہ سب کچھ اس لئے کہتا ہوں کہ) اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ اور جاندار کو زندہ کیا، کہ ان لوگوں نے اسلام نہیں بلکہ امان قبول کی تھی۔ اور دل میں کفر چھپائے رکھا اور جب دیکھا کہ کفر کے مددگار مل گئے ہیں تو اُسے ظاہر کر دیا[1]

---

[1] معاویہ اور اُن کے خاندان کی طرف اشارہ ہے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اِلٰى مُعَاوِيَةَ جَوَابًا عَنْ كِتَابٍ مِنْهُ اِلَيْهِ

وَاَمَّا طَلَبُكَ اِلَيَّ الشَّامَ فَاِنِّيْ لَمْ اَكُنْ لِاُعْطِيَكَ الْيَوْمَ مَا مَنَعْتُكَ اَمْسِ. وَاَمَّا قَوْلُكَ اِنَّ الْحَرْبَ قَدْ اَكَلَتِ الْعَرَبَ اِلَّا حُشَاشَاتِ اَنْفُسٍ بَقِيَتْ اَلَا وَمَنْ اَكَلَهُ الْحَقُّ

مکتوب (١٧)

بنام معاویہ: اس کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

رہا مجھ سے تمہارا مطالبہ، سو یقین رکھو کہ جو چیز میں نے تمہیں کل نہیں دی، وہ آج بھی نہیں دوں گا۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے اہلِ عرب کو ایسا کھا لیا ہے کہ رمقِ جان کے سوا کچھ باقی نہیں رہا تو آگاہ ہو کہ جن لوگوں کو حق نے کھایا ہے وہ تو گئے جنت کو اور جنہیں باطل نے لقمہ بنایا وہ سیدھے

فَاِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ اَكَلَهُ الْبَاطِلُ فَاِلَى النَّارِ. وَاَمَّا اسْتِوَاؤُنَا فِي الْحَرْبِ وَالرِّجَالِ فَلَسْتَ بِاَمْضٰى عَلَى الشَّكِّ مِنِّيْ عَلَى الْيَقِيْنِ وَلَيْسَ اَهْلُ الشَّامِ بِاَحْرَصَ عَلَى الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا قَوْلُكَ اِنَّا بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ فَكَذٰلِكَ نَحْنُ. وَلٰكِنْ لَيْسَ اُمَيَّةُ كَهَاشِمٍ. وَلَا حَرْبٌ كَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَلَا اَبُوْ سُفْيَانَ كَاَبِيْ طَالِبٍ. وَلَا الْمُهَاجِرُ كَالطَّلِيْقِ وَلَا الصَّرِيْحُ كَاللَّصِيْقِ. وَلَا الْمُحِقُّ كَالْمُبْطِلِ وَلَا الْمُؤْمِنُ كَالْمُدْغِلِ. وَلَبِئْسَ الْخَلَفُ خَلَفًا يَتْبَعُ سَلَفًا هَوٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

وَفِيْ اَيْدِيْنَا بَعْدُ فَضْلُ النُّبُوَّةِ الَّتِيْ اَذْلَلْنَا بِهَا الْعَزِيْزَ وَنَعَشْنَا بِهَا الذَّلِيْلَ وَلَمَّا اَدْخَلَ اللّٰهُ الْعَرَبَ فِيْ دِيْنِهٖ اَفْوَاجًا وَاَسْلَمَتْ لَهٗ هٰذِهِ الْاُمَّةُ طَوْعًا وَكَرْهًا كُنْتُمْ مِمَّنْ دَخَلَ فِي الدِّيْنِ اِمَّا رَغْبَةً وَاِمَّا رَهْبَةً عَلٰى حِيْنَ فَازَ اَهْلُ السَّبْقِ بِسَبْقِهِمْ. وَذَهَبَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ بِفَضْلِهِمْ

فَلَا تَجْعَلَنَّ لِلشَّيْطَانِ فِيْكَ نَصِيْبًا. وَلَا عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا.

جہنم رسید ہو گئے۔ اور (تمہارا یہ گمان) کہ ہم اور تم جنگ آزماؤں کے لحاظ سے برابر کی ٹکر ہیں سو (اس کا جواب یہ ہے کہ) تم شک میں اتنے سرگرم نہیں ہو جتنا میں یقین پر کاربند ہوں۔ اور اہل شام دنیا پر ایسے لٹو نہیں جیسے اہل عراق آخرت پر دل دیے بیٹھے ہیں۔ اور تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم دونوں عبد مناف کی اولاد ہیں تو (ٹھیک ہے) ہم وہی ہیں۔ مگر (یہ بھی تو ساتھ ہی کہو کہ) امیہ ہاشم جیسا نہیں حرب عبد المطلب کے برابر نہیں، اور (تمہارا باپ) ابو سفیان (میرے باپ) ابو طالب کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ اور (اسی طرح) نہ مہاجر اور طلیق[۲] برابر ہو سکتے ہیں، نہ صحیح النسب اور لصیق[۳] اور حق کی تصدیق کرنے والے کی برابری جھٹلانے والا نہیں کر سکتا۔ نہ مومن کی برابری مفسد کر سکتا ہے۔ اور کتنی ناگفتہ بہ حالت ہے ایسے اخلاف کی جو (ابھی تک) اسلاف کے نقش قدم پر چل رہے ہیں جبکہ خود وہی اسلاف جہنم کی آگ کے کندے بن چکے ہیں۔

مزید براں نبوت کا شرف بھی ہمیں ہی حاصل ہے، جس کی بدولت ہم نے زبردست کو زیر اور زیردست کو اونچا کر دکھایا۔ اور جب اللہ نے پورے عرب کو فوج در فوج اپنے دین میں داخل کر لیا اور یہ امت چار و ناچار اس کے تابع فرمان ہو چکی تو تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو لالچ میں آ کر خواہ ڈرتے ڈرتے دین میں داخل ہو گئے تھے، وہ بھی اس وقت جب آگے نکلنے والے اپنی جیت کا پھل پا چکے اور سب سے پہلے ہجرت کر جانے والے اپنی برتری حاصل کر چکے تھے۔

لہٰذا نہ تو اپنے کاموں میں شیطان کا کوئی حصہ رکھنا، اور نہ اس کے لئے اپنے خلاف کوئی راہ پیدا کرنا۔

---

[۱] یہ مکتوب معاویہ کے جس خط کے جواب میں ہے وہ عقد الفرید میں تمام و کمال نقل کیا گیا ہے۔ لیکن جواب کے انداز سے ان اہم نکات کا پتہ چل جاتا ہے جن پر معاویہ نے زیادہ زور دیا ہے، اور وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) شام کی حکومت میرے حوالے کردی جائے۔

(۲) عرب کی حالت پر رحم کیجئے کیوں کہ لوگوں نے جنگ نے اُن کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ جنگ بندی کی بات کیجئے۔

(۳) آپ لڑ سکتے ہیں تو ہم بھی لڑ سکتے ہیں۔ فوجی طاقت بھی جتنی آپ کے پاس ہے اُتنی ہی میرے پاس ہے۔

(۴) خاندانی شرف کے لحاظ سے ہم تم برابر ہیں کیوں کہ دونوں عبدِ مناف کی اولاد ہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ معاویہ صلح پر آمادہ ہے مگر انکار و اصرار کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

امیرالمومنینؑ نے چاروں باتوں کے جواب ایسے نپے تلے دیئے ہیں کہ اُن کی مزید وضاحت گویا سورج کو چاند دکھانا ہے۔

۲؎ خاندانی شرف کے ضمن میں پہلے نام بنام مقابلہ فرما رہے تھے۔ اور دستورِ عرب کے مطابق چار پُشتوں تک چلے گئے:

علی بن ابی طالبؑ بن عبدالمطلبؑ بن ہاشمؑ بن عبدمنافؑ

معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیّہ بن عبدشمس بن عبدمناف

اب نسب کو چھوڑ کر حسب کا ذکر فرماتے ہیں:

اَلْمُهَاجِرُ: مَنْ اٰمَنَ فِي الْمَخَافَةِ وَهَاجَرَ تَخَلُّصًا مِنْهَا یعنی مہاجر وہ ہے جس نے خطرہ خوف میں ایمان قبول کیا اور خطرہ خوف سے جان و ایمان بچانے کی خاطر ترکِ وطن کر گیا۔ (محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ)

اس معلوم ہوا کہ غیر مومن اگر ترکِ وطن بھی کر جائے تو اُسے 'مہاجر' نہیں کہا جائے گا۔ فتامل۔

اَلطَّلِيقُ: الَّذِي اُسِرَ فَاُطْلِقَ بِالْمَنِّ عَلَيْهِ اَوِ الْفِدْيَةِ۔ وَاَبُوْسُفْيَانُ وَمُعَاوِيَةُ كَانَا مِنَ الطُّلَقَاءِ يَوْمَ الْفَتْحِ۔ یعنی طلیق وہ ہوتا ہے جسے اسیر کر لیا جائے اور پھر اُس پر احسان کر کے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اور ابو سفیان اور معاویہ دونوں ان لوگوں میں شامل ہیں جنہیں فتح مکہ کے دن چھوڑ دیا گیا تھا۔ (ایضاً)

۳؎ اَلصَّرِيحُ: صَحِيحُ النَّسَبِ وَذُو الْحَسَبِ یعنی صریح اُسے کہتے ہیں جس کا نسب اور حسب روشن ہو۔

اَللَّصِيقُ: مَنْ يَنْتَمِي اِلَيْهِمْ وَهُوَ اَجْنَبِيٌّ عَنْهُمْ۔ یعنی لصیق وہ شخص ہے جسے خاندان سے منسوب کر لیا جائے حالانکہ وہ یگانہ نہیں بیگانہ ہے۔ (ایضاً)

اوپر دیئے گئے شجرہ سے اُمیّہ عبدشمس کا بیٹا ظاہر ہوتا ہے لیکن حسب تصریح علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ مندرجہ بحار الانوار اُمیّہ کو عبدشمس کا غلام ثابت کیا گیا ہے۔ اور جس طرح زید کو قبل از تنزیل زید بن محمدؐ کہا جاتا تھا اسی طرح لوگ اُمیّہ کو اُمیّہ بن عبدشمس کہنے لگے۔

اُمیّہ ہی پر کیا موقوف حرب سے لے کر معاویہ تک پورا سلسلہ ہی داغدار ہے چنانچہ معاویہ کی مادرِ مہربان جناب ہند کا کردار منہ بولتا گواہ ہے۔ الغرض ایں خانہ تمام آفتاب است۔

۴؎ اَلْمُحِقُّ: حق کی تصدیق کرنے والا۔ اس سے مراد امیر مومنینؑ کی اپنی ذاتِ والا صفات ہے۔

اَلْمُبْطِلُ: حق کی تکذیب کرنے والا۔ اس سے خود معاویہ اور ان کا خاندان مراد ہے۔

۵ اخلاف سے مراد صرف نسبی نسل ہی نہیں بلکہ عقیدہ اور عمل میں اگلوں کی پیروی کرنے والے بھی اخلاف کہے جاتے ہیں۔ اسی طرح سلف
[illegible]

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى الْبَصْرَةِ.

اِعْلَمْ أَنَّ الْبَصْرَةَ مَهْبِطُ إِبْلِيسَ وَمَغْرِسُ الْفِتَنِ، فَحَادِثْ أَهْلَهَا بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوبِهِمْ. وَقَدْ بَلَغَنِي تَنَمُّرُكَ لِبَنِي تَمِيمٍ وَغِلْظَتُكَ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّ بَنِي تَمِيمٍ لَمْ يَغِبْ لَهُمْ نَجْمٌ إِلَّا طَلَعَ لَهُمْ آخَرُ، وَإِنَّهُمْ لَمْ يُسْبَقُوا بِوَغْمٍ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَإِنَّ لَهُمْ بِنَا رَحِمًا مَاسَّةً وَقَرَابَةً خَاصَّةً، نَحْنُ مَأْجُورُونَ عَلَى صِلَتِهَا وَمَأْزُورُونَ عَلَى قَطِيعَتِهَا. فَارْبَعْ أَبَا الْعَبَّاسِ رَحِمَكَ اللهُ فِيمَا جَرَى عَلَى لِسَانِكَ وَيَدِكَ مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ، فَإِنَّا شَرِيكَانِ فِي ذٰلِكَ، وَكُنْ عِنْدَ صَالِحِ ظَنِّي بِكَ، وَلَا يَفِيلَنَّ رَأْيِي فِيكَ. وَالسَّلَامُ.

مکتوب (۱۸)

عامل بصرہ عبداللہ بن عباس کے نام:[1]

تمہیں معلوم رہے کہ بصرہ ابلیس کی فرودگاہ[2] ہے جہاں فتنوں کے پیڑ جڑ پکڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہاں کے باشندوں سے ایسی بات کرو کہ وہ تمہارے زیرِ احسان رہیں، اور اُن کے دلوں پر تمہارے خوف کی جو گرہ پڑ گئی ہے اُسے کھول دو۔

اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ بنی تمیم کے خلاف تمہارا رویہ ناشائستہ ہے۔ اور تم اُن پر سختی کر رہے ہو۔ حالانکہ بنو تمیم کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہی نہیں جب تک اُس کی جگہ دوسرا طلوع نہ ہو جائے۔ اور اُن کی جنگ آزمائی کا یہ حال ہے کہ عہدِ جاہلیت اور زمانۂ اسلام میں کوئی اُن کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکا۔ اور ہمارے ساتھ ان کی رحمی رشتہ داری اور خصوصی قرابت کے تعلقات بھی استوار ہیں۔ اگر ہم ان تعلقات کو جوڑے رہیں گے تو ہمیں اس کا اجر ملے گا اور اگر توڑیں گے تو (اس غلطی کا) بوجھ ڈالا جائے گا۔ تو اے ابوالعباس! خدا تم پر رحم کرے زبانی اور عملی طور پر اچھے اور بُرے احکام جاری کرنے سے پہلے خوب سوچ سمجھ لیا کرو۔ (کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا) کیونکہ ایسا کرنے میں ہم تم دونوں برابر کے حصہ دار ہیں اور دیکھو اپنے متعلق میرے حُسنِ ظن کو بحال رکھو اور تمہارے بارے میں میری رائے ضعیف نہ ہونے پائے۔ والسلام

---

۱ عبداللہ بن عباس نے تمیم پر تشدد اس لئے کیا تھا کہ انہوں نے جنگ جمل میں طلحہ اور زبیر کا ساتھ دیا تھا۔ مگر چونکہ ان لوگوں میں امیر المومنینؑ کے شیعہ بھی تھے اس لئے بعض شیعہ کو ابن عباس کا تشدد گراں گزرا اور انہوں نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں ابن عباس کا شکوہ کیا جس پر آپؑ نے یہ مکتوب تحریر فرمایا۔

۲ ابلیس کی فرودگاہ: ابلیس کے اترنے کی جگہ۔ یعنی ابلیس کا دورہ اکثر یہاں ہوتا رہتا ہے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ.

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ دَهَاقِينَ أَهْلِ بَلَدِكَ شَكَوْا مِنْكَ غِلْظَةً وَقَسْوَةً وَاحْتِقَاراً وَجَفْوَةً وَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَهُمْ أَهْلاً لِأَنْ يُدْنَوْا لِشِرْكِهِمْ وَلَا أَنْ يُقْصَوْا وَيُجْفَوْا لِعَهْدِهِمْ فَالْبَسْ لَهُمْ جِلْبَاباً مِنَ اللِّينِ تَشُوبُهُ بِطَرَفٍ مِنَ الشِّدَّةِ، وَدَاوِلْ لَهُمْ بَيْنَ الْقَسْوَةِ وَالرَّأْفَةِ، وَامْزُجْ لَهُمْ بَيْنَ التَّقْرِيبِ وَالْإِدْنَاءِ، وَالْإِبْعَادِ وَالْإِقْصَاءِ إِنْ شَاءَ اللهُ.

مکتوب (۱۹)

آپ کے ایک عامل کے نام:

امّا بعد، تمہارے شہر کے چودھریوں نے تمہاری سخت مزاجی، سنگ دلی، خود پسندی اور بدسلوکی کی شکایت کی ہے۔ غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مشرک ہونے کی وجہ سے نہ تو وہ اس قابل ہیں کہ اُنہیں سر چڑھا لیا جائے اور نہ معاہدہ کی رُو سے اس لائق ہیں کہ اُن سے کنارہ کشی کر کے اُنہیں دور دور رکھا جائے۔ لہٰذا اُن کے لئے ایسی نرمی کی چادر اوڑھو، جس میں قدرے سختی بھی ملی ہوئی ہو۔ اور ایسا درمیانی راستہ اختیار کرو کہ ایک دفعہ سختی ہو تو دوسری بار نرمی ہو جائے۔ غرض اُن کے قریب رکھنے اور پاس بٹھانے کو دُوری اور کنارہ گیری کی چاشنی دے کر بین بین چلتے رہو۔ (انشاء اللہ)

ل الدَّهَاقِينُ: اَلْأَكَابِرُ يَأْمُرُونَ مَنْ دُونَهُمْ وَلَا يَأْتَمِرُونَ، وَالْوَاحِدُ دِهْقَانٌ بِكَسْرِ الدَّالِ وَسُكُونِ الْهَاءِ وَهُوَ مُعَرَّبٌ (محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ): یعنی وہ بڑے دل جو دوسروں پر تو حکم چلاتے ہیں مگر ان پر کسی کا حکم نہیں چلتا اور دہاقین کا واحد دہقان ہے جس کے دال کے نیچے زیر ہے اور ہا ساکن ہے، اور یہ معرب ہے۔

دِهقَان: بالکسر دِهقان معرب ہے جو (فارسی) دِہ یعنی قریہ اور کان کلمۂ نسبت کا مرکب ہے۔ دہاقین جمع ہے دہقان کی جو مزارع (کاشت کار) ہوتا ہے۔ (غیاث اللغات)

ظاہر ہے کہ یہ لوگ شہر کا بااثر طبقہ تھا۔ جسے ذمیوں کے حقوق حاصل تھے امیر المومنینؑ نے ان کے بارے میں اپنے عامل کو جو رویہ اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس کا ماحصل سعدی کا یہ شعر ہے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است ۔ چو رگ زن کہ جرّاح و مرہم نہ است

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى زِيَادِ بْنِ أَبِيهِ وَهُوَ خَلِيفَةُ عَامِلِهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَلَى الْبَصْرَةِ، وَعَبْدُ اللهِ عَامِلُ

مکتوب (۲۰)

زیاد ابن اَبیہ کے نام

جبکہ وہ بصرہ میں آپ کے عامل عبداللہ ابن عباس کا قائم مقام تھا اور

عبد اللہ ابن عباس ان دنوں امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے بصرہ اور مضافات اہواز و فارس و کرمان کے عامل تھے۔

اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا وَعَلٰى كُوَرِ الْاَهْوَازِ وَ فَارِسَ وَ كَرْمَانَ.

اور میں اللہ کی سچی قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھے پتہ چل گیا کہ تم نے مسلمانوں کے مال (فئے) میں چھوٹی یا بڑی خیانت کی تو میں ایسی شدید گرفت کروں گا کہ تم کوڑی کے محتاج[1] دوسروں کے دست نگر[2] اور لوگوں کی نظروں میں حقیر[3] ہو کر رہ جاؤ گے۔ والسلام۔

وَ اِنِّیْ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ قَسَمًا صَادِقًا لَئِنْ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ خُنْتَ مِنْ فَیْءِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا لَاَشُدَّنَّ عَلَيْكَ شَدَّةً تَدَعُكَ قَلِيْلَ الْوَفْرِ ثَقِيْلَ الظَّهْرِ ضَئِيْلَ الْاَمْرِ. وَ السَّلَامُ.

---

[1] تم نے بیت المال میں سے جو کچھ کھایا ہے سب اگلوا لوں گا اور تمہیں نادار و محتاج کر دوں گا۔

[2] ملازمت سے برخاست کر دوں گا۔ وہ تمہیں بیوی بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے در بدر کی ٹھوکریں کھانا پڑیں گی۔

[3] شاہ سے گدا ہو جاؤ گے تو مارے شرم کے لوگوں سے منہ چھپاتے پھرو گے۔ (محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ)

مکتوب (۲۱)

اُسی (زیاد بن ابیہ)[1] کے نام:

وَ مِنْ كِتَابٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِلَيْهِ اَيْضًا:

پس میانہ روی اختیار کرو اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا چھوڑ دو۔ اور (آنے والے) کل کو آج ہی یاد رکھو اور اپنی ضروریات کا اندازہ کرکے مال (کی آمد) کا کچھ حصہ پاس رکھ لو، اور باقی ماندہ (بیت المال میں) بھیج دو کہ آئندہ حاجت کے دن کام آئے۔

فَدَعِ الْاِسْرَافَ مُقْتَصِدًا، وَ اذْكُرْ فِی الْيَوْمِ غَدًا، وَ اَمْسِكْ مِنَ الْمَالِ بِقَدْرِ ضَرُوْرَتِكَ، وَ قَدِّمِ الْفَضْلَ لِيَوْمِ حَاجَتِكَ.

کیا تمہیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں متواضعین کا اجر عطا فرمائے گا جب کہ تم اُس کی نظروں میں متکبرین[2] کے شمار میں ہو؟ اور کیا تمہاری آرزو ہے کہ خدا تمہیں صدقہ دینے والوں کے ثواب کا مستوجب ٹھہرائے حالانکہ تم ناز و نعمت میں رنگ رلیاں منا رہے ہو اور کمزوروں اور بیواؤں کا حق مارے جا رہے ہو؟ اور (یاد رکھو) انسان اپنے ہی بوئے کا پھل کھاتا ہے، اور اپنا ہی کیا دھرا پاتا ہے۔ والسلام

اَتَرْجُوْ اَنْ يُّعْطِيَكَ اللّٰهُ اَجْرَ الْمُتَوَاضِعِيْنَ وَ اَنْتَ عِنْدَهٗ مِنَ الْمُتَكَبِّرِيْنَ، وَ تَطْمَعُ وَ اَنْتَ مُتَمَرِّغٌ فِی النَّعِيْمِ تَمْنَعُهُ الضَّعِيْفَ وَ الْاَرْمَلَةَ اَنْ يُّوْجِبَ لَكَ ثَوَابَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ، وَ اِنَّمَا الْمَرْءُ مَجْزِیٌّ بِمَا اَسْلَفَ، وَ قَادِمٌ عَلٰى مَا قَدَّمَ. وَ السَّلَامُ.

---

[1] یہ وہی زیاد ہے جسے معاویہ نے "زیاد ابن ابیہ" سے "زیاد بن ابی سفیان" بنایا۔ اور امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد اُسے

بصرہ اور کوفہ کا گورنر بنایا۔ قتلِ امام حسینؑ میں سنگدل عبید اللہ بن زیاد اسی کا بیٹا تھا۔ اس کی ماں کا نام سُمیہ تھا۔ اس لئے زیاد بن سمیہ کے نام سے مشہور تھا۔ چونکہ سُمیہ زناکاری میں معروف تھی، اس لئے زیاد کا باپ نامعلوم رہا۔ معاویہ نے جب دیکھا کہ آدمی کام کا ہے۔ تو اس کے ماتھے سے بے پدری کا داغ مٹانا چاہا۔ اس غرض کے لئے گواہ بلائے اور اپنے باپ ابوسفیان کو سُمیہ کا عاشق۔ اور زیاد کا باپ ٹھہرایا اس طرح زیاد معاویہ کے خاندان میں بحیثیت شقیق شامل ہو گیا۔ جس کا اشارہ امیرالمومنینؑ کے مکتوب ۴۴ میں موجود ہے۔

۲ مُتَوَاضِعِين: واحد مُتَوَاضِع: وہ شخص جو امیر ہوتے کے باوجود غریبوں سے میل جول رکھے۔

۳ مُتَكَبِّرِين: واحد مُتَكَبِّر: تکبر کرنے والا جو خود بڑا بن بیٹھے اور دوسروں کو حقیر سمجھے۔

مکتوب (۲۲)

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، رَحِمَهُ اللّٰهُ،

عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ کے نام:

وَكَانَ (ابْنُ عَبَّاسٍ) يَقُولُ: مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامٍ بَعْدَ كَلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانْتِفَاعِي بِهٰذَا الْكَلَامِ.

(اور ابنِ عباس کہا کرتے تھے: کہ کلامِ رسولِ خدا کے بعد میں نے کسی کلام سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا، جتنا اس کلام سے اٹھایا ہے)

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْمَرْءَ قَدْ يَسُرُّهُ دَرَكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيَفُوتَهُ، وَيَسُوؤُهُ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيُدْرِكَهُ، فَلْيَكُنْ سُرُورُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ آخِرَتِكَ وَلْيَكُنْ أَسَفُكَ عَلَى مَا فَاتَكَ مِنْهَا وَمَا نِلْتَ مِنْ دُنْيَاكَ فَلَا تُكْثِرْ بِهِ فَرَحًا وَمَا فَاتَكَ مِنْهَا فَلَا تَأْسَ عَلَيْهِ جَزَعًا وَلْيَكُنْ هَمُّكَ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

امابعد! انسان کی فطرت ہے کہ وہ اُس چیز کو پاکر بھول نہیں سماتا جو خود ہی اُسے ہٹ بغیر جانے والی نہ تھی، اور اُس چیز کے جانے نے کا غم کھاتا ہے جو اُسے ملنے والی ہی نہ تھی[۱] لہٰذا تمہاری مسرت کا باعث وہ سرمایۂ آخرت ہونا چاہیئے جو تمہارے ہاتھ آجائے، اور غم بھی اُس سرمایۂ آخرت کا کھانا چاہیئے جو تمہارے ہاتھ نہ آئے۔ اور جتنی دنیا ہاتھ آجائے اُس کی خوشی میں آپے سے باہر نہ ہو جاؤ، اور جتنی ہاتھ سے نکل جائے اُس پر بے قرار ہو کر کفِ افسوس نہ ملتے رہو۔ اور فکر تمہیں مابعد الموت کی رکھنی چاہیئے۔

---

۱ قَدْ يَسُرُّ الْإِنْسَانُ بِشَيْءٍ وَقَدْ حُتِمَ فِي قَضَاءِ اللّٰهِ أَنَّهُ لَهُ. وَيَحْزَنُ بِفَوَاتِ شَيْءٍ وَمَحْتُومٌ عَلَيْهِ أَنْ يَفُوتَهُ. وَالْمَقْطُوعُ بِحُصُولِهِ لَا يَصِحُّ الْفَرَحُ بِهِ كَالْمَقْطُوعِ بِفَوَاتِهِ لَا يَصِحُّ الْحُزْنُ لَهُ. لِعَدَمِ الْفَائِدَةِ فِي الثَّانِي وَنَفْيِ الْغَائِلَةِ فِي الْأَوَّلِ (محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ) یعنی انسان کسی چیز کو پا کر خوش ہوتا ہے جس کے بارے میں قضائے الٰہی صادر ہو چکی تھی کہ وہ چیز اُس کی ہے۔ اور اس چیز کو کھو جانے پر غمگین ہوتا ہے جس کا کھو جانا ہی مقدر تھا حالانکہ جس چیز کا حاصل ہو جانا ہی قطعی ہو اس کا غم کرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ دوسری صورت میں کوئی فائدہ نہیں

دریں صورت میں کوئی نقصان نہیں۔

۲ما بعد الموت: وہ حالات جو مرنے کے بعد پیش آنے والے ہیں۔ مثلاً نکیرین کا سامنا۔ صراط سے گزرنا۔ حساب کتاب دینا وغیر ذلک۔

آپ کے کلام کا ایک حصّہ

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ،

قَالَهُ قُبَيْلَ مَوْتِهِ عَلَى سَبِيلِ الْوَصِيَّةِ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللهُ۔

وَصِيَّتِي لَكُمْ أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ، أَقِيمُوا هٰذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ وَأَوْقِدُوا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ وَخَلَاكُمْ ذَمٌّ۔ أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ وَالْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ، وَغَدًا مُفَارِقُكُمْ إِنْ أَبْقَ فَأَنَا وَلِيُّ دَمِي، وَإِنْ أَفْنَ فَالْفَنَاءُ مِيعَادِي۔ وَإِنْ أَعْفُ فَالْعَفْوُ لِي قُرْبَةٌ وَهُوَ لَكُمْ حَسَنَةٌ فَاعْفُوا "أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ"۔ وَاللهِ مَا فَجَأَنِي مِنَ الْمَوْتِ وَارِدٌ كَرِهْتُهُ، وَلَا طَالِعٌ أَنْكَرْتُهُ وَمَا كُنْتُ إِلَّا كَقَارِبٍ وَرَدَ وَطَالِبٍ وَجَدَ" وَمَا

مکتوب (۲۳)

جو آپؑ نے مرنے سے کچھ دیر پہلے بطور وصیت ارشاد فرمایا، جبکہ ابن ملجم ملعون نے آپؑ کو ضربت لگائی تھی۔

تم سب کو میری وصیت ہے کہ اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو ذرہ بھر شریک نہ کرنا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ضائع نہ کر بیٹھنا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھنا۔ (اگر اس وصیت پر کاربند رہوگے تو سمجھ لو) مذمت تمہیں چھوڑ کر آگے نکل گئی (اور تم مذمت سے بچ جاؤ گے)

میں کل تو تمہارا ساتھی تھا، آج تمہارے لئے عبرت ہوں اور کل تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ اگر میں بچ گیا تو اپنے خون کا ولی و وارث، خود ہوں گا، اور اگر مجھے موت آگئی تو موت ہی میری میعاد ہے (اُس کا وقت و مقام معین ہے) اور اگر میں (اپنا خون) معاف کر دوں تو یہ معافی میرے لئے تو قربت ہونے کا ذریعہ اور تمہارے لئے ایک نیکی (شمار) ہوگی۔ پس تم بھی معاف کر دینا "کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہاری پردہ پوشی کرے"؟

خدا کی قسم! موت کی آمد میرے لئے کوئی ناگہانی حادثہ نہیں کہ میں اُس سے کراہت کروں، اور نہ وہ ایسا نووارد ہے جس سے میری جان پہچان نہ ہو۔ اور میری مثال تو فقط اُس شخص کی سی ہے جو رات پانی کی تلاش میں چلتا چلتا چشمے پر جا پہنچتا ہے اور مجھے وہ جو ینده

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: أَقُولُ: وَقَدْ مَضَى بَعْضُ هٰذَا الْكَلَامِ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنَ الْخُطَبِ إِلَّا أَنَّ فِيهِ هٰهُنَا زِيَادَةً أَوْجَبَتْ تَكْرِيرَهُ.

سمجھو جو یا بندہ ہوا کرتا ہے۔" اور اللہ کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ نیکوکاروں کا مال ہے۔

علامہ سید رضی کہتے ہیں کہ اس کلام کا کچھ حصہ اس سے پہلے خطبات میں بھی گزر چکا ہے، مگر یہاں کچھ باتیں زائد ہیں، اس لئے دوبارہ درج کرنا ضروری ہوگیا۔

---

[1] لوگ موت کو ایک ناگہانی حادثہ سمجھتے ہیں۔ مگر امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ میرے لئے یہ کوئی ناگہانی حادثہ نہیں۔ کیونکہ میں تو موت سے اتنا مانوس ہوں کہ دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے پستان سے بھی اتنا مانوس نہیں ہوتا۔

[2] مثل مشہور ہے: "جوئندہ یابندہ"۔ جو ڈھونڈے وہ پا ہی لیتا ہے۔ امیرالمومنینؑ کا مطلب یہ ہے کہ موت میری تلاش میں نہیں تھی۔ بلکہ میں خود موت کی تلاش میں تھا۔ تو میں نے اسے پا لیا۔ کما قال: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ (رب کعبہ کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔) یہ اس وقت ارشاد فرمایا جب ابن ملجم ملعون نے ضربت کاری لگائی تھی۔

آپؑ کی ایک وصیت کا کچھ حصہ

مکتوب (۲۴)

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا يَعْمَلُ فِي أَمْوَالِهِ كَتَبَهَا بَعْدَ مُنْصَرَفِهِ مِنْ صِفِّينَ

یہ وصیت اُس طرزِ عمل سے متعلق ہے جو آپ کی جائداد کے بارے میں اختیار کیا جائے گا۔ آپؑ نے اسے صفین سے واپسی کے بعد تحریر فرمایا۔

هٰذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي مَالِهِ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ لِيُولِجَهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَيُعْطِيَهُ بِهِ الْأَمَنَةَ.

یہ وہ حکم ہے جو عبدِ خدا علی ابن ابی طالبؑ امیرالمومنینؑ نے اپنی جائداد کے بارے میں خدا کی رضا جوئی کے لئے دیا، تاکہ اس کی وجہ سے خدا انہیں جنت میں داخل کرے اور اس کے صدقے انہیں امن عطا فرمائے۔

(مِنْهَا) وَإِنَّهُ يَقُومُ بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْكُلُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُنْفِقُ فِي الْمَعْرُوفِ. فَإِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَحُسَيْنٌ حَيٌّ قَامَ بِالْأَمْرِ بَعْدَهُ وَأَصْدَرَهُ مَصْدَرَهُ.

وصیت کا ایک حصہ: اور میری وصیت ہے کہ اس (جائداد) کے متولی (ناظم و نگران) حسنؑ بن علیؑ ہوں گے۔ وہ مناسب طور پر اس میں سے کھانے پینے اور امورِ معروف میں خرچ کرنے کے مجاز ہوں گے۔ پھر اگر حسنؑ کا انتقال ہو جائے اور حسینؑ زندہ ہوں، تو وہ اُن کے بعد اس کام کو سنبھالیں گے اور اسی طرح چلائیں گے جس طرح حسنؑ چلاتے تھے۔

وَإِنَّ لِبَنِي فَاطِمَةَ مِنْ صَدَقَةِ عَلِيٍّ مِثْلَ الَّذِي لِبَنِي عَلِيٍّ. وَإِنِّي إِنَّمَا جَعَلْتُ الْقِيَامَ بِذٰلِكَ إِلَى ابْنَيْ فَاطِمَةَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ وَقُرْبَةً إِلَى رَسُولِ اللهِ، وَتَكْرِيماً لِحُرْمَتِهِ وَتَشْرِيفاً لِوُصْلَتِهِ. وَيَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِي يَجْعَلُهُ إِلَيْهِ أَنْ يَتْرُكَ الْمَالَ عَلَى أُصُولِهِ، وَيُنْفِقَ مِنْ ثَمَرِهِ حَيْثُ أُمِرَ بِهِ وَهُدِيَ لَهُ، وَأَنْ لَا يَبِيعَ مِنْ أَوْلَادِ نَخِيلِ هٰذِهِ الْقُرَى وَدِيَّةً حَتَّى تُشْكِلَ أَرْضُهَا غِرَاساً. وَمَنْ كَانَ مِنْ إِمَائِي اللَّاتِي أَطُوفُ عَلَيْهِنَّ لَهَا وَلَدٌ أَوْ هِيَ حَامِلٌ فَتُمْسَكُ عَلَى وَلَدِهَا قَدْ أَفْرَجَ عَنْهَا الرِّقُّ وَحَرَّرَهَا الْعِتْقُ.

قَالَ الرَّضِيُّ: قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي هٰذِهِ الْوَصِيَّةِ: أَنْ لَا يَبِيعَ مِنْ نَخْلِهَا وَدِيَّةً. الْوَدِيَّةُ: الْفَسِيلَةُ، وَجَمْعُهَا وَدِيٌّ. وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: حَتَّى تُشْكِلَ أَرْضُهَا غِرَاساً هُوَ مِنْ أَفْصَحِ الْكَلَامِ. وَالْمُرَادُ بِهِ أَنَّ الْأَرْضَ يَكْثُرُ فِيهَا غِرَاسُ النَّخْلِ حَتَّى يَرَاهَا النَّاظِرُ عَلَى غَيْرِ تِلْكَ الصِّفَةِ الَّتِي عَرَفَهَا بِهَا فَيُشْكِلَ عَلَيْهِ أَمْرُهَا

اور علیؑ کے اوقاف میں سے جتنا حصہ اولادِ علیؑ کو ہے، اتنا ہی اولادِ فاطمہؑ کو بھی ملے گا۔ اور میں نے ان اوقاف کی نگہداشت فاطمہؑ کے دونوں بیٹوں (حسنینؑ) سے محض اس لئے مخصوص کر دی ہے کہ مجھے اللہ کی رضا جوئی، رسولِ خدا کا تقرب، اُن کی حرمت کی تعظیم اور اُن کی قرابت کا احترام مقصود تھا۔

اور (علی یا حسنؑ کے بعد) اس جائداد کا قیام جس کی طرف منتقل ہو، اُس پر یہ شرائط عائد ہوں گے کہ مال (میں تغیر و تبدل نہ کرے بلکہ اس) کو اصلی حالت پر رہنے دے گا۔ اور اُس کی پیداوار کو اس طرح خرچ کرے گا جس طرح حکم دیا گیا ہے اور ہدایت کر دی گئی ہے۔ اور یہ کہ ان دیہات کے نخلستانوں کی نئی پود کو (نیری کے طور پر) فروخت نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ نئے درخت لگ جانے سے ان زمینوں کی شکل و صورت ہی بدل جائے۔

اور وہ کنیزیں جو میرے تصرف میں ہیں، اُن میں سے جس کی گود یا پیٹ میں بچہ ہوگا۔ وہ اپنے بچے کے حق میں روک لی جائے گی اور اُس بچے کے حصے میں شمار ہوگی۔ پھر اگر اُس کا بچہ مرجائے اور وہ (کنیز) زندہ ہو تو وہ آزاد ہوگی۔ اب وہ کنیزی سے چھوٹ گئی، اور کنیزی سے چھوٹتے ہی آزاد عورت بن گئی۔

سیّد رضی کہتے ہیں کہ اس وصیت میں حضرتؑ کے ارشاد "اَنْ یَبِیْعَ مِنْ نَخْلِهَا وَدِیَّةً" میں وَدِیَّة کا معنی اَلْفَسِیْلَة ہے (نیری جو ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگائی جاتی ہے) اور اس کی جمع وَدِیٌّ ہوتی ہے۔ اور آپؑ کا ارشاد "حَتّٰی تُشْكِلَ اَرْضُهَا غِرَاسًا" (یہاں تک کہ نئے درخت لگ جانے سے ان زمینوں کی شکل و صورت ہی بدل جائے) نہایت ہی فصیح کلام کی مثال ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ زمین میں اس کثرت سے کھجور کے درخت لگ جائیں کہ دیکھنے والا اُس پر نگاہ ڈالے تو سمجھے کہ یہ وہ زمین ہی نہیں جو اُس نے پہلے دیکھی تھی اور اس طرح اشتباہ میں پڑ کر اُسے دوسری

وَ يَحْسَبُهَا غَيْرَهَا۔

زمین خیال کرنے لگے۔

آپؑ کی وصیّت کا کچھ حصّہ

مکتوب (۲۵)

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
كَانَ يَكْتُبُهَا لِمَنْ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى الصَّدَقَاتِ وَإِنَّمَا ذَكَرْنَا هُنَا جُمَلًا مِنْهَا لِيُعْلَمَ بِهَا أَنَّهُ كَانَ يُقِيمُ عِمَادَ الْحَقِّ وَيَشْرَعُ أَمْثِلَةَ الْعَدْلِ فِي صَغِيرِ الْأُمُورِ وَكَبِيرِهَا وَدَقِيقِهَا وَجَلِيلِهَا۔

آپ یہ ہدایات اپنے عاملینِ زکوٰۃ کے لئے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ اور ہم نے یہاں ان کے کچھ جملے اس لئے درج کئے ہیں کہ معلوم ہو جائے کہ آپؑ ہمیشہ حق کے ستون قائم کرتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے، پیچیدہ اور کھلے معاملہ میں عدل کی مثالی راہیں کھول دیتے تھے۔

اِنْطَلِقْ عَلَى تَقْوَى اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ وَلَا تُرَوِّعَنَّ مُسْلِمًا وَلَا تَجْتَازَنَّ عَلَيْهِ كَارِهًا، وَلَا تَأْخُذَنَّ مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ حَقِّ اللهِ فِي مَالِهِ، فَإِذَا قَدِمْتَ عَلَى الْحَيِّ فَانْزِلْ بِمَائِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخَالِطَ أَبْيَاتَهُمْ، ثُمَّ امْضِ إِلَيْهِمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ، حَتَّى تَقُومَ بَيْنَهُمْ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ. وَلَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ، ثُمَّ تَقُولُ: عِبَادَ اللهِ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ وَلِيُّ اللهِ وَخَلِيفَتُهُ، لِآخُذَ مِنْكُمْ حَقَّ اللهِ فِي أَمْوَالِكُمْ، فَهَلْ لِلّٰهِ فِي أَمْوَالِكُمْ مِنْ حَقٍّ فَتُؤَدُّوهُ إِلَى وَلِيِّهِ؟ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ لَا، فَلَا تُرَاجِعْهُ، وَإِنْ أَنْعَمَ لَكَ مُنْعِمٌ فَانْطَلِقْ مَعَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخِيفَهُ أَوْ تُوعِدَهُ أَوْ تَعْسِفَهُ

اللہ وحدہٗ لاشریک لہ سے ڈرتے ہوئے چل کھڑے ہو، اور یاد رہے کہ کسی مسلمان کو خوفزدہ نہیں کرنا، اور اُس پر گزر کر تو بارِ خاطر نہیں بننا۔ اور اُس کے مال میں اللہ کا جتنا حق (بنتا) ہو، اُس سے زیادہ ہرگز نہیں لینا۔ چنانچہ جب کسی قبیلے کے ہاں جانے لگو۔ تو اُن کے کنوئیں پر اترو۔ نہ یہ کہ ان کے گھروں میں گھومتے پھرو۔ اب (پورے) سکون اور وقار کے ساتھ اُن کی طرف چلو۔ یہاں تک کہ جب اُن کے درمیان کھڑے ہو جاؤ تو کہو "سلام علیکم" اور ایسا نہ ہو کا دھورا سا دہی اُن کے منہ پر دے مارو۔ پھر (سلام کے بعد) کہو: بندگانِ خدا! اللہ کے ولی اور خلیفہ نے مجھے تمہارے پاس (اس لئے) بھیجا ہے کہ تمہارے مال میں اللہ کا جتنا حق (بنتا) ہے، وہ تم سے وصول کروں۔ تو کیا تمہارے مال میں اللہ کا کچھ حق (واجب الادا) ہے (اگر ہے) تو وہ حق اللہ کے ولی کو ادا کرو۔ اس پر اگر کوئی کہنے والا کہہ دے کہ نہیں، تو اس سے دوبارہ مت پوچھو، اور اگر کوئی ہاں کہنے والا کہے کہ ہاں، تو اُس کے ساتھ ہو لو مگر اُسے ڈرانا دھمکانا نہیں، نہ اُس پر تشدد کرنا نہ اُس پر ناجائز دباؤ ڈالنا۔ اور وہ جس قدر سونا یا چاندی تمہیں دے، لے لو اور اگر اُس کی ملکیت میں مویشی (گائے

وَلَا تُرْهِقَهُ. فَخُذْ مَا أَعْطَاكَ مِنْ
ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ. فَإِنْ كَانَ لَهُ
مَاشِيَةٌ أَوْ إِبِلٌ فَلَا تَدْخُلْهَا إِلَّا
بِإِذْنِهِ، فَإِنَّ أَكْثَرَهَا لَهُ، فَإِذَا
أَتَيْتَهَا فَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهَا دُخُولَ
مُتَسَلِّطٍ عَلَيْهِ وَلَا عَنِيفٍ بِهِ. وَ
لَا تُنَفِّرَنَّ بَهِيمَةً وَلَا تُفْزِعَنَّهَا وَلَا
تَسُوءَنَّ صَاحِبَهَا فِيهَا، وَاصْدَعِ
الْمَالَ صَدْعَيْنِ ثُمَّ خَيِّرْهُ. فَإِذَا
اخْتَارَ فَلَا تَعْرِضَنَّ لِمَا اخْتَارَهُ.
فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَبْقَى مَا فِيهِ
وَفَاءٌ لِحَقِّ اللهِ فِي مَالِهِ فَاقْبِضْ
حَقَّ اللهِ مِنْهُ. فَإِنِ اسْتَقَالَكَ
فَأَقِلْهُ ثُمَّ اخْلِطْهُمَا ثُمَّ اصْنَعْ
مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتَ أَوَّلًا حَتَّى
تَأْخُذَ حَقَّ اللهِ فِي مَالِهِ. وَلَا تَأْخُذَنَّ
عَوْدًا وَلَا هَرِمَةً وَلَا مَكْسُورَةً وَلَا
مَهْلُوسَةً وَلَا ذَاتَ عَوَارٍ، وَلَا
تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا إِلَّا مَنْ تَثِقُ
بِدِينِهِ رَافِقًا بِمَالِ الْمُسْلِمِينَ
حَتَّى يُوَصِّلَهُ إِلَى وَلِيِّهِمْ فَيَقْسِمَهُ
بَيْنَهُمْ، وَلَا تُوَكِّلْ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا
شَفِيقًا وَأَمِينًا حَفِيظًا، غَيْرَ مُعَنِّفٍ
وَلَا مُجْحِفٍ وَلَا مُلْغِبٍ وَلَا مُتْعِبٍ،
ثُمَّ احْدُرْ إِلَيْنَا مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ
نُصَيِّرْهُ حَيْثُ أَمَرَ اللهُ بِهِ. فَإِذَا

یعنی بھیڑ بکری یا اونٹ ہوں تو ان کے گلوں میں اس کی اجازت
کے بغیر داخل نہ ہونا کیونکہ ان کے بڑے حصے کا مالک تو وہی ہے۔
چنانچہ جب جانوروں تک پہنچ جاؤ تو ان میں اس طرح داخل نہ ہونا
جیسے ان کے مالک پر تمہیں ہر طرح تسلط حاصل ہے ورنہ ان
پر سختی ہی کرنا۔ اور یاد رکھو کسی جانور کو چھیڑ کر بھگانا اور ڈرانا ممنوع ہے اور
نہ ان کے بارے میں مالک کو رنجیدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور سارے
مال کو دو حصوں میں تقسیم کر دو۔ پھر مالک سے کہو کہ چناؤ کرے۔ اور
جب وہ (کسی ایک حصہ کا) چناؤ کرے تو جو حصہ چن لیا ہو اس پر
اعتراض نہ کرنا۔ پھر باقی ماندہ مال کے دو حصے کر کے اسے
پھر چناؤ کا موقع دو، اور اس دفعہ بھی جب وہ ایک حصہ چن لے
تو اس کے چناؤ پر معترض نہ ہونا۔ بس اسی طرح کرتے چلو یہاں تک کہ
اتنا باقی رہ جائے جس میں اس کے مال سے نکلنے والا اللہ کا حق پورا
ہو جائے۔ پس اللہ کا حق اس سے (وصول کر کے) اپنے قبضے
میں لے لو۔ اس پر بھی اگر وہ چاہے کہ پہلا چناؤ توڑ دیا جائے تو تم اس
کی خواہش پوری کرو۔ اور دوبارہ چناؤ کر لینے دو۔ دونوں حصوں کو
پھر ملا جلا دو، اور جس طرح پہلے کیا تھا، اسی طرح دوبارہ کرتے رہو
یہاں تک کہ اس کے مال میں سے اللہ کا حق وصول کر لو۔ اور یاد
رکھو کوئی عمر رسیدہ، سال خوردہ، ہڈی ٹوٹا، کمزوری کا مارا اور عیب دار
جانور ہرگز نہ لینا۔ اور دیکھو ان جانوروں کو صرف ایسے شخص کی امانت
میں رکھنا جس کی دیانت پر تمہیں اعتماد ہو، جو مسلمانوں کے مال کی
بخوبی نگہداشت کرے۔ یہاں تک کہ اسے مسلمانوں کے والی
(الامر) تک پہنچا دے۔ اور وہ (ولی) اس مال کو مسلمانوں میں
تقسیم کر دے۔ اور یہ مال فقط اسی شخص کے سپرد کرنا جو خیر اندیش
خدا ترس، امین اور حفاظت کرنے والا ہو۔ مگر جانوروں پر سختی
کرنے والا، دوڑا بھگا کر ہلکان کر دینے والا، تھکا تھکا کر مار
دینے والا اور (بوجھ کی) مشقت میں ڈالنے والا نہ ہو۔ بعد از

أَخَذَهَا أَمِينُكَ فَأَوْعِزْ إِلَيْهِ
أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَ نَاقَةٍ وَبَيْنَ
فَصِيلِهَا وَلَا يَمْصُرَ لَبَنَهَا فَيَضُرَّ
ذٰلِكَ بِوَلَدِهَا وَلَا يَجْهَدَنَّهَا
رُكُوبًا. وَلْيَعْدِلْ بَيْنَ
صَوَاحِبَاتِهَا فِي ذٰلِكَ وَبَيْنَهَا.
وَلْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ وَلْيَسْتَأْنِ
بِالنَّقِبِ وَالظَّالِعِ. وَلْيُورِدْهَا
مَا تَمُرُّ بِهِ مِنَ الْغُدُرِ وَلَا يَعْدِلْ
بِهَا عَنْ نَبْتِ الْأَرْضِ إِلَى
جَوَادِّ الطُّرُقِ، وَلْيُرَوِّحْهَا
فِي السَّاعَاتِ وَلْيُمْهِلْهَا
عِنْدَ النِّطَافِ وَالْأَعْشَابِ
حَتَّى تَأْتِيَنَا بِإِذْنِ اللّٰهِ بُدَّنًا
مُنْقِيَاتٍ غَيْرَ مُتْعَبَاتٍ وَلَا
مَجْهُودَاتٍ، لِنَقْسِمَهَا
عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ
نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ ذٰلِكَ
أَعْظَمُ لِأَجْرِكَ وَأَقْرَبُ
لِرُشْدِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

جس قدر زکوٰۃ کا مال تمہارے پاس جمع ہو جائے۔ جلد از جلد ہمیں بھیجتے
رہنا، تاکہ ہم اُسے حکم خدا کے مطابق آگے منتقل کرتے رہیں۔
اور جب تمہارا امین مال وصول کر لے، تو اُسے سمجھا دو کہ ناقہ
کو اُس کے دودھ پیتے بچے سے الگ نہ رکھے۔ اور اُس کا سارا
دودھ اس طرح نہ نچوڑے کہ بچے کو نقصان پہنچے۔ اور اُس
کی طاقت سے زیادہ اُس پر سواری نہ کرے اور اس ضمن میں
اُس کے اور اُس کے ساتھی اونٹنیوں کے درمیان عدل قائم
رکھے۔ اور تھکے ماندے جانور کو دم لینے کا موقع دیتا رہے۔
اور جن کے کھر (چلتے چلتے) شگافتہ ہو گئے ہوں اور جو لنگڑا کر
چلتا ہو اُس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھے۔ اور راستے میں جن
تالاب پر اُن کا گزر ہو اُنہیں پانی پلانے کے لئے اس پر اتار
دے۔ اور گھاس پات سے ہٹا کر سڑکوں کے درمیان
نہ چلائے۔ اور وقتاً فوقتاً انہیں دم لینے کا وقفہ دیتا چلے اور
جہاں تھوڑا سا بھی پانی اور سبزہ مل جائے وہاں (منہ مارنے
کی) مہلت دیتا جائے۔ یہاں تک کہ جب بحکم خدا وہ ہمارے
پاس پہنچیں تو تھکے ہارے اور مشقت کے مارے ہوئے
نہ ہوں۔ بلکہ خوب موٹے تازے اور پُر مغز ہوں (گوشت پر چربی
اور ہڈیوں میں مغز موجود ہو) تاکہ ہم اُنہیں کتاب خدا، اور سُنت
رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تقسیم کر دیں۔
اور یقین رکھو کہ یہ سب کچھ تمہارے اجر و ہدایت کے لئے
نہایت عظیم اور بڑے کام کی باتیں ہیں۔ انشاء اللہ!

۱، ۲ ولی: خدا سے منسوب ہو تو ولی اللہ یعنی منجانب اللہ صاحب اقتدار اور مسلمانوں سے منسوب ہو تو
ولی المسلمین یعنی مسلمانوں کا حاکم منجانب اللہ۔ گویا ولی، خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ کا مقام رکھتا ہے:
خالق ⟵ ولی ⟵ مخلوق۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ وَقَدْ بَعَثَهُ عَلَى الصَّدَقَةِ:

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللهِ فِي سَرَائِرِ أَمْرِهِ وَخَفِيَّاتِ عَمَلِهِ حَيْثُ لَا شَهِيدَ غَيْرُهُ وَلَا وَكِيلَ دُونَهُ.

وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَعْمَلَ بِشَيْءٍ مِنْ طَاعَةِ اللهِ فِيمَا ظَهَرَ فَيُخَالِفَ إِلَى غَيْرِهِ فِيمَا أَسَرَّ وَمَنْ لَمْ يَخْتَلِفْ سِرُّهُ وَعَلَانِيَتُهُ وَفِعْلُهُ وَمَقَالَتُهُ فَقَدْ أَدَّى الْأَمَانَةَ وَأَخْلَصَ الْعِبَادَةَ.

وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَجْبَهَهُمْ وَلَا يَعْضَهَهُمْ وَلَا يَرْغَبَ عَنْهُمْ تَفَضُّلًا بِالْإِمَارَةِ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّهُمُ الْإِخْوَانُ فِي الدِّينِ وَالْأَعْوَانُ عَلَى اسْتِخْرَاجِ الْحُقُوقِ.

وَإِنَّ لَكَ فِي هَذِهِ الصَّدَقَةِ نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَحَقًّا مَعْلُومًا وَشُرَكَاءَ أَهْلَ مَسْكَنَةٍ وَضُعَفَاءَ ذَوِي فَاقَةٍ، وَإِنَّا مُوَفُّوكَ حَقَّكَ فَوَفِّهِمْ حُقُوقَهُمْ وَإِلَّا تَفْعَلْ فَإِنَّكَ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ خُصُومًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبُؤْسًا لِمَنْ خَصْمُهُ عِنْدَ اللهِ الْفُقَرَاءُ وَالْمَسَاكِينُ وَالسَّائِلُونَ وَالْمَدْفُوعُونَ وَالْغَارِمُ وَابْنُ السَّبِيلِ: وَمَنِ اسْتَهَانَ بِالْأَمَانَةِ وَرَتَعَ فِي الْخِيَانَةِ وَلَمْ يُنَزِّهْ نَفْسَهُ وَدِينَهُ عَنْهَا فَقَدْ أَحَلَّ بِنَفْسِهِ

مکتوب (۲۶)

ایک عامل کے نام جسے آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا تھا:

میں اُس (عامل) کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے (عہدے سے متعلق) رازداری کے (کانفیڈنشل) معاملات اور خفیہ کارروائیوں میں جہاں اُس کے سوا کوئی اور موجود نہ ہو۔ اور نہ اُس کے سوا کسی پر اعتماد کیا جاسکے۔

اور اُسے میرا حکم ہے کہ اطاعتِ الٰہی کا کوئی جواب عمل بجا نہ لائے جو ظاہر میں کچھ ہو، اور باطن میں کچھ اور۔ اور جس کا باطن، ظاہر سے اور فعل، قول سے مختلف نہیں وہ سمجھ لے کہ اُس نے امانت کا حق ادا کردیا۔ اور عبادت کو خالص (لوجہ اللہ) کرلیا۔

اور میں اُسے حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں پر اچانک ٹوٹ پڑے اور نہ بہتان تراشی کرکے انہیں مواس باختہ کرے۔ اور نہ اپنی امارت کی برتری کے نشے میں اُن سے کھچا کھچا رہے۔ کیوں کہ دین میں وہ سب بھائی بھائی ہیں اور (زکوٰۃ کے، حقوق نکلوانے میں مددگار ہیں۔

اور یقین رکھو کہ اس زکوٰۃ (کے مال) میں تمہارا مقررہ اور طے شدہ حق موجود ہے۔ اور حاجتمند لوگ اور فاقہ کش ضعفا تمہارے حصّہ دار ہیں۔ اور (فکر نہ کرو) ہم تمہارا حق پورا پورا ادا کریں گے لہٰذا تم بھی ان کے حقوق پورے پورے ادا کرنا۔ ورنہ یاد رہے قیامت کے دن تمہارے ہی مدّعی سب سے زیادہ ہوں گے۔ اور خدا کی بارگاہ عالیہ میں جس شخص کے مدّعی محتاج، نادار، سوالی، محروم، مقروض اور مسافر لوگ ہوں۔ اُس سے بڑھ کر بے چارہ و محتاج کون ہوگا۔ اور جو شخص امانت کو حقیر سمجھ کر خاطر میں نہ لایا اور خیانت میں پڑ کر مزے اڑاتا رہا، اور اپنے دل اور دین کو (خیانت کی) آلودگی سے پاک نہ رکھا، اُس نے دنیا میں اپنے آپ کو ذلت اور بلاؤں (کے بھنور) میں ڈال دیا۔ اور آخرت میں اس سے بھی زیادہ

وَأَخْزَى. وَإِنَّ أَعْظَمَ الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الْأُمَّةِ، وَأَفْظَعَ الْغِشِّ غِشُّ الْأَئِمَّةِ. والسلام.

ذلیل و خوار ہوگا۔ اور سچ پوچھو تو سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے۔ اور بدترین دھوکا امام کو دھوکا دینا ہے۔ والسلام۔

وَمِنْ عَهْدٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ قَلَّدَهُ مِصْرَ:

مکتوب (۲۷)

بنام محمد بن ابی بکر:
جب اُنہیں مصر کی حکومت سپرد کی

فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ، وَأَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ، وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ، وَآسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ، حَتَّى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِي حَيْفِكَ لَهُمْ، وَلَا يَيْأَسَ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ بِهِمْ؛ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يُسَائِلُكُمْ مَعْشَرَ عِبَادِهِ عَنِ الصَّغِيرَةِ مِنْ أَعْمَالِكُمْ وَالْكَبِيرَةِ، وَالظَّاهِرَةِ وَالْمَسْتُورَةِ، فَإِنْ يُعَذِّبْ فَأَنْتُمْ أَظْلَمُ، وَإِنْ يَعْفُ فَهُوَ أَكْرَمُ.

لہذا ان کی فرمانبرداری کرو۔ اور ان سے نرمی کا برتاؤ رکھو۔ اور خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ اور دیکھو تو سب کو ایک نظر سے دیکھو جس کا نتیجہ یہ کہ بڑے لوگوں کو یہ طمع نہ رہے کہ تم ان کی خاطر کسی پر ظلم کرو گے اور نہ زیردست لوگ ان (زبردستوں) کی وجہ سے تمہارے عدل سے مایوس ہو جائیں کیونکہ اے بندگانِ خدا۔ اللہ تم سے تمہارے چھوٹے بڑے، ظاہری اور پوشیدہ اعمال کی باز پرس ضرور کرے گا۔ اب اگر وہ سزا دے تو یہ سزا تمہارے ظلم کے مقابلہ میں کم ہو گی۔ اور اگر درگزر کرے تو اس کا کرم اس (درگزر) سے کہیں زیادہ ہے۔ اب اگر وہ سزا دے تو یہ سزا تمہارے ظلم کے مقابلہ میں کم ہو گی۔ اور اگر درگزر کرے تو اس کا کرم اس درگزر سے کہیں زیادہ ہے۔

وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللهِ أَنَّ الْمُتَّقِينَ ذَهَبُوا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَآجِلِ الْآخِرَةِ، فَشَارَكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، وَلَمْ يُشَارِكْهُمْ أَهْلُ الدُّنْيَا فِي آخِرَتِهِمْ. سَكَنُوا الدُّنْيَا بِأَفْضَلِ مَا سُكِنَتْ، وَأَكَلُوهَا بِأَفْضَلِ مَا أُكِلَتْ، فَحَظُوا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظِيَ بِهِ الْمُتْرَفُونَ، وَأَخَذُوا مِنْهَا مَا أَخَذَهُ الْجَبَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُونَ

اور اے خدا کے بندو۔ آگاہ رہو کہ پرہیزگار لوگ دنیا کی جزائے عاجل اور آخرت کا ثوابِ آجل دونوں ہاتھوں سے لے گئے چنانچہ وہ تو اہلِ دنیا کی دنیا میں حصہ دار بن گئے۔ حالانکہ دنیادار ان کی آخرت میں حصہ دار نہ بنے۔ وہ دنیا میں اچھے سے اچھا رہے سہے۔ اور اسے اچھی سے اچھی طرح کھایا کمایا۔ اس طرح دنیا کا جو حصہ عیش پرستوں کو نصیب ہوا، وہ انہیں بھی مل گیا۔ اور دنیا کی جتنی آسائشیں جابروں اور سرکشوں کا قبضہ تھا، وہ انہیں بھی ہاتھ آگئیں۔ پھر دنیا سے چلے تو منزل پر پہنچا دینے والا سامانِ سفر اور نفع بخش سرمایہ ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے اپنی دنیا میں ترکِ دنیا کی لذت (بھی) پائی وہ یہ

ثُمَّ انْقَلَبُوا عَنْهَا بِالزَّادِ الْمُبَلِّغِ وَ الْمَتْجَرِ الرَّابِحِ. اَصَابُوا لَذَّةَ زُهْدِ الدُّنْيَا فِيْ دُنْيَاهُمْ، وَتَيَقَّنُوْا اَنَّهُمْ جِيْرَانُ اللّٰهِ غَدًا فِيْ اٰخِرَتِهِمْ. لَا تُرَدُّ لَهُمْ دَعْوَةٌ، وَلَا يَنْقُصُ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِنْ لَذَّةٍ. فَاحْذَرُوْا عِبَادَ اللّٰهِ الْمَوْتَ وَقُرْبَهُ: وَ اَعِدُّوْا لَهُ عُدَّتَهُ، فَاِنَّهُ يَاْتِيْ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ وَخَطْبٍ جَلِيْلٍ بِخَيْرٍ لَا يَكُوْنُ مَعَهُ شَرٌّ اَبَدًا، اَوْ شَرٍّ لَا يَكُوْنُ مَعَهُ خَيْرٌ اَبَدًا فَمَنْ اَقْرَبُ اِلَى الْجَنَّةِ مِنْ عَامِلِهَا؟ وَمَنْ اَقْرَبُ اِلَى النَّارِ مِنْ عَامِلِهَا، وَاَنْتُمْ طُرَدَاءُ الْمَوْتِ اِنْ اَقَمْتُمْ لَهُ اَخَذَكُمْ، وَاِنْ فَرَرْتُمْ مِنْهُ اَدْرَكَكُمْ، وَهُوَ اَلْزَمُ لَكُمْ مِنْ ظِلِّكُمْ، اَلْمَوْتُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْكُمْ وَالدُّنْيَا تُطْوٰى مِنْ خَلْفِكُمْ. فَاحْذَرُوْا نَارًا قَعْرُهَا بَعِيْدٌ، وَحَرُّهَا شَدِيْدٌ، وَعَذَابُهَا جَدِيْدٌ. دَارٌ لَيْسَ فِيْهَا رَحْمَةٌ، وَلَا تُسْمَعُ فِيْهَا دَعْوَةٌ، وَلَا تُفَرَّجُ فِيْهَا كُرْبَةٌ. وَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ يَشْتَدَّ خَوْفُكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ اَنْ يَحْسُنَ ظَنُّكُمْ بِهٖ فَاجْمَعُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنَّ الْعَبْدَ اِنَّمَا يَكُوْنُ حُسْنُ

یقین (بھی) رکھا کہ کل اپنی آخرت میں وہ اللہ کی پناہ میں رہیں گے۔ اب نہ تو اُن کی کوئی پکار مسترد ہوگی، نہ ان کی کسی لذت کے حصہ میں کمی آئے گی۔ تو بندگانِ خدا! موت اور اس کے قریب آنے سے بچتے رہو۔ اور اس (کا سامنا کرنے) کے لئے سروسامان تیار رکھو، کیونکہ وہ ایک امرِ عظیم اور کارِ جلیل لئے ہوئے، یا تو خیرِ (محض) بن کر آئے گی جس کے ساتھ شر کے وجود کا تا ابد امکان نہ ہو، یا شرِ (محض) ہو کر جس کے ساتھ خیر کا وجود ابد تک ممکن ہی نہ ہو۔ پس کون ہے جو عاملِ جنت سے زیادہ جنت کے قریب، اور کون ہے جو عاملِ دوزخ سے زیادہ دوزخ کے قریب ہوگا؟ اور تم لوگ موت کے ہانکے ہوئے شکار ہو، اگر تم اس کے آگے کھڑے رہے تو تمہیں پکڑ لے گی اور بھاگ کھڑے ہوئے تو پیچھے سے جا دبوچے گی۔ کیونکہ سایہ تمہارا ساتھ چھوڑ سکتا ہے موت نہیں چھوڑ سکتی۔ موت تمہاری پیشانی کے بالوں سے بندھی ہوئی ہے اور دنیا تمہارے پیچھے سے لپٹی جا رہی ہے پس اس آتشِ (جہنم) سے ڈرتے رہو، جس کی تہ دُور کی خبر دیتی ہے۔ جس کی حرارت میں شدّت اور عذاب میں جدّت ہے۔ وہ ایک ایسا گھر ہے جس میں رحمت کا گزر تک نہیں، نہ وہاں کسی پکار کی شنوائی ہے اور نہ کسی درد کا درماں ہی موجود ہے۔ اور اگر ہو سکے کہ تمہیں اللہ کا خوف بھی زیادہ سے زیادہ رہے اور اُس سے تمہارا حُسنِ ظن بھی برقرار رہے تو اِن دونوں کو ملا کر ایک کر لو۔ کیونکہ حقیقت میں بندے کو اپنے رب سے اتنا ہی حُسنِ ظن ہوتا ہے۔ جتنا اسے اپنے رب کا خوف ہوتا ہوتا ہے۔ اور اِس میں بھی شک نہیں کہ سب سے زیادہ اللہ سے حُسنِ ظن اُسی

ظَنِّهِ بِرَبِّهِ عَلَى قَدْرِ خَوْفِهِ مِنْ
رَبِّهِ، وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ ظَنّاً
بِاللهِ أَشَدُّهُمْ خَوْفاً لِلهِ.

وَاعْلَمْ يَا مُحَمَّدُ بْنَ أَبِي بَكْرٍ
أَنِّي قَدْ وَلَّيْتُكَ أَعْظَمَ أَجْنَادِي
فِي نَفْسِي أَهْلَ مِصْرَ. فَأَنْتَ مَحْقُوقٌ
أَنْ تُخَالِفَ عَلَى نَفْسِكَ، وَأَنْ تُنَافِحَ
عَنْ دِينِكَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ إِلَّا
سَاعَةٌ مِنَ الدَّهْرِ، وَلَا تُسْخِطِ
اللهَ بِرِضَا أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، فَإِنَّ
فِي اللهِ خَلَفاً مِنْ غَيْرِهِ وَلَيْسَ
مِنَ اللهِ خَلَفٌ فِي غَيْرِهِ. صَلِّ
الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا الْمُوَقَّتِ لَهَا، وَ
لَا تُعَجِّلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ، وَلَا تُؤَخِّرْهَا
عَنْ وَقْتِهَا لِاشْتِغَالٍ. وَاعْلَمْ أَنَّ
كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبَعٌ لِصَلَاتِكَ.

(وَمِنْهُ) فَإِنَّهُ لَا سَوَاءٌ، إِمَامُ
الْهُدَى وَإِمَامُ الرَّدَى، وَوَلِيُّ
النَّبِيِّ وَعَدُوُّ النَّبِيِّ. وَلَقَدْ قَالَ
لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ: إِنِّي لَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي
مُؤْمِناً وَلَا مُشْرِكاً. أَمَّا الْمُؤْمِنُ
فَيَمْنَعُهُ اللهُ بِإِيمَانِهِ، وَأَمَّا الْمُشْرِكُ
فَيَقْمَعُهُ اللهُ بِشِرْكِهِ، وَلَكِنِّي
أَخَافُ عَلَيْكُمْ كُلَّ مُنَافِقِ الْجَنَانِ
عَالِمِ اللِّسَانِ، يَقُولُ مَا تَعْرِفُونَ

کو ہوتا ہے جسے سب سے زیادہ اللہ کا خوف
ہوتا ہے۔

اور اے محمد ابن ابی بکر! معلوم رہے کہ میں نے تمہیں اہلِ
مصر پر۔۔ جو میرے دل سے میری سب سے بڑی
سپاہ ہیں۔۔ والی مقرر کیا ہے لہٰذا تم پر یہ ذمہ داری
عائد ہو گئی ہے کہ تم اپنی خواہش نفس کی مخالفت اور اپنے دین
کی مدافعت کرو، اگرچہ زمانہ بھر میں تم ایک گھڑی تک ہی مالک
کیوں نہ ہو۔ خلقِ خدا میں سے کسی کو راضی رکھنے کے لئے
اللہ کو ناراض نہ کرو۔ کیونکہ غیر اللہ کا بدل تو اللہ یقیناً ہے لیکن اللہ
کا بدل غیر اللہ میں کوئی نہیں [1]

نماز اس کے مقررہ وقتوں پر ادا کرو۔
اور فراغت کی وجہ سے قبل از وقت اور مصروفیت
کے باعث از وقت نماز ادا نہ کرو۔ اور آگاہ
رہو۔ کہ تمہارا ہر چھوٹا بڑا کام تمہاری نماز کے
تابع ہے۔

(اسی فرمان کا حصہ یہ ہے): حق یہ ہے کہ
(چاروں) برابر نہیں: امامِ ہدایت اور امامِ ہلاکت اور نبیؐ
کا ولی (عہد) اور نبیؐ کا دشمن (دینی)۔ اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرما گئے ہیں: مجھے اپنی
امت کے بارے میں نہ مومن کا خوف ہے نہ مشرک کا
کیوں کہ مومن کی حفاظت تو اللہ اس کے ایمان کی بدولت
کرے گا، رہا مشرک سو اس کے شرک کی وجہ
سے اللہ اس کو ذلیل کر دے گا۔ بلکہ تمہارے بارے میں ایسے شخص
کا خوف ضرور ہے جو دل منافق اور زبان کا عالم ہے۔
کہتا وہی ہے جسے تم معروف (اچھا) ہو، مگر کرتا

وَيَنْحَلُ مَا تُنْكِرُوْنَ۔ | وہ ہے جسے تم منکر (بُرا) مانتے ہو۔

لہ بندہ ناراض ہو کر ہاتھ سے نکل گیا تو کوئی نقصان نہیں ہوا کیونکہ اس کمی کو اللہ پورا کرنے والا ہے۔ لیکن خدانخواستہ اگر اللہ ناراض ہو کر ہاتھ سے نکل گیا تو اس کمی کو ساری خدائی بھی پوری نہیں کر سکتی۔

مکتوب (۲۸)

وَمِنْ كِتَابٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
اِلٰى مُعَاوِيَةَ جَوَابًا
وَهُوَ مِنْ مَحَاسِنِ الْكُتُبِ:
اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اَتَانِيْ كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيْهِ اصْطِفَاءَ اللّٰهِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِدِيْنِهٖ، وَتَاْيِيْدَهٗ اِيَّاهُ بِمَنْ اَيَّدَهٗ مِنْ اَصْحَابِهٖ، فَلَقَدْ خَبَّاَ لَنَا الدَّهْرُ مِنْكَ عَجَبًا، اِذْ طَفِقْتَ تُخْبِرُنَا بِبَلَاءِ اللّٰهِ عِنْدَنَا وَنِعْمَتِهٖ عَلَيْنَا فِيْ نَبِيِّنَا، فَكُنْتَ فِيْ ذٰلِكَ كَنَاقِلِ التَّمْرِ اِلٰى هَجَرَ اَوْ دَاعِيْ مُسَدِّدِهٖ اِلَى النِّضَالِ۔ وَزَعَمْتَ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ فِي الْاِسْلَامِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَذَكَرْتَ اَمْرًا اِنْ تَمَّ اعْتَزَلَكَ كُلُّهٗ، وَاِنْ نَقَصَ لَمْ يَلْحَقْكَ ثَلْمُهٗ، وَمَا اَنْتَ وَالْفَاضِلَ وَالْمَفْضُوْلَ وَالسَّائِسَ وَالْمَسُوْسَ وَمَا لِلطُّلَقَاءِ وَاَبْنَاءِ الطُّلَقَاءِ وَالتَّمْيِيْزَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَتَرْتِيْبَ دَرَجَاتِهِمْ وَتَعْرِيْفَ طَبَقَاتِهِمْ. هَيْهَاتَ لَقَدْ

بنام معاویہ: اُس کے ایک خط کا جواب: اور یہ آپ کے مکتوبات میں شمار ہوتا ہے۔

اما بعد۔ تمہارا وہ خط مجھے پہنچ گیا ہے، جس میں تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے دین کے لئے برگزیدہ فرمایا، اور آپ کے جن اصحاب نے آپ کی تائید کی، اُن کے ذریعے آپ کو مؤید فرمایا۔ چہ خوب! تم تو چھپے رستم ہی نکلے جو ہمارے ہی نبیؐ کے بارے میں ہمیں کو جتلانے لگے وہ احسان خدا جو ہمارے ہی سامنے ہے۔ اور وہ نعمت الٰہی جو ہمیں پر ہے۔ جو ایسا کرنے میں اُس (احمق) کے برابر ہو گئے جو کھجوریں لاد کر ہجر کو لے جاتے (اُلٹے بانس بریلی کو لے جاتے) یا جو اپنے ہی اُستادِ فن کو تیر اندازی کی دعوت دینے لگے۔ اور تمہارا گمان ہے کہ اسلام میں فلاں اور فلاں (ابوبکر و عمر) کو سب پر برتری حاصل ہے۔ تو تم نے ایسی بات کہہ دی کہ اگر اُسے درست بھی مان لیا جائے تو تمہیں پھر بھی اس سے دُور کا واسطہ نہیں، اور اگر ناقص ہے تو اُس کا عیب تمہیں نہیں لگے گا۔ اور بھلا تم کون ہوتے ہو فاضل و مفضول اور راعی و رعیت کا جھگڑا اٹھانے والے؟ اور بھلا طلقاء و اولادِ طلقاء کو مہاجرین اوّلین کے مابین تمیز کرنے، اُن کی درجہ بندی کرنے اور اُن کے طبقات کا تعارف کرانے سے کیا کام؟ لو (مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا) بے پر کا تیر بھی بول

حَتَّى قَدَحٌ لَيْسَ مِنْهَا، وَطَفِقَ
يَحْكُمُ فِيهَا مَنْ عَلَيْهِ الْحُكْمُ لَهَا
أَلَا تَرْبَعُ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ عَلَى ظَلْعِكَ
وَتَعْرِفُ قُصُورَ ذَرْعِكَ وَتَتَأَخَّرُ
حَيْثُ أَخَّرَكَ الْقَدَرُ، فَمَا عَلَيْكَ
غَلَبَةُ الْمَغْلُوبِ وَلَا لَكَ ظَفَرُ
الظَّافِرِ وَإِنَّكَ لَذَهَّابٌ فِي التِّيهِ
رَوَّاغٌ عَنِ الْقَصْدِ. أَلَا تَرَى غَيْرَ
مُخْبِرٍ لَكَ وَلٰكِنْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ أُحَدِّثُ
أَنَّ قَوْمًا اسْتُشْهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ.
حَتَّى إِذَا اسْتُشْهِدَ شَهِيدُنَا قِيلَ
سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ، وَخَصَّهُ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
بِسَبْعِينَ تَكْبِيرَةً عِنْدَ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ
أَوَلَا تَرَى أَنَّ قَوْمًا قُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ.
حَتَّى إِذَا فُعِلَ بِوَاحِدِنَا مَا فُعِلَ
بِوَاحِدِهِمْ قِيلَ "الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ
وَذُو الْجَنَاحَيْنِ" وَلَوْلَا مَا نَهَى اللّٰهُ
عَنْهُ مِنْ تَزْكِيَةِ الْمَرْءِ نَفْسَهُ لَذَكَرَ
ذَاكِرٌ فَضَائِلَ جَمَّةً تَعْرِفُهَا قُلُوبُ
الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَمُجُّهَا آذَانُ
السَّامِعِينَ فَدَعْ عَنْكَ مَنْ مَالَتْ
بِهِ الرَّمِيَّةُ فَإِنَّا صَنَائِعُ رَبِّنَا.
وَالنَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ لَنَا

پڑا جس کا پانسے کے تیروں میں شمار ہی نہیں (نہ تیرہ میں نہ تین میں) اور (کیا کہنے) حکم لگانے وہ بیٹھ گیا کہ جھگڑا ہی جس کے خلاف ہے! کیوں صاحب! انسانوں کی طرح اپنی حد میں رہو گے کہ نہیں؟ اپنے ہاتھ کی کوتاہی کو جانتے ہو یا نہیں؟ آگے کیوں بڑھتے ہو، پیچھے ہٹ کر دیں یوں نہیں کھڑے ہو جاتے جہاں کھڑے رہنا تمہارا مقدر ہے؟ کیوں کہ نہ تو شکست خوردہ کی شکست کا دھبہ تمہارے ماتھے پر ہے، نہ فاتح کی فتح کا سہرا ہی تمہارے سر ہے۔ اور تم ہی تو ہو کہ گمراہی (کی وادیوں) کے چکر کاٹ رہے ہو اور راہ راست سے ہٹ کر اِدھر اُدھر کی خاک چھانتے پھرتے ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔ اور تمہیں آگاہ کرنا مقصود نہیں بلکہ اللہ کی نعمت کا بیان کر رہا ہوں..... کہ مہاجرین میں سے کتنے ہی لوگ راہِ خدا میں شہید ہو گئے اور (حالاں کہ) ہر شہید صاحبِ فضیلت ہے مگر جب ہم اہلِ بیت کے شہید نے شہادت پائی تو اُسے سید الشہداء کہا گیا۔ اور حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی نمازِ جنازہ کے وقت اُسے ستر تکبیروں سے مخصوص فرمایا۔ اور کیا تم نہیں دیکھتے کہ بہت سے لوگوں کے ہاتھ راہِ خدا میں کٹ گئے اور اُن میں سے ہر ایک صاحبِ فضیلت ہے۔ لیکن جب ہمارے ایک (جانباز) کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا ہو، اُن کے ایک سے ہو چکا تھا، تو اُسے اَلطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ (جنت میں پرواز کرنے والا) اور ذُو الْجَنَاحَيْنِ (دو پروں والا) کہا گیا۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ خدا نے آدمی کو اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے منع فرمایا ہے تو ذاکر (راقم الحروف) اُن کثیر التعداد فضائل کا ذکر کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کرتے ہیں اور سننے والوں کے کان اُن کی کثرت کی تاب نہیں لا سکتے۔ لہٰذا اُن (شکاریوں) کا ذکر چھوڑ دو جن کا تیر خطا گیا تو (بدحواسی میں) شکار کے پیچھے دوڑ پڑے۔ کیونکہ ہم تو اپنے رب کے زیرِ احسان ہیں اور ہمارے بعد تمام لوگ ہمارے شرمندۂ احسان ہیں۔

يمنعنا قديم عزنا ولا عادي طولنا
على قومك أن خلطناكم بأنفسنا
فنكحنا وأنكحنا فعل الأكفاء ولستم
هناك. وأنى يكون ذلك كذلك ومنا
النبي ومنكم المكذب. ومنا أسد
الله ومنكم أسد الأحلاف. ومنا
سيدا شباب أهل الجنة ومنكم
صبية النار. ومنا خير نساء العالمين
ومنكم حمالة الحطب في كثير مما
لنا وعليكم.

فإسلامنا ما قد سمع، و
جاهليتنا لا تدفع. وكتاب الله يجمع
لنا ما شذ عنا وهو قوله: "وأولو الأرحام
بعضهم أولى ببعض في كتاب الله" و
قوله تعالى "إن أولى الناس بإبراهيم
للذين اتبعوه وهذا النبي والذين
آمنوا والله ولي المؤمنين." فنحن مرة
أولى بالقرابة، وتارة أولى بالطاعة.
ولما احتج المهاجرون على الأنصار
يوم السقيفة برسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم فلجوا عليهم. فإن
يكن الفلج به فالحق لنا دونكم.
وإن يكن بغيره فالأنصار على دعواهم.
وزعمت أني لكل الخلفاء حسدت
وعلى كلهم بغيت. فإن يكن ذلك
كذلك فليس الجناية عليك

قوم پر ہماری قدیمی بالادستی اور جانی پہچانی برتری کو ان باتوں نے ہم سے روک لیا نہیں لیا۔ جو ہم نے تمہیں اپنوں میں شامل کر لیا۔ پھر آپس میں بیاہ شادیاں کر کے تم سے ہمسروں کا سا سلوک کیا۔ حالانکہ تم لوگ اس مقام پر نہ تھے۔ اور اب وہ کھویا ہوا مقام تمہیں کہاں سے حاصل ہو گا جبکہ ہم میں سے نبی اور تم میں سے مکذب (جھٹلانے والا) اور ہم میں سے شیرِ خدا اور تمہیں سے شیرِ احلاف، اور ہم سے جوانانِ اہلِ جنت کے دونوں سردار اور تم سے صبیۃ النار (دوزخی لڑکے) اور خاتونِ زنانِ عالمین ہم سے اور حمالۃ الحطب (لکڑیوں کا بوجھ اٹھانے والی) تم سے ہے۔ یہ چند باتیں اُن کثیر التعداد باتوں میں سے ہیں، جو ہمارے حق میں اور تمہارے خلاف جاتی ہیں۔

چنانچہ جہاں ہمارے اسلام (کی قبولیت) شہرۂ آفاق ہے وہاں جاہلیت کے دور میں ہمارا اسلام ناقابلِ انکار ہے۔ اور (اب) جو فضائل ہمارے بیان سے رہ گئے، وہ کتابِ خدا میں جامع طور پر موجود ہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے: "اور قرابت والے کتابِ خدا میں (اوروں کی نسبت) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔" نیز اللہ تعالے کا ارشاد ہے: "ابراہیمؑ کے (شرف کے) سب سے زیادہ حقدار اُن کا اتباع کرنے والے اور یہ نبی اور (اس نبی پر) ایمان رکھنے والے ہیں اور اللہ مومنوں کا ولی ہے۔" لہٰذا ایک طرف تو قرابت کی بناء پر ہم اولیٰ ہیں اور دوسری طرف اطاعت کی رُو سے ہمارا حق فائق ہے اور سقیفہ کے دن جب مہاجرین نے قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انصار کے سامنے بطورِ حجت پیش کیا تو اُن پر فتح یاب ہو گئے۔ پس اگر فتح کی بناء قرابتِ رسول ہے تو (خلافت کا) حق ہمیں پہنچتا ہے تمہیں نہیں۔ اور اگر فتح کی شرط کوئی اور ہے تو انصار تو اپنے دعوے پر قائم رہیں گے۔ (اور تمہیں اس صورت میں بھی کوئی حق نہ رہا) اور تمہارا گمان باطل یہ بھی ہے کہ میں نے تینوں خلیفوں کا حسد کیا اور

يَكُونَ الْعُذْرُ إِلَيْكَ:
"وَتِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا."
وَقُلْتَ إِنِّي كُنْتُ أُقَادُ كَمَا يُقَادُ
الْجَمَلُ الْمَخْشُوشُ حَتَّى أُبَايِعَ وَلَعَمْرُ
اللهِ لَقَدْ أَرَدْتَ أَنْ تَذُمَّ فَمَدَحْتَ،
وَأَنْ تَفْضَحَ فَافْتَضَحْتَ. وَمَا عَلَى
الْمُسْلِمِ مِنْ غَضَاضَةٍ فِي أَنْ يَكُونَ
مَظْلُوماً مَا لَمْ يَكُنْ شَاكّاً فِي دِينِهِ
وَلَا مُرْتَاباً بِيَقِينِهِ. وَهَذِهِ حُجَّتِي
إِلَى غَيْرِكَ قَصْدُهَا، وَلَكِنِّي أَطْلَقْتُ
لَكَ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا سَنَحَ مِنْ ذِكْرِهَا.

ثُمَّ ذَكَرْتَ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِي وَ
أَمْرِ عُثْمَانَ فَلَكَ أَنْ تُجَابَ عَنْ هَذِهِ
لِرَحِمِكَ مِنْهُ فَأَيُّنَا كَانَ أَعْدَى لَهُ
وَأَهْدَى إِلَى مَقَاتِلِهِ. أَمَنْ بَذَلَ
لَهُ نُصْرَتَهُ فَاسْتَقْعَدَهُ وَاسْتَكَفَّهُ،
أَمَّنِ اسْتَنْصَرَهُ فَتَرَاخَى عَنْهُ وَبَثَّ
الْمَنُونَ إِلَيْهِ حَتَّى أَتَى قَدَرُهُ عَلَيْهِ كَلَّا
وَاللهِ "لَقَدْ عَلِمَ اللهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ
وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا
يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلاً". وَمَا كُنْتُ
لِأَعْتَذِرَ مِنْ أَنِّي كُنْتُ أَنْقِمُ عَلَيْهِ
أَحْدَاثاً، فَإِنْ كَانَ الذَّنْبُ إِلَيْهِ
إِرْشَادِي وَهِدَايَتِي لَهُ فَرُبَّ مَلُومٍ
لَا ذَنْبَ لَهُ.

وَقَدْ يَسْتَفِيدُ الظِّنَّةَ الْمُتَنَصِّحُ

اس کے خلاف بغاوت کی۔ تو اگر بات یہی ہے تو میرا گناہ تمہاری گردن
پر نہیں کہ تم سے معذرت کی جائے۔ (بقول شاعر) یہ وہ خطا ہے جس سے تمہارا دامن الجھتا نہیں

اور تمہارا یہ کہنا ہے کہ مجھے بیعت کے لئے اس طرح کھینچ
کر لایا جاتا رہا جیسے اونٹ کو نکیل سے پکڑ کر کھینچا جاتا ہے۔
تو ذاتِ قدیم کی قسم۔ تم نے ارادہ تو مذمت کا کیا تھا مگر کر گئے
(میری) مدح۔ اور رسوا مجھے کرنا چاہا تھا مگر اُلٹے خود رسوا ہو گئے۔
کیوں کہ مظلوم ہو جانا مردِ مسلم کے لئے کسرِ شان کا موجب نہیں
ہوتا، جب تک وہ اپنے دین و یقین میں شک و شبہ کا مرتکب
نہ ہو۔ اور میری اس دلیل کا اصل نشانہ تو، تم نہیں، دوسرے
ہیں۔ مگر اتفاق سے اس کا جس قدر ذکر سامنے آگیا میں نے
لگے ہاتھوں تم سے بھی کر دیا۔

پھر تم نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر چھیڑ دیا ہے۔
سو چونکہ تم اُن (عثمانؓ) کے قرابتدار ہو۔ اس لئے حق بجانب
ہو کہ تمہیں اِس بات کا جواب دیا جائے۔ تو بتاؤ! ہم تم دونوں
میں سے اُن کا زیادہ دشمن کون ہوا۔ اور اُن کے قتل کی راہیں زیادہ
کس نے پیدا کیں؟ آیا اُس نے، کہ جس نے فراخدلی سے اپنی
نصرت کا ہاتھ بڑھایا تو انہوں (عثمان) نے اُسے بٹھا دیا، اور اُس
کا ہاتھ روک دیا۔ یا اُس نے کہ جس سے اُنہوں نے نصرت
طلب کی تو اُس نے خود تو اُنہیں ٹرخا دیا، مگر موت کو اُن کی
طرف کھینچ دیا۔ جس کے نتیجے میں وہ اپنی آئی کے منہ میں آگئے!
خدا کی قسم وہ بات نہیں جو کہتے ہو بلکہ "اللہ کے علم
میں ہیں تمہارے وہ جوان جو دوسروں کو نصرت
سے باز رکھتے ہیں اور اپنے جیسے بھائیوں کو آوازیں
دیتے ہیں کہ اِدھر آجاؤ، اور خود بھی (میدانِ) جنگ کا صرف
منہ دیکھنے آتے ہیں!"

اور ہاں، یہ ٹھیک ہے کہ میں اُن (عثمان) کی گونا گوں

وَمَا أَرَدْتُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔

وَذَكَرْتَ أَنَّهُ لَيْسَ لِي وَلِأَصْحَابِي (عِنْدَكَ) إِلَّا السَّيْفُ فَلَقَدْ أَضْحَكْتَ بَعْدَ اسْتِعْبَارٍ، مَتَى أُلْفِيَتْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ الْأَعْدَاءِ نَاكِلِينَ وَبِالسُّيُوفِ مُخَوَّفِينَ: "لَبِّثْ قَلِيلًا يَلْحَقِ الْهَيْجَا حَمَلْ"۔ فَسَيَطْلُبُكَ مَنْ تَطْلُبُ، وَيَقْرُبُ مِنْكَ مَا تَسْتَبْعِدُ، وَأَنَا مُرْقِلٌ نَحْوَكَ فِي جَحْفَلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ شَدِيدٍ زِحَامُهُمْ، سَاطِعٍ قَتَامُهُمْ مُتَسَرْبِلِينَ، سَرَابِيلَ الْمَوْتِ أَحَبُّ اللِّقَاءِ إِلَيْهِمْ لِقَاءُ رَبِّهِمْ، قَدْ صَحِبَتْهُمْ ذُرِّيَّةٌ بَدْرِيَّةٌ وَسُيُوفٌ هَاشِمِيَّةٌ، قَدْ عَرَفْتَ مَوَاقِعَ نِصَالِهَا فِي أَخِيكَ وَخَالِكَ وَجَدِّكَ وَأَهْلِكَ: "وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ"۔

بدعتوں کی عیب گیری کرتا رہا جس کی عذر خواہی میں اب بھی کرنے والا نہیں ہوں سو اگر گناہ یہی ہے کہ میں انہیں روکتا رہا اور اُن کی رہبری کرتا رہا تو کیا ہوا) اکثر ملامت کا نشانہ بننے والے وہی ہوتے ہیں جن کا کوئی قصور نہیں ہوتا اور (بقولِ شاعر) نصیحت ناپذیر کو بار بار نصیحت کرنے والے کے ہاتھ تہمت کے سوا کچھ نہیں آتا۔" میں نے تو جہاں تک ہو سکا اصلاح کے سوا کچھ چاہا ہی نہیں، اور میری تمام تر توفیق فقط اللہ سے وابستہ ہے، وہی میرا سہارا ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں"۔ اور تم نے کہا کہ میرے اور میرے اصحاب کے لیے تمہارے پاس تلوار کے سوا کچھ نہیں۔ تو میں (تمہاری اوقات پر) رو ہی رہا تھا کہ (تمہاری اس جرأت پر) ہنسی آ گئی۔ (ذرا بتاؤ تو سہی) تم نے عبد المطلب کی اولاد کو دشمنوں کے آگے سے قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے اور تلواروں کا خوف کھاتے ہوئے کب دیکھا؟ (تو خیر بقولِ شاعر) "ذرا دم لو کہ حمل میدانِ کارزار میں پہنچ جائے۔" بس تم جس کی تلاش میں ہو وہ خود تمہیں ڈھونڈ لے گا۔ اور جسے دور سمجھے بیٹھے ہو تمہارے قریب آ جائیگا۔ اور مہاجرین و انصار اور اُنکے شائستہ تابعین کا لشکرِ عظیم ہے کہ بڑی تیزی سے تمہاری طرف آنے ہی والا ہوں اہلِ لشکر کا ہجوم بے پناہ ہے اُن کی گرد چھیل کر دُور دُور تک چلی گئی ہے وہ سب موت کے لباس میں ملبوس ہیں گویا سے کفن باندھے ہوئے ہیں اور اُنکی محبوب ترین ملاقات اپنے پروردگار کی ملاقات ہے۔ اہلِ بدر کی اولاد اور ہاشمی تلواریں اُن کے ساتھ ہیں یہ وہی تلواریں ہیں جن کے چرکے ہاتھ تم نے اپنے بھائی، ماموں، نانا اور اہلِ خاندان کے قتل کی صورت میں خوب پہچانے ہوئے ہو۔" اور (اب بھی) وہ ظالموں سے کچھ دُور نہیں ہیں"!

۱؎ فَلَقَدْ خَبَأَلَنَا الدَّهْرُ مِنْكَ عَجَبًا: تمہارا یہ حیران کُن رُخ تو زمانے نے اب تک ہم سے چھپائے ہی رکھا۔
۲؎ سیّد الشہداء جنابِ حمزہؑ عمِّ رسول، ۳؎ مکذِّب: ابوجہل بن ہشام، ۴؎ شیرِ خدا: حمزہؑ، ۵؎ شیرِ احلاف: ابوسفیان جس نے معرکۂ خندق کے موقع پر (معاذاللہ) قتلِ رسولؐ کے لیے اپنے جمع کردہ قبائل کے سامنے حلف اُٹھایا اور اٹھوایا تھا۔ ۶؎ جوانانِ جنت کے دونوں سردار: حضرت امام حسنؑ اور حسینؑ ۷؎ دوزخی لڑکے: اولادِ مروان بن حکم، ۸؎ خیر النساء: حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ۹؎ حمالۃ الحطب: اُمّ جمیل بنت حرب، معاویہ کی پھوپھی اور

ابو ذؤیب کی بیوی نے [illegible] پر شعر ابو ذؤیب [illegible] سے

وَعَيَّرَهَا الْوَاشُونَ أَنِّي أُحِبُّهَا ... وَتِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

مصرعِ اوّل کا یہ مطلب ہے: چغلخوروں نے اس پر عیب لگایا کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ اور شعر یوں ہے:

وَكَمْ سُقْتُ فِي آثَارِكُمْ مِنْ نَصِيحَةٍ ... وَقَدْ يَسْتَفِيدُ الظِّنَّةَ الْمُتَنَصِّحُ

مصرعِ اوّل کا مطلب یہ ہے: میں نے تمہاری نصیحتیں تمہارے پس پشت بیان کیں۔ (نصیحت: خیراندیشی کی بات) حمل بن بدر جاہلیت میں قبیلہ قشیر کا ایک بہادر آدمی تھا۔ ایک دفعہ اس کے اونٹ غارتگروں کے ہتھے چڑھ گئے اونٹ تو اس نے چھڑا لئے غارتگروں کو للکار کر یہ شعر پڑھا: لَبِّثْ قَلِيلًا يَلْحَقِ الْهَيْجَا حَمَلْ ... لَا بَأْسَ بِالْمَوْتِ إِذَا الْمَوْتُ نَزَلْ

مصرعِ ثانی کا مطلب یہ ہے: موت جب سر پر آگئی تو پھر موت کا کیا ڈر!

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ:

وَقَدْ كَانَ مِنِ انْتِشَارِ حَبْلِكُمْ وَشِقَاقِكُمْ مَا لَمْ تَغْبَوْا عَنْهُ، فَعَفَوْتُ عَنْ مُجْرِمِكُمْ، وَرَفَعْتُ السَّيْفَ عَنْ مُدْبِرِكُمْ، وَقَبِلْتُ مِنْ مُقْبِلِكُمْ. فَإِنْ خَطَتْ بِكُمُ الْأُمُورُ الْمُرْدِيَةُ وَسَفَهُ الْآرَاءِ الْجَائِرَةِ إِلَى مُنَابَذَتِي وَخِلَافِي، فَهَا أَنَا ذَا قَدْ قَرَّبْتُ جِيَادِي وَرَحَلْتُ رِكَابِي، وَلَئِنْ أَلْجَأْتُمُونِي إِلَى الْمَسِيرِ إِلَيْكُمْ لَأُوقِعَنَّ بِكُمْ وَقْعَةً لَا يَكُونُ يَوْمُ الْجَمَلِ إِلَيْهَا إِلَّا كَلَعْقَةِ لَاعِقٍ؛ مَعَ أَنِّي عَارِفٌ لِذِي الطَّاعَةِ مِنْكُمْ فَضْلَهُ، وَلِذِي النَّصِيحَةِ حَقَّهُ، غَيْرُ مُتَجَاوِزٍ مُتَّهَماً إِلَى بَرِيٍّ، وَلَا نَاكِثاً إِلَى وَفِيٍّ.

مکتوب (۲۹)

اہلِ بصرہ کے نام:

تمہاری (جمعیت کی) ابتری کے جو بل کھل گئے تھے اور تمہاری مخالفت کا جو عالم تھا، تم لوگ اس سے بے خبر نہیں ہو۔ لیکن میں نے تمہارے مجرموں کو معاف کر دیا اور پیٹھ پھیرنے والے کے سر سے تلوار اٹھا لی اور تم میں سے جس نے میری طرف قدم بڑھایا میں نے اسے ہاتھوں ہاتھ قبول کر لیا۔ اب اگر مہلک حرکات اور حق سے برگشتہ آراء کی حماقت نے حد سے تجاوز کر کے تمہیں میری مخالفت اور نافرمانی پر آمادہ کیا تو بس سمجھو کہ میں نے بھی گھوڑوں کو اپنے قریب کر لیا اور اپنے اونٹوں کے پالان کس لئے ہیں۔ اور اگر تم نے مجھے مجبور ہی کر دیا کہ میں تمہاری طرف چل کھڑا ہوں تو یاد رکھو کہ ایسی مار ماروں گا کہ تمہیں جنگی [illegible] یاد آجائے اور جمل اس کے سامنے چھوٹی سے بات ہو کر رہ جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں تم میں سے جو میرے فرمانبردار ہیں ان کی فضیلت ماننا اور اپنے خیر خواہوں کے حق کو خوب پہچانتا ہوں۔ مگر حق سے تجاوز کر کے کسی قصوروار کو بے قصور کا، اور کسی غدار کو وفادار کا حق کبھی نہیں دوں گا۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى مُعَاوِيَةَ:

مکتوب (۳۰)

معاویہ کے نام:

فَاتَّقِ اللهَ فِيمَا لَدَيْكَ وَانْظُرْ فِي حَقِّهِ عَلَيْكَ وَارْجِعْ إِلَى مَعْرِفَةِ مَا لَا تُعْذَرُ بِجَهَالَتِهِ. فَإِنَّ لِلطَّاعَةِ أَعْلَامًا وَاضِحَةً وَسُبُلًا نَيِّرَةً، وَمَحَجَّةً نَهْجَةً وَغَايَةً مَطْلُوبَةً يَرِدُهَا الْأَكْيَاسُ وَيُخَالِفُهَا الْأَنْكَاسُ، مَنْ نَكَبَ عَنْهَا جَارَ عَنِ الْحَقِّ وَخَبَطَ فِي التِّيهِ وَغَيَّرَ اللهُ نِعْمَتَهُ، وَأَحَلَّ بِهِ نِقْمَتَهُ. فَنَفْسَكَ نَفْسَكَ فَقَدْ بَيَّنَ اللهُ لَكَ سَبِيلَكَ. وَحَيْثُ تَنَاهَتْ بِكَ أُمُورُكَ فَقَدْ أَجْرَيْتَ إِلَى غَايَةِ خُسْرٍ وَمَحَلَّةِ كُفْرٍ، وَإِنَّ نَفْسَكَ قَدْ أَوْلَجَتْكَ شَرًّا، وَأَقْحَمَتْكَ غَيًّا. وَأَوْرَدَتْكَ الْمَهَالِكَ وَأَوْعَرَتْ عَلَيْكَ الْمَسَالِكَ.

پس جو (مال و متاع) تمہارے پاس ہے اُس کے بارے میں اللہ (کی گرفت) سے بچتے رہو اور تم پر جو اللہ کا حق ہے اُس کا خیال رکھو اور اُن (احکام) کی معرفت کی طرف رجوع کرو جن سے لاعلمی کی بنا پر تمہیں معذور نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ تعمیلِ احکام کے لیے واضح نشان اور روشن شاہراہیں، ایک واضح راستہ اور ایک منزلِ مقصود ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ عقل مند لوگ اِن راہوں پر لگ جاتے ہیں اور گھٹیا قسم کے لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو کوئی ان سے روگردانی کرتا ہے وہ حق سے برگشتہ ہو جاتا ہے اور گمراہی کی وادیوں میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اللہ اپنی نعمت اُس سے چھین کر کسی اور کو دے دیتا ہے اور اپنا غضب اُس پر نازل کر دیتا ہے۔ لہٰذا اپنا بچاؤ کرو۔ کیونکہ اب اللہ نے تمہارا راستہ واضح کر دیا ہے اور اُس منزل کی نشاندہی کر دی ہے جہاں تمہاری کرنی کی پاداش تمہیں پہنچا رہی ہے۔ (ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ تم خسارے کی منزل اور کفر کی فرودگاہ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہو۔ اور یقیناً تمہارے نفس نے تمہیں بدی کے زندان میں دھکیل دیا، اور گمراہی کی پستیوں میں جھونک دیا ہے۔ اور ہلاکت کی راہوں پر لگا دیا ہے۔ اور (بچ نکلنے کی) تمام راہیں تمہارے لئے دشوار گزار بنا دی ہیں۔

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، كَتَبَهَا إِلَيْهِ بِحَاضِرِينَ مُنْصَرِفًا مِنْ صِفِّينَ:-

مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ، الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ، الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ، الْمُسْتَسْلِمِ لِلدَّهْرِ، الذَّامِّ لِلدُّنْيَا، السَّاكِنِ مَسَاكِنَ الْمَوْتَى، وَالظَّاعِنِ عَنْهَا غَدًا. إِلَى الْمَوْلُودِ الْمُؤَمِّلِ مَا لَا يُدْرِكُ، السَّالِكِ سَبِيلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ، غَرَضِ الْأَسْقَامِ وَرَهِينَةِ الْأَيَّامِ.

مکتوب (۳۱)

بنام حسن بن علی علیہما السلام: بمقام حاضرین بوقت بازگشت از صفین تحریر فرمایا:

اُس باپ کی طرف سے جو فنا ہونے والا، وقت کے شدائد کا معترف، زندگی سے پیٹھ پھرانے والا، زمانہ کے آگے ہتھیار ڈالنے والا، دُنیا کے منہ پر اُس کی مذمت کرنے والا، مرنے والوں کے گھروں کا ساکن اور کل اُن گھروں سے رختِ سفر باندھنے والا ہے ... اُس بیٹے کے نام جو ہاتھ نہ آنے والی شے کا اُمیدوار، ہلاک شدگان کی راہ پر گامزن، روگوں کا نشانہ اور گنے چنے

وَرَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ. وَعَبْدِ الدُّنْيَا. وَتَاجِرِ الْغُرُورِ. وَغَرِيمِ الْمَنَايَا. وَأَسِيرِ الْمَوْتِ. وَحَلِيفِ الْهُمُومِ. وَقَرِينِ الْأَحْزَانِ. وَنُصُبِ الْآفَاتِ. وَصَرِيعِ الشَّهَوَاتِ. وَخَلِيفَةِ الْأَمْوَاتِ.

أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّ فِيمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ إِدْبَارِ الدُّنْيَا عَنِّي وَجُمُوحِ الدَّهْرِ عَلَيَّ وَإِقْبَالِ الْآخِرَةِ إِلَيَّ مَا يَزَعُنِي عَنْ ذِكْرِ مَنْ سِوَايَ. وَالْاهْتِمَامِ بِمَا وَرَائِي. غَيْرَ أَنِّي حَيْثُ تَفَرَّدَ بِي دُونَ هُمُومِ النَّاسِ هَمُّ نَفْسِي فَصَدَفَنِي رَأْيِي وَصَرَفَنِي عَنْ هَوَايَ وَصَرَّحَ لِي مَحْضُ أَمْرِي فَأَفْضَى بِي إِلَى جِدٍّ لَا يَكُونُ فِيهِ لَعِبٌ. وَصِدْقٍ لَا يَشُوبُهُ كَذِبٌ. وَوَجَدْتُكَ بَعْضِي بَلْ وَجَدْتُكَ كُلِّي حَتَّى كَأَنَّ شَيْئاً لَوْ أَصَابَكَ أَصَابَنِي وَكَأَنَّ الْمَوْتَ لَوْ أَتَاكَ أَتَانِي. فَعَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِينِي مِنْ أَمْرِ نَفْسِي فَكَتَبْتُ إِلَيْكَ مُسْتَظْهِراً بِهِ إِنْ أَنَا بَقِيتُ لَكَ أَوْ فَنِيتُ.

فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَلُزُومِ أَمْرِهِ، وَعِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ وَالْاعْتِصَامِ بِحَبْلِهِ. وَأَيُّ سَبَبٍ أَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللَّهِ إِنْ أَنْتَ أَخَذْتَ بِهِ؟ أَحْيِ قَلْبَكَ

دنوں کا مرہون (گروی) مصائب کا شکار، دُنیا کا بندہ، بے دم مالِ ناکارہ کا تاجر، تقدیر کا قرض دار، موت کا اسیر، افکار کا حلیف، غموں کا ہم نشین، آفتوں کا نقربند، خواہشات کا افگندہ اور مُردوں کا جانشین ہے۔

امّا بعد، میں نے اپنی طرف سے دُنیا کے پیٹھ پھیرنے زمانہ کے منہ زور گھوڑے کے بے قابو ہو جانے اور آخرت کے اپنی طرف بڑھتے آنے پر جتنا غور و فکر کیا ہے اُس سے میں اس واضح نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اپنے سوا کسی دوسرے کا ذکر اور اپنے پس ماندگان کی فکر کرنے سے باز رہوں مگر اب چونکہ میں اُس مقام پر ہوں جہاں خود اپنی فکر نے مجھے اوروں کے غم و اندوہ سے الگ کر لیا ہے لہٰذا میری رائے نے میرا رُخ بدل دیا اور مجھے اپنے ارادے سے منحرف کر دیا۔ اور صاف صاف دکھا دیا کہ مجھے کیا کرنا ہے چنانچہ مجھے اُس حقیقتِ واقعیہ تک پہنچا دیا جس میں مزاح کا دخل نہیں اور اُس سچائی سے ہم کنار کر دیا جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ تم میرا جزء ہو، بلکہ کلّی طور پر وہی ہو جو میں ہوں، یہاں تک کہ کوئی مصیبت اگر تم پر آئی تو گویا مجھ پر آئی۔ اور موت اگر تم پر آئی تو گویا مجھے آئی (ان حالات میں مجھے تمہاری بھی اتنی ہی فکر ہوئی جتنی خود اپنی ہے چنانچہ میں نے تمہارے نام اپنا وصیت نامہ لکھ دیا، بایں طلب کہ ہر حالت میں، تمہارا مددگار رہے چاہے میں تمہارے پاس رہوں یا نہ رہوں تو (سُنو) میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو، اُس کے احکام کے پابند رہو۔ اُس کی یاد سے اپنے کو آباد رکھو۔ اور اُس کی رسی کو تھامے رہو، اور بھلا کونسی رسّی ہے جو اُس سے زیادہ مضبوط ہو، جو تمہارے اور اللہ کے مابین موجود ہے، بشرطیکہ تم اُسے تھام رکھو؟ اپنے دل کو پند و نصیحت

بِالْمَوْعِظَةِ، وَأَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ،
وَقَوِّهِ بِالْيَقِينِ، وَنَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ،
وَذَلِّلْهُ بِذِكْرِ الْمَوْتِ، وَقَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ،
وَبَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْيَا، وَحَذِّرْهُ
صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَفُحْشَ تَقَلُّبِ
اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ، وَاعْرِضْ عَلَيْهِ
أَخْبَارَ الْمَاضِينَ، وَذَكِّرْهُ بِمَا أَصَابَ
مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنَ الْأَوَّلِينَ، وَسِرْ
فِي دِيَارِهِمْ وَآثَارِهِمْ، فَانْظُرْ فِيمَا
فَعَلُوا وَعَمَّا انْتَقَلُوا، وَأَيْنَ حَلُّوا وَ
نَزَلُوا، فَإِنَّكَ تَجِدُهُمْ قَدِ انْتَقَلُوا
عَنِ الْأَحِبَّةِ، وَحَلُّوا دِيَارَ
الْغُرْبَةِ، وَكَأَنَّكَ عَنْ قَلِيلٍ
قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ. فَأَصْلِحْ
مَثْوَاكَ، وَلَا تَبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ۔
وَدَعِ الْقَوْلَ فِيمَا لَا تَعْرِفُ، وَالْخِطَابَ
فِيمَا لَمْ تُكَلَّفْ، وَأَمْسِكْ عَنْ طَرِيقٍ
إِذَا خِفْتَ ضَلَالَتَهُ، فَإِنَّ الْكَفَّ
عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلَالِ خَيْرٌ مِنْ
رُكُوبِ الْأَهْوَالِ۔ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ
تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ، وَأَنْكِرِ الْمُنْكَرَ
بِيَدِكَ وَلِسَانِكَ، وَبَايِنْ مَنْ
فَعَلَهُ بِجُهْدِكَ، وَجَاهِدْ فِي اللهِ
حَقَّ جِهَادِهِ، وَلَا تَأْخُذْكَ فِي اللهِ
لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَخُضِ الْغَمَرَاتِ
لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَتَفَقَّهْ فِي الدِّينِ،

سے زندہ اور ترکِ لذت سے اسے مردہ رکھو کہ اسے
لذات کا احساس ہی نہ رہے، قوتِ یقین سے قوی رکھو اور
نورِ حکمت سے منور، موت کی یاد سے رام کرو اور فنا کے
قرار پر قائم رکھو، دُنیا کی آفات ناگہانی اُس کی آنکھوں کے
سامنے رکھو۔ اور زمانہ کے حملے اور گردشِ لیل و نہار کی تباہی
سے ہوشیار رکھو گزرے ہوئے لوگوں کے واقعات اُس
کے سامنے لاتے رہو اور اپنے پیشرووں کی مصیبتیں یاد
دلاتے رہو۔ اور (خود) ان لوگوں کے گھروں اور آثارِ قدیمہ
کو جا کر دیکھو اور غور کرو کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے چل
نکلے، کہاں اُترے اور کس منزل پر جا ٹھہرے۔ تم دیکھو گے کہ وہ
اپنے پیارے دوستوں سے بچھڑ کر چلے اور دیارِ غربت میں
جا اُترے ہیں۔ اور ایسا لگتا ہے جیسے تھوڑی ہی دیر بعد تمہارا
شمار بھی اُنہیں کا ایسا ہو گا۔ ۔ ۔ لہذا (ابھی سے) اپنا ٹھکانا
دُرست کرو، اور دنیا کے بدلے اپنی آخرت نہ بیچو۔ اور جس
بات کی پوری معرفت نہ ہو، اُس کے بارے میں کچھ نہ کہو اور جو
بات تم سے پوچھی نہیں گئی اُس کے بارے میں گفتگو مت کرو
اور جب بھٹک جانے کا اندیشہ ہو، تو راستے سے قدم روک لو
کیونکہ راستہ کھو جانے کی حیرت کے وقت قدم روک لینا
پُرخطرات پر چلنے سے بہتر ہے۔ اور دوسروں کو نیکی کی راہ
لگا کر نیکوں میں شامل رہو اور دست و زبان سے بُرائی کو برا
بتاتے رہو اور جہاں تک ہو سکے، بُرائی کے مرتکب سے الگ
دُور رہو۔ خدا کی راہ میں ایسا جہاد کرو کہ جہاد کا حق ادا ہو جائے۔
اور دیکھو، اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت
سے متاثر نہ ہونا۔ اور حق جہاں بھی ہو وہاں تک پہنچنے کے
لئے سختیوں میں کود پڑو۔ اور دین کا علم (پوری کوشش سے)
حاصل کرو۔ اپنے نفس کو اس بات کا عادی بنا لو کہ وہ

وَعَوِّدْ نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ، وَنِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِي الْحَقِّ. وَأَلْجِئْ نَفْسَكَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا إِلَى إِلٰهِكَ، فَإِنَّكَ تُلْجِئُهَا إِلَى كَهْفٍ حَرِيزٍ، وَمَانِعٍ عَزِيزٍ. وَأَخْلِصْ فِي الْمَسْأَلَةِ لِرَبِّكَ فَإِنَّ بِيَدِهِ الْعَطَاءَ وَالْحِرْمَانَ، وَأَكْثِرِ الْاِسْتِخَارَةَ، وَتَفَهَّمْ وَصِيَّتِي وَلَا تَذْهَبَنَّ عَنْهَا صَفْحاً، فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ مَا نَفَعَ. وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَلَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لَا يَحِقُّ تَعَلُّمُهُ.

أَيْ بُنَيَّ إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُنِي قَدْ بَلَغْتُ سِنّاً، وَرَأَيْتُنِي أَزْدَادُ وَهْناً، بَادَرْتُ بِوَصِيَّتِي إِلَيْكَ، وَأَوْرَدْتُ خِصَالاً مِنْهَا قَبْلَ أَنْ يَعْجَلَ بِي أَجَلِي دُونَ أَنْ أُفْضِيَ إِلَيْكَ بِمَا فِي نَفْسِي، وَأَنْ أُنْقَصَ فِي رَأْيِي كَمَا نُقِصْتُ فِي جِسْمِي، أَوْ يَسْبِقَنِي إِلَيْكَ بَعْضُ غَلَبَاتِ الْهَوَى وَفِتَنِ الدُّنْيَا، فَتَكُونَ كَالصَّعْبِ النَّفُورِ، وَإِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا أُلْقِيَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ، فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ قَبْلَ أَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ، وَيَشْتَغِلَ لُبُّكَ، لِتَسْتَقْبِلَ بِجِدِّ رَأْيِكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ كَفَاكَ

ناقابلِ برداشت باتوں کو صبر سے برداشت کرتا ہے۔ اور (یاد رکھو) حق کی راہ میں صبر و برداشت ہی بہترین خلق ہے۔ اور ہر کام میں اپنے نفس کو اللہ کی پناہ میں دے دو۔ کیوں کہ ایسا کر کے تم اُسے ایک محفوظ پناہ گاہ اور زبردست محافظ کے سپرد کر دو گے۔ سوال کرو تو صرف اپنے پروردگار سے کرو کیونکہ دینا اور نہ دینا اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور استخارہ (اللہ سے طلب خیر) کثرت سے کرتے رہو۔ اور میری وصیت کو خوب سمجھ لو۔ اور اس کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ سب سے اچھی بات وہی ہے جو نفع پہنچائے اور معلوم رہے کہ اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو نفع رساں نہ ہو، اور ایسے علم سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا، جس کا سیکھنا ہی ٹھیک نہ ہو۔

جانِ پدر! میں نے جب دیکھا کہ عمر رسیدہ ہو گیا ہوں اور سمجھا کہ میری ضعیفی اور کمزوری بڑھتی جا رہی ہے تو میں نے تمہیں قبل از وقت ہی اپنی وصیت لکھ دی۔ اور اس سے پہلے کہ اپنا مافی الضمیر تم تک پہنچائے بغیر ہی موت کا شکار ہو جاؤں، میں نے اس (وصیت) کے چند بنیادی اصول بیان کر دیئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ جس طرح میرے جسم میں نقص آگیا ہے، کہیں عقل بھی کمزور ہو جائے، یا مبادا میری وصیت سے پہلے ہی تم پر بعض نفسانی خواہشات اور دنیوی فتنوں کا تسلط ہو جائے جس کے نتیجے میں تم رام ناکردہ سرکش گھوڑے کی طرح بے قابو ہو جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ جوانِ نوخیز کا دل خالی زمین کی طرح ہوتا ہے جس میں کوئی سا بیج ڈالا جائے، قبول کر لیتی ہے، لہٰذا پیشتر ازیں کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن (دوسری باتوں میں) مشغول ہو جائے، میں نے تمہاری ادب آموزی میں پہل کر دی، تاکہ تم اپنی پختہ رائی کی بدولت اُن باتوں کو قبول

أَهْلُ التَّجَارِبِ بُغْيَتَهُ وَتَجْرِبَتَهُ، فَتَكُونَ قَدْ كُفِيتَ مَؤُونَةَ الطَّلَبِ، وَعُوفِيتَ مِنْ عِلاَجِ التَّجْرِبَةِ. فَأَتَاكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا قَدْ كُنَّا نَأْتِيهِ، وَاسْتَبَانَ لَكَ مَا رُبَّمَا أَظْلَمَ عَلَيْنَا مِنْهُ.

أَيْ بُنَيَّ إِنِّي وَإِنْ لَمْ أَكُنْ عُمِّرْتُ عُمُرَ مَنْ كَانَ قَبْلِي فَقَدْ نَظَرْتُ فِي أَعْمَالِهِمْ، وَفَكَّرْتُ فِي أَخْبَارِهِمْ، وَسِرْتُ فِي آثَارِهِمْ حَتَّى عُدْتُ كَأَحَدِهِمْ. بَلْ كَأَنِّي بِمَا انْتَهَى إِلَيَّ مِنْ أُمُورِهِمْ قَدْ عُمِّرْتُ مَعَ أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ، فَعَرَفْتُ صَفْوَ ذٰلِكَ مِنْ كَدَرِهِ، وَنَفْعَهُ مِنْ ضَرَرِهِ، فَاسْتَخْلَصْتُ لَكَ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ نَخِيلَهُ، وَتَوَخَّيْتُ لَكَ جَمِيلَهُ، وَصَرَفْتُ عَنْكَ مَجْهُولَهُ، وَرَأَيْتُ حَيْثُ عَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِي الْوَالِدَ الشَّفِيقَ، وَأَجْمَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَبِكَ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَأَنْتَ مُقْبِلُ الْعُمُرِ، وَمُقْتَبَلُ الدَّهْرِ، ذُو نِيَّةٍ سَلِيمَةٍ، وَنَفْسٍ صَافِيَةٍ. وَأَنْ أَبْتَدِئَكَ بِتَعْلِيمِ كِتَابِ اللّٰهِ وَتَأْوِيلِهِ، وَشَرَائِعِ الْإِسْلاَمِ وَأَحْكَامِهِ، وَحَلاَلِهِ وَحَرَامِهِ، لاَ أُجَاوِزُ

کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ جن کی تلاش اور زحمتِ آزمائش سے ان تجربہ کاروں نے تمہیں بے نیاز کر دیا ہے۔ اور اس طرح تمہیں تلاش کی زحمت اور تجربہ کی مشقتوں سے بچا لیا جائے۔ اور علم و ادب کی جو چیزیں ہم تک پہنچیں وہ تمہارے پاس خود چل کر آ جائیں جن کی تلاش میں ہم چل کر جایا کرتے تھے، اور وہ سب کچھ تم پر روشن ہو جائے جو شاید ہماری نگاہوں سے بھی اوجھل رہ گیا ہو۔

اے نورِ چشم! اگرچہ مجھے اگلے لوگوں کی عمر تو نہیں ملی، تاہم میں نے اُن کے اعمال پر نظر کی، اور اُن کے حالات پر غور و فکر کیا ہے اور اُن کے چھوڑے ہوئے نشانات کو ایسا قریب سے دیکھا بھالا ہے کہ گویا اُنہیں کا ایک ہو گیا ہوں۔ بلکہ جہاں تک اُن کے حالات مجھے پہنچے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے میں نے اُن کے اوّل سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی بسر کی ہے۔ اور آخر میں نے ان حالات کی چھان بین کر کے، صاف کو ناصاف اور مفید کو مضر سے الگ کر کے پہچان لیا۔ پھر ہر بات کا نچوڑ نکال کر بطورِ خلاصہ تمہارے سامنے رکھ دیا۔ اور ہر پہلو کی خوبیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تمہارے لئے چن لیں اور خامیوں کا رُخ تم سے پھیر دیا۔ اور چونکہ مجھے تمہاری ایسی ہی فکر ہے، جیسی ایک شفیق باپ کو ہوتی ہے۔ نیز تمہاری تعلیم و تربیت مقصود تھی۔ لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ یہ (تعلیم و تربیت کا) کام اُس وقت ہو جب کہ تم نوعمر ہو اور حدودِ دہر میں نئے نئے قدم رکھ رہے ہو، جب کہ تمہاری نیت بے لوث اور دل صاف ہے۔ اور یہ بھی مناسب سمجھا، کہ تمہاری تعلیم و تربیت کی ابتدا کتاب خدا اور اُس کی تاویل، اسلام کے شرائع و احکام

ذٰلِكَ بِكَ إِلَىٰ غَيْرِهِ، ثُمَّ أَشْفَقْتُ أَنْ يَلْتَبِسَ عَلَيْكَ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيهِ مِنْ أَهْوَائِهِمْ وَآرَائِهِمْ مِثْلَ الَّذِي الْتَبَسَ عَلَيْهِمْ، فَكَانَ إِحْكَامُ ذٰلِكَ عَلَىٰ مَا كَرِهْتُ مِنْ تَنْبِيهِكَ لَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِكَ إِلَىٰ أَمْرٍ لَا آمَنُ عَلَيْكَ بِهِ الْهَلَكَةَ، وَرَجَوْتُ أَنْ يُوَفِّقَكَ اللّٰهُ فِيهِ لِرُشْدِكَ، وَأَنْ يَهْدِيَكَ لِقَصْدِكَ، فَعَهِدْتُ إِلَيْكَ وَصِيَّتِي هٰذِهِ۔

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَبَّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِهِ إِلَيَّ مِنْ وَصِيَّتِي تَقْوَى اللّٰهِ وَالْاِقْتِصَارُ عَلَىٰ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَالْأَخْذُ بِمَا مَضَىٰ عَلَيْهِ الْأَوَّلُونَ مِنْ آبَائِكَ وَالصَّالِحُونَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يَدَعُوا أَنْ نَظَرُوا لِأَنْفُسِهِمْ كَمَا أَنْتَ نَاظِرٌ، وَفَكَّرُوا كَمَا أَنْتَ مُفَكِّرٌ، ثُمَّ رَدَّهُمْ آخِرُ ذٰلِكَ إِلَى الْأَخْذِ بِمَا عَرَفُوا وَالْإِمْسَاكِ عَمَّا لَمْ يُكَلَّفُوا، فَإِنْ أَبَتْ نَفْسُكَ أَنْ تَقْبَلَ ذٰلِكَ دُونَ أَنْ تَعْلَمَ كَمَا عَلِمُوا فَلْيَكُنْ طَلَبُكَ ذٰلِكَ

اور اس کے حلال و حرام کی تعلیم سے کروں، اور تمہیں اس (تعلیم) کے خلاف کسی اور طرف تجاوز نہ کرنے دوں۔ پھر اندیشہ ہوا کہ لوگوں کے عقائد و آراء کا اختلاف کہیں تمہیں بھی اُسی طرح شبہ میں نہ ڈال دے جس طرح اُن لوگوں کو شبہ میں ڈال رکھا ہے۔ چنانچہ اس کے باوجود کہ تمہیں اس (اندیشہ) سے خبردار کرنا مجھے پسند نہ تھا، پھر بھی اس پر زور دینا مجھے اس بات سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ تمہیں اُن کے حالات کے حوالے کر دوں جن میں تمہاری ہلاکت سے بے خوف نہیں رہ سکتا۔ امید ہے کہ اللہ تمہیں راہ راست پر چلتے رہنے کی توفیق عطا کرے گا۔ اور منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا پس میں نے اپنی اس وصیت کی ذمہ داری تم پر ڈال دی ہے۔

جانِ پدر! یاد رکھو کہ میری وصیت کی جن باتوں پر تمہیں سختی سے عمل پیرا رہنا ہے، اُن میں سے میری محبوب ترین باتیں یہ ہیں (۱) اللہ کی گرفت سے بچنے کے لیے اُس کے امر و نہی کی پابندی (۲) جو باتیں اللہ نے تم پر فرض کر دی ہیں، اُن میں کمی بیشی نہ کرنا (۳) جس راہ پر تمہارے پیشرو آباد اجداد اور تمہارے گھرانے کے صالحین چلتے رہے ہیں، اُس پر ثابت قدمی سے گامزن رہنا، کیوں کہ انہوں نے (قدم اٹھانے سے پہلے) اپنے اقدامات کے، بارے غور و فکر کو کبھی نظر انداز نہیں کیا، جیسے تم (بھی) اپنی جگہ غور و فکر والے ہو۔ پھر اس (غور و فکر) نے انہیں اس فیصلے تک پہنچایا کہ وہ اُمورِ معروف پر کاربند رہیں مگر اُن کاموں سے باز رہیں جن پر وہ (شرعاً) مکلف نہیں ہیں لیکن اگر تمہارا نفس اس بات پر اڑ جائے کہ تم اُن بزرگوں کی طرح ذاتی طور پر معلومات حاصل کیے بغیر ان باتوں کو قبول نہ کرو گے تو تمہیں ان باتوں کی تحقیق سمجھنے اور علم حاصل کرنے کے طور

بتفهم وتعلم، لا بتورط الشبهات
وعلو الخصومات وابدأ قبل
نظرك في ذلك بالاستعانة
بإلهك والرغبة إليه في توفيقك
وترك كل شائبة أولجتك في
شبهة أو أسلمتك إلى ضلالة.
فإذا أيقنت أن قد صفا قلبك
فخشع، وتم رأيك فاجتمع،
وكان همك في ذلك هما واحدا،
فانظر فيما فسرت لك. وإن
أنت لم يجتمع لك ما تحب
من نفسك، وفراغ نظرك وفكرك
فاعلم أنك إنما تخبط العشواء،
وتتورط الظلماء. وليس طالب
الدين من خبط أو خلط، والإمساك
عن ذلك أمثل.

فتفهم يا بني وصيتي، واعلم
أن مالك الموت هو مالك الحياة،
وأن الخالق هو المميت، وأن
المفني هو المعيد، وأن المبتلي
هو المعافي، وأن الدنيا لم تكن
لتستقر إلا على ما جعلها الله
عليه من النعماء، والابتلاء،
والجزاء في المعاد، أو ما شاء مما
لا تعلم. فإن أشكل عليك شيء
من ذلك فاحمله على جهالتك به

پر کرنی چاہیئے نہ کہ شبہات کی دلدل میں پھنسنے اور بحث و
تکرار میں غالب آنے کے ذریعے۔ اور ان باتوں میں غور و فکر
کرنے سے پہلے اپنے خدا سے کھل کر مدد مانگو اور اپنی توفیق
کے بارے میں اُس کی طرف رجوع کرو، اور ایسے ہر دھبے
کو اپنے دامن سے چھڑا لو، جو تمہیں شبہہ (کی کیچڑ) میں ڈال
دے یا تمہیں گمراہی کے حوالے کر دے پس جب تمہیں یقین
ہو جائے کہ تمہارا دل صاف ہو کر قابو میں آچکا ہے اور
تمہاری رائے فیصلہ کن مرحلہ پر پہنچ گئی ہے اور اس بارے میں
تمہارے عزائم ایک واحد مقصد بن گئے ہیں، تو ان باتوں پر غور
کرو جو میں نے تمہارے لئے کھول کر بیان کر دی ہیں۔ اور اگر اس
پر بھی حسب خواہش جمعیتِ خاطر اور فکر و نظر کا اطمینان حاصل
نہ ہو، تو سمجھ لو کہ تم شبکور اونٹنی کی طرح مارتے مارے پھر رہے
اور تاریکیوں کی دلدل میں جا پھنسے ہو۔ اور جو شخص اندھیرے
میں ٹامک ٹوئیے مارتا، اور یاوہ گوئی کرتا پھرتا ہے وہ دین کا
طالب نہیں ہو سکتا۔ اور اس (خبط و خلط) سے کنارہ گیری
ہی زیادہ قرینِ عقل ہے۔

تو بیٹا، میری وصیت کو سمجھو اور یقین رکھو کہ زندگی بھی
کے قبضے میں ہے جس کے قبضے میں موت ہے۔ اور جو
پیدا کر سکتا ہے وہ مار بھی سکتا ہے۔ اور دوسری بار وہی
زندہ کرنے والا ہے جو پہلی مرتبہ فنا کرنے والا ہے۔ اور جو
آزمائش میں ڈالنے والا ہے، وہی اُس سے نکالنے والا بھی
ہے اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو نعمت و آزمائش،
آخرت کی جزا (و سزا) اور اپنی مشیت۔ جو ہمارے علم سے
باہر ہے۔ کی جس قرارگاہ پر ٹھہرا دیا ہے، اُس کے سوا کسی
ٹھکانے پر ٹھہر نہیں سکتی۔ لہٰذا ان باتوں کے سمجھنے میں اگر
کوئی مشکل پیش آئے، تو اسے اپنی لاعلمی پر محمول کرو

فَإِنَّكَ أَوَّلَ مَا خُلِقْتَ جَاهِلاً ثُمَّ عُلِّمْتَ. وَمَا أَكْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْأَمْرِ وَيَتَحَيَّرُ فِيهِ رَأْيُكَ وَيَضِلُّ فِيهِ بَصَرُكَ، ثُمَّ تُبْصِرُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ. فَاعْتَصِمْ بِالَّذِي خَلَقَكَ وَرَزَقَكَ وَسَوَّاكَ وَلْيَكُنْ لَهُ تَعَبُّدُكَ وَإِلَيْهِ رَغْبَتُكَ وَمِنْهُ شَفَقَتُكَ.

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَداً لَمْ يُنْبِئْ عَنِ اللّٰهِ كَمَا أَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَارْضَ بِهِ رَائِداً، وَإِلَى النَّجَاةِ قَائِداً، فَإِنِّي لَمْ آلُكَ نَصِيحَةً. وَإِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ فِي النَّظَرِ لِنَفْسِكَ — وَإِنِ اجْتَهَدْتَ — مَبْلَغَ نَظَرِي لَكَ.

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ لِرَبِّكَ شَرِيكٌ لَأَتَتْكَ رُسُلُهُ، وَلَرَأَيْتَ آثَارَ مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ، وَلَعَرَفْتَ أَفْعَالَهُ وَصِفَاتِهِ. وَلٰكِنَّهُ إِلٰهٌ وَاحِدٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ. لَا يُضَادُّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ، وَلَا يَزُولُ أَبَداً. وَلَمْ يَزَلْ أَوَّلٌ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ بِلَا أَوَّلِيَّةٍ. وَآخِرٌ بَعْدَ الْأَشْيَاءِ بِلَا نِهَايَةٍ. عَظُمَ عَنْ أَنْ تَثْبُتَ رُبُوبِيَّتُهُ بِإِحَاطَةِ قَلْبٍ أَوْ بَصَرٍ. فَإِذَا عَرَفْتَ ذٰلِكَ فَافْعَلْ كَمَا

کیوں کہ پہلے تمہیں نادان پیدا کیا گیا اس کے بعد عالم بنایا گیا اور بہت سے امور ایسے ہیں کہ جنکی حکمتیں تمہیں معلوم نہ تھیں ان کے بارے میں تمہاری عقل چکرا جاتی ہے اور نگاہ بھٹک جاتی ہے پھر بعد میں اس کی باتیں تم پر واضح ہو جاتی ہیں لہذا اس کا دامن تھام رکھو جس نے تمہیں پیدا کیا، رزق دیا اور ٹھیک سے درست بنایا۔ اور تمہاری عبادت اسی سے مخصوص، تمہاری رغبت اسی کی طرف اور تمہیں خوف اسی کا رہنا چاہیئے۔

فرزند عزیز! یقین رکھو کہ کسی بھی نبی نے اللہ کی طرف سے نبوت کے پیغام ایسے انجام نہیں دیئے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجام دیئے ہیں لہذا انہیں کو اپنا راہنما صحرا سے آب وگیاہ میں چارے پانی کی تلاش کرنے والا اور اپنی نجات کا قائد ماننے پر راضی رہو۔ چنانچہ میں نے تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور تمہاری کوشش کے باوجود بھی تم اپنے سوچ بچار کی اس حد تک نہ پہنچو گے جہاں تک تمہارے لئے (پہنچنے میں) میری غور و فکر پہنچی۔

اے نورِ نظر! غور کرو کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس (شریک) کے پیغمبر بھی تمہارے پاس آتے۔ اور اس کے ملک و سلطنت کے آثار تمہیں دکھائی دیتے، اور اس کے افعال و صفات کو تم ضرور پہچان لیتے۔ (ایسا نہیں ہے) بلکہ حق یہ ہے کہ وہ (بلا شرکتِ غیرے) ایک ہی خدا ہے، جیسا کہ اس نے (اپنا وصف) خود بیان فرمایا ہے، اس کے اقتدار میں کوئی اس کا مدِمقابل نہیں ہو سکتا۔ نہ اُسے کبھی زوال ہے نہ آیا۔ (سب سے پہلے) وہ اول ہے جو تمام (مخلوق) اشیاء سے پہلے موجود تھا مگر اس کی اپنی کوئی ابتدا نہیں اور آخر ہے جو تمام اشیاء (کی فنا) کے بعد موجود رہے گا۔ لیکن اس کی اپنی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی شان

يَنۡبَغِي لِمِثۡلِكَ اَنۡ يَفۡعَلَهٗ فِيۡ صِغَرِ خَطَرِهٖ، وَقِلَّةِ مَقۡدِرَتِهٖ، وَكَثۡرَةِ عَجۡزِهٖ، وَعَظِيۡمِ حَاجَتِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ فِيۡ طَلَبِ طَاعَتِهٖ، وَالۡخَشۡيَةِ مِنۡ عُقُوۡبَتِهٖ، وَالشَّفَقَةِ مِنۡ سُخۡطِهٖ فَاِنَّهٗ لَمۡ يَاۡمُرۡكَ اِلَّا بِحَسَنٍ وَلَمۡ يَنۡهَكَ اِلَّا عَنۡ قَبِيۡحٍ۔

يَا بُنَيَّ اِنِّيۡ قَدۡ اَنۡبَاۡتُكَ عَنِ الدُّنۡيَا وَحَالِهَا وَزَوَالِهَا وَانۡتِقَالِهَا، وَاَنۡبَاۡتُكَ عَنِ الۡاٰخِرَةِ وَمَا اُعِدَّ لِاَهۡلِهَا فِيۡهَا، وَضَرَبۡتُ لَكَ فِيۡهِمَا الۡاَمۡثَالَ لِتَعۡتَبِرَ بِهَا وَتَحۡذُوَ عَلَيۡهَا، اِنَّمَا مَثَلُ مَنۡ خَبَرَ الدُّنۡيَا كَمَثَلِ قَوۡمٍ سَفۡرٍ نَبَا بِهِمۡ مَنۡزِلٌ جَدِيۡبٌ فَاَمُّوۡا مَنۡزِلًا خَصِيۡبًا وَجَنَابًا مَرِيۡعًا، فَاحۡتَمَلُوۡا وَعۡثَاءَ الطَّرِيۡقِ، وَفِرَاقَ الصَّدِيۡقِ، وَخُشُوۡنَةَ السَّفَرِ، وَجُشُوۡبَةَ الۡمَطۡعَمِ لِيَاۡتُوۡا سَعَةَ دَارِهِمۡ وَمَنۡزِلَ قَرَارِهِمۡ، فَلَيۡسَ يَجِدُوۡنَ لِشَيۡءٍ مِنۡ ذٰلِكَ اَلَمًا، وَلَا يَرَوۡنَ نَفَقَةً فِيۡهِ مَغۡرَمًا وَلَا شَيۡءَ اَحَبُّ اِلَيۡهِمۡ مِمَّا قَرَّبَهُمۡ مِنۡ مَنۡزِلِهِمۡ، وَاَدۡنَاهُمۡ مِنۡ مَحَلَّتِهِمۡ۔ وَمَثَلُ مَنِ اغۡتَرَّ بِهَا كَمَثَلِ قَوۡمٍ كَانُوۡا بِمَنۡزِلٍ خَصِيۡبٍ فَنَبَا بِهِمۡ اِلٰى مَنۡزِلٍ جَدِيۡبٍ، فَلَيۡسَ شَيۡءٌ اَكۡرَهَ اِلَيۡهِمۡ وَلَا اَفۡظَعَ عِنۡدَهُمۡ مِنۡ مُفَارَقَةِ

اس سے کہیں بالاتر ہے کہ قلب و نظر کے احاطے میں آ کر اُس کی ربوبیت کو ثابت کیا جائے۔ پس تم جب سب کچھ سمجھ جاؤ تو اپنی قدر کی کمی، طاقت کی قلت، بے چارگی کی کثرت اور اپنے پروردگار کا محتاج ہونے کی عظمت کے پیش نظر۔ اُس کی اطاعت، اُس کی سزا کے ڈر اور اُس کے غضب کے خوف کی طلب میں وہ کام کرو جو تمہارے جیسے (فرزندِ سعادت مند) کے شایانِ شان ہو کیونکہ اُس نے تمہیں حکم دیا ہے تو صرف حسن عمل کا اور روکا ہے تو محض بد عمالیوں سے۔

اے راحتِ جان! میں نے تمہیں دُنیا اور اس کے حال، زوال اور انتقال سے آگاہ کر دیا ہے۔ اور آخرت اور اہلِ آخرت کے لئے (پہلے سے) تیار کردہ (جزا و سزا) کی بھی خبر دے دی ہے۔ اور (دنیا و آخرت) دونوں کے بارے میں تمہارے لئے مثالیں پیش کر دی ہیں تاکہ تم اُن سے عبرت حاصل کرو، اور اُن کے قدم پر قدم رکھتے ہوئے چلو، جس نے دنیا کو چھان پھٹک کر خوب پہچان لیا ہے اُس کی مثال اُن مسافروں کی سی ہے جنہیں قحط زدہ منزل پر اترنا راس نہ آیا تو اُنہوں نے ایک سرسبز منزل اور شاداب مقام کا قصد کر لیا، چنانچہ اُنہوں نے راستے کی مشقت، دوستوں کی جدائی، سفر کی دشواری اور کھانے کی ناگواری (صرف اس لئے) برداشت کیا کہ اپنے گھر کی کشادگی اور ٹھہرنے کی منزل تک پہنچ جائیں۔ لہٰذا اُنہیں اِن (تکالیف) میں سے کسی کا دُکھ محسوس نہیں ہوتا اور اس راہ میں کئے ہوئے کسی خرچ کو تاوان نہیں سمجھتے اور جس (لگن) نے اُنہیں منزل کے قریب اور مسکنے مقام سے ہمکنار کر دیا ہے، اُس سے زیادہ پیاری اُنہیں کوئی چیز نہیں رہتی۔ اور اُس آدمی کی مثال جو دنیا کا فریب خوردہ ہے، اُن لوگوں کی سی ہے جو ایک سرسبز منزل پر (مقیم) تھے۔ اور اُسے موافق نہ پا کر ایک قحط زدہ مقام کی طرف چلے گئے۔ تو اب اُنہیں اس سے زیادہ ناگوار اور اُن کے

مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَهْجُمُونَ عَلَيْهِ وَيَصِيرُونَ إِلَيْهِ.

يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَاناً فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ، فَأَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَاكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهُ، وَلَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ أَنْ تُظْلَمَ، وَأَحْسِنْ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُحْسَنَ إِلَيْكَ. وَاسْتَقْبِحْ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُ مِنْ غَيْرِكَ، وَارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ وَلَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ وَإِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ، وَلَا تَقُلْ مَا لَا تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّ الْإِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ وَآفَةُ الْأَلْبَابِ. فَاسْعَ فِي كَدْحِكَ وَلَا تَكُنْ خَازِناً لِغَيْرِكَ. وَإِذَا كُنْتَ هُدِيتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ أَخْشَعَ مَا تَكُونُ لِرَبِّكَ. وَاعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ طَرِيقاً ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ وَمَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ، وَأَنَّهُ لَا غِنَى لَكَ فِيهِ عَنْ حُسْنِ الْاِرْتِيَادِ وَقَدْرِ بَلَاغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ. فَلَا تَحْمِلَنَّ عَلَى ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ فَيَكُونَ ثِقْلُ ذَلِكَ وَبَالاً عَلَيْكَ وَإِذَا وَجَدْتَ مِنْ أَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيُوَافِيكَ بِهِ غَداً حَيْثُ تَحْتَاجُ

نزدیک اس سے بڑھ کر گھناؤنی صورتِ حال کیا ہو گی کہ وہ اپنے سابقہ ماحول کو چھوڑ کر اچانک اس منزل کی طرف چل کھڑے ہوئے جہاں اُن کا ٹھکانہ ہو گا۔

بیٹا! تم حالات میں اپنے آپ کو اپنے اور دوسروں کے مابین ایک میزان (معیار یا پیمانہ) بنا رکھو۔ پس دوسروں کے لئے بھی وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اور جو چیز تمہیں ناپسند ہو اُسے دوسروں کے لئے بھی ناپسند رکھو۔ جس طرح تم نہیں چاہتے کہ کوئی تم پر ظلم کرے، (اسی طرح) تم بھی کسی پر ظلم نہ کرو جسطرح دوسروں سے حسن سلوک کے خواہاں ہو، اسیطرح دوسروں سے حسن سلوک روا رکھو۔ دوسروں کی جس بات کو بُرا جانتے ہو، اگر اپنے میں ہو تو اُسے بھی بُرا جانو۔ اپنی جس بات سے لوگوں کو خوش رکھنا چاہتے ہو، لوگوں کی اُس بات سے خود بھی خوش رہو۔ جو بات جانتے نہیں ہو اُسے زبان پر نہ لاؤ اور اگر تمہارے معلومات کم ہوں تو بھی چپ رہو۔ اور جو کچھ اپنے بارے میں سُننا نہیں چاہتے ہو، وہ دوسروں کے بارے میں بھی مت کہو۔

اور یاد رکھو کہ خود پسندی، حق اندیشی کی ضد اور عقل کی آفت ہے۔ لہٰذا (رزقِ حلال) کمانے میں خوب کوشش کرو مگر دوسروں کے خزانچی نہ بنو۔ اگر راہِ راست پر گامزن رہنے کی توفیق حاصل ہو جائے تو جہاں تک ہو سکے، اپنے پروردگار کے حضور عاجزی سے جُھک جاؤ۔ اور آگاہ رہو کہ تمہارے آگے ایک دُور دراز اور جان جوکھوں کا راستہ ہے۔ اور یہ (بھی یاد رہے) کہ اس راستے میں تمہارے لئے ضروری سامانِ سفر کی تلاش ناگزیر ہے۔ اور بقدرِ ضرورت زادِ راہ کا اندازہ کر لو مگر ساتھ ہی ساتھ پیٹھ کا بوجھ ہلکا رکھو۔ لہٰذا اپنی پیٹھ پر طاقت سے بڑھ کر اتنا بوجھ نہ لادنا، کہ اس کی گراں باری تمہارے لئے وبالِ جان بن جائے۔ اور جب تمہیں کوئی ایسا فاقہ کش آدمی مل جائے جو تمہارا سامانِ سفر قیامت کے دن تک اُٹھائے رکھے اور کل جب تمہیں اس کی ضرورت پڑے، تو بے کم و کاست تمہارے حوالے

اِلَيْكَ فَاغْتَنِمْهُ وَحَمِّلْهُ اِيَّاهُ وَاَكْثِرْ مِنْ تَزْوِيدِهِ وَاَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلَا تَجِدُهُ. وَاغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِي حَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ.

وَاعْلَمْ اَنَّ اَمَامَكَ عَقَبَةً كَؤُودًا، الْمُخِفُّ فِيهَا اَحْسَنُ حَالًا مِنَ الْمُثْقِلِ، وَالْمُبْطِئُ عَلَيْهَا اَقْبَحُ حَالًا مِنَ الْمُسْرِعِ، وَاَنَّ مَهْبِطَكَ بِهَا لَا مَحَالَةَ عَلَى جَنَّةٍ اَوْ عَلَى نَارٍ. فَارْتَدْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ نُزُولِكَ، وَوَطِّئِ الْمَنْزِلَ قَبْلَ حُلُولِكَ، فَلَيْسَ بَعْدَ الْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ، وَلَا اِلَى الدُّنْيَا مُنْصَرَفٌ. وَاعْلَمْ اَنَّ الَّذِي بِيَدِهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَدْ اَذِنَ لَكَ فِي الدُّعَاءِ، وَتَكَفَّلَ لَكَ بِالْاِجَابَةِ، وَاَمَرَكَ اَنْ تَسْاَلَهُ لِيُعْطِيَكَ وَتَسْتَرْحِمَهُ لِيَرْحَمَكَ، وَلَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ مَنْ يَحْجُبُكَ عَنْهُ، وَلَمْ يُلْجِئْكَ اِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكَ اِلَيْهِ، وَلَمْ يَمْنَعْكَ اِنْ اَسَاْتَ مِنَ التَّوْبَةِ، وَلَمْ يُعَاجِلْكَ بِالنِّقْمَةِ، وَلَمْ يُعَيِّرْكَ بِالْاِنَابَةِ، وَلَمْ يَفْضَحْكَ حَيْثُ الْفَضِيحَةُ بِكَ اَوْلَى، وَلَمْ يُشَدِّدْ عَلَيْكَ فِي قَبُولِ الْاِنَابَةِ، وَلَمْ يُنَاقِشْكَ بِالْجَرِيمَةِ، وَلَمْ يُؤْيِسْكَ

کر دے تو اسے غنیمت جانو، اور مال اس پر لاد دو، اور زیادہ سے زیادہ اس کو زادِ راہ دو، جب کہ تمہاری قدرت میں ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ وقت تلاش کرنے پر تم اس شخص کو ڈھونڈ نہ پاسکو۔ اور اس شخص کو غنیمت سمجھو جو تمہاری تونگری کی حالت میں تم سے قرض مانگے تاکہ تمہاری تنگدستی کے دن واپس ادا کر دے۔

اور دیکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکے پھلکے بوجھ والا گراں بار سے کہیں بہتر حالت میں ہوگا اور سست رفتار کی حالت تیز رفتار سے بدتر ہوگی۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس گھاٹی میں تمہارا مقامِ نزول لازمی طور پر جنت ہوگی یا دوزخ۔ لہذا اترنے سے پہلے جگہ تلاش کر لو اور ڈیرہ ڈالنے سے پہلے منزل کو ہموار کر رکھو۔ کیونکہ موت کے بعد تو خدا کی رضا جوئی ممکن ہے نہ دنیا کی طرف واپسی۔ اور یقین رکھو کہ جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں دعا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ تم اس سے مانگو تاکہ وہ دے، اور اس سے رحم کی درخواست کرو تاکہ وہ تم پر رحم کرے۔ اور اس نے تمہارے اور اپنے درمیان کوئی حاجب مقرر نہیں کر رکھا، جو اس تک تمہاری رسائی نہ ہونے دے، نہ تمہیں کسی ایسے شخص کے سپرد کیا ہے جو اس کی بارگاہ میں تمہاری سفارش کرے۔ اور اگر تم سے کوئی برائی سرزد ہو گئی تو اس نے توبہ سے منع نہیں فرمایا، نہ سزا دینے میں جلدی کی، نہ توبہ و انابت کی طرف رجوع کرنے پر تمہیں شرمسار کیا، نہ اس مقام پر بھی تمہیں رسوا کیا جہاں تم رسوائی ہی کے سزاوار تھے، اور نہ توبہ قبول کرنے کے بارے میں تم پر کوئی سختی نہیں کی، نہ جب تک یہ [illegible] توبہ قبول نہ ہوگی، نہ تم سے گناہوں کا حق سے محاسبہ کیا، نہ اپنی رحمت سے تمہیں مایوس

مَسْأَلَتُكَ فِيمَا يَبْقَى لَكَ جَمَالُهُ وَيَنْفِي عَنْكَ وَبَالُهُ. فَالْمَالُ لَا يَبْقَى لَكَ وَلَا تَبْقَى لَهُ.

وَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنَّمَا خُلِقْتَ لِلْآخِرَةِ لَا لِلدُّنْيَا، وَلِلْفَنَاءِ لَا لِلْبَقَاءِ، وَلِلْمَوْتِ لَا لِلْحَيَاةِ، وَأَنَّكَ فِي مَنْزِلِ قُلْعَةٍ وَدَارِ بُلْغَةٍ، وَطَرِيقٍ إِلَى الْآخِرَةِ، وَأَنَّكَ طَرِيدُ الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَنْجُو مِنْهُ هَارِبُهُ، وَلَا بُدَّ أَنَّهُ مُدْرِكُهُ، فَكُنْ مِنْهُ عَلَى حَذَرِ أَنْ يُدْرِكَكَ وَأَنْتَ عَلَى حَالٍ سَيِّئَةٍ قَدْ كُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَكَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ فَيَحُولَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ أَهْلَكْتَ نَفْسَكَ.

يَا بُنَيَّ أَكْثِرْ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَذِكْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ وَتُفْضِي بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَيْهِ، حَتَّى يَأْتِيَكَ وَقَدْ أَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَكَ، وَشَدَدْتَ لَهُ أَزْرَكَ. وَلَا يَأْتِيَكَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَكَ. وَإِيَّاكَ أَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرَى مِنْ إِخْلَادِ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَيْهَا وَتَكَالُبِهِمْ عَلَيْهَا. فَقَدْ نَبَّأَكَ اللَّهُ عَنْهَا، وَنَعَتْ لَكَ نَفْسُهَا، وَتَكَشَّفَتْ لَكَ عَنْ مَسَاوِيهَا؛ فَإِنَّمَا أَهْلُهَا كِلَابٌ عَاوِيَةٌ، وَسِبَاعٌ ضَارِيَةٌ. يَهِرُّ بَعْضُهَا بَعْضاً، وَيَأْكُلُ عَزِيزُهَا ذَلِيلَهَا، وَيَقْهَرُ كَبِيرُهَا صَغِيرَهَا. نَعَمٌ مُعَقَّلَةٌ، وَأُخْرَى

دین کو تباہ کر دے۔ لہٰذا تمہارا سوال ایسی چیزوں کے بارے میں ہونا چاہیئے جن کا جمال تمہارے پاس رہ جائے اور (اُن کا) وبال تمہارے سر سے ٹل جائے۔

اور یاد رہے کہ تم فقط آخرت، فنا اور موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، دُنیا، بقا اور حیات کے لئے نہیں۔ تم درحقیقت ایک ایسی منزل پر ڈیرا ڈالے ہو جو سراسر ناپائدار ہے۔ اور ایسے گھر میں (مقیم) ہو جس میں ضرورت سے زیادہ سامان ہی نہیں (وہ بھی آخرت کے لئے)، اور ایسی راہ میں (پڑے) ہو جو آخرت کو جاتی ہے۔ اور سچ پوچھو تو تم اسی موت کا بھگایا ہوا شکار ہو جس سے بھاگنے والا بچ کر جا ہی نہیں سکتا اور لازمی طور پر وہ اُسے پیچھے سے جا پکڑتی ہے۔ لہٰذا اُس سے چوکنے رہو مبادا کہ تمہیں عین اُس حالت میں آ دبوچے جب تم ایسی برائی میں مبتلا ہو، جس سے توبہ کرنے کے لئے تم نے اپنے نفس کو باتوں میں لگا رکھا تھا (کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے، جب چاہا توبہ کر لیں گے) تو وہ (موت) آ کر تمہارے اور تمہاری توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ اور تمہیں اچانک اُس وقت ہوش آئے جب ہلاکت کے منہ میں جا چکو۔

اے فرزند سعادتمند! موت کو اور اُس (منزل) کو جس پر تمہیں اچانک اُترنا ہے اور موت کے بعد جہاں پہنچنا ہے، اُسی کثرت سے یاد کرتے رہو کہ جب موت (سر پر) آ جائے تو تم نے اپنے بچاؤ کا سامان کر رکھا ہو اور اُس کا سامنا کرنے کے لئے کمر کس رکھی ہو۔ اور ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک حملہ کر کے تم پر غالب آ جائے۔ اور خبردار! اہلِ دنیا کو دنیا کی طرف لپکتے، اور اُس پر اُن کی رال ٹپکتی دیکھ کر کہیں دھوکا نہ کھا جانا۔ کیونکہ اللہ نے تمہیں دنیا کی حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے اور خود اُس نے اِدھر تو تم سے اپنی خوبیاں بیان کیں، اُدھر اپنی برائیوں کا پردہ تمہارے سامنے کھول دیا۔ تو یاد رکھو دنیادار درحقیقت بھونکنے والے کتے اور ایسے درندے ہیں جنہیں خون کی چاٹ لگی ہوئی ہے۔ ایک دوسرے پر تیوری چڑھائے غرا رہے ہیں، زبردست زیردست کو کھائے جا رہا ہے اور بڑا چھوٹے کو دبائے چلا جا رہا ہے۔ کچھ تو اونٹ ہیں جن کے زانو بندھے

مُهْمَلَةٌ قَدْ أَضَلَّتْ عُقُولَهَا وَ رَكِبَتْ مَجْهُولَهَا، سُرُوحُ عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ. لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيمُهَا، وَلَا مُسِيمٌ يُسِيمُهَا. سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيقَ الْعَمَى، وَأَخَذَتْ بِأَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى، فَتَاهُوا فِي حَيْرَتِهَا، وَغَرِقُوا فِي نِعْمَتِهَا، وَاتَّخَذُوهَا رَبًّا، فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَلَعِبُوا بِهَا وَنَسُوا مَا وَرَاءَهَا.

رُوَيْدًا يُسْفِرُ الظَّلَامُ. كَأَنْ قَدْ وَرَدَتِ الْأَظْعَانُ. يُوشِكُ مَنْ أَسْرَعَ أَنْ يَلْحَقَ. وَاعْلَمْ أَنَّ مَنْ كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ فَإِنَّهُ يُسَارُ بِهِ وَإِنْ كَانَ وَاقِفًا، وَيَقْطَعُ الْمَسَافَةَ وَإِنْ كَانَ مُقِيمًا وَادِعًا. وَاعْلَمْ يَقِينًا أَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ وَلَنْ تَعْدُوَ أَجَلَكَ وَأَنَّكَ فِي سَبِيلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ. فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ، وَأَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ فَإِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَى حَرَبٍ. فَلَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوقٍ، وَلَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُومٍ. وَأَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَإِنْ سَاقَتْكَ إِلَى الرَّغَائِبِ فَإِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضًا، وَلَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللّٰهُ حُرًّا وَمَا خَيْرُ خَيْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِشَرٍّ، وَيُسْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِعُسْرٍ.

ہوئے ہیں اور کچھ ایسے شتر بے مہار ہیں جو زانو کی رسیاں توڑ کر آزاد ہو گئے ہیں اور غیر معروف راہوں پر چل نکلے ہیں۔ ایسے جانور ہیں جو ایک دشوار گزار وادی میں آفت رسیدہ چاپا چر رہے ہیں۔ نہ کوئی رکھوالا ہے جو اُن کی دیکھ بھال کرنے اور نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے۔ دُنیا نے انہیں بھول بھلیاں کے راستے ڈال دیا ہے اور اُن کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھ دی ہے کہ انہیں (راستے کا) رہنما نشان نظر ہی نہیں آتا چنانچہ وہ اُس کی گمراہ کن وادیوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں، اس کی نعمتوں میں غرق ہیں اور اُسے اپنا رب بنا رکھا ہے۔ اس لئے وہ بھی انہیں کھلونوں پر نچا رہی ہے اور یہ بھی اُسے کھیل سمجھے ہوئے ہیں اور اس کے آگے کی منزل کو بھول بیٹھے ہیں۔

ذرا ٹھہرو! اندھیرا چھٹ کر سویرا ہو جانے دو! ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے قافلے اپنی منزل پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں۔ کیا بعید ہے کہ تیز رو مسافر اُنہی سے آملیں۔ اور سمجھ لو کہ جو شخص مرکب لیل و نہار پر سوار ہے وہ اگرچہ ٹھہرا ہوا ہے لیکن سواری کے ساتھ ساتھ چلتا رہا ہے اور اگرچہ اپنی جگہ پر آرام سے بیٹھا ہوا ہے، تاہم قطع مسافت کئے جا رہا ہے۔ اور یقین سے ذہن نشین کر لو کہ تم اپنی امیدوں کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے اور نہ اپنی مدتِ عمر کی حد سے آگے بڑھ سکتے ہو۔ اور یہ (بھی یاد رکھو) کہ تم اسی راہ پر چل رہے ہو جس سے پہلے لوگ گزر چکے ہیں۔ لہٰذا طلب کی رفتار دھیمی رکھو اور کسب معاش میں اعتدال سے کام لو۔ کیونکہ بسا اوقات سارے کی طلب میں آدھا بھی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ ضروری نہیں کہ ہر طالب رزق کو رزق مل جائے، اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر اعتدال پسند محروم ہی رہے۔ اور اپنے نفس کو ہر پستی سے بالاتر رکھو اگرچہ وہ تمہیں مرغوب چیزوں کی طرف لے جائے۔ کیونکہ (پستی میں) جتنی جان کھپاؤ گے اُس کا عوض (مانگو گے بھی تو) نہیں ملے گا۔ اور جب خدا نے تمہیں آزاد قرار دے رکھا ہے تو کسی دوسرے کے غلام مت بنو۔ اُس بھلائی کا کیا فائدہ جو برائی کے بغیر حاصل نہ ہو سکے اور وہ آسودگی کس کام کی جو تنگی کاٹے بغیر نہ مل سکے۔

والعقل حفظ التجارب۔ وخير ما جربت ما وعظك۔ بادر الفرصة قبل أن تكون غصة۔ ليس كل طالب يصيب۔ ولا كل غائب يؤوب۔ ومن الفساد إضاعة الزاد ومفسدة المعاد۔ ولكل أمر عاقبة۔ سوف يأتيك ما قدر لك۔ التاجر مخاطر۔ ورب يسير أنمى من كثير۔ لا خير في معين مهين ولا في صديق ظنين۔ ساهل الدهر ما ذل لك قعوده۔ ولا تخاطر بشيء رجاء أكثر منه۔ وإياك أن تجمح بك مطية اللجاج۔ احمل نفسك من أخيك عند صرمه على الصلة، وعند صدوده على اللطف والمقاربة، وعند جموده على البذل، وعند تباعده على الدنو، وعند شدته على اللين، وعند جرمه على العذر، حتى كأنك له عبد وكأنه ذو نعمة عليك۔

وإياك أن تضع ذلك في غير موضعه، أو أن تفعله بغير أهله۔ لا تتخذن عدو صديقك صديقا فتعادي صديقك۔ وامحض أخاك النصيحة حسنة كانت

احمقوں کی جنت ہوتی ہیں۔ عقلمندی تجربوں کا محفوظ رکھنا ہے اور بہترین تجربہ وہ ہے جو نصیحت آموز ہو۔ اس سے پہلے کہ فرصت غم و اندوہ کی صورت اختیار کرے، اس سے استفادہ کرنے میں دیر نہ کرو۔ ضروری نہیں کہ ہر طلبگار بامراد ہی ہو، اور ہر جانے والا واپس آجائے۔ خرابیوں کی ایک خرابی زادِ راہ کو کھو بیٹھنا اور عاقبت کو بگاڑ لینا ہے۔ ہر امر کا کوئی نہ کوئی انجام ہے۔ جو تمہارا مقدر ہے، خود تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ تاجر خطرے مول لینے والا ہوتا ہے۔ بسا اوقات تھوڑا۔ بہت کی بہ نسبت۔ زیادہ بڑھتا ہے۔ کمزور مددگار بھلا نہ بدگمان دوست۔ جب تک زمانہ کی سواری تابع ہے کھڑی کرلو اور نرمی سے اپنا کام لے لو۔ زیادہ کی امید میں تھوڑی چیز کو خطرے میں نہ ڈالو۔ ہوشیار رہو۔ ہٹ دھرمی کی سواری کو بے قابو نہ ہونے دینا۔ جب بھائی دوستی کا رشتہ توڑنے لگے، تو تم جوڑنے پر آمادہ ہو جاؤ۔ اور جب وہ رو گردانی کرنے لگے تو تم مہربانی سے گلے لگانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جب وہ بخل پر اتر آئے تو تم کھلے ہاتھوں خرچ کرنے پر مائل ہو جاؤ۔ وہ دور ہونے لگے تو تم قریب ہونے کی تیاری کر لو۔ اس کی سختی کے وقت نرمی، اور اس کے ارتکاب جرم کے وقت عذر خواہی سے دریغ نہ کرو۔ یہاں تک کہ گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا ولی نعمت ہو جائے۔

مگر خیال رکھنا کہ یہ برتاؤ بے محل نہ ہونے پائے یا ایسا نہ ہو کہ تم کسی کو بھی دوست نہ بناؤ۔ ورنہ دوست کے دشمن بن جاؤ گے۔ اپنے (دوست) بھائی کی بے لاگ خیر خواہی کرو چاہے تمہاری بات اسے اچھی لگے چاہے بری۔ غصہ (کا کڑوا گھونٹ) پی جاؤ۔ کیونکہ میں نے کسی گھونٹ کو از روئے انجام اس

أَوْ قَبِيحَةً. وَتَجَرَّعِ الْغَيْظَ فَإِنِّي لَمْ أَرَ جُرْعَةً أَحْلَى مِنْهَا عَاقِبَةً وَلَا أَلَذَّ مَغَبَّةً. وَلِنْ لِمَنْ غَالَظَكَ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَلِينَ لَكَ. وَخُذْ عَلَى عَدُوِّكَ بِالْفَضْلِ فَإِنَّهُ أَحْلَى الظَّفَرَيْنِ. وَإِنْ أَرَدْتَ قَطِيعَةَ أَخِيكَ فَاسْتَبْقِ لَهُ مِنْ نَفْسِكَ بَقِيَّةً يَرْجِعُ إِلَيْهَا إِنْ بَدَا لَهُ ذَلِكَ يَوْماً مَا. وَمَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْراً فَصَدِّقْ ظَنَّهُ. وَلَا تُضِيعَنَّ حَقَّ أَخِيكَ اتِّكَالاً عَلَى مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِأَخٍ مَنْ أَضَعْتَ حَقَّهُ، وَلَا يَكُنْ أَهْلُكَ أَشْقَى الْخَلْقِ بِكَ. وَلَا تَرْغَبَنَّ فِيمَنْ زَهِدَ فِيكَ. وَلَا يَكُونَنَّ أَخُوكَ عَلَى مُقَاطَعَتِكَ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى صِلَتِهِ وَلَا يَكُونَنَّ عَلَى الْإِسَاءَةِ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى الْإِحْسَانِ، وَلَا يَكْبُرَنَّ عَلَيْكَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَكَ فَإِنَّهُ يَسْعَى فِي مَضَرَّتِهِ وَنَفْعِكَ. وَلَيْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّكَ أَنْ تَسُوءَهُ.

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهُ، وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ. مَا أَقْبَحَ الْخُضُوعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَالْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِنَى؟ إِنَّ لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ

سے شیریں تر، اور بلحاظ نتیجہ اس سے لذیذ تر نہیں پایا اور جو درشتی سے پیش آئے، تم اس کے سامنے نرم ہو جاؤ۔ تو وہ بھی یقیناً نرم پڑ جائے گا۔ دشمن پر احسان کر کے اس کا ہاتھ بند کر دو، کیوں کہ (فتح برائے انتقام اور فتح بذریعہ احسان) دو فتحوں میں زیادہ میٹھی فتح تو یہی ہے۔ اگر تم اپنے (دوست) بھائی سے تعلقات توڑنا چاہو تو ایسا کرنے سے پہلے اس کے لئے اپنے دل میں اتنی جگہ رہنے دو، کہ اگر کسی دن وہ بہتر سمجھے تو اس کے رجوع کرنے کے لئے (تمہارے دل میں) گنجائش ہو۔ جو شخص تم سے حسنِ ظن رکھے، اس کے حسنِ ظن کو سچا کر دکھاؤ۔ باہمی اخوت کا سہارا لے کر اپنے بھائی کی حق تلفی مت کرو۔ کیوں کہ وہ تمہارا بھائی ہی نہیں۔ جس کی تم نے حق تلفی کر لی۔ اور دیکھو تمہارے اہل (و عیال) تمہارے ہاتھوں، دنیا بھر میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہونے پائیں۔ جو تم سے پیچھا چھڑائے، اس کے پیچھے مت پڑو۔ تمہارے بھائی میں تم سے تعلقات توڑنے کی اتنی قوت نہیں ہونی چاہیئے جتنی تم میں اس سے تعلقات جوڑنے کی ہو۔ اور اس کی برائی کا زور تمہارے احسان کے زور پر غالب نہیں آنا چاہیئے۔ وہ جو تم پر زیادتی کرے، اس کی زیادتی تمہیں گراں نہ گزرے کیونکہ وہ اصل میں اپنے نقصان اور تمہارے نفع کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا ہے۔ اور جو تمہیں خوش کرے، اس کا بدلہ یہ نہیں کہ تم اسے رنجیدہ کرو۔

اور سمجھ لو اے جانِ پدر، کہ رزق دو ہیں: ایک وہ رزق جس کی تلاش تم کرتے ہو۔ دوسرا وہ رزق جو تمہاری تلاش میں ہے۔ سو اگر تم اس تک نہ پہنچے۔ وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ کتنا برا ہے۔ تنگدستی کے وقت عاجزی دکھانا اور تونگری میں آپے سے باہر ہو جانا! دنیا میں تمہارا صرف اتنا حصہ

رُبَّمَا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ قَصْدَهُ، وَأَصَابَ الْأَعْمَى رُشْدَهُ. أَخِّرِ الشَّرَّ فَإِنَّكَ إِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهُ. وَقَطِيعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ. مَنْ أَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهُ، وَمَنْ أَعْظَمَهُ أَهَانَهُ. لَيْسَ كُلُّ مَنْ رَمَى أَصَابَ. إِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ. سَلْ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ، وَعَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ. إِيَّاكَ أَنْ تَذْكُرَ فِي الْكَلَامِ مَا يَكُونُ مُضْحِكاً، وَإِنْ حَكَيْتَ ذَلِكَ عَنْ غَيْرِكَ. وَإِيَّاكَ وَمُشَاوَرَةَ النِّسَاءِ، فَإِنَّ رَأْيَهُنَّ إِلَى أَفْنٍ، وَعَزْمَهُنَّ إِلَى وَهْنٍ. وَاكْفُفْ عَلَيْهِنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ إِيَّاهُنَّ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ أَبْقَى عَلَيْهِنَّ، وَلَيْسَ خُرُوجُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ إِدْخَالِكَ مَنْ لَا يُوثَقُ بِهِ عَلَيْهِنَّ، وَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَعْرِفْنَ غَيْرَكَ فَافْعَلْ. وَلَا تُمَلِّكِ الْمَرْأَةَ مِنْ أَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ، وَلَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ. وَلَا تَعْدُ بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا، وَلَا تُطْمِعْهَا فِي أَنْ تَشْفَعَ بِغَيْرِهَا. وَإِيَّاكَ وَالتَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ، فَإِنَّ ذَلِكَ يَدْعُو الصَّحِيحَةَ إِلَى السَّقَمِ، وَالْبَرِيئَةَ إِلَى الرِّيَبِ. وَاجْعَلْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ مِنْ

توڑنا، عاقل سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے۔ جو زمانے پر اعتماد کرکے مطمئن ہو جاتا ہے، زمانہ بھی اُس سے بے وفائی کرتا ہے۔ اور جو اُسے بڑا مقام دیتا ہے، اُسی کو وہ حقیر کر دیتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر تیر انداز کا تیر نشانے پر بیٹھے۔ سلطنت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ راہ سے پہلے ہمراہ اور گھر سے پہلے ہمسایہ تلاش کرو۔ دیکھو، اپنے کلام میں ہنسی کی بات کا ذکر تک نہ لانا، اگرچہ "دوسرے کی بات" کی حیثیت سے ہو۔ خبردار، عورتوں سے مشورہ نہ لینا، کیوں کہ اُن کی عقل کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے۔ اور اُنہیں پردے میں پابند کرکے اُن کی آنکھوں پر پہرہ بٹھا دو، کیوں کہ پردہ جتنا سخت ہوگا، اُن کی آبرو اتنی ہی محفوظ رہے گی۔ اور اُن کا گھر سے نکلنا اتنا خطرناک نہیں، جتنا کسی ناقابلِ اعتماد (غیر محرم) کو اُن کے گھروں میں جانے دینا۔ اور اپنی طاقت بھر کوشش کرو کہ تمہارے سوا کسی (غیر محرم) سے اُن کی جان پہچان نہ ہونے پائے۔ اور عورت کو اُس کے ذاتی اُمور کے علاوہ دوسرے معاملات میں من مانی مت کرنے دو، کیوں کہ عورت ایک پھول ہے، کارفرما نہیں۔ اُس کی واجبی عزت سے آگے نہ بڑھو۔ اور اُسے اتنا سر نہ چڑھاؤ کہ وہ اپنے غیر کی سفارش کرنے لگے۔

اور دیکھو عورت پر بے جا بدگمانی کا اظہار نہ کرنا، کیوں کہ یہ (بدگمانی) نیک چلن عورت کو بدچلنی اور پاک دامن کو آلودگی کی دعوت دیتی ہے۔ اور اپنے خدمت گاروں میں سے ہر ایک کے ذمے ایک کام لگا دو، جس کا مواخذہ اُسی سے کرو، کیوں کہ یہی طرزِ عمل ہے جس سے وہ تمہارے

خُذَا مِنْكَ عَمَلًا تَأْخُذُهُ بِهٖ فَاِنَّهٗ اَحْرٰى اَنْ لَّا يَتَوَاكَلُوْا فِیْ خِدْمَتِكَ. وَاَكْرِمْ عَشِيْرَتَكَ فَاِنَّهُمْ جَنَاحُكَ الَّذِیْ بِهٖ تَطِيْرُ، وَاَصْلُكَ الَّذِیْ اِلَيْهِ تَصِيْرُ، وَيَدُكَ الَّتِیْ بِهَا تَصُوْلُ. اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكَ وَدُنْيَاكَ. وَاَسْاَلُهٗ خَيْرَ الْقَضَاءِ لَكَ فِی الْعَاجِلَةِ وَالْاٰجِلَةِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. وَالسَّلَامُ.

کاموں میں ایک دوسرے پر بھروسا نہیں کریں گے۔ اور اپنے قوم قبیلے کی عزت کرو، کیوں وہ تمہارے پر و بال ہیں، جن سے تم پرواز کرتے ہو وہ تمہارے اصل ہیں جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو اور وہی تمہارا ہاتھ ہیں جس سے تم حملہ کرتے ہو۔ لو. تمہارے دین و دُنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں، کہ حال و استقبال اور دُنیا و آخرت میں تمہارے لئے بہتری کے احکام صادر فرمائے۔ والسلام!

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اِلٰى مُعَاوِيَةَ:

وَاَرْدَيْتَ جِيْلًا مِّنَ النَّاسِ كَثِيْرًا، خَدَعْتَهُمْ بِغَيِّكَ، وَاَلْقَيْتَهُمْ فِیْ مَوْجِ بَحْرِكَ تَغْشَاهُمُ الظُّلُمَاتُ وَتَتَلَاطَمُ بِهِمُ الشُّبُهَاتُ، فَجَازُوْا عَنْ وِجْهَتِهِمْ، وَنَكَصُوْا عَلٰى اَعْقَابِهِمْ، وَتَوَلَّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ، وَعَوَّلُوْا عَلٰى اَحْسَابِهِمْ، اِلَّا مَنْ فَاءَ مِنْ اَهْلِ الْبَصَائِرِ فَاِنَّهُمْ فَارَقُوْكَ بَعْدَ مَعْرِفَتِكَ، وَهَرَبُوْا اِلَى اللهِ مِنْ مُّوَازَرَتِكَ اِذْ حَمَلْتَهُمْ عَلَى الصَّعْبِ وَعَدَلْتَ بِهِمْ عَنِ الْقَصْدِ.

فَاتَّقِ اللهَ يَا مُعَاوِيَةُ فِیْ نَفْسِكَ وَجَاذِبِ الشَّيْطٰنَ قِيَادَكَ، فَاِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ عَنْكَ وَالْاٰخِرَةَ قَرِيْبَةٌ مِّنْكَ. وَالسَّلَامُ.

مکتوب (۳۲)

معاویہ کے نام:۔

اور تم نے لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اُنہیں بہکا کر اپنی گمراہی اور اپنے سمندر کی لہروں میں ڈال دیا ہے۔ (جہاں) وہ تاریکیوں میں گھرے ہوئے ہیں اور شُبہات کی موجوں کے تھپیڑے کھا رہے ہیں چنانچہ وہ اپنی (اصلی) سمت چھوٹ گئے، ایڑیوں پیچھے گھوم گئے اور پیٹھ پھیر کر چلتے بنے۔ اور خاندانی مفاخرہ کو سہارا لے لیا۔ ہاں (ان میں سے) کچھ اہلِ بصیرت (ہماری طرف) واپس آ گئے۔ کیوں کہ تمہیں پہچان لینے کے بعد انہوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور تمہاری نصرت ترک کر کے اللہ کی طرف دوڑتے آئے۔ کیونکہ تم نے انہیں مشکلات کا سامنا کرنے پر اُبھارا اور اُنہیں راہِ راست سے منحرف کر دیا تھا۔

لہٰذا اے معاویہ! جان کی خیر چاہتے ہو تو اللہ (کی گرفت) سے بچ کر رہو۔ اور اپنی باگ ڈور شیطان کے ہاتھ سے چھین لو۔ کیونکہ دُنیا تم سے تعلق توڑنے ہی والی ہے۔ اور آخرت تمہارے قریب آنے والی ہے۔ والسلام

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى قُثَمَ بْنِ الْعَبَّاسِ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى مَكَّةَ:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ عَيْنِي بِالْمَغْرِبِ كَتَبَ إِلَيَّ يُعْلِمُنِي أَنَّهُ وُجِّهَ عَلَى الْمَوْسِمِ أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، الْعُمْيِ الْقُلُوبِ، الصُّمِّ الْأَسْمَاعِ، الْكُمْهِ الْأَبْصَارِ، الَّذِينَ يَلْتَمِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ، وَيُطِيعُونَ الْمَخْلُوقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، وَيَحْتَلِبُونَ الدُّنْيَا دَرَّهَا بِالدِّينِ، وَيَشْتَرُونَ عَاجِلَهَا بِآجِلِ الْأَبْرَارِ وَالْمُتَّقِينَ. وَلَنْ يَفُوزَ بِالْخَيْرِ إِلَّا عَامِلُهُ، وَلَا يُجْزَى جَزَاءَ الشَّرِّ إِلَّا فَاعِلُهُ، فَأَقِمْ عَلَى مَا فِي يَدَيْكَ قِيَامَ الْحَازِمِ الصَّلِيبِ، وَالنَّاصِحِ اللَّبِيبِ، وَالتَّابِعِ لِسُلْطَانِهِ، الْمُطِيعِ لِإِمَامِهِ. وَإِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ، وَلَا تَكُنْ عِنْدَ النَّعْمَاءِ بَطِرًا، وَلَا عِنْدَ الْبَأْسَاءِ فَشِلًا. وَالسَّلَامُ.

مکتوب (۳۳)

مکّہ کے عامل قثم بن عباس کے نام:-

امابعد، میرے بلادِ غربیہ کے جاسوس نے مجھے تحریری اطلاع دی ہے کہ دل کے اندھے، کانوں سے بہرے، اور آنکھوں سے کور مادرزاد شامیوں کے کچھ لوگ جو باطل کے ذریعے حق کے طلبگار ہیں، خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کر رہے ہیں، دین کے نقیبوں میں دُنیا کے تھن نچوڑ رہے ہیں اور نیکوں اور پرہیزگاروں کی آخرت کے مول دُنیا خریدنے پر مرے مٹے جا رہے ہیں، حج کے موقع پر (مکہ) روانہ کئے گئے ہیں۔ حالانکہ نیکی کا پھل نیکوکار ہی پاتا ہے۔ اور بدی کا بدلہ اُسی کو ملتا ہے جو بدی کرتا ہے۔ لہٰذا اپنے فرائض منصبی ایسی خوش اسلوبی سے انجام دو، جیسے پختہ کار، دور اندیش، دانش مند، خیر خواہ، اپنے حاکم اعلیٰ کا تابع اور اپنے امام کا مُطیع انجام دیتا ہے۔ اور محتاط رہو، کوئی ایسی کوتاہی نہ کرنا جس پر بعد میں معذرت کرنی پڑے۔ اور نعمت کے وقت اِترانے والے اور سختی کے وقت گھبرانے والے نہ ہو۔ والسلام!

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ لَمَّا بَلَغَهُ تَوَجُّدُهُ مِنْ عَزْلِهِ بِالْأَشْتَرِ عَنْ مِصْرَ، ثُمَّ تُوُفِّيَ الْأَشْتَرُ فِي تَوَجُّهِهِ إِلَى مِصْرَ قَبْلَ وُصُولِهِ إِلَيْهَا.

مکتوب (۳۴)

بنام محمد بن ابی بکر

(جب آپ کو اطلاع ملی کہ محمد، مصر سے اپنی معزولی اور اشتر کے تقرر پر دل شکستہ سے ہو گئے ہیں (تو انہیں یہ مکتوب تحریر فرمایا، پھر اشتر مصر پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں انتقال کر گئے)

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي مَوْجِدَتُكَ مِنْ تَسْرِيحِ الْأَشْتَرِ إِلَى عَمَلِكَ، وَإِنِّي لَمْ أَفْعَلْ ذٰلِكَ اسْتِبْطَاءً لَكَ فِي الْجَهْدِ، وَلَا ازْدِيَاداً فِي الْجِدِّ. وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ يَدِكَ مِنْ سُلْطَانِكَ، لَوَلَّيْتُكَ مَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مَؤُونَةً وَأَعْجَبُ إِلَيْكَ وِلَايَةً۔

اما بعد تمہارے عہدے پر اشتر کی روانگی کی وجہ سے تمہارے کبیدہ خاطر ہو جانے کی اطلاع مجھے مل گئی ہے حالانکہ یہ کارروائی اس لئے نہیں کی تھی کہ تمہاری کارکردگی میں کوئی کسر دیکھی ہو اور یہ چاہا ہو کہ تم مزید دل لگا کر کام کرو۔ اور اگر میں تمہارے ہاتھ سے زمام اقتدار چھیننا چاہتا، تو تمہیں کوئی ایسی حکومت سپرد کرتا جس کا بوجھ تم پر نسبتاً کم ہوتا اور جو تمہیں زیادہ مرغوب بھی ہوتی۔

إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي كُنْتُ وَلَّيْتُهُ أَمْرَ مِصْرَ كَانَ رَجُلاً لَنَا نَاصِحاً، وَعَلَى عَدُوِّنَا شَدِيداً نَاقِماً. فَرَحِمَهُ اللّٰهُ فَلَقَدِ اسْتَكْمَلَ أَيَّامَهُ، وَلَاقَى حِمَامَهُ، وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُونَ. أَوْلَاهُ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ، وَضَاعَفَ الثَّوَابَ لَهُ. فَأَصْحِرْ لِعَدُوِّكَ، وَامْضِ عَلَى بَصِيرَتِكَ، وَشَمِّرْ لِحَرْبِ مَنْ حَارَبَكَ، وَادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ، وَأَكْثِرِ الْاِسْتِعَانَةَ بِاللّٰهِ يَكْفِكَ مَا أَهَمَّكَ، وَيُعِنْكَ عَلَى مَا نَزَلَ بِكَ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

اس میں شک نہیں کہ جس شخص کو میں نے مصر کی باگ ڈور سونپی تھی، وہ ہمارا حقیقی خیر خواہ اور ہمارے دشمن کی سختی سے سرکوبی کرنے والا تھا۔ تو اس پر خدا کی رحمت ہو، کہ اس کے دن پورے ہو گئے اور وہ اپنی موت سے اس حال میں ہم آغوش ہوا کہ ہم اس سے راضی ہیں۔ اللہ بھی اسے اپنی رضامندی عطا کرے اور اس کے ثواب میں بیش از بیش اضافہ کرے۔ تو اب دشمن کے مقابلہ کے لئے باہر نکل آؤ اور اپنی صوابدید کے مطابق آگے بڑھو اور جو تم سے برسر پیکار ہو، اس سے لڑنے کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ راہ راست کی طرف دعوت دیتے رہو۔ اور اللہ سے مدد مانگنے میں کمی نہ آنے دو، وہ تمہاری مہمات میں کفایت کرے گا اور تمہارے سر پر آنے والی مصیبتیں ٹالنے میں تمہاری مدد کرے گا انشاء اللہ۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بَعْدَ مَقْتَلِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ:

مکتوب (۳۵)

بنام عبد اللہ ابن عباس، محمد ابن ابی بکر کی شہادت کے بعد تحریر فرمایا:۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ مِصْرَ قَدِ افْتُتِحَتْ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَدِ اسْتُشْهِدَ. فَعِنْدَ اللّٰهِ نَحْتَسِبُهُ وَلَداً

اما بعد: مصر پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہے اور محمد ابن ابی بکر رحمہ اللہ شہید ہو چکے ہیں۔ اب اس کی مصیبت کا اجر ہم اللہ سے مانگتے ہیں، کتنا خیر خواہ فرزند، اور جفاکش عامل تھا

نَاصِحًا وَعَامِلًا كَادِحًا وَسَيْفًا قَاطِعًا وَرُكْنًا دَافِعًا. وَقَدْ كُنْتُ حَثَثْتُ النَّاسَ عَلَى لِحَاقِهِ وَأَمَرْتُهُمْ بِغِيَاثِهِ قَبْلَ الْوَقْعَةِ وَدَعَوْتُهُمْ سِرًّا وَجَهْرًا، وَعَوْدًا وَبَدْءًا، فَمِنْهُمُ الْآتِي كَارِهًا، وَمِنْهُمُ الْمُعْتَلُّ كَاذِبًا، وَمِنْهُمُ الْقَاعِدُ خَاذِلًا. أَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فَرَجًا عَاجِلًا فَوَاللهِ لَوْلَا طَمَعِي عِنْدَ لِقَائِي عَدُوِّي فِي الشَّهَادَةِ وَتَوْطِينِي نَفْسِي عَلَى الْمَنِيَّةِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَبْقَى مَعَ هَؤُلَاءِ يَوْمًا وَاحِدًا وَلَا أَلْتَقِيَ بِهِمْ أَبَدًا.

(ہونہار) کیا ہی سیف قاطع تھی اور کیسا بچاؤ کا سہارا تھا جو چل بسا! میں نے تو لوگوں کو (بہت کچھ) اُبھارا تھا کہ اُس کی کمک کے لئے اُس سے جا ملیں، اور اس حادثہ سے پہلے ہی میں نے اُنہیں حکم دے دیا تھا کہ اُس کی فریاد کو پہنچیں۔ میں نے اُنہیں در پردہ اور برملا ایک بار نہیں بار بار پکارا مگر (نتیجہ صرف یہ نکلا کہ) کچھ لوگ آئے بھی تو بادلِ ناخواستہ، کچھ جھوٹ موٹ بہانہ تراشی کرنے لگے اور کچھ عدمِ تعاون کرکے سرے سے بیٹھے ہی رہے۔ چنانچہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ میرے لئے جلد از جلد ان سے پیچھا چھڑانے کی کوئی راہ نکال دے کیونکہ بخدا! اگر دشمن کا سامنا کرتے وقت مجھے شہادت کی تمنا نہ ہوتی، اور میں اپنے آپ کو مرنے کے لئے آمادہ نہ کر چکا ہوتا تو میں ان (بے وفا) لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی رہنا پسند نہ کرتا اور نہ ان کے بھروسے پر کبھی دشمن سے جنگ آزما ہوتا

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى (أَخِيهِ) عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي ذِكْرِ جَيْشٍ أَنْفَذَهُ إِلَى بَعْضِ الْأَعْدَاءِ، وَهُوَ جَوَابُ كِتَابٍ كَتَبَهُ إِلَيْهِ عَقِيلٌ:

فَسَرَّحْتُ إِلَيْهِ جَيْشًا كَثِيفًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا بَلَغَهُ ذَلِكَ شَمَّرَ هَارِبًا وَنَكَصَ نَادِمًا، فَلَحِقُوهُ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَقَدْ طَفَلَتِ الشَّمْسُ لِلْإِيَابِ فَاقْتَتَلُوا شَيْئًا كَلَا وَلَا. فَمَا كَانَ إِلَّا كَمَوْقِفِ سَاعَةٍ حَتَّى نَجَا جَرِيضًا بَعْدَ مَا أُخِذَ مِنْهُ بِالْمُخَنَّقِ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُ غَيْرُ الرَّمَقِ. فَلَأْيًا بِلَأْيٍ

مکتوب (۳۶)

(یہ مکتوب آپ نے اپنے بھائی عُقیل بن ابی طالب کے نام تحریر فرمایا، جس میں ایک فوج کا ذکر ہے جو آپ نے کسی دشمن کی طرف بھیجی تھی۔ اور یہ مکتوب عُقیل کے ایک خط کا جواب ہے)

تو میں نے اُس[1] کی سرکوبی کے لئے مسلمانوں کی ایک بھاری فوج روانہ کر دی۔ اور جب اُسے اس بات کی خبر ملی تو بھاگنے کی تیاریاں کرنے لگا اور پشیمان ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ مگر غروبِ آفتاب کے قریب ہماری فوج نے اُسے راستے ہی میں جا لیا۔ اور فقط نام لینے کو[2] ہلکی سی جھڑپ ہوئی۔ گھڑی گھڑی بھر سے زیادہ نہ ٹھہرنے پایا تھا کہ موت کے منہ میں آ کر نکل گیا۔ وہ بھی اُس وقت جب کہ اُس کا گلا دبوچ لیا گیا تھا۔ اور اُس کا دم ناک میں آ چکا تھا۔ غرض بصد مشکل جان

مَا نَجَا. فَدَعْ عَنْكَ قُرَيْشاً وَتَرْكَاضَهُمْ فِي الضَّلَالِ، وَتَجْوَالَهُمْ فِي الشِّقَاقِ، وَجِمَاحَهُمْ فِي التِّيهِ. فَإِنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا عَلَى حَرْبِي كَإِجْمَاعِهِمْ عَلَى حَرْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي، فَجَزَتْ قُرَيْشاً عَنِّي الْجَوَازِي، فَقَدْ قَطَعُوا رَحِمِي، وَسَلَبُونِي سُلْطَانَ ابْنِ أُمِّي.

وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِي فِي الْقِتَالِ فَإِنَّ رَأْيِي فِي قِتَالِ الْمُحِلِّينَ حَتَّى أَلْقَى اللَّهَ لَا يَزِيدُنِي كَثْرَةُ النَّاسِ حَوْلِي عِزَّةً، وَلَا تَفَرُّقُهُمْ عَنِّي وَحْشَةً. وَلَا تَحْسَبَنَّ ابْنَ أَبِيكَ - وَلَوْ أَسْلَمَهُ النَّاسُ - مُتَضَرِّعاً مُتَخَشِّعاً، وَلَا مُقِرّاً لِلضَّيْمِ وَاهِناً، وَلَا سَلِسَ الزِّمَامِ لِلْقَائِدِ، وَلَا وَطِئَ الظَّهْرِ لِلرَّاكِبِ الْمُتَقَعِّدِ، وَلَكِنَّهُ كَمَا قَالَ أَخُو بَنِي سُلَيْمٍ:

فَإِنْ تَسْأَلِينِي كَيْفَ أَنْتَ
فَإِنَّنِي صَبُورٌ عَلَى رَيْبِ الزَّمَانِ
صَلِيبُ يَعِزُّ عَلَيَّ أَنْ تُرَى بِي
كَآبَةٌ فَيَشْمَتَ عَادٍ
أَوْ يُسَاءَ حَبِيبُ.

بچا کر بھاگ نکلا۔[1] چنانچہ قریش کا بے راہ روی میں ادھر اُدھر دوڑنا مخالفت کے چکر کاٹنا اور گمراہی میں بد لگام ہونا نظر انداز کرو ان لوگوں نے مجھ سے لڑنے پر اسی طرح ایکا کر لیا ہے جس طرح مجھ سے پہلے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے پر ایکا کر رکھا تھا۔ اچھا میری دعا ہے کہ قریش (میرے ہی ہاتھوں) کیفر کردار کو پہنچ جائیں انہوں نے میری قرابت کو نظر انداز کر دیا اور میری ماں کی گود کے پالے (رسولؐ) کا اقتدار مجھ سے زبردستی چھین لیا۔ اور لڑائی کے بارے میں جو تم نے میری رائے دریافت کی ہے سو میری رائے حرم (امن) کی پردہ دری کرنے والوں سے لڑنے کے حق میں ہے یہاں تک کہ میں (لڑتا لڑتا) اللہ سے جا ملوں۔ میرے آس پاس لوگوں کی بھیڑ بھاڑ بھی ہو تو وہ میری قوت قاہرہ میں کوئی اضافہ نہیں کرتی اور سب کے سب میرا ساتھ چھوڑ کر منتشر ہو جائیں، جب بھی مجھے احساس تنہائی نہیں ہوتا اور اس بات کا تو دل میں خیال بھی لانا کہ تمہارا بھائی۔ خواہ لوگ اُسے اکیلا چھوڑ کر ہی چلے جائیں۔ ذلیل اور ڈرپوک ثابت ہوگا (بلکہ یقین رکھو کہ وہ) ظلم کے آگے بزدلی سے گھٹنے نہیں ٹیکے گا۔ نہ آسانی سے اپنی مہار مہار کش کے حوالے کرے گا۔ اور نہ کسی چابک سوار کے سامنے اپنی کمر ہی جھکائے گا۔ بلکہ وہ تو بنو سلیم کے شاعر کے اس قول کا حقیقی مصداق ہے:

"اگر مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا حال ہے، تو یقین رکھو میں گردش زمانہ کا مقابلہ کرنے میں بُردبار اور سخت جان ہوں۔ مجھ پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ رونی صورت دکھائی دوں۔ جس سے دشمن خوش اور دوست رنجیدہ ہو جائے۔"

---

[1] ضحاک بن قیس فہری جب معاویہ نے امیر المومنینؑ کے علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اور آپ نے حجر بن عدی کندی کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ جب ضحاک جان بچا کر بھاگ گیا تو جناب عقیل ابن ابی طالب نے نصرت کی پیشکش کی۔

جس کے جواب میں حضرت نے یہ مکتوب تحریر فرمایا۔ ؎ کَلَا وَ لَا: دو حرفی کلمہ کہ دوسرا حرف لین ہو تو وہ کلمہ فوری طور پر ختم ہو جاتا ہے لا بھی ایسا ہی کلمہ ہے اور محاورہ میں لا و لا اس بات کے لئے بولتے ہیں جو اتنی ادنیٰ کا مفہوم رکھتی ہو۔ اس لئے ہم نے کلا و لا کا ترجمہ "نام لینے کو" کیا ہے۔ جو اردو محاورہ کے مطابق ہے ۔

وَاَسرعُ فی العینِ مِن لَحظۃٍ   وَاَقصرُ فی السّمعِ مِن لا و لا   (ابو برہان مغربی)

رفتار ہے کہ آنکھ جھپکنے سے تیز تر   گفتار ہے کہ آئی گئی سے بھی مختصر   (ذکی)

وَمِنْ کِتَابٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

اِلٰی مُعَاوِیَۃَ:

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَشَدَّ لُزُوْمَکَ لِلْاَھْوَاءِ الْمُبْتَدَعَۃِ وَالْحَیْرَۃِ الْمُتَّبَعَۃِ مَعَ تَضْیِیْعِ الْحَقَائِقِ وَاطِّرَاحِ الْوَثَائِقِ الَّتِیْ ھِیَ لِلّٰہِ طِلْبَۃٌ، وَعَلٰی عِبَادِہٖ حُجَّۃٌ۔ فَاَمَّا اِکْثَارُکَ الْحِجَاجَ فِیْ عُثْمَانَ وَقَتَلَتِہٖ فَاِنَّکَ اِنَّمَا نَصَرْتَ عُثْمَانَ حَیْثُ کَانَ النَّصْرُ لَکَ، وَخَذَلْتَہٗ حَیْثُ کَانَ النَّصْرُ لَہٗ۔ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب (۳۷)

بنام معاویہ:-

سبحان اللہ! اپنی من گھڑت خواہشات اور تھکا دینے والی گمراہی کا دامن کتنی مضبوطی سے تھامے ہوئے ہو۔ درآں حالیکہ ان حقیقتوں اور مضبوط وسیلوں کو۔ جو اللہ کا مطلوب اور اس کے بندوں پر حجت ہیں۔ برابر ہاتھ سے کھوتے اور پیروں سے ٹھکرائے جا رہے ہو۔ رہا عثمان اور اُس کے قاتلوں کے بارے میں تمہارا بار بار احتجاج کرنا، تو سچ یہ ہے کہ تم نے عثمان کی مدد کی اُس جگہ کی جہاں تمہیں اپنی جیت کامیابی کی صورت نظر آئی اور اس مقام پر اُسے چھوڑ دیا جہاں اُسے تمہاری مدد کی ضرورت تھی والسلام۔

وَمِنْ کِتَابٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

اِلٰی اَھْلِ مِصْرَ لَمَّا وَلّٰی عَلَیْھِمُ الْاَشْتَرَ رَحِمَہُ اللّٰہُ:

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ غَضِبُوْا لِلّٰہِ حِیْنَ عُصِیَ فِیْ اَرْضِہٖ وَذُھِبَ بِحَقِّہٖ فَضَرَبَ الْجَوْرُ سُرَادِقَہٗ عَلَی الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ وَالْمُقِیْمِ وَالظَّاعِنِ، فَلَا مَعْرُوْفٌ یُسْتَرَاحُ اِلَیْہِ وَلَا مُنْکَرٌ

مکتوب (۳۸)

اہلِ مصر کے نام:

(اُس وقت تحریر فرمایا جب (مالک) اشتر رحمہ اللہ کو اُن پر حاکم مقرر کیا)

عبدِ خدا، امیر المومنین علیؑ کی طرف سے اُن لوگوں کے نام جو اللہ (کی خوشنودی حاصل کرنے) کے لئے اُس وقت غضبناک ہوئے جب خدا کی زمین پر خدا کی نافرمانی ہو رہی تھی اور اُس کا حق چھینا جا رہا تھا۔ اور ظلم نے اپنے شامیانے ہر نیک و بد اور ہر مقیم و مسافر کے سر پر تان رکھے تھے چنانچہ کوئی نیک کام نہ رہا تھا جسے کوئی کرتا، نہ کوئی بُرا کام ہی تھا

يُنْتَهَى عَنْهُ:

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَبْداً مِنْ عِبَادِ اللهِ لَا يَنَامُ أَيَّامَ الْخَوْفِ، وَلَا يَنْكُلُ عَنِ الْأَعْدَاءِ سَاعَاتِ الرَّوْعِ. أَشَدَّ عَلَى الْفُجَّارِ مِنْ حَرِيقِ النَّارِ، وَهُوَ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ أَخُو مَذْحِجٍ. فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا أَمْرَهُ فِيمَا طَابَقَ الْحَقَّ فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ لَا كَلِيلُ الظُّبَةِ وَلَا نَابِي الضَّرِيبَةِ فَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَنْفِرُوا فَانْفِرُوا، وَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تُقِيمُوا فَأَقِيمُوا، فَإِنَّهُ لَا يُقْدِمُ وَلَا يُحْجِمُ وَلَا يُؤَخِّرُ وَلَا يُقَدِّمُ إِلَّا عَنْ أَمْرِي، وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِهِ عَلَى نَفْسِي لِنَصِيحَتِهِ لَكُمْ وَشِدَّةِ شَكِيمَتِهِ عَلَى عَدُوِّكُمْ.

جس سے کوئی باز رہتا ہے:

امابعد! میں نے تمہارے پاس، خدا کے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ بھیجا ہے، جسے جنگ کے دنوں میں نیند نہیں آتی۔ اور جو خوف کی گھڑیوں میں دشمنوں سے ڈر کر پیچھے ہٹنا نہیں جانتا۔ بدکرداروں کو یوں بھسم کر دیتا ہے کہ آگ کا شعلہ کیا کرے گا۔ اور وہ ہے قبیلہ مذحج کا نامور مالک بن حارث۔ لہٰذا اُس کی بات سنو۔ اور اُن معاملات میں جو حق کے مطابق ہوں، اُس کے حکم کی تعمیل کرو۔ کیونکہ وہ خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ جس کی دھار کند ہوتی ہے نہ وار خالی جاتا ہے۔ پس اگر وہ تمہیں چلنے کا حکم دے تو چل پڑو، اور ٹھہرنے کا حکم دے تو ٹھہرے رہو، کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھتا ہے۔ نہ پیچھے ہٹتا ہے، نہ کسی کو پیچھے کرتا ہے، نہ آگے۔ اور میں نے اُسے تمہارے لئے مخصوص کرکے تمہارے مفاد کو اپنے مفاد پر ترجیح دی ہے۔ تاکہ اُس کی خیر خواہی تمہارے کام آئے اور اُس کی خودداری اور غیرت مندی تمہارے دشمن کا منہ پھیر دے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ:

فَإِنَّكَ قَدْ جَعَلْتَ دِينَكَ تَبَعاً لِدُنْيَا امْرِئٍ ظَاهِرٍ غَيُّهُ مَهْتُوكٍ سِتْرُهُ، يَشِينُ الْكَرِيمَ بِمَجْلِسِهِ وَيُسَفِّهُ الْحَلِيمَ بِخِلْطَتِهِ، فَاتَّبَعْتَ أَثَرَهُ وَطَلَبْتَ فَضْلَهُ، اتِّبَاعَ الْكَلْبِ لِلضِّرْغَامِ يَلُوذُ إِلَى مَخَالِبِهِ وَيَنْتَظِرُ مَا يُلْقَى إِلَيْهِ مِنْ فَضْلِ فَرِيسَتِهِ، فَأَذْهَبْتَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ وَلَوْ بِالْحَقِّ أَخَذْتَ

مکتوب (۳۹)

عمرو بن العاص کے نام:

(چنانچہ) تم نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دُنیا کے پیچھے لگا رکھا ہے، جس کی گمراہی ظاہر اور پردہ فاش ہو چکا ہے۔ جو اپنے پاس بٹھا کر شریفوں کو دھبہ لگا دیتا ہے اور اپنے ساتھ ملا کر عقلمندوں کو بے وقوف بنا دیتا ہے۔ سو تم اُس کے پیچھے چل پڑے اور اُس کی کاسہ لیسی پر رال ٹپکانے لگے۔ جس طرح کُتا شیر کے پیچھے ہو لیتا ہے، اُس کے پنجوں کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ (شیر) اپنے شکار کا جھوٹا ٹکڑا اُس کے آگے بھی ڈال دے۔ اس طرح تمہاری دُنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔

أَدْرَكْتَ مَا طَلَبْتَ. فَإِنْ يُمَكِّنِّي اللهُ مِنْكَ وَمِنِ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَجْزِكُمَا بِمَا قَدَّمْتُمَا، وَإِنْ تُعْجِزَانِي وَتَبْقَيَا فَمَا أَمَامَكُمَا شَرٌّ لَكُمَا. وَالسَّلَامُ۔

لیکن اگر تم حق ہی کا دامن تھامے رکھتے تو جو مانگتے پا لیتے۔ اب اگر خدا کی مہربانی سے تم اور ابوسفیان کا بچہ میرے ہتے چڑھ گئے تو دونوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا دوں گا۔ اور اگر تم دونوں میرے ہاتھ نہ آئے اور میرے بعد جیتے رہ گئے تو اپنا کیا دھرا جو تمہارے آگے آنے والا ہے (میری گرفت سے بھی) بدتر ہو۔ والسلام!

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ:

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْ أَسْخَطْتَ رَبَّكَ وَعَصَيْتَ إِمَامَكَ وَأَخْزَيْتَ أَمَانَتَكَ. بَلَغَنِي أَنَّكَ جَرَّدْتَ الْأَرْضَ فَأَخَذْتَ مَا تَحْتَ قَدَمَيْكَ وَأَكَلْتَ مَا تَحْتَ يَدَيْكَ، فَارْفَعْ إِلَيَّ حِسَابَكَ، فَاعْلَمْ أَنَّ حِسَابَ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ. (وَالسَّلَامُ)

مکتوب (۴۰)

ایک عامل کے نام:-

اما بعد مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے کام کی اطلاع پہنچی ہے کہ اگر واقعی تم نے وہ (کام) کیا ہے تو (سمجھ لو کہ) تم نے اپنے رب کو غضبناک کر دیا ہے اپنے امام کی نافرمانی کی ہے اور امانت کے نام کو بٹا لگا دیا ہے معلوم ہوا ہے کہ تم نے (فلاں) زمین کو (فصل کٹوا کر) میدان بنا دیا ہے۔ (پاؤں تلے کی) زمین پر تو قبضہ جما لیا۔ اور (ہاتھ آئی ہوئی پیداوار کو ہضم کر لیا ہے۔ سو اپنا حساب (کتاب) میرے سامنے پیش کرو۔ اور یاد رکھو کہ اللہ کا محاسبہ لوگوں کے حساب لینے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ والسلام!

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي كُنْتُ أَشْرَكْتُكَ فِي أَمَانَتِي، وَجَعَلْتُكَ شِعَارِي وَبِطَانَتِي، وَلَمْ يَكُنْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي أَوْثَقَ مِنْكَ فِي نَفْسِي لِمُوَاسَاتِي وَمُوَازَرَتِي، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَيَّ. فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ، وَالْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ، وَأَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ خَزِيَتْ، وَهٰذِهِ الْأُمَّةَ

مکتوب (۴۱)

ایک عامل کے نام:-

اما بعد، میں نے تمہیں اپنی امانت (حکومت) میں شریک کر لیا تھا۔ اور تمہیں اپنا نشانِ امتیاز اور راز دار بنا رکھا تھا۔ اور میرے دل سے، میرے خاندان کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو۔ مالی تعاون مددگاری اور امانت گزاری کے ضمن میں۔ تم سے زیادہ میرے اعتماد کے قابل ہو۔ مگر جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے ابن عم پر سختیاں کر رہا ہے، اور دشمن شدت غضب سے دیوانہ ہو رہا ہے۔ لوگوں کی امانت کے نام کو بٹا لگ رہا ہے اور امت آوارہ اور بے محافظ و نگران ہو کر رہ گئی ہے تو تم نے بھی عہد

قَدْ فَنَكَتْ وَشَغَرَتْ قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ
ظَهْرَ الْمِجَنِّ فَفَارَقْتَهُ مَعَ الْمُفَارِقِينَ
وَخَذَلْتَهُ مَعَ الْخَاذِلِينَ، وَخُنْتَهُ مَعَ
الْخَائِنِينَ. فَلَا ابْنَ عَمِّكَ آسَيْتَ:
وَلَا الْأَمَانَةَ أَدَّيْتَ. وَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ
اللّٰهَ تُرِيدُ بِجِهَادِكَ، وَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ
رَبِّكَ، وَكَأَنَّكَ إِنَّمَا كُنْتَ تَكِيدُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ عَنْ دُنْيَا
هُمْ وَتَنْوِي غِرَّتَهُمْ عَنْ فَيْئِهِمْ. فَلَمَّا
أَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ فِي خِيَانَةِ الْأُمَّةِ.
أَسْرَعْتَ الْكَرَّةَ وَعَاجَلْتَ الْوَثْبَةَ،
وَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ مِنْ
أَمْوَالِهِمُ الْمَصُونَةِ لِأَرَامِلِهِمْ
وَأَيْتَامِهِمْ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْأَزَلِّ
دَامِيَةَ الْمِعْزَى الْكَسِيرَةَ فَحَمَلْتَهُ
إِلَى الْحِجَازِ رَحِيبَ الصَّدْرِ بِحَمْلِهِ
غَيْرَ مُتَأَثِّمٍ مِنْ أَخْذِهِ كَأَنَّكَ
لَا أَبَا لِغَيْرِكَ — حَدَرْتَ إِلَىٰ أَهْلِكَ
تُرَاثًا مِنْ أَبِيكَ وَأُمِّكَ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ
أَمَا تُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ؟ أَوَمَا تَخَافُ نِقَاشَ
الْحِسَابِ؟ أَيُّهَا الْمَعْدُودُ كَانَ عِنْدَنَا
مِنْ ذَوِي الْأَلْبَابِ كَيْفَ تُسِيغُ شَرَابًا
وَطَعَامًا وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ تَأْكُلُ حَرَامًا
وَتَشْرَبُ حَرَامًا، وَتَبْتَاعُ الْإِمَاءَ وَ
تَنْكِحُ النِّسَاءَ مِنْ مَالِ الْيَتَامَىٰ وَ
الْمَسَاكِينِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدِينَ
الَّذِينَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ هٰذِهِ الْأَمْوَالَ

تو تم اپنے ابن عم سے منہ موڑ لیا، اُس سے الگ ہو کر علیحدگی
پسندوں کے ساتھ ہو لئے، چھوڑنے والوں سمیت اُس
کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اور خائنوں سے مل کر خود بھی اُس کی خیانت
کرنے لگے۔ چنانچہ نہ تم نے اپنے ابن عم سے مالی تعاون کیا،
نہ امانت گزاری سے کام لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جہاد سے
تمہاری غرض خدا کی خوشنودی حاصل کرنا نہ تھی، اور گویا
خدا کی طرف سے تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہی نہ تھی۔
اور یوں لگتا ہے کہ تم (جہاد کے) بہانے سے اُمت کی
دنیا بٹانا چاہتے تھے۔ اور لوگوں کی سادگی سے فائدہ اٹھا کر
اُن کے مالِ فئے پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے تھے۔ چنانچہ جب تمہیں
اُمت کی زیادہ سے زیادہ خیانت کرنے کا موقع ہاتھ آگیا۔
تو تم نے فوری حملہ کر دیا اور دفعۃً (شکار پر) کود پڑے۔
اور جو مال انہوں نے بیواؤں اور یتیموں کے لئے محفوظ رکھا
تھا، اُس پر ہاتھ ڈال کر یوں اُچک لیا۔ جیسے پھرتیلا بھیڑیا زخمی
زخمی بکری کو اُچک لے جاتا ہے۔ پھر (وہی مال) حجاز بھیج دیا
اس طرح کہ اُسے بھیج کر تو پھولے نہ سماتے۔ مگر اُس کے چھیننے
کے گناہ کا احساس تک نہ کیا۔ ارے تمہارے دشمن کا ستیاناس
گویا تم نے اُسے ماں باپ کی میراث سمجھ کر ہاتھوں ہاتھ اپنے
عزیزوں تک پہنچا دیا۔ سبحان اللہ! کیا قیامت پر ایمان
نہیں رہا؟ اور کیا کوڑی کوڑی کا حساب دینے سے بے خوف
ہو گئے ہو؟ (سنو) اے (کل تک) ہمارے ہاں دانشمندوں
میں شمار ہونے والے۔ (آج) کھانا پینا تمہارے گلے سے
کیونکر اُترتا ہوگا۔ جبکہ تمہیں یقین ہے کہ حرام کھا رہے ہو اور
حرام ہی پی رہے ہو؟ اور تم کنیزیں خریدتے اور عورتیں
بیاہتے ہو۔ (مگر کس مال سے؟) یتیموں، مسکینوں، مومنوں
اور مجاہدوں کے مال سے جو بطورِ غنیمت اُن کا خداداد حق تھا۔

وَأَحْرَزَتْهُمْ هٰذِهِ الْبِلَادَ. فَاتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْ إِلَى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ أَمْوَالَهُمْ، فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ ثُمَّ أَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْكَ لَأُعْذِرَنَّ إِلَى اللّٰهِ فِيكَ، وَلَأَضْرِبَنَّكَ بِسَيْفِي الَّذِي مَا ضَرَبْتُ بِهِ أَحَدًا إِلَّا دَخَلَ النَّارَ. وَوَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَعَلَا مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتَ مَا كَانَتْ لَهُمَا عِنْدِي هَوَادَةٌ، وَلَا ظَفِرَا مِنِّي بِإِرَادَةٍ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُمَا، وَأُزِيلَ الْبَاطِلَ عَنْ مَظْلِمَتِهِمَا. وَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَا أَخَذْتَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ حَلَالٌ لِي أَتْرُكُهُ مِيرَاثًا لِمَنْ بَعْدِي. فَضَحِّ رُوَيْدًا، فَكَأَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدَى، وَدُفِنْتَ تَحْتَ الثَّرَى، وَعُرِضَتْ عَلَيْكَ أَعْمَالُكَ بِالْمَحَلِّ الَّذِي يُنَادِي الظَّالِمُ فِيهِ بِالْحَسْرَةِ، وَيَتَمَنَّى الْمُضَيِّعُ فِيهِ الرَّجْعَةَ، وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ.

اور انہی لوگوں کے ذریعے خدا نے ان علاقوں کی حفاظت کی تھی۔ لہٰذا اللہ (کی گرفت) سے ڈرو، اور ان لوگوں کو ان کے مال واپس کر دو۔ لیکن یاد رکھو اگر یہ کام نہ کیا، اور (حکم عدولی کر کے) میرے ہتّے چڑھ گئے، تو میں تمہاری خبر لینے میں خدا کے ہاں حق بجانب ہوں گا، اور اپنی اُسی تلوار سے تمہارے ٹکڑے کر دوں گا، جس کا ہاتھ جسے بھی رسید کیا، داخلِ جہنم ہو گیا۔ خدا کی قسم، جو حرکت تم نے کی ہے، اگر حسنؑ اور حسینؑ سے بھی سرزد ہو جاتی تو میں انہیں کوئی خصوصی رعایت نہ دیتا۔ اور وہ دونوں کسی طرح بھی میرے ہاتھ سے بچنا چاہتے تو کامیاب نہ ہوتے، جب تک میں اُن سے حق وصول نہ کر لیتا۔ اور اُن کے ظُلم سے پیدا ہونے والے باطل کا ازالہ نہ کر دیتا۔ اور میں اللہ ربّ العالمین کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اِس بات کی کوئی خوشی نہیں ان لوگوں کا جو مال و متاع تم نے چھین لیا ہے، اُسے میراث بنا کر وارثوں کے لئے چھوڑ جانا میرے لئے حلال ہو تو ذرا کی ذرا ٹھہر جاؤ گویا تمہاری عمر کی کشتی کنارے آ لگی ہے اور تم (مثل) مٹی کے نیچے دفن کر دئے گئے ہو۔ اور تمہارے اعمال اُس مقام پر تمہارے سامنے لائے گئے ہیں جہاں ظالم حسرت سے آوازیں دے گا اور ہرزیاں کار رجعت کی تمنا کرے گا مگر اب گریز کا وقت کہاں!

۱ؔ یہ وہی عامل ہے جس کے نام اس سے پہلا مکتوب تحریر فرمایا تھا ۔۲ؔ لَا أَبَا لِغَيْرِكَ (تمہارے دشمن کا باپ مرے) زجر و تنبیہ اور خفگی کے موقع پر کہا جاتا ہے۔ (محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ، و المنجد)

مکتوب (۴۲)

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

(إِلَى عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيِّ وَكَانَ عَامِلَهُ عَلَى الْبَحْرَيْنِ، فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ نُعْمَانَ بْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِيَّ مَكَانَهُ):

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَدْ وَلَّيْتُ النُّعْمَانَ

(عاملِ بحرین عمر بن ابی سلمہ مخزومی کے نام، جب اُسے معزول کر کے نعمان بن عجلان زرقی کو اُس کی بجائے عامل مقرر فرمایا۔

اما بعد! میں نے نعمان بن عجلان زُرقی کو بحرین کا حکمران مقرر

بن عجلان الزرقي على البحرين، ونزعت يدك بلا ذم لك، ولا تثريب عليك. فلقد أحسنت الولاية، وأديت الأمانة، فأقبل غير ظنين، ولا ملوم، ولا متهم، ولا مأثوم. فلقد أردت المسير إلى ظلمة أهل الشام، وأحببت أن تشهد معي، فإنك ممن أستظهر به على جهاد العدو، وإقامة عمود الدين، إن شاء الله.

کیا ہے۔ اور تمہیں نہ بغیر کسی تنقید و سرزنش کے معزول کیا ہے۔ مگر میں نے تمہیں کسی برائی کا مرتکب نہیں دیکھا اور تمہارے خلاف کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہو۔ کیونکہ تم نے حکومت کا کام بطریقِ احسن انجام دیا۔ اپنے فرائضِ منصبی کو خوبی ادا کرتے رہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو ہر قسم کی بدگمانی، ملامت تہمت اور عیب سے بری سمجھو اور (فوراً) میرے پاس چلے آؤ۔ اس لئے کہ میں نے شام کے سیاہ کاروں کی سرکوبی کے لئے اُدھر چلنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور (اس مہم میں) تمہیں اپنے ساتھ رکھنا پسند کیا ہے۔ کیونکہ تمہارا شمار اُن لوگوں میں ہے جن کی مدد کے سہارے میں دشمن سے جہاد کرتا ہوں اور دین کے ستون کو سیدھا رکھتا ہوں انشاء اللہ

ومن كتاب له عليه السلام: إلى مصقلة بن هبيرة الشيباني وهو عامله على أردشير خرة:

بلغني عنك أمر إن كنت فعلته فقد أسخطت إلهك وأغضبت إمامك، أنك تقسم فيء المسلمين الذي حازته رماحهم وخيولهم، وأريقت عليه دماؤهم، فيمن اعتامك من أعراب قومك. فوالذي فلق الحبة وبرأ النسمة لئن كان ذلك حقا لتجدن بك علي هوانا، ولتخفن عندي ميزانا. فلا تستهن بحق ربك، ولا تصلح دنياك بمحق دينك، فتكون من الأخسرين أعمالا.

ألا وإن حق من قبلك وقبلنا من المسلمين في قسمة هذا الفيء

مکتوب (۴۳)

(بنام مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی عاملِ اردشیر خرہ)

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے کام کی اطلاع ملی ہے کہ اگر واقعی تم نے وہ کام کیا ہے تو سمجھو کہ تم نے اپنے خدا کو ناراض اور اپنے امام کو غضبناک کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ تم مسلمانوں کے مالِ فئے کو۔ جو اُن کے نیزوں اور گھوڑوں نے فراہم کیا ہے اور جس کی خاطر اُن کے خون بہائے گئے۔ اپنی قوم کے اُن (دگے چنے) بادیہ نشینوں میں تقسیم کرتے ہو جن کے تم منظورِ نظر ہو۔ تو اُس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ اور جاندار کو پیدا کیا۔ اگر یہ بات ٹھیک نکلی تو اپنے آپ کو ذلت سے میرے سامنے کھڑا پاؤ گے۔ اور میرے یہاں قدر و قیمت میں ہلکے رہ جاؤ گے۔ لہٰذا اپنے پروردگار کے حق کو حقیر نہ سمجھو اور دین کو بگاڑ کر دنیا نہ سنوارو۔ ورنہ عمل کے لحاظ سے تمہارا شمار اُن لوگوں میں ہو گا جو سب سے زیادہ گھاٹا اٹھانے والے ہیں۔

اور یاد رکھو کہ جو مسلمان تمہارے پاس ہیں اور جو ہمارے پاس ہیں اس مالِ فئے کی تقسیم میں سب کا حق مساوی ہے۔ اسی بنا

سَوَاءٌ يَرِدُونَ عِنْدِي عَلَيْهِ وَيَصْدُرُونَ عَنْهُ

بنا پر وہ میرے پاس آتے ہیں اور اپنا اپنا حق لے کر چلے جاتے ہیں۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى زِيَادِ بْنِ أَبِيهِ وَقَدْ بَلَغَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْهِ يُرِيدُ خَدِيعَتَهُ بِاسْتِلْحَاقِهِ:

وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْكَ يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ وَيَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ، فَاحْذَرْهُ فَإِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ يَأْتِي الْمُؤْمِنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ لِيَقْتَحِمَ غَفْلَتَهُ وَيَسْتَلِبَ غِرَّتَهُ.

وَقَدْ كَانَ مِنْ أَبِي سُفْيَانَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلْتَةٌ مِنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَنَزْغَةٌ مِنْ نَزَغَاتِ الشَّيْطَانِ لَا يَثْبُتُ بِهَا نَسَبٌ وَلَا يُسْتَحَقُّ بِهَا إِرْثٌ، وَالْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ وَالنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ.

(فَلَمَّا قَرَأَ زِيَادٌ الْكِتَابَ قَالَ: شَهِدَ بِهَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَلَمْ تَزَلْ فِي نَفْسِهِ حَتَّى ادَّعَاهُ مُعَاوِيَةُ)

قَالَ الرَّضِيُّ: قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْوَاغِلُ، هُوَ الَّذِي يَهْجُمُ عَلَى الشَّرْبِ لِيَشْرَبَ مَعَهُمْ وَلَيْسَ مِنْهُمْ فَلَا يَزَالُ مُدَفَّعاً مُحَاجَزاً. وَالنَّوْطُ الْمُذَبْذَبُ هُوَ مَا يُنَاطُ بِرَحْلِ الرَّاكِبِ مِنْ قَعْبٍ أَوْ قَدَحٍ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ، فَهُوَ أَبَداً

مکتوب (۴۴)

بنام زیاد بن ابیہ:-

(جب آپ کو اطلاع ملی کہ معاویہ نے اُسے خط لکھ کر اپنے خاندان سے نتھی کر لینے کا سبز باغ دکھایا ہے تو آپ نے زیاد کو تحریر فرمایا)

اور مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمہیں خط لکھ کر یہ چاہا ہے کہ تمہاری عقل کے پاؤں اکھاڑ دے اور تمہارے ذہن رسائی دھار کو کند کر دے۔ لہٰذا اُس سے ہوشیار رہو کیونکہ وہ حقیقت میں شیطان ہے جو مومن کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں لگا رہتا ہے تاکہ اُسے غافل پا کر چھاپہ مار دے اور اُس کی بےخبری میں اُسے لوٹ لے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ عمر بن خطاب کے زمانہ میں ابوسفیان کے منہ سے بہکا ایک من گھڑت سی بات نکل گئی تھی جو شیطانی شرارتوں میں سے ایک شرارت تھی جس سے نہ کسی کا نسب ثابت ہوتا ہے نہ کسی کو حق وراثت دیا جاتا ہے تو جو (ابوسفیان کی) اس بات کا سہارا لینے والا اس شخص کی مانند ہے جیسے بن بلائے محفل شراب میں دھکے دے کر دور ہٹا دیا جاتا ہے اور اس پیالے کی مانند ہے جو گھوڑے کی زین سے لٹکتا ہوا ادھر اُدھر ہلتا جلتا ہے۔

(بقول سید رضی جب زیاد نے یہ خط پڑھا تو کہنے لگا۔ خدائے کعبہ کی قسم، انہوں نے اس بات کی گواہی دے دی اور یہ بات اُس وقت تک اُس کے دل میں رہی، جب معاویہ نے دعویٰ کیا کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے)

سید رضی کہتے ہیں: ارشادِ گرامی "اَلْوَاغِل" اُس شخص کو کہتے ہیں جو شراب کی مجلس میں پینے والوں کے ساتھ پینے کے لئے بن بلائے آ دھمکے، حالانکہ اُسے اُن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس اُسے دور ہی سے دھتکار دیا جاتا ہے اور پاس پھٹکنے نہیں دیا جاتا۔ اور "اَلنَّوطُ الْمُذَبْذَبُ" وہ بڑا پیالہ یا چھوٹا پیالہ یا اس سے ملتا جلتا برتن ہوتا ہے جو سوار کے سامان کے آخر میں لٹکا دیا جاتا ہے وہ

يَتَقَلْقَلُ إِذَا حُثَّ ظَهْرُهُ وَاسْتُعْجِلَ سَيْرُهُ۔

جب سواری کو مہمیز کر کے تیز چلایا جاتا ہے تو وہ برابر ادھر ادھر ہلتا جلتا رہتا ہے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى الْبَصْرَةِ وَقَدْ بَلَغَهُ أَنَّهُ دُعِيَ إِلَى وَلِيمَةِ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِهَا فَمَضَى إِلَيْهَا۔

أَمَّا بَعْدُ يَا ابْنَ حُنَيْفٍ فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا مِنْ فِتْيَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ دَعَاكَ إِلَى مَأْدُبَةٍ فَأَسْرَعْتَ إِلَيْهَا تُسْتَطَابُ لَكَ الْأَلْوَانُ وَتُنْقَلُ إِلَيْكَ الْجِفَانُ، وَمَا ظَنَنْتُ أَنَّكَ تُجِيبُ إِلَى طَعَامِ قَوْمٍ عَائِلُهُمْ مَجْفُوٌّ وَغَنِيُّهُمْ مَدْعُوٌّ۔ فَانْظُرْ إِلَى مَا تَقْضَمُهُ مِنْ هٰذَا الْمَقْضَمِ، فَمَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ عِلْمُهُ فَالْفِظْهُ، وَمَا أَيْقَنْتَ بِطِيبِ وُجُوهِهِ فَنَلْ مِنْهُ۔

أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَأْمُومٍ إِمَامًا يَقْتَدِي بِهِ وَيَسْتَضِيءُ بِنُورِ عِلْمِهِ، أَلَا وَإِنَّ إِمَامَكُمْ قَدِ اكْتَفَى مِنْ دُنْيَاهُ بِطِمْرَيْهِ۔ وَمِنْ طُعْمِهِ بِقُرْصَيْهِ أَلَا وَإِنَّكُمْ لَا تَقْدِرُونَ عَلَى ذٰلِكَ وَلٰكِنْ أَعِينُونِي بِوَرَعٍ وَاجْتِهَادٍ، وَعِفَّةٍ وَسَدَادٍ۔ فَوَاللّٰهِ مَا كَنَزْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ تِبْرًا، وَلَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَائِمِهَا وَفْرًا، وَلَا أَعْدَدْتُ لِبَالِي ثَوْبِي طِمْرًا۔ بَلَى كَانَتْ فِي أَيْدِينَا

مکتوب (۴۵)

بنام عثمان بن حُنیف انصاری عامل بصرہ

(آپ کو اطلاع ملی کہ بصرہ کے بعض لوگوں نے انہیں ولیمہ میں مدعو کیا، تو وہ اُن کے ہاں چلے گئے۔ اس پر آپ نے تحریر فرمایا):۔

امّا بعد اے ابن حُنیف! مجھے اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے کسی بڑے آدمی نے تمہیں دعوتِ عروسی میں بلایا تو تم نے اُدھر دکھانا نادم، جھٹ وہاں جا پہنچے۔ جہاں تمہارے لئے رنگا رنگ نفیس کھانوں کا انتخاب کیا گیا اور گونا گوں پیٹیں یکے بعد دیگرے تمہارے سامنے رکھی گئیں اور مجھے گمان بھی نہ تھا کہ تم ایسے لوگوں کی کھانے کی دعوت قبول کر لو گے، جن کے یہاں غریبوں کو پھٹکنے بھی نہیں دیا جاتا اور امیروں کو بلا لیا جاتا ہے۔ لہذا اس (قسم کے) کھانے کا ایک لقمہ ذرا سا چبا کر دیکھ لیا کرو سو جس کی حقیقت سمجھنے میں تمہیں شبہ ہو جائے اُسے منہ سے نکال کر (وہیں) پھینک دو، اور جس کے ہر لحاظ سے پاک ہونے کا یقین ہو جائے اُس میں سے تھوڑا سا کھا لو۔

یاد رکھو کہ ہر ماموم کا ایک امام ہوتا ہے، جس کی وہ اقتداء کرتا ہے اور جس کے نورِ علم سے وہ روشنی حاصل کرتا ہے اور دیکھو تمہارا امام وہ ہے جس نے دُنیا کے مال و متاع سے اپنی دو پھٹی پُرانی چادروں اور کھانوں میں سے اپنی (کمائی ہوئی) دو روٹیوں پر اکتفا کر رکھی ہے۔ اور ایسا کرنا یقیناً تمہارے بس کا روگ نہیں مگر (اتنا تو کر سکتے ہو کہ) پرہیزگاری، جفاکشی، پاکبازی اور درستکاری میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ کیوں کہ قسم بخدا! میں نے تمہاری دُنیا سے نہ تو سونے چاندی کے خزانے بھرے نہ اُس کے مالِ غنیمت کی ذخیرہ اندوزی کی۔ نہ اتنا ہی کیا کہ اپنے دو بوسیدہ کپڑے بدلنے کے لئے ایک پھٹی پُرانی چادر تو تیار رکھتا۔ ہاں یہ

فَدَكٌ مِنْ كُلِّ مَا أَظَلَّتْهُ السَّمَاءُ، فَشَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوسُ آخَرِينَ. وَنِعْمَ الْحَكَمُ اللهُ. وَمَا أَصْنَعُ بِفَدَكٍ وَغَيْرِ فَدَكٍ وَالنَّفْسُ مَظَانُّهَا فِي غَدٍ جَدَثٌ تَنْقَطِعُ فِي ظُلْمَتِهِ آثَارُهَا، وَتَغِيبُ أَخْبَارُهَا، وَحُفْرَةٌ لَوْ زِيدَ فِي فُسْحَتِهَا، وَأَوْسَعَتْ يَدَا حَافِرِهَا، لَأَضْغَطَهَا الْحَجَرُ وَالْمَدَرُ، وَسَدَّ فُرَجَهَا التُّرَابُ الْمُتَرَاكِمُ، وَإِنَّمَا هِيَ نَفْسِي أَرُوضُهَا بِالتَّقْوَى لِتَأْتِيَ آمِنَةً يَوْمَ الْخَوْفِ الْأَكْبَرِ وَتَثْبُتَ عَلَى جَوَانِبِ الْمَزْلَقِ. وَلَوْ شِئْتُ لَاهْتَدَيْتُ الطَّرِيقَ إِلَى مُصَفَّى هَذَا الْعَسَلِ وَلُبَابِ هَذَا الْقَمْحِ وَنَسَائِجِ هَذَا الْقَزِّ، وَلَكِنْ هَيْهَاتَ أَنْ يَغْلِبَنِي هَوَايَ وَيَقُودَنِي جَشَعِي إِلَى تَخَيُّرِ الْأَطْعِمَةِ. وَلَعَلَّ بِالْحِجَازِ أَوِ الْيَمَامَةِ مَنْ لَا طَمَعَ لَهُ فِي الْقُرْصِ، وَلَا عَهْدَ لَهُ بِالشِّبَعِ، أَوْ أَبِيتَ مِبْطَاناً وَحَوْلِي بُطُونٌ غَرْثَى وَأَكْبَادٌ حَرَّى، أَوْ أَكُونَ كَمَا قَالَ الْقَائِلُ: وَحَسْبُكَ دَاءً أَنْ تَبِيتَ بِبِطْنَةٍ وَحَوْلَكَ أَكْبَادٌ تَحِنُّ إِلَى الْقِدِّ

أَأَقْنَعُ مِنْ نَفْسِي بِأَنْ يُقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا أُشَارِكُهُمْ فِي مَكَارِهِ الدَّهْرِ، أَوْ أَكُونَ أُسْوَةً لَهُمْ

ٹھیک ہے کہ آسمان کی چھاؤں میں بستی ہوئی بھری پُری دُنیا میں بس ایک فدک[۱] ہمارے قبضہ میں تھا۔ مگر اُس پر بھی (جب ایک جماعت کا جی للچا گیا (تو) دوسری کا جی اُس سے کھٹا ہو گیا۔ اب (اِس جھگڑے کا) بہترین فیصلہ سنانے والا اللہ ہے۔ اور بھلا میں فدک وغیرہ کو کیا کروں جب کہ کل ہر جان کا ٹھکانا قبر ہے۔ جس کی تاریکی میں اُس کے نشان تک مٹ جائیں گے اور اُس کا اتا پتہ ناپید ہو جائے گا۔ وہ ایک ایسی کھائی ہے کہ اگر اُسے مزید کھلا بھی کر دیا جائے اور کھودنے والے کے ہاتھ بھی کشادہ رہیں تو پھر بھی پتھر اور کنکر اُسے تنگ کر دیں گے۔ اور تہ بہ تہ پڑنے والی مٹی اُس کے شگاف تک بند کر دے گی۔ اور وہ تو فقط میری اپنی جان ہے جسے میں پرہیزگاری کے ذریعے رام کر رہا ہوں تاکہ (آنے والے) خوفِ اکبر کے دن بے خوف رہے۔ اور پھسلانے والے کناروں پر اُس کے قدم جمے رہیں۔ اور اگر میں چاہتا تو اس شہدِ مصفّیٰ، خالص گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے پارچات (جو میرے ہاتھ میں رہتے ہیں) کو اپنے مصرف میں لانے کی کوئی سبیل نکال لیتا۔ لیکن کیا مجال کہ خواہشات نفسیانی مجھ پر غالب آئیں اور ہوس مجھے منتخب کھانوں کی طرف کھینچ لے جاتی، جب کہ ممکن تھا کہ حجاز یا یمامہ میں ایسے لوگ بھی ہوں جو ایک روٹی کو ترس رہے ہوں اور اُن کا پیٹ بھرنے کی کوئی ضمانت نہ ہو۔ یہ (کیوں کر ہو سکتا ہے) کہ میں تو رات کو پیٹ بھر کر سو جاؤں اور بھوکے پیٹ اور پیاسے کلیجے میرے آس پاس تلملاتے پڑے رہیں۔ یا میں ویسا ہو جاؤں جیسا کسی نے کہا ہے: "تمہیں یہی بیماری کافی ہے کہ تم رات کو پیٹ بھر کر سو رہو اور تمہارے آس پاس ایسے جگر ہوں جو سوکھے گوشت کی روٹی کو ترس رہے ہوں"۔ کیا میں اسی پر قناعت کر جاؤں کہ مجھے امیر المومنین[۲] کہا جاتا ہے مگر زمانہ کے مکروہات میں مومنوں کا شریکِ حال نہ بنوں یا دُکھ جھیلنے پر بسر اوقات کرنے میں اُن کے لیے نمونۂ عمل نہ بنوں؟ میں

فِي جُشُوبَةِ الْعَيْشِ. فَمَا خُلِقْتُ لِيَشْغَلَنِي أَكْلُ الطَّيِّبَاتِ كَالْبَهِيمَةِ الْمَرْبُوطَةِ هَمُّهَا عَلَفُهَا. وَالْمُرْسَلَةِ شُغُلُهَا تَقَمُّمُهَا. تَكْتَرِشُ مِنْ أَعْلَافِهَا وَتَلْهُو عَمَّا يُرَادُ بِهَا. أَوْ أُتْرَكَ سُدًى أَوْ أُهْمَلَ عَابِثًا، أَوْ أَجُرَّ حَبْلَ الضَّلَالَةِ، أَوْ أَعْتَسِفَ طَرِيقَ الْمَتَاهَةِ. وَكَأَنِّي بِقَائِلِكُمْ يَقُولُ إِذَا كَانَ هٰذَا قُوتُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَدْ قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ عَنْ قِتَالِ الْأَقْرَانِ وَمُنَازَلَةِ الشُّجْعَانِ. أَلَا وَإِنَّ الشَّجَرَةَ الْبَرِّيَّةَ أَصْلَبُ عُودًا، وَالرَّوَائِعَ الْخَضِرَةَ أَرَقُّ جُلُودًا، وَالنَّابِتَاتِ الْبَدَوِيَّةَ أَقْوَى وُقُودًا وَأَبْطَأُ خُمُودًا، وَأَنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ كَالصِّنْوِ مِنَ الصِّنْوِ وَالذِّرَاعِ مِنَ الْعَضُدِ. وَاللّٰهِ لَوْ تَظَاهَرَتِ الْعَرَبُ عَلَىٰ قِتَالِي لَمَا وَلَّيْتُ عَنْهَا، وَلَوْ أَمْكَنَتِ الْفُرَصُ مِنْ رِقَابِهَا لَسَارَعْتُ إِلَيْهَا. وَسَأَجْهَدُ فِي أَنْ أُطَهِّرَ الْأَرْضَ مِنْ هٰذَا الشَّخْصِ الْمَعْكُوسِ وَالْجِسْمِ الْمَرْكُوسِ حَتَّىٰ تَخْرُجَ الْمَدَرَةُ مِنْ بَيْنِ حَبِّ الْحَصِيدِ.

(وَمِنْ هٰذَا الْكِتَابِ وَهُوَ آخِرُهُ)

إِلَيْكِ عَنِّي يَا دُنْيَا فَحَبْلُكِ عَلَىٰ غَارِبِكِ، قَدِ انْسَلَلْتُ مِنْ مَخَالِبِكِ، وَأَفْلَتُّ مِنْ حَبَائِلِكِ، وَاجْتَنَبْتُ

مجھے اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ بندھے ہوئے جب وزر کی طرح جس کا مقصد چارا ہی چارہ ہوتا ہے — اچھے سے اچھے کھانے نوش جان کرنے کی فکر میں لگا رہوں۔ یا اُس کھلے جانور کی طرح (چرتا پھروں) جس کا کام گھاس پھوس کا صفایا کرنا ہوتا ہے۔ اور چرتا چرتا اوجھر بھر لیتا ہے مگر (مالک) اُس سے جو کام لینا چاہتا ہے، اُسے سرے سے بھول جاتا ہے۔ یا (کیا) مجھے کھلے بندوں چھوڑ دیا جائے یا بے مقصد آزاد کر دیا جائے۔ یا گمراہی کی رسی کھینچتا رہوں یا گمراہ کن راستے پر بے جانے پہچانے منہ اٹھا کر چل نکلوں؛ حالانکہ میرے متعلق تمہارے ہی کہنے والے کہہ رہے ہیں۔ کہ "جب ابن ابی طالب کی خوراک یہ ہے تو یقیناً ناطاقتی نے اُنہیں حریفوں سے لڑنے اور بہادروں سے پنجہ آزمائی کے قابل نہ رکھا ہو گا"۔ مگر یاد رکھو کہ خشک جنگل کے درخت کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے اور ہرے بھرے پیڑوں کی چھال پتلی ہوتی ہے۔ اور صحرائی جھاڑیوں کا ایندھن زور سے بھڑکتا اور دیر سے بجھتا ہے۔ اور مجھے رسولِ خدا سے وہی نسبت ہے جو ایک جڑ سے پھوٹنے والی دو شاخوں میں۔ اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے۔ خدا اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے برسرِ پیکار ہو جاتے تو میں (اکیلا بھی) اُنہیں پیٹھ نہ دکھاتا۔ اور اگر موقع مل جاتا تو میں ایک ہی جھپٹ میں سب کی گردنیں دبوچ لیتا۔ اور عنقریب کوشش کروں گا کہ زمین کو اِس اُلٹے ڈیل اور اُلٹے ڈھل (معاویہ) کے وجود سے ایسا پاک کر دوں کہ غلے کے دانوں سے کنکریاں الگ ہو جائیں۔ (اور اسی مکتوب کا آخری حصہ یہ ہے)

اے دُنیا! مجھ سے ہٹ جا۔ جا تیری باگ ڈور (کندھے پر) چھوڑ دی۔ (جدھر جی چاہے چل جا) میں تیرے پنجے سے نکل چکا ہوں۔ اور تیرے پھندے سے چھوٹ گیا ہوں۔ اور تیری

الذِّهَابَ فِي مَدَاحِضِكِ۔ اَيْنَ الْقُرُوْنُ الَّذِيْنَ غَرَرْتِهِمْ بِمَدَاعِبِكِ اَيْنَ الْاُمَمُ الَّذِيْنَ فَتَنْتِهِمْ بِزَخَارِفِكِ۔ هَا هُمْ رَهَائِنُ الْقُبُوْرِ وَمَضَامِيْنُ اللُّحُوْدِ۔ وَاللهِ لَوْ كُنْتِ شَخْصًا مَرْئِيًّا وَقَالِبًا حِسِّيًّا لَاَقَمْتُ عَلَيْكِ حُدُوْدَ اللهِ فِيْ عِبَادٍ غَرَرْتِهِمْ بِالْاَمَانِيْ وَاُمَمٍ اَلْقَيْتِهِمْ فِي الْمَهَاوِيْ۔ وَمُلُوْكٍ اَسْلَمْتِهِمْ اِلَى التَّلَفِ وَاَوْرَدْتِهِمْ مَوَارِدَ الْبَلَاءِ اِذْ لَا وِرْدَ وَلَا صَدَرَ۔ هَيْهَاتَ مَنْ وَطِئَ دَحْضَكِ زَلِقَ، وَمَنْ رَكِبَ لُجَجَكِ غَرِقَ مَنِ ازْوَرَّ عَنْ حَبَائِلِكِ وُفِّقَ۔ وَالسَّالِمُ مِنْكِ لَا يُبَالِيْ اِنْ ضَاقَ بِهٖ مُنَاخُهٗ وَالدُّنْيَا عِنْدَهٗ كَيَوْمٍ حَانَ انْسِلَاخُهٗ۔ اُعْزُبِيْ عَنِّيْ فَوَاللهِ لَا اَذِلُّ لَكِ فَتَسْتَذِلِّيْنِيْ، وَلَا اَسْلَسُ لَكِ فَتَقُوْدِيْنِيْ۔ وَاَيْمُ اللهِ يَمِيْنًا اَسْتَثْنِيْ فِيْهَا بِمَشِيْئَةِ اللهِ لَاَرُوْضَنَّ نَفْسِيْ رِيَاضَةً تَهَشُّ مَعَهَا اِلَى الْقُرْصِ اِذَا قَدَرَتْ عَلَيْهِ مَطْعُوْمًا، وَتَقْنَعُ بِالْمِلْحِ مَاْدُوْمًا، وَلَاَدَعَنَّ مُقْلَتِيْ كَعَيْنِ مَاءٍ نَضَبَ مَعِيْنُهَا مُسْتَفْرِغَةً دُمُوْعَهَا۔ تَمْتَلِئُ السَّائِمَةُ مِنْ رِعْيِهَا فَتَبْرُكَ وَ تَشْبَعُ الرَّبِيْضَةُ مِنْ عُشْبِهَا، فَتَرْبِضَ وَيَاْكُلُ عَلِيٌّ مِنْ زَادِهٖ فَيَهْجَعَ؟

پھسلانے والی جگہوں پر چلنے سے بچ گیا ہوں۔ کہاں ہیں وہ نسلیں جنہیں دل لگی کی باتوں میں لا کر تو نے دھوکا دے دیا۔ کہاں گئیں وہ اُمتیں جنہیں تو نے اپنی زیب و زینت پر فریفتہ کر رکھا تھا۔ دیکھو! وہ سب قبروں میں جکڑے اور لحدوں میں کچرے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر تو کوئی دکھائی دینے والی شکل اور محسوس پیکر ہوتی تو میں تجھ پر (اس پاداش میں) اللہ کی حدّیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدوں کے سبز باغ دکھائے، اُمتوں کو (معرضِ) ہلاکت میں ڈال دیا، اور بادشاہوں کو تباہی کی راہ پر لگا کر چھوڑ دیا، اور جب اُن کے اُترنے اور سیراب ہو کر نکلنے کو کوئی گھاٹ نہ رہا، تو تُو نے اُنہیں آزمائشں کے گھاٹ لا کر اُتارا۔ غرض شد آنچہ شد، جس نے بھی تیری پھسلن پر قدم رکھا، پھسل گیا۔ جو تیری لہروں پر سوار ہوا ڈوب گیا، اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہا، وہ (ہر مقصد میں) کامیاب ہوا۔ تیرے ہاتھ سے محفوظ رہنے والے کو اگر بیٹھنے کی جگہ بھی نہ ملی تو اُسے کوئی پروا نہیں ہوتی۔ اُس کے نزدیک تو دنیا (کی زندگی) ایک دن کے برابر ہے جو ڈھلا کہ ڈھلا۔

(اے دُنیا) مجھ سے دُور ہو جا

کیونکہ، خدا کی قسم، میں تیرے قابو میں نہیں آؤں گا کہ تو مجھے ذلیل کر سکے، اور نہ اپنی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں دوں گا کہ تو (جدھر چاہے) مجھے کھینچ لے جائے۔ اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اِلّا ماشاء اللہ، میں اپنے نفس کو رام کرنے میں وہ ریاضت کروں گا جس کی بدولت وہ کھانے کے لئے ایک روٹی پر بھی قادر ہو تو خوش ہو جائے، اور سالن کی جگہ نمک ہی پر قناعت کر جائے اور اپنی آنکھوں کو آنسوؤں کی روانی سے خشک کر کے ایسا کر دوں گا، جیسے وہ چشمہ جس کا پانی تہ میں جذب ہو کر نیچے اتر گیا ہو۔ کیا اونٹ اپنی چرائی سے پیٹ بھر کر بیٹھ جاتے ہیں؟ اور کیا بھیڑ بکریاں گھاس سے شکم سیر ہو کر ریوڑ کے ساتھ باڑے میں آتی اور بیٹھ جاتی ہیں (ٹھیک

قَرَّتْ إِذاً عَيْنُهُ إِذَا اقْتَدَىٰ بَعْدَ السِّنِينَ الْمُتَطَاوِلَةِ بِالْبَهِيمَةِ الْهَامِلَةِ وَالسَّائِمَةِ الْمَرْعِيَّةِ.

سے) اور علیؑ (بھی) اپنے آب و دانہ سے کچھ کھا پی کر لیٹ رہے۔ پھر تو اس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں اگر وہ زندگی کے اتنے طویل برس گزارنے کے بعد بھی کھلے ہوئے چوپاؤں اور چرتے چگتے ہوئے جانوروں کی اقتدا کرنے لگے۔

طُوبَىٰ لِنَفْسٍ أَدَّتْ إِلَىٰ رَبِّهَا فَرْضَهَا، وَعَرَكَتْ بِجَنْبِهَا بُؤْسَهَا، وَهَجَرَتْ فِي اللَّيْلِ غُمْضَهَا، حَتَّىٰ إِذَا غَلَبَ الْكَرَىٰ عَلَيْهَا افْتَرَشَتْ أَرْضَهَا، وَتَوَسَّدَتْ كَفَّهَا، فِي مَعْشَرٍ أَسْهَرَ عُيُونَهُمْ خَوْفُ مَعَادِهِمْ، وَتَجَافَتْ عَنْ مَضَاجِعِهِمْ جُنُوبُهُمْ، وَهَمْهَمَتْ بِذِكْرِ رَبِّهِمْ شِفَاهُهُمْ، وَتَقَشَّعَتْ بِطُولِ اسْتِغْفَارِهِمْ ذُنُوبُهُمْ، "أُولٰئِكَ حِزْبُ اللهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ".

خوشا حال اُس کا جس نے اپنا فرض اپنے پروردگار کو ادا کر دیا۔ اور سختی کی ترشی پر صبر (وشکر) کیا۔ رات کو نیند کی جھپکی کا روادار نہ ہوا۔ یہاں تک کہ جب نیند غالب آگئی تو زمین کو بچھونا اور ہاتھ کو تکیہ بنا کر اس گروہ میں پڑ رہا جس کی آنکھیں خوفِ حشر سے بیدار، پہلو بستر سے الگ اور ہونٹ ذکرِ خدا میں دل کے ہمنوا رہتے ہیں اور جس کے گناہ طولانی استغفار نے دور کر دیئے ہیں۔ "یہی لوگ حزب اللہ (اللہ کی جماعت) ہیں۔ یاد رکھو اللہ کی پارٹی ہی کامیابی سے ہمکنار ہونے والی ہے۔" [۱]

فَاتَّقِ اللهَ يَا ابْنَ حُنَيْفٍ، وَلْتَكْفُفْ أَقْرَاصُكَ لِيَكُونَ مِنَ النَّارِ خَلَاصُكَ.

سو اے ابن حنیف، اللہ (کی گرفت) سے ڈرتے رہو اور اپنی روٹیوں پر اکتفا کرو تاکہ آتشِ جہنم سے تمہاری رہائی ہو سکے۔

---

[۱] فدک: وہ جائداد غیر منقولہ جو خیبر کی مہم سر ہو جانے کے بعد یہودیوں کے ہاتھ سے حضرت رسول خداؐ کو بطور خاص حاصل ہوئی اور اس میں کسی مسلمان کا کوئی حق نہ تھا۔ کیونکہ یہ وہ فے تھا جو لڑے بھڑے بغیر رسول خداؐ کو عطا کیا گیا تھا۔ اور آنحضرتؐ نے اسے اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نام ہبہ کر دیا تھا اور وفاتِ رسولؐ تک برابر بی بی پاکؑ کے قبضے میں رہا۔ امیر المومنینؑ نے اس قبضہ کی یہ ذکر تصدیق کر دی ہے: "بھری پُری دنیا میں بس ایک فدک ہمارے قبضے میں تھا۔" وفاتِ رسولؐ کے بعد جماعتِ حکومت نے کس طرح فدک کو چھینا اور بی بیؑ نے کس طرح جگر پر پتھر رکھ لیا۔ اور امیر المومنینؑ نے کتنے صبر سے کام لیا۔ یہ سوالات امیر المومنینؑ کے سامنے دفعتاً فوقتاً پیش ہوتے رہتے۔ ان سوالات کا جواب آپ نے اتنا مختصر اور قاطع حجت دیا ہے کہ کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ فرماتے ہیں: "ہم نے یہ فیصلہ خدا پر چھوڑ دیا ہے۔" اور ہجو ملیح کے انداز میں جماعتِ حکومت کے خلاف خدا کا فیصلہ سُنا بھی دیا ہے کہ حشر میں اُن لوگوں پر کیا کچھ گزرنے والا ہے۔ قضیۂ فدک کا یہ وہ فیصلہ ہے جس نے بحث کے تمام دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے ہیں

تفصیل میں جانے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

۲ـه امیر المومنینؑ نے یہاں پیش رو حکمرانوں پر تنقید فرمائی ہے حسبِ دستور انہیں حیوان بشکلِ انسان قرار دیا ہے جنہیں اپنا پیٹ بھرنے کے سوا کسی کی فکر ہی نہیں ہوتی۔ اور اپنے آپ کو ایک مثالی حکمران فرمایا ہے۔ جو اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال رکھتا ہے۔

۳ـه اگر موقع مل جاتا: یہ اشخاص طرف دار مل جاتے کہ میں اُن کو ساتھ لے کر حکومتِ باطل کا تختہ الٹ دیتا۔

۴ـه یہاں امیر المومنینؑ کی اپنی ذاتِ والاصفات مراد ہے۔ "بیٹھنے کی جگہ" کا اشارہ مسندِ خلافت کی طرف ہے جس پر جماعت حکومت قابض ہو گئی تھی۔ اور جن کی حکومت کو محض دنیا کی حکومت قرار دیا ہے۔ نہ کہ خلافتِ رسولؐ۔

۵ـه ارشاد فرماتے ہیں کہ تم لوگ علیؑ سے وہ توقعات وابستہ نہ رکھنا جو سابق حکمرانوں سے رکھتے تھے۔ کیونکہ علیؑ نے نہ کبھی جانوروں کو اپنا پیشوا بنایا اور نہ اُن کی حکومت کو تسلیم کیا۔

۶ـه اپنے اہلِ بیت اور اپنے پیروکاروں کے اوصاف بیان فرماتے ہیں۔ اور قولِ خدا "حزب اللہ" کی تفسیر بیان فرمائی ہے کہ اللہ کی پارٹی وہی ہے جو ہم اہلِ بیت کے ساتھ عقیدے اور عمل میں اتفاق کرتی ہے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكَ مِمَّنْ أَسْتَظْهِرُ بِهِ عَلَى إِقَامَةِ الدِّينِ، وَأَقْمَعُ بِهِ نَخْوَةَ الْأَثِيمِ، وَأَسُدُّ بِهِ لَهَاةَ الثَّغْرِ الْمَخُوفِ. فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ عَلَى مَا أَهَمَّكَ، وَاخْلِطِ الشِّدَّةَ بِضِغْثٍ مِنَ اللِّينِ، وَارْفُقْ مَا كَانَ الرِّفْقُ أَرْفَقَ، وَاعْتَزِمْ بِالشِّدَّةِ حِينَ لَا تُغْنِي عَنْكَ إِلَّا الشِّدَّةُ. وَاخْفِضْ لِلرَّعِيَّةِ جَنَاحَكَ، وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ، وَأَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ، وَآسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ، وَالْإِشَارَةِ وَالتَّحِيَّةِ، حَتَّى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِي حَيْفِكَ، وَلَا يَيْأَسَ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ. وَالسَّلَامُ.

مکتوب (۴۶)

ایک عامل کے نام:

امابعد، تمہارا شمار اُن لوگوں میں ہے جن سے میں اقامتِ دین (کے کام) میں مدد لیتا ہوں، اور گناہ گاروں کا تکبر توڑتا ہوں۔ اور سرحدوں کے جس رخنہ سے دشمن کے راہ پانے کا اندیشہ ہو، اُسے درست کرتا ہوں۔ لہٰذا ہر مہم کا سامنا کرنے میں اللہ سے مدد مانگو۔ اور سختی کے ساتھ ذرا نرمی کی چاشنی دے لو۔ جب تک نرمی سے کام چلتا رہے، نرمی اختیار کرو اور جب دیکھو کہ سختی کے سوا چارہ کار نہیں رہا تو پوری سختی سے کام لو۔ رعیت کی ناز برداری کرو، اور اُن سے کھلے ماتھے پیش آؤ، اور اپنے پاس آنے کی آسانیاں بہم پہنچاؤ۔ گوشۂ چشم سے دیکھو یا نظر بھر کر دیکھو (غرض) سب کو ایک آنکھ سے دیکھو۔ اشارہ یا زبان سے سلام میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرو تاکہ بڑے آدمیوں کو تمہاری بے انصافی کی اُمید نہ ہو اور کمزور لوگ تمہارے عدل سے ناامید نہ ہو جائیں۔ والسلام

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللهُ:

أُوصِيكُمَا بِتَقْوَى اللهِ، وَأَنْ لَا تَبْغِيَا الدُّنْيَا وَإِنْ بَغَتْكُمَا، وَلَا تَأْسَفَا عَلَى شَيْءٍ مِنْهَا زُوِيَ عَنْكُمَا. وَقُولَا بِالْحَقِّ، وَاعْمَلَا لِلْأَجْرِ، وَكُونَا لِلظَّالِمِ خَصْمًا، وَلِلْمَظْلُومِ عَوْنًا.

أُوصِيكُمَا وَجَمِيعَ وَلَدِي وَأَهْلِي وَمَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي بِتَقْوَى اللهِ، وَنَظْمِ أَمْرِكُمْ، وَصَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِكُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ جَدَّكُمَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ أَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ". وَاللهَ اللهَ فِي الْأَيْتَامِ فَلَا تُغِبُّوا أَفْوَاهَهُمْ وَلَا يَضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ. وَاللهَ اللهَ فِي جِيرَانِكُمْ فَإِنَّهُمْ وَصِيَّةُ نَبِيِّكُمْ، مَا زَالَ يُوصِي بِهِمْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُمْ. وَاللهَ اللهَ فِي الْقُرْآنِ لَا يَسْبِقُكُمْ بِالْعَمَلِ بِهِ غَيْرُكُمْ. وَاللهَ اللهَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُمْ. وَاللهَ اللهَ فِي بَيْتِ رَبِّكُمْ لَا تُخْلُوهُ مَا بَقِيتُمْ، فَإِنَّهُ إِنْ تُرِكَ لَمْ تُنَاظَرُوا. وَاللهَ اللهَ فِي الْجِهَادِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَعَلَيْكُمْ بِالتَّوَاصُلِ وَالتَّبَاذُلِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّدَابُرَ وَالتَّقَاطُعَ. لَا تَتْرُكُوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُوَلَّى عَلَيْكُمْ شِرَارُكُمْ،

مکتوب (۴۷)

حضرت امام حسن اور حسین علیہما السلام کو آپ کی وصیت
(جب ابن ملجم ملعون نے آپ کو ضربت لگائی)

میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتے رہنا اور دنیا تمہاری کتنی ہی طلبگار ہو، تم دنیا کے طلبگار نہ بننا۔ اور دنیا کی جس چیز سے تمہیں محروم کر دیا جائے اس پر تم رنج نہ کرنا۔ جو کہو حق کی حمایت میں کہو اور جو عمل کرو اجر کے لئے کرو۔ ظالم کے مخالف اور مظلوم کے مددگار رہو۔

تم دونوں کو، اپنی تمام اولاد کو، اپنے کنبہ کو اور جسے بھی میری یہ تحریر پہنچے، میری وصیت ہے کہ اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے ہوئے اپنے ہر کام میں نظم (و ضبط) کا خیال رکھنا۔ اور باہمی تعلقات درست رکھنا، کیونکہ میں نے تمہارے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ باہمی کشیدگیوں کو دور کرنا عام نماز روزے سے افضل ہے۔ دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ کو یاد رکھو، ایسا نہ ہو کہ انہیں ایک دن فاقہ ملے اور دوسرے دن نہ ملے اور نہ ایسا ہونے پائے کہ وہ تمہارے سامنے (کسمپرسی کی حالت میں) ضائع ہو جائیں۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اپنے پڑوسیوں (کے حقوق) کا خیال رکھنا کیونکہ وہ تمہارے نبی کی وصیت (کے مصداق) ہیں۔ آپ برابر ان کے بارے میں تاکید فرماتے رہے یہاں تک کہ ہمیں گمان ہو گیا کہ آپ انہیں حقِ وراثت بھی عطا کرنے والے ہیں۔ اور دیکھو قرآن کے بارے میں خدا کو نہ بھولنا۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ اس (کے احکام) پر عمل کرنے میں تم سے آگے نکل جائیں۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اور خدا را اپنے پروردگار کے گھر کو، جب تک جیتے رہو، خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اسے چھوڑ دیا گیا تو (عبرت کی حیثیت) تمہاری اخروی مہلت ختم ہو جائے گی۔ اور خدا کی راہ میں مال جان اور زبان سے جہاد کرنے کے بارے میں خدا کو یاد رکھنا۔ باہمی تعلقات کو استوار رکھنا اور آپس کی داد و دہش میں فرق نہ آنے دینا، اور خبردار ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنا، نہ ایک دوسرے سے کٹ کر رہنا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ. ثُمَّ قَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَخُوضُونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ خَوْضاً تَقُولُونَ قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا لَا تَقْتُلُنَّ بِي إِلَّا قَاتِلِي. انْظُرُوا إِذَا أَنَا مِتُّ مِنْ ضَرْبَتِهِ هٰذِهِ فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ، وَلَا يُمَثَّلُ بِالرَّجُلِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَالْمُثْلَةَ وَلَوْ بِالْكَلْبِ الْعَقُورِ».

ترک نہ کرنا، ورنہ بد کردار لوگ تم پر مسلط کر دیئے جائیں گے، پھر دعائیں بھی مانگو گے تو قبول نہ ہوں گی۔ (پھر ارشاد فرمایا): اے اولادِ عبدالمطلب! خبردار! ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ (میرے قتل کا بدلہ لینے کے لئے) تم مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے لگو، اور یہ امیرالمومنینؑ مارے گئے! امیرالمومنینؑ مارے گئے کے نعرے لگانے شروع کر دو۔ دیکھو میرے قتل کے بدلے میرے قاتل کے سوا کسی کو ہرگز قتل نہ کرنا۔

خیال رکھو! جب قاتل کی اس ضربت سے میری موت واقع ہو جائے، تو اُسے ایک ضربت کے بدلے ایک ہی ضربت لگانا، اور (دیکھو) اس شخص کی لاش کو مثلہ نہ کیا جائے (ناک، کان وغیرہ نہ کاٹے جائیں) کیونکہ میں نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے:

کہ خبردار، کسی کی لاش کو مثلہ نہ کرنا، اگرچہ کاٹنے والا کتّا ہی کیوں نہ ہو۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُعَاوِيَةَ:

وَإِنَّ الْبَغْيَ وَالزُّورَ يُوتِغَانِ بِالْمَرْءِ فِي دِينِهِ وَدُنْيَاهُ وَيُبْدِيَانِ خَلَلَهُ عِنْدَ مَنْ يَعِيبُهُ. وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّكَ غَيْرُ مُدْرِكٍ مَا قُضِيَ فَوَاتُهُ. وَقَدْ رَامَ أَقْوَامٌ أَمْراً بِغَيْرِ الْحَقِّ فَتَأَوَّلُوا عَلَى اللهِ فَأَكْذَبَهُمْ. فَاحْذَرْ يَوْماً يَغْتَبِطُ فِيهِ مَنْ أَحْمَدَ عَاقِبَةَ عَمَلِهِ، وَيَنْدَمُ مَنْ أَمْكَنَ الشَّيْطَانَ مِنْ قِيَادِهِ فَلَمْ يُجَاذِبْهُ. وَقَدْ دَعَوْتَنَا إِلَى حُكْمِ الْقُرْآنِ وَلَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ.

مکتوب (۴۸)

معاویہ کے نام:

اور سرکشی اور دروغ بافی انسان کو دین و دُنیا میں بدنام کر دیتی ہیں۔ اور عیب گیری کرنے والے کے سامنے اُس کی خامیاں کھول کر رکھ دیتی ہیں۔ اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم اُس چیز کو حاصل نہیں کر سکو گے جس کا کھویا جانا ہی مقدر ہو چکا ہے۔ اور کتنی ہی قوموں نے کسی مقصد کو ناحق طریقوں سے حاصل کرنا چاہا تو (اس سے متعلق) اللہ کے حکم کی تاویل کر لی مگر اللہ نے اُنہی کو جھوٹا قرار دیا۔ لہٰذا اُس دن سے ڈرو، جب وہ شخص خوش ہو گا جس نے حسنِ عمل سے اپنی عاقبت محمود کر لی ہو گی، اور وہ شخص پشیمان ہو (کر ہاتھ ملے) گا جس نے اپنی قیادت شیطان کے ہاتھ دے رکھی ہو گی اپنی باگ ڈور اس کے ہاتھ سے چھین نہ لی ہو گی۔ اور تم نے ہمیں

وَلَسْنَا إِيَّاكَ أَجَبْنَا، وَلٰكِنَّا أَجَبْنَا الْقُرْآنَ فِي حُكْمِهِ. وَالسَّلَامُ.

قرآن کے فیصلے کی طرف بلاتا ہے۔ حالانکہ قرآن سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں، اور ہم نے جو اس دعوت پر لبیک کہی تو تمہاری دعوت کو تھوڑی قبول کیا ہے، بلکہ ہم نے تو قرآن کے فیصلہ کو قبول کیا ہے۔ والسلام

ل معاویہ جانتا تھا کہ نہ وہ خون عثمان کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے اور نہ اس کا انتقام لینے پر قادر ہے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، إِلَى مُعَاوِيَةَ أَيْضًا:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الدُّنْيَا مَشْغَلَةٌ عَنْ غَيْرِهَا، وَلَمْ يُصِبْ صَاحِبُهَا مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا فَتَحَتْ لَهُ حِرْصًا عَلَيْهَا وَلَهَجًا بِهَا. وَلَنْ يَسْتَغْنِيَ صَاحِبُهَا بِمَا نَالَ فِيهَا عَمَّا لَمْ يَبْلُغْهُ مِنْهَا. وَمِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ فِرَاقُ مَا جَمَعَ وَنَقْضُ مَا أَبْرَمَ وَلَوِ اعْتَبَرْتَ بِمَا مَضَى حَفِظْتَ مَا بَقِيَ. وَالسَّلَامُ.

مکتوب (۴۹)

معاویہ کے نام:

امابعد، دنیا آخرت سے غافل کرنے کا ایک مشغلہ ہے، اور دنیا دار نے اس سے ذرا سا فائدہ اٹھایا نہیں کہ دنیا نے جھٹ اس کی حرص و ہوس کے سامنے اپنے تمام دروازے کھول دیئے۔ مگر دنیا دار ہے کہ دنیا ہے کہ دنیا میں آتا کچھ پاکر بھی بس نہیں کرے گا۔ (بلکہ) جو ابھی نہیں ملا اس کی کمی محسوس کرے گا۔ حالاں کہ آخر کار ساری جمع جتھا سے جدائی ہو کر، اور مضبوطی سے بٹی ہوئی رسّی کے بل کھول کر رہ جائیں گے۔ اور اگر تم ماضی سے عبرت حاصل کرتے تو مستقبل کو محفوظ کر لیتے۔ والسلام۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، إِلَى أُمَرَائِهِ عَلَى الْجُيُوشِ:

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَصْحَابِ الْمَسَالِحِ.

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ حَقًّا عَلَى الْوَالِي أَنْ لَا يُغَيِّرَهُ عَلَى رَعِيَّتِهِ فَضْلٌ نَالَهُ وَلَا طَوْلٌ خُصَّ بِهِ، وَأَنْ يَزِيدَهُ مَا قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ نِعَمِهِ دُنُوًّا مِنْ عِبَادِهِ وَعَطْفًا عَلَى إِخْوَانِهِ. أَلَا وَإِنَّ لَكُمْ عِنْدِي أَنْ لَا أَحْتَجِزَ دُونَكُمْ سِرًّا

مکتوب (۵۰)

(فوج کے اعلیٰ افسروں کے نام:

عبد خدا، امیر المومنین علی کی طرف سے سرحدوں کے محافظوں کی جانب)

حکمران پر (رعیت کا) ایک حق یہ ہے کہ رعیت پر اُسے جو فضیلت حاصل ہے، اور جو اقتدار اس سے مخصوص کیا گیا ہے، وہ اُس کا مزاج نہ بدل دے۔ دوسرا یہ کہ اللہ نے اُسے اپنی نعمتوں کا جو حصہ بانٹ دیا ہے، وہ اُسے بندگانِ خدا کے قریب تر اور اپنے (دینی) بھائیوں پر مزید مہربان کر دے۔ اور سُن لو کہ میرے پاس تمہارا یہ حق محفوظ ہے کہ حالتِ جنگ کے سوا کوئی راز تم سے چھپا کر نہ رکھوں، اور کسی شرعی فیصلے کے سوا کوئی معاملہ تم سے پوشیدہ نہ رکھوں۔ اور جب تمہارا کوئی حق بنتا ہو، اُسے ادا کرنے میں تاخیر

إِلَّا فِي حَرْبٍ، وَلَا أَطْوِيَ دُونَكُمْ أَمْرًا إِلَّا فِي حُكْمٍ، وَلَا أُؤَخِّرَ لَكُمْ حَقًّا عَنْ مَحَلِّهِ، وَلَا أَقِفَ بِهِ دُونَ مَقْطَعِهِ، وَأَنْ تَكُونُوا عِنْدِي فِي الْحَقِّ سَوَاءً، فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ وَجَبَتْ لِلّٰهِ عَلَيْكُمُ النِّعْمَةُ وَلِي عَلَيْكُمُ الطَّاعَةُ، وَأَنْ لَا تَنْكُصُوا عَنْ دَعْوَةٍ، وَلَا تُفَرِّطُوا فِي صَلَاحٍ، وَأَنْ تَخُوضُوا الْغَمَرَاتِ إِلَى الْحَقِّ. فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَسْتَقِيمُوا لِي عَلَى ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَهْوَنَ عَلَيَّ مِمَّنِ اعْوَجَّ مِنْكُمْ، ثُمَّ أُعْظِمُ لَهُ الْعُقُوبَةَ، وَلَا يَجِدُ فِيهَا عِنْدِي رُخْصَةً. فَخُذُوا هٰذَا مِنْ أُمَرَائِكُمْ، وَأَعْطُوهُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ مَا يُصْلِحُ اللّٰهُ بِهِ أَمْرَكُمْ.

نہ کروں۔ اور جب تک وہ پورا پورا ادا نہ ہو جائے، دم نہ لوں۔ نیز یہ کہ حق کے لحاظ سے تم سب میرے نزدیک برابر رہو۔ لہٰذا جب میں یہ سب کچھ کروں تو تم پر (بھی) واجب ہے کہ اللہ کی نعمت کا اعتراف کرو۔ میری اطاعت کرو، جب بلایا جائے تو پیچھے نہ ہٹو، حالات کے سدھارنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو اور حق تک پہنچنے کے لئے سختیوں میں کود پڑو۔ اب اگر تم نے میری اِن باتوں کے مطابق اپنے آپ کو سیدھا نہ رکھا، تو یاد رکھو تم میں سے جس نے غلط راستہ اختیار کیا میری نظر میں اُس سے بڑھ کر ذلیل کوئی نہ ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ اُسے سزا بھی سخت دوں گا۔ اور اس بارے میں میرے یہاں اُسے کوئی رعایت نہ ملے گی۔ سو اپنے ماتحت) افسروں سے اِن باتوں کا اقرار لے لو اور اپنی طرف سے اُنہیں وہ حقوق دے دو، جن کی وجہ سے اللہ تمہاری بگڑی کو بنا دے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. إِلَى عُمَّالِهِ عَلَى الْخَرَاجِ:

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَصْحَابِ الْخَرَاجِ:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَحْذَرْ مَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ لَمْ يُقَدِّمْ لِنَفْسِهِ مَا يُحْرِزُهَا. وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا كُلِّفْتُمْ يَسِيرٌ وَأَنَّ ثَوَابَهُ كَثِيرٌ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيمَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْبَغْيِ وَالْعُدْوَانِ عِقَابٌ يُخَافُ لَكَانَ فِي ثَوَابِ اجْتِنَابِهِ مَا لَا عُذْرَ فِي تَرْكِ طَلَبِهِ. فَأَنْصِفُوا النَّاسَ

مکتوب (۵۱)

عاملین خراج کے نام:

بندۂ خدا امیرالمومنین علیؑ کی طرف سے صاحبانِ خراج کے نام:

امّا بعد۔ (واضح رہے کہ) جس شخص کو یہ ڈر ہی نہیں کہ اُس کا انجام کار کیا ہونے والا ہے، اُس نے اپنے بچاؤ کا کوئی سامان آگے نہ بھیجا۔ اور معلوم رہے کہ تمہاری تکلیف تھوڑی ہے مگر اُس کا ثواب زیادہ ہے۔ اور خدا نے جس ظلم و سرکشی سے باز رہنے کا حکم دے رکھا ہے اُس (کے ارتکاب) میں کسی سزا کا خوف نہ بھی کیا جائے تو بھی اُس سے بچنے رہنے کے ثواب میں (اتنی وسعت ہے کہ) اُس (طلب و

مِنْ أَنْفُسِكُمْ وَاصْبِرُوا لِحَوَائِجِهِمْ
فَإِنَّكُمْ خُزَّانُ الرَّعِيَّةِ وَوُكَلاَءُ الْأُمَّةِ
وَسُفَرَاءُ الْأَئِمَّةِ. وَلاَ تُحْسِمُوا أَحَداً
عَنْ حَاجَتِهِ، وَلاَ تَحْبِسُوهُ عَنْ طَلِبَتِهِ
وَلاَ تَبِيعُنَّ لِلنَّاسِ فِي الْخَرَاجِ كِسْوَةَ
شِتَاءٍ وَلاَ صَيْفٍ، وَلاَ دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ
عَلَيْهَا وَلاَ عَبْداً، وَلاَ تَضْرِبُنَّ أَحَداً
سَوْطاً لِمَكَانِ دِرْهَمٍ، وَلاَ تَمَسُّنَّ مَالَ
أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مُصَلٍّ وَلاَ مُعَاهَدٍ،
إِلاَّ أَنْ تَجِدُوا فَرَساً أَوْ سِلاَحاً يُعْدَى
بِهِ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلاَمِ فَإِنَّهُ لاَ يَنْبَغِي
لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدَعَ ذلِكَ فِي أَيْدِي
أَعْدَاءِ الْإِسْلاَمِ فَيَكُونَ شَوْكَةً عَلَيْهِ.
وَلاَ تَدَّخِرُوا أَنْفُسَكُمْ نَصِيحَةً، وَلاَ
الْجُنْدَ حُسْنَ سِيرَةٍ، وَلاَ الرَّعِيَّةَ
مَعُونَةً، وَلاَ دِينَ اللهِ قُوَّةً. وَأَبْلُوا
فِي سَبِيلِ اللهِ مَا اسْتَوْجَبَ عَلَيْكُمْ،
فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ قَدِ اصْطَنَعَ عِنْدَنَا
وَعِنْدَكُمْ أَنْ نَشْكُرَهُ بِجُهْدِنَا، وَأَنْ
نَنْصُرَهُ بِمَا بَلَغَتْ قُوَّتُنَا، وَلاَ قُوَّةَ
إِلاَّ بِاللهِ.

سرکشی) کی تلب چھوڑ دینے میں کوئی عذر نہیں رہ جاتا۔ لہٰذا
لوگوں کو اپنی طرف سے انصاف مہیا کرو۔ اور اُن کی ضروریات
زیادہ ہو جائیں تو صبر سے کام لو۔ کیوں کہ تم رعیت کے خزانہ دار،
اُمّت کے وکیل اور آئمہ کے سفیر ہو۔ اور کسی کو ایسی چیز
سے الگ نہ کرو جس کی اُسے ضرورت ہو، نہ کسی کو اپنا مطالبہ
پیش کرنے سے روکو۔ اور خراج کے ضمن میں لوگوں کے
سردیوں اور گرمیوں کے کپڑے، کوئی جانور جس سے وہ
کام لیتے ہوں اور کوئی غلام فروخت نہ کرو۔ اور ایک درہم
کی خاطر کسی کو کوڑا نہ دے مارو۔ اور کسی مسلمان اور معاہد
(ذمّی) کے مال کو ہاتھ تک نہ لگاؤ۔ ہاں اگر گھوڑا یا ہتھیار
ایسا دیکھو، جو اہلِ اسلام کے خلاف جنگی تیاریاں کے لیے رکھا
گیا ہو، تو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ ایسی چیزیں دُشمنانِ
اسلام کے ہاتھ میں رہنے دے، ورنہ وہ اسلام پر غلبہ کا
موجب ہوں گی۔ اور مسلمانوں کی خیر خواہی، فوج کے ساتھ
حسنِ سلوک، رعیّت کی مدد اور دینِ خدا کی تقویت (کے کام)
کو کسی خاص وقت پر اُٹھا نہ رکھو (ہر وقت کرتے رہو) اور خدا
کی راہ میں جو فرائض تم پر عائد ہوتے ہیں، اُنہیں ادا کرتے
رہو۔ کیوں کہ اللہ سبحانہٗ نے ہم تم (سب) سے یہ چاہا
ہے کہ ہم مقدور بھر اُس کا شکر کریں، اور جہاں تک قوت
ساتھ دے، اُس کی نصرت کرتے رہیں۔ ولا قوۃ الا باللہ (کوئی
قوت نہیں مگر بتائیدِ خدا)

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ:
إِلَى أُمَرَاءِ الْبِلاَدِ فِي مَعْنَى الصَّلاَةِ:
أَمَّا بَعْدُ فَصَلُّوا بِالنَّاسِ الظُّهْرَ
حَتَّى تَفِيءَ الشَّمْسُ مِنْ مَرْبِضِ الْعَنْزِ

مکتوب (۵۲)

شہروں کے حاکموں کے نام: نماز کے اوقات کے بارے

اما بعد لوگوں کو ظہر کی نماز اس وقت تک پڑھاؤ کہ دھوپ
بکریوں کے باڑے سے اتنا ڈھل جائے (کہ باڑے کی دیوار کا سایہ

حَيَّةٌ فِي عُضْوٍ مِنَ النَّهَارِ حِينَ يُسَارُ فِيهَا فَرْسَخَانِ. وَصَلُّوا بِهِمُ الْمَغْرِبَ حِينَ يُفْطِرُ الصَّائِمُ وَ يَدْفَعُ الْحَاجُّ وَصَلُّوا بِهِمُ الْعِشَاءَ حِينَ يَتَوَارَى الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ. وَصَلُّوا بِهِمُ الْغَدَاةَ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ. وَ وَصَلُّوا بِهِمْ صَلَاةَ أَضْعَفِهِمْ وَلَا تَكُونُوا فَتَّانِينَ.

دیوار کے برابر ہو جائے) اور عصر کی نماز اس وقت پڑھاؤ جب سورج ابھی زندہ و تابندہ ہو اور دن اتنا باقی ہو کہ (غروب آفتاب تک) دو فرسخ[1] (پیدل) طے کئے جا سکیں۔ مغرب کی نماز اُس وقت پڑھاؤ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور حاجی لوگ (عرفات سے منیٰ کو) چل پڑتے ہیں۔ اور عشاء کی نماز مغرب کی سُرخی غائب ہونے سے رات کے ایک تہائی حصّہ (گذر جانے) تک پڑھاؤ۔ اور صبح کی نماز اُس وقت پڑھاؤ جب آدمی اپنے ساتھی کا چہرہ پہچان لے۔ اور نماز اتنی (مختصر) پڑھاؤ کہ اُسے ضعیف ترین آدمی کی نماز کہا جا سکے۔ اور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالنے والے نہ بن جاؤ۔

---

[1] فرسخ: تین میل کا فاصلہ۔

وَمِنْ عَهْدٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
كَتَبَهُ لِلْأَشْتَرِ النَّخَعِيِّ لَمَّا وَلَّاهُ عَلَى مِصْرَ وَأَعْمَالِهَا حِينَ اضْطَرَبَ أَمْرُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ أَطْوَلُ عَهْدٍ وَأَجْمَعُ كُتُبِهِ لِلْمَحَاسِنِ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرَ فِي عَهْدِهِ إِلَيْهِ حِينَ وَلَّاهُ مِصْرَ: جِبَايَةَ خَرَاجِهَا. وَجِهَادَ عَدُوِّهَا وَاسْتِصْلَاحَ أَهْلِهَا وَعِمَارَةَ بِلَادِهَا.

مکتوب (۵۲)

دستوری فرمان:

یہ فرمان آپؑ نے (مالک) اشتر نخعی کے لئے تحریر فرمایا: جب انہیں مصر اور اُس کے مضافات کی حکومت سپرد کی۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب (مصر میں) محمد بن ابی بکر کے حالات مضطرب ہو گئے تھے۔ یہ فرمان آپؑ کے سب فرامین سے طویل ہے اور محاسن کے لحاظ سے آپ کے سب مکاتیب کا جامع ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدِ خدا! امیر المومنین علیؑ نے مالک بن حارث اشتر کو مصر کی حکومت سونپتے وقت انہیں اپنی عملداری میں جن باتوں پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے، (اُن کا خلاصہ) یہ ہے: (مصر کے) خراج کی فراہمی، اُس کے دشمن سے جہاد، اہل مصر کی بہبود اور اُس کے شہروں کی آبادی۔

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللهِ وَإِيْثَارِ طَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِ مَا أَمَرَ بِهِ فِي كِتَابِهِ: مِنْ فَرَائِضِهِ وَسُنَنِهِ الَّتِي لَا يَسْعَدُ أَحَدٌ إِلَّا بِاتِّبَاعِهَا، وَلَا يَشْقَى إِلَّا مَعَ جُحُودِهَا وَإِضَاعَتِهَا، وَأَنْ يَنْصُرَ اللهَ سُبْحَانَهُ بِقَلْبِهِ وَيَدِهِ وَلِسَانِهِ، فَإِنَّهُ جَلَّ اسْمُهُ قَدْ تَكَفَّلَ بِنَصْرِ مَنْ نَصَرَهُ وَإِعْزَازِ مَنْ أَعَزَّهُ.

وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْسِرَ نَفْسَهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ وَيَزَعَهَا عِنْدَ الْجَمَحَاتِ، فَإِنَّ النَّفْسَ أَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ اللهُ.

ثُمَّ اعْلَمْ يَا مَالِكُ أَنِّي قَدْ وَجَّهْتُكَ إِلَى بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَيْهَا دُوَلٌ قَبْلَكَ مِنْ عَدْلٍ وَجَوْرٍ، وَأَنَّ النَّاسَ يَنْظُرُونَ مِنْ أُمُورِكَ فِي مِثْلِ مَا كُنْتَ تَنْظُرُ فِيهِ مِنْ أُمُورِ الْوُلَاةِ قَبْلَكَ، وَيَقُولُونَ فِيكَ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِيهِمْ. وَإِنَّمَا يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحِينَ بِمَا يُجْرِي اللهُ لَهُمْ عَلَى أَلْسُنِ عِبَادِهِ. فَلْيَكُنْ أَحَبَّ الذَّخَائِرِ إِلَيْكَ ذَخِيرَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ. فَامْلِكْ هَوَاكَ وَشُحَّ بِنَفْسِكَ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَكَ، فَإِنَّ الشُّحَّ بِالنَّفْسِ الْإِنْصَافُ

اُنہیں حکم ہے کہ اللہ (کی گرفت) سے ڈرتے رہیں، اور اُس کی اطاعت کو ہر بات پر ترجیح دیں، اور جن فرائض و سنن پر عمل کرنے کا اُس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے، اُن کا اتباع کریں۔ (وہ فرائض و سنن ایسے ہیں) جن کا اتباع کئے بغیر کوئی سعادت مند نہیں ہو سکتا، اور جن کا جان بوجھ کر انکار کئے بغیر، اور انہیں ضائع کئے بغیر کوئی بدبخت نہیں ہو سکتا، اور (یہ بھی حکم ہے) کہ دل، ہاتھ اور زبان سے اللہ سبحانہ کی نصرت کرتے رہیں، کیونکہ اُس ذاتِ بزرگ و برتر نے ذمہ لے رکھا ہے کہ وہ اپنی نصرت کرنے والے کی نصرت کرے گا اور جو اُس کی عزت کا خیال رکھے گا، وہ بھی اُسے عزت عطا کرے گا۔

نیز اُنہیں حکم ہے کہ وہ اپنے نفس کو خواہشات کی طرف آنکھ نہ اٹھانے دیں اور جب وہ سرکشی کرنے لگے تو اُس کی باگ کھینچ لیں۔ کیونکہ اگر اللہ رحم نہ کرے تو نفس برائی پر آمادہ کرتا ہی رہتا ہے۔

بعد ازاں، اے مالک! آگاہ رہو کہ میں نے تمہیں اُن علاقوں کی طرف روانہ کیا ہے، جن پر تم سے پہلے عدل و جور (دونوں طرح) کی حکومتیں گزر چکی ہیں۔ اور یقین رکھو کہ لوگ تمہارے طرزِ عمل کو بھی اسی نظر سے دیکھیں گے جس سے تم اپنے سے پہلے حکمرانوں کے طرزِ عمل کو دیکھتے رہے ہو اور تمہارے بارے میں بھی وہی کچھ کہیں گے جو تم اُن (حکمرانوں) کے بارے میں کہتے رہے ہو۔ اور (زبانِ خلق نقارۂ خدا) نیک لوگوں کی پہچان اُسی ذکرِ خیر سے ہوتی ہے جسے خدا اپنے بندوں کی زبان پر جاری کر دیتا ہے۔ لہٰذا تمہارے پسندیدہ ترین ذخیرہ عملِ صالح کا ذخیرہ ہونا چاہیئے، ہوائے نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھو اور جو کچھ تمہارے لئے حلال نہ ہو، اُس کی طرف اپنے نفس کو مائل کرنے میں بخل سے کام لو، کیونکہ نفس کی پسندیدہ یا ناپسندیدہ باتوں میں، اُس سے بخل

عَزَبَ عَنْكَ مِنْ عَقْلِكَ

سرکشی دب جاتی ہے، وہ تمہارا اٹھا ہوا ذہن تمہارے پاس پلٹ آئے گا اور تم سے گم شدہ ہوش و حواس ٹھکانے آ جائیں گے۔

وَإِيَّاكَ وَمُسَامَاةَ اللهِ فِي عَظَمَتِهِ، وَالتَّشَبُّهَ بِهِ فِي جَبَرُوتِهِ، فَإِنَّ اللهَ يُذِلُّ كُلَّ جَبَّارٍ، وَيُهِينُ كُلَّ مُخْتَالٍ.

اور خبردار! خدا کی عظمت کی بلندی میں، خدا سے مقابلہ نہ کرنا۔ نہ اس کی طاقتوں میں اس جیسا بننے کی کوشش ہی کرنا، کیونکہ اللہ ہر جبار کو نیچا دکھا دیتا ہے اور ہر متکبر کو سرنگوں کر دیتا ہے۔

أَنْصِفِ اللهَ وَأَنْصِفِ النَّاسَ مِنْ نَفْسِكَ، وَمِنْ خَاصَّةِ أَهْلِكَ، وَمَنْ لَكَ فِيهِ هَوًى مِنْ رَعِيَّتِكَ، فَإِنَّكَ إِلَّا تَفْعَلْ تَظْلِمْ، وَمَنْ ظَلَمَ عِبَادَ اللهِ كَانَ اللهُ خَصْمَهُ دُونَ عِبَادِهِ، وَمَنْ خَاصَمَهُ اللهُ أَدْحَضَ حُجَّتَهُ، وَكَانَ لِلهِ حَرْباً حَتَّى يَنْزِعَ وَيَتُوبَ. وَلَيْسَ شَيْءٌ أَدْعَى إِلَى تَغْيِيرِ نِعْمَةِ اللهِ وَتَعْجِيلِ نِقْمَتِهِ مِنْ إِقَامَةٍ عَلَى ظُلْمٍ، فَإِنَّ اللهَ سَمِيعٌ دَعْوَةَ الْمُضْطَهَدِينَ، وَهُوَ لِلظَّالِمِينَ بِالْمِرْصَادِ.

اللہ کے حقوق ادا کرو اور لوگوں کے حقوق کو انصاف سے ادا کرو، لوگوں کے حقوق یعنی خود اپنے، اپنے خاص اہل و عیال کے اور ان افراد رعیت کے جن کی طرف تمہارا خصوصی میلان ہو۔ اس لئے کہ اگر انصاف نہیں کرو گے تو ظلم کر بیٹھو گے اور جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے، بندوں کی جگہ خود خدا اس کا فریق مخالف بن جاتا ہے اور خدا جس کے بھی خلاف ہو جائے اس کی دلیل توڑ کر رکھ دیتا ہے، اور خدا سے اس کی لڑائی جاری رہتی ہے یہاں تک کہ وہ باز آئے اور توبہ کرے۔ اور ظلم پر قائم رہنے سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز نہیں جو خدا کی نعمت کو بدل دینے اور اس کے غضب کو جلد نازل ہونے کی دعوت دے۔ کیونکہ اللہ ہمیشہ مظلوموں کی پکار سنتا اور ظالموں کی گھات میں رہتا ہے۔

وَلْيَكُنْ أَحَبَّ الْأُمُورِ إِلَيْكَ أَوْسَطُهَا فِي الْحَقِّ، وَأَعَمُّهَا فِي الْعَدْلِ، وَأَجْمَعُهَا لِرِضَى الرَّعِيَّةِ، فَإِنَّ سُخْطَ الْعَامَّةِ يُجْحِفُ بِرِضَى الْخَاصَّةِ، وَإِنَّ سُخْطَ الْخَاصَّةِ يُغْتَفَرُ مَعَ رِضَى الْعَامَّةِ. وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الرَّعِيَّةِ أَثْقَلَ عَلَى الْوَالِي مَؤُونَةً فِي الرَّخَاءِ، وَأَقَلَّ مَعُونَةً لَهُ فِي الْبَلَاءِ، وَأَكْرَهَ لِلْإِنْصَافِ، وَأَسْأَلَ بِالْإِلْحَافِ،

اور تمہارا محبوب ترین طرز عمل وہ ہونا چاہیئے جو حق ہونے میں افراط و تفریط کے درمیان، عدل کی رو سے ہمہ گیر اور رعیت کی خوشنودی کا زیادہ سے زیادہ جامع ہو۔ کیونکہ عوام کی ناراضی خواص کی خوشنودی کو بے اثر کر دیتی ہے، اور عوام کی خوشنودی کے ہوتے ہوئے خواص کی ناراضی نظرانداز ہو جاتی ہے۔ اور رعیت میں خواص سے بڑھ کر ایسا کوئی نہیں جو خوشحالی میں حکمران کے خزانے پر بوجھ ہو کر مصیبت میں خبر تک نہ پوچھے، انصاف پسند نہ کرے، اور مانگنا ہو تو پیچھا ہی نہ چھوڑے، جتنا زیادہ دیا جائے اتنا ہی کم شکریہ ادا کرے، نہ دیا جائے تو عذر تک سننے کا روادار نہ ہو اور

وَاَقَلَّ شُكْرًا عِنْدَ الْاِعْطَاءِ، وَاَبْطَاَ عُذْرًا عِنْدَ الْمَنْعِ، وَاَضْعَفَ صَبْرًا عِنْدَ مُلِمَّاتِ الدَّهْرِ مِنْ اَهْلِ الْخَاصَّةِ، وَاِنَّمَا عِمَادُ الدِّيْنِ وَجِمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْعُدَّةُ لِلْاَعْدَاءِ الْعَامَّةُ مِنَ الْاُمَّةِ، فَلْيَكُنْ صَغْوُكَ لَهُمْ وَمَيْلُكَ مَعَهُمْ۔

وَلْيَكُنْ اَبْعَدُ رَعِيَّتِكَ مِنْكَ وَاَشْنَاُهُمْ عِنْدَكَ اَطْلَبُهُمْ لِمَعَائِبِ النَّاسِ، فَاِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوْبًا الْوَالِيْ اَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا فَلَا تَكْشِفَنَّ عَمَّا غَابَ عَنْكَ مِنْهَا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيْرُ مَا ظَهَرَ لَكَ، وَاللّٰهُ يَحْكُمُ عَلٰى مَا غَابَ عَنْكَ. فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللّٰهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ۔ اَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ كُلِّ حِقْدٍ، وَاقْطَعْ عَنْكَ سَبَبَ كُلِّ وِتْرٍ، وَتَغَابَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَصِحُّ لَكَ، وَلَا تَعْجَلَنَّ اِلٰى تَصْدِيْقِ سَاعٍ فَاِنَّ السَّاعِيَ غَاشٌّ وَاِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِيْنَ۔

وَلَا تُدْخِلَنَّ فِيْ مَشُوْرَتِكَ بَخِيْلًا يَعْدِلُ بِكَ عَنِ الْفَضْلِ وَيَعِدُكَ الْفَقْرَ، وَلَا جَبَانًا يُضْعِفُكَ عَنِ الْاُمُوْرِ، وَلَا حَرِيْصًا يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَهَ بِالْجَوْرِ، فَاِنَّ الْبُخْلَ وَالْجُبْنَ وَالْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتّٰى يَجْمَعُهَا سُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ۔

قدرتی آفات کے وقت ضُعفِ صبر کا شکار ہو جائے۔ اور دین کا سہارا، مسلمانوں کی مجموعی طاقت اور دشمن کے خلاف دفاعی قوت تو اُمت کے عوام ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تم انہی کے سامنے جھکو اور جس طرف اُن کا میلان ہو، تم بھی اسی طرف مائل ہو جاؤ۔

اور تمہاری رعیت میں تم سے دُور ترین اور تمہارا سب سے بڑا دشمن وہ شخص ہونا چاہئیے جو لوگوں کی نکتہ چینی کرنے میں سب سے بازی لے گیا ہو۔ کیوں کہ لوگوں میں کچھ ایسے عیوب ضرور ہوتے ہیں، جن پر پردہ ڈالنے والی موزوں ترین شخصیت حکمران ہے۔ لہٰذا جو عیب تم سے پوشیدہ ہوں، اُن کا پردہ ہرگز نہ کھولنا، کیونکہ تمہارا فرض صرف اُنہیں برائیوں کو دُور کرنا ہے جو آنکھوں کے سامنے ہوں۔ اور جو تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہیں، اُن کا فیصلہ اللہ خود کرے گا۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو رعیت کی پردہ پوشی کرو تاکہ اللہ تمہارے اُن عیبوں کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے چھپا کر رکھنا چاہتے ہو۔ لوگوں (کے دل) سے کینہ کی ہر گرہ کھول دو (کہ کوئی تم سے کینہ نہ رکھے) اور ہر عداوت کی رسّی اپنے سے کاٹ دو (کہ کسی کو تم سے عداوت نہ رہے) ہر ایسے قول و فعل سے، جو تمہارے شایانِ شان نہ ہو، بیخبری کا اظہار کرو۔ اور چغل خور کو سچا سمجھنے میں جلد بازی سے کام نہ لینا، کیوں کہ چغل خور دغاباز ہوتا ہے، اگرچہ خیر خواہوں کے بھیس میں ہو۔

اور اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا جو تمہیں داد و دہش سے روکے اور فقر (و فاقہ) سے ڈرائے۔ اور نہ کسی بزدل کو جو مہمات میں تمہیں کمزوری کا احساس دلائے اور نہ کسی حریص کو وہ تمہیں ناجائز ذرائع سے حریصانہ شکم پروری کی چکنی چپڑی باتیں سنائے۔ کیوں کہ بخل، بزدلی اور حرص میں

إنّ شرّ وزرائك من كان للأشرار
قبلك وزيرا ومن شركهم في الآثام
فلا يكوننّ لك بطانة فإنّهم أعوان
الأثمة وإخوان الظلمة، وأنت
واجد منهم خير الخلف ممّن له
مثل آرائهم ونفاذهم، وليس عليه
مثل آصارهم وأوزارهم ممّن لم
يعاون ظالما على ظلمه ولا آثما على
إثمه. أولئك أخفّ عليك مؤونة،
وأحسن لك معونة. وأحنى عليك
عطفا وأقلّ لغيرك إلفا فاتّخذ
أولئك خاصّة لخلواتك وحفلاتك
ثمّ ليكن آثرهم عندك أقولهم
بمرّ الحقّ لك، وأقلّهم مساعدة
فيما يكون منك ممّا كره الله
لأوليائه واقعا ذلك من هواك
حيث وقع، والصق بأهل الورع
والصدق، ثمّ رضهم على أن لا
يطروك ولا يبجحوك بباطل لم
تفعله. فإنّ كثرة الإطراء تحدث
الزهو وتدني من الغرّة.

ولا يكوننّ المحسن والمسيء
عندك بمنزلة سواء، فإنّ في ذلك
تزهيدا لأهل الإحسان في الإحسان
وتدريبا لأهل الإساءة على
الإساءة. وألزم كلّا منهم ما ألزم

تو تنگ طبیعتیں، بخل اور حرص اللہ سے بدگمانی رکھنے پر تینوں ایک ہیں
تمہارے وزراء میں سب سے بدتر وہ ہوگا جو تم سے پہلے بدکرداروں
کا وزیر اور اُن کی غلط کاریوں میں اُن کا شریک رہ چکا ہو۔ لہٰذا خیال
رکھنا اس قماش کے وزیر تمہارے خصوصی مشیر نہ بننے پائیں، کیونکہ وہ
درحقیقت غلط کاروں کے مددگار اور ظالموں کے طرفدار ہیں۔ اور
ان (نااہل مشیروں) کے بدلے تمہیں اُن سے بہتر کام کرنے والے
کچھ ایسے آدمی مل جائیں گے، جو معاملہ فہمی اور کارگزاری میں تو
اُن کے برابر ہوں گے مگر اُن (غلط کاروں) کی طرح اُن کے
سروں پر غلطیوں اور گناہوں کے بوجھ نہیں ہوں گے اور انہوں
نے نہ تو کسی ظالم کے ظلم کرنے میں اور نہ کسی گناہ گار کی گناہ کرنے
میں مدد کی ہوگی۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کے خرچ کا بوجھ تم پر نہایت
ہلکا رہے گا، تمہارے بہترین معاون ثابت ہوں گے، تمہاری
محبت سے تم پر جھکے رہیں گے اور تمہارے دشمن سے دوستی
نہیں رکھیں گے۔ لہٰذا اپنی خلوتوں اور محفلوں میں انہی کو (مقرب)
خاص بناؤ پھر (ان میں سے بھی) تمہارے نزدیک زیادہ قابلِ ترجیح
وہ ہونے چاہئیں، جو تمہارے منہ پر حق کی کڑوی بات کہہ دینے میں
دوسروں سے بڑھے ہوئے ہوں۔ اور اُن کاموں میں تمہارا ساتھ
سب سے کم دیتے ہوں جنہیں اللہ نے اپنے دوستوں کے لئے ناپسند کیا ہے
گو وہ انہیں مرغوبِ خاطر سمجھ کر گزریں۔ اور پرہیزگاروں اور سچ بولنے والوں کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ
رکھو۔ پھر انہیں اس بات کا خوگر بناؤ کہ نہ تو تمہاری خوشامد کریں اور نہ کسی ایسے کام کا جو تم نے نہ کیا ہو
تمہیں خوش کریں، کیونکہ بہت زیادہ مدح سرائی (انسان کی) خودپسندی پیدا کرتی اور غرور کے قریب
کر دیتی ہے۔ اور خیال رہے کہ تمہارے یہاں نیکوکار اور بدکردار
درجے میں برابر نہ ہونے پائیں۔ کیونکہ ایسا کرنا، درحقیقت
نیکوکاروں کو نیکی سے دل برداشتہ کرنا، اور بدکرداروں کو
بدی کا عادی بنانا ہے۔ اور (نیک و بد) ہر ایک سے وہی
سلوک رکھو جس کا وہ مستحق ہے (نیکوں کی عزت کرو، بدوں

نَفْسَهُ۔ وَاعْلَمْ اَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِاَدْعَى اِلٰى حُسْنِ ظَنِّ رَاعٍ بِرَعِيَّتِهِ مِنْ اِحْسَانِهِ اِلَيْهِمْ، وَتَخْفِيْفِهِ الْمَؤُوْنَاتِ عَلَيْهِمْ، وَتَرْكِ اسْتِكْرَاهِهِ اِيَّاهُمْ عَلٰى مَا لَيْسَ لَهُ قِبَلَهُمْ۔ فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِيْ ذٰلِكَ اَمْرٌ يَجْتَمِعُ لَكَ بِهِ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ، فَاِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَقْطَعُ عَنْكَ نَصَبًا طَوِيْلًا۔ وَاِنَّ اَحَقَّ مَنْ حَسُنَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ حَسُنَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ وَاِنَّ اَحَقَّ مَنْ سَاءَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ سَاءَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ۔

وَلَا تَنْقُضْ سُنَّةً صَالِحَةً عَمِلَ بِهَا صُدُوْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، وَاجْتَمَعَتْ بِهَا الْاُلْفَةُ وَصَلَحَتْ عَلَيْهَا الرَّعِيَّةُ۔ وَلَا تُحْدِثَنَّ سُنَّةً تَضُرُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاضِيْ تِلْكَ السُّنَنِ فَيَكُوْنَ الْاَجْرُ لِمَنْ سَنَّهَا وَالْوِزْرُ عَلَيْكَ بِمَا نَقَضْتَ مِنْهَا۔

وَاَكْثِرْ مُدَارَسَةَ الْعُلَمَاءِ وَمُنَافَثَةَ الْحُكَمَاءِ فِيْ تَثْبِيْتِ مَا صَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ بِلَادِكَ وَاِقَامَةِ مَا اسْتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَكَ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الرَّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ لَا يَصْلُحُ بَعْضُهَا اِلَّا بِبَعْضٍ وَلَا غِنٰى بِبَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ۔ فَمِنْهَا جُنُوْدُ اللّٰهِ۔

کو سزا دو)۔ اور یاد رکھو کہ رعیت کے ساتھ والی کے حسن ظن کی داعی اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ ان سے حسن سلوک رکھے، ان کا معاشی بوجھ ہلکا کرے اور اُسے دینے کو، اُن کے پاس جو چیز نہ ہو، اُس کو جبراً حاصل کرنے سے ہاتھ اُٹھالے۔ (استحصال بالجبر سے ہاتھ روکے رکھے) لہٰذا اس ضمن میں تمہارا طرزِ عمل ایسا ہونا چاہیئے کہ رعیت سے تمہارا حسنِ ظن یقینی ہو جائے۔ کیوں کہ حسنِ ظن تمہیں طویل زحمت سے بے نیاز کردے گا۔ اور تمہارے حسنِ ظن کا زیادہ مستحق وہی ہوگا، جس کی نظر میں تمہارا طرزِ عمل پسندیدہ ہوگا۔ (اسی طرح) تمہارے سوئے ظن کا زیادہ مستحق وہی ہوگا، جس کے نزدیک تمہارا طرزِ عمل ناپسندیدہ ہوگا۔

اور اُس سُنتِ صالحہ کو مٹانا نہیں جس پر اس اُمت کے اوّلین بزرگوار عمل پیرا رہ چکے ہیں، جس کی بدولت یکجہتی کا سرانجام ہُوا، اور جس پر کاربند رہنے سے رعیت کا سُدھار ہوا۔ اور کوئی نئی راہ ایسی نہ نکالنا، جو ان گزشتہ سنتوں کے ذرا سے حصّے کو بھی نقصان پہنچائے۔ ورنہ ان سُنتوں کے جاری کرنے والے کا اجر تو بحال رہے گا اور اُن کے مٹانے کا بارِ گناہ تمہاری گردن پر ہوگا۔

اور اپنے شہری سُدھار کی بنیادیں مضبوط رکھنے اور اگلے لوگوں کی استقامت کے وسائل کو برقرار رکھنے کے لیے، اکثر اوقات عُلماء سے سوال جواب اور حکماء سے گفت و شنید کرتے رہا کرو۔

اور معلوم رہے کہ رعیت نام ہے (مختلف) طبقات کا (جن میں سے) ایک بھی دوسرے کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ نہ ایک طبقہ دوسرے سے بے نیاز ہی رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ان

وَمِنْهَا كُتَّابُ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ، وَمِنْهَا قُضَاةُ الْعَدْلِ، وَمِنْهَا عُمَّالُ الْإِنْصَافِ وَالرِّفْقِ، وَمِنْهَا أَهْلُ الْجِزْيَةِ وَالْخَرَاجِ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُسْلِمَةِ النَّاسِ، وَمِنْهَا التُّجَّارُ وَأَهْلُ الصِّنَاعَاتِ، وَمِنْهَا الطَّبَقَةُ السُّفْلَى مِنْ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ، وَكُلًّا قَدْ سَمَّى اللّٰهُ لَهُ سَهْمَهُ، وَوَضَعَ عَلَى حَدِّهِ فَرِيضَةً فِي كِتَابِهِ أَوْ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا مِنْهُ عِنْدَنَا مَحْفُوظًا.

فَالْجُنُودُ بِإِذْنِ اللّٰهِ حُصُونُ الرَّعِيَّةِ، وَزَيْنُ الْوُلَاةِ، وَعِزُّ الدِّينِ، وَسُبُلُ الْأَمْنِ، وَلَيْسَ تَقُومُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا بِهِمْ. ثُمَّ لَا قِوَامَ لِلْجُنُودِ إِلَّا بِمَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْخَرَاجِ الَّذِي يَقْوَوْنَ بِهِ عَلَى جِهَادِ عَدُوِّهِمْ، وَيَعْتَمِدُونَ عَلَيْهِ فِيمَا يُصْلِحُهُمْ، وَيَكُونُ مِنْ وَرَاءِ حَاجَتِهِمْ. ثُمَّ لَا قِوَامَ لِهٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ إِلَّا بِالصِّنْفِ الثَّالِثِ مِنَ الْقُضَاةِ وَالْعُمَّالِ وَالْكُتَّابِ لِمَا يُحْكِمُونَ مِنَ الْمَعَاقِدِ، وَيَجْمَعُونَ مِنَ الْمَنَافِعِ، وَيُؤْتَمَنُونَ عَلَيْهِ مِنْ خَوَاصِّ الْأُمُورِ وَعَوَامِّهَا. وَلَا قِوَامَ لَهُمْ جَمِيعًا إِلَّا بِالتُّجَّارِ وَذَوِي الصِّنَاعَاتِ فِيمَا يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ مِنْ مَرَافِقِهِمْ، وَيُقِيمُونَهُ مِنْ أَسْوَاقِهِمْ

ہیں۔ سب سے پہلا طبقہ افواجِ خدا کا ہے، دوسرا عوام اور خواص کے کاتبوں کا، (سیکریٹریٹ) تیسرا عدل کے قاضیوں کا (عدلیہ)، چوتھا انصاف و رواداری سے عاملوں کا (پولیس)، پانچواں جزیہ ادا کرنے والے ذمیوں اور خراج گزار مسلمانوں کا، چھٹا تاجروں اور صنعت کاروں کا، ساتواں سب سے نچلا طبقہ محتاجوں اور مسکینوں کا۔ اور اللہ نے ہر طبقہ (کے حقوق) کا حصہ معین کر دیا ہے۔ اور اپنی کتاب میں یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں اس کے فرائض کی حد مقرر کر دی ہے۔ جو اس کے دستور کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔

چنانچہ افواج بحکم خدا رعیت کے قلعے، حکمرانوں کی زینت، دین کی قوت اور امن کی شاہراہیں ہیں۔ اور رعیت صرف انہی کے دم سے اپنے پاؤں پر کھڑی رہ سکتی ہے۔ پھر افواج کے اخراجات کا دار و مدار صرف اس حصۂ خراج پر ہے جو خدا ان کے لئے (مخصوص کر کے) نکال دیتا ہے جس کے بل بوتے پر وہ دشمن سے جہاد کرتی ہیں، اور اپنے فوجی لوازم اور ہنگامی ضرورت پوری کرنے کے لئے اسی (حصۂ خراج) پر بھروسا رکھتی ہیں (فوج اور خراج کی) ان دونوں قسموں کا نظام برقرار نہیں رہ سکتا، جب تک قاضیوں، عاملوں اور کاتبوں پر مشتمل تیسری قسم کا وجود نہ ہو، جو معاہدوں کا استحکام کرتے ہیں، ضروریاتِ زندگی فراہم کرتے ہیں اور خاص (سرکاری) اور عام (غیر سرکاری) معاملات میں امین سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان سب کے نظم و ضبط کا انحصار تاجروں اور صنعت کاروں پر ہے۔ اس لئے کہ (تاجر اور صنعت کار) دونوں روزمرہ کی کام آنے والی چیزیں بہم پہنچانے کے لئے متفق

ويكفونهم من الترفق بأيديهم ما لا
يبلغه رفق غيرهم. ثم الطبقة
السفلى من أهل الحاجة والمسكنة
الذين يحق رفدهم ومعونتهم.
وفي الله لكل سعة، ولكل على
الوالي حق بقدر ما يصلحه، وليس
يخرج الوالي من حقيقة ما ألزمه
الله من ذلك إلا بالاهتمام و
الاستعانة بالله، وتوطين نفسه
على لزوم الحق، والصبر عليه فيما
خف عليه أو ثقل. فول من جنودك
أنصحهم في نفسك لله ولرسوله و
لإمامك، وأنقاهم جيبا، وأفضلهم
حلما ممن يبطئ عن الغضب ويستريح
إلى العذر، ويرأف بالضعفاء، و
ينبو على الأقوياء، وممن لا يثيره
العنف ولا يقعد به الضعف. ثم
الصق بذوي الأحساب وأهل
البيوتات الصالحة والسوابق
الحسنة. ثم أهل النجدة والشجاعة
والسخاء والسماحة، فإنهم جماع
من الكرم، وشعب من العرف. ثم
تفقد من أمورهم ما يتفقد
الوالدان من ولدهما، ولا يتفاقمن
في نفسك شيء قويتهم به، ولا
تحقرن لطفا تعاهدتهم به

ہو جاتے ہیں۔ بازار (کی رونق) برقرار رکھتے ہیں۔ اور جو چیزیں
دوسروں کے ہنر کا بس نہیں ہوتا اُنہیں اپنے ہاتھ کی ہنرمندی
سے مہیا کر کے دوسرے تمام (طبقوں کے) لوگوں کو اس
زحمت سے بچا لیتے ہیں۔ ان کے بعد سب سے نچلا طبقہ اُن
محتاجوں اور مسکینوں کا ہے، جن کی دستگیری اور مدد کرنا ضروری
ہوتا ہے۔ اور خدائی نظام میں ہر ایک اپنے مقدور بھر حصہ
لیتا ہے۔ اور حکمران کا فرض ہے کہ وہ ہر ایک کو اتنے حقوق
مہیا کرے جن سے اُس کی (دینی و دُنیوی) حالت سُدھری رہے اور
اس ضمن میں جو فرائض اللہ نے حکمران پر عائد کر رکھے ہیں، (حکمران) اُن سے
پوری طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا جب تک (اُن کے ادا کرنے میں) پوری
ہمت نہ کرے اور اللہ سے مدد کا خواستگار نہ ہو۔ دل و جان سے حق کے
ساتھ وابستہ نہ رہے، اور ہلکا یا بھاری بوجھ اٹھانے میں حق پر ثابت قدم
نہ رہے چنانچہ اپنی فوجوں کا سالار اُس کو مقرر کرو جو تمہاری دانست میں خدا،
رسولؐ خدا اور تمہارے امام کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہو جس کا دامن سب
سے زیادہ بے داغ ہو، بردباری میں سب سے بالاتر ہو جو غصہ دیر
سے آتا ہو۔ اور جو عذر کو ٹھنڈے دل سے قبول کر لیتا ہو، زیردستوں پر مہربانی
کرتا ہو اور زبردستوں کی سختی سے گوشمالی کرتا ہو۔ ایسا درشت مزاج بھی نہ ہو
کہ چھوتے ہی بھڑک اٹھے اور نہ دل کا اتنا کمزور ہو کہ بیٹھ ہی رہے۔ نیز ایسے
لوگوں سے برابر ربط تم رکھو جو خاندانی شرافت کے حامل اور نیک گھرانوں
کے چشم و چراغ ہوں جن خدمات (کی شاندار روایات) کے مالک ہوں اور ساتھ
ہی بلند ہمتی، شجاعت، سخاوت اور فیاضی کے اوصاف سے متصف ہوں۔ کیونکہ
یہی لوگ درحقیقت مجموعۂ کرم اور جود و عطا کی (ثمردار) شاخیں ہیں۔ پھر اُن کے
اِس طرح پُرسانِ حال رہو جیسے ماں باپ اپنی اولاد کے پرسانِ حال رہتے ہیں۔
اور اپنے دل میں یہ خیال بھی نہ لانا کہ اُنہیں (حقوق کی) قوت بہم پہنچی ہے تم نے
کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اور اُن کی دیکھ بھال کے لئے تمہاری ذرا
سی مہربانی بھی (ضروری) ہو، تو اُسے حقیر سمجھ کر چھوڑ نہ دینا۔ کیونکہ یہ

وَإِنَّ قَدْرَ فِرَقِهِمْ دَاعِيَةٌ لَهُمْ إِلَى بَذْلِ النَّصِيحَةِ لَكَ وَحُسْنِ الظَّنِّ بِكَ. وَلَا تَدَعْ تَفَقُّدَ لَطِيفِ أُمُورِهِمْ اتِّكَالًا عَلَى جَسِيمِهَا فَإِنَّ لِلْيَسِيرِ مِنْ لُطْفِكَ مَوْضِعًا يَنْتَفِعُونَ بِهِ. وَلِلْجَسِيمِ مَوْقِعًا لَا يَسْتَغْنُونَ عَنْهُ.

وَلْيَكُنْ آثَرُ رُؤُوسِ جُنْدِكَ عِنْدَكَ مَنْ وَاسَاهُمْ فِي مَعُونَتِهِ وَأَفْضَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ جِدَتِهِ بِمَا يَسَعُهُمْ وَيَسَعُ مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ خُلُوفِ أَهْلِيهِمْ حَتَّى يَكُونَ هَمُّهُمْ هَمًّا وَاحِدًا فِي جِهَادِ الْعَدُوِّ. فَإِنَّ عَطْفَكَ عَلَيْهِمْ يَعْطِفُ قُلُوبَهُمْ عَلَيْكَ. وَإِنَّ أَفْضَلَ قُرَّةِ عَيْنِ الْوُلَاةِ اسْتِقَامَةُ الْعَدْلِ فِي الْبِلَادِ. وَظُهُورُ مَوَدَّةِ الرَّعِيَّةِ. وَإِنَّهُ لَا تَظْهَرُ مَوَدَّتُهُمْ إِلَّا بِسَلَامَةِ صُدُورِهِمْ وَلَا تَصِحُّ نَصِيحَتُهُمْ إِلَّا بِحِيطَتِهِمْ عَلَى وُلَاةِ أُمُورِهِمْ. وَقِلَّةِ اسْتِثْقَالِ دُوَلِهِمْ وَتَرْكِ اسْتِبْطَاءِ انْقِطَاعِ مُدَّتِهِمْ. فَافْسَحْ فِي آمَالِهِمْ، وَوَاصِلْ فِي حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ، وَتَعْدِيدِ مَا أَبْلَى ذَوُو الْبَلَاءِ مِنْهُمْ. فَإِنَّ كَثْرَةَ الذِّكْرِ لِحُسْنِ أَفْعَالِهِمْ تَهُزُّ الشُّجَاعَ وَتُحَرِّضُ النَّاكِلَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. ثُمَّ اعْرِفْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا أَبْلَى وَلَا تُضِيفَنَّ بَلَاءَ امْرِئٍ إِلَى غَيْرِهِ.

(ذرا سی مہربانی بھی) تمہارے حق میں اُن کی خیر سگالی اور حسن ظن کے جذبات میں اضافہ کا سبب بن جائے گی۔ اور اس بات پر بھروسا کر کے کہ اُن کے بڑے بڑے کام تو چل ہی رہے ہیں، اُن کی چھوٹی ضروریات پوری کرنے سے ہاتھ مت اٹھاؤ، کیونکہ تمہاری چھوٹی چھوٹی مہربانیوں کا مقام یہ ہے کہ وہ اُن کے لئے مفید ہوتی ہیں، مگر بڑی ضروریات اپنی جگہ پر ہیں کہ وہ کسی حالت میں اُن سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

اور تمہارے یہاں اُن فوجی افسروں کا مرتبہ زیادہ بلند ہونا چاہئے جو مالی مدد دینے میں فوجیوں سے برابر کا برتاؤ کریں۔ اور اپنی (تحویل میں رکھی ہوئی) رقم سے اُن کی وہ تنخواہیں اور وظیفے فراخدلی سے ادا کرتے رہیں جن سے اُن کی بھی گزر بسر ہوتی ہے۔ اور اُن کے اہل و عیال کا بھی پیٹ پلتا ہے۔ جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں، تاکہ وہ فکر معاش سے آزاد ہو کر پوری یکسوئی سے دشمن سے جہاد کر سکیں۔ چنانچہ تمہارا اُن پر مہربان ہونا اُن کے دلوں کو تمہاری طرف مائل کر دے گا۔ اور سچ یہ ہے کہ حکمرانوں کی آنکھوں کی بہترین ٹھنڈک شہروں میں عدل کا قائم رہنا اور رعیت کی محبت کا ظاہر ہونا ہے۔ اور رعیت کی محبت ظاہر نہیں ہوتی جب تک اُن کے دل (راعی کی طرف سے) صاف نہ ہوں۔ اور اُن کی خیر خواہی ثابت نہیں ہوتی جب تک وہ اپنے حکام کی حفاظت نہ کریں، اُن کی حکومت کو وبالِ جان سمجھنے میں کمی نہ کریں، اور اُن کی مدت اقتدار کے ختم ہونے کی گھڑیاں گننا ترک نہ کر دیں۔ لہٰذا اُن کی امیدیں بر آنے میں (اپنے یہاں) جگہ کھلی رکھو، اُن کی مناسب تعریف کرنے میں کمی نہ آنے دو۔ اور جن بہادروں نے شجاعت کے کارنامے دکھائے ہوں اُن کی خوبیاں بیان کرتے رہو، کیونکہ حسن کارکردگی کا کثرت سے ذکر، اگر خدا چاہے، تو شجاعوں کو جوش میں لے آتا ہے۔ اور بزدلوں کو بھی شیر بنا دیتا ہے۔ پھر جو کارنامہ کسی نے انجام دیا ہو، اسے اُسی کے لئے مخصوص سمجھو، اور ایک کا کارنامہ دوسرے سے منسوب

وَلَا تَقْتَصِرَنَّ بِهِ دُونَ غَايَةِ بَلَائِهِ،
وَلَا يَدْعُوَنَّكَ شَرَفُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ
تُعْظِمَ مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ صَغِيراً،
وَلَا ضَعَةُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تَسْتَصْغِرَ
مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ عَظِيماً۔

وَارْدُدْ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ مَا يُضْلِعُكَ
مِنَ الْخُطُوبِ وَيَشْتَبِهُ عَلَيْكَ مِنَ
الْأُمُورِ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِقَوْمٍ أَحَبَّ
إِرْشَادَهُمْ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا
اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ۔ فَالرَّدُّ إِلَى اللّٰهِ
الْأَخْذُ بِمُحْكَمِ كِتَابِهِ، وَالرَّدُّ إِلَى
الرَّسُولِ الْأَخْذُ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةِ
غَيْرِ الْمُفَرِّقَةِ۔

ثُمَّ اخْتَرْ لِلْحُكْمِ بَيْنَ النَّاسِ أَفْضَلَ
رَعِيَّتِكَ فِي نَفْسِكَ مِمَّنْ لَا
تَضِيقُ بِهِ الْأُمُورُ، وَلَا تُمَحِّكُهُ
الْخُصُومُ، وَلَا يَتَمَادَى فِي الزَّلَّةِ،
وَلَا يَحْصَرُ مِنَ الْفَيْءِ إِلَى الْحَقِّ إِذَا
عَرَفَهُ، وَلَا تُشْرِفُ نَفْسُهُ عَلَى طَمَعٍ،
وَلَا يَكْتَفِي بِأَدْنَى فَهْمٍ دُونَ أَقْصَاهُ،
وَأَوْقَفَهُمْ فِي الشُّبُهَاتِ، وَآخَذَهُمْ
بِالْحُجَجِ، وَأَقَلَّهُمْ تَبَرُّماً بِمُرَاجَعَةِ
الْخَصْمِ، وَأَصْبَرَهُمْ عَلَى تَكَشُّفِ
الْأُمُورِ، وَأَصْرَمَهُمْ عِنْدَ اتِّضَاحِ الْحُكْمِ

مت کرو، اور اس کی کارکردگی پر جو صلہ مناسب ہو اس میں کمی
نہ کرنا۔ اور دیکھو ایسا نہ ہونے پائے کہ کسی کی بلندی مرتبہ کی بنا پر اس
کے چھوٹے سے کام کو تمہاری نظروں میں بڑا کارنامہ بنا دے۔
اور نہ ایسا ہی ہو کہ کسی کم مرتبہ شخص کے بڑے کارنامہ کو تم چھوٹا
سمجھنے لگو۔

اور جو مسائل تمہیں مشکل معلوم ہوں، اور جو امور تم پر مشتبہ ہو
جائیں، انہیں اللہ اور رسولؐ خدا کی بارگاہ میں پیش کرو۔ کیونکہ اللہ
نے جن لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانا پسند کیا، ان سے فرمایا ہے:
"اے گروہ مومنین! اللہ کے ہر حکم کی تعمیل کرو، اور رسولؐ اور
صاحبان امر کی جو تم میں سے ہیں، اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی بات
میں تمہارا باہمی جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کے پاس
لے جاؤ۔" یہاں اللہ کے پاس لے جانے سے مراد اس کی کتاب
کی محکم آیتوں پر عمل کرنا ہے، اور رسولؐ کے پاس لے جانے کا
مطلب آپ کے متفق علیہ ارشادات پر عمل کرنا ہے، جن میں
کوئی اختلاف نہیں۔

پھر لوگوں میں فیصلے کرنے کے لئے اس شخص کا انتخاب کرو
جو تمہارے دل سے ساری رعیت سے افضل ہو۔ جو مسائل
(کی کثرت) سے تنگ نہ آ جائے۔ جھگڑے کے فریقین اس کی باتوں
سے بر فروختہ نہ ہو جائے۔ اپنی لغزشوں پر اصرار نہ کرے۔ اور
جب حق اس کی سمجھ میں آ جائے، تو حق کی طرف رجوع کرنے میں
تنگی محسوس نہ کرے۔ جس کا دل (بلندی سے) طمع کی طرف جھک
جھک نہ جائے۔ وہ معاملات کی تہ تک پہنچے بغیر سطحی غور
و فکر پر اکتفا نہ کرے۔ جو فیصلہ کرتے وقت شبہات کے
موقعہ پر سب سے زیادہ ٹھہر جانے والا اور دلیل و حجت کو
[illegible] سب سے [illegible] فریقین [illegible]
[illegible] سب سے کم [illegible]

الحكم، ممن لا يزدهيه إطراء، ولا يستميله إغراء، وأولئك قليل. ثم أكثر تعاهد قضائه، وافسح له في البذل ما يزيل علته، وتقل معه حاجته إلى الناس، وأعطه من المنزلة لديك ما لا يطمع فيه غيره من خاصتك، ليأمن بذلك اغتيال الرجال له عندك. فانظر في ذلك نظراً بليغاً، فإن هذا الدين قد كان أسيراً في أيدي الأشرار، يعمل فيه بالهوى، وتطلب به الدنيا.

ثم انظر في أمور عمالك فاستعملهم اختباراً، ولا تولهم محاباة وأثرة، فإنهما جماع من شعب الجور والخيانة. وتوخ منهم أهل التجربة والحياء، من أهل البيوتات الصالحة، والقدم في الإسلام المتقدمة، فإنهم أكرم أخلاقاً، وأصح أعراضاً، وأقل في المطامع إشرافاً، وأبلغ في عواقب الأمور نظراً. ثم أسبغ عليهم الأرزاق، فإن ذلك قوة لهم على استصلاح أنفسهم، وغنى لهم عن تناول ما تحت

حقائق میں دیر نہ کرتے ہوں، حد سے زیادہ تعریف سن کر مغرور نہ ہو جائے اور خوشامد کی باتوں میں آ کر کسی ایک جانب مائل نہ ہو جائے ــــ اور ایسے لوگ بہت ہی کم ملتے ہیں ــــ پھر اُس کے کئے ہوئے فیصلوں کی اکثر جانچ پڑتال کرتے رہو اور اُسے اتنا کھُلا معاوضہ دو، جو اُس کی معاشی ضروریات کا ازالہ کر دے اور اُنہیں محتاج ہو کر دوسروں کا دست نگر نہ ہونا پڑے، اور اپنے یہاں اُسے وہ منزلت عطا کرو، کہ تمہارے کسی اور مقرب خاص کو وہاں تک پہنچنے کا حوصلہ نہ ہو، تاکہ اس طرح وہ تمہارے مصاحبوں کی ضرر رسانی یا ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہے۔ لہٰذا اس طرز عمل میں بالغ نظری سے کام لو، کیونکہ یہ دین اشرار کے ہاتھوں میں اس طرح اسیر رہ چکا ہے کہ اُس پر خواہشاتِ نفسانی کی فرمانروائی تھی، اور دین کے نام پر دُنیا کمائی جا رہی تھی۔

پھر اپنے عُمال حکومت کے معاملات پر نظر رکھو، اور اس طرح کہ ان کی خوب آزمائش کر کے کام پر لگاؤ۔ اور خصوصی رعایت اور ذاتی غرض کی بنا پر کسی کو ملازم نہ رکھو۔ کیونکہ یہ دونوں (رعایت اور غرض) ظلم اور خیانت کی نہروں کا منبع ہیں اور (آزمائش کر کے) اُن میں سے ایسے لوگوں کا انتخاب کرو۔ جو آزمودہ کار، غیرت مند، نیک گھرانوں کے چشم و چراغ اور اسلامی خدمات کے لحاظ سے پیش پیش ہوں۔ کیونکہ ان لوگوں کے اخلاق سب سے بلند، عزتیں سب سے زیادہ بے داغ، نگاہیں لالچ کی پستیوں پر سب سے کم جھکنے والی اور نظریں انجام کار تک سب سے پہنچ جاتی ہیں۔ پھر اُن کی تنخواہیں کشادہ دلی سے پوری پوری ادا کرو۔ کیونکہ اس سے وہ اپنی ذاتی بہبود برقرار رکھنے کے لئے اپنے زیر دست مال پر ہاتھ ڈالنے سے بے نیاز رہیں گے اور اس کے باوجود اگر وہ تمہارے حکم کی خلاف ورزی کریں یا تمہاری امانت میں رخنہ اندازی کریں۔

أيديهم، وحجة عليهم إن خالفوا
أمرك أو ثلموا أمانتك. ثم تفقد
أعمالهم، وابعث العيون من أهل
الصدق والوفاء عليهم، فإن تعاهدك
في السر لأمورهم حدوة لهم على
استعمال الأمانة والرفق بالرعية.
وتحفظ من الأعوان، فإن أحد منهم
بسط يده إلى خيانة اجتمعت بها
عليه عندك أخبار عيونك اكتفيت
بذلك شاهداً، فبسطت عليه العقوبة
في بدنه وأخذته بما أصاب من
عمله، ثم نصبته بمقام المذلة ووسمته
بالخيانة وقلدته عار التهمة۔

وتفقد أمر الخراج بما يصلح أهله
فإن في صلاحه وصلاحهم صلاحاً لمن
سواهم، ولا صلاح لمن سواهم إلا بهم
لأن الناس كلهم عيال على الخراج و
أهله. وليكن نظرك في عمارة الأرض
أبلغ من نظرك في استجلاب الخراج
لأن ذلك لا يدرك إلا بالعمارة۔ و
من طلب الخراج بغير عمارة أخرب
البلاد وأهلك العباد، ولم يستقم أمره
إلا قليلاً. فإن شكوا ثقلاً أو علة أو
انقطاع شرب أو بالة أو إحالة أرض
اغتمرها غرق أو أجحف بها عطش
خففت عنهم بما ترجو أن يصلح به

تو ان پر تمہاری حجت قائم رہے گی۔ پھر ان کی کارگزاری کا جائزہ
لیتے رہو اور ان کے اوپر صداقت شعار اور وفادار مخبر
مقرر کردو۔ کیوں کہ تمہارا خفیہ طور پر ان کے امور کی جانچ پڑتال
کرتے رہنا، ان کے لئے ایمانداری سے کام کرنے اور رعیت
کے ساتھ نرم برتاؤ رکھنے کا ایک تازیانہ ہوگا اور نوکروں
(کے ہتھکنڈوں) سے بچ کر رہو، اس طرح کہ اگر ان میں سے
کسی کا ہاتھ ایسی خیانت کی طرف بڑھے، جس پر تمہارے جاسوسوں
کی اطلاعات کا اتفاق ہوگیا ہو، تو تمہارے لئے یہی شہادت
کافی ہوگی۔ لہٰذا اس (بدعنوان نوکر) کو بدنی سزا (بھی) دو اور
اپنے عہدے سے اس نے جو ناجائز فائدہ اٹھایا ہو، اس کا
مواخذہ بھی کرو۔ پھر اسے ذلت کے مقام پر کھڑا کردو، اور
اس (کے ماتھے) پر خیانت کا داغ لگادو، اور گلے میں تہمت
کی بدنامی کا پٹہ ڈال دو۔

اور خراج کی وصولی کی ایسی دیکھ بھال رکھو جس سے خراج
گزاروں کی اصلاحِ حال ہوتی رہے اس لئے کہ خراج اور خراج
گزاروں کی بہبودی میں دوسروں کی بہتری ہے۔ اور دوسروں
کی بہتری کا دارومدار انہی (خراج گزاروں) پر ہے۔ کیونکہ حقیقت
میں (رعیت کے) سب لوگ خراج اور اہلِ خراج ہی کے
محتاج ہوتے ہیں۔ اور خراج کی فراہمی سے زیادہ تمہاری نظر
زمین کی آبادکاری پر ہونی چاہئیے۔ کیونکہ (زمین کی) آبادی کے
بغیر خراج ہاتھ نہیں آتا۔ اور جو آباد کئے بغیر خراج مانگے گا، وہ
شہروں کو ویران اور شہریوں کو ہلاک کردے گا۔ اور اس کی
حکومت چند دن کی مہمان ہو کر رہ جائے گی۔ لیکن اگر خراج گزار
خراج کی گراں باری، یا کسی آفت سماوی، یا نہری اور بارانی پانی
کی نایابی، یا زمین کے زیرِ آب آجانے سے بیج کے گل سڑ جانے
یا خشک سالی کے باعث اس کے خراب ہوجانے کی شکایت کریں تو

أَمْرُهُمْ، وَلَا يَثْقُلَنَّ عَلَيْكَ شَيْءٌ خَفَّفْتَ بِهِ الْمَؤُونَةَ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُ ذُخْرٌ يَعُودُونَ بِهِ عَلَيْكَ فِي عِمَارَةِ بِلَادِكَ وَتَزْيِينِ وِلَايَتِكَ، مَعَ اسْتِجْلَابِكَ حُسْنَ ثَنَائِهِمْ وَتَبَجُّحِكَ بِاسْتِفَاضَةِ الْعَدْلِ فِيهِمْ، مُعْتَمِداً فَضْلَ قُوَّتِهِمْ بِمَا ذَخَرْتَ عِنْدَهُمْ مِنْ إِجْمَامِكَ لَهُمْ، وَالثِّقَةَ مِنْهُمْ بِمَا عَوَّدْتَهُمْ مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ فِي رِفْقِكَ بِهِمْ. فَرُبَّمَا حَدَثَ مِنَ الْأُمُورِ مَا إِذَا عَوَّلْتَ فِيهِ عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدُ احْتَمَلُوهُ طَيِّبَةً أَنْفُسُهُمْ بِهِ، فَإِنَّ الْعُمْرَانَ مُحْتَمِلٌ مَا حَمَّلْتَهُ، وَإِنَّمَا يُؤْتَى خَرَابُ الْأَرْضِ مِنْ إِعْوَازِ أَهْلِهَا، وَإِنَّمَا يُعْوِزُ أَهْلُهَا لِإِشْرَافِ أَنْفُسِ الْوُلَاةِ عَلَى الْجَمْعِ، وَسُوءِ ظَنِّهِمْ بِالْبَقَاءِ، وَقِلَّةِ انْتِفَاعِهِمْ بِالْعِبَرِ.

ثُمَّ انْظُرْ فِي حَالِ كُتَّابِكَ فَوَلِّ عَلَى أُمُورِكَ خَيْرَهُمْ، وَاخْصُصْ رَسَائِلَكَ الَّتِي تُدْخِلُ فِيهَا مَكَائِدَكَ وَأَسْرَارَكَ بِأَجْمَعِهِمْ لِوُجُودِ صَالِحِ الْأَخْلَاقِ مِمَّنْ

خراج میں اتنی تخفیف کر دو جس سے تمہیں امید ہو کہ اُن کی حالت سُدھر جائے گی۔ مگر خیال رہے کہ اُن کا معاشی بوجھ ہلکا کرتے ہوئے اپنے سر بوجھ نہ ڈال لینا۔ یوں کہ یہ (تخفیف) ایک ایسا ذخیرہ ہے، جسے وہ لوگ تمہارے شہروں کی آبادی اور تمہاری حکومت کی آرائشگی کے لئے تمہیں واپس کر دیں گے اور ساتھ ہی ساتھ تمہیں اُن کی تحسین، اور اُن میں عدل جاری کرنے کی مسرت بھی حاصل ہو جائے گی۔ اور اُنہیں پیشگی دی ہوئی راحت کی وجہ سے تمہیں اُن کی قوّتِ فاضلہ پر اعتماد ہو جائے گا، اور تم نے اپنے حُسنِ سلوک کے جس عادلانہ برتاؤ کا اُنہیں خوگر بنا دیا ہے اُس کی وجہ سے تم اُن کے حُسنِ اعتماد پر بھروسا کر سکو گے۔ اِس کے بعد کئی ایسے واقعات رُونما ہو سکتے ہیں، جن میں تمہیں اُن کی مدد پر بھروسا کرنا پڑے، تو اُس وقت وہ تمہارا ڈالا ہوا ہر بوجھ بطیبِ خاطر برداشت کر لیں گے۔ کیونکہ آباد مُلک پر جو بوجھ ڈالو گے وہ یقیناً اٹھا لے گا۔ اور زمین ویران ہوتی ہے تو محض اہلِ زمین کے فقر و فاقہ سے، اور اہلِ زمین کے فقر و فاقہ کا سبب صرف یہ ہوتا ہے کہ حکمران اپنے دل کی نگاہیں مال و دولت کے ڈھیر لگانے پر جھکا دیتے ہیں۔ (کیونکہ اُنہیں یقین ہوتا ہے کہ یہ اقتدار ناپائیدار ہے۔ اس لئے) سابقہ حکومتوں کا انجام دیکھ کر بھی بہت کم سبق حاصل کرتے ہیں (اور ہاتھ آئے ہوئے موقع کو غنیمت سمجھ کر خوب ہاتھ رنگنا چاہتے ہیں۔)

اب اپنے کاتبوں کے حالات پر نظر ڈالو۔ اس طرح کہ اپنا دفتری کاروبار بہترین ہاتھوں کی تحویل میں رکھو۔ اور اپنی وہ چٹھیاں — جن میں تمہاری خفی تدابیر اور رموزِ مملکت درج ہوں — اُن کاتبوں کے سپرد مخصوص کیے دو، جو ہر لحاظ سے جامعِ اخلاقِ صالحہ ہوں۔ جو اپنے بلند مرتبے کے چڑھ بیٹھ کر

وَلَا تُبْطِرُهُ الْكَرَامَةُ فَيَجْتَرِئَ بِهَا عَلَيْكَ فِي خِلَافٍ لَكَ بِحَضْرَةِ مَلَإٍ، وَلَا تَقْصُرُ بِهِ الْغَفْلَةُ عَنْ إِيرَادِ مُكَاتَبَاتِ عُمَّالِكَ عَلَيْكَ، وَإِصْدَارِ جَوَابَاتِهَا عَلَى الصَّوَابِ عَنْكَ، فِيمَا يَأْخُذُ لَكَ وَيُعْطِي مِنْكَ، وَلَا يُضْعِفُ عَقْداً اعْتَقَدَهُ لَكَ، وَلَا يَعْجِزُ عَنْ إِطْلَاقِ مَا عُقِدَ عَلَيْكَ، وَلَا يَجْهَلُ مَبْلَغَ قَدْرِ نَفْسِهِ فِي الْأُمُورِ، فَإِنَّ الْجَاهِلَ بِقَدْرِ نَفْسِهِ يَكُونُ بِقَدْرِ غَيْرِهِ أَجْهَلَ، ثُمَّ لَا يَكُنِ اخْتِيَارُكَ إِيَّاهُمْ عَلَى فِرَاسَتِكَ وَاسْتِنَامَتِكَ وَحُسْنِ الظَّنِّ مِنْكَ، فَإِنَّ الرِّجَالَ يَتَعَرَّفُونَ لِفِرَاسَاتِ الْوُلَاةِ بِتَصَنُّعِهِمْ وَحُسْنِ خِدْمَتِهِمْ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ النَّصِيحَةِ وَالْأَمَانَةِ شَيْءٌ، وَلَكِنِ اخْتَبِرْهُمْ بِمَا وُلُّوا لِلصَّالِحِينَ قَبْلَكَ، فَاعْمِدْ لِأَحْسَنِهِمْ كَانَ فِي الْعَامَّةِ أَثَراً، وَأَعْرَفِهِمْ بِالْأَمَانَةِ وَجْهاً، فَإِنَّ ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى نَصِيحَتِكَ لِلَّهِ وَلِمَنْ وُلِّيتَ أَمْرَهُ، وَاجْعَلْ لِرَأْسِ كُلِّ أَمْرٍ مِنْ أُمُورِكَ رَأْساً مِنْهُمْ، لَا يَقْهَرُهُ كَبِيرُهَا، وَلَا يَتَشَتَّتُ عَلَيْهِ كَثِيرُهَا، وَمَهْمَا كَانَ فِي كُتَّابِكَ مِنْ عَيْبٍ فَتَغَابَيْتَ عَنْهُ أُلْزِمْتَهُ.

ثُمَّ اسْتَوْصِ بِالتُّجَّارِ وَذَوِي الصِّنَاعَاتِ، وَأَوْصِ بِهِمْ خَيْراً: الْمُقِيمِ مِنْهُمْ وَالْمُضْطَرِبِ بِمَالِهِ، وَالْمُتَرَفِّقِ بِبَدَنِهِ، فَإِنَّهُمْ مَوَادُّ الْمَنَافِعِ وَأَسْبَابُ

بھری مجلس میں تمہارے سر پر چڑھ کر گستاخی نہ کرنے لگیں۔ اور تمہارے لئے لینے اور تمہاری طرف سے دینے کے ضمن میں، تمہارے اہل کاروں کے خطوط تمہارے سامنے پیش کرنے اور اُن کا جواب باصواب روانہ کرنے میں غفلت کی وجہ سے کوتاہی نہ کریں، اور (معاملات کے ایسے ماہر ہوں کہ) تمہارے حق میں معاہدہ کی کسی گرہ میں کمزوری نہ رہنے دیں، اور جو گرہ تمہارے خلاف پڑ جائے اُسے کھولنے سے عاجز نہ رہ جائیں، اور کسی معاملہ میں اپنی قدر و قیمت سے ناآشنا نہ ہوں۔ کیونکہ جو اپنی ہی قدر و قیمت نہیں پہچانتا، وہ دوسروں کی قدر کیا جانے گا۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ اُن کا انتخاب تمہاری فراست، خصوصی میلان اور حُسنِ ظن کی بنا پر نہیں ہونا چاہیئے کیوں کہ لوگ حکام کی نظروں میں سمانے کے لئے تصنع اور حسنِ خدمت کی راہ سے شناسائی پیدا کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اس (ظاہرداری) کے سوا اُن میں خیر خواہی اور ایمانداری کا نام تک نہیں ہوتا۔ بلکہ اُن کا امتحان اُس کارگزاری سے کرو جو انہوں نے تمہارے پیشرو نیک حکام کے ماتحت انجام دی ہو۔ پس جو عوام میں ہر دل عزیز اور ایمانداری میں نیک نام رہ چکا ہو، اُس کا انتخاب کرلو۔ تو تمہارا یہی طرزِ عمل اس بات کی دلیل بن جائے گا کہ تم اللہ کے اور اپنے امام کے خیر خواہ ہو۔ اور اپنے دفتری اُمور کے ہر شعبے کا ایک افسرِ اعلیٰ مقرر کرو جو کسی بڑے کام کے آگے قلم نہ چھوڑ دے اور نہ کاموں کی کثرت سے گھبرا اُٹھے۔ اور (یاد رہے کہ) تمہارے کاتبوں میں جو عیب ہوگا اور تم اُس سے چشم پوشی کر دو گے، تو اُس کے ملزم تم خود گردانے جاؤ گے۔

اس کے بعد تاجروں اور صنعت کاروں کا خود بھی خیال رکھو اور دوسروں کو بھی اُن کا خیال رکھنے کی ہدایت کرو۔ (یہ تاجر اور صنعت کار) مقیم ہوں، خواہ قریہ بقریہ پھر کر مال بیچتے ہوں، چاہے جسمانی مشقت سے روزمرہ کے استعمال کی چیزیں بناتے ہوں۔

الْمَرَافِقِ، وَجُلَّابُهَا مِنَ الْمَبَاعِدِ وَ
الْمَطَارِحِ، فِي بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَسَهْلِكَ
وَجَبَلِكَ، وَحَيْثُ لَا يَلْتَئِمُ النَّاسُ
لِمَوَاضِعِهَا، وَلَا يَجْتَرِئُونَ عَلَيْهَا.
فَإِنَّهُمْ سِلْمٌ لَا تُخَافُ بَائِقَتُهُ، وَصُلْحٌ
لَا تُخْشٰى غَائِلَتُهُ، وَتَفَقَّدْ أُمُورَهُمْ
بِحَضْرَتِكَ وَفِي حَوَاشِي بِلَادِكَ.
وَاعْلَمْ مَعَ ذٰلِكَ أَنَّ فِي كَثِيرٍ مِنْهُمْ
ضِيقًا فَاحِشًا وَشُحًّا قَبِيحًا، وَ
احْتِكَارًا لِلْمَنَافِعِ وَتَحَكُّمًا فِي
الْبِيَاعَاتِ، وَذٰلِكَ بَابُ مَضَرَّةٍ
لِلْعَامَّةِ وَعَيْبٌ عَلَى الْوُلَاةِ. فَامْنَعْ
مِنَ الْاِحْتِكَارِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنَعَ
مِنْهُ. وَلْيَكُنِ الْبَيْعُ بَيْعًا سَمْحًا،
بِمَوَازِينِ عَدْلٍ وَأَسْعَارٍ لَا تُجْحِفُ
بِالْفَرِيقَيْنِ مِنَ الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعِ.
فَمَنْ قَارَفَ حُكْرَةً بَعْدَ نَهْيِكَ إِيَّاهُ
فَنَكِّلْ بِهِ، وَعَاقِبْ فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ.
ثُمَّ اللّٰهَ اللّٰهَ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلٰى مِنَ
الَّذِينَ لَا حِيلَةَ لَهُمْ وَالْمَسَاكِينِ وَ
الْمُحْتَاجِينَ وَأَهْلِ الْبُؤْسٰى وَالزَّمْنٰى،
فَإِنَّ فِي هٰذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعًا وَمُعْتَرًّا،
وَاحْفَظْ لِلّٰهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهِ
فِيهِمْ، وَاجْعَلْ لَهُمْ قِسْمًا مِنْ بَيْتِ
مَالِكَ وَقِسْمًا مِنْ غَلَّاتِ صَوَافِي

کیوں کہ یہی لوگ منافع کا سرچشمہ اور ضروریات زندگی بہم پہنچانے کا
ذریعہ ہوتے ہیں۔ اور تمہارے ملک کی خشکی و تری، میدان اور
پہاڑوں کے طویل راستوں اور دور افتادہ مقامات سے ضرورت
کی چیزیں کشاں کشاں اندرون ملک سے آتے ہیں۔ اور وہ بھی
ان حالات میں کہ جہاں جہاں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں، وہاں تک
اور لوگ پہنچنا تو کیا، اُدھر رُخ کرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے
(ان کا خیال رکھنا اس لئے ضروری ہے) کہ یہ لوگ امن پسند
ہوتے ہیں اور ان سے کسی قسم کی شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اور
ایسے صلح پسند ہوتے ہیں کہ اُن کی بغاوت کا خدشہ نہیں ہوتا۔ یہ
لوگ تمہارے مرکزی شہر میں ہوں یا گرد و نواح کے شہروں میں
ہوں، (بہرحال) ان کی خبر گیری کرتے رہو۔ مگر ساتھ ہی ساتھ
یہ بھی ذہن نشین رکھو کہ ان میں اکثر کھلے بند دل تنگدلی اور بُری
طرح سے کنجوسی کا شکار ہوتے ہیں۔ نفع کمانے کے لئے ذخیرہ
اندوزی کرتے ہیں اور فروختنی مال کی منہ مانگی قیمت لگاتے ہیں۔ اور اسی سے عوام
کے نقصان اور حکام کی بدنامی کا دروازہ کھل جاتا ہے لہٰذا ذخیرہ اندوزی کو
ممنوع قرار دو کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو ممنوع
قرار دیا ہے۔ اور خرید و فروخت میں ایسی نرمی کارفرما ہونی چاہیئے۔ کہ ناپ تول اور
بھاؤ تاؤ عادلانہ ہو جس سے دکاندار اور خریدار میں سے کوئی فریق گھاٹے میں نہ رہے
اب تمہاری ممانعت کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کا ساتھ نہ چھوڑے تو اسے
(عبرت ناک) سزا دو مگر سزا دینے میں حدِ اعتدال سے تجاوز نہ ہو۔

پھر سب سے نچلے طبقہ کا خیال رکھنے میں اللہ کو نہ بھولنا، جن کا
کوئی ذریعۂ معاش نہیں، (اس طبقہ میں) نادار، محتاج، فقر و فاقہ میں مبتلا
اور معذور لوگ شامل ہیں، (ان کا خیال رکھنا اس لئے ضروری ہے) کہ کچھ تو
ان میں سے ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کم سوال ہوتے
ہیں۔ (جنہیں بے مانگے دینا ہوتا ہے) اور ان کے بارے میں اللہ
نے اپنا جو حق تمہارے سپرد کیا ہے، اُس کی حفاظت کرو اور اُن کے

الْإِسْلَامِ فِي كُلِّ بَلَدٍ، فَإِنَّ لِلْأَقْصَى مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِي لِلْأَدْنَى. وَكُلٌّ قَدِ اسْتُرْعِيتَ حَقَّهُ، فَلَا يَشْغَلَنَّكَ عَنْهُمْ بَطَرٌ، فَإِنَّكَ لَا تُعْذَرُ بِتَضْيِيعِكَ التَّافِهَ لِإِحْكَامِكَ الْكَثِيرَ الْمُهِمَّ، فَلَا تُشْخِصْ هَمَّكَ عَنْهُمْ، وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لَهُمْ، وَتَفَقَّدْ أُمُورَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْهُمْ مِمَّنْ تَقْتَحِمُهُ الْعُيُونُ وَتَحْقِرُهُ الرِّجَالُ، فَفَرِّغْ لِأُولَئِكَ ثِقَتَكَ مِنْ أَهْلِ الْخَشْيَةِ وَالتَّوَاضُعِ، فَلْيَرْفَعْ إِلَيْكَ أُمُورَهُمْ، ثُمَّ اعْمَلْ فِيهِمْ بِالْإِعْذَارِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ تَلْقَاهُ، فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ مِنْ بَيْنِ الرَّعِيَّةِ أَحْوَجُ إِلَى الْإِنْصَافِ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَكُلٌّ فَأَعْذِرْ إِلَى اللّٰهِ فِي تَأْدِيَةِ حَقِّهِ إِلَيْهِ. وَتَعَهَّدْ أَهْلَ الْيُتْمِ وَذَوِي الرِّقَّةِ فِي السِّنِّ مِمَّنْ لَا حِيلَةَ لَهُ، وَلَا يَنْصِبُ لِلْمَسْأَلَةِ نَفْسَهُ، وَذٰلِكَ عَلَى الْوُلَاةِ ثَقِيلٌ، وَالْحَقُّ كُلُّهُ ثَقِيلٌ. وَقَدْ يُخَفِّفُهُ اللّٰهُ عَلَى أَقْوَامٍ طَلَبُوا الْعَاقِبَةَ فَصَبَّرُوا أَنْفُسَهُمْ، وَوَثِقُوا بِصِدْقِ مَوْعُودِ اللّٰهِ لَهُمْ۔

لیئے ایک حصہ تو اپنے بیت المال سے معین کر دو اور ایک حصہ ہر شہر میں اسلامی غنیمت کی زمینوں کی پیداوار سے۔ کیونکہ اس میں دور رہنے والوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا نزدیک رہنے والوں کا۔ اور تمہیں ہر ایک کے حق کا نگہبان بنایا گیا ہے۔ لہٰذا حکومت کے نشہ میں اُن سے غافل نہ ہو جانا۔ کیوں کہ اس (فرض) کا اکثر و اہم حصہ ادا کر کے یہ نہ سمجھ لینا کہ (باقی ماندہ) قلیل کی فروگذاشت پر تمہارا عذر قبول کر لیا جائے گا۔ لہٰذا اُن کی طرف سے بے فکر نہ ہو جانا، اور نہ تکبر میں آکر اُن سے منہ پھیرنا۔ اور اُن میں سے جو تمہارے پاس پہنچ نہیں سکتے، اُن کے پُرسانِ حال رہو۔ جنہیں آنکھیں دیکھنا تک پسند نہیں کرتیں اور جو لوگوں کی نظروں میں حقیر سمجھے جاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے اپنے کسی خدا ترس اور متواضع معتمد کو مخصوص کر دو۔ جو ان کے حالات تمہارے سامنے پیش کرتا رہے۔ پھر اُن کے بارے میں وہ طرزِ عمل اختیار کرو کہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں تمہارا عذر پہلے سے موجود ہو۔ کیونکہ ساری رعیت میں یہی لوگ ہیں جنہیں دوسروں کے مقابلہ میں انصاف کی زیادہ ضرورت ہے اور (بہ ہیئتِ مجموعی) ہر ایک کا حق ادا کر کے اللہ کے سامنے بری الذمہ ہو جاؤ۔ اور یتیموں اور پیرانِ سال خوردہ کی دیکھ بھال کرتے رہو جن کا کوئی سہارا نہیں۔ اور سوال کرنے کے لئے اپنے آپ اُٹھ بھی نہیں سکتے۔ اور یہی وہ بوجھ ہے جو حکام پر دوبھر ہے اور (کیوں نہ ہو) حق کی ہر بات دوبھر ہی ہو جاتی ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اُن اقوام کے لئے اس بوجھ کو ہلکا کر دیتا ہے۔ جو عاقبت کی طلب میں اپنے دلوں کو مضبوط رکھتے ہیں، اور اللہ نے اُن کے لئے جو وعدہ کر رکھا ہے اُس وعدے کی سچائی پر یقین رکھتے ہیں۔

وَاجْعَلْ لِذَوِي الْحَاجَاتِ مِنْكَ قِسْماً تُفَرِّغُ لَهُمْ فِيهِ شَخْصَكَ، وَتَجْلِسُ لَهُمْ مَجْلِساً عَامّاً فَتَتَوَاضَعُ

اور اپنے اوقات کا ایک حصہ حاجت مندوں کے لئے مخصوص کر دو جس میں اُن کی خاطر ہر کام سے فارغ ہو جاؤ اور ایک مجلسِ عام میں اُن کے سامنے بیٹھ جاؤ۔ اور اس میں اللہ محض رضا کے

لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَكَ، وَتُقْعِدُ عَنْهُمْ جُنْدَكَ وَاَعْوَانَكَ مِنْ اَحْرَاسِكَ وَشُرَطِكَ، حَتّٰى يُكَلِّمَكَ مُتَكَلِّمُهُمْ غَيْرَ مُتَتَعْتِعٍ، فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ غَيْرِ مَوْطِنٍ: "لَنْ تُقَدَّسَ اُمَّةٌ لَا يُؤْخَذُ لِلضَّعِيْفِ فِيْهَا حَقُّهٗ مِنَ الْقَوِيِّ غَيْرَ مُتَتَعْتِعٍ." ثُمَّ احْتَمِلِ الْخُرْقَ مِنْهُمْ وَالْعِیَّ، وَنَحِّ عَنْهُمُ الضِّيْقَ وَالْاَنَفَ يَبْسُطِ اللّٰهُ عَلَيْكَ بِذٰلِكَ اَكْنَافَ رَحْمَتِهٖ، وَيُوْجِبْ لَكَ ثَوَابَ طَاعَتِهٖ. وَاَعْطِ مَا اَعْطَيْتَ هَنِيْئًا، وَامْنَعْ فِیْ اِجْمَالٍ وَاِعْذَارٍ. ثُمَّ اُمُوْرٌ مِنْ اُمُوْرِكَ لَابُدَّ لَكَ مِنْ مُبَاشَرَتِهَا، مِنْهَا اِجَابَةُ عُمَّالِكَ بِمَا يَعْيٰى عَنْهُ كُتَّابُكَ. وَمِنْهَا اِصْدَارُ حَاجَاتِ النَّاسِ يَوْمَ وُرُوْدِهَا عَلَيْكَ مِمَّا تَحْرَجُ بِهٖ صُدُوْرُ اَعْوَانِكَ. وَاَمْضِ لِكُلِّ يَوْمٍ مَا فِيْهِ، وَاجْعَلْ لِنَفْسِكَ فِيْمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللّٰهِ اَفْضَلَ تِلْكَ الْمَوَاقِيْتِ وَاَجْزَلَ تِلْكَ الْاَقْسَامِ وَاِنْ كَانَتْ كُلُّهَا لِلّٰهِ اِذَا صَلَحَتْ فِيْهَا النِّيَّةُ وَسَلِمَتْ مِنْهَا الرَّعِيَّةُ.

کو نہیں، اللہ کی خوشنودی کے لئے تواضع اختیار کرو، اور اس وقت اپنے فوجیوں، ماتحتوں، محافظوں اور پولیس کو اُن سے ہٹا کر دور بٹھا دو تاکہ کہنے والا تم سے جو کچھ کہنا چاہتا ہے بے خوف و ہراس کہہ سکے۔ کیونکہ میں نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی موقعوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس قوم میں زیردست کا حق زبردست سے بے خوف و ہراس نہیں دلایا جاتا، اُس کی کوئی خوبی بیان نہیں کی جا سکتی۔ پھر ان (حاجت مندوں) کی درشت مزاجی اور قوتِ بیان کی کمزوری کو برداشت کرو، اور اُن سے تنگ دلی، کج خلقی اور تکبر کو پاس نہ آنے دو۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دامن تم پر چاروں طرف سے پھیلا دے گا۔ اور اپنی طاعت کا ثواب تمہارے لئے واجب کر دے گا۔ اور جو کچھ دینا ہو کھلے دل سے دو، اور نہ دینا ہو تو بعنوانِ شائستہ معذرت کر دو۔ پھر تمہارے کاموں میں کچھ ایسے کام ہیں جن کی انجام دہی لازمی طور پر تم ہی سے وابستہ ہے۔ ان میں سے ایک کام ماتحتوں کے خطوط کا جواب دینا ہے جو تمہارے کاتبوں کے بس کا نہ ہو۔ دوسرا جس دن لوگوں کی درخواستیں تمہارے سامنے پیش ہوں اُسی دن مناسب احکام صادر کرنا، جب کہ تمہارا معاون عملہ اُن پر کاروائی کرنے میں تنگ دلی سے کام لے۔ اور روز کا کام اُسی روز انجام دو، کیونکہ ہر دن کے لئے اُسی دن کا کام مخصوص ہوتا ہے۔ اور اللہ سے عبد و معبود کا رشتہ استوار رکھنے کے لئے مذکورہ اوقات و اقسام کا افضل و اعظم حصہ اپنے لئے مخصوص رکھو۔ اگرچہ حقیقت میں تمام اوقات و اقسام اللہ ہی کے ہیں، بشرطیکہ اُن کے صرف کرنے میں نیت نیک ہو اور اُن کی بدولت رعیت امن میں رہے۔

وَلْيَكُنْ فِیْ خَاصَّةِ مَا تُخْلِصُ بِهٖ لِلّٰهِ دِيْنَكَ اِقَامَةُ فَرَائِضِهِ الَّتِیْ

اور وہ مخصوص دینی اعمال جو تم خالصتاً لوجہ اللہ بجا لاتے ہو، اُن میں ایسے فرائض کی پابندی کو نمایاں خصوصیت حاصل

هِيَ لَهُ خَالِصَةً: فَأَعْطِ اللهَ مِنْ
بَدَنِكَ فِي لَيْلِكَ وَنَهَارِكَ، وَوَفِّ
مَا تَقَرَّبْتَ بِهِ إِلَى اللهِ مِنْ ذٰلِكَ
كَامِلاً غَيْرَ مَثْلُومٍ وَلَا مَنْقُوصٍ
بَالِغاً مِنْ بَدَنِكَ مَا بَلَغَ. وَإِذَا
أَقَمْتَ فِي صَلَاتِكَ لِلنَّاسِ فَلَا
تَكُونَنَّ مُنَفِّراً وَلَا مُضَيِّعاً، فَإِنَّ
فِي النَّاسِ مَنْ بِهِ الْعِلَّةُ وَلَهُ
الْحَاجَةُ. وَقَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
حِينَ وَجَّهَنِي إِلَى الْيَمَنِ كَيْفَ أُصَلِّي
بِهِمْ؟ فَقَالَ: "صَلِّ بِهِمْ كَصَلَاةِ
أَضْعَفِهِمْ، وَكُنْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيماً".

وَأَمَّا بَعْدُ فَلَا تُطَوِّلَنَّ احْتِجَابَكَ
عَنْ رَعِيَّتِكَ، فَإِنَّ احْتِجَابَ الْوُلَاةِ
عَنِ الرَّعِيَّةِ شُعْبَةٌ مِنَ الضِّيقِ، وَ
قِلَّةُ عِلْمٍ بِالْأُمُورِ. وَالِاحْتِجَابُ
مِنْهُمْ يَقْطَعُ عَنْهُمْ عِلْمَ مَا احْتَجَبُوا
دُونَهُ، فَيَصْغُرُ عِنْدَهُمُ الْكَبِيرُ،
وَيَعْظُمُ الصَّغِيرُ، وَيَقْبُحُ الْحَسَنُ وَ
يَحْسُنُ الْقَبِيحُ، وَيُشَابُ الْحَقُّ
بِالْبَاطِلِ. وَإِنَّمَا الْوَالِي بَشَرٌ لَا
يَعْرِفُ مَا تَوَارَى عَنْهُ النَّاسُ بِهِ
مِنَ الْأُمُورِ، وَلَيْسَتْ عَلَى الْحَقِّ
سِمَاتٌ تُعْرَفُ بِهَا ضُرُوبُ الصِّدْقِ
مِنَ الْكَذِبِ، وَإِنَّمَا أَنْتَ أَحَدُ رَجُلَيْنِ:

ہونی چاہیئے جو اُسی کی ذات پاک سے مخصوص ہیں۔ لہذا اپنے لیل و نہار (کے مخصوص اوقات) میں اپنے بدن (کی طاقت) کا کچھ حصہ اللہ کی عبادت میں صرف کرو۔ اور اس (عبادت) کے جو اعمال عبادات قربۃً الی اللہ بجا لاؤ۔ وہ پوری توجہ سے اس طرح انجام دو۔ کہ اُن میں کوئی کسر اور نقص نہ رہنے پائے چاہے تمہیں کتنی ہی جسمانی کوفت برداشت کرنی پڑے۔ اور جب نماز باجماعت پڑھانے لگو، تو اتنی طویل نہ کرو کہ لوگ (نماز چھوڑ کر) بھاگ جائیں، اور نہ اتنی مختصر کہ نماز، نماز ہی نہ رہے۔ کیونکہ نمازیوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں، جنہیں کوئی بیماری یا ضروری کام ہوتا ہے اور جب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے یمن بھیجنے لگے تو میں نے آپؐ سے پوچھا کہ نماز باجماعت کس طرح پڑھاؤں؟ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "اُنہیں ایسی نماز پڑھاؤ جیسی ضعیف ترین نمازی پڑھ سکتا ہے، اور مومنوں پر مہربان بن کر رہو۔"

اس کے بعد خیال رہے کہ اپنی رعیت سے لمبی دیر تک روپوش نہ رہنا، کیوں کہ حکام کا روپوش رہنا، ایک قسم کی تنگدلی اور اُمورِ حکومت سے لاعلمی کی دلیل ہے۔ اور رعیت سے چھپ کر رہنا، اُنہیں اُن باتوں سے بے خبر رکھتا ہے، جو اُن کے لئے پس پردہ کا حکم رکھتی ہیں، چنانچہ اُن کی نگاہ میں ہر بڑی چیز چھوٹی اور ہر چھوٹی چیز بڑی، ہر خوبی خامی اور ہر خامی خوبی ہو کر رہ جاتی ہے اور اس طرح حق و باطل کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ اور حکمران بھی تو آخر بشر ہی ہوتا ہے۔ اُسے کیا خبر کہ لوگ اُس کی نظروں سے دور کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اور حق (کی پیشانی) پر کوئی ایسے لکھوٹے کے نشان نہیں ہوتے ہیں کہ کھرے اور کھوٹے سکوں کے نقوش پہچانے جا سکیں۔ اور تم دو (مختلف) آدمیوں میں سے ایک ہی ہو سکتے ہو: یا تو وہ آدمی ہو کہ دل کھول کر راہِ حق پر خرچ کرتے ہو تو (اس صورت میں) لوگوں کے واجبی حقوق ادا کرنے میں اُن سے حجاب کیا

إِمَّا امْرُؤٌ سَخَتْ نَفْسُكَ بِالْبَذْلِ فِي الْحَقِّ فَفِيمَ احْتِجَابُكَ مِنْ وَاجِبِ حَقٍّ تُعْطِيهِ، أَوْ فِعْلٍ كَرِيمٍ تُسْدِيهِ، أَوْ مُبْتَلًى بِالْمَنْعِ، فَمَا أَسْرَعَ كَفَّ النَّاسِ عَنْ مَسْأَلَتِكَ إِذَا أَيِسُوا مِنْ بَذْلِكَ، مَعَ أَنَّ أَكْثَرَ حَاجَاتِ النَّاسِ إِلَيْكَ مِمَّا لَا مَؤُونَةَ فِيهِ عَلَيْكَ مِنْ شَكَاةِ مَظْلِمَةٍ، أَوْ طَلَبِ إِنْصَافٍ فِي مُعَامَلَةٍ۔

اور کریمانہ افعال کی بجا آوری میں پردہ کی کیا ضرورت۔ یا پھر تم وہ آدمی ہو کہ نہ دینے کی قسم کھائے بیٹھے ہو، سو (اس صورت میں) لوگ جوں ہی تمہاری داد و دہش سے مایوس ہو جائیں گے تم سے مانگنا خود ہی چھوڑ دیں گے۔ مزید براں تمہارے پاس لوگوں کی زیادہ تر درخواستیں ایسی آتی ہیں جن کی وجہ سے تم پر کوئی مالی بوجھ نہیں پڑتا، مثلاً کسی ظلم کی شکایت یا کسی لین دین کے سلسلہ میں انصاف کا مطالبہ۔

ثُمَّ إِنَّ لِلْوَالِي خَاصَّةً وَبِطَانَةً فِيهِمُ اسْتِئْثَارٌ وَتَطَاوُلٌ، وَقِلَّةُ إِنْصَافٍ فِي مُعَامَلَةٍ، فَاحْسِمْ مَادَّةَ أُولَئِكَ بِقَطْعِ أَسْبَابِ تِلْكَ الْأَحْوَالِ۔ وَلَا تُقْطِعَنَّ لِأَحَدٍ مِنْ حَاشِيَتِكَ وَحَامَّتِكَ قَطِيعَةً۔ وَلَا يَطْمَعَنَّ مِنْكَ فِي اعْتِقَادِ عُقْدَةٍ تَضُرُّ بِمَنْ يَلِيهَا مِنَ النَّاسِ فِي شِرْبٍ أَوْ عَمَلٍ مُشْتَرَكٍ يَحْمِلُونَ مَؤُونَتَهُ عَلَى غَيْرِهِمْ. فَيَكُونَ مَهْنَأُ ذَلِكَ لَهُمْ دُونَكَ، وَعَيْبُهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

پھر ہر حکمران کے کچھ خواص اور راز دار ہوتے ہیں، جن میں خود غرضی، دست درازی اور بد معاملگی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ایسے حالات (پیدا ہونے) کا رشتہ کاٹ کر ان لوگوں کی شرارت کے مادہ کا خاتمہ کر دو۔ اور اپنے حاشیہ نشینوں اور قریبی رشتہ داروں میں سے کسی کو کوئی جاگیر ہرگز نہ دینا۔ اور نہ اُن میں سے کسی کو تم سے یہ توقع ہونی چاہیئے کہ وہ کسی ایسی سیر حاصل زمین پر قبضہ جما لے، جس سے آس پاس کے لوگوں کی آب پاشی یا کسی مشترکہ کام (سڑک، پل وغیرہ) کو — جس کے خرچ کا بوجھ وہ دوسروں پر ڈالتے ہوں — نقصان پہنچتا ہو۔ کیوں کہ اس دھاندلی سے گھپرے تو وہ (حاشیہ نشین) اڑائیں گے اور تمہیں یاد بھی نہیں کریں گے۔ مگر اس کا دھبہ دنیا و آخرت میں تمہارے دامن پر لگا رہے گا۔

وَأَلْزِمِ الْحَقَّ مَنْ لَزِمَهُ مِنَ الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ، وَكُنْ فِي ذَلِكَ صَابِراً مُحْتَسِباً، وَاقِعاً ذَلِكَ مِنْ قَرَابَتِكَ وَخَاصَّتِكَ حَيْثُ وَقَعَ۔ وَابْتَغِ عَاقِبَتَهُ بِمَا يَثْقُلُ عَلَيْكَ مِنْهُ فَإِنَّ مَغَبَّةَ ذَلِكَ مَحْمُودَةٌ۔

اور اپنے اور بیگانے میں سے (مظلوم کا) حق جس کے ذمہ ہو، اُس پر اُس کو عائد کر دو، اور اس کارروائی میں صبر و احتساب سے کام لو۔ چاہے اس کی زد میں تمہارا کوئی عزیز اور خاص آدمی ہی کیوں نہ آتا ہو، اور اس وجہ سے جو بار خاطر تمہیں برداشت کرنا پڑے، اس کے انجام کو پیش نظر رکھو۔ کیوں کہ اس (کارروائی) کا انجام یقیناً قابل تعریف ہے۔

وَإِنْ ظَنَّتِ الرَّعِيَّةُ بِكَ حَيْفاً فَأَصْحِرْ لَهُمْ بِعُذْرِكَ، وَاعْدِلْ عَنْكَ ظُنُونَهُمْ بِإِصْحَارِكَ، فَإِنَّ فِي ذٰلِكَ رِيَاضَةً مِنْكَ لِنَفْسِكَ، وَرِفْقاً بِرَعِيَّتِكَ، وَإِعْذَاراً تَبْلُغُ بِهِ حَاجَتَكَ مِنْ تَقْوِيمِهِمْ عَلَى الْحَقِّ.

وَلَا تَدْفَعَنَّ صُلْحاً دَعَاكَ إِلَيْهِ عَدُوُّكَ وَلِلّٰهِ فِيهِ رِضًى، فَإِنَّ فِي الصُّلْحِ دَعَةً لِجُنُودِكَ، وَرَاحَةً مِنْ هُمُومِكَ، وَأَمْناً لِبِلَادِكَ. وَلٰكِنِ الْحَذَرَ كُلَّ الْحَذَرِ مِنْ عَدُوِّكَ بَعْدَ صُلْحِهِ، فَإِنَّ الْعَدُوَّ رُبَّمَا قَارَبَ لِيَتَغَفَّلَ، فَخُذْ بِالْحَزْمِ، وَاتَّهِمْ فِي ذٰلِكَ حُسْنَ الظَّنِّ. وَإِنْ عَقَدْتَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَدُوِّكَ عُقْدَةً، أَوْ أَلْبَسْتَهُ مِنْكَ ذِمَّةً، فَحُطْ عَهْدَكَ بِالْوَفَاءِ، وَارْعَ ذِمَّتَكَ بِالْأَمَانَةِ، وَاجْعَلْ نَفْسَكَ جُنَّةً دُونَ مَا أَعْطَيْتَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ شَيْءٌ النَّاسُ أَشَدُّ عَلَيْهِ اجْتِمَاعاً، مَعَ تَفَرُّقِ أَهْوَائِهِمْ، وَتَشَتُّتِ آرَائِهِمْ، مِنْ تَعْظِيمِ الْوَفَاءِ بِالْعُهُودِ. وَقَدْ لَزِمَ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُونَ فِيمَا بَيْنَهُمْ دُونَ الْمُسْلِمِينَ لِمَا اسْتَوْبَلُوا مِنْ عَوَاقِبِ الْغَدْرِ، فَلَا تَغْدِرَنَّ بِذِمَّتِكَ، وَلَا تَخِيسَنَّ بِعَهْدِكَ، وَلَا تَخْتِلَنَّ عَدُوَّكَ، فَإِنَّهُ لَا يَجْتَرِئُ عَلَى اللّٰهِ إِلَّا جَاهِلٌ شَقِيٌّ.

اور اگر رعیت کو بدگمانی ہو جائے کہ تم نے ان پر ظلم کیا ہے تو معذرت کے ساتھ اپنی صفائی پیش کرو اور اپنا ما فی الضمیر واضح کر کے ان کی بدگمانیاں دور کر دو۔ کیونکہ ایسا کرنے میں جہاں تمہاری اپنی اخلاقی تربیت ہو گی وہاں رعیت پر تمہاری مہربانی بھی ثابت ہو جائے گی اور اس عذر خواہی سے رعیت کو حق پر قائم رکھنے کا مقصد بھی حاصل کر لو گے۔

اور دشمن، اگر ایسی صلح کی پیش کش کرے جس میں اللہ کی خوشنودی کا دخل ہو، تو اسے ٹھکرانا نہیں، کیونکہ صلح سے تمہاری فوج کو آرام، تفکرات سے تمہاری آسودگی اور تمہارے شہروں کا امن وابستہ ہے۔ لیکن یاد رہے کہ صلح کے بعد دشمن سے پوری طرح ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ دشمن عموماً اس لئے قریب آتا ہے کہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھائے۔ لہذا محتاط رہو اور اس ضمن میں حسن ظن کا اعتبار بھی نہ کرو۔ اور اگر دشمن سے کوئی معاہدہ کرو، یا اُسے اپنی امان میں لے لو تو اپنے عہد کی پوری پوری پابندی کرو، اپنی ذمہ داری کا ایمانداری سے نباہ کرو، اور اپنے دئیے ہوئے قول پر یوں قائم رہو کہ جان جائے مگر بات نہ جائے۔ کیونکہ اللہ کے فرائض میں سے جس فریضہ پر تمام لوگ، الگ الگ خواہشات و مختلف نظریات کے باوجود سب سے زیادہ متفق ہیں، وہ ایفائے عہد کی تعظیم کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور مسلمان تو مسلمان، مشرکوں نے بھی باہمی عہد و پیمان کی پابندی کی ہے کیوں کہ وہ عہد شکنی کے نتائج بھگت چکے تھے۔ لہٰذا نہ تو اپنے قول و قرار کی خلاف ورزی کرنا، نہ اپنے عہد کو توڑنا اور نہ دشمن کو دھوکا ہی دینا۔ کیونکہ جاہل بدبخت کے سوا، اللہ کی نافرمانی کی کوئی جرأت نہیں کرتا۔ اور اللہ نے اپنے عہد و پیمان کو جائے امن قرار دے کر اُس کو اپنی رحمت سے اپنے بندوں میں عام کر دیا ہے۔

وَقَدْ جَعَلَ اللهُ عَهْدَهُ وَذِمَّتَهُ أَمْنًا أَفْضَاهُ بَيْنَ الْعِبَادِ بِرَحْمَتِهِ وَحَرِيمًا يَسْكُنُونَ إِلَى مَنَعَتِهِ وَيَسْتَفِيضُونَ إِلَى جِوَارِهِ۔ فَلَا إِدْغَالَ وَلَا مُدَالَسَةَ وَلَا خِدَاعَ فِيهِ، وَلَا تَعْقِدْ عَقْدًا تُجَوِّزُ فِيهِ الْعِلَلَ وَلَا تُعَوِّلَنَّ عَلَى لَحْنِ قَوْلٍ بَعْدَ التَّأْكِيدِ وَالتَّوْثِقَةِ، وَلَا يَدْعُوَنَّكَ ضِيقُ أَمْرٍ لَزِمَكَ فِيهِ عَهْدُ اللهِ إِلَى طَلَبِ انْفِسَاخِهِ بِغَيْرِ الْحَقِّ، فَإِنَّ صَبْرَكَ عَلَى ضِيقِ أَمْرٍ تَرْجُو انْفِرَاجَهُ وَفَضْلَ عَاقِبَتِهِ خَيْرٌ مِنْ غَدْرٍ تَخَافُ تَبِعَتَهُ وَأَنْ تُحِيطَ بِكَ مِنَ اللهِ فِيهِ طِلْبَةٌ فَلَا تَسْتَقِيلُ فِيهَا دُنْيَاكَ وَلَا آخِرَتَكَ۔

اور ایسی حریم بنا لیا ہے جس کے محفوظ و مضبوط قلعہ میں وہ سکون پذیر ہوتے ہیں، اور جس کے پڑوس میں اترنے کے لئے تیزی سے رواں دواں ہیں۔ ہذا عہد و پیمان میں کوئی کھوٹ، خیانت اور دھوکا جائز نہیں۔ اور ایسا کوئی معاہدہ نہ کرو جس میں حیلے بہانے کی راہ نکلتی ہو، اور معاہدہ کی تاکید و توثیق کے بعد قابلِ توجیہ الفاظ کا سہارا مت لو، اور خبردار! کسی ایسی بات کی ناگواری جس میں اللہ کا عہد تم پر لاگو ہو گیا ہو، تمہیں اس بات کی دعوت نہ دے کہ تم ناحق معاہدہ ٹوٹ جانے کے بہانے تلاش کرنے لگو۔ کیونکہ جس کام کی تنگی (اور ناگواری) سے تمہیں نجات پانے اور اس کا انجام بخیر ہونے کی اُمید ہو، اس پر تمہارا صبر کرنا، اُس بدعہدی سے بہتر ہے جس کا خمیازہ بھگتنے سے تم ڈرتے ہو، اور تمہیں اندیشہ ہے کہ اس (بدعہدی) کی پاداش میں اللہ کی بازپرس تمہیں چاروں طرف سے گھیر لے گی۔ اور اس (بازپرس) سے دُنیا اور آخرت (کے گناہ) بخشوا کر بھی رہائی نہ پا سکو گے۔

إِيَّاكَ وَالدِّمَاءَ وَسَفْكَهَا بِغَيْرِ حِلِّهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَدْعَى لِنِقْمَةٍ وَلَا أَعْظَمَ لِتَبِعَةٍ وَلَا أَحْرَى بِزَوَالِ نِعْمَةٍ وَانْقِطَاعِ مُدَّةٍ مِنْ سَفْكِ الدِّمَاءِ بِغَيْرِ حَقِّهَا۔ وَاللهُ سُبْحَانَهُ مُبْتَدِئٌ بِالْحُكْمِ بَيْنَ الْعِبَادِ فِيمَا تَسَافَكُوا مِنَ الدِّمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ فَلَا تُقَوِّيَنَّ سُلْطَانَكَ بِسَفْكِ دَمٍ حَرَامٍ فَإِنَّ ذَلِكَ مِمَّا يُضْعِفُهُ وَيُوهِنُهُ بَلْ يُزِيلُهُ وَيَنْقُلُهُ۔ وَلَا عُذْرَ لَكَ عِنْدَ اللهِ وَلَا عِنْدِي فِي قَتْلِ الْعَمْدِ لِأَنَّ فِيهِ قَوَدَ الْبَدَنِ۔ وَإِنِ ابْتُلِيتَ بِخَطَإٍ وَأَفْرَطَ عَلَيْكَ سَوْطُكَ وَسَيْفُكَ أَوْ يَدُكَ بِعُقُوبَةٍ فَإِنَّ فِي الْوَكْزَةِ فَمَا فَوْقَهَا

خبردار، (لوگوں کے) ناروا خون نہ بہانا۔ کیوں کہ ناحق خون ریزی سے بڑی کوئی بات نہیں جو خدا کی ناراضی کو بلاوا دے، (گناہ کی) پاداش کو عظیم تر کر دے اور زوالِ نعمت اور انقطاعِ مدت کے لئے موزوں ہو، اور اللہ سبحانہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندوں کی باہمی خوں ریزیوں ہی کا فیصلہ کرے گا۔ اور اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کے لئے ناحق خوں ریزی مت کرنا، کیوں کہ یہ (فعل) اقتدار کو نہ صرف کمزور اور بودا کر دیتا ہے بلکہ اسے زائل کر کے (دوسروں کو) منتقل کر دیتا ہے۔ اور کسی کو جان بوجھ کر قتل کر دینے کے بارے میں نہ خدا کے یہاں اور نہ میرے نزدیک ہی تمہارا کوئی عذر سُنا جائے گا۔ کیوں کہ اس میں بدنی قصاص (لازم) ہے۔ ہاں، اگر تم سے یہ غلطی سرزد ہو جائے کہ سزا دیتے وقت تمہارا کوڑا یا تلوار یا ہاتھ حد (اعتدال) سے تجاوز کر جائے (اور قتل واقع ہو جائے) کیوں کہ مکا بلکہ اس سے بھی خفیف ضرب قتل کا باعث ہو سکتی ہے

مُقْتَلَةٌ فَلَا تَطْمَحَنَّ بِكَ نَخْوَةُ سُلْطَانِكَ عَنْ أَنْ تُؤَدِّيَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ حَقَّهُمْ۔

تو ایسا نہ ہو کہ حکومت کا گھمنڈ تمہیں مقتول کے وارثوں کا حق ادا نہ کرنے دے۔

وَإِيَّاكَ وَالْإِعْجَابَ بِنَفْسِكَ وَالثِّقَةَ بِمَا يُعْجِبُكَ مِنْهَا وَحُبَّ الْإِطْرَاءِ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَوْثَقِ فُرَصِ الشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ لِيَمْحَقَ مَا يَكُونُ مِنْ إِحْسَانِ الْمُحْسِنِينَ۔

اور دیکھو خود پسندی، اور اپنی دل پسند باتوں پر بھروسا کرنے اور خوشامد پسندی سے بچ کر رہنا۔ کیوں کہ نیکوں کی نیکیاں ملیامیٹ کرنے کے لئے شیطان کے دل میں زیادہ بھروسے کے مواقع یہی ہیں۔

وَإِيَّاكَ وَالْمَنَّ عَلَى رَعِيَّتِكَ بِإِحْسَانِكَ، أَوِ التَّزَيُّدَ فِيمَا كَانَ مِنْ فِعْلِكَ، أَوْ أَنْ تَعِدَهُمْ فَتُتْبِعَ مَوْعِدَكَ بِخُلْفِكَ، فَإِنَّ الْمَنَّ يُبْطِلُ الْإِحْسَانَ، وَالتَّزَيُّدَ يَذْهَبُ بِنُورِ الْحَقِّ، وَالْخُلْفَ يُوجِبُ الْمَقْتَ عِنْدَ اللهِ وَالنَّاسِ قَالَ اللهُ تَعَالَى: "كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ"

اور خبردار، رعیت پر احسان کر کے (احسان) جتانے یا اپنے کئے کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے یا رعیت سے کوئی وعدہ کر کے بعد میں وعدہ خلافی کرنے کا خیال بھی نہ کرنا۔ کیونکہ احسان جتانا نیکی کو برباد کر دیتا ہے، اور کئے کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا چراغ حق کو گل کر دیتا ہے، اور وعدہ خلافی خالق و مخلوق (دونوں) کی ناراضی کا موجب بن جاتی ہے۔ (چنانچہ) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ" (تمہارا منہ سے وہ کچھ کہنا جو تم کرتے نہیں، اللہ کے ہاں بڑی ناراضی کی بات ہے)

وَإِيَّاكَ وَالْعَجَلَةَ بِالْأُمُورِ قَبْلَ أَوَانِهَا، أَوِ التَّسَقُّطَ فِيهَا عِنْدَ إِمْكَانِهَا، أَوِ اللَّجَاجَةَ فِيهَا إِذَا تَنَكَّرَتْ، أَوِ الْوَهْنَ عَنْهَا إِذَا اسْتَوْضَحَتْ۔ فَضَعْ كُلَّ أَمْرٍ مَوْضِعَهُ، وَأَوْقِعْ كُلَّ عَمَلٍ مَوْقِعَهُ۔

اور خیال رہے کہ جب تک کسی کام کا وقت نہ آ جائے، اس کے کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لینا۔ اور جب اس کے ہونے کا وقت آ جائے تو توقف نہ کرنا، اور جب تک سمجھ میں نہ آ جائے اس کے کرنے سے باز رہنا، لیکن جب واضح ہو جائے تو سستی نہ کرنا۔ غرض ہر کام کو اس کے مقام پر رکھو اور ہر عمل کو اس کے موقع پر بجا لاؤ۔

وَإِيَّاكَ وَالِاسْتِئْثَارَ بِمَا النَّاسُ فِيهِ أُسْوَةٌ وَالتَّغَابِيَ عَمَّا يُعْنَى بِهِ مِمَّا قَدْ وَضَحَ لِلْعُيُونِ فَإِنَّهُ مَأْخُوذٌ مِنْكَ لِغَيْرِكَ وَعَمَّا قَلِيلٍ تَنْكَشِفُ عَنْكَ أَغْطِيَةُ الْأُمُورِ وَيُنْتَصَفُ مِنْكَ لِلْمَظْلُومِ۔ أَمْلِكْ حَمِيَّةَ أَنْفِكَ، وَسَوْرَةَ حَدِّكَ، وَسَطْوَةَ يَدِكَ،

اور محتاط ہو کہ جس بات میں سب لوگ برابر کا حق رکھتے ہوں، اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص نہ کرنا، اور جو اہم باتیں سب کی آنکھوں کے سامنے ہوں، ان سے جان بوجھ کر تغافل نہ کرنا، کیوں کہ دوسروں کی جواب دہی تمہی کو کرنا ہو گی۔ اور عنقریب تمہاری آنکھوں سے تمام معاملات کے پردے ہٹ جائیں گے۔ اور ہر مظلوم کا انصاف تم سے مانگ لیا جائے گا۔ اپنے غصے کے جوش، غضب کی باز

وَغَرْبَ لِسَانِكَ، وَاحْتَرِسْ مِنْ كُلِّ ذٰلِكَ بِكَفِّ الْبَادِرَةِ وَتَأْخِيرِ السَّطْوَةِ حَتّٰى يَسْكُنَ غَضَبُكَ فَتَمْلِكَ الْاِخْتِيَارَ، وَلَنْ تُحْكِمَ ذٰلِكَ مِنْ نَفْسِكَ حَتّٰى تُكْثِرَ هُمُومَكَ بِذِكْرِ الْمَعَادِ إِلٰى رَبِّكَ۔

وَالْوَاجِبُ عَلَيْكَ أَنْ تَتَذَكَّرَ مَا مَضٰى لِمَنْ تَقَدَّمَكَ مِنْ حُكُومَةٍ عَادِلَةٍ، أَوْ سُنَّةٍ فَاضِلَةٍ، أَوْ أَثَرٍ عَنْ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَوْ فَرِيضَةٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَتَقْتَدِيَ بِمَا شَاهَدْتَهُ مِمَّا عَمِلْنَا بِهِ فِيهَا، وَتَجْتَهِدَ لِنَفْسِكَ فِي اتِّبَاعِ مَا عَهِدْتُ إِلَيْكَ فِي عَهْدِي هٰذَا وَاسْتَوْثَقْتُ بِهِ مِنَ الْحُجَّةِ لِنَفْسِي عَلَيْكَ لِكَيْلَا تَكُونَ لَكَ عِلَّةٌ عِنْدَ تَسَرُّعِ نَفْسِكَ إِلٰى هَوَاهَا۔

وَأَنَا أَسْأَلُ اللّٰهَ بِسَعَةِ رَحْمَتِهِ وَعَظِيمِ قُدْرَتِهِ عَلٰى إِعْطَاءِ كُلِّ رَغْبَةٍ أَنْ يُوَفِّقَنِي وَإِيَّاكَ لِمَا فِيهِ رِضَاهُ مِنَ الْإِقَامَةِ عَلَى الْعُذْرِ الْوَاضِحِ إِلَيْهِ وَإِلٰى خَلْقِهِ، مَعَ حُسْنِ الثَّنَاءِ فِي الْعِبَادِ، وَجَمِيلِ الْأَثَرِ فِي الْبِلَادِ، وَتَمَامِ النِّعْمَةِ وَتَضْعِيفِ الْكَرَامَةِ، وَأَنْ يَخْتِمَ لِي وَلَكَ بِالسَّعَادَةِ وَالشَّهَادَةِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ وَالسَّلَامُ۔

ہاتھ کی گرفت اور زبان کی تیزی کو قابو میں رکھو اور ان سب باتوں پر جلدبازی سے باز رہنے اور گرفت کرنے میں تاخیر کا پہرہ بٹھا دو یہاں تک کہ تمہارا غصہ تھم جائے اور تم صحیح رائے قائم کرنے پر قادر ہو جاؤ۔ اور جب تک اپنے پروردگار کی بارگاہ میں لوٹ کر جانے کی یاد میں زیادہ سے زیادہ فکرمند نہ ہو گے تم ان باتوں کو اپنے دل میں مضبوطی سے جما نہیں سکو گے۔

اور تم پر واجب ہے کہ ماضی کی ہر بات سے سبق حاصل کرو، وہ تم سے پہلے کی حکومتِ عادلہ ہو، یا سنتِ فاضلہ، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہو یا کتابِ خدا میں آیا ہوا فریضہ ہو، اور بہرصورت جن باتوں پر ہمیں عمل کرتے ہوئے دیکھ چکے ہو، اُنہی کی پیروی کرو، اور دل لگا کر ان ہدایات پر کاربند رہو، جو میں نے تمہارے لئے اس فرمان میں درج کر دی ہیں، اور جن کے ذریعہ میں نے اپنی حجت تم پر مضبوط کر دی ہے۔ تاکہ جب تمہارا نفس اپنی خواہشات کی طرف تیزی سے بڑھنے لگے، تو تم کوئی بہانہ نہ کر سکو۔

اور میں اللہ تعالٰے سے اُس کی رحمت واسعہ اور ہر مراد بر لانے پر اُس کی عظیم قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں توفیق دے کہ ہم اُس کی رضا کے مطابق اُس کے حضور اور اس کی مخلوق کے سامنے عذرِ واضح قائم کر سکیں۔ اور بندوں میں نیک نامی، شہروں میں عمدہ تاثرات، بھرپور خوشحالی اور بڑھتی ہوئی عزت بھی قائم رکھ سکیں۔ اور یہ (بھی سوال کرتا ہوں) کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت و شہادت پر کرے اور ہم یقیناً اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ والسلام۔ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔

وَالسَّلَامُ ؎

لہ اَلْحَرِیْمِ: مَا حُرِّمَ عَلَیْكَ اَنْ تَمَسَّهٗ (مجمع البحرین)

ہر وہ جگہ جس کی حفاظت واجب ہو (مصباح اللغات)

ے۵ یہ فرمان جو امیرالمومنین علیہ السلام کے وقت میں نافذ العمل تھا، آج بھی اپنی پوری شان سے نافذ العمل ہونے کے قابل ہے اور انشاءاللہ تاقیامت نافذ العمل رہے گا۔ اسے مسلمانوں کی بدنصیبی کہنا چاہیئے کہ اس سے استفادہ نہیں کر سکے۔ اور اپنی خواہشات کی تسکین کے لئے غیر معصوم اور خطا کار بندوں کی نام نہاد جمہوری سیاست کے دلدادہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ الحمدللہ کہ پاکستان کو دنیائے اسلام میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ اس مملکتِ خداداد کا دستور امیرالمومنین علیہ السلام کے اس فرمان کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اِلٰى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ مَعَ عِمْرَانَ ابْنِ الْحُصَيْنِ الْخُزَاعِيِّ ذَكَرَهٗ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْاِسْكَافِيُّ فِيْ كِتَابِ الْمُقَدَّمَاتِ فِيْ مَنَاقِبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَلِمْتُمَا وَاِنْ كَتَمْتُمَا اَنِّيْ لَمْ اُرِدِ النَّاسَ حَتّٰى اَرَادُوْنِيْ، وَلَمْ اُبَايِعْهُمْ حَتّٰى بَايَعُوْنِيْ، وَاِنَّكُمَا مِمَّنْ اَرَادَنِيْ وَبَايَعَنِيْ، وَاِنَّ الْعَامَّةَ لَمْ تُبَايِعْنِيْ لِسُلْطَانٍ غَالِبٍ وَلَا لِعَرَضٍ حَاضِرٍ، فَاِنْ كُنْتُمَا بَايَعْتُمَانِيْ طَائِعَيْنِ فَارْجِعَا وَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَرِيْبٍ، وَاِنْ كُنْتُمَا بَايَعْتُمَانِيْ كَارِهَيْنِ فَقَدْ جَعَلْتُمَا لِيْ عَلَيْكُمَا السَّبِيْلَ بِاِظْهَارِكُمَا الطَّاعَةَ وَاِسْرَارِكُمَا الْمَعْصِيَةَ، وَلَعَمْرِيْ مَا كُنْتُمَا بِاَحَقِّ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالتَّقِيَّةِ وَالْكِتْمَانِ، وَاِنَّ دَفْعَكُمَا هٰذَا الْاَمْرَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْخُلَا فِيْهِ كَانَ اَوْسَعَ عَلَيْكُمَا مِنْ خُرُوْجِكُمَا مِنْهُ بَعْدَ اِقْرَارِكُمَا بِهٖ۔

وَقَدْ زَعَمْتُمَا اَنِّيْ قَتَلْتُ عُثْمَانَ،

مکتوب (۵۴)

بنام طلحہ و زبیر بدستِ عمران بن حُصین خزاعی:

اس مکتوب کو ابو جعفر اسکافی نے کتاب مقدمات میں ذکر کیا ہے جو امیرالمومنین علیہ السلام کے مناقب میں لکھی گئی ہے۔

.... اما بعد، اگرچہ تم دونوں نے چھپایا تو بہت، مگر تم اچھی طرح جانتے ہو، کہ جب تک لوگ میری طرف راغب نہیں ہوئے ہیں ان کی طرف راغب نہیں ہوا۔ اور میں نے اُن سے بیعت نہیں لی۔ جب تک اُنہوں نے خود میری بیعت نہیں کی۔ اور تم دونوں (بھی) اُنہی لوگوں میں سے ہو جو میری طرف راغب ہوئے اور (جنہوں نے) میری بیعت کی۔ اور عوام نے میری بیعت برضا و رغبت کی تھی نہ کسی بادشاہ سے کی نہ کسی وقتی مفاد کی خاطر۔ سو اگر تم نے میری بیعت برضا و رغبت کی تھی تو پلٹ آؤ۔ اور اللہ کی بارگاہ میں جلد توبہ کرو۔ لیکن اگر تم نے میری بیعت بجبر و اکراہ کی تھی، تو تم نے بظاہر اطاعت اور درپردہ نافرمانی کر کے اپنے خلاف میری حجت قائم کر لی ہے۔ اور مجھے اپنی جان کی قسم کہ تمام مہاجرین میں تقیہ اور کتمان کا حق (صرف) تم دونوں کو نہیں پہنچتا تھا۔ اور اس امر (بیعت) میں داخل ہونے سے پہلے اس کا رد کرنا تمہارے لئے زیادہ آسان تھا بہ نسبت اس کے کہ اقرار کرنے کے بعد اس سے نکل رہے ہو۔

اور تم دونوں نے (جھوٹ موٹ) یہ کہہ دیا کہ میں نے

فَبَيْنِي وَبَيْنَكُمَا مَنْ تَخَلَّفَ عَنِّي وَ
عَنْكُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ يُلْزَمُ
كُلُّ امْرِئٍ بِقَدْرِ مَا احْتَمَلَ. فَارْجِعَا
أَيُّهَا الشَّيْخَانِ عَنْ رَأْيِكُمَا فَإِنَّ
الْآنَ أَعْظَمَ أَمْرِكُمَا الْعَارُ مِنْ قَبْلِ
أَنْ يَجْتَمِعَ الْعَارُ وَالنَّارُ. وَالسَّلَامُ.

عثمان کو قتل کیا۔ سو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کنے
کو، مدینہ کے وہ (بغیر جانبداری) لوگ موجود ہیں، جنہوں نے
نہ میری بیعت ہی کی نہ تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد (ہم ہوں
یا تم) جس نے (قتل عثمان میں) جتنا حصہ لیا ہوگا، اتنا ہی بوجھ
اس کے سر رہے گا۔ لہٰذا اے شیخ صاحبان! اب بھی اپنی رائے
پر نظرِ ثانی کرکے اپنی جان بچاؤ۔ کیونکہ اس وقت تو صرف عار کا معاملہ ہی تمہارے لئے
ناقابل برداشت ہے مگر جلد ہی عار اور نار (ننگِ دنیا اور نارِ جہنم) دونوں
اکٹھی ہو جائیں گی۔

ملے تقیہ: حالتِ خوف میں ایمان کو دل میں چھپا کر رکھنا۔
کتمان حقیقت کو جان بوجھ کر چھپانا۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى مُعَاوِيَةَ

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ قَدْ
جَعَلَ الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا، وَابْتَلَى فِيهَا
أَهْلَهَا لِيَعْلَمَ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا. وَلَسْنَا
لِلدُّنْيَا خُلِقْنَا، وَلَا بِالسَّعْيِ فِيهَا أُمِرْنَا
وَإِنَّمَا وُضِعْنَا فِيهَا لِنُبْتَلَى بِهَا، وَقَدِ
ابْتَلَانِي اللهُ بِكَ وَابْتَلَاكَ بِي فَجَعَلَ
أَحَدَنَا حُجَّةً عَلَى الْآخَرِ. فَعَدَوْتَ
عَلَى طَلَبِ الدُّنْيَا بِتَأْوِيلِ الْقُرْآنِ
فَطَلَبْتَنِي بِمَا لَمْ تَجْنِ يَدِي وَلَا لِسَانِي
وَعَصَبْتَهُ أَنْتَ وَأَهْلُ الشَّامِ بِي وَ
أَلَّبَ عَالِمُكُمْ جَاهِلَكُمْ، وَقَائِمُكُمْ
قَاعِدَكُمْ فَاتَّقِ
اللهَ فِي نَفْسِكَ، وَنَازِعِ الشَّيْطَانَ
قِيَادَكَ، وَاصْرِفْ إِلَى الْآخِرَةِ وَجْهَكَ

مکتوب (۵۵)

معاویہ کے نام:

۔۔۔۔ امابعد معلوم ہو کہ اللہ سبحانہٗ نے دنیا کو آخرت کے لئے
بنایا ہے اور اہل دنیا کو دنیا میں مبتلا کر دیا ہے تاکہ یہ دیکھے کہ
کس کے اعمال زیادہ اچھے ہیں، اور ہمیں دنیا کے لئے پیدا
نہیں کیا گیا، اور نہ ہمیں اس میں تگ و دو کا حکم ہی دیا گیا ہے بلکہ ہمیں
یہاں صرف اس لئے جگہ دی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارا
امتحان لیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے مجھے تمہارے ذریعہ
اور تمہیں میرے ذریعہ سے آزمائش میں ڈالا ہے۔ (دونوں میں
سے) ایک کو دوسرے پر حجت قرار دیا ہے۔ سو تم قرآن کی
تاویل کرکے طلب دنیا پر ٹوٹ پڑے اور مجھ سے اُس (خون)
کا مطالبہ کرنے لگے جس میں نہ میرے ہاتھ کا جرم ہے نہ زبان
کا۔ مگر تم نے اور اہل شام نے ایکا کرکے اسے میرے سر
منڈھ دیا۔ اور تمہارے عالموں نے جاہلوں کو، اور کھڑے ہوؤں
نے بیٹھے ہوؤں کو برانگیختہ کر دیا۔ لہٰذا اپنے بارے میں خدا سے
ڈرو۔ اور اپنی باگ ڈور شیطان کے ہاتھ سے چھین لو، اور اپنا رخ

نَهِيَ طَرِيقَتُنَا وَطَرِيقَتُكَ وَاحْذَرْ أَنْ يُصِيبَكَ اللهُ مِنْهُ بِعَاجِلِ قَارِعَةٍ تَمَسُّ الْأَصْلَ وَتَقْطَعُ الدَّابِرَ، فَإِنِّي أُولِي لَكَ بِاللهِ أَلِيَّةً غَيْرَ فَاجِرَةٍ لَئِنْ جَمَعَتْنِي وَإِيَّاكَ جَوَامِعُ الْأَقْدَارِ لَا أَزَالُ بِبَاحَتِكَ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ۔

آخرت کی طرف پھیر لو، کیونکہ یہی ہمارا اور تمہارا راستہ ہے اور اپنا بچاؤ کر لو، مبادا خدا تمہیں کسی ایسی بلائے ناگہانی میں گرفتار کرے جو تمہاری جڑ اور شاخ دونوں کو کاٹ کر رکھ دے۔ چنانچہ میں تم سے ایسی قسم کھا کر کہتا ہوں، جو ٹوٹنے والی نہیں کہ اگر قضاء و قدر نے مجھے اور تمہیں آمنے سامنے کر دیا تو میں اُس وقت تک میدانِ کارزار میں ڈٹا رہوں گا جبتک خدا ہمارے درمیان آخری فیصلہ نہ کر دے اور وہی تو ہے جو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

---

[1] تاویل: معاویہ نے قرآن کی آیہ قصاص کو غلط معنے میں لیکر خونِ عثمان کا مطالبہ کرنا چاہا۔

مکتوب (۵۶) [1]

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَصَّى بِهَا شُرَيْحَ بْنَ هَانِئٍ لَمَّا جَعَلَهُ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ إِلَى الشَّامِ:

اِتَّقِ اللهَ فِي كُلِّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ، وَخَفْ عَلَى نَفْسِكَ الدُّنْيَا الْغَرُورَ، وَلَا تَأْمَنْهَا عَلَى حَالٍ۔ وَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنْ لَمْ تَرْدَعْ نَفْسَكَ عَنْ كَثِيرٍ مِمَّا تُحِبُّ مَخَافَةَ مَكْرُوهِهِ سَمَتْ بِكَ الْأَهْوَاءُ إِلَى كَثِيرٍ مِنَ الضَّرَرِ، فَكُنْ لِنَفْسِكَ مَانِعاً رَادِعاً، وَلِنَزْوَتِكَ عِنْدَ الْحَفِيظَةِ وَاقِماً قَامِعاً۔

جب شریح بن ہانی کو شام کی طرف جانے والے لشکر کے اگلے دستے کا سالار مقرر کیا (تو انہیں یہ وصیت فرمائی):

ہر صبح اور ہر شام اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو اور اس دغاباز دنیا سے اپنی جان کو خائف رکھو، اور کسی حال میں اس سے بے خوف نہ رہو، اور یاد رکھو کہ اگر تم نے اپنے نفس کو اکثر دل پسند باتوں سے، اُن کی برائیوں سے ڈرتے ہوئے، باز نہ رکھا، تو تمہاری خواہشات نفسانی تمہیں بہت سی خرابیوں کے سامنے لا کھڑا کریں گی۔ لہذا اپنے نفس کو روکنے ٹوکنے والے، اور غصہ کے وقت اپنے فوری اقدام کو دبانے اور کچلنے والے بنو۔ [1]

---

[1] یہ وصیت امیر المومنین علیہ السلام کے مقاصدِ جنگ پر روشنی ڈالتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ حفظِ ناموسِ انسانیت کے علمبردار ہو کر میدان جنگ میں قدم رکھتے ہیں۔ جنگ سے آپ کی غرض مالِ غنیمت نہیں بلکہ اصلاحِ امت ہے۔ یہ وصیت آج بھی اقوام عالم کے لئے رہبر کامل کی حیثیت رکھتی ہے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ عِنْدَ مَسِيرِهِ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْبَصْرَةِ۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي خَرَجْتُ مِنْ حَيِّي هٰذَا إِمَّا ظَالِمًا وَإِمَّا مَظْلُومًا. وَإِمَّا بَاغِيًا وَإِمَّا مَبْغِيًّا عَلَيْهِ. وَإِنِّي أُذَكِّرُ اللّٰهَ مَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي هٰذَا لَمَّا نَفَرَ إِلَيَّ فَإِنْ كُنْتُ مُحْسِنًا أَعَانَنِي وَإِنْ كُنْتُ مُسِيئًا اسْتَعْتَبَنِي۔

مکتوب (۵۷)

مدینہ سے بصرہ کو روانگی کے وقت اہلِ کوفہ کے نام تحریر فرمایا:

امابعد واضح رہے کہ میں اس بستی سے یا ظالم یا پھر مظلوم بن کر نکل رہا ہوں، یا تو میں خود باغی ہوں یا میرے خلاف بغاوت کی گئی ہے (بہرکیف) جس کے پاس بھی میرا یہ خط پہنچے۔ میں اُسے خدا کے نام پر اپنی طرف آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ (کہ وہ ضرور آئے اور دیکھے) اگر میرا اقدام اچھا ہو تو میری مدد کرے، اور اگر اقدام صحیح نہ ہو تو مجھ سے حق کی طرف رجوع ہونے کا مطالبہ کرے

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
كَتَبَهُ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ يَقْتَصُّ فِيهِ مَا جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِ صِفِّينَ:

وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ. وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ. لَا نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ، فَقُلْنَا تَعَالَوْا نُدَاوِ مَا لَا يُدْرَكُ الْيَوْمَ بِإِطْفَاءِ النَّائِرَةِ وَتَسْكِينِ الْعَامَّةِ، حَتَّى يَشْتَدَّ الْأَمْرُ وَيَسْتَجْمِعَ. فَنَقْوَى عَلَى وَضْعِ الْحَقِّ مَوَاضِعَهُ، فَقَالُوا بَلْ

مکتوب (۵۸)

مختلف علاقوں کے باشندوں کے نام: اپنے اور اہلِ صفین کے درمیان کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

اور ہماری جنگ کی ابتدا یوں ہوئی کہ اہلِ شام کی (اُس) جمعیت سے ہماری مڈبھیڑ ہو گئی، حالاں کہ ظاہر ہے کہ (ہمارا اور اُن کا) خدا ایک، نبیؐ ایک اور دعوت فی الاسلام ایک ہی تھی۔ جہاں تک اللہ پر ایمان، اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کا تعلق ہے، نہ ہم اُن سے کوئی مزید مطالبہ کرتے تھے نہ وہ ہم سے۔ بات ایک ہی تھی مگر ہاں جس بات میں ہمارا اختلاف تھا وہ تھا خونِ عثمان، حالاں کہ اُس سے بھی ہم بری تھے۔ چنانچہ ہم نے کہا کہ آؤ عداوت کے بھڑکتے شعلوں کو بجھا کر اور عوام کے مشتعل جذبات کو ٹھنڈا کر کے اس مرض کا کچھ تو مداوا کریں۔ جس کا پورا علاج آج نہیں کیا جا سکتا، یہاں تک کہ صلح کی صورت بندھ جائے اور (فریقین کی) منشا کے مطابق امن بحال ہو جائے، اور اس وقت ہم میں حق کو حق کے ٹھکانوں پر رکھنے کی طاقت آ جائے اس پر انہوں نے جواب دیا: نہیں، ہم اس مرض کا علاج لڑ بھڑ کر

نُدَاوِیْهِ بِالْمُكَابَرَةِ، فَاَبَوْا حَتّٰى جَنَحَتِ الْحَرْبُ وَرَكَدَتْ وَوَقَدَتْ نِيْرَانُهَا وَحَمِشَتْ. فَلَمَّا ضَرَّسَتْنَا وَاِيَّاهُمْ. وَوَضَعَتْ مَخَالِبَهَا فِيْنَا وَفِيْهِمْ. اَجَابُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ اِلَى الَّذِىْ دَعَوْنَاهُمْ اِلَيْهِ، فَاَجَبْنَاهُمْ اِلٰى مَا دَعَوْا وَسَارَعْنَاهُمْ اِلٰى مَا طَلَبُوْا حَتَّى اسْتَبَانَتْ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةُ. وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمُ الْمَعْذِرَةُ. فَمَنْ تَمَّ عَلٰى ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَهُوَ الَّذِىْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنَ الْهَلَكَةِ. وَمَنْ لَجَّ وَتَمَادٰى فَهُوَ الرَّاكِسُ الَّذِىْ رَانَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ. وَصَارَتْ دَائِرَةُ السَّوْءِ عَلٰى رَاْسِهِ.

کیا ہے چنانچہ وہ اپنی بات پر اڑے رہے یہاں تک کہ جنگ سر پر آگئی اور پاؤں جما کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی آگ بھڑک اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے شدت اختیار کر گئی۔ اب جو اس نے ہمیں اور انہیں دانتوں سے کاٹ کاٹ کر زخمی کر دیا اور دونوں کو اپنے پنجوں میں جکڑ لیا، تو ایسے میں اسی بات کو قبول کرنے پر آ گئے جس کی دعوت ہم پہلے ہی دے چکے تھے چنانچہ ہم نے (بھی) ان کی اس دعوت کو قبول کر لیا، اور فوری طور پر ان کی خواہش پوری کر دی۔ یہاں تک کہ (ہماری) حجت ان پر روشن ہو گئی اور ان کی معذرت کے مواقع ختم ہو گئے۔ اب ان میں سے جو شخص اس عہد پر قائم رہے گا اسی کو اللہ تعالیٰ ہلاکت سے بچائے گا، اور جو ہٹ دھرمی پر اڑا رہے گا اور دیر تک (گمراہی میں) پڑا رہے گا، وہی عہد شکن ہو گا، جس کے دل پر اللہ تعالیٰ نے زنگ کی تہیں چڑھا دی ہوں، اور جس کے سر پر مصائب کے بادل منڈلا رہے ہوں۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ. اِلَى الْاَسْوَدِ بْنِ قُطَيْبَةَ صَاحِبِ حُلْوَانَ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْوَالِىَ اِذَا اخْتَلَفَ هَوَاهُ مَنَعَهٗ ذٰلِكَ كَثِيْرًا مِّنَ الْعَدْلِ فَلْيَكُنْ اَمْرُ النَّاسِ عِنْدَكَ فِى الْحَقِّ سَوَاءً فَاِنَّهٗ لَيْسَ فِى الْجَوْرِ عِوَضٌ مِّنَ الْعَدْلِ. فَاجْتَنِبْ مَا تُنْكِرُ اَمْثَالَهٗ. وَابْتَذِلْ نَفْسَكَ فِيْمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكَ رَاجِيًا ثَوَابَهٗ وَمُتَخَوِّفًا عِقَابَهٗ. وَاعْلَمْ اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ بَلِيَّةٍ لَمْ يَفْرُغْ صَاحِبُهَا فِيْهَا قَطُّ

مکتوب (۵۹)

حاکم حلوان اسود بن قطیبہ کے نام:

اما بعد معلوم ہو کہ جب حاکم کی خواہشات (یکسوئی سے ہٹ کر) پراگندہ ہو جاتی ہیں، تو اکثر اوقات یہی (پراگندہ خیالی) اسے عدل (کرنے) سے روک دیتی ہے۔ لہذا جہاں تک حق کا تعلق ہے تمہارے یہاں سب لوگوں سے برابر کا سلوک ہونا چاہیے کیونکہ عدل کا بدل ظلم میں نہیں ہو سکتا۔ لہذا دوسروں کے جو افعال تمہیں ناپسند ہوں، خود ان سے اجتناب کرو، اور اللہ کی طرف سے ثواب کی امید اور اس کے عذاب کا خوف رکھتے ہوئے اس کے عائد کردہ فرائض دل لگا کر بجا لاؤ۔ اور یاد رکھو کہ دنیا سب آزمائش گاہ ہے، دنیا دار اس میں گھڑی بھر کو بیکار ہوں تو

سَاعَةً إِلَّا كَانَتْ فُرْغَتُهُ عَلَيْهِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَإِنَّهُ لَنْ يُغْنِيَكَ عَنِ الْحَقِّ شَيْءٌ أَبَداً. وَمِنَ الْحَقِّ عَلَيْكَ حِفْظُ نَفْسِكَ وَالِاحْتِسَابُ عَلَى الرَّعِيَّةِ بِجُهْدِكَ فَإِنَّ الَّذِي يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِنَ الَّذِي يَصِلُ بِكَ. وَالسَّلَامُ.

قیامت کے دن اس بے کاری کی وجہ سے حسرت کا باعث ہوگا۔ اور یہ بھی (ذہن نشین رہے) کہ کوئی چیز تمہیں حق سے بے نیاز نہیں کرے گی۔ اور تمہارا اپنے نفس کی نگرانی اور مقدور بھر رعیت کی نگہبانی کرنا بھی حق ہی کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ اس راہ میں سے تمہیں جو اجر ملے گا وہ اس فائدہ سے بہتر ہوگا جو تمہاری وجہ سے (رعیت کو) پہنچے گا۔

۱؎ حُلوان: فارس کا ایک صوبہ۔

مکتوب (۶۰)

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِلَى الْعُمَّالِ الَّذِينَ يَطَأُ الْجَيْشُ عَمَلَهُمْ:-

اُن عاملوں کے نام جن کے علاقے فوج کے راستے میں پڑتے تھے:

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَنْ مَرَّ بِهِ الْجَيْشُ مِنْ جُبَاةِ الْخَرَاجِ وَعُمَّالِ الْبِلَادِ:-

بندۂ خدا امیرالمومنین علیؑ کی طرف سے خراج کے گرد آوروں اور علاقوں کے حاکموں کے نام: جن کے یہاں سے فوج گزرے گی۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدْ سَيَّرْتُ جُنُوداً هِيَ مَارَّةٌ بِكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَقَدْ أَوْصَيْتُهُمْ بِمَا يَجِبُ لِلّٰهِ عَلَيْهِمْ مِنْ كَفِّ الْأَذَى وَصَرْفِ الشَّذَى. وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْكُمْ وَإِلَى ذِمَّتِكُمْ مِنْ مَعَرَّةِ الْجَيْشِ إِلَّا مِنْ جَوْعَةِ الْمُضْطَرِّ لَا يَجِدُ عَنْهَا مَذْهَباً إِلَى شِبَعِهِ. فَنَكِّلُوا مَنْ تَنَاوَلَ مِنْهُمْ شَيْئاً ظُلْماً عَنْ ظُلْمِهِمْ. وَكُفُّوا أَيْدِيَ سُفَهَائِكُمْ عَنْ مُضَارَّتِهِمْ وَالتَّعَرُّضِ لَهُمْ فِيمَا اسْتَثْنَيْنَاهُ

امابعد واضح ہو کہ میں نے کچھ فوجی دستے روانہ کر دیئے ہیں، جو انشاء اللہ تمہارے یہاں سے گزرنے والے ہیں، اور میں نے انہیں سمجھا دیا ہے کہ خدا کو راضی رکھنے کے لئے اُن پر واجب ہے کہ وہ مردم آزاری سے ہاتھ روکے رہیں اور شرانگیزی سے باز رہیں۔ (اس پر بھی) اگر فوج سے کوئی قصور ہو جائے تو میں تمہارے اور تمہارے اہلِ ذمہ کے سامنے اس قصور سے اپنی علیحدگی کا اظہار کئے دیتا ہوں۔ ہاں وہ شخص مستثنیٰ ہوگا جو حالتِ اضطرار میں بھوک سے مجبور ہو اور اسے پیٹ بھرنے کی کوئی دوسری راہ نظر نہ آئے۔ (اس صورت کے سوا) اُن میں سے جو کوئی دست درازی کرے اسے ظلم کا بدلہ ظلم کے مطابق سزا دو۔ [illegible]

مِنْهُمْ. وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِ الْجَيْشِ فَادْفَعُوا إِلَيَّ مَظَالِمَكُمْ. وَمَا عَرَاكُمْ مِمَّا يَغْلِبُكُمْ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَا لَا تُطِيقُونَ دَفْعَهُ إِلَّا بِاللهِ وَبِي فَأَنَا أُغَيِّرُهُ بِمَعُونَةِ اللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ!

مستثنیٰ کر دیا ہے، اُن سے دست و گریباں ہونے۔ وراُن سے تعرض کرنے سے اپنے کم ظرف جاہلوں کے ہاتھ روکے رہنا اور میں خود بھی فوج میں موجود ہوں، لہٰذا تم پر جو ظلم کئے جائیں اُنہیں میرے سامنے پیش کرو، اور اُن کی فوجی برتری کی وجہ سے تمہیں ایسی تکلیفیں پہنچیں، جن کی روک تھام تم اللہ اور میری مدد کے بغیر نہ کر سکو، تو میں اللہ کی اعانت سے ہر رنج کو راحت سے بدل دوں گا۔ انشاء اللہ!

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى كُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ النَّخَعِيِّ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى هِيتَ يُنْكِرُ عَلَيْهِ تَرْكَهُ دَفْعَ مَنْ يَجْتَازُ بِهِ مِنْ جَيْشِ الْعَدُوِّ طَالِبًا الْغَارَةَ.

مکتوب (۶۱)

والیٔ ہیت کمیل بن زیاد نخعی کے نام: اس میں اُن کے اس طرز عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے کہ جب دشمن کی فوجیں لوٹ مار کے قصد سے اُن کے پاس سے گزریں تو انہوں نے اُن کو روکا نہیں:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ تَضْيِيعَ الْمَرْءِ مَا وُلِّيَ وَتَكَلُّفَهُ مَا كُفِيَ لَعَجْزٌ حَاضِرٌ وَرَأْيٌ مُتَبَّرٌ. وَإِنَّ تَعَاطِيَكَ الْغَارَةَ عَلَى أَهْلِ قِرْقِيسِيَا وَتَعْطِيلَكَ مَسَالِحَكَ الَّتِي وَلَّيْنَاكَ لَيْسَ بِهَا مَنْ يَمْنَعُهَا وَلَا يَرُدُّ الْجَيْشَ عَنْهَا لَرَأْيٌ شَعَاعٌ. فَقَدْ صِرْتَ جِسْرًا لِمَنْ أَرَادَ الْغَارَةَ مِنْ أَعْدَائِكَ عَلَى أَوْلِيَائِكَ غَيْرَ شَدِيدِ الْمَنْكِبِ، وَلَا مَهِيبِ الْجَانِبِ، وَلَا سَادٍّ ثُغْرَةً، وَلَا كَاسِرٍ لِعَدُوٍّ شَوْكَةً، وَلَا مُغْنٍ عَنْ أَهْلِ مِصْرِهِ، وَلَا مُجْزٍ عَنْ أَمِيرِهِ.

امابعد، انسان کا اُس کام کو چھوڑ دینا جو اُسے سونپا گیا ہو، اور اُس کام میں خواہ مخواہ دست اندازی کرنا جو اُس کے سپرد نہ کیا گیا ہو، کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کن فکر ہے۔ اور تمہارا اہلِ قرقیسیا پر حملہ کرنے میں مشغول ہو جانا اور اپنی اُن سرحدی چوکیوں کو جو ہم نے تمہیں سونپ رکھی ہیں۔ اس حالت میں خالی چھوڑ دینا کہ نہ اُن کا کوئی بچاؤ کرنے والا ہے، نہ (دشمن کی) سپاہ کو اُن سے ہٹانے والا ہے، ایک طرح کی پریشان خیالی ہے۔ چنانچہ تم اپنے دشمنوں کے لئے ایک پل بن گئے ہو کہ وہ جب چاہیں اُس پر سے گزر کر تمہارے دوستوں پر حملہ کرکے لوٹ لے جائیں۔ (اور تم ہو کہ) نہ تمہارے بازوؤں میں زور ہے نہ پہلو میں ہیبت، نہ تم دشمن کے داخلہ کی راہ روکنے والے ہو، نہ دشمن کی طاقت کو توڑنے والے ہو، نہ اپنے شہر والوں کے کسی کام آنے والے ہو، اور نہ اپنے امیر کی نیابت میں کوئی کام انجام دینے والے ہو۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى أَهْلِ مِصْرَ مَعَ مَالِكِ الْأَشْتَرِ لَمَّا وَلَّاهُ إِمَارَتَهَا:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَذِيراً لِلْعَالَمِينَ وَمُهَيْمِناً عَلَى الْمُرْسَلِينَ، فَلَمَّا مَضَى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَنَازَعَ الْمُسْلِمُونَ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ، فَوَاللّٰهِ مَا كَانَ يُلْقَى فِي رُوعِي وَلَا يَخْطُرُ بِبَالِي أَنَّ الْعَرَبَ تُزْعِجُ هٰذَا الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَا أَنَّهُمْ مُنَحُّوهُ عَنِّي مِنْ بَعْدِهِ، فَمَا رَاعَنِي إِلَّا انْثِيَالُ النَّاسِ عَلَى فُلَانٍ يُبَايِعُونَهُ، فَأَمْسَكْتُ يَدِي حَتَّى رَأَيْتُ رَاجِعَةَ النَّاسِ قَدْ رَجَعَتْ عَنِ الْإِسْلَامِ يَدْعُونَ إِلَى مَحْقِ دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَخَشِيتُ إِنْ لَمْ أَنْصُرِ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ أَنْ أَرَى فِيهِ ثَلْماً أَوْ هَدْماً تَكُونُ الْمُصِيبَةُ بِهِ عَلَيَّ أَعْظَمَ مِنْ فَوْتِ وِلَايَتِكُمُ الَّتِي إِنَّمَا هِيَ مَتَاعُ أَيَّامٍ قَلَائِلَ يَزُولُ مِنْهَا مَا كَانَ كَمَا يَزُولُ السَّرَابُ أَوْ كَمَا يَتَقَشَّعُ السَّحَابُ، فَنَهَضْتُ فِي تِلْكَ الْأَحْدَاثِ حَتَّى زَاحَ الْبَاطِلُ وَزَهَقَ، وَاطْمَأَنَّ الدِّينُ وَتَنَهْنَهَ.

(وَمِنْهُ) إِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ لَقِيتُهُمْ وَاحِداً وَهُمْ طِلَاعُ الْأَرْضِ كُلِّهَا مَا بَالَيْتُ

مکتوب (٦٢)

بنام اہل مصر ابدست مالک اشتر: جب مالک کو میر مصر بنایا۔

اما بعد حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عالمین کا نذیر اور تمام پیغمبروں (کی تعلیمات) کا نگہبان بنا کر بھیجا۔ مگر جب آنحضرت علیہ السلام (دنیا سے) رخصت ہو گئے تو مسلمانوں نے آپ کے بعد امر (خلافت) کے بارے میں کش مکش شروع کر دی۔ بخدا کی قسم مجھے کبھی یہ اندیشہ نہ ہوا تھا۔ اور نہ میرے دل میں یہ خیال ہی گزرا تھا کہ عرب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت کو آپ کے اہل بیت سے (کسی غیر کی طرف) منتقل کر دیں گے۔ یا آپ کے بعد اسے مجھ سے دور لے جائیں گے مگر ہوا وہی کہ دیکھتے ہی دیکھتے لوگ فلاں شخص کی بیعت کرنے کیلئے ٹوٹ پڑے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ یہاں تک کہ آنکھوں سے دیکھا کہ پھرنے والے اسلام سے پھر ہی گئے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو ملیامیٹ کرنے کی دعوت دینے لگے۔ اب میں اس بات سے ڈرا کہ اسلام میں کوئی رخنہ یا خرابی دیکھتے ہوئے بھی اگر میں نے اسلام اور اہل اسلام کی نصرت نہ کی تو (اس کوتاہی کی وجہ سے) میرے سر پر وہ مصیبت آپڑے گی جو تمہاری حکومت میرے ہاتھ سے نکل جانے (کی مصیبت) سے بھی بڑی ہوگی، (وہ حکومت) جو حقیقت میں متاع چند روزہ سے زیادہ نہیں، اور اس کی ہست و بود اسی طرح نابود ہو جائے گی۔ جس طرح سراب نابود ہو جاتا ہے یا جیسے بادل چھٹ جاتا ہے۔ غرض ان بدعتوں (کے ہجوم) میں، میں اٹھ کھڑا ہوا، یہاں تک کہ باطل کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ نیست و نابود ہو گیا۔ اور دین کو اطمینان نصیب ہوا اور تباہی سے بچ گیا۔

(اسی مکتوب کا ایک حصہ یہ ہے) خدا کی قسم، اگر ان لوگوں کی کثرت سے ساری زمین پر ہو جاتی اور میں اکیلا ان کے مقابلہ کو نکل

وَلَا اسْتَوْحَشْتُ وَإِنِّي مِنْ ضَلَالِهِمُ الَّذِي هُمْ فِيهِ وَالْهُدَى الَّذِي أَنَا عَلَيْهِ لَعَلَى بَصِيرَةٍ مِنْ نَفْسِي وَيَقِينٍ مِنْ رَبِّي. وَإِنِّي إِلَى لِقَاءِ اللهِ وَحُسْنِ ثَوَابِهِ لَمُنْتَظِرٌ رَاجٍ. وَلٰكِنَّنِي آسَى أَنْ يَلِيَ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سُفَهَاؤُهَا وَفُجَّارُهَا، فَيَتَّخِذُوا مَالَ اللهِ دُوَلًا، وَعِبَادَهُ خَوَلًا، وَالصَّالِحِينَ حَرْبًا، وَالْفَاسِقِينَ حِزْبًا، فَإِنَّ مِنْهُمُ الَّذِي قَدْ شَرِبَ فِيكُمُ الْحَرَامَ، وَجُلِدَ حَدًّا فِي الْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُسْلِمْ حَتَّى رُضِخَتْ لَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ الرَّضَائِخُ فَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا أَكْثَرْتُ تَأْلِيبَكُمْ وَتَأْنِيبَكُمْ، وَجَمْعَكُمْ وَتَحْرِيضَكُمْ، وَلَتَرَكْتُكُمْ إِذْ أَبَيْتُمْ وَوَنَيْتُمْ۔

أَلَا تَرَوْنَ إِلَى أَطْرَافِكُمْ قَدِ انْتَقَصَتْ وَإِلَى أَمْصَارِكُمْ قَدِ افْتُتِحَتْ وَإِلَى مَمَالِكِكُمْ تُزْوَى، وَإِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى. انْفِرُوا رَحِمَكُمُ اللهُ إِلَى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ، وَلَا تَثَّاقَلُوا إِلَى الْأَرْضِ فَتُقِرُّوا بِالْخَسْفِ وَتَبُوؤُوا بِالذُّلِّ، وَيَكُونَ نَصِيبُكُمُ الْأَخَسَّ، وَإِنَّ أَخَا الْحَرْبِ الْأَرِقُ، وَمَنْ نَامَ لَمْ يُنَمْ عَنْهُ،

آتا تو بھی مجھے نہ کوئی پروا ہوتی، نہ گھبراہٹ ہی محسوس ہوتی۔ اور جس گمراہی میں وہ مبتلا ہیں، اور جس راہِ راست پر میں ہوں، اُس پر میں اپنی طرف سے ایک بصیرت اور اپنے پروردگار کی طرف سے یقین (کامل) رکھتا ہوں۔ اور میں اللہ کی بارگاہ میں باریاب ہونے اور اُس کے حُسنِ ثواب کا منتظر اور امیدوار ہوں۔ لیکن اِس بات کا غم ضرور ہے کہ اس اُمّت پر اُمّت ہی کے جاہل اور بدعنوان لوگ حکومت کرنے لگیں اور اللہ کے مال کو آپس میں ہاتھوں ہاتھ اُچھالتے پھیریں، اللہ کے بندوں کو غلام بنائیں، نیکوں سے برسرِ پیکار ہو جائیں اور بُروں کو [illegible] بنالیں۔ چنانچہ انہی کا (ہم مشرب) ہی تو تھا جس نے تمہارے سامنے علانیہ شراب نوشی کی، اور شرعِ اسلام کے مطابق اُسے کوڑوں کی حد لگائی گئی[1] اور وہ بھی تو انہی کا (ہم نوا) ہے جس نے اُس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا جب تک اُسے اسلام کی قیمت کے طور پر عطیوں سے نوازا نہیں گیا۔ غرض یہ سب کچھ پیشِ نظر نہ ہوتا تو میں تمہیں بار بار (ان سے کنارہ کشی پر) ابھارتا نہ (ان کی باتوں میں آنے پر) ملامت کرتا، نہ تمہیں اکٹھا کرتا، نہ اُن کے خلاف ابھارتا، بلکہ تم جب سرتابی اور کوتاہی کرتے تو میں تمہیں چھوڑ ہی دیتا کہ جو چاہو کرتے پھرو)۔

کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہاری علاقائی حدود (دشمن کے قبضے میں آکر) سکڑتی جا رہی ہیں، اور تمہارے کتنے ہی شہر دشمن نے فتح کر لئے ہیں، تمہاری جائدادیں ضبط ہو رہی ہیں اور تمہارے علاقوں پر چھاپے پڑ رہے ہیں؟ خدا تم پر رحم کرے، اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے نکل پڑو اور بوجھل ہو کر زمین سے نہ چپک جاؤ، ورنہ ظلم و ستم کے پنجے تلے دبے رہو گے اور جس ذلّت میں گرفتار ہو، اُسی میں پڑے رہو گے۔ اور انتہائی پستی تمہارا نصیب ہوگا۔ اور (یاد رکھو) جسے جنگ کا سامنا ہوتا ہے اسے نیند نہیں آتی (بیدار رہتا ہے)، اور جسے نیند آجاتی ہے اُسے

وَالسَّلَامُ۔

ہوتا دیکھ کر) دشمن کو نیند نہیں آتی۔ والسلام

سلہ شراب نوشی کرنے والے سے مراد بعض لوگوں کے نزدیک عتبہ بن ابی سفیان ہے، جسے خالد بن عبداللہ نے طائف میں حد لگائی تھی اور بعض لوگوں نے ایک اور شخص کا ذکر کیا ہے جس کا نام میں نہیں لینا چاہتا (محمد عبدہ، حاشیہ مکتوب ہذا)

محمد عبدہ جس کا نام میں نہیں لینا چاہتے، اُس کا نام ابن ابی الحدید نے ظاہر کر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :-

"ولید بن عقبہ، زانی اور شرابی تھا، چنانچہ اُس نے کوفہ (کی امارت کے دنوں) میں شراب پی لی اور اسی حالت میں مسجد جامع میں لوگوں کو صبح کی نماز پڑھانے کھڑا ہو گیا۔ اور (دو کی بجائے) چار رکعت پڑھا گیا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: اگر کہو تو کچھ اور پڑھا دوں" (ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ جلد ۴)

یاد رہے کہ یہ ولید وہی ہے جو حضرت عثمان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا (مترجم)

سلہ کہتے ہیں عمرو بن العاص اُس وقت تک مسلمان نہ ہوا جب تک حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عطیہ طلب نہ کر لیا۔ سو جب حضور نے عطیہ پیش کیا، تب اُس نے اسلام کا اظہار کیا۔ (محمد عبدہ: حاشیہ مکتوب ہذا)

مگر معاصر محترم علامہ مفتی جعفر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ عطیے کر اسلام قبول کرنے والے سے مراد "معاویہ ہے کہ جو صرف دنیوی انتفاعات کی وجہ سے اپنا رشتہ اسلام سے جوڑے ہوئے تھا" (ترجمہ نہج البلاغہ بذیل مکتوب ہذا)

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى الْكُوفَةِ، وَقَدْ بَلَغَهُ تَثْبِيطُهُ النَّاسَ عَنِ الْخُرُوجِ إِلَيْهِ لَمَّا نَدَبَهُمْ لِحَرْبِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ: مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ:۔ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ قَوْلٌ هُوَ لَكَ وَعَلَيْكَ، فَإِذَا قَدِمَ رَسُولِي عَلَيْكَ فَارْفَعْ ذَيْلَكَ، وَاشْدُدْ مِئْزَرَكَ وَاخْرُجْ مِنْ جُحْرِكَ وَانْدُبْ مَنْ مَعَكَ، فَإِنْ حَقَّقْتَ فَانْفُذْ وَإِنْ تَفَشَّلْتَ فَابْعُدْ. وَايْمُ اللهِ لَتُؤْتَيَنَّ

مکتوب (۶۳)

عامل کوفہ ابو موسیٰ اشعری کے نام

جب آپؑ نے اہل کوفہ کو اصحاب جمل سے لڑنے کے لئے بلایا، تو آپ کو اطلاع ملی کہ ابو موسیٰ کوفیوں کو آپؑ کی مدد کو جانے سے روک رہا ہے (چنانچہ آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا): بندۂ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے عبداللہ بن قیس کے نام :

اما بعد، مجھے تمہارے متعلق ایک ایسی بات کی اطلاع ملی ہے جو تمہارے حق میں بھی ہے اور تمہارے خلاف بھی۔ اِس لئے جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے، اُسی وقت دامن گردن لو اور کمر کس لو، بل سے باہر نکلو اور اپنے ساتھیوں کو آواز دو، پھر اگر تمہارا کہنا صدق دل سے مبنی بر حق ہے تو ہماری طرف چل پڑو۔ اور اگر بزدلی سے (ایسا) کہتے ہو، تو بس دور ہی رہو۔ دھرا ادھر، ضرورت نہیں اور خدا کی قسم، تم جہاں کہیں بھی ہو گے، ہم تمہارے سر پر پہنچ کر رہیں

مِنْ حَيْثُ أَنْتَ، وَلَا تُتْرَكُ حَتَّى يُخْلَطَ زُبْدُكَ بِخَاثِرِكَ، وَذَائِبُكَ بِجَامِدِكَ، وَحَتَّى تُعْجَلَ عَنْ قِعْدَتِكَ، وَتَحْذَرَ مِنْ أَمَامِكَ كَحَذَرِكَ مِنْ خَلْفِكَ. وَمَا هِيَ بِالْهُوَيْنَا الَّتِي تَرْجُو، وَلٰكِنَّهَا الدَّاهِيَةُ الْكُبْرَى، يُرْكَبُ جَمَلُهَا، وَيُذَلَّلُ صَعْبُهَا، وَيُسَهَّلُ جَبَلُهَا. فَاعْقِلْ عَقْلَكَ، وَامْلِكْ أَمْرَكَ، وَخُذْ نَصِيبَكَ وَحَظَّكَ، فَإِنْ كَرِهْتَ فَتَنَحَّ إِلَى غَيْرِ رَحْبٍ، وَلَا فِي نَجَاةٍ، فَبِالْحَرِيِّ لَتُكْفَيَنَّ وَأَنْتَ نَائِمٌ، حَتَّى لَا يُقَالَ أَيْنَ فُلَانٌ. وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مَعَ مُحِقٍّ، وَمَا أُبَالِي مَا صَنَعَ الْمُلْحِدُونَ. وَالسَّلَامُ.

گے، اور اُس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک تمہارے ہوش ٹھکانے نہیں آتے اور تم دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی نہیں کہنے لگتے[1] اور جب تک تمہیں بیٹھنے سے پہلے ہی کھڑا نہیں کر لیا جاتا، اور تم آگے اور پیچھے دونوں طرف سے ڈرنے نہیں لگتے۔ اور جو اُمیدیں تم لگائے بیٹھے ہو، کوئی گاجر مُولی نہیں، بلکہ وہ تو ایک عظیم مصیبت ہے جو اونٹ کی صورت میں آئی تو اس پر سواری کی جائے گی، سرکش اونٹنی بنی تو اسے رام کیا جائے گا اور پہاڑ بن کر آئی تو اُسے میدان کر دیا جائے گا۔ لہٰذا عقل کے ناخن لو اور اپنی ذمّہ داری کو پہچانو اور (اس کام میں) اپنا حصّہ لو اور اپنا کردار ادا کرو، اور اگر یہ پسند نہیں، تو منہ اُٹھا کر اُدھر چلے جاؤ جہاں نہ تو کھلے ہاتھوں تمہاری پذیرائی ہو، نہ رہائی۔ ان حالات میں مناسب یہی ہو گا کہ تمہیں غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے اور (جنگ کا سرانجام ہو جائے جب کہ) تم لمبی تان کر یوں سوتے رہو کہ کوئی اتنا بھی نہ پوچھے کہ فلاں کہاں ہے؟ بخدا یہ (علیؑ جیسے) حق پرست کا برحق فیصلہ ہے[2] اور ہمیں (حق ناشناس) بے دینوں کی کارستانیوں کی کوئی پروا نہیں، والسلام!

---

[1] ابو موسیٰ اشعری کا کہنا تھا کہ علیؑ امام برحق ہیں۔ مگر اُن کا اہلِ قبیلہ سے جنگ کرنا جائز نہیں۔

[2] اَلْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ وَعَلِيٌّ مَعَ الْحَقِّ: حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ (حدیث متواتر)

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى مُعَاوِيَةَ جَوَاباً:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّا كُنَّا نَحْنُ وَأَنْتُمْ عَلَى مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْأُلْفَةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَفَرَّقَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَمْسِ أَنَّا آمَنَّا

مکتوب (٦٤)

بنام مُعاویہ

(اُس کے ایک خط کے جواب میں)

امّا بعد، یہ ٹھیک ہے کہ ہم اور تم میں (کبھی) دینی میل جول اور یک جہتی تھی، جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ لیکن کل جو ہم نے

وَكَفَرْتُمْ، وَالْيَوْمَ أَنَّا اسْتَقَمْنَا
وَفُتِنْتُمْ۔ وَمَا أَسْلَمَ مُسْلِمُكُمْ
إِلَّا كُرْهاً، وَبَعْدَ أَنْ كَانَ
أَنْفُ الْإِسْلَامِ كُلُّهُ لِرَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ حِزْباً۔ وَذَكَرْتَ أَنِّي
قَتَلْتُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَ
شَرَّدْتُ بِعَائِشَةَ وَنَزَلْتُ
بَيْنَ الْمِصْرَيْنِ، وَذٰلِكَ أَمْرٌ
غِبْتَ عَنْهُ فَلَا عَلَيْكَ وَلَا
الْعُذْرُ فِيهِ إِلَيْكَ۔

وَذَكَرْتَ أَنَّكَ زَائِرِي فِي
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَقَدِ
انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ يَوْمَ أُسِرَ
أَخُوكَ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ عَجَلٌ
فَاسْتَرْفِهْ، فَإِنِّي إِنْ أَزُرْكَ فَذٰلِكَ
جَدِيرٌ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ إِنَّمَا
بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِلنِّقْمَةِ
مِنْكَ، وَإِنْ تَزُرْنِي
فَكَمَا قَالَ أَخُو بَنِي
أَسَدٍ:

"مُسْتَقْبِلِينَ رِيَاحَ الصَّيْفِ تَضْرِبُهُمْ
بِحَاصِبٍ بَيْنَ أَغْوَارٍ وَجُلْمُودِ"
وَعِنْدِي السَّيْفُ الَّذِي أَعْضَضْتُهُ
بِجَدِّكَ وَخَالِكَ وَأَخِيكَ فِي مَقَامٍ
وَاحِدٍ۔ وَإِنَّكَ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ۔

ایمان کا اعلان کر دیا اور تم نے کفر پر اصرار کیا۔ تو ہم اور تم الگ الگ ہو گئے۔ اور آج (یہ فرق ہے) کہ ہم اپنے ایمان پر قائم ہیں اور تم گمراہی میں مبتلا ہو۔ تم میں کسی نے اسلام قبول نہیں کیا مگر بامر مجبوری۔ اور وہ بھی اُس وقت جب تمام اشرافِ عرب داخلِ اسلام ہو کر حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دھڑا (پارٹی) بن چکے تھے۔ اور تم نے (یہ بھی) ذکر کیا ہے کہ طلحہ اور زُبیر کو میں (علیؑ) نے قتل کیا، میں نے بی عائشہ کو گھر سے نکال کر رُسوا کیا، اور (مدینہ چھوڑ کر) دو شہروں (کوفہ اور بصرہ) کے درمیان جا اُترا۔ مگر یہ وہ باتیں ہیں، جن سے تمہارا تعلق ہو، لہٰذا نہ تم اِن کے جواب دہ ہو، نہ اِس ضمن میں مجھے تم سے معذرت کرنے کی ضرورت ہے۔

اور تم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تم مہاجرین و انصار کے (لاؤ لشکر کے) ساتھ مجھ سے ملنے آ رہے ہو (اور لڑائی کا ارادہ رکھتے ہو) حالانکہ ہجرت کا رشتہ تو اُسی دن منقطع ہو گیا تھا جب (جنگ بدر میں) تمہارے بھائی (عمرو بن ابی سفیان) کو قید کر لیا گیا تھا۔ خیر اگر جنگ کی اتنی ہی جلدی ہے تو ذرا آرام کرو، کیوں کہ (تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں) اگر میں خود تم سے ملنے آؤں تو اس لحاظ سے زیادہ مناسب ہو گا۔ کہ ممکن ہے اللہ تعالےٰ نے تم سے انتقام لینے کے لئے مجھی کو تمہارے پاس بھیجا ہو۔ اور اگر تم مجھ سے ملنے آ گئے تو پھر وہی ہو گا جو بنو اسد کے شاعر نے کہا ہے:

"وہ موسم گرما کی اُن آندھیوں کا سامنا کریں گے، جو غاروں اور چٹانوں کے درمیان اُن پر سنگریزوں کی بارش کریں گی"

اور وہی تلوار (آج بھی) میرے ہاتھ میں ہے۔ جس سے میں تمہارے نانا، ماموں اور بھائی کو ایک ہی جگہ کاٹ کر واصلِ جہنم کر چکا ہوں۔ رہے تم سو خدا کی قسم، میرے علم کے مطابق تمہاری

لَا غُلِقَ الْقَلْبِ الْمُقَارِبِ الْعَقْلِ. وَالْأَوْلَى أَنْ يُقَالَ لَكَ إِنَّكَ رَقِيتَ سُلَّماً أَطْلَعَكَ مَطْلَعَ سُوءٍ عَلَيْكَ لَا لَكَ، لِأَنَّكَ نَشَدْتَ غَيْرَ ضَالَّتِكَ وَرَعَيْتَ غَيْرَ سَائِمَتِكَ وَطَلَبْتَ أَمْراً لَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ وَلَا فِي مَعْدِنِهِ، فَمَا أَبْعَدَ قَوْلَكَ مِنْ فِعْلِكَ. وَقَرِيبٌ مَا أَشْبَهْتَ مِنْ أَعْمَامٍ وَأَخْوَالٍ حَمَلَتْهُمُ الشَّقَاوَةُ وَتَمَنِّي الْبَاطِلِ عَلَى الْجُحُودِ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَصُرِعُوا مَصَارِعَهُمْ حَيْثُ عَلِمْتَ، لَمْ يَدْفَعُوا عَظِيماً، وَلَمْ يَمْنَعُوا حَرِيماً بِوَقْعِ سُيُوفٍ مَا خَلَا مِنْهَا الْوَغَى وَلَمْ تُمَاشِهَا الْهُوَيْنَا.

وَقَدْ أَكْثَرْتَ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ فَادْخُلْ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ ثُمَّ حَاكِمِ الْقَوْمَ إِلَيَّ أَحْمِلْكَ وَإِيَّاهُمْ عَلَى كِتَابِ اللهِ تَعَالَى. وَأَمَّا تِلْكَ الَّتِي تُرِيدُ فَإِنَّهَا خُدْعَةُ الصَّبِيِّ عَنِ اللَّبَنِ فِي أَوَّلِ الْفِصَالِ. وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهِ.

دل فہم و فراست سے عاری اور تمہاری عقل (ابھی) بانذ سے بہت زیادہ موزوں ہوگا اگر تم سے یہ کہا جائے کہ (ہاں) تم ایک ایسی سیڑھی پر چڑھ گئے ہو جس نے تمہارے سامنے برا منظر پیش کر دیا ہے، جو تمہارے مخالف ہے موافق نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ تم وہ چیز تلاش کرنے لگ گئے ہو جو تمہاری کھوئی ہوئی نہیں (دوسرے کا مال ہے) اور ان مویشیوں کی گلہ بانی کرنے لگے ہو، جو تمہارے ہیں ہی نہیں (دوسروں کے ہیں)۔ اور تم (ناحق) اُس امر کے طلب گار بن بیٹھے ہو، جس کے نہ تو تم اہل ہو، نہ اُس کے بنیادی شرائط ہی کے حامل ہو۔ سو (اب خود سوچ لو کہ) تمہارے قول اور فعل میں کتنا بُعد ہے! اور تمہیں اپنے چچاؤں اور ماموؤں سے کتنی قریب کی مشابہت ہے، جنہیں بدبختی اور آرزوئے باطل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کر دینے پر اُبھارے رکھا۔ چنانچہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اُنہیں پچھاڑ کر کہاں کہاں مارا گیا، نہ تو وہ مصیبت کے وار کو روک سکے، نہ اپنے محفوظ مقامات کی حفاظت ہی کر سکے۔ (اُن کا یہ حشر) اُن تلواروں کی مار سے ہوا، جو میدانِ جنگ کو چھوڑتی ہی نہیں اور جن میں نرمی کا گزر تک نہیں۔

اور تم نے عثمان کے قاتلوں کا بار بار ذکر کیا ہے۔ سو جس دائرہ اطاعت میں اور لوگ داخل ہو چکے ہیں، تم بھی (بیعت کر کے) داخل ہو جاؤ۔ پھر میری عدالت میں اُن لوگوں کا مقدمہ پیش کرو۔ تاکہ میں کتاب خدا کے مطابق تمہارے اور اُن کے درمیان فیصلہ کر دوں۔ رہی وہ بات جو تم چاہتے ہو، سو وہ ایک فریب ہے جو بچے کو دودھ چھڑاتے وقت دیا جاتا ہے۔ وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهِ (اہل سلام کے لئے سلام)!

محترم علامہ مفتی [illegible] جو جنگ بدر میں [illegible] عمرو بن ابی سفیان ہے [illegible] معاویہ کا بھائی [illegible] کے مطابق [illegible] ل‍ے

جعفر حسین صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے مراد معاویہ کا بھائی یزید بن ابی سفیان ہے جو فتح مکہ کے موقع پر گرفتار ہوا۔ ۲؎ نانا: عتبہ بن ربیعہ، ماموں: ولید بن عتبہ، بھائی: حنظلہ۔

ومن كتاب له عليه السلام:
إليه أيضاً:

أما بعد فقد آن لك أن تنتفع باللمح الباصر من عيان الأمور، فقد سلكت مدارج أسلافك بادعائك الأباطيل، واقتحامك غرور المين وبانتحالك ما قد علا عنك، وابتزازك لما اختزن دونك، فراراً من الحق وجحوداً لما هو ألزم لك من لحمك ودمك، مما قد وعاه سمعك وملئ به صدرك فماذا بعد الحق إلا الضلال المبين، وبعد البيان إلا اللبس. فاحذر الشبهة واشتمالها على لبستها، فإن الفتنة طالما أغدفت جلابيبها وأعشت الأبصار ظلمتها۔

وقد أتاني كتاب منك ذو أفانين من القول ضعفت قواها عن السلم وأساطير لم يحكها منك علم ولا حلم أصبحت منها كالخائض في الدهاس والخابط في الديماس

مکتوب (۶۵)

معاویہ ہی کے نام:

اما بعد! اب وقت آگیا ہے کہ تم حالات کا مشاہدہ کرکے واضح حقائق سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیوں کہ پدرم سلطان بود کے لایعنی دعوے کرکے، اور عوام کے ذہنوں میں کذب و دروغ کی خرافات ٹھونس کر، اپنی حیثیت سے اونچے مقام کا مدعی ہو کر، اور اپنی رسائی سے باہر کی چیزوں پر ہاتھ ڈال کر، تم قدم بہ قدم اپنے بڑوں کی راہ پر لگ چکے ہو۔ (یہ سب کچھ) صرف اس لئے کہ تمہیں حق سے گریز اور اُس (بیعت) سے انکار کی راہ مل جائے جو تمہارے لئے تمہارے گوشت اور خون سے بھی زیادہ لازم ہے۔ (وہ بیعت) جس کی آواز تمہارے کانوں میں گونج رہی ہے اور جس کی یاد تمہارے دل میں بھری ہوئی ہے۔ تو اب بتاؤ کہ حق (سے منحرف ہونے) کے بعد کھلی گمراہی نہیں تو کیا ہوگا؟ اور وضاحت کے بعد غلط مبحث کے سوا اور رہ ہی کیا جاتا ہے؟ لہذا حق اور باطل کو باہم آمیختہ کرنے اور شبہ کی تاریکیوں میں گھر جانے سے بچو کیوں کہ فتنہ مدت سے منہ پر نقاب ڈالے ہوئے ہے، اور اُس کی تاریکی نے آنکھوں کو اس قابل نہیں رہنے دیا کہ وہ اُس (فتنہ) کا اصلی چہرہ دیکھ سکیں۔

اور مجھے تمہارا وہ خط ملا ہے جس میں ایسی باتیں درج ہیں جن سے کئی کئی گوشے نکل سکتے ہیں، اور ایسی کمزور ہیں کہ صلح کا [illegible] نہیں کرسکتیں۔ اور ایسی من گھڑت باتیں لکھی ہیں جنہیں نہ تمہارے علم نے گھڑا ہے نہ حلم نے۔ یہ باتیں کرکے تم اُس شخص کی مانند ہو گئے ہو جو دلدل میں پھنس گیا ہو، اور تاریکی میں ہاتھ پیر مارتا پھر رہا ہو۔

وَتَرَقَّيْتَ إِلَى مَرْقَبَةٍ بَعِيدَةِ الْمَرَامِ، نَازِحَةِ الْأَعْلَامِ تَقْصُرُ دُونَهَا الْأَنُوقُ، وَيُحَاذَى بِهَا الْعَيُّوقُ۔

وَحَاشَ لِلّٰهِ أَنْ تَلِيَ لِلْمُسْلِمِينَ بَعْدِي صَدَراً أَوْ وِرْداً، أَوْ أُجْرِيَ لَكَ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ عَقْداً أَوْ عَهْداً، فَمِنَ الْآنَ فَتَدَارَكْ نَفْسَكَ وَانْظُرْ لَهَا، فَإِنَّكَ إِنْ فَرَّطْتَ حَتَّى يَنْهَدَ إِلَيْكَ عِبَادُ اللّٰهِ أُرْتِجَتْ عَلَيْكَ الْأُمُورُ، وَمُنِعْتَ أَمْراً هُوَ مِنْكَ الْيَوْمَ مَقْبُولٌ۔ وَالسَّلَامُ۔

بڑھتے بڑھتے تم اُس بلندی کے قریب جا پہنچے ہو، جو تمہارے مقاصد کی پہنچ سے اتنی دور ہے کہ اُس کے نشان راہ تک نظر نہیں آتے، جہاں عقاب کے پَر جلتے ہیں اور (ستارہ) عیوق کو جس کی ہمسری کا دعویٰ ہے۔[1]

اور خدا نہ کرے کہ تم میرے بعد مسلمانوں کو (حکومت کے) چشمہ سے پانی پلانے یا (کم از کم) پانی تک پہنچانے کے لئے برسرِ اقتدار آجاؤ، یا میں کسی ایک (مسلمان) پر بھی تمہاری حکومت کا پروانہ یا فرمان جاری کروں۔ لہٰذا آج سے محتاط ہو جاؤ اور اپنی جان پر رحم کرو۔ ورنہ یاد رکھو، اگر تمہاری ذرا سی کوتاہی کے سبب (ہم) بندگانِ خدا تمہارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے، تو تمہارے بچاؤ کے تمام دروازے بند ہو جائیں گے اور تمہاری طرف سے (اطاعت کی) جو پیش کش آج قبول کی جاتی ہے، (کل) مسترد کر دی جائے گی۔ والسلام۔

---

[1] بلندی سے مراد منصب خلافت ہے اور امیرالمومنین کے مطابق معاویہ اس منصب پر فائز ہونے کا اہل نہیں۔ اس منصب کی بلندی کو آپؑ نے انوق (عقاب) اور عیوق (ستارہ) سے تشبیہ دی ہے۔ آپ کے پیش نظر وہ ضرب المثل ہے: "أَعَزُّ مِنْ بَيْضِ الْأَنُوقِ" (عقاب کے انڈے سے بھی نایاب تر) کہتے ہیں، عقاب کے سر پر بال نہیں ہوتے اور اس کی چونچ زرد ہوتی ہے۔ دشوار گزار پہاڑوں کی چوٹیوں پر آشیانہ بناتا ہے، اور اپنے انڈوں کی اتنی حفاظت کرتا ہے، کہ کوئی اُنہیں دسترس نہیں کر سکتا۔

عیوق اُس سُرخ رنگ کے روشن ستارے کا نام ہے، جو ثُریا کے پیچھے رہتا ہے، اُس سے آگے نہیں بڑھتا۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ۔

وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ بِخِلَافِ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْمَرْءَ لَيَفْرَحُ بِالشَّيْءِ

مکتوب (۶۶)

عبداللہ ابن عباس کے نام:

(اس خط کا ذکر دوسرے لفظوں میں اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے)

امابعد، (یاد رکھو کہ) انسان (فطرۃً) اُس چیز کو پا کر خوش ہو

اَلَّذِیْ لَمْ یَکُنْ لِیَفُوْتَهٗ، وَیَحْزَنُ عَلَی الشَّیْءِ الَّذِیْ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَهٗ۔ فَلَا یَکُنْ اَفْضَلُ مَا نِلْتَ فِیْ نَفْسِكَ مِنْ دُنْیَاكَ بُلُوْغَ لَذَّةٍ اَوْ شِفَاءَ غَیْظٍ، وَلٰکِنْ اِطْفَاءَ بَاطِلٍ اَوْ اِحْیَاءَ حَقٍّ۔ وَلْیَکُنْ سُرُوْرُكَ بِمَا قَدَّمْتَ، وَاَسَفُكَ عَلٰی مَا خَلَّفْتَ، وَهَمُّكَ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

جاتا ہے، جو اُس کے ہاتھ آنے سے رہ ہی نہ سکتی تھی (اُس کا ہاتھ آنا ہی مقدر تھا) اور ایسی چیز کے جانے کا غم کھانے لگتا ہے جو اُسے ہاتھ آنے والی ہی نہ تھی (اُس کا نہ ملنا ہی مقدر تھا) لہذا اگر تمہیں دُنیا کی وہ نعمتیں حاصل ہو جائیں، جو تمہارے خیال میں اچھی سے اچھی ہوں، تو اِنہیں حصولِ لذت اور آتشِ انتقام کو سرد کرنے کے کام میں نہ لانا۔ بلکہ اُن سے باطل (کا چراغ) بجھانے اور (دبے ہوئے) حق کو زندہ کرنے کا کام لینا۔ اور تمہاری خوشی کا باعث وہ سروسامان ہونا چاہیئے جو تم نے آخرت کے لئے فراہم کیا ہو، اور تمہیں افسوس اس کا ہونا چاہیئے جو تم پیچھے چھوڑ رہے ہو اور فکر مابعد الموت کی ہونی چاہیئے۔

وَمِنْ کِتَابٍ لَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلٰی قُثَمَ بْنِ الْعَبَّاسِ وَهُوَ عَامِلُهٗ عَلٰی مَکَّةَ: اَمَّا بَعْدُ فَاَقِمْ لِلنَّاسِ الْحَجَّ وَذَکِّرْهُمْ بِاَیَّامِ اللهِ، وَاجْلِسْ لَهُمُ الْعَصْرَیْنِ فَاَفْتِ الْمُسْتَفْتِیَ وَعَلِّمِ الْجَاهِلَ وَذَاکِرِ الْعَالِمَ۔ وَلَا یَکُنْ لَّكَ اِلَی النَّاسِ سَفِیْرٌ اِلَّا لِسَانُكَ، وَلَا حَاجِبٌ اِلَّا وَجْهُكَ، وَلَا تَحْجُبَنَّ ذَا حَاجَةٍ عَنْ لِقَائِكَ بِهَا، فَاِنَّهَا اِنْ ذِیْدَتْ عَنْ اَبْوَابِكَ فِیْ اَوَّلِ وِرْدِهَا لَمْ تُحْمَدْ فِیْمَا بَعْدُ عَلٰی قَضَائِهَا۔

وَانْظُرْ اِلٰی مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ مِنْ مَّالِ اللهِ فَاصْرِفْهُ اِلٰی مَنْ

مکتوب (٦٧)

عاملِ مکہ قُثَم بن عباس کے نام:

امابعد، حج کے اعمال پورے کرنے میں لوگوں کی رہنمائی کرو، اور (اُن کی عبرت کے لئے) اللہ تعالٰے کے یادگار دِنوں کا ذکر کرتے رہو۔ اور صبح و شام اُن کی مجلس میں بیٹھ کر فتوی طلب کرنے والے کو شرع کا صحیح حکم بتاؤ، جاہل کو تعلیم دو، اور عالم سے تبادلۂ خیالات کرو۔ اور لوگوں تک اپنے پیغامات پہنچانے کے لئے تمہاری اپنی زبان کے سوا کوئی سفیر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور تمہارے چہرے کے سوا کوئی تمہارا دربان نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی حاجت مند کسی ضرورت سے تمہاری ملاقات کو آئے تو اُس سے روپوشش نہ ہونا، کیوں کہ جب ایک مرتبہ کوئی حاجت تمہارے دروازے پر آ کر ناکام واپس ہو گئی، تو بعد میں اُسے پورا بھی کر دو گے، تو کوئی تمہاری تعریف نہیں کرے گا۔

اور تمہارے پاس اللہ کا جو مال جمع ہو، اس کا خیال رکھو اور اُسے اُن عیالداروں اور فاقہ کشوں تک پہنچاؤ جو تمہارے

قِبَلَكَ مِنْ ذَوِي الْعِيَالِ وَالْمَجَاعَةِ، مُصِيباً بِهِ مَوَاضِعَ الْفَاقَةِ وَالْخَلَّاتِ، وَمَا فَضَلَ عَنْ ذٰلِكَ فَاحْمِلْهُ إِلَيْنَا لِنَقْسِمَهُ فِيمَنْ قِبَلَنَا.

وَمُرْ أَهْلَ مَكَّةَ أَنْ لَا يَأْخُذُوا مِنْ سَاكِنٍ أَجْراً، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: «سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ»، فَالْعَاكِفُ الْمُقِيمُ بِهِ، وَالْبَادِي الَّذِي يَحُجُّ إِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ. وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ لِمَحَابِّهِ. وَالسَّلَامُ.

پاس رہتے ہیں، مگر خیال رہے کہ وہ فاقہ اور محتاجی کے صحیح مقامات پر پہنچے۔ اور اس کے بعد جو بچ رہے، اُسے ہمارے پاس بھیج دو، تاکہ ہم اُسے (مستحق) لوگوں میں تقسیم کر دیں جو ہمارے یہاں موجود ہیں۔

اور اہلِ مکہ کو حکم دے دو، کہ وہ (اپنے مکانوں میں) کسی ٹھہرنے والے سے کوئی معاوضہ (کرایہ وغیرہ) نہ لیں، کیونکہ اللہ سبحانہ، کا ارشاد ہے: "اس (شہر) میں عاکف اور بادی برابر ہیں۔" (سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ) اور عاکف وہ ہے جو اس میں مقیم ہو اور بادی وہ ہے جو مقیم نہ ہو بلکہ باہر سے حج کرنے یہاں آیا ہو۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اور تمہیں اپنے محبوب اعمال (بجا لانے) کی توفیق دے۔ والسلام

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَبْلَ أَيَّامِ خِلَافَتِهِ:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ الْحَيَّةِ لَيِّنٌ مَسُّهَا، قَاتِلٌ سَمُّهَا، فَأَعْرِضْ عَمَّا يُعْجِبُكَ فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكَ مِنْهَا، وَضَعْ عَنْكَ هُمُومَهَا لِمَا أَيْقَنْتَ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا، وَكُنْ آنَسَ مَا تَكُونُ بِهَا أَحْذَرَ مَا تَكُونُ مِنْهَا، فَإِنَّ صَاحِبَهَا كُلَّمَا اطْمَأَنَّ فِيهَا إِلَى سُرُورٍ أَشْخَصَتْهُ عَنْهُ إِلَى مَحْذُورٍ، أَوْ إِلَى إِينَاسٍ أَزَالَتْهُ عَنْهُ إِلَى إِيحَاشٍ. وَالسَّلَامُ.

مکتوب (۶۸)

(اپنے ایامِ خلافت سے پہلے سلمانِ فارسی رحمہ اللہ کو تحریر فرمایا):

اما بعد، (صرف یہ بات یاد رکھو کہ) دُنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جو چھونے کو تو نرم ہے مگر اُس کے کاٹے کا علاج نہیں، لہٰذا دُنیا میں جو کچھ تمہیں اچھا لگتا ہے، اُس سے منہ موڑ و، کیوں کہ اُس کا بہت تھوڑا حصہ تمہارے ساتھ جائے گا، اور جب تمہیں یقین ہے کہ دنیا تمہارا ساتھ چھوڑ دے گی، تو اس کے جھمیلوں کا بوجھ سر سے اتار کر رکھ دو۔ اور جتنا زیادہ اس سے مانوس ہوتے جاؤ، اتنا ہی زیادہ اس سے بچتے جاؤ۔ کیوں کہ دنیادار جب اس کی مسرتوں کو پا کر مطمئن ہو جاتا ہے، تو دنیا اُسے (مسرتوں سے محروم کر کے) مصیبتوں سے دوچار کر دیتی ہے (یا جب اُس سے مانوس ہو کر مطمئن ہو جاتا ہے، تو دنیا اُسے اُنس و محبت سے ہٹا کر پریشانیوں میں مبتلا کر دیتی ہے والسلام

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى الْحَارِثِ الْهَمْدَانِيِّ:
وَتَمَسَّكْ بِحَبْلِ الْقُرْآنِ وَانْتَصِحْهُ.
وَأَحِلَّ حَلَالَهُ وَحَرِّمْ حَرَامَهُ، وَ
صَدِّقْ بِمَا سَلَفَ مِنَ الْحَقِّ.
وَاعْتَبِرْ بِمَا مَضَى مِنَ الدُّنْيَا
مَا بَقِيَ مِنْهَا فَإِنَّ بَعْضَهَا يُشْبِهُ بَعْضاً
وَآخِرَهَا لَاحِقٌ بِأَوَّلِهَا، وَكُلَّهَا حَائِلٌ
مُفَارِقٌ وَعَظِّمِ اسْمَ اللهِ أَنْ تَذْكُرَهُ
إِلَّا عَلَى حَقٍّ، وَأَكْثِرْ ذِكْرَ الْمَوْتِ وَ
مَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ
إِلَّا بِشَرْطٍ وَثِيقٍ. وَاحْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ
يَرْضَاهُ صَاحِبُهُ لِنَفْسِهِ وَيَكْرَهُهُ
لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَاحْذَرْ كُلَّ
عَمَلٍ يُعْمَلُ بِهِ فِي السِّرِّ وَيُسْتَحَى
مِنْهُ فِي الْعَلَانِيَةِ. وَاحْذَرْ كُلَّ
عَمَلٍ إِذَا سُئِلَ عَنْهُ صَاحِبُهُ
أَنْكَرَهُ أَوِ اعْتَذَرَ مِنْهُ. وَلَا
تَجْعَلْ عِرْضَكَ غَرَضاً لِنِبَالِ الْقَوْلِ
وَلَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِكُلِّ مَا
سَمِعْتَ فَكَفَى بِذَلِكَ كَذِباً،
وَلَا تَرُدَّ عَلَى النَّاسِ كُلَّ مَا حَدَّثُوكَ
بِهِ فَكَفَى بِذَلِكَ جَهْلًا. وَاكْظِمِ
الْغَيْظَ وَتَجَاوَزْ عِنْدَ الْمَقْدِرَةِ،
وَاحْلُمْ عِنْدَ الْغَضَبِ، وَاصْفَحْ
مَعَ الدَّوْلَةِ تَكُنْ لَكَ الْعَاقِبَةُ.

مکتوب (۶۹)

حارث ہمدانی کے نام:

اور قرآن کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو، اور اسے اپنا
خیر خواہ سمجھو (اور اس کی ہر نصیحت قبول کرو)، اس کے حلال کو
حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔ اور حق کے گزشتہ واقعات کی تصدیق
کرو (یعنی اُن کے سچا ہونے پر یقین رکھو) اور دنیا کے حال اور
مستقبل کا اُس کے ماضی پر قیاس کر لو، کیوں کہ اس کا ایک حصہ دوسرے
سے مشابہ ہے، اُس کا آخر، اوّل سے جا ملنے والا ہے اور ساری کی
ساری (دنیا) زوال پذیر اور داغ مفارقت دے جانے والی ہے۔
اور اللہ کے نام کی یوں تعظیم کرو، کہ اُس کی قسم نہ کھاؤ مگر کسی حق کی
بات پر، اور موت اور مابعد الموت کو اکثر یاد کرتے رہو، اور جب
تک انجام بخیر ہونے کا یقین نہ ہو، (غیر مشروط طور پر) موت کی تمنا
ہرگز نہ کرنا، اور ایسے ہر کام سے بچ کر رہو، جس کے کرنے والے
اپنے لئے تو پسند کرے اور عامۃ المسلمین کے لئے ناپسند کرے
نیز ہر ایسے کام سے پرہیز کرو، جو چھپ چھپا کر تو کیا جائے مگر علانیہ
کرنے سے شرم آتی ہو۔ اور ہر ایسے عمل سے باز رہو، جس کے بارے
میں اُس کے مرتکب سے پوچھا جائے تو وہ مکر جائے یا پھر معذرت
کرنے لگے۔ اور اپنی آبرو کو (لوگوں کی) باتوں کے تیروں کا نشانہ
مت بناؤ۔ اور (سچی جھوٹی) ہر سُنی ہوئی بات لوگوں سے مت بیان
کرو۔ کیوں کہ (جھوٹ کے سینگ نہیں ہوتے) جھوٹ کو یہی (بہانہ)
کافی ہے۔ اور اپنے سامنے لوگوں کی بیان کی ہوئی ہر بات کو اُن
کے منہ پر دے مارو۔ کیونکہ اس سے جہالت ثابت ہوتی ہے۔
غصہ آئے تو پی جاؤ، اور جب (کسی پر) قدرت حاصل ہو جائے تو
درگزر کرو، غضبناک ہونے لگو تو بُردبار رہو، اور اقتدار کے باوجود
(قصوروار کو) معاف کر دو، تاکہ تمہاری عاقبت بخیر ہو۔ اور اللہ کی
عطا کردہ ہر نعمت کی خیر مانگو، اور اللہ کی جتنی نعمتیں تمہارے پاس موجود

وَاسْتَصْلِحْ كُلَّ نِعْمَةٍ أَنْعَمَهَا اللهُ عَلَيْكَ وَلَا تُضَيِّعَنَّ نِعْمَةً مِنْ نِعَمِ اللهِ عِنْدَكَ وَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ مَا أَنْعَمَ اللهُ بِهِ عَلَيْكَ
وَاعْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُهُمْ تَقْدِمَةً مِنْ نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَمَالِهِ، فَإِنَّكَ مَا تُقَدِّمْ مِنْ خَيْرٍ يَبْقَ لَكَ ذُخْرُهُ وَمَا تُؤَخِّرْهُ يَكُنْ لِغَيْرِكَ خَيْرُهُ. وَاحْذَرْ صَحَابَةَ مَنْ يَفِيلُ رَأْيُهُ وَيُنْكَرُ عَمَلُهُ فَإِنَّ الصَّاحِبَ مُعْتَبَرٌ بِصَاحِبِهِ. وَاسْكُنِ الْأَمْصَارَ الْعِظَامَ فَإِنَّهَا جِمَاعُ الْمُسْلِمِينَ. وَاحْذَرْ مَنَازِلَ الْغَفْلَةِ وَالْجَفَاءِ وَقِلَّةَ الْأَعْوَانِ عَلَى طَاعَةِ اللهِ. وَاقْصُرْ رَأْيَكَ عَلَى مَا يَعْنِيكَ، وَإِيَّاكَ وَمَقَاعِدَ الْأَسْوَاقِ فَإِنَّهَا مَحَاضِرُ الشَّيْطَانِ وَمَعَارِيضُ الْفِتَنِ. وَأَكْثِرْ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى مَنْ فُضِّلْتَ عَلَيْهِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَبْوَابِ الشُّكْرِ. وَلَا تُسَافِرْ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ حَتَّى تَشْهَدَ الصَّلَاةَ إِلَّا فَاصِلًا فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ فِي أَمْرٍ تُعْذَرُ بِهِ. وَأَطِعِ اللهَ فِي جَمِيعِ أُمُورِكَ فَإِنَّ طَاعَةَ اللهِ فَاضِلَةٌ عَلَى مَا سِوَاهَا. وَخَادِعْ نَفْسَكَ فِي الْعِبَادَةِ وَارْفُقْ بِهَا وَلَا تَقْهَرْهَا. وَخُذْ عَفْوَهَا وَنَشَاطَهَا إِلَّا مَا كَانَ مَكْتُوبًا عَلَيْكَ مِنَ الْفَرِيضَةِ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ

ہیں ان میں سے کسی کو ضائع نہ کر بیٹھنا۔ اور چاہیے کہ اللہ نے تمہیں جو نعمتیں عطا کر رکھی ہیں، اُن کا اثر تمہارے بند بند سے دکھائی دے۔

اور یاد رکھو کہ افضل المومنین درحقیقت وہ ہے جو اپنی جان اپنے خاندان اور اپنے مال کا صدقہ نکالنے میں افضل ہو۔ کیوں کہ جو کارِ خیر تم اپنے ہاتھ سے کر جاؤ گے، اُس کا ذخیرہ تمہارے لئے باقی رہ جائے گا اور جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے اُس کا فائدہ دوسرے کو ہوگا۔ اور جس کی رائے کمزور اور اعمال بُرے ہوں، اُس کی صحبت سے دور رہو، کیوں کہ ساتھی کا ساتھی پر قیاس کیا جاتا ہے (اور آدمی اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے)۔ اور بڑے شہروں میں سکونت اختیار کرو، کیوں کہ وہ مسلمانوں کے جامع ہوتے ہیں۔ اور ایسی جگہوں پر جانے سے پرہیز کرو جو اللہ کے فرائض سے غافل کردیں، یا جہاں جاکر واپس آنا پڑے یا جہاں اللہ کی اطاعت کے لئے معاون نہ مل سکیں۔ اور اپنی رائے کو اسی بات تک محدود رکھو جس میں تم مشغول ہو، اور خبردار! بازار کی بیٹھک کے قریب بھی نہ جانا کیوں کہ یہ شیطانوں کے ڈیرے اور فتنوں کی آماجگاہیں ہوتی ہیں۔ اور جن لوگوں پر تمہیں فضیلت حاصل ہے، اُن کا زیادہ خیال رکھا کرو۔ کیوں کہ یہ بھی شکر کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اور جمعہ کے دن نماز میں حاضری دینے سے پہلے سفر نہ کرنا، ہاں خدا کی راہ میں جہاد کے لئے نکلنا ہو یا بامر مجبوری کہیں جانا ہو (تو اجازت ہے) اور اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو، کیوں کہ اللہ کی اطاعت کو دوسرے کاموں پر اولیت حاصل ہے۔ اور اپنے نفس کو تکلف کرکے عبادت میں لگاؤ مگر اُس سے نرمی کا برتاؤ کرو، دباؤ نہ ڈالو۔ اور اُس کی فراغت اور آمادگی کا خیال رکھو مگر جو واجبات تم پر فرض کر دیئے گئے ہیں (ان میں یہ رعایت نہیں) کیوں کہ واجبات کا

مِنْ قَضَائِهَا وَتَعَاهُدْهَا عِنْدَ مَحِلِّهَا. وَإِيَّاكَ أَنْ يَنْزِلَ بِكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ آبِقٌ مِنْ رَبِّكَ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا. وَإِيَّاكَ وَمُصَاحَبَةَ الْفُسَّاقِ فَإِنَّ الشَّرَّ بِالشَّرِّ مُلْحَقٌ. وَوَقِّرِ اللَّهَ وَأَحْبِبْ أَحِبَّاءَهُ. وَاحْذَرِ الْغَضَبَ فَإِنَّهُ جُنْدٌ عَظِيمٌ مِنْ جُنُودِ إِبْلِيسَ. وَالسَّلَامُ.

ادا کرنا تو ناگزیر ہے۔ اور اپنے اپنے موقع محل پر اُن کی نگہداشت ضروری ہے۔ اور دیکھنا، کہیں ایسی حالت میں تمہیں موت نہ آ جائے کہ تم اپنے پروردگار سے روگرداں ہو کر دنیا کی طلب میں بھاگ رہے ہو۔ اور خبردار بدکاروں کی صحبت اختیار نہ کرنا کیوں کہ بدی کو بدی ہی سے ملایا کرتے ہیں (اور خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے)۔ اور اللہ کا وقار ذہن نشین رکھو، اور اُس کے محبوبوں سے محبت رکھو، اور غصے (کے حملہ) سے اپنا بچاؤ کرو کیوں کہ ابلیس کے لشکروں میں سب سے بڑا لشکر یہی ہے۔ والسلام۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى الْمَدِينَةِ فِي مَعْنَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِهَا لَحِقُوا بِمُعَاوِيَةَ:

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِمَّنْ قِبَلَكَ يَتَسَلَّلُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَلَا تَأْسَفْ عَلَى مَا يَفُوتُكَ مِنْ عَدَدِهِمْ وَيَذْهَبُ عَنْكَ مِنْ مَدَدِهِمْ. فَكَفَى لَهُمْ غَيًّا وَلَكَ مِنْهُمْ شَافِيًا فِرَارُهُمْ مِنَ الْهُدَى وَالْحَقِّ وَإِيضَاعُهُمْ إِلَى الْعَمَى وَالْجَهْلِ، وَإِنَّمَا هُمْ أَهْلُ دُنْيَا مُقْبِلُونَ عَلَيْهَا وَمُهْطِعُونَ إِلَيْهَا، قَدْ عَرَفُوا الْعَدْلَ وَرَأَوْهُ وَسَمِعُوهُ وَوَعَوْهُ، وَعَلِمُوا أَنَّ النَّاسَ عِنْدَنَا فِي الْحَقِّ أُسْوَةٌ فَهَرَبُوا إِلَى الْأَثَرَةِ فَبُعْدًا لَهُمْ وَسُحْقًا.

مکتوب (۷۰)

عامل مدینہ سہل بن حُنیف انصاری کے نام:

(اہل مدینہ کے اُس گروہ کی حقیقت کے بیان میں جو معاویہ سے جا ملا تھا)

اما بعد! مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے یہاں سے کچھ آدمی معاویہ کی طرف کھسکتے جا رہے ہیں، لہٰذا اُن کی جو تعداد تمہارے ہاتھ سے نکل رہی ہے، اور اُن کی جو مدد تمہیں چھوڑ کر (اُدھر) جا رہی ہے، اُس کا غم نہ کھاؤ۔ کیوں کہ اُن کی گمراہی اور اُن (کی نحوست) سے تمہاری رہائی کا یہی ثبوت کافی ہے کہ وہ ہدایت اور حق سے فرار کر کے گمراہی اور جہالت کی طرف تیزی سے دوڑے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ فقط دنیا دار ہیں، جو دنیا کی طرف متوجہ ہیں اور گردنیں اٹھائے اُسی کی طرف لپک رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انہوں نے عدل کو پہچان اور دیکھ لیا ہے، اُس کی آواز سُنی اور محفوظ کر لی ہے۔ اور سمجھ لیا ہے کہ ہمارے یہاں حق کے اعتبار سے سب لوگ برابر ہیں (چھوٹے بڑے کا سوال نہیں) لہٰذا وہ اُدھر بھاگ گئے جہاں ترجیحی سلوک ہوتا ہے۔ سو خدا انہیں ہم سے اور اپنی رحمت سے دور ہی رکھے۔

إِنَّهُمْ وَاللهِ لَمْ يَنْفِرُوا مِنْ جَوْرٍ، وَلَمْ يَلْحَقُوا بِعَدْلٍ، وَإِنَّا لَنَطْمَعُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ أَنْ يُذَلِّلَ اللهُ لَنَا صَعْبَهُ، وَيُسَهِّلَ لَنَا حَزْنَهُ، إِنْ شَاءَ اللهُ، وَالسَّلَامُ.

خدا قسم یہ بات نہیں کہ وہ (ہمارے) ظلم سے بھاگ کھڑے ہوئے ہوں اور نہ یہ کہ وہ (معاویہ) کے عدل سے جا ملے ہیں۔ اور اس معاملہ میں ہماری دلی خواہش یہ ہے کہ اللہ اس کے سرکش اونٹ کو ہمارے لئے رام کر دے، اور اس کی چٹانوں کو ہمارے لئے میدان بنا دے۔ انشاء اللہ والسلام۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِلَى الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَارُودِ الْعَبْدِيِّ، وَقَدْ خَانَ فِي بَعْضِ مَا وَلَّاهُ مِنْ أَعْمَالِهِ:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ صَلَاحَ أَبِيكَ غَرَّنِي مِنْكَ، وَظَنَنْتُ أَنَّكَ تَتَّبِعُ هَدْيَهُ، وَتَسْلُكُ سَبِيلَهُ، فَإِذَا أَنْتَ فِيمَا رُقِّيَ إِلَيَّ عَنْكَ لَا تَدَعُ لِهَوَاكَ انْقِيَاداً، وَلَا تُبْقِي لِآخِرَتِكَ عَتَاداً، تَعْمُرُ دُنْيَاكَ بِخَرَابِ آخِرَتِكَ، وَتَصِلُ عَشِيرَتَكَ بِقَطِيعَةِ دِينِكَ. وَلَئِنْ كَانَ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ حَقّاً، لَجَمَلُ أَهْلِكَ وَشِسْعُ نَعْلِكَ خَيْرٌ مِنْكَ، وَمَنْ كَانَ بِصِفَتِكَ فَلَيْسَ بِأَهْلٍ أَنْ يُسَدَّ بِهِ ثَغْرٌ، أَوْ يُنْفَذَ بِهِ أَمْرٌ، أَوْ يُعْلَى لَهُ قَدْرٌ، أَوْ يُشْرَكَ فِي أَمَانَةٍ، أَوْ يُؤْمَنَ عَلَى خِيَانَةٍ. فَأَقْبِلْ إِلَيَّ حِينَ يَصِلُ إِلَيْكَ كِتَابِي هٰذَا، إِنْ شَاءَ اللهُ. قَالَ الرَّضِيُّ: وَالْمُنْذِرُ هٰذَا هُوَ الَّذِي قَالَ فِيهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مکتوب (۷۱)

بنام منذر بن جارود عبدی۔

(جب اس نے آپؑ کے سپرد کردہ کسی کام میں خیانت کی تھی)

امابعد، تمہارے باپ کی صلاحیتوں نے تمہاری نسبت مجھے کتنا دھوکا دیا! اور میرا تو گمان تھا کہ تم اس کی سیرت کا اتباع کر رہے ہو اور اسی کی راہ پر چل رہے ہو، مگر دیکھتا ہوں کہ تمہارے متعلق مجھے یہ خبریں ملتی ہیں کہ تم اپنی نفسانی خواہشات کی کٹھ پتلی بننے سے باز نہیں آ رہے، اور اپنی آخرت کے لئے کوئی سر و سامان تیار کر کے نہیں رکھ رہے ہو۔ اپنی آخرت برباد کر کے دنیا آباد کر رہے ہو، اور دین سے کٹ کر خویش و اقارب سے رشتہ جوڑ رہے ہو۔ مگر یاد رکھو کہ اگر وہ خبریں سچی ہیں جو تمہاری نسبت مجھے پہنچی ہیں، تو تم (بحالت موجودہ) اپنے گھر کے اونٹ اور اپنی جوتی کے تسمے سے بھی گئے گزرے ہو، اور جو شخص تمہارے طور طریقے کا ہو، وہ اس بات کا اہل ہی نہیں کہ اس سے کوئی رخنہ بند کیا جائے یا (حکومت کا) کوئی کام انجام دلایا جائے، یا اس کی قدر افزائی کی جائے یا اسے امانت میں شریک کیا جائے یا خیانت نہ کرنے پر اس پر اعتبار کیا جائے۔ لہٰذا جس وقت تمہیں میرا یہ خط پہنچے، اسی وقت میرے پاس چلے آؤ۔ انشاء اللہ۔

سید رضی فرماتے ہیں: یہ وہی منذر ہے جس کے بارے میں

إِنَّهُ يَنْظُرُ فِي عِطْفَيْهِ مُخْتَالٌ فِي بُرْدَيْهِ تَفَّالٌ فِي شِرَاكَيْهِ"

امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے: "خود پسندی میں اکڑ دونوں جانب دیکھتا رہتا ہے، اپنی دھاری دار چادروں میں پھولا نہیں سماتا، اور اپنے جوتوں کی گرد پھونکوں سے جھاڑتا رہتا ہے۔"

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ:
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ لَسْتَ بِسَابِقٍ أَجَلَكَ وَلَا مَرْزُوقٍ مَا لَيْسَ لَكَ. وَاعْلَمْ بِأَنَّ الدَّهْرَ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَكَ وَيَوْمٌ عَلَيْكَ، وَأَنَّ الدُّنْيَا دَارُ دُوَلٍ، فَمَا كَانَ مِنْهَا لَكَ أَتَاكَ عَلَى ضَعْفِكَ، وَمَا كَانَ عَلَيْكَ لَمْ تَدْفَعْهُ بِقُوَّتِكَ.

مکتوب (۷۲)

بنام عبداللہ بن عباس:-

امابعد، یاد رکھو کہ نہ تو تم اپنی مدتِ عمر سے آگے بڑھ سکتے ہو، نہ وہ رزق ہی حاصل کر سکتے ہو، جو تمہارے لئے (مقدر) نہیں۔ اور اچھی طرح سمجھ لو کہ زمانے کے دو ہی دن ہیں: ایک تمہارے موافق ایک تمہارے مخالف۔ اور دنیا انقلابات کا گھر ہے، لہٰذا اس کی جو چیز تمہارے موافق ہوگی، وہ تمہاری کمزوری کے باوجود تمہیں مل کر رہے گی، اور جو تمہارے مخالف ہوگی، اُسے تم اپنی طاقت سے بھی نہیں روک سکو گے۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
إِلَى مُعَاوِيَةَ:
أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي عَلَى التَّرَدُّدِ فِي جَوَابِكَ وَالِاسْتِمَاعِ إِلَى كِتَابِكَ لَمُوَهِّنٌ رَأْيِي وَمُخَطِّئٌ فِرَاسَتِي، وَإِنَّكَ إِذْ تُحَاوِلُنِي الْأُمُورَ وَتُرَاجِعُنِي السُّطُورَ كَالْمُسْتَثْقِلِ النَّائِمِ تَكْذِبُهُ أَحْلَامُهُ، أَوِ الْمُتَحَيِّرِ الْقَائِمِ يَبْهَظُهُ مَقَامُهُ، لَا يَدْرِي أَلَهُ مَا يَأْتِي أَمْ عَلَيْهِ، وَلَسْتَ بِهِ،

مکتوب (۷۳)

معاویہ کے نام:

امابعد، واضح ہو کہ تمہارے جواب پہ بار بار غور کرنے، اور تمہارے خط کو غور سے سننے کے باوجود، میں اپنی رائے کی کمزوری اور اپنی فراست کی بھول کا تصور کرتا ہوں، اور اس میں شک نہیں کہ تم جو مجھ سے اپنے مطالبات منوانا چاہتے ہو، اور بار بار مجھ سے اپنے خطوں کا جواب مانگتے ہو، بالکل اُس شخص کی طرح ہو جاتے ہو جو گہری نیند میں پڑا (خواب) دیکھ رہا ہو، مگر اُس کے خواب، خیال ثابت ہوں یا جو عالمِ حیرت میں (گم سُم) کھڑا ہو، اور (حیرت کے بوجھ تلے) کھڑا کھڑا تھک جائے اور نہ سمجھ سکے کہ جو کچھ آنے والا ہے، اُس کے موافق ہوگا

غَیْرُ اٰتٍ بِکَ شَبِیْهُهٗ. وَ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَوْلَا بَعْضُ الْاِسْتِبْقَاءِ لَوَصَلَتْ اِلَیْکَ مِنِّیْ قَوَارِعُ تَقْرَعُ الْعَظْمَ وَ تَهْلِسُ اللَّحْمَ. وَ اعْلَمْ اَنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ ثَبَّطَکَ عَنْ اَنْ تُرَاجِعَ اَحْسَنَ اُمُوْرِکَ وَ تَاْذَنَ لِمَقَالِ نَصِیْحَتِکَ. وَ السَّلَامُ لِاَهْلِهٖ.

یا مخالف، اور تم اگرچہ وہ شخص نہیں ہو مگر وہ شخص تم سے ملتا جلتا ضرور ہے۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میری یہ خواہش نہ ہوتی کہ تم کچھ دیر اور (گمراہی میں پڑے) رہو، تو میری طرف سے تمہاری وہ پٹائی ہوتی کہ تمہاری ہڈی پسلی چور ہو جاتی اور گوشت (تکا بوٹی ہو کر) اڑ جاتا۔ اور یاد رکھو کہ اپنے معاملات کے احسن پہلو (اطاعت) کی طرف رجوع کرنے اور اپنی خیر خواہی کی باتوں پر کان نہ دھرنے سے تمہیں شیطان نے روک رکھا ہے۔ وَالسَّلَامُ لِاَهْلِهٖ (اہل سلام کے لئے سلام)

وَ مِنْ حِلْفٍ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ:
کَتَبَهٗ بَیْنَ رَبِیْعَةَ وَ الْیَمَنِ:
نُقِلَ مِنْ خَطِّ هِشَامِ بْنِ الْکَلْبِیِّ:-

هٰذَا مَا اجْتَمَعَ عَلَیْهِ اَهْلُ الْیَمَنِ حَاضِرُهَا وَ بَادِیْهَا، وَ رَبِیْعَةُ حَاضِرُهَا وَ بَادِیْهَا،

اَنَّهُمْ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ یَدْعُوْنَ اِلَیْهِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِهٖ وَ یُجِیْبُوْنَ مَنْ دَعَا اِلَیْهِ وَ اَمَرَ بِهٖ، لَا یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا وَ لَا یَرْضَوْنَ بِهٖ بَدَلًا، وَ اَنَّهُمْ یَدٌ وَاحِدَةٌ عَلٰی مَنْ خَالَفَ ذٰلِکَ وَ تَرَکَهٗ، اَنْصَارٌ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ، دَعْوَتُهُمْ وَاحِدَةٌ، لَا یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ لِمَعْتَبَةِ عَاتِبٍ وَ لَا لِغَضَبِ غَاضِبٍ وَ لَا لِاسْتِذْلَالِ قَوْمٍ قَوْمًا وَ لَا لِمَسَبَّةِ قَوْمٍ قَوْمًا.

مکتوب (۷۴)

ایک معاہدہ

جو آپؑ نے قبیلہ ربیعہ اور اہل یمن کے مابین تحریر فرمایا
(یہ معاہدہ ہشام بن کلبی کے مسودہ سے نقل کیا گیا)

یہ وہ عہد ہے جس پر اہل یمن کے ہر شہری اور ہر دیہاتی اور قبیلہ ربیعہ کے ہر شہری اور ہر دیہاتی نے (باہم اقرار) اتفاق کیا ہے کہ:

(۱) وہ اللہ کی کتاب پر (ایمان رکھتے) ہیں، اسی کی طرف دعوت دیں گے، اور اسی کے مطابق حکم دیں گے، اور جو اس کی طرف دعوت دے گا، اور اس کے مطابق فیصلہ کرے گا، اس کی دعوت کو قبول کریں گے، کسی قیمت پر اس کی سودے بازی نہیں کریں گے، اور نہ اس کے کسی بدل پر راضی ہوں گے۔

(۲) اور جو اس (معاہدہ) کی خلاف ورزی کرے گا اور اسے چھوڑ جائے گا، اس کے خلاف وہ متفقہ طور پر ایک دوسرے کی مدد کریں گے، ان کی آواز ایک ہو گی اور وہ کسی سرزنش کرنے اور کسی کے خفا ہو جانے کی وجہ سے، اور ایک قوم کے دوسری کو ذلیل سمجھنے اور ایک قوم کے دوسری کو گالیاں دینے

عَلٰى ذٰلِكَ شَاهِدُهُمْ وَغَائِبُهُمْ، سَفِيهُهُمْ وَعَالِمُهُمْ، وَحَلِيمُهُمْ وَجَاهِلُهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ، إِنَّ عَهْدَ اللهِ كَانَ مَسْئُولًا - وَكَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

کے سبب اپنے عہد کو توڑیں گے نہیں۔

(۳) اُن کا ہر حاضر و غیر حاضر، ہر نادان اور دانا، اور ہر عاقل اور جاہل اس معاہدہ کا پابند رہے گا۔

(۴) نیز اس معاہدہ کی رُو سے اُن پر اللہ کے عہد و میثاق کی پابندی عائد ہوتی ہے، کیوں نہ ہو، اللہ کے عہد سے متعلق ضرور بازپُرس ہوگی" (تنزیل) (کاتب علی بن طالبؑ)

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
(إِلٰى مُعَاوِيَةَ فِي أَوَّلِ مَا بُويِعَ لَهُ، ذَكَرَهُ الْوَاقِدِيُّ فِي كِتَابِ الْجَمَلِ)

مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ:

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَلِمْتَ إِعْذَارِي فِيكُمْ وَإِعْرَاضِي عَنْكُمْ حَتّٰى كَانَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا دَفْعَ لَهُ، وَالْحَدِيثُ طَوِيلٌ، وَالْكَلَامُ كَثِيرٌ، وَقَدْ أَدْبَرَ مَا أَدْبَرَ وَأَقْبَلَ مَا أَقْبَلَ، فَبَايِعْ مَنْ قِبَلَكَ وَأَقْبِلْ إِلَيَّ فِي وَفْدٍ مِنْ أَصْحَابِكَ۔

مکتوب (۷۵)

بنام مُعاویہ

جب آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تو شروع ہی میں تحریر فرمایا
(اس کا ذکر واقدی نے کتاب الجمل میں کیا ہے)

عبدِ خدا امیر المومنین علی کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام:

اما بعد، تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں تم لوگوں کے الزامات سے بری، اور تمہارے درپے آزار ہونے سے کنارہ کش رہا ہوں، یہاں تک کہ جس بات کا ہونا ناگزیر تھا، اور جسے کوئی روک نہ سکتا تھا، وہ ہو کر ہی رہی (عثمان قتل ہو گئے)۔ اور یہ قصہ طویل ہے اور باتیں بہت ہیں، اور جس (دور) کا خاتمہ ہوا سو ہو گیا اور جس کا آغاز ہوا، ہو گیا۔ لہٰذا اپنے یہاں کے لوگوں سے میری بیعت لے لو، اور اپنے مصاحبوں کا وفد لے کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عِنْدَ اسْتِخْلَافِهِ إِيَّاهُ عَلَى الْبَصْرَةِ:

(۷۶)

وصیّت

برائے عبداللہ بن عباس:
(جب اُنہیں بصرہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا)

سَعِ النَّاسَ بِوَجْهِكَ وَمَجْلِسِكَ وَحُكْمِكَ، وَإِيَّاكَ وَالْغَضَبَ فَإِنَّهُ طِيَرَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ. وَاعْلَمْ أَنَّ مَا قَرَّبَكَ مِنَ اللهِ يُبَاعِدُكَ مِنَ النَّارِ، وَمَا بَاعَدَكَ مِنَ اللهِ يُقَرِّبُكَ مِنَ النَّارِ.

لوگوں کے لئے اپنی توجہ، ہم نشینی اور حکومت کے دروازے کھلے رکھو اور دیکھو، غصہ سے بچ کر رہو، کیوں کہ یہ ایک قسم کی شیطانی بدشگونی ہے۔ اور یاد رکھو کہ جو عمل تمہیں اللہ کے قریب کرے گا، وہ تمہیں دوزخ سے دور رکھے گا، اور جو اللہ سے دور رکھے گا، وہ دوزخ کے قریب لے جائے گا۔

وَمِنْ وَصِيَّةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ لَمَّا بَعَثَهُ لِلِاحْتِجَاجِ عَلَى الْخَوَارِجِ:

لَا تُخَاصِمْهُمْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّ الْقُرْآنَ حَمَّالٌ ذُو وُجُوهٍ تَقُولُ وَيَقُولُونَ، وَلٰكِنْ حَاجِجْهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَجِدُوا عَنْهَا مَحِيصًا.

وصیّت (۷۷)

برائے عبداللہ بن عباس:

(جب انہیں خوارج سے مناظرہ کرنے بھیجا)

اُن کے خلاف قرآن سے دلائل پیش نہ کرنا، کیوں کہ قرآن کی اکثر آیات پر کئی کئی توجیہات کا احتمال ہو سکتا ہے۔ تم کچھ کہو گے اور وہ کچھ اور کہیں گے۔ بلکہ ان پر سنّت سے اتمام حجت کرو، کیوں کہ اس سے گریز کی اُنہیں کوئی راہ نہ ملے گی۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ:

جَوَابًا فِي أَمْرِ الْحَكَمَيْنِ ذَكَرَهُ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ فِي كِتَابِ الْمَغَازِي:

فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ تَغَيَّرَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ عَنْ كَثِيرٍ مِنْ حَظِّهِمْ، فَمَالُوا مَعَ الدُّنْيَا وَنَطَقُوا بِالْهَوَى، وَإِنِّي نَزَلْتُ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ مَنْزِلًا مُعْجِبًا اجْتَمَعَ بِهِ أَقْوَامٌ أَعْجَبَتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ فَإِنِّي

مکتوب (۷۸)

ابوموسیٰ اشعری کے نام:

حکمین کے معاملہ میں اُس کے خط کا جواب

(اس کا ذکر سعید بن یحییٰ اُموی نے اپنی کتاب المغازی میں کیا ہے)

تو، لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اُن میں سے اکثر اپنی نیک بختی کے کثیر حصّہ کو چھوڑ کر بد بخت ہو کر رہ گئے ہیں، چنانچہ یہ لوگ (آخرت سے ہٹ کر) دُنیا کا ساتھ دینے لگے، اور اپنی خواہش نفس کے مطابق تقریریں کرنے لگے۔ اور مجھے تو اس امر (خلافت) نے ایک عجیب منزل پر لا اُتارا ہے: جہاں ایسے (مختلف) گروہ اکٹھے ہو گئے ہیں، جو خود پسندی

أُدَاوِي مِنْهُمْ قَرْحًا أَخَافُ أَنْ يَكُونَ عَلَقًا، وَلَيْسَ رَجُلٌ — فَاعْلَمْ — أَحْرَصَ عَلَى جَمَاعَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأُلْفَتِهَا مِنِّي أَبْتَغِي بِذٰلِكَ حُسْنَ الثَّوَابِ وَكَرَمَ الْمَآبِ. وَسَأَفِي بِالَّذِي وَأَيْتُ عَلَى نَفْسِي وَإِنْ تَغَيَّرْتَ عَنْ صَالِحِ مَا فَارَقْتَنِي عَلَيْهِ، فَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ نَفْعَ مَا أُوتِيَ مِنَ الْعَقْلِ وَالتَّجْرِبَةِ، وَإِنِّي لَأَعْبَدُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ بِبَاطِلٍ، وَأَنْ أُفْسِدَ أَمْرًا قَدْ أَصْلَحَهُ اللهُ، فَدَعْ مَا لَا تَعْرِفُ فَإِنَّ شِرَارَ النَّاسِ طَائِرُونَ إِلَيْكَ بِأَقَاوِيلِ السُّوءِ. وَالسَّلَامُ.

کا شکار ہو چکے ہیں۔ مگر میں اُن کے زخموں کا فوری علاج کروں گا، جن میں خون کے منجمد ہو جانے کا مجھے اندیشہ ہے۔ اور اچھی طرح سمجھ لو کہ امّت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جمعیت اور اتحاد کا مجھ سے زیادہ آرزومند کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ سے میں حُسنِ ثواب اور باعزت انجام کا طلب گار ہوں۔ اور جو بات میں نے دل میں ٹھان لی ہے، اُسے پورا کر کے رہوں گا۔ اور اگر تم نے اُس نیک رائے کو بدل ڈالا ہے، جس پر تم مجھ سے رخصت ہوتے وقت قائم تھے، تو یاد رکھو، کہ بدبخت وہی ہوتا ہے جو خداداد عقل اور تجربہ کے نفع سے محروم ہو جائے۔ اور کوئی ناحق بات کرے تو میرا خون کھول جاتا ہے، اور اللہ کی بنائی ہوئی بات کو بگاڑنے سے مجھے ندامت محسوس ہوتی ہے۔ لہٰذا جس کام کی سمجھ نہیں، اُسے جانا کرو، کیوں کہ شرپسند لوگ تمہاری بدآموزی کے لیے اُڑے چلے آ رہے ہیں۔

والسلام!

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
لَمَّا اسْتُخْلِفَ إِلَى
أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ:-

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ مَنَعُوا النَّاسَ الْحَقَّ فَاشْتَرَوْهُ، وَأَخَذُوهُمْ بِالْبَاطِلِ فَاقْتَدَوْهُ.

مکتوب (۷۹)

مختلف فوجی سالاروں کے نام:
(جب آپؑ خلیفہ تسلیم کر لئے گئے)

امابعد! یاد رہے کہ تم سے پہلے کے لوگوں کو صرف اس بات نے ہلاک کیا کہ اُنہوں نے عوام کے حقوق مار لئے تو عوام نے رشوت دے کر اپنے مارے ہوئے حق خرید لئے۔ اور اُنہوں نے (لوگوں کو) مجبور کر کے باطل کی راہ پر لگایا تو وہ اُن کے پیچھے چل پڑے۔

تمام شد باب نگارشات
بنامِ سیدِ امیرِ کائنات

نہج البلاغہ

(حصّہ سوم)

ارشادات

حضرت امیر المومنین علیہ السلام

ترجمہ

جناب مولانا غلام محمد ذکی سرورکوٹی بی اے بی ایڈ فاضل فارسی

بَابُ الْمُخْتَارِ مِنْ حِكَمِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

امیر المؤمنین علیہ السلام کے منتخب حکیمانہ ارشادات کا باب

وَيَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ الْمُخْتَارُ مِنْ أَجْوِبَةِ مَسَائِلِهِ وَالْكَلَامِ الْقَصِيرِ الْخَارِجِ فِي سَائِرِ أَغْرَاضِهِ

اس باب میں آپؑ سے پوچھے گئے مسائل کے جوابات اور مختصر حکیمانہ کلام کا انتخاب شامل ہے جو مختلف غرض سے متعلق آپؑ نے ارشاد فرمایا

نوٹ: قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ کا ترجمہ "آنجناب علیہ السلام نے فرمایا" ہم صرف ایک بار درج کریں گے، اس کے بعد ہر ارشاد سے پہلے فقط "فرمایا" لکھیں گے۔

١۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كُنْ فِي الْفِتْنَةِ كَابْنِ اللَّبُونِ لَا ظَهْرٌ فَيُرْكَبَ، وَلَا ضَرْعٌ فَيُحْلَبَ.

١۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: فتنہ (کے دنوں) میں (دو) سالہ شتر بچہ کی مانند ہو جاؤ کہ نہ پشت (اتنی قوی) ہو کہ کوئی سوار ہو سکے اور نہ پستان (اس قابل) ہوں کہ کوئی دوہ سکے۔[1]

---

[1] فتنہ کے دنوں میں دو متحارب گروہوں میں سے کسی کا ساتھ نہ دو، بلکہ الگ تھلگ رہو تاکہ نہ تم پر کوئی دباؤ ڈال کر اپنے ساتھ ملا سکے اور نہ تم سے کسی کو مدد کی توقع ہو۔ اور فتنہ سے مراد وہ افتراق ہے جسے قرآن و سنت اور حکم امام زمانہ کی تائید حاصل نہ

٢۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَزْرَى بِنَفْسِهِ مَنِ اسْتَشْعَرَ الطَّمَعَ، وَرَضِيَ بِالذُّلِّ مَنْ كَشَفَ عَنْ ضُرِّهِ، وَهَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ مَنْ أَمَّرَ عَلَيْهَا لِسَانَهُ.

٢۔ فرمایا: جس نے لالچ کو شعار بنایا، اُس نے اپنے آپ کو ذلیل کر دیا، اور جس نے اپنی بدحالی کا پردہ کھولا وہ اپنی خوشی سے ذلیل ہوا، اور جس نے زبان کو اپنا فرماں روا بنایا، اُس نے دل کی صو[illegible] کو کمزور کر دیا۔

۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْبُخْلُ عَارٌ، وَالْجُبْنُ مَنْقَصَةٌ، وَالْفَقْرُ يُخْرِسُ الْفَطِنَ عَنْ حُجَّتِهِ، وَالْمُقِلُّ غَرِيبٌ فِي بَلْدَتِهِ، وَالْعَجْزُ آفَةٌ، وَالصَّبْرُ شَجَاعَةٌ، وَالزُّهْدُ ثَرْوَةٌ، وَالْوَرَعُ جُنَّةٌ۔

۳۔ فرمایا: بخل عار ہے اور بزدلی عیب ہے، اور ناداری زیرک آدمی کو ایسا گونگا بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی حجت پیش نہیں کر سکتا، اور مفلس آدمی اپنے شہر میں بھی پردیسی ہوتا ہے۔ اور بے چارگی ایک آفت ہے، اور صبر شجاعت ہے، زہد دولت ہے اور پرہیزگاری ڈھال ہے۔

۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: نِعْمَ الْقَرِينُ الرِّضَا، وَالْعِلْمُ وِرَاثَةٌ كَرِيمَةٌ، وَالْآدَابُ حُلَلٌ مُجَدَّدَةٌ، وَالْفِكْرُ مِرْآةٌ صَافِيَةٌ۔

۴۔ فرمایا: بہترین ہمنشین رضا ہے، اور علم ایک باعزت وراثت ہے۔ آداب نئے نویلے جوڑے ہیں، اور سوچ بچار ایک صاف آئینہ ہے۔

۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صَدْرُ الْعَاقِلِ صُنْدُوقُ سِرِّهِ، وَالْبَشَاشَةُ حِبَالَةُ الْمَوَدَّةِ، وَالِاحْتِمَالُ قَبْرُ الْعُيُوبِ أَوْ وَالْمُسَالَمَةُ خِبَاءُ الْعُيُوبِ۔

۵۔ فرمایا: عاقل کا سینہ اُس کے راز کا صندوق ہے، اور تازہ روئی (زندہ دلی) محبت کا پھندا ہے، بُردباری عیبوں کا مدفن ہے، (یا: رواداری عیبوں کی پردہ پوش ہے)

۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ رَضِيَ عَنْ نَفْسِهِ كَثُرَ السَّاخِطُ عَلَيْهِ، وَالصَّدَقَةُ دَوَاءٌ مُنْجِحٌ، وَأَعْمَالُ الْعِبَادِ فِي عَاجِلِهِمْ نُصْبُ أَعْيُنِهِمْ فِي آجِلِهِمْ۔

۶۔ فرمایا: جو شخص اپنے آپ سے راضی رہتا ہے، اُس پر ناراض ہونے والے بڑھ جاتے ہیں۔ صدقہ ایک کامیاب دوا ہے، بندوں کے دُنیا میں (کئے ہوئے) اعمال، آخرت میں اُن کی آنکھوں کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِعْجَبُوا لِهٰذَا الْإِنْسَانِ يَنْظُرُ بِشَحْمٍ، وَيَتَكَلَّمُ بِلَحْمٍ، وَيَسْمَعُ بِعَظْمٍ، وَيَتَنَفَّسُ مِنْ خَرْمٍ۔

۷۔ فرمایا: یہ انسان کیسا عجیب ہے جو چربی سے دیکھتا ہے، گوشت (کے ٹکڑے) سے باتیں کرتا ہے، ہڈی سے سُنتا ہے اور ایک سوراخ سے سانس لیتا ہے۔

۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا أَقْبَلَتِ الدُّنْيَا عَلَىٰ أَحَدٍ أَعَارَتْهُ مَحَاسِنَ غَيْرِهِ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ عَنْهُ سَلَبَتْهُ مَحَاسِنَ نَفْسِهِ۔

۸۔ فرمایا: جب دُنیا کسی کی طرف رُخ کرتی ہے، تو دوسروں کی خوبیاں اُسے اُدھار دے دیتی ہے، اور جب اُس سے پیٹھ پھیرتی ہے تو اُس کی اپنی خوبیاں بھی اُس سے چھین لیتی ہے۔

٩۔ وقال عليه السلام: خالطوا الناس مخالطة إن متم معها بكوا عليكم وإن عشتم حنوا إليكم۔

۹۔ فرمایا: لوگوں سے ایسا میل جول رکھو کہ اگر مر جاؤ تو وہ تم پر روئیں اور اگر جیتے رہو تو تمہاری طرف مائل ہو جائیں۔

١٠۔ وقال عليه السلام: إذا قدرت على عدوك فاجعل العفو عنه شكرا للقدرة عليه۔

۱۰۔ فرمایا: اگر دشمن پر قدرت حاصل ہو جائے، تو اس (خداداد) قدرت کا شکر اس طرح ادا کرو کہ اسے معاف کر دو۔

١١۔ وقال عليه السلام: أعجز الناس من عجز عن اكتساب الإخوان وأعجز منه من ضيع من ظفر به منهم۔

۱۱۔ فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ بے چارہ وہ ہے جو اپنے لئے دوست حاصل نہ کر سکے، اور اس سے زیادہ بے چارہ وہ ہے، جو بنے بنائے دوستوں کو کھو بیٹھے۔

١٢۔ وقال عليه السلام: إذا وصلت إليكم أطراف النعم فلا تنفروا أقصاها بقلة الشكر۔

۱۲۔ فرمایا: جب نعمتوں کے کنارے تم سے آملیں، تو ناشکری کر کے ان کے تمام ہونے سے پہلے ہی انہیں اپنے سے بھگا نہ دو۔ (جو نعمت ملے، اس کا شکر ادا کرو)

١٣۔ وقال عليه السلام: من ضيعه الأقرب أتيح له الأبعد۔

۱۳۔ فرمایا: جسے قریبی چھوڑ جائیں گے، بیگانے اس کے لئے مقدر ہو جائیں گے۔

١٤۔ وقال عليه السلام: ما كل مفتون يعاتب۔

۱۴۔ فرمایا: (مجبوراً) فتنہ میں پڑ جانے والا ہر شخص قابل عتاب نہیں ہوتا۔

١٥۔ وقال عليه السلام: تذل الأمور للمقادير حتى يكون الحتف في التدبير۔

۱۵۔ فرمایا: امور (اپنی) مقداروں (تقدیر) کے تابع ہیں یہاں تک کہ تدبیر ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے۔

١٦- وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عَنْ قَوْلِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ". فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ وَالدِّينُ قُلٌّ، فَأَمَّا الْآنَ وَقَدِ اتَّسَعَ نِطَاقُهُ، وَضَرَبَ بِجِرَانِهِ، فَامْرُؤٌ وَمَا اخْتَارَ۔

١٦- امیرالمومنین علیہ السلام سے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث "بڑھاپے میں سفید بالوں کا رنگ بدل دو، اور یہودیوں کی شکل و شباہت نہ بناؤ" کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپؑ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث اُس وقت ارشاد فرمائی تھی جب دین غیر معروف تھا، مگر اب جب کہ اُس میں وسعت آگئی ہے اور اُس نے جڑ پکڑ لی ہے، تو ہر مسلمان کو اختیار ہے (چاہے خضاب کرے چاہے نہ کرے۔

١٧- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الَّذِينَ اعْتَزَلُوا الْقِتَالَ مَعَهُ: خَذَلُوا الْحَقَّ وَلَمْ يَنْصُرُوا الْبَاطِلَ۔

١٧- آنجناب علیہ السلام نے اُن لوگوں کے بارے میں، جو آپؑ کی معیت میں لڑنے سے کنارہ کش رہے، فرمایا: انہوں نے حق کو چھوڑا تو باطل کی نصرت بھی نہ کر پائے۔ [1]

---

[1] ان لوگوں سے مراد عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص، ابو موسیٰ اشعری، احنف بن قیس، انس بن مالک اور ان کے ہمنوا ہیں۔ جنہوں نے نہ امیرالمومنین کا ساتھ دیا نہ کھل کر معاویہ کی مدد کی۔ (مفتی جعفر حسین: ترجمہ و شرح نہج البلاغہ)

١٨- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ جَرَى فِي عِنَانِ أَمَلِهِ عَثَرَ بِأَجَلِهِ۔

١٨- فرمایا: جو شخص امید (کے گھوڑے) کی باگیں پکڑ کر تیزی سے دوڑا، موت سے ٹھوکر کھا گیا۔

١٩- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَقِيلُوا ذَوِي الْمُرُوءَاتِ عَثَرَاتِهِمْ، فَمَا يَعْثُرُ مِنْهُمْ عَاثِرٌ إِلَّا وَيَدُ اللّٰهِ بِيَدِهِ يَرْفَعُهُ۔

١٩- فرمایا: بامروت لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرو، کیونکہ ان میں سے جب کوئی ٹھوکر کھا کر گرنے لگتا ہے، اللہ اُس کی دستگیری کر کے اُٹھا لیتا ہے۔

٢٠- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُرِنَتِ الْهَيْبَةُ بِالْخَيْبَةِ، وَالْحَيَاءُ بِالْحِرْمَانِ، وَالْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، فَانْتَهِزُوا فُرَصَ الْخَيْرِ۔

٢٠- فرمایا: خوف اور ناکامی، اور شرم اور محرومی کا ساتھ ہے، اور ہاتھ آیا ہوا موقع ابر گزراں کی طرح گزر جاتا ہے، لہٰذا نیکی کے مواقع (ہاتھ آئیں تو) غنیمت جانو۔

۲۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَنَا حَقٌّ فَإِنْ أُعْطِينَاهُ وَإِلَّا رَكِبْنَا أَعْجَازَ الْإِبِلِ وَإِنْ طَالَ السُّرَى۔

قال الرضی: وهذا من لطيف الكلام وفصيحه، ومعناه انا ان لم نعط حقنا كنا اذلاء، وذلك ان الرديف يركب عجز البعير كالعبد والاسير ومن يجري مجراهما۔

۲۱۔ فرمایا: ہمارا حق (ثابت) ہے، اگر وہ ہمیں دے دیا گیا (تو خیر) ورنہ ہم اُونٹ کی کوہان کے پچھلے حصّہ پر (بھی سوار) ہو جائیں گے، چاہے رات کا سفر طویل ہی ہو[لہ]

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ حضرتؑ کے لطیف اور فصیح کلام کی یہ ایک مثال ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہمیں ہمارا حق نہ دیا گیا، تو ہم ذلیل ہو (کر رہ) جائیں گے، اور اس مفہوم کی اصل یہ ہے کہ شتر سوار کے پیچھے (ردیف ہو کر) بیٹھنے والا، غلام اور قیدی اور انہی جیسا ذلیل آدمی سمجھا جاتا ہے۔

[لہ] حق سے مراد حقِ خلافت ہے۔ اور رات کے طویل سفر سے مراد محرومی کی صبر آزما طویل مدت ہے جس کا اندھیرا چھٹتے ہی حق کا سویرا جلوہ گر ہو جائے گا، وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (تنزیل) غرض ؎

ناقوں میں، بندشوں میں، نفتوں میں، اُلجھنوں میں
ہارونِ مصطفےٰؐ کو کرنا پڑا گزارہ! (ذکی سروندکوٹی)

۲۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔

۲۲۔ فرمایا: جس کی رفتار کو عمل نے سُست کر دیا ہو، نسب اُس کی رفتار کو تیز نہیں کر سکتا۔

۲۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ إِغَاثَةُ الْمَلْهُوفِ وَالتَّنْفِيسُ عَنِ الْمَكْرُوبِ۔

۲۳۔ فرمایا: مظلوم فریادی کی فریاد رسی کرنا اور غم رسیدہ کو غم سے نجات دینا۔ بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ (بن جاتا) ہے۔

۲۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا ابْنَ آدَمَ إِذَا رَأَيْتَ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يُتَابِعُ عَلَيْكَ نِعَمَهُ وَأَنْتَ تَعْصِيهِ فَاحْذَرْهُ۔

۲۴۔ فرمایا: اے ابنِ آدم! جب تو دیکھے کہ تیرا پاک پروردگار تجھے پے در پے نعمتیں عطا کئے جا رہا ہے، حالانکہ تو اُس کی نافرمانی کر رہا ہے تو (اُس کی گرفت سے) ہوشیار ہو جا۔

۲۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا

۲۵۔ فرمایا: کسی نے کوئی راز دل میں چھپا کر رکھا نہیں مگر

اَضْمَرَ اَحَدٌ شَيْئًا اِلَّا ظَهَرَ فِي فَلَتَاتِ لِسَانِهِ، وَصَفَحَاتِ وَجْهِهِ۔	کے بے ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرے کے آثار نے اسے فاش نہ کر دیا ہو۔[1]

[1] دل کی بات بے ساختہ زبان سے نکل ہی جاتی ہے۔ اور اُس کے آثار چہرے پر نمایاں ہو ہی جاتے ہیں، کیوں کہ زبان دل کی غماز اور چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے۔

۲۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِمْشِ بِدَائِكَ مَا مَشٰى بِكَ۔	۲۶۔ فرمایا: اپنے مرض کے ساتھ اُس وقت تک چلتے رہو جب تک وہ تمہارے ساتھ چلتا رہے۔[1]

[1] جب تک مرض ناقابلِ برداشت نہ ہو جائے۔ صاحبِ فراش نہ ہو۔

۲۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَفْضَلُ الزُّهْدِ اِخْفَاءُ الزُّهْدِ۔	۲۷۔ فرمایا: زہد کو چھپائے رکھنا سب سے اونچے درجے کا زہد ہے۔
۲۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِذَا كُنْتَ فِي اِدْبَارٍ وَالْمَوْتُ فِي اِقْبَالٍ فَمَا اَسْرَعَ الْمُلْتَقٰى۔	۲۸۔ فرمایا: جب تم موت کی طرف پشت کرکے بھاگ رہے ہو، اور موت (تمہارے پیچھے پیچھے) آگے بڑھ رہی ہو تو دونوں کے ملنے کی جگہ قریب کیوں نہ ہو؟
۲۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْحَذَرَ اَلْحَذَرَ! فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَتَرَ حَتّٰى كَاَنَّهُ قَدْ غَفَرَ۔	۲۹۔ فرمایا: بچو، بچو! (ایسا نہ ہو کہ پکڑے جاؤ) کیوں کہ خدا کی قسم اللہ نے تمہاری یہاں تک پردہ پوشی کی ہے، گویا تمہیں بخش ہی دیا ہے۔
۳۰۔ وَسُئِلَ عَنِ الْاِيْمَانِ، فَقَالَ: اَلْاِيْمَانُ عَلٰى اَرْبَعِ دَعَائِمَ: عَلَى الصَّبْرِ، وَالْيَقِيْنِ، وَالْعَدْلِ، وَالْجِهَادِ، وَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلٰى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلٰى	۳۰۔ آپؑ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ایمان چار ستونوں پر (قائم) ہے، (یعنی) صبر، یقین، عدل اور جہاد پر، ان (چاروں) میں سے صبر کے چار شعبے ہیں:

الشَّوْقِ، وَالشَّفَقِ، وَالزُّهْدِ، وَالتَّرَقُّبِ،
فَمَنِ اشْتَاقَ إِلَى الْجَنَّةِ سَلَا عَنِ
الشَّهَوَاتِ، وَمَنْ أَشْفَقَ مِنَ النَّارِ
اجْتَنَبَ الْمُحَرَّمَاتِ، وَمَنْ زَهِدَ فِي
الدُّنْيَا اسْتَهَانَ بِالْمُصِيبَاتِ وَ
مَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ
إِلَى الْخَيْرَاتِ. وَالْيَقِينُ مِنْهَا عَلَى
أَرْبَعِ شُعَبٍ، عَلَى تَبْصِرَةِ الْفِطْنَةِ
وَتَأَوُّلِ الْحِكْمَةِ، وَمَوْعِظَةِ الْعِبْرَةِ.
وَسُنَّةِ الْأَوَّلِينَ: فَمَنْ تَبَصَّرَ فِي
الْفِطْنَةِ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ. وَمَنْ
تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ عَرَفَ الْعِبْرَةَ،
وَمَنْ عَرَفَ الْعِبْرَةَ فَكَأَنَّمَا كَانَ فِي الْأَوَّلِينَ
وَالْعَدْلُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى
غَائِصِ الْفَهْمِ، وَغَوْرِ الْعِلْمِ، وَزُهْرَةِ
الْحُكْمِ وَرَسَاخَةِ الْحِلْمِ: فَمَنْ فَهِمَ
عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ، وَمَنْ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ
صَدَرَ عَنْ شَرَائِعِ الْحُكْمِ، وَمَنْ حَلُمَ لَمْ
يُفَرِّطْ فِي أَمْرِهِ وَعَاشَ فِي النَّاسِ
حَمِيدًا. وَالْجِهَادُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ
شُعَبٍ: عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيِ
عَنِ الْمُنْكَرِ، وَالصِّدْقِ فِي الْمَوَاطِنِ
وَشَنَآنِ الْفَاسِقِينَ فَمَنْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ
شَدَّ ظُهُورَ الْمُؤْمِنِينَ، وَمَنْ نَهَى
عَنِ الْمُنْكَرِ أَرْغَمَ أُنُوفَ الْكَافِرِينَ، وَ
مَنْ صَدَقَ فِي الْمَوَاطِنِ قَضَى مَا عَلَيْهِ،

شوق، خوف، زہد اور ترقب۔ چنانچہ جو جنت کا مشتاق ہوگا وہ نفسانی خواہشات کو بھول جائے گا، اور جسے (دوزخ کی) آگ کا خوف ہے، وہ محرمات سے بچا رہے گا، اور جو دنیا سے بے رغبتی (زہد) اختیار کرتا ہے، وہ مصیبتوں کو آسانی سے برداشت کر جاتا ہے، اور جو موت کا منتظر رہتا ہے، وہ کارہائے خیر کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے۔ اور ان (چاروں) میں سے یقین کے بھی چار شعبے ہیں: فہم کی درستی، حکمت کی گہرائی تک پہنچنا، عبرت سے سبق حاصل کرنا اور پہلے لوگوں کی سنت پر چلنا، چنانچہ جس نے فہم میں درستی اختیار کی، حکمت اس پر آشکار ہو گئی۔ اور جس پر حکمت آشکار ہو گئی، اس نے عبرت کو پہچان لیا۔ اور جس نے عبرت کو پہچان لیا، وہ ایسا ہو گیا جیسے پہلے لوگوں میں رہ چکا ہو۔ اور عدل کی بھی چار ہی شاخیں ہیں: فہم رسا، علم کی گہرائی تک پہنچنا، حسن فیصلہ اور قوت برداشت کی پختگی۔ چنانچہ جس نے فہم سے کام لیا، اسے علم کی گہرائی معلوم ہو گئی۔ اور جسے علم کی گہرائی معلوم ہو گئی، وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہو کر نکلا، اور جس نے قوت برداشت سے کام لیا، اس کے ادائے فرض میں کوئی کسر نہ رہی۔ اور وہ لوگوں میں نیک نام ہو کر زندہ رہا۔ اور جہاد کے بھی چار شعبے ہیں: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، (جنگ کے) تمام مواقع پر ثابت قدمی، اور فاسقوں سے بغض رکھنا، چنانچہ جس نے معروف کے مطابق حکم دیا، اس نے مومنوں کی کمریں مضبوط کر دیں۔ اور جس نے ناشائستہ باتوں سے لوگوں کو باز رکھا، اس نے کافروں کے ناک چنے چبوا دیئے۔ اور جو مواقع جنگ پر ثابت قدم رہا، اس نے اپنا فرض پورا کر دیا، اور جس نے فاسقوں سے بغض رکھا اور

وَمَنْ شَنِئَ الْفَاسِقِينَ وَغَضِبَ لِلّٰهِ غَضِبَ اللّٰهُ لَهُ وَأَرْضَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

کے لئے غضبناک ہوا، خدا اس کی خاطر غضبناک ہوگا اور قیامت کے دن اسے نہال کر دے گا۔

---

۱ ترقّب: انتظار۔ ۲ محرّمات: وہ امر جن کا کرنا حرام ہو۔

---

۳۱ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْكُفْرُ عَلَى أَرْبَعِ دَعَائِمَ: عَلَى التَّعَمُّقِ، وَالتَّنَازُعِ، وَالزَّيْغِ، وَالشِّقَاقِ: فَمَنْ تَعَمَّقَ لَمْ يُنِبْ إِلَى الْحَقِّ، وَمَنْ كَثُرَ نِزَاعُهُ بِالْجَهْلِ دَامَ عَمَاهُ عَنِ الْحَقِّ، وَمَنْ زَاغَ سَاءَتْ عِنْدَهُ الْحَسَنَةُ، وَحَسُنَتْ عِنْدَهُ السَّيِّئَةُ، وَسَكِرَ سُكْرَ الضَّلَالَةِ، وَمَنْ شَاقَّ وَعُرَتْ عَلَيْهِ طُرُقُهُ، وَأَعْضَلَ عَلَيْهِ أَمْرُهُ، وَضَاقَ عَلَيْهِ مَخْرَجُهُ. وَالشَّكُّ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى التَّمَارِي، وَالْهَوْلِ، وَالتَّرَدُّدِ، وَالْاِسْتِسْلَامِ: فَمَنْ جَعَلَ الْمِرَاءَ دَيْدَناً لَمْ يُصْبِحْ لَيْلُهُ، وَمَنْ هَالَهُ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ نَكَصَ عَلَى عَقِبَيْهِ، وَمَنْ تَرَدَّدَ فِي الرَّيْبِ وَطِئَتْهُ سَنَابِكُ الشَّيَاطِينِ، وَمَنِ اسْتَسْلَمَ لِهَلَكَةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ هَلَكَ فِيهِمَا.

قال الرضی: وبعد هذا کلام ترکنا ذکره خوف الاطالة والخروج عن الغرض المقصود فی هذا الباب.

۳۱ - فرمایا: کفر چار ستونوں پر قائم ہے: (۱) تعمّق ۱ (۲) اختلاف، (۳) حق سے انحراف اور (۴) مخالفت باہمی۔ چنانچہ جو شخص ہر بات کی تہہ تک پہنچنا چاہتا ہے، وہ حق کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اور جو نادانی کی وجہ سے اکثر اختلاف کرتا رہتا ہے، وہ حق سے ہمیشہ گم گشتہ رہتا ہے۔ اور جو حق سے انحراف کرتا ہے، اسے اچھائی، برائی نظر آنے لگتی ہے اور برائی، اچھائی، اور وہ گمراہی میں بدمست رہتا ہے۔ اور جو مخالفت کرتا ہے، اس کی راہیں دشوار ہو جاتی ہیں، اور اس کے معاملات پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور بچ نکلنے کی راہ تنگ ہو جاتی ہے۔ اور شک کے چار شعبے ہیں: (۱) کج بحثی (۲) خوف (۳) تردّد ۲ اور (۴) تن بتقدیر ہونا۔ چنانچہ جس نے کج بحثی کو دین بنا لیا اس کی رات کی کبھی صبح نہیں آتی۔ اور جو سامنے کی چیزوں سے خوف کھاتا ہے، وہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جو شک میں ڈانواں ڈول رہتا ہے، اسے شیطانوں کے کھر کچل دیتے ہیں۔ اور جو دنیا و آخرت کی تباہی کے آگے تن بتقدیر ہو کر رہ گیا، وہ دونوں جہانوں میں تباہ ہو گیا۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کلام کے بعد کا حصہ ایک تو اس خوف سے چھوڑ دیا ہے کہ کلام طویل نہ ہو جائے، دوسرے اس خیال سے کہ ہم اس باب کی غرض مقصود سے باہر نہ چلے جائیں۔

ل۵ تعمق: کسی بات کا بس نہ معلوم کرنے کے لئے اپنے اوہام کی پیروی کرنا۔
ل۵ تردد: ارادہ کرنا پھر توڑ دینا۔ پھر نیت باندھنا پھر توڑ دینا۔ ڈانواں ڈول رہنا۔

۳۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاعِلُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنْهُ، وَفَاعِلُ الشَّرِّ شَرٌّ مِنْهُ۔

۳۲۔ فرمایا: نیکی کرنے والا (کی ہوئی) نیکی سے بہتر ہے اور بدی کرنے والا (کی ہوئی) بدی سے بدتر ہے۔

۳۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كُنْ سَمْحاً وَلَا تَكُنْ مُبَذِّراً وَكُنْ مُقَدِّراً وَلَا تَكُنْ مُقَتِّراً۔

۳۳۔ فرمایا: سخی بنو مگر فضول خرچ نہ ہو، اور کفایت شعار بنو لیکن کنجوس نہ ہو۔

۳۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَشْرَفُ الْغِنَى تَرْكُ الْمُنَى۔

۳۴۔ فرمایا: ترکِ آرزو سب سے بڑی دولت ہے۔

۳۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَسْرَعَ إِلَى النَّاسِ بِمَا يَكْرَهُونَ قَالُوا فِيهِ بِمَا لَا يَعْلَمُونَ۔

۳۵۔ فرمایا: جو شخص لوگوں کے پاس ایسی باتیں لے کر دوڑا دوڑا جاتا ہے، جو انہیں پسند نہ ہوں، تو لوگ اُس کے بارے میں وہ باتیں کہنے لگتے ہیں۔ جو اُن کے علم میں نہیں ہوتیں۔

۳۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَطَالَ الْأَمَلَ أَسَاءَ الْعَمَلَ۔

۳۶۔ فرمایا: جس نے اُمید کو طول دیا: اُس نے عمل کو خراب کر لیا۔

۳۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَقَدْ لقيه عند مسيره الى الشام دهاقين الانبار، فترجلوا له واشتدوا بين يديه۔ فقال:
مَا هٰذَا الَّذِي صَنَعْتُمُوهُ؟ فقالوا خلق منا نعظم به امراءنا، فقال: وَاللهِ مَا يَنْتَفِعُ بِهٰذَا أُمَرَاؤُكُمْ، وَإِنَّكُمْ لَتَشُقُّونَ عَلَى أَنْفُسِكُمْ فِي

۳۷۔ جب آپؑ شام کی جانب روانہ ہونے لگے اور انبار کے زمینداروں نے آپؑ سے ملاقات کی تو وہ لوگ سواریوں سے اتر پڑے اور آپؑ کے آگے آگے دوڑنے لگے، (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا:
یہ کیا حرکت ہے جو تم نے کی؟ انہوں نے جواب دیا: یہ ہماری ایک رسم ہے جس سے ہم اپنے حکمرانوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم اِس (حرکت) سے تمہارے حکمرانوں کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، ہاں یہ ضرور ہے کہ تم دُنیا

دُنْيَاكُمْ، وَتَشْقَوْنَ بِهِ فِي آخِرَتِكُمْ، وَمَا أَخْسَرَ الْمَشَقَّةَ وَرَاءَهَا الْعِقَابُ، وَأَرْبَحَ الدَّعَةَ مَعَهَا الْأَمَانُ مِنَ النَّارِ۔

میں اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتے ہو اور آخرت میں اس کی وجہ سے بدبخت ہو کر رہ جاؤ گے۔ اور وہ کتنے گھاٹے کی مشقت ہوگی جس کے بعد سزا بھی بھگتنا پڑے۔ اور وہ آرام کتنا نفع بخش ہے، جس کے ساتھ دوزخ سے امان مل جائے۔

لے انبار: عراق کا ایک صوبہ۔

۳۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِابْنِهِ الْحَسَنِ: يَا بُنَيَّ! احْفَظْ عَنِّي أَرْبَعاً، وَأَرْبَعاً لَا يَضُرُّكَ مَا عَمِلْتَ مَعَهُنَّ: إِنَّ أَغْنَى الْغِنَى الْعَقْلُ، وَأَكْبَرَ الْفَقْرِ الْحُمْقُ، وَأَوْحَشَ الْوَحْشَةِ الْعُجْبُ، وَأَكْرَمَ الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلُقِ۔

يَا بُنَيَّ، إِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْأَحْمَقِ فَإِنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَنْفَعَكَ فَيَضُرَّكَ. وَإِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْبَخِيلِ فَإِنَّهُ يَبْعُدُ عَنْكَ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ، وَإِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْفَاجِرِ فَإِنَّهُ يَبِيعُكَ بِالتَّافِهِ وَإِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْكَذَّابِ فَإِنَّهُ كَالسَّرَابِ: يُقَرِّبُ عَلَيْكَ الْبَعِيدَ، وَيُبْعِدُ عَلَيْكَ الْقَرِيبَ۔

۳۸۔ اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

جانِ پدر! میری یہ چار اور چار (آٹھ) باتیں یاد رکھنا۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی عمل تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا: (۱) سب دولتوں کی دولت عقل ہے (۲) سب سے بڑی ناداری کم عقلی ہے (۳) پرلے درجے کی تنہائی خود پسندی ہے، (۴) اور سب سے بڑی شرافت خوش خلقی ہے۔

بیٹا! (۱) احمق کی دوستی سے بچ کر رہو، کیوں کہ وہ چاہے گا تمہیں فائدہ پہنچانا مگر پہنچا دے گا نقصان (۲) بخیل کی دوستی سے پرہیز کرو۔ کیوں کہ جب بھی تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی، وہ تم سے دور رہے گا۔ (۳) بدکار کی دوستی سے دُور رہو کیوں کہ وہ تمہیں کوڑیوں کے بھاؤ بیچ ڈالے گا۔[1] اور (۴) کذاب (دروغ گو) کو دوست مت بناؤ کیوں کہ وہ سراب کی مانند ہے، تمہارے سامنے بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دکھائے گا۔

لے تمہاری قدر و قیمت جاتی رہے گی۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا قُرْبَةَ بِالنَّوَافِلِ إِذَا أَضَرَّتْ

۳۹۔ فرمایا: جب نوافل، فرائض (کی حدود) کے قریب ہونے لگیں، تو اُن (کی بجا آوری) سے خدا کا قرب

بِالفَرَائِضِ۔ حاصل نہیں ہو گا۔[1]

[1] مثلاً جہاد فرض ہے، جو شخص اس فرض کی بجا آوری کے وقت نماز نافلہ پڑھنے لگے، اُس کی نماز قربِ خدا کا ذریعہ نہیں ہو سکتی۔

---

۴۰ - وقال علیہ السلام: لسان العاقل وَرَاءَ قَلْبِهِ، وَقَلْبُ الْأَحْمَقِ وَرَاءَ لِسَانِهِ۔

قال الرضی: وهذا من المعانی العجیبة الشریفة، والمراد به أن العاقل لا یطلق لسانه الا بعد مشاورة الرویة ومؤامرة الفکرة، والاحمق تسبق حذفات لسانه وفلتات کلامه مراجعة فکره ومماخضة رایه، فکان لسان العاقل تابع لقلبه، وکان قلب الاحمق تابع لسانه۔

۴۰ - فرمایا: عاقل کی زبان اُس کے دل کی تابع ہے اور احمق کا دل اُس کی زبان کا تابع ہے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں: حضرتؑ کا یہ ارشاد عجیب اور اعلیٰ معانی کا حامل ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ عاقل اپنی زبان نہیں کھولتا مگر دل سے مشورہ کرنے اور سوچ بچار کر لینے کے بعد، لیکن احمق غور و فکر کیے بغیر جو منہ میں آتا ہے جھٹ کہہ دیتا ہے۔ چنانچہ عاقل کی زبان اُس کے دل کی تابع ہوجاتی ہے اور احمق کا دل اُس کی زبان کا تابع۔

---

۴۱ - وقد روی عنه علیه السلام: هذا المعنی بلفظ آخر، وهو قوله: قَلْبُ الْأَحْمَقِ فِي فِيهِ، وَلِسَانُ الْعَاقِلِ فِي قَلْبِهِ۔ وَمَعْنَاهُمَا وَاحِدٌ۔

۴۱ - اور یہی مطلب دوسرے لفظوں میں بھی آنجناب علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے: "احمق کا دل اُس کے منہ میں ہوتا ہے اور عاقل کی زبان اُس کے دل میں ہوتی ہے۔" اور دونوں ارشادات کا معنی ایک ہی ہے۔

---

۴۲ - وقال لبعض اصحابه فی علة اعتلها: جَعَلَ اللهُ مَا كَانَ مِنْ شَكْوَاكَ حَطًّا لِسَيِّئَاتِكَ، فَإِنَّ الْمَرَضَ لَا أَجْرَ فِيهِ وَلٰكِنَّهُ يَحُطُّ السَّيِّئَاتِ وَيَحُتُّهَا حَتَّ الْأَوْرَاقِ۔ وَإِنَّمَا الْأَجْرُ فِي الْقَوْلِ بِاللِّسَانِ، وَالْعَمَلِ بِالْأَيْدِي وَالْأَقْدَامِ، وَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ

۴۲ - اپنے ایک صحابی سے، جو کسی بیماری میں مبتلا تھا۔ فرمایا: جو بیماری تمہیں آتی ہے اللہ نے اُسے تمہارے گناہ دُور کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہ ٹھیک ہے کہ مرض میں کوئی اجر نہیں، لیکن وہ گناہوں کو ضرور دُور کر دیتا ہے، اور اُنہیں اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اجر تو صرف زبان سے کہی ہوئی بات اور

يُدْخِلُ بِصِدْقِ النِّيَّةِ وَالسَّرِيرَةِ الصَّالِحَةِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ الْجَنَّةَ.

ہاتھوں اور پاؤں سے کئے ہوئے عمل میں ہے۔ اور اللہ سبحانہ صدقِ نیت اور نیک دلی کی بنا پر اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے، جنت میں داخل کر دیتا ہے۔

قال الرضی: واقول صدق علیه السلام، ان المرض لا اجر فیه، لانه من قبیل ما یستحق علیه العوض، لان العوض یستحق علی ما کان فی مقابلة فعل الله تعالی بالعبد من الآلام والامراض وما یجری مجری ذلک، والاجر والثواب یستحقان علی ما کان فی مقابلة فعل العبد، فبینهما فرق قد بینه علیه السلام کما یقتضیه علمه الثاقب ورأیه الصائب.

سید رضی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ جناب امیر علیہ السلام نے سچ فرمایا بے شک مرض میں کوئی اجر نہیں، کیوں کہ مرض کا شمار ان چند باتوں میں ہے جن پر عوض کا استحقاق ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ عوض کا استحقاق اُن آلام و امراض وغیرہ پر ہوتا ہے، جو امر خدا کے طور پر بندے کو لاحق ہو جاتے ہیں اور اجر و ثواب کا استحقاق بندے کے اپنے کئے پر ہوتا ہے۔ پس ان دونوں (عوض اور اجر) میں فرق ہے جسے جناب امیر علیہ السلام نے بمقتضائے علم روشن و رائے صائب واضح کر دیا ہے۔

۴۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ذِكْرِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ: يَرْحَمُ اللهُ خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ فَلَقَدْ أَسْلَمَ رَاغِبًا، وَهَاجَرَ طَائِعًا، وَقَنِعَ بِالْكَفَافِ، وَرَضِيَ عَنِ اللهِ، وَعَاشَ مُجَاهِدًا۔

۴۳۔ خباب بن ارت کی یاد میں فرمایا: اللہ خباب بن ارت پر رحم فرمائے گا، کیوں کہ اُس نے فی الواقعہ برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔ اور خوشی خوشی ہجرت اختیار کی۔ اور گزارہ کے مطابق (رزق) پر قناعت کی، اللہ سے راضی رہا اور مجاہدانہ زندگی بسر کی۔

۴۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: طُوبَى لِمَنْ ذَكَرَ الْمَعَادَ، وَعَمِلَ لِلْحِسَابِ، وَقَنِعَ بِالْكَفَافِ، وَرَضِيَ عَنِ اللهِ۔

۴۴۔ فرمایا: خوشا حال اُس کا جس نے قیامت کو یاد رکھا۔ اور حساب (دینے) کے لئے عمل کیا، گزارہ کے مطابق (رزق) پر قناعت کی اور اللہ سے راضی رہا۔

۴۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَوْ ضَرَبْتُ خَيْشُومَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِي هَذَا عَلَى أَنْ يُبْغِضَنِي مَا أَبْغَضَنِي، وَلَوْ صَبَبْتُ الدُّنْيَا

۴۵۔ فرمایا: اگر میں اپنی اس تلوار سے مومن کی ناک بھی کاٹ دیتا کہ مجھ سے دشمنی رکھے۔ تو بھی وہ مجھ سے دشمنی نہ کرتا۔ اور منافق کے آگے دنیا بھر کے اعلیٰ و ادنیٰ (جواہرات)

بِجَمَّاتِهَا عَلَى الْمُنَافِقِ عَلَى أَنْ يُحِبَّنِي مَا أَحَبَّنِي، وَذٰلِكَ أَنَّهُ قُضِيَ فَانْقَضَى عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَا عَلِيُّ لَا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ۔

کی کشتیاں بھی انڈیل دوں، کہ وہ مجھ سے محبت رکھے تو بھی وہ مجھ سے محبت نہیں کرے گا۔ اور یہ وہ بات ہے جو طے ہو کر نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہو چکی ہے۔ یعنی حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "یا علی! کوئی مومن تجھ سے دشمنی نہیں رکھے گا اور کوئی منافق تم سے محبت نہیں رکھے گا۔"[1]

---

[1] امیر المومنین علیہ السلام کہنا یہ چاہتے ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں مومن کی محبت اور منافق کی دشمنی پر اتنا ہی یقین ہے جس کی بنا پر قائل ہے کہ یہ بات زبانِ رسالت سے طے ہو چکی ہے، اور رسولؐ کا ارشاد کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ! ایمان بارسولؐ ہو تو ایسا ہو! اللّٰہم صلّ علی محمد وآل محمد!

٤٦- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: سَيِّئَةٌ تَسُوءُكَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُعْجِبُكَ۔

۴۶- فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں وہ بدی جو تمہیں رنجیدہ کرے، اُس نیکی سے بہتر ہے جس پر تمہیں ناز ہو۔

٤٧- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قَدْرُ الرَّجُلِ عَلَى قَدْرِ هِمَّتِهِ، وَصِدْقُهُ عَلَى قَدْرِ مُرُوءَتِهِ، وَشَجَاعَتُهُ عَلَى قَدْرِ أَنَفَتِهِ، وَعِفَّتُهُ عَلَى قَدْرِ غَيْرَتِهِ۔

۴۷- فرمایا: آدمی کی قدر اُس کی ہمت کے مطابق ہوتی ہے، اُس کی راستبازی کا اندازہ اُس کی اخلاقی جرأت (مروت) سے کیا جاتا ہے، اُس کی شجاعت کا اعتبار اُس کی خودداری پر کیا جاتا ہے اور اُس کی عفت (پاکبازی) اُتنی ہی ہوگی جتنی اُس کی غیرت۔

٤٨- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الظَّفَرُ بِالْحَزْمِ، وَالْحَزْمُ بِإِجَالَةِ الرَّأْيِ، وَالرَّأْيُ بِتَحْصِينِ الْأَسْرَارِ۔

۴۸- فرمایا: کامیابی دور اندیشی پر مبنی ہے، اور دور اندیشی دانشمندی سے کام لینے پر منحصر ہے، اور دانشمندی بھیدوں کی حفاظت سے وابستہ ہے۔[1]

---

[1] نتیجہ یہ نکلا کہ میدانِ جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کی شرط یہ ہے کہ اپنے رازوں کو محفوظ رکھا جائے اور دشمن پر ظاہر نہ ہونے دیا جائے۔

۴۹ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِحْذَرُوْا صَوْلَةَ الْكَرِيْمِ اِذَا جَاعَ، وَاللَّئِيْمِ اِذَا شَبِعَ۔

۴۹
فرمایا: بھوکے شریف، اور سیر شکم کمینے کے حملہ سے خائف رہو۔

---

۵۰ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُلُوْبُ الرِّجَالِ وَحْشِيَّةٌ، فَمَنْ تَاَلَّفَهَا اَقْبَلَتْ عَلَيْهِ۔

۵۰ - فرمایا: لوگوں کے دل (گویا) صحرائی جانور ہیں، لہٰذا جس نے انہیں اکٹھا کر کے مانوس کر لیا، اُسی کی طرف بڑھے چلے آئیں گے۔

---

۵۱ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عَيْبُكَ مَسْتُوْرٌ مَا اَسْعَدَكَ جَدُّكَ۔

۵۱ - فرمایا: جب تک دولت ساتھ رہے گی، تمہارے عیب چھپے رہیں گے۔

---

۵۲ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَوْلَى النَّاسِ بِالْعَفْوِ اَقْدَرُهُمْ عَلَى الْعُقُوْبَةِ۔

۵۲ - فرمایا: درگزر کرنے میں اس کا درجہ بلند ہے، جو سزا دینے میں سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔

---

۵۳ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلسَّخَاءُ مَا كَانَ اِبْتِدَاءً، فَاَمَّا مَا كَانَ عَنْ مَسْاَلَةٍ فَحَيَاءٌ وَتَذَمُّمٌ۔

۵۳ - فرمایا: سخاوت وہ ہے جو (مانگنے سے) پہلے کی جائے اور جو سوال کرنے پر کی جائے وہ (سخاوت نہیں) شرمساری اور ننگ و عار (سے بچنے کا بہانہ) ہے۔

---

۵۴ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا غِنَىٰ كَالْعَقْلِ، وَلَا فَقْرَ كَالْجَهْلِ، وَلَا مِيْرَاثَ كَالْاَدَبِ، وَلَا ظَهِيْرَ كَالْمُشَاوَرَةِ۔

۵۴ - فرمایا: عقل جیسی دولت نہیں؛ اور جہالت جیسی ناداری نہیں، ادب جیسی میراث نہیں اور آپس کے مشورہ جیسا مددگار نہیں۔

---

۵۵ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ: صَبْرٌ عَلَىٰ مَا تَكْرَهُ، وَصَبْرٌ عَمَّا تُحِبُّ۔

۵۵ - فرمایا: صبر کی دو قسمیں ہیں: (۱) ناپسندیدہ کو صبر سے برداشت کرنا۔ (۲) محبوب چیز کا صبر سے انتظار کرنا۔

۵۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْغِنىٰ فِي الْغُرْبَةِ وَطَنٌ، وَالْفَقْرُ فِي الْوَطَنِ غُرْبَةٌ۔

۵۶۔ دولت ہو تو پردیس بھی دیس ہے، پیسہ نہ ہو تو دیس بھی پردیس ہے۔

۵۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ۔

۵۷۔ فرمایا: قناعت وہ دولت ہے جو ختم نہیں ہو سکتی۔

(قال الرضی: وقد روی هذا الكلام عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم)

سید رضی فرماتے ہیں: یہ کلام حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

۵۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ۔

۵۸۔ فرمایا: دولت خواہشات نفسانی کا سرچشمہ ہے۔

۵۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ حَذَّرَكَ كَمَنْ بَشَّرَكَ۔

۵۹۔ فرمایا: جو تمہیں (خطرے سے) آگاہ کرتا ہے وہ گویا تمہیں (نجات کی) بشارت دیتا ہے۔

۶۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَللِّسَانُ سَبُعٌ، إِنْ خُلِّيَ عَنْهُ عَقَرَ۔

۶۰۔ فرمایا: زبان ایک درندہ ہے، جسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو کاٹ کھائے۔

۶۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْمَرْأَةُ عَقْرَبٌ حُلْوَةُ اللِّبْسَةِ۔

۶۱۔ فرمایا: عورت ایک بچھو ہے جس کے لپٹ جانے میں (اس کے زہر میں) لذت ہے۔

۶۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا حُيِّيتَ بِتَحِيَّةٍ فَحَيِّ بِأَحْسَنَ مِنْهَا، وَإِذَا أُسْدِيَتْ إِلَيْكَ يَدٌ فَكَافِئْهَا بِمَا يُرْبِي عَلَيْهَا، وَالْفَضْلُ

۶۲۔ فرمایا: جب تمہیں کوئی سلام کہے تو اس سے بہتر الفاظ میں سلام کا جواب دو اور جب کوئی تمہاری طرف احسان کا ہاتھ بڑھائے تو اس سے بڑھ چڑھ کر بدلہ دو، تاہم پہل کرنے والا درجے میں فضل

مَعَ ذٰلِكَ لِلْبَادِیْ۔

ہے۔

۶۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلشَّفِيْعُ جَنَاحُ الطَّالِبِ۔

۶۳۔ فرمایا: سفارش کرنے والا سائل کا بازو ہوتا ہے۔

۶۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَهْلُ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ يُسَارُ بِهِمْ وَهُمْ نِيَامٌ۔

۶۴۔ فرمایا: اہلِ دنیا اُن سواروں کی طرح ہیں، سواریاں جن کی انہیں لئے ہوئے (رات کو) چلی جارہی ہیں جب کہ سو رہے ہیں۔

۶۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَقْدُ الْاَحِبَّةِ غُرْبَةٌ۔

۶۵۔ فرمایا: دوستوں کو کھو دینا ایک طرح کی غریب الوطنی ہے۔

۶۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَوْتُ الْحَاجَةِ اَهْوَنُ مِنْ طَلَبِهَا اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهَا۔

۶۶۔ فرمایا: حاجت کے بر نہ آنے کو سہ جانا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ کسی نااہل سے حاجت طلب کی جائے۔

۶۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَسْتَحِ مِنْ اِعْطَاءِ الْقَلِيْلِ، فَاِنَّ الْحِرْمَانَ اَقَلُّ مِنْهُ۔

۶۷۔ فرمایا: تھوڑا دینے کی شرمسار نہ ہو، کیوں کہ نہ دینا تھوڑا دینے سے بھی کمتر ہے۔

۶۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْعَفَافُ زِيْنَةُ الْفَقْرِ، (وَالشُّكْرُ زِيْنَةُ الْغِنٰى)

۶۸۔ فرمایا: کم سوالی فقر (ناداری) کی زینت ہے اور شکر دولت کا زیور ہے۔

۶۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِذَا لَمْ يَكُنْ مَا تُرِيْدُ فَلَا تُبَلْ مَا كُنْتَ۔

۶۹۔ فرمایا: جب وہ نہیں ہو سکا جو تم نے چاہا، تو جو کچھ تم بن گئے، پروا نہ کرو۔

۷۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَرَى

۷۰۔ فرمایا: جاہل کو دو ہی حالتوں میں دیکھو گے،

الْجَاهِلَ إِلَّا مُفْرِطًا أَوْ مُفَرِّطًا۔

حدِ اعتدال سے آگے یا پیچھے۔

۷۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ۔

۷۱۔ فرمایا: جب عقل پختہ ہو جاتی ہے باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

۷۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الدَّهْرُ يُخْلِقُ الْأَبْدَانَ، وَيُجَدِّدُ الْآمَالَ، وَيُقَرِّبُ الْمَنِيَّةَ، وَيُبَاعِدُ الْأُمْنِيَّةَ، مَنْ ظَفِرَ بِهِ نَصِبَ، وَمَنْ فَاتَهُ تَعِبَ۔

۷۲۔ فرمایا: زمانہ جسموں کو بوسیدہ اور امیدوں کو تازہ کرتا رہتا ہے۔ موت کو قریب اور تمناؤں کو بعید کرتا ہے۔ جو اس میں کامیاب رہا۔ مشقت میں پڑ گیا، اور جسے کچھ ہاتھ نہ آیا، اُس نے رنج اٹھایا۔

۷۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ إِمَامًا فَلْيَبْدَأْ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ۔ وَلْيَكُنْ تَأْدِيبُهُ بِسِيرَتِهِ قَبْلَ تَأْدِيبِهِ بِلِسَانِهِ، وَمُعَلِّمُ نَفْسِهِ وَمُؤَدِّبُهَا أَحَقُّ بِالْإِجْلَالِ مِنْ مُعَلِّمِ النَّاسِ وَمُؤَدِّبِهِمْ۔

۷۳۔ فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو لوگوں کی امامت کے لئے کھڑا کرے اُسے چاہیئے کہ دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے آپ کو تعلیم دینا شروع کرے۔ اور زبانی ادب آموزی سے پہلے اپنے عمل سے درس ادب دے۔ اور اپنی تعلیم و تادیب کرنے والا لوگوں کو علم و آداب سکھانے والے سے زیادہ حقدار ہے کہ اُس کا احترام کیا جائے۔

۷۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: نَفَسُ الْمَرْءِ خُطَاهُ إِلَى أَجَلِهِ۔

۷۴۔ فرمایا: انسان کی ہر سانس اُس کی اجل کی طرف (بڑھنے والا) ایک قدم ہے۔

۷۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كُلُّ مَعْدُودٍ مُنْقَضٍ، وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ آتٍ۔

۷۵۔ فرمایا: ہر گنی جانے والی چیز فانی ہے، اور ہر وہ چیز جس (کے آنے) کی توقع ہو آنے والی ہے۔

۷۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

۷۶۔ فرمایا جب مسائل کے صحیح یا غلط ہونے میں شک ہو جائے

إِنَّ الْأُمُوْرَ إِذَا اشْتَبَهَتْ اُعْتُبِرَ آخِرُهَا بِأَوَّلِهَا۔

تو ہر مسئلہ کے انجام کا اُس کے آغاز پر اعتبار کیا جائے گا۔[1]

---

[1] خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج　تا ثریا میرود دیوار کج

۷۷۔ ومن خبر ضرار بن حمزة الضبائی عند دخوله علی معاویة ومسئالته له عن امیر المؤمنين وقال، فاشهد لقد رایته فی بعض مواقفه وقد ارخی اللیل سدوله وهو قائم فی محرابه قابض علی لحیته یتململ تململ السلیم یبکی بکاء الحزین ویقول:

يَا دُنْيَا يَا دُنْيَا، إِلَيْكِ عَنِّيْ، أَبِيْ تَعَرَّضْتِ؟ أَمْ إِلَيَّ تَشَوَّقْتِ؟ لَا حَانَ حِيْنُكِ هَيْهَاتَ! غُرِّيْ غَيْرِيْ، لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ، قَدْ طَلَّقْتُكِ ثَلَاثًا لَا رَجْعَةَ فِيْهَا! فَعَيْشُكِ قَصِيْرٌ، وَخَطَرُكِ يَسِيْرٌ، وَأَمَلُكِ حَقِيْرٌ۔ آهِ مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ، وَطُوْلِ الطَّرِيْقِ، وَبُعْدِ السَّفَرِ، وَعَظِيْمِ الْمَوْرِدِ۔

۷۷۔ ضرار بن حمزہ (یا ضمرہ) ضبائی کا بیان ہے کہ جب وہ معاویہ کے پاس گئے اور اُس نے اُن سے امیر المومنینؑ کا حال پوچھا، تو اُنہوں نے جواب دیا: مَیں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے امیر المومنینؑ کو کئی مقامات پر اُس وقت دیکھا جب رات اپنی تاریکی کے پردے ڈالے ہوئے تھی، اور آپؑ محرابِ عبادت میں کھڑے ریشِ مقدس کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے اِس طرح پیچ و تاب کھا رہے تھے جیسے کوئی مار گزیدہ پیچ و تاب کھاتا ہے۔ اور اِس طرح رو رہے تھے جیسے کوئی غمزدہ روتا ہے۔ اور (زبان مبارک سے) کہہ رہے تھے:

اے دُنیا! اے دُنیا! مجھ سے کنارہ کر۔ کیا تو میرے درپے ہو گئی ہے یا مجھ پر فریفتہ ہو گئی ہے؟ وہ وقت کبھی نہ آئے کہ تو مجھ سے اپنا مقصد پورا کر سکے۔ جا میرے غیر کو فریب دے۔ مجھے تجھ سے کوئی کام نہیں، مَیں تجھے تین مرتبہ طلاق دے چکا کہ اب رجوع کی گنجائش ہی نہیں تیری زندگی قصیر ہے (تھوڑی ہے)، تیری عظمت معمولی ہے اور تیری اُمید حقیر ہے۔ اُف! زادِ راہ قلیل ہے، اور راستہ طویل ہے، سفر بعید ہے اور منزل کڑی ہے۔

۷۸۔ ومن کلام له علیه السلام

۷۸۔ آپؑ کا ایک ارشاد ایک شامی سائل کے جواب

للسائل الشامی لما سأله: أكان مسيرنا الى الشام بقضاء من الله وقدر؟ بعد كلام طويل هذا مختاره.

وَيْحَكَ! لَعَلَّكَ ظَنَنْتَ قَضَاءً لَازِماً، وَقَدَراً حَاتِماً، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ لَبَطَلَ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ، وَسَقَطَ الْوَعْدُ وَالْوَعِيدُ، إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ أَمَرَ عِبَادَهُ تَخْيِيراً، وَنَهَاهُمْ تَحْذِيراً، وَكَلَّفَ يَسِيراً، وَلَمْ يُكَلِّفْ عَسِيراً، وَأَعْطَى عَلَى الْقَلِيلِ كَثِيراً، وَلَمْ يُعْصَ مَغْلُوباً، وَلَمْ يُطَعْ مُكْرِهاً، وَلَمْ يُرْسِلِ الْأَنْبِيَاءَ لَعِباً، وَلَمْ يُنْزِلِ الْكِتَابَ لِلْعِبَادِ عَبَثاً، وَلَا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً (ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ)

میں، تب اُس نے پوچھا کہ کیا ہمارا شام کی جانب جانا قضا و قدر کے مطابق تھا؟ تو کلام طویل کے بعد آپ کا برجستہ جواب یہ تھا:

خدا تمہارا بھلا کرے شاید تم نے (قضا و قدر کو) قضائے لازم اور قدرِ حتم سمجھ لیا ہے، اور اگر ایسا ہی ہوتا جیسا تم سمجھے ہو، تو جزا و سزا کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ اور (ثواب کا) وعدہ اور (عذاب کی) وعید ساقط الاعتبار ہو جاتی۔ سچی بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں کو اختیار دے کر (کرنے کی باتوں کا) حکم دیا ہے۔ اور (خطرے سے آگاہ کر کے، نہ کرنے کی باتوں سے) منع فرمایا ہے۔ تکلیف دی تو آسان کاموں کی ایسے کام کرنے کی تکلیف نہیں دی، جن کا کرنا دشوار ہو اور قلیل کارگزاری پر کثیر اجر عطا فرمایا۔ اُس کی نافرمانی کی گئی تو اس لئے نہیں کہ وہ مغلوب ہے (اور نافرمانی سے روک نہیں سکتا) اور اُس کی اطاعت کی گئی تو اس لئے نہیں کہ جبراً اطاعت کرائی۔ اور اُس نے انبیاء کو بے مقصد نہیں بھیجا۔ اور بندوں کے لئے کتاب کو بیکار سمجھ کر نہیں اتارا۔ نہ اُس نے آسمانوں، زمین اور ان دونوں کے درمیان کی مخلوق کو بے مقصد بنایا اور (یہ گمان اُن لوگوں کا ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا، سو ایسے کافروں کے لئے ہی جہنم کا گھرا کنواں ہے)۔

لہ قضا و قدر کے مشکل مسئلہ کو ایسے آسان لفظوں میں حل کرنا امیرالمومنینؑ ہی کا کام ہے۔ ورنہ۔ بڑے بڑے مشکلے ہیں دھوں: کروڑوں پنڈت، ہزاروں سیانے۔

٧٩۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: خُذِ الْحِكْمَةَ أَنَّى كَانَتْ، فَإِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُونُ فِي صَدْرِ الْمُنَافِقِ فَتَلَجْلَجُ فِي صَدْرِهِ حَتَّى تَخْرُجَ فَتَسْكُنَ إِلَى صَوَاحِبِهَا

٧٩۔ فرمایا: حکمت جہاں بھی ہو لے لو۔ کیوں کہ حکمت منافق کے دل میں بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن منافق کے دل میں بیتاب رہتی ہے یہاں تک کہ وہاں سے نکل کر مومن کے دل میں پنی ہمجولیوں (حکمتوں) کے ساتھ سکون پذیر ہو

فِي صَدْرِ الْمُؤْمِنِ۔ جاتی ہے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ. فَخُذِ الْحِكْمَةَ وَلَوْ مِنْ أَهْلِ النِّفَاقِ۔

۸۰۔ فرمایا: حکمت مومن کا کھویا ہوا مال ہے (جس کی تلاش ضروری ہے)، لہٰذا حکمت کو لے لو چاہے منافقوں سے ملے۔

۸۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قِيمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَا يُحْسِنُهُ۔

قال الرضی: وهي الكلمة التي لا تصاب لها قيمة، ولا توزن بها حكمة، ولا تقرن إليها كلمة۔

۸۱۔ فرمایا: ہر شخص کا (اصل) قد و قامت اُس کی خوبیاں ہیں۔[1]

[1] ظاہری شکل و صورت اور قد و قامت انسان کی بھلائی اور بُرائی کا معیار نہیں۔ چنانچہ کوئی نہیں پوچھے گا کہ میاں تمہارا قد کتنا ہے۔ بلکہ یہی پوچھے گا۔ کہ تم میں خوبی کیا ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں: یہ وہ کلمہ ہے جسے نہ کسی پیمانہ سے ناپا جا سکتا ہے، نہ کوئی حکیمانہ قول اس کا ہم وزن ہو سکتا ہے ورنہ کوئی دوسرا کلمہ اس کی ہمسری کر سکتا ہے۔ (غرض یہ اپنی مثال آپ ہے)

۸۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أُوصِيكُمْ بِخَمْسٍ لَوْ ضَرَبْتُمْ إِلَيْهَا آبَاطَ الْإِبِلِ لَكَانَتْ لِذَلِكَ أَهْلاً: لَا يَرْجُوَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا رَبَّهُ، وَلَا يَخَافَنَّ إِلَّا ذَنْبَهُ، وَلَا يَسْتَحِيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ لَا أَعْلَمُ، وَلَا يَسْتَحِيَنَّ أَحَدٌ إِذَا لَمْ يَعْلَمِ الشَّيْءَ أَنْ يَتَعَلَّمَهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ فَإِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْإِيمَانِ كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ،

۸۲۔ فرمایا: میں تمہیں ایسی پانچ باتوں کی تاکید کرتا ہوں کہ اگر تم اُن تک پہنچنے کے لئے اونٹوں کی رفتار کو تیز سے تیز تر کر دو، تو واقعی وہ باتیں اسی لائق ہیں: (۱) تم میں سے کسی کو اپنے پروردگار کے سوا کسی اور سے کوئی آس نہ لگانی چاہیئے (۲) اپنے گناہ کے سوا کسی اور چیز سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ (۳) تم میں سے کسی سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کا اُسے علم نہ ہو تو اُسے یہ کہتے ہوئے شرمانا نہیں چاہیئے کہ مجھے علم نہیں۔ (۴) اگر کسی کو کسی چیز کا علم نہ ہو تو اُس کا علم حاصل کرنے سے شرمانا نہیں چاہیئے، اور (۵) صبر کا دامن مت چھوڑو، کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو دھڑ

وَلَا خَيْرَ فِي جَسَدٍ لَا رَأْسَ مَعَهُ، وَلَا فِي إِيمَانٍ لَا صَبْرَ مَعَهُ۔

سے ہوتی ہے۔ اور وہ دھڑ کس کام کا جس کے ساتھ سر نہ ہو اور اُس ایمان کا کیا فائدہ جس کے ساتھ صبر نہ ہو۔

٨٣۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِرَجُلٍ أَفْرَطَ فِي الثَّنَاءِ عَلَيْهِ، وَكَانَ لَهُ مُتَّهِمًا: أَنَا دُونَ مَا تَقُولُ وَفَوْقَ مَا فِي نَفْسِكَ۔

٨٣۔ ایک شخص نے آپ کی بہت زیادہ تعریف کی حالانکہ اُس کے دل میں آپؑ کے بارے میں شک تھا، تو آپؑ نے اُس سے فرمایا: جو کچھ تم (زبان سے) کہہ رہے ہو، میں اُس سے فروتر ہوں، مگر جو کچھ تمہارے دل میں ہے، اُس سے بالاتر ہوں۔

٨٤۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بَقِيَّةُ السَّيْفِ أَبْقَى عَدَدًا وَأَكْثَرُ وَلَدًا۔

٨٤۔ فرمایا: (ظلم کی) تلوار سے بچے ہوئے (مظلوم افراد) گنتی کو کم مگر نہ ہنے کو دیرپا اور کثیر الاولاد ہوتے ہیں۔[1]

---

[1] دیکھ لیں، کربلا کے بقیہ السیف کی تعداد دو سے زیادہ نہ تھی، مگر آج انہی کا نام باقی ہے اور اُنہی کی اولاد کا کلمہ پڑھا جا رہا ہے، ظالم کے انجام کا یہ حال ہے کہ ع نامِ یزید داخلِ دشنام ہو گیا

٨٥۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ تَرَكَ قَوْلَ "لَا أَدْرِي" أُصِيبَتْ مَقَاتِلُهُ۔

٨٥۔ فرمایا: جس نے "لا اَدْرِی" (میں نہیں جانتا) کہنا چھوڑ دیا، وہ ہلاکتوں کے منہ میں آگیا۔

٨٦۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَأْيُ الشَّيْخِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ
وروی "من مشهد الغلام"

٨٦۔ فرمایا: مجھے خُرد سال کی پامردی سے بزرگ کی رائے زیادہ پسند ہے۔ اور ایک روایت یہ ہے: خُرد سال کے دشمن پر حملہ آور ہونے سے ..... الخ)[1]

---

[1] میدانِ جنگ میں طاقت سے زیادہ تدبیر کارگر ہوتی ہے۔

٨٧۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عَجِبْتُ لِمَنْ يَقْنَطُ وَمَعَهُ الِاسْتِغْفَارُ۔

٨٧۔ فرمایا: مجھے اُس شخص پر تعجب ہے جو (خدا کی رحمت سے) نا اُمید ہو رہا ہے، حالانکہ استغفار (توبہ کا وسیلہ) اُس کے ساتھ ہے۔

۸۸- وحكى عنه ابوجعفر محمد بن علي الباقر عليهما السلام انه قال: كَانَ فِي الْأَرْضِ أَمَانَانِ مِنْ عَذَابِ اللهِ وَقَدْ رُفِعَ أَحَدُهُمَا فَدُونَكُمُ الْآخَرَ فَتَمَسَّكُوا بِهِ: أَمَّا الْأَمَانُ الَّذِي رُفِعَ فَهُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْأَمَانُ الْبَاقِي فَالْاِسْتِغْفَارُ. قَالَ اللهُ تَعَالَى: (وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ).

۸۸- جناب ابوجعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام نے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا: روئے زمین پر دو چیزیں عذابِ خدا سے بچانے والی تھیں۔ اُن میں سے ایک تو اُٹھالی گئی ہے، مگر تمہارے بچاؤ کے لئے دوسری موجود ہے، لہٰذا اُسے مضبوطی سے تھام لو۔ سو (عذابِ خدا سے) بچانے والی جو چیز اُٹھالی گئی ہے وہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں۔ اور جو چیز باقی ہے وہ استغفار (توبہ) ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: (جب تک۔ اے رسولؐ۔ تم اُن لوگوں میں موجود ہو، اللہ مناسب نہیں سمجھتا کہ اُنہیں عذاب دے، اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے، اللہ اُنہیں عذاب دینے والا نہیں۔)

قال الرضي: وهذا من محاسن الاستخراج ولطائف الاستنباط.

سید رضی فرماتے ہیں: یہ ایک بہترین استخراج اور لطیف استنباط ہے [1]

---

[1] استخراج و استنباط: فقیہ کا اپنی سمجھ سے قرآن کے باطنی معنی نکال لینا۔ (المنجد)

۸۹- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَصْلَحَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ أَصْلَحَ اللهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، وَمَنْ أَصْلَحَ أَمْرَ آخِرَتِهِ أَصْلَحَ اللهُ لَهُ أَمْرَ دُنْيَاهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظٌ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ حَافِظٌ.

۸۹- فرمایا: جس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو درست رکھا، اللہ اُس کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان کے معاملات درست کر دے گا۔ اور جس نے اپنی آخرت کا معاملہ سنوار لیا، اللہ اُس کی دُنیا کے معاملات سنوار دے گا۔ اور جس نے اپنے نفس کو اپنا نصیحت گر بنایا، اللہ اپنی طرف سے اُس کا نگہبان مقرر کر دے گا۔

۹۰- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْفَقِيهُ كُلُّ الْفَقِيهِ مَنْ لَمْ يُقَنِّطِ

۹۰- فرمایا: پورا فقیہ وہ ہے، جو لوگوں کو رحمتِ خدا سے نااُمید نہ کرے، نہ اُنہیں اللہ کی مہربانیوں سے مایوس کرے

النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ، وَلَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رَوْحِ اللهِ، وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَكْرِ اللهِ.

اور نہ اللہ کی گرفت سے بے خوف کرے۔

۹۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَبْدَانُ، فَابْتَغُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكَمِ.

۹۱۔ فرمایا: (انسانی) دل بھی (تھک کر) ایسے ہی ملول ہو جاتے ہیں، جیسے جسم تھکے ماندے ہو جاتے ہیں، لہٰذا (دلوں کی تفریح کے لئے) حکمت کی نادر و شگفتہ باتیں تلاش کرو۔ف

ف لطیف اشارہ ہے کہ جب دل اکتا جائے تو میرے حکیمانہ اقوال کا مطالعہ کرنے لگو، انشاء اللہ طبیعت کھل جائے گی۔

۹۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَوْضَعُ الْعِلْمِ مَا وُقِفَ عَلَى اللِّسَانِ، وَأَرْفَعُهُ مَا ظَهَرَ فِي الْجَوَارِحِ وَالْأَرْكَانِ.

۹۲۔ فرمایا: سب سے پست درجے کا علم وہ ہے جسے زبان سے آگے نہ بڑھنے دیا جائے۔ اور سب سے اعلیٰ درجے کا علم وہ ہے جو اعضاء و جوارح سے ظاہر ہو۔ف

ف اعلیٰ درجے کا علم وہ ہے جس کا اثر کردار سے ظاہر ہو، اور جو گفتار تک محدود ہو، وہ علم کا ادنیٰ درجہ ہے۔

۹۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ"، لِأَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى فِتْنَةٍ، وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَعَاذَ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ، فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾، وَمَعْنَى ذٰلِكَ أَنَّهُ يَخْتَبِرُهُمْ بِالْأَمْوَالِ

۹۳۔ فرمایا: تم میں سے کسی کو کبھی یہ نہ کہنا چاہیے کہ بار الٰہا! میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ حقیقت میں کوئی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو، ہاں جو پناہ مانگنا چاہے وہ گمراہ کن فتنوں سے (بچنے کے لئے) پناہ مانگے، کیونکہ اللہ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے: (اور سمجھ لو کہ تمہارے مال اور اولاد محض فتنہ ہیں) اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ (اللہ) بندوں کو مال و اولاد کے ذریعے کبھی آزماتا ہے۔ تاکہ اپنے رزق پر ناخوش رہنے والے اور اپنی قسمت پر راضی رہنے والے ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں، حالانکہ اللہ سبحانہ

وَالْأَوْلَادِ لِيَتَبَيَّنَ السَّاخِطُ لِرِزْقِهِ، وَالرَّاضِيَ بِقِسْمِهِ وَإِنْ كَانَ سُبْحَانَهُ أَعْلَمَ بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَلٰكِنْ لِتَظْهَرَ الْأَفْعَالُ الَّتِي بِهَا يُسْتَحَقُّ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ، لِأَنَّ بَعْضَهُمْ يُحِبُّ الذُّكُورَ وَيَكْرَهُ الْإِنَاثَ، وَبَعْضَهُمْ يُحِبُّ تَثْمِيرَ الْمَالِ وَيَكْرَهُ انْثِلَامَ الْحَالِ۔

قال الرضی: وهذا من غريب ما سمع منه فی التفسير۔

اُن کے حالات کو خود اُن سے بھی بہتر جانتا ہے۔ پھر بھی آزمانا اس لئے ہے کہ وہ افعال کھل کر سامنے آجائیں جن کی بنا پر ثواب و عذاب کا استحقاق (ثابت) ہوتا ہے کیوں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو بیٹوں کو پسند اور بیٹیوں کو ناپسند کرتے ہیں، کچھ ایسے ہیں جو مال کی نفع اندوزی پر جان دیتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی شکستہ حالی کا رونا روتے ہیں۔

سید رضی فرماتے ہیں: یہ اُن نادر اقوال میں سے ایک ہے جو تفسیرِ قرآن کے ضمن میں آپؑ سے سُنے گئے۔

۹۴۔ وسئل عن الخير ما هو فقال: لَيْسَ الْخَيْرُ أَنْ يَكْثُرَ مَالُكَ وَوَلَدُكَ، وَلٰكِنَّ الْخَيْرَ أَنْ يَكْثُرَ عِلْمُكَ، وَأَنْ يَعْظُمَ حِلْمُكَ، وَأَنْ تُبَاهِيَ النَّاسَ بِعِبَادَةِ رَبِّكَ، فَإِنْ أَحْسَنْتَ حَمِدْتَ اللهَ، وَإِنْ أَسَأْتَ اسْتَغْفَرْتَ اللهَ، وَلَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لِرَجُلَيْنِ: رَجُلٍ أَذْنَبَ ذُنُوباً فَهُوَ يَتَدَارَكُهَا بِالتَّوْبَةِ، وَرَجُلٍ يُسَارِعُ فِي الْخَيْرَاتِ۔

۹۴۔ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ خیر کیا چیز ہے؟ فرمایا: خیر یہ نہیں کہ تمہارا مال اور اولاد بڑھ جائے۔ بلکہ خیر یہ ہے کہ تمہارا علم کثیر اور تمہارا حلم عظیم ہو، اور تم اپنے پروردگار کی عبادت میں فخر سے لوگوں میں سر اونچا کر سکو۔ پس اگر نیک عمل بجا لاؤ تو کہو: الحمد للہ! اور اگر برائی کر بیٹھو تو کہو "استغفر اللہ"! اور دُنیا میں خیر نہیں مگر دو آدمیوں کے لئے: ایک وہ جو گناہ کرے اور توبہ کر کے اُن کا تدارک کرے۔ دوسرا وہ جو کارہائے خیر میں سرگرمی سے رواں دواں ہے۔

۹۵۔ وقال علیه السلام: لَا يَقِلُّ عَمَلٌ مَعَ التَّقْوَى، وَكَيْفَ يَقِلُّ مَا يُتَقَبَّلُ؟

۹۵۔ فرمایا: دل میں خوفِ خدا ہو تو کوئی عمل قلیل نہیں ہو سکتا، اور جو قبول ہو جائے وہ قلیل کیوں کر ہو سکتا ہے؟

۹۶۔ وقال علیه السلام: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِالْأَنْبِيَاءِ أَعْلَمُهُمْ

۹۶۔ فرمایا: انبیاءؑ سے قریب کا تعلق حقیقی معنوں میں ان لوگوں کو ہے جو اُن کی لائی ہوئی باتوں کا سب سے زیادہ علم رکھتے

بِمَا جَاءُوا بِهِ، ثُمَّ تَلَا: (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا) ثُمَّ قَالَ: إِنَّ وَلِيَّ مُحَمَّدٍ مَنْ أَطَاعَ اللهَ وَإِنْ بَعُدَتْ لُحْمَتُهُ، وَإِنَّ عَدُوَّ مُحَمَّدٍ مَنْ عَصَى اللهَ وَإِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُهُ.

ہیں۔ ساتھ ہی آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (حقیقی معنوں میں ابراہیمؑ سے قریب کا تعلق اُنہی لوگوں کو ہے جنہوں نے اُن کا اتباع کیا، اور اِس نبیؐ (محمدؐ) کو اور (نبیؐ پر) ایمان رکھنے والوں کو) پھر فرمایا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پیارا وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت کی، اگرچہ خونی اعتبار سے وہ دور ہی کیوں نہ ہو۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دشمن وہ ہے جس نے اللہ کی نافرمانی کی، اگرچہ آپؐ سے قریب کا خونی تعلق رکھتا ہو۔

---

٩٧ - وَقَدْ سَمِعَ رَجُلاً مِنَ الْحَرُورِيَّةِ يَتَهَجَّدُ وَيَقْرَأُ، فَقَالَ: نَوْمٌ عَلَى يَقِينٍ خَيْرٌ مِنْ صَلَاةٍ فِي شَكٍّ.

٩٧ - آپؑ نے ایک خارجی[1] کے بارے میں سُنا کہ نمازِ شب پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو ارشاد فرمایا: (امامِ حق کا) یقین رکھتے ہوئے سو رہنا اُس نماز سے بہتر ہے جو شک (کی حالت) میں ادا کی جائے۔

---

[1] حَرُوریہ: (حاء مفتوح) منسوب بہ حَرُوراء اور حروراء ایک مقام کا نام ہے جہاں سے خوارج نے امیرالمومنینؑ کے خلاف خروج کیا تھا۔

---

٩٨ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اعْقِلُوا الْخَبَرَ إِذَا سَمِعْتُمُوهُ عَقْلَ رِعَايَةٍ لَا عَقْلَ رِوَايَةٍ، فَإِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيرٌ، وَرُعَاتَهُ قَلِيلٌ.

٩٨ - فرمایا: جب کوئی خبر (حدیث) سُنو تو اُسے محفوظ رکھنے کے لئے ذہن نشین کرو، روایت کرنے کے لئے یاد نہ کرو، کیوں کہ علم کے راوی تو بہت ہیں مگر اُس کے نگہبان قلیل ہیں۔

---

٩٩ - وَسَمِعَ رَجُلاً يَقُولُ: (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ قَوْلَنَا (إِنَّا لِلَّهِ) إِقْرَارٌ عَلَى أَنْفُسِنَا بِالْمُلْكِ، وَقَوْلَنَا (وَإِنَّا

٩٩ - آپؑ نے سُنا کہ ایک آدمی "إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" کہہ رہا ہے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ہمارا "إِنَّا لِلَّهِ" کہنا اِس بات کا اقرار ہے کہ اللہ ہمارا مالک ہے (اور ہم اُس کے مملوک ہیں) اور ہمارا "إِنَّا إِلَيْهِ

اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) اِقْرَارٌ عَلٰى اَنْفُسِنَا بِالْهُلْكِ

رَاجِعُوْن" کہنا اپنی فنا کا اقرار کرنا ہے[1]

[1] اِنَّا لِلّٰهِ: ہم اللہ کے ہیں، وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ: اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (تنزیل)

۱۰۰۔ ومدحه قوم فی وجهه فقال: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَعْلَمُ بِيْ مِنْ نَفْسِيْ، وَاَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِيْ مِنْهُمْ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا خَيْرًا مِمَّا يَظُنُّوْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا مَا لَا يَعْلَمُوْنَ۔

۱۰۰۔ لوگوں کی ایک جماعت نے آپؑ کے منہ پر آپؑ کی تعریف کی تو آپؑ نے فرمایا: بار الہٰا! تو مجھے اِتنا جانتا ہے جتنا میں خود نہیں جانتا، اور جتنا میں اپنے آپ کو جانتا ہوں اُتنا یہ لوگ نہیں جانتے۔ بار الہٰا! (ہماری نسبت) اِن لوگوں کا جو گمان ہے، ہمیں اس سے بہتر مقام عطا کر اور ہماری جن باتوں کا اِن کو علم نہیں، اُن کا پردہ رکھ لے۔

۱۰۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا يَسْتَقِيْمُ قَضَاءُ الْحَوَائِجِ اِلَّا بِثَلَاثٍ: بِاسْتِصْغَارِهَا لِتَعْظُمَ، وَبِاسْتِكْتَامِهَا لِتَظْهَرَ، وَبِتَعْجِيْلِهَا لِتَهْنُوَ۔

۱۰۱۔ فرمایا: حاجتوں کا بر آنا تین باتوں کے سوا درست نہیں ہوتا: (۱) (طلب کرتے وقت) اُنہیں چھوٹا سمجھنا تاکہ (پوری ہونے کے بعد) بڑی ہو جائیں (۲) اُنہیں چھپانا تاکہ خود ظاہر ہوں اور (۳) (مانگنے میں) جلدی کرنا تاکہ بے رنج و مشقت حاصل ہوں۔

۱۰۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُقَرَّبُ فِيْهِ اِلَّا الْمَاحِلُ، وَلَا يُظَرَّفُ فِيْهِ اِلَّا الْفَاجِرُ، وَلَا يُضَعَّفُ فِيْهِ اِلَّا الْمُنْصِفُ: يَعُدُّوْنَ الصَّدَقَةَ فِيْهِ غُرْمًا، وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنًّا، وَالْعِبَادَةَ اسْتِطَالَةً عَلَى النَّاسِ! فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَكُوْنُ السُّلْطَانُ بِمَشُوْرَةِ

۱۰۲۔ فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں چغلخور کے سوا کوئی مقرب (سلطان) نہ ہوگا۔ اور بدکار کے سوا کسی عالی ظرف نہیں سمجھا جائے گا، اور انصاف پرور کے سوا کسی کو کمزور نہیں سمجھا جائے گا، اُس زمانے میں لوگ صدقہ (زکوٰۃ) کو تاوان سمجھیں گے، اور صلہ رحمی کر کے احسان جتلائیں گے، عبادت اِس لئے کریں گے کہ فضیلت میں دوسروں سے بالاتر سمجھے جائیں، چنانچہ جب وہ زمانہ آئے گا تو حکومت عورتوں کے مشورے، لڑکوں کی عمارت اور

النِّسَاءِ وَاِمَارَةِ الصِّبْيَانِ وَتَدْبِيْرِ الْخِصْيَانِ۔ ہیجڑوں کی تدبیر (کے بل بوتے) پر ہوگی [1]

[1] یہ پیش گوئی امیرالمومنینؑ کے علمِ امامت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس علم کا سرچشمہ جنابِ رسالت مآبؐ کا یہ ارشاد ہے: اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا۔

۱۰۳۔ ورئی علیه ازار خلق مرقوع فقیل له فی ذلك، فقال: يَخْشَعُ لَهُ الْقَلْبُ، وَتَذِلُّ بِهِ النَّفْسُ، وَيَقْتَدِيْ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اِنَّ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ عَدُوَّانِ مُتَفَاوِتَانِ، وَسَبِيْلَانِ مُخْتَلِفَانِ فَمَنْ اَحَبَّ الدُّنْيَا وَتَوَلَّاهَا اَبْغَضَ الْاٰخِرَةَ وَعَادَاهَا وَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، وَمَاشٍ بَيْنَهُمَا كُلَّمَا قَرُبَ مِنْ وَاحِدٍ بَعُدَ مِنَ الْاٰخَرِ، وَهُمَا بَعْدُ ضَرَّتَانِ۔

۱۰۳۔ آپؑ کو ایک بوسیدہ اور پیوند در پیوند تہ بند میں دیکھا گیا تو اس کے بارے میں آپؑ سے بات کی گئی، (جس کے جواب میں) آپؑ نے فرمایا: اس کی وجہ سے دل متواضع اور نفس قابو میں رہتا ہے اور مومن اس کی اقتدا کرتے ہیں۔ سچ پوچھو تو دنیا اور آخرت دو ناسازگار دشمن ہیں اور دو الگ الگ راہیں ہیں۔ لہٰذا جس نے دنیا سے محبت کی اور اُسے دوست بنایا، اُس نے آخرت سے بغض رکھا اور اُسے دشمن بنالیا۔ اور اُن دونوں میں مشرق اور مغرب کی نسبت ہے، اور ان کے درمیان چلنے والا جب ایک سے قریب ہوتا ہے تو دوسری سے دور ہو جاتا ہے۔ غرض یہ دونوں ایک دوسرے کی سوکنیں (سوتیں) ہیں۔

۱۰۴۔ وعن نوف البكالی، قال: رأیت امیرالمؤمنین علیه السلام ذات لیلة وقد خرج من فراشه فنظر فی النجوم فقال لی: یا نوف! اراقد انت ام رامق؟ فقلت بل رامق، قال: یا نوف! طُوْبٰی لِلزَّاهِدِيْنَ فِی الدُّنْيَا الرَّاغِبِيْنَ فِی الْاٰخِرَةِ، اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اتَّخَذُوا الْاَرْضَ بِسَاطًا، وَتُرَابَهَا فِرَاشًا، وَمَاءَهَا طِيْبًا، وَالْقُرْاٰنَ

۱۰۴۔ نوف بکالی سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا: میں نے ایک شب امیرالمومنین علیہ السلام کو اُس وقت دیکھا جب آپ بستر سے برآمد ہوئے اور ستاروں پر نگاہ ڈالی تو مجھ سے فرمایا: اے نوف! سوتے ہو یا جاگتے؟ میں نے عرض کیا: حضورؑ جاگتا ہوں۔ فرمایا: اے نوف!

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے لذتِ دنیا کو ترک کیا اور بر رضا و رغبت آخرت سے لَو لگائی، یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے فرش کے طور پر زمین کو، بستر کے بدلے اُس کی مٹی کو، اور خوش مزہ شربت کے طور پر اُس کے پانی

شِعَارًا اَوْ لِلدُّعَاءِ دِثَارًا، ثُمَّ قَرَضُوا الدُّنْيَا قَرْضاً عَلٰى مِنْهَاجِ الْمَسِيْحِ۔

کو اختیار کیا۔ قرآن کو تن پوشش اور دُعا کو اوڑھنا بنایا، اور پھر حضرت مسیح علیہ السلام کے طریقے پر دُنیا سے کٹ کر الگ تھلگ ہو گئے۔

يَا نَوْفُ! اِنَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ فِيْ مِثْلِ هٰذِهِ السَّاعَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: اِنَّهَا سَاعَةٌ لَا يَدْعُوْا فِيْهَا عَبْدٌ اِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَشَّارًا اَوْ عَرِيْفًا اَوْ شُرْطِيًّا، اَوْ صَاحِبَ عَرْطَبَةٍ (وهى الطنبور) اَوْ صَاحِبَ كُوْبَةٍ (وهى الطبل - و قد قيل ايضًا: ان العرطبة الطبل والكوبة الطنبور)

اے نوف! حضرت داؤد علیہ السلام رات کی ایسی ہی گھڑیوں میں (بستر سے) اُٹھے اور کہنے لگے: یہ وہ گھڑی ہے جس میں بندہ جو دُعا کرتا ہے قبول ہو جاتی ہے۔ سوائے اُس کے جو عُشر (ٹیکس) وصول کرنے والا ہو، یا (حکومت کا) جاسوس ہو، یا پولیس کا (اہل کار) ہو، یا ستار نواز ہو یا ڈھول بجانے والا ہو۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ عَرْطَبَۃ طنبور یعنی ستار کو کہتے ہیں۔ اور کوبۃ طبل یعنی ڈھول ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عَرْطَبَۃ ڈھول کو کہتے ہیں اور کُوبَۃ طنبور کو۔

۱۰۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْفَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَحَدَّ لَكُمْ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَنَهَاكُمْ عَنْ اَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَسَكَتَ لَكُمْ عَنْ اَشْيَاءَ وَلَمْ يَدَعْهَا نِسْيَانًا فَلَا تَتَكَلَّفُوْهَا۔

۱۰۵۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں، لہٰذا اُنہیں ضائع نہ کرو۔ اور تمہارے لئے کچھ حدیں مقرر کر دی ہیں، لہٰذا انہیں مت توڑو۔ اور کچھ چیزوں سے تمہیں منع فرمایا ہے۔ لہٰذا اُن سے متعلق نہی کا احترام نہ توڑو۔ اور کچھ باتوں کا ذکر کرنے سے سکوت اختیار فرمایا مگر اُن کا ذکر بھول سے نہیں چھوڑا، لہٰذا تکلیف کر کے اُن کے پیچھے نہ پڑو۔

۱۰۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا يَتْرُكُ النَّاسُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ لِاسْتِصْلَاحِ دُنْيَاهُمْ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُوَ اَضَرُّ مِنْهُ۔

۱۰۶۔ فرمایا: لوگ اپنی دُنیا سنوارنے کے لئے دین کی ذرا سی بات بھی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ اُن پر چھوڑی ہوئی بات سے زیادہ مُضر باتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

۱۰۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رُبَّ عَالِمٍ قَدْ قَتَلَهُ جَهْلُهُ وَعِلْمُهُ مَعَهُ لَا يَنْفَعُهُ۔

۱۰۷۔ فرمایا: کتنے ہی عالم ہیں جنہیں اُن کی جہالت تباہ کر دیتی ہے، اور جو علم اُن کے پاس ہوتا ہے، انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

۱۰۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَقَدْ عُلِّقَ بِنِيَاطِ هٰذَا الْإِنْسَانِ بَضْعَةٌ هِيَ أَعْجَبُ مَا فِيهِ وَذٰلِكَ الْقَلْبُ، وَلَهُ مَوَادُّ مِنَ الْحِكْمَةِ وَأَضْدَادٌ مِنْ خِلَافِهَا، فَإِنْ سَنَحَ لَهُ الرَّجَاءُ أَذَلَّهُ الطَّمَعُ، وَإِنْ هَاجَ بِهِ الطَّمَعُ أَهْلَكَهُ الْحِرْصُ، وَإِنْ مَلَكَهُ الْيَأْسُ قَتَلَهُ الْأَسَفُ، وَإِنْ عَرَضَ لَهُ الْغَضَبُ اشْتَدَّ بِهِ الْغَيْظُ، وَإِنْ أَسْعَدَهُ الرِّضَا نَسِيَ التَّحَفُّظَ، وَإِنْ نَالَهُ الْخَوْفُ شَغَلَهُ الْحَذَرُ، وَإِنِ اتَّسَعَ لَهُ الْأَمْنُ اسْتَلَبَتْهُ الْغِرَّةُ، وَإِنْ أَفَادَ مَالًا أَطْغَاهُ الْغِنَى، وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ فَضَحَهُ الْجَزَعُ، وَإِنْ عَضَّتْهُ الْفَاقَةُ شَغَلَهُ الْبَلَاءُ، وَإِنْ جَهَدَهُ الْجُوعُ قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ، وَإِنْ أَفْرَطَ بِهِ الشِّبَعُ كَظَّتْهُ الْبِطْنَةُ، فَكُلُّ تَقْصِيرٍ بِهِ مُضِرٌّ، وَكُلُّ إِفْرَاطٍ لَهُ مُفْسِدٌ۔

۱۰۸۔ فرمایا: اس انسان کی ایک رگ کے ساتھ گوشت کا ایک ٹکڑا لٹکا دیا گیا ہے جو اُس کے اندر کی ہر چیز سے زیادہ عجیب ہے اور وہ ہے دل۔ اور اُس سے حکمت کے سرچشمے بھی (پھوٹتے) ہیں، اور خلافِ حکمت اُمور (کے سوتے) بھی۔ چنانچہ جہاں اُسے اُمید (کی کرن) سُجھائی دیتی ہے، وہاں لالچ اُسے ذلیل بھی کر دیتا ہے۔ اور اگر طمع اُسے بھڑکاتا ہے تو حرص ہلاک کر دیتی ہے۔ اور اگر نا اُمیدی اُس پر غالب آ جاتی ہے، تو غم و اندوہ اُسے موت کی نیند سُلا دیتے ہیں۔ اور جب غضب اُس کے سامنے آتا ہے، تو اُس کا غصّہ شدید ہو جاتا ہے۔ اور اگر راضی برضا رہتا اُسے سعید بنا دیتا ہے، تو اپنے بچاؤ کو بھول جاتا ہے۔ اور اگر خوف سے دوچار ہوتا ہے، تو پرہیز میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اگر اُس کے لئے امن کی راہیں کھل جاتی ہیں تو غفلت اُن راہوں سے دور پھینک دیتی ہے۔ اور اگر کسی مال سے مستفید ہوتا ہے، تو دولت سرکش بنا دیتی ہے۔ اگر اُس پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو بے صبری اُسے رُسوا کر دیتی ہے۔ اگر فاقہ کے دانتوں میں جکڑ جاتا ہے، تو بلا میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور جب بھوک تنگ کرتی ہے، تو ناتوانی زمین گیر کر دیتی ہے۔ اور اگر ضرورت سے زیادہ پیٹ بھر دیتا ہے تو بدہضمی بے چین کر دیتی ہے۔ غرض ہر کمی بھی اُس کے لئے مُضر، اور ہر زیادتی بھی، اُس کے بگاڑ کا موجب ہے۔

۱۰۹- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
نَحْنُ النُّمْرُقَةُ الْوُسْطَى بِهَا يَلْحَقُ التَّالِي، وَإِلَيْهَا يَرْجِعُ الْغَالِي.

۱۰۹- فرمایا: ہم (اہل البیتؑ) درمیانی گاؤ تکیہ ہیں پیچھے آنے والا اسی سے آملتا ہے اور آگے بڑھ جانے والا (بھی) پلٹ کر اسی کی طرف آتا ہے [1]

[1] اہل البیت کو قرآن میں اُمّت وسط ؎ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اگلوں کے لئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی اہل البیت کا دین سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جب تک ان کی طرف رجوع نہ کیا جائے اطمینانِ قلب نصیب نہیں ہو سکتا۔ گاؤ تکیہ کی تشبیہ قابلِ غور ہے۔ گاؤ تکیہ سے ٹیک لگاتے ہیں پیٹھ کے سہارے بن جاتے ہیں اور راحت و آرام حاصل ہو جاتے ہیں۔

۱۱۰- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
لَا يُقِيمُ أَمْرَ اللهِ سُبْحَانَهُ إِلَّا مَنْ لَا يُصَانِعُ وَلَا يُضَارِعُ وَلَا يَتَّبِعُ الْمَطَامِعَ.

۱۱۰- فرمایا: سوا اس کے جو ناحق رو رعایت نہ کرے، اور باطل کی مشابہت اختیار نہ کرے، اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرے، کوئی دوسرا اللہ سبحانہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکتا۔

۱۱۱- وقال علیہ السلام
وقد توفی سہل بن حنیف الانصاری بالکوفۃ بعد مرجعہ معہ من صفین وکان احب الناس الیہ:
لَوْ أَحَبَّنِي جَبَلٌ لَتَهَافَتَ.
معنی ذلک ان المحنۃ تغلظ علیہ فتسرع المصائب الیہ ولا یفعل ذلک الا بالاتقیاء الابرار والمصطفین الاخیار، وھذا مثل قولہ علیہ السلام:

۱۱۱- فرمایا: (یہ اُس وقت کی بات ہے جب سہل بن حنیف انصاری۔ جنہیں آپؑ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ آپؑ کے ہمراہ صفین سے واپس آ کر کوفہ میں انتقال کر گئے) اگر کوئی پہاڑ بھی مجھ سے محبت رکھے گا۔ تو پاش پاش ہو کر گر پڑے گا۔
سید رضی فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اُس (محب) کے برابر ایسی کڑی آزمائش ٹوٹ پڑتی ہے کہ مصیبتیں اُس کی طرف دوڑی چلی آتی ہیں، اور یہ آزمائش صرف پرہیز گاروں، نیکو کاروں، برگزیدہ و منتخب لوگوں ہی کی ہوتی ہے۔ اور یہ ارشاد بھی ایسا ہی ہے جیسے آپؑ نے فرمایا:

۱۱۲- مَنْ أَحَبَّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَسْتَعِدَّ لِلْفَقْرِ جِلْبَابًا.
"وقد یؤول ذلک علی معنی آخر لیس ھذا موضع ذکرہ"

۱۱۲- جو شخص ہم اہل البیت سے محبت کرے اُسے چاہیے کہ تنگ دستی کا لباس پہلے تیار کر لے۔
سید رضی فرماتے ہیں کہ آپؑ کے اس ارشاد کی ایک اور طرح بھی تاویل کی جاتی ہے۔ جس کے ذکر کا یہ موقع نہیں۔

۱۱۳- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
لَا مَالَ أَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ، وَلَا وَحْدَةَ أَوْحَشُ مِنَ الْعُجْبِ، وَلَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ، وَلَا كَرَمَ كَالتَّقْوَىٰ، وَلَا قَرِينَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ، وَلَا مِيرَاثَ كَالْأَدَبِ، وَلَا قَائِدَ كَالتَّوْفِيقِ، وَلَا تِجَارَةَ كَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، وَلَا رِبْحَ كَالثَّوَابِ، وَلَا وَرَعَ كَالْوُقُوفِ عِنْدَ الشُّبْهَةِ، وَلَا زُهْدَ كَالزُّهْدِ فِي الْحَرَامِ، وَلَا عِلْمَ كَالتَّفَكُّرِ، وَلَا عِبَادَةَ كَأَدَاءِ الْفَرَائِضِ، وَلَا إِيمَانَ كَالْحَيَاءِ وَالصَّبْرِ، وَلَا حَسَبَ كَالتَّوَاضُعِ، وَلَا شَرَفَ كَالْعِلْمِ، وَلَا عِزَّ كَالْحِلْمِ، وَلَا مُظَاهَرَةَ أَوْثَقُ مِنَ الْمُشَاوَرَةِ.

۱۱۳- فرمایا: کوئی دولت عقل سے زیادہ نفع بخش نہیں، اور کوئی تنہائی خود پسندی سے بڑھ کر وحشت ناک نہیں، اور تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں، اور پرہیزگاری جیسی کوئی شرافت نہیں، حُسنِ خُلق جیسا کوئی ہم نشین نہیں، اور ادب جیسی کوئی میراث نہیں، توفیق جیسا رہبر نہیں، عملِ صالح جیسی تجارت نہیں، اور ثواب جیسا نفع نہیں۔ شبہ کے وقت (غور کرنے کے لئے) رُک جانے کے برابر کوئی وَرَع (شبہ سے بچنے کی صورت) نہیں۔ اور حرام سے منہ موڑنے کے برابر کوئی زُہد (دنیا سے بے رغبتی) نہیں۔ تفکّر جیسا علم نہیں اور فرائض کی بجا آوری جیسی عبادت نہیں۔ حیا اور صبر جیسا ایمان نہیں اور تواضع جیسی (خاندانی) شرافت نہیں۔ کوئی شرف علم کا ہم پایہ نہیں اور کوئی عزّت حلم کے برابر نہیں۔ اور کوئی سہارا باہمی مشورہ سے بڑھ کر بھروسے کے قابل نہیں۔

۱۱۴- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا اسْتَوْلَى الصَّلَاحُ عَلَى الزَّمَانِ وَأَهْلِهِ ثُمَّ أَسَاءَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ لَمْ تَظْهَرْ مِنْهُ خَزْيَةٌ فَقَدْ ظَلَمَ؛ وَإِذَا اسْتَوْلَى الْفَسَادُ عَلَى الزَّمَانِ وَأَهْلِهِ فَأَحْسَنَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ فَقَدْ غَرَّرَ.

۱۱۴- فرمایا: جب زمانہ اور اہلِ زمانہ پر امن کی فرمانروائی ہو، اور کوئی شخص کسی ایسے شخص سے بدگمانی رکھے جب کہ کوئی رسوا کن فعل منظرِ عام پر نہ آیا ہو، تو یقین کر لو کہ اُس نے ظلم کیا۔ اور جب زمانہ اور اہلِ زمانہ پر بدامنی کا غلبہ ہو، اور کوئی شخص دوسرے شخص سے حُسنِ ظن رکھے تو سمجھ لو کہ وہ خود فریبی کا شکار ہے۔

۱۱۵- وَقِيلَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كيف تجدك يا امير المؤمنين؟ فقال عليه السلام: كَيْفَ يَكُونُ (حَالُ) مَنْ يَفْنَى بِبَقَائِهِ وَيَسْقَمُ

۱۱۵- آپؑ سے کسی نے پوچھا: یا امیر المومنین! مزاج کیسا ہے؟ فرمایا: اُس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جس کی بقا اُسے فنا کر رہی ہو، جو تندرست ہوتے ہوئے بھی بیمار رہتا ہو، اور جسے ایسی محفوظ جگہ پر بھی موت آ لے، جہاں اُسے موت

بِصِحَّتِهٖ وَ يُؤْتِيْ مِنْ مَأمَنِهٖ۔ | کا خطرہ نہ ہو۔

۱۱۶۔ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَ مَغْرُوْرٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ، وَ مَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيْهِ! وَ مَا ابْتَلَى اللّٰهُ أَحَدًا بِمِثْلِ الْإِمْلَاءِ لَهٗ۔

۱۱۶۔ فرمایا! کتنے ہی لوگ ہیں جنہیں (اللہ تعالےٰ کے) پے در پے احسان نافرمانی کے قریب لا رہے ہیں کہ اُنہیں کی پردہ پوشی سے دھوکا کھا رہے ہیں، اور اس بات پر بہک گئے ہیں کہ اُنہیں اچھا کہا جاتا ہے؛ حالانکہ اللہ جب کسی کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تو اُسے مہلت دے کر آزماتا ہے۔

۱۱۷۔ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ، مُحِبٌّ غَالٍ وَ مُبْغِضٌ قَالٍ۔

۱۱۷۔ فرمایا: میری وجہ سے دو شخصوں کا ستیاناس ہوا: (ایک) غالی جو میری محبت میں حد سے تجاوز کر جائے (دوسرا) قالی جو میری دشمنی میں حد سے آگے نکل جائے۔

۱۱۸۔ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ۔

۱۱۸
فرمایا: (ملا ہوا) موقع کھو دینا غم سے گلو گرفتہ ہونا ہے

۱۱۹۔ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ لَيِّنٌ مَسُّهَا وَ السَّمُّ النَّاقِعُ فِيْ جَوْفِهَا: يَهْوِيْ إِلَيْهَا الْغِرُّ الْجَاهِلُ، وَ يَحْذَرُهَا ذُو اللُّبِّ الْعَاقِلُ۔

۱۱۹۔ فرمایا: دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے۔ جسے چھونے میں تو نرم لگتا ہے مگر اُس کے اندر زہر قاتل ہوتا ہے۔ فریب خوردہ جاہل اُس کا گرویدہ ہو جاتا ہے لیکن ہوشمند عاقل اُس سے بچ کر رہتا ہے۔

۱۲۰۔ وَ سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: أَمَّا بَنُوْ مَخْزُوْمٍ فَرَيْحَانَةُ قُرَيْشٍ نُحِبُّ حَدِيْثَ رِجَالِهِمْ، وَ النِّكَاحَ فِيْ نِسَائِهِمْ، وَ أَمَّا بَنُوْ عَبْدِ شَمْسٍ فَأَبْعَدُهَا رَأْيًا وَ أَمْنَعُهَا لِمَا وَرَاءَ ظُهُوْرِهَا

۱۲۰۔ کسی نے آپؑ سے قریش کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے (جواب میں) فرمایا: جہاں تک بنو مخزوم کا تعلق ہے سو وہ قریش کا شگفتہ پھول ہیں، ہمیں ان کے مردوں کی خوش کلامی، اور اُن کی عورتوں سے نکاح کرنا پسند ہوگا۔ اور بنو عبدِ شمس کا پوچھو تو وہ دوراندیش اور معاملہ فہم اور اپنے پسماندگان کا سب سے زیادہ بچاؤ کرنے والے ہیں۔ بہ

نَحْنُ فَأَبْذَلُ لِمَا فِي أَيْدِينَا، وَأَسْمَحُ عِنْدَ الْمَوْتِ بِنُفُوسِنَا، وَهُمْ أَكْثَرُ وَأَمْكَرُ وَأَنْكَرُ، وَنَحْنُ أَفْصَحُ وَأَنْصَحُ وَأَصْبَحُ۔

ہم (بنو ہاشم) تو جو کچھ ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے، اُسے دوسروں پر خرچ کر دینے میں سب سے آگے اور موت کے وقت جان دینے میں سب سے زیادہ فیاض ہیں۔ اور وہ (بنو عبد شمس) تعداد میں زیادہ، بڑے چالباز اور نہایت بدشکل ہوتے ہیں، مگر (قریش بھر میں) سب سے زیادہ فصیح سب سے زیادہ ناصح (خیر خواہ) اور سب سے خوبرو ہوتے ہیں۔

۱۲۱- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: شَتَّانَ مَا بَيْنَ عَمَلَيْنِ: عَمَلٌ تَذْهَبُ لَذَّتُهُ وَتَبْقَى تَبِعَتُهُ، وَعَمَلٌ تَذْهَبُ مَؤُونَتُهُ وَيَبْقَى أَجْرُهُ۔

۱۲۱- فرمایا: یہ دونوں عمل ایک دوسرے سے کتنے دور ہیں: ایک وہ عمل جس کی لذّت (آ کر) چلی جائے مگر اُس کا وبال باقی رہ جائے۔ دوسرا وہ عمل جس کی مشقت یاد بھی نہ رہے مگر اُس کا اجر باقی رہے۔

۱۲۲- وتبع جنازة فسمع رجلا تضحك، فقال: كَأَنَّ الْمَوْتَ فِيهَا عَلَى غَيْرِنَا كُتِبَ، وَكَأَنَّ الْحَقَّ فِيهَا عَلَى غَيْرِنَا وَجَبَ، وَكَأَنَّ الَّذِي نَرَى مِنَ الْأَمْوَاتِ سَفْرٌ عَمَّا قَلِيلٍ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ، نُبَوِّئُهُمْ أَجْدَاثَهُمْ، وَنَأْكُلُ تُرَاثَهُمْ، كَأَنَّا مُخَلَّدُونَ بَعْدَهُمْ، ثُمَّ قَدْ نَسِينَا كُلَّ وَاعِظٍ وَوَاعِظَةٍ، وَرُمِينَا بِكُلِّ جَائِحَةٍ۔

۱۲۲- آپؑ ایک جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز سُنی، آپ نے فرمایا: (تم تو ایسے ہنس رہے ہو) گویا موت اس میں (ہمارے لئے نہیں) دوسروں کے لئے مقرر کی گئی ہے، اور گویا یہ حق (موت) ہم پر نہیں، غیروں پر واجب ہے۔ اور جن لوگوں کو ہم اپنی آنکھوں سے مرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، گویا وہ مسافر ہیں جو عنقریب ہمارے پاس لوٹ کر آ جائیں گے۔ ہم لوگ اُنہیں (اپنے ہاتھوں سے) قبروں میں جگہ دیتے ہیں، اور اُن کی میراث کھانے لگتے ہیں۔ گویا ہم اُن کے بعد کبھی نہیں مریں گے۔ اس پر بھی ہم نے ہر واعظ مرد ہو یا عورت کو فراموش کر رکھا ہے اور ہر تباہ کن آفت کا شکار بن گئے ہیں۔

۱۲۳- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: طُوبَى لِمَنْ ذَلَّ فِي نَفْسِهِ، وَطَابَ

۱۲۳- فرمایا: خوشا حال اُس کا جس نے اپنے آپ کو نابود رکھا جس کی کمائی پاکیزہ ہے۔ جس کی نیت نیک ہے، جو خوش خلق

كَسْبُهُ، وَصَلُحَتْ سَرِيرَتُهُ، وَحَسُنَتْ خَلِيقَتُهُ، وَأَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ، وَأَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ لِسَانِهِ، وَعَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهُ، وَوَسِعَتْهُ السُّنَّةُ، وَلَمْ يُنْسَبْ إِلَى الْبِدْعَةِ۔

قال الرضی: اقول: ومن الناس من ینسب هذا الکلام الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وکذلك الذی قبله۔

ہے، اور جس نے اپنی ضروریات سے زائد مال کو راہ خدا میں خرچ کیا۔ اور ضرورت سے زیادہ باتیں کرنے سے زبان کو روکے رکھا، اپنے شر کو لوگوں سے الگ تھلگ رکھا، سنّت نے اُس کا چاروں طرف سے احاطہ کیا (ہر کام میں سنّت کا پابند رہا)، اور اُسے کسی بدعت سے منسوب نہ کیا گیا۔

سید رضی فرماتے ہیں: بعض لوگ اس کلام کو اور اس سے پہلے کلام کو بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرتے ہیں

۱۲۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: غَيْرَةُ الْمَرْأَةِ كُفْرٌ، وَغَيْرَةُ الرَّجُلِ إِيمَانٌ۔

۱۲۴

فرمایا: عورت کا غیرت کھانا کفر ہے اور مرد کا غیرت کھانا ایمان ہے[۱]

---

[۱] کیونکہ مرد کو چار تک عورتیں کرنے کی اجازت ہے مگر عورت کو ایک شوہر سے زیادہ کرنے کی اجازت نہیں۔ ہذا عورت اگر غیرت کھا کر یہ کہے کہ اُسے بھی چار شوہر کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے تو یہ کفر ہے۔ اور مرد کا عورت کے اس اقدام پر غیرت کھانا ایمان ہے

۱۲۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَأَنْسُبَنَّ الْإِسْلَامَ نِسْبَةً لَمْ يَنْسُبْهَا أَحَدٌ قَبْلِي: الْإِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيمُ، وَالتَّسْلِيمُ هُوَ الْيَقِينُ، وَالْيَقِينُ هُوَ التَّصْدِيقُ، وَالتَّصْدِيقُ هُوَ الْإِقْرَارُ، وَالْإِقْرَارُ هُوَ الْأَدَاءُ، وَالْأَدَاءُ هُوَ الْعَمَلُ۔

۱۲۵ - فرمایا: میں اسلام کے معنی اس عنوان سے بیان کئے دیتا ہوں کہ مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کئے: اسلام کیا ہے، تسلیم (بلا چون وچرا فرماں برداری)، اور تسلیم ہے یقین، اور یقین سے مراد ہے تصدیق، اور تصدیق نام ہے اقرار کا، اور اقرار کا معنی بجا آوری ہے۔ اور بجا آوری کہتے ہیں عمل کو[۱]

---

[۱] اسلام = تسلیم = یقین = تصدیق = اقرار = ادا = عمل۔

۱۲۶- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
عَجِبْتُ لِلْبَخِيلِ يَسْتَعْجِلُ الْفَقْرَ الَّذِي مِنْهُ هَرَبَ، وَيَفُوتُهُ الْغِنَى الَّذِي إِيَّاهُ طَلَبَ، فَيَعِيشُ فِي الدُّنْيَا عَيْشَ الْفُقَرَاءِ، وَيُحَاسَبُ فِي الْآخِرَةِ حِسَابَ الْأَغْنِيَاءِ، وَعَجِبْتُ لِلْمُتَكَبِّرِ الَّذِي كَانَ بِالْأَمْسِ نُطْفَةً وَيَكُونُ غَداً جِيفَةً، وَعَجِبْتُ لِمَنْ شَكَّ فِي اللهِ وَهُوَ يَرَى خَلْقَ اللهِ، وَعَجِبْتُ لِمَنْ نَسِيَ الْمَوْتَ وَهُوَ يَرَى الْمَوْتَى، وَعَجِبْتُ لِمَنْ أَنْكَرَ النَّشْأَةَ الْأُخْرَى وَهُوَ يَرَى النَّشْأَةَ الْأُولَى، وَعَجِبْتُ لِعَامِرِ دَارِ الْفَنَاءِ وَتَارِكِ دَارِ الْبَقَاءِ!!!

۱۲۶- فرمایا: مجھے بخیل پر تعجب ہے کہ وہ جس تنگ دستی سے بھاگ رہا ہے، اُسی کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، اور جس دولت کی اُسے طلب تھی، وہ اُسے دم دے جاتی ہے چنانچہ وہ دُنیا میں تنگ دستوں کی سی زندگی بسر کرتا ہے۔ مگر آخرت میں اُس سے دولت مندوں کا سا حساب لیا جائے گا۔ اور مجھے اُس متکبر پر تعجب آتا ہے، جو کل ایک نطفہ تھا، اور کل کو مردار ہو جائے گا۔ اور تعجب ہے اُس شخص پر جو اللہ (کے وجود) پر شک رکھتا ہے حالاں کہ وہ اللہ کی مخلوق کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اور تعجب ہے اُس پر جو موت کو بھول گیا، حالانکہ وہ مرنے والوں کو دیکھ رہا ہے۔ اور اُس شخص پر تعجب ہے جس نے دوسری پیدائش (کو ماننے سے) انکار کر دیا۔ حالانکہ پہلی پیدائش اُس کے سامنے ہے اور تعجب ہے دارِ فنا کو آباد کرنے والے اور دارِ بقا کو چھوڑنے والے پر!

۱۲۷- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
مَنْ قَصَّرَ فِي الْعَمَلِ ابْتُلِيَ بِالْهَمِّ، وَلَا حَاجَةَ لِلّٰهِ فِيمَنْ لَيْسَ لِلّٰهِ فِي مَالِهِ وَنَفْسِهِ نَصِيبٌ۔

۱۲۷- فرمایا: جو شخص عمل میں کوتاہی کرتا ہے، وہ غم و اندوہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور جس کے مال اور جان میں اللہ کا حصّہ نہیں، اللہ کو بھی اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

۱۲۸- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
تَوَقَّوُا الْبَرْدَ فِي أَوَّلِهِ، وَتَلَقَّوْهُ فِي آخِرِهِ فَإِنَّهُ يَفْعَلُ فِي الْأَبْدَانِ كَفِعْلِهِ فِي الْأَشْجَارِ، أَوَّلُهُ يُحْرِقُ وَآخِرُهُ يُوْرِقُ۔

۱۲۸- فرمایا: سردی کے شروع میں اُس سے بچنے کا سامان کرو، اور آخر میں اُس کا استقبال کرو۔ کیوں کہ (حیوانی اور انسانی) جسموں پر وہ اسی طرح اثر انداز ہوتی ہے، جس طرح (نباتی) درختوں (اور پودوں) پر اثر کرتی ہے۔ دیکھو اُس کا آغاز (برگ و شاخ کو) جھلس دیتا ہے مگر انجام برگ و بار لاتا ہے۔

۱۲۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
عِظَمُ الْخَالِقِ عِنْدَكَ يُصَغِّرُ الْمَخْلُوقَ فِي عَيْنِكَ۔

۱۲۹

فرمایا: اللہ کی عظمتیں جو تمہارے پاس ہیں مخلوق کو تمہاری نظر میں حقیر کر دیں گی۔

۱۳۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وقد رجع من صفين فاشرف على القبور بظاهر الكوفة: يَا أَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوحِشَةِ، وَالْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ، وَالْقُبُورِ الْمُظْلِمَةِ، يَا أَهْلَ التُّرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْغُرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْشَةِ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ، وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَاحِقٌ، أَمَّا الدُّورُ فَقَدْ سُكِنَتْ، وَأَمَّا الْأَزْوَاجُ فَقَدْ نُكِحَتْ، وَأَمَّا الْأَمْوَالُ فَقَدْ قُسِمَتْ۔ هٰذَا خَبَرُ مَا عِنْدَنَا، فَمَا خَبَرُ مَا عِنْدَكُمْ؟

ثم التفت الى اصحابه فقال:
أَمَا لَوْ أُذِنَ لَهُمْ فِي الْكَلَامِ لَأَخْبَرُوكُمْ أَنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ۔

۱۳۰۔ جب آپؑ صفین سے واپس آ رہے تھے، اور کوفہ کے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا: اے ویران گھروں، اُجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے ساکنو! اے اہلِ تُربت! اے اہلِ غربت! اے اہلِ وحدت و تنہائی! اے اہلِ وحشت! تم آگے بڑھ کر ہم سے پہلے منزل پر جا پہنچے۔ اور ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے تم سے ملنے کو آ رہے ہیں۔ اور اپنے گھروں کو پوچھو تو اُن میں اور لوگ بس چکے ہیں، بیویوں کو پوچھو تو اُن سے اوروں نے نکاح کر لئے، رہ گئے تمہارے مال، سو اُنہیں تقسیم کر لیا گیا ہے۔ یہ تو تھی ہمارے یہاں کی خبر، اب تم کہو کہ تمہارے ہاں کی کیا خبر ہے؟

(پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا):-
سنو اگر انہیں بات کرنے کی اجازت مل جاتی، تو یقیناً تمہیں بتا دیتے کہ سب سے اچھا سامانِ سفر تقویٰ ہے۔

۱۳۱۔ وقال عليه السلام:
وقد سمع رجلا يذم الدنيا:
أَيُّهَا الذَّامُّ لِلدُّنْيَا الْمُغْتَرُّ بِغُرُورِهَا الْمُنْخَدِعُ بِأَبَاطِيلِهَا أَتَغْتَرُّ بِالدُّنْيَا ثُمَّ تَذُمُّهَا۔ أَنْتَ الْمُتَجَرِّمُ عَلَيْهَا أَمْ هِيَ الْمُتَجَرِّمَةُ عَلَيْكَ؟ مَتَى اسْتَهْوَتْكَ أَمْ مَتَى

۱۳۱۔ ایک شخص دنیا کی مذمت کر رہا تھا، آپؑ نے سنا تو ارشاد فرمایا:
اے دُنیا کی مذمت کرنے والے، اُس کی دل فریبیوں کے فریب خوردہ، اُس کی دام کہانیوں کا دھوکا کھائے ہوئے کیا بات ہے کہ دُنیا پر فریفتہ بھی ہو اور اُس کی مذمت بھی کر رہے ہو؟ کیا تم اُس پر گناہ کی تہمت لگا رہے ہو یا وہ تمہیں مجرم ٹھہرا رہی ہے؟ اُس نے تمہیں کب متوالا کیا۔ یا کب

غَرَّتْكَ؟ أَبِمَصَارِعِ آبَائِكَ مِنَ الْبِلَى؟ أَمْ بِمَضَاجِعِ أُمَّهَاتِكَ تَحْتَ الثَّرَى؟ كَمْ عَلَّلْتَ بِكَفَّيْكَ؟ وَكَمْ مَرَّضْتَ بِيَدَيْكَ، تَبْتَغِي لَهُمُ الشِّفَاءَ، وَتَسْتَوْصِفُ لَهُمُ الْأَطِبَّاءَ، (غَدَاةَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ دَوَاؤُكَ وَلَا يُجْدِي عَلَيْهِمْ بُكَاؤُكَ) لَمْ يَنْفَعْ أَحَدَهُمْ إِشْفَاقُكَ وَلَمْ تُسْعَفْ بِطِلْبَتِكَ، وَلَمْ تَدْفَعْ عَنْهُ بِقُوَّتِكَ! (وَ) قَدْ مَثَّلَتْ لَكَ بِهِ الدُّنْيَا نَفْسَكَ! وَبِمَصْرَعِهِ مَصْرَعَكَ. إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ صِدْقٍ لِمَنْ صَدَقَهَا، وَدَارُ عَافِيَةٍ لِمَنْ فَهِمَ عَنْهَا، وَدَارُ غِنًى لِمَنْ تَزَوَّدَ مِنْهَا. وَدَارُ مَوْعِظَةٍ لِمَنِ اتَّعَظَ بِهَا مَسْجِدُ أَحِبَّاءِ اللهِ، وَمُصَلَّى مَلَائِكَةِ اللهِ وَمَهْبِطُ وَحْيِ اللهِ، وَمَتْجَرُ أَوْلِيَاءِ اللهِ، اِكْتَسَبُوا فِيهَا الرَّحْمَةَ، وَرَبِحُوا فِيهَا الْجَنَّةَ، فَمَنْ ذَا يَذُمُّهَا وَقَدْ آذَنَتْ بِبَيْنِهَا وَنَادَتْ بِفِرَاقِهَا، وَنَعَتْ نَفْسَهَا وَأَهْلَهَا فَمَثَّلَتْ لَهُمْ بِبَلَائِهَا الْبَلَاءَ، وَشَوَّقَتْهُمْ بِسُرُورِهَا إِلَى السُّرُورِ؟ رَاحَتْ بِعَافِيَةٍ،

تمہارا دل لبھایا؟ کیا اُس وقت جب تمہارے آبا، سال خوردہ ہو کر ڈھیر ہوئے یا اُس وقت جب تمہاری مائیں (منوں) مٹی کے نیچے ہمیشہ کو سو گئیں؟ کتنے ہی بیماروں کی تم نے (روپے سے) خدمت کی؟ اور کتنے ہی مریضوں کی باتھوں تیمارداری کی؟ تم چاہتے تھے کہ وہ شفایاب ہو جائیں اور اُن کے علاج کے لئے اطبا سے مشورے طلب کرتے پھرتے تھے۔ وہ بھی اس دن جب تمہاری دوائیں کسی کام نہ آئیں۔ نہ اُن پر تمہارا رونا دھونا ہی مفید ہوا۔ اُن میں سے کسی کو بھی تمہاری مہربانی کا فائدہ نہ پہنچا، اور نہ تمہاری مراد ہی بر آئی۔ ورتم اپنا زور لگا بیٹھے مگر کسی کو (موت سے) نہ بچا سکے۔ اور دنیا نے اُس (مرنے والے) کو تمہارے لئے مثال بنا دیا۔ اور اُس کی موت کو تمہاری موت کا نقشہ بنا دیا۔ اِس میں شک نہیں کہ دُنیا نباہ کا گھر ہے مگر اُس کے لئے جو اُس سے نباہ کرے اور دارِ عافیت ہے اُس کے لئے جو اُس کی حقیقت کو سمجھ لے، اور دولت کدہ ہے اُس کا جو اس سے زادِ آخرت حاصل کر سکے۔ اور عبرت کا گھر ہے اُس کے لئے جو اِس سے سبق سیکھ لے۔ (دُنیا) خدا کے دوستوں کی مسجد ہے، اللہ کے ملائکہ کی جائے نماز ہے، وحیٔ خدا کے اترنے کی جگہ ہے، اور خدا کے ولیوں کی تجارت گاہ ہے، اِن سب نے دُنیا میں اکتسابِ رحمت کیا، اور اِس میں (رہ کر) نفع میں جنّت حاصل کی، تو کون ہے جو اُس کی مذمت کرے جبکہ اُس نے اپنی جدائی کا اعلان کر رکھا ہے اور ساتھ چھوڑنے کا ڈھنڈورا پیٹ دیا ہے۔ اور دُنیا اور اہلِ دُنیا کی فنا کی خبر دے رکھی ہے۔ چنانچہ اُس نے (اہلِ دُنیا کے لئے) اپنی مصیبتوں کو (اُخروی) مصیبتوں کی مثال بنایا، اور اپنی مسرتوں سے اُنہیں آخرت کی مسرتوں کا شوق دلایا۔ ترغیب و ترہیب

وَابْتَكَرَتْ بِفَجِيعَةٍ، تَرْغِيبًا وَ تَرْهِيبًا، وَتَخْوِيفًا وَتَحْذِيرًا، فَذَمَّهَا رِجَالٌ غَدَاةَ النَّدَامَةِ، وَحَمِدَهَا آخَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ذَكَّرَتْهُمُ الدُّنْيَا فَتَذَكَّرُوا، وَحَدَّثَتْهُمْ فَصَدَّقُوا، وَوَعَظَتْهُمْ فَاتَّعَظُوا۔

اور تخویف و تحذیر کے لیے شام کو مِن کا پیغام سُناتی ہے تو صبح کو ہنگامہ برپا کر دیتی ہے۔ لہٰذا ندامت کا دن چڑھا تو کچھ لوگ اس کی مذمت کرنے لگے، اور قیامت کا دن آئے گا تو کچھ لوگ اُس کے گن گائیں گے۔ اِن لوگوں کو دُنیا دقتاً فوقتاً (آخرت کی) یاد دلاتی رہی، چنانچہ اُنہوں نے اس یاد کو دل میں جگہ دی۔ اور دُنیا نے اُنہیں جو خبریں سنائیں انہوں نے ان کی تصدیق کی، اور دُنیا نے اُنہیں نصیحتیں کیں تو وہ نصیحت اندوز ہوئے۔

لے ترغیب: رغبت دلانا، ترہیب: ڈرانا، تخویف: خوف دلانا، تحذیر: خطرے سے آگاہ کرنا۔

۱۳۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُنَادِي فِي كُلِّ يَوْمٍ: لِدُوا لِلْمَوْتِ، وَاجْمَعُوا لِلْفَنَاءِ وَابْنُوا لِلْخَرَابِ۔

۱۳۲۔ فرمایا: اللہ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز آواز دیتا ہے: جنو۔ موت کے لئے، دولت کے ڈھیر لگاؤ۔ فنا ہونے کے لئے، اور عمارتیں کھڑی کرو۔ مسمار ہونے کے لیے۔

۱۳۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الدُّنْيَا دَارُ مَمَرٍّ لَا دَارُ مَقَرٍّ، وَالنَّاسُ فِيهَا رَجُلَانِ: رَجُلٌ بَاعَ فِيهَا نَفْسَهُ فَأَوْبَقَهَا، وَرَجُلٌ ابْتَاعَ نَفْسَهُ فَأَعْتَقَهَا۔

۱۳۳۔ فرمایا: دنیا ایک کارواں سرا ہے ٹھہرنے کا گھر نہیں۔ اور اس میں دو طرح کے لوگ ہیں: ایک وہ جنہوں نے اپنے آپ کو اسی میں بیچ[1] کر ہلاک کر دیا، دوسرے وہ جنہوں نے اپنے آپ کو خرید[2] کر آزاد کر لیا۔

لہ بیچ کر: خواہشاتِ نفسانی کو اپنے نفس کی قیمت قرار دیا، اور اس طرح خواہشات کا غلام بن کر ہلاک ہو گیا۔
لہ خرید کر: خواہشات نفسانی کی قید سے اپنے آپ کو آزاد کر لیا۔

۱۳۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

۱۳۴۔ فرمایا: دوست اُس وقت تک دوست نہیں بن

لَا يَكُونُ الصَّدِيقُ صَدِيقًا حَتّٰى يَحْفَظَ اَخَاهُ فِي ثَلَاثٍ: فِي نَكْبَتِهٖ، وَ غَيْبَتِهٖ، وَ وَفَاتِهٖ۔

سکتا جب تک وہ تین موقعوں پر اپنے دوست کا بچاؤ نہ رے (۱) اُس کی مصیبت میں، (۲) اُس کی عدم موجودگی میں اور (۳) اُس کی وفات پر۔

۱۳۵- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ اُعْطِيَ اَرْبَعًا لَمْ يُحْرَمْ اَرْبَعًا: مَنْ اُعْطِيَ الدُّعَاءَ لَمْ يُحْرَمِ الْاِجَابَةَ، وَ مَنْ اُعْطِيَ التَّوْبَةَ لَمْ يُحْرَمِ الْقَبُوْلَ، وَ مَنْ اُعْطِيَ الْاِسْتِغْفَارَ لَمْ يُحْرَمِ الْمَغْفِرَةَ، وَمَنْ اُعْطِيَ الشُّكْرَ لَمْ يُحْرَمِ الزِّيَادَةَ۔

قَالَ الرَّضِيُّ: وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ فِي الدُّعَاءِ: (اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ)، وَقَالَ فِي الْاِسْتِغْفَارِ: (وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) وَقَالَ فِي الشُّكْرِ (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ) وَقَالَ فِي التَّوْبَةِ: (اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ، فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔)

۱۳۵- فرمایا: جسے چار چیزیں مل گئیں، وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا: (۱) جسے دُعا (کی توفیق) مل گئی وہ اجابت سے محروم نہیں رہتا۔ (۲) جسے توبہ (کی توفیق) مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا؛ (۳) جسے استغفار کی توفیق مل گئی وہ مغفرت سے محروم نہیں رہتا اور (۴) جسے شکر کی توفیق مل وہ نعمت کے زیادہ ہونے سے محروم نہیں ہوتا۔

سید رضی فرماتے ہیں: امیرالمومنینؑ کے اس ارشاد کی تصدیق کتاب خدا کر رہی ہے، چنانچہ دُعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مجھے پکارو کہ میں تمہاری پکار کا جواب دوں۔" اور استغفار کے بارے میں فرمایا: "اور جو شخص کوئی بُرا کام کر بیٹھے یا اپنی ہی جان پر ظلم کر بیٹھے اور پھر اللہ سے استغفار کرے، وہ دیکھے گا کہ اللہ مغفرت کنندہ مہربان ہے۔" اور شکر کے بارے میں فرمایا: "اگر تم شکر کرو گے تو میں (ضرور) تمہاری نعمت کو زیادہ کر دوں گا۔" اور توبہ کے بارے میں فرمایا: "اللہ انہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانستہ کوئی بُرائی کرتے ہیں اور پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو ایسے لوگوں کی توبہ اللہ قبول کر لیتا ہے، کیوں نہ ہو، اللہ علیم ہے حکیم ہے۔"

۱۳۶- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلصَّلٰوةُ قُرْبَانُ كُلِّ تَقِيٍّ، وَالْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيْفٍ، وَلِكُلِّ شَيْءٍ

۱۳۶- فرمایا: پرہیزگار کی قربانی نماز ہے، اور ضعیف کا جہاد حج ہے، اور ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے، اور بدن کی زکوٰۃ روزہ رکھنا ہے، اور عورت کا جہاد

زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْبَدَنِ الصِّيَامُ وَجِهَادُ الْمَرْأَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ۔	شوہر کی فرماں برداری ہے۔
۱۳۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ۔	۱۳۷ فرمایا: صدقہ دے کر رزق کو (آسمان سے) اتارو[1]

[1] وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ: تمہارا رزق آسمان میں ہے (تنزیل)

۱۳۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَيْقَنَ بِالْخَلَفِ جَادَ بِالْعَطِيَّةِ۔	۱۳۸۔ فرمایا: جسے بدلہ مل جانے کا یقین ہے، وہ دل کھول کر دان کرتا ہے۔
۱۳۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: تَنْزِلُ الْمَعُونَةُ عَلَى قَدْرِ الْمَؤُونَةِ۔	۱۳۹۔ فرمایا: (اوپر سے) امداد[1] خرچ کے مطابق ملتی ہے۔

[1] امداد: AID ؛ مالی امداد جو حکومت کی طرف سے ملتی ہے، یہاں حکومت سے مراد حکومتِ الٰہیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا اُتنا دیتا ہے، جتنا کسی کا خرچ ہو۔

۱۴۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔	۱۴۰۔ فرمایا: جو اعتدال سے خرچ کرتا ہے وہ تنگدست نہیں ہوتا۔
۱۴۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قِلَّةُ الْعِيَالِ أَحَدُ الْيَسَارَيْنِ۔	۱۴۱۔ فرمایا: قلیل العیال ہونا دو توانگریوں میں سے ایک توانگری ہے[1]

[1] قِلَّةُ الْعِيَالِ: کنبے کا تھوڑا ہونا، دو توانگریاں: (۱) آمدنی بہت اور کنبہ بھی بڑا = توانگری (۲) (۲) آمدنی کم اور کنبہ چھوٹا = توانگری، ظاہر ہے کہ دونوں صورتوں میں خوشحالی ہی خوشحالی ہے۔

١٤٢- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلتَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ۔

١٤٢- فرمایا: ایک دوسرے سے دوستی رکھنا آدھی عقل ہے۔

١٤٣- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْهَمُّ نِصْفُ الْهَرَمِ۔

١٤٣

فرمایا: غم آدھا بڑھاپا ہے۔

١٤٤- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰى قَدْرِ الْمُصِيبَةِ وَمَنْ ضَرَبَ يَدَهُ عَلٰى فَخِذِهِ عِنْدَ مُصِيبَتِهِ حَبِطَ عَمَلُهُ۔

١٤٤- فرمایا: صبر کی توفیق مصیبت کے مطابق ملتی ہے۔ اور جس نے اپنی مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارا، اُس کا کیا دھرا اکارت گیا۔

١٤٥- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَالظَّمَأُ، وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ وَالْعَنَاءُ، حَبَّذَا نَوْمُ الْأَكْيَاسِ وَإِفْطَارُهُمْ۔

١٤٥- فرمایا: کتنے ہی روزہ دار ہیں، جنہیں روزہ رکھنے سے بھوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور کتنے ہی نمازی ہیں جنہیں نماز سے شب بیداری اور زحمت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ سمجھ بوجھ والوں کے سونے اور روزہ نہ رکھنے کا کیا ہی کہنا![1]

---

[1] واجب نماز اور روزہ پر اکتفا کرنے والے قابلِ مدح ہیں، ریاکاری سے نفلی نمازیں، اور نفلی روزے رکھنے والے بھوک پیاس اور شب بیداری کی زحمت اُٹھاتے ہیں۔

١٤٦- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: سُوسُوا إِيمَانَكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَحَصِّنُوا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَادْفَعُوا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ۔

١٤٦

فرمایا: صدقہ کو اپنے ایمان کا نگہبان بناؤ، اور زکوٰۃ کو اپنے مال کا محافظ بناؤ، اور دُعا کے ذریعے مصیبت کی لہروں کو دور کرو۔

١٤٧- وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

١٤٧- کمیل بن زیاد سے آپؑ کا ایک ارشاد:

لكميل بن زياد النخعي. قال كميل بن زياد: اخذ بيدي امير المؤمنين علي بن ابي طالب عليه السلام اخرجني الى الجبان فلما اصحر تنفس الصعداء ثم قال:

کمیل بن زیاد کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ علی بن ابی طالب علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا، اور قبرستان کی طرف لے چلے، جب آبادی سے باہر پہنچے، تو ایک گہری آہ بھری اور فرمایا:

يَا كُمَيْلُ (بْنَ زِيَادٍ) إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ أَوْعِيَةٌ فَخَيْرُهَا أَوْعَاهَا فَاحْفَظْ عَنِّي مَا أَقُولُ لَكَ.

اے کمیل بن زیاد! یہ دل (اسرار و حکمت کے) خزانے ہیں، اور سب سے بہتر وہ دل ہے جو (اسرار و حکمت کو) سب سے زیادہ محفوظ رکھے۔ لہٰذا جو کچھ میں تم سے کہوں اُسے دل میں محفوظ رکھو۔

اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَبَّانِيٌّ، وَمُتَعَلِّمٌ عَلَى سَبِيلِ نَجَاةٍ، وَهَمَجٌ رَعَاعٌ أَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ يَمِيلُونَ مَعَ كُلِّ رِيحٍ لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِنُورِ الْعِلْمِ، لَمْ يَلْجَأُوا إِلَى رُكْنٍ وَثِيقٍ.

لوگوں کی تین قسمیں ہیں: ایک عالمِ ربانی، دوسرے متعلم براہ نجات، تیسرے پسماندہ گنوار جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہو لیتے ہیں، اور جدھر کو ہوا چلتی ہے اُدھر ہی رُخ کر لیتے ہیں۔ نہ تو وہ نورِ علم سے روشنی حاصل کرتے ہیں، نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لیتے ہیں۔

يَا كُمَيْلُ: الْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ، الْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَأَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ، وَالْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ وَالْعِلْمُ يَزْكُو عَلَى الْإِنْفَاقِ، وَصَنِيعُ الْمَالِ يَزُولُ بِزَوَالِهِ.

اے کمیل بن زیاد! علم مال سے بہتر ہے، علم تمہارا پہرہ دیتا ہے اور مال کا پہرہ تم دیتے ہو، اور مال خرچ کرنے سے گھٹ جاتا ہے مگر علم کو جتنا خرچ کرو اتنا ہی بڑھتا ہے۔ اور مال کے زوال کے ساتھ ہی مال کے پروردگان بھی کافور ہو جاتے ہیں۔

يَا كُمَيْلُ (بْنَ زِيَادٍ) مَعْرِفَةُ الْعِلْمِ دِينٌ يُدَانُ بِهِ، بِهِ يَكْسِبُ الْإِنْسَانُ الطَّاعَةَ فِي حَيَاتِهِ وَجَمِيلَ الْأُحْدُوثَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ. وَالْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ.

اے کمیل بن زیاد! علم کی معرفت ایک دین (دستور) ہے، جس کی پابندی واجب ہے، اسی سے انسان اپنی زندگی میں دوسروں سے اپنی اطاعت کراتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے۔ نیز علم حاکم ہے اور مال محکوم (علم دوسروں پر حکومت کرتا ہے اور مال پر دوسرے حکومت کرتے ہیں۔)

يَا كُمَيْلُ: هَلَكَ خُزَّانُ الْأَمْوَالِ وَهُمْ أَحْيَاءٌ وَالْعُلَمَاءُ بَاقُونَ مَا بَقِيَ الدَّهْرُ، أَعْيَانُهُمْ مَفْقُودَةٌ، وَ

اے کمیل! مال و متاع کے خزینہ دار کہنے کو جیتے ہیں مگر حقیقت میں ہلاک ہو چکے ہیں، لیکن علماء اُس وقت تک

أمثالهم في القلوب موجودة، ها إن هٰهنا لعلماً جماً (وأشار بيده إلى صدره) لو أصبت له حملة: بلى أصبت لقناً غير مأمون عليه، مستعملاً آلة الدين للدنيا، ومستظهراً بنعم الله على عباده، وبحججه على أوليائه، أو منقاداً لحملة الحق، لا بصيرة له في أحنائه، ينقدح الشك في قلبه لأول عارض من شبهة. ألا لا ذا ولا ذاك! أو منهوماً باللذة سلس القياد للشهوة، أو مغرماً بالجمع والادخار، ليسا من رعاة الدين في شيء، أقرب شيء شبهاً بهما الأنعام السائمة! كذلك يموت العلم بموت حامليه.

اللهم بلى! لا تخلو الأرض من قائم لله بحجة: إما ظاهراً مشهوراً، أو خائفاً مغموراً، لئلا تبطل حجج الله وبيناته. وكم ذا وأين أولئك؟ أولئك والله الأقلون عدداً، والأعظمون عند الله قدراً. يحفظ الله

باقی رہنے والے ہیں جب تک لیل و نہار باقی ہیں۔ اُن کے جسم نظر نہیں آتے مگر اُن کی یادیں دلوں میں موجود ہیں۔ دیکھو یہاں علم کا بھاری ذخیرہ موجود ہے (اور حضرت نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا) کاش مجھے اس کے حامل (اٹھانے والے) مل جاتے! ہاں، ملا بھی تو وہ تیز فہم جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، جو دُنیا حاصل کرنے کے لئے دین کو آلۂ کار بناتا ہے، اور بندگانِ خدا پر غالب آنے کے لئے اُس کی نعمتوں کو اور اولیائے خدا پر غالب آنے کے لئے اُس کی حجتوں کو اپنا مددگار بناتا ہے۔ یا (وہ ملا) جو حاملانِ حق کا پیرو تو ہے مگر حق کے مخفی پہلوؤں کے بارے میں اُسے بصیرت حاصل نہیں، ذرا سا شبہ سامنے آتے ہی اُس کے دل میں شک کی آگ لگ جاتی ہے۔ سنو! نہ یہ (اس بوجھ کو اُٹھا سکتا ہے) نہ وہ! یا (پھر وہ ملا) جو محض (خورد و نوش کی) لذت کا دلدادہ ہے، خواہشات نفسانی کا آسانی سے تابع ہو جاتا ہے۔ یا (وہ ملا) جو دولت کے انبار لگانے اور ذخیرہ اندوزی پر اُدھار کھائے ہوئے ہے۔ یہ دونوں کسی لحاظ سے دین کے پاسبان نہیں ہو سکتے، ان دونوں سے اگر کسی چیز کو قریب کی شباہت ہو سکتی ہے تو چرنے والے جانوروں کو (ہو سکتی ہے)۔ اس طرح (جیسا کہ تم نے سُنا) حاملانِ علم کی موت سے علم مردہ ہو جاتا ہے۔

خدایا! سچ ہے، زمین حجت خدا کو قائم رکھنے والے سے خالی نہیں رہ سکتی چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و روپوش ہو، تاکہ خدا کی حجتیں اور روشن دلائل رائگاں نہ جائیں۔ وہ یہ (حجت خدا کو قائم رکھنے والے) ہیں کتنے؟ اور کہاں ہیں یہ لوگ؟ یہ لوگ — خدا کی قسم — گنتی میں بہت ہی تھوڑے ہیں، مگر اللہ کے یہاں قدر (و منزلت) کے لحاظ سے نہایت عظیم ہیں۔

بِهِمْ حُجَجَهُ وَبَيِّنَاتِهِ حَتّٰى يُودِعُوهَا نُظَرَاءَهُمْ، وَيَزْرَعُوهَا فِي قُلُوبِ أَشْبَاهِهِمْ هَجَمَ بِهِمُ الْعِلْمُ عَلٰى حَقِيقَةِ الْبَصِيرَةِ، وَبَاشَرُوا رُوحَ الْيَقِينِ، وَاسْتَلَانُوا مَا اسْتَوْعَرَهُ الْمُتْرَفُونَ، وَأَنِسُوا بِمَا اسْتَوْحَشَ مِنْهُ الْجَاهِلُونَ، وَصَحِبُوا الدُّنْيَا بِأَبْدَانٍ أَرْوَاحُهَا مُعَلَّقَةٌ بِالْمَحَلِّ الْأَعْلٰى۔ أُولٰئِكَ خُلَفَاءُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ۔ وَالدُّعَاةُ إِلٰى دِينِهِ۔ آهٍ آهٍ! شَوْقٌ إِلٰى رُؤْيَتِهِمْ! اِنْصَرِفْ (يَا كُمَيْلُ) إِذَا شِئْتَ۔

اللہ ان کے ذریعے سے اپنی حجتوں اور روشن دلائل کی حفاظت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان امانت کو اپنے ہی جیسے (قیمتی و عظیم) لوگوں کے حوالے کر دیں۔ اور اپنے جیسوں کے دلوں میں اُس کی تخم ریزی کر دیں۔ علم انہیں آن کی آن میں بصیرت کی حقیقت تک لے پہنچا اور وہ روح یقین سے ہم آغوش ہو گئے۔ اور منعموں نے جس راہ کو دشوار گزار بنا رکھا تھا انہوں نے اُسے آسان کر دیا۔ اور جاہل لوگ جن باتوں سے بھڑک کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے یہ لوگ انہی سے مانوس ہو گئے۔ دُنیا میں زندگی بسر کریں گے تو ایسے جسموں کے ساتھ جن کی رُوحیں محلِ اعلیٰ سے آویزاں ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کی زمین میں خدا کے نائب اور دینِ خدا کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ آہ آہ! مجھے ان کی دید کا کتنا شوق ہے! اے کمیل[۲]، اب جس وقت چاہو جا سکتے ہو۔

---

[۱] مغمور: غَمَرَهُ الظُّلَمُ حَتّٰى غَطَّاهُ فَهُوَ لَا يَظْهَرُ؛ تاریکیوں نے بلند ہو کر اُسے یوں ڈھانپ لیا کہ وہ نظر نہیں آتا۔ (محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ)۔ حضرت صاحب الامر علیہ السلام بھی ظلم کی تاریکیوں میں یوں چھپے ہوئے ہیں کہ نظر نہیں آتے اس لئے ہم نے مغمور کا ترجمہ روپوش کیا ہے۔ [۲] کمیل بن زیاد نخعی امیرالمومنین علیہ السلام کے اصحاب خاص میں شمار ہوتے تھے ۸۳ھ میں نوے برس کی عمر میں حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اور کوفہ کے باہر مدفون ہیں۔

(علامہ مفتی جعفر حسین: ترجمہ و شرح نہج البلاغہ)

۱۴۸

۱۴۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ۔

۱۴۸ فرمایا: آدمی اپنی زبان تلے چھپا بیٹھا ہے[۱]

---

[۱] تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد (سعدی)

۱۴۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

۱۴۹ فرمایا: جو آدمی اپنی قدر نہیں پہچانتا، وہ

هَلَكَ امْرُؤٌ لَمْ يَعْرِفْ قَدْرَهُ.

ہلاک ہو جاتا ہے۔

١٥٠- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لرجل سأله ان يعظه:

لَا تَكُنْ مِمَّنْ يَرْجُو الْآخِرَةَ بِغَيْرِ الْعَمَلِ، وَيُرَجِّي التَّوْبَةَ بِطُولِ الْأَمَلِ، يَقُولُ فِي الدُّنْيَا بِقَوْلِ الزَّاهِدِينَ، وَيَعْمَلُ فِيهَا بِعَمَلِ الرَّاغِبِينَ، إِنْ أُعْطِيَ مِنْهَا لَمْ يَشْبَعْ، وَإِنْ مُنِعَ مِنْهَا لَمْ يَقْنَعْ، يَعْجِزُ عَنْ شُكْرِ مَا أُوتِيَ، وَيَبْتَغِي الزِّيَادَةَ فِيمَا بَقِيَ، يَنْهَى وَلَا يَنْتَهِي، وَيَأْمُرُ بِمَا لَا يَأْتِي، يُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَا يَعْمَلُ عَمَلَهُمْ، وَيُبْغِضُ الْمُذْنِبِينَ وَهُوَ أَحَدُهُمْ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ لِكَثْرَةِ ذُنُوبِهِ، وَيُقِيمُ عَلَى مَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ لَهُ، إِنْ سَقِمَ ظَلَّ نَادِماً، وَإِنْ صَحَّ أَمِنَ لَاهِياً، يُعْجَبُ بِنَفْسِهِ إِذَا عُوفِيَ، وَيَقْنَطُ إِذَا ابْتُلِيَ، إِنْ أَصَابَهُ بَلَاءٌ دَعَا مُضْطَرّاً، وَإِنْ نَالَهُ رَخَاءٌ أَعْرَضَ مُغْتَرّاً، تَغْلِبُهُ نَفْسُهُ عَلَى مَا يَظُنُّ، وَلَا يَغْلِبُهَا عَلَى مَا يَسْتَيْقِنُ، يَخَافُ عَلَى غَيْرِهِ بِأَدْنَى مِنْ ذَنْبِهِ، وَيَرْجُو لِنَفْسِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ عَمَلِهِ، إِنِ اسْتَغْنَى بَطِرَ وَفُتِنَ، وَإِنِ افْتَقَرَ قَنِطَ وَوَهَنَ، يُقَصِّرُ إِذَا عَمِلَ، وَيُبَالِغُ إِذَا سَأَلَ، إِنْ عَرَضَتْ لَهُ

١٥٠ فرمایا: ایک آدمی نے آپؑ سے درخواست کی کہ کچھ نصیحت فرمائیے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:

اُن لوگوں میں شمار نہ ہونا جو عمل کے بغیر حُسنِ آخرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ اور اُمیدوں کو طول دے کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں۔ دُنیا میں باتیں تو زاہدوں کی سی کرتے ہیں مگر کام دُنیا پرستوں کے سے کرتے ہیں۔ اگر دُنیا سے کچھ مل گیا، تو شکم سیر ہی نہیں ہوتے اور اگر ذرا سا بھی نہ ملے تو قناعت نہیں کرتے۔ جو کچھ مل چکا ہے، اُس کا شکر تو کرتے نہیں اور جو (ملنے سے) رہ گیا ہے۔ اُس میں اضافہ کے خواہاں ہیں۔ دوسروں کو (برائیوں سے) روکتے ہیں مگر خود نہیں رُکتے۔ اور وہ نیکی کرنے کو کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے، صالحین سے محبت تو رکھتے ہیں مگر اُن کے عمل کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ گنہگاروں سے دشمنی رکھتے ہیں مگر ہیں تو دہی گنہگار۔ گناہوں کی کثرت کے سبب موت کو ناپسند کرتے ہیں، مگر جس بات کی وجہ سے موت کو ناپسند کرتے ہیں، اُس پر اَڑے ہوئے بھی ہیں۔ بیمار ہوئے تو توبہ کرنے لگے، تندرست ہوئے تو غفلت میں پڑ کر بے فکر ہو گئے۔ بیماری سے نجات پاتے ہیں تو متکبر ہو جاتے ہیں، اور جب گرفتارِ بلا ہوتے ہیں تو مایوس ہو جاتے ہیں۔ مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو مجبور ہو کر دعائیں مانگتے ہیں، اور اگر آسائش ملتی ہے تو فریب خوردہ ہو کر روگردانی کرتے ہیں۔ ظنی باتوں میں اُن کا نفس اُن پر غالب آجاتا ہے (اور وہ نفس کے غلام بن جاتے ہیں)، مگر یقینی باتوں میں وہ نفس پر غالب نہیں آتے (خواہشاتِ نفسانی پر قابو نہیں پاتے)۔ دوسروں کو ذرا ذرا سے گناہ کی سزا سے ڈرتے ہیں اور خود اپنے عمل سے بھی زیادہ جزا کی امید رکھتے ہیں۔ دولت

شَهْوَةٌ أَسْلَفَ الْمَعْصِيَةَ، وَسَوَّفَ التَّوْبَةَ، وَإِنْ عَرَتْهُ مِحْنَةٌ انْفَرَجَ عَنْ شَرَائِطِ الْمِلَّةِ، يَصِفُ الْعِبْرَةَ وَلَا يَعْتَبِرُ، وَيُبَالِغُ فِي الْمَوْعِظَةِ وَلَا يَتَّعِظُ، فَهُوَ بِالْقَوْلِ مُدِلٌّ، وَمِنَ الْعَمَلِ مُقِلٌّ، يُنَافِسُ فِيمَا يَفْنَى، وَيُسَامِحُ فِيمَا يَبْقَى، يَرَى الْغُنْمَ مَغْرَماً، وَالْغُرْمَ مَغْنَماً، يَخْشَى الْمَوْتَ وَلَا يُبَادِرُ الْفَوْتَ. يَسْتَعْظِمُ مِنْ مَعْصِيَةِ غَيْرِهِ مَا يَسْتَقِلُّ أَكْثَرَ مِنْهُ مِنْ نَفْسِهِ، وَيَسْتَكْثِرُ مِنْ طَاعَتِهِ مَا يَحْقِرُهُ مِنْ طَاعَةِ غَيْرِهِ فَهُوَ عَلَى النَّاسِ طَاعِنٌ، وَلِنَفْسِهِ مُدَاهِنٌ، اللَّهْوُ مَعَ الْأَغْنِيَاءِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الذِّكْرِ مَعَ الْفُقَرَاءِ، يَحْكُمُ عَلَى غَيْرِهِ لِنَفْسِهِ، وَلَا يَحْكُمُ عَلَيْهَا لِغَيْرِهِ، وَيُرْشِدُ غَيْرَهُ وَيُغْوِي نَفْسَهُ. فَهُوَ يُطَاعُ وَيَعْصِي، وَيَسْتَوْفِي وَلَا يُوفِي، وَيَخْشَى الْخَلْقَ فِي غَيْرِ رَبِّهِ وَلَا يَخْشَى رَبَّهُ فِي خَلْقِهِ.

ل جاتی ہے تو اترانے لگتے اور دیوانے ہو جاتے ہیں، اور تنگدست ہوتے ہیں تو مایوس ہو کر زمین گیر ہو جاتے ہیں۔ کام کے وقت جی چُراتے ہیں مگر مانگتے وقت کمی نہیں کرتے۔ جب نفسانیت لاحق ہوتی ہے تو گناہ کو مقدم اور توبہ کو مؤخر کر دیتے ہیں۔ اگر کسی مصیبت سے دوچار ہوتے ہیں، تو ملت کے حدود توڑ کر آزاد ہو جاتے ہیں۔ عبرت کی داستانیں سناتے ہیں مگر عبرت آموز نہیں ہوتے۔ وعظ و نصیحت پر زور دیتے ہیں مگر خود نصیحت اندوز نہیں ہوتے۔ چنانچہ باتوں میں تو ہر ایک سے بازی لے جاتے ہیں مگر عمل بہت ہی کم کرتے ہیں۔ جو کچھ فانی ہے، اُس پر جان لڑاتے ہیں مگر جو باقی ہے اُس سے جی چراتے ہیں۔ نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع سمجھتے ہیں۔ مرنے سے ڈرتے ہیں مگر عمل کا موقع ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اقدام عمل نہیں کرتے۔ دوسرے کے گناہ کو بڑا سمجھتے ہیں مگر خود اُس سے بھی بڑا گناہ کریں تو اُسے بہت چھوٹا خیال کرتے ہیں۔ اپنے اعمالِ عبادت کو کثیر کہتے ہیں مگر وہی عمل دوسرے بجا لائیں تو اُنہیں حقیر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اوروں پر تو طعنہ زنی کرتے ہیں مگر اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں۔ امیروں کے ساتھ رنگ رلیاں منانا، انہیں محبوب تر ہے بہ نسبت اس کے کہ غریبوں کے ساتھ (مل کر) ذکر (خدا) کریں۔ اپنے مفاد کی خاطر دوسروں کے خلاف فیصلہ سُنا دیتے ہیں۔ اور دوسروں کے حق میں اپنے خلاف فیصلہ نہیں سُناتے۔ دوسروں کو راہ پر لگاتے ہیں مگر خود گمراہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی اطاعت دوسرے کرتے ہیں مگر وہ خود خدا کی نافرمانی کرتے ہیں۔ مانگتے پورا ہیں، پورا دیتے نہیں۔ غیر خدا سے برتاؤ کرنے میں خلقِ خدا سے ڈرتے ہیں۔ لیکن خلقِ خدا کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتے۔

قال الرضی: ولو لم یکن فی هذا الکتاب الا هذا الکلام لکفی به موعظة نافعة، وحکمة بالغة، وبصیرة لمبصر، وعبرة لناظر مفکر.

سید رضی فرماتے ہیں: کہ اس کتاب میں اس کلام کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوتا، تو صرف یہی کلام موعظۂ نافعہ اور حکمت بالغہ کا کام دیتا، اور دانشمند کی بصیرت اور صاحب نظر و فکر کی عبرت کے لئے کافی ہوتا۔

١٥١- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِكُلِّ امْرِئٍ عَاقِبَةٌ حُلْوَةٌ اَوْ مُرَّةٌ۔

١٥١- فرمایا: ہر شخص کو کئے کا نتیجہ ملتا ہے میٹھا ہو یا کڑوا۔

١٥٢- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِكُلِّ مُقْبِلٍ اِدْبَارٌ، وَمَا اَدْبَرَ كَاَنْ لَمْ يَكُنْ۔

١٥٢

فرمایا: ہر آنے والا پیچھے ہٹتا ہے، اور جو ہٹ گیا، گویا کبھی تھا ہی نہیں۔

١٥٣- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا يَعْدَمُ الصَّبُورُ الظَّفَرَ وَاِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ۔

١٥٣- بردبار کامیابی سے محروم نہیں رہتا چاہے کتنی ہی دیر لگ جائے۔

١٥٤- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلرَّاضِي بِفِعْلِ قَوْمٍ كَالدَّاخِلِ فِيهِ مَعَهُمْ، وَعَلَى كُلِّ دَاخِلٍ فِي بَاطِلٍ اِثْمَانِ: اِثْمُ الْعَمَلِ بِهِ، وَاِثْمُ الرِّضَا بِهِ۔

١٥٤- فرمایا: کسی قوم کے کئے پر خوش ہونے والا ایسا جیسے اُس قوم کا شریک کار ہو۔ اور باطل میں شریک ہونے والے کے ذمے دو گناہ ہیں: باطل کے مطابق عمل کرنے کا گناہ اور اُس عمل پر راضی ہونے کا گناہ۔

١٥٥- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِعْتَصِمُوا بِالذِّمَمِ فِي اَوْتَادِهَا۔

١٥٥- فرمایا: ذمہ داریوں (کی رسیوں) کو اُن کی میخوں[1] سے باندھ کر مضبوطی سے پکڑے رکھو۔

---

[1] ذمہ داری کا کام اُن کے سپرد کرو جو ذمہ داری سنبھالنے کے اہل ہوں۔ غیر ذمہ دار کے عہد و پیمان پہ بھروسہ نہ کرو

١٥٦- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

١٥٦- فرمایا: تم پر اس کی اطاعت فرض ہے

عَلَيْكُمْ بِطَاعَةِ مَنْ لَا تُعْذَرُونَ بِجَهَالَتِهِ۔

جس کے نہ پہچاننے پر تمہارا عذر نہیں سُنا جائے گا[1]

[1] اشارہ ہے حدیثِ متواتر کی طرف: من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلیة: جو شخص اپنے زمانہ کے امام کی معرفت حاصل کئے بغیر مر گیا: وہ سمجھ لے کہ جاہلیت کی موت مرگیا۔

۱۵۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قَدْ بُصِّرْتُمْ إِنْ أَبْصَرْتُمْ وَقَدْ هُدِيتُمْ إِنِ اهْتَدَيْتُمْ وَأُسْمِعْتُمْ إِنِ اسْتَمَعْتُمْ۔

۱۵۷۔ فرمایا: اگر چشمِ بینا رکھتے ہو تو تمہیں (نیک و بد) دکھایا جا چکا ہے۔ اور اگر راہ پر لگنا چاہو تو تمہیں راہِ (حق) دکھائی جا چکی ہے (اور اگر غور سے سُننا چاہو تو تمہیں سب کچھ سُنایا جا چکا ہے)

۱۵۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عَاتِبْ أَخَاكَ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَارْدُدْ شَرَّهُ بِالْإِنْعَامِ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۔ فرمایا: دوست کو ملامت کرو اُس پر احسان کر کے، اور اُس کے شر کا جواب دو اُسے روپیہ پیسا دے کر۔

۱۵۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ وَضَعَ نَفْسَهُ مَوَاضِعَ التُّهَمَةِ فَلَا يَلُومَنَّ مَنْ أَسَاءَ بِهِ الظَّنَّ۔

۱۵۹۔ فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں پر رکھے، اُس سے بدگمانی رکھنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرو۔

۱۶۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ مَلَكَ اسْتَأْثَرَ۔

۱۶۰۔ فرمایا: جو بھی برسرِ اقتدار آتا ہے، وہ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔

۱۶۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنِ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ. وَمَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي عُقُولِهَا۔

۱۶۱۔ جس نے (خود رائی سے) اپنی رائے کو ترجیح دی۔ وہ ہلاک ہو گیا۔ اور جس نے دوسروں سے مشورہ کیا، وہ اُن کی عقلوں میں شریک ہو گیا۔

۱۶۲- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَتِ الْخِيَرَةُ بِيَدِهِ.

۱۶۲- فرمایا: جس نے اپنے راز کو چھپایا، (خیر و شر کا) اختیار اُس کے ہاتھ میں آگیا۔

۱۶۳- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْاَكْبَرُ.

۱۶۳
فرمایا: محتاجی سب سے بڑی موت ہے۔

۱۶۴- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
مَنْ قَضَى حَقَّ مَنْ لَا يَقْضِي حَقَّهُ فَقَدْ عَبَدَهُ.

۱۶۴- فرمایا: جو ایسے شخص کا حق ادا کرتا ہے جو اُس کا حق ادا نہیں کرتا، وہ اُس کے ہاتھ بِک جاتا ہے (اُس کا غلام بن جاتا ہے)۔

۱۶۵- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

۱۶۵- فرمایا: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

۱۶۶- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا يُعَابُ الْمَرْءُ بِتَأْخِيرِ حَقِّهِ اِنَّمَا يُعَابُ مَنْ اَخَذَ مَا لَيْسَ لَهُ.

۱۶۶- فرمایا: آدمی اپنے حق کو تاخیر میں ڈال دے تو اُس پر عیب نہیں لگایا جا سکتا۔ عیب تو اُس پر لگایا جائے گا، جو ایسی چیز پر قبضہ کرے جس کا وہ مالک نہ ہو۔

۱۶۷- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
اَلْاِعْجَابُ يَمْنَعُ الْاِزْدِيَادَ.

۱۶۷
فرمایا: خود پسندی ترقی سے روکتی ہے۔

۱۶۸- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
اَلْاَمْرُ قَرِيبٌ وَالْاِصْطِحَابُ قَلِيلٌ.

۱۶۸
فرمایا: امر (موت) قریب ہے اور ساتھ قلیل۔

۱۶۹- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قَدْ اَضَاءَ الصُّبْحُ لِذِي عَيْنَيْنِ.

۱۶۹
فرمایا: آنکھوں والے کے لئے صبح روشن ہو چکی ہے۔

۱۷۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: تَرْكُ الذَّنْبِ اَهْوَنُ مِنْ طَلَبِ الْمَعُوْنَةِ۔

۱۷۰۔ فرمایا: (گناہ کرکے) امداد طلب کرنے سے گناہ کا ترک کرنا زیادہ آسان ہے۔

۱۷۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَمْ مِنْ اَكْلَةٍ مَنَعَتْ اَكَلَاتٍ۔

۱۷۱ فرمایا: بسا اوقات ایک دفعہ کھا لینا کئی دن تک کھانا کھانے سے باز رکھتا ہے [۱]

---

[۱] مثلاً ایک مرتبہ اتنا کھایا کہ بدہضمی ہو گئی اور علاج میں کئی دن تک کھانا کھانے سے پرہیز کرنا پڑا۔

۱۷۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلنَّاسُ اَعْدَاءُ مَا جَهِلُوْا۔

۱۷۲۔ فرمایا: لوگ اس بات کی مخالفت کرتے ہیں جس سے وہ لاعلم ہوتے ہیں۔

۱۷۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنِ اسْتَقْبَلَ وُجُوْهَ الْآرَاءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَاءِ۔

۱۷۳
فرمایا: جو شخص آراء کا ہر رُخ سے سامنا کرتا ہے، وہ خطا کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔

۱۷۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ اَحَدَّ سِنَانَ الْغَضَبِ لِلّٰهِ قَوِيَ عَلٰى قَتْلِ اَشِدَّاءِ الْبَاطِلِ۔

۱۷۴۔ فرمایا: جو شخص اللہ (کی خوشنودی) کے لئے غصہ کے نیزے کی انی کو تیز کرتا ہے، وہ باطل کے شہزوروں کو قتل کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

۱۷۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِذَا هِبْتَ اَمْرًا فَقَعْ فِيْهِ، فَاِنَّ شِدَّةَ تَوَقِّيْهِ اَعْظَمُ مِمَّا تَخَافُ مِنْهُ۔

۱۷۵۔ فرمایا: جس کام کے کرنے سے ڈرتے ہو، اُس میں کود پڑو، کیوں کہ اُس سے ڈرنے کی شدت اُس میں کود پڑنے کے خوف سے زیادہ تکلیف دِہ ہے۔

۱۷۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اٰلَةُ الرِّيَاسَةِ سَعَةُ الصَّدْرِ۔

۱۷۶۔ فرمایا: سرداری کا اوزار سینے کی کشادگی (وسیع الظرفی) ہے۔

۱۷۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اُزْجُرِ الْمُسِیْءَ بِثَوَابِ الْمُحْسِنِ۔

۱۷۷۔ فرمایا: محسن کو احسان کا بدلہ دے کر بدکار کی سرزنش کرو[1]

[1] تاکہ بدکار کے دل میں نیکی کرنے کا شوق پیدا ہو۔

۱۷۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اُحْصُدِ الشَّرَّ مِنْ صَدْرِ غَيْرِكَ بِقَلْعِهٖ مِنْ صَدْرِكَ۔

۱۷۸۔ فرمایا: غیر کے سینہ سے شرارت کی جڑ (اس طرح) کاٹو کہ (پہلے) اُسے اپنے سینہ سے اُکھاڑ پھینکو۔

۱۷۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اللَّجَاجَةُ تَسُلُّ الرَّأْيَ۔

۱۷۹

فرمایا: ہٹ دھرمی عقل کو زائل کر دیتی ہے۔

۱۸۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الطَّمَعُ رِقٌّ مُؤَبَّدٌ۔

۱۸۰

فرمایا: طمع ابدی غلامی ہے۔

۱۸۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثَمَرَةُ التَّفْرِيْطِ النَّدَامَةُ، وَ ثَمَرَةُ الْحَزْمِ السَّلَامَةُ۔

۱۸۱

فرمایا: کوتاہی کا پھل پشیمانی اور دُور اندیشی کا پھل سلامتی ہے۔

۱۸۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا خَيْرَ فِي الصَّمْتِ عَنِ الْحُكْمِ، كَمَا اَنَّهٗ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ۔

۱۸۲

فرمایا: حکم (قولِ فیصل) پر خاموشی کو ترجیح دینے میں کوئی بھلائی نہیں، جیسے وہ بات کہنے میں بھلائی نہیں جس کا علم نہ ہو۔

۱۸۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا اخْتَلَفَتْ دَعْوَتَانِ اِلَّا كَانَتْ اِحْدَاهُمَا ضَلَالَةً۔

۱۸۳

فرمایا: دو مختلف دعوتیں ہوں تو اُن میں سے ایک گمراہ کن ہو گی[1]

لہ کیونکہ حق تو ایک ہی ہے۔ (محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ)

۱۸۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
مَا شَكَكْتُ فِي الْحَقِّ مُذْ أُرِيتُهُ.

۱۸۴۔ فرمایا: میں نے کبھی حق میں شک نہیں کیا جب سے اسے دیکھا ہے۔

۱۸۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ، وَلَا ضَلَلْتُ وَلَا ضُلَّ بِي.

۱۸۵۔ فرمایا: نہ میں نے جھوٹ بولا نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے نہ میں خود گمراہ ہوا نہ مجھے گمراہ کیا گیا۔ (میں بھی سچا میرا نبیؐ بھی سچا)

۱۸۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
لِلظَّالِمِ الْبَادِي غَداً بِكَفِّهِ عَضَّةٌ.

۱۸۶۔ فرمایا: (ظلم کی) پہل کرنے والے ظالم کو کل ہاتھ ملنے پڑیں گے (ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹنا پڑے گا)

۱۸۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
الرَّحِيلُ وَشِيكٌ.

۱۸۷
فرمایا: کوچ قریب ہے۔

۱۸۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَبْدَى صَفْحَتَهُ لِلْحَقِّ هَلَكَ

۱۸۸
فرمایا: جو کھل کر حق کے مقابل آئے گا، ہلاک ہو جائے گا۔

۱۸۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
مَنْ لَمْ يُنْجِهِ الصَّبْرُ أَهْلَكَهُ الْجَزَعُ.

۱۸۹۔ فرمایا: جسے صبر نجات نہیں دے سکتا، اُسے بے صبری ہلاک کر دیتی ہے۔

۱۹۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَاعَجَبَاهُ أَتَكُونُ الْخِلَافَةُ بِالصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ؟
قال الرضی: وروی له شعر فی هذا المعنی:
فَإِنْ كُنْتَ بِالشُّورَى مَلَكْتَ

۱۹۰۔ فرمایا: کتنے تعجب کی بات ہے! کیا صحابی اور قریبی ہونے سے خلافت مل جاتی ہے؟
سید رضی فرماتے ہیں: اسی معنی میں حضرتؑ کا منظوم کلام بھی مروی ہے:
اگر تم شوریٰ کی بناء پر برسرِ اقتدار آئے ہو،

أُمُورَهُمْ فَكَيْفَ بِهٰذَا وَالْمُشِيرُونَ غُيَّبٌ؟ وَإِنْ كُنْتَ بِالْقُرْبىٰ حَجَجْتَ خَصِيمَهُمْ فَغَيْرُكَ أَوْلىٰ بِالنَّبِيِّ وَأَقْرَبُ۔

تو شوریٰ کیسا جب مشورہ دینے والے ہی (شوریٰ میں) موجود نہ ہوں؟ اور اگر تم قرابت کی دلیل سے فریقِ مخالف پر غالب آئے ہو، تو (تم نہیں) اور ہے جو تم سے زیادہ نبیؐ کا حقدار اور قریب ہے۔

۱۹۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّمَا الْمَرْءُ فِي الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيهِ الْمَنَايَا، وَنَهْبٌ تُبَادِرُهُ الْمَصَائِبُ، وَمَعَ كُلِّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ، وَفِي كُلِّ أَكْلَةٍ غَصَصٌ، وَلَا يَنَالُ الْعَبْدُ نِعْمَةً إِلَّا بِفِرَاقِ أُخْرىٰ، وَلَا يَسْتَقْبِلُ يَوْمًا مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا بِفِرَاقِ آخَرَ مِنْ أَجَلِهِ. فَنَحْنُ أَعْوَانُ الْمَنُونِ، وَأَنْفُسُنَا نَصْبُ الْحُتُوفِ، فَمِنْ أَيْنَ نَرْجُو الْبَقَاءَ وَهٰذَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ لَمْ يَرْفَعَا مِنْ شَيْءٍ شَرَفًا إِلَّا أَسْرَعَا الْكَرَّةَ فِي هَدْمِ مَا بَنَيَا، وَتَفْرِيقِ مَا جَمَعَا؟

۱۹۱۔ فرمایا: انسان دنیا میں ایک آماجگاہ ہے جس پر موت تیر اندازی کر رہی ہے۔ اور لوٹ کا مال ہے جس پر مصائب ٹوٹ رہے ہیں اور ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر نوالہ میں گلے کا پھندا (پوشیدہ) ہے۔ اور آدمی کو جب ایک نعمت ملتی ہے تو دوسری اُس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اور جب تک اُس کی مدّتِ عمر کا ایک دن چلا نہیں جاتا، اُس کی عمر کا کوئی دن آتا ہی نہیں۔ لہٰذا ہم موت کے کارکن ہیں اور ہماری جانیں موت کا نشانہ ہیں۔ تو بھلا بقاء کی اُمید ہم کہاں سے رکھیں جبکہ لیل و نہار بھی ہیں جو کسی چیز کا مرتبہ بلند کر کے اونچا مقام دیتے ہیں تو فوراً حملہ کر کے اپنی ہی بنا کردہ عمارت کو منہدم کر دیتے ہیں، اور اپنے ہی اکٹھا کیے ہوئے کو بکھیر دیتے ہیں۔

۱۹۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا ابْنَ آدَمَ مَا كَسَبْتَ فَوْقَ قُوتِكَ فَأَنْتَ فِيهِ خَازِنٌ لِغَيْرِكَ۔

۱۹۲

فرمایا: اے آدم زاد! جو کچھ تو نے اپنی قوتِ (لایموت) سے زیادہ کمایا، (اُس کی حفاظت) میں تو اوروں کا خزانچی ہے۔

۱۹۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِلْقُلُوبِ شَهْوَةً وَإِقْبَالًا وَإِدْبَارًا، فَأْتُوهَا مِنْ قِبَلِ شَهْوَتِهَا وَإِقْبَالِهَا، فَإِنَّ الْقَلْبَ إِذَا أُكْرِهَ عَمِيَ۔

۱۹۳۔ فرمایا: دلوں کا چاہنا، آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا مسلّم ہے۔ لہٰذا اُن کے چاہنے اور آگے بڑھنے کی طرف سے اُن پر قبضہ کرو، کیوں کہ دل مجبور ہو جائے تو اندھا ہو جاتا ہے۔

۱۹۴- وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَتَىٰ أَشْفِي غَيْظِي إِذَا غَضِبْتُ؟ أَحِينَ أَعْجِزُ عَنِ الْإِنْتِقَامِ فَيُقَالُ لِي لَوْ صَبَرْتَ؟ أَمْ حِينَ أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لِي لَوْ عَفَوْتَ۔

۱۹۴- فرمایا کرتے تھے: (بتاؤ) مجھے غصہ آئے تو کس وقت ٹھنڈا کروں؟ کیا اس وقت جب انتقام لینے کی طاقت نہ ہو، اور مجھ سے کہا جائے کہ صبر کریں یا اُس وقت جب قدرت انتقام حاصل ہو اور مجھ سے کہا جائے کہ معاف کریں۔

۱۹۵- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَقَدْ مَرَّ بِقَذَرٍ عَلَىٰ مَزْبَلَةٍ، هٰذَا مَا بَخِلَ بِهِ الْبَاخِلُونَ وروی فی خبر آخر انه قال: هٰذَا مَا كُنْتُمْ تَتَنَافَسُونَ فِيهِ بِالْأَمْسِ۔

۱۹۵- فرمایا: (یہ اُس وقت کی بات ہے جب آپؑ اُس گندگی کے پاس سے گزرے جو کوڑے کے ایک ڈھیر پر پڑی ہوئی تھی) "یہ ہے وہ (مال) جسے خرچ کرنے میں بخیلوں نے بخل کیا تھا" اور دوسری روایت کے مطابق آپؑ نے یہ فرمایا "یہ ہے وہ (مال) جس کے نام کل تک دل دادہ ہو رہے تھے۔"

۱۹۶- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَمْ يَذْهَبْ مِنْ مَالِكَ مَا وَعَظَكَ۔

۱۹۶- فرمایا: تمہارے مال کا جو حصہ تمہاری نصیحت اندوزی پر خرچ ہوا، وہ ضائع نہیں گیا۔

۱۹۷- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَبْدَانُ فَابْتَغُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ۔

۱۹۷- فرمایا: یہ دل بھی اُسی طرح ملول ہو جاتے ہیں جس طرح جسم اُکتا جاتے ہیں۔ لہٰذا اُن کی تفریح کے لئے حکمت کے نادرات تلاش کرو۔

۱۹۸- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لما سمع قول الخوارج (لا حكم الا لله): كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا بَاطِلٌ۔

۱۹۸- فرمایا: (یہ اُس وقت کی بات ہے جب آپؑ نے خوارج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ) یعنی فیصلہ کرنا صرف اللہ کا کام ہے) یہ بات تو سچی ہے مگر اس سے جو مراد لی جاتی ہے وہ باطل ہے۔"

۱۹۹- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صِفَةِ الْغَوْغَاءِ۔ هُمُ الَّذِينَ إِذَا اجْتَمَعُوا غَلَبُوا، وَإِذَا تَفَرَّقُوا لَمْ يُعْرَفُوا؛ وقیل بل قال علیه السلام: هُمُ الَّذِينَ

۱۹۹- عوام الناس کے ہنگامے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اکٹھے ہو جائیں تو غالب آجاتے ہیں، اور اگر منتشر ہو جائیں تو کوئی انہیں جانتا بھی نہیں۔ اور ایک قول کے مطابق یوں ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اکٹھے

إذا اجتمعوا ضرّوا، وإذا تفرّقوا نفعوا فقيل: قد عرفنا مضرّة اجتماعهم فما منفعة افتراقهم؟ فقال: يرجع أصحاب المهن إلى مهنتهم، فينتفع الناس بهم، كرجوع البنّاء إلى بنائه، والنسّاج إلى منسجه، والخبّاز إلى مخبزه۔

ہو جائیں تو نقصان پہنچاتے ہیں اور جب منتشر ہو جاتے ہیں تو نفع پہنچاتے ہیں۔ اس پر عرض کیا گیا کہ ہم نے ان کے اکٹھا ہونے کا نقصان تو سمجھ لیا مگر فرمائیے کہ ان کے منتشر ہو کا فائدہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: کاروباری لوگ اپنے اپنے کاروبار کی طرف واپس چلے جاتے ہیں، تو لوگ اُن سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً معمار اپنی عمارت کی طرف لوٹ جاتا ہے بافندہ اپنی کھڈی کی طرف، اور نانبائی اپنے تنور کی طرف۔

۲۰۰۔ وقال علیه السلام: وأتی بجانٍ ومعه غوغاء، فقال: لا مرحباً بوجوهٍ لا ترى إلا عند كل سوأة۔

۲۰۰۔ فرمایا: (یہ اُس وقت کی بات ہے جب آپؑ کے سامنے ایک شرابی کو پیش کیا گیا اور اس کے ساتھ عوام کا ایک ہجوم تھا) خدا وہ چہرے نہ دکھائے جو ہر بے شرمی کے موقع پر ہی دکھائی دیتے ہیں۔

۲۰۱۔ وقال علیه السلام: إنّ مع كلّ إنسانٍ ملكين يحفظانه، فإذا جاء القدر خلّيا بينه وبينه، وإنّ الأجل[۱] جُنّة حصينة۔

۲۰۱۔ فرمایا: ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ مگر جب (موت کا) معینہ وقت آجاتا ہے تو وہ انسان اور موت کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ اجل ایک مضبوط ڈھال ہے۔

---

[۱] اَجَل: عمر کی مقررہ میعاد۔

۲۰۲۔ وقال علیه السلام: وقد قالا له طلحة والزبیر: نبایعك علی أنا شركاؤك في هذا الأمر: لا، ولكنكما شريكان في القوّة والاستعانة، وعونان على العجز والأود۔

۲۰۲۔ فرمایا: (اُس وقت کی بات ہے جب طلحہ اور زبیر نے آپؑ سے کہا تھا کہ ہم اس شرط پر آپؑ کی بیعت کرتے ہیں کہ ہم خلافت میں آپؑ کے شریکِ کار رہیں): نہیں بلکہ تم دونوں اُس وقت میرے شریکِ کار رہو گے جب مجھے قوت اور مدد کی ضرورت ہو گی، اور اُس وقت تم دونوں میرے مددگار ہو گے جب میں عاجز آجاؤں اور پانی سر سے گزرنے لگے۔

۲۰۳- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللهَ الَّذِي إِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ، وَإِنْ أَضْمَرْتُمْ عَلِمَ، وَبَادِرُوا الْمَوْتَ الَّذِي إِنْ هَرَبْتُمْ (مِنْهُ) أَدْرَكَكُمْ، وَإِنْ أَقَمْتُمْ أَخَذَكُمْ، وَإِنْ نَسِيتُمُوهُ ذَكَرَكُمْ.

۲۰۳- فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو، جو تمہاری ہر بات کو سنتا ہے۔ اور تمہارے دلوں کے راز کو جانتا ہے۔ اور اُس موت کی طرف بڑھنے میں جلدی کرو، جس سے بھاگو گے تو وہ تمہیں آ لے گی۔ اور کھڑے رہو گے تو تمہیں پکڑ لے گی، اور تم اُسے بھول بھی گئے تو وہ تمہیں یاد رکھے گی۔

۲۰۴- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا يُزَهِّدَنَّكَ فِي الْمَعْرُوفِ مَنْ لَا يَشْكُرُهُ لَكَ، فَقَدْ يَشْكُرُكَ عَلَيْهِ مَنْ لَا يَسْتَمْتِعُ بِشَيْءٍ مِنْهُ، وَقَدْ تُدْرِكُ مِنْ شُكْرِ الشَّاكِرِ أَكْثَرَ مِمَّا أَضَاعَ الْكَافِرُ، وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ.

۲۰۴- فرمایا: ایسا نہ ہونے پائے کہ جو شخص تمہارا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ تمہیں حسنِ سلوک سے دست بردار کر دے کیوں کہ تمہارے حسنِ سلوک کا وہ شخص شکر گزار ہو جائے گا، جس نے اُس سے کچھ بھی فائدہ نہ اُٹھایا ہو، اور یقین رکھو کہ ناشکرے نے تمہارا جو کچھ ضائع کیا ہے، اُس سے کہیں زیادہ تمہیں شکر گزار کے شکریہ سے حاصل ہو گا۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

۲۰۵- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كُلُّ وِعَاءٍ يَضِيقُ بِمَا جُعِلَ فِيهِ إِلَّا وِعَاءَ الْعِلْمِ فَإِنَّهُ يَتَّسِعُ.

۲۰۵- فرمایا: برتن بھرتے بھرتے تنگ ہوتا جاتا ہے مگر علم کا برتن کُھلا ہوتا جاتا ہے

۲۰۶- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِيمِ مِنْ حِلْمِهِ أَنَّ النَّاسَ أَنْصَارُهُ عَلَى الْجَاهِلِ.

۲۰۶- فرمایا: عقل مند کی عقل کا پہلا عوض یہ ہے کہ لوگ جاہل کے خلاف اُس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

۲۰۷- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنْ لَمْ تَكُنْ حَلِيماً فَتَحَلَّمْ، فَإِنَّهُ قَلَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ إِلَّا أَوْشَكَ أَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ.

۲۰۷- فرمایا: اگر تم بُردبار نہیں ہو تو بُردباروں کی شکل بنانے کی کوشش کرو، کیوں کہ ایسا کوئی نہیں جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کر کے اُسی قوم میں شمار نہ ہونے لگے۔

---

۲۰۸ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ رَبِحَ، وَمَنْ غَفَلَ عَنْهَا خَسِرَ، وَمَنْ خَافَ أَمِنَ، وَمَنِ اعْتَبَرَ أَبْصَرَ، وَمَنْ أَبْصَرَ فَهِمَ، وَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ۔

۲۰۸ - فرمایا: جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا وہ فائدے میں رہا، اور جو اُس سے غافل ہوگیا وہ خسارے میں رہا۔ جو خوف رکھتا ہے بے خوف ہوجاتا ہے۔ اور جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ دیدہ ور ہوجاتا ہے، اور جو دیدہ ور ہوجاتا ہے، وہ سمجھنے لگ جاتا ہے، اور جو سمجھ جاتا ہے وہ عالم بن جاتا ہے۔

---

۲۰۹ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَتَعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا بَعْدَ شِمَاسِهَا عَطْفَ الضَّرُوسِ عَلَى وَلَدِهَا۔ وَتَلَا عَقِيبَ ذٰلِكَ: (وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۔)

۲۰۹ - فرمایا: دنیا سرکشی کرتے کرتے آخر ہماری طرف مائل ہوکر رہے گی جیسے کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچے پر مہربان ہوجاتی ہے اور ساتھ ہی آپؑ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی: "اور ہمارا ارادہ ہے کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور کر (کے چھوڑ) دیا گیا ہے، ہم اُن پر احسان کریں، اور اُنہیں امام بنائیں اور اُنہی کو وارث ٹھہرائیں۔"

---

۲۱۰ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اتَّقُوا اللّٰهَ تَقِيَّةَ مَنْ شَمَّرَ تَجْرِيْدًا، وَجَدَّ تَشْمِيْرًا، وَكَمَّشَ فِي مَهَلٍ، وَبَادَرَ عَنْ وَجَلٍ، وَنَظَرَ فِي كَرَّةِ الْمَوْئِلِ، وَعَاقِبَةِ الْمَصْدَرِ، وَمَغَبَّةِ الْمَرْجِعِ۔

۲۱۰ - فرمایا: اللہ سے ڈرو تو اُس شخص کی طرح ڈرو جو (دُنیا سے) لاتعلق ہونے کے لئے دامن سمیٹ لیتا ہے، اور دامن سمیٹ کر سرگرم ہوجاتا ہے اور سست گام ہونے پر (نفس کو) تیزی سے ہانکتا ہے، اور تیزی سے آگے بڑھنے کو خوف پہ ترجیح دیتا ہے اور منزلِ آخرت کے یکبارگی آجانے، کارکردگی کے نتیجہ اور بازگشت کے انجام پر نظر رکھتا ہے۔

---

۲۱۱ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْجُوْدُ حَارِسُ الْاَعْرَاضِ، وَالْحِلْمُ فِدَامُ السَّفِيْهِ، وَالْعَفْوُ زَكَاةُ الظَّفَرِ، وَالسُّلُوُّ عِوَضُكَ مِمَّنْ غَدَرَ، وَالِاسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهِدَايَةِ۔ وَقَدْ خَاطَرَ مَنِ اسْتَغْنٰى بِرَأْيِهِ، وَالصَّبْرُ يُنَاضِلُ الْحِدْثَانَ

۲۱۱ - فرمایا: سخاوت آبرو کی پاسبان ہے، اور علم، جاہل کے منہ کا چھینکا ہے، اور درگزر کرنا کامیابی کی زکوٰۃ ہے۔ دغاباز کو بھول (کر مطمئن ہوجانا) اُس کا عوض ہے، اور مشورہ طلب کرنا عینِ ہدایت ہے، اور جو اپنی رائے پر اعتماد کرکے بے نیاز ہوجاتا ہے وہ خطرے میں رہتا ہے، اور صبر آفاتِ زمانہ کا دفاع کرتا ہے اور بے صبری (آفات) زمانہ کا ایک مددگار ہے

وَالْجَزَعُ مِنْ أَعْوَانِ الزَّمَانِ، وَأَشْرَفُ الْغِنَى تَرْكُ الْمُنَى؛ وَكَمْ مِنْ عَقْلٍ أَسِيرٍ تَحْتَ هَوَى أَمِيرٍ، وَمِنَ التَّوْفِيقِ حِفْظُ التَّجْرِبَةِ، وَالْمَوَدَّةُ قَرَابَةٌ مُسْتَفَادَةٌ، وَلَا تَأْمَنَنَّ مَلُولًا۔	اور سب سے بڑی دولت ترکِ تمنا ہے۔ اور کتنی ہی عقلیں ہیں جو خواہش نفس کے حکم کی پابند ہیں۔ اور تجربہ کو محفوظ رکھنا (بھی) ایک طرح کی توفیق ہے، اور دوستی خود پیدا کردہ قرابت ہے اور کسی دل ملول سے بے خوف نہ رہنا۔

لے چھینکا، گائے بھینس کے دودھ پیتے بچوں کے منہ پر چھینکا باندھ دیتے ہیں کہ وہ دودھ کو منہ نہ مار سکیں۔ اسی طرح علم کا چھینکا جاہل کا منہ بند کر دیتا ہے۔ یعنی عالم کے مقابلے میں جاہل بول نہیں سکتا۔

۲۱۲-وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ أَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهِ۔	۲۱۲-فرمایا: انسان کی خود پسندی اُس کی عقل کے حاسدوں میں سے ایک (حاسد) ہے۔

۲۱۳-وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَغْضِ عَلَى الْقَذَى وَالْأَلَمِ تَرْضَ أَبَدًا۔	۲۱۳-فرمایا: آنکھ کے تنکے[لے] اور درد کو برداشت کرلو، ہمیشہ خوش رہوگے۔

لے محاورہ ہے: أَغْضَى عَلَى الْقَذَى: اس نے ظلم کو برداشت کر لیا۔

۲۱۴-وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ كَانَ عُودُهُ كَثُفَتْ أَغْصَانُهُ۔	۲۱۴-فرمایا جس درخت کی لکڑی نرم ہوتی ہے، اُس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں[لے]

لے خوش خُلق اور نرم مزاج آدمی کے دوست بہت ہوتے ہیں۔

۲۱۵-وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْخِلَافُ يَهْدِمُ الرَّأْيَ۔	۲۱۵-فرمایا: مخالفت عقل (سے کھڑی کی ہوئی عمارت) کو مسمار کر دیتی ہے۔

۲۱۶-وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ نَالَ اسْتَطَالَ۔	۲۱۶-فرمایا: جو پاتا ہے دل کھول کر دیتا ہے[لے]

۲۱۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فِي تَقَلُّبِ الْأَحْوَالِ عِلْمُ جَوَاهِرِ الرِّجَالِ۔

۲۱۷۔ فرمایا: مردوں کی خوبیاں حالات کے تغیرات میں معلوم ہوتی ہیں۔

۲۱۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: حَسَدُ الصَّدِيقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ۔

۲۱۸۔ فرمایا: دوست کا حسد کرنا دوستی کی ایک بیماری ہے۔

۲۱۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَكْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُولِ تَحْتَ بُرُوقِ الْمَطَامِعِ۔

۲۱۹۔ فرمایا: عقلیں زیادہ تر خواہشات کی بجلیوں کی چمک میں قتل ہوتی ہیں۔

۲۲۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَيْسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَاءُ عَلَى الثِّقَةِ بِالظَّنِّ۔

۲۲۰۔ فرمایا: ظن پر بھروسہ کر کے فیصلہ کر دینا عدل نہیں ہے۔

۲۲۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بِئْسَ الزَّادُ إِلَى الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ۔

۲۲۱۔ فرمایا: آخرت کے لئے بدترین سامان سفر بندگان خدا پر زیادتی ہے۔

۲۲۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مِنْ أَشْرَفِ أَعْمَالِ الْكَرِيمِ غَفْلَتُهُ عَمَّا يَعْلَمُ۔

۲۲۲۔ فرمایا: شریف آدمی کا بہترین عمل یہ ہے کہ لوگوں کے جو عیوب اُسے معلوم ہوں، اُن کی طرف دھیان نہ کرے۔

۲۲۳۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ كَسَاهُ الْحَيَاءُ ثَوْبَهُ لَمْ يَرَ النَّاسُ عَيْبَهُ۔

۲۲۳۔ فرمایا:
جس پر حیا نے اپنا لباس پہنا دیا ہے، اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آسکتے۔

۲۲۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بِكَثْرَةِ الصَّمْتِ تَكُونُ الْهَيْبَةُ. وَبِالنَّصَفَةِ يَكْثُرُ الْمُوَاصِلُونَ - وَبِالْإِفْضَالِ تَعْظُمُ الْأَقْدَارُ وَبِالتَّوَاضُعِ تَتِمُّ النِّعْمَةُ وَبِاحْتِمَالِ الْمُؤَنِ يَجِبُ السُّؤْدَدُ، وَبِالسِّيرَةِ الْعَادِلَةِ يُقْهَرُ الْمُنَاوِئُ. وَبِالْحِلْمِ عَنِ السَّفِيهِ تَكْثُرُ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِ۔

۲۲۴۔ فرمایا: خاموشی بڑھ جائے تو ہیبت بڑھ جاتی ہے، اور انصاف زیادہ ہوگا تو مستقل دوست زیادہ ہوں گے۔ مہربانی کرنے سے قدر و قیمت میں عظمت آجاتی ہے۔ تواضع نعمت (ناتمام) کو تمام کر دیتی ہے۔ سرداری کے لئے دوسروں کا معاشی بوجھ برداشت کرنا لازم ہے اور عادلانہ سیرت سے جانی دشمن زیر ہو جاتا ہے۔ اور جاہل سے دانشمندانہ برتاؤ کرنے سے اس کے خلاف اپنے مددگار زیادہ ہو جاتے ہیں۔

۲۲۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ عَنْ سَلَامَةِ

۲۲۵۔ فرمایا: حیرانی کی بات ہے کہ حسد کرنے والے جسموں کی تندرستی (پر حسد کرنے) سے غافل ہیں لہ

الْاَجْسَادِ۔

لہ نعمت پر حسد کرتے ہیں اور تندرستی پر حسد نہیں کرتے حالانکہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔

۲۲۶۔ وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اَلطَّامِعُ فِیْ وِثَاقِ الذُّلِّ۔

۲۲۶۔ فرمایا: لالچی آدمی ذلت کی زنجیروں میں جکڑا رہتا ہے۔

۲۲۷۔ وسئل عن الایمان فقال: اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ۔

۲۲۷۔ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: ایمان، دل سے پہچان، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔

۲۲۸۔ وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: مَنْ اَصْبَحَ عَلَی الدُّنْیَا حَزِیْنًا فَقَدْ اَصْبَحَ لِقَضَاءِ اللّٰهِ سَاخِطًا، وَمَنْ اَصْبَحَ یَشْکُوْ مُصِیْبَةً نَزَلَتْ بِهٖ فَقَدْ اَصْبَحَ یَشْکُوْ رَبَّهٗ، وَمَنْ اَتٰی غَنِیًّا فَتَوَاضَعَ لَهٗ لِغِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِیْنِهٖ، وَمَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ مِمَّنْ کَانَ یَتَّخِذُ اٰیَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا، وَمَنْ لَهِجَ قَلْبُهٗ بِحُبِّ الدُّنْیَا الْتَاطَ قَلْبُهٗ مِنْهَا بِثَلَاثٍ: هَمٌّ لَا یُغِبُّهٗ، وَحِرْصٌ لَا یَتْرُکُهٗ وَاَمَلٌ لَا یُدْرِکُهٗ۔

۲۲۸۔ فرمایا: جس نے دنیا کے غم کا اظہار کیا، وہ اللہ کی قضا پر ناراض ہوگیا۔ اور جو اپنے سر پر پڑی مصیبت کا شکوہ کرنے لگا، وہ اپنے پروردگار کا شکوہ کرنے لگ گیا۔ اور جو کسی دولت مند کے سامنے آ کر اُس کی دولت کی وجہ سے جھک گیا، اُس کا دو تہائی دین رخصت ہوا۔ اور جو قرآن پڑھتا پڑھتا مر گیا اور (پھر بھی) دوزخ میں جا پڑا، تو اُس کا شمار ان لوگوں میں ہے جو آیاتِ الٰہی کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔ اور جس کا دل دنیا کی محبت کا شیدائی ہو گیا، وہ دنیا کی تین باتوں سے دل لگا لیتا ہے: وہ غم جو (اُسے ستنے میں) ناغہ نہیں کرتا، وہ حرص جو اُسے چھوڑتی ہی نہیں، اور وہ آرزو جسے وہ پا سکتا ہی نہیں۔

۲۲۹۔ وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: کَفٰی بِالْقَنَاعَةِ مُلْکًا وَبِحُسْنِ الْخُلُقِ نَعِیْمًا۔ وسئل علیه السلام عن قوله تعالٰی: فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً،

۲۲۹۔ فرمایا: قناعت ہو تو بادشاہی کی ضرورت نہیں، اور حسنِ خلق ہو تو ناز و نعمت کی پروا نہیں۔ اور آپؑ سے پوچھا گیا کہ ارشادِ خداوندی "ہم اُسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے" سے کیا مراد ہے؟ تو فرمایا کہ وہ قناعت

فَقَالَ: هِیَ الْقَنَاعَةُ۔

ہی ہے۔

۲۳۰۔ وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: شَارِکُوا الَّذِی قَدْ اَقْبَلَ عَلَیْہِ الرِّزْقُ، فَاِنَّہُ اَخْلَقُ لِلْغِنٰی وَاَجْدَرُ بِاِقْبَالِ الْحَظِّ عَلَیْہِ۔

۲۳۰۔ فرمایا: مشارکت اُس کے ساتھ کرو، جس پر رزق کے دروازے کھلے ہوں۔ کیوں کہ وہ (اوروں کی نسبت) دولت کا زیادہ پیدا کرنے والا ہے، اور زیادہ لائق ہے کہ خوشحالی اُس کی طرف بڑھتی چلی آئے۔

۲۳۱۔ وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی قَولہ تعالیٰ: (اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ) اَلْعَدْلُ: الْاِنْصَافُ، وَالْاِحْسَانُ: اَلتَّفَضُّلُ

۲۳۱۔ ارشادِ خداوندی "اللہ عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے" کے بارے میں فرمایا:

عدل سے مراد انصاف ہے اور احسان سے مراد مہربانی ہے

۲۳۲

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ یُعْطِ بِالْیَدِ الْقَصِیْرَۃِ یُعْطَ بِالْیَدِ الطَّوِیْلَۃِ۔

قال الرضی: اقول: ومعنی ذلک ان ما ینفقہ المرء من مالہ فی سبیل الخیر والبر وان کان یسیرا فان اللہ تعالیٰ یجعل الجزاء علیہ عظیما کثیرا: والیدان ھھنا: عبارتان عن النعمتین، ففرق علیہ السلام بین نعمۃ العبد ونعمۃ الرب (تعالیٰ ذکرہ) فجعل تلک قصیرۃ وھذہ طویلۃ، لان نعم اللہ ابدا تضعف علی نعم المخلوق اضعافا کثیرۃ اذ کانت نعم اللہ اصل النعم کلھا، فکل نعمۃ الیھا ترجع ومنھا تنزع۔

۲۳۲

فرمایا: جو تنگدستی میں دیتا ہے، اُسے ہاتھ بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں: میں عرض کرتا ہوں کہ اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ آدمی بھلائی اور نیکی کی راہ میں اپنے مال کا جو حصہ خرچ کرتا ہے، وہ تھوڑا بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی جزا بہت بڑی دیتا ہے۔ اور یہاں دو ہاتھوں سے مراد دو نعمتیں ہیں۔ سو امیر المومنین علیہ السلام نے بندہ کی نعمت اور پروردگار (تعالیٰ ذکرہ) کی نعمت کا فرق بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک کو قصیرہ اور دوسری کو طویلہ قرار دیا۔ کیوں کہ اللہ کی نعمتیں ابد تک مخلوق کی نعمتوں سے بدرجہا بڑھی چڑھی رہتی ہیں۔ اس لئے کہ تمام نعمتوں کی اصل تو اللہ ہی کی نعمتیں ہیں، لہٰذا ہر نعمت انہی کی طرف رجوع کرتی ہے اور انہی سے پھوٹتی ہے۔

۲۳۳- وقال عليه السّلام لابنه الحسن عليهما السّلام: لَا تَدْعُوَنَّ إِلَى مُبَارَزَةٍ، وَإِنْ دُعِيتَ إِلَيْهَا فَأَجِبْ، فَإِنَّ الدَّاعِيَ بَاغٍ، وَالْبَاغِيَ مَصْرُوعٌ.

۲۳۳- اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: کسی کو مقابلہ کے لیے خود نہ للکارو، اور اگر تمہیں للکارا جائے تو (چیلنج) قبول کرو، کیوں کہ (لڑائی کی) دعوت دینے والا ظالم (میدان میں) پچھاڑ کھاتا ہے۔

۲۳۴- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: خِيَارُ خِصَالِ النِّسَاءِ شِرَارُ خِصَالِ الرِّجَالِ: الزَّهْوُ، وَالْجُبْنُ، وَالْبُخْلُ؛ فَإِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ مَزْهُوَّةً لَمْ تُمَكِّنْ مِنْ نَفْسِهَا، وَإِذَا كَانَتْ بَخِيلَةً حَفِظَتْ مَالَهَا وَمَالَ بَعْلِهَا، وَإِذَا كَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَعْرِضُ لَهَا.

۲۳۴- فرمایا: عورتوں کی بہترین اور مردوں کی بدترین خصلتیں یہ ہیں: تکبر، بزدلی اور کنجوسی۔ چنانچہ عورت جب متکبر ہوگی تو اپنا نفس کسی کے قابو میں نہ دے گی، اور کنجوس ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور اگر بزدل ہوگی تو ہر ایسی چیز سے خوف کھائے گی جو اُس کی راہ روکے۔

۲۳۵- وقيل له: صف لنا العاقل، فقال عليه السّلام: هُوَ الَّذِي يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهُ. فقيل: فصف لنا الجاهل، فقال: قَدْ فَعَلْتُ.

قال الرضي: يعني ان الجاهل هو الذي لا يضع الشئ مواضعه فكان ترك صفته صفة له، اذ كان بخلاف وصف العاقل.

۲۳۵- آپؑ سے عرض کیا گیا کہ عاقل کے اوصاف بیان فرمائیے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: عاقل وہ ہے جو ہر چیز کو اُس کے موقع و محل پر رکھے۔ عرض کیا گیا کہ جاہل کی تعریف کیجئے تو فرمایا: وہ تو میں کر چکا ہوں۔

سید رضی فرماتے ہیں: آپؑ کا مقصد یہ تھا کہ جاہل وہ ہے جو کسی چیز کو اُس کے موقع و محل پر نہ رکھے۔ تو آپؑ کا اُس کی تعریف کو ترک کرنا ہی اس کی تعریف تھی۔ کیوں کہ اُس کے اوصاف عاقل کے اوصاف کے خلاف تھے۔

۲۳۶- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَاللّٰهِ لَدُنْيَاكُمْ هٰذِهِ أَهْوَنُ فِي عَيْنِي مِنْ عِرَاقِ خِنْزِيرٍ فِي يَدِ مَجْذُومٍ.

۲۳۶- فرمایا: خدا کی قسم! تمہاری دنیا میری نگاہ میں خنزیر کی اُن آنتوں سے بھی گئی گزری ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔

۲۳۷- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ، وَإِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ، وَإِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ شُكْرًا فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْأَحْرَارِ۔

۲۳۷- فرمایا: بے شک کچھ لوگوں نے ثواب کی رغبت میں اللہ کی عبادت کی، تو یہ ہوئی تاجروں کی عبادت۔ اور کچھ لوگوں نے خوف کی وجہ سے اللہ کی عبادت کی سو یہ ہوئی غلاموں کی عبادت۔ اور کچھ لوگوں نے شکر ادا کرنے کے لیے اللہ کی عبادت کی پس یہ ہے آزاد لوگوں کی عبادت۔

۲۳۸- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْمَرْأَةُ شَرٌّ كُلُّهَا، وَشَرُّ مَا فِيهَا أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهَا۔

۲۳۸- فرمایا: عورت سراپا برائی ہے۔ اور اس میں سب برائیوں کی ایک برائی یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

۲۳۹- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَطَاعَ التَّوَانِيَ ضَيَّعَ الْحُقُوقَ، وَمَنْ أَطَاعَ الْوَاشِيَ ضَيَّعَ الصَّدِيقَ۔

۲۳۹- فرمایا: جو شخص کوتاہی کا کہا مانتا ہے حقوق ضائع کر بیٹھتا ہے۔ اور جو چغل خور کی بات مانتا ہے وہ دوست کھو بیٹھتا ہے۔

۲۴۰- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْحَجَرُ الْغَصِيبُ فِي الدَّارِ رَهْنٌ عَلَى خَرَابِهَا۔

قال الرضی: ويروى هذا الكلام عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم، ولا عجب ان يشتبه الكلامان، لان مستقاهما من قليب، ومفرغهما من ذنوب۔

۲۴۰- فرمایا: گھر میں ایک غصبی پتھر بھی لگا ہو تو وہ گھر کی ویرانی کی ضمانت ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں: یہ کلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت کیا جاتا ہے۔ اور ان دو کلاموں کا ایک جیسا ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ دونوں ایک ہی کنوئیں کے پانی اور ایک ہی ڈول سے نکلے ہوئے ہیں [1]

[1] قلیب: کنواں، ذنوب: بڑا ڈول، چنانچہ امام نبوت کے کنوئیں سے پانی لیتا ہے اور نبوت ہی کے ڈول سے نکالتا ہے۔ (محمد عبدہٗ: شرح نہج البلاغہ)

۲۴۱- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَوْمُ الْمَظْلُومِ عَلَى الظَّالِمِ أَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الظَّالِمِ عَلَى الْمَظْلُومِ۔

۲۴۱- فرمایا: ظالم کے خلاف مظلوم (کے حق میں) کا دن مظلوم پر ظالم کے (ظلم کرنے کے) دن سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

---

۲۴۲ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اتَّقِ اللهَ بَعْضَ التُّقَى وَإِنْ قَلَّ، وَاجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللهِ سِتْرًا وَإِنْ رَقَّ۔

۲۴۲ - فرمایا: تھوڑا ہی سہی مگر اللہ کا کچھ نہ کچھ ڈر ضرور رکھو، اور اپنے اور اللہ کے درمیان، باریک ہی سہی، کچھ پردہ ضرور ضرور رکھو۔

۲۴۳ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا ازْدَحَمَ الْجَوَابُ خَفِيَ الصَّوَابُ۔

۲۴۳ - جب جوابوں کی بھرمار ہو جاتی ہے تو درست جواب ناپید ہو جاتا ہے۔

۲۴۴ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِلّٰهِ فِي كُلِّ نِعْمَةٍ حَقًّا، فَمَنْ أَدَّاهُ زَادَهُ مِنْهَا، وَمَنْ قَصَّرَ عَنْهُ خَاطَرَ بِزَوَالِ نِعْمَتِهِ۔

۲۴۴ - فرمایا: ہر نعمت میں اللہ کا ایک حق ہوتا ہے (اور وہ شکر نعمت ہے) پس جو شخص اس حق کو ادا کرے گا۔ وہ نعمت کو مزید کرے گا اور جو ادائے حق میں کوتاہی کرے گا، وہ زوالِ نعمت کا خطرہ مول لے گا۔

۲۴۵ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا كَثُرَتِ الْمَقْدِرَةُ قَلَّتِ الشَّهْوَةُ۔

۲۴۵ - فرمایا: جب مقدرت بڑھ جاتی ہے، خواہش گھٹ جاتی ہے۔

۲۴۶ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: احْذَرُوا نِفَارَ النِّعَمِ فَمَا كُلُّ شَارِدٍ بِمَرْدُودٍ۔

۲۴۶ - فرمایا: چوکنے رہو کہیں نعمتیں زائل نہ ہو جائیں۔ کیونکہ بدک کر بھاگ جانے والے ہر جانور کی واپسی ضروری نہیں۔

۲۴۷ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْكَرَمُ أَعْطَفُ مِنَ الرَّحِمِ۔

۲۴۷ - فرمایا: کرم قرابت سے زیادہ مہربان ہے (قریبی اپنی قرابت کی بنا پر اتنا احسان نہیں کرتا جتنا کریم اپنی نیکی سے کر دیتا ہے۔ لہٰذا کریم کا احسان قریبی سے زیادہ ہوتا ہے)

۲۴۸ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدِّقْ ظَنَّهُ۔

۲۴۸ - فرمایا: جو تم سے نیک گمان رکھے، اُس کے گمان کو سچا کر دکھاؤ۔

۲۴۹ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ مَا أَكْرَهْتَ نَفْسَكَ عَلَيْهِ۔

۲۴۹ - فرمایا: سب سے اچھا عمل وہ ہے جسے بجا لانے کے لئے تم اپنے نفس کو مجبور کر دو۔

۲۵۰ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عَرَفْتُ اللهَ سُبْحَانَهُ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ، وَحَلِّ الْعُقُودِ، وَنَقْضِ الْهِمَمِ۔

۲۵۰ - فرمایا: پکے ارادوں کے کمزور ہو جانے، (پیمان کی) گرہوں کے کھل جانے اور ہمتوں کے ٹوٹ جانے سے میں نے اللہ سبحانہ کو پہچان لیا۔

۲۵۱ - وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ الْآخِرَةِ، وَحَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةُ الْآخِرَةِ۔

۲۵۱ - فرمایا: دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی ہے۔

۲۵۲- وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَرَضَ اللّٰهُ الْإِيْمَانَ تَطْهِيْرًا مِنَ الشِّرْكِ، وَالصَّلٰوةَ تَنْزِيْهًا عَنِ الْكِبْرِ، وَالزَّكٰوةَ تَسْبِيْبًا لِلرِّزْقِ، وَالصِّيَامَ ابْتِلَاءً لِإِخْلَاصِ الْخَلْقِ، وَالْحَجَّ تَقْوِيَةً لِلدِّيْنِ، وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْإِسْلَامِ، وَالْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ مَصْلَحَةً لِلْعَوَامِّ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَدْعًا لِلسُّفَهَاءِ، وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنْمَاةً لِلْعَدَدِ، وَالْقِصَاصَ حَقْنًا لِلدِّمَاءِ، وَإِقَامَةَ الْحُدُوْدِ إِعْظَامًا لِلْمَحَارِمِ، وَتَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِيْنًا لِلْعَقْلِ، وَمُجَانَبَةَ السَّرِقَةِ إِيْجَابًا لِلْعِفَّةِ، وَتَرْكَ اللِّوَاطِ تَكْثِيْرًا لِلنَّسْلِ، وَالشَّهَادَةَ اسْتِظْهَارًا عَلَى الْمُجَاحَدَاتِ، وَتَرْكَ الْكَذِبِ تَشْرِيْفًا لِلصِّدْقِ، وَالسَّلَامَ أَمَانًا مِنَ الْمَخَاوِفِ، وَالْأَمَانَاتِ نِظَامًا لِلْأُمَّةِ، وَالطَّاعَةَ تَعْظِيْمًا لِلْإِمَامَةِ۔

۲۵۲- فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (بندوں کو) شرک سے پاک کرنے کے لئے ایمان کو فرض قرار دیا۔ اور تکبر سے دور رکھنے کے لئے نماز کو، اور روزی کا سبب بننے کے لئے زکوٰۃ کو، مخلوق کا اخلاص آزمانے کے لئے روزہ رکھنے کو، دین کی تقویت کے لئے حج کو، اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کو، عوام کی بھلائی کے لئے امر بالمعروف کو، سفیہوں کی روک تھام کے لئے نہی عن المنکر کو، (دوستوں کی) تعداد بڑھانے کے لئے صلہ رحمی کو، خونریزی روکنے کے لئے قصاص کو، حرام چیزوں کی عظمت بحال رکھنے کے لئے اقامہ حدود کو، عقل کی حفاظت کے لئے ترکِ مے نوشی کو، پاکبازی کی رعایت کرنے کے لئے چوری سے کنارہ کش رہنے کو، نسب کی حفاظت کے لئے ترکِ زنا کو، نسل بڑھانے کے لئے ترکِ لواطہ[1] کو، انکارِ حقائق پر غالب آنے کے لئے گواہی کو، سچائی کا شرف بحال رکھنے کے لئے ترکِ دروغ[2] کو، اور (جنگ کے) خطروں سے محفوظ رہنے کے لئے امن کو، نظامِ امت کو درست رکھنے کے لئے امانات[3] کو اور امامت کی تعظیم کے لئے اطاعت کو فرض کر دیا۔

---

[1] لواطہ: خلافِ وضع فطرت فعل۔
[2] دروغ: جھوٹ۔
[3] امانات: امانت کی جمع۔

۲۵۳۔ وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: أَحْلِفُوا الظَّالِمَ۔ إِذَا أَرَدْتُمْ يَمِينَهُ۔ بِأَنَّهُ بَرِيءٌ مِنْ حَوْلِ اللهِ وَقُوَّتِهِ، فَإِنَّهُ إِذَا حَلَفَ بِهَا كَاذِبًا عُوجِلَ (الْعُقُوبَةَ) وَإِذَا حَلَفَ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَمْ يُعَاجَلْ، لِأَنَّهُ قَدْ وَحَّدَ اللهَ تَعَالَى۔

۲۵۳۔ آپؑ فرمایا کرتے تھے: جب کسی ظالم سے قسم لینا چاہو تو اِن لفظوں میں حلف اُٹھواؤ: "میں اللہ کی قدرت اور اس کی قوت سے بری ہوں"۔ چنانچہ جب وہ ان لفظوں میں جھوٹا حلف اُٹھائے گا تو جلد سزا پائے گا، اور اگر کہے: "میں اُس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں" تو اسے جلد سزا نہیں ملے گی۔ کیوں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی توحید کا اقرار کر چکا ہے[1]

[1] ایک شخص نے منصور عباسی کے سامنے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر کچھ الزامات عائد کئے۔ منصور نے امامؑ کو طلب کیا اور کہا کہ فلاں شخص نے مجھے آپ سے متعلق ایسا کچھ بتایا ہے کیا یہ سچ ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب جھوٹ ہے۔ اور اس میں ذرہ بھر صداقت نہیں۔ آپ اس شخص کو میرے سامنے لائیں اور پوچھیں۔ چنانچہ اُسے بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں نے جو کچھ بتایا درست بتایا۔ حضرتؑ نے فرمایا: اگر تم سچ کہتے ہو تو تم اس طرح قسم کھاؤ جس طرح میں قسم دلاؤں۔ چنانچہ حضرتؑ نے اُسے یہی قسم دلائی کہ "میں اللہ کی قدرت اور اس کی طاقت سے بری ہوں"۔ یہ قسم کھاتے ہی اس پر فالج گرا اور بے حس و حرکت ہو کر رہ گیا، اور امام علیہ السلام عزت و احترام کے ساتھ تشریف لے گئے۔ (ابن میثم: شرح نہج البلاغہ)

۲۵۴۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا ابْنَ آدَمَ، كُنْ وَصِيَّ نَفْسِكَ فِي مَالِكَ، وَاعْمَلْ فِيهِ مَا تُؤْثِرُ أَنْ يُعْمَلَ فِيهِ مِنْ بَعْدِكَ۔

۲۵۴۔ فرمایا: اے آدم زاد! اپنے مال کے بارے میں اپنا وصی خود بن۔ اور اس (مال) کو اس طرح کام میں لا جس طرح تو پسند کرتا ہے کہ تیرے بعد کام میں لایا جائے۔

۲۵۵۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْحِدَّةُ ضَرْبٌ مِنَ الْجُنُونِ، لِأَنَّ صَاحِبَهَا يَنْدَمُ، فَإِنْ لَمْ يَنْدَمْ فَجُنُونُهُ مُسْتَحْكِمٌ۔

۲۵۵۔ فرمایا: غصہ جنون (دیوانگی) کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ جسے غصہ آتا ہے وہ (بعد میں) پشیمان ہوتا ہے، اور اگر پشیمان نہیں ہوتا تو اس کا جنون پکا ہو جاتا ہے۔

۲۵۶۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صِحَّةُ الْجَسَدِ، مِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ۔

۲۵۶۔ فرمایا: حسد نہ کرنے سے بدن تندرست رہتا ہے۔

۲۵۷۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ النَّخَعِيِّ: يَا كُمَيْلُ، مُرْ أَهْلَكَ

۲۵۷۔ کمیل بن زیاد نخعی سے ارشاد فرمایا: اے کمیل! اپنے اہل (و عیال) سے کہو کہ [illegible] کے [illegible] کسبِ مکارم

يَرُوحُوا فِي كَسْبِ الْمَكَارِمِ، وَيُدْلِجُوا فِي حَاجَةِ مَنْ هُوَ نَائِمٌ، فَوَالَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَوْدَعَ قَلْباً سُرُوراً إِلَّا وَخَلَقَ اللهُ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ السُّرُورِ لُطْفاً، فَإِذَا نَزَلَتْ بِهِ نَائِبَةٌ جَرَى إِلَيْهَا كَالْمَاءِ فِي انْحِدَارِهِ حَتَّى يَطْرُدَهَا عَنْهُ كَمَا تُطْرَدُ غَرِيبَةُ الْإِبِلِ۔

کے لیے چل نکلیں اور رات شروع ہوتے ہی اُن لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کو نکل کھڑے ہوں، جو سوئے پڑے ہوں۔ کیوں کہ اُس ذات کی قسم، جس کی سماعت آوازوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے، ایسا کوئی نہیں جس نے کسی دل کو مسرت پہنچائی ہو اور خدا نے اُس کے لئے اُسی مسرت سے ایک لطف نہ پیدا کر دیا ہو۔ چنانچہ جب اُس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ (لطف) اُس (مصیبت) کی طرف اس طرح بہنے لگتا ہے جس طرح پانی نشیب کی طرف بہتا ہے۔ یہاں تک کہ مصیبت کو اس سے اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح اونٹوں سے اجنبی اونٹ کو ہانک کر دور کر دیا جاتا ہے۔

۲۵۸۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا أَمْلَقْتُمْ فَتَاجِرُوا اللهَ بِالصَّدَقَةِ۔

۲۵۸۔ فرمایا: جب کبھی تنگ دست ہو جاؤ، تو اللہ سے صدقہ کا لین دین کرو۔

۲۵۹۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْوَفَاءُ لِأَهْلِ الْغَدْرِ غَدْرٌ عِنْدَ اللهِ، وَالْغَدْرُ بِأَهْلِ الْغَدْرِ وَفَاءٌ عِنْدَ اللهِ۔

۲۵۹۔ فرمایا: بے وفاؤں سے وفا کرنا خدا کے یہاں بے وفائی ہے اور بے وفاؤں کے ساتھ بے وفائی کرنا خدا کے نزدیک وفا ہے۔

۲۶۰۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَمَغْرُورٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ، وَمَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ۔ وَمَا ابْتَلَى اللهُ سُبْحَانَهُ أَحَداً بِمِثْلِ الْإِمْلَاءِ لَهُ۔

۲۶۰۔ فرمایا: کتنے ہی لوگ ہیں جو پے در پے مہربانیوں کے فریب خوردہ ہیں۔ اور خدا نے ان کی پردہ پوشی کر رکھی ہے اُس سے دھوکہ کھائے ہوئے ہیں، اور اپنی تعریف کے دیوانے ہیں، اور اللہ سبحانہ کسی کو ایسی آزمائش میں نہیں ڈالتا جیسی آزمائش میں اُسے مہلت دے کر ڈال دیتا ہے۔

قال الرضي: وقد مضى هذا الكلام فيما تقدم، إلا أن فيه

سید رضی فرماتے ہیں: یہ کلام کسی جگہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ البتہ یہاں اُس میں ایک عمدہ و مفید اضافہ ہے۔

ههنا زيادة جيدة مفيدة :

فَصْلٌ نَذْكُرُ فِيهِ شَيْئاً مِنْ اخْتِيَارِ غَرِيبِ كَلَامِهِ الْمُحْتَاجِ إِلَى التَّفْسِيرِ

فصل : اس میں ہم آپؑ کے تشریح طلب مشکل کلام کے انتخاب کے کچھ حصّہ کا ذکر کریں گے۔

نوٹ: "فی حدیثہ علیہ السلام" (آپؑ کی حدیث میں ہے) کی بجائے ہم ترجمہ میں "ارشاد (۱)، ارشاد (۲)..." درج کریں گے۔ (مترجم)

۱- فی حدیثه علیه السلام:
فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ ضَرَبَ يَعْسُوبُ الدِّينِ بِذَنَبِهِ، فَيَجْتَمِعُونَ إِلَيْهِ كَمَا يَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيفِ.
قال الرضي: اليعسوب: السيد العظيم المالك لامور الناس يومئذ، والقزع: قطع الغيم التي لاماء فيها.

ارشاد (۱) چنانچہ جب ایسا ہوگا۔ تو دین کا یعسوب[1] اقامت گزیں ہو جائے گا۔ اور لوگ چاروں طرف سے اس کی طرف آ کر اس طرح جمع ہو جائیں گے۔ جس طرح موسم خریف کے بادل کی بکھری ہوئی ٹکڑیاں سمٹ کر اکٹھی ہو جاتی ہیں۔
سیّد رضی فرماتے ہیں۔ یعسوب سے مراد وہ سردارِ عظیم ہے جو اس دن لوگوں کے سیاہ و سفید کا مالک ہوگا، اور قزع بادل کی اُن ٹکڑیوں کو کہتے ہیں جن میں پانی نہ ہو۔

---

[1] یعسوب: شہد کی مکھیوں کا بادشاہ، یَعسُوبُ الدین: دین کا بادشاہ اور یہاں اس سے مراد امام آخرالزمان علیہ السلام ہیں۔ امام کے لئے یعسوب کا استعارہ اتنا بلیغ ہے کہ اس سے وہی لوگ لطف اندوز ہو سکتے ہیں جنھوں نے شہد کی مکھیوں کے نظامِ زندگی کو قریب سے مشاہدہ کیا ہو۔ ہمارے یہاں حکمران مکھی کو عموماً ملکہ یا رانی کہا جاتا ہے۔ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ کسی چھتے کا نظام ملکہ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہاں تک کہ جو مکھی (یا مکھیاں) سربراہ کی اطاعت سے سرتابی کرتی ہے، (یا کرتی ہیں) اُسے (یا انہیں) اُس کے حکم سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ نیز یہ امر خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے کہ ملکہ قد و قامت اور پاکیزگی و طہارت کے لحاظ سے باقی مکھیوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ اور ملکہ کا خاندان ایک جداگانہ نوع کی حیثیت سے فرمانروائی کرتا ہے، جب ملکہ مر جاتی ہے تو اُس کا جانشین انتخاب سے نہیں بلکہ ملکہ کے خاندان سے بامرِ اللہ موجود ہوتا ہے۔

۲- وفی حدیثه علیه السلام:
هٰذَا الْخَطِيبُ الشَّحْشَحُ.

ارشاد (۲)
یہ خطیب بڑا خوش بیان ہے۔ [2]

يريد الماهر بالخطبة الماضي فيها، وكل ماضٍ في كلام أو سير فهو شحشح، والشحشح في غير هذا الموضع: البخيل الممسك.

سید رضی فرماتے ہیں: شحشح سے امیر المؤمنینؑ کی مراد وہ خطیب ہے جسے خطبہ دینے میں مہارت، اور اُس پر عبور حاصل ہو، اور ہر وہ شخص جسے گفتار یا رفتار میں عبور حاصل ہو، اُسے شحشح کہتے ہیں اور اس مقام کے علاوہ کسی اور جگہ شحشح کہا جائے تو اس کا مطلب بخیل اور کنجوس ہوگا۔

لہ خطیب ماہر سے مراد جناب صعصعہ بن صوحان ہیں جو امیر المومنینؑ کے اصحاب خاص میں سے تھے۔
"صعصعہ کے فخر کے لئے یہی بات کافی ہے کہ علی علیہ السلام جیسے (قادر الکلام) اُن کی مہارت اور فصاحت کے ثنا خواں ہیں۔"
(ابن ابی الحدید: شرح نہج البلاغہ)

۳۔ وفي حديثه عليه السلام:
إِنَّ لِلْخُصُومَةِ قُحَمًا

يريد بالقحم المهالك؛ لأنها تقحم أصحابها في المهالك والمتالف في الأكثر، ومن ذلك "قحمة الأعراب"، وهو أن تصيبهم السنة فتتعرق أموالهم فذلك تقحمها فيهم. وقيل فيه وجه آخر، وهو أنها تقحمهم بلاد الريف، أي: تحوجهم إلى دخول الحضر عند محول البدو.

ارشاد (۳)

لڑائی جھگڑے کو قحم (تباہیاں) لازم ہیں۔

سید رضی فرماتے ہیں: امیر المومنین کی مراد قحم سے تباہیاں ہیں۔ کیوں کہ لڑائی جھگڑا اپنے فریقین کو اکثر تباہیوں اور بربادیوں میں دھکیل دیتا ہے۔ اور اسی سے "قحمۃ الاعراب" کا محاورہ ہے (بادیہ نشین عربوں کی تباہی) اور وہ اس طرح ہے کہ جب اُن پر خشک سالی آتی ہے تو ان کے جانوروں کی ہڈیاں نکل آتی ہیں (گوشت کا نام و نشان نہیں رہتا) اُن لوگوں میں اسی حالت کو "تقحم" کہا جاتا ہے۔ اور اس کی ایک اور توجیہ بھی کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ خشک سالی انہیں شاداب علاقوں کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ یعنی صحرائی زندگی کی سختی انہیں شہروں میں چلے آنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

۴۔ وفي حديثه عليه السلام
إِذَا بَلَغَ النِّسَاءُ نَصَّ الْحِقَاقِ فَالْعَصَبَةُ أَوْلَى (وَيُرْوَى نَصَّ الْحَقَائِقِ)

ارشاد (۴)

جب لڑکیاں نص الحقاق کو پہنچ جائیں تو ددھیالی عصبہ (درمیانی رشتہ داروں) کا ہے۔ (اور نص الحقائق بھی روایت کیا گیا ہے)

والنص: منتهى الاشياء و مبلغ اقصاها كالنص فى السير لانه اقصى ما تقدر عليه الدابة - وتقول: نصصت الرجل عن الامر - اذا استقصيت مسألته عنه لتستخرج ما عنده فيه - فنص الحقاق يريد به الادراك لانه منتهى الصغر والوقت الذى يخرج منه الصغير الى حد الكبير و هو من افصح الكنايات عن هذا الامر و اغربها يقول: فاذا بلغ النساء ذلك فالعصبة اولى بالمرأة من امها اذا كانوا محرما مثل الاخوة والاعمام، وبتزويجها ان ارادوا ذلك والحقاق محاقة الام للعصبة فى المرأة وهو الجدال والخصومة وقول كل واحد منهما للآخر انا احق منك بهذا - يقال منه: حاققته حقاقا، مثل جادلته جدالا - وقد قيل: ان "نص الحقاق" بلوغ العقل وهو الادراك؛ لانه عليه السلام انما اراد منتهى الامر الذى تجب فيه الحقوق والاحكام، ومن رواه

سید رضی فرماتے ہیں: نص سے مراد چیزوں کی انتہا اور ان کی آخری حد ہے، مثلاً رفتار کی آخری حد وہ ہے جہاں تک چلنے والے (جانور) کی طاقت اسے لے جائے۔ اور تم کہتے ہو "نصصت الرجل عن الامر" جب تم پوچھ پوچھ کی انتہا کو پہنچ کر کسی سے وہ سب کچھ کہلوا لیتے ہو جو اس کے علم میں ہوتا ہے۔ چنانچہ امیرالمومنین "نص الحقاق" سے ادراک (بلوغت) مراد لیتے ہیں، کیونکہ وہ بچپن کی انتہا ہے۔ اور ایسا وقت ہے جس سے نکل کر بچہ بڑے کی حد میں داخل ہوتا ہے۔ اور یہ اس موضوع (کی حقیقت سمجھانے) کے لئے فصیح ترین اور نادر المثال کنایہ ہے۔ فرماتے ہیں: جب لڑکیاں اس حد تک پہنچ جائیں تو عورت پر اس کی ماں کے مقابلے میں ددھیالی رشتہ دار زیادہ حق رکھتے ہیں بشرطیکہ وہ محرم ہوں مثلاً بھائی اور چچا ہوں اور اس کا کہیں رشتہ کرنا چاہیں تو ان کا حق زیادہ ہے۔ اور حقاق سے مراد (لڑکی کی) ماں کا (اس) بالغہ کے بارے میں ددھیالی رشتہ داروں سے محاقہ کرنا ہے اور محاقہ سے مراد ایک دوسرے سے بحث کرنا اور جھگڑا کرنا، اور ایک کا دوسرے کو یہ کہنا کہ "اس (لڑکی) پر میرا حق تم سے زیادہ ہے" اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: "حاققته حقاقا" برمثال جادلته جدالا (میں نے اس سے پورا پورا جھگڑا کیا) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نص الحقاق کا مطلب ہے کہ عقل کی حد کو پہنچنا اور عقل کی حد ادراک (تمیزِ نیک و بد) ہے۔ کیونکہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی مراد عمر کی اس حد سے ہے جس میں حقوق و احکام واجب ہو جاتے ہیں اور جن لوگوں نے (نص الحقاق کی بجائے) "نص الحقائق" کی روایت

"نص الحقائق" فانما اراد به حقيقة۔

کی ہے انہوں نے حقائق کو حقیقت کی جمع سمجھنا چاہا ہے۔

هذا معنى ما ذكره ابو عبيد (القاسم بن سلام) والذي عندي ان المراد بنص الحقاق ههنا بلوغ المرأة الى الحد الذي يجوز فيه تزويجها وتصرفها في حقوقها، تشبيها بالحقاق من الابل، وهي جمع حقة وحق وهو الذي استكمل ثلاث سنين ودخل في الرابعة وعند ذلك يبلغ الى الحد الذي يتمكن فيه من ركوب ظهره، ونصه في السير، والحقائق ايضاً جمع حقة فالروايتان جميعاً ترجعان الى معنى واحد، وهذا اشبه بطريقة العرب من المعنى المذكور۔

یہ تھا وہ مفہوم جس کا ذکر ابو عبید قاسم بن سلام نے کیا ہے۔ اور میرے نزدیک یہ ہے کہ یہاں نص الحقاق سے مراد عورت کا (عمر کی) اس حد کو پہنچ جانا ہے۔ جس میں اس کی تزویج جائز ہو جاتی ہے اور اس کا اپنے حقوق میں تصرف کرنا بھی جائز ہوتا ہے۔ (اس حد کو) اونٹوں کے حقاق سے تشبیہ دی جائے (تو) حقاق جمع ہے حقہ اور حق کی۔ اور حقہ وہ اونٹنی ہوتی ہے جو تین سال پورے کر کے چوتھے سال میں داخل ہو اور یہاں آ کر وہ اس حد کو پہنچ جاتی ہے کہ اس کی پیٹھ پر سواری بھی کی جا سکتی۔ اور اسے تیز رفتار تک بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح حقائق بھی حقہ کی جمع ہے۔ لہٰذا دونوں روایتوں کا معنی ایک ہی رہے گا۔ اور یہ معنی (جو ہم نے بیان کئے ہیں) محاورہ عرب سے اتنے مشابہ ہیں جتنے مذکورہ بالا معنی نہیں۔

٥- وفي حديثه عليه السلام:

إِنَّ الْإِيمَانَ يَبْدُو لُمْظَةً فِي الْقَلْبِ كُلَّمَا ازْدَادَ الْإِيمَانُ ازْدَادَتِ اللُّمْظَةُ۔

ارشاد (٥)

ایمان ایک لمظہ کی طرح دل میں ظاہر ہوتا ہے۔ جوں جوں ایمان بڑھتا ہے، توں توں لمظہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔

واللمظة مثل النكتة اونحوها من البياض۔ ومنه قيل: فرس المظ اذا كان بجحفلته شيء من البياض۔

سید رضی فرماتے ہیں: لمظہ سفید رنگ کا داغ یا اسی طرح کا چھوٹا سا دھبہ ہوتا ہے۔ اسی لئے جب گھوڑے کے نچلے ہونٹ پر سفید داغ ہوتا ہے تو اسے "فرس المظ" کہتے ہیں۔

۶- وفي حديثه عليه السلام: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ لَهُ الدَّيْنُ الظَّنُونُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُزَكِّيَهُ لِمَا مَضَى إِذَا قَبَضَهُ. فالظنون: الذي لا يعلم صاحبه أيقضيه من الذي هو عليه أم لا، فكأنه الذي يظن به فمرة يرجوه ومرة لا يرجوه. وهذا من أفصح الكلام، وكذلك كل أمر تطلبه ولا تدري على أي شيء أنت منه فهو ظنون وعلى ذلك قول الأعشى:

مَا يُجْعَلُ الْجُدُّ الظَّنُونُ
الَّذِي جُنِّبَ صَوْبَ
اللَّجِبِ الْمَاطِرِ مِثْلَ
الْفُرَاتِيِّ إِذَا مَا طَمَا
يَقْذِفُ بِالْبُوصِيِّ وَالْمَاهِرِ

والجد: البئر العادية في الصحراء والظنون: التي لا يعلم هل فيها ماء أم لا.

ارشاد (۶)

مرد پر واجب ہے کہ جب اُسے دَینِ ظنُون ہاتھ آئے تو اُسے قبضہ کرنے سے پہلے جتنا عرصہ گزرا ہے اُس کے لئے اُس (دَین) کی زکوٰۃ ادا کرے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں: ظنون اس (قرض) کو کہتے ہیں کہ قرض خواہ کو یہ علم نہ ہو کہ مقروض اُسے ادا کرے گا یا نہیں۔ تو گویا وہ ایسا ہے جو اس (قرض) کی وجہ سے ظن میں مبتلا ہے۔ کبھی اس کی اُمید لگاتا ہے اور کبھی نااُمید ہو جاتا ہے اور یہ نہایت ہی فصیح کلام کی ایک مثال ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جس کی تمہیں طلب ہو، اور فیصلہ نہ کر سکو کہ وہ تمہیں ملے گی یا نہیں، ظنون شمار ہوگی۔ اور اعشیٰ کا یہ قول اسی معنی کا حامل ہے

وہ جُدِّ ظنون جس سے گرج کر برسنے والا بادل بھی کترا کر گزر جاتا ہو، اس فرات کی برابری نہیں کر سکتا، جو ٹھاٹھیں مارتا ہوا کشتی اور ماہر تیراک کو دور پھینک رہا ہو۔

الجُدّ: کنواں جو صحرا میں دور افتادہ مقام پر ہو۔
ظَنُون: جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ اس میں پانی ہے یا نہیں۔

۷- وفي حديثه عليه السلام: انه شيع جيشا يغزيه فقال: اِعْزِبُوا عَنِ النِّسَاءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ. ومعناه اصدفوا عن ذكر النساء وشغل القلب بهن، و

ارشاد (۷): آپؑ ایک لشکر کو جہاد پر روانہ کرنے کے لئے رخصت کرنے گئے تو فرمایا: جہاں تک ہو سکے عورتوں سے باز رہو۔

سیّد رضی فرماتے ہیں: اس سے یہ مراد ہے کہ عورتوں کے ذکر اور اُن سے دل لگانے سے اعراض کرو، اور اُن

والمتعذر من المقاربة ثم إن ذلك يفت في عضد الحمية ويقدح في معاقد العزيمة، ويثير عن العمل ويلفت عن الإبعاد في الغزو، وكل من امتنع من شيء فقد أعذب منه والعاذب والعذوب: الممتنع من الأكل والشرب.

مقاربت (خوش کلامی) سے باز رہو۔ کیونکہ ان باتوں سے نیت ٹوٹ جاتی ہے اور عزم کی بندشیں سست ہو جاتی ہیں، جرأت و ہمت ٹوٹ جاتی ہے، اور جنگ میں پیش قدمی سے منہ پھر جاتا ہے۔ اور عاذب اور عذوب کھانا پینا چھوڑ دینے والے کو کہتے ہیں۔

---

٨ - وفي حديثه عليه السلام: كَالْيَاسِرِ الْفَالِجِ يَنْتَظِرُ أَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهِ.

الياسرون: هم الذين يتضاربون بالقداح على الجزور، والفالج القاهر والغالب، يقال: فلج عليهم وفلجهم وقال الراجز:

لما رأيت فالجا قد فلجا

ارشاد (۸) اس یاسر فالج کی طرح جو اپنے جوئے کے تیروں سے پہلی جیت کی فال لیتا ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں: اَلْیَاسِرُوْنَ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ذبح ہوئی اونٹنی پر جوئے کے تیروں سے جوا بازی کرتے ہیں۔ اور فالج کے معنی قاہر اور غالب کے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ فَلَجَ عَلَيْهِمْ وَ فَلَجَهُمْ (وہ ان سے بازی لے گیا) چنانچہ ایک رجز خواں کا قول ہے: لَمَّا رَأَيْتُ فَالِجًا قَدْ فَلَجَا: جب میں نے دیکھا جیتنے والا جیت گیا۔

---

٩ - وفي حديثه عليه السلام: كُنَّا إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَّا أَقْرَبَ إِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ.

ومعنى ذلك أنه إذا عظم الخوف من العدو واشتد عضاض الحرب فزع المسلمون إلى قتال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بنفسه، فينزل الله عليهم النصر به ويأمنون مما كانوا يخافونه بمكانه.

وقوله "إذا احمر البأس" كناية عن اشتداد الأمر، وقد قيل في ذلك أقوال أحسنها، أنه شبه حمي الحرب بالنار التي

ارشاد (۹) جب جنگ شدت اختیار کر جاتی تھی تو ہم (دشمن سے محفوظ رہنے کے لئے) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے آگے کر لیتے تھے۔ چنانچہ ہم سے کوئی بھی آپ سے زیادہ دشمن سے قریب نہ ہوتا تھا۔

سید رضی فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ جب دشمن کی طرف سے خوف بڑھ جاتا تھا، اور لڑائی ہلاکت آفرین ہو جاتی تھی تو مسلمان یہ سہارا ڈھونڈنے لگتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس جنگ کریں۔ تاکہ آپ کی برکت سے اللہ ان پر نصرت نازل کرے اور آپ کی موجودگی کی وجہ سے وہ دشمن کے خوف سے محفوظ رہیں۔

اور آپ کا ارشاد "اذا احمرّ البأس" (جب جنگ سرخی اختیار کر جاتی ہے) کنایہ ہے جنگ کے شدت اختیار کر جانے سے اور اس بارے میں کئی قول بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں سب

تجمع الحرارة والحمرة بفعلها ولونها، ومما يقوی ذلك قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد رأى مجتلد الناس يوم حنين وهي حرب هوازن: الآن حمي الوطيس، فالوطيس: مستوقد النار، فشبه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما استحر من جلاد القوم باحتدام النار وشدة التهابها۔

سے اچھا یہ ہے کہ آپ نے جنگ کی حرارت کی شدت کو اس آگ سے تشبیہ دی ہے جس میں فعل کے اعتبار سے حرارت اور رنگ کے اعتبار سے سرخی (دونوں باتیں) یکجا ہو جاتی ہیں اور اس معنی کو ارشادِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقویت حاصل ہوتی ہے کہ جب حضورؐ نے حنین کے دن بنو ہوازن کی جنگ میں لوگوں کی لڑائی دیکھی تو فرمایا: الآن حمی الوطیس (اب بھٹی اچھی طرح تپ گئی) اور وطیس آگ روشن کرنے کی جگہ (تنور وغیرہ) کو کہتے ہیں۔ چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے لڑنے مرنے کی سرگرمی کو آگ کے سرخ شعلوں اور شدید بھڑکنوں سے تشبیہ دی ہے۔

اِنْقَضٰى هٰذَا الْفَصْلُ وَرَجَعْنَا اِلٰى سَنَنِ الْغَرَضِ الْاَوَّلِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

یہ فصل پوری ہوئی، اور ہم حسب دستور اس باب کے مقصدِ اوّل کی طرف رجوع کرتے ہیں

۲۶۱- وقال عليه السلام: لما بلغه إغارة أصحاب معاوية على الأنبار: فخرج بنفسه ماشيا حتى أتى النخيلة فأدركه الناس، وقالوا يا أمير المؤمنين نحن نكفيهم، فقال: مَا تَكْفُونَنِيْ اَنْفُسَكُمْ فَكَيْفَ تَكْفُوْنَنِيْ غَيْرَكُمْ؟ إِنْ كَانَتِ الرَّعَايَا قَبْلِيْ لَتَشْكُوْ حَيْفَ رُعَاتِهَا، وَإِنَّنِي الْيَوْمَ لَأَشْكُوْ حَيْفَ رَعِيَّتِيْ، كَأَنَّنِي الْمَقُوْدُ وَهُمُ الْقَادَةُ، أَوِ الْمَوْزُوْعُ وَهُمُ الْوَزَعَةُ۔

۲۶۱- فرمایا: (یہ اس وقت کی بات ہے) جب آپؑ کو اطلاع ملی کہ معاویہ کے آدمیوں نے انبار پر دھاوا بول دیا ہے، تو آپؑ بنفسِ نفیس پیادہ پا چل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ نخیلہ پہنچ گئے اتنے میں آپؑ کے آدمی بھی آپؑ سے آملے اور کہنے لگے: یا امیر المومنینؑ! اُن لوگوں سے لڑنے کے لئے ہم ہی کافی ہیں (آپؑ تکلیف نہ کریں) آپؑ نے ارشاد فرمایا:

تم اپنے آپ سے میرا بچاؤ نہیں کر سکتے تو دوسروں سے کیوں کر بچاؤ کرو گے؟ مجھ سے پہلے رعایا اپنے حاکموں کے ظلم کی شکایت کرتی تھی اور آج میں ہوں کہ اپنی رعیت کے ظلم کی شکایت کر رہا ہوں۔ جیسے میں ان کے تابع اور وہ میرے قائد ہیں یا میں محکوم اور وہ حاکم ہیں۔

فلما قال علیه السلام هذا القول فی کلام طویل قد ذکرنا مختاره فی جملة الخطب، تقدم الیه رجلان من اصحابه فقال احدهما: انی لا املك الا نفسی و اخی فمر بامرك یا امیر المومنین ننفذ له، فقال علیه السلام: وَاَیْنَ تَقَعَانِ مِمَّا اُرِیْدُ؟

(سید رضی کہتے ہیں کہ) جب امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک طویل کلام کے ذیل میں کہ جس کا منتخب حصہ ہم خطب میں ذکر کر چکے ہیں — یہ قول ارشاد فرمایا، تو آپؑ کے اصحاب میں سے دو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے عرض کیا: مجھے اپنی ذات اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر اختیار نہیں، لہذا یا امیرالمومنینؑ، آپ ہمارے ذمے خدمت لگائیں، تاکہ ہم اسے بجالائیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: "بھلا تم دونوں کہاں اور جو میں چاہتا ہوں وہ کہاں!"

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۶۲)

وقیل ان الحارث بن حوط اتاه فقال: اترانی اظن اصحاب الجمل کانوا علی ضلالة -؟ فقال علیه السلام: یَاحَارِثُ! اِنَّكَ نَظَرْتَ تَحْتَكَ وَلَمْ تَنْظُرْ فَوْقَكَ فَحِرْتَ! اِنَّكَ لَمْ تَعْرِفِ الْحَقَّ فَتَعْرِفَ مَنْ اَتَاهُ وَلَمْ تَعْرِفِ الْبَاطِلَ فَتَعْرِفَ مَنْ اَتَاهُ، فقال الحارث: فانی اعتزل مع سعد بن مالك وعبد الله بن عمر؟ فقال علیه السلام: اِنَّ سَعْدًا وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ یَنْصُرَا الْحَقَّ وَلَمْ یَخْذُلَا الْبَاطِلَ

کہتے ہیں، حارث بن حوط نے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا آپؑ کے خیال میں میرا گمان ہے کہ اصحاب جمل گمراہ تھے؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا: "اے حارث! سچ یہ ہے کہ تم نے اپنے نیچے نگاہ ڈالی، اور اپنے اوپر نظر نہیں کی، لہذا حیرت میں مبتلا ہو گئے۔ اصل میں تم نے حق کو پہچانا ہی نہیں، تو بھلا اہلِ حق کو کیا سمجھو گے، نہ تم نے باطل ہی کو پہچانا کہ اہلِ باطل کو پہچان لیتے۔

یہ سن کر حارث نے کہا: تو میں بھی سعدؓ[1] بن مالک اور عبداللہ بن عمر کے ساتھ الگ تھلگ ہو کر گوشہ گیر ہو جاؤں گا۔

آپؑ نے جواب دیا: بے شک سعد اور عبداللہ بن عمر نے نہ تو حق کی نصرت کی نہ باطل کا ساتھ چھوڑا۔

---

[1] سعد بن مالک: سعد بن ابی وقاص۔

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۶۳)

صَاحِبُ السُّلْطَانِ كَرَاكِبِ الْاَسَدِ:

بادشاہ کا مصاحب شیر سوار کی طرح ہوتا ہے: لوگ اس

يُغْبَطُ بِمَوْقِعِهِ . وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَوْضِعِهِ ۔

کے مرتبہ کا رشک کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے مقام کو بہتر سمجھتا ہے ۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۶۴)

اَحْسِنُوْا فِیْ عَقَبِ غَیْرِکُمْ تُحْفَظُوْا فِیْ عَقَبِکُمْ ۔

دوسروں کے پس ماندگان سے احسان کرو، تاکہ تمہارے پس ماندگان کی نگہبانی ہو۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۶۵)

اِنَّ کَلَامَ الْحُکَمَاءِ اِذَا کَانَ صَوَابًا کَانَ دَوَاءً، وَاِذَا کَانَ خَطَاءً کَانَ دَاءً ۔

دانشوروں کا کلام جب درست ہوتا ہے تو دوا بن جاتا ہے اور جب غلط ہوتا ہے تو درد (مرض) بن جاتا ہے ۔

وقال علیہ السلام **ارشاد** (۲۶۶)

وسأله رجل ان یعرفه الایمان فقال علیه السلام، اِذَا کَانَ الْغَدُ فَأْتِنِیْ حَتّٰی اُخْبِرَکَ عَلٰی اَسْمَاعِ النَّاسِ، فَاِنْ نَسِیْتَ مَقَالَتِیْ حَفِظَهَا عَلَیْکَ غَیْرُکَ، فَاِنَّ الْکَلَامَ کَالشَّارِدَةِ یَنْقُفُهَا هٰذَا وَ یُخْطِئُهَا هٰذَا ۔

ایک آدمی نے آپؑ سے سوال کیا کہ مجھے ایمان کی تعریف بتائیے ۔ آپؑ نے فرمایا : کل آجائے تو میرے پاس آنا تاکہ میں تمہارے سوال کا اس وقت جواب دوں، جب اور لوگ بھی سن رہے ہوں ۔ تاکہ اگر تم میرا جواب بھول جاؤ تو دوسرے تمہیں یاد دلا دیں ۔ کیونکہ کلام بھگائے ہوئے شکار کی طرح ہوتا ہے، کسی کی گرفت میں آجاتا ہے اور کسی کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے ۔

وقد ذکرنا ما اجابه به فیما تقدم من هذا الباب وهو قوله " الایمان علی اربع شعب "

سید رضی فرماتے ہیں : آپؑ نے اُس آدمی کو جو جواب دیا تھا، اُس کا ذکر ہم اس سے پہلے اسی باب میں کر چکے ہیں اور وہ ہے آپؑ کا ارشاد : "الایمانُ علی اربعِ شُعبٍ" : ایمان کے چار شعبے ہیں ۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۶۷)

یَا ابْنَ اٰدَمَ لَا تَحْمِلْ هَمَّ یَوْمِکَ الَّذِیْ لَمْ یَأْتِکَ عَلٰی یَوْمِکَ الَّذِیْ قَدْ اَتَاکَ، فَاِنَّهٗ اِنْ یَکُ

اے آدم زاد! اپنے آنے والے دن کا بوجھ اپنے آئے ہوئے دن پر مت ڈال ۔ کیونکہ یقین ہے کہ اگر تیری عمر کا ایک

مِن عُمُرِكَ يَأْتِ اللهُ فِيهِ بِرِزْقِكَ۔

دن بھی باقی ہوگا تو اللہ اُس دن بھی تیرا رزق پہنچائے گا۔

ارشاد (۲۶۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا، عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا، وَ اَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا، عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا۔

اپنے دوست کی محبت میں حد سے آگے نہ بڑھو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تمہارا دشمن بن جائے۔ اور دشمن کی دشمنی میں (بھی) حد سے نہ گزرو، ممکن ہے وہ کسی دن تمہارا دوست بن جائے۔

ارشاد (۲۶۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلنَّاسُ فِي الدُّنْيَا عَامِلَانِ: عَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا، قَدْ شَغَلَتْهُ دُنْيَاهُ عَنْ اٰخِرَتِهٖ، يَخْشٰى عَلٰى مَنْ يَخْلُفُهُ الْفَقْرَ وَ يَاْمَنُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَيُفْنِيْ عُمُرَهٗ فِيْ مَنْفَعَةِ غَيْرِهٖ، وَ عَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا فَجَاءَهُ الَّذِيْ لَهٗ مِنَ الدُّنْيَا بِغَيْرِ عَمَلٍ، فَاَحْرَزَ الْحَظَّيْنِ مَعًا، وَمَلَكَ الدَّارَيْنِ جَمِيْعًا فَاَصْبَحَ وَجِيْهًا عِنْدَ اللّٰهِ، لَا يَسْاَلُ اللّٰهَ حَاجَةً فَيَمْنَعُهٗ۔

دُنیا میں دو قسم کے کارگزار ہیں: ایک وہ جو دُنیا میں دُنیا ہی کی خاطر سرگرمِ عمل ہیں۔ اُن کی دُنیا نے اُنہیں آخرت سے غافل کر رکھا ہے۔ اُنہیں اپنے پس ماندگان کی تنگدستی کا تو اندیشہ ہے مگر اپنی تنگدستی سے بے خوف ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی عمر دوسروں کے فائدہ کے لئے برباد کر رہے ہیں۔ دوسرے جو دُنیا میں آخرت کے لئے عمل کرتے ہیں، بلا دُنیا کا حصّہ اُنہیں بغیر عمل کے ہاتھ آجاتا ہے، چنانچہ وہ دونوں حصے (دُنیا و آخرت کے حصے) ایک ساتھ سمیٹ لیتے ہیں۔ اور پوری طرح دارین کے مالک ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں اللہ کے یہاں اُن کی قدر ہوتی ہے، وہ اللہ سے کوئی ایسی مراد نہیں مانگتے جسے وہ بر نہ لائے۔

ارشاد (۲۷۰)

وروی انه ذکر عند عمر بن الخطاب فی ایامه حلی الکعبة وکثرته فقال قوم: لو اخذته فجهزت به جیوش المسلمین کان

روایت ہے کہ عمر بن خطاب کے سامنے اُن کے زمانہ اقتدار میں کعبہ کے زیورات اور اُن کی کثرت کا ذکر ہوا۔ تو کچھ لوگوں نے کہا: کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اُن (زیورات) پر قبضہ کریں اور اُن سے مسلمانوں کے لشکروں کو مدد

اعظم للاجر و ما تصنع الكعبة بالحلي؟ فهم عمر بذلك، وسأل اميرالمومنين عليه السلام

کریں، تو اس کا اجر زیادہ ہوگا۔ اور بھلا کعبہ کو ان زیورات سے کیا کام؟ چنانچہ عمر نے یہی ارادہ کر لیا، اور امیرالمومنین علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا۔

فقال عليه السلام: اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَالْاَمْوَالُ اَرْبَعَةٌ: اَمْوَالُ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَسَّمَهَا بَيْنَ الْوَرَثَةِ فِي الْفَرَائِضِ، وَالْفَيْءُ فَقَسَّمَهُ عَلٰى مُسْتَحِقِّيْهِ، وَالْخُمُسُ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ حَيْثُ وَضَعَهُ، وَالصَّدَقَاتُ فَجَعَلَهَا اللّٰهُ حَيْثُ جَعَلَهَا، وَكَانَ حَلْيُ الْكَعْبَةِ فِيْهَا يَوْمَئِذٍ، فَتَرَكَهُ اللّٰهُ عَلٰى حَالِهٖ، وَلَمْ يَتْرُكْهُ نِسْيَانًا، وَلَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ مَكَانًا، فَاَقِرَّهُ حَيْثُ اَقَرَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ فقال له عمر: لولاك لا فتضحنا، وترك الحلي بحاله۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا: حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اس وقت نازل کیا گیا جب چار طرح کے مال تھے: (۱) مسلمانوں کے مال۔ سو حضورؐ نے انہیں مقررہ حصوں کے مطابق وارثوں میں بانٹ دیا (۲) فے جسے آپؐ نے اُس کے حقداروں میں تقسیم فرمایا (۳) خمس تو اللہ نے اسے وہاں رکھا جہاں رکھ دیا (۴) صدقات یعنی مال زکوٰۃ، اسے (بھی) جہاں اللہ نے رکھا تھا رکھا۔ اور کعبہ کے زیورات اُن دنوں کعبہ ہی میں تھے سو اللہ نے انہیں اُن کے حال پر چھوڑ دیا۔ اور چھوڑا بھی تو بھول سے نہیں اور نہ اُس پر یہ بات ہی پوشیدہ تھی کہ وہ کہاں ہیں۔ لہٰذا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے انہیں جہاں برقرار رکھا، تم بھی وہیں برقرار رہنے دو۔ یہ سن تھا کہ عمر بول اُٹھے: "اگر آپؑ نہ ہوتے تو ہم رسوا ہو جاتے" اور زیورات کو اُن کے حال پر رہنے دیا۔

ارشاد (۲۷۱)

وروی انه عليه السلام رفع اليه رجلان سرقا من مال الله: احدهما عبد من مال الله والاخر من عروض الناس فقال عليه السلام: اَمَّا هٰذَا فَهُوَ مِنْ مَالِ اللّٰهِ وَلَا حَدَّ عَلَيْهِ، مَالُ اللّٰهِ اَكَلَ بَعْضُهٗ بَعْضًا، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَعَلَيْهِ

روایت ہے کہ آپؑ کے سامنے دو ایسے آدمی پیش کئے گئے جنہوں نے خدا کے مال میں سے (کچھ مال کی) چوری کی تھی۔ اُن میں سے ایک تو خدا کے مال سے خریدا ہوا غلام تھا اور دوسرا کسی اور شخص کی ملکیت تھا۔ (تھے دونوں غلام) امیرالمومنینؑ نے فرمایا: یہ غلام تو مال خدا کی ملکیت ہے، اور اس پر کوئی حد نہیں۔ مالِ خدا نے اپنا ہی ایک حصہ کھایا ہے۔ رہا دوسرا سو اُس پر سخت حد (کا حکم) ہے۔ چنانچہ آپؑ

الْحَدُّ (الشَّدِيْدُ) فَقَطَعَ يَدَهُ

نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۷۲)

لَوْقَدِ اسْتَوَتْ قَدَمَایَ مِنْ هٰذِهِ الْمَدَاحِضِ لَغَيَّرْتُ اَشْيَاءَ

اگر ان پھسلنوں سے (نکل کر) میرے قدم جم جاتے تو میں کتنی ہی چیزوں کو بدل دیتا [1]۔

---

[1] وہ شرعی احکام مراد ہیں، جن میں بعد وفات رسولؐ تغیر و تبدل کر دیا گیا تھا، تفصیل کے لئے دیکھئے (۱) تاریخ الخلفاء سیوطی: اولیات عمر (۲) الفاروق شبلی: اولیات عمر۔

ارشاد (۲۷۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِعْلَمُوْا عِلْمًا يَقِيْنًا اَنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ لِلْعَبْدِ وَاِنْ عَظُمَتْ حِيْلَتُهُ، وَاشْتَدَّتْ طِلْبَتُهُ، وَقَوِيَتْ مَكِيْدَتُهُ ــــ اَكْثَرَ مِمَّا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، وَلَمْ يَحُلْ بَيْنَ الْعَبْدِ فِيْ ضَعْفِهِ وَقِلَّةِ حِيْلَتِهِ، وَبَيْنَ اَنْ يَبْلُغَ مَا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. وَالْعَارِفُ لِهٰذَا الْعَامِلُ بِهِ اَعْظَمُ النَّاسِ رَاحَةً فِيْ مَنْفَعَةٍ، وَالتَّارِكُ لَهُ الشَّاكُّ فِيْهِ اَعْظَمُ النَّاسِ شُغُلًا فِيْ مَضَرَّةٍ. وَرُبَّ مُنْعَمٍ عَلَيْهِ مُسْتَدْرَجٌ بِالنُّعْمٰى، وَرُبَّ مُبْتَلًى مَصْنُوْعٌ لَهُ بِالْبَلْوٰى، فَزِدْ اَيُّهَا الْمُسْتَمِعُ فِيْ شُكْرِكَ، وَقَصِّرْ مِنْ عَجَلَتِكَ، وَقِفْ عِنْدَ مُنْتَهٰى رِزْقِكَ

علم الیقین کے طور پر ذہن نشین کر لو کہ اللہ نے بندہ کے نام ذکرِ حکیم [1] میں جو کچھ لکھ دیا ہے اُس (بندہ) کے لئے اُس سے زیادہ نہیں کیا۔ چاہے بندہ بڑے بڑے جتن کرے، اُس کی جستجو شدت اختیار کر جائے اور اُس کی تدبیر زبردست ہو۔ اور بندہ کتنا ہی کمزور ہو اور اُس کے وسائل قلیل ہی کیوں نہ ہوں (اللہ) اُس کے اور ذکرِ حکیم میں لکھے نوشتہ تک اُس کی رسائی کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا اور اس بات کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے والا سب سے زیادہ مطمئن اور منفعت اندوز ہوتا ہے۔ اور اسے نظر انداز کرکے اس میں شک کرنے والا سب سے زیادہ مضرت میں مبتلا رہتا ہے۔ اور کتنے ہی نعمت یافتہ ہیں جنہیں نعمت دے کر رفتہ رفتہ عذاب کے قریب لایا جا رہا ہے۔ اور کتنے ہی گرفتار بلا ہیں جنہیں مصیبت میں مبتلا کرکے اُن پر نوازش کی جا رہی ہے۔ لہٰذا اے غور سے سننے والے! شکر زیادہ کر اور جلد بازی کم کر۔ اور اپنی روزی کی حد پر ٹھہر جا (آگے نہ بڑھ)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۷۴)

لَا تَجْعَلُوا عِلْمَكُمْ جَهْلاً، وَيَقِينَكُمْ شَكّاً، إِذَا عَلِمْتُمْ فَاعْمَلُوا، وَإِذَا تَيَقَّنْتُمْ فَاقْدِمُوا۔

اپنے علم کو جہل نہ بناؤ، نہ اپنے یقین کو شک بناؤ۔ جب علم ہو جائے تو (اُس کے مطابق) عمل کرو، اور جب یقین ہو جائے تو اقدام کرو۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۷۵)

إِنَّ الطَّمَعَ مُورِدٌ غَيْرُ مُصْدِرٍ، وَضَامِنٌ غَيْرُ وَفِيٍّ، وَرُبَّمَا شَرِقَ شَارِبُ الْمَاءِ قَبْلَ رِيِّهِ، وَكُلَّمَا عَظُمَ قَدْرُ الشَّيْءِ الْمُتَنَافَسِ فِيهِ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ لِفَقْدِهِ، وَالْأَمَانِيُّ تُعْمِي أَعْيُنَ الْبَصَائِرِ، وَالْحَظُّ يَأْتِي مَنْ لَا يَأْتِيهِ۔

لالچ گھاٹ پر تو لا اُتارتا ہے مگر سیراب کرکے واپس نہیں لاتا۔ ذمہ داری لے تو لیتا ہے مگر اسے پورا نہیں کرتا۔ اور بسا اوقات پانی پینے والے کو پینے سے پہلے ہی اُچھو لگ جاتا ہے۔ اور جب کسی دل پسند چیز کی قدر بڑھ جاتی ہے تو اُس کے کھو جانے کی مصیبت بھی بڑھ جاتی ہے اور آرزوئیں عقل کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہیں۔ اور جو اپنے نصیب تک نہیں پہنچ سکتا، نصیب اُس تک پہنچ جاتا ہے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۷۶)

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ (مِنْ) أَنْ تُحَسِّنَ فِي لَامِعَةِ الْعُيُونِ عَلَانِيَتِي، وَتُقَبِّحَ فِيمَا أُبْطِنُ لَكَ سَرِيرَتِي، مُحَافِظاً عَلَى رِئَاءِ النَّاسِ مِنْ نَفْسِي بِجَمِيعِ مَا أَنْتَ مُطَّلِعٌ عَلَيْهِ مِنِّي، فَأُبْدِيَ لِلنَّاسِ حُسْنَ ظَاهِرِي، وَأُفْضِيَ إِلَيْكَ بِسُوءِ عَمَلِي، تَقَرُّباً إِلَى عِبَادِكَ، وَتَبَاعُداً مِنْ مَرْضَاتِكَ۔

بارالہا! میں اس بات سے تیری پناہ لیتا ہوں کہ تو میرے ظاہر کو ظاہر بین آنکھوں میں آراستہ کر دکھائے اور جو راز میں تیرے لئے دل میں پوشیدہ رکھوں تو وہ تیری نظر میں بُرا ہو۔ (اور حالت یہ ہو، کہ میں لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنے دل کی اُن تمام باتوں کو ظاہر ہونے سے بچاؤں جن سے تو آگاہ ہے۔ چنانچہ لوگوں کے سامنے تو اپنے حُسنِ ظاہر کی نمائش کروں اور تیرے سامنے اپنی بد اعمالیاں پیش کرتا رہوں۔ (اور نتیجہ یہ ہو، کہ تیرے بندوں کا تقرب حاصل کروں مگر تیری رضا سے دور ہو جاؤں۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۷۷)

لَا وَالَّذِي أَمْسَيْنَا مِنْهُ فِي غُبْرِ لَيْلَةٍ دَهْمَاءَ تَكْشِرُ عَنْ يَوْمٍ أَغَرَّ مَا كَانَ كَذَا وَكَذَا۔

اُس ذات کی قسم جس کی توفیق سے ہم نے اِس اندھیری رات کا باقی ماندہ حصّہ بسر کیا، جس کا پردہ ہٹتے ہی روزِ روشن نمودار ہو جائے گا۔ کہ نہ کبھی ایسی (رات) ہوئی نہ ایسا (دن)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۷۸)

قَلِيلٌ تَدُومُ عَلَيْهِ أَرْجَى مِنْ كَثِيرٍ مَمْلُولٍ مِنْهُ۔

وہ قلیل (عمل) جسے تم بلا ناغہ بجا لاتے ہو اُس کثیر (عمل) سے افضل ہے جس سے تم اُکتا جاؤ۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۷۹)

إِذَا أَضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالْفَرَائِضِ فَارْفُضُوهَا۔

جب نوافل، فرائض کو ضرر پہنچانے لگیں، تو انہیں چھوڑ دو۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۸۰)

مَنْ تَذَكَّرَ بُعْدَ السَّفَرِ اسْتَعَدَّ۔

جو سفر کی دُوری کو یاد رکھتا ہے، وہ مُستعد رہتا ہے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۸۱)

لَيْسَتِ الرُّؤْيَةُ كَالْمُعَايَنَةِ مَعَ الْأَبْصَارِ فَقَدْ تَكْذِبُ الْعُيُونُ أَهْلَهَا، وَلَا يَغُشُّ الْعَقْلُ مَنِ اسْتَنْصَحَهُ۔

آنکھ سے دیکھ لینا عقل کی آنکھوں سے دیکھنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آنکھیں آنکھوں والوں کو جُھٹلا بھی دیتی ہیں۔ مگر جو عقل سے نصیحت اندوز ہونا چاہے عقل اُسے دھوکہ نہیں دیتی۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ **ارشاد** (۲۸۲)

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْمَوْعِظَةِ حِجَابٌ مِنَ الْغِرَّةِ۔

تمہارے اور وعظ (نصیحت) کے درمیان غفلت کا پردہ ہے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۸۳)

جَاهِلُكُمْ مُزْدَادٌ، وَعَالِمُكُمْ مُسَوِّفٌ۔

جب تم جاہل ہوتے ہو وہ (عمل میں) بڑھ جاتا ہے اور جب عالم سمجھتے ہو وہ آئندہ پر ٹالتا رہتا ہے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۸۴)

قَطَعَ الْعِلْمُ عُذْرَ الْمُتَعَلِّلِينَ۔

علم نے حجت بازوں کے عذر کو قطع کر دیا۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۸۵)

كُلُّ مُعَاجَلٍ يَسْأَلُ الْإِنْظَارَ، وَكُلُّ مُؤَجَّلٍ يَتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِيفِ۔

ہر وہ شخص جسے جلدی موت آجاتی ہے، مہلت مانگتا ہے، اور جس کی موت میں تاخیر کردی جاتی ہے، وہ ٹال مٹول کرکے حجت بازیاں کرنے لگتا ہے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۸۶)

مَا قَالَ النَّاسُ لِشَيْءٍ "طُوبَىٰ لَهُ" إِلَّا وَقَدْ خَبَأَ لَهُ الدَّهْرُ يَوْمَ سُوءٍ۔

لوگ جس چیز کو کہتے ہیں "کتنی عمدہ ہے!" زمانہ نے اس کے لئے ایک آفت کا دن چھپا رکھا ہوتا ہے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۸۷)

وسئل عن القدر فقال:

طَرِيقٌ مُظْلِمٌ فَلَا تَسْلُكُوهُ، وَبَحْرٌ عَمِيقٌ فَلَا تَلِجُوهُ، وَسِرُّ اللهِ فَلَا تَتَكَلَّفُوهُ۔

آپؑ سے قدر کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: یہ ایک تاریک راستہ ہے، اس پر نہ ہی چلو، اور یہ ایک گہرا سمندر ہے، اس کی گہرائی میں مت اُترو۔ اور (یہ) اللہ کا بھید ہے، اس کی زحمت میں نہ پڑو۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۸۸)

إِذَا أَرْذَلَ اللهُ عَبْدًا حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ۔

اللہ جب کسی بندہ کو حقیر سمجھتا ہے، اُسے علم سے محروم کر دیتا ہے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ارشاد (۲۸۹)

كَانَ لِي فِيمَا مَضَى أَخٌ فِي اللّٰهِ وَكَانَ يُعْظِمُهُ فِي عَيْنِي صِغَرُ الدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ، وَكَانَ خَارِجًا مِنْ سُلْطَانِ بَطْنِهِ فَلَا يَشْتَهِي مَا لَا يَجِدُ وَلَا يُكْثِرُ إِذَا وَجَدَ، وَكَانَ أَكْثَرَ دَهْرِهِ صَامِتًا، فَإِنْ قَالَ بَذَّ الْقَائِلِينَ وَنَقَعَ غَلِيلَ السَّائِلِينَ، وَكَانَ ضَعِيفًا مُسْتَضْعَفًا. فَإِنْ جَاءَ الْجِدُّ فَهُوَ لَيْثُ غَابٍ وَصِلُّ وَادٍ. لَا يُدْلِي بِحُجَّةٍ حَتَّى يَأْتِيَ قَاضِيًا، وَكَانَ لَا يَلُومُ أَحَدًا عَلَى مَا يَجِدُ الْعُذْرَ فِي مِثْلِهِ حَتَّى يَسْمَعَ اعْتِذَارَهُ، وَكَانَ لَا يَشْكُو وَجَعًا إِلَّا عِنْدَ بُرْئِهِ وَكَانَ يَقُولُ مَا يَفْعَلُ وَلَا يَقُولُ مَا لَا يَفْعَلُ، وَكَانَ إِذَا غُلِبَ عَلَى الْكَلَامِ لَمْ يُغْلَبْ عَلَى السُّكُوتِ وَكَانَ عَلَى مَا يَسْمَعُ أَحْرَصَ مِنْهُ عَلَى أَنْ يَتَكَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا بَدَهَهُ أَمْرَانِ يَنْظُرُ أَيُّهُمَا أَقْرَبُ إِلَى الْهَوَى فَخَالَفَهُ، فَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْخَلَائِقِ فَالْزَمُوهَا وَتَنَافَسُوا فِيهَا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِيعُوهَا فَاعْلَمُوا أَنَّ أَخْذَ الْقَلِيلِ خَيْرٌ مِنْ تَرْكِ الْكَثِيرِ۔

زمانہ ماضی میں میرا ایک دینی بھائی تھا۔ میری نگاہ میں اُس کی عظمت کا سبب یہ تھا کہ اُس کی نگاہ میں دُنیا حقیر تھی۔ وہ اپنے پیٹ کے دائرۂ اقتدار سے باہر تھا۔ لہٰذا جو چیز اُسے نہ ملتی اُس کی خواہش نہیں کرتا تھا اور جب مل جاتی تو اُسے زیادہ نہیں سمجھتا تھا۔ اپنے اوقات کا زیادہ حصہ خاموشی میں گزارتا تھا۔ مگر جب بولتا تو بولنے والوں کے منہ بند کر دیتا اور سوال کرنے والوں کی پیاس بجھا دیتا تھا۔ وہ تھا تو کمزور اور کمزور ہی سمجھا جاتا تھا مگر جب سنجیدگی کا موقع آتا، تو جنگل کا شیر اور وادی کا اژدہا بن جاتا تھا۔ جو دلیل بیان کرتا وہ فیصلہ کن ہوتی تھی۔ جس کام میں عذر سُن نہ لیتا اُس میں کسی کی ملامت نہیں کرتا تھا۔ درد کی شکایت اُس وقت کرتا جب اس سے شفایاب ہو جاتا تھا۔ کہتا وہی تھا جو کرتا تھا، اور جو کرتا نہیں تھا، وہ کہتا نہ تھا۔ اگر باتوں میں مغلوب بھی ہو جاتا تو سکوت میں مغلوب نہیں ہوتا تھا۔ خود بولنے سے زیادہ سننے کا آرزو مند رہتا تھا۔ جب ناگہاں دو باتیں اس کے سامنے آجاتیں تو دیکھتا کہ دونوں میں سے کونسی بات خواہشِ نفس سے زیادہ قریب ہے۔ سو اُس کی مخالفت کرتا تھا۔ پس تمہیں لازم ہے کہ ان عادات کو اختیار کرو اور انہیں حاصل کرنے کی آرزو کرو۔ لیکن اگر ان سب کو پانے کی تم میں طاقت نہ ہو، تو یاد رکھو کہ قلیل کا حاصل کرنا کثیر کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ ؎۱

؎۱ حضرتؑ نے جس دینی بھائی کا ذکر فرمایا ہے، اُس سے جناب ابوذر غفاری مراد ہیں۔ (مترجم)

ارشاد (۲۹۰)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: لَوْ لَمْ یَتَوَعَّدِ اللّٰہُ عَلٰی مَعْصِیَتِہٖ، لَکَانَ یَجِبُ اَنْ لَا یُعْصٰی شُکْرًا لِنِعَمِہٖ۔

اگر اللہ نے اپنی نافرمانی کی سزا سے نہ بھی ڈرایا ہوتا، تو بھی واجب تھا کہ اُس کی نعمتوں کے شکرانہ میں اُس کی نافرمانی نہ کی جاتی۔

ارشاد (۲۹۱)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: وَقَدْ عزی الاشعث بن قیس عن ابن لہ:۔

یَا اَشْعَثُ اِنْ تَحْزَنْ عَلٰی ابْنِکَ فَقَدِ اسْتَحَقَّتْ مِنْکَ ذٰلِکَ الرَّحِمُ، وَاِنْ تَصْبِرْ فَفِی اللّٰہِ مِنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ خَلَفٌ۔ یَا اَشْعَثُ، اِنْ صَبَرْتَ جَرٰی عَلَیْکَ الْقَدَرُ وَاَنْتَ مَاْجُوْرٌ، وَاِنْ جَزِعْتَ جَرٰی عَلَیْکَ الْقَدَرُ وَاَنْتَ مَاْزُوْرٌ۔ (یَا اَشْعَثُ) ابْنُکَ سَرَّکَ وَھُوَ بَلَاءٌ وَفِتْنَۃٌ وَحَزَنَکَ وَھُوَ ثَوَابٌ وَرَحْمَۃٌ۔

اشعث بن قیس کو اُس کے ایک بیٹے کا پُرسا دیتے ہوئے فرمایا:

اے اشعث! اگر تم اپنے بیٹے پر غم کا اظہار کرو تو خونی رشتہ تمہیں ایسا کرنے کا استحقاق دیتا ہے۔ اور اگر صبر کرو تو اللہ کی راہ میں ہر مصیبت کا عوض ہے۔ اے اشعث! اگر تم نے صبر کیا تو خدا کا فیصلہ تم پر اِس حال میں نافذ ہو گا کہ تمہیں (صبر کا) اجر ملے گا۔ اور اگر تم نے بے صبری دکھائی، تو خدائی فیصلہ تم پر اس حال میں نافذ ہو گا کہ تم (بے صبری کا) بوجھ اُٹھائے ہو گے۔ اے اشعث! تمہارے بیٹے نے تمہیں اُس وقت مسرور کیا جب کہ وہ آزمائش اور فتنہ تھا۔ اور تمہیں اُس وقت محزون کیا، جب کہ وہ ثواب اور رحمت ہے۔

ارشاد (۲۹۲)

وقال علیہ السلام علٰی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساعۃ دفن:۔

اِنَّ الصَّبْرَ لَجَمِیْلٌ اِلَّا عَنْکَ، وَاِنَّ الْجَزَعَ لَقَبِیْحٌ اِلَّا عَلَیْکَ، وَاِنَّ الْمُصَابَ بِکَ لَجَلِیْلٌ، وَاِنَّہٗ قَبْلَکَ وَبَعْدَکَ لَجَلَلٌ۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کے وقت حضورؐ کی قبر پر فرمایا:

صبر بے شک اچھی چیز ہے مگر آپؐ کا غم مستثنیٰ ہے۔ اور بے صبری واقعی بُری بات ہے مگر آپؐ پر بُری نہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ آپؐ کی (موت کی) مصیبت بہت بڑی ہے۔ اور ہر بڑی مصیبت آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد ہیچ ہے۔

ارشاد (۲۹۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَصْحَبِ الْمَائِقَ فَإِنَّهُ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهُ وَيَوَدُّ أَنْ تَكُونَ مِثْلَهُ۔

احمق کی صحبت اختیار نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے سامنے اپنے کئے کو سجا کر پیش کرے گا، اور چاہے گا کہ تم بھی اُسی کے ایسے ہو جاؤ۔

ارشاد (۲۹۴)

وقد سئل عن مسافة مابين المشرق والمغرب، فقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَسِيْرَةُ يَوْمٍ لِلشَّمْسِ۔

آپؑ سے پوچھا گیا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: سورج کے ایک دن کے سفر (کے برابر)

ارشاد (۲۹۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَصْدِقَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ، وَأَعْدَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ: فَأَصْدِقَاؤُكَ صَدِيقُكَ، وَصَدِيقُ صَدِيقِكَ، وَعَدُوُّ عَدُوِّكَ۔ وَأَعْدَاؤُكَ عَدُوُّكَ وَعَدُوُّ صَدِيقِكَ، وَصَدِيقُ عَدُوِّكَ۔

تمہارے دوست تین ہیں۔ اور تین ہی تمہارے دشمن ہیں: چنانچہ تمہارے دوست ہیں (۱) تمہارا دوست، (۲) تمہارے دوست کا دوست اور (۳) تمہارے دشمن کا دشمن۔ اور تمہارے دشمن ہیں (۱) تمہارا دشمن (۲) تمہارے دوست کا دشمن اور (۳) تمہارے دشمن کا دوست۔

ارشاد (۲۹۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لرجل رآه يسعى على عدوله بما فيه اضرار بنفسه: إِنَّمَا أَنْتَ كَالطَّاعِنِ نَفْسَهُ لِيَقْتُلَ رِدْفَهُ۔

اُس آدمی سے فرمایا جسے آپؑ نے دیکھا کہ اپنے دشمن کے خلاف بھاگ دوڑ کر رہا ہے حالانکہ جس بات سے اُسے نقصان پہنچانا چاہتا ہے اُس میں اُس کا اپنا نقصان ہے: تم ٹھیک اُس شخص کی طرح ہو جو اپنے ردیف کو قتل کرنے کے لئے اپنے آپ کو نیزہ گھونپ لے [1]

---

[1] رِدْف (ردیف): سوار کے پیچھے بیٹھنے والا۔

ارشاد (۲۹۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا أَكْثَرَ الْعِبَرَ وَأَقَلَّ الْاِعْتِبَارَ!

عبرتیں کتنی کثیر ہیں، مگر اُن سے کتنا کم سبق لیا جاتا ہے!

ارشاد (۲۹۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ بَالَغَ فِي الْخُصُومَةِ أَثِمَ، وَمَنْ قَصَّرَ فِيهَا ظُلِمَ، وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ مَنْ خَاصَمَ۔

جس نے جھگڑنے میں مبالغہ کیا، اُس نے گناہ کیا۔ اور جس نے اُس (جھگڑنے) میں کوتاہی کی، وہ مظلوم ہوا۔ اور جس نے جھگڑا مول لے لیا، اُس میں خدا سے ڈرنے کی تاب نہیں رہ جاتی۔

ارشاد (۲۹۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا أَهَمَّنِي ذَنْبٌ أُمْهِلْتُ بَعْدَهُ حَتّٰى أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ (وَأَسْأَلَ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ)

مجھے اُس گناہ کا کبھی غم نہیں ہوا جس کے بعد مجھے دو رکعت نماز بجا لانے کی مُہلت مل گئی ہو اور میں نے اللہ سے عافیت کا سوال کر لیا ہو۔

ارشاد (۳۰۰)

وسئل عليه السلام: كيف يحاسب الله الخلق على كثرتهم؟ فقال عليه السلام: كَمَا يَرْزُقُهُمْ عَلٰى كَثْرَتِهِمْ۔ فقيل: كيف يحاسبهم ولا يرونه؟ فقال عليه السلام: كَمَا يَرْزُقُهُمْ وَلَا يَرَوْنَهُ۔

آپؑ سے پوچھا گیا کہ اللہ اتنی کثیر مخلوق کا محاسبہ کیونکر کرے گا۔ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: "جس طرح اُن کی کثرت کے باوجود اُنہیں روزی دیتا ہے۔" عرض کیا گیا کہ وہ کیونکر محاسبہ کرے گا جب کہ مخلوق اُسے دیکھ نہیں رہی ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا: جس طرح وہ انہیں روزی دیتا ہے حالانکہ وہ اُسے دیکھ نہیں رہے۔

ارشاد (۳۰۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَسُولُكَ تَرْجُمَانُ عَقْلِكَ، وَكِتَابُكَ أَبْلَغُ مَا يَنْطِقُ عَنْكَ!

تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہارا خط تمہاری طرف سے بلیغ ترین بولنے والا ہے۔

ارشاد (۳۰۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا الْمُبْتَلَى الَّذِي قَدِ اشْتَدَّ بِهِ الْبَلَاءُ بِأَحْوَجَ إِلَى الدُّعَاءِ مِنَ الْمُعَافَى الَّذِي لَا يَأْمَنُ الْبَلَاءَ!

وہ گرفتارِ بلا جو سخت آزمائش میں مبتلا ہو، اُس شخص سے زیادہ محتاجِ دُعا نہیں جسے عافیت میسر ہے مگر آزمائش سے بے خوف نہیں۔

ارشاد (۳۰۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - النَّاسُ أَبْنَاءُ الدُّنْيَا وَلَا يُلَامُ الرَّجُلُ عَلَى حُبِّ أُمِّهِ۔

لوگ دنیا کے فرزند ہیں اور اپنی ماں سے محبت کرنے پر کسی کو کوسا نہیں جاتا۔

ارشاد (۳۰۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - إِنَّ الْمِسْكِينَ رَسُولُ اللهِ فَمَنْ مَنَعَهُ فَقَدْ مَنَعَ اللهَ، وَمَنْ أَعْطَاهُ فَقَدْ أَعْطَى اللهَ۔

مسکین حقیقت میں خدا کا فرستادہ ہوتا ہے، سو جس نے اُسے (کچھ) نہ دیا، اُس نے خدا کو نہ دیا، اور جس نے اُسے دیا، اُس نے خدا کو دیا۔

ارشاد (۳۰۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - مَا زَنَى غَيُورٌ قَطُّ

کسی غیرت مند نے کبھی زنا نہیں کیا۔

ارشاد (۳۰۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - كَفَى بِالْأَجَلِ حَارِسًا

(زندگی کی) پاسبانی کو اجل ہی کافی ہے۔

ارشاد (۳۰۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - يَنَامُ الرَّجُلُ عَلَى الثُّكْلِ وَلَا يَنَامُ عَلَى الْحَرَبِ۔

اولاد مر جائے تو آدمی کو نیند آ جاتی ہے مگر مال لُٹ جائے تو نیند نہیں آتی!

قال الرضی: ومعنی ذلک انہ یصبر علی قتل الاولاد ولا یصبر علی سلب الاموال۔

سید رضی فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اولاد کے مر جانے پر صبر کر لیتا ہے مگر مال کے لُٹ جانے پر صبر نہیں کرتا۔

ارشاد (٣٠٨)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَوَدَّةُ الْآبَاءِ قَرَابَةٌ بَيْنَ الْأَبْنَاءِ وَالْقَرَابَةُ إِلَى الْمَوَدَّةِ أَحْوَجُ مِنَ الْمَوَدَّةِ إِلَى الْقَرَابَةِ۔

باپ دادا کی محبت اولاد کی باہمی قرابت کا سبب ہے۔ اور قرابت محبت کی جتنی محتاج ہے، اتنی محبت قرابت کی نہیں۔

ارشاد (٣٠٩)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِتَّقُوا ظُنُونَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ۔

مومنوں کے گمانوں سے بچ کر رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حق کو اُن کی زبانوں پر ٹھہرا دیا ہے۔

ارشاد (٣١٠)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا يَصْدُقُ إِيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَكُونَ بِمَا فِي يَدِ اللّٰهِ أَوْثَقَ مِنْهُ بِمَا فِي يَدِهِ۔

بندہ کا ایمان اُس وقت تک صادق نہیں ہوتا جب تک اُسے اپنے قبضے کی چیزوں سے اُن چیزوں پر زیادہ بھروسا نہ ہو۔ جو خدا کے ہاتھ میں ہیں۔

ارشاد (٣١١)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَدْ كَانَ بَعَثَهُ إِلَى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ لَمَّا جَاءَ إِلَى الْبَصْرَةِ يُذَكِّرُهُمَا شَيْئًا مِمَّا سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي مَعْنَاهُمَا، فَلَوَى عَنْ ذٰلِكَ فَرَجَعَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي أُنْسِيتُ ذٰلِكَ الْأَمْرَ۔ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَضَرَبَكَ اللّٰهُ بِهَا بَيْضَاءَ لَامِعَةً لَا تُوَارِيهَا الْعِمَامَةُ۔

قَالَ الرَّضِيُّ: يَعْنِي الْبَرَصَ، فَأَصَابَ أَنَسًا هٰذَا الدَّاءُ فِيمَا بَعْدُ فِي

انس بن مالک سے اُس وقت فرمایا جب آپ بصرہ تشریف لائے اور انس کو طلحہ و زبیر کے پاس بھیجا تھا کہ اُن دونوں کو وہ بات یاد دلائیں جو آپؑ نے اُن دونوں کے بارے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی تھی لہ مگر انس اِس بات کو ٹال گئے اور آپؑ کی خدمت میں واپس آ کر کہ دیا: "مجھے وہ بات بھول گئی ہے" اس پر آپؑ نے ارشاد فرمایا: "اگر تم جھوٹ کہہ رہے ہو تو اللہ تمہیں اس (جھوٹ) کی سزا میں ایسا نمایاں سفید داغ لگائے جسے عمامہ بھی نہ چھپا سکے"

سید رضی فرماتے ہیں: سفید داغ سے آپؑ کی مراد برص ہے۔ چنانچہ بعد میں انس کے چہرے پر برص کا مرض

الا منبر تھا

ہوگیا جس کی وجہ سے اُنہیں جب بھی دیکھا گیا، برقع پوش دیکھا گیا۔

ل روایت ہے کہ انس اُس وقت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے جب حضور طلحہ و زبیر سے فرما رہے تھے: اِنَّکُمَا تُحَارِبَانِ عَلِیًّا وَ اَنْتُمَا لَهُ ظَالِمَانِ یعنی تم دونوں علیؑ سے لڑو گے حالانکہ تم دونوں اُن پر ظلم کرنے والے ہو گے۔

(محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ)

مگر فاضل معاصر علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ بحوالہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ "حضرتؑ نے یہ جملہ اُس موقع پر فرمایا جب آپؑ نے پیغمبرؐ کے اس ارشاد کی تصدیق چاہی: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ: جس کا میں مولا ہوں، اُس کے علیؑ بھی مولا ہیں۔ اے اللہ جو اس کو دوست رکھے تو بھی اُسے دوست رکھ اور جو انہیں دشمن رکھے تو بھی اُسے دشمن رکھ۔

چنانچہ متعدد لوگوں نے اس کی صحت کی گواہی دی مگر انس بن مالک خاموش رہے جس پر حضرتؑ نے اُن سے فرمایا کہ تم بھی تو غدیر خم کے موقع پر موجود تھے، پھر اس خاموشی کی کیا وجہ ہے انہوں نے کہا کہ یا امیرالمومنین! میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اب میری یادداشت کام نہیں کرتی جس پر حضرتؑ نے اُن کے لئے بد دعا فرمائی۔"

مفتی صاحب قبلہ لکھتے ہیں کہ "ابن ابی الحدید نے بھی اسی قول کی تائید کی ہے اور سید رضی کے تحریر کردہ واقعہ کی تردید کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ سید رضی نے جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرتؑ نے انس کو طلحہ و زبیر کی طرف روانہ کیا تھا، ایک غیر معروف واقعہ ہے۔ اگر حضرتؑ نے اِس کلام کی یاد دہانی کے لئے اُنہیں بھیجا ہوتا کہ جو پیغمبرؐ نے ان دونوں کے بارے میں فرمایا تھا تو یہ بعید ہے کہ وہ پلٹ کر یہ کہیں کہ میں بھول گیا تھا۔ کیونکہ جب وہ حضرتؑ سے الگ ہو کر روانہ ہوئے تھے تو اُس وقت یہ اقرار کیا تھا کہ پیغمبرؐ کا یہ ارشاد میرے علم میں ہے اور مجھے یاد ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ ایک گھڑی یا ایک دن کے بعد یہ کہیں کہ میں بھول گیا تھا۔ اور اقرار کے بعد انکار کریں۔ یہ ایک نہ ہونے والی بات ہے"

(مفتی جعفر حسین: ترجمہ و شرح نہج البلاغہ)

چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ واقعہ کی جو صورت بھی ہو، انس کا جھوٹ بہرحال ظاہر ہے اور اس جھوٹ کی سزا میں امیرالمومنین علیہ السلام کی بد دعا سے انس کا مبروص ہو جانا ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔

(مترجم)

ارشاد (۳۱۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ لِلْقُلُوْبِ اِقْبَالًا وَاِدْبَارًا، فَاِذَا اَقْبَلَتْ فَاحْمِلُوْهَا عَلَى النَّوَافِلِ، وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاقْتَصِرُوْا بِهَا عَلَى الْفَرَائِضِ۔

یہ حقیقت ہے کہ دل آگے بڑھتے ہیں اور پیچھے ہٹتے ہیں۔ لہٰذا جب وہ آگے بڑھیں تو انہیں نوافل پر آمادہ کرو، اور جب پیچھے ہٹیں تو اُن سے فرائض انجام دلانے پر اکتفا کرو۔

ارشاد (۳۱۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَفِي الْقُرْاٰنِ نَبَاُ مَا قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ۔

تمہارے ماقبل کی بیتی، تمہارے بعد کی خبر اور تمہارے (موجودہ) باہمی معاملات کا حکم (سب کچھ) قرآن میں موجود ہے [1]

---

[1] نبأ۔ خبر اور حکم کی تین لفظوں میں پورے قرآن کو منحصر کر دینا اُسی کو زیب دیتا ہے جس کی شان میں زبان رسالت سے نکل چکا ہو: اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِيٍّ یعنی قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔

ارشاد (۳۱۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رُدُّوا الْحَجَرَ مِنْ حَيْثُ جَاءَ، فَاِنَّ الشَّرَّ لَا يَدْفَعُهُ اِلَّا الشَّرُّ۔

پتھر جدھر سے آیا ہو اُدھر کو لوٹا دو، کیونکہ شر کا دفاع شر ہی سے کیا جاتا ہے۔ (سختی کو سختی ہی روکتی ہے)

ارشاد (۳۱۵)

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكَاتِبِهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ: اَلِقْ دَوَاتَكَ، وَاَطِلْ جِلْفَةَ قَلَمِكَ، وَفَرِّجْ بَيْنَ السُّطُوْرِ، وَقَرْمِطْ بَيْنَ الْحُرُوْفِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ اَجْدَرُ بِصَبَاحَةِ الْخَطِّ۔

اپنے کاتب عبیداللہ بن ابی رافع سے فرمایا: اپنی دوات میں صُوف ڈالو، اور اپنے قلم کی زبان لمبی رکھو، اور سطروں کے درمیان کھلا فاصلہ رکھو، اور حرفوں کو ایک دوسرے کے قریب رکھو۔ کیونکہ یہ باتیں خوش خطی کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔

ارشاد (۳۱۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَنَا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَالُ يَعْسُوْبُ الْفُجَّارِ.

قال الرضی: ومعنی ذٰلك ان المؤمنین یتبعوننی والفجار یتبعون المال کما تتبع النحل یعسوبها وھو رئیسھا۔

میں مومنوں کا یعسوب اور بدکاروں کا یعسوب مال ہے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن میرا اتباع کرتے ہیں۔ اور بدکار مال کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب کی پیروی کرتی ہیں اور یعسوب مکھیوں کی ملکہ کو کہتے ہیں۔

ارشاد (۳۱۷)

وقال لہ بعض الیھود: ما دفنتم نبیکم حتی اختلفتم فیہ؟ فقال علیہ السّلام لہٗ اِنَّمَا اخْتَلَفْنَا عَنْهُ لَا فِيْهِ، وَلٰكِنَّكُمْ مَا جَفَّتْ اَرْجُلُكُمْ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى قُلْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ: اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ فَقَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ)

ایک یہودی نے آپ سے کہا: تم لوگوں نے اپنے نبیؐ کو دفن بھی نہ کیا کہ ان کے بارے میں اختلاف شروع کر دیا۔ آپؑ نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا: "ہم نے تو جو آپ کے بعد اختلاف کیا، آپؐ کی ذات کے بارے میں اختلاف نہیں کیا۔ لیکن خود تم وہ لوگ ہو کہ ابھی دریا سے نکل کر تمہارے پاؤں بھی خشک نہ ہوئے تھے کہ تم اپنے نبیؑ سے کہنے لگ گئے: (ہمارا بھی ایک خدا بنا دیں، جیسے ان لوگوں کے خدا ہیں، تو (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا: شک نہیں کہ تم لوگ جہالت میں مبتلا ہو)

ارشاد (۳۱۸)

وَقیل لہ: بای شئ غلبت الاقران؟ فقال علیہ السلام: مَا لَقِيْتُ رَجُلًا اِلَّا اَعَانَنِيْ عَلٰى نَفْسِهٖ،

قال الرضی:- یومئ بذلك الی تمکن ھیبتہ فی القلوب۔

آپؑ سے پوچھا گیا: آپ کس ذریعہ سے اپنے حریفوں پر غالب آتے؟ تو آپؑ نے فرمایا: میں نے جس کسی کا سامنا کیا اُس نے اپنے خلاف میری مدد کی۔

سیّد رضی فرماتے ہیں: یہ فرما کر حضرتؑ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ کی ہیبت دلوں میں بیٹھ جاتی تھی۔

ارشاد (۳۱۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لابنه محمد بن الحنفيه: يَا بُنَيَّ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ الْفَقْرَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَإِنَّ الْفَقْرَ مَنْقَصَةٌ لِلدِّيْنِ مَدْهَشَةٌ لِلْعَقْلِ دَاعِيَةٌ لِلْمَقْتِ۔

اپنے فرزند محمد بن حنفیہ سے فرمایا: بیٹا! مجھے تمہاری تنگدستی کا خوف ہے، لہٰذا اس سے (بچنے کے لئے) اللہ کی پناہ مانگو۔ کیونکہ تنگدستی دین میں کمی کرتی ہے، عقل کو پریشان کرتی ہے اور (لوگوں کو) دشمن بناتی ہے۔

ارشاد (۳۲۰)

وقال عليه السلام لسائل سأله عن معضلة: سَلْ تَفَقُّهاً وَلَا تَسْأَلْ تَعَنُّتاً۔ فَإِنَّ الْجَاهِلَ الْمُتَعَلِّمَ شَبِيهٌ بِالْعَالِمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ الْمُتَعَسِّفَ شَبِيهٌ بِالْجَاهِلِ الْمُتَعَنِّتِ۔

ایک سائل نے آپؑ سے ایک پیچیدہ مسئلہ پوچھا (سمجھنے کے لئے نہیں بلکہ الجھانے کے لئے) تو آپؑ نے فرمایا: "سمجھنے کے لئے پوچھو، الجھنے کے لئے نہ پوچھو۔ کیونکہ جاہل متعلّم عالم سے ملتا جلتا ہے اور بے راہرو عالم الجھنے والے جاہل سے ملتا جلتا ہے۔

ارشاد (۳۲۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لعبد الله بن العباس، وقد اشار عليه في شيء لم يوافق رايه: لَكَ أَنْ تُشِيرَ عَلَيَّ وَأَرَى، فَإِنْ عَصَيْتُكَ فَأَطِعْنِي۔

عبداللہ بن عباس نے ایک بات میں آپ کو مشورہ دیا، جو آپؑ کی رائے کے موافق نہ تھا۔ تو آپؑ نے اُن سے فرمایا: تمہارا کام مجھے مشورہ دینا ہے اور اُس پر غور کرنا میرا کام ہے۔ لہٰذا اگر میں تمہارا مشورہ نہ بھی مانوں تو بھی تم میری اطاعت کرو۔

ارشاد (۳۲۲)

وروی انه عليه السلام لما ورد الكوفة قادماً من صفين مر بالشباميين فسمع بكاء النساء على قتلى صفين وخرج اليه حرب بن شرحبيل الشبامي

روایت ہے کہ جب صفین سے آتے ہوئے کوفہ میں وارد ہوئے تو آپؑ کا گزر قبیلہ شبام کی آبادی سے ہوا۔ اور آپؑ نے سُنا کہ عورتیں صفین کے مقتولوں پر رو رہی ہیں۔ (اتنے میں) حرب بن شرحبیل شبامی جو اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں

وكان من وجوه قومه فقال عليه السلام له:
أَتَغْلِبُكُمْ نِسَاؤُكُمْ عَلَى مَا أَسْمَعُ؟ أَلَا تَنْهَوْنَهُنَّ عَنْ هٰذَا الرَّنِينِ؛ وَأَقْبَلَ (حرب) يمشي معه وهو عليه السلام راكب فقال عليه السلام ارْجِعْ فَإِنَّ مَشْيَ مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِي فِتْنَةٌ لِلْوَالِي وَمَذَلَّةٌ لِلْمُؤْمِنِ۔

میں سے تھا آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؑ نے اس سے فرمایا:
"یہ جو کچھ میں سُن رہا ہوں، کیا تمہاری عورتیں تم سے بڑھ کر کر رہی ہیں؟ کیا اس رونے دھونے سے تم لوگ انہیں منع نہیں کرتے؟" اور حرب آگے بڑھے اور آپؑ کے ساتھ پیدل چلنے لگے جبکہ آپؑ سوار تھے۔ اس پر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا: "واپس جاؤ۔ کیونکہ تم ایسے (معزز) شخص کا مجھ ایسے حاکم وقت کے ساتھ پیدل چلنا حاکم کے لئے فتنہ اور مومن کے لئے ذلت ہے۔"

ارشاد (۳۲۳)

وقال عليه السلام: وقد مر بقتلى الخوارج يوم النهروان:۔
بُؤْساً لَكُمْ لَقَدْ ضَرَّكُمْ مَنْ غَرَّكُمْ؛ فقيل له: من غرهم يا امير المؤمنين؟ فقال: الشَّيْطَانُ الْمُضِلُّ وَالْأَنْفُسُ الْأَمَّارَةُ بِالسُّوءِ، غَرَّتْهُمْ بِالْأَمَانِيِّ وَفَسَحَتْ لَهُمْ بِالْمَعَاصِي؛ وَوَعَدَتْهُمُ الْإِظْهَارَ فَاقْتَحَمَتْ بِهِمُ النَّارَ۔

یہ اُس وقت کی بات ہے جب آپؑ نہروان کے دن خارجیوں کے مقتولوں کے پاس سے گزرے (تو فرمایا): "وائے تمہاری مصیبت! جس نے تمہیں ہلاکت کے منہ میں ڈالا، اُس نے تمہارا نقصان کیا۔" عرض کیا گیا: "یا امیرالمومنینؑ! انہیں کس نے موت کے منہ میں ڈالا؟" فرمایا: "گمراہ کرنے والے شیطان اور برائی پر اُبھارنے والے نفسوں نے، نفسوں نے امیدیں دلا کر انہیں فریفتہ کیا اور ان کے سامنے گناہوں کی راہیں کھول دیں اور انہیں فتح کے وعدے دئے۔ اور اس طرح انہیں دوزخ میں جھونک دیا۔"

ارشاد (۳۲۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اتَّقُوا مَعَاصِيَ اللّٰهِ فِي الْخَلَوَاتِ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ هُوَ الْحَاكِمُ۔

اللہ کی نافرمانی کے کاموں سے تنہائی کے اوقات میں پرہیز کرو۔ کیونکہ دیکھنے والا ہی تو فیصلہ بھی کرنے والا ہے [1]

---

[1] الشاهد: ضد غائب: وہ شخص جو (نافرمانی کے ارتکاب کے وقت) موجود ہے۔

الحاکم: فیصلہ کرنے والا۔

ارشاد (۳۲۵)

وقال علیہ السلام لما بلغہ قتل محمد بن ابی بکر: اِنَّ حُزْنَنَا عَلَیْہِ عَلٰی قَدْرِ سُرُوْرِھِمْ بِہٖ، اِلَّا اَنَّھُمْ نَقَصُوْا بَغِیْضًا وَنَقَصْنَا حَبِیْبًا۔

جب آپؑ کو محمد بن ابی بکر کے قتل ہو جانے کی اطلاع ملی تو ارشاد فرمایا: ہمیں اُس کے قتل ہو جانے کا اتنا ہی غم ہے جتنی ناتنوں کو اُس کے قتل کی خوشی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اُن کا ایک دشمن کم ہوا۔ اور ہمارا ایک دوست کم ہو گیا۔

ارشاد (۳۲۶)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔ اَلْعُمُرُ الَّذِیْ اَعْذَرَ اللّٰہُ فِیْہِ اِلَی ابْنِ اٰدَمَ سِتُّوْنَ سَنَۃً

وہ عمر جس میں اللہ آدم زاد کی معذرت قبول کر لیتا ہے ساٹھ برس ہے۔

ارشاد (۳۲۷)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔ مَا ظَفِرَ مَنْ ظَفِرَ الْاِثْمُ بِہٖ وَالْغَالِبُ بِالشَّرِّ مَغْلُوْبٌ

جو گناہ سے مغلوب ہو گیا، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ اور جو بُرائی میں غالب ہوتا ہے وہ (اصل میں) مغلوب ہوتا ہے۔

ارشاد (۳۲۸)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ فَرَضَ فِیْ اَمْوَالِ الْاَغْنِیَاءِ اَقْوَاتَ الْفُقَرَاءِ: فَمَا جَاعَ فَقِیْرٌ اِلَّا بِمَا مَنَعَ بِہٖ غَنِیٌّ: وَ اللّٰہُ تَعَالٰی سَائِلُھُمْ عَنْ ذٰلِکَ۔

شک نہیں کہ اللہ سبحانہ نے امیروں کے مال میں غریبوں کے گزارے کا حصّہ مقرر کر رکھا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی غریب بھوکا رہا تو صرف اِس لئے کہ کسی امیر نے اُس کا حصّہ روک لیا۔ اور اللہ تعالیٰ اُن سے اِس (کوتاہی) کی باز پرس کرنے والا ہے۔

ارشاد (۳۲۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْاِسْتِغْنَاءُ عَنِ الْعُذْرِ اَعَزُّ مِنَ الصِّدْقِ بِهٖ۔

معذرت سے بے نیازی کی قدر و قیمت سچی معذرت سے بھی زیادہ ہے [1]

---

[1] معذرت سچی بھی ہو تو اُس میں ذلت کا پہلو پایا جاتا ہے کیوں کہ اس میں معذرت خواہ کو کوتاہی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا وہ بندہ اُس سے زیادہ قابلِ قدر ہو گا جسے عذر کرنے کی ضرورت پیش آئے۔
(محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ)

ارشاد (۳۳۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَقَلُّ مَا يَلْزَمُكُمْ لِلّٰهِ اَنْ لَا تَسْتَعِيْنُوْا بِنِعَمِهٖ عَلٰى مَعَاصِيْهِ

اللہ کا قلیل ترین حق جو تم پر لازم ہے وہ یہ ہے کہ اُس کی نعمتوں کو اُس کی نافرمانیوں کا معاون نہ بناؤ۔

ارشاد (۳۳۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ جَعَلَ الطَّاعَةَ غَنِيْمَةَ الْاَكْيَاسِ عِنْدَ تَفْرِيْطِ

جب ضعیف لوگ اطاعت کو چھوڑ بیٹھتے ہیں تو اللہ سبحانہٗ اطاعت کو سمجھ بوجھ والوں کی غنیمت بنا دیتا ہے۔ (کہ وہ اُس چھوڑی ہوئی اطاعت کو بجا لاکر ثواب حاصل کریں)

ارشاد (۳۳۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلسُّلْطَانُ وَزَعَةُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ۔

بادشاہ اللہ کی زمین میں (شریعت کی مخالفت سے) لوگوں کو باز رکھنے والے ہیں۔

ارشاد (۳۳۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ صِفَةِ الْمُؤْمِنِ: اَلْمُؤْمِنُ بِشْرُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ وَحُزْنُهٗ فِيْ قَلْبِهٖ، اَوْسَعُ شَيْءٍ صَدْرًا، وَاَذَلُّ شَيْءٍ نَفْسًا، يَكْرَهُ

مومن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: مومن وہ ہے جس کی شادمانی چہرے پر نمایاں، اور جس کا غم دل میں پنہاں ہوتا ہے۔ اگر کوئی چیز وسیع ہو سکتی ہے تو وہ اُس کا سینہ ہے اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہے تو وہ اُس کا نفس ہے

الرِّفْعَةَ وَيَشْنَأُ السُّمْعَةَ، طَوِيلٌ غَمُّهُ، بَعِيدٌ هَمُّهُ، كَثِيرٌ صَمْتُهُ، مَشْغُولٌ وَقْتُهُ، شَكُورٌ صَبُورٌ، مَغْمُورٌ بِفِكْرَتِهِ، ضَنِينٌ بِخَلَّتِهِ، سَهْلُ الْخَلِيقَةِ، لَيِّنُ الْعَرِيكَةِ، نَفْسُهُ أَصْلَبُ مِنَ الصَّلْدِ، وَهُوَ أَذَلُّ مِنَ الْعَبْدِ۔

رتبہ کی بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور نام و نمود سے نفرت کرتا ہے۔ اُس کا غم طویل، ارادہ دُور رس، خاموشی کثیر اور وقت مشغول ہوتا ہے۔ شکر گزار، صبر پیشہ، اپنے اندیشوں میں ڈوبا ہوا، اپنی کم مائگی (کا اظہار کرنے) میں بخیل، نرم طبع، نرم خُو ہوتا ہے۔ اُس کا ارادہ چٹان سے زیادہ پائدار اور وہ خود غلام سے زیادہ خاکسار ہوتا ہے۔

ارشاد (۳۳۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَوْ رَأَى الْعَبْدُ الْأَجَلَ وَمَصِيرَهُ لَأَبْغَضَ الْأَمَلَ وَغُرُورَهُ۔

اگر بندہ اپنی مدتِ حیات اور اپنے انجام کو دیکھ لیتا تو امید اور اُس کے فریب کا دشمن ہو جاتا۔

ارشاد (۳۳۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِكُلِّ امْرِئٍ فِي مَالِهِ شَرِيكَانِ: الْوَارِثُ، وَالْحَوَادِثُ۔

ہر شخص کے مال میں دو شریک ہوتے ہیں: وارث اور حوادث۔

ارشاد (۳۳۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْمَسْؤُولُ حُرٌّ حَتَّى يَعِدَ۔

مسئول (جس سے مانگا جائے) آزاد ہے جب تک وعدہ نہ کرے۔

ارشاد (۳۳۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الدَّاعِي بِلَا عَمَلٍ كَالرَّامِي بِلَا وَتَرٍ۔

بلا عمل پکارنے والا ایسا ہے جیسے چلّہ کے بغیر تیر چلانے والا۔

ارشاد (۳۳۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْعِلْمُ عِلْمَانِ: مَطْبُوعٌ وَمَسْمُوعٌ، وَلَا يَنْفَعُ الْمَسْمُوعُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَطْبُوعُ۔

علم دو ہیں: مطبوع [1] اور مسموع [2]، اور مسموع جب مطبوع نہ ہو بے فائدہ ہے۔

لہ مطبوع : دل نشین ۲ہ شُنیدہ : سُنا سنایا۔

ارشاد (۳۳۹)

وَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ : ضَوَاتُ الرَّأْیِ بِالدُّوَلِ: یُقْبِلُ بِاِقْبَالِھَا، وَیَذْھَبُ بِذَھَابِھَا۔

رائے کی درستی دولت سے (وابستہ ہے۔ دولت آتی ہے تو یہ بھی آجاتی ہے، دولت چلی جائے تو یہ بھی رخصت ہو جاتی ہے۔

ارشاد (۳۴۰)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْعَفَافُ زِیْنَۃُ الْفَقْرِ، وَالشُّکْرُ زِیْنَۃُ الْغِنٰی۔

کم سُوالی[1] تنگدستی کی زینت ہے، اور شکر دولت مندی کی زینت ہے۔

لہ العفاف: غیر مستحسن سے رُکنا، اور سوال کرنا غیر مستحسن ہے لہذا کم سُوالی ترجمہ کیا گیا (مترجم)

ارشاد (۳۴۱)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔ یَوْمُ الْعَدْلِ عَلَی الظَّالِمِ اَشَدُّ مِنْ یَوْمِ الْجَوْرِ عَلَی الْمَظْلُوْمِ!

عدل کا دن ظالم کے لئے مظلوم پر ظلم کرنے کے دن سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

ارشاد (۳۴۲)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْغِنَی الْاَکْبَرُ اَلْیَأْسُ عَمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ۔

جو چیز دوسروں کے ہاتھ میں ہو، اُس کی آس نہ رکھنا سب سے بڑی دولت ہے۔

ارشاد (۳۴۳)

وَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْاَقَاوِیْلُ مَحْفُوْظَۃٌ وَالسَّرَائِرُ مَبْلُوَّۃٌ وَ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَھِیْنَۃٌ، وَالنَّاسُ مَنْقُوْصُوْنَ مَدْخُوْلُوْنَ

کہی ہوئی باتیں محفوظ ہیں، اور نیتیں آزمائی جاتی ہیں (اور ہر نفس اپنی کمائی کے ہاتھ گروی ہے) اور سب لوگ کسی نہ کسی جسمانی نقص اور عقلی خرابی میں مبتلا ہیں مگر جسے اللہ بچا لے۔ اُن میں جو سائل ہے وہ الجھنے والا ہے اور

إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللهُ، وَسَائِلُهُمْ مُتَعَنِّتٌ، وَمُجِيبُهُمْ مُتَكَلِّفٌ، يَكَادُ أَفْضَلُهُمْ رَأْياً يَرُدُّهُ عَنْ فَضْلِ رَأْيِهِ الرِّضَا وَالسُّخْطُ، وَيَكَادُ أَصْلَبُهُمْ عُوداً تَنْكَؤُهُ اللَّحْظَةُ، وَتَسْتَحِيلُهُ الْكَلِمَةُ الْوَاحِدَةُ!

جو جواب دینے والا ہے وہ بے جا زحمت اٹھاتا ہے۔ کیا بعید ہے کہ رضا اور ناراضی (کے جذبات) ان کے سب سے بڑے صاحب رائے کو اپنی بہترین رائے سے برگشتہ کر دیں اور یہ بھی دور نہیں کہ ان میں جو بڑی سختی سے دین کا پابند ہے، ایک ہی للچائی ہوئی نگاہ سے اس کی رال ٹپکنے لگے، اور ایک ہی کلمہ اسے بدل کر کچھ سے کچھ کر دے۔

ارشاد (۳۴۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَعَاشِرَ النَّاسِ، اتَّقُوا اللهَ فَكَمْ مِنْ مُؤَمِّلٍ مَا لَا يَبْلُغُهُ، وَبَانٍ مَا لَا يَسْكُنُهُ، وَجَامِعٍ مَا سَوْفَ يَتْرُكُهُ، وَلَعَلَّهُ مِنْ بَاطِلٍ جَمَعَهُ، وَمِنْ حَقٍّ مَنَعَهُ: أَصَابَهُ حَرَاماً، وَاحْتَمَلَ بِهِ آثَاماً، فَبَاءَ بِوِزْرِهِ، وَقَدِمَ عَلَى رَبِّهِ آسِفاً لَاهِفاً، قَدْ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ. ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ۔

اے گروہِ مردم! اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ اکثر لوگ ایسی امیدیں لگا لیتے ہیں، جن تک ان کی رسائی نہیں ہوتی اور ایسی ایسی عمارتیں کھڑی کرتے ہیں جن میں رہنا نہیں ملتا۔ اور ایسا مال جمع کرتے ہیں جسے جلد ہی چھوڑ جائیں گے۔ اور کیا عجب کہ اس مال کو باطل ذرائع سے جمع کیا ہو اور کسی کا حق مار کر سمیٹا ہو۔ حرام طریقے سے پایا ہو، اور اس کے سبب گناہوں کا بوجھ اٹھایا ہو۔ اور اپنے بوجھ کو سر پر لئے ہوئے افسوس کرتا اور روتا دھوتا اپنے پروردگار کے حضور میں پیش ہو گیا۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو گئیں۔ یہی تو کھلا گھاٹا ہے۔

ارشاد (۳۴۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مِنَ الْعِصْمَةِ تَعَذُّرُ الْمَعَاصِي۔

گناہوں تک ہاتھ نہ پہنچنا ایک طرح کی عصمت ہے [1]

[1] شاید فارسی ضرب المثل اس معنی کو ادا کر سکے:

عصمتِ بی بی است از بے چادری!

ارشاد (۳۴۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَاءُ وَجْهِكَ جَامِدٌ يُقْطِرُهُ السُّؤَالُ فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تُقْطِرُهُ۔

تمہاری آبرو برقرار ہے مگر سوال اُسے ریختہ کر دیتا ہے۔ لہذا خیال رکھو کہ کس کے سامنے اپنی آبرو ریزی کرتے ہو ؎

؎ جامد: آبِ بستہ: جما ہوا پانی، ماءُ الوجہ: آبرو (چہرے کا پانی) یُقْطِرُہٗ: قطرہ قطرہ کرکے بہا دیتا ہے۔
اس ارشاد میں امیرالمومنینؑ نے علم بیان کا عطر کشید کر لیا ہے اللھم صل علی محمد و آل محمد!

ارشاد (۳۴۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلثَّنَاءُ بِاَكْثَرَ مِنَ الْاِسْتِحْقَاقِ مَلَقٌ وَالتَّقْصِيْرُ عَنِ الْاِسْتِحْقَاقِ عِيٌّ اَوْحَسَدٌ

استحقاق سے زیادہ تعریف کرنا خوشامد ہے اور استحقاق سے کم تعریف کرنا یا تو عجز گفتار ہے یا حسد۔

ارشاد (۳۴۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَشَدُّ الذُّنُوْبِ مَا اسْتَهَانَ بِهٖ صَاحِبُهٗ۔

سب سے بھاری گناہ وہ ہے جس کا مرتکب اُسے کوئی وزن نہ دے۔

ارشاد (۳۴۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ نَظَرَ فِيْ عَيْبِ نَفْسِهٖ اشْتَغَلَ عَنْ عَيْبِ غَيْرِهٖ، وَمَنْ رَضِيَ بِرِزْقِ اللّٰهِ لَمْ يَحْزَنْ عَلٰى مَا فَاتَهٗ۔ وَمَنْ سَلَّ سَيْفَ الْبَغْيِ قُتِلَ بِهٖ وَمَنْ كَابَدَ الْاُمُوْرَ عَطِبَ وَمَنِ اقْتَحَمَ اللُّجَجَ غَرِقَ۔ وَمَنْ دَخَلَ مَدَاخِلَ السُّوْءِ

جو اپنے عیب پر نظر رکھتا ہے، وہ دوسرے کے عیب (ڈھونڈنے) سے باز رہتا ہے۔ اور جو خدا کے رزق پر راضی رہتا ہے، وہ ہاتھ سے گئی ہوئی چیز کا غم نہیں کرتا۔ اور جو سرکشی کی تلوار سونتتا ہے وہ اُسی سے قتل ہو جاتا ہے۔ اور جو بلا تأمل قیاس آرائی سے کام کرتا ہے، ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور جو اتھاہ پانیوں میں کود پڑتا ہے، ڈوب جاتا ہے۔ اور جو بدنامی کی جگہوں میں داخل ہوتا

اتَّهَمَ، وَمَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ خَطَؤُهُ، وَمَنْ كَثُرَ خَطَؤُهُ قَلَّ حَيَاؤُهُ، وَمَنْ قَلَّ حَيَاؤُهُ قَلَّ وَرَعُهُ، وَمَنْ قَلَّ وَرَعُهُ، مَاتَ قَلْبُهُ، وَمَنْ مَاتَ قَلْبُهُ دَخَلَ النَّارَ - وَمَنْ نَظَرَ فِي عُيُوبِ النَّاسِ فَأَنْكَرَهَا ثُمَّ رَضِيَهَا لِنَفْسِهِ فَذَالِكَ الْأَحْمَقُ بِعَيْنِهِ (وَالْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ) وَمَنْ أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ رَضِيَ مِنَ الدُّنْيَا بِالْيَسِيرِ وَمَنْ عَلِمَ أَنَّ كَلَامَهُ مِنْ عَمَلِهِ قَلَّ كَلَامُهُ إِلَّا فِيمَا يَعْنِيهِ -

ہے بدنام ہو جاتا ہے - جو زیادہ بولتا ہے وہ زیادہ غلطیاں کرتا ہے - اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں، اُس کی حیا میں کمی آجاتی ہے - اور جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اُس کی پرہیزگاری گھٹ جاتی ہے - اور جس کی پرہیزگاری گھٹ جاتی ہے، اُس کا دل مردہ ہو جاتا ہے - اور جس کا دل مردہ ہو جاتا ہے، وہ واصل جہنم ہو جاتا ہے - اور جو لوگوں کے عیوب دیکھ کر تو چیں بہ جبیں ہوتا ہے اور اپنے اُنہی عیوب کو پسند کرتا ہے بس وہ بعینہٖ احمق ہے - (اور قناعت وہ مال ہے جو ختم نہیں ہوتا) اور جو موت کو اکثر یاد رکھتا ہے، اُسے تھوڑی سی دُنیا بھی مل جائے تو راضی ہو جاتا ہے - اور جو یہ جانتا ہے کہ اس کا بولنا بھی اُس کا عمل ہے، وہ زبان نہیں کھولتا مگر اُس بات میں جو مطلب کی ہو -

---

ارشاد (۳۵۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِلظَّالِمِ مِنَ الرِّجَالِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ يَظْلِمُ مَنْ فَوْقَهُ بِالْمَعْصِيَةِ، وَمَنْ دُونَهُ بِالْغَلَبَةِ، وَيُظَاهِرُ الْقَوْمَ الظَّلَمَةَ -

ظالم آدمیوں کی تین علامتیں ہیں: اپنے سے بالاتر پر ظلم کرتا ہے اُس کی نافرمانی کرکے، اور اپنے سے پست پر ظلم کرتا ہے اُس پر غالب آکر، اور ظالموں کے گروہ کی مدد کرتا ہے -

---

ارشاد (۳۵۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عِنْدَ تَنَاهِي الشِّدَّةِ تَكُونُ الْفَرْجَةُ وَعِنْدَ تَضَايُقِ حَلَقِ الْبَلَاءِ يَكُونُ الرَّخَاءُ -

جب سختی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو کشائش ممکن ہو جاتی ہے - اور جب آزمائش کی کڑیاں تنگ ہو جاتی ہیں تو آسائش ہو جاتی ہے -

---

ارشاد (۳۵۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ:

اپنے ایک صحابی سے فرمایا: دیکھو بیوی بچوں کے

لَا تَجْعَلَنَّ أَكْثَرَ شُغْلِكَ بِأَهْلِكَ وَوَلَدِكَ: فَإِنْ يَكُنْ أَهْلُكَ وَوَلَدُكَ أَوْلِيَاءَ اللهِ فَإِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَوْلِيَاءَهُ، وَإِنْ يَكُونُوا أَعْدَاءَ اللهِ فَمَا هَمُّكَ وَشُغْلُكَ بِأَعْدَاءِ اللهِ؟

جھمیلوں میں زیادہ مشغول نہ رہا کرو، کیونکہ اگر تمہارے بیوی بچے خدا کے دوست ہیں تو یقین رکھو کہ خدا اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرے گا، اور اگر وہ خدا کے دشمن ہیں تو تمہیں خدا کے دشمنوں کی کیا پڑی کہ فکر و اندیشہ میں مبتلا رہو؟

ارشاد (۳۵۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَكْبَرُ الْعَيْبِ أَنْ تَعِيبَ مَا فِيكَ مِثْلُهُ۔

سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تم اس (خامی) کو عیب لگاؤ جس کی مثل خود تم میں موجود ہو۔

ارشاد (۳۵۴)

وهنأ بحضرته رجل رجلاً بغلام ولد له فقال له: لِيَهْنِئْكَ الْفَارِسُ، فقال عليه السلام: لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، وَلٰكِنْ قُلْ: شَكَرْتَ الْوَاهِبَ، وَبُورِكَ لَكَ فِي الْمَوْهُوبِ، وَبَلَغَ أَشُدَّهُ، وَرُزِقْتَ بِرَّهُ۔

آپ کے سامنے ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو ولادتِ فرزند کی مبارک باد دی اور کہا: آپ کو یہ شہسوار مبارک ہو! اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ بات نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ "تم دینے والے (خدا) کے شکر گزار ہو اور یہ عطیہ تمہیں مبارک ہو! یہ زندگی کے کمال کو پہنچے اور اس کی نیکیاں تمہیں نصیب ہوں!"

ارشاد (۳۵۵)

وبنى رجل من عمّاله بناءً فخماً فقال عليه السلام: أَطْلَعَتِ الْوَرِقُ رُؤُوسَهَا، إِنَّ الْبِنَاءَ يَصِفُ لَكَ الْغِنَى۔

آپ کے ایک عامل نے ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہ ہو چاندی (اپنا) رنگ لا کر رہی، سچ ہے یہ عمارت تمہاری دولت پر دلالت کرتی ہے!

ارشاد (۳۵۶)

وقيل له عليه السلام:

آپ سے عرض کیا گیا: اگر کسی کو گھر کے اندر چھوڑ کر

لو سدّ علی رجل باب بیته وترك فیه من این كان یأتیه رزقه، فقال: عَلَیْهِ السَّلَام: مِنْ حَیْثُ یَأْتِیهِ أَجَلُهُ۔

دروازہ بند کر دیا جائے تو اس کی روزی کس راستے سے آئے گی؟ آپؑ نے فرمایا: "جس راہ سے اس کی موت آئے گی۔"

ارشاد (۳۵۷)

وعزّی قوماً عن میت مات لهم فقال علیه السلام: إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَیْسَ لَکُمْ بَدَأَ، وَلَا إِلَیْکُمُ انْتَهٰی، وَقَدْ کَانَ صَاحِبُکُمْ هٰذَا یُسَافِرُ فَعُدُّوهُ فِی بَعْضِ أَسْفَارِهِ. فَإِنْ قَدِمَ عَلَیْکُمْ وَإِلَّا قَدِمْتُمْ عَلَیْهِ۔

ایک قبیلہ میں کسی کی موت واقع ہو گئی تو آپؑ نے مرنے والے کی تعزیت میں ارشاد فرمایا: موت کی ابتدا کوئی تمہیں سے نہیں ہوئی اور نہ تمہیں پر اس کی حد ہے۔ اور اصل میں تمہارا یہ (مرحوم، ساتھی سفر میں تھا' تو اب بھی یہی سمجھو کہ وہ کسی سفر میں ہے: چنانچہ اگر وہ تمہارے پاس آگیا (تو خیر) ورنہ تم تو اس کے پاس پہنچ ہی جاؤ گے۔

ارشاد (۳۵۸)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ أَیُّهَا النَّاسُ، لِیَرَکُمُ اللهُ مِنَ النِّعْمَةِ وَجِلِینَ کَمَا یَرَاکُمْ مِنَ النِّقْمَةِ فَرِقِینَ! إِنَّهُ مَنْ وُسِّعَ عَلَیْهِ فِی ذَاتِ یَدِهِ فَلَمْ یَرَ ذٰلِكَ اسْتِدْرَاجاً فَقَدْ أَمِنَ مَخُوفاً وَمَنْ ضُیِّقَ عَلَیْهِ فِی ذَاتِ یَدِهِ فَلَمْ یَرَ ذٰلِكَ اخْتِبَاراً فَقَدْ ضَیَّعَ مَأْمُولاً۔

لوگو! چاہیئے یہ کہ خدا تمہیں نعمت کی وجہ سے بھی اُسی طرح خائف دیکھے جس طرح اپنے غضب سے ہراساں دیکھتا ہے۔ جسے خدا نے فراخ دست کر دیا ہو اور وہ نہ سمجھے کہ وہی (فراخ دستی) اُسے کشاں کشاں عذاب کی طرف لئے جا رہی ہے تو وہ (سچ مچ) ڈرنے کی چیز سے بے خوف ہو گیا' اور جسے خدا نے تنگدست کر دیا ہو اور وہ اس تنگدستی کو آزمائش (کا ذریعہ) نہ سمجھے تو (واقعی) اُس نے اپنی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

ارشاد (۳۵۹)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: یَا أَسْرَی الرَّغْبَةِ أَقْصِرُوا فَإِنَّ الْمُعَرِّجَ

اے لالچ کے اسیرو، باز آجاؤ، کیونکہ کمر کھول کر دنیا میں اقامت گزیں ہونے والے کو دنیا کی آفتیں

عَلَی الدُّنْیَا لَا یَرْدَعُهُ مِنْهَا اِلَّا صَرِیْفُ اَنْیَابِ الْحِدْثَانِ۔ اَیُّهَا النَّاسُ! تَوَلَّوْا مِنْ اَنْفُسِکُمْ تَادِیْبَهَا، وَاعْدِلُوْا بِهَا عَنْ ضَرَاوَةِ عَادَاتِهَا۔

دانت نہیں پیس کر نہ ڈرائیں تو اور کیا ہو۔ اے لوگو! اپنے نفسوں کی گوشمالی کا کام اپنے ہاتھ میں لو۔ اور جن عادتوں کی چاٹ انہیں لگ چکی ہے، اُن کی طرف سے اُن کے مُنہ موڑ لو۔

ارشاد (۳۶۰)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: لَا تَظُنَّنَّ بِکَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ اَحَدٍ سُوْٓءًا وَاَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِی الْخَیْرِ مُحْتَمَلًا۔

کسی کی مُنہ سے نکلی ہوئی بات پر بدگمانی نہ کرو، جب کہ اُس کا روئے سخن تمہیں بھلائی کی طرف نظر آ رہا ہو۔

ارشاد (۳۶۱)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اِذَا کَانَتْ لَکَ اِلَی اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ حَاجَةٌ فَابْدَاْ بِمَسْاَلَةِ الصَّلَاةِ عَلٰی رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَلْ حَاجَتَکَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَکْرَمُ مِنْ اَنْ یُّسْاَلَ حَاجَتَیْنِ فَیَقْضِیَ اِحْدٰىهُمَا وَیَمْنَعَ الْاُخْرٰی۔

جب اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں تمہاری کوئی حاجت ہو، تو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی درخواست سے ابتدا کرو، پھر اپنی حاجت کا سوال کرو کیوں کہ اللہ کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں تو وہ ایک کو پورا کردے اور دوسری کو نہ کرے۔

ارشاد (۳۶۲)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: مَنْ ضَنَّ بِعِرْضِهٖ فَلْیَدَعِ الْمِرَآءَ۔

جو اپنی آبرو بچا کر رکھنا چاہے اُسے چاہیے کہ بے جا جھگڑا مول لینے سے کنارہ کش رہے۔

ارشاد (۳۶۳)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: مِنَ الْخُرْقِ الْمُعَاجَلَةُ قَبْلَ الْاِمْکَانِ وَالْاَنَاةُ بَعْدَ الْفُرْصَةِ۔

اِمکان سے پہلے جلد بازی کرنا اور موقع آجانے کے بعد سُستی کرنا ایک طرح کی حماقت ہے۔

ارشاد (۳۶۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَسْأَلْ عَمَّا لَا يَكُونُ فَفِي الَّذِي قَدْ كَانَ لَكَ شُغُلٌ۔

جو نہ ہونا ہے نہ ہو گا، اُس کے بارے میں سوال نہ کرو۔ کیوں کہ تمہارا کام اُسی سے ہے جو ہو چکا۔

ارشاد (۳۶۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْفِكْرُ مِرْآةٌ صَافِيَةٌ، وَالْاِعْتِبَارُ مُنْذِرٌ نَاصِحٌ وَكَفَى أَدَبًا لِنَفْسِكَ تَجَنُّبُكَ مَا كَرِهْتَهُ لِغَيْرِكَ۔

سوچ بچار ایک صاف آئینہ ہے اور اعتبار (عبرت حاصل کرنا) ایک خیر خواہ مُنذِر (خطرے سے آگاہ کرنے والا) ہے۔ اور نفس کی ادب آموزی کے لئے یہی کافی ہے کہ تم جس بات کو دوسروں کے لئے ناپسند کرتے ہو، خود اُس سے مجتنب رہو۔

ارشاد (۳۶۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْعِلْمُ مَقْرُونٌ بِالْعَمَلِ: فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ، وَالْعِلْمُ يَهْتِفُ بِالْعَمَلِ۔ فَإِنْ أَجَابَهُ وَإِلَّا ارْتَحَلَ عَنْهُ۔

علم اور عمل کا ساتھ ہے۔ لہٰذا جسے علم ہوا اُس نے عمل کیا۔ اور علم عمل کو پکارتا ہے، سو اگر عمل نے لبیک کہہ دیا (فبہا) ورنہ علم بھی رخصت ہو جاتا ہے۔

ارشاد (۳۶۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَتَاعُ الدُّنْيَا حُطَامٌ مُوبِئٌ فَتَجَنَّبُوا مَرْعَاهُ! قُلْعَتُهَا أَحْظَى مِنْ طُمَأْنِينَتِهَا، وَبُلْغَتُهَا أَزْكَى مِنْ ثَرْوَتِهَا. حُكِمَ عَلَى مُكْثِرٍ بِهَا بِالْفَاقَةِ وَأُعِينَ مَنْ غَنِيَ عَنْهَا بِالرَّاحَةِ وَمَنْ رَاقَهُ زِبْرِجُهَا أَعْقَبَتْ نَاظِرَيْهِ كَمَهًا، وَمَنِ

لوگو! دنیا کا سرو سامان وبا پھیلانے والا خس و خاشاک ہے۔ لہٰذا اس کی چراگاہ میں چرنے سے اجتناب کرو۔ یہاں سے کوچ کرنا مقام کرنے سے زیادہ قرینِ سعادت ہے۔ اور دنیا سے بقدرِ ضرورت مل جائے تو وہ اس کی ثروت سے پاکیزہ تر ہے۔ جو اس کا زیادہ طلب گار ہوتا ہے اُس کے خلاف فاقہ کا حکم سُنا دیا جاتا ہے، اور جو اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے، راحت دے کر اُس کی مدد کی جاتی ہے۔ اور اس کی آرائستگی جس کا دل بھاتی ہے، آخر اُس

اسْتَشْعَرَ الشَّغَفَ بِهَا مَلَأَتْ ضَمِيرَهُ أَشْجَاناً، لَهُنَّ رَقْصٌ عَلَىٰ سُوَيْدَاءِ قَلْبِهِ، هَمٌّ يَشْغَلُهُ، وَهَمٌّ يَحْزُنُهُ، كَذَلِكَ حَتَّىٰ يُؤْخَذَ بِكَظَمِهِ فَيُلْقَىٰ بِالْفَضَاءِ مُنْقَطِعاً أَبْهَرَاهُ، هَيِّناً عَلَى اللهِ فَنَاؤُهُ، وَعَلَى الْإِخْوَانِ إِلْقَاؤُهُ. وَإِنَّمَا يَنْظُرُ الْمُؤْمِنُ إِلَى الدُّنْيَا بِعَيْنِ الْاِعْتِبَارِ، وَيَقْتَاتُ مِنْهَا بِبَطْنِ الْاِضْطِرَارِ، وَيَسْمَعُ فِيهَا بِأُذُنِ الْمَقْتِ وَالْإِبْغَاضِ، إِنْ قِيلَ أَثْرَىٰ قِيلَ أَكْدَىٰ!! وَإِنْ فُرِحَ لَهُ بِالْبَقَاءِ حُزِنَ لَهُ بِالْفَنَاءِ!! هٰذَا وَلَمْ يَأْتِهِمْ يَوْمٌ فِيهِ يُبْلِسُونَ۔

کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے۔ اور جو اس کی حرص کو اپنا شعار بناتا ہے وہ اس کے ضمیر کو غموں سے پُر کر دیتی ہے۔ وہ غم اس کے دل کے سیاہ نقطہ کے گرد رقص کرنے لگتے ہیں ایک غم اُسے مشغول کرتا ہے تو دوسرا غم اُسے محزون کر دیتا ہے۔ وہ اسی حالت میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا گلا گھٹ جاتا ہے اور اُس کی گردن کی دونوں رگیں کاٹ کر اُسے کھلے میدان میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اُس کا مر جانا اللہ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور اُسے سپردِ خاک کر دینا اس کے بھائی بندوں کو گراں نہیں گزرتا۔ اور مومن کا تو کام ہی یہ ہے کہ وہ دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اس سے اتنی ہی قوت (روزی) حاصل کرتا ہے، جس کے لئے پیٹ اُسے مجبور کرتا ہے۔ اور اس کے بارے میں جو کچھ سُنتا ہے۔ نفرت اور دشمنی کے کانوں سے سُنتا ہے۔ اگر کہا جاتا ہے کہ فلاں دولت مند ہو گیا، تو یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ وہ نادار ہو گیا۔ اگر اس کی بقا پر خوشیاں منائی جاتی ہیں تو اس کی موت پر رنج بھی کیا جاتا ہے۔ یہ تو رہا دُنیا کا حال جبکہ وہ دن ابھی آیا بھی نہیں، جس میں لوگ، مایوس متحیر ہو کر رہ جائیں گے۔

ارشاد (۳۶۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَضَعَ الثَّوَابَ عَلَىٰ طَاعَتِهِ، وَالْعِقَابَ عَلَىٰ مَعْصِيَتِهِ، ذِيَادَةً لِعِبَادِهِ عَنْ نِقْمَتِهِ، وَحِيَاشَةً لَهُمْ إِلَىٰ جَنَّتِهِ۔

اللہ سبحانہ نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی نافرمانی پر سزا اس لئے رکھی ہے کہ بندوں کو اپنے غضب سے دور ہٹا دے اور اپنی جنت کی طرف انہیں گھیر کر لے آئے۔

ارشاد (۳۶۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى فِيهِمْ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ وَمِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ۔ وَمَسَاجِدُهُمْ يَوْمَئِذٍ عَامِرَةٌ مِنَ الْبِنَاءِ، خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى، سُكَّانُهَا وَعُمَّارُهَا شَرُّ أَهْلِ الْأَرْضِ: مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَإِلَيْهِمْ تَأْوِي الْخَطِيئَةُ، يَرُدُّونَ مَنْ شَذَّ عَنْهَا فِيهَا، وَيَسُوقُونَ مَنْ تَأَخَّرَ عَنْهَا إِلَيْهَا، يَقُولُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فَبِي حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولٰئِكَ فِتْنَةً تَتْرُكُ الْحَلِيمَ فِيهَا حَيْرَانَ وَقَدْ فَعَلَ وَنَحْنُ نَسْتَقِيلُ اللّٰهَ عَثْرَةَ الْغَفْلَةِ۔

لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اُن میں لکھائی کے سوا قرآن اور نام کے سوا اسلام (کا نشان تک) باقی نہ رہے گا۔ اُن دنوں اُن کی مسجدیں عمارت کے لحاظ سے آباد مگر ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ اُن (مسجدوں) میں رہنے والے اور اُن کو آباد کرنے والے اہلِ زمین کے بدترین لوگ ہوں گے۔ ہر فتنہ انہی لوگوں کے اندر سے سر نکالے گا اور ہر گناہ انہی کے پاس آکر پناہ لے گا۔ جو ان (فتنوں اور گناہوں) سے الگ تھلگ رہنا چاہے گا یہ لوگ اسے اُن میں واپس لے آئیں گے، اور جو ان سے پیچھے رہ جائے گا اُسے ہانک کر اُنہی کی طرف لائیں گے۔ اللہ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے۔ (یہ لوگ ایسے ہیں) تو مجھے اپنی ہی قسم کہ ان لوگوں پر وہ فتنہ مسلط کروں گا جس میں بڑے بڑے بُرد باروں کے منہ کھلے کے کھلے رہ جائیں گے۔ اور وہ ایسا ہی کر چکا ہے۔ اور ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ غفلت کی ٹھوکروں پر ہم سے درگزر فرمائے۔

ارشاد (۳۷۰)

وروی انه علیه السلام فلما اعتدل به المنبر الا قال امام الخطبة: أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ فَمَا خُلِقَ امْرُؤٌ عَبَثاً فَيَلْهُوَ وَلَا تُرِكَ سُدًى فَيَلْغُوَ! وَمَا دُنْيَاهُ الَّتِي تَحَسَّنَتْ لَهُ بِخَلَفٍ مِنَ الْآخِرَةِ الَّتِي قَبَّحَهَا سُوءُ النَّظَرِ عِنْدَهُ: وَمَا

روایت ہے کہ جب آپؑ منبر پر تشریف فرما ہوتے، تو شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا کہ آپؑ خطبہ سے پہلے یہ نہ فرماتے ہوں: لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو کیوں کہ کسی کو بے مقصد پیدا نہیں کیا کہ وہ کھیل کود میں لگ جائے۔ اور نہ اُسے بیکار سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے کہ لغو کام کرتا پھرے۔ اور اُس کی دنیا جو بن سنور کر اُس کی نظروں میں بچ گئی ہے اُس آخرت کا عوض نہیں ہو سکتی، جسے نظر کی خرابی نے اُس کے سامنے بدنما کر دیا ہے۔ اور وہ فریب خوردہ جو اپنی بلند ہمتی و بدولت

الْمَغْرُوْرُ الَّذِیْ ظَفِرَ مِنَ الدُّنْیَا بِاَعْلٰی هِمَّتِهٖ کَالْاٰخَرِ الَّذِیْ ظَفِرَ مِنَ الْاٰخِرَةِ بِاَدْنٰی سُهْمَتِهٖ۔

تھوڑی سی دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا، اُس دوسرے کی برابری نہیں کر سکتا جو (دنیا میں اپنی کم نصیبی کے باوجود) آخرت کا تھوڑا سا حصہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔

ارشاد (۳۷۱)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: لَا شَرَفَ اَعْلٰی مِنَ الْاِسْلَامِ، وَلَا عِزَّ اَعَزُّ مِنَ التَّقْوٰی، وَلَا مَعْقِلَ اَحْسَنُ مِنَ الْوَرَعِ، وَلَا شَفِیْعَ اَنْجَحُ مِنَ التَّوْبَةِ، وَلَا کَنْزَ اَغْنٰی مِنَ الْقَنَاعَةِ، وَلَا مَالَ اَذْهَبُ لِلْفَاقَةِ مِنَ الرِّضَا بِالْقُوْتِ۔ وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلٰی بُلْغَةِ الْکَفَافِ فَقَدِ انْتَظَمَ الرَّاحَةَ وَتَبَوَّاَ خَفْضَ الدَّعَةِ وَالرَّغْبَةُ مِفْتَاحُ النَّصَبِ وَمَطِیَّةُ التَّعَبِ: وَالْحِرْصُ وَالْکِبْرُ وَالْحَسَدُ دَوَاعٍ اِلَی التَّقَحُّمِ فِی الذُّنُوْبِ۔ وَالشَّرُّ جَامِعُ مَسَاوِی الْعُیُوْبِ۔

اِسلام سے اُونچا کوئی شرف نہیں۔ اور کوئی عزت خوفِ خدا سے عزیز تر نہیں، اور پرہیزگاری سے بہتر کوئی جائے پناہ نہیں، اور توبہ سے کامیاب تر کوئی سفارش کنندہ نہیں، اور کوئی خزانہ قناعت سے بڑھ کر تونگر کرنے والا نہیں، اور بقدرِ ضرورت روزی پر راضی رہنے سے بڑھ کر کوئی مال فاقہ کو دور کرنے والا نہیں۔ اور جو شخص بقدرِ ضرورت روزی پر اکتفا کرے گا وہ راحت سے وابستہ اور فارغ البالی کی آسودگی میں مقیم رہے گا۔ اور لالچ مشقت کی کنجی اور تکان کی سواری ہے۔ اور حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں منہ کے بل گر پڑنے کے اسباب ہیں۔ اور شر (برائی) تمام بُرے عیبوں کی جامع ہے۔

ارشاد (۳۷۲)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْاَنْصَارِیِّ: یَا جَابِرُ، قِوَامُ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا بِاَرْبَعَةٍ عَالِمٍ مُسْتَعْمِلٍ عِلْمَهٗ، وَجَاهِلٍ لَا یَسْتَنْکِفُ اَنْ یَتَعَلَّمَ، وَجَوَادٍ لَا یَبْخَلُ بِمَعْرُوْفِهٖ، وَفَقِیْرٍ لَا یَبِیْعُ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْیَاهُ۔ فَاِذَا ضَیَّعَ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ اسْتَنْکَفَ الْجَاهِلُ اَنْ یَتَعَلَّمَ، وَ

جابر بن عبد اللہ انصاری سے فرمایا:

اے جابر! دین و دنیا کی درستی چار شخصوں سے وابستہ ہے: (۱) عالم جو اپنے علم کو عمل میں لاتا ہے، (۲) جاہل جو علم حاصل کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتا، (۳) سخی جو کارِ خیر میں بخل نہیں کرتا اور (۴) فقیر جو اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے نہیں بیچتا۔ چنانچہ جب عالم اپنے علم کو ضائع کر دیتا ہے تو جاہل علم حاصل کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔ اور جب

إِذَا بَخِلَ الْغَنِيُّ بِمَعْرُوفِهِ بَاعَ الْفَقِيرُ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ۔

دولت مند کارِ خیر میں بخل کرتا ہے تو فقیر اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ دیتا ہے۔

يَا جَابِرُ! مَنْ كَثُرَتْ نِعَمُ اللهِ عَلَيْهِ كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ إِلَيْهِ فَمَنْ قَامَ لِلّٰهِ فِيهَا بِمَا يَجِبُ (فِيهَا) عَرَّضَهَا لِلدَّوَامِ وَالْبَقَاءِ وَمَنْ لَمْ يَقُمْ فِيهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلزَّوَالِ وَالْفَنَاءِ۔

اے جابر! جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اُس کے پاس لوگوں کی حاجتیں بھی زیادہ آتی ہیں۔ لہٰذا جو شخص ان نعمتوں میں اللہ کے واجب حقوق کو قائم رکھتا ہے، وہ ان کے دوام اور بقاء کا سامان کرتا ہے اور جو ان کے واجب حقوق کو قائم نہیں رکھتا، وہ اُنہیں زوال اور فنا کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔

ارشاد (۳۷۳)

وروى ابن جرير الطبري في تاريخه عن عبد الرحمٰن بن ابي ليلى الفقيه۔ وكان ممن خرج لقتال الحجاج مع ابن الاشعث۔ انه قال فيما كان يحض به الناس على الجهاد: اني سمعت عليا عليه السلام يقول يوم لقينا اهل الشام:۔

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ فقیہ سے روایت کی ہے [اور یہ (عبد الرحمٰن) اُن لوگوں میں سے تھے جو ابن اشعث کے ہمراہ حجاج سے لڑنے کے لئے نکلے تھے] کہ عبد الرحمٰن نے لوگوں کو جہاد پر ابھارتے ہوئے جو الفاظ کہے اُن میں یہ بھی کہا کہ جب ہم اہل شام سے لڑنے کے لئے اُن کے مقابل ہوئے تو میں نے علی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ، إِنَّهُ مَنْ رَأَى عُدْوَاناً يُعْمَلُ بِهِ وَمُنْكَراً يُدْعَى إِلَيْهِ فَأَنْكَرَهُ بِقَلْبِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَبَرِئَ، وَمَنْ أَنْكَرَهُ بِلِسَانِهِ فَقَدْ أُجِرَ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ وَمَنْ أَنْكَرَهُ بِالسَّيْفِ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا وَكَلِمَةُ الظَّالِمِينَ هِيَ السُّفْلَى فَذَلِكَ الَّذِي أَصَابَ سَبِيلَ الْهُدَى، وَقَامَ عَلَى

اے مومنو! یقین رکھو کہ جو دیکھے کہ خالص ظلم پر عمل ہو رہا ہے اور بُرائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے، اور وہ اُسے دل سے ناپسند کرے تو سمجھئے کہ وہ (ظلم سے) بری ہو گیا اور (بُرائی سے) نجات پا گیا۔ اور جو اُسے زبان سے بھی بُرا کہہ دے، اُسے پورا اجر مل گیا۔ اور وہ اپنے ساتھی (دل سے ناپسند کرنے والے) سے افضل ہے۔ اور جو اس ناپسندیدگی کا اظہار تلوار سے کرے۔ تاکہ اللہ کا بول بالا رہے اور ظالموں کو منہ کی کھانی پڑے، تو وُہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کی راہ کو پا لیا اور (راہ پاتے ہی) سیدھا

الطَّرِيْقِ، وَ نَوَّرَنِیْ قَلْبِهِ الْيَقِيْنُ ۔

چل کھڑا ہوا اور یقین نے اُس کے دل کو نورانی کر دیا۔

ارشاد (۳۷۴)

و فی کلام آخر له یجری هٰذا المجری: فَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ لِلْمُنْكَرِ بِيَدِهٖ وَ لِسَانِهٖ وَ قَلْبِهٖ فَذٰلِكَ الْمُسْتَكْمِلُ لِخِصَالِ الْخَيْرِ، وَ مِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِلِسَانِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ التَّارِكُ بِيَدِهٖ فَذٰلِكَ مُتَمَسِّكٌ بِخَصْلَتَيْنِ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ وَ مُضَيِّعٌ خَصْلَةً، وَ مِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِقَلْبِهٖ وَ التَّارِكُ بِيَدِهٖ وَ لِسَانِهٖ فَذٰلِكَ الَّذِیْ ضَيَّعَ أَشْرَفَ الْخَصْلَتَيْنِ مِنَ الثَّلَاثِ وَ تَمَسَّكَ بِوَاحِدَةٍ۔ وَ مِنْهُمْ تَارِكٌ لِإِنْكَارِ الْمُنْكَرِ بِلِسَانِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ يَدِهٖ فَذٰلِكَ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ۔ وَ مَا أَعْمَالُ الْبِرِّ كُلُّهَا، وَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عِنْدَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْیِ عَنِ الْمُنْكَرِ إِلَّا كَنَفْثَةٍ فِیْ بَحْرٍ لُجِّیٍّ، وَ إِنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ النَّهْیَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ أَجَلٍ، وَ لَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ، وَ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ۔

اسی روش پر حضرتؑ کے ایک اور کلام میں اس طرح آیا ہے: ان میں سے کوئی تو بُرائی کو ہاتھ، زبان اور دل سے بُرا سمجھنے والا ہے، تو یہ وہی ہے جس نے خصالِ خیر میں کمال حاصل کر لیا ہے اور کوئی ایسا ہے جو (بُرائی کو) زبان اور دل سے تو بُرا سمجھتا ہے مگر ہاتھ سے اسے نہیں مٹاتا ہے تو یہ وہ شخص ہے جو خصالِ خیر میں سے دو خصلتوں کو گرفت میں رکھنے والا اور ایک خصلت کو ضائع کرنے والا ہے۔ اور کوئی ایسا ہے جو دل سے بُرا سمجھنے والا اور ہاتھ اور زبان سے فرو گزاشت کرنے والا ہے۔ سو یہ وہ شخص ہے جس نے تین میں سے دو برتر خصلتوں کو ضائع کر دیا اور ایک کو قبضے میں رکھا۔ اور کوئی ایسا ہے جو بُرائی کو نہ زبان سے بُرا کہتا ہے، نہ دل سے بُرا سمجھتا ہے، نہ ہاتھ سے روکتا ہے۔ بس یہی وہ شخص ہے جو زندوں میں مُردہ ہے۔ اور نیکی کے تمام تر اعمال اور جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سامنے اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے جتنی گہرے سمندر میں تھوک کے چھینٹے کی ہوتی ہے۔ اور یقین کرو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کسی کو موت کے قریب نہیں لے جاتے اور نہ کسی کے رزق میں کمی کرتے ہیں۔ اور ان تمام باتوں سے افضل وہ حق کی بات ہے جو ظالم حکمران کے منہ پر کہہ دی جائے۔

ارشاد (۳۷۵)

وعن ابی جحیفۃ قال سمعت

ابو جحیفہ سے روایت ہے (انہوں نے) کہا: میں نے

امیرالمؤمنین علیہ السلام یَقُولُ:
اَوَّلُ مَا تُغْلَبُوْنَ عَلَیْہِ مِنَ الْجِھَادِ اَلْجِھَادُ بِاَیْدِیْکُمْ ثُمَّ بِاَلْسِنَتِکُمْ ثُمَّ بِقُلُوْبِکُمْ فَمَنْ لَمْ یَعْرِفْ بِقَلْبِہٖ مَعْرُوْفًا وَلَمْ یُنْکِرْ مُنْکَرًا قُلِبَ، فَجُعِلَ اَعْلَاہُ اَسْفَلَہٗ وَ اَسْفَلُہٗ اَعْلَاہُ۔

امیرالمومنین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:
پہلا جہاد جس میں تم مغلوب ہو جاتے ہو، ہاتھ کا جہاد ہے، پھر زبان کا، اور پھر دل کا۔ تو جس نے دل سے اچھائی کو اچھا اور بُرائی کو بُرا نہ سمجھا اُسے الٹ دیا جائے گا، چنانچہ اُس کے زبر کو زیر اور زیر کو زبر کر دیا جائے گا۔

ارشاد (۳۷۶)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِنَّ الْحَقَّ ثَقِیْلٌ مَرِیْءٌ، وَاِنَّ الْبَاطِلَ خَفِیْفٌ وَبِیٌّ۔

حق ثقیل (دیر ہضم) ضرور ہوتا ہے مگر (انجام کار) خوشگوار ہوتا ہے۔ اور باطل خفیف (ہلکا اور زود ہضم) سہی مگر (آخر) وبا پیدا کرنے والا ہوتا ہے [۱]

---

[۱] جو لوگ لطفِ طعام سے واقف ہیں، وہ اس لطفِ کلام کا اندازہ کر سکیں گے۔ انشاء اللہ! (مترجم)

ارشاد (۳۷۷)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: لَاتَاْمَنَنَّ عَلٰی خَیْرِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَذَابَ اللّٰہِ۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: "فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ" وَلَاتَیْاَسَنَّ لِشَرِّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: "اِنَّہٗ لَا یَیْاَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ"

اِس اُمت کے بہترین شخص پر خدا کا عذاب ہو جانے سے کبھی بے خوف نہ ہونا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "گھاٹے میں رہنے والی قوم کے سوا خدا کی گرفت سے کوئی بے خوف نہیں ہوتا" اور اس اُمت کے بدترین شخص کے لئے خدا کی مہربانی سے ہرگز مایوس نہ ہونا، کیوں کہ خدا فرماتا ہے: "سچ ہے کافروں کی قوم کے سوا کوئی خدا کی مہربانی سے مایوس نہیں ہوتا۔"

ارشاد (۳۷۸)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْبُخْلُ جَامِعٌ لِمَسَاوِی الْعُیُوْبِ۔ وَھُوَ زِمَامٌ

بخل تمام بُرے عیبوں کا جامع ہے اور وہ ایک مہار ہے جس سے (انسان کو) کھینچ کر ہر بُرائی کی طرف

يُقَادُ بِهٖ اِلٰى كُلِّ سُوْءٍ ۔

لایا جاتا ہے ۔

ارشاد (۳۷۹)

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام: اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهٗ، وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ ۔ فَاِنْ لَمْ تَاْتِهٖ اَتَاكَ فَلَا تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِكَ عَلٰى هَمِّ يَوْمِكَ! كَفَاكَ كُلُّ يَوْمٍ عَلٰى مَا فِيْهِ، فَاِنْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَيُؤْتِيْكَ فِيْ كُلِّ غَدٍ جَدِيْدٍ مَاقَسَمَ لَكَ، وَاِنْ لَمْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ فَمَا تَصْنَعُ بِالْهَمِّ لِمَا لَيْسَ لَكَ، وَلَنْ يَسْبِقَكَ اِلٰى رِزْقِكَ طَالِبٌ، وَلَنْ يَغْلِبَكَ عَلَيْهِ غَالِبٌ، وَلَنْ يُبْطِئَ عَنْكَ مَاقَدْ قُدِّرَ لَكَ ۔

قال الرضی: وقد مضی ھذا الکلام فیما تقدم من ھٰذا الباب، الا انہ ھھنا اوضح واشرح، فلذٰلک کررناہ علے القاعدۃ المقررۃ فی اول الکتاب۔

رزق دو ہیں: وہ رزق جس کی تلاش تم کرتے ہو اور وہ رزق جو تمہاری تلاش کرتا ہے چنانچہ تم اس تک نہ پہنچے تو وہ تمہیں پہنچ جائے گا۔ پس اپنے سال بھر کی فکر کا بوجھ اپنے دن کی فکر پر مت ڈالو۔ تمہیں اتنی ہی کافی ہے کہ ہر دن اپنی فکر آپ کرتا ہے۔ چنانچہ اگر تمہاری عمر کا ایک سال باقی ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر نئے کل کو تمہارا مقسوم تمہیں دیتا رہے گا۔ اور اگر تمہاری عمر کا سال باقی نہیں ہے تو تمہیں کیا پڑی ہے کہ اُس چیز کی فکر کرو جو تمہارے لئے ہے ہی نہیں۔ اور کوئی طلب گار تم سے پہلے تمہارے رزق کے پاس نہیں پہنچے گا۔ اور اُسے حاصل کرنے میں کوئی زبردست تم پر غالب نہیں آئے گا۔ اور جو تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے، اُسے تمہارے پاس پہنچانے میں کبھی دیر نہ کی جائے گی۔

سید رضی فرماتے ہیں: یہ کلام اسی باب میں پہلے بھی درج ہو چکا ہے مگر یہاں اس کی وضاحت و تشریح نسبتاً زیادہ تھی، اس لئے ہم نے شروع کتاب میں جو قاعدہ مقرر کیا ہے، اُس کے مطابق اُسے دوبارہ درج کر دیا۔

ارشاد (۳۸۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رُبَّ مُسْتَقْبِلٍ يَوْمًا لَيْسَ بِمُسْتَدْبِرِهٖ وَمَغْبُوْطٍ فِيْ اَوَّلِ لَيْلِهٖ قَامَتْ بَوَاكِيْهِ فِيْ اٰخِرِهٖ۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان دن کے اگلے پہر آتا ہے مگر پچھلے پہر نہیں رہتا اور (ایسا بھی ہوتا ہے کہ) رات کے پہلے پہر اُس پر رشک کیا جاتا ہے مگر آخر شب اُسے رونے والیاں اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔

ارشاد (۳۸۱)

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْكَلَامُ فِیْ وِثَاقِكَ مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ فَاِذَا تَكَلَّمْتَ بِهٖ صِرْتَ فِیْ وِثَاقِهٖ فَاخْزُنْ لِسَانَكَ كَمَا تَخْزُنُ ذَهَبَكَ وَ وَرِقَكَ، فَرُبَّ كَلِمَةٍ سَلَبَتْ نِعْمَةً وَ جَلَبَتْ نِقْمَةً۔

بات (اس وقت تک) تمہارے بس میں ہے جب تک تم نے کہی نہیں، اور جب تم نے کہہ دی تو خود اس کے بس میں ہو گئے۔ لہذا اپنی زبان کی اسی طرح حفاظت کرو جس طرح اپنے سونے چاندی کی حفاظت کرتے ہو، کیونکہ کتنی ہی باتیں ہیں جو نعمت چھین لیتی ہیں اور عذاب کو ہنکا کر لاتی ہیں۔

ارشاد (۳۸۲)

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ بَلْ لَا تَقُلْ كُلَّ مَا تَعْلَمُ فَاِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلٰى جَوَارِحِكَ (كُلِّهَا) فَرَائِضَ يَحْتَجُّ بِهَا عَلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جس بات کا علم نہ ہو، وہ مت کہو۔ بلکہ جس کا علم ہو وہ بھی سب کچھ نہ کہہ دو۔ کیوں کہ اللہ نے تمہارے تمام اعضاء پر کچھ فرائض عائد کر دئے ہیں۔ جنہیں قیامت کے دن بطور حجت تمہارے خلاف کھڑا کرے گا۔

ارشاد ۳۸۳

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِحْذَرْ اَنْ يَرَاكَ اللّٰهُ عِنْدَ مَعْصِيَتِهٖ وَ يَفْقِدَكَ عِنْدَ طَاعَتِهٖ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ وَ اِذَا قَوِيْتَ فَاقْوَ عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ، وَ اِذَا ضَعُفْتَ فَاضْعُفْ عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ۔

ہوشیار رہو، ایسا نہ ہو کہ جب تم خدا کی نافرمانی کر رہے ہو تو خدا تمہیں دیکھ رہا ہو اور جب اس کی اطاعت کا وقت آئے تو وہ تمہیں غیر حاضر پائے۔ اور تم گھاٹا اٹھانے والوں میں شمار ہو جاؤ۔ جب قوت آ جائے تو اسے اللہ کی اطاعت میں لگاؤ، اور جب کمزور ہو جاؤ تو اللہ کی نافرمانی کرنے میں کمزوری دکھاؤ۔

ارشاد (۳۸۴)

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلرُّكُوْنُ اِلَى الدُّنْيَا مَعَ مَا تُعَايِنُ مِنْهَا جَهْلٌ، وَ التَّقْصِيْرُ فِیْ حُسْنِ الْعَمَلِ اِذَا وَثِقْتَ بِالثَّوَابِ

دنیا کا ایک پہلو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اس کی طرف مائل ہونا جہالت ہے۔ اور حسن عمل کے ثواب کا یقین رکھتے ہوئے اس میں کوتاہی کرنا غبن (کند ذہنی)

عَلَيْهِ غَبْنٌ، وَالْقُصَا نِيَّةُ إِلَى كُلِّ أَحَدٍ قَبْلَ الْاِخْتِبَارِ عَجْزٌ۔

ہے۔ اور آزمائش سے پہلے ہر کسی کا سہارا لینا بے چارگی ہے۔

ارشاد (۳۸۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللّٰهِ أَنَّهُ لَا يُعْصَى إِلَّا فِيهَا، وَلَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِتَرْكِهَا۔

اللہ کی نگاہ میں دُنیا کے حقیر ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اُس کی نافرمانی ہوتی ہے تو اسی میں، اور اُس کے یہاں کی نعمتیں نہیں پائی جا سکتیں مگر اسے چھوڑنے سے

ارشاد (۳۸۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ طَلَبَ شَيْئًا نَالَهُ أَوْ بَعْضَهُ۔

جو کسی چیز کی تلاش کرتا ہے، ساری یا تھوڑی پا لیتا ہے۔

ارشاد (۳۸۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا خَيْرٌ بِخَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ، وَمَا شَرٌّ بِشَرٍّ بَعْدَهُ الْجَنَّةُ، وَكُلُّ نَعِيمٍ دُونَ الْجَنَّةِ فَهُوَ مَحْقُورٌ، وَكُلُّ بَلَاءٍ دُونَ النَّارِ عَافِيَةٌ۔

وہ نیکی نیکی نہیں جس کے بعد جہنم ہو اور وہ بدی بدی نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ اور جنت کے علاوہ نعمت بھی ہو وہ حقیر ہے اور دوزخ کے علاوہ ہر مصیبت عافیت ہے۔

ارشاد (۳۸۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَلَا وَإِنَّ مِنَ الْبَلَاءِ الْفَاقَةَ۔ وَأَشَدُّ مِنَ الْفَاقَةِ مَرَضُ الْبَدَنِ وَأَشَدُّ مِنْ مَرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ۔ أَلَا وَإِنَّ مِنَ النِّعَمِ سَعَةُ الْمَالِ، وَأَفْضَلُ مِنْ سَعَةِ الْمَالِ صِحَّةُ الْبَدَنِ وَأَفْضَلُ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ۔

سُنو! یقیناً فاقہ ایک گونہ مصیبت ہے اور فاقہ سے سخت تر جسم کی بیماری ہے اور جسم کی بیماری سے شدید تر دل کی بیماری ہے۔ اور سُنو! نعمتوں کی ایک نعمت مال کی فراوانی ہے، اور مال کی فراوانی سے افضل تندرستی ہے، اور تندرستی سے افضل دل کی پرہیز گاری ہے۔

ارشاد (۳۸۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: مَنْ فَاتَهُ حَسَبُ نَفْسِهِ لَمْ يَنْفَعْهُ حَسَبُ آبَائِهِ ۔

جسے عمل نے پیچھے ہٹا دیا ہو، اُسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔ اور دوسری روایت میں ہے: جو ذاتی شرف سے محروم ہو، اُس کا "پدرم سلطان بود" کہنا بے کار ہے۔

ارشاد (۳۹۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ۔ لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ: فَسَاعَةٌ يُنَاجِي فِيهَا رَبَّهُ۔ وَسَاعَةٌ يَرُمُّ مَعَاشَهُ۔ وَسَاعَةٌ يُخَلِّي بَيْنَ نَفْسِهِ وَبَيْنَ لَذَّتِهَا فِيمَا يَحِلُّ وَيَجْمُلُ وَلَيْسَ لِلْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ شَاخِصًا إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: ۔ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ، أَوْ خُطْوَةٍ فِي مَعَادٍ، أَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ ۔

مومن کے کام کی تین گھڑیاں ہیں: چنانچہ ایک گھڑی میں وہ اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے، اور ایک میں اپنی معاش کا سروسامان کرتا ہے اور ایک میں اپنے نفس کو حلال اور پاکیزہ چیزوں کی لذّت کے ساتھ کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ اور عقلمند کے لئے مناسب نہیں کہ گھر سے دُور رہے مگر تین کاموں میں ہوتے ہوئے: معاش کا سروسامان کرنے میں یا آخرت کے معاملات سے متعلق قدم اُٹھانے میں یا جو کچھ حرام نہ ہو اُس کی لذّت میں۔

ارشاد (۳۹۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُبَصِّرْكَ اللهُ عَوْرَاتِهَا، وَلَا تَغْفُلْ فَلَسْتَ بِمَغْفُولٍ عَنْكَ ۔

لذّاتِ دنیا سے کنارہ کش رہو تاکہ اللہ تمہیں اس کی پوشیدہ برائیوں کی بصیرت عطا کرے، اور غافل نہ رہو کیوں کہ تم وہ نہیں ہو جس کا کسی کو خیال نہ ہو۔

ارشاد (۳۹۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: تَكَلَّمُوا تُعْرَفُوا۔ فَإِنَّ الْمَرْءَ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ ۔

بات کرو کہ پہچانے جاؤ، کیوں کہ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

ارشاد (٣٩٣)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: خُذْ مِنَ الدُّنْيَا مَا أَتَاكَ وَتَوَلَّ عَمَّا تَوَلَّى عَنْكَ. فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَأَجْمِلْ فِي الطَّلَبِ.

دُنیا کا جو حصہ تمہارے ہاتھ آئے اُسے لے لو، اور جو تم سے رُوگردانی کرے تم بھی اس سے منہ موڑ لو۔ لیکن اگر ایسا نہیں کیا تو تلاش میں اعتدال اختیار کرو۔

ارشاد (٣٩٤)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رُبَّ قَوْلٍ أَنْفَذُ مِنْ صَوْلٍ.

بسا اوقات بات حملہ سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

ارشاد (٣٩٥)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كُلُّ مُقْتَصَرٍ عَلَيْهِ كَافٍ.

ہر چیز جس پر قناعت کر لی جائے، کافی ہو جاتی ہے۔

ارشاد (٣٩٦)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْمَنِيَّةُ وَلَا الدَّنِيَّةُ! وَالتَّقَلُّلُ وَلَا التَّوَسُّلُ. وَمَنْ لَمْ يُعْطَ قَاعِداً لَمْ يُعْطَ قَائِماً. وَالدَّهْرُ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَكَ، وَيَوْمٌ عَلَيْكَ فَإِذَا كَانَ لَكَ فَلَا تَبْطَرْ. وَإِذَا كَانَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ.

موت آئے تو آئے لیکن ذلت نہ آئے۔ تنگدستی قبول مگر غیر کا سہارا قبول نہیں۔ جسے (گھر) بیٹھے کچھ نہیں ملا، اُسے اُٹھ کھڑا ہونے پر بھی کچھ نہیں ملے گا۔ اور زمانہ کے دو ہی دن ہیں: ایک دن تمہارے موافق اور دوسرا تمہارے مخالف۔ سو اگر موافق ہو تو اترؤ نہیں اور مخالف ہو تو صبر کرو۔

ارشاد (٣٩٧)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: نِعْمَ الطِّيبُ الْمِسْكُ خَفِيفٌ مَحْمِلُهُ عَطِرٌ رِيحُهُ.

کستوری کی خوشبو کا کیا کہنا! جس کا حمل سبک مگر مہک خوشبودار ہے۔

ارشاد (۳۹۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ضَعْ فَخْرَكَ، وَاحْطُطْ كِبْرَكَ، وَاذْكُرْ قَبْرَكَ۔

اپنے غرور کا سر نیچا رکھو اور تکبر کا بوجھ سر سے اتار پھینکو اور اپنی قبر کو یاد کرو۔

ارشاد (۳۹۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ حَقّاً، وَإِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ حَقّاً، فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ أَنْ يُطِيعَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ، إِلَّا فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، وَحَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اسْمَهُ، وَيُحَسِّنَ أَدَبَهُ، وَيُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ۔

بیٹے کا باپ پر ایک حق ہوتا ہے اور باپ کا بیٹے پر ایک حق ہوتا ہے۔ چنانچہ باپ کا بیٹے پر یہ حق ہے کہ بیٹا ہر بات میں اُس کا کہنا مانے مگر خدائے پاک کی نافرمانی میں (نہ مانے)، اور بیٹے کا حق باپ پر یہ ہے کہ باپ اُس کا نام اچھا رکھے، اُس کی ادب آموزی اچھی کرے اور اُسے قرآن کی تعلیم دے۔

ارشاد (۴۰۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْعَيْنُ حَقٌّ، وَالرُّقَى حَقٌّ، وَالسِّحْرُ حَقٌّ، وَالْفَأْلُ حَقٌّ، وَالطِّيَرَةُ لَيْسَتْ بِحَقٍّ، وَالْعَدْوَى لَيْسَتْ بِحَقٍّ، وَالطِّيبُ نُشْرَةٌ، وَالْعَسَلُ نُشْرَةٌ، وَالرُّكُوبُ نُشْرَةٌ، وَالنَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ نُشْرَةٌ۔

نظر واقعی لگ جاتی ہے، دم کرنے میں حقیقت ہے، جادو کا اثر ضرور ہوتا ہے، اور فال لینا بھی ٹھیک ہے (یہ سب حق ہیں)، مگر جس چیز سے شگون بد لیا جائے وہ حق نہیں، اور یہ ٹھیک نہیں کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے (یہ دونوں باتیں باطل ہیں)، اور خوشبو ایک جادو ہے، شہد میں جادو کی تاثیر ہے، سواری کرنا اور سبزہ پر نگاہ ڈالنا بھی ایک طرح کا جادو ہے۔ (یہ سب دل و دماغ پر فوراً اثر انداز ہوتے ہیں)

ارشاد (۴۰۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مُقَارَبَةُ النَّاسِ فِي أَخْلَاقِهِمْ أَمْنٌ مِنْ غَوَائِلِهِمْ۔

لوگوں کے طور طریقوں میں اُن سے میل جول رکھنا اُن کے شر سے بے خوف کر دیتا ہے۔

ارشاد (۴۰۲)

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لبعض مخاطبيه وقد تكلم بكلمة يستصغر مثله عن قول مثلها: لَقَدْ طِرْتَ شَكِيرًا، وَهَدَرْتَ سَقْبًا۔

قال الرضی: والشكير ههنا: اول ما ينبت من ريش الطائر قبل ان يقوى ويستحصف والسقب: الصغير من الابل، ولا يهدر الا بعد ان يستفحل۔

آپؑ ایک آدمی سے بات کر رہے تھے، اُس نے ایک ایسی بات کہہ دی جو اُس کے چھوٹے منہ سے بڑی معلوم ہوتی تھی، تو آپؑ نے اُس سے فرمایا: ابھی تمہارے نرم روئیں ہی نکلے ہیں کہ اُڑنے لگ گئے ہو۔ اور جوان ہونے سے پہلے ہی بلبلانے لگے ہو۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں: یہاں "شَکِیْر" سے مراد پرندہ کے وہ نرم پر (روئیں) ہیں جو پہلے نکلتے ہیں۔ اور بعد میں قوت اور مضبوطی حاصل کرتے ہیں۔ اور "سقب" اُونٹ کا چھوٹا بچہ ہوتا ہے اور وہ جب تک جوان نہیں ہو جاتا، بلبلاتا نہیں۔

ارشاد (۴۰۳)

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَوْمَأَ إِلَى مُتَفَاوِتٍ خَذَلَتْهُ الْحِيَلُ۔

جو شخص دو مختلف چیزوں کی طرف اشارہ کرتا ہے، اُسے (ایک بھی نہیں ملتی) حیلے (بہانے) سب چھوڑ جاتے ہیں۔

ارشاد (۴۰۴)

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَ قَدْ سُئِلَ عَنْ معنى قَوْلِهِمْ: "لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ": إِنَّا لَا نَمْلِكُ مَعَ اللهِ شَيْئاً، وَ لَا نَمْلِكُ إِلَّا مَا مَلَّكَنَا فَمَتَى مَلَّكَنَا مَا هُوَ أَمْلَكُ بِهِ مِنَّا كَلَّفَنَا وَ مَتَى أَخَذَهُ مِنَّا وَضَعَ

آپؑ سے پوچھا گیا کہ لوگ جو "لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" کہتے ہیں، اس کا مطلب کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: (جس طرح اللہ کی ملکیت میں ہر چیز ہے) ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کے مالک نہیں، ہم تو اُسی چیز کے مالک ہیں جو اُس نے ہماری ملکیت میں دے دی، تو جب اُس نے ہمیں ان چیزوں کا مالک بنایا جن پر اُسے ہم سے زیادہ اختیار حاصل ہے، تو تکلیف شرعی میں ہمیں مکلف کر دیا۔ اور جب ہم سے وہ چیزیں لے لے گا تو

تَكْلِيْفَهٗ عَنَّا۔ ہمارے سر سے اُن کی تکلیف کا بوجھ بھی اُتار لے گا۔

ارشاد (۴۰۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لعمار بن ياسر وقد سمعه يراجع المغيرة بن شعبة كلامًا: دَعْهُ يَا عَمَّارُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْخُذْ مِنَ الدِّيْنِ إِلَّا مَا قَارَبَهُ مِنَ الدُّنْيَا، وَعَلٰى عَمْدٍ لَبَّسَ عَلٰى نَفْسِهِ لِيَجْعَلَ الشُّبُهَاتِ عَاذِرًا لِسَقَطَاتِهِ۔

آپؑ نے عمار بن یاسر کو مغیرہ بن شعبہ سے سوال و جواب کرتے ہوئے سُنا تو اُن سے ارشاد فرمایا: اے عمار! اس شخص کو چھوڑ دو، کیونکہ اُس نے دین کا وہی حصہ اختیار کیا تھا، جس نے اُسے دُنیا سے قریب کر دیا، اور جان بوجھ کر اپنے نفس کو اشتباہ میں ڈال دیا تاکہ ان شُبہات کو اپنی لغزشوں کا بہانہ بنائے۔

ارشاد (۴۰۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا أَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْأَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ طَلَبًا لِمَا عِنْدَ اللهِ! وَأَحْسَنُ مِنْهُ تِيْهُ الْفُقَرَاءِ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ اتِّكَالًا عَلَى اللهِ

بارگاہِ خداوندی سے ثواب حاصل کرنے کے لئے امیروں کا غریبوں کے سامنے جُھکنا کتنی اچھی بات ہے! مگر اللہ پر توکل کر کے غریبوں کا امیروں کے سامنے نہ جُھکنا اُس سے بھی اچھا ہے۔

ارشاد (۴۰۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا اسْتَوْدَعَ اللهُ امْرَأً عَقْلًا إِلَّا اسْتَنْقَذَهُ بِهِ يَوْمًا مَّا۔

اللہ نے انسان کو عقل کی امانت محض اس لئے سپرد کی، کہ اس کی بدولت اُسے کسی نہ کسی دن نجات دے گا۔

ارشاد (۴۰۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ صَارَعَ الْحَقَّ صَرَعَهُ۔

جو حق سے ٹکراتا ہے، حق اُسے پچھاڑ دیتا ہے۔

ارشاد (۴۰۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْقَلْبُ مُصْحَفُ الْبَصَرِ

دل، نگاہ کی کتاب جامع ہے (انسان جیسا دیکھتا ہے)

ارشاد (۴۱۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: التُّقَى رَئِيسُ الْأَخْلَاقِ۔

خوف خدا (پرہیزگاری) اخلاق کا رئیس ہے۔

ارشاد (۴۱۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَجْعَلَنَّ ذَرَبَ لِسَانِكَ عَلَى مَنْ أَنْطَقَكَ، وَبَلَاغَةَ قَوْلِكَ عَلَى مَنْ سَدَّدَكَ۔

جس نے تمہیں گویائی عطا کی، اُسی کے خلاف تیغ زبان کے جوہر نہ دکھاؤ اور جس نے تمہیں سیدھی راہ پر لگایا اُس کے سامنے اپنے کلام کی بلاغت نہ جتاؤ۔

ارشاد (۴۱۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَفَاكَ أَدَباً لِنَفْسِكَ اجْتِنَابُ مَا تَكْرَهُهُ مِنْ غَيْرِكَ۔

نفس کی ادب آموزی کے لئے تمہیں یہی کافی ہے کہ دوسروں کی جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو اس سے خود اجتناب کرو۔

ارشاد (۴۱۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ صَبَرَ صَبْرَ الْأَحْرَارِ، وَإِلَّا سَلَا سُلُوَّ الْأَغْمَارِ۔

جو صبر کرنا چاہے اُسے شریفوں کا صبر اختیار کرنا چاہئے ورنہ (وقت کے ساتھ) اسی طرح بھول جانا جیسے ناتجربہ کار جاہل بھول جاتے ہیں۔

ارشاد (۴۱۴)

وفی خبر آخر انه علیه السلام قال للاشعث بن قیس معزیا: إِنْ صَبَرْتَ صَبْرَ الْأَكَارِمِ وَإِلَّا سَلَوْتَ سُلُوَّ الْبَهَائِمِ۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اشعث بن قیس کو پرسا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر صبر کرنا ہے تو شریفوں کا صبر اختیار کرو ورنہ (ایک نہ ایک دن) بھول جاؤ گے جیسے جانور بھول جاتے ہیں۔

ارشاد (۴۱۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي

دنیا کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: دھوکہ

صفة الدُّنیا: تَغُرُّ وَ تَضُرُّ وَ تَمُرُّ، اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَرْضَهَا ثَوَابًا لِاَوْلِیَائِہٖ، وَلَا عِقَابًا لِاَعْدَائِہٖ وَاِنَّ اَهْلَ الدُّنْیَا کَرَکْبٍ بَیْنَا هُمْ حَلُّوْا اِذْ صَاحَ بِهِمْ سَائِقُهُمْ فَارْتَحَلُوْا۔

دیتی ہے، نقصان پہنچاتی ہے اور گزرتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے نہ تو اسے اپنے دوستوں کے ثواب کے لئے پسند فرمایا نہ اپنے دشمنوں کی سزا کے لئے۔ سچ تو یہ ہے کہ اہلِ دنیا اُن سواروں کے مانند ہیں جو منزل پر اترنے بھی نہ پائے تھے کہ ہانکنے والے نے چلا کر کہا: کوچ کرو، اور وہ کوچ کر گئے۔

ارشاد (۴۱۶)

وقال لابنه الحسن علیه السلام: لَا تُخَلِّفَنَّ وَرَاءَكَ شَیْئًا مِنَ الدُّنْیَا۔ فَاِنَّكَ تُخَلِّفُهُ لِاَحَدِ رَجُلَیْنِ:۔ اِمَّا رَجُلٌ عَمِلَ فِیْهِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِیْتَ بِهٖ، وَاِمَّا رَجُلٌ عَمِلَ فِیْهِ بِمَعْصِیَةِ اللّٰهِ فَشَقِیَ بِمَا جَمَعْتَ لَهٗ، فَكُنْتَ عَوْنًا لَهٗ عَلٰى مَعْصِیَتِهٖ، وَلَیْسَ اَحَدُ هٰذَیْنِ حَقِیْقًا اَنْ تُؤْثِرَهٗ عَلٰى نَفْسِكَ۔

اپنے فرزند (امام) حسن علیہ السلام سے فرمایا: دُنیا کی کوئی چیز اپنے پیچھے نہ چھوڑنا، کیوں کہ یقیناً تم اُسے دو میں سے ایک ہی شخص کے لئے چھوڑو گے: یا تو اُس شخص کے لئے جو اُسے حکمِ خدا کے مطابق استعمال کرے گا، اور اس طرح تم جس چیز سے محروم ہوگئے وہ اسی سے خوش بخت ہو جائے گا۔ یا اُس کے لئے جو اُسے خدا کی نافرمانی میں استعمال کرے گا اور اس طرح جو کچھ تم نے اُس کے لئے جمع کیا تھا، وہی اُس کی بدبختی کا سبب بن جائے گا۔ اس صورت میں تم خدا کی نافرمانی میں اُس کے مددگار بن جاؤ گے۔ اور ان دونوں میں سے ایک بھی اس قابل نہیں کہ تم اُسے اپنی ذات پر ترجیح دو۔

قال الرضی: ویروی هذا الکلام علی وجه آخر وهو:۔

سیّد رضیؒ فرماتے ہیں: یہی کلام ایک دوسری صورت میں بھی روایت کیا گیا ہے، اور وہ یوں ہے:

اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الَّذِیْ فِیْ یَدِكَ مِنَ الدُّنْیَا قَدْ كَانَ لَهٗ اَهْلٌ قَبْلَكَ وَهُوَ صَائِرٌ اِلٰى اَهْلٍ بَعْدَكَ۔ اِنَّمَا اَنْتَ جَامِعٌ لِاَحَدِ رَجُلَیْنِ: رَجُلٌ عَمِلَ فِیْمَا جَمَعْتَهٗ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَسَعِدَ

اما بعد، دُنیا کا جو مال اب تمہارے ہاتھ میں ہے، تم سے پہلے بھی اس کے مالک ہو گزرے ہیں۔ اور تمہارے بعد یہی مال کسی اور مالک کے پاس چلا جانے والا ہے۔ اور تم دو میں سے ایک شخص کے لئے فقط جمع کرنے والے ہو: ایک وہ شخص جو تمہارے جمع کردہ مال کو خدا کی اطاعت میں

بِمَا شَقِيتَ بِهٖ ، اَوْ رَجُلٌ عَمِلَ فِيْهِ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَشَقِيتَ بِمَا جَمَعْتَ لَهٗ ، وَلَيْسَ اَحَدُ هٰذَيْنِ اَهْلًا اَنْ تُؤْثِرَهٗ عَلٰى نَفْسِكَ وَلَا اَنْ تَحْمِلَ لَهٗ عَلٰى ظَهْرِكَ فَارْجُ لِمَنْ مَضٰى رَحْمَةَ اللّٰهِ ، وَلِمَنْ بَقِيَ رِزْقَ اللّٰهِ۔

رہ کر استعمال کرے گا' اور اس طرح جس چیز سے تم محروم ہو گئے وہ اُسی سے خوش بخت ہو جائے گا۔ یا وہ شخص جو اسے خدا کی نافرمانی میں استعمال کرے گا' تو اس طرح جو کچھ تم نے اُس کے لئے جمع کیا تھا' وہ تمہاری بدبختی کا سبب بن جائے گا۔ اور اُن دونوں میں سے ایک بھی اس بات کا اہل نہیں کہ تم اسے اپنی ذات پر ترجیح دو۔ اور نہ اس لائق ہے کہ تم اس کی خاطر اپنی پیٹھ پر بوجھ لادو۔ لہٰذا جو شخص دنیا سے گزر جائے اُس کے لئے خدا کی رحمت کے' اور جو زندہ رہ جائے اُس کے لئے خدا کے رزق کے امیدوار رہو۔

ارشاد (۴۱۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِقَائِلٍ قَالَ بِحَضْرَتِهٖ: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَتَدْرِيْ مَا الْاِسْتِغْفَارُ؟ اَلْاِسْتِغْفَارُ دَرَجَةُ الْعِلِّيِّيْنَ وَهُوَ اسْمٌ وَاقِعٌ عَلٰى سِتَّةِ مَعَانٍ: اَوَّلُهَا النَّدَمُ عَلٰى مَا مَضٰى، وَالثَّانِيْ: اَلْعَزْمُ عَلٰى تَرْكِ الْعَوْدِ اِلَيْهِ اَبَدًا، وَالثَّالِثُ: اَنْ تُؤَدِّيَ اِلَى الْمَخْلُوْقِيْنَ حُقُوْقَهُمْ حَتّٰى تَلْقَى اللّٰهَ اَمْلَسَ لَيْسَ عَلَيْكَ تَبِعَةٌ، وَالرَّابِعُ: اَنْ تَعْمِدَ اِلٰى كُلِّ فَرِيْضَةٍ عَلَيْكَ ضَيَّعْتَهَا فَتُؤَدِّيَ حَقَّهَا۔ وَالْخَامِسُ اَنْ تَعْمِدَ اِلَى اللَّحْمِ الَّذِيْ نَبَتَ عَلَى السُّحْتِ فَتُذِيْبَهٗ بِالْاَحْزَانِ حَتّٰى تُلْصِقَ الْجِلْدَ بِالْعَظْمِ وَيَنْشَاَ بَيْنَهُمَا لَحْمٌ جَدِيْدٌ۔ وَالسَّادِسُ اَنْ تُذِيْقَ الْجِسْمَ اَلَمَ الطَّاعَةِ كَمَا اَذَقْتَهٗ حَلَاوَةَ الْمَعْصِيَةِ۔ فَعِنْدَ

آپؑ کے سامنے کسی نے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" کہا تو آپؑ نے اس سے فرمایا: ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اجانتے بھی ہو کہ استغفار کیا چیز ہے؟ استغفار عِلِّیُّوْنَ کا درجہ ہے۔ اور یہ (استغفار) ایک اسم ہے جو چھ معنوں پر واقع ہوتا ہے: اوّل جو ہو گیا اُس پر پشیمانی، دوم کئے ہوئے گناہ کا اعادہ ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا عزم، سوم یہ کہ تم مخلوق کے حقوق یہاں تک ادا کر دو کہ جب خدا کی بارگاہ میں پہنچو تو تمہارا چہرہ چمک رہا ہو اور تمہارے ذمے کوئی تاوان نہ ہو۔ چہارم یہ کہ ہر فرض جو تم پر عائد ہوتا تھا' اور تم نے اسے ضائع کر دیا' اب اُس کا حق ادا کرنے کا قصد کرو۔ پنجم یہ کہ جس گوشت نے مالِ حرام سے پرورش پائی ہے' اُسے غم کی وجہ سے اس حد تک پگھلانے کا قصد کرو کہ پوست ہڈیوں سے پیوست ہو جائے اور ان دونوں کے درمیان پھر سے نیا گوشت پیدا ہو۔ ششم یہ کہ جس طرح تم نے اپنے جسم کو معصیت کی مٹھاس کا مزہ چکھایا تھا' اُسی طرح اُسے اطاعت کے دُکھ کا ذائقہ چکھاؤ۔ تو جب

ذٰلِكَ تَقُوْلُ: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ"۔ | سب کچھ کر لو تو کہو "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ"۔

لہ ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ : تمہاری ماں تمہیں گم کرے! عرب کا محاورہ ہے جو اُس موقع پر بولا جاتا ہے جب کسی کو غلطی کا احساس دلانا مقصود ہو۔

لہ عِلِّیُّوْن : جنت کے سب سے اُونچے طبقے کا نام ہے، جو بلند مرتبہ لوگوں کا مقام ہے۔ یہاں بلند مرتبہ لوگ مراد ہیں۔

ارشاد (۴۱۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْحِلْمُ عَشِيْرَةٌ۔

حلم ایک قبیلہ ہے (بردباری برادری ہے)

ارشاد (۴۱۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مِسْكِيْنُ ابْنُ اٰدَمَ: مَكْتُوْمُ الْاَجَلِ، مَكْنُوْنُ الْعِلَلِ، مَحْفُوْظُ الْعَمَلِ، تُؤْلِمُهُ الْبَقَّةُ، وَتَقْتُلُهُ الشَّرْقَةُ، وَتُنْتِنُهُ الْعَرْقَةُ۔

بے چارہ آدم زاد! کیا کرے، جس کی اجل پوشیدہ، بیماریاں در پردہ اور عمل بے بہرہ ہے، ذرا سا پسّو کاٹے تو تلملا اُٹھتا ہے، اور اُچھو لگے تو ہلاک ہو جاتا ہے، پسینہ آئے تو اُس سے بدبو آنے لگتی ہے۔

ارشاد (۴۲۰)

وروی انہ علیہ السلام: کان جالسا فی اصحابہ، فمرت بھم امراۃ جمیلۃ فرمقھا القوم بابصارھم فقال علیہ السلام: اِنَّ اَبْصَارَ هٰذِهِ الْفُحُوْلِ طَوَامِحُ وَاِنَّ ذٰلِكَ سَبَبُ هِبَابِهَا، فَاِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى امْرَاَةٍ تُعْجِبُهُ فَلْيُلَامِسْ اَهْلَهُ۔ فَاِنَّمَا هِيَ امْرَاَةٌ كَامْرَاَةٍ۔ فقال رجل من الخوارج:

روایت ہے کہ آپؑ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے، کہ اُن کے پاس سے ایک خوب صورت عورت کا گزر ہوا، اور اُن لوگوں نے اس پر تاک جھانک شروع کر دی جس پر آپؑ نے ارشاد فرمایا۔

ان مردوں کی نظریں تاکنے والی ہیں اور یہ تاک جھانک ان کی شہوت کو اُبھارنے کا سبب ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کی نظر ایسی عورت پر پڑے جو اُسے بھلی معلوم ہو، تو اُسے چاہئے کہ اپنی زوجہ سے ہم بستری کرے۔ کیوں کہ وہ بھی تو عورت جیسی عورت ہی ہے۔ یہ سن کر ایک

"قاتله الله كافرا ما افقهه" فوثب القوم ليقتلوه. فقال عليه السلام: رُوَيْدًا إِنَّمَا هُوَ سَبٌّ بِسَبٍّ أَوْ عَفْوٌ عَنْ ذَنْبٍ!

خارجی بولا: "خدا اس پر لعنت کرے، یہ تو کافر مگر کتنا فقیہ ہے!" اس پر لوگ اسے قتل کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تو آپؑ نے فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ، اس کا علاج سب کے بدلے سب[1] ہے، یا گناہ سے درگزر کرنا۔

---

[1] سب: دشنام، گالی، برا بھلا کہنا۔

ارشاد (۴۲۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَفَاكَ مِنْ عَقْلِكَ مَا أَوْضَحَ لَكَ سُبُلَ غَيِّكَ مِنْ رُشْدِكَ.

تمہیں اتنی ہی عقل کافی ہے جو تمہیں ہدایت کی راہ سے گمراہی کی راہوں کو الگ کرکے دکھا دے۔

ارشاد (۴۲۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: افْعَلُوا الْخَيْرَ وَلَا تَحْقِرُوا مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّ صَغِيرَهُ كَبِيرٌ وَقَلِيلَهُ كَثِيرٌ. وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنَّ أَحَدًا أَوْلَى بِفِعْلِ الْخَيْرِ مِنِّي فَيَكُونَ وَاللَّهِ كَذَلِكَ. إِنَّ لِلْخَيْرِ وَالشَّرِّ أَهْلًا فَمَهْمَا تَرَكْتُمُوهُ مِنْهُمَا كَفَاكُمُوهُ أَهْلُهُ.

نیکی کرو، اور نیکی ذرا سی بھی ہو تو اُسے حقیر نہ سمجھو کیونکہ چھوٹی نیکی ہی بڑی اور تھوڑی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ اور دیکھو تم سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے کہ کسی اور کو نیکی کرنے میں مجھ سے پہل کرنی چاہیئے۔ ورنہ خدا کی قسم ایسا ہی ہو جائے گا۔ یاد رکھو، نیکی اور بدی کے اہل ضرور ہوتے ہیں لہٰذا جب تم ان دونوں میں سے کسی ایک کو چھوڑ دوگے، تو اُس کا اہل اُسے تم سے مستغنی کر دے گا۔

ارشاد (۴۲۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ أَصْلَحَ سَرِيرَتَهُ أَصْلَحَ اللَّهُ عَلَانِيَتَهُ، وَمَنْ عَمِلَ لِدِينِهِ كَفَاهُ اللَّهُ أَمْرَ دُنْيَاهُ، وَمَنْ أَحْسَنَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ أَحْسَنَ اللَّهُ مَا بَيْنَهُ

جس نے اپنے باطن کی اصلاح کر لی، خدا اُس کے ظاہر کو درست کر دیتا ہے اور جو اپنے دین کی خاطر عمل کرتا ہے خدا اُسے دنیا کے دھندے سے مستغنی کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو اچھا رکھتا ہے، اللہ اُس کے اور دوسرے لوگوں کے مابین معاملات

وَبَيْنَ النَّاسِ۔

کو اچھا کر دیتا ہے۔

ارشاد (۴۲۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْحِلْمُ غِطَاءٌ سَاتِرٌ، وَالْعَقْلُ حُسَامٌ قَاطِعٌ، فَاسْتُرْ خَلَلَ خُلُقِكَ بِحِلْمِكَ، وَقَاتِلْ هَوَاكَ بِعَقْلِكَ۔

بُردباری (عیب) چھپانے والا پردہ ہے، اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے، لہٰذا اپنی اخلاقی کمزوریوں کو بُردباری سے چھپاؤ اور نفسانی خواہش کا مقابلہ عقل سے کرو۔

ارشاد (۴۲۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَخْتَصُّهُمُ اللّٰهُ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ، فَيُقِرُّهَا فِي أَيْدِيهِمْ مَا بَذَلُوهَا، فَإِذَا مَنَعُوهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ ثُمَّ حَوَّلَهَا إِلَى غَيْرِهِمْ۔

اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ — بندوں کی ضروریات بہم پہنچانے کے لئے — خاص طور پر نعمتوں سے نواز دیتا ہے۔ سو جب تک وہ انہیں (بندوں پر) خرچ کرتے رہتے ہیں، اللہ اُنہیں اُنہی کے ہاتھوں میں رہنے دیتا ہے، مگر جب وہ اُنہیں (خرچ کرنا) بند کر دیتے ہیں، تو اُن سے چھین لیتا ہے۔ اور دوسروں کی تحویل میں دے دیتا ہے۔

ارشاد (۴۲۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا يَنْبَغِي لِلْعَبْدِ أَنْ يَثِقَ بِخَصْلَتَيْنِ: الْعَافِيَةِ، وَالْغِنَى، بَيْنَا تَرَاهُ مُعَافًى إِذْ سَقِمَ، وَبَيْنَا تَرَاهُ غَنِيًّا إِذِ افْتَقَرَ۔

بندہ کو زیب نہیں دیتا کہ دو حالتوں پر بھروسا کرے: تندرستی اور توانگری، ابھی تو تم کسی کو تندرست دیکھ رہے تھے کہ وہ بیمار بھی ہو گیا۔ اور دیکھ رہے ہو کہ کوئی توانگر ہے مگر دیکھتے ہی دیکھتے فقیر ہو جاتا ہے۔

ارشاد (۴۲۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ شَكَا الْحَاجَةَ إِلَى مُؤْمِنٍ فَكَأَنَّهُ شَكَاهَا إِلَى اللّٰهِ، وَمَنْ شَكَاهَا إِلَى كَافِرٍ فَكَأَنَّمَا شَكَا اللّٰهَ۔

جس نے محتاجی کا شکوہ کسی مومن کے سامنے کیا، اُس نے گویا اللہ کی بارگاہ میں شکوہ کیا۔ اور جس نے کسی کافر کے سامنے محتاجی کا شکوہ کیا، اُس نے گویا اللہ کی شکایت کی۔

ارشاد (۴۲۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فی بعض الاعیاد: اِنَّمَا هُوَ عِيدٌ لِمَنْ قَبِلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ وَ شَكَرَ قِيَامَهُ، وَكُلُّ يَوْمٍ لَا يُعْصَى اللّٰهُ فِيْهِ فَهُوَ عِيدٌ۔

کسی عید کے موقع پر ارشاد فرمایا:
عید اصل میں فقط اُس کی ہے، جس کے روزے کو اللہ نے قبول کیا ہو اور نماز کی قدر دانی کی ہو۔ اور دن کوئی بھی ہو، جس میں اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے وہی عید ہے

ارشاد (۴۲۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ أَعْظَمَ الْحَسَرَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَسْرَةُ رَجُلٍ كَسَبَ مَالًا فِي غَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ فَوَرِثَهُ رَجُلٌ فَأَنْفَقَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ فَدَخَلَ بِهِ الْجَنَّةَ وَدَخَلَ الْأَوَّلُ بِهِ النَّارَ۔

قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت اُس شخص کی ہوگی جس نے خدا کی نافرمانیاں کر کر کے دولت کمائی مگر اس کا وارث کوئی اور شخص ہو گیا لیکن اُس نے (دولت) کو اللہ سبحانہ کی اطاعت میں لگایا، لہٰذا اس مال کی بدولت داخلِ جنت ہوا اور پہلا اسی کی وجہ سے واصل جہنم ہو گیا۔

ارشاد (۴۳۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ أَخْسَرَ النَّاسِ صَفْقَةً وَأَخْيَبَهُمْ سَعْيًا رَجُلٌ أَخْلَقَ بَدَنَهُ فِي طَلَبِ مَالِهِ وَلَمْ تُسَاعِدْهُ الْمَقَادِيرُ عَلَى إِرَادَتِهِ فَخَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا بِحَسْرَتِهِ، وَقَدِمَ عَلَى الْآخِرَةِ بِتَبِعَتِهِ۔

سودا کرنے میں سب سے بڑھ کر نقصان اُٹھانے والا اور (زندگی کی) دوڑ میں سب سے پیچھے رہنے والا وہ شخص ہے، جس نے مال کی طلب میں اپنے جسم کو خستہ کر دیا مگر قضا و قدر نے اُس کے ارادوں میں اُس کا ساتھ نہ دیا، لہٰذا وہ دُنیا سے چلا تو مال کی حسرت لئے ہوئے اور آخرت میں قدم رکھا تو سر پر مطالبات کا بوجھ لئے ہوئے

ارشاد (۴۳۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: طَالِبٌ، وَمَطْلُوبٌ فَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا طَلَبَهُ الْمَوْتُ حَتّٰى يُخْرِجَهُ عَنْهَا۔ وَمَنْ طَلَبَ الْآخِرَةَ،

رزق دو ہیں: ایک طالب دوسرا مطلوب۔ سو جو شخص دنیا کا طلب گار ہوتا ہے، موت اس کے پیچھے لگ جاتی ہے یہاں تک کہ اُسے دنیا سے نکال دیتی ہے۔ مگر جو آخرت کا طلب گار ہوتا ہے، دنیا اُس کی طلب گار ہو جاتی

طَلَبَتْهُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ رِزْقَهُ مِنْهَا۔

ہے یہاں تک کہ وہ اُس سے اپنا پورا رزق حاصل کر لیتا ہے۔

ارشاد (۴۳۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ هُمُ الَّذِينَ نَظَرُوا إِلٰى بَاطِنِ الدُّنْيَا إِذَا نَظَرَ النَّاسُ إِلٰى ظَاهِرِهَا، وَاشْتَغَلُوا بِآجِلِهَا إِذَا اشْتَغَلَ النَّاسُ بِعَاجِلِهَا، فَأَمَاتُوا مِنْهَا مَا خَشُوا أَنْ يُمِيتَهُمْ۔ وَتَرَكُوا مِنْهَا مَا عَلِمُوا أَنَّهُ سَيَتْرُكُهُمْ وَرَأَوُا اسْتِكْثَارَ غَيْرِهِمْ مِنْهَا اسْتِقْلَالًا وَدَرَكَهُمْ لَهَا فَوْتًا، أَعْدَاءُ مَا سَالَمَ النَّاسُ وَسِلْمُ مَا عَادَى النَّاسُ! بِهِمْ عُلِمَ الْكِتَابُ وَبِهِ عَلِمُوا، وَبِهِمْ قَامَ الْكِتَابُ وَبِهِ قَامُوا لَا يَرَوْنَ مَرْجُوًّا فَوْقَ مَا يَرْجُونَ، وَلَا مَخُوفًا فَوْقَ مَا يَخَافُونَ۔

خُدا کے حقیقی دوست وہ لوگ ہیں کہ جب اور لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو وہ اُس کے باطن پر نظر رکھتے ہیں اور جب لوگ دنیا کی فوری آسائشوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو وہ اس کی آئندہ نعمتوں سے لو لگا لیتے ہیں۔ اور دُنیا کی اُن خواہشات کو مار دیتے ہیں جن سے ڈرتے ہیں کہ انہیں مار ڈالیں گی۔ اور اُس کی اُن چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جنہیں جانتے ہیں کہ وہ انہیں چھوڑ جائیں گی۔ اور دوسرے لوگ اس کی جن چیزوں کو کثیر سمجھتے ہیں، وہ انہیں قلیل جانتے ہیں، اور اُن کے پا لینے کو کھو دینا سمجھتے ہیں۔ لوگ جس چیز سے مصالحت کرتے ہیں یہ اُس کے دشمن ہیں۔ اور جس سے لوگ دشمنی کرتے ہیں یہ اُس سے مصالحت کرتے ہیں۔ ان کی بدولت کتاب (قرآن) کا علم ہوتا ہے اور قرآن کے ذریعے اِن کا علم ہوتا ہے۔ قرآن انہی کے دم سے قائم ہے اور قرآن کے وجود سے یہ قائم ہیں۔ یہ لوگ جس (اجر) کی امید رکھتے ہیں، اُس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں جس سے ان کی امید وابستہ ہو، اور جس بات سے ڈرتے ہیں، اس سے بڑی ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

ارشاد (۴۳۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اُذْكُرُوا انْقِطَاعَ اللَّذَّاتِ، وَبَقَاءَ التَّبِعَاتِ۔

لذّات کے ختم ہو جانے اور خمیازوں کے باقی رہ جانے کو یاد رکھو۔

ارشاد (۴۳۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أُخْبُرْ تَقْلِهْ۔

قال الرضی: و من الناس من یروی هذا للرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم و مما یقوی انہ من کلام امیرالمؤمنین علیہ السلام ماحکاہ ثعلب عن ابن الاعرابی قال المامون: لولا ان علیا قال: "اخبر تقلہ" لقلت: اقلہ تخبر۔

جانچ لو تو دشمنی کرو۔

سید رضی فرماتے ہیں: بعض لوگ اس کلام کی حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں مگر اس کے کلام امیرالمومنین علیہ السلام ہونے کی تائید ثعلب کا وہ بیان جو اُس نے ابن اعرابی سے روایت کیا ہے کہ مامون نے کہا: اگر علی علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا ہوتا: اُخْبُرْ تَقْلِهْ، تو میں کہتا: اقلہ تخبر (دشمنی کرو تو جانچو) [1]

---

[1] مامون کا خیال تھا کہ دوست کے عیب عموماً نظر انداز کر دئے جاتے ہیں بلکہ دوست کے عیب بھی صواب معلوم ہوتے ہیں۔ لہذا اُس کی حقیقت کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا، مگر جب اسے دشمن بنا لیا جائے تو اپنے اصل روپ میں ظاہر ہو جاتا ہے۔

مگر امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد مامون کے خیال کی تردید کرتا ہے۔ کیوں کہ جس کے عیب نظر انداز کرنے کی ضرورت پیش آئے، اُسے دوست بنایا ہی کیوں جائے۔ لہذا کسی سے دشمنی مول لینے سے پہلے اُس کے عیوب کی جانچ ضروری ہوتی ہے۔

ارشاد (۴۳۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا كَانَ اللهُ لِيَفْتَحَ عَلَى عَبْدٍ بَابَ الشُّكْرِ وَيُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الزِّيَادَةِ، وَلَا لِيَفْتَحَ عَلَى عَبْدٍ بَابَ الدُّعَاءِ وَيُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الْإِجَابَةِ، وَلَا لِيَفْتَحَ لِعَبْدٍ بَابَ التَّوْبَةِ وَيُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الْمَغْفِرَةِ۔

اللہ کے شایان شان نہیں کہ کسی بندے پر شکر کا دروازہ تو کھول دے مگر مزید نعمت کا دروازہ بند کر دے۔ اور نہ یہ کہ کسی بندے پر دُعا کا دروازہ تو کھولے اور قبولیت کا دروازہ بند کرے۔ اور نہ یہ ہی کہ کسی بندے پر توبہ کا دروازہ تو کھلا رکھے اور مغفرت کا دروازہ بند کر دے۔

ارشاد (۴۳۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَوْلَى النَّاسِ بِالْكَرَمِ مَنْ عُرِفَتْ بِهِ الْكِرَامُ۔

سخی ہونے میں اذیت اُس شخص کو حاصل ہے جس سے سخیوں کی پہچان ہو جائے۔

ارشاد (۴۳۷)

وسئل منه علیه السلام: ایما افضل: العدل او الجود؟ فقال علیه السلام: اَلْعَدْلُ یَضَعُ الْاُمُوْرَ مَوَاضِعَهَا، وَالْجُوْدُ یُخْرِجُهَا مِنْ جِهَتِهَا، وَالْعَدْلُ سَائِسٌ عَامٌّ، وَالْجُوْدُ عَارِضٌ خَاصٌّ، فَالْعَدْلُ اَشْرَفُهُمَا وَاَفْضَلُهُمَا۔

آپؑ سے پوچھا گیا: عدل افضل ہے یا سخاوت؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: عدل ہر بات کو اُس کے مقام پر رکھتا ہے، اور سخاوت ہر امر کو اُس کی حد سے نکال دیتی ہے۔ اور عدل ایک نگران عام ہے لیکن سخاوت ایک عارضی اور خاص چیز ہے۔ لہٰذا دونوں میں سے عدل اشرف اور افضل ہے۔

ارشاد (۴۳۸)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اَلنَّاسُ اَعْدَاءُ مَا جَهِلُوْا۔

لوگ اس بات کے دشمن ہوتے ہیں جس کا انہیں علم نہ ہو۔

ارشاد (۴۳۹)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اَلزُّهْدُ كُلُّهٗ بَیْنَ كَلِمَتَیْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ: قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: "لِكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ، وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ" وَمَنْ لَمْ یَاْسَ عَلَی الْمَاضِیْ وَلَمْ یَفْرَحْ بِالْاٰتِیْ فَقَدْ اَخَذَ الزُّهْدَ بِطَرَفَیْهِ۔

پُورے کا پورا زُہد قرآن کے دو کلموں میں منحصر ہے: اللہ سبحانہ ارشاد ہے "تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اُس کا غم نہ کھاؤ، اور جو کچھ خُدا نے تمہیں دے دیا اُس کی خوشی نہ مناؤ"، اور جس نے گزشتہ کا غم نہ کھایا، اور نہ آئندہ کی خوشی منائی، وہ سمجھے کہ اُس نے زُہد کو دونوں سِروں سے پکڑ لیا۔

ارشاد (۴۴۰)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: مَا اَنْقَضَ النَّوْمَ لِعَزَائِمِ الْیَوْمِ۔

(بے وقت) سو جانا کتنا بُرا ہے جو دن کے ارادوں کو توڑ دیتا ہے۔

ارشاد (۴۴۱)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اَلْوِلَایَاتُ

(جس طرح گھوڑ دوڑ کے گھوڑے تیار کرنے کے میدان

یاتُ مَضَـا مِیرُ — ہوتے ہیں، مردوں کے میدان حکومت کے صوبے ہوتے ہیں (جہاں میدانِ جہاد کے لئے مرد تیار کئے جاتے ہیں۔

الرِّجَالِ۔

ارشاد (۴۴۲)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: لَیْسَ بَلَدٌ بِاَحَقَّ بِکَ مِنْ بَلَدٍ، خَیْرُ الْبِلَادِ مَا حَمَلَکَ

تمہارے رہنے کے لئے ایک شہر دوسرے سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ بہترین شہر وہی ہے جو تمہارا بوجھ اٹھائے

ارشاد (۴۴۳)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: وقد جاءہ نعی الاشتر رحمہ اللّٰہ: - مَالِکٌ وَمَا مَالِکٌ (واللّٰہ) لَوْ کَانَ جَبَلاً لَکَانَ فِنْداً (وَلَوْ کَانَ حَجَراً لَکَانَ صَلْدًا): لَایَرْتَقِیْہِ الْحَافِرُ۔ وَلَا یُوْفِیْ عَلَیْہِ الطَّائِرُ۔

قال الرضی: والفند: المنفرد من الجبال۔

جب آپؑ کو مالک اشتر رحمۃ اللہ کی سُنانی سُنائی گئی تو فرمایا: مالک! کون مالک! خدا کی قسم اگر وہ پہاڑ ہوتے تو ایک عظیم پہاڑ ہوتا۔ اور اگر پتھر ہوتا تو سخت چٹان ہوتا۔ نہ اُس پر کسی گھوڑے کے سُم گزر ہوتا نہ کوئی پرندہ (اُڑ کر) اُس کی بلندی تک پہنچتا۔

سید رضی فرماتے ہیں: الفند اُس پہاڑ کو کہتے ہیں جو دوسرے پہاڑوں سے الگ تھلگ ہو۔

ارشاد (۴۴۴)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: قَلِیْلٌ مَدُوْمٌ عَلَیْہِ خَیْرٌ مِنْ کَثِیْرٍ مَمْلُوْلٍ مِنْہُ۔

تھوڑا عمل جو ہمیشہ بجالایا جائے، اُس کثیر عمل سے بہتر ہے جس سے دل اُکتا جائے۔

ارشاد (۴۴۵)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِذَا کَانَ فِیْ رَجُلٍ خَلَّۃٌ رَائِقَۃٌ، فَانْتَظِرُوْا اَخَوَاتِھَا۔

جب کسی آدمی میں ایک بھی پسندیدہ عادت ہو تو اُس کی ایسی اور عادتوں کے منتظر رہو۔

ارشاد (۴۴۶)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: لغالب بن

فرزدق کے باپ غالب بن صعصعہ سے باتیں

صعصعۃ ابی الفرزدق، فی کلام دار بینھما: مَافَعَلَتْ اِبِلُکَ الْکَثِیْرَۃُ؟ قَالَ: ذَعْذَعَتْھَا الْحُقُوْقُ یَااَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ۔ فقال علیہ السلام: ذٰلِکَ اَحْمَدُ سُبُلِھَا۔

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تمہارے وہ کثیر التعداد اونٹ کیا ہوئے؟ عرض کیا: یا امیرالمومنین! (زکوٰۃ اور صدقات کے) حقوق نے انہیں بکھیر دیا۔ آپ نے فرمایا: یہی تو اُن کی سب سے اچھی راہ تھی۔

ارشاد (۴۴۷)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَنِ اتَّجَرَ بِغَیْرِ فِقْہٍ فَقَدِ ارْتَطَمَ فِی الرِّبَا۔

جو شخص دین کی سمجھ بوجھ کے بغیر تجارت کرے گا، وہ سمجھ لے کہ سُود کے بھنور میں جا پڑے گا۔

ارشاد (۴۴۸)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَنْ عَظَّمَ صِغَارَ الْمَصَائِبِ ابْتَلَاہُ اللّٰہُ بِکِبَارِھَا۔

جو چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کو بڑی سمجھنے لگتا ہے، اللہ اسے بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ارشاد (۴۴۹)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَنْ کَرُمَتْ عَلَیْہِ نَفْسُہٗ ھَانَتْ عَلَیْہِ شَھَوَاتُہٗ۔

جو شخص اپنی قدر و قیمت پہچانتا ہے، وہ اپنی نفسانی خواہشات کو ہیچ سمجھتا ہے۔

ارشاد (۴۵۰)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَامَزَحَ امْرُؤٌ مَزْحَۃً اِلَّا مَجَّ مِنْ عَقْلِہٖ مَجَّۃً۔

جب آدمی ہنسی مزاح کی ایک بات کرتا ہے تو اپنی عقل کی ایک کُلی کر کے پھینک دیتا ہے۔

ارشاد (۴۵۱)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: زُھْدُکَ فِیْ رَاغِبٍ فِیْکَ نُقْصَانُ حَظٍّ، وَرَغْبَتُکَ فِیْ زَاھِدٍ فِیْکَ ذُلُّ نَفْسٍ۔

جو تمہاری طرف راغب ہو، اُس سے تمہارا کنارہ کش ہونا کم نصیبی ہے۔ اور جو تم سے کنارہ کشی کرے اُس کی طرف تمہارا راغب ہونا ذلتِ نفس (اپنے آپ کو ذلیل کرنا) ہے۔

ارشاد (۴۵۲)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْغِنٰی وَالْفَقْرُ بَعْدَ الْعَرْضِ عَلَی اللّٰہِ۔

تونگری اور درویشی خُدا کے حضور پیشی کے بعد ہو گی۔

ارشاد (۴۵۳)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَازَالَ الزُّبَیْرُ رَجُلًا مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ حَتّٰی نَشَاَ ابْنُہُ الْمَشْئُوْمُ عَبْدُاللّٰہِ۔

زُبیر برابر ہم اہل البیت میں شمار ہوتا رہا یہاں تک کہ اُس کا منحوس بیٹا عبداللہ پیدا ہوا۔

ارشاد (۴۵۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا لِابْنِ آدَمَ وَالْفَخْرِ: أَوَّلُهُ نُطْفَةٌ، وَآخِرُهُ جِيفَةٌ وَلَا يَرْزُقُ نَفْسَهُ، وَلَا يَدْفَعُ حَتْفَهُ۔

بھلا آدم زاد اور تکبر کا کیا واسطہ؟ اُس کا آغاز نُطفہ اور انجام مُردار ہے۔ نہ اپنے آپ کو روزی دیتا ہے نہ اپنی موت کو روک سکتا ہے۔

ارشاد (۴۵۵)

وسئل من اشعر الشعراء؟ فقال علیہ السلام: إِنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَجْرُوا فِي حَلْبَةٍ تُعْرَفُ الْغَايَةُ عِنْدَ قَصَبَتِهَا فَإِنْ كَانَ وَلَا بُدَّ فَالْمَلِكُ الضِّلِّيلُ (یرید امرأ القیس۔)

آپؑ سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: سب شعراء ایک جماعت (ٹیم: TEAM) کی صورت میں نہیں دوڑے کہ بازی لے جانے پر کوئی حد کا تعین کیا جائے۔ تاہم اگر کوئی ہوا ہے اور ضرور ہے کہ ہوا ہو، تو وہ گمراہی میں بڑھا ہوا بادشاہ ہے (سیّد رضیؒ فرماتے ہیں: ملک الضِّلّیل سے آپؑ کی مراد اِمرأ القیس[1] ہے۔

---

[1] اشعر العرب امرأ القیس اذا رکب، والاعشیٰ اذا رغب والنابغۃ اذا رھب
یعنی عرب کے بڑے شاعر تین ہیں: سوار ہو تو امرأ القیس، حریص ہو تو اعشیٰ اور ڈرپوک ہو تو نابغہ (کلام عرب۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے غالب شجاعت کی بنا پر امرأ القیس کو ترجیح دی ہے۔ (مترجم)

ارشاد (۴۵۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَلَا حُرٌّ يَدَعُ هٰذِهِ اللُّمَاظَةَ لِأَهْلِهَا؟ إِنَّهُ لَيْسَ لِأَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ إِلَّا الْجَنَّةَ، فَلَا تَبِيعُوهَا إِلَّا بِهَا۔

ہے کوئی مردِ آزاد جو اس چبائے ہوئے لقمہ (دُنیا) کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دے؟ یاد رکھو جنت کے سوا تمہارے نفسوں کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس کے سوا اُنہیں کسی اور قیمت پر نہ بیچنا۔

ارشاد (۴۵۷)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ، وَطَالِبُ دُنْيَا۔

دو حریصوں کا پیٹ نہیں بھرتا: طالب علم اور طالبِ دنیا کا۔

ارشاد (۴۵۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْإِيْمَانُ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ عَلَى الْكَذِبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ وَاَنْ لَا يَكُوْنَ فِيْ حَدِيْثِكَ فَضْلٌ عَنْ عَمَلِكَ وَاَنْ تَتَّقِيَ اللّٰهَ فِيْ حَدِيْثِ غَيْرِكَ۔

ایمان یہ ہے کہ جہاں سچ مضر ہو اور جھوٹ مفید وہاں تم سچ کو جھوٹ پر ترجیح دو۔ اور یہ کہ تمہارا قول تمہارے فعل سے آگے نہ بڑھے۔ اور یہ کہ دوسرے کی زبانی بات کرنے میں خوفِ خدا رکھو۔

ارشاد (۴۵۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَغْلِبُ الْمِقْدَارُ عَلَى التَّقْدِيْرِ حَتّٰى تَكُوْنَ الْآفَةُ فِي التَّدْبِيْرِ۔

مقدار تقدیر پر یہاں تک غالب ہے کہ تدبیر میں آفت کا امکان ہوتا ہے [۱]

قال الرضی: وقد مضی هذا المعنی فیما تقدم بروایة تخالف هذه الالفاظ۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ یہی مفہوم اس سے مختلف الفاظ میں پہلے بھی گزر چکا ہے۔

---

[۱] مقدار: قدرِ الٰہی، تقدیر: (اندازہ) اور قیاس (محمد عبدہ: شرح نہج البلاغہ)

ارشاد (۴۶۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ تَوْءَمَانِ يُنْتِجُهُمَا عُلُوُّ الْهِمَّةِ۔

بردباری اور اقدام سے پہلے غور و فکر کرنا دونوں کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں بلندیٔ ہمت کا نتیجہ ہیں [۱]

[۱] توءمان: جڑواں بچے۔

ارشاد (۴۶۱)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْغِيْبَةُ جُهْدُ الْعَاجِزِ۔

کمزور کا سارا زور غیبت ہے [۱]

[۱] غیبت: پیٹھ پیچھے کی برائی۔

ارشاد (۴۶۲)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رُبَّ مَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيْهِ۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحسین انسان کو دیوانہ کر دیتی ہے۔

ارشاد (۴۶۳)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلدُّنْيَا خُلِقَتْ لِغَيْرِهَا وَلَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا۔

دُنیا اپنے غیر (آخرت) کے لئے بنائی گئی اور اپنے لئے نہ بنائی گئی۔

ارشاد (۴۶۴)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِبَنِي أُمَيَّةَ مُرْوَدًا يَجْرُونَ فِيهِ، وَلَوْ قَدِ اخْتَلَفُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ ثُمَّ كَادَتْهُمُ الضِّبَاعُ لَغَلَبَتْهُمْ۔

قال الرضی: والمرود هنا مفعل من الارواد، وهو الامهال والانظار، وهذا من افصح الکلام واغربه، فکانه علیه السلام شبه المهلة التی هم فیها بالمضمار الذی یجرون فیه الی الغایة، فاذا بلغوا منقطعها انتقض نظامهم بعدها۔

سچ یہ ہے کہ بنو امیہ کے لئے ایک میدان مہلت ہے جس میں وہ دوڑ لگا رہے ہیں۔ اور اگر اُن میں باہمی اختلاف ہو گیا اور اس کے بعد بجّو بھی ان کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تو ان پر ضرور غالب آ جائیں گے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں: مُرْوَد یہاں بروزن مُفْعَل (مصدر) اِرْوَاد سے (مشتق) ہے اور اس کا معنی مُہلت اور ڈھیل دینا ہے۔ اور یہ انتہائی فصیح و نادر کلام ہے۔ گویا آپؑ نے اُن کے زمانۂ مُہلت کو، جس میں وہ اب ہیں، اُس میدان سے تشبیہ دی ہے، جس کی حد تک پہنچنے کے لئے وہ دوڑ لگا رہے ہیں چنانچہ جب اپنی آخری حد کو پہنچ جائیں گے تو اُن کے نظم کے سارے کس بل نکل جائیں گے۔

ارشاد (۴۶۵)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فِي مَدْحِ الْأَنْصَارِ: هُمْ وَاللهِ رَبَّوُا الْإِسْلَامَ كَمَا يُرَبَّى الْفِلْوُ مَعَ غَنَائِهِمْ بِأَيْدِيهِمُ السِّبَاطِ وَأَلْسِنَتِهِمُ السِّلَاطِ۔

انصار کی مدح میں فرمایا: اِن لوگوں نے، بخدا اپنی دولت کے ساتھ ساتھ اپنے فیاض ہاتھوں اور اپنی تیز کی طرح چلتی ہوئی زبانوں سے، اسلام کی اس طرح پرورش کی جس طرح یک سالہ بچھیرے کی پرورش کی جاتی ہے۔ (جب کہ اس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو)۔

ارشاد (۴۶۶)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ۔

قال الرضی: وهذه من الاستعارات العجیبة، کانه یشبه السه بالوعاء، والعین بالوکاء، فاذا اطلق الوکاء لم ینضبط الوعاء، وهذا القول الاشهر الاظهر من کلام النبی صلی اللہ علیه واله وسلم، وقد رواه قوم لامیرالمؤمنین

آنکھ سُرین کا بندھن ہے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں: یہ ایک عجیب قسم کا استعارہ ہے۔ گویا آپؑ سُرین (پچھے حصہ) کو برتن سے تشبیہ دیتے ہیں اور آنکھ کو (اُس کا منہ بند کرنے کے) بندھن سے۔ چنانچہ جب بندھن کھول دیا جاتا ہے تو برتن محفوظ نہیں رہتا۔ در زیادہ مشہور اور اظہر روایات کے مطابق یہ کلام حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ جب کہ ایک گروہ نے یہ بھی

عليه السلام، وذكر ذلك المبرد فی کتاب (المقتضب) فی باب (اللفظ بالحروف) وقد تکلمنا علی هذه الاستعارة فی کتابنا الموسوم: بمجازات الآثار النبویة۔

روایت کی ہے کہ یہ امیرالمومنین علیہ السلام کا کلام ہے۔ اور المبرد نے اپنی کتاب "المقتضب" کے باب "اللفظ بالحروف" میں ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ اور ہم نے اپنی کتاب "مجازات الآثار النبویۃ" نامی میں اس استعارہ پر بحث کی ہے۔

ارشاد (٤٦٧)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فی کلام له: وَ وَلِيَهُمْ وَالٍ فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ، حَتّٰى ضَرَبَ الدِّيْنُ بِجِرَانِهٖ۔

ایک کلام میں ارشاد فرمایا: اور ایک حاکم لوگوں پر حکمران ہوا، اور اس نے لوگوں کو سیدھا کیا اور خود سیدھا رہا۔ یہاں تک کہ دین نے اطمینان کا سانس لیا (جڑ پکڑ لی)

ارشاد (٤٦٨)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَأْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوْضٌ يَعَضُّ الْمُوْسِرُ فِيْهِ عَلٰى مَا فِیْ يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: (وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ) تَنْهَدُ فِيْهِ الْاَشْرَارُ وَتُسْتَذَلُّ الْاَخْيَارُ وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّوْنَ وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّيْنَ۔

لوگوں پر ایک ایسا سخت زمانہ آئے گا، جس میں دولتمند اپنی دولت میں (بخل کی وجہ سے) دانت کاٹے گا۔ حالانکہ اُسے ایسا کرنے کا حکم نہیں تھا۔ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے: (اور باہمی احسان کو بھول نہ جاؤ) اُس زمانے میں بدکار سر اُٹھالیں گے اور نیک لوگ ذلیل سمجھے جائیں گے، اور بے بسوں سے سودے بازی کی جائے گی حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے بسوں کے سودوں سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد (٤٦٩)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَهْلِكُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ وَبَاهِتٌ مُفْتَرٍ۔

قال الرضی: وهذا مثل قوله علیه السلام: هَلَكَ فِیَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَمُبْغِضٌ قَالٍ۔

میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے: ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا، دوسرا بہتان تراش افترا پرداز۔

سید رضی فرماتے ہیں: یہ ارشاد آپؑ کے اس قول کی طرح ہے: "میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوئے: ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا، دوسرا بغض رکھنے والا کینہ پرور۔

ارشاد (۴۷۰)

وسئل عن التوحید والعدل؛ فقال علیہ السلام:- "اَلتَّوْحِیْدُ اَنْ لَّا تَتَوَهَّمَهٗ وَالْعَدْلُ اَنْ لَّا تَتَّهِمَهٗ"۔

آپؑ سے پوچھا گیا کہ توحید کیا ہے اور عدل کیا ہے؟ تو فرمایا: توحید یہ ہے کہ خدا کو اپنے وہم و گمان میں مقید نہ کرو اور عدل یہ ہے کہ اُسے متہم نہ کرو (اُس کی بھلائی میں شک نہ کرو)۔

ارشاد (۴۷۱)

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: لَا خَیْرَ فِی الصَّمْتِ عَنِ الْحُکْمِ کَمَا اَنَّهٗ لَا خَیْرَ فِی الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ۔

جہاں بولنا ضروری ہو وہاں خاموش رہنے میں خیر نہیں، جس طرح علم نہ ہو تو بولنے میں خیر نہیں ہوتی۔

ارشاد (۴۷۲)

وقال علیہ السلام: فی دعاء استسقی بہ:- اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ذُلُلَ السَّحَابِ دُوْنَ صِعَابِهَا۔

طلب باراں کرتے ہوئے ایک دُعا میں فرمایا:
بارالٰہا! تند و تیز طوفانی بادلوں سے پہلے نرم سیر بادلوں سے ہمیں سیراب کر دے۔

قال الرضی: ھذا من الکلام العجیب الفصاحۃ، وذلک انہ علیہ السلام شبہ السحاب ذوات الرعود والبوارق والریاح والصواعق بالابل الصعاب التی تقمص برحالھا وتقص برکبانھا وشبہ السحاب خالیۃ من تلک الروائع بالابل الذلل التی تحتلب طیعۃ وتقتعد مسمحۃ۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں: یہ عجیب الفصاحت کلام کی ایک مثال ہے، وہ اس طرح کہ آپؑ نے کڑکتے، چمکتے، تند سیر اور بجلی گرانے والے بادلوں کو اُن سرکش اور منہ زور اونٹوں سے تشبیہ دی ہے جو کجاووں کو اُتار پھینکنے کے لیے اگلے پاؤں اکھٹے اُٹھا کر زمین پر مارتے ہوئے دوڑتے کودتے ہیں اور سواروں کو گرا کر اُن کی گردنیں توڑ دیتے ہیں۔ اور ان پریشان کُن باتوں سے خالی بادلوں کو اُن نرم سیر اونٹنیوں سے تشبیہ دی ہے جو فرماں بردار ہو کر دودھ دوہنے دیتی ہیں اور فراخ دلی سے سوار کی مرضی کے مطابق چلتی ہیں۔

ارشاد (۴۷۳)

وَقِیْلَ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ: لَوْ غَیَّرْتَ شَیْبَكَ یَا امیرالمؤمنین! فقال علیہ السلام: اَلْخِضَابُ زِیْنَةٌ وَنَحْنُ قَوْمٌ فِیْ مُصِیْبَةٍ۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: یا امیرالمومنین! کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپؑ ریش مقدس کے سفید بالوں کا رنگ (خضاب) بدل لیتے۔ آپؑ نے فرمایا: خضاب ایک زینت ہے اور ہم لوگ سوگ میں ہیں۔

(یرید وفاة رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم)

(سید رضی فرماتے ہیں کہ سوگ سے آپؑ نے وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لی ہے)

ارشاد (474)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَا الْمُجَاھِدُ الشَّھِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَعْظَمَ اَجْرًا مِمَّنْ قَدَرَ فَعَفَّ: لَکَادَ الْعَفِیْفُ اَنْ یَکُوْنَ مَلَکًا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ۔

راہ خدا میں شہید ہونے والے مجاہد کا اجر اُس شخص کے اجر سے بڑا نہیں جو (گناہوں پر) قادر ہونے کے باوجود پاک دامن رہے۔ چنانچہ بعید نہیں کہ پاک دامن آدمی فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو جائے۔

ارشاد (475)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْقَنَاعَۃُ مَالٌ لَا یَنْفَدُ۔

قال الرضی: وقد روی بعضھم ھذا الکلام لرسول اللہ صلے اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلم۔

قناعت وہ دولت ہے جو (خرچ کرنے سے) ختم نہیں ہوتی

سید رضی فرماتے ہیں: بعض لوگوں نے روایت کی ہے کہ یہ کلام حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

ارشاد (476)

وقال علیہ السلام، لزیاد بن ابیہ۔ وقد استخلفہ لعبد اللہ ابن العباس علٰے فارس واعمالھا، فی کلام طویل کان بینھما نھاہ فیہ عن تقدم الخراج:۔

اِسْتَعْمِلِ الْعَدْلَ، وَاحْذَرِ الْعَسْفَ وَالْحَیْفَ، فَاِنَّ الْعَسْفَ یَعُوْدُ بِالْجَلَاءِ وَالْحَیْفَ یَدْعُوْ اِلَی السَّیْفِ۔

جب آپؑ نے زیاد بن ابیہ کو عبد اللہ بن عباس کی جگہ فارس اور اس کے مضافات کا عامل مقرر کیا، تو ایک طویل گفتگو میں جو آپؑ کے اور زیاد کے درمیان ہوئی، اور اُس میں آپؑ نے اسے پیشگی خراج وصول کرنے سے روکا، اُس سے ارشاد فرمایا۔

عدل سے کام لو، اور زبردستی اور ظلم سے کنارہ کش رہو، کیوں کہ زبردستی کا انجام جلا وطنی ہوتا ہے اور ظلم تلوار (اٹھانے) کی دعوت دیتا ہے۔

ارشاد (477)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَشَدُّ الذُّنُوْبِ مَا اسْتَخَفَّ بِہٖ صَاحِبُہٗ۔

سب سے بھاری وہ گناہ ہے جس کا مرتکب اُسے کوئی وزن نہ دے۔

ارشاد (478)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَا اَخَذَ اللّٰہُ عَلٰے اَھْلِ الْجَھْلِ اَنْ یَتَعَلَّمُوْا حَتّٰی اَخَذَ عَلٰے اَھْلِ الْعِلْمِ اَنْ یُعَلِّمُوْا۔

اللہ نے جب تک اہل علم پر تعلیم دینے کی ذمہ داری عائد نہیں کی، اہل جہالت پر علم حاصل کرنے کی ذمہ داری عائد نہیں کی۔

ارشاد نمبر (479)

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: شَرُّ الْاِخْوَانِ مَنْ تُکُلِّفَ لَہٗ

بدترین دوست (بھائی) وہ ہے جس کے لئے تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔

قال الرضی: لان التکلیف مستلزم للمشقۃ وھو شر لازم عن الاخ المتکلف لہٗ فھو شر الاخوان۔

سید رضی فرماتے ہیں: یہ اس لئے کہ تکلیف کو مشقت لازم ہے، اور وہ ایسی برائی ہے جو اس دوست کی وجہ سے لازم ہوتی ہے جس کے لئے تکلیف اٹھائی جاتی ہے۔ لہٰذا وہ بدترین دوست ہوا۔

ارشاد (۴۸۰)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا احْتَشَمَ الْمُؤْمِنُ أَخَاهُ فَقَدْ فَارَقَهُ۔

جب مومن، اپنے مومن بھائی کو ناراض اور شرمندہ کرنا چاہتا ہے، تو سمجھ لو کہ اُس سے جُدا ہو گیا۔

قال الرضی: یقال حشمہ واحشمہ اذا اغضبہ وقیل: اخجلہ واحتشمہ طلب ذلک لہ، وھو مظنۃ مفارقتہ۔

سید رضی فرماتے ہیں: حَشَمَهُ اور اَحْشَمَهُ "ناراض کر دیا" کے معنی بولے جاتے ہیں اور اِحْتَشَمَهُ کے معنی ہیں: "ناراض اور شرمندہ کرنا چاہا"۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں اُسکی مفارقت کا گمان ہوتا ہے۔

وھذا حین انتھاء الغایۃ الی قطع الاختیار من کلام امیر المؤمنین علیہ السلام، حامدین للّٰہ سبحانہٗ علی ما من بہ من توفیقنا لضم ما انتشر من اطرافہ، وتقریب ما بعد من اقطارہ، وتقرر العزم کما شرطنا اولاً علی تفضیل اوراق من البیاض فی آخر کل باب من الابواب لیکون لاقتناص الشارد واستلحاق الوارد، وما عسیٰ ان یظھر لنا بعد الغموض، ویقع الینا بعد الشذوذ، وما توفیقنا الا باللّٰہ: علیہ توکلنا وھو حسبنا ونعم الوکیل۔ وذلک فی رجب سنۃ اربعمائۃ من الھجرۃ۔

اور اب ہم اپنی مقدور بھر جستجو کی آخری حد کو پہنچ کر کلام امیر المومنین علیہ السلام کے انتخاب کا سلسلہ ختم کرتے ہیں (وہ بھی اس حالت میں کہ) ہم اللہ سبحانہ کا شکر کر رہے ہیں کہ اس نے ہم پر احسان کر کے ہمیں توفیق دی تو ہم نے اس کلام کی بکھری ہوئی پتیوں کو کونے کونے سے چن کر یکجا کر دیا اور دور افتادہ اجزا کو گوشے گوشے سے لا کر قریب کر دیا۔ اور جیسا کہ شروع میں طے کر لیا تھا ہمارا یہ ارادہ برقرار رہا کہ ہر باب کے آخر میں کچھ سادہ اوراق فاضل (SPARE) چھوڑ دیں، تاکہ کلام کا کوئی نادر ٹکڑا جو ہمارے ہاتھ آنے سے رہ گیا ہو، اُسے بعد میں قابو کر لیں اور جو تازہ وارد ہو اُسے پہلے میں شامل کر لیں۔ اور کیا بعید ہے کہ جو کلام آج دقیق معلوم ہوتا ہے کل کو کھل کر ہمارے سامنے آ جائے، اور جو آج تک ہم سے الگ رہا کل کو ہمارے پاس پہنچ جائے اور ہماری سب توفیق صرف اللہ سے وابستہ ہے۔ اُسی پر ہمارا توکل ہے اور وہی ہر حال میں کافی ہے اور اس سے بہتر بھروسا کے قابل کوئی نہیں۔

اور یہ کام ماہ رجب سن چار سو ہجری میں انجام پذیر ہوا۔

وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد خاتم الرسل والھادی الی خیر السبل وآلہ الطاھرین واصحابہ نجوم الیقین

خدا، رسولؐ اور علیؑ کی بخشی ہوئی طاقتوں سے نہج البلاغہ حصہ سوم کا ترجمہ تمام ہوا

اللھم صل علی محمد وآل محمد

حافظ آباد:
۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء

بندۂ علیؑ
غلام محمد ذکی سرود کوٹی

حمایت اہلبیت وقف (رجسٹرڈ) ریلوے روڈ لاہور